بسم اللہ الرحمن الرحیم
تحریک خدام اہل سنت کا ترجمان نظام خلافت راشدہ کا داعی
ماہنامہ
حق چار یار رضی اللہ عنہم
لاہور
اشاعتِ خاص
بیاد
قائد اہل سنت وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم مظہر شریعت وطریقت
حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ
بانی تحریک خدام اہل سنت پاکستان
خلیفہ مجاز شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ

اشاعت خاص

مارچ، اپریل 2005ء

بانی تحریک خدام اہل سنت پاکستان خلیفہ مجاز شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ

زیر نگرانی

ترتیب و تدوین

# الاجازة المسندة لسائر الكتب والفنون المتداولة

مسلسلات المحامد العالية لا تعتمد الا عليه ومسلسل المدائح الفائحة لا تتواتر الا اليه اجاز الخلائق بنعمه التي لا تحصى طرقها فهم عن اداء تشكرها ضعفاء عاجزون و انباء المسلمين بمتون الاحاديث التي فهو لدى فقهها والروايات فقون صحاح صلواته الغريبة لم تدل الاحول مركز النبوة وسنن تسليماته العزيزة لم ترفع الا الى عرش مفخر الرسالات اللهم فادم ديم رحمتك المشهورة هطالا على احاد امته ائمتهم في الرواية والرد وعلى المجتهدين منهم سيما من نال الدين القويم من الثريا الى الثرى اما بعد فقد استجازني الاخ في الله مظهر حسين بن مولانا ابي ابو الفضل محمد كرم الدين الجهلمي عن كتب السنن المتداولة وما تجولي اياه من كتب الاصول والفنون الفرعية بعد ما قرأ الذي بعض امهات الست الجليلة ثم يكن ذلك منه الا بظنه الحسن فاني لست من فرسانها ولا رجالها السنية فقد ستسمن ذا ورم ونفخ في غير ضرم فالح على الحاحا غير معتاد والجاني الى اسعاف ما اراد ثم لم اجد بدا استخرت الله تعالى ثم اجزته بالصحاح الست وغيرها من المنقول والمعقول واسفار الفروع والاصول حسبما اجازني بها الائمة الفحول اجلهم وامجدهم بدر المحققين وامام اهل المعرفة واليقين العارف بالله شيخ الهند مولانا ابو الميمون محمود الحسن العثماني الديوبندي موطنا والحنفي مسلكا والجشتي النقشبندي القادري السهروردي مشربا (قدس الله سره العزيز) عن ائمة اعلام اجلهم مولانا شمس الاسلام والمسلمين العارف بالله مولانا ابو احمد محمد قاسم العلوم والحكم النانوتوي موطنا الحنفي مسلكا والجشتي النقشبندي القادري السهروردي مشربا وحضرة شمس العلماء العاملين امام اهل المعرفة واليقين ابي مسعود رشيد احمد الحنفي الگنگوهي الجشتي النقشبندي القادري السهروردي مشربا رحمهما الله تعالى وهما قد اخذا سائر الفنون الكتب الدرسية خلا علم الحديث عن ائمة اعلام اجلهم مولانا الشيخ الحجة ابي يعقوب مملوك العلي النانوتوي الحنفي والمفتي صدر الدين الدهلوي قدس الله اسرارهما وغيرهما من اساتذة الفنون بدهلي المعاصرين لهما عن ائمة اعلام اجلهم مولانا رشيد الدين الدهلوي عن الامام الحجة مولانا العارف بالله الشاه عبد العزيز الدهلوي الحنفي قدس الله سره العزيز ح ويروي الشمسان الموما اليهما سابقا كتب الحديث والتفسير قراءة واجازة عن ائمة اعلام اجلهم شيخ مشايخ الحديث الامام الحجة العارف بالله الشيخ عبد الغني المجددي الدهلوي ثم المدني عن الشيخ احمد سعيد المجددي الدهلوي ثم المدني ومولانا احمد علي السهارنفوري قدس الله اسرارهم كلهم عن الشهير في الافاق مولانا الامام الحجة محمد اسحاق الدهلوي ثم المكي قدس الله سره العزيز عن جده لامه امام الائمة العارف بالله مولانا الشاه عبد العزيز الدهلوي قدس الله سره العزيز عن امام الائمة في المعقول والمنقول مركز دوائر الفروع والاصول مولانا العارف بالله الشاه ولي الله الدهلوي النقشبندي واسانيده الى المحقق الدواني والسيد الجرجاني والعلامة التفتازاني قدس الله اسرارهم مذكورة في القول الجميل وغيره وكذلك اسانيده الى اصحاب السنن ومصنفي كتب الحديث مذكورة في ثبته وكذلك في اوائل الصحاح الست ويروي حضرة مولانا الشاه عبد الغني الدهلوي المرحوم سائر الكتب سيما الصحاح الست عن الامام الحجة محمد عابد الانصاري السندي ثم المدني صاحب التصانيف المشهورة واسانيده مذكورة في ثبته المسمى بحصر الشارد في اسانيد الشيخ محمد عابد كذلك في ثبت الشيخ عبد الغني المشهور باليانع الجني ح ويروي شيخنا العلامة شيخ الهند المرحوم عن العلامة محمد مظهر النانوتوي ومولانا القاري عبد الرحمن الفاني فتي المرحوم كلاهما عن العارف بالله الشيخ محمد اسحاق المرحوم ح واروي هذه العلوم والكتب عن الشيخ الاجل مولانا عبد العلي قدس الله سره العزيز اكبر المدرسين مدرسة مولانا عبد الرب المرحوم بدهلي عن الشيخ الاجل مولانا خليل احمد السهارنفوري ثم المدني كلاهما عن ائمة اعلام سيما الشمسان الموما اليهما ح واروي عن مشيخة اعلام من الحجاز اجازة وقراءة لاوائل بعض الكتب اجلهم شيخ التفسير حسب الله الشافعي المكي ومولانا عبد الجليل برادة المدني ومولانا عثمان عبد السلام الداغستاني مفتي الاحناف بالمدينة المنورة ومولانا السيد احمد البرزنجي مفتي الشافعية بالمدينة المنورة رحمهم الله تعالى واوصاهم واوصي الاخ مظهر حسين الموما اليه ونفسي بالتقوى في السر والعلن وترك الفواحش ما ظهر منها وما بطن عاضا بالنواجذ على ما كان عليه السلف الصالحون وائمة السنن اجمعون المتقون وان يجعل تقوى الله تعالى نصب عينيه خائفا عن القيام يوم المحشر بين يديه وان يعرض عن الدنيا الدنية ولذاتها صارفا انفاس عمره العزيز في طاعة الله تعالى وذكره في غدواتها وروحاتها وان لا ينساني ومشايخي الكرام عن الدعوات الصالحة في خلواتها وجلواتها وصلى الله تعالى على خير خلقه سيدنا ومولانا محمد وآله وصحبه وسلم

قاله بلسانه ورقمه ببنانه افقر العباد الى عفو ربه الصمد العبد المدعو بين الانام بحسين احمد غفر له ولوالديه ومشايخه الرؤوف الاحد

خادم العلوم الدينية بدار العلوم الديوبندية في شعبان المعظم سنة ١٣٥٨ من هجرة من له العز والشرف عليه وعلى آله وصحبه الصلوة والسلام

دار العلوم دیوبند کی طرف سے عطا کی گئی سند

مولانا عمیر الحسن مدظلہم ، بھیں چکوال
فاضل: جامعہ عربیہ اظہار الاسلام
بنوری روڈ، چکوال

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کافی عرصہ سے ارادہ تھا کہ ماہنامہ حق چار یارؓ کے قائد اہلسنت نمبر کی PDF فائل تیار کی جائے، مگر کتاب بھی نہیں تھی اور کتاب کی ضخامت اتنی زیادہ تھی کہ عکس لینا ناممکن تھا، چند دن پہلے اس خیال کا اظہار مولانا عمیر الحسن صاحب (بھیں) کے سامنے کیا تو انہوں نے اپنا نسخہ پیش کر دیا اور جلد کھولنے کی بھی اجازت دی، اللہ تعالی ان کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین ثم آمین

PDF تیار کردہ:

احتشام الحسن تترال ضلع چکوال

استاد: جامعہ عربیہ اظہار الاسلام جدید گلشن صحابہ بھون روڈ چکوال 9

بیاد

قائد اہل سنت وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم مظہر شریعت وطریقت

# حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بانیٔ تحریک خدام اہل سنت پاکستان خلیفہ مجاز شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ

یا اللہ مدد ۔ اصلی کلمہ اسلام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۔ خلافت راشدہ حق چاریار
تحریک خدام اہل سنت کا ترجمان نظام خلافت راشدہ کا داعی
ماہنامہ حق چاریار لاہور
جلد-18/ شمارہ 3-4
مارچ، اپریل 2005ء
اشاعت خاص
بیاد
قائد اہل سنت مظہر شریعت و طریقت وکیل صحابہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ
بانی تحریک خدام اہل سنت پاکستان خلیفہ مجاز شیخ الاسلام حضرت مدنی
زیر نگرانی
جانشین قائد اہل سنت
محمد ظہور الحسین اظہر
امیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان
ترتیب و تدوین
حافظ زاہد حسین رشیدی
فاضل وفاق المدارس العربیہ پاکستان
مدیر مسئول
حافظ محمد مسعود
بدل اشتراک اشاعت خاص
اندرون ملک 25% رعایتی ۔۔۔ -/225 روپے
بیرون ملک 25% رعایتی ۔۔۔ -/800 روپے
نائب مدیر
ماسٹر منظور حسین
رسالہ کے سلسلہ کی جملہ خط و کتابت کیلئے
دفتر ماہنامہ حق چاریار
متصل جامع مسجد میاں برکت علی ڈیلدار روڈ اچھرہ لاہور
Ph: 042-7593080 Mob: 0300-9470582
E.mail: haqcharyar2000@yahoo.com

قائد اہل سنت نمبر
باب ۱
آغازِ سخن
فہرست ابواب۔فہرست مضامین۔انتساب
اداریہ۔۔۔مدح باقی ہے
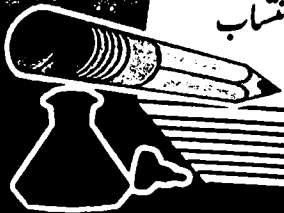
# فہرست ابواب

| باب نمبر | عنوان | صفحہ نمبر |
| --- | --- | --- |

# فہرست مضامین

## باب ① آغاز سخن

عنوان | صفحہ نمبر



## باب ② تعزیتی خطوط

## ⚙...... باب ③ ہمارے بابا جی رحمہ اللہ...... ⚙

## باب ④ منتخب مکاتیب



## باب ⑤ مقالات و مضامین

## باب ⑥ یادگار قرار دادیں

## باب ⑦ منظوم خراج عقیدت

## ۞......باب ⑧ آئینہ تحاریر......۞

## باب ⑨ آئینہ تصاویر

تفصیل تصاویر



## باب ⑩ منظوم کلام

## ......باب ⑪ معاصر اخبارات و جرائد کا خراج تحسین......

## ......باب ⑫ اخباری بیانات......

## ⊛ ...... باب ⑬ تاریخہائے ولادت و وفات ...... ⊛

## باب ⑫ مکتوبات اکابر

# انتساب

چھان ڈالی کتاب تم نے تمام
پیار کی بات انتساب میں تھی

اس عظیم مناظرِ اسلام کے نام جن کے سامنے ہر قسم کی لادینیت
بالخصوص رافضیت اور قادیانیت نے گھٹنے ٹیک دیئے۔
میری مراد ''آفتاب ہدایت'' اور ''تازیانہ عبرت'' شہرہ آفاق کتب
کے مصنف حضرت قائدِ اہل سنتؒ کے والدِ گرامی

رئیس المناظرین ابوالفضل

**حضرت مولانا محمد کرم الدین دبیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ**

سے ہے میں اپنی حقیر کاوش آپ کے نام کرنے کی جسارت کرتا ہوں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

زاہد حسین سکندر

مارچ 2005ء

# اے اللہ

[illegible] سید حسین احمد مدنی قدس سرہ العزیز
کے قافلہ حق کے آخری شہسوار، خلیفہ مجاز، پاسبان عقائد اہل سنت والجماعت وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم
[illegible] حسین احمد [illegible] کے نقش قدم پر چلا!

یہ جس [illegible] شیخ الائمہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ سے وراثت میں ملی،
یہ جو [illegible] میں قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے عکس جمال تھے،
یہ جو [illegible] و استقامت میں قطب الاقطاب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے پرتو تھے،
یہ جو سیاسی بصیرت میں اسیر مالٹا شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسنؒ کی سیاست کے امین تھے،
یہ جو [illegible] مدح صحابہ میں اپنے مرشد شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے جانشین تھے،
یہ جو [illegible] میں مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ کا نمونہ تھے،
یہ جو [illegible] میں محدث کبیر حضرت مولانا میاں اصغر حسینؒ کے سہیم تھے،
یہ جو [illegible] میں فکر ولی اللہی کے امین حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ کے مثیل تھے،
یہ جو [illegible] میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے رفیق تھے،
یہ جو [illegible] میں امام اشمیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے نعم البدل تھے،
یہ جو [illegible] احقاق حق کے لیے اسیری گزار کر یہ ثابت کر گئے کہ وہ بزم حسین احمدؒ کے حقیقی نمائندہ تھے۔

ہے بزم حسین احمدؒ سے یہاں ہنگامہ گیر و دار بپا

[illegible]

اهدنا الصراط المستقيم (اداریہ) — مرتب کے قلم سے

# مدح باقی ہے

اپنے الفاظ کو اظہار میں ڈھالوں کیسے
سوچتا ہوں کہ تیرے احساس کی توہین نہ ہو

.....محترم قارئین! مذکورہ بالا شعر کی مجموعی فکر بہت بڑی حقیقت ہے۔ قائد اہل سنت وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسی عظیم شخصیت کے متعلق قلم اٹھانا بڑے دل گردے کا کام اور عظیم جسارت ہے۔ تاہم ایک عجیب احساس جو اب تک دامن گیر ہے اس نے حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے کام کرنے پر آمادہ کیے رکھا۔ وہ یہ کہ ہم اپنی بساط کے مطابق حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کی حیات وخدمات کے متعلق جو کچھ جانتے ہیں وہ ہمارے پاس آنے والی نسلوں کی امانت اور اسے تاریخ کے ریکارڈ کے سپرد کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔

لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا کا ضابطۂ قرآنی بھی اس احساس میں حرارت کا باعث بنتا رہا کہ تم اپنی طاقت، اپنے وسائل کے پابند ہو۔ جہاں تک ممکن ہو سکے وہاں تک جانا تمہارا فریضہ ہے۔

سو جناب! ہم نے اپنی بساط کے مطابق حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کی حیات وخدمات کے بیشتر گوشے سپرد ریکارڈ کر دیے ہیں۔ اس اعتراف کے ساتھ کہ.....

تھکی ہے فکر رسا اور مدح باقی ہے
قلم ہے آبلہ پا اور مدح باقی ہے
ورق تمام ہوئے اور مدح باقی ہے
سفینہ چاہیے اس بحر بے کراں کے لیے

.....انسانی سوچ وفکر اور مخلوق کے کاموں میں نسیان وخطاء کا عنصر لازمی ہے۔ ممکن ہے ہم اپنی اس کاوش میں عقیدت وحقیقت کے تمام رنگ نہ بھر سکے ہوں۔ ممکن ہے کہ باوجود کوشش کے ہم سے بعض تاریخی واقعات میں غیر واقعی حذف واضافہ ہو گیا ہو۔ ممکن ہے کہ ہم سے نہ چاہتے ہوئے بھی کسی قضیہ کا تکرار ہو گیا ہو۔ ممکن ہے کہ بعض واقعات کی تواریخ غلط درج ہو گئی ہوں یا ان میں تضاد واقع ہو گیا ہو۔ ہم

ان تمام ممکنات کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی ممکنہ خطاؤں کا قبل از وقت اعتراف کرتے ہیں اور جناب کی مثبت تنقید، مدلل نشاندہی کے منتظر اور آں محترم کے حوالہ وشکریہ کے ساتھ تصحیح کے لیے بے چین ہیں۔
اور یہ بھی حقیقت ہے......

ہم بندہ سے خدا تو بن نہیں سکتے
وہ چاہتے ہیں کہ ہم سے کوئی خطاء نہ ہو

......مولانا عبدالوحید اشرفی، میری ماہنامہ حق چار یارؓ کی چار سالہ خدمت میں اگر کوئی حسن ہے تو وہ جناب کا مرہون منت ہے۔ امین ملت مولانا اوکاڑیؒ نمبر کی طرح قائد اہل سنت رحمہ اللہ نمبر کے لیے بھی آں محترم کا بے لوث تعاون قابل قدر اور لائق تشکر ہے۔

ماسٹر منظور حسین، ماہنامہ حق چار یارؓ کی خدمت اور حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے مشن و افکار کی ترتیب کی ایک تاریخ رکھتے ہیں۔ قائد اہل سنت نمبر کے لیے ان کی خدمات کا شکریہ بھی ضروری ہے۔

رشید احمد صدیقی، بڑے باصلاحیت اور مخلص دوست ہیں۔ ماہنامہ حق چار یارؓ کے تینوں خصوصی ایڈیشنز جہلمیؒ نمبر، اوکاڑیؒ نمبر اور اب قائد اہل سنت رحمہ اللہ نمبر کی کمپوزنگ کا سہرا جناب کے سر ہے۔

جزاہ اللہ احسن الجزاء

حافظ عبدالوحید حنفی، دستاویزات کی فراہمی اور دیگر کئی احباب ہماری اس کاوش کے لیے مالی تعاون، دعاؤں اور مسلسل انتظار کے حوالہ سے بجا طور پر شکریہ کے مستحق ہیں۔

صاحبزادۂ گرامی جانشین قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین صاحب اظہر مدظلہ کی خدمت میں خصوصی طور پر ''ہدیہ تشکر'' پیش کرنا ناگزیر ہے۔ آنجناب کا بھرپور اعتماد، مکمل نگرانی اور بے مثال شفقت قدم قدم پر مہمیز ثابت ہوتی رہی۔

حق تعالیٰ ہم سب کی کاوشوں کو شرف قبولیت سے نوازیں......آمین بحرمۃ سید المرسلین

......قائد اہل سنت رحمہ اللہ نمبر کے لیے کاوشوں کا آغاز حضرت اقدس رحمہ اللہ کے وصال کے چوتھے روز شروع کر دیا تھا۔ اہل قلم اور حضرت اقدس رحمہ اللہ کے متعلقین سے خط و کتابت و دیگر ذرائع سے مسلسل رابطہ رہا۔ اس سلسلہ کے میرے عریضہ جات اور ان کے جوابی عنایت نامے شاید قارئین کی دلچسپی کا باعث ہوں ......... ملاحظہ فرمائیں!

# عریضہ نمبر (۱)

مکرمی ومحترمی جناب ..................زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جیسا کہ جناب کے علم میں ہے ہم خدام (کارکنان تحریک خدام اہل سنت پاکستان) اپنے محبوب قائد مظہر شریعت وطریقت قائد اہل سنت وکیل صحابہؓ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نور اللہ مرقدہٗ (بانی تحریک خدام اہل سنت پاکستان، خلیفہ مجاز شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ) کے سایۂ شفقت سے محروم ہو گئے ہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ دار الفناء سے دار البقاء رحلت فرما گئے ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون.

آپ کی جدائی جہاں ہمارے لیے ناقابل برداشت صدمہ ہے وہیں ہم آپ کے ارشادات وفیوضات، آپ کا مشن وافکار آنے والی نسلوں کو منتقل کرنا اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں۔ اسی سوچ کے پیش نظر ماہنامہ حق چار یارؓ لاہور ''قائد اہل سنت نمبر'' شائع کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، جس کے لیے آنجناب کے تعاون کی اشد ضرورت ہے، درخواست ہے کہ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی حیات وخدمات کے حوالہ سے اپنا مفصل مضمون جلد تحریر فرمائیں۔ اجرکم علی اللہ.

امیر محترم صاحبزادۂ گرامی حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین اظہر صاحب دامت برکاتہم ہدیہ سلام مسنون پیش کرتے ہیں۔

آپ کے نگارشات کا شدت سے انتظار ہے۔

# عریضہ نمبر (۲)

مخدومی ومحترمی جناب..................زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

خدا کرے مزاج گرامی بخیر ہوں۔ آنجناب کو یاد ہو گا فروری ۲۰۰۴ء میں قائد اہل سنت وکیل صحابہؓ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ مجاز حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ، بانی تحریک خدام اہل سنت پاکستان) کی حیات وخدمات کے حوالہ سے شائع ہونے والے ماہنامہ حق چار یارؓ لاہور کے ''قائد اہل

سنت نمبر'' کے لیے آپ سے تحریر کی درخواست کی تھی۔ شاید جناب اپنی مصروفیات میں سے وقت نہ نکال سکے۔ لیکن ہم آپ کے نگارشات کے لیے سراپا منتظر رہے۔

ثانیاً درخواست ہے کہ ۲۵ جون ۲۰۰۴ء تک آں محترم اپنے تاثرات روانہ فرمادیں تاکہ وقتِ مقررہ پر قائد اہل سنت نمبر منظر عام پر آسکے...... اگر تفصیلی مضمون کے لیے وقت میں گنجائش نہ ہو تو چند صفحاتی تاثرات سے ہرگز محروم نہ فرمائیں۔ جوابی لفافہ بھی ارسال خدمت ہے جو جناب کے پاس کرم فرمائی کا منتظر رہے گا۔ دعاؤں کی درخواست ہے۔

والسلام مع الاکرام


حافظ زاہد حسین رشیدی

(مدیر منتظم ماہنامہ حق چاریارؓ لاہور)

جامعہ اہل سنت تعلیم النساء عقب مدنی جامع مسجد چکوال

فون: 0573-554566

موبائل: 0300- 9470582

فیکس: 0573-550860

e-mail.haqcharyar2000@yahoo.com


✿......✿......✿......✿

## جوابی مکاتیب

## شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب، کراچی

مکرم و محترم زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ

جواب بھیجا جاچکا ہے اگر وصول ہوگیا ہے تو مطلع فرمائیں۔ ممنون ہوں گا۔

والسلام

## حضرت مولانا محمد عبید اللہ صاحب، مہتمم جامعہ اشرفیہ، لاہور

عزیزم رشیدی کے نام

سلام مسنون

انتہائی ضروری اور واجب العمل

تعمیل حکم کے طور پر حضرت قاضی صاحب قدس سرہ کے بارے میں کچھ لکھ تو دیا ہے۔ تحریر کے انداز سے آپ کو محسوس ہو گیا ہو گا کہ بے ربط، بے کیف اور بے معنی سی تحریر ہے۔ قابل اشاعت ہرگز نہیں۔ اس لیے حق چار یارؓ کے مخصوص نمبر میں اس کو شائع نہ کیا جائے۔ بقول حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ۔

در مجلس خود راہ مدہ ہمچوں منے را
افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را

☆ ☆ ☆ ☆

## شیخ الحدیث مولانا حبیب الرحمٰن صاحب سومرو، حیدر آباد

مخدوم مکرم حضرت مولانا حافظ زاہد حسین صاحب زید مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج گرامی بخیریت!

ارسال کردہ والا نامہ باعث فرحت قلب ہوا۔ حضرت اقدس قدس سرہ کی رحلت کے حزن وملال سے طبیعت میں بسط نہیں ہو رہا۔ انتہائی کوشش ہے فقیر سے جو ٹوٹا پھوٹا ہو سکا ان شاء اللہ العزیز بھیں شریف کانفرنس میں خدمت میں پیش ہو گا۔ باقی ارشادات پر بھی سعی ہو رہی ہے۔ جماعتی احباب کو میری طرف سے سلام، اللہ تعالیٰ آپ کے مساعی جلیلہ کو قبول فرمائے۔ سلامت رکھے۔

آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ۔

☆......☆......☆......☆

## مولانا محمد ابو بکر صاحب غازی پوری، انڈیا

مکرمی صاحبزادہ و محترم مولانا قاضی محمد ظہور الحسین صاحب
سلام مسنون!

ماہنامہ حق چار یارؓ کے مدیر منتظم صاحب کی جانب سے خط ملا کہ حق چار یارؓ قائد اہل سنتؒ نمبر نکال رہا ہے۔تم بھی کچھ لکھ کر بھیج دو۔میرا حضرت سے رابطہ کم رہا۔ملاقات بھی بس ایک دفع ہوئی۔ان کے بارے میں میری معلومات بہت کم ہیں مگر عقیدت و محبت سے دل آباد ہے۔

حضرت کے بارے میں بہت عجلت میں اپنے تاثرات لکھ کر بھیج رہا ہوں۔قابل پذیرائی ہوگا۔

دعاؤں میں یاد رکھیں، اس کی ایک کاپی دفتر ماہنامہ حق چار یارؓ لاہور کو بھی بھیج رہا ہوں۔ملنے پر براہ کرم مطلع فرمادیں۔

والسلام

❀......❀......❀......❀
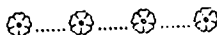
## حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب، ملتان

بخدمت گرامی جناب حافظ زاہد حسین رشیدی صاحب حفظہ اللہ
مدیر منتظم ماہنامہ حق چار یار، لاہور
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

امید ہے مزاج گرامی بعافیت ہوں گے۔جناب کا گرامی نامہ موصول ہوا تھا اس سلسلے میں چند سطور پیش خدمت ہیں۔امید ہے کہ قبول فرمائیں گے۔

والسلام مع الاکرام

❀......❀......❀......❀
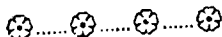
## حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب، چناب نگر

مخدوم محترم مولانا زاہد حسین صاحب رشیدی

وعلیکم والسلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ، مزاج گرامی

معافی چاہتا ہوں آپ کو زحمت کرنی پڑی۔ خانقاہ سید احمد شہید بر مکان حضرت شاہ صاحب لاہور ملاقات پر عرض کیا تھا کہ لولاک کا مضمون اس نقطۂ نظر سے لکھا تھا کہ وہ حق چار یارؓ نمبر کے لیے کام دے جائے۔ ورنہ اجمالی مضمون تو اس سے قبل ختم نبوت میں شائع ہو گیا تھا۔

غالباً آپ کے پاس یہ شمارے نہ ہوں گے۔ اس لیے لولاک کے مضمون کی کاپی آپ کی خدمت میں ارسال ہے۔ مخدوم محترم صاحبزادہ صاحب سمیت جملہ حضرات سے تسلیمات۔

طالب دعا

⁂ ...... ⁂ ...... ⁂ ...... ⁂

## مولانا محمد عبد المعبود صاحب، راولپنڈی

مخدوم و مکرم حضرت مولانا قاضی ظہور الحسین صاحب امیر تحریک خدام اہل سنت، زید مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

عافیت مطلوب، اپنی تصنیفی مصروفیات معطل کر کے آنجناب کے ارشاد کی تعمیل میں مضمون ''مرد درویش'' مکمل کر لیا ہے اور ارسال خدمت کر رہا ہوں۔ ممکن ہے لفظی اغلاط پائی جاتی ہوں۔ نظر ثانی کا وقت نہیں مل سکا۔ معذرت خواہ ہوں۔

اپنی طرف سے حضرت قاضی صاحب قدس سرہ کی زبان میں مضمون پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ تاہم اگر آپ کے معیار پر پورا نہ اترے تو از راہ شفقت واپس فرما دیں۔ کبھی تو کام آ جائے گا۔

احباب کی خدمت میں سلام عرض کر دیں۔

والسلام

⁂ ...... ⁂ ...... ⁂ ...... ⁂

## مولانا ڈاکٹر محمد الیاس فیصل، مدینہ منورہ

محترم حافظ زاہد حسین رشیدی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مزاج گرامی

تعمیل ارشاد کے طور پر حضرت قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق چند باتیں ارسال خدمت ہیں۔
مفید محسوس ہوں تو شامل اشاعت کرلیں۔ دعاؤں میں یاد رکھیں۔

والسلام

## شیخ الحدیث مولانا مفتی زرولی خان صاحب، کراچی

گرامی قدر محترم ومکرم حضرت مولانا قاضی ظہور الحسین صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کرے مزاج اقدس بخیر وعافیت ہوں۔ حضرت اقدس قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق میرا مضمون جو حضرت کی شان کے پیش نظر مخمل میں ٹاٹ کے پیوند کے مترادف ہے۔ تاہم حسب مقولۂ دیرینہ الامر فوق الادب کچھ سطور اور متفرقات ترتیب دے کر ارسال خدمت ہیں۔

اُن کی شفقت کے الٰہی پائے یہ رنگ قبول<br>
پھول کچھ میں نے چنے ہیں ان کے دامن کے لیے

خدا کرے آنجناب کے مزاج اعتدال کے مناسب حال ہو، ورنہ سقط المتاع کی جگہ ردی کی ٹوکری ہے۔ حضرت والا پر مقالات لکھنا درکار تھا لیکن عدیم الفرصتی اور افتادگی طبع جیسے امراض موانع رہتے ہیں۔

ہر شبے گویم کہ من فردا ایں سودا کنم<br>
باز چوں فردا شود با کار دیگر می کنم

بہرحال مقالہ پیش خدمت ہے .....

گر قبول افتد زہے عز و شرف

حق تعالیٰ حضرت والا کے درجات بلند فرمائیں اور آپ جیسے خلف صادق اور خلف الرشید کو دیوار امت کے لیے سدِ فولادی اور حضرت کے علوم بحر بیکراں کے لیے چشمۂ شیریں بنائے۔
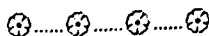
والسلام

⚙......⚙......⚙......⚙

## مولانا سعید احمد صاحب، جلال پوری، کراچی

مخدوم مکرم جناب مولانا حافظ زاہد حسین رشیدی صاحب زید مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

معروض آنکہ حسب ارشاد ماہنامہ "حق چاریارؓ" کے خصوصی نمبر کے لیے حضرت قاضی صاحب پر دو عدد مضامین پیش خدمت ہیں۔

حضرت اقدس مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر صاحب کا دو صفحات پر مشتمل مختصر سا مضمون ہے۔ جب کہ راقم الحروف کا بے ترتیب اور بے ہنگم پندرہ صفحات کا۔

اگر معیار پر پورے اترتے ہوں تو شائع فرمادیں۔ ورنہ آپ کم از کم میرے مضمون کو ردی کی ٹوکری کے حوالہ کردیں۔ ان شاء اللہ مجھے کوئی شکایت نہیں ہوگی۔ وصولی پر اگر رسید کی اطلاع دے دیں تو عنایت ہوگی۔ جوابی لفافہ پیش خدمت ہے۔ معروفیات پر جواب کی تاخیر ہوئی۔ معذرت خواہ ہوں۔ حضرت صاحبزادہ قاضی ظہور الحسین مدظلہ کی خدمت پر تسلیمات عرض۔

والسلام

⚙......⚙......⚙......⚙
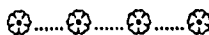
# معاون خصوصی مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی، کراچی

محترم جناب حافظ زاہد حسین رشیدی صاحب

مدیر منتظم ماہنامہ حق چاریار لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آنجناب کا خط مورخہ ۴/ ربیع الثانی ۱۴۲۵ھ حوالہ نمبر ۲۰ بنام حضرت مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہم وصول ہوگیا تھا۔

حضرت والا حرمین شریفین کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے ہیں اور آپ کی واپسی جولائی کے دوسرے ہفتے میں ہونے کا امکان ہے۔ اس لیے حضرت والا کے لیے "قائد اہل سنت نمبر" کے لیے کوئی تحریر ۲۵/ جون ۲۰۰۴ء تک بھیجنا ممکن نہیں۔

حضرت والا کی واپسی پر یہ خط ان کی خدمت میں پیش کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ

اللہ تعالیٰ آپ کی اس مساعی کو شرف قبولیت سے نوازے اور آپ کو تمام مقاصد حسنہ میں کامیابی عطاء فرمائے۔

والسلام

❀......❀......❀......❀
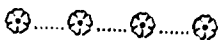
# مولانا مفتی غلام الرحمٰن صاحب، پشاور

گرامی قدر حضرت مولانا حافظ زاہد حسین رشیدی صاحب، زید مجدکم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

تاخیر پر معذرت خواہ ہوں۔ ان شاء اللہ قریب وقت حضرت شیخ رحمہ اللہ کے بارے میں چند کلمات خدمت میں بھیج دوں گا۔ تاکہ یہ سیاہ کار بھی حضرت کے تذکرہ نگاروں میں شامل رہے۔

والسلام

❀......❀......❀......❀
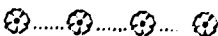
## مخدوم زادہ مولانا سید معاویہ شاہ امجد، مخدوم پور

محترم المقام ذوالمجد والتکریم حضرت مولانا زاہد حسین رشیدی صاحب دامت برکاتہم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
امید ہے مزاج شریف بخیریت ہوں گے۔ گزارش ہے کہ والد گرامی مدظلہ کا مضمون (از حد تاخیر کے ساتھ دست بستہ بار بار بے شمار تاخیر کی معذرت کے ساتھ) روانہ ہے۔
گر قبول افتد زہے نصیب
مضامین کے جملہ مندرجات قابل اشاعت ہی نہیں بلکہ حالاتِ حاضرہ کی ضرورت اور خدام کے مشن و مزاج کے عین مطابق ہیں۔
تاہم آپ کو حذف و اضافہ کا مکمل اختیار ہے۔ امید ہے شفقت فرمادیں گے۔ مضمون کی اشاعت کے پہلے صفحہ پر اگر ممکن ہو تو چند سطریں والد صاحب کے تعارف پر ادارہ کی طرف سے مضمون کے مندرجات کے حقائق و مشاہدات کی روشنی میں قلم بند فرمادیں تو ذرہ نوازی ہوگی۔
حضرت والد گرامی مدظلہ کی طرف سے ہدیہ سلام وآداب ودعائیں قبول باد
شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا
والسلام علیکم وعلیٰ من لدیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
تراب اقدامکم

❁ ..... ❁ ..... ❁ ..... ❁
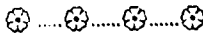
## مولانا سید مصدوق حسین شاہ بخاری، جھنگ

محترمی و مکرمی جناب حافظ زاہد حسین رشیدی صاحبؒ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ حسب الحکم وکیل صحابہؓ حضرت قاضی صاحب کی یاد میں چند سطور تحریر شدہ ارسال کر رہا ہوں۔ قبول فرما کر اشاعت وطباعت سے نوازیں۔
اللہ تعالیٰ آپ کو دنیا وآخرت میں اکابرین سے وابستہ رکھیں۔ آمین
والسلام

## مولانا مفتی سیف اللہ حقانی، اکوڑہ خٹک

محترم المقام برادر مکرم مولانا زاہد حسین صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

ایک مختصر مضمون کے ساتھ تعزیتی خط بھی ارسال ہے۔ یہ خط عین موقعہ پر آپ کو ارسال کیا تھا مگر شاید آپ کو نہیں ملا ہے اس لیے دوبارہ ارسال ہے۔ مناسب جانیں تو نمبر میں مضمون اور خط دونوں کو شائع کر دیں۔ دعا گو ہوں۔

والسلام

⊛......⊛......⊛......⊛
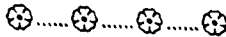
## مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، ملتان

مخدومی و مکرمی حضرت مولانا حافظ زاہد حسین رشیدی صاحب،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

مزاج گرامی!

مخدوم العلماء حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات پر تعزیتی کلمات کے ساتھ حضرت والا کی علمی، روحانی اور مجاہدانہ مبارک اور بابرکت زندگی کے نمایاں کارناموں پر ماہنامہ لولاک میں جو مضمون تحریر کیا گیا اس کی کاپی حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب بھجوا چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین اور ان کے عقیدت مندوں کو توفیق بخشیں کہ وہ ان کے مشن کو احسن طریقہ سے زندہ و تابندہ رکھ سکیں۔ آمین

والسلام

⊛......⊛......⊛......⊛

# حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب، بھکر

محترم المقام جناب ماسٹر منظور حسین صاحب زید مجدکم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج شریف، ان دنوں صحت بھی زیادہ متاثر ہے، رمضان شریف میں لکھنے کی عادت نہیں رہی۔ اب لکھنا مشکل ہو جاتا ہے، حکم کی تعمیل کی کوشش کی ہے، اپنے ارادے کے مطابق تو نہیں لکھ سکا۔ حافظ رشیدی صاحب سے ایک دفعہ ٹیلی فون سے چکوال بات ہوئی تھی۔ انہوں نے جمعیت کے متعلق رائے دی تھی۔ شاید کسی درجے ان کا فرمان پورا ہوا؟ بہرحال تین صفحے ہوئے ہیں، اگر اشاعت کے قابل ہوں تو شامل فرمائیں، ورنہ دعا فرمائیں۔

امید ہے مزاج بعافیت ہوں گے، جملہ احباب کو سلام مسنون ......

والسلام

☆......☆......☆......☆
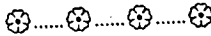
# مولانا مفتی عبدالقدوس ترمذی، ساہیوال

برادر مکرم ومحترم جناب مولانا زاہد حسین رشیدی
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
مزاج گرامی!

احوال آنکہ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر ایک مضمون لکھ کر ای میل کر دیا تھا۔ لاہور فون پر رابطہ سے معلوم ہوا کہ وہ مضمون چکوال پہنچ گیا۔ یہ نمبر لاہور کا نہیں ہے۔ اب انہیں بھی بھجوا رہا ہوں اور یہ خط محض اطلاع کے لیے ارسال ہے۔

امید ہے کہ مزاج بخیر ہوں گے؟

والسلام

☆......☆......☆......☆
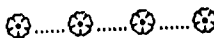
# مجاہد اسلام مولانا محمد مسعود ازہر، بہاولپور

①

محترم و مکرم جناب مولانا حافظ زاہد حسین رشیدی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ و رعاہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

امید ہے کہ خیریت و عافیت سے ہوں گے۔

جناب کا والا نامہ آج مورخہ ۲/ صفر ۱۴۲۵ھ کو موصول پایا۔ جب کہ تاریخ ارسال ۲۰ ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ مرقوم ہے۔ بندہ چونکہ ان دنوں بحمداللہ..... فی سبیل اللہ ..... دربدر ہے۔ اس لیے ڈاک تک رسائی دیر سے ہوتی ہے۔ حضرت امام العصر، قائد اہل سنت، پاسبان مسلک اہل حق، کوہ استقامت، بقیۃ السلف نور اللہ مرقدہ، کا سانحہ ارتحال ایک اجتماعی نقصان ہے۔

حضرت نے تو مزے ہو گئے کہ شربت وصال ملا مگر پیچھے والے سب محروم رہ گئے۔

اللھم لاتحرمنا اجرہ ولا تفتنا بعدہ انا للہ وانا الیہ راجعون.

بندہ کو ان سے بے حد قلبی عقیدت و محبت تھی۔ اور بندہ ان کو زمانے کا امام سمجھتا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ دل بہت غمزدہ اور بے چین ہے۔ جب ہمارا یہ حال ہے تو معلوم نہیں حضرت کے صاحبزادگان و دیگر اقارب و خواص پر کیا گزر رہی ہوگی۔

آپ نے قائد اہل سنت نمبر کے لیے لکھنے کا حکم دیا ہے۔ یہ میری حیثیت و حالت سے بہت بالاتر ہے۔ پھر بھی حضرت کے عاشقوں میں نام لکھوانے کے لیے اپنی سی جسارت کروں گا۔ (ان شاء اللہ)

آپ نے حتمی تاریخ رقم نہیں فرمائی اگر معلوم ہو جائے تو سہولت رہے گی۔

صاحبزادہ گرامی حضرت اقدس مولانا قاضی محمد ظہور الحسین اظہر صاحب زید مجدہ کی خدمت عالیہ میں سلام اور دعاؤں کی درخواست۔

والسلام

(۲)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ خیر بت وعافیت سے ہوں گے۔

آپ کے پہلے گرامی نامہ کے جواب میں بندہ نے آپ کی خدمت میں خط ارسال کیا تھا کہ حالات ہمہ دگرگوں ہیں اس لیے مضمون ارسال کرنے کی حتمی تاریخ سے مطلع فرمائیں۔ اس خط کا جواب بندہ کو نہیں ملا۔ البتہ کل آپ کا دوسرا خط ملا ہے جس میں ۲۵/ جون تک مضمون ارسال کرنے کا حکم ہے۔ بندہ نے بعجلت تمام چند الفاظ لکھ دیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کے صاحبزادے اور دیگر اقرباء واحباب کی خدمت میں سلام۔

والسلام

❁......❁......❁......❁

## مولانا محمد ابراہیم صاحب فانی، اکوڑہ خٹک

محترم المقام زیدت معالیکم (مولانا حافظ زاہد حسین رشیدی صاحب)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

امید ہے مزاج گرامی بالخیر ہوں گے۔

آں محترم کا والا نامہ باصرہ نواز ہوا۔ یادآوری کا ازحد سپاس۔ حضرت قاضی صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کا سانحۂ ارتحال عظیم قومی المیہ اور بہت بڑا ملی سانحہ ہے۔ مسلک حقہ کے تحفظ کے لیے آپ کی کاوشیں نہ صرف قابل داد وتحسین ہیں بلکہ علمی تاریخ کا سنہری باب ہیں۔ آپ کی وفات سے جو خلا پیدا ہوا ہے بظاہر اس کا پر ہونا ناممکن نظر آتا ہے۔ لیکن خداوند تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے پرامید ہیں کہ اس عظیم نقصان کی تلافی فرمائے۔

سردست منظوم کلام اور تواریخ وفات ارسال خدمت ہیں۔ کوشش کروں گا کہ خریدارانِ یوسف میں شمولیت کی سعادت حاصل کرنے کے لیے مختصر مضمون کی شکل میں اپنے تاثرات حوالہ قلم کروں۔ بندہ کی

طرف سے حضرت مولانا کے تمام پسماندگان اور متعلقین سے تعزیت مسنونہ قبول فرمادیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور جنت الفردوس کی نعمتوں سے سرفراز فرمادیں۔ قائد اہل سنت نمبر کی خصوصی اشاعت جب منظر عام پر آجائے تو اس کا ایک نسخہ بندہ کے نام ارسال فرمادیں۔ ابتداء میں کبھی کبھی رسالہ ملتا تھا۔ اب کافی عرصہ سے اس کے دیکھنے کو آنکھیں ترستی ہیں۔ تمام احباب کو سلام اور دعاؤں کی درخواست۔

والسلام

⚙......⚙......⚙......⚙
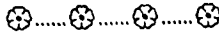
## جناب قاری محمد اسحاق صاحب، ملتان

محترمی ومکرمی جناب حافظ زاہد حسین رشیدی صاحب، زید مجدہم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ خیر وعافیت سے ہوں گے بندہ کو مضمون لکھنے کی بالکل عادت نہیں ہے اور ناں ہی طریقہ آتا ہے مگر آپ کے والا نامہ کی وجہ سے کچھ الٹا سیدھا لکھا ہے اور کئی جگہ عبارت لکھنے کے بعد کاٹنی پڑی اور دوسرا مضمون لکھنے لگا وقت نہیں ہوتا۔ ملتان کی گرمی کا تو آپ نے سنا ہی ہوگا۔ سارا دن مصروفیت کی وجہ سے رات کو لکھنے کی ہمت نہیں ہوتی۔ اب ششماہی امتحان کی چھٹیوں کی وجہ سے کچھ لکھا گیا اگر کوئی اچھی بات سمجھ میں آئے لکھ دیں ورنہ رہنے دیں۔ آپ کے یاد فرمانے پر تہہ دل سے شکر گزار ہوں اور امید کرتا ہوں کہ دعاؤں میں بھی یاد فرماتے رہیں گے۔ حضرت قاضی ظہور الحسین صاحب دامت برکاتہم اور جناب حافظ عبد الوحید صاحب زید مجدہ اور مدرسہ کے حضرات کی خدمت میں سلام اور دعا کے لیے عرض کریں۔ دعاؤں کا محتاج

والسلام

⚙......⚙......⚙......⚙

## مولانا عبدالرؤف چشتی، اوکاڑہ

قابل قدر حضرت مولانا حافظ زاہد حسین رشیدی صاحب

السلام علیکم!

قائد اہل سنت نمبر کے لیے چار صفحات پر مشتمل ایک مختصر سا مضمون پیش خدمت ہے۔ قبول فرمائیں۔ امید ہے مزاج گرامی بعافیت ہوں گے۔

والسلام

## مولانا عبدالقیوم صاحب حقانی، نوشہرہ

مکرمی ومحترم المقام عالی جناب حافظ زاہد حسین رشیدی صاحب۔ زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

مزاج شریف!

اُمید ہے آپ مع الخیر ہوں گے۔

مکتوب گرامی موصول ہوا۔ سیدی ومشفقی حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نور اللہ مرقدہ کا سانحۂ ارتحال پوری اُمت مسلمہ کے لیے ناقابل تلافی نقصان ہے اور حضرت رحمہ اللہ کے سایۂ شفقت سے محرومی پر نہ صرف ان کے معتقدین ومتعلقین بلکہ ہر مسلمان اشکبار وغمزدہ ہے۔ اللہ کریم مرحوم کے درجات بلند فرماوے اور جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین ثم آمین۔ ہم سب اس غم میں برابر کے شریک بلکہ تعزیت کے مستحق ہیں۔

"قائد اہل سنت نمبر" کی اشاعت ماہنامہ "حق چار یار" کے لیے اعزاز ہوگا، ہمیں اُمید ہے کہ یہ ایک تاریخی دستاویز ہوگی جو حضرت رحمہ اللہ کے متعلقین ومعتقدین کے لیے بہترین سوغات، یادگار اور عظیم تحفہ ہوگی۔ اس نمبر کی اشاعت حضرت رحمہ اللہ کی جدائی کے صدمہ میں کمی کا باعث بنے گی اور حضرت کی شاندار ومثالی زندگی کے لیے بہترین ہدیہ عقیدت ثابت ہوگی۔

آپ نے اس نمبر میں مجھ گنہ گار کو بھی کچھ لکھنے کی دعوت دی ہے، یہ بہت بڑی سعادت ہے۔ آپ حضرات نے یاد فرما کر احسان فرمایا۔ واجرکم علی اللہ۔ ان شاء اللہ جلد مضمون بھیجا جا رہا ہے۔ مخدوم زادہ ذی قدر حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین اظہر صاحب مدظلہ کی خدمت میں ہدیہ سلام و نیاز اور دعاؤں کی درخواست عرض ہے۔

والسلام

⚙......⚙......⚙......⚙

## مولانا محمد فیاض خان سواتی، گوجرانوالہ

مکرمی جناب رشیدی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

والد محترم مدظلہ علیل ہیں خط و کتابت یا تحریر سے معذور ہیں، اطلاعاً عرض ہے۔

والسلام

⚙......⚙......⚙......⚙
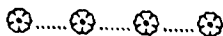
## مولانا قاری محمد اسحاق فاروقی، جہلم

بخدمت محترم جناب حافظ زاہد حسین رشیدی صاحب، مدیر و منتظم ماہنامہ حق چار یارؓ لاہور

بعد از سلام مسنون!

امید ہے مزاج شریف بخیر ہوں گے۔ سیدنا و مرشدنا، مظہر شریعت، رموز اسرار خلافت، مخدومنا و مکرمنا حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی عدم موجودگی سے جو خلا واقع ہوا اللہ کریم ہم سب کو صبر و تحمل و ضبط سے نوازیں۔ اس پرفتن دور میں حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے مشن پر رہ کر ہی تمام فتنوں سے محفوظ رہا جا سکتا ہے۔ حضرت رحمہ اللہ سے ایک تعلق ان کے ہمعصر و رفیق سفر و حضر (حضرت جہلمیؒ) کی وجہ سے تھا آپ جہلم کی سرزمین کی ایک نابغہ روزگار علمی شخصیت تھی۔ راقم الحروف کے نانا مولانا امت رسول رحمہ اللہ کی وجہ سے بھی حضرت رحمہ اللہ کی شفقت حد درجہ کی تھی۔ جی چاہا حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے بارہ کچھ

سے بوز سے کلمات سے ہی حصہ ڈال لوں۔ اور جو ساعتیں اور لمحات حضرت اقدس کی شفقت سے نصیب ہوا کرتے تھے نوک قلم پر لے آؤں۔

وگرنہ کہاں میں کہاں نکہت گل
نسیم صبح یہ تو تیری مہربانی

حضرت امیر محترم حضرت مولانا قاضی ظہور الحسین زید مجدہم کو سلام عرض فرما دیں اور خصوصی دعاؤں سے نوازیں۔ آمین ثم آمین

والسلام

⊛......⊛......⊛......⊛

## ابن لدھیانوی شہیدؒ مولانا محمد طیب، کراچی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

خدمت اقدس میں گزارش ہے کہ چند ماہ قبل آپ کی طرف سے (حضرت اقدس مولانا مظہر حسین رحمہ اللہ کی وفات کے بارے میں تاثرات تحریر کرنے کا ذکر تھا) خط موصول ہوا۔ اس سلسلے میں حضرت ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب سے مشورہ ہوا وہ فرمانے لگے کہ حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری کے ذمہ لگا دیا ہے۔ عنقریب ان کے تمام حالات ارسال فرما دیں گے۔ مختصر حالات شمارہ بینات ماہ محرم ۱۴۲۵ھ میں آچکے ہیں۔ تفصیلی حالات وواقعات آجائیں گے۔ ان شاء اللہ گویا یہ مضمون ادارہ کی طرف سے ہے، میں معذرت چاہتا ہوں کہ پہلے خط کا جواب نہ دے سکا۔

باقی قاعدہ ہے کہ پانی کے ہوتے ہوئے تیمم درست نہیں۔ اصل کے ہوتے ہوئے نائب کی کوئی حیثیت نہیں۔ اسی طرح بڑے بڑے علماء کرام ومشائخ عظام وبزرگانِ دین وولی اللہ کے ہوتے ہوئے بندہ کی کیا حیثیت ہے؟ یہ تو سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ باقی بزرگ، اللہ کے ولی، حق گو علماء کرام، دین وشریعت پر کڑے وقت میں بھی ثابت قدم رہنے والے مشائخ عظام بہت جلد ہم سے جدا ہو رہے ہیں۔ یہ قرب قیامت کی نشانی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ پاک حضرت کی بال بال مغفرت فرمائے۔ جنت الفردوس نصیب فرمائے۔ ہم سب کو صبر جمیل نصیب کرے۔ باقی میرا خصوصی سلام مفتی رشید صاحب اوکاڑوی تک پہنچا دینا۔ جزاکم اللہ خیرا

# مولانا محمد اسماعیل ریحان، کراچی

محترم المقام حضرت حافظ زاہد حسین رشیدی صاحب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے بخیر وعافیت ہوں گے، آپ کا پہلا مکتوب ملنے کے بعد ہی میں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر کچھ تحقیقی انداز کا مضمون لکھنے کا سوچا تھا مگر افسوس کہ اس بارے میں مواد کہیں سے دستیاب نہ ہوسکا، ماہنامہ حق چار یار میں بھی حضرت کی زندگی میں ان پر شائد ہی کوئی تفصیلی مضمون چھپا ہو؟ بہر کیف اس دوسرے خط کو پڑھنے کے بعد ایک مضمون محض تاثرات کا لکھ کر بھیج رہا ہوں۔ افسوس کہ آپ کا یہ خط جو ۴ ربیع الثانی کا تحریر کردہ ہے، مجھے ۱۴ جمادی الاولیٰ کو موصول ہوا ہے۔ اس لیے یہ مضمون نمبر میں تو جگہ نہ پا سکے گا، مگر جب مناسب سمجھیں لگا دیں۔ ترمیم وتبدل کا بھی آپ کو پورا حق ہے۔ ممکن ہے مجھ سے کوئی بات غیر واقعی یا خلاف ادب تحریر ہوگئی ہو۔ دعائے خیر میں فراموش نہ کیجئے گا۔

والسلام

❀......❀......❀......❀

# مولانا قاری منصور احمد، کراچی

محترم رشیدی صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے مزاج گرامی ہوں گے۔ بندہ کو آپ کا گرامی نامہ پہلے بھی موصول ہوا تھا۔ جس کی یاد دہانی ابھی آپ نے کروائی ہے۔ مجھے یوں یاد پڑتا ہے کہ بندہ نے اس گرامی نامہ کا جواب دیا تھا جس میں یہ گزارش تھی کہ بندہ کو حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا موقع تو دو چار بار ضرور ملا ہے لیکن کبھی خدمت میں رہنے اور صحبت اٹھانے کا موقع نہیں ملا۔ اس لیے کیا لکھے اور کیسے لکھے؟ اس عذر کے باوجود آپ کو اصرار ہو تو بندہ کو فون کر دیں۔ ان شاء اللہ حکم کی تعمیل کروں گا۔

والسلام

# مولانا محمد اسماعیل صاحب فیض، لاہور

محترمی جناب مولانا زاہد حسین رشیدی صاحب سلمہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

یاد آوری کا شکریہ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ عافیت وسلامتی کے ساتھ دین کا کام بھرپور طریقہ پر لے۔ آمین

حضرت نور اللہ مرقدہ پر کچھ تحریر کرنا یقیناً بندہ کے لیے سعادت کا باعث ہے۔ لیکن کنت مسجونا بدون جرعة مدة ثمانية اشهر کی وجہ سے دماغی کیفیت عجیب سی ہے لیکن بھرپور کوشش کر کے ان شاء اللہ ضرور کچھ تحریر کروں گا۔ ممکن ہے کہ ایک عالم ربانی کی کچھ دینی خدمات کا تذکرہ ہی بندہ کے لیے اخروی نجات کا باعث بنے۔ رمضان السبارک کی خصوصی ادعیہ میں ضرور یاد فرمائیں گے۔

فقط والسلام

محمد اسماعیل

⚙......⚙......⚙......⚙

# مولانا محمد انور مظہری، کراچی

بخدمت اقدس حضرت حافظ زاہد حسین رشیدی صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ رب العزت سے امید ہے کہ جناب کے مزاج بخیر ہوں گے۔

عرض ہے کہ آنجناب کا والا نامہ موصول ہوا۔ خیریت معلوم ہوئی تو دل کو فرحت حاصل ہوئی۔ جناب نے حکم فرمایا کہ حضرت اقدس قائد اہل سنت وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نور اللہ مرقدہ کی حیات وخدمات کے حوالہ سے مضمون لکھوں تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ احقر کو اول تو مضمون نویسی سے کوئی مناسبت ہی نہیں۔ قلم وقرطاس کا کوئی تجربہ نہیں۔ دوم بدقسمتی سے حضرت اقدس سے ارادت کے تعلق کو تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا اور فاصلہ مکانی کی وجہ سے قابل ذکر استفادہ بھی حاصل نہ کر سکا۔

ثانیاً جناب نے فرمایا کہ چند صفحات تاثرات ضرور لکھوں۔

باوجود اپنی کم علمی اور کم مائیگی کے احساس کے لکھنے کا ارادہ بھی کیا لیکن عزیز واقارب کی یکے بعد دیگرے اموات کی بناپر تاخیر سے تاخیر ہوتی چلی گئی جس کے لئے تہہ دل سے معذرت خواہ ہوں۔ چند صفحات تو نہیں البتہ چند سطری تاثرات پیش خدمت ہیں اگر قابل اشاعت ہوں تو میرے لیے قابل صد افتخار ہوگا۔

والسلام

⊛......⊛......⊛......⊛

## مولانا عبدالجبار سلفی، لاہور

محترم جناب مولانا زاہد حسین رشیدی صاحب مدظلہ

السلام علیکم!

یہ اعلان پڑھ کر کہ آپ حضرت اقدس ؒ کی یاد میں حق چاریارؓ نمبر شائع کر رہے ہیں، بہت مسرت ہوئی۔ اللہ پاک آپ کو ہمت دے کہ آپ حضرت ؒ کے شایان شان ضخیم نمبر نکال سکیں۔

ممکن ہے آپ کے شیڈول میں یہ بات ہو ہمارا مشورہ ہے کہ رسالہ کے آخر میں حضرت اقدس ؒ کی قبر، آپ کے کتب خانہ اور دیگر اہم اشیاء کے عکس بھی لگا دیں۔ بہتر رہے گا۔

روزنامہ اسلام میں حضرت کی زندگی میں اور وفات کے بعد جو مضامین ہمارے شائع ہوئے وہ بھی پیش خدمت ہیں! نیز خصوصی اشاعت کے لیے چند ''ٹوٹے پھوٹے'' الفاظ پر مشتمل یہ مضمون بھی ارسال کر دیا ہے۔ اگر آپ کی نگاہ میں ''معیاری'' ہو تو لگا دیں وگرنہ کوئی شکوہ نہیں ہوگا۔

دعاؤں کا محتاج۔ یکے از خدام حضرت اقدس ؒ

والسلام

⊛......⊛......⊛......⊛
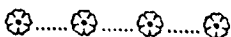
قارئین محترم! قائد اہل سنت ؒ نمبر کے لیے کاوشوں اور رابطوں کا خلاصہ پیش خدمت کر دیا ہے۔ ضابطۂ قرآنی ان اجری الا علی اللہ کے پیش نظر خدا تعالیٰ سے ہی اجر وثواب اور قبولیت کی دعا کی جاتی ہے۔ آپ کی آراء وخیالات کا انتظار رہے گا۔

والسلام

زاہد حسین رشیدی

باب 2
قائد اہل سنت نمبر
تعزیتی خطوط
علماء و مشائخ احباب و متعلقین
کے تعزیتی شذرے
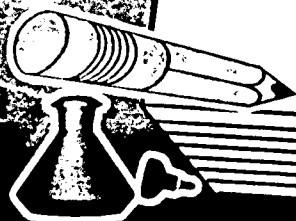
# وقت کی اہم ضرورت: فہم دین کورس

جامعہ مدنیہ لاہور کے ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب نے اردو زبان میں فہم دین کورس کے نام سے ایک جامع دینی تعلیم کا نصاب تیار کیا ہے جو اسلام کے عقائد، اصول اور جدید مسائل سمیت اسلامی احکام اور تفسیر و حدیث پر مشتمل ہے، فرقہ واریت سے پاک اس نصاب کو سنجیدہ اور علمی انداز میں ترتیب دیا گیا ہے۔ اسلام سے تعلق رکھنے والوں اور دین کے دردمندوں کیلئے یہ نصاب الحمدللہ بہت ہی مفید ہے، جو بہت ہی مختصر وقت میں پڑھا جاسکتا ہے، یہ معیاری نصاب دو درجوں پر مشتمل ہے

درجہ عام (O'Level)

یہ تین مندرجہ ذیل کتابوں پر مشتمل ہے،

1۔ اسلامی عقائد | 2۔ اصول دین | 3۔ مسائل بہشتی زیور (مکمل 2 جلدوں میں)

درجہ اعلیٰ (A'Level) یہ مندرجہ ذیل 2 کتابوں پر مشتمل ہے

**1۔ تفسیر فہم قرآن**

آیات کے درمیان ربط، لفظی ترجمہ، رواں مختصر تفسیر اور ضروری فوائد پر مشتمل یہ تفسیر آسان زبان میں پیش کی گئی ہے۔ اس کا اصل ماخذ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور تفسیر بیان القرآن ہے، گیارہ پاروں پر مشتمل دو جلدیں چھپ چکی ہے۔ باقی پر کام ہو رہا ہے۔

**2۔ فہم حدیث**

تمام مضامین پر مشتمل احادیث کا مجموعہ جو اگرچہ آسان زبان میں پیش کیا گیا ہے لیکن اس میں آپ بہت سے حقائق کی وضاحت اور بہت سے اشکالات کا جواب بھی پائیں گے۔ پہلا حصہ عقائد، حقوق، اخلاق اور شمائل نبوی پر مشتمل ہے اور دوسرا حصہ عبادات پر مشتمل ہے، دونوں دستیاب ہیں

تنبیہات: 1 لڑکیوں کے مدارس اور تجوید و قرأت کے مدارس میں اس کورس کو نصاب میں داخل کرنا وقت کی ضرورت ہے۔

2۔ علماء حضرات اپنے اپنے حلقوں میں عوام کو یہ کورس ذمہ داری کے ساتھ پڑھائیں، یہ ان کی بڑی دینی و علمی خدمت ہوگی۔ خواتین میں بھی یہ کورس پڑھایا جائے۔

نوٹ: مصنف کی کسی بھی کتاب سے اس کا کسی قسم کا مالی مفاد وابستہ نہیں ہے

## حضرت مولانا محمد نافع صاحب، فاضل دیوبند، جھنگ

### باسمہ تعالیٰ

محترم المقام جناب حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین صاحب زید مجدکم وشرفکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج گرامی!

بندہ کی طبیعت سخت علیل ہے۔ ورنہ بندہ خود تعزیت کے لیے حاضر ہوتا۔ آپ کے والد گرامی قاضی صاحب مرحوم ومغفور ایک جماعت خدام اہل السنت کے امیر تھے اور انہوں نے صحابہ کرامؓ کے مقام بیان کرنے اور دفاع صحابہ رضی اللہ عنہم کرنے میں بڑا عظیم کام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی کو قبول فرمائے۔ اور آپ حضرات کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔

میں قاضی صاحب مرحوم پر کچھ لکھنے کی طاقت اس وقت نہیں رکھتا۔ کیونکہ میں شدید علیل ہوں۔ اس وجہ سے خط تعزیت لکھنے پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔

والسلام مع الدعاء

ناچیز

محمد نافع

جامعہ محمدی شریف۔ ضلع جھنگ

## حضرت مولانا قاضی عبدالکریم صاحب، فاضل دیو بند، کلاچی

بخدمت گرامی مخدوم ومحترم حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین صاحب دامت برکاتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ ورضوانہ

حق چار یارؓ کے گزشتہ شمارہ میں حضرت اقدس کا مژدۂ صحت پڑھ کر نہ معلوم کیوں غیر اختیاری طور سے دل پر اداسی سی چھا گئی۔ خطرہ یہی محسوس ہوا کہ کہیں یہ غداً نلقی الاحبۃ محمد و حزبہ کی طرح شادی مرگ کا عملاً بلالی اعلان کی صدائے بازگشت تو نہیں۔

وقد کان خفت ان یکونا      انا الی اللہ راجعونا

فان للہ مااخذ ولہ ما اعطی و کل شئی عندہ باجل مسمٰی ۔۔۔ اہل سنت پہلے ہی سے خانہ خراب ہیں، ایک مضبوط دیوار گرنے کا انجام کیا ہوگا خدا ہی بہتر جانتا ہے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ تو اپنی طویل عمر کا لحہ لحہ بالخصوص اپنے کثیر التعداد اہم سے اہم تحریرات میں مصروف رہ کر اپنی قبر کو (واللہ حسیبہ، روضۃ من ریاض الجنۃ) بنا گئے فھنیاً لہ ثم ھنیاً۔۔۔ یتیم امت کا فرض ہے کہ وہ اب آپ کے عظیم علمی ذخیرہ کو کام میں لا کر انہیں زندہ جاوید بنا دیں

جہاں ای برادر نماند بکس
دل اندر جہاں آفریں بند وبس

نجم المدارس میں ختم ہائے قرآن مجید تلاوت سورۃ یٰسین شریف اور جماعت ہائے مساجد میں ایصال ثواب کی کوشش کی گئی والقبول من اللہ وھو المرجو من کرمہ۔

ناکارہ عبدالکریم غفرلہ ولوالدیہ
۵ ذی الحجہ ۱۴۲۲ھ

# شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد تقی عثمانی، کراچی

محترمی ومکرمی جناب مولانا قاضی محمد ظہور الحسین صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے آپ کے والد ماجد حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حادثہ وفات کا علم ایسے وقت ہوا۔ جب میں ایک بیرونی سفر کے لیے پابہ رکاب تھا۔ بڑا صدمہ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت موصوف رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں ان کا سایہ بہت سے فتنوں کے لیے سد باب تھا۔ اگرچہ مجھے براہ راست حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے نیاز حاصل کرنے کے مواقع بہت کم ملے۔ لیکن الحمد اللہ غائبانہ ان سے محبت اور عقیدت تھی اور وہ بھی بندے پر شفقت فرماتے تھے۔ دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائیں، اور آپ حضرات پر جو ذمہ داریاں آئی ہیں، ان کو صبر جمیل اور استقامت کے ساتھ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

والسلام

محمد تقی

۱۹ ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ

## شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب، کراچی

باسمہ سبحانہ

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ پاکستان میں شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے آخری مجاز بھی ۲۶ جنوری ۲۰۰۴ء کو اس دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے۔
( انا للہ و انا الیہ راجعون ) وہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد بھی تھے اور ان سے انہوں نے سلوک و تصوف میں بھی فیض حاصل کیا یہاں تک کہ حضرت نے انہیں اجازت و خلافت کی خلعت سے سرفراز فرمایا۔

مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے آبائی علاقے میں دین کی نشر و اشاعت اور لوگوں کی اصلاح وارشاد کا جو سلسلہ ابتداء میں شروع کیا تھا، وہ بڑھتا گیا اور ''تحریک خدام اہل سنت'' کی صورت میں اس نے ایک تحریک کی شکل اختیار کی، ہزاروں نوجوانوں نے حضرت سے دینی رہنمائی حاصل کی، اپنی اصلاح کی، اپنے عقائد و افکار کو درست کیا اور اس پرفتن دور میں دین کی راہ پر چلنے لگے۔ انہوں نے دین کی نشر و اشاعت کے لیے محدود وسائل کے باوجود وہ تمام راستے اور ذرائع اختیار کیے جو اشاعت دین کے لیے موثر ہو سکتے ہیں، درس و تدریس، دعوت و تبلیغ، خطابت و امامت اور تصنیف و تالیف کے ذریعے وہ دینی خدمات انجام دیتے رہے، کئی مدارس و مکاتب ان کی سرپرستی میں کام کرتے رہے، ''حق چاریار'' کے نام سے ایک موقر ماہنامہ بھی ان کی نگرانی میں شائع ہوتا رہا ہے جس میں ان کے مضامین و مقالات ہر ماہ پابندی سے چھپتے رہے۔

قاضی صاحب زندگی بھر باطل تحریکوں کا بھی تعاقب کرتے رہے، عقائد و نظریات کے بارے میں وہ بہت حساس تھے، جہاں دیکھا کہ کوئی شخص جمہور سے ہٹ کر کوئی نظریہ پھیلا رہا ہے، قاضی صاحب اس کا تعاقب شروع کر دیتے۔ حضرات صحابہؓ کے ساتھ وہ قابل رشک عقیدت و محبت رکھتے تھے، انہیں کسی نے ''وکیل صحابہ'' کا لقب دیا تھا، وہ واقعتاً اس لقب کے حق

وار تھے، وہ تقریباً پون صدی تک سنت اور اہل سنت کی ترجمانی کرتے رہے، آخر عمر میں بھی ضعف وعلالت کے باوجود کسی موضوع پر قلم اٹھاتے تو اس کے سارے پہلوؤں پر سیر حاصل بحث کرتے۔

اللہ جل شانہ ان کے درجات بلند فرمائے ان کی لغزشوں کو معاف فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

سلیم اللہ خان
مہتمم جامعہ فاروقیہ کراچی
رئیس وفاق المدارس العربیہ پاکستان
۱۸صفر ۱۴۲۵ھ ۔ ۲/۴/۲۰۰۴ء

## حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب، ملتان

مکرمی ومحترمی زیدمجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کے وصال سے صرف آپ ہی یتیم نہیں ہوئے۔ بلکہ ملت اسلامیہ یتیم ہوگئی ہے۔ حق جل شانہ حضرت کے درجات کو بلند فرمائیں۔ اور ہم سب کو صبر جمیل کی توفیق نصیب فرمادیں۔

ہمارا فرض ہے کہ ہم حضرت کے مشن کو زندہ رکھیں......

والسلام

عبدالستار عفی عنہ
خیر المدارس ملتان

## شیخ الحدیث مولانا حبیب الرحمن صاحب سومرو، حیدرآباد

۳رذوالحجہ ۱۴۲۲ھ صبح دس بجے بذریعہ فون حضرت اقدس سیدی ومولائی کے وصال کی خبر ملی۔ آج تک آسمان سے برق گرتے دیکھی کہ ہر چیز کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے لیکن آج پتہ چلا کہ کبھی مصائب کی بجلیاں دل پر بھی گرتی ہیں۔ جس سے قصر دل اپنے ٹھکانہ پر نہیں رہتا

صبت علی مصائب لو انہا صبت علی الایام صرن لیالیا

آج دل کی بصیرت کا رشتہ مجمع الانوار سے کٹ گیا۔ دل کے گرد سیاہ حلقے پڑ گئے۔ بصیرت غائب ہوگئی۔ زمین جسد خاکی کو تو اپنے اندر چھپا سکتی ہے لیکن اس میں وہ سکت کہاں کہ حضرت والا نور اللہ مرقدہ کے انوار و فیوض، کمالات شجاعت، ہمت، شفقت، محبت کو اپنے اندر چھپا سکے۔ قافلہ رواں دواں ہے لیکن سالار قافلہ دوران سفر ہمیں چھوڑ چلے۔ اب کشتی کنارے لگانے والے ناخدا امت کو حالات کے بھنور میں چھوڑ چلے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ......

واللہ خیر حافظاً وھو ارحم الراحمین بندہ حضرت والا کی شفقت ومحبت کو کبھی بھول نہیں سکتا۔ کمالات ظاہرتو عیاں تھے۔ ایک مرتبہ میں نے حضرت والا رحمہ اللہ سے عرض کیا کہ مجھے حضرت والا کے مقام کا علم ہو چکا ہے حضرت والا جواباً مسکرا دیے۔ قلندرانہ شان رکھنے والے ''مجاہدانہ صفات کے حامل'' عقائد اہل سنت والجماعۃ کے پاسبان، ذوالحجہ سال کے اختتامی مہینہ میں خالق حقیقی سے رات کے اس آخری اوقات خلوت میں جا ملے جس وقت ہم خواب غفلت میں سو رہے تھے اور حضرت والا استغراق میں لاھوت کی طرف ترقی کے منازل کی تکمیل فرما رہے تھے۔

فرحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ وکثر اللہ سوادہ وجعل قلوبنا مظاھرہ الی یوم الجزاء۔

حبیب الرحمن سومرو
خادم مدرسہ باب مدینۃ العلوم جہاں سومرو
تحصیل ٹنڈو محمد خاں ضلع حیدرآباد
۵ ذی الحجہ ۱۴۲۲ھ

# مولانا مفتی محمد زر ولی خان صاحب، کراچی

محترم ومکرم قاری محمد انور حسین صاحب مدظلہ

دعوات وتسلیمات کے بعد آنجناب کا رقعہ ملا۔ امام اہل سنت، ترجمان مسلکِ دیوبند، سلف وخلف کے خصالِ حمیدہ اور اوصاف جمیلہ کے جامع ہمارے اور آپ کے بزرگ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مرحوم ومغفور کی وفات حسرت آیات پر آپ نے جس دلنوازی سے اس عاجز وفقیر کو تعزیت نامہ بھیجا وہ آپ کے عالی اخلاق اور علماء راسخین کی قدر ومنزلت جاننے کا آئینہ دار ہے۔ میں جنازے میں حاضر ہو چکا تھا چکوال میں بھی اور پھر حضرت کے گاؤں بھیں میں بھی، کراچی اور جہانگیرہ سے وفودِ علماء کے ہمراہ حاضر جنازہ تھا۔ اللہ تعالیٰ حضرت کے درجات بلند فرمائے اور ان کے نام لیواؤں اور نسبت برداروں کو حضرت کے مشن پر استقامت سے چلنے کی توفیق عطاء فرمائے اور آپ، ہم اور دنیا بھر کے لاکھوں سوگواروں کو صبر واجر عطاء فرمائے۔ اس سے چند روز قبل جامعہ عربیہ احسن العلوم کے پروردہ اور علوم وتربیت کے مینار رشد وعلم مولانا سید صبا احسن بعمر ۴۲ سال اچانک راحیلِ آخرت ہو چکے تھے۔ جس کا اس عاجز اور احسن العلوم کے درو دیوار کو ناقابل فراموش صدمہ ہے۔ ہمارے لئے بھی صبر واجر کی دعا فرمائیں۔

والسلام

محتاجِ دعا

محمد زر ولی خان عفا اللہ عنہ

31-1-2004

# مولانا قاضی ہارون الرشید، راولپنڈی

حضرت قاضی مظہر حسین ؒ کے ساتھ میرے خاندان کا بہت قریبی تعلق تھا۔ جس کا ہمیں بہت ہی زیادہ فخر ہے۔ لیکن حضرت کی جدائی کی خبر سنی تو میرے پورے کنبہ اہل عیال ایک مصیبت کا پہاڑ تھی۔ لیکن ہوتا وہی ہے جو اللہ رب العزت کو منظور ہوتا ہے۔ اللہ حضرت والا کو جنت الفردوس کا مہمان اور حضرت صحابہ کرام ؓ کا ساتھ نصیب فرمائے۔ جن کی وکالت کا حضرت نے حق ادکیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضرت کے صاحبزادہ حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین صاحب ؒ کو اللہ حضرت کی جانشینی کا حق ادا کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ حضرت قاضی صاحب دامت برکاتہم کے لیے میرے بھائی عزیزم مولانا قاری قاسم توحیدی اور ان کی والدہ صاحبہ بھی دعا گو ہیں۔

والسلام دعا گو

قاضی ہارون الرشید
خطیب جامع مسجد الرشید گلزار قائد
چک لالہ راولپنڈی

# قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہ،

حضرت قاضی مظہر حسین صاحب قدس اللہ سرہ کی تعزیت کے لیے ان کے گھر واقع چکوال حاضر ہوا ہوں۔ حضرت قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ دیوبندی مکتب فکر کے نمایاں اور ممتاز عالم دین اور عقیدۂ اہل سنت کے زبردست ترجمان تھے۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہٗ نے انہیں خلعت خلافت عطاء کی تھی۔ جو یقیناً ایک بہت بڑی نسبت ہے۔

حضرت قاضی صاحب مرحوم کی وفات حسرت آیات کی خبر مجھے مدینہ منورہ میں بذریعہ حضرت اقدس مولانا سید اسعد مدنی مدظلہ ملی۔ اور اس طرح روضۂ اطہر علی ماجبھا التحیہ والسلام الف الف مرۃ کے جوار میں حضرت مرحوم کے حق میں عاجزانہ دعاؤں کی توفیق بھی نصیب ہوئی۔

رب العزت میری اور مرحوم کے عقیدت مندوں کی دعائیں ان کے حق میں قبول فرمائے۔ اور دین متین اور عقیدۂ حق کے لیے ان کی زندگی بھر کی کاوشوں کو اللہ تعالیٰ آخرت میں عیشۃ راضیہ اور ثقل موازین کا سبب بنائے۔ آمین۔

فضل الرحمن

17-2-3004

# حضرت مولانا محمد یوسف صاحب، پلندری آزاد کشمیر

محترم جناب حافظ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا مکرمہ نامہ ملا ہے آپ کی مہربانی کا شکر گزار ہوں۔

حضرت اقدس مرحوم نے غائبانہ مجھے بیعت کرنے کی اجازت فرمائی تھی۔اس ناچیز نے ان کا شکر ادا کرتے ہوئے کچھ امور کے بارے میں رہنمائی کی درخواست کی تھی مگر میرے خیال میں میرا عریضہ ان کو اس وقت ملا جب کہ وہ کچھ فرمانے کی حالت میں نہ تھے۔اس لئے اس کا جواب نہ ملا۔ خط شائد اس کے کاغذات میں محفوظ ہوگا۔

اپنی نالائقی اور نا اہلیت کا ان سے ذکر کیا تھا اگر وہ زندہ ہوتے تو شائد میری رہنمائی فرماتے۔مگر میری بدقسمتی کہ اس جہاں فانی سے وہ دارالبقاء کی طرف انتقال فرما گئے۔اللہ تعالی ان کی قبر کو اپنے نور سے منور فرمائے۔

ایک دفعہ جب ان پر مقدمہ قائم ہوا تو حالات معلوم کرنے کے لیے ان کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔پھر میری بدقسمتی کہ ان کی مجالس سے مستفید نہ ہوسکا۔

ان کے فرزند ارجمند سے نیاز مند کا تعارف نہیں اس لیے ان کو تعزیت کا خط بھی نہ ارسال کرسکا۔نیاز مند کا حضرت صاحبزادہ صاحب کو عقیدت بھرا مسنون عرض ہو۔

اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کے مشن کو قائم اور دائم رکھے۔

ایں دعاء از من واز جملہ جہاں آمین باد

آپ کا بہت ہی شکر گزار اور مرہون منت ہوں۔

والسلام

محمد یوسف

26-6-2004

# مولانا قاضی عبداللطیف صاحب، کلاچی

قابل صد احترام قاری محمد انور حسین صاحب

سلام مسنون! مزاج گرامی۔ آپ نے حضرت مظہر حسین صاحب قدس سرہٗ کے وفات حسرت زیارت کے غم میں مجھے شریک سمجھ کر بہت ممنون فرمایا۔ محترم حضرت کا وصال شخص واحد کا ماتم نہیں اہل سنت والجماعت کے بہت سے اداروں کی رونقیں ماند پڑ گئی ہیں۔

**انا للہ وانا الیہ راجعون** ۔حق تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند سے بلندتر فرمائے۔ پس ماندگان اہل خانہ متعلقین اور خصوصاً صاحبزادہ قاضی محمد ظہور الحسین صاحب کو صبر جمیل اور اس چشمہ فیض کو ہمیشہ دین کی رونق سے شاداب اور آباد رکھے۔ **وما ذالک علی اللہ بعزیز** ۔مرحوم سے ابتدائی ملاقاتیں شیخ التفسیر حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں جمعیت علماء اسلام کے اجتماعات اور بعد میں مدرسہ عربیہ نجم المدارس کلاچی کے سالانہ اجلاسوں میں ہوا کرتی تھیں۔ آپ کے بیان میں اہل حق کے لیے خصوصی رہنمائی ہوا کرتی۔

تبلیغ ختم نبوت، شان صحابہ رضی اللہ عنہم اور ان کے دفاع میں استقامت اور خصوصیت سے حد اعتدال۔ **ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظہ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن** کے مطابق ایک بے مثال سلف صالحین کا نمونہ تھا۔ انتہائی نامساعد حالات اور پرآشوب دور میں بھی آپ کی تقریر و تحریر آیۃ کریمہ کی واضح عملی تفسیر تھی۔

حضرت کا وصال ایک خاندان کا نہیں۔ اہل سنت کے ہر گھرانے میں شدید صدمہ محسوس کیا جارہا ہے لیکن اس فانی کائنات میں کسی کے لیے دوام نہیں۔ اور اب کائنات کے اٹل نظام میں کسی کو گنجائش چون و چراں نہیں۔

ذرہ ذرہ دہر کا زندانی تقدیر ہے
پردہ مجبور و بیچارگی تدبیر ہے

والسلام

قاضی عبداللطیف از کلاچی

## شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید صاحب، مظفر گڑھ

محترم المقام قاری محمد انور حسین صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

جناب والا کا گرامی نامہ ملا۔ جو حضرت ولی کامل بقیۃ السلف مجاہد کبیر جناب مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات کی افسوسناک خبر پر مشتمل تھا۔ اور اس میں قاضی صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے لیے دعا کرنے کا حکم فرمایا گیا۔

محترم بھائی! قاضی صاحب اس دور میں اہل حق کی ترجمانی کا فریضہ ادا فرما رہے تھے اور اس پیرانہ سالی میں بھی ان کی ہمت جواں تھی۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حضرت قاضی صاحب نے شیخ العرب والعجم حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ کی خلافت کا حق ادا کیا۔ اور ہر باطل کے ساتھ ٹکرائے۔ حضرت قاضی صاحب کی وفات ہم سب کے لیے نقصان عظیم ہے۔ وہ بیک وقت تصوف اور شریعت دونوں کے اس دور کے امام تھے۔ اللہ کریم غریق رحمت فرمائے۔ جامعہ قاسمیہ شرف الاسلام میں جملہ طلباء کے اکٹھ میں قرآن خوانی کی گئی۔ اور حضرت کی بلندئ درجات کے لیے دعاء خیر کی گئی۔ قاضی صاحب مرحوم کی وفات پر جملہ اہل حق تعزیت کے مستحق ہیں۔ اللہ کریم ہم سب کو ان کے مشن اور کام کو آگے بڑھانے کی ہمت عطا فرمائے۔ اور آپ کو صبر جمیل کی دولت سے نوازے۔ آمین یارب العلمین۔ اللہ حضرت کی قبر مبارک پر اپنی رحمتوں کی بارش برسائے۔ آمین

محمد عبدالمجید

خادم العلوم النبویہ جامعہ قاسمیہ
ضلع مظفر گڑھ

1-3-2004

# قائد جمعیت مولانا سمیع الحق صاحب، اکوڑہ خٹک

مخدومی حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین صاحب وتمام اعزہ واقارب حضرت شیخ قدس سرہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مخدوم العلماء والصلحاء حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب قدس سرہ، کے سانحہ ارتحال کا دوسرے دن علم ہوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ افسوس کہ جنازہ میں سعادت سے محروم رہا۔ حضرت قدس سرہ عزیمت واستقامت، اخلاص وللھیت، رشد وہدایت کا ایک حسین امتزاج تھے جو ہر میدان میں اسوۂ مبارکہ چھوڑ گئے۔ اب اللہ ان کے سلسلہ فیض کو آپ اور متوسلین کے ذریعہ جاری وساری رکھے۔ دارالعلوم میں رفع درجات کے لیے دعائیں کی گئیں۔ یہ ہم سب کا مشترکہ غم ہے۔ تعزیت کے آپ یہ ہم سب مستحق ہیں۔ میرے ہاں اہلیہ کے وفات کی وجہ سے عزاداروں کا تانتا لگا ہوا ہے۔ ورنہ جلد از جلد حاضر ہوتا۔ اللہ آپ تمام پس ماندگان کو ان کے مشن کو جاری ساری رکھنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

والسلام

سمیع الحق

خادم دارالعلوم حقانیہ

۳۱ جنوری ۲۰۰۴ء

# مولانا قاضی نثار احمد صاحب، گلگت

محترم المقام واجب الاحترام برادر مکرم جناب قاضی محمد ظہور الحسین صاحب مدظلہ :

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد از تسلیمات مسنونہ

عرض ہے کہ حضرت اقدس بقیۃ السلف مجاہد اسلام سیدی و مرشدی حضرت قاضی صاحب ؒ کی وفات حسرت آیات پوری ملت اسلامیہ کا نا قابل تلافی نقصان ہے۔ پورے ملک میں اہل السنت والجماعت یتیم ہو گئے۔ راقم تو اپنے کو زیادہ ہی محروم اور یتیم سمجھتا ہے۔

حضرت کی جدائی کا غم نکالے نہیں نکلتا ہے۔ حضرت کے لیے کی گئی دعاؤں اور اعمال کا ذکر مناسب نہیں۔ رب تعالیٰ حضرت کے درجات بلند فرمائے۔ تعزیت کے لیے فون کیا تھا جناب مولانا جمیل الرحمٰن صاحب مدظلہ اور عبدالوحید صاحب سے فون پر بات ہوئی تھی۔ دلی خواہش تھی کہ حاضر خدمت بھی ہو جاؤں۔ دور افتادگی اور علاقے کے مخصوص حالات کی وجہ سے حاضر نہیں ہو سکا۔ ان دنوں کسی امام باڑے میں دھماکے ہو گئے ہیں ہمارے ساتھیوں کو تنگ کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ ان کی اپنی کارستانی معلوم ہوتی ہے۔ اس طرح محرم الحرام بھی قریب ہے۔ اس لئے راقم حاضر خدمت ہونے سے قاصر ہے۔ امید ہے کہ جملہ احباب، اہل خانہ اور آنجناب عذر قبول فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ کسی وقت حاضر خدمت ہو جاؤں گا۔ حاضرین مجلس کی خدمت میں السلام علیکم قبول ہو۔ دعاؤں کی درخواست ہے۔

والسلام

محتاج دعا

آپ کا مخلص

نثار احمد

# سفیر ختم نبوت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمہ اللہ

محترم جناب قاضی محمد ظہور الحسین صاحب اعظم اللہ اجرکم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے والد محترم اور لاکھوں مسلمانوں کے روحانی والد اور سرپرست دنیا فانی سے دار بقاء اپنے اصلی سفر اور گھر منتقل ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ کی وفات ''موت العالم موت العالم'' کا صحیح مصداق ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائیں اور اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرما کر جنت الفردوس ان کا مستقل مقام بنائیں ان کی قبر کو جنت کا باغ اور نور سے منور فرما دیں۔

مولانا مرحوم حق کی بے نیام تلوار تھے۔ بغیر لومۃ لائم، اپنے اور غیروں کا لحاظ کیے بغیر حق کا برملا اعلان فرمایا کرتے تھے۔ مداہنت و مصلحت سے کوسوں دور تھے۔ عقیدہ ختم نبوت اور ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم کے تحفظ کے لیے اپنے آپ کو وقف کئے ہوئے تھے۔ اس راستہ میں ہر طرح کے مصائب اور تکالیف کا خندہ پیشانی سے استقبال کیا۔ اور اپنے موقف پر سختی سے قائم رہے۔ یہی علماء ربانیین کی شانؒ ہے کہ ہر قسم کے لالچ اور دھمکیوں سے بے نیاز ہو کر اپنے مشن میں لگے رہیں۔ حضرت کی وفات سے ایسا خلاء پیدا ہوا ہے جس کا پر ہونا بظاہر بڑا مشکل ہے۔ الحمد للہ جنازہ میں شرکت کی سعادت بھی حاصل ہوئی اور ان کے آخری دیدار اور چاند جیسے چہرہ کی زیارت بھی نصیب ہوئی۔ آج جمعہ کے موقع پر حضرت کے لیے دعا مغفرت اور ایصال ثواب کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ جملہ پسماندگان اور وابستگان کو صبر جمیل اور اجر جزیل نصیب فرمائیں۔ آمین

فقط والسلام

شریک غم

منظور احمد چنیوٹی

## حضرت مولانا انوار الحق صاحب، اکوڑہ خٹک

محترمی و مکرمی جناب حضرت قاری محمد انور حسین صاحب زید مجدکم

سلام مسنون!

مکتوب گرامی موصول ہوا۔ پیر طریقت بقیۃ السلف حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سانحہ ارتحال نہ صرف ان کے اہل خانہ، متوسلین و معتقدین کے لیے عظیم صدمہ ہے۔ بلکہ پوری امت مسلمہ کے لیے نا قابل برداشت سانحہ فاجعہ ہے۔ قحط الرجال اور فتنوں سے بھرپور دور میں ان کا وجود اللہ رب العزت عظیم نعمتوں میں سے تھا، ان کی جدائی سے علماء و صلحا، طلباء اور ہر دینی جذبہ رکھنے والا مسلمان طبقہ ایک بہت بڑے مرکز علم و تقوی سے محروم ہو گیا۔ مگر آپ کو معلوم ہے۔ اللہ رب العزت کے اٹل فیصلہ کل من علیہا فان، کے سامنے بندہ مجبور کو سر تسلیم خم کرنا ہی ہے۔ اس فانی دنیا سے ہر کسی کو رخصت ہونا ہی ہے، خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو دین و ایمان کی نعمت سے مالا مال ہو کر دار بقاء کی طرف منتقل ہو جائیں۔

حضرت قاضی صاحب مرحوم کی ساری زندگی بحمد اللہ اشاعت دین، درس و تدریس، اصلاح امت اور معرفت الٰہی و تقوی کے حصول میں گزری۔ دار العلوم حقانیہ کے تمام اساتذہ طلباء و منتظمین ان کی جدائی پر غمزدہ ہیں۔ امید ہے ان کے اعمال رفیعہ ان کے رفع درجات کی بلندی کا ذریعہ بنیں گے۔ بندہ سارے متعلقین حضرت کے اہل خانہ، آپ حضرات و جملہ تلامذہ و متوسلین کے ساتھ شریک تعزیت ہے۔ یہاں جامعہ حقانیہ میں ان کے رفع درجات کے لیے خصوصی دعاؤں کا اہتمام کیا گیا۔ رب العزت حضرت کو جنت الفردوس، مدارج عالیہ پر فائز فرما کر ان کے جملہ اہل خانہ، اراکین تحریک خدام اہل سنت و تمام بہی خواہوں کو صبر جمیل و اجر جزیل سے نوازیں۔ اور ان کے انوار و برکات تا دیر جاری و ساری رکھیں۔

والسلام

محمد انوار الحق

خادم جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک

# مولانا مفتی سیف اللہ صاحب حقانی، اکوڑہ خٹک

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب حضرت مولانا قاضی مظہر حسین نور اللہ تعالیٰ مرقدہ کے انتقال کی خبر سے بہت صدمہ ہوا۔ مگر اس باب میں بغیر صبر کے کوئی چارہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں درجات عالیہ اور ہم تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائیں۔ آپ کی وفات کی وجہ سے امۃ ایک ایسے عذر، بے باک، جری وشجاع اور عظیم علمی سمندر سے محروم ہوگئی۔ جو فرق باطلہ کا بر وقت بغیر کسی مصلحت کے شکار ہونے کے اور بغیر خوف لومۃ لائم کے کامیاب آپریشن کرنے والے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ باطل ان کے نام کے سننے سے لرزہ براندام ہو جاتا۔ آپ احقاق حق اور ابطال باطل کے میدان کے عظیم شاہ سوار تھے۔ اور اس وجہ سے آپ ہر طالب حق کی آنکھ کا تارہ تھے۔ احقاق حق اور ابطال باطل میں کامل مہارت کی وجہ سے جب بھی حق و باطل کی جنگ چھڑ جاتی تو اہل حق کی آنکھیں آپ کی طرف اٹھ جاتی۔ اور اس وجہ سے میری بھی ذاتی طور پر ان کے ساتھ بہت بڑی عقیدت ومحبت تھی۔ اللہ تعالیٰ اس محبت کو میرے لیے زاد آخرت بنائیں (امین)

اس عظیم صدمہ میں ہم مرحوم کے تمام خویش، اقرباء کے ساتھ غم میں برابر کے شریک ہیں۔ دلی دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ خویش، اقرباء کو صبر اور مرحوم کے فیوضات وبرکات سے نوازیں اور مرحوم کو جنت الفردوس میں مقامات رفیعہ عطاء فرما کر ان کے قبر کو روضۃ من ریاض الجنۃ بنادیں۔

(نوٹ) مجھے اس کا بے حد افسوس ہے کہ مختلف بیماریوں کی وجہ سے خود حاضر نہ ہو سکا۔ امید ہے کہ محسوس نہ فرمائیں گے۔ لان العذر عند کرام الناس مقبول نیز برخوردار مولوی مفتی محمد ظہور حقانی سلمہ کی طرف سے بھی تعزیت وتسلیمات عرض ہیں۔

فقط والسلام

مفتی سیف اللہ حقانی
رئیس دار الافتاء دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک
ضلع نوشہرہ......٦ ذی الحجہ ١٤٢ھ

# حضرت مولانا فضل الرحیم صاحب، لاہور

محترمی و مکرمی جناب قاضی محمد ظہور الحسین صاحب زید مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ کی وفات کی خبر سن کر جامعہ اشرفیہ لاہور میں صف ماتم بچھ گئی۔ احقر اور احقر کے برادران حضرت مولانا عبید اللہ صاحب و مولانا عبدالرحمٰن اشرفی صاحب مدظلہما کے ساتھ جو حضرت رحمہ اللہ کا لگاؤ تھا اس کی مثال نہیں ملتی۔ احقر چند ماہ پہلے بھی چکوال حاضر ہوا تھا۔ حضرت رحمہ اللہ نے جس شفقت و محبت کا برتاؤ فرمایا اس کا ایک ایک لمحہ نگاہوں کے سامنے ہے۔ میرے والد محترم بانی جامعہ اشرفیہ لاہور کے ساتھ امرتسر سے قاضی رحمہ اللہ کا تعلق تھا۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ بارہا بڑا لطف لے کر والد صاحب کی خصوصی محبت و شفقت کا ذکر فرماتے تھے۔ میں آج ایمانداری سے یہ سمجھتا ہوں کہ حضرت میرے لئے بڑی دعاؤں کا سرچشمہ تھے اور اکثر کسی نہ کسی واسطہ سے دعائیں پہنچتی رہتی تھی۔ وہ رحمت کا سایہ اٹھ گیا ہے۔ جس کی بنا پر قلب بڑا غمگین ہوا ہے۔ مگر اللہ کے حکم اور مرضی کے سامنے ہر شخص کو سوائے تسلیم و رضا کے کوئی چارہ نہیں۔ پروردگار عالم اپنی رحمت کا سایہ آپ سب پر ہمیشہ قائم و دائم رکھے۔ میری اور بھائی صاحبان کی طرف سے آپ گھر میں سب کو تعزیت پیش فرما دیں۔ اللہ تعالیٰ صبر جمیل اور سکون نصیب فرمائیں۔

والسلام

محتاج دعا

فضل الرحیم عفی عنہ

جامعہ اشرفیہ لاہور

# مولانا قاری سعید الرحمٰن صاحب، راولپنڈی

آج ۱۴؍ ذی الحجہ ۱۴۲۴ مطابق ۶؍ فروری ۲۰۰۴ء چکوال میں حضرت بقیۃ السلف مولانا قاضی مظہر حسین صاحب امام اہل السنۃ والجماعۃ کی وفات حسرت آیات کے سلسلہ میں تعزیت اور دعا کے لیے حاضری ہوئی۔ جنازہ میں شرکت کا شرف حاصل ہوا تھا۔ حضرت مرحوم سے اللہ تعالیٰ نے دین کی جو عظیم خدمات انجام لائی ہیں وہ رہتی دنیا تک لوگوں کے لیے قابل تقلید ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت و کردار اور محبت و جودت پر حضرت کی خدمات انتہائی عظیم ہیں۔

ان معاملات میں حضرت مرحوم کی ایک خاص شان تھی۔ آپ نے انتہائی خاموشی کے ساتھ تصنیف و تالیف سے اس پہلو پر خدمات انجام دی ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کو اعلیٰ علیین میں بلند مقام عطا فرمائے۔ اور آپ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمراہ مولانا محمد اکرم ہمدانی صاحب خطیب جامع مسجد شیخاں راولپنڈی، قاری محمد یعقوب استاد حفظ قرآن مجید جامعہ اسلامیہ راولپنڈی صدر، مولانا عبدالرحمٰن راشد صاحب ناظم جامعہ اسلامیہ راولپنڈی اور قاری فضل الٰہی صاحب مہتمم مدرسہ تعلیم الفرقان بھی تھے۔

والسلام

سعید الرحمٰن
جامعہ اسلامیہ راولپنڈی صدر
۱۴ ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ

# مولانا سعید احمد صاحب جلال پوری، کراچی

مخدوم مکرم جناب صاحبزادہ مولانا قاضی محمد ظہور الحسین صاحب زید مجدہم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

معروض آنکہ میں سفر میں تھا کہ معلوم ہوا کہ مخدوم العلماء، قائد اہل سنت، وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم اور جانشین شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمہ اللہ حضرت اقدس امام اہل سنت، مولانا قاضی صاحب رحلت فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ انا للہ ما اخذ و لہ ما اعطی و کل شیء عندہ باجل مسمی۔ بلاشبہ حضرت قاضی صاحب اکابر و اسلاف کی یادگار، ان کے علوم و معارف اور روایات کے امین تھے۔ آپ مسلک حقہ کے ترجمان اور اکابر دیوبند کی فکر کے داعی و نقاد تھے۔ اگر یہ کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا کہ آپ رحمہ اللہ اس دور میں آیۃ من آیات اللہ تھے۔ آپ جس بات کو حق جانتے بلا خوف لومۃ لائم اسے علی الاعلان بیان فرماتے، آپ کی اسی ادائے حق نوائی کی وجہ سے ان سے جہاں باطل لرزاں و ترساں تھا تو وہاں مصلحت کوش بھی ناخوش تھے۔
اللہ تعالیٰ ان کی مساعی جمیلہ کو قبول فرما کر رفع درجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین

حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی رحلت کا سانحہ صرف آپ رحمہ اللہ کے متعلقین ہی کا نہیں بلکہ تمام علماء حقہ کا اجتماعی صدمہ و سانحہ ہے، آپ رحمہ اللہ کی رحلت سے جہاں ہم سب ان کے علوم و معارف اور انفاس طیبات سے محروم ہو گئے، وہاں امت ایک باخدا بزرگ، داعی حق، ترجمان اسلاف اور یادگار اکابر کی برکات سے محروم ہو گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت موصوف کے درجات عالیہ بلند فرما کر ان کے روحانی و نسبی پسماندگان و اخلاف اور خدام کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین اللھم لا تحرمنا اجرہ و لا تفتنا بعدہ ادارہ بینات جامعہ علوم اسلامیہ کے مدیر حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق سکندر مدظلہ اور تمام اساتذہ آپ کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

راقم الحروف اس وقت مکہ مکرمہ میں تھا جب یہ خبر وحشت ملی، تو بحمد اللہ پہلی فرصت پر حرم شریف جا کر سب سے پہلے ایک نفلی طواف اور صلوٰۃ التسبیح پڑھ کر حضرت مرحوم کو ایصال ثواب کیا

اور مغفرت کی دعا کی۔ بلاشبہ یہ ان کا حق تھا، میں سمجھتا ہوں کہ میرا یہ عمل میری نجات کا ذریعہ ثابت ہوگا۔

آنجناب سے چونکہ اس وقت رابطہ کی شکل ناممکن تھی، اسی لیے تعزیت نہ عرض کرسکا۔

آج ہی آنجناب کی طرف سے حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر صاحب اور راقم الحروف کے نام دو مکتوب موصول ہوئے۔ جن سے یہ اطلاع ملی کہ ماشاءاللہ خدام نے حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت، سوانح اور ان کے دینی وعلمی کارناموں پر مشتمل ''حق چار یار رضی اللہ عنہم'' کا ''قائد اہل سنت'' نمبر شائع کرنے کا عزم کیا ہے۔ میری طرف سے اس مبارک عزم پر پیشگی مبارک باد قبول ہو، چونکہ آنجناب نے راقم الحروف کو بھی حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر کچھ لکھنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ اس لیے ان شاءاللہ حسب ارشاد چند معروضات پیش کرنے کی سعادت حاصل کرکے خریداران یوسف کی فہرست پر اپنا نام لکھوانے کی کوشش کروں گا۔

تمام احباب اور حضرت کے متعلقین ومتوسلین کی خدمت میں تسلیمات مسنونہ کے بعد مضمون واحد ہے۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس جانکاہ صدمہ کو سہانے کی توفیق عطا فرماتے ہوئے ان کے چھوڑے ہوئے مشن کو جاری رکھنے کی سعادت عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

سعید احمد جلال پوری

مدیر بینات کراچی

۲۵ ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ

# مولانا مفتی غلام الرحمٰن صاحب، پشاور

محترم ومکرم جناب مولانا قاضی محمد ظہور الحسین صاحب دام ظلکم العالی

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ بعد تسلیم وبصد تعظیم وتکریم عرض ہے کہ گذشتہ دنوں میں علمی و روحانی اور رشد و ہدایت کے آسمان کے درخشندہ ستارے پیر طریقت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اس دار فانی سے ہمیشہ کے لیے پردہ نشینی کی وجہ سے زیر اثر حلقہ میں ایک ناقابل تلافی اور ناقابل تحمل خلا پیدا ہوا ہے۔ بہت سے افراد آپ کے علمی و روحانی توانائیوں سے استفادہ کرنے سے محروم ہو گئے۔ جن کو اب آپ جیسے راہبری اور راہنمائی والی شخصیت شاید میسر نہ ہو۔ لیکن دنیا کا دستور ہے کہ موت جیسا عظیم سانحہ کسی کے ساتھ کبھی نرمی کا برتاؤ نہیں کرتا ہر کسی کو ایک جیسا اپنی آغوش میں لے لیتا ہے اور کسی کی شخصیت اور بلند مقام سے متاثر نہیں ہوتا۔ جس کا تقاضا یہ ہے کہ اس طرح واقعات میں آہ وفریاد کی بجائے صبر اور تحمل کا مظاہرہ ہو۔

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال پر ملال کے موقعہ پر حاضر ہونا رحمتوں کی بارش سے مستفیض ہونے کا موقعہ تھا لیکن مصروفیات اور حالات نے کچھ ایسا گھیرا ہوا تھا کہ حاضر ہونے سے قاصر رہا۔ امید ہے کہ آپ اس قصور کو عفو و درگزر کے تقاضے کو مدنظر رکھتے ہوئے معاف فرمائیں گے۔ پھر تعزیت نامہ لکھنے کا ارادہ تھا لیکن اس ضمن بھی کچھ عوارض کی بنا پر تاخیر کا سامنا کرنا پڑا اس کے لیے بھی معذرت خواں ہوں۔

اللہ تعالیٰ حضرت قاضی صاحب کی مرقد پر کروڑ ھا رحمتیں نازل فرما کر ان کی قبر کو اپنے انوارات اور برکات سے معمور فرمائیں اور ان کے جملہ متعلقین کو اس عظیم صدمے پر صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

فقط والسلام

غلام الرحمن

## مولانا محمد یعقوب صاحب احسن ، بھلوال

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

آج مورخہ ۲۹ جنوری ۲۰۰۴ کو حضرت اقدس قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کی تعزیت کے سلسلہ میں حاضری ہوئی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اعزہ واقارب سے تعزیت کے حوالہ سے میں نے عرض کیا اور اب پھر یہی لکھتا ہوں۔ کہ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال پر ملال پر ہم سب ہی تعزیت کے مستحق ہیں کہ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال پر صرف ان کے پسماندگان ہی مغموم و پریشان نہیں بلکہ پورا علاقہ اور مسلک حقہ سے وابستہ لوگ بھی پریشان اور مغموم ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ بعض لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی حقانیت اور مسلک حقہ کی ترویج کے لیے پیدا فرمایا۔ بالخصوص یہ چکوال جہلم کا علاقہ میں آپ نے مدارس ومراکز قائم فرمائے اور دیہات اور قصبات میں جلسے منعقد کروا کر اللہ کے دین کا علم بلند کیا۔ اور باطل فرقوں کی تردید کی۔ بالخصوص رد رفض میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ایک اپنا خاص انداز تھا۔ اس خصوصی انداز میں آپ کسی کی رورعایت نہیں کرتے تھے۔

اور اپنے دل کی بات ہر جگہ کرتے اور ہر ایک کے سامنے برملا اس کا اظہار کرتے۔

اللہ تعالیٰ ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔

اور ہم جیسے ان کے عقیدت مندوں کو مسلک حقہ پر کاربند رہنے کی توفیق دے اور دین حقہ کی خدمت کے لیے قبول فرمائے۔

والسلام

محمد یعقوب

نائب امیر جمعیۃ علماء اسلام پنجاب

خطیب مدنی مسجد بھلوال

## مولانا خلیل احمد صاحب سراج، کویت

آج بندہ خلیل احمد سراج نے حضرت وکیل صحابہ رحمۃ اللہ علیہ قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے سلسلہ میں جامع مسجد چکوال میں حاضری کا شرف حاصل کیا۔ حضرت مجاہد اسلام کی خدمات کو تمام اہل سنت نے خراج تحسین پیش کیا۔ بندہ نے اپنے احباب کے ساتھ مسجد نبوی کے صحن اقدس روضۂ اقدس کے سایہ میں حضرت وکیل صحابہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کی خبر سنتے ہی ہاتھ بلند کرتے ہوئے، آنکھوں سے آنسو بہاتے ہوئے، نبی اکرم علیہ السلام کے وسیلہ سے خوب دل بھر کر رب تعالیٰ سے حضرت کی خدمات پر گواہی دیتے ہوئے مغفرت و رحمت کی دعائیں کیں۔

حضرت کے فرزند ارجمند کو رب تعالیٰ صبر جمیل عطا فرمائے۔

عمر میں برکتیں عطاء فرمائے۔ عزت میں علم میں عمل میں رزق میں برکتیں ہوں اور ہمیشہ ہمیشہ یہ باغ یہ چشمہ علم جاری و ساری رہے۔ آمین۔

خلیل احمد سراج
مدرس مسجد نبوی و مہتمم
جامعہ سراج العلوم ڈیرہ اسماعیل خان

## مولانا عبدالغفار صاحب تونسوی، ملتان

مجاہد ملت رہبر شریعت وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تعزیت کے سلسلے میں مورخہ ۷ر ذوالحجہ ۱۴۲۴ھ ۳۰ر جنوری ۲۰۰۴ء بروز جمعہ مدنی مسجد حاضر ہوا۔ حضرت صاحب کی پوری زندگی لوگوں کے عقائد واعمال کی اصلاح میں گزری۔ مدح صحابہ رضی اللہ عنہم اور دشمنان صحابہ رضی اللہ عنہم کا تعاقب آپ کا مشن تھا۔ آپ کی اس تحریک سے سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں لوگوں کے اذہان بدلے کئی لوگ رفض سے تائب ہوئے اور مذہب حقہ اہل سنت والجماعت میں داخل ہوئے علمائے دیوبند کے اسلاف واکابر میں سے ایک آپ تھے۔ جو دور حاضر میں اپنی مثال آپ تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین

محتاج دعا

محمد عبدالغفار تونسوی

۷ر ذوالحجہ ۱۴۲۴ھ ۳۰ر جنوری ۲۰۰۴ء

# مولانا عبدالقیوم صاحب حقانی، نوشہرہ

مکرمی جناب حضرت مولانا قاری محمد انور حسین انور صاحب۔ زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج شریف!

پیر طریقت، رہبر شریعت، وکیل صحابہؓ، بقیۃ السلف، سیدی و مرشدی، حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے سانحہ ارتحال کی خبر سے مسلمانوں کی آنکھ اشکبار اور قلب و روح بے قرار ہے۔ یہ ایک عظیم سانحہ اور ملتِ اسلامیہ کے لیے ناقابل تلافی نقصان ہے۔

موت العالم کے مصداق حضرت کی ذات تو پوری امت کا گراں قدر سرمایہ اور رشد و ہدایات کا مرکز و منبع تھی۔ اللہ کریم ان کی مغفرت فرمادے، درجات بلند فرمادے۔ اور جنت الفردوس عطاء فرمادے۔ آپ اور ہم سب متعلقین، عقیدت مندوں اور لواحقین کو صبر جمیل اور اس صبر پر اجر عظیم عطاء فرمادے۔

دعاؤں کی درخواست

والسلام

عبدالقیوم حقانی

4-2-2004

# جناب قاری فیاض الرحمٰن صاحب، ایم این اے، پشاور

مکرمی عالی جناب حضرت مولانا قاری محمد انور حسین انور صاحب، دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت پیر طریقت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نور اللہ مرقدہ کی رحلت امت مسلمہ کا بہت بڑا نقصان اور عظیم سانحہ ہے، جو بھی شخصیت رخصت ہوتی ہے اس قحط الرجال کے دور میں بہت بڑا خلا پیدا ہو جاتا ہے۔ مگر حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ امت کا عظیم سرمایہ تھے۔ اللہ تعالیٰ یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ اور ان کی برکات کا سلسلہ جاری وساری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سے بھی اسی طرح تحریک کی خدمات لیں۔ آمین

والسلام

قاری فیاض الرحمن

ایم، این، اے، پشاور

# حضرت مولانا عبدالحی صاحب، بھلوال

**نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد**

بندہ نے حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تعزیت کے لیے حاضری دی۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے۔ تاہم ہمارے حضرت کا مقام مجددانہ مقام تھا اور ہر سو سال کے بعد مجدد ہوا کرتے ہیں۔ حضرت نے نعرہ ''حق چار یار رضی اللہ عنہم'' اور نعرہ ''یا اللہ مدد'' اپنی جماعت کو عطاء فرمایا کہ آج تک کسی نے یہ نعرہ نہیں دیا۔ الحمد للہ جب تک یہ نعرہ گونجتا رہا حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی روح مبارک کو ثواب پہنچتا رہے گا۔ باقی آپ کی تحریرات اور تقاریر جو بذریعہ رسالہ حق چار یار رضی اللہ عنہم پہنچ رہی ہیں۔ وہ ان شاء اللہ حضرت کا فیض ہے تاہم بندہ کو حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری کا شرف بھی حاصل ہوا۔ یقیناً حضرت اقدس کی قبر اطہر سے فیض جاری ہے اور تا قیامت جاری رہے گا۔ بندہ نے حضرت اقدس سے ۶۲ء میں بیعت کا شرف حاصل کیا۔ جہاں کوئی پریشانی ہوئی خط لکھا۔ گویا وہ پریشانی تھی ہی نہیں جہاں تک حضرت کا کشف قلوب کا معاملہ تھا تو اس کے متعلق عرض ہے کہ ایک دفعہ مجھ سے تلاوت قرآن میں کچھ کوتاہی ہوئی تو حاضری پر حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً یہ فرمایا کہ شاید آپ تلاوت قرآن پاک میں کوتاہی کرتے ہیں۔ اس وقت میں سے میں الحمد للہ قرآن پاک کچھ نہ کچھ پڑھ لیتا ہوں۔ بہر حال کل نفس ذائقۃ الموت سے کوئی نہیں بچ سکتا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت کے مراتب عالیہ کو بلند فرمائے اور ہم گنہگاروں کو آپ کا فیض ملتا ہے۔

والسلام

احقر عبدالحی

# مولانا محمد عمر صاحب قریشی، کوٹ اڈو

معلی القاب برادر مکرم حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین صاحب سلمہ ربہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خیریت مطلوب

انا للہ وانا الیہ راجعون

مفکر اسلام حجۃ اہل السنۃ حضرت الشیخ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی موت وانتقال اہل حق کے لیے عظیم سانحہ ہے۔ آج صرف آپ کے سر سے سایۂ رحمت نہیں اٹھا بلکہ ہر وہ شخص جو کسی نہ کسی انداز میں دین اسلام کی خدمت کر رہا ہے۔ اپنے آپ کو یتیم تصور کر رہا ہے۔ کیونکہ مرحوم اہل السنۃ کے امیر تھے۔ اطلاع ۸ بجے دن کے بعد ملی دور ہونے کے سبب حاضری ناممکن تھی۔ لیکن بحمد اللہ جامعہ میں ۲۰ قرآن مجید ختم کروائے گئے اور ایصال ثواب کیا گیا۔ مناسب وقت پر حاضری بھی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مع رفقاء کار حفاظت فرمائیں۔

آمین ثم آمین

والسلام

محمد عمر قریشی

۴ ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ

## مولانا عبدالرؤف صاحب چشتی، اوکاڑہ

حضرت قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ مسلک دیو بند کے بے باک ترجمان تھے۔ حضرت قاضی رحمہ اللہ نے ساری زندگی مسلک حقہ کے لیے ہر ممکن قربانی دی۔ آپ کی تقاریر اور تصنیفات سے ہزاروں مسلمانوں کے عقائد درست ہوئے۔ خود راقم (عبدالرؤف چشتی) زمانہ طالب علمی میں مودودی جماعت کے رسائل وغیرہ کا مطالعہ کرتا تھا اور ان کے لٹریچر کی وسعت سے متاثر تھا۔ اسی دوران راقم نے حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی حسن ابدال ضلع اٹک میں ایک تقریر سنی۔ اس تقریر نے اتنا اثر کیا کہ راقم مودودی صاحب اور ان کی جماعت کے عقائد ونظریات سے متنفر ہو گیا۔ اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ دشمنان صحابہ رضی اللہ عنہم اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے لیے ننگی تلوار تھے۔ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ ساری زندگی مصلحت پسندی کے زندان میں مقید نہیں ہوئے۔ تمام عمر جو حق سمجھا اسے واشگاف الفاظ میں بیان کیا۔ خارجیت ومماتیت کے مچھر حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی حق وصداقت کی آندھی اور دلائل وبراہین کے طوفان کے سامنے ٹھہر نہیں سکتے تھے۔ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ نے اپنی ساری زندگی ایک اصول، ایک ضابطہ، ایک نصب العین کے مطابق گزاری۔ جسمانی نقاہت کے باوجود روحانی عزائم میں ذرہ برابر لرزش پیدا نہیں ہونے دی اور یہ حقیقت ہے کہ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کا تربیت شدہ شخص کبھی اور کسی جگہ بھی مصلحت پسندی کا شکار نہیں ہوا۔ اور آپ کی سب سے بڑی خوبی راقم کے نزدیک یہ تھی مسلک دیو بند سے جو بھی انحراف کرتا خواہ اپنا ہو یا بیگانہ، یار ہو یا اغیار قاضی صاحب رحمہ اللہ اس کی سرزنش ضرور کرتے اور سخت کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کو اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

عبدالرؤف چشتی
مہتمم جامعہ مدینۃ العلم اوکاڑہ

# مولانا قاری محمد جاذب صاحب، بنوں

محترم المقام صاحبزادہ حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سلام مسنون کے بعد عرض یہ ہے کہ الحمد اللہ بندہ خیریت سے ہے اور آپ کی خیریت خداوند کریم سے حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کے لیے نیک اور ٹھیک چاہتا ہے۔ صورت احوال یہ ہے کہ حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کے انتقال کے دن بندہ اپنی بیماری کی وجہ سے پشاور ہسپتال میں تھا۔ برخوردار قاری ضیاء الرحمان نے رابطے کی کافی کوشش کی مگر رابطہ نہ ہو سکا۔ بندے کو نہایت ہی افسوس ہے کہ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کا آخری دیدار نہ کر سکا۔

وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے

برادر محترم۔ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے تعزیتی خط کے لیے جب بندہ نے قلم اٹھایا تو یقین جانیئے (حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت ایک ایسی کامل شخصیت تھی) کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کسی کمال خاص کے لکھنے کا ارادہ کرتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دوسرا کمال ابھر کر سامنے آجاتا۔ دوسرے کے بعد تیسرا کمال ابھر کر سامنے آجاتا۔ اسی طرح یہ سلسلہ آگے بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات کے سمندر میں بندے کا ذہن کشمکش میں پڑ گیا۔ کہ خدایا میں حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات کے سمندر میں سے کس موتی کو چنوں؟ کیونکہ اس دور میں آپ کی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم بے مثال، آپ کی اتباع سنت بے مثال، آپ کا تقوی بے مثال، آپ کی محبتِ اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بے مثال، آپ کا علم بے مثال، آپ کا باطل کے سامنے ڈٹ جانا بے مثال، آپ کے نہایت مشکل اوقات میں اخلاص پر مبنی حیران کن فیصلے بے مثال، آپ کی قناعت بے مثال غرض حیات جاوداں کا ہر ہر پہلو اور ہر ہر ادا بے مثال ہے۔

آخر میں برخوردار قاری ضیاء الرحمان نے یہ بتایا کہ ہم جنازے کے تیسرے دن جب مرقد شریف پر گئے۔ وہاں عجیب کیفیت تھی پر سکون ماحول بتا رہا تھا کہ اللہ کے انوارات قبر پر

برس رہے ہیں۔ اور مجھے وہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر مولانا ظفر علی خاں کا وہ شعر یاد آ گیا جو انہوں نے مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر آ کر پڑھا تھا ......

کہ گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے سامنے

اس خاک کے ذروں سے شرمندہ ہیں ستارے

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ بلاشبہ جبل استقامت تھے۔ اللہ رب العزت حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے درجات بلند فرمائیں اور آپ کے فیوضات و برکات آپ کے جانشینوں تک منتقل فرمائیں۔ اور آپ کے جانشینوں کو آپ کے مشن کو دن دگنی رات چگنی ترقی دینے کی توفیق نصیب فرمائیں۔

والسلام فقط

حاجی محمد جاذب عفا اللہ عنہ

بنوں، صوبہ سرحد

⊛⊛⊛⊛

## مولانا سید محمد قاسم شاہ، سرگودھا

محترم جناب حضرت صاحبزادہ صاحب

بعد از سلام خیریت! حضرت کا بہت زیادہ دکھ ہے قلم قاصر ہے قلب و جگر کو طاقت نہیں کہ آپ سے تعزیت کی جائے۔

حضرت جبال العلم آیۃ من آیات اللہ تھے۔ صبر و ہمت کے کوہسار تھے۔ صابر و شاکر اور ذاکر بزرگ تھے۔ گویا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کی راہ لگے آخری فرد تھے۔ خدا تعالیٰ ان کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائیں۔

آپ کا بھائی

قاسم شاہ

## مولانا سید مفتی عبدالقدوس ترمذی، ساہیوال

بخدمت گرامی جناب حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین صاحب مدظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

احوال آنکہ مخدوم بزرگ حضرت اقدس قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ کے سانحہ ارتحال سے بے حد افسوس ہوا۔ ان کی وفات سے پوری ایک صدی کی تاریخ کا خاتمہ ہو گیا ہے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

اللہ حضرت کے درجات بلند فرمائیں اور متعلقین کو صبر و اجر سے نوازیں...... آمین۔

جنازہ کے موقع پر آپ سے ملاقات نہ کر سکا۔ اس لیے یہ عریضہ ارسال کر رہا ہوں اور دعاؤں کا خواستگار ہوں۔

فقط والسلام

سید عبدالقدوس ترمذی

۲ ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ

# جناب صاحبزادہ ابراراحمد صاحب بگوی، بھیرہ سرگودھا

بخدمت مکرمی جناب قاضی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دورانِ سفر اخبار میں گرامی قدر حضرت مکرم قاضی صاحب رحمہ اللہ کی وفات کا پڑھا۔ موت تو برحق مگر اپنے مقصد سے لگاؤ، جرأت سے اظہار بیان اور اسلاف کرام جیسا جذبہ اور اخلاص اب کہاں ملے گا؟ ایک ایسا خلاء پیدا ہوا ہے جو قحط الرجال کے اس دور میں پورا ہوتا نظر نہیں آتا۔ اللہ رب العزت حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی دینی خدمات کو قبول فرمائے اور انہیں اپنے حضور اعلیٰ مقام سے سرفراز فرمائے۔ (آمین)

قیام پاکستان سے قبل حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ بھیرہ میں دارالعلوم عزیزیہ میں زیر تعلیم رہے۔ یہ وہ وقت تھا جب حضرت مولانا ظہور احمد بگوی رحمہ اللہ پنجاب میں ردقادیانیت اور رد رفض میں پیش پیش تھے اور حضرت مولانا کرم الدین دبیر رحمہ اللہ بھی اس میدان کے شہسوار تھے۔ ایک ہی مشن اور ایک ہی مقصد حیات نے ان دو بزرگوں (اللہ پاک کی رحمتیں ہوں ان پر) کو اکٹھا کیا۔ اس باہمی رفاقت کے نتیجہ میں جناب حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ بھیرہ میں پڑھتے رہے۔ سچ تو یہ ہے کہ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ نے عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے بے لوث اور جرأت سے جو کام لیا۔ اس کی نظیر آج مشکل سے ملتی ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو یہ سلسلے جاری رکھنے کی ہمت اور توفیق سے نوازے۔

آمین بحرمت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

صاحبزادہ ابرار احمد صاحب بگوی

۸ ذی الحجہ ۱۴۲۳ھ

## مولانا سید محمد مظہر اسعدی، بہاولپور

باسمہ تعالیٰ

حضرت اقدس الشیخ مولانا قاضی مظہر حسین نور اللہ مرقدہ مجاز بیعت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ العزیز پاکستان کی سرزمین علاقہ چکوال میں ان اولوالعزم شخصیات میں سے ایک عظیم فرد تھے۔ جن کو شریعت وطریقت میں جانشین شیخ الہند حضرت مدنی رحمہ اللہ کا خاص اعتماد حاصل تھا اور براہ راست حضرت اقدس سے شرف تلمذ حاصل تھا۔ موصوف کو اپنے شیخ ومربی کی صفت جامع الکمالات کا عکس (پرتو) حاصل تھا۔ موصوف کی ساری زندگی فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم (افضل الجهاد كلمة حق عند سلطانٍ جابر) کی مصداق رہی۔ اللہ کریم نے موصوف کی طبع خاص (فطرت) میں حب صحابہ رضی اللہ عنہم کا جذبہ موجزن رکھا تھا۔ موصوف کی تحریک مدح صحابہ رضی اللہ عنہم بعنوان (تحریک خدام اہل سنت والجماعت) کی خدمات سے پتہ چلتا ہے کہ موصوف کو شاید رب ذوالجلال نے اس خدمت کے لیے پیدا کیا۔ موصوف جہاں شریعت وطریقت میں اپنے شیخ ومربی کی ہدایات کے کامیاب ترین اور مقبول وارث تھے۔ وہاں رد رافضیت وخارجیت وناصبیت کے قلع قمع کے لیے امام اہل سنت الشیخ مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمہ اللہ کی تعلیمات اور انداز تحریر میں ان کا عکس تھے۔ اللہ کریم نے موصوف میں بیک وقت جہاں محدثانہ ومفسرانہ فقیہانہ شان رکھی تھی۔ وہاں آپ مورخ بھی تھے۔ اللہ رب العزت موصوف کی تمام خدمات جمیلہ کو مزید قبولیت سے نوازے۔ موصوف کے ساتھ بندہ کی پرلطف، روحانیت سے بھری ہوئی ملاقات اپنے شیخ ومربی حضرت مولانا اسعد مدنی امیر الہند صدر جمعیت علماء ہند جانشین شیخ الاسلام کی رفاقت میں ہوئی۔ جی بھر کر گفتگو ہوئی۔ قلبی خواہش تھی کہ حضرت اقدس کی صحت کچھ اس قابل ہو جائے تو حضرت موصوف کو بہاولپور جامعہ سیدنا اسعد بن زرارہ بہاولپور لے جاؤں۔ لیکن حسرت رہ گئی۔ اللہ رب العزت موصوف کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

والسلام

سید محمد مظہر اسعدی

مدیر جامعہ اسعد بن زرارہ، بہاولپور

## مولانا قاری رحیم بخش صاحب، لودھراں

### باسمہ تعالیٰ

حضرت اقدس پیر طریقت و شریعت وکیل صحابہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ مسلک اکابر علماء دیوبند پر نہایت پختہ تھے۔ حضرت موصوف نے دارالعلوم دیوبند میں تعلیم و تربیت حاصل کی اور حضرت کی پوری زندگی اور زندگی کا ہر ہر لمحہ دین کی ترقی اور اشاعت کے لیے وقف تھا۔ بالخصوص صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ بے پناہ محبت تھی۔ حب صحابہ کا جذبہ بہت تھا۔ جس کا ثبوت آپ کی جماعت تحریک خدام اہل سنت والجماعت ہے۔ خدام اہل سنت والجماعت کی مقبولیت پورے عالم اسلام میں نمایاں ہے۔ حضرت موصوف اپنے وقت کے بہت بڑے مصنف بھی تھے جس کا ثبوت آپ کی بے شمار تصانیف ہیں۔ حضرت موصوف سے احقر کا تعلق ۱۹۶۵ء سے ہے۔ حضرت کی بہت زیادہ کرامات بھی احقر نے دیکھی ہیں۔ حضرت سے ۱۹۷۵ء سے سلسلۂ بیعت بھی بہ حیثیت خادم اور مرید ہونے کے بندہ کی دعوت پر حضرت موصوف نے ۱۹۸۶ء میں جامعہ رحیمیہ اہل سنت بہر بائے روڈ دیناپور کی سنگ بنیاد رکھی اور جامع مسجد خاناں والی دیناپور میں بہت بڑے جلسہ عام سے خطاب فرمایا۔ کافی حضرات مرید ہوئے اس وقت سے اب تک تعلق الحمد للہ قائم ہے۔ کل مورخہ ۲۶۔۱۔۲۰۰۴ صبح ۸ بجے اچانک ٹیلی فون کے ذریعہ حضرت کی وفات کا علم ہوا۔ دیناپور سے بھیں پہنچ کر الحمد للہ حضرت کے جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی اور آج صبح قبر مبارک پر حاضری دی۔ دعا ہے کہ رب العزت حضرت موصوف کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائیں اور حضرت کی برکت اور وسیلہ سے مجھ احقر کا خاتمہ بالخیر فرمائیں۔

العارض

احقر العباد

رحیم بخش

خادم جامعہ رحیمیہ اہل سنت، بہر بائی روڈ

دیناپور تحصیل دیناپور ضلع لودھراں

# مولانا مظفر حسین صاحب جموں و کشمیر

گذشتہ سال حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ میرے ساتھ چند ایک مجاہد دوست اور بھی تھے۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جب سنا کہ احقر مظاہر علوم سہارن پور کا فاضل ہے۔ تو گلے لگایا اور دیر تک کئی اکابرین دیو بند و مظاہر علوم کا تذکرہ فرماتے رہے اور ہم دیکھ رہے تھے کہ قاضی صاحب اکابر کا تذکرہ فرماتے ہوئے آبدیدہ ہو گئے۔ دیر تک جہاد کشمیر کے حوالے سے ہمارے ساتھ تبادلہ خیال کرتے رہے۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ساری زندگی مجاہدات سے بھری ہوئی تھی۔ ہم نے ہندوستان میں حضرت کے بارے میں اپنے اساتذہ سے بہت سنا تھا اور حضرت کی کئی کتابوں کا مطالعہ بھارت کے اندر طالب علمی کے دور میں ہی کیا تھا۔ مجھے بہت ہی قلق تھی حضرت سے ملاقات کی اس لیے خصوصی طور پر میں مظفر آباد سے آیا تھا۔ حضرت نے بھی بڑی شفقت فرمائی اور کافی اکرام فرمایا۔ کافی نصائح سے نوازا۔ جب ہم رخصت ہونے لگے تو حضرت نے اپنے جیب سے تین ہزار روپے نقد جہاد کشمیر کے لیے اپنا حصہ ڈالتے ہوئے عنایت فرمائے۔ اکابرین میں سے حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ میری نگاہوں میں اس وقت بلند مرتبہ کے تھے۔ میں سمجھتا ہوں یہ ایک نا قابل تلافی نقصان ہوا ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ جنت کو سدھار گئے لیکن ہمیں یتیم کر گئے۔

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

احقر العباد

مظفر حسین کشمیری

خادم حرکۃ الجہاد الاسلامی

جموں و کشمیر

# جناب اشفاق احمد صاحب

حضرت مولانا مسعود اظہر صاحب کے حکم سے تعزیت کے لیے حاضری ہوئی۔ جتنا بڑا خلاء حضرت کی وفات سے ہوا اس کا ازالہ شاید ممکن نہیں ہے۔ حضرت کی شخصیت میں اکابر کا مکمل طرز، جذبہ جہاد اور مسلک حق کا پرچار مکمل طور پر نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت کو اعلیٰ درجات سے نوازے۔

نمائندہ مولانا مسعود اظہر امیر خدام الاسلام

اشفاق احمد

منتظم خدام الاسلام شمالی پنجاب

❀❀❀❀

# جناب مجاہد عباسی صاحب

حضرت اقدس حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا سن کر دلی صدمہ پہنچا۔ حضرت مولانا مرحوم اہل سنت والجماعت کے لیے ایک سرمایہ تھے۔ حضرت کے انتقال سے جو خلاء پیدا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو پر فرمائے آمین۔
حضرت جیسے لوگ صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں۔ حضرت نے ساری زندگی مسلک حقہ اہل سنت والجماعت کی صحیح ترجمانی فرمائی۔ اللہ تعالیٰ حضرت کی خدمات کو قبول فرمائے۔ آمین۔

مجاہد عباسی

منتظم خدام الاسلام جنوبی پنجاب

# مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب، آزاد کشمیر

مکرم ومحترم جناب حضرت علامہ قاضی محمد ظہور الحسین صاحب، مدظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج گرامی

آپ کے والد گرامی حضرت قاضی مظہر حسین صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی اچانک جانکاہ خبرِ رحلت سن کر انتہائی دکھ اور صدمہ ہوا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کی بال بال مغفرت فرما دیں۔ اور ان کی صد سالہ عظیم دینی خدمات کو درجہ قبولیت سے نوازیں۔

مرحوم ایک صدی سے ملک میں دینی وروحانی خدمات سرانجام دیتے رہے راقم کے والد محترم ان کے دست راست رہے۔ اپنی جوانی میں ہر سال باغ تشریف لاکر عوام الناس کو درس توحید ورسالت اور مسلک حقہ کی رہنمائی فرماتے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جانے سے ایک بڑا خلاء واقع ہوا ہے جس کا پر ہونا مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم رحمۃ اللہ علیہ کو جنت الفردوس میں جگہ عطاء فرمائیں۔ اور سوگواران کو صبر جمیل کی توفیق کے ساتھ ساتھ ان کی جلائی ہوئی شمع کو روشن رکھنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔ آمین

فقط

خاکسار سید عطاء اللہ شاہ

خطیب المرکزی جامع سید باغ آزاد کشمیر

# مولانا قاری محمد ایوب صاحب، انگلینڈ

بخدمت اقدس حضرت صاحبزادہ صاحب قاضی محمد ظہور الحسین صاحب مدظلہ
۲۶ رجنوری ۲۰۰۴ء کو مکہ المکرمۃ پہنچا۔ وہاں محترم حافظ محمد رفیع صاحب سے ملاقات ہوئی انہوں نے عظیم صدمہ والی خبر سنائی کہ حضرت صاحب رحلت فرما گئے ہیں۔

انا للہ و انا الیہ راجعون.

حضرت صاحبزادہ صاحب اتنا غم اور صدمہ ہوا مگر اللہ کی رضا پر راضی ہوں۔ اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم و مغفور کو جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں مقام نصیب فرمادے...... آمین۔

تمام مقدس مقامات پر قرآن پڑھ کر حضرت کو ایصال ثواب کرتا رہا ہوں اور دعائے مغفرت درجات کی بلندی کے لیے اب بھی بلاناغہ کر رہا ہوں۔ عظیم صدمہ آپ کو اور ہم تمام کو ہوا ہے۔ اللہ صبر دے آمین۔

بندہ آپ اور جملہ اہل سنت کو تعزیت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کو اعلیٰ مقام نصیب فرمادے اور ہم سب کو صبر جمیل عطا فرمادے۔ آپ بندہ کی تمام لواحقین تک تعزیت کر دیں۔ تو بندہ ممنون ہوگا۔

فقط

قاری محمد ایوب

حال مدینہ منورہ

# منتظمین جامعہ اسلامیہ ڈیرہ غازی خان

بخدمت محترم اہل خانہ جناب حضرت مولانا قاضی مظہر حسین نور اللہ مرقدہ۔ چکوال

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

روزنامہ اسلام پڑھ کر انتہائی دکھ ہوا کہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نور اللہ مرقدہٗ بقضائے الٰہی اس دارِ فانی سے دارِ باقی کی طرف رحلت فرما گئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)۔ یقیناً ان کی جدائی تمام امت مسلمہ کے لیے ایک بہت بڑا صدمہ ہے اور یہ ایک ایسا خلا ہے جو صدیوں پر نہ ہو سکے گا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حضرت کی وفات حسرت آیات موت العالم موت العالم کا مصداق ہے۔ حضرت رحمہ اللہ کی خدمات عالم اسلام کے لیے ناقابل فراموش اور ہمارے لیے قابل تقلید ہیں۔

حضرت نور اللہ مرقدہٗ کی جدائی کے غم میں ہم سب برابر کے شریک ہیں اور دل کی گہرائیوں سے آپ سب کے لیے دعا گو ہیں کہ اللہ جل شانہ، تمام پسماندگان، لواحقین اور متعلقین کو صبر جمیل اور ان کے مشن کو جاری وساری رکھنے کی ہمت عطا فرمائے۔ آمین۔

حضرت مولانا عبدالستار رحمانی صاحب مدظلہ، حج بیت اللہ کے مبارک سفر پر تشریف لے جا چکے ہیں اور انہیں حضرت رحمہ اللہ کی رحلت کے بارے میں اطلاع کر دی گئی ہے۔ حضرت رحمہ اللہ کی وفات پر جامعہ اسلامیہ میں ایک تعزیتی اجلاس منعقد کیا گیا جس میں عالم اسلام کے لیے ان کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا گیا اور حضرت رحمہ اللہ کے لیے بلندیٔ درجات اور مغفرت کی دعا کرائی گئی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی دعائیں جاری رہیں گی۔ حضرت مہتمم صاحب اور جامعہ کے منتظمین واساتذہ کرام کی طرف سے پسماندگان، لواحقین، متعلقین اور احباب کی خدمت میں سلام مسنون اور تعزیتی کلمات۔

والسلام

آپ کے شریکِ غم

جامعہ اسلامیہ ڈیرہ غازی خان

## مولانا محمد اشرف علی صاحب سرگودھا

آج ۲۶ ذوالحجہ ۱۴۲۴ھ بروز جمعرات حضرت اقدس قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ادارہ میں حاضری کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ یہ حضرت کے ادارہ میں پہلی بار حاضری ہے اور افسوس بھی ہو رہا ہے کہ نہ تو حضرت کی زیارت نصیب ہوئی اور نہ ہی حضرت کے ملفوظات پڑھنے، سننے کی سعادت حاصل ہوئی لیکن یہاں حاضری کے بعد یہ احساس ہوا کہ یقیناً یہ بہت بڑی محرومی ہوئی۔

لیکن دل میں یہ عزم پیدا ہوا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جو زندگی میں کام کیا ہے ان کی جو کیسٹیں، کتابیں وغیرہ موجود ہیں ان سے ضرور استفادہ کروں گا۔

حضرت کا دنیا سے چلے جانا یقیناً بہت بڑا حادثہ ہے۔ نہ صرف یہ کہ یہ حادثہ ایک قوم کے لیے یا شہر یا ملک کے لیے ہے بلکہ یہ حادثہ پوری امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے اور ایک ایسا خلاء ہے جو قیامت تک پورا نہیں ہو سکتا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی شایان شان بلند درجات عطاء فرمائے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین صاحب کو حضرت کا صحیح جانشین بنائے۔ آمین ثم آمین

احقر الانام

ابو لبابہ معصر اشرف علی

خادم مدرسہ اسلامیہ محمودیہ

گلشن رحمان نیو سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

## مولانا قاری علی محمد صاحب۔خوشاب

### باسمہ سبحانہ

بخدمت گرامی جناب حضرت مولانا ظہور الحسین صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے والد گرامی جناب قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کی خبر پڑھ کر دلی دکھ ہوا ہے۔لیکن موت ایک ایسی حقیقت ہے جس سے انکار ناممکن ہے ایک عربی کا شعر ہے......

لو كان الانسان بدوم بقاءه
خير المرسلين محمد ﷺ بقى

حضرت مرحوم نے اپنی ساری زندگی دین اسلام کی ترویج میں گزاری ہے۔امید ہے کہ آپ بھی ان کے مشن کو جاری وساری رکھیں گے۔مدرسہ اظہار الاسلام اور مدرسہ بنات الاسلام کی ترقی میں کوشاں رہیں گے۔اور آپ کی تصنیف کردہ کتب کی اشاعت میں سرگرمی دکھائیں گے۔اللہ تعالیٰ آپ کا حامی وناصر ہو۔آخر میں دعاء ہے خداوند کریم حضرت کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے......آمین ثم آمین

شریک غم

احقر قاری علی محمد غفرلہ
خطیب جامع مسجد نوری ضلع خوشاب

## مولانا مفتی محمد شریف صاحب عابر، جہلم

بخدمت برادر محترم جناب حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے والد محترم اور ہمارے مرشد ومقتدی گرامی القدر حضرت رحمہ اللہ اس دار فانی سے دارالبقاء کی طرف رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جماعت، متعلقین ولواحقین آپ رحمہ اللہ کے سایہ شفقت اور سرپرستی سے محروم ہو گئے۔ ہمیں اس کا غم ہے۔ ورنہ حضرت رحمہ اللہ کے لیے تو اس دار الامتحان سے دارالجزاء کی طرف جانا ہی مفید ہے۔ جس نے محنت کی ہو بفضل اللہ تعالیٰ جل مجدہ وہ نتیجہ کے دن کا شدت سے منتظر رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت رحمہ اللہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق سے نوازیں۔ آمین

آپ نے جو ہماری رہنمائی فرمائی اس کی بہتر جزا سے آپ نور اللہ مرقدہ کو بہرہ ور فرما دیں۔ آمین

ہم سب کو بھی اللہ تعالیٰ مذہب اہل سنت والجماعت کی خدمت کے لائق بنا دیں۔ اس کی اہمیت نصیب فرما دیں اور توفیق واستقامت سے بھی نوازیں۔ آمین

آپ سب حضرات کی خدمت میں اسلام علیکم اور اظہار تعزیت۔ فقط والسلام

خادم اہل سنت والجماعت

محمد شریف عابر

جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم

## مولانا محمد حسین صاحب چنیوٹی

حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین صاحب۔ جانشین حضرت قاضی صاحب مرحوم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے والد محترم کا انتقال واقعی آپ کے لیے باعث برداشت نہ ہوگا۔ مگر امر ربی ماننا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ اللہ تعالیٰ ان کو جوار رحمت میں جگہ دے اور آپ کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے امین۔ طبیعت ناساز ہونے کی وجہ سے حاضر نہ ہوسکا۔ ان شاء اللہ افاقہ ہوتے ہی حاضر ہوں گا۔

والسلام

محمد حسین چنیوٹی

❀❀❀❀

## مولانا قاری محمد اسحٰق مدنی، راولپنڈی

**نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ! اما بعد**

آج ۲۹ رجنوری بروز جمعرات کو مع شیخ الحدیث مولانا محمد صادق ہاشمی صاحب کے چکوال میں حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تعزیت کے لیے قاضی ظہور صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے مجاہد اکبر تھے آپ کے رحلت فرمانے سے بہت بڑا خلا پیدا ہوا۔ جس کو کوئی دوسرا پر نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ قاضی ظہور صاحب کو اپنے والد مرحوم کے مشن کو جاری وساری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ حضرت قاضی مظہر حسین صاحب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے۔ آمین

قاری محمد اسحٰق مدنی
خطیب مسجد جامع صدیق اکبر محمدی کالونی
صادق آباد مسلم ٹاؤن راولپنڈی

# مولانا سید عصمت شاہ کاظمی، حافظ آباد

قائد اہل سنت وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت مرشدی قاضی مظہر حسین صاحب نور اللہ مرقدہ اکابر علماء دیوبند کی اس دور میں آخری یادگار تھے۔ جنہوں نے پوری زندگی اشاعتِ دین حنیف اور مذہب اہل سنت والجماعت کے دفاع اور تجدید کا فریضہ ادا کیا۔ ہمارے حضرت سے ملنے والے جانتے ہیں کہ آپ نے ہر موقع پر بغیر خوفِ لومۃ لائم کے ہر فتنہ پر مدلل تنقید کی اور ممکن اصلاح کی کوشش میں مصروف رہے خصوصاً عظمت رسالت جو آپ کو نہایت محبوب تھی۔ ہر ایمان دار کا فرض ہے کہ وہ اپنے پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فدائی ہو۔ مگر نبوۃ و رسالت کے منصب اور خصوصیات کا دفاع ہر آدمی کے بس کا کام نہیں۔ حضرت قاضی صاحب کے والد محترم مناظرِ اسلام حضرت مولانا کرم الدین دبیر رحمۃ اللہ علیہ نے فتنۂ قادیانیت پر جو چرکے لگا۔ حضرت موصوف نے ان پر جو وقتاً فوقتاً نمک پاشی کی اور جھوٹے مدعی کی امت مرزائیہ سے جو ہمیشہ لڑتے رہے وہ قابل قدر و لائق تقلید ہے۔

۱۹۵۳ء کی تحریک میں سب سے طویل جیل آپ کے حصہ میں آئی۔ نیز ختم نبوت پر آپ نے ہمیشہ ہراول دستہ میں کام کیا۔ عقیدہ عصمت انبیاء پر آپ کا تحریری کارنامہ مستقل کتاب کی شکل میں بھی موجود ہے اور ماہنامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم کی فائلیں گواہ ہیں کہ اس موضوع کو اپنے عقائد میں کتنی اہمیت دی اس طرح عقیدہ حیات انبیاء پر آپ نے پورے اہل سنت کی طرف سے کامیاب دفاعی جنگ لڑی جو عظمت رسالت کے ساتھ محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم و اہل بیت رضی اللہ عنہم تو حضرت کا اوڑھنا بچھونا تھا آپ نے ابتدائی تعلیمی دور اور بچپن کو چھوڑ کر تقریباً ۷۰ سال دفاع اسلام کے لیے وقف کئے اور جماعت تحریک خدام اہل سنت کے پلیٹ فارم سے مسلکی دفاع کا کام کیا یہی آپ کا زاد آخرت ہے۔ اللہ آپ کے ساتھ اپنے رحم و کرم کا خاص معاملہ فرمائیں۔ آمین بجاہ سید المرسلین

والسلام

سید عصمت شاہ کاظمی

خطیب جوریاں ضلع حافظ آباد

## مولانا قاری سید محمد شاہ صاحب، مانسہرہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عظیم المرتبت قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ کی وفات کی اطلاع سے دلی صدمہ ہوا۔ ان کی شخصیت، ان کی علمیت، ان کا تقویٰ ان کی حق گوئی، مسلسل جدوجہد، آخر وقت تک باطل فرقوں کا تعاقب اظہر من الشمس ہے۔ حق تعالیٰ ان کی پون صدی کی اس محنت کو قبول فرما کر اعلیٰ علیین میں آرام وراحت نصیب فرمائے۔ ہم نسبت کی اہمیت کے قائل ہیں اس لیے ایک دو باتوں کا ذکر کیے دیتا ہوں۔

۱۹۹۲ء میں راقم کی کتاب دفاع صحابہ واہل بیت رضی اللہ عنہم شائع ہوئی۔ تو ایک صاحب کے ذریعہ حضرت رحمہ اللہ تک کتاب پہنچائی گئی، حضرت رحمہ اللہ نے انہیں صاحب کو حکم فرمایا کہ انہیں جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم کے سالانہ جلسہ میں ملاقات کی دعوت دینا۔ چنانچہ بندہ نے حضرت رحمہ اللہ کے حکم پر پہلی مرتبہ جامعہ کے جلسہ میں شرکت کی، جب آپ کے پاس پہنچا تو انہیں صاحب نے تعارف کرایا، حضرت رحمہ اللہ نے باوجود نقاہت وضعف کے کھڑے ہو کر معانقہ فرمایا، شفقت فرمائی، دعائیں دیں، اس جلسہ میں دو عظیم المرتبت عالموں کی زیارت نصیب ہوئی۔ شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر مدظلہ، اور مناظر اہل سنت حضرت مولانا محمد امین صفدر رحمہ اللہ دونوں حضرت کے علمی خطاب سننے بہت فائدہ ہوا۔

حضرت نے اپنے ایک والا نامہ میں ارشاد فرمایا کہ آپ اپنے علاقہ میں ہماری طرف سے کام کریں۔ الحمد للہ اب تک جو ہو سکا کیا جا رہا ہے۔

دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس عظیم سایہ کے اٹھ جانے پر جو صدمہ ہوا ہے۔ اسے سہنے کی توفیق بخشے۔ خدام اہل سنت کو ان کی برکات بعد الوفات بھی نصیب فرمائے۔ اور جماعت کو بہتر شخصیت نصیب ہو۔ تمام متعلقین اور ارکانِ جماعت کو حوصلہ صبر، استقامت نصیب فرمائے۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ۔ بحرمۃ سید الابرار والمرسلین
وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہٖ محمد والہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

خاک پائے اکابر

معید شاہ

## مولانا قاضی عبدالحلیم وصوفی شیر علی خان، کالا بینی

مخدوم ومکرم حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین صاحب مدظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج گرامی!

حضرت اقدس شیخ الاسلام والمسلمین قاضی مظہر حسین نور اللہ مرقدہٗ کے سانحہ ارتحال سے بے حد رنج ودکھ ہوا ہے۔ نجم المدارس میں ایصال ثواب کا اہتمام کیا گیا تمام شعبہ جات کے کلیہ میں حضرت قبلہ والد گرامی مولانا قاضی عبدالکریم بانی نجم المدارس نے دعا کرائی۔ آج احباب صوفی شیر علی خان نجم المدارس آئے اور تعزیتی خط لکھنے کے لیے کہا۔ یہ خط گویا ان کی جانب سے لکھوا رہا ہوں۔ بے چارے ضعیف ہیں۔ حضرت شیخ الاسلام ؒ کے نام بھی ان کے خطوط بندہ لکھا کرتا تھا۔ کل حضرت والد صاحب مدظلہ کا تعزیت نامہ میں بھیج چکا ہوں۔ آج پھر تعزیت کا موقع ملا۔ ان شاء اللہ کوشش کروں گا کہ بالمشافہ تعزیت کے لیے حاضر ہو جاؤں۔ حضرت والد ماجد قاضی عبدالکریم اور بھائی قاضی محمد نسیم کی جانب سے کے سلام مسنون قبول فرمائیں۔

المرسل

بندہ قاضی عبدالحلیم

جناب صوفی حاجی شیر علی خاں صاحب

# مولانا قاری محمد انور حسین انور، آزاد کشمیر

مکرمی ومحترمی حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین اظہر مدظلہ

سلام مسنون!

۲۶ رجنوری پیر طریقت و شریعت وکیل صحابہ ؓ میرے پیر و مرشد حضرت جی ؒ اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ یہ حادثہ ایک بڑا المیہ ہے۔ بے حد صدمہ ہوا۔ آپ کے انتقال سے آپ کو ہی نہیں ملت اسلامیہ کو عموماً اور تحریک خدام اہل سنت کو خصوصاً نا قابل تلافی نقصان پہنچا۔ راقم الحروف اپنے عظیم رہبر مجاہد اہل سنت مولانا قاضی عبداللطیف صاحب جہلمی نور اللہ مرقدہ کا صدمہ ہی نہ بھلا پایا تھا کہ حضرت جی ؒ کی جدائی نے پوری دنیا اندھیر کر دی۔ کوشش کے باوجود صبر نہیں کر پا رہا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت جی ؒ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ درجات نصیب فرمائے اور ہم سب کو اور پوری جماعت تحریک خدام اہل سنت والجماعت کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آپ کے غم میں برابر کا شریک

خادم اہل سنت

قاری محمد انور حسین انور آزاد کشمیر

## مولانا عبدالمجید توحیدی، مظفر گڑھ

بخدمت اقدس صاحبزادہ قائد اہل سنت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین صاحب، دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت قائد اہل سنت نور اللہ مرقدہ کی رحلت موت العالم موت العالَم کی مصداق ہے
حضرت قائد اہل سنت اکابرین علمائے حق، علمائے دیوبند کے مسلک کے عظیم محافظ تھے۔
حضرت قائد اہل سنت نور اللہ مرقدہ کی پوری زندگی جہد مسلسل اور احقاق حق اور ابطال باطل میں گزری۔ عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم اور دفاع صحابہ رضی اللہ عنہم کا خوب حق ادا کیا ہے ان کا لگایا ہوا نعرہ حق چار یار رضی اللہ عنہم الحمد للہ سنی عوام کے اندر آج بھی گونج رہا ہے۔ حضرت کے پردہ فرما جانے سے اتنا بڑا خلا پیدا ہوا ہے جو کبھی پر نہیں ہو سکے گا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت کو پیدا ہی حق سمجھانے کے لیے کیا تھا۔ حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ نے اپنے لوگوں میں سے بھی جو راہ مستقیم سے ہٹا خوب خبر لی اور اکابرین علماء اسلام کے مسلک حقہ کی طرف متوجہ کیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو تازیست ان کے مشن حق پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ میں ادنیٰ سا طالب ہونے کی نسبت سے کہہ سکتا ہوں۔ حضرت نور اللہ مرقدہ کی یاد میں......

کچھ ایسے بھی اٹھ جائیں گے اس بزم سے اے صنم — جنہیں تم ڈھونڈنے نکلو گے پا نہ سکو گے
ہزاروں شمس چلاؤ گے برائے دفع ظلمت محفل — لیکن وہ خود محفل تم لا نہ سکو گے

بندہ کو یہ شرف حاصل ہے حضرت نور اللہ مرقدہ کی دو مرتبہ زیارت کر چکا ہوں پہلی دفعہ حضرت نے پون گھنٹہ وقت عنایت فرمایا۔ دوسری مرتبہ گذشتہ سال حضرت اقدس کی زیارت کے لیے حاضر ہوا۔ سخت تکلیف کے عالم میں زیارت کا موقع بخشا مگر حضرت نور اللہ مرقدہ اب مستقل مفارقت دے گئے۔

والسلام

ابو محمد احمد عبدالمجید توحیدی

خادم جامعہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

مظفر گڑھ

## مولانا قاضی محمد سراج نعمانی، نوشہرہ

حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین صاحب مدظلہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج اخبار میں حضرت صاحب مرحوم کے انتقال و جنازہ کا پڑھا۔ دل دھک کر رہ گیا۔ رحمۃ للعالمین کانفرنس میں حضرت کی زیارت کی تھی۔ کیا پتہ تھا کہ یہ آخری ثابت ہوگی۔ بروقت حاضری ممکن نہ ہوئی اس لیے اپنے دل کی تسلی کے لیے یہ سطریں لکھ دیں۔

بھیں کانفرنس اپنے پروگرام کے مطابق محرم میں ہوگی؟ جب بھی ہو اس کا اشتہار مجھے ضرور بھیج دیں۔ تاکہ اس موقع پر حاضری ہو سکے۔

فقط والسلام

سراج نعمانی

❀❀❀❀

## مولانا مفتی شاہد مسعود، سرگودھا

باسمہ تعالیٰ و تقدس

آج جامع مسجد مدنی چکوال میں حضرت شیخ رہبر شریعت وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تعزیت کے سلسلہ میں حاضر ہوئی۔ بلاشبہ حضرت کی وفات تمام اہل سنت کے لیے سانحہ ہے۔ اہل سنت کے عقائد کی ترجمانی اور اشاعت کا جو کام اور جو طریق اور اہل سنت کا دفاع جو حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وہ انسانی سوچ سے بھی بہت بلند ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت کے درجات کو بلند فرمائے۔

محمد شاہد مسعود
جامع مسجد امام اعظم، ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
واٹر سپلائی سرگودھا

## مولانا محمد قاسم صاحب قاسمی، بہاولنگر

بخدمت گرامی محترم المقام جناب قاضی محمد ظہور الحسین صاحب زید مجدکم

سلام مسنون! مزاج گرامی

امید ہے کہ گھر میں ہر طرح خیریت ہو گی۔ اخبارات کے ذریعے ولی کامل شیخ طریقت استاد العلماء پیر طریقت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کی اندوہ ناک خبر معلوم ہو کر انتہائی دکھ اور صدمہ ہوا۔

مرحوم علماء دیوبند کے عظیم الشان بزرگ اور روحانی طور پر عظیم شخصیت کے مالک تھے۔ بہترین قلم کار، مصنف اور خطیب تھے۔ جب بھی کوئی باطل فرقہ اٹھا مرحوم اس کی سرکوبی لئے ہمہ وقت کوشاں رہے اور ہر فتنہ کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ حضرت مرحوم کی وفات پر جتنا بھی افسوس کیا جائے بجا ہے۔ مرحوم اس اعتبار سے خوش قسمت ہیں وہ اپنے پیچھے آپ حضرات جیسی نیک وصالح اولاد چھوڑ گئے ہیں۔ بہر حال موت کا مزہ ہر ذی روح نے چکھنا ہے۔ ہم جملہ اراکین جامعہ جناب کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ جامعہ میں مرحوم کے ایصال ثواب کے لیے قرآن پاک پڑھوایا جارہا ہے۔

آپ کے غم میں برابر شریک

محمد قاسم قاسمی
مہتمم جامعہ قاسم العلوم، بہاولنگر

# مولانا قاری غلام فرید نقشبندی، پسرور

محترم جانشین (مجاہد اسلام حضرت قاضی مظہر حسین صاحب نور اللہ مرقدہ بانی تحریک خدام اہل سنت پاکستان خلیفہ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ سلمک الرحمن فی الدنیا والآخرۃ

حضرت قاضی صاحب کی رحلت عالم اسلام کے لیے بہت بڑا نقصان اور صدمہ ہے۔

حضرت قاضی صاحب کی وفات اس حدیث کا مصداق ہے۔ موت العالم موت العالم۔

حضرت قاضی صاحب کا دنیا سے چلے جانا گویا دینی حلقہ ویران ہو گیا.....

اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

بہر حال موت کی حقیقت سے انکار نہیں۔ اللہ کریم مرحوم کی دینی خدمات (تحفظ ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم اسلام کی ترویج واشاعت، باطل قوتوں سے ڈٹ کر مقابلہ) قبول فرمائیں۔

ہم بھی آپ کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (امین ثم آمین)

دعا گو

قاری غلام فرید (مہر دستخط)
امیر جمعیۃ علماء اسلام ضلع سیالکوٹ

# مولانا محمد طیب معاویہ، شجاع آباد

مورخہ ۳/ ذوی الحجہ ۱۴۱۴ھ۔ ۲۶/ جنوری ۲۰۰۴ء صبح ۹ بجے کے بعد جامعہ فاروقیہ شجاع آباد میں تفسیر کا سبق پڑھا رہا تھا تو ایک طالب علم نے آ کر خبر دی کہ چکوال سے فون آیا ہے۔ حیرانی و پریشانی کے عالم میں دفتر پہنچا تو فون پر حافظ محمود صاحب کی پریشان آواز آئی اور قوت فہم کو شل کرتی گئی۔

قائد اہل سنت، حامی اہل سنت، محافظ اہل سنت، داعی اہل سنت، مدبر اہل سنت مدنی، علوم و افکار کے مظہر، خدمت اہل سنت میں سب سے اظہر، دار العلوم دیو بند کے فاضل۔ شیخ العرب والعجم سید حسین مدنی قدس سرہ کے خلیفہ، تحریک خدام اہل سنت کے امیر، عقائد اہل سنت کے پر جوش داعی اور وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین صاحب قدس اللہ اسرارھم دیو بند کے لاکھوں فرزندوں کو بے سہارا چھوڑ کر اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

حضرت کی ساری زندگی اپنوں پر شفقت اور غیروں کے ساتھ جہاد کرتے گزری۔ حضرت کا قلم اپنے اندر مدبر کی سوچ، مفکر کی فکر، مدقق کی باریکی۔ تلواری کاٹ لئے ہوئے باطل فرقوں کے خلاف دریا کی روانی کی طرح بہتا رہا۔ شاید ہی کوئی باطل ہو جس نے حق کے مقابلہ میں اپنی کشتی دریا میں ڈالی ہو اور حضرت کی تقریر و تحریر کی شکل میں بپھری ہوئی موجوں نے اسے اپنے گھیرے میں نہ لیا ہو۔ اپنوں پر شفقت کا عالم یہ تھا کہ تین سال قبل بندہ جب بنوری ٹاؤن کراچی سے بغرض بیعت چکوال حاضر ہوا۔ تو نہ صرف یہ کہ حضرت نے داخل سلسلہ کر کے بندہ کو شرف بخشا بلکہ اپنی طرف سے ۵۰۰ روپے بھی عطا فرمائے۔

لیکن شومی قسمت کہ بندہ نے حضرت مولانا عبد الرزق کمال شجاع آبادی صاحب کے ہمراہ جنازہ پر پہنچنے کی بھرپور کوشش کی مگر محروم رہے۔ ادھر جامعہ فاروقیہ شجاع آباد کے اساتذہ وطلباء اور مہتمم صاحب حسرت ہی کرتے رہے کہ وقت کی کمی کے باعث پہنچا ہی نہیں جا سکتا تھا۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت حضرت کے درجات بلند فرمائے۔ اور تحریک خدام اہل سنت کو حضرت کے نہج پر منزل مقصود پر پہنچنے کے اسباب پیدا فرمائے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

والسلام

محمد طیب معاویہ

مدرس جامعہ فاروقیہ پرانا ملتان روڈ شجاع آباد ملتان

## مولانا قاضی محمود الحسن اشرف، آزاد کشمیر

گرامی قدر محترم قاری انور حسین انور صاحب مدظلہ العالی
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ...... بعد از سلام مسنون!

بطل حریت نمونہ اسلاف حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب قدس سرہ کا سانحہ ارتحال بلاشبہ نہ صرف پاکستان بلکہ عالم اسلام کے لیے ایک بڑے صدمے کا موجب بنا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کو شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور تمام اکابرین کے ساتھ محشور فرمائے اور آنجناب اور راقم سمیت تمام عزدگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

الحمد للہ راقم نے حضرت کے سفر آخرت کے اجتماع (نماز جنازہ) میں شرکت کی نیز حضرت کے چہرہ انور کی زیارت سے بھی غیر متوقع طور پر بہرہ مند ہوا۔

ماشاء اللہ، الحمد للہ، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مدح اور وکالت نیز عقیدہ اہل سنت کی حفاظت کے لیے بلاخوف لومۃ لائم خدمات کا اثر تھا کہ چہرہ مبارک بقعہ نور نظر آرہا تھا۔ اور کراچی سے خیبر تک اتنی بڑی تعداد میں صلحاء، علماء حفاظ ومجاہدین کا کسی اخبار ٹیلی ویژن کی خبر کے بغیر جمع ہو جانا، یقیناً حضرت کی زندہ کرامات میں سے ایک کرامت ہے۔ راقم اگلے دن اسلام آباد میں منعقد ہونے والے تحفظ دینی مدارس ریفرنس میں شریک تھا۔ نماز فجر کے وقت میرے میزبان کے ٹیلی فون پر یہ خبر بجلی بن کر دل ودماغ پر گری۔ اور اسی وقت اپنے احباب کو مطلع کیا اور میں صفوں کی درستگی کے وقت چکوال پہنچ کر حضرت کی نماز جنازہ میں شریک ہوا۔ راقم اگرچہ خود حضرت سے صرف دو دفعہ ملا ہے لیکن راقم کی اہلیہ حضرت کے ادارہ سے حضرت کی اہلیہ محترمہ سے حفظ وقرأت کی سعادت سے بہرہ ور ہوئی ہے اس نسبت سے گزشتہ ۱۰ سال سے ہر سال سالانہ اجتماع میں شرکت کا دعوت نامہ برابر موصول ہوتا رہا۔ اللہ تعالیٰ بہت ہی زیادہ جزائے خیر عطا فرمائے اور ہم سب کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

دار العلوم اسلامیہ کے تمام شعبہ جات میں حضرت مرحوم کے ایصال ثواب کا اہتمام نیز تعزیتی جلسہ کا بھی اہتمام کیا گیا تھا...... اللہ تعالیٰ قبولیت سے ہمکنار فرمائے۔ آمین

یاد آوری کا بہت شکریہ۔ امید ہے کہ آئندہ بھی یہ سلسلہ جاری رہے گا

والسلام مع الاحترام

قاضی محمود الحسن اشرف

## پسران مولانا حکیم شریف الدین کرنالی رحمۃ اللہ علیہ سلانوالی، سرگودھا

بخدمت جناب قابل قدر محترم حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین صاحب، زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

احوال آنکہ گزشتہ دنوں حضرت اقدس جناب قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت ہوئی تو اطلاع پا کر ہم سب احباب ہمراہ عملۂ مدرسہ ہٰذا کو انتہائی دلی افسوس ہوا۔ حضرت اقدس کا ہمارے والد بزرگوار حضرت حکیم شریف الدین کرنالی رحمۃ اللہ علیہ سے خصوصی روحانی تعلق تھا اور تحریک ختم نبوت کے دوران دونوں کوٹ لکھپت جیل لاہور میں مقید بھی رہے، حضرت اقدس ہم سب کے لیے ایک قیمتی سرمایہ تھے ان کی وفات سے نہ صرف پاکستان بلکہ عالم اسلام ایک جید عالم دین سے محروم ہو گیا ہے اور ان کا خلاء مدتوں پر نہ ہو سکے گا۔

ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت قاضی صاحب کے درجات بلند فرمائے اور جنت میں انہیں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور آپ سمیت تمام احباب ولواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے (آمین)

والسلام

قاری محمد اکرم مدنی، محمد اکمل چوہدری
محمد افضل الحسینی، محمد اطہر چوہدری
سلانوالی ضلع سرگودھا

## مولانا حافظ سمیع اللہ سرفراز ، سیالکوٹ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت کا نامۂ مبارک بسلسلہ تعزیت الشیخ المرحوم وشایلہ شیخ العرب والعجم مولانا قاضی مظہر حسین نور اللہ مرقدہ وقدس سرہ موصول ہوا۔ تصنیفی وتعلیمی مصروفیات کے باعث عریضہ روانہ کرنے سے قاصر رہا، جس پر معذرت کے لیے درخواست گزار ہوں۔ حضرت کی وفات پر اہل درد طبقہ سراپائے غم ہے اور یقیناً اس خلا کو پر نہیں کیا جا سکتا۔ میں سمجھتا ہوں یہ شاید ہماری قوم کا المیہ ہے کہ ان جلیل القدر نفوس قدسیہ مراکز العلم کی نی دنیا ہم قدر ومنزلت سے نا آشنا رہا جاتا ہے اور ان سے اکتساب فیوض کے مواقع ضائع کر دیے جاتے ہیں۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی وفات کے موقع پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ ارشاد تاریخ حدیث کا حصہ ہے کہ: ”ھکذا ذھاب العلم ، لقد دفن الیوم علم کثیر“

(الطبقات الکبریٰ لمحمد بن سعد رحمہ اللہ ۳ / ۲۶۳ ، بیروت ۱۳۷۶ھ)

راقم الحروف اسی جملہ کو آج حضرت قاضی صاحب مرحوم سے منسوب کرتا ہے۔ اور مزید برآں ......

وہ اک ستارہ جو کتنا روشن تھا کتنا تاباں

جو ظلمتوں میں دیے جلاتا تھا روشنی کے

اللہ رب العزت حضرت شیخ رحمہ اللہ کے درجات بلند فرماتے ہوئے احقر سمیت تمام مسلمانوں کو جلیل القدر شیوخ وائمہ سے استفادہ وافادہ کی توفیق بخشے (آمین یارب العلمین)

والسلام

حافظ سمیع اللہ سرفراز

سیالکوٹ

## میجر جنرل ظہیر الاسلام عباسی، اسلام آباد

میرے لئے انتہائی خوشی اور اطمینان قلب کا باعث ہے کہ آج میں اللہ تعالیٰ رحیم و کریم، وددود و رؤف کی توفیق سے حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کے آستانے پر حاضر ہو کر نذرانۂ عقیدت پیش کر رہا ہوں۔ فاتحہ خوانی اور تعزیت کے علاوہ حضرت کے صاحبزادے حضرت مولانا محمد ظہور الحسین اظہر سے اور ان کے رفقاء سے ملاقات کا شرف اور ان کی روحانیت، علمیت، نور اسلام کے بارے میں ان کی آراء سے مستفید ہوا۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف مجھے پیش کی گئی ہیں۔ میں انہیں بصد شکریہ قبول کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ساتھ مل کر ایک ہو کر اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے نظام اسلام، جس کی عملی شکل نظام خلافت راشدہ اس کرۂ ارض پر قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس سے قبل مملکت خداداد پاکستان میں نفاذ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اسباب میں ہمیں قبول فرمالے۔ آمین۔

دعاؤں کے ساتھ

والسلام

ظہیر الاسلام عباسی

# مولانا محمد اویس خان، آزاد کشمیر

آج مورخہ ۲۷ر جنوری قائد اہل سنت حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کے قائم کردہ مرکز میں حاضری ہوئی تو احساس ہوا کہ امت مسلمہ کے مظلوم اور فتنوں کے گرداب میں پھنسے مسلمان روحانی باپ کی شفقتوں اور دعاؤں سے محروم ہو گئے۔

ہم نے حضرت مدنی کی تاریخ کو پڑھا پھر حضرت قاضی صاحب کی صورت میں حضرت مدنی رحمہ اللہ کا کردار دیکھنا نصیب ہوا۔

حضرت بلاشبہ پاکستان نہیں بلکہ برصغیر میں ایسی حیثیت رکھتے تھے کہ جنہیں حالات کی نزاکت تحریکوں کا اتار چڑھاؤ اور مصلحتوں کے تقاضے مسلک حقہ سے ایک انچ بھی پیچھے نہ ہٹا سکے اور حضرت مدنی رحمہ اللہ جہاں حضرت کو چھوڑ کر گئے حضرت اپنی وفات تک اسی پر قائم رہے۔

اللہ سے دعا ہے کہ حضرت کے صاحبزادے اور جانشین قاضی ظہور صاحب دامت برکاتہم اپنے والد گرامی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس روایت کو قائم رکھیں۔ اللہ پسماندگان جن میں تمام علماء، مجاہدین اور صلحاء بھی شامل ہیں کو صبر جمیل اور حضرت کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔

والسلام

محمد اویس خان بن مفتی محمد اویس خان
آزاد کشمیر

# مولانا محمد یوسف الحسینی، گجرات

۶ ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۷ جنوری ۲۰۰۴ء بروز منگل اسلام اخبار میں اپنے پیر و مرشد شیخ و مربی قائد اہل سنت امیر تحریک خدام اہل سنت، فرزند دارالعلوم دیوبند، خلیفہ مجاز شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ دست راست حضرت مولانا عبداللطیف جہلمی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات کی خبر پڑھ کر دل مغموم ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے ۱۹۶۰ء میں جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم (دوران تعلیم) میں بیعت کا تعلق قائم ہوا۔ نیز اپنے مقام گلیانہ میں اپنی مسجد میں خطابت و مدرسہ کے سلسلہ میں مشورہ کے لیے حضرت کی خدمت حاضر ہوا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت محبت سے مسجد مدرسہ کا نام مدرسہ حنفیہ اہل سنت والجماعت تجویز فرمایا۔ استقامت اور کامیابی کے لیے دعا بھی فرمائی۔ حضرت دو بار گلیانہ تشریف لائے۔ ایک بار جمعیۃ علماء اسلام کے طوفانی دورہ کے حوالے سے حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللطیف جہلمی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علماء کے ہمراہ جلسہ ہوا اور دوسری بار ملکہ ضلع گجرات جلسہ سے واپسی پر حضرت مولانا عبداللطیف جہلمی رحمۃ اللہ علیہ مولانا عبدالحئی صاحب بھالیہ والے اور دیگر بہت سے علماء مدرسہ میں تشریف لائے۔ طلباء سے اسباق سن کر بہت خوشی ہوئی کامیابی کی دعا دی۔ علماء سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ حضرات یہ محنت کا نتیجہ ہے۔ حضرت کی دینی خدمات مسلک حقہ اہل سنت والجماعت کی ترجمانی بالخصوص تحریک خدام اہل سنت کی قیادت کے حوالے سے ناقابل فراموش ہیں۔ حضرت کی وفات سے بہت بڑا خلا واقع ہوا ہے جس کا پر ہونا ناممکن نہیں پر مشکل ضرور ہے۔

دعا ہے اللہ رب العزت جملہ علماء کرام بالخصوص جانشین قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین اظہر صاحب، مولانا جمیل الرحمٰن صاحب اور مولانا زاہد حسین رشیدی کو پورے خلوص، انتھک محنت سے کام کی توفیق عطا فرمائیں۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ حضرت کے درجات عالیہ بلند فرمائیں۔ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائیں۔

خادم اہل سنت

محمد یوسف

مہتمم جامعہ حنفیہ اہل سنت والجماعت مدنی مسجد گلیانہ، گجرات

## مولانا عبدالوحید قاسمی، اسلام آباد

ماشاء اللہ حضرت قاضی صاحب ؒ نے پون صدی مسلک اہل سنت کی ترجمانی کا حق ادا کیا اور تمام باطل نظریات کا ڈٹ کر مقابلہ کیا خصوصاً رافضیت اور قادیانیت کے خلاف اللہ تعالیٰ ان کی ان خدمات کو قبول فرمائے اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلائے۔ آمین

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

عبدالوحید قاسمی

❁❁❁❁

## مولانا بشیر احمد صاحب، کشمیر

آج حضرت قاضی مظہر حسین صاحب ؒ کی تعزیت کے سلسلہ میں چکوال حاضری ہوئی جس میں سالہا سال حضرت قاضی صاحب ؒ نے حق کی شمع روشن کیے رکھی۔ حضرت ؒ حضرت مدنی ؒ سے نسبتِ خاص رکھتے تھے اور چکوال میں بیٹھ کر اللہ نے حضرت قاضی صاحب سے پوری زندگی مسلک حقہ کی ترجمانی کا جس انداز میں کام لیا وہ حضرت قاضی صاحب کا حصہ تھا۔ حضرت قاضی صاحب فرق باطلہ کے خلاف حساس مزاج رکھتے تھے اور اکابر علماء دیوبند کے راستہ پر پوری شدت سے کاربند رہے۔ خاص کر رافضیت، قادیانیت اور جہاد کے محاذ پر حضرت قاضی کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔

آخرکار آپ اس طرح اس دار فانی سے رخصت ہوئے کہ پورا علاقہ ماتم کا سماں پیش کر رہا تھا۔ اللہ کریم حضرت قاضی صاحب کی تمام خدمات کو قبول فرمائے (آمین)

والسلام

بشیر احمد
مرکزی امیر جمعیۃ المجاہدین، جموں کشمیر

# قاضی محمد اسرائیل صاحب گڑنگی، مانسہرہ

حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین صاحب دام مجدھم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج گرامی!

حضرت امام اہل سنت، وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم، عظیم سکالر، مسلک اہل سنت کے ترجمان و پاسبان جناب مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر دلی صدمہ ہوا۔

اہل سنت پر حضرت قاضی صاحب کے بڑے احسانات ہیں۔ ہر باطل کے خلاف حضرت نے آواز بلند کی اور حق ادا کر دیا۔ جس کسی نے کسی دور میں بھی اکابر کے مسلک کے خلاف کوئی بھی قدم اٹھایا تو قاضی صاحب کا مبارک قلم اس کے خلاف چل پڑا ایسا چلا کہ باطل کو مٹا کر دم لیا۔ اسلام اور اہل اسلام کا خوب دفاع کیا۔ ان کی وفات سے پورے عالم اسلام کا نقصان ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ہم آپ کے صدمہ میں برابر کے شریک ہیں۔

والسلام

قاضی محمد اسرائیل
گڑنگی مانسہرہ

# شاعر اسلام جناب طاہر جھنگوی، جھنگ

واجب الاحترام برادر مکرم جناب حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین صاحب مدظلہ العالی۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سرمایہ اہل سنت، بانی خدام اہل سنت، میر کاروان، عاشق رسول ﷺ، واصحاب رضی اللہ عنہم مناظر اسلام، ولی کامل، پیر ومرشد، خلیفہ مجاز حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ، ہم سب کے مہربان، جناب کے والد گرامی، میرے روحانی باپ جناب حضرت قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات کا سن کر بہت افسوس ہوا۔ جتنا بھی افسوس کیا جائے کم ہے۔ کیونکہ موت العالم موت العالم عالم دین کی موت پورے عالم کی موت ہے۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ لاریب سنی قوم کے سروں پر آسمان کی مانند تھے۔ آج وہ سایہ ہم سے اٹھ گیا اور ہم بے سایہ ہو گئے۔ یہ خلا کیسے پورا ہو گا؟ رب العزت حضرت کے درجات بلند فرمائے۔ جنت الفردوس کی بہاروں سے نوازے۔ ان کی پوری زندگی دین اسلام کی خدمت میں گزری۔ توحید و رسالت و اصحاب رضی اللہ عنہم و اہل بیت رضی اللہ عنہم کی وکالت میں گزاری۔ سنت رسول ﷺ آپ کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ دعا ہے کہ ان کا لگایا ہوا خدام اہل سنت کی شکل میں یہ گلشن قیامت تک سرسبز شاداب رہے۔ آپ کا مشن جاری وساری رہے۔ اللہ تعالیٰ جناب اور باقی تمام اولاد، خاندان کو احباب کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ ابھی تک حاضری نہیں دے سکا۔ میرا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا۔ اب کچھ افاقہ ہے۔ عنقریب خدمتِ اقدس میں حاضری دوں گا۔ تمام جماعت کی خدمت میں تعزیت، اللہ تعالیٰ حضرت کی مرقد پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ اور آپ کو حضرت کی جانشینی کا پورا پورا حق ادا کرنے کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین

والسلام دعا گو

طاہر جھنگوی

## حافظ سرفراز احمد صاحب، کراچی

جناب عزت مآب حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین صاحب دام مجدھم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرض ہے کہ ۱ر۲۷ کو اسلام اخبار میں ایک انتہائی افسوس ناک خبر پڑھ کر گہرا دکھ اور صدمہ ہوا ہے کہ جناب حضرت اقدس اس دنیا فانی سے رخصت ہو چکے ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

رب تعالیٰ حضرت قاضی صاحب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے اور ان کو جنت میں کروٹ کروٹ پر راحت نصیب فرمائے۔ حضرت قاضی صاحب دین کے ایک پہاڑ تھے۔ کسی باطل کے آگے نہیں جھکے اور اپنے عقیدہ پر قائم ودائم رہے۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسی شخصیت شائد کہ دنیا میں نہ ملے۔ جہاں بھی حق کی بات آئی وہاں ڈٹے رہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ پاک آپ کو صبر جمیل عطا فرمائے اور حضرت قاضی صاحب کے قائم مقام آپ کو استقامت نصیب فرمائے۔ (آمین)

والسلام

سرفراز احمد

## جناب عمر فاروق صدر پوری، ملتان

واجب الاحترام والتکریم جناب صاحبزادہ قاضی محمد ظہور الحسین صاحب مدظلہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خیریت کا طالب خیریت سے ہے لیکن بہت زیادہ صدمہ اور دکھ حضرت اقدس قاضی مظہر حسین صاحب نور اللہ مرقدہ کی جدائی کا ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

یقیناً ہر انسان نے چلے جانا ہے۔ لیکن حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کا دنیا سے جانا ایک ایسا خلا ہے جو کبھی بھی پر نہیں ہوسکتا۔ یقیناً چکوال اور اس کے مضافات اب سونے سونے لگ رہے ہوں گے۔ ان کی جدائی پر وہ راستے بھی رو رہے ہوں گے۔ جہاں سے حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ چلا کرتے تھے۔ جہاں جہاں حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ کی وحدانیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی عظمت کے پرچم لہرائے۔ بہر حال صبر کے سوا چارہ کار نہیں۔ اللہ کی تقدیر کو جتنا صبر کے ساتھ انسان تسلیم کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اتنے درجات بلند کرتا ہے۔ ہم صبر بھی کرتے رہیں گے۔ اور حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے پیغام ''خلافت راشدہ حق چار یار رضی اللہ عنہم'' کو بلند کرتے رہیں گے۔ اور ان کے مشن کو آگے بڑھاتے رہیں گے۔ یقیناً آپ پر اب بہت ذمہ داری آگئی ہے۔ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صبر کرنے کی۔ اور اس ذمہ داری کو نبھانے کی توفیق عطا فرمائے (آمین) اور اللہ تعالیٰ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

آپ کے غم میں شریک

محمد عمر فاروق

## جناب محمد نواز فردوسی ہوئیرواسماعیل خان

باسمہ سبحانہ

محترم المقام قبلہ حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین صاحب زید مجدہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہمارے ملک وملت کا ایک چمکتا سورج غروب ہو گیا ہے۔ عالم کی موت عالم کی موت ہوتی ہے اللہ کریم مرحوم ومغفور کو جنت الفردوس عطا فرمائے اور آپ صاحبان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

اللہ رب العزت آپ کو والد مرحوم کی جانشینی اور دینی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دعاؤں کی درخواست

آپ کا خیر خواہ دعا گو

محمد نواز فردوسی

## جناب فضل حق یوسفی، کراچی

مکرم محترم حضرت قاری صاحب دامت برکاتکم

سلام مسنون!

والا نامہ ملا۔ حضرت قاضی صاحب کی وفات پوری امت کے لیے باعث صدمہ ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ تو علم وعمل کا سمندر تھے۔ نعمت چھن جانے کے بعد قدر ہوتی ہے۔ بہرحال اب یہ خلا تو پر نہیں ہو سکتا۔ ہم سب حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی بلندی درجات کے لیے دعا کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صبر کے ساتھ ان کو یاد رکھنے اور ایصال ثواب کی توفیق عطا فرمائے۔

والسلام

فضل حق یوسفی

مینیجر ماہنامہ بینات کراچی

❁❁❁❁

## مولانا قاری نور عالم صاحب، چکوال

قائد اہل سنت حضرت قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ وہ شخصیت تھیں۔ جنہوں نے پوری زندگی دین کی خدمت میں گزار کر اپنے خالق سے ملاقات کو قبول کیا۔ حضرت کی وفات سے وہ خلا پیدا ہوا جس کا پورا ہونا عالم اسباب میں ممکن نہیں ہے۔ اللہ آپ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ نصیب فرمائے۔ آمین

والسلام

قاری نور عالم خان

خطیب جامع مسجد خضریٰ چکوال

# جناب اقبال احمد صاحب صدیقی، کراچی

مکرمی صاحبزادہ قاضی محمد ظہور الحسین صاحب اظہر زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

راقم الحروف تحریک خدام اہل سنت کے ترجمان اور نظامِ خلافت راشدہ کے داعی ماہنامہ ''حق چاریار'' لاہور کو مستقل پڑھتا رہا ہے۔ اور تحریک خدام اہل سنت کے اغراض و مقاصد سے کاملاً متفق اور آگاہ رہا ہے۔ حق چاریار مجلہ نے بلاشبہ اعلائے کلمۃ الحق ہر زمانے میں بلند رکھا اور اس فکری تربیت کے جہاد میں کسی سیاسی سماجی مصلحت یا مالی یا کاروباری منفعت کو راہ کی رکاوٹ نہیں بننے دیا۔ صرف وہی کہا۔ وہی لکھا جو اس فکری اور صحت عقیدہ کی جستجو کا تقاضا تھا۔ مشاہدہ اور مطالعہ گواہ ہے کہ قائد اہل سنت، وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم بانی وامیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ کے بصیرت افروز نگارشات عالیہ مجلہ حق چار یار رضی اللہ عنہم کے معیار حق وصداقت کا اصل آبگینہ وسرمایہ تھیں۔ علوم وافکار کی ایسی شمع فروزاں، جس کی روشنی پورے ملک کی جماعت اہل سنت پر محیط تھی۔ حق چاریار کا ہر شمارہ مخدوم و محترم وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم کے زریں سلسلۂ مضامین کے ذریعہ عقیدہ اہل سنت سے وابستہ افراد کو نیا حوصلہ عطا کرتا تھا۔ اور چکوال سے کراچی بلکہ اطراف وجوانب بکھرے ہوئے ذہنوں کو جوڑتا تھا۔ تاویل کے پھندوں سے نکال کر منتشر دلوں کو قریب و دور ہر جہت مربوط کرتا تھا۔ سچ تو یہ ہے کہ قائد اہل سنت، بانی وامیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان اپنے دل نشین اسلوب تحریر طرز بیان اور دعوتی انداز فکر سے لاکھوں قلوب کو منور کر گئے ہیں۔ یہ خطیبانہ جاہ وجلال اور جہاد قرطاس وقلم ان شاء اللہ العزیز حضرت قائد اہل سنت اور ان کے خانوادے کو فلاح دنیاوی، نجات اخروی اور دائمی نیک نامی سے سرفراز کرے گا۔ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ کا سانحہ وفات صرف آپ جناب اور آپ کے سوگوار خاندان کے لئے غم نہیں ہے ہم جیسے سب عقیدت مندوں اور صحیح العقیدہ مسلمانوں کے لیے صدمۂ عظیم ہے۔

**الله غفور الرحیم** حضرت قاضی صاحب مرحوم کے درجات بلند کرے، اپنے عفوو درگزر کو بروئے کار لاکر مغفرت فرمائے اور تضادات کی بجائے قوم کو حضرت قائد اہل سنت کے نقش قدم پر گامزن کرے۔آمین۔

آخر میں ادارہ ابلاغ علوم وافکار ملی کراچی کی جانب سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی بلند مرتبہ شخصیت وخدمات پر جریدہ حق چار یار کے خصوصی نمبر کی اشاعت کا خیر مقدم کیا جاتا ہے۔اور ہر ممکن تعاون سے اتفاق کیا ہے۔

والسلام مع الاکرام

اقبال احمد صدیقی
بانی ومدیر، ادارہ ابلاغ علوم وافکار ملی
اے/۲۳۔یو۔کے۔پلازہ.فیڈرل بی ایریا۔بلاک
کے کراچی

# جناب میجر (ر) طاہر اقبال اسلام آباد

مکرمی جناب قاضی ظہور الحسین صاحب مدظلکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے والد محترم، تحریک خدام اہل سنت کے امیر قاضی مظہر حسین نور اللہ مرقدہ کے انتقال کی خبر وزیر محترم جناب میجر (ر) طاہر اقبال صاحب (جو کہ آج کل امریکہ میں ہیں) کو معلوم ہوئی۔ انہوں نے قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال پر ملال پر انتہائی رنج والم کا اظہار کیا ہے اور ان کی دینی وعلمی خدمات کو زبردست خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔ قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ ایک مذہبی سکالر تھے جن کا شمار برصغیر کے چند جید علماء میں ہوتا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ چکوال ایک بزرگ عالم دین سے محروم ہوگیا ہے اور ان کے انتقال سے ایک ایسا خلاء پیدا ہوگیا ہے جو کبھی پر نہ ہوگا۔ اہل چکوال ان کی دینی وعلمی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھیں گے۔

وزیر محترم دعا گو ہیں کہ اللہ جل شانہ قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور ان کے درجات بلند کرے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور اہل خانہ کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین۔

والسلام

محمد شکیل ملک

پرائیویٹ سیکرٹری برائے وزیر مملکت

ماحولیات

# جناب افتخار حسین چوہدری، کویت

محترم جناب قاضی محمد ظہور الحسین صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گھر فون کرنے پر یہ اطلاع ملی کہ آپ کے والد محترم اس جہاں فانی سے رحلت فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

میری اللہ سے دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی جوار رحمت میں جگہ نصیب فرمائے اور ان کے درجات بلند کرے اور ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور آپ سب کو یہ عظیم صدمہ جھیلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

میری طرف سے تمام اہل خانہ کے لئے علیحدہ علیحدہ افسوس

آپ کا شریک غم

(افتخار حسین چوہدری)

دولۃ الکویت

باب 3
قائد اہل سنت ؒ نمبر
ہمارے
باباجی رحمۃ اللہ علیہ
اعزہ واقارب کے مضامین وتاثرات

# نقوشِ زندگی

## ✍ جانشین قائد اہل سنت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین صاحب اظہر ☆

میرے جد امجد جامع المعقول والمنقول سلطان المناظرین حضرت مولانا ابوالفضل محمد کرم الدین دبیر رحمہ اللہ ان مشاہیر علمائے اہل سنت میں سے تھے۔ جن کی زندگی عموماً مذہب اہل السنت والجماعت کی حمایت ونصرت میں گزری ہے اور بالخصوص آپ نے فتنہ انکار ختم نبوت (یعنی مرزائیت) کے انسداد کے لیے جس ہمت واستقلال، پامردی اور اولوالعزمی کا ثبوت دیا ہے۔ وہ ایک عظیم علمی ودینی کارنامہ ہے۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھ آپ کا دو سال تک ایک عدالتی مقدمہ جاری رہا ہے جس میں مرزا قادیانی آنجہانی کو گورداسپور کی عدالت سے چھ ماہ قید یا پانچ سو روپے جرمانہ کی سزا ہوئی تھی پھر اپیل میں ایک دجال (بزعم مرزا) انگریز وکیل کی امداد سے بمشکل رہائی ہوئی۔

### ایک صاحبِ دل مجذوب

اس تاریخی کیس کے حوالے سے حضرت دادا صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں...

جن دنوں چیف کورٹ لاہور میں درخواست ہائے انتقال مقدمات جانبین سے گزری ہوئی تھیں۔ مرزائیوں کی درخواست تھی کہ مقدمات گورداسپور میں ہوں اور ہماری درخواست تھی کہ جہلم میں ہوں۔ اتفاقاً انارکلی میں مجھے ایک مجذوب فقیر مل گئے جن کے بدن کے کپڑے میلے کچیلے، پھٹے پرانے اور سر کے بال بکھرے ہوئے تھے مجھ سے السلام علیک کہہ کر پوچھنے لگے کہ جوان تم کون ہو؟ کہاں کے رہنے والے ہو، یہاں کیا کام ہے؟ چونکہ میں متفکر تھا دوسرے روز چیف کورٹ میں پیشی تھی کچھ سادہ جواب دے کر ٹالنا چاہا کہ فقیر میں جہلم کا رہنے والا ہوں یہاں کچھ اپنا کام ہے۔ فرمانے لگے کام ہے ہم سے چھپاتے ہو،

---

☆ امیر تحریک خدام اہل سنت وجماعت پاکستان

تمہارا قادیانی سے مقدمہ ہے۔ چیف کورٹ میں تمہاری درخواستیں ہیں تم چاہتے ہو کہ مقدمہ جہلم میں ہو۔
وہ چاہتے ہیں گورداسپور میں ہو۔ تمہاری درخواست نامنظور ہوگی اور مقدمات گورداسپور میں ہوں گے۔
خدا کو منظور ہے کہ مفتری علی اللہ کو اس کے گھر میں ذلیل کیا جائے۔ یاد رکھو! محمد قاسم اتنا ہی ...
اس کو ذلت بعد ذلت ہوگی اس وقت تمام اہل اللہ تمہارے لیے دست بدعا ہیں یہ تمہارا اور مرزا کا مقابلہ
نہیں بلکہ یہ اسلام و کفر کا مقابلہ ہے۔ الخ (تازیانہ عبرت ص ۲۰۱) حضرت دادا جی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اس
اثنا میں مجھے کبھی سر درد تک کا عارضہ لاحق نہ ہوا۔ مرزا جی غش کھا کر کچہری میں گرے اہل دین کو بچا پالا
اٹھا کر کچہری لایا گیا...... فاعتبروا یا اولی الابصار (ایضاً ص ۲۰۱)

## ولادت اور ابتدائی تعلیم

حضرت دادا صاحب مرحوم کی اولاد میں سب بہن بھائیوں سے چھوٹے میرے والد گرامی قائد اہل سنت وکیل صحابہؓ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ تھے۔ جن کی ولادت ۲۹ ذیقعدہ ۱۳۳۲ھ بمطابق ۲۰ اکتوبر ۱۹۱۴ء (۴ کاتک ۱۹۷۱ب) بروز سہ شنبہ (منگل) ۹ بجے رات بمقام بھیں ہوئی۔

قرآن مجید، فارسی، صرف و نحو کی ابتدائی کتب اپنے والد ماجد سے پڑھیں اور اس کے ساتھ ساتھ پرائمری سکول بھیں میں پڑھنے کے بعد میٹرک کا امتحان ۱۹۲۸ء میں گورنمنٹ ہائی سکول چکوال سے پاس کیا: اور پھر چند سال بھیں سکول میں پڑھاتے رہے۔ ۱۹۳۳ء و ۱۹۳۴ء میں اشاعت اسلام کالج لاہور میں دو سالہ کورس پڑھا جہاں کے مشہور اساتذہ میں پروفیسر یوسف سلیم چشتی (شارح کلام اقبال) اور مولانا غلام مرشد فاضل دیوبند شاگرد رشید حضرت محدث کشمیری رحمہ اللہ اور مولانا قاضی سراج الحق صاحب رحمہ اللہ فاضل دیوبند بھی تھے دو سالہ کورس پاس کرنے والے کو ماہر تبلیغ کی سند بھی ملتی تھی۔

## دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ

اشاعتِ اسلام کالج لاہور سے فارغ ہونے کے بعد پنجاب کی مشہور درسگاہ دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ میں دو سال تک زیر تعلیم رہے۔ اس وقت مہتمم مدرسہ حضرت مولانا ظہور احمد بگوی رحمہ اللہ تھے۔ دیگر کتب کے علاوہ اصول فقہ میں توضیح تلویح اور علم منطق میں حمد اللہ وغیرہ اس وقت کے بڑے استاد مولانا محمد دین صاحب رحمہ اللہ المعروف بہ استاد بدھو والوں سے اور ہدایہ مولانا قاسم ہزاروی رحمہ اللہ سے پڑھیں۔

دورانِ قیام بھیرہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے عنوان پر آپ کی لکھی ہوئی ایک نظم جو ماہنامہ شمس الاسلام بھیرہ فروری ۱۹۳۷ء میں شائع ہوئی تھی۔ پیش خدمت ہے.....

## سیدنا حسین رضی اللہ عنہ

ذیل کی نظم دار العلوم عزیزیہ بھیرہ کے طالب علم جناب مظہر حسین صاحب کے افکار کا نتیجہ ہے۔ آپ مولانا ابوالفضل محمد کرم الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ ہیں۔ ان کی حوصلہ افزائی کے لیے یہ نظم درج کی جاتی ہے۔ قارئین اس نظم کے اسقام کی طرف توجہ نہ کریں بلکہ ایک طالب علم کے جذبات کی داد دیں۔ (مدیر)

چمن سید عالم کو بسایا کس نے؟ سبق قرآں نہیں آ کے بتایا کس نے؟
جذبۂ عشق مسلماں کو سکھایا کس نے؟ نعرۂ حق سے نہیں آ کے دکھایا کس نے؟
جس نے ہم کو تھا سکھایا رہ حق میں مرنا
بجز خدا غیر کی طاقت سے نہ ہرگز ڈرنا

نعرۂ مست سے دشمن کو ڈرایا کیونکر سطوت حق سے باطل کو مٹایا کیونکر
ہم کو پیغام بشارت کا سنایا کیونکر سر پئے ملت اسلام کٹایا کیونکر
مرد غازی کی شجاعت کو بسالت کو دیکھ
ابن حیدرؓ کی ذرا دینی حمایت کو دیکھ

کلفتیں کرب و بلا کی وہ اٹھائی کیوں تھیں ندیاں خون کی اس نے وہ بہائی کیوں تھیں
ظلمتیں کفر کی دنیا سے مٹائی کیوں تھیں صفیں اعدا کی وغا میں وہ بچھائی کیوں تھیں
درس عبرت تھا مسلمان بھی جینا سیکھے
جام وہ اپنی شہادت کا بھی پینا سیکھے

دعویداران محبت نے بھلا کیا سیکھا تعزیہ سازی کا بس ایک تماشہ سیکھا
بت پرستی کا یہ اک طرز نرالا سیکھا ہاؤ ہو، شور و شر و گریہ و نالہ سیکھا
ان خرافات کو کب رکھتا روا ہے اسلام
ہے برا فعل یہ الحاد ہے بدعت ہے حرام

کس کے سیما سے نمایاں تھا ولایت کا نشاں کس کے چہرہ کی چمک مثل چراغ عرفاں
کس کے دم سے ہوئی عالم میں حقیقت عریاں کس کے سینہ میں منور تھا چراغ عرفاں

جو نواسا تھا محمدؐ کا علیؓ کا پیارا

حضرت فاطمہؓ کی آنکھ کا جو تھا تارا

دیکھ اُس مردِ خدا کا بھی ذرا قہر و جلال　　　　یعنی لختِ جگرِ حیدرِ کرار کا حال

نکلا میدان میں کس شان سے زہراؓ کا لعل　　　　کر دیا لشکرِ کفار کو یک دم پامال

دین و ملت کے لیے اُس کی یہ قربانی دیکھ

چشمِ عبرت سے ذرا جذبۂ ایمانی دیکھ

خوف دشمن کا نہ اعداء کی ستمگاری کا　　　　تیغ و خنجر کا نہ باطل کی جفا کاری کا

چینی و رومی و ہندی کا نہ تاتاری کا　　　　قلبِ مومن میں بھروسہ تھا اللہ باری کا

گرزِ اسلام سے دشمن کے صنم کو توڑا

ظلمتِ کفر کو دُنیا سے مٹا کر چھوڑا

امتیازِ حق و باطل کو دکھایا اُس نے　　　　دینِ فطرت پہ مسلماں کو چلایا اُس نے

جہل و بدعت کے اسیروں کو چھڑایا اُس نے　　　　ڈنکا اسلام کا عالم میں بجایا اس نے

تخت و دولت نہ حکومت کا وہ شیدائی تھا

مظہرِ حق تھا صداقت کا وہ شیدائی تھا

چنانچہ یہی نظم قدرے اختصار و تصحیح کے بعد ماہنامہ انجم لکھنو میں بایں طریق شائع ہوئی۔

ملاحظہ فرمایئے۔

## شانِ حسین رضی اللہ عنہ

چمنِ سیدِ عالم کو بسایا کس نے؟　　　　درسِ قرآن نئے سرے سے پڑھایا کس نے؟

جذبۂ عشقِ رسالت کو بڑھایا کس نے؟　　　　نعرۂ حق سے مسلماں کو جگایا کس نے؟

جس نے ہم کو تھا سکھایا رہِ حق میں مرنا

جز خدا غیر کی طاقت سے نہ ہرگز ڈرنا

کلفتیں کرب و بلا کی وہ اٹھائی کیوں تھیں　　　　ندیاں خون کی اپنے وہ بہائیں کیوں تھیں

ظلمتیں کفر کی دنیا سے مٹائیں کیوں تھیں　　　　صفِ اعداء کی دغا وہ بچھائیں کیوں تھیں

درسِ حدیث تھا [illegible]

جام [illegible] اہل [illegible]

کس سے کہیں [illegible] کا نشاں     کس سے [illegible] اسلامی ارماں

کس سے کہیں [illegible] عالم میں [illegible]     کس سے [illegible]

ہر گوشہ تھا [illegible] کا پیارا

حضرت طالبؒ کی آنکھ کا ہر تھا تارا

امتیازِ حق و باطل کو دکھایا اس نے     دینِ اسلام پہ مسلماں کو چلایا اس نے

جہل و [illegible] کے اسیروں کو چھڑایا اس نے     [illegible] اسلام کا عالم میں [illegible] اس نے

[illegible] کا وہ شیدائی تھا

مظہرِ حق تھا صداقت کا وہ شیدائی تھا

([illegible] ص ۱۱۴، اپریل ۱۹۷۰ء)

## دارالعلوم عزیزیہ سے فراغت

دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ سے فارغ ہونے کے بعد آپ گھر تشریف لائے تو دادا صاحب رحمۃ اللہ نے آپ کے داخلہ کے لیے رمضان المبارک ۱۳۵۶ھ بمطابق نومبر ۱۹۳۷ء شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند کی خدمت میں خط لکھا۔ تو جواب آنے پر حضرت کا جوابی گرامی نامہ آیا اور داخلہ منظور کرتے ہوئے حضرت مدنی رحمۃ اللہ نے لکھا کہ

میں تو حج بیت اللہ شریف کرنے کے بعد دیوبند واپس پہنچوں گا اور آپ کے فرزند کے متعلق شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی صاحب رحمۃ اللہ کو لکھ دیا ہے۔ آپ رمضان شریف کے بعد دیوبند بھیج دیں۔ الخ۔ چنانچہ رمضان المبارک کے بعد شوال ۱۳۵۶ھ میں دادا صاحب رحمۃ اللہ کا خط لے کر والد صاحب رحمۃ اللہ دارالعلوم دیوبند میں حضرت شیخ الادب رحمۃ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے نہایت شفقت سے نوازا اور داخلے کا امتحان بھی لیا۔ چند دنوں کے بعد آپ کو دارالعلوم کے دارِ جدید کے کمرہ نمبر ۱۴ میں رہائش کے لیے بھیج دیا جس میں دیگر ساتھی حضرت مولانا امیر محمد صاحب متعلم دورہ

حدیث ساکن لال مروت (۲) حضرت مولانا سردار گل صاحب ساکن ملدہ ملی (۳) حضرت مولانا امیر علی شاہ صاحب ساکن تترو خیل رحمہم اللہ۔

## سال اول کے اسباق

پہلا سال شوال ۱۳۵۶ھ بمطابق دسمبر ۱۹۳۷ء میں اسباق حسب ذیل تھے

مشکوٰۃ شریف، تلخیص المفتاح، مختصر المعانی، شرح عقائد نسفی، جلالین، ہدایہ اخیرین، قرآن حکیم کی مشق وغیرہ۔ مشکوٰۃ شریف اور مختصر المعانی حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب رحمہ اللہ سے اور جلالین شیخ الادب رحمہ اللہ سے پڑھیں اور حضرت مولانا عزیز گل رحمہ اللہ کے چھوٹے بھائی حضرت مولانا تاج گل صاحب رحمہ اللہ خارج وقت میں شرح عقائد پڑھایا کرتے تھے۔

## سالانہ امتحان کا نتیجہ

۱۳۴۷ھ کے سالانہ امتحان کا نتیجہ آئندہ صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔۔۔

## دورۂ حدیث شریف

شوال ۱۳۵۷ھ مطابق نومبر ۱۹۳۹ء دورہ حدیث شریف میں داخلہ لیا۔ بخاری شریف اور ترمذی شریف شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمہ اللہ سے، مسلم شریف حضرت علامہ محمد ابراہیم بلیاوی رحمہ اللہ سے، ابوداؤد شریف شروع میں چند دن حضرت مولانا میاں اصغر حسین رحمہ اللہ نے پڑھائی پھر حضرت مولانا مفتی محمد شفیع کراچوی رحمہ اللہ سے، طحاوی شریف حضرت مولانا علامہ شمس الحق افغانی سے اور دیگر اسباق مختلف ارباب علم وکمال سے پڑھے۔

مضمون کے آخر میں دورہ حدیث کے سالانہ پرچوں کے عکس بھی اہل علم کی دلچسپی کے لیے پیش کیے جا رہے ہیں۔ دورۂ حدیث کے اس سالانہ امتحان میں آپ تیسرے نمبر پر پاس ہوئے اور آپ کو دارالعلوم کی طرف سے ان الفاظ کے ساتھ خصوصی سند دی گئی۔۔۔۔

الاجازۃ المسندۃ لسائر الکتب والفنون المتداولۃ

## دارالعلوم سے وطن واپسی

شعبان ۱۳۵۸ھ بمطابق اکتوبر ۱۹۳۹ء میں دارالعلوم دیوبند سے سند فراغت حاصل کرنے کے بعد اپنے موضع بھیں میں واپس آئے تو آپ نے اپنے گھر میں ہی مقیم رہ کر مذہب اہل سنت والجماعت کی تبلیغ کے لیے جلسے منعقد کر کے رفض و بدعت اور فتنہ خاکساریت کے ملحدانہ نظریات سے عوام الناس کے ایمانوں کو بچانے کی کوششیں شروع کر دیں۔

## موضع ڈھوک اور نرالی میں مناظرہ

صاحبزادہ ڈاکٹر انوار احمد صاحب بگوی، تذکار بگویہ ج ۱ ص ۸۰۱ میں لکھتے ہیں ——

قاضی منظور حسین صاحب اور مولانا قاضی مظہر حسین کو خاکساری وفد ملا۔ (مدام اختر سرحدی، مولوی محمد شفیع، حضرت شاہ وکیل کیمبل پور)، مولانا عبدالرحمن کھوئی سے نرالی میں اور مولوی محمد حسین ساکن راولپنڈی سے ڈھوک میں مناظرے ہوئے۔ میر نرالی اور ڈھوک کے اجتماعات میں حزب الانصار کی طرف سے شائع کردہ رسالہ خاکساری مذہب نمبر (۱) کثیر تعداد میں تقسیم کیا گیا: (شمس الاسلام جنوری ۳۹ ص ۱۹)

اور تذکار بگویہ کے ج ۱، ص ۷۹۲ میں لکھتے ہیں ......

خاکساریت کے خلاف اولین مضمون نگاروں میں مولانا محمد بہاء الحق قاسمی (''خبر جاری ورتردید مذہب خاکساری''۔ شمس الاسلام مارچ ۱۹۳۷ء) جناب حاجی بشیر احمد امرتسر (''حکومت پنجاب کو نہایت ضروری انتباہ'' ش ۱، مارچ ۱۹۳۸ء۔ ص ۱۸۔۲۱) اور مولانا قاضی مظہر حسین حفظہ دیوبند (''خاکساری فتنہ۔ شمس الاسلام مئی، ۱۹۳۸ء، ص ۳۹۔۴۰) کے نام نظر آتے ہیں۔

## غلام حسین میالوی شیعی کو دعوت مناظرہ

ماہنامہ ضیاء الاسلام میں اس تاریخی مناظرہ کی داستاں یوں درج ہے ......

موضع چک عمراء تحصیل و ضلع چکوال میں ایک شیعی ملا کا مناظرہ سے فرار اور قرآن کریم کا صاف انکار۔ شیعوں نے حسب معمول ۲۰ محرم ۱۳۵۹ھ مطابق ۲۹ فروری ۱۹۴۰ء کو ایک مجلس قائم کی اور اپنے ذاکر غلام حسین میالوی کو مدعو کیا اور مسلمانانِ اہل سنت کو مناظرہ کا چیلنج دیا۔ جس کو سنیوں کے سرگرم اراکین صوبیدار محمد خان صاحب اور چوہدری سردار خان صاحب نمبردار نے بڑی خوشی سے منظور کیا اور حضرت مولانا ابوالفضل مولوی محمد کرم الدین صاحب دبیر بھیں (جن کا نام سن کر شیعہ مناظرین کانپ

لکھتے ہیں) اور مولانا قاضی مظہر حسین صاحب فاضل دیوبند کو بلا لیا۔ جب ملا میالوی کو معلوم ہوا کہ اس بلے دو شیروں سے مقابلہ کرنا ہے تو سخت گھبرایا اور شیعوں سے کہنے لگا کہ تم لوگوں نے مجھے پہلے نہیں بتلایا کہ مناظرہ کرنا ہے میں کوئی کتاب امراہ نہیں لایا۔ نیز میرا بیٹا سخت بیمار ہے اور سنی فضلاء سے بحث کرنے کی مجھے طاقت ہی کہاں ہے جن کے سامنے ہمارے بڑے بڑے ہتھیار ڈال چکے ہیں۔ لیکن شیعوں نے کہا کہ تم صرف ہمت بن کر اندر بیٹھے رہو، ہم مناظرہ کی نوبت ہی نہ آنے دیں گے ایسی شرائط پیش کریں گے جو قابل تسلیم ہی نہ ہوں گی اور یونہی مناظرہ ٹل جائے گا۔ ادھر بڑی مسجد میں بروز خمیس (جمعرات) اہل السنۃ کا شاندار جلسہ ہوا جس میں علاوہ چک عمراء گردونواح کے لوگ بھی تعداد کثیر میں شامل ہوئے۔ ہر دو فضلا نے لو ہت پہ لو ہت کفر شکن تقاریر کیں اور شیعہ مذہب کا ظاہر البطلان ہونا ثابت کیا۔ نماز مغرب سے کچھ پہلے جلسہ کا اختتام ہوا دوسرے روز بھی اہل سنت کا شاندار اجتماع ہوا اور پرزور وعظ و بیان ہوا۔ لیکن شیعی مولوی نے بالکل سکوت اختیار کیا ہوا تھا۔ آخر ۲۲ محرم ۱۳۵۹ھ مطابق ۲ مارچ ۱۹۴۰ء بروز ہفتہ صبح کو اہل السنۃ کی طرف سے مولانا قاضی مظہر حسین صاحب ایک عربی مکتوب کے ذریعے شیعی مولوی کو دعوت مناظرہ دی اور لکھا کہ موضوع مناظرہ ''ایمان بالقرآن'' ہوگا اور آپ کو کتب شیعہ کی رو سے ثابت کرنا ہوگا کہ شیعہ کا قرآن موجودہ پر ایمان ہے اور دوسری بحث اس پر ہوگی کہ آنحضرت ﷺ ایک ہی صاحبزادی نہ تھی بلکہ چار تھیں۔ اتنے میں شیعوں کا ایک نمائندہ سند یافتہ لکھنؤ آ گیا۔ اور کہا کہ ہم مناظرہ جب کریں گے کہ ثالث کوئی غیر مسلم عربی دان آریہ یا سکھ یا عیسائی ہو، ہرچند یہ شرط ناقابل تسلیم تھی کیونکہ ایک اسلامی مذہبی مسئلہ کا حکم کسی کافر کو مقرر کرنا، فرمان ایزدی کے خلاف ہے نیز ایسا غیر مسلم عربی دان شخص اس علاقہ میں ملنا دشوار ہے۔ تاہم یہ ناجائز شرط بھی اس خیال سے تسلیم کی گئی کہ شیعی کے لیے کوئی سبیل فرار باقی نہ رہے جب مکتوب عربی شیعہ مولوی کو پہنچا تو اس کے اوسان خطاء ہو گئے اور جواب صرف زبانی دینا چاہا۔ لیکن ہوشیار سنی قاصد نے عربی تحریری جواب دینے پر مجبور کیا۔ اگرچہ شیعی ملا عربیت سے بالکل نابلد تھا۔ تاہم طوعاً و کرہاً کچھ اناپ شناپ لکھ دیا۔ اس کے جواب کا مفہوم یہ تھا کہ ہم حکم کسی غیر مسلم ہی کو بنائیں گے اور موضوع مناظرہ صرف غصب فدک ہوگا اور بس۔ اس رقعہ کے آنے پر شیعوں سے تعیین تاریخ کا مطالبہ کیا گیا۔ انہوں نے بہت لیت و لعل کیا۔ اور آخر اپنے مولوی کے پاس مشاورت کے لیے گئے تو اس نے اپنی علمیت کے دھوکے میں آ کر ایک اور عربی رقعہ لکھا جو دیکھنے کے قابل ہے اور اغلاط فاحشہ سے پر ہے۔ اس میں بھی وہی رٹ لگائی گئی ہے کہ حکم ضروری غیر مسلم ہو۔ اور موضوع بحث

بھی قضیۂ فدک ہی رہے گا۔ اس کے جواب میں ایک عربی مکتوب روانہ کیا گیا کہ چونکہ قرآن مدار ایمان ہے اس لیے اس کے متعلق ہی مناظرہ ہونا چاہیے جو اس کا منکر ثابت ہوگا۔ تو پھر بحث فدک فضول ہے جو ایک فروعی مسئلہ ہے۔ اس کا کوئی جواب شیعہ مولوی نہ دے سکا۔ بہت کچھ انتظار کے بعد اہل حق کی طرف سے ایک معزز قاصد کو بھیج کر زبانی پیغام پہنچایا گیا کہ ہم موضوع مناظرہ فدک ہی منظور کرتے ہیں بشرطیکہ آپ پہلے اپنے قلم سے یہ لکھ دیں کہ میرا اس قرآن موجودہ پر ایمان ہے۔ اور میں اس کو کامل ومکمل غیر محرف اور صحیح الترتیب مانتا ہوں جو اس کا منکر ہو وہ کافر ہے۔ لیکن شیعی مولوی کا ایسا لکھنا اپنے مذہبی عقیدہ کے رو سے ناجائز تھا، اس لیے صاف انکار کرتے ہوئے کہا کہ میں ہرگز ایسا نہیں لکھوں گا۔ اس سے اپنوں اور بیگانوں پر آشکارا ہوگیا کہ شیعوں کا اس قرآن موجود پر ہرگز ایمان نہیں ہے۔

[منقول از ضیاء الاسلام امرتسر، ۷ اپریل ۱۹۴۰ء]

## ایک ناخوشگوار حادثہ

مذہب حقہ اہل سنت کی تحفیظ وتشریح مختلف شعبوں میں جاری تھی کہ ایک ناگوار حادثہ پیش آ گیا۔ موضع بھیں ہی میں ہمارے ایک مکان پر مخالف پارٹی جس کا سرغنہ ایک شیعہ تھا، نے تالہ توڑ کر قبضہ کرلیا جس کی بناء پر فریق مخالف سے لڑائی ہوگئی والد صاحب کے دفاعی جوابی حملہ سے ان کا دوسرے گاؤں سے ایک رشتہ دار (جس نے والد صاحب پر حملہ کرنے میں پہل کی تھی) شدید زخمی ہوکر بھاگ نکلا جب آپ نے اس کا تعاقب کیا تو کہنے لگا مجھے چھوڑ دو۔ چنانچہ آپ پیچھے ہٹ آئے اور فریق مخالف کے لوگ سرغنہ سمیت بھاگ گئے۔ لیکن وہ شدید زخمی ہوگیا تھا اسے لوگ اٹھا کر تھانہ ڈوھمن کے ہسپتال میں لے گئے اور پھر مخالفین نے مقتول مرحوم سے نزعی بیان دلوایا کہ مجھے غازی منظور حسین صاحب نے مارا ہے حالانکہ وہ اس لڑائی میں موجود ہی نہیں تھے۔ باہر کھیت (حال بنام بستی حق چار یارؓ) گئے ہوئے تھے:

۱۲ جون ۱۹۴۱ء تھانہ ڈوھمن میں دفعہ ۳۰۲ کے تحت پرچہ درج ہوا والد صاحب کے ساتھ ملک ستار محمد مرحوم، ملک فتح دین مرحوم اور ان کے بھائی ملک محمد اکبر صاحب مرحوم کا نام بھی مخالفین نے لکھوا دیا حالانکہ وہ اپنے گھر میں تھے لڑائی میں شامل ہی نہیں تھے۔ چاروں حضرات کو پولیس نے گرفتار کرلیا۔ لیکن لوگوں کی گواہی کی بناء پر ایس ایچ او تھانہ ڈوہمن چوہدری صدیقی صاحب نے غازی منظور حسین صاحب کی حاضر ضمانت لے کر چھوڑ دیا۔

## ایس ڈی ایم کھیم چند کا قتل

میرے تایا غازی منظور حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ (ولادت ۲۳ مارچ ۱۹۰۸ء مطابق ۲۰ صفر ۱۳۲۶ھ بروز دوشنبہ)۔ بانی خدام اسلام پارٹی نے اپنے علاقہ میں ہندوؤں اور سکھوں کا زور توڑنے کے لیے مکمل بائیکاٹ کرنے کی پرزور تحریک چلائی تھی کیونکہ مسلمان سود در سود کے بوجھ کی وجہ سے نہایت ہی بدحالی کا شکار ہو رہے تھے اور مسلمانوں کی دوکانیں کھلوائیں۔ جس کے نتیجہ میں علاقہ کے دیہاتی مسلمان متحد ہو گئے تھے اور مسلمانوں میں بیداری کی لہر پیدا ہو گئی تھی۔ اور اس سے قبل جامع مسجد اہل سنت کے سامنے جہاں اب پانی کی ٹینکی ہے دھرم سال تھا۔ چکوال کا ایس ڈی ایم کھیم چند ایک متعصب ہندو تھا۔ سکھوں اور ہندوؤں نے ایس ڈی ایم کو شکایات پہنچائیں اور وہ غازی شہید پر نظر رکھتا تھا اور ہمارا بھیں کے قتل کا کیس بھی اسی کے پاس تھا اس نے تھانہ ڈوہمن کے ریسٹ ہاؤس میں ہی بھیں کے مقدمہ قتل کی پیشی کی تاریخ رکھی تھی۔ حضرت والد صاحب کو تو مع اپنے تین رفقاء کے چکوال حوالات سے لایا گیا اور تایا مرحوم گھر سے آ کر اس کے ہاں پیش ہوئے۔ ایس ڈی ایم نے انچارج تھانہ صدیقی سے پوچھا کہ جس وقت مقتول کا نزعی بیان ہے کہ مجھے منظور حسین نے برچھی ماری ہے تو تم نے اس کی ضمانت کیوں لی اور گرفتار کیوں نہیں کیا؟ صدیقی صاحب نے جواب دیا کہ بھیں کے معززین اور عوام نے گواہیاں دیں تھیں کہ منظور حسین موقع پر موجود نہیں تھے۔ ایس ڈی ایم نے ضمانت منظور کرتے ہوئے انگریزی میں کہا کہ اچھا اس سے میں نپٹ لوں گا، تایا صاحب چونکہ گاڈرن کالج کے بی اے تھے۔ ایس ڈی ایم کے خبث باطن کو بھانپ گئے۔ والد گرامی کو تو پولیس چکوال کی حوالات میں لے گئی اور تایا صاحب واپس گھر آئے۔ چکوال کے ماسٹر عبدالعزیز صاحب جو موضع جوند کے پرائمری سکول میں مدرس تھے اور سکول سے چھٹی کے بعد آپ کے ہاں ہی ڈھوک (حال بستی حق چار یارؓ) پر آ جاتے تھے۔ بڑے مجاہد اور تابع فرمان دوست تھے۔ انہی دنوں صوفی عبدالحکیم مرحوم المعروف صوفی سفیر صاحب بھی آپ کے پاس ہی رہتے تھے۔ انہیں پیغامات دے کر علاقہ سواں بھیج دیا تاکہ یہ ابتلاء سے بچ جائیں اور خود ماسٹر عبدالعزیز کو ساتھ لے کر رات کے وقت ڈوہمن کے ریسٹ ہاؤس میں آئے پولیس پہرے کے باوجود ایس ڈی ایم کو پستول سے قتل کر کے واپس چلے گئے۔

## والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو عمر قید کی سزا

چوہدری مہدی مرحوم کے قتل کیس کی ابتدائی سماعت کے دوران چاروں ملزمان چکوال کی حوالات میں رہے اور جب چکوال سے قتل کیس سیشن جج جہلم کے سپرد ہوا تو پھر ڈسٹرکٹ جیل جہلم میں رکھا گیا، باقی تینوں ساتھیوں کو بیرکوں میں اور والد صاحب کو چکیوں میں رکھا گیا اور چکی میں آپ پانچوں وقت کی اذان دیتے رہے اور جیل کے حکام زبانی روکتے رہے۔ بالآخر سیشن جج جہلم نے مقدمہ کے سماعت کرنے کے بعد چاروں رفقاء کو عمر قید کی سزا سنا دی۔ اس وقت عمر قید کے سزا یافتہ کو ۲۰ سالہ قیدی تصور کیا جاتا تھا جس میں سے ۱۴ سالہ قید با مشقت کاٹنی پڑتی تھی۔

فیصلے کے بعد رات کو ہی چاروں سزا یافتہ کو پولیس گاڑی جہلم جیل سے سنٹرل جیل لاہور لے گئی۔ سنٹرل جیل لاہور میں بھی آپ نے اذان دینا شروع کر دی اور آپ کی ترغیب سے چار پانچ اور قیدیوں نے بھی اذان دینی شروع کر دی۔ انگریزی دور میں بیس سالہ قیدیوں کو ایک بیرک میں نہیں رکھتے تھے ان کی روزانہ اُڑدی لگتی تھی یعنی شام کو دوسری بیرک میں بھیج دیا جاتا تھا۔ فیصل آباد کے ایک دس سالہ قیدی صوفی نور محمد تھے وہ بیرک نمبر ۱۶ میں ہی رہتے تھے۔ ایک رات جب آپ کی اڑدی اس بیرک میں تھی صوفی موصوف نے صبح کی اذان دی تو اس سرکل کے اسسٹنٹ ڈپٹی کی طرف سے ایک قیدی نمبردار آیا اور دریافت کیا کہ اذان کس نے دی ہے؟ ڈپٹی صاحب بلا رہے ہیں۔ صوفی نور محمد صاحب نے کہا کہ میں نے دی ہے نمبردار نے اس کو ساتھ لیا تو آپ بھی اس کے ساتھ چل پڑے۔ اسسٹنٹ ایک سکھ تھا۔ اس نے صوفی نور محمد سے کہا کہ تم نے اذان کیوں دی یہ جیل ہے۔ اس پر آپ نے اسسٹنٹ کو کہا ہم مسلمان ہیں اور جیل میں آئے ہیں تو ایمان ڈیوڑھی میں نہیں چھوڑ آئے بلکہ ساتھ لائے ہیں۔ اس پر وہ آگ بگولا ہو گیا اور کرسی پر بیٹھے بیٹھے اس نے آپ پر ہاتھ اُٹھانے کا ارادہ کیا لیکن کانپ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو ہمت نہ دی ورنہ اگر ہاتھ اُٹھاتا تو آپ بھی مقابلے کے لیے تیار تھے۔ سچ ہے......

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باقی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

اسسٹنٹ نے نمبردار کو کہا کہ انہیں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ امیر شاہ صاحب کے پاس لے جاؤ تو نمبردار شاہ صاحب کے پاس لے گیا تعلیم یافتہ ہونے کی وجہ سے شاہ صاحب نے آپ کی مشقت جیل کے پریس

میں لگائی تھی اس پریس میں شہر کے افسران اور کلرک وغیرہ آتے تھے اور قیدیوں میں سے جو پڑھے لکھے ہوتے تھے ان کو پریس میں لگا دیتے تھے۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ شاہ صاحب نے آپ کو مخاطب کر کے کہا کہ میں نے تمہارے لیے آسان مشقت لگائی تھی پھر جیل کے چیف ہیڈ وارڈ نے کہا کہ بجائے پریس کے کسی دوسری جگہ اس کی مشقت لگا دو۔

## قادیانی سپرنٹنڈنٹ

جیل میں جب چار پانچ بیرکوں میں اذانیں شروع ہوگئیں تو جیل انتظامیہ میں بھی ہلچل مچ گئی۔ ہفتہ میں ایک دن باری باری قیدیوں کی پریڈ ہوتی اور سپرنٹنڈنٹ دورہ پر آتا تھا ایک دن آپ کی بیرک میں دورہ تھا تمام قیدی قطار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس کے آنے پر سب کھڑے ہوگئے اور جیل کے ٹکٹ ہاتھ میں پکڑ لیے۔ اس ٹکٹ پر قیدی کا نام اور قید کی دفعات وغیرہ درج ہوتی تھیں۔ والد صاحب فرماتے ہیں...... میں نے دیکھا کہ جیل کا ایک اہلکار سپرنٹنڈنٹ کو میری طرف اشارہ کر کے میری نشاندہی کر رہا ہے۔ جب سپرنٹنڈنٹ آپ کے پاس پہنچا تو آپ کا ٹکٹ لے لیا۔ اس پر آپ کے مقدمہ کی دفعہ ۳۰۲ لکھی ہوئی تھی۔ فوراً اس نے کہا کہ تو بڑا مذہبی بنا ہوا ہے حالانکہ تم نے قتل کیا ہے اور یہ آیت پڑھی ومن قتل مؤمناً متعمداً فجزاءہ جهنم وسآء ت مصیراً. (جو شخص کسی مؤمن کو جان بوجھ کر قتل کر دے اس کی سزا جہنم ہے جو برا ٹھکانہ ہے) آپ نے نصرت الٰہی سے جواباً کہا کہ یہ قتل عمد نہیں اور یہ آیت پڑھی فوكزه موسیٰ فقضی عليه (حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسی قبطی کو ایک مکہ مارا اور اس کی جان نکل گئی) اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ارادہ قتل کرنے کا نہ تھا یہ جواب سن کر وہ پریشان ہوگیا اور اہلکاروں سے کہا کہ پریڈ کے بعد اس کو میرے دفتر میں لے آؤ چنانچہ دورہ ختم ہونے پر وہ آپ کو جیل کی ڈیوڑھی میں لے گئے تو اس نے آپ کو دفتر میں بلا کر کہا کہ یہ جیل ہے اذان ممنوع ہے۔ آپ نے فرمایا یہ شریعت کا حکم ہے میں نہیں چھوڑ سکتا۔ اس پر وہ کہنے لگا تم پاگل ہو۔ آپ نے یہ حدیث پڑھی: لن يؤمن احدكم حتى يقال لك انك لمجنون. یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص مومن (کامل) نہیں ہو سکتا جب تک کہ لوگ یہ نہ کہہ دیں کہ تو مجنون ہے۔ اس پر اس قادیانی سپرنٹنڈنٹ نے کہا کہ انہیں یہاں سے نکال دو۔ نکال دو۔ چنانچہ اہلکار آپ کو واپس بیرک میں لے گئے اور آپ نے اذانیں دینی بدستور جاری رکھیں اور جیل میں آپ کی کامیابی کا بڑا چرچا ہوا کہ سپرنٹنڈنٹ کے حکم پر بھی انہوں نے اذان نہیں چھوڑی۔

## سنٹرل جیل ملتان

چند دنوں کے بعد سب اذان دینے والوں کو پھر ہتھکڑیاں اور بیڑیاں لگا کر سنٹرل جیل ملتان بھیج دیا گیا اور آپ کے ساتھ اور قیدی بھی تھے۔ جن کے خلاف قصور تھے (اگر کوئی قیدی جیل کے قوانین کی خلاف ورزی کرے تو اس کو قصوری کہا جاتا ہے اور حکام جیل کی طرف سے اس کو سزا ملتی ہے) سنٹرل جیل ملتان پہنچنے کے بعد تمام کو باری باری وہاں کے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کے ہاں پیش کیا گیا۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ہی قیدیوں کی مشقت لگاتے تھے۔ سنٹرل جیل میں شہر سے ایک سکول ٹیچر قیدیوں کو پڑھانے کے لیے آتے تھے۔ جب ان کو آپ کے متعلق معلوم ہوا کہ آپ فاضل دیوبند بھی ہیں تو اس نے کہا کہ میں آپ کی مشقت سکول ٹیچر کی حیثیت سے لگوا دوں گا یعنی پڑھانے کے لیے وہ آپ کو داروغہ (ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ) کے پاس لے گئے اور اس کو آگاہ کیا۔ اور وہ بڑا سخت گیر تھا۔ اس نے آپ کے جیل کے ٹکٹ پر "میٹر یکولیٹ" لکھا ہوا دیکھا تو اس کو شک پڑ گیا۔ اس نے کہا کہ سنٹرل جیل لاہور کے پریس میں کام کرنے کے لیے گورنمنٹ نے ہم سے متعدد تعلیم یافتہ قیدی مانگے ہیں پھر تم کو وہاں سے یہاں کیوں بھیجا؟ آپ نے واضح کیا کہ میں اذان کہتا تھا اس لیے انہوں نے وہاں سے مجھے یہاں بھیج دیا۔ اس نے کہا کہ یہ جیل ہے ترغیب بھی دی اور ترہیب بھی لیکن آپ نے صاف طور پر کہہ دیا کہ یہ اسلام کا حکم ہے میں چھوڑ نہیں سکتا۔ اس نے آپ کے ٹکٹ پر لکھ دیا کہ اس کو چکیوں میں بند کر دیا جائے اور ۱۲ سیر گیہوں روزانہ پیسنے کی مشقت لکھ دی۔ اس پر اہلکار آپ کو چکیوں میں لے گئے۔ رات وہاں گزاری اور صبح سے پیسنے کے لیے ۱۲ سیر گندم کے دانے آ گئے لیکن آپ نے بھی چکی نہیں پیسی۔ صوفی نور محمد کو جس وقت علم ہوا تو وہ آپ کے پاس آیا اور کہا کہ مشقت سے انکار نہ کریں۔ جیل میں مشقت کرنے سے انکار کرنا بڑا جرم ہے۔ تھوڑے سے دانے پیس لیں۔

## نصرت خداوندی

جس وقت آپ اذان کے سلسلہ میں ایک سپرنٹنڈنٹ سے بات کر رہے تھے تو وہاں ہی ساتھ والی کرسی پر ایک قد آور جوان اسسٹنٹ بیٹھے ہوئے تھے جن کو میر صاحب کہتے تھے۔ ان کی ڈیوٹی چکیوں میں تھی ان کو آپ سے ہمدردی پیدا ہو گئی تھی تو انہوں نے ڈاکٹر سے مل کر بجائے چکی پیسنے کے مشقت چرخہ کا تانا کا دی اور آدھ سیر دودھ بھی لگوا دیا گرمیوں کا موسم تھا تقریباً ایک ماہ وہاں چکیوں میں شب و روز

گزارے اور اچانک سنٹرل جیل لاہور منتقل ہونے کا آرڈر آ گیا اور سنٹرل جیل لاہور پہنچنے پر آپ کو چکیوں میں بند کر دیا گیا۔

## سنٹرل جیل لاہور دوبارہ آمد

جب دادا صاحب ملاقات کے لیے گئے اور ان کو معلوم ہوا کہ آپ چکیوں میں ہیں تو ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ امیر شاہ سے ملاقات کی اور آپ کو بھی ان کے دفتر میں بلایا اور شاہ صاحب کو کہا کہ ان کی ڈیوٹی پھر پریس میں لگا دیں۔ اس پر آپ نے کہا کہ میں تو کوٹھڑی میں بہت مطمئن ہوں۔ ذکر وظیفہ اطمینان سے کر لیا جاتا ہے لیکن دادا صاحب کے کہنے پر شاہ صاحب نے آپ کی مشقت پھر پریس میں لگا دی۔ لیکن آپ نے وہاں بھی اذان دی تو چند دنوں کے بعد آپ کو سنٹرل جیل راولپنڈی میں منتقل کر دیا گیا۔ چونکہ آپ کے ٹکٹ پر قصوری لکھا ہوا تھا اس لیے سنٹرل جیل راولپنڈی میں بھی آپ کو چکیوں میں ہی رکھا گیا اور مسلسل اڑھائی سال چکیوں میں رہے۔ فرماتے تھے میں نے دو ہفتے چکی بھی پیسی اور جب مجھے چرخہ کاتنے کی ہلکی مشقت دی گئی تو اس دوران مجھے چرخہ پر سوت کاتنے کا اچھا تجربہ بھی ہو گیا تھا۔

## پھر سنٹرل جیل لاہور

راولپنڈی میں آپ کو پیشاب کی تکلیف ہوگئی اور پیشاب میں خون آنے لگ گیا۔ ہسپتال میں داخل کر دیئے گئے لیکن صبر کا یہ عالم ہے کہ گھر خط لکھا......

بخدمت جناب والدی المکرم مدظلہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

آج ہی آپ کا کارڈ ملا کاشف احوال ہوا۔ کل مورخہ ۱۱ رمئی کو چالان کا حکم ملا تھا۔ لیکن تین چار روز سے ہسپتال میں داخل ہوں لہٰذا چند ایام کے لیے التواء ہو گیا ہے۔ صرف بول احمر اللون کی شکایت ہے اور کسی قسم کا دکھ درد لاحق نہیں اور یہ بھی من جملہ حکم خداوندی سے ہے۔ لعل ھذا یکون سببا للنجاۃ. ورأیت فی المنام ھکذا من قبل الخ۔

احقر مظہر حسین غفرلہ قیدی سنٹرل جیل، راولپنڈی، مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۴۵ء

نیز اسی کارڈ میں کچھ سطور کے بعد لکھتے ہیں۔ حضرت مدنی کا گرامی نامہ باعث شرف ہے۔ یہ ہے اہل اللہ کی علامت اگر وہاں ہوا وہوس ہوتی تو آپ جیسے مشہور عالم کی بیعت پر فخر کیا جاتا۔ تجدید بیعت نہ کرنا حضرت کی غایت تواضع ہے اور شاید حضرت سیالوی رحمہ اللہ کا ادب بھی ملحوظ رکھا ہو۔ حضرت کی

انکساری کا تو یہ حال ہے کہ مہمانوں کے لیے خود کھانا اُٹھا کر لاتے دیکھا ہے۔الخ

حضرت والد صاحب ماہنامہ چار یارؓ مکاتیب شیخ الادب رحمہ اللہ نمبر کے صفحہ ۴۰ پر دادا صاحب رحمہ اللہ کی بیعت کے متعلق لکھتے ہیں......

شیخ المشائخ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب رحمہ اللہ ولادت ۱۲۱۴ھ مطابق ۱۸۹۵ء وفات ۲۴ صفر ۱۳۰۰ھ کے فرزند ارجمند اور جانشین حضرت خواجہ محمد الدین صاحب سیالوی (متوفی ۱۹۰۹ء) سے حضرت والد صاحب بیعت ہوئے تھے اور جب پیرانہ سالی میں اکابر دیوبند کی عقیدت نصیب ہوئی تو میری قید کے دوران ہی بذریعہ خط شیخ العرب والعجم حضرت مدنی قدس سرہ کی خدمت میں بیعت کی درخواست کی تو حضرت نے فرمایا کہ تجدید بیعت کی ضرورت نہیں۔الخ

## گردے کا آپریشن

سنٹرل جیل راولپنڈی سے پیشاب کی تکلیف کی وجہ سے روزنامہ سیاست لاہور کے مالک اور ایڈیٹر سید حبیب شاہ صاحب نے سپرنٹنڈنٹ کو کہہ کر علاج کے لیے سنٹرل جیل لاہور بھیج دیا۔

بیماری کی وجہ آپ کو میو ہسپتال داخل کرایا گیا اور وہاں ہی گردے کا آپریشن ہوا چونکہ پتھری زیادہ تھی اس لیے ڈاکٹروں نے بایاں گردہ نکال دیا اور صحت یاب ہونے پر سنٹرل جیل لاہور میں واپس بھیج دیا۔

## ایامِ جیل میں صبر و حوصلہ

والد صاحب رحمہ اللہ کی سنٹرل جیل راولپنڈی اسارت کے دوران تایا صاحب غازی منظور حسین رحمہ اللہ کی شہادت کے بعد جب عید آئی تو دادا صاحب مرحوم نے اس موقع پر اپنے قلبی دکھ کا اظہار کرتے ہوئے حسب ذیل شعر لکھے......

آ رہی ہے اب مسلمانوں کی عید — مجھ کو لاحق ہے غم و رنج بعید
گم ہوئے مجھ سے میرے لخت جگر — جن کی تھی دشوار قیمت سے خرید
ایک اُن سے جیل میں محبوس ہے — راہِ حق میں ہوگیا دوئم شہید
نارِ فرقت نے کیا تن کو کباب — آنچہ من دیدم کسے ہرگز نہ دید
کوئی زندگانی ختم نہ ہے — کٹ چکی مدت سے ہے حبل الورید

پیارے مظہر کو آزادی ہو نصیب — یہ نہیں فضل خدا سے کچھ بعید

والد صاحب نے سنٹرل جیل راولپنڈی سے بذریعہ اشعار ہی اپنے جذبات پیش کیے جن سے آپ کا صبر وحوصلہ واضح ہوتا ہے......

حضرت والا کو لاحق ہے یہ کیسا درد وغم — عید کے ایام میں طاری ہے کیوں کرب وشدید
آیت تبشیر سے تسکین خاطر کیجیے — اہل ایمان کے لیے نازل ہوئی حق سے نوید
وعدہ یسرین ظاہر ہے کلام پاک میں — مشکلیں آسان ہوں گی آئے گا دور جدید
غم زدوں کے واسطے وارد ہوا لاتیئسوا — آیت قرآن را از گوش دل باید شنید
یاس وناامیدی ہے مسلم کے لیے جرم عظیم — قادر مطلق سے ہر دم چاہیے رکھنا اُمید
راز ہائے حق میں مضمر دنیوی آلام ہیں — فضل ہو جس پر خدا کا اُس کی ہے ہر آن عید
کٹ کے دنیا سے لگائیں دل خدائے پاک سے — نقش دل پر چاہیے بس آیت ھل من مزید
ہو مبارک صد مبارک اس جہاں کو چھوڑ کر — قدسیوں میں جا ملا وہ آپ کا ولد رشید
راہِ حق میں لے گئی اُس کو حیات جاوداں — ہو خوشا ماں باپ جس کا ہو پسر ایسا سعید
عالم آخر میں اللہ یجمع بیننا — عارضی فرقت کا کیا غم ہے نہیں رجع بعید
مولوی صاحب کو دیکھا خواب میں کرتے دعا — دو سزا بھائی کے بدلے مجھ کو اے رب حمید
شکوہ بے جا ہے شکایت ہے سراسر بے کار — تھا جو منظور حسین ہوتا نہ وہ کیونکر شہید
ایک دن مسجون کو بھی ہوگی زنداں سے نجات — رحمتِ غفار سے ہے یہ نہیں ہرگز بعید
گرچہ ہے بدکار ظالم اور نالائق جہول — لیک مولائے حقیقی سے نہیں ہے نااُمید
سرورِ عالم محمد مصطفیؐ کے واسطے — ہے دعا مظہر کی یارب کر عطاء صبر مزید

## جیل کی تکالیف میں عزیمت پر عمل

مذہبی اور سیاسی قائدین اور لیڈروں کا امتحان اس وقت شروع ہوتا ہے، جس وقت وہ جیل میں جاتے ہیں اور تاریخ گواہ ہے کہ بڑے بڑے گرجنے اور برسنے والے نام نہاد لیڈر اور کاغذی شیر جب جیل میں گئے تو دل کے دورے پڑنے لگے اور قید تنہائی کا رونا شروع کر دیا۔ لیکن علوم نبوت کے وارث اور حق گو علماء کرام نے ہمیشہ مظلوم اور محکوم قوموں کو آزادی دلانے کی خاطر اعلائے کلمۃ اللہ بلند

کرتے ہوئے قید و بند اور بیڑیوں کی صعوبتوں کو سنت یوسفی سمجھتے ہوئے بخوشی قبول کیا ہے۔ انہی علماء حق کے قافلے کے ایک فرد میرے والد گرامی تھے۔ انگریزی دور حکومت میں جیلوں کے اندر نمازوں کے لیے اذان دینے کی اجازت نہ تھی اور آپ نے جس وقت اذان دینی شروع کر دی۔ تو جیل میں ہلچل مچ گئی۔ بیڑیاں لگا کر چکیوں میں بند کر دیئے گئے اور عزیمت پر عمل کا عظیم مظاہرہ فرمایا۔ اس صورت حال کی حضرت دادا صاحب مرحوم کو جب اطلاع ملی تو سمجھانے کے لیے گئے اور شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی رحمہ اللہ سے خطوط لکھوائے۔ چنانچہ ایک مکتوب میں آپ نے رخصت پر عمل کا اشارہ فرماتے ہوئے لکھا......

برادرم ابالا جمال اس قدر معلوم تھا کہ جیل میں آپ معمولی اسیروں سے کچھ زیادہ تکلیف میں ہیں۔ مگر اس کی وجہ کچھ سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ آپ نے غالباً اپنے حسن ظن متعلق با عزاز علی کا اظہار اپنے والد صاحب سے کیا ہوگا پہلے وہ بھی کرم فرماتے ہیں اور آپ کے حالات گاہے ان کے نوازش نامہ سے معلوم ہوتے رہتے ہیں۔ یہ معلوم ہوا کہ جیل میں آپ نے سرور کونین علیہ الصلوۃ والسلام کی زیارت کی اور وہاں سے ایما ہوا کہ آپ اذان میں اخفاء سے کام نہ لیں۔ آپ نے جہر شروع کر دیا، اصحاب جیل نے اس کو نامناسب خیال کیا آپ کو ممانعت کی اور عدم امتثال کی بنا پر ان کو تنبیہ کرنی پڑی''۔ میرے عزیز! آپ غور کریں تو شاید میری گزارش سے زیادہ خود سمجھ لیں کہ نماز کے لیے اذان نہ ارکان میں سے ہے، نہ نماز کے لیے موقوف علیہ۔ جب خود اذان ہی نماز کے لیے موقوف علیہ نہیں تو اس کے اوصاف کس طرح ضروری ہوں گے۔ [شیخ الادب نمبر صفحہ نمبر ۷۸] اذان دینے کی وجہ سے سنٹرل جیل لاہور سے ملتان پھر لاہور اور راولپنڈی وغیرہ مختلف جیلوں کی چکیوں میں اڑھائی سال تک بیڑیاں پہنا کر رکھا گیا۔ آپ ثابت قدم رہے اور ہر تکلیف برداشت کر لی لیکن اذان کبھی نہ چھوڑی۔

## دورانِ اسارت تبلیغ دین

جیل میں آپ کی تبلیغ کی وجہ سے اصحاب جن کے عقائد درست ہوئے اور چند غیر مسلم بھی مسلمان ہوئے تھے جن میں سے ایک صاحب جیل سے رہائی کے بعد ہمارے گاؤں مقیم رہے۔ حضرت والد صاحب رحمہ اللہ نے معاشی مدد دیتے ہوئے دکان بنوا کر دی۔ بعد میں یہ لاہور تشریف لے گئے۔

## بیعت و خلافت

شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی رحمہ اللہ کے مشورہ اور وساطت سے سنٹرل جیل لاہور سے آپ نے

شیخ العرب والعجم حضرت مدنی رحمہ اللہ، شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند کو بیعت کے لیے عریضہ لکھا۔
حضرت رحمہ اللہ کی منظوری کے بعد شیخ الادبؒ نے بذریعہ خط اطلاع دیتے ہوئے تحریر فرمایا......
"حضرت مولانا مدنی مدظلہ نے آپ کی غائبانہ بیعت منظور فرمالی ہے اور فرمایا ہے کہ پچیس (۲۵) ہزار مرتبہ اسم ذات بغیر جہر اور بغیر کسی تعیین وقت کے ہر روز پورا کرلیا کریں......
(دستخط از دیوبند ۸ جمادی الثانیہ ۱۳۶۱ھ) بمطابق ۲۲ جون ۱۸۴۲ء)۔

## شیخ الادب کا دوسرا خط......

حضرت مولانا مدنی مدظلہ نے جو کچھ تلقین فرمایا ہے اس کو آپ جہاں تک بڑھا سکیں بڑھایئے۔ چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے غرضیکہ کسی وقت کی تخصیص نہیں۔ بیتابی اور جوارح پر اس کا ظہور یہ چیزیں مقصود بالذات نہیں۔ اس راہ میں میں بالکل ناکارہ ہوں مگر جتنا معلوم ہے وہ یہ ہے کہ قلب کی توجہ الی اللہ جس قدر زیادہ ہو اچھا ہے اور اگر شریعت کا اتباع، فرائض، وسنن کا امتثال انسان کو نصیب ہو جائے تو سمجھئے کہ خداوند عالم کے نزدیک میرے یہ اعمال مقبول ہیں۔ قلب کے خطرات خبیثہ کی پرواہ نہ کیجیے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھا کیجیے۔ ان خیالات کو خبیث سمجھنا کمال ایمان کی دلیل ہے۔ الخ۔

(دستخط ۱۷ صفر ۱۳۶۳ھ مطابق ۱۲ فروری ۱۹۴۴ء)

## حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا گرامی نامہ

محترم المقام زید مجدکم......السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا والا نامہ مورخہ ۱۲ شعبان موصول ہوا تھا حضرت شیخ الادب صاحب کے ذریعے سے جواب بھیج دیا تھا۔ ذکر لسانی ہمیشہ اپنی کثرت اور مداومت سے کریں، ذکر قلبی جس کا مرکز زیر پستان چپ چار انگل ہے اور ذکر روحی کی طرف جس کا مرکز زیر پستانِ راست ہے منجر ہوتا ہے مگر ہم کو لطائف کے جاری کرنے کی ضرورت نہیں ہے اس میں مسافت طویل ہے۔ بہرحال ۲۵ ہزار ذکر لسانی پر مداومت فرمایئے اور جس قدر اس میں زیادتی ممکن ہو عمل میں لاتے ہوئے قلبی ذکر کی طرف بھی توجہ فرمایئے یعنی قلب جو کہ بائیں پستان سے چار انگل نیچے ہے تصور کیجیے کہ اس سے لفظ اللہ برابر نکلتا ہے۔ ذات مقدسہ چونکہ محبوب قلب ہے اور حسب قاعدہ من احب شیا اکثر ذکرہ قلب بے چینی کے ساتھ محبوب حقیقی کو یاد کر رہا ہے۔ اس میں ذکر لسانی کو کوئی دخل نہ دیجیے فقط دھیان اور تصور ہوگا اور خیال ہی خیال میں ذکر کرتے

ہوئے کم از کم دو ہزار روزانہ خواہ ایک ہی مجلس میں یا متعدد مجالس میں اس کو پورا کیجیے۔ جو حرکت سینہ میں محسوس ہوتی ہے سلطان الاذکار کا مقدمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ روز افزوں ترقی عطا فرمائے اور ماسوی اللہ سے کلی انقطاع نصیب ہو۔ آمین۔ حصول زیارت مقدسہ مبارک ہو، آنکھ بند ہونا غالباً اشارہ اس طرف ہو کہ ذکر میں انہماک کیجیے اور اغیار سے انقطاع کیا کیجیے، مستری سردار محمد صاحب سے بھی سلام مسنون کہہ دیں میں ان کو غائبانہ بیعت کئے لیتا ہوں ان کو اتباع شریعت کی تاکید اور تسبیحات ستہ کی تعلیم کر دیجیے اس زمانہ کے قطب الارشاد اور مجدد کو میں نہیں جانتا مجھ جیسا ناکارہ اور نالائق کس طرح جان سکتا ہے۔ والسلام

(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴ ص ۱۰۹/ ۸ رمضان ۱۳۶۴ھ بمطابق ۱۷ اگست ۱۹۴۵ء از سلہٹ)

اجازت بیعت کے حوالے سے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں......

میں پہلے بھی غالباً آپ کو لکھ چکا ہوں کہ آپ کو اجازت ہے، جو بھی آپ سے بیعت ہونے کی درخواست کرے اس کو بیعت کر لیا کریں اور اشغال سلوک تلقین فرما دیا کریں اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا، اتباع سنت کا ہمیشہ اور ہر امر میں خیال رکھیں۔ علاوہ مراقبہ کے دوسرے اذکار کی ضرورت اگرچہ اب نہیں ہے، مگر تائید اور تقویت کے لئے جو کچھ کرتے رہا کریں، صراط مستقیم اور امداد السلوک کو زیر مطالعہ رکھیں۔ خواب سب اچھے ہیں اور امید افزاء تعویذوں کی بھی اجازت دیتا ہوں، القول الجمیل میں سے لکھ دیا کریں، یا مقصود کے مطابق کوئی آیت لکھ دیا کریں، قرآن شریف کا ترجمہ پڑھانا بھی تبلیغ ہے، بہر حال جس قدر ممکن ہو انسانوں اور بالخصوص مسلمانوں کی اصلاح اور ہدایت میں بلا طمع کوشاں رہیں، دعوات صالحہ سے فراموش نہ فرمائیں۔ واقفین پرسان حال سے سلام مسنون عرض کر دیں، آپ کا لفافہ کار آمد نہ ہونے کی وجہ سے واپس ہے۔ والسلام

حسین احمد غفرلہ، ۷۔ ربیع الاول ۱۳۶۹ھ

## جیل سے رہائی

4 ماہ 28 دن کی حوالات اور 7 سال 5 ماہ 16 دن کی کم و بیش قید و بند کی صعوبتیں (تکالیف) برداشت کرنے کے بعد آپ سنٹرل جیل لاہور سے ۲۶ اپریل ۱۹۴۹ء مطابق ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۶۸ھ بروز منگل کو رہا ہوئے۔ چار پانچ دن حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہنے کے بعد براستہ

مندرہ صبح راولپنڈی سے چکوال آنے والی ریل گاڑی پر سوار ہو کر ڈھڈیال یا چک نورنگ ریلوے اسٹیشن پر اتر کر اچانک نو دس بجے کے قریب گھر پہنچے۔ اور ہمارے اگلے کمرہ جس کا دروازہ مشرق کی طرف ہے کے برآمدہ میں چارپائی پر سامان رکھ کر بیٹھ گئے۔ میں جونہی باورچی خانہ سے برآمدہ میں آیا تو دیکھ کر شور مچا دیا کہ ''قاضی صاحب آ گئے ہیں۔ قاضی صاحب آ گئے ہیں۔'' ہمارے گھر اور برادری والے سب آپ کو قاضی جی کہہ کر ہی بلاتے تھے اور بچپن سے ہی آپ اسی نام سے مشہور تھے۔

دورانِ قید والدہ صاحبہ اور والد صاحب اور بڑے بھائی اور کئی عزیز و اقارب فوت ہو چکے تھے۔ لیکن حسین کے مظہر کا صبر و استقلال دیدنی رہا۔ چنانچہ شیخ الادب نمبر میں لکھتے ہیں......

الحمد للہ ثم الحمد للہ قریباً آٹھ سالہ اسارت کے عرصہ میں مجھے یاد نہیں کہ قیدی ہونے کی حیثیت سے مجھے کوئی پریشانی لاحق ہوئی ہو۔ (ص ۳۹)

## درس قرآن

اپنے محلہ کی مسجد زمیندارں کا نام بدل کر خلیفہ ثانی مرادِ رسول سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی نسبت سے فاروقی مسجد رکھا اور نمازِ فجر کے بعد درسِ قرآن کا سلسلہ باقاعدگی سے شروع کر دیا۔

عشاء کی نماز پڑھ کر نمازیوں سے نماز سنتے الفاظ کی تصحیح کراتے اور ساتھ ترجمہ بھی یاد کراتے اور نمازیوں کی حاضری لگاتے اور جو موجود نہ ہوتا تو دوسرے دن جا کر پتہ کرتے کہ کیوں نہیں آئے۔ ایک دن ہمارے محلہ کے سیف علی مرحوم چھوٹا سا قد تھا اور پکے نمازی تھے اور عشاء کے وقت نہ آئے چند نمازی پتہ کرنے گئے تو دیکھا سو رہے ہیں اسی طرح اُٹھا کر انہیں مسجد میں لے آئے۔

## خطابت

جمعہ کی نماز مرکزی جامع مسجد اہل سنت میں پڑھاتے اور مختلف موضوعات پر تفصیل سے بیان فرماتے جس میں توحید، رسالت، مقامِ صحابہ و اہل بیت، اعمالِ صالحہ، مروجہ بدعات اور رسم و رواج کو چھوڑنے اور صحابہ کرام کے نقش قدم پر چلنے کی تاکید فرماتے اور علاقہ کے دیہات میں تبلیغی جلسوں کے پروگرام کا سلسلہ شروع کر دیا۔ جس کی وجہ سے لوگ دین کی طرف راغب ہونا شروع ہو گئے۔ مسجدیں آباد ہوئیں ورنہ بعض علاقے ایسے بھی تھے کہ کئی کئی مسجدوں کا امام صرف ایک ہوتا تھا اور عقائد کی یہ حالت تھی کہ مرید سنی اور پیر شیعہ ہوتے تھے۔

## مدرسہ عربیہ اظہار الاسلام کی بنیاد

فاروقی مسجد کے شمالی جانب متصل ہی جگہ لے کر ایک کمرہ اور ساتھ کمرے کی شکل میں ایک بڑا برآمدہ اور ایک باورچی خانہ بنوایا گیا اور ساتھ ہی دو حجرے مسجد کے تھے جن میں شعبان ۱۳۷۱ھ مطابق مئی ۱۹۵۲ء مدرسہ کی بنیاد رکھی اور پہلے مدرس مولانا امیر زمان صاحب کو مقرر کیا گیا۔ موصوف ۲۳ محرم ۱۳۷۲ھ بمطابق ۱۲۔ اکتوبر ۱۹۵۲ء تک رہے اور اس کے بعد مولانا عزیز الرحمٰن صاحب کوہائی نے ۲۸ محرم ۱۳۷۲ھ مطابق ۱۸، اکتوبر ۱۹۵۲ء سے لے کر ۲ شعبان ۱۳۷۲ھ مطابق ۱۷ اپریل ۱۹۵۳ تک تدریس کی۔ ان کے بعد حضرت مولانا خلیل الرحمٰن صاحب ہزاروی کا تقرر ہوا موصوف چھ سال تک رہے۔

## تحریک ختم نبوت

۱۹۵۲ء میں مرزا بشیر الدین محمود نے شیطانی بڑھک ماری کہ ۱۹۵۲ء ہمارا ہے اور عنقریب ہماری حکومت آنے والی ہے مرزا محمود آنجہانی کے جواب میں امیر شریعتؒ نے ۵۲ء کا سال گزرنے کے بعد فرمایا۔ او قادیانی کی جھوٹی نبوت کے پیروکار مرزا محمود تیرا سن ۱۹۵۲ ختم ہو گیا۔ اب میرا سن ۱۹۵۳ نمودار ہوا ہے اب دیکھ آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت کا کس طرح آپریشن کرتا ہوں۔

''قیام پاکستان کے بعد مرتد سر ظفر اللہ قادیانی کو سازش کے تحت پاکستان کا وزیر خارجہ بنایا گیا تھا جس کی وجہ سے مرزائی حکومت کے خواب دیکھ رہے تھے اور وزیر خارجہ پاکستان کے لیے کام کرنے کے بجائے مرزائیت کی تبلیغ میں سرگرم تھا تحریک ختم نبوت کا سب سے بڑا یہ مطالبہ تھا کہ ظفر اللہ قادیانی کو وزارت خارجہ سے ہٹایا جائے امیر شریعتؒ نے تحفظ ختم نبوت کی خاطر یہاں تک عاجزی اختیار کی کہ آرام باغ کراچی کے عظیم الشان جلسے میں تقریر کرتے ہوئے وزیر اعظم پاکستان خواجہ ناظم الدین سے فرمایا'' اے ناظم الدین میری بات غور سے سنو۔ میں تجھے مسلمان کی حیثیت سے نبی کریم ﷺ کا واسطہ دیتا ہوں یہ مطالبے (یعنی مجلس عمل کے مطالبات) مان لو میں تیری مرغیوں کو ساری عمر دانہ ڈالوں گا اور تیری جوتیاں اپنی داڑھی سے صاف کروں گا۔ اس تقریر کے بعد رات کو تقریباً ۳ بجے پولیس نے مجلس عمل ختم نبوت کے دفتر کا گھیراؤ کر لیا اور امیر شریعتؒ سمیت مولانا ابوالحسنات قادریؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، ماسٹر تاج الدین وغیرہ زعماء کو گرفتار کر لیا۔

مجلس عمل کے صدر مولانا ابوالحسنات کی مسجد وزیر خان لاہور تحریک کا مرکز تھا۔ شمع رسالت کے

پروانوں کے قافلے وہاں پہنچنے لگے۔ بدبخت جنرل اعظم خان نے وہاں مارشل لاء لگادیا۔ ختم نبوت کے جلوسوں پر گولیاں برسائی گئیں اور شمع رسالت کے ہزاروں پروانے شہید کردیے گئے۔ تحریک اس طرح طوفان بن کر اٹھی کہ لاہور سیکرٹریٹ بھی بند ہوگیا۔ پنجاب کے شہروں میں احتجاجی جلوس اور گرفتاریاں پیش کرنی شروع ہوگئیں۔

## والدِ گرامی گرفتار ہوگئے

ضلع جہلم میں تحریک کا مرکز جامع مسجد گنبد والی تھی۔ پروگرام یہ تھا کہ ہر جمعہ کو جامع مسجد گنبد والی سے احتجاجی جلوس نکال کر گرفتاریاں دی جائیں گی۔ ۶ مارچ ۱۹۵۳ء جامع مسجد گنبد والی میں حضرت جہلمیؒ نے ختم نبوت کے موضوع پر زبردست تقریر کی اور پھر احتجاجی جلوس نکال کر گرفتاری پیش کی۔ حضرت والدِ گرامی اپنے گاؤں میں رہتے تھے پولیس جہلم جانے سے پہلے ہی گرفتار کرنا چاہتی تھی لیکن آپ روپوش ہو گئے اور ۱۳ مارچ بروز جمعہ صبح سحری آپ کی خالہ زاد بہن کے سب سے چھوٹے صاحبزادے قاضی فخرالحسن مرحوم آپ کو ملہال تک بائیسکل پر بٹھا کر لے گئے وہاں سے سوار ہوئے اور بائیسکل بس کی چھت پر رکھ لیا شہر دینہ پہنچ کر بس سے اُتر گئے اور پھر سائیکل پر بٹھالیا۔ جب گنبد والی مسجد کے قریب پہنچے تو پولیس نے مسجد کو گھیرا ہوا تھا کہ جمعہ سے پہلے ہی گرفتار کرلیا جائے۔ نصرت الٰہی آئی کہ آندھی آگئی اور پولیس کی آنکھوں میں مٹی پڑی تو مسجد کے دروازے سے ہٹے اور والد صاحب موقعہ پا کر اندر داخل ہوگئے۔ نماز جمعہ سے پہلے ختم نبوت پر تقریر کرتے ہوئے مسلمانوں کے ایمان کو گرمایا اور پھر حسب پروگرام جلوس نکالا اور شہر کی اہم شاہراہ پر موقع بموقع آپ خطاب کرتے گئے ضلع کچہری پہنچ کر آپ نے اپنے آپ کو ناموس رسالت کے تحفظ کی خاطر گرفتاری کے لئے پیش کردیا۔

۲۰ مارچ کے جمعہ پر حضرت مولانا حکیم سید علی شاہ صاحب فاضل دارالعلوم امینیہ دہلی (ڈومیلی ضلع جہلم) کا گرفتاری کا پروگرام تھا لیکن وہ بھول کر ۱۳ مارچ کو ہی گرفتاری کیلئے گھر سے روانہ ہوگئے۔ تھانیدار بھی ان کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ گیا اور ان کو سیدھا ڈسٹرکٹ جیل جہلم لے گئے اور وہ احتجاجی جلوس نہ نکال سکے۔ جہلم شہر میں بریلوی علماء میں سے مولوی محمد صادق صاحب اور مفتی اعجاز ولی صاحب کو بھی گرفتار کرلیا گیا۔ دو دن کے بعد حضرت جہلمیؒ، ڈومیلی والے شاہ صاحب، مولوی محمد صادق بریلوی، مجاہد میاں کرم الٰہی صاحب چکوال اور حضرت والد صاحب کو جہلم جیل سے لاہور لے گئے اور پھر لاہور

سے ہی جیل ساہی وال میں منتقل کر دیا گیا۔ سنٹرل جیل ساہی وال جب میں ساہیوال، جہلم، اٹک اور سرگودھا کے اضلاع کے نظر بندوں کو رکھا گیا تھا۔

ختم نبوت کے پروانوں کی ان قربانیوں کے نتیجہ میں ہی تحریک ختم نبوت کامیاب ہوئی میاں ممتاز دولتانہ کی وزارت ختم ہوگئی اور ظفر اللہ قادیانی کو برطرف کر کے وزارت خارجہ سے ہٹادیا گیا۔

## تاج وتخت ختم نبوت کے نعروں کی گونج

ساہی وال سے رہائیاں شروع ہو گئیں۔ ڈومیلی والے شاہ جیؒ پہلے ان کے بعد حضرت جہلمیؒ اور ان کے دو دن بعد ۱۴ جنوری ۱۹۵۴ء بروز جمعرات حضرت والد صاحب کو رہا کر دیا گیا۔ جیل کے ضابطہ کے مطابق رہائی عصر کے بعد قیدیوں کی گنتی بند ہونے سے پہلے ہوتی ہے۔ آپ ساہی وال سے سفر کر کے دوسرے دن نماز جمعہ سے کچھ پہلے جس وقت حضرت جہلمی تقریر کر رہے تھے جامع مسجد گنبد والی میں پہنچے۔ نماز کے بعد حضرت نے دعاء میں فرمایا کہ حضرت قاضی صاحب کی رہائی کے لیے دعا فرمادیں تو والد صاحب نے اُٹھ کر فرمایا کہ میں آ گیا ہوں۔ بس کیا تھا تاج وتخت ختم نبوت کے نعروں سے مسجد گونج اُٹھی۔

اس دور میں جہلم سے نیو جہلم ٹرانسپورٹ کی ایک بس براستہ ملہال پادشہان آتی تھی اور مغرب سے کچھ پہلے پادشہان پہنچتی تھی۔ اور ڈرائیور راجہ کرمداد مرحوم بھیں والے یا کبھی کبھی چوہدری سمندر خان موہڑہ والے ہوتے تھے۔ اس بس پر آپ رات کو پادشہان آ گئے بڑی ہمشیرہ صاحبہ کے پاس جو قاضی محمد احسن صاحب مرحوم کی والدہ اور قاضی محمد اعجاز صاحب وکیل کی دادی صاحبہ تھیں۔ جب ان کی رہائی کا پیغام پہنچا تو صبح حضرت مولانا خلیل الرحمٰن صاحب (حویلیاں) ہزاروی حال مقیم ٹیکسلا (میرے استاد محترم) مجھے طلباء مدرسہ اور احباب کو لے کر پادشہان پہنچ گئے اور آپ کو جلوس کی شکل میں بھیں لائے۔

## حضرت مدنی رحمہ اللہ کی دعا

رہائی کے شیخ الاسلام حضرت مدنی قدس سرہ کی خدمت میں خط لکھا تو حضرت نے اپنے گرامی نامہ میں یہ تحریر فرمایا کہ...... نظر بندی کا علم فقط اس خط سے ہوا۔ اگرچہ عرصہ دراز سے کوئی والا نامہ نہیں آیا تھا مگر یہ خیال نہ تھا۔ حق تعالیٰ آپ کے اس دینی جہاد کو قبول فرمائے اور باعث کفارۂ سیئات بنائے اور ترقی درجات کرے...... (۲۳ شوال ۱۳۷۳ھ ۲۵ جون ۱۹۵۴ء)

## مدرسہ عربیہ اظہار الاسلام بھیں چکوال منتقل

چکوال کے احباب کا بہت زیادہ اصرار ہوا کہ آپ مدرسہ کو چکوال منتقل کر کے یہاں شہر میں کام کریں کیونکہ شہر میں مسلک علماء دیوبند اہل سنت والجماعت کی ترجمانی کرنے والا کوئی مستند عالم دین نہیں ہے دوسری وجہ کہ تحصیل کا صدر مقام ہونے کی بناء پر لوگوں کو یہاں آنے میں آسانی ہوگی۔ موضع بھیں جانے کے لیے کوئی ٹریفک نہیں ہے جس کی وجہ سے لوگ مشکل سے بھیں پہنچتے ہیں۔ آپ نے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھ کر رائے مانگی تو حضرتؒ نے ایک مکتوب کے آخر میں لکھا ''مدرسہ کا چکوال میں ہونا زیادہ مفید معلوم ہوتا ہے۔ استخارہ مسنونہ سات مرتبہ کیجئے اگر جواب میں کوئی ہدایت ہو تو فبھا۔ ورنہ رجحان قلبی پر عمل کیجئے ...... (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۱۲۴)

۲۸ جنوری ۱۹۵۵ء بمطابق ۳ جمادی الثانی بروز جمعۃ المبارک چکوال منتقل کر کے جامع مسجد امدادیہ راولپنڈی روڈ میں جمعۃ المبارک پڑھایا اور ممبر نہ ہونے کی وجہ سے عارضی اینٹیں رکھ کر ممبر بنایا گیا اور پھر اُسی کو پلستر کر دیا گیا اور بھیں میں صبح کا درس قرآن اور جمعۃ المبارک کی تقریر کی ذمہ داری حضرت مولانا خلیل الرحمن صاحب کے سپرد کر دی۔

## جمعیۃ علماء اسلام کی نشاۃ ثانیہ

حضرت مفتی محمد حسن صاحب بانی جامعہ اشرفیہ لاہور۔ حضرت علامہ سید سلیمان حسن ندوی اور حضرت مولانا محمد شفیع صاحب رحمہم اللہ کی قیادت میں جمعیت علماء اسلام کا کام ترقی پذیر نہ ہوسکا۔ اس کی وجہ ان حضرات کے دوسرے مشاغل دینیہ، درس و افتاء، تصنیف و تالیف اور اصلاح و ارشاد تھے جن کی وجہ سے وہ تنظیمی امور کے لیے وقت نہیں دے سکتے تھے۔ دوسری وجہ یہ کہ یہ حضرات حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے تھے اور ملکی سیاست اور اجتماعات میں منہمک ہو جانا ان کے مذاق کے موافق نہ تھا، ان حالات میں ۱۸۔۱۹/ اکتوبر ۱۹۵۶ء شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری (متوفی ۱۹۶۲ء) کی دعوت پر مدرسہ قاسم العلوم ملتان میں قریباً پانچ سو سے زیادہ علماء کا اجتماع ہوا اور ان تمام حضرات نے متفقہ طور پر حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کو جمعیت علماء اسلام کا امیر چن لیا اور جس وقت ناظم اعلیٰ کے لیے نام پیش ہوئے تو حضرت لاہوری نے فرمایا کہ آپ نے اگر کام کرنا ہے تو مجھے اجازت دیں کہ میں خود ناظم اعلیٰ چن لوں، تمام حضرات نے آپ کو اختیار دے دیا اور حضرت نے مولانا غلام غوث

ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کو ناظم اعلیٰ نامزد کر دیا۔ حضرت لاہوری کی سربراہی اور مولانا ہزاروی کی جدوجہد سے مشرقی اور مغربی پاکستان میں جمعیت علماء اسلام کی تنظیمیں قائم ہو گئیں۔

## اضلاعی امراء

حضرت لاہوری نے ضلع جہلم کا امیر حضرت والد صاحب کو نامزد کر دیا اور حضرت جہلمی ناظم اعلیٰ بنا دیئے گئے۔ اس کے بعد دونوں حضرات نے ضلع جہلم میں شاخوں کا جال بچھا دیا اور جمعیت کے لیے رضا کاروں کی تنظیمیں قائم کیں۔ جن کی وردی، خاکی رنگ کی پاکٹوں والی قمیص اور پاجامہ معمولی سا شلوار نما اور سر پر سرخ ٹوپی تھی۔ سالار باقاعدگی کے ساتھ انہیں پریڈ کراتے جس کے کاشن عربی میں تھے......

## ۱۸۵۷ء جنگ آزادی کی یاد میں جلسے

جمعیت علماء اسلام ضلع جہلم کے زیر اہتمام ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کی یاد میں مورخہ ۱۱ مئی ۱۹۵۷ء بروز ہفتہ بعد نماز عشاء چکوال میں اور مورخہ ۱۹ مئی ۱۹۵۷ء بروز اتوار بخاری چوک جہلم میں عظیم الشان جلسے ہوئے جن میں حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ مولانا عبدالحنان صاحب رحمۃ اللہ علیہ راولپنڈی، حکیم سید علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ڈومیلی اور حضرت جہلمی رحمۃ اللہ علیہ نے سن ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے قائدین کی خدمات پر روشنی ڈالتے ہوئے انہیں خراج تحسین پیش کیا۔

## مدنی جامع مسجد کی خطابت

۱۹۵۸ء میں مسجد مہاجرین نیا محلہ چکوال بھون روڈ کے منتظم و خزانچی خان سلطان محمود مرحوم اور اہل محلہ کی خواہش پر آپ نے مسجد کی خطابت سنبھال کر کام کرنا شروع کر دیا اور مسجد کا نام مدنی جامع مسجد تجویز ہوا۔

## اک آواز میں سوتی بستی جگا دی

ڈھوک کمال داخلی بھیں تبلیغی جلسہ تھا واپسی پر بھیں آئے تو شام کو چکوال سے دو ساتھی آئے اور انہوں نے کہا کہ ایس ڈی او چکوال کیپٹن سعید نے شہر کے علماء کو آج بلا کر کہا ہے کہ کل یا پرسوں رمضان المبارک کا چاند نظر آئے گا۔ آپ لوگ صبح اپنی اپنی مسجد میں اذانیں دینی شروع کر دیتے ہیں۔ چھوٹا سا شہر ہے اگر ایک لاؤڈ سپیکر پر اذان کہی جائے تو سارے شہر میں آواز پہنچ جاتی ہے۔ اس لیے میں حکم دیتا

ہوں کہ آج کے بعد صرف ایک مسجد میں لاؤڈ سپیکر پر اذان دیں اور باری باری دیتے رہیں اور اُس نے خطیبوں سے دستخط لے لیے۔ مدنی جامع مسجد کی طرف سے حافظ غلام اکبر صاحب مدرس حفظ و ناظرہ گئے ہوئے تھے۔ انہوں نے دستخط نہ کیے اور کہا کہ حضرت قاضی صاحب موجود نہیں ہیں۔ وہی فیصلہ کریں گے۔ یہ اطلاع ملتے ہی حضرت کا چہرہ سرخ ہوگیا اور فرمایا کہ ابھی تیاری کرو، صبح میں خود اذان دوں گا۔ رات کو چکوال پہنچے اور صبح فجر کی اذان دی۔ صوفی سلطان خان بھیں والے راوی ہیں کہ بھیں کے قیام کے دوران اکثر بھیں صبح کی اذان حضرت خود دیتے تھے چکوال کے مقام پر مدنی جامع مسجد میں یہ پہلی اور آخری اذان تھی۔ انتظامیہ میں کھلبلی مچ گئی کیونکہ یہ کوئی رسمی اذان نہ تھی بلکہ ایک مجاہد کی اذان تھی......

ملاں کی اذاں اور ہے مجاہد کی اذان اور

صبح ایس ایچ او مسجد میں آیا اور سپیکر اتار کر لے گیا۔ حضرت والد صاحب ؒ نے شہر میں لاؤڈ سپیکر کے لیے رابطہ کیا کوئی دوکاندار سپیکر بیچنے کے لیے بھی تیار نہ ہوا۔ بالآخر ایک مرد مجاہد (محمد اسلم) کی غیرت جاگی اور اس نے سپیکر حضرت کے حوالہ کر دیا۔ سپیکر کی تنصیب کے بعد آپ نے فرمایا کہ اعلان کرو کہ رات کو نماز تراویح کے بعد اذان کے موضوع پر حضرت قاضی صاحب خطاب فرمائیں گے۔ (اور اس رات پہلی تراویح تھی) نماز تراویح کے بعد شہر سے لوگ آنا شروع ہوگئے اور علماء حضرات بھی آگئے۔ مدنی جامع مسجد کی جگہ تنگ ہوگئی یہ ایک تاریخی اجتماع تھا۔ حضرت اقدس منبر پر تشریف فرما ہوئے خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا۔ اہل چکوال آپ کو معلوم ہے کہ ایس ڈی او نے حکماً لاؤڈ سپیکر پر اذان کی باری باندھی ہے مجھے سخت حیرانی اور افسوس ہے کہ خطیب حضرات نے اس حکم کو مانتے ہوئے دستخط کر دیئے ہیں......

پھر گرج کر کہا کہ کیپٹن سعید کان کھول کر سن لے میں فخراً نہیں واقعتاً عرض کرتا ہوں کہ گورنمنٹ برطانیہ کے زمانہ میں ۳۰۲ کا قیدی تھا حکومت وقت کا حکم تھا کہ جیل میں کوئی قیدی اذان نہیں دے سکتا۔ اس عاجز نے جیل میں اذان دی۔ مجھے سپرنٹنڈنٹ جیل نے طلب کر کے کہا کہ تو قیدی ہے قیدی قانوناً اذان نہیں دے سکتا اور یہ جیل ہے۔ میں نے کہا کہ میرا وجود قیدی ہے زبان نہیں اور اسلام ہم ڈیوڑھی میں یا باہر نہیں رکھ آئے۔ اذان کی پاداش میں بیڑیاں لگیں اڑھائی سال تک کوٹھیوں میں بند رہا۔ اور آج پاکستان کا آزاد شہری ہوں۔ کیا تمہارے کان میں پیدائش کے وقت کسی نے اذان نہیں دی؟ میں کل

میری سر بانس کا وہ اذان دوں گا۔ مجمع کا جوش قابل دید تھا۔ جب بھی وہ منظر سامنے آتا ہے تو مولانا حالی
کے شعر بے ساختہ زبان پر آجاتے ہیں کہ جس طرح حضور اقدسؐ نے عرب کی بستی کو جگایا اسی طرح اس
وارث پیغمبر نے برچھے کے مقابلے میں سینہ سپر ہو کر سنت پیغمبر کی یاد تازہ کر دی۔

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی
عرب کی زمین جس نے ساری ہلا دی
نئی ایک لگن دل میں سب کے لگا دی
اک آواز میں سوتی بستی جگا دی

دوسرے روز پورے شہر میں ایس ڈی او کے رویہ کے خلاف ہڑتال ہوئی۔ گورنر، کمشنر راولپنڈی انکوائری کے لیے آیا۔ ریسٹ ہاؤس چکوال میں تمام مسجدوں کے امام و خطیب گئے۔ کافی عوام اکٹھی ہو گئی کمشنر نے کہا کہ صرف مدنی مسجد کے خطیب سے بات کروں گا۔ کمشنر نے کہا قاضی صاحب! آپ نے ایس ڈی او کے حکم کی خلاف ورزی کیوں کی ہے؟ قاضی صاحب! اس لیے کہ میں مسلمان ہوں، خدا اور رسول مقبول ﷺ کے حکم کے خلاف میں کوئی حکم نہیں مانتا۔

کمشنر صاحب! ایس ڈی او نے اذان بند تو نہیں کی صرف باری باندھی ہے۔ ایک اذان سے سارے شہر والوں کو آواز پہنچ جائے تو اذان کا مقصد پورا ہو جاتا ہے۔ قاضی صاحب! اذان کا مسئلہ آواز پہنچانے کے علاوہ یہ بھی ہے کہ اگر جنگل میں مسلمان کو نماز کا وقت ہو جائے تو وہ اذان دے جہاں جہاں اس کی آواز پہنچے گی درخت، پہاڑ، پرند چرند قیامت کے دن گواہی دیں گے۔

کمشنر نے کہا! اونچی آواز کوئی اچھی تو نہیں قرآن میں آیا ہے کہ اونچی آواز گدھے کی ہے، کانوں کو بری لگتی ہے۔ قاضی صاحب نے فرمایا تم عربی سے جاہل ہو۔ تفسیر آیت یہ ہے کہ گدھے کی آواز کرخت ہے۔ اس لیے کانوں کو بری لگتی ہے کمشنر صاحب مرعوب ہو گئے ادھر لوگوں نے نعرہ تکبیر لگایا تو کمشنر صاحب نے کہا آپ کو اجازت ہے۔ اجازت ہے۔

## حضرت لاہوری ؒ کی جہلم آمد

۱۹۵۸ء میں جامعہ حنفیہ جہلم کے سالانہ جلسہ میں شرکت کے لیے جب حضرت لاہوری امیر جمعیۃ علماء اسلام ۱۵ مارچ بروز ہفتہ ریلوے اسٹیشن جہلم پہنچے تو حضرت والد گرامی اور حضرت جہلمی کی

قیادت میں باوردی جمعیت کے رضاکاروں نے سلامی دی اور حضرت لاہوری کو جلوس کے ساتھ قیام گاہ پر لایا گیا۔

## نظام العلماء کا قیام

اکتوبر ۱۹۵۸ء میں جنرل محمد ایوب خان نے مارشل لاء لگا کر عنانِ حکومت خود سنبھال لی اور تمام سیاسی جماعتیں کالعدم قرار دی گئیں تو جمعیت علماء اسلام کے قائدین نے غیر سیاسی جماعت نظام العلماء قائم کر کے کام جاری رکھا اور نظام العلماء کے امیر بھی حضرت لاہوری اور ناظم اعلیٰ مولانا ہزاروی تھے اور تمام (مشرقی و مغربی) پاکستان میں تنظیمی ڈھانچہ حسبِ سابق ہی برقرار رہا۔ جنرل ایوب نے حضرت لاہوری اور مولانا ہزاروی کی زبان بندی کا آرڈر نافذ کر دیا۔ علماء اسلام نے نظام العلماء کی قیادت استاد العلماء حضرت مولانا شمس الحق افغانی رحمہ اللہ کے سپرد کر دی اور علامہ افغانی رحمہ اللہ نے میرے والد گرامی کو بھی مجلس شوریٰ میں شامل کر لیا اور علامہ افغانی نظام العلماء کے سلسلہ میں بڑی جدوجہد فرماتے رہے۔

## حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی وفات اور سیاسی جماعتوں کی بحالی

رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ بمطابق ۱۹۶۲ء شیخ التفسیر رحمہ اللہ کی وفات ہوگئی اور اسی سال جب سیاسی جماعتیں بحال ہوگئیں تو حضرت مولانا عبداللہ درخواستی کو جمعیت علماء اسلام کا امیر منتخب کر لیا گیا اور ناظم اعلیٰ حضرت ہزاروی ہی رہے۔ جمعیت کی تنظیم کے سلسلہ میں حضرت مولانا محمد شفیع سرگودھوی (متوفی ۱۹۶۵ء) کو شمالی پنجاب کا امیر اور میرے والد گرامی کو ناظم اعلیٰ مقرر کیا گیا اور پھر حضرت سرگودھوی کی وفات کے بعد آپ کو شمالی پنجاب کا امیر منتخب کر لیا گیا۔

## مرزائیوں کا لاؤڈ سپیکر بند

۳۰ اگست ۱۹۶۶ء بروز منگل ظہر کے وقت جب مدنی جامع مسجد میں مسلمانان شہر کو یہ خبر ملی کہ مرزائیوں نے لاؤڈ سپیکر پر تقریر شروع کر دی ہے تو حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کی قیادت میں مسلمان چل پڑے۔ دوکانیں بند ہونا شروع ہوگئیں۔ قادیانی مسجد کے سامنے اپنے ماتحت عملہ کے ساتھ ایس ایچ او ڈیوٹی دے رہے تھے۔ حضرت قاضی صاحب نے واشگاف الفاظ میں مسلمانوں کے جذبات

کا اظہار کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ لاؤڈ سپیکر کو بند کر دیا جائے کوئی مسلمان اس اشتعال انگیز تقریر کو برداشت نہیں کر سکتا۔ اسی دوران میں مسلمانان چکوال کی آمد بڑھنے لگی اور ڈی ایس پی بھی موقع پر پہنچ گئے۔ انہوں نے صورت حال بھانپتے ہوئے نہایت دانش مندی کا ثبوت دیتے ہوئے لاؤڈ سپیکر بند کروا دیا۔ جس کے بعد مسلمانوں کا جلوس نعرہ تکبیر، ختم نبوت زندہ باد، مرزائیت مردہ باد کے واشگاف نعرے لگاتا ہوا واپس مدنی مسجد پہنچ گیا۔ مرزائیوں کی یہ دلیرانہ اشتعال انگیز سرگرمیاں مرزائی سرکاری افسروں اور ملازمین کی سرپرستی کا نتیجہ تھیں۔ چنانچہ مرزائیوں کے اجلاس میں مقامی سول سب جج منظور احمد بسرا اور دیگر سرکاری ملازمین بھی موجود تھے۔ ان کی پشت پناہی ہی سے مرزائی مبلغوں نے اشتعال انگیز تقریریں کیں۔ دوسرے دن ۳۱ اگست کو سول اور پولیس کے مقامی حکام نے مسلمان خطیبوں اور شہر کے معززین کو بلایا۔ جس میں حضرت قاضی صاحب نے اہل سنت کا مطالبہ دہرایا کہ مرزائیوں کو آئندہ کبھی بھی لاؤڈ سپیکر کے استعمال کی اجازت نہ دی جائے۔ اس میٹنگ کے بعد مرزائیوں نے حکام سے علیحدہ بات چیت کی اور حکام بالا کو بھی قراردادیں بھیجیں۔ چنانچہ مسلمانان چکوال نے صحیح صورت حال حکام بالا تک پہنچانے کے لیے آئندہ جمعہ پر احتجاجی تقریریں کیں اور ایک قرارداد پاس کر کے گورنر مغربی پاکستان کو ارسال کی گئی۔

## جمعیت علماء اسلام چکوال کے دفتر کا افتتاح

مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۶۸ء مطابق محرم ۱۳۸۸ء بعد نماز عصر حضرت قاضی صاحب نے مرکزی جامع مسجد سے آگے بازار میں جمعیت علماء اسلام کے دفتر کا افتتاح کیا اور خطاب میں جمعیت کے اغراض ومقاصد بیان فرمائے۔

## تاریخی کانفرنس لاہور

کل پاکستان جمعیت علماء اسلام کی ''تاریخی کانفرنس'' مورخہ ۳۔۴۔۵ مئی ۱۹۶۸ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار موچی دروازہ لاہور کے تاریخی جلسہ گاہ میں منعقد ہوئی۔ دہلی دروازہ سے لے کر موچی دروازہ تک صوبہ وار اور ضلع وار کیمپ لگے ہوئے تھے اور جلسہ گاہ میں داخل ہونے کے ساتھ استقبالیہ کیمپ تھا۔ شب و روز رہنماؤں کے خطاب ہوئے۔ ۵ مئی بروز اتوار سہ پہر ایک بہت بڑا احتجاجی جلوس ترتیب دیا گیا۔ شرکاء جلوس نے جمعیت کے جھنڈوں کے علاوہ بڑے بڑے پلے کارڈ اور ماٹو اٹھا رکھے تھے۔ جن میں

(۴) اسلامی قانون نافذ کیا جائے (۵) عائلی قوانین منسوخ کیے جائیں (۶) خاندانی منصوبہ بندی ختم کی جائے (۷) امریکہ سامراج مردہ باد (۸) فرنگیت اور اشتراکیت اسلام کی دشمن ہیں (۹) اور متعدد دوسرے مطالبات درج تھے۔ حضرت والد گرامی، حضرت جہلمی اور مولانا عبداللطیف بالاکوٹی نے ہی جلوس کی دیکھ بھال کی تھی۔ یہ جلوس حضرت درخواستی کی قیادت میں موچی دروازہ سے شروع ہو کر اہم سڑکوں نارتھ روڈ، میکلوروڈ، مال روڈ، نسبت روڈ سے ہوتے ہوئے میو ہسپتال سے گزر کر لوہاری دروازہ سے ہوتا ہوا شام سے پہلے موچی دروازہ پہنچ گیا اور پانچ ہزار سے زائد علماء کا یہ گروہ کانفرنس اور جلوس کی کامیابی پر فرط مسرت سے سربسجود ہو گیا۔

اس کانفرنس میں مشرقی پاکستان سے شیخ عبدالکریم امیر جمعیت مشرقی پاکستان کی قیادت میں ۲۲ علماء کرام کا وفد بھی شریک ہوا تھا۔

## میٹنگ میں سناٹا چھا گیا

ان دنوں حکومت کی طرف سے آرڈر تھا کہ مرزائیوں کو کافر وغیرہ نہ کہا جائے۔ راقم الحروف۔ حافظ محمد اکبر بھلہ اور حکیم منیر اقبال مرحوم ناظم دفتر مدرسہ نے باہمی مشورہ کر کے مورخہ ۱۲۸ اگست ۱۹۶۸ء بروز بدھ رات کو بارہ بجے کے بعد چھپڑ بازار سے لے کر مین بازار ہوتے ہوئے سول ہسپتال بڑی واضح لکھائی کی۔ غلام احمد قادیانی کافر ہے۔ مرزائی کافر ہیں وغیرہ۔ ۱۱۹ اگست کو اس وقت کے اے سی اور ڈپٹی وغیرہ نے میٹنگ کر کے رات کو پولیس پہرہ لگا دیا۔ رات کو پھر ہم نے صبح سحری کے بعد تھانہ سٹی سے لے کر ریسٹ ہاؤس تک خوب لکھائی کی یہاں تک کہ تھانہ اور اے سی کی کوٹھی کی دیوار پر لکھ دیا۔ ۱۳۱ اگست دن گزر کر پھر لکھائی کر دی...... ۲ ستمبر کو اے سی نے علماء اور معززین شہر کا اجلاس بلا کر کہا دیواروں پر مرزائی کافر لکھا جا رہا ہے اور پھر میری کوٹھی پر بھی لکھ دیا گیا جب باقی حضرات اپنی اپنی تجویزیں دے کر فارغ ہوئے تو آخر میں والد صاحب نے فرمایا مجھے پتہ نہیں کہ یہ لکھائی کس نے کی ہے؟ لیکن جس نے بھی کی ٹھیک کی۔ یہ خلاف حقیقت بات نہیں۔ مرزا قادیانی اور اس کے پیروکار بلاشبہ کافر ہیں۔ اس پر اے سی نے کہا کہ انہوں نے میری دیوار پر کیوں لکھا ہے؟ آپ نے فرمایا...... کیا آپ کی کوٹھی حضور ﷺ کے تاج ختم نبوت سے زیادہ وقعت رکھتی ہے۔ الخ...... بس سناٹا چھا گیا اور میٹنگ برخاست کر دی گئی۔

## حکومت کے خلاف جمعیت کا جلوس

حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اراکین جمعیت
۱۱ دسمبر ۱۹۶۸ء بروز بدھ علاقائی میٹنگ طلب کر کے
کو کہا کہ ۱۳ دسمبر بمطابق ۲۲ رمضان المبارک بروز جمعہ نماز جمعہ کے بعد صدر ایوب خان کی غلط پالیسیوں
کے خلاف ایک احتجاجی جلوس نکالنے کا پروگرام ہے۔ آپ زیادہ سے زیادہ تعداد میں عوام کو لانے کی
کوشش کریں۔ جمعیت علماء اسلام بھیں کی طرف سے احقر، صوفی سلطان خان صاحب اور نور حسن شریک
میٹنگ ہوئے۔ نیز جلوس کا رستہ اور دیگر امور بھی طے کیے گئے تھے۔ ہم نے واپس پہنچ کر تیاری شروع کر
دی اور جمعیت کا ایک بہت بڑا جھنڈا تیار کرایا اور بینر لکھوائے۔

ہم نے مقامی تجویز کے مطابق چکوال جلوس میں شرکت کے لیے تین گروپ تشکیل دیئے، ڈھوک
پنجہ اور کمال کے کارکن جلوس کی شکل میں براستہ مونہ ساتھیوں کو لے کر جائیں گے۔ ② ڈھوک اقبال
آباد اور بستی حق چار یار والے پیدل براستہ جوند۔ چک عمراہ، چک نورنگ سے ہوتے ہوئے پنوال
پہنچیں۔ ③ مقامی بھیں والے امیر پور منگن وغیرہ والوں کو لے کر براستہ چک ملوک پیدل جائیں گے۔
جس وقت ہم بھیں والے پنوال پہنچے تو دوسرا گروپ بھی پہنچ گیا اور بڑا جھنڈا حاجی فضل کریم مرحوم، حاجی
محمد صادق اقبال آباد والے اور کرم بخش صاحب کو ہمارے والے باری باری اُٹھاتے گئے اور جس وقت
ہم تحصیل چوک پر پہنچے تو چتال وغیرہ سے آنے والا جلوس بھی مل گیا۔ پھر یہ جلوس بڑی سڑک بھون چوک
سے ہوتا ہوا مدنی جامع مسجد پہنچا۔ اول گروپ مونہ سے بس پر اور سانگ موہڑہ الہو وغیرہ ڈھڈیال والے
ریل گاڑی پر جھنڈے لہراتے پہنچے اسی طرح ہر طرف سے لوگ جلوسوں کی شکل میں مدنی جامع مسجد پہنچنا
شروع ہو گئے۔ نماز جمعہ کے وقت مسجد، چھت، گیلریاں پلاٹ اور گلیاں بھری ہوئی تھیں۔ قاضی
صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخی خطاب کیا۔ نماز جمعہ پڑھنے کے بعد جلوس کی ترتیب بھون روڈ پر دی گئی۔
حضرت قاضی صاحب تانگہ پر سوار ہوئے۔ سب سے آگے کلمہ طیبہ کا بینر تھا۔ جسے ایک طرف سے حاجی
محمد صادق اور دوسری طرف سے کرم بخش صاحب نے اُٹھایا ہوا تھا۔ پیچھے دیگر مطالبات والے بینر اور
جھنڈے جلوس والوں نے اٹھائے ہوئے تھے۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے روانگی کا حکم دیا۔ سب
سے پہلے بھون چوک پر آپ نے خطاب کرتے ہوئے صدر ایوب کی غلط پالیسیوں پر زبردست نکیر کی۔
پھر کالج کے سامنے چوک پر سول ہسپتال چوک پر وہاں سے جہلم روڈ کی طرف روانہ ہوئے اور مسجد علی کے

سامنے روڈ پر وہاں سے واپس ہوتے ہوئے تحصیل چوک، شہر والے بسوں کے اڈہ پر خطابات کرتے ہوئے آخری خطاب محمد علی ہائی سکول کے سامنے کیا اور دعاء کر کے جلوس کو منتشر ہونے کا حکم دیا۔

## جامع مسجد شیرانوالہ لاہور

جامع مسجد شیرانوالہ جامع سے جونہی جلوس باہر نکلا، جلوس پر پولیس کی بھاری نفری نے لاٹھی چارج کیا۔ امیر جمعیت مغربی پاکستان حضرت مولانا عبیداللہ انور رحمہ اللہ شدید زخمی ہوئے اور بہت سارے علماء کو گرفتار کر لیا گیا۔ ۲۲ دسمبر بروز اتوار عید الفطر کے موقعہ پر ملک کے طول و عرض میں احتجاجات اور لاہور کے ظالمانہ لاٹھی چارج پر ہنگامے ہوئے اور مولانا انور کی زخمی حالت میں گرفتاری پر قرارداد مذمت پاس ہوئیں اور فیلڈ مارشل ایوب خان کے قدم اکھڑنا شروع ہوئے۔ اس موقع پر حضرت والد گرامی کی کہی ہوئی ایک نظم بعنوان ”رواں ہے قافلہ حق کا“ باب ۱۰ منظوم کلام میں ملاحظہ فرمالیں۔

## جمہوری مجلس عمل کا قیام

صدر ایوب خان نے عوامی لیگ کے سربراہ مجیب الرحمٰن کو گرفتار کر لیا، ایوب خان کی مخالفت اور مجیب کی رہائی کے لیے عوامی لیگ، نیشنل عوامی پارٹی پر مشتمل پی ڈی پی (پاکستان تحریک جمہوریت) نے مورخہ ۸ جنوری ۱۹۶۹ء کو ڈھاکہ (بنگلہ دیش) میں ایک اجلاس منعقد کیا جس میں دیگر جماعتوں کے علاوہ جمعیت علماء اسلام کو بھی مدعو کیا چونکہ اجلاس میں جماعت اسلامی اور سیکولر پارٹیاں بھی تھیں اور جمہوری مجلس عمل نے جو منشور شائع کیا تھا ان میں نفاذ اسلام کے مطالبہ کا نام و نشان بھی نہیں تھا۔ اس لیے جمعیت علماء اسلام چکوال کے اجلاس میں حضرت والد صاحب نے جمہوری مجلس عمل کے خلاف قرار دادیں پاس کیں جس کی شق نمبر ۲ میں یہ لکھا تھا کہ ”جمعیت علماء اسلام کے اس اجلاس کے نزدیک جمہوری مجلس عمل میں مودودی جماعت کی شرکت کے باوجود جمعیت علماء اسلام کی شرکت بہت زیادہ تعجب خیز ہے۔ مودودی جماعت سے جمعیت علماء اسلام کا سیاسی سطح پر اشتراک بھی نتیجہ کے اعتبار سے قوم و ملک کے لیے ضرر رساں ہوگا۔ اس لیے یہ اجلاس جمعیت کے اکابر کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ جب تک مودودی جماعت ”جمہوری مجلس عمل“ میں شامل ہے تب تک وہ اس میں شامل نہ ہوں۔ لیکن اکابر جمعیت نے اپنا فیصلہ برقرار رکھا اور ڈھاکہ کے اجلاس میں تشریف لے گئے۔ مجلس شوریٰ کے رکن ہونے کی وجہ سے حضرت درخواستی صاحب مدظلہ نے والد صاحب کے ٹکٹ کا بھی انتظام کیا ہوا تھا لیکن شدید بخار میں جتلا

ہونے کی وجہ سے ڈھاکہ نہ جاسکے۔ البتہ مولانا شمس الدین صاحب قاسمی ناظم اعلیٰ جمعیت علماء اسلام مشرقی پاکستان کو خط ارسال کر دیا تھا جس میں تحریک جمہوریت کے ساتھ عدم اشتراک کی مختلف وجوہ کا ذکر کرنے کے بعد نمبر ۷ میں لکھا تھا    دوسرا پہلو جس کی وجہ سے بندہ کسی صورت میں تحریک جمہوریت سے علماء حق کا اشتراک برداشت نہیں کرسکتا وہ مودودی جماعت کی اس میں شمولیت ہے۔ بندہ دینی اعتبار سے مودودی کو صدر ایوب اور دیگر ملاحدہ سے زیادہ خطرناک سمجھتا ہے۔

(مکتوب کے بعض اقتباسات کشف خارجیت ص ۲۲۵ سے مطالعہ فرمالیں۔ راقم الحروف)

## خاکساروں سے اشتراک

۱۳ مئی ۱۹۷۰ء بمطابق ۶ ربیع الاول ۱۳۹۰ھ کو لاہور میں جمعیت علماء اسلام کی کوشش سے ۱۹ دینی جماعتوں پر مشتمل جو متحدہ دینی محاذ قائم ہوا تھا اس میں خاکسار جماعت اور ذیلی تنظیم ''نظام الطلبہ'' کو بھی شامل کیا گیا۔ حضرت والد صاحب رحمہ اللہ حضرت جہلمیؒ نمبر ص ۴۳ پر لکھتے ہیں......

پہلے بھی بندہ کو جمعیت کی اشتراکی پالیسی سے اختلاف تھا لیکن اب خاکساروں سے اشتراک میرے لیے ناقابل برداشت ہوگیا تھا۔

(نوٹ) علامہ مشرقی کے عقائد کفریہ اور جمعیت علماء اسلام سے استعفاء دینے کی وجوہات معلوم کرنے کے لیے ماہنامہ حق چار یارؓ لاہور کا حضرت جہلمی رحمہ اللہ نمبر ملاحظہ فرمائیں)

## جمعیت علماء اسلام سے استعفاء

جمعیت علماء کے قائدین نے جس وقت مودودی جماعت اور پھر خاکساروں کو بھی متحدہ دینی محاذ (۱۹ دینی جماعتوں پر مشتمل) میں شامل کرلیا تو آپ نے اتحادی تحریک کے پیش آنے والے مضرات کو مذہب حق اہل السنت والجماعت کے لیے زہر قاتل سمجھتے ہوئے امیر جمعیت مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمہ اللہ کی خدمت میں ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۹۰ھ / مطابق ۲۳ جون ۱۹۷۰ء کو استعفاء بھیج دیا جس میں استعفاء کی وجوہ کی تفصیل ہے۔ بخوف طوالت یہاں نہیں تحریر کیا برادرم زاہد حسین صاحب رشیدی کے مضمون میں پڑھ لیا جائے۔ واقعی...... (المؤمن ینظر بنورِ الله)

## حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کا اعتراف حقیقت

حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جہلمی رحمۃ اللہ علیہ نمبر ص ۴۵ پر لکھتے ہیں...... ذی الحجہ ۱۴۰۳ھ مطابق ستمبر ۱۹۸۳ء میں حج کے دوران مکہ معظمہ میں مولانا شمس الدین صاحب قاسمی ناظم اعلیٰ جمعیت علماء اسلام بنگلہ دیش سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ مودودی جماعت سے اشتراک کے عدم جواز کی آپ کی رائے صحیح تھی۔ ہم نے مودودی جماعت سے اشتراک کر کے بڑا نقصان اٹھایا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ مولانا مفتی محمود صاحب جب آخری بار ڈھاکہ تشریف لے گئے تو آپ نے فرمایا تھا کہ جماعت اسلامی سے کبھی اشتراک نہیں کرنا چاہیے۔ ہمیں تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ یہ بہت ناقابل اعتماد جماعت ہے۔ کاش کہ حضرت مفتی صاحب شروع سے ہی مودودی جماعت کے بارے میں شیخ الاسلام حضرت مدنی قدس سرہ کے ان الہامی ارشادات پر عمل کرتے جس میں حضرت نے مودودی صاحب کو عظیم فتنہ قرار دیا ہے تو مودودی صاحب کی زہریلی پالیسی سے محفوظ ہو جاتے اور مولانا منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عرصہ مودودی صاحب کے ساتھ گزارنے کے بعد مودودی صاحب سے جدا ہو کر حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے حقانی موقف کی طرف رجوع کر کے فرمایا ہے...... قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید

## خاکساری فتنہ کی سنگینی

جن حضرات کی نظر سے خاکساری لٹریچر نہیں گزرا ان کے لیے صرف ایک حوالہ پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔ جس سے خاکساری فتنہ کی سنگینی واضح ہو جائے گی۔

تذکرہ حصہ اردو دیباچہ ص ۶۰ میں علامہ مشرقی لکھتے ہیں......

شیعہ اور سنی، حنفی اور شافعی، مقلد اور غیر مقلد، صوفی اور وہابی وغیرہ میرے نزدیک کوئی شئی نہیں یہ سب جہنم کی تیاری ہے۔ نیز مرزا قادیانی کی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے کہ وہ وفات پا چکے ہیں۔ العیاذ باللہ......

خدا کرے کہ موجودہ جمعیت کے قائد محترم مولانا فضل الرحمٰن صاحب بھی اپنی اشتراکی پالیسی پر غور فرما لیں اور انبیاء علیہ السلام پر تنقیدی نشتر چلانے والوں اور صحابہ کرام کے گستاخوں کو اپنی صفوں میں جگہ نہ دیں۔

# تحریک خدام اہل السنّت والجماعت کا قیام

والد گرامی ماہنامہ حق چار یارؓ کے جہلمی نمبر ص ۵۵ میں لکھتے ہیں......

جمعیت علماء اسلام سے منسلک ہونے سے بھی ہمارا مقصد مذہب اہل السنّت والجماعت کا فروغ اور غلبہ تھا۔ جب جمعیت کی اختیار کردہ سیاسی پالیسی سے یہ محسوس ہوا کہ اس طرح تو مذہب اہل سنت کے اصول کو نقصان پہنچ رہا ہے تو بندہ نے مجلس خدام اہل سنت کے نام سے ایک مذہبی تنظیم قائم کرنے کا ارادہ کرلیا۔ حسن اتفاق سے انہی دنوں میں حضرت مولانا سید محمد امین شاہ صاحب زید مجدہم (مرید شیخ الاسلام حضرت مدنی اور خلیفہ حضرت پیر خورشید احمد شاہ صاحب رحمہ اللہ) کے سالانہ جلسہ مخدوم پور پھوڑاں ضلع خانیوال میں حاضر تھا تو وہاں حضرت مدنی رحمہ اللہ کے خلیفہ اعظم حضرت پیر خورشید احمد شاہ صاحب رحمہ اللہ ساکن قصبہ عبدالحکیم بھی تشریف لائے ہوئے تھے جب میں نے آپ کی خدمت میں مجلس خدام اہل سنت کے قیام کا ارادہ ظاہر کیا تو آپ بہت خوش ہوئے اور جو بھی جلسہ میں مبلغ آتا آپ اس سے فرماتے کہ خدام اہل سنت میں شامل ہو جاؤ۔ حضرت پیر صاحب قدس سرہٗ کی تائید و دعاء سے بندہ بہت مطمئن ہوا گھر واپس آ کر ۲۱۔ رجب ۱۳۸۹ھ بمطابق ۱۴ اکتوبر ۱۹۶۹ء میں نے خدام اہل سنت و جماعت کی دعوت کے عنوان سے ایک پمفلٹ شائع کیا جس میں مذہب اہل سنت کے برحق ہونے کے دلائل پیش کرنے بعد آخر میں خدام اہل سنت کے قیام کا مقصد بیان کرنے کے بعد یہ لکھا کہ......

لہٰذا اس مقصد عظیم کے لیے مخدوم العلماء حضرت مولانا پیر خورشید احمد صاحب ساکن قصبہ عبدالحکیم ضلع ملتان (خلیفہ اعظم شیخ الاسلام حضرت مدنی قدس سرہٗ) کی قیادت و امارت میں مجلس خدام اہل سنت و جماعت کے نام سے ایک جماعت قائم کر دی ہے (مورخہ ۲ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ/ بمطابق ۱۹ مئی ۱۹۶۹ء بروز پیر) اور اس جماعت کی دعوت کوئی نئی نہیں بلکہ اس کا مقصد چودہ سو سال کے مذہب اہل سنت کی ہی تبلیغ و حفاظت ہے...... حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے محررہ بالا ارشاد کی روشنی میں ضروری ہے کہ مسلمانانِ اہل سنت اپنے مذہب حق کی بنیاد سنت و جماعت کے تحت دین اسلام کی تبلیغ و حفاظت کریں۔ ہم تمام سنی مسلمانوں کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ وہ خواب غفلت سے بیدار ہو کر اپنے مذہب کی خدمت و اشاعت کا فریضہ انجام دیں۔ وما علینا الا البلاغ

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اخلاص و ہمت عطا فرمائیں۔ آمین

(نوٹ) شروع میں تو مجلس خدام اہل سنت نام تجویز کیا بعد میں مجلس کے بجائے تحریک کا لفظ اختیار کرلیا گیا۔ ''تحریک خدام اہل السنت والجماعت پاکستان''

## مذہبی خدمات اور فتنوں کا تعاقب

حضور ﷺ نے پیشین گوئی فرمائی کہ ان بنی اسرائیل تفرقت علی اثنین ملة وتفترق امتی ثلث وسبعین ملة کلهم فی النار الا ملة واحدة قالوامن هی یارسول الله قال ما انا علیه و اصحابی [رواہ الترمذی] مشکوۃ شریف...... بنی اسرائیل بہتر (۷۲) فرقوں میں تقسیم ہو گئے تھے اور میری امت تہتر (۷۳) فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی جن میں سوائے ایک فرقہ (ملت) کے سب جہنم میں جائیں گے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ حضور وہ کون لوگ ہوں گے؟ تو فرمایا ''جو میرے اور میرے اصحاب کے طریقہ پر ہوں گے۔'' ما انا علیه سے مراد سنت رسول ﷺ ہے۔ اور و اصحابی سے مراد حضور ﷺ کی فیض یافتہ جماعت ہے۔ چنانچہ ان ناری فرقوں میں سب سے پہلے حضور ﷺ کے آخری دور حیات میں مدعی نبوت مسیلمہ کذاب پیدا ہوا اور آپ نے اس کے خلاف صحابہ کرام کو جہاد کی تیاری کا حکم دے دیا۔ ابھی یہ لشکر تیار ہو رہا تھا کہ آپ ﷺ کا وصال ہو گیا اور جانشین رسول خلیفہ بلا فصل بالتحقیق صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے اسی لشکر کو روانہ فرما کر ختم نبوت کے منکر کو واصل جہنم کرایا۔ اس کے بعد کئی دجال پیدا ہوئے جن میں سے ایک مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ میرے دادا مرحوم نے تو مرزائیوں کے خود ساختہ اور انگریزوں کے پروردہ جھوٹے مدعی نبوت قادیانی کو دو سال تک عدالت میں سرگرداں رکھ کر اتنا ذلیل و خوار کیا کہ قیامت تک مرزائی نہیں بھول سکتے۔ کیا وہ بھی نبی ہو سکتا ہے جو عدالت میں تحریری حلف نامہ لکھ کر دے اور معافی مانگے؟ روئیداد مقدمہ کے لیے ''تازیانہ عبرت'' معروف بہ متنبی قادیان قانونی شکنجہ میں یعنی روئیداد فوجداری مقدمات گورداسپور۔

(ملنے کا پتہ...... مکتبہ عثمانیہ مدرسہ حنفیہ اشرف العلوم رجسٹرڈ ہرنولی ضلع میانوالی)

## ......مرزائیت کا تعاقب......

حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مرزائیت کا خوب تعاقب کیا۔ جس وقت ۱۹۶۶ء میں بعض افسروں کی پشت پناہی کی بنا پر مرزائیوں نے کھل کر اپنا مذہبی اور تبلیغی دائرہ عوام تک پھیلانا چاہا اور کچھ اس قسم کی اشتعال انگیز مذہبی سرگرمیاں دکھائیں تو آپ نے بروقت قدم اٹھا کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے

مرزائیت کو خاموش کر دیا۔ اور علاقہ میں ختم نبوت کے موضوع پر خود بھی اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابر علماء کرام حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمہ اللہ، حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمہ اللہ، مولانا محمد شریف صاحب بہاولپوری رحمہ اللہ اور قاضی اللہ یار صاحب چیچہ وطنی رحمہ اللہ کو مدعو کر کے تقریریں کروائیں اور اللہ کے فضل و کرم سے مسلمان اس فتنہ سے پوری طرح آگاہ ہو گئے اور اس کے بعد پھر مرزائی سر اٹھانے کے قابل ہی نہ رہے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشآء۔

اس موضوع پر آپ نے قادیانی دجل کا جواب اور آیت خاتم النبیین کا صحیح مفہوم ○ کشف التلبیس یعنی ایک مرزائی ٹریکٹ کا جواب ○ اعجاز الحق بجواب اظہار الحق وغیرہ کتابیں تصنیف فرمائیں۔

## ......فتنۂ رافضیت......

انگریزی حکومت نے مرزائیت کی طرح فتنۂ روافض کی بھی خوب آبیاری کی تھی۔ ثبوت کے لیے ایک حوالہ پیش کرتا ہوں۔ ''تحریک شیخ الہند رحمہ اللہ انگریزی سرکار کی زبان میں''۔

(''انڈیا آفس لندن میں محفوظ ریکارڈ کا اردو ترجمہ، مرتبہ حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب رحمہ اللہ)

اس بات کو نوٹ کیا ہے کہ عبید اللہ کی اسکیم میں کسی شیعہ کا نام شامل نہیں ہے۔ اس نے شیعہ لوگوں پر بے اعتمادی ظاہر کی ہے اس پر خاص طور سے توجہ کرنی چاہیے۔ الخ......

واضح رہے کہ حضرت سندھی رحمہ اللہ نے شیعہ کو ارادۃً شامل نہیں کیا تھا کیوں کہ آپ کے سامنے ٹیپو سلطان شہید رحمہ اللہ کی تاریخ تھی۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ...... مؤمن ایک سوراخ سے دوبارہ نہیں ڈسا جاتا۔ ذیل میں رافضیوں کی اسلام دشمنی اور چند غلط نظریات کا حوالہ دیا جاتا ہے...... ملاحظہ فرمائیں۔

## رافضیت کی اسلام دشمنی

سید کلب عباس سیکرٹری انڈیا شیعہ کانفرنس نے ایک خط لکھا جس کے جواب میں دسمبر ۱۹۳۹ء کی اشاعت کے ص ۱۴ پر مدیر طلوع اسلام نے تحریر کیا ہے...... قارئین طلوع اسلام خوب جانتے ہیں کہ شیعہ سنی تنازع کے متعلق ہماری روش کس قسم کی رہی ہے لیکن ہم سید صاحب سے بادب دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ کیا انہوں نے کبھی اس پر غور فرمانے کی بھی تکلیف گوارا فرمائی ہے کہ شیعہ حضرات کا طرز عمل کس درجہ ائتلاف قلبی اور اجتماع ملی پیدا کرنے والا ہے؟ (ایک جھلک ملاحظہ ہو) لکھنؤ کی کشمکش کے دوران یہاں تک کہہ دیا گیا کہ ہندو اگر شیعہ حضرات کے مطالبات مان لیں تو انہیں اجازت ہوگی کہ مساجد کے سامنے

باجا بجائیں اور ذبیحہ گاؤ کو قانوناً روک دیں۔ شیعہ حضرات کو ہدایت کی گئی کہ ہندوؤں سے خرید وفروخت کریں اور مسلمانوں کا بائیکاٹ کر دیں۔ کئی بار شیعوں کے لیے مسلمانوں سے الگ جداگانہ انتخاب اور مخصوص نشستوں کی آوازیں اُٹھیں۔ ابھی حال میں یہ اعلان کیا گیا ہے کہ شیعہ ایک جداگانہ اقلیت ہیں۔
(بحوالہ شمس الاسلام بھیرہ ۱۶ دسمبر ۱۹۳۹ء ص ۴)

## اُمہات المؤمنینؓ کے خلاف خبث باطن کا اظہار

معتبر سند سے منقول ہے کہ امام جعفر صادق اپنی جائے نماز سے اس وقت تک نہیں اُٹھتے تھے جب تک کہ چار ملعون مردوں اور چار ملعون عورتوں پر لعنت نہ کرلیں۔ پس چاہیے کہ ہر نماز کے بعد یہ کہے......
اے اللہ ابوبکر، عمر، عثمان، اور معاویہ پر اور عائشہ، حفصہ، ہندہ، اور ام الحکم پر لعنت کر۔
(عین الحیوۃ ص ۵۹۹ مطبوعہ ایران مولفہ علامہ باقر مجلسی)

(۲) ابن بابویہ نے کتاب علل الشرائع میں امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ جب ہمارے قائم (یعنی امام مہدی) ظاہر ہوں گے تو وہ (حضرت) عائشہ کو زندہ کر کے ان پر حد لگائیں گے اور اس سے حضرت فاطمہ کا انتقام لیں گے (حق الیقین ج ۲ ص ۳۴۷، مطبوعہ تہران)

ماتمی مجتہد محمد حسین ڈھکو آف سرگودھا اپنی کتاب تجلیات صداقت ص ۴۷۸ میں لکھتا ہے......
باقی رہا مؤلف کا یہ کہنا کہ عائشہ مومنوں کی ماں ہیں ہم نے ان کے ماں ہونے کا انکار کب کیا ہے مگر اس سے ان کا مومنہ ہونا تو ثابت نہیں ہوتا ماں ہونا اور ہے اور مومنہ ہونا اور ہے۔

## تبصرہ

سچ ہے کل اناء یترشح بما فیہ. ہر برتن سے وہی کچھ ٹپکتا ہے جو اس کے اندر ہوتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بے شک مؤمنوں کی روحانی ماں ہیں کافروں کی نہیں رب العزت نے ارشاد فرمایا ہے۔ النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسھم وازواجہ امھاتھم. (سورۂ احزاب آیت ٦) نبی صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کے ساتھ خود ان کے نفس سے بھی زیادہ (عزیز) تعلق رکھتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں ......اور اسی سورۃ کی آیت نمبر ۵۷ میں ارشاد فرمایا ہے...... بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو ایذاء دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے اور ان کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

## فیض نبوت کا انکار

لوگوں کے نفوس کا تزکیہ کرنا حضور ﷺ کے فرائض میں سے ایک فریضہ تھا۔ اور آپ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام کا تزکیہ کر کے انہیں ہدایت کے ستارے بنا دیا۔ ارشاد فرمایا کہ میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں تم جس کے پیچھے چلو گے ہدایت ہی پاؤ گے۔ اور جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''سو اگر وہ بھی اس طرح ایمان لے آئیں جس طرح تم (صحابہؓ) ایمان لائے ہو، پس تحقیق ہدایت پائیں گے۔ (بقرہ آیت نمبر ۱۳۷)

اب روافض کا عقیدہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ ابو جعفر (یعنی امام محمد باقر) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد سب لوگ مرتد ہو گئے تھے۔ سوائے تین کے، راوی نے پوچھا وہ تین کون تھے؟ تو آپ نے فرمایا مقداد بن الاسود، ابوذر غفاری اور سلمان فارسی رحمۃ اللہ علیہم و برکاتہ......

(فروع کافی کتاب الروضہ ص ۱۱۵ مطبوعہ لکھنو)

اور لکھتے ہیں......

اسی لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے امر خلافت کو چھپایا اور جب اپنے مددگار نہ پائے تو آپ نے مجبور ہو کر (ابوبکرؓ کی) بیعت کر لی۔

(فروع کافی کتاب الروضہ ص ۱۳۰)

## قرآن کا انکار

کتاب فصل الخطاب مؤلفہ مرزا حسین بن مرزا محمد تقی النوری ص ۲۲۷ میں لکھتے ہیں کہ......سید نعمت اللہ الجزائری نے اپنی بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ قرآن میں تحریف و تبدیلی کے ثبوت میں دو ہزار سے زیادہ روایات موجود ہیں......اور علامہ مجلسی وغیرہم اکابر علماء کی ایک جماعت نے ان احادیث کے مستفیض اور مشہور ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور شیخ طوسی نے بھی ''تفسیر البیان'' میں اس بات کی تصریح کی ہے کہ ان (تحریف قرآن) روایات کی تعداد زیادہ ہے بلکہ علماء کی ایک جماعت نے ان روایات کے متواتر ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

## شیعہ کلمہ

تمام امت مسلمہ چودہ سو سال سے حضور خاتم النبیین ﷺ کا پڑھایا ہوا کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتی چلی آرہی ہے لیکن شیعہ تقیہ کی چادر اوڑھے بظاہر یہی کلمہ پڑھتے رہے اور بالآخر بھٹو دور حکومت میں نصرت بھٹو کی نصرت کی وجہ سے انہوں نے نصاب دینیات میں اپنا کلمہ منظور کرالیا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، علی ولی اللہ وصی رسول اللہ و خلیفتہ بلافصل اور اس کی تشریح میں یہ لکھا کہ۔

کلمہ اسلام کے اقرار اور ایمان کے عہد کا نام ہے۔ کلمہ پڑھنے سے کافر مسلمان ہو جاتا ہے کلمہ میں توحید و رسالت ماننے کا اقرار اور امامت کے عقیدے کا اظہار ہے۔ ان عقیدوں کے مطابق عمل کرنے سے مسلمان مومن بنتا ہے۔ (رہنمائے اساتذہ ص ۳۵)

## شیعہ کا مسلمانوں سے انتقام

اور اگر میت شیعہ نہ ہو اور دشمن اہل بیت ہو اور نماز (جنازہ) بضرورت پڑھنا پڑے تو بعد چوتھی تکبیر کے کہے (ترجمہ) اے اللہ اس بندے کو اپنے بندوں اور شہروں میں رسوا کر، اے اللہ اس کو اپنی جہنم کی آگ میں داخل کر۔ اے اللہ اس کو اپنا سخت عذاب چکھا.....

(تحفۃ العوام ج ا ص ۲۲۵، ایضاً من لا یحضرہ الفقیہ ج ا ص ۱۶۸)

## ابھی آتش کفر ٹھنڈی نہیں ہوئی

اور سنیے! مرحومہ امام مہدی کے حوالہ سے ملا باقر مجلسی حق الیقین ج ۲ ص ۳۴۷، در اثبات رجعت پر لکھتے ہیں۔۔

از علامات ظہور حضرت قائم آنست کہ بدن برہنہ ای در پیش قرص آفتاب ظاہر خواہد شد۔ سورج کی ٹکیہ کے سامنے ننگے بدن نمودار ہوں گے (العیاذ باللہ) اور لکھتے ہیں ونعمان روایت کردہ است از حضرت محمد باقر کہ چوں قائم آل محمد بیرون آمد اول کے بادبیعت کند محمد۔ وبعد ازاں علیؓ (استغفر اللہ) اور سب سے پہلے اس کی بیعت حضور ﷺ اور اس کے بعد حضرت علی ؓ کریں گے (ایضاً ج ۲ ص ۳۴۷) کلیجہ تھام کر اور سنو اور سنیں.... مرحومہ امام مہدی جب مدینہ پہنچیں گے۔ بعد از سہ روز امر

فرمایۂ...... تین روز کے بعد فرمائیں گے کہ دیوار توڑ و اور دونوں کو قبر سے باہر نکالو۔ پس دونوں کو قبر سے نکالا جائے گا۔ اسی طرح جس طرح رکھا گیا تھا۔ پس فرمائیں گے کہ ان کے کفن ان کے بدن سے اتارو اور پھاڑ و اور ان کو خشک درخت ؑ سے لٹکا کر ختم کر دو۔ فارسی عبارت یوں ہے...... کہ دیوار بشگافند و ہر دورا از قبر بروں آورند۔ پس ہر دورا با بدن تازہ آورد بہماں صورت کہ داشتہ اند۔ پس بفرماید کہ کفنہارا از ایشاں را بدر آورند و بکشایند و ایشاں راہ بحلق کشند بر درخت خشکے۔ (حق الیقین فارسی ج ۲ ص ۳۶۱، در اثبات رجعت)

قارئین حضرات! ذرا غور فرمائیں اس عبارت کا لفظ بلفظ شیعہ کے حضراتِ شیخین رضی اللہ عنہما کے خلاف بغض و غیض کا مظہر ہے۔ ان دشمنانِ دین و ایمان کو حضور ﷺ کے روضہ اطہر کی دیوار پھاڑتے نہ خدا کا خوف دل میں آیا اور نہ رسول اللہ ﷺ سے ذرا برابر شرم و حیا آئی۔ پھر جب ان حضرات کو باہر نکالنے پر دیکھا کہ ان کے بدن مبارک جوں کے توں تازہ رکھے ہیں اور کفن تک کو مٹی نے میلا نہیں کیا۔ تو عقل و خرد کے دشمنوں کو پھر بھی حضراتِ شیخینؓ کا مرتبہ عظیمہ و جلیلہ نظر اور سمجھ نہ آیا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار۔

## خدا گنجے کو ناخن نہ دے

امام جعفر صادق سے روایت ہے...... وقتیکہ قائم علیہ السلام ظاہر می شود پیش از کفار ابتداء بہ سنیاں خواہد کرد با علمائے ایشاں و ایشاں را خواہد کشت (ایضاً حق الیقین ص ۵۲۷) جس وقت قائم (یعنی امام مہدی) ظاہر ہوں گے تو کافروں سے پہلے وہ سنیوں کو ان کے علماء سمیت قتل کریں گے۔ (العیاذ باللہ) ان علماء حضرات کو جنہوں نے روافض کو اپنے پہلو میں بٹھائے رکھا ہے۔ شیعہ کے ان ایمان سوز نظریات پر غور و فکر کی دعوت دی جاتی ہے اور اس سلسلہ میں حضرت والد گرامی کا بڑا مشہور قول ہے کہ......

''جو صحابہ ﷺ کا نہیں وہ ہمارا نہیں ہو سکتا''۔

نیز بانی تحریک خدام اہل سنت نے حب اہل بیت کے نعرے کی آڑ میں مذکورہ بالا عقائد رکھنے والے روافض سے مسلمانوں کے ایمان کو بچانے کے لیے فیضان نبوت اور مقام صحابہؓ و اہل بیت بستی بستی اور قریہ قریہ (شادی کا موقع ہو یا غمی کا) شب و روز بیان کرتے ہوئے عمر گزاری ہے اور اگر ایک یا دو آدمی بھی ملنے کے لیے آجاتے تو انہیں بھی اس مہلک فتنہ سے آگاہ کرتے ہوئے مذہب اہل سنت پر

بار بار ہمیں تلقین کرتے اور فرماتے کہ اپنے برحق مذہب پر محنت کرو۔ سنی محنت نہیں کرتے۔ دیکھو شیعہ جھوٹے مذہب کو پھیلانے کے لیے کتنی محنت کرتا ہے اور سنی غافل ہے۔

مذہب اہل السنت والجماعت کے اصولی عقائد کی ترجمانی اور باطل کا طلسم توڑنے کے لیے آپ نے قوم کو حسب ذیل نعرے یاد کروائے المدد المدد یا اللہ مدد یا اللہ مدد اصلی کلمہ اسلام (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) زندہ باد... نقلی کلمہ نہیں چلے گا نہیں چلے گا تاج و تخت ختم نبوت... زندہ باد شیعان صحابہؓ ... زندہ باد ... خلافت راشدہ... حق چار یارؓ... جب کہ جماعتی مانو کے طور پر تین امتیازات حق دیے۔ ① یا اللہ مدد ② اصلی کلمہ اسلام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ③ خلافت راشدہ حق چار یارؓ... ان نشانات پر اتنی محنت فرمائی کہ آج نہ صرف علاقہ چکوال بلکہ ملک کا ہر سنی مسلمان ان امتیازات کے ذریعہ صدائے حق بلند کرتا نظر آتا ہے اور تحریری میدان میں آپ نے ○ پاکستان میں تبدیلی کلمہ اسلام کی ایک خطرناک سازش ○ ہم ماتم کیوں نہیں کرتے ○ چار لاکھ روپیہ انعام ○ بشارت الدارین بالصبر علی شہادت الحسینؓ (صفحات ۵۵۵) ماتمی مجتہد محمد حسین ڈھکو کی کتاب تجلیات صداقت پر ایک اجمالی نظر ○ دفاع حضرت امیر معاویہؓ ○ اتحادی فتنہ ○ عظمت صحابہؓ اور حضرت مدنی ○ عظیم فتنہ ○ صحابہ کرام اور پاکستان ○ عقیدہ خلافت راشدہ اور امامت ○ شیعہ مذہب ○ اثنا عشری شیعہ کیوں کافر ہیں ○ یادگار حسینؓ ○ سنی مذہب حق ہے۔ وغیرہ تالیف فرمائیں۔ نیز تحفہ خلافت، شہادت حسینؓ و کردار یزید،، جمعیت علماء اسلام کے اسلامی منشور سمیت درجنوں کتابوں پر وقیع مقدمے تحریر کیے۔

## ......فتنہ مودودیت......

### مودودی صاحب کی نامکمل تعلیم اور گمراہ کن اجتہادات

جماعت اسلامی کے بانی مودودی صاحب کی ولادت ۱۹۰۳ء میں ہوئی۔ دنیاوی تعلیم کے علاوہ مولوی اور مولوی عالم نامکمل صرف چھ ماہ پڑھا والد سید احمد حسن پر فالج کا سخت حملہ ہوا اور وہ والدہ محترمہ کو ساتھ لے کر بھوپال پہنچے۔ (ماہنامہ قومی ڈائجسٹ جنوری ۱۹۸۰ء)

مودودی صاحب خود فرماتے ہیں اور میں نے اتنی استعداد بہم پہنچالی کہ انگریزی زبان، تاریخ، فلسفہ، سیاسیات، معاشیات، مذہب اور عمرانیات کا مطالعہ کر سکا اور کبھی مجھے علمی مضامین کے سمجھنے میں

وقت نہیں ہوئی۔ (سیارہ ڈائجسٹ مودودی نمبر ص ۱۱۸، ۱۹۷۹ء زیر عنوان میری آپ بیتی)

مودودی صاحب نے باقاعدہ درس نظامی نہیں پڑھا ملاحظہ فرمائیں...... مجھے گروہ علماء میں شامل ہونے کا شرف حاصل نہیں ہے۔ میں ایک بیچ کی راہ کا آدمی ہوں جس نے جدید و قدیم دونوں طریقہ ہائے تعلیم سے کچھ کچھ حصہ پایا ہے اور دونوں کوچوں کو چل پھر کر دیکھا ہے اپنی بصیرت کی بنا پر نہ تو میں قدیم گروہ کو سراپا خیر سمجھتا ہوں اور نہ جدید گروہ کو۔ (ترجمان القرآن ربیع الاول ۱۳۵۵ھ)

روزنامہ جنگ راولپنڈی مورخہ ۲۹ ستمبر ۱۹۷۹ء میں مودودی صاحب کی خودنوشت سوانح حیات شائع ہوئی تھی۔ اس سے اقتباس ملاحظہ ہو...... رفتہ رفتہ ان کے (والد صاحب) صحت یاب ہونے کی تمام اُمیدیں منقطع ہوگئیں اور اب زندگی کے تلخ حقائق نے بزور اپنے آپ کو محسوس کرانا شروع کیا۔ ڈیڑھ دو سال کے تجربات نے یہ سبق سکھایا کہ دنیا میں عزت کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے لیے اپنے پیروں پر آپ کو کھڑا ہونا ضروری ہے اور معاشی استقلال کے لیے جدوجہد کیے بغیر چارہ نہیں۔ فطرت نے تحریر و انشاء کا ملکہ ودیعت فرمایا تھا۔ عام مطالعے سے اس کو اور تحریک ہوئی اسی زمانے میں جناب نیاز فتح پوری سے دوستانہ تعلقات ہوئے اور ان کی صحبت بھی وجہ تحریک بنی اس کے علاوہ دفتری ملازمت کی طرف کوئی میلان نہ تھا اور اس قسم کی زندگی اختیار کرنے کو دل نہ چاہتا تھا۔ غرض ان تمام وجوہ سے یہی فیصلہ کیا کہ قلم ہی کو وسیلہ معاش قرار دینا چاہیے۔ الخ...... نیز مودودی صاحب کی داڑھی کی ابتداء ۱۹۳۹ء میں ہوئی۔ گویا ۳۵ سال کی عمر تک مودودی صاحب نہ صرف کلین شیو رہے بلکہ انگریزی لباس یعنی ٹائی، کوٹ، پتلون کا استعمال بھی کرتے رہے۔ روزنامہ خبریں اسلام آباد کے سنڈے میگزین ص ۳/ ۲۱ ستمبر ۱۹۷۹ء میں مودودی صاحب کے بیٹے حیدر فاروق مودودی کا انٹرویو شائع ہوا ہے جس میں وہ اپنے والد کی سیرت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ مودودی صاحب نے اردو نثر نگاری کی تربیت علامہ نیاز فتح پوری سے پائی...... ان کی تحریر کو علامہ نیاز فتح پوری نے جلابخشی...... جوش ملیح آبادی سے ان کی بچپن کی دوستی تھی۔ چچا ابوالخیر کے ساتھ جوش صاحب اکثر ہمارے گھر آتے تھے (نوٹ) نیاز فتح پوری ایک دھریہ ملحد اور منکر حدیث تھا اور جوش ملیح آبادی جہاں غالی شیعہ تھا وہاں دھریہ اور ملحد بھی تھا اور اس نے اپنی ایک کتاب میں شراب و کباب کے ساتھ ساتھ اپنی زناکاری اور بدکاری کے واقعات تک بڑے فخریہ انداز میں لکھے ہیں۔

کند ہم جنس باہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز

ہفت روزہ زندگی لاہور ۱۴ اکتوبر ۱۹۷۹ء میں مودودی صاحب کے انٹرویو سے ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں...... جب میں کالج کی تعلیم سے فارغ ہوا تو اس وقت میری عمر سولہ سترہ سال تھی۔اس کے بعد میں نے آوارہ خوانی شروع کی جو کچھ ملا پڑھ ڈالا۔ہر عنوان پر ہر قسم کی کتابیں پڑھیں۔اس آوارہ خوانی کا نہایت ہی خطرناک نتیجہ برآمد ہوا۔خدا اور آخرت پر سے یقین اٹھتا چلا گیا۔تشکک اور ارتیاب سے ایمان وایقان کی بنیادیں منہدم ہو گئیں۔خدا کا وجود سمجھ میں نہ آتا تھا تمام دینی عقائد لغو اور غیر منطقی نظر آتے تھے۔ایک ڈیڑھ سال تک یہی کیفیت رہی......مودودی صاحب پر ان ابتدائی بری صحبتوں اور آوارہ خوانی کے اثرات ایک ڈیڑھ سال تک نہیں بلکہ موت تک رہے تھے۔

رسائل ومسائل ص ۴۱۵ حصہ اول میں لکھتے ہیں......

میرا طریقہ ہے کہ میں بزرگان سلف کے خیالات اور کاموں پر بے لاگ تحقیقی وتنقیدی نگاہ ڈالتا ہوں جو کچھ ان میں حق پاتا ہوں۔اسے حق کہتا ہوں اور جس چیز کو کتاب وسنت کے لحاظ سے یا حکمت عملی کے اعتبار سے درست نہیں پاتا۔اس کو صاف صاف نادرست کہہ دیتا ہوں۔مودودی صاحب کا ذہنی سانچہ ملاحظہ فرمائیں۔میں نے کچھ چیزوں کو حق پایا ہے اور ان پر میں پورے قلبی ودماغی اطمینان کے ساتھ ایمان لایا ہوں اور کچھ چیزوں کو میں نے باطل پایا ہے اور ان کو قلب ودماغ کے متفقہ فیصلہ کے ساتھ رد کر چکا ہوں۔ (سیارہ ڈائجسٹ مودودی نمبر ص ۱۲۲، دسمبر ۱۹۷۹ء)

خود ساختہ مجتہد کا ایک اور نظریہ......عربی زبان کی تعلیم کا پرانا ہولناک طریقہ اب غیر ضروری ہو گیا ہے۔جدید طرز تعلیم سے آپ چھ مہینے میں اتنی عربی سیکھ سکتے ہیں کہ قرآن کی عبارت سمجھنے لگیں۔

(تفہیمات ج ۲ ص ۲۹۵، طبع چہارم)

اسی غلط معیار پر (نیم ملاں خطرہ ایمان) مودودی صاحب نے تفسیر لکھ دی اور جگہ جگہ ٹھوکریں کھائیں......

ہم تو ڈوبیں ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے

اور سنیے......جب تک مسلمانوں کا تعلیم یافتہ طبقہ قرآن وسنت تک بلا واسطہ دسترس حاصل نہ کرے گا اسلام کی روح کو نہ پا سکے گا۔نہ اسلام میں بصیرت حاصل کر سکے گا۔وہ ہمیشہ ترجموں اور شرحوں کا محتاج رہے گا۔(تنقیحات ص ۲۲۱) قرآن وسنت ہم تک واسطوں سے پہنچا ہے لہٰذا کوئی طبقہ بلا واسطہ ترجموں اور شرحوں کے بغیر قرآن سنت کی روح تک کیونکر رسائی حاصل کر سکے گا؟ مودودی صاحب نے یہاں

تک جسارت کرتے ہوئے لکھا ہے

قرآن وسنت رسول سب پر مقدم ہے مگر تفسیر وحدیث کے پرانے ذخیروں سے نہیں ان کے پڑھانے والے ایسے ہونے چاہئیں جو قرآن وسنت کے مغز کو پا چکے ہیں۔ (ایضاً تنقیحات ص ۱۳۸)

تبصرہ

مئہ مودودیت کا اصل کرشمہ اور منشا کہ قرآن وسنت کو سمجھنے کے لیے مختصر کورس کافی ہے۔ تفسیر وحدیث کے پرانے ذخیروں کی ضرورت ہی نہیں۔ گویا مودودی کے پیروکاروں کو حدیث کے بھی نئے ذخیرے بنانے پڑیں گے۔ صحابہ کرام تو باوجود عربی دان ہونے کے قرآن سمجھنے کے لیے تفسیر اور حدیث کے محتاج تھے لیکن مودودی مقلدوں کو ان کی ضرورت نہیں۔ انہی غلط اجتہادات سے مودودی صاحب نے قرآن وسنت کے نام پر فتنوں کا دروازہ کھول دیا ہے۔ (اظہر احمد عفا اللہ عنہم)

## مسنون داڑھی کا انکار

ایک سائل کے جواب میں مودودی صاحب لکھتے ہیں......

میں اسوہ، سنت اور بدعت وغیرہ اصطلاحات کے ان مفہومات کو غلط بلکہ دین میں تحریف کا موجب سمجھتا ہوں جو بالعموم آپ حضرات کے ہاں رائج ہیں۔ آپ کا یہ خیال کہ نبی ﷺ جتنی بڑی داڑھی رکھتے تھے اتنی ہی بڑی داڑھی رکھنا سنت رسول یا اسوۂ رسول ہے۔ یہ معنی رکھتا ہے کہ آپ عادات رسول ﷺ کو بعینہٖ سنت سمجھتے ہیں جس کے جاری اور قائم کرنے کے لیے نبی کریم ﷺ اور دوسرے انبیاء علیہم السلام مبعوث کیے جاتے رہے ہیں مگر میرے نزدیک صرف یہی نہیں کہ یہ سنت کی صحیح تعریف نہیں ہے۔ بلکہ میں یہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ اس قسم کی چیزوں کو سنت قرار دینا اور پھر ان کے اتباع پر زور دینا ایک سخت قسم کی بدعت اور ایک خطرناک تحریف دین ہے۔ جس سے نہایت برے نتائج پہلے بھی ظاہر ہوتے رہے ہیں اور آئندہ بھی ظاہر ہونے کا خطرہ ہے۔ (رسائل ومسائل حصہ اول ص ۲۰۹ تا ص ۲۱۶)

حضرت والد صاحب رحمہ اللہ ''مودودی مذہب'' میں تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں......

یہاں مودودی صاحب نے داڑھی کو عادت رسول میں شمار کرتے ہیں حالانکہ آنحضرت ﷺ نے داڑھی بڑھانے کو انبیاء کی سنتوں میں شمار کیا ہے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے۔ عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ عشر من الفطرۃ قص الشارب واعفاء اللحیۃ والسواک (مسلم

ابوداؤد) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا...... دس چیزیں فطرت میں سے ہیں۔ مونچھوں کا کتروانا اور ڈاڑھی کا بڑھانا اور مسواک کرنا وغیرہ۔ امام نووی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں...... معناه انها من سنن الانبياء صلوٰة الله وسلامه عليهم ...... اس کا معنی یہ ہے کہ یہ دس چیزیں انبیاء علیہم الاسلام کی سنتوں میں سے ہیں (ب) تمام مجتہدین وفقہاء امت نے ایک مشت ڈاڑھی کو سنت قرار دیا لیکن ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے اس کے سنت سمجھنے کو ایک سخت قسم کی بدعت اور ایک خطرناک تحریف دین قرار دے رہے ہیں۔ (استغفراللہ)۔

کہیں ڈاڑھی کے متعلق صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف کے حالیہ بیانات مودودی نظریات کی ترجمانی تو نہیں؟

## اسلامی فلم سازی

ماہنامہ مصور لاہور نے ''مولانا مودودی کا خاص انٹرویو'' کے عنوان کے تحت لکھا ہے......

مولانا مودودی نے ایک خصوصی انٹرویو کے دوران ارشاد فرمایا کہ فلم سازی خلاف اسلام نہیں ہے بشرطیکہ یہ اسلام کی قائم کردہ حدود کے اندر ہو۔ مولانا نے ایک اور سوال کے جواب میں بتایا کہ ''کوئی ضروری نہیں کہ عورتوں کو بھی پردہ فلم پر پیش کیا جائے۔ لیکن اگر ان کا پیش کیا جانا ناگزیر ہو تو انہیں اس طور پر پیش کیا جاسکتا ہے کہ اسلامی حدود اس سے متاثر نہ ہوں۔

بانی تحریک خدام اہل سنت تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں......

یہ ہیں مودودی صاحب کے ماڈرن اسلام کے آزاد نظریات، سنجیدہ اور سمجھ دار طبقہ جانتا ہے کہ سینما اور فلم نے اسلامی تہذیب واخلاق کو کتنا نقصان پہنچایا ہے ہم پوچھتے ہیں کہ فلموں میں خواہ اسلامی واقعات دکھلائیں جائیں۔ اس کا پارٹ ادا کرنے والے اور ہیرو تو ایکٹر اور ایکٹریسیں ہی ہوں گی۔ پھر وہ فلم پر ایکٹروں کے مناظر کو آپ اسلامی حدود میں کیسے قائم رکھ سکیں گے؟ جو اسلام عورتوں کو پردہ کی تعلیم دیتا ہے اور ان کو اذان اور بلند آواز سے قرآن پڑھنے کی اجازت نہیں دیتا تاکہ غیر محرم ان کی صورت اور آواز کے فتنہ سے بچ جائیں۔ وہ اسلام ان کو پردہ فلم پر لانے کی کیونکر اجازت دے سکتا ہے۔ ہاں یہ جدا بات ہے کہ مودودی صاحب اپنی جماعت اسلامی کے صالحین اور صالحات میں سے ہی ایک جماعت ایکٹروں اور ایکٹرسوں کی تیار کریں جو اسلامی حدود میں فلم سازی کو کامیاب بنا سکیں اور ان کی یہ صالح

فلم سازی اشاعت وترقی اسلام کا ذریعہ بن جائے۔ واللہ الھادی (مودودی صاحب ص ۶۶،ص ۶۷)

## حدیث کے متعلق مودودی نظریہ

مودودی صاحب کے منکر حدیث نیاز فتح پوری سے دوستانہ تعلقات اوران کے بیٹے حیدر فاروق مودودی کا انٹرویو کہ مودودی صاحب نے اردو نثر نگاری کی تربیت اپنے استاد علامہ نیاز فتح پوری سے پائی ملاحظہ ہو......ان کی تحریر کو علامہ نیاز فتح پوری نے جلا بخشی'' آپ پڑھ چکے ہیں کہ اسی منکر حدیث کی تربیت کا اثر اور فیض ہے کہ مودودی صاحب نے یہاں تک لکھ دیا'' قرآن وسنت رسول سب پر مقدم ہے مگر تفسیر وحدیث کے پرانے ذخیروں سے نہیں۔الخ لیجئے نیاز صاحب تو صرف حدیث سے بے نیاز ہوئے اور تربیت لینے والا تفسیر وحدیث کے پرانے ذخیروں سے ہی بے نیاز ہوگیا۔

حدیث کے متعلق مودودی نظریہ ملاحظہ فرمائیں......

لکھتے ہیں...... مجرد احادیث پر ایسی کسی چیز کی بنا نہیں رکھی جاسکتی جسے مدار کفر وایمان قرار دیا جائے۔احادیث چند انسانوں سے، چند انسانوں تک پہنچتی آئی ہیں۔جن سے حد سے حد اگر کوئی چیز حاصل ہوتی ہے تو وہ گمان صحت ہے نہ کہ علم الیقین۔(ترجمان القرآن، مارچ،اپریل، مئی، جون ۱۹۴۵ء)

۲۔ان تمام احادیث سے رواۃ کی جانچ پڑتال کر کے محدثین کرام نے اسماء الرجال کا عظیم الشان ذخیرہ فراہم کیا جو بلاشبہ نہایت بیش قیمت ہے۔مگر ان میں کون سی چیز ہے جس میں غلطی کا احتمال نہ ہو۔ (تفہیمات ج ۱ص ۲۹۱)

مودودی صاحب کی اگر، مگر کی تاویلات سے تمام ذخیرہ حدیث مشکوک ہوگیا۔ (العیاذ باللہ

## حدیث کے متعلق قادیانی نظریہ

مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے'' ہر ایک مومن خود سمجھ سکتا ہے کہ حدیثوں کی تحقیقات روایتی نقص سے خالی نہیں کیونکہ ان کے درمیان راویوں کی چال چلن وغیرہ کی نسبت ایسی تحقیقات کامل نہیں ہوسکی اور نہ ممکن تھی کہ کسی طرح شک باقی نہ رہتا۔(مباحثہ لدھیانہ)

## حدیث کے متعلق پرویزی نظریہ

چنانچہ انہی عبارات کی بناء پر پرویز صاحب نے مودودی صاحب کو الزام دیا ہے کہ...... حدیث

کے متعلق بعینہ مسلک (جو مودودی صاحب کا ہے) طلوع اسلام کا ہے۔ صرف اس فرق کے ساتھ کہ وہ کسی ایک فرد کو یہ اختیار نہیں دیتا کہ جس بات کو اس کی نگاہ جوہر شناس سنت رسول قرار دے دے۔ اس کی اتباع ساری امت پر لازم قرار پائے۔ اس کا کہنا یہ ہے کہ یہ حق صرف امت کے قرآنی نظام کو حاصل ہے کہ وہ روایات کے اس ذخیرہ کو چھان پھٹک کر دیکھے کہ اس میں کون سی چیز صحیح ہو سکتی ہے، الخ۔

(طلوع اسلام کراچی ۱۲ اپریل ۱۹۵۵ء)

فرمایئے! کیا مودودی، مرزا قادیانی اور غلام احمد پرویز کے نظریہ حدیث میں کوئی فرق ہے؟ اور مودودی صاحب نے اپنے ہمنواؤں کی طرح ایسی تحریرات سے کیا انکار حدیث کا دروازہ نہیں کھول دیا؟

## مقام صحابہؓ مودودی صاحب کی نظر میں

لکھتے ہیں ''رسول خدا کے سوا کسی کو معیار حق نہ بنائے۔ کسی کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھے۔ کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ ہو۔ ہر ایک کو خدا کے بنائے ہوئے اسی معیار کامل پر جانچے اور پرکھے اور جو اس معیار کے لحاظ سے جس درجہ میں ہو اس کو اسی درجہ میں رکھے۔ (دستور جماعت اسلامی پاکستان ص ۱۴)

مودودی صاحب نے صحابہ کرامؓ کے متعلق اپنے جو تصورات پیش کیے ہیں۔ شیعہ علماء ان سے بڑے خوش ہیں اور ان کو اپنے مسلک کی تائید میں پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ مذہب شیعہ کے ماہنامہ پیام عمل لاہور دسمبر ۱۹۶۳ء میں ''کیا صحابہ معیار حق ہیں؟'' کے عنوان سے دستور جماعت اسلامی کی دفعہ مذکور کے تحت لکھا ہے...... یہی تو ہم بھی کہتے ہیں اور یہی ہمارا سب سے بڑا جرم سمجھا جاتا ہے؟ ص ۱۱ ''نیز صحابہ مرجع نہیں'' کے عنوان سے مودودی صاحب کے ترجمان القرآن کی یہ عبارت لکھی ہے...... اس معاملے میں جب ہم سب سے پہلے کتاب اللہ کی جانب رجوع کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کسی مقام پر بھی صحابہ کرام کے انفرادی افعال واعمال کو ہمارے لیے مستقل اسوہ اور مرجع قرار نہیں دیا گیا (ترجمان القرآن نومبر ۱۹۶۳ء) ...... پھر شیعہ کیوں قابل گردن زنی سمجھے جاتے ہیں (پیام عمل)

مودودی صاحب نے خلیفہ اول حضرت صدیق اکبرؓ...... حضرت فاروق اعظمؓ...... حضرت عثمان ذوالنورینؓ پر تنقید کے نشتر چلائے اور اسلامی کالوکیم (مذاکرہ) لاہور میں مقالہ پڑھتے ہوئے مودودی صاحب نے کہا: حتیٰ کہ خلفائے راشدین کے فیصلے بھی اسلام میں قانون نہیں قرار پائے۔ جو انہوں نے قاضی کی حیثیت سے کیے تھے۔ (ترجمان القرآن جنوری ۱۹۵۸ء)

## خمینی، مودودی تعلقات

ڈاکٹر فاروق احمد مودودی نے کہا کہ علامہ خمینی کے ساتھ ابا جان کے تعلقات بہت پرانے تھے۔ آیت اللہ خمینی نے ان کی چند کتابوں کا فارسی میں ترجمہ کر کے ''قم'' کی درسگاہ کے نصاب میں شامل کرلیا تھا۔ الخ (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۹ ستمبر ۱۹۷۹ء)

پروفیسر سید منور حسن نے (تعزیتی) جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آیت اللہ خمینی اور مولانا مودودی کا مشن مقاصد کے لحاظ سے مماثلت رکھتا ہے (روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی ۲۰ نومبر ۱۹۷۹ء)
شیعہ انقلاب ایران کے بعد سب سے پہلے خمینی نے جس غیر ملکی معتمد دوست کو خصوصی پیغام بجھوایا تھا وہ ''مودودی صاحب'' تھے۔ چنانچہ خمینی کے ایلچی جب وہ پیغام لے کر پاکستان پہنچے تو مودودی نے خوشی میں آسمان سر پر اُٹھا کر جو کچھ کہا وہ ان کے رسالہ ایشیا میں ''درود بر خمینی بت شکن'' کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ اس میں مودودیوں نے نعوذ باللہ جہاں خمینی پر درود لکھا ہے۔ وہاں وہ درج ذیل نعرے بھی لگاتے رہے۔ ''بین شیعہ سنی فرق نیست (یعنی شیعہ سنی میں کوئی فرق نہیں)'' ''رہبر ما خمینی است'' (خمینی ہمارا رہبر ہے) ''رہبر ما مودودی خمینی (مودودی اور خمینی ہمارے رہبر ہیں) اور مودودی خمینی بھائی بھائی

## تبصرہ

سنی مسلمانوں کا تو وضو سے لے کر کلمہ شریف تک شیعوں کے ساتھ اختلاف ہے۔ ہاں مودودی مذہب اور شیعہ کا مذہب تقریباً ایک ہی ہے۔ کیونکہ دونوں گروہوں کے درمیان حسبِ ذیل قدر مشترک ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی تنقیص، امام الانبیاء کے فیض نبوت سے انکار۔ صحابہ کرامؓ اور خصوصاً اصحاب ثلثہؓ پر تنقیدی نشتر، سلف صالحین پر بداعتمادی وغیرہ

بانی تحریک خدام اہل سنت نے مودودی مذہب کا بھرپور تعاقب کرتے ہوئے ''مودودی جماعت کے عقائد و نظریات پر ایک تنقیدی نظر''، ''مودودی مذہب'' میاں طفیل کی دعوت اتحاد کا جائزہ ''صحابہ کرام اور مودودی ○ علمی محاسبہ بجواب علمی جائزہ ○ اتحادی فتنہ ○ جماعت اسلامی شیعہ انقلاب چاہتی ہے ○ مودودی سے اصولی اختلاف ہے نہ فروعی ○ عقیدہ عصمت انبیاء اور مودودی ○ مودودی صاحب کی بے اصولی سیاست ○ کیا عورت صدر مملکت بن سکتی ہے؟ ○ حضرت لاہوری فتنوں کے تعاقب میں ○ بنام قاضی حسین احمد امیر جماعت اسلامی پاکستان جوابی مکتوب وغیرہم کتب و رسائل تحریر فرمائے۔

## ...... فتنہ خارجیت ......

بوقت شہادت لوگوں کے استفسار پر سیدنا فاروق اعظمؓ نے فرمایا تھا کہ ان چھ آدمیوں (عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ، سعد بنؓ ابی وقاص) میں سے کسی کو اپنی خلیفہ منتخب کر لینا لیکن تین دن سے زیادہ دیر نہ کرنا تو حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے خفیہ طور پر ہر ایک مسلمان کی رائے لی تو سب سے زیادہ رائے حضرت عثمانؓ کے حق میں اور دوسرے نمبر پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں تھی۔ اس لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مسلمانوں نے اپنا خلیفہ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کو منتخب کر لیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ دونوں نے اسلام لانے میں سبقت لی ہے۔ دونوں سابقون الاولون مسلمانوں میں سے ہیں پھر محققین حضرات نے تطبیق دی ہے کہ مردوں میں سب سے حضرت ابوبکرؓ اور بچوں میں سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔

آپ کے دورِ خلافت میں دو ناخوشگوار واقعے جنگ جمل اور صفین پیش آئے۔ رافضیوں اور خارجیوں نے اپنے اپنے نظریات کی بنا پر بہت زیادہ واقعات کو خلط ملط کیا اور ان میں رنگ بھرا ہے۔ قرآن وسنت کے شواہد کے مطابق اہل السنۃ والجماعت امیر المؤمنین علی المرتضٰی کو اقرب الی الحق اور دوسرے حضرات کی خطاء اجتہادی مانتے ہیں اور خطاء اجتہادی پر بھی مجتہد کو ایک اجر مل جاتا ہے۔ رافضی تو حضرت علیؓ اور چند دوسرے صحابہؓ کے سوا سب کی تکفیر کرتے ہیں۔ خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ، ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی (استغفر اللہ) اور خارجی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی تکفیر کرتے ہیں۔ یاد رہے کہ دونوں گروہوں کا پیشوا ابن سبا یہودی ہی ہے۔

اور پاکستان میں خارجیوں کی ایک شاخ جس کے پیشوا اور محقق محمود احمد عباسی وغیرہ ہیں اور ان کا محبوب مشغلہ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی تنقیص وتوہین اور یزید کی تعریفیں کرنا ہے۔ یہ قبیلہ علماء دیوبندؒ کا نام لیوا بن کر جس وقت اپنے خبث باطن کو تحریروں اور تقریروں میں تحقیق کے نام پھیلانے لگا تو بانی تحریک خدام اہل سنت نے بروقت تعاقب کیا اور تقریر وتحریر کے ذریعہ سنی مسلمانوں کے ایمان کو بچاتے ہوئے دنیا کے سامنے ان کا اصلی چہرہ بے نقاب کر دیا۔ محققین اور اکابرین اہل سنت کا مسلک سمجھنے کے لیے آپ کی تصنیف کردہ کتابیں خارجی فتنہ حصہ اول، دوم اور کشف خارجیت کا مطالعہ

فرمائیں۔ جاء الحق وزهق الباطل آج کل بھی خارجی اور یزیدی نظریات کے حامل نام نہاد مفکرین نت نئے شوشے چھوڑتے رہتے ہیں مذکورہ کتب ان کا بہترین علاج ہے۔

## اہل سنت والجماعت کی نشانی

امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں...... عدم محبت اہل بیت خروج است وتبری از اصحاب رفض۔ ومحبت اہل بیت با تعظیم وتوقیر جمیع اصحاب کرام تسنن (مکتوبات ج دوم)

ترجمہ...... اہل بیت کی محبت کا نہ ہونا خارجیت ہے اور اصحاب سے بیزاری اور مخالفت رفض وشیعیت اور محبت اہل بیت باوجود تمام اصحاب کی تعظیم وتوقیر سنیت ہے اور فرماتے ہیں...... بس محبت حضرت امیر شرط تسنن آمد وآنکہ ایں محبت ندارد از اہل سنت خارج گشت وخارجی نام یافت (مکتوبات جلد دوم)

ترجمہ...... اہل سنت ہونے کے لیے حضرت امیر یعنی حضرت علی المرتضیٰ ؓ کی محبت شرط ہے اور جو شخص یہ محبت نہیں رکھتا وہ اہل سنت سے خارج ہو گیا...... اور خارجی نام پایا۔

## منکرین حیات النبی ﷺ

تمام اہل السنت والجماعت (مالکی، شافعی، حنبلی، حنفی) کا چودہ سو سال سے متفقہ عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ اپنی قبر شریف (جو برزخ کا ایک حصہ ہے) میں حیات ہیں اور یہ حیات من وجہ دنیو یہ ہے (کیونکہ اسی دنیا والے جسم پاک کے ساتھ ہے) اور من وجہ برزخی ہے (کیونکہ قبر شریف عالم برزخ کا حصہ ہے) اور جس وقت احمد رضا خان بریلوی کی تلبیسا تمیں آکر علماء حرمین شریفین نے علماء دیوبند کو ۲۶ سوالات لکھے جن میں پانچواں سوال یہ تھا کیا فرماتے ہو، جناب رسول اللہ ﷺ کی قبر میں حیات کے متعلق کہ کوئی خاص حیات آپ کو حاصل ہے یا عام مسلمانوں کی طرح برزخی حیات ہے؟

الجواب ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے بلا مکلف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے۔ آنحضرت اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ برزخی نہیں ہے جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو چنانچہ علامہ سیوطی نے اپنے رسالہ انباء الاذکیاء بحیوۃ الانبیاء میں بتصریح لکھا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ علامہ تاج الدین سبکی نے فرمایا ہے کہ انبیاء وشہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسے دنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے۔ الخ

پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت ﷺ کی حیات دنیوی ہے اور اس معنی برزخی بھی کہ عالم برزخ میں حاصل ہے اور ہمارے شیخ مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہ کا اس مبحث میں ایک مستقل رسالہ بھی ہے۔ نہایت دقیق اور انوکھے طرز کا بے مثل جو طبع ہو کر لوگوں میں شائع ہو چکا ہے۔ اس کا نام ''آب حیات'' ہے۔ (المہند ص ۱۳، ص ۱۴ مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند)

مولوی عنایت اللہ شاہ صاحب گجراتی نے سب سے پہلے جامعہ خیر المدارس ملتان کے جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے حیات النبی ﷺ کا انکار کیا......

شیخ الحدیث مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ مہتمم جامعہ نے اُٹھ کر شاہ صاحب کی تردید کر دی اور اثبات مسئلہ حیاۃ النبی ﷺ پر دلائل دے کر مسلمانوں کو مطمئن کیا اور اس کے بعد ملک میں یہ بحث شروع ہوگئی۔ شاہ صاحب گجراتی ہمارے علاقہ کے تبلیغی دوروں میں سرفہرست ہوتے تھے۔ حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت جہلمی رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ صاحب ڈومیلی رحمۃ اللہ علیہ والوں نے شاہ صاحب کو سمجھانے کی بھرپور کوشش کی لیکن شاہ صاحب نہ مانے اور جہاں تقریر کرتے اس بحث کو ضرور چھیڑتے۔

علماء دیوبند میں سے حضرت جالندھری رحمۃ اللہ علیہ اور والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے باضابطہ ثالثوں کی موجودگی میں دعوت مناظرہ دی...... اور بالآخر تحریری مناظرہ کی پیش کش کی تاکہ ہر دو فریقین میں سے کوئی اپنی بات کا انکار نہ کر سکے اور مسلک کے تمام مسلمان دونوں فریقین کے دلائل پڑھ کر جان سکیں کہ حق پر کون ہے۔ لیکن شاہ صاحب باضابطہ مناظرہ کرنے سے ہمیشہ کتراتے رہے اور اپنی قلم سے تحریر لکھنے پر تو کبھی بھی تیار نہ ہوئے کیونکہ زبانی بات کا تو انکار کر کے خلط مبحث کیا جا سکتا ہے اور تحریر سے انکار کرنا مشکل بھی ہے اور باعث شرمندگی بھی۔

حضرت مولانا قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند ۲۶ اپریل ۱۹۶۲ء کو جب پاکستان تشریف لائے اور اسی ماہ میں بزمانہ قیام لاہور حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب اور سید عنایت اللہ شاہ بخاری ملنے کے لیے گئے تو قاری صاحب نے اس نزاع وجدال کا شکوہ کرتے ہوئے اس صورت حال کے مضمرات کی طرف توجہ دلائی ...... اس پر دونوں حضرات نے کہا کہ ہم خود بھی اس صورت حال سے دل گرفتہ ہیں ...... کاش آپ ہی اس درمیان میں آ کر اس نزاع کو ختم کرا دیں۔ دوسرے فریق حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ، مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ سرگودھوی اور مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ سے بات کر کے بالآخر ۲۲ جون ۱۹۶۲ء جب آپ مدرسہ حنفیہ عثمانیہ میں تشریف لائے تو قاری صاحب کی تحریر کردہ قدر مشترک

تحریری یاداشت پر فریقین نے دستخط کردیئے۔

متن: عامۃ المسلمین کو فتنہ نزاع وجدال سے بچانے کے لیے مناسب ہوگا کہ مسئلہ حیات النبی ﷺ کے سلسلہ کے ہردو فریق کے ذمہ دار حضرات عبارت ذیل پر دستخط فرمائیں۔ یہ (عنوان) مسئلہ کا قدر مشترک ہوگا ضرورت پڑنے پر اسی کو عوام کے سامنے پیش کردیا جائے۔ عبارت حسب ذیل ہے......

وفات کے بعد نبی کریم ﷺ کے جسد اطہر کو برزخ (قبر شریف) میں بہ تعلق روح حیات حاصل ہے اور اس کی حیات کی وجہ سے روضہ اقدس پر حاضر ہونے والوں کا آپ صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں۔

احقر محمد طیب وارد حال راولپنڈی، ۲۲ جون ۱۹۶۲ء

لاشئی (مولانا) غلام اللہ خان

(مولانا قاضی) نور محمد خطیب جامعہ مسجد قلعہ دیدار سنگھ

(مولانا) محمد علی جالندھری عفاء اللہ عنہ

(منقول از ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی بابت ماہ اگست ۱۹۶۲ء، ص ۲۴ وص ۲۵)

چونکہ اس موقع پر سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری بوجہ علالت راولپنڈی تشریف نہ لاسکے۔ اس لیے قاری صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کے کہنے پر اور مسودہ پیش کرنے پر حضرت مولانا قاضی نور محمد صاحب اور مولانا غلام اللہ خان صاحب نے ان کے بارے میں حسب ذیل تحریر دستخط کر کے قاری صاحب کے حوالے کردی جس کا متن بلفظہ حسب ذیل ہے......

ہم (مولانا قاضی نور محمد صاحب اور مولانا غلام اللہ خان صاحب) اس کی پوری کوشش کریں گے کہ سید عنایت اللہ شاہ صاحب سے بھی اس تحریر (مندرجہ بالا) پر دستخط کرائیں۔ جس پر ہم نے دستخط کیے ہیں۔ اگر ممدوح اس پر دستخط نہ کریں گے تو ہم مسئلہ حیات النبی میں اس تحریر کی حد تک ان سے برأت کا اعلان کردیں گے۔ نیز اپنے جلسوں میں اُن سے مسئلہ حیات النبی پر تقریر نہ کرائیں گے اور اگر اس مسئلہ میں وہ کوئی مناظرہ وغیرہ کریں گے تو ہم اس بارے میں ان کو مدد نہ دیں گے۔

دستخط: نور محمد خطیب قلعہ دیدار سنگھ...... لاشئے غلام اللہ خان (۲۲ جون ۱۹۶۲ء)

(ایضاً منقول از ماہنامہ تعلیم القرآن، راولپنڈی)

مولانا غلام اللہ خان مرحوم کوشش کے باوجود سید عنایت اللہ شاہ صاحب سے قاری صاحب کی قد

مشترک عبارت پر دستخط نہ کرا سکے اور شاہ صاحب نے بھی جب اپنے حلقہ میں انکار حیات النبی کا موضوع لے کر تقریریں کیں تو علماء دیوبند کے معتقدین نے مسئلہ حیات النبی کی وضاحت کے لیے ملک میں علماء کرام کی ذمہ دار جماعت جمعیت علماء اسلام کی طرف رجوع کیا۔ ۲ ربیع الاول ۱۳۸۲ھ مطابق ۴ اگست ۱۹۶۲ء میں جمعیت کے مرکزی اجلاس لاہور میں غور وفکر کے بعد پانچ علماء حضرات کی کمیٹی بنائی گئی۔ حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب سرگودھوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکوڑہ خٹک اور استاذی المکرم حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر دامت فیوضہم اور آپ ہی کے ذمہ مجموعہ مرتب کرنے کا کام سپرد کیا گیا۔ آپ نے کتاب لکھ کر علماء حضرات کو مطلع کیا۔ بالآخر ۲۴، ۲۵ شعبان ۱۳۸۷ھ مطابق ۲۷۔ ۲۸ نومبر ۱۹۶۷ء کی تاریخیں منتخب ہوئیں اور خیر المدارس ملتان جگہ متعین ہوئی۔ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی اپنی مصروفیات اور عوارض کی وجہ سے نہ پہنچ سکے لیکن اپنی تائیدات لکھ کر بھیج دیں۔ حضرت استاذ محترم زید مجدہم (تسکین الصدور فی تحقیق احوال الموتی فی البرزخ والقبور) ص ۱۵ میں لکھتے ہیں...... ملتان کے اجلاس میں جن حضرات نے شرکت کی (اور اوّل سے آخر تک راقم کتاب سناتا رہا اور یہ بزرگ سنتے رہے اور بعض مقامات میں اصلاح بھی کرتے رہے اور آخر میں بعض مسائل پر بحث بھی ہوئی اور ان کی ہدایت پر عمل کیا گیا۔ وہ یہ ہیں ① حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ② حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ ③ حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب ملتان ④ حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب ساہیوال ⑤ حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ ⑥ حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ ⑦ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ چکوال ⑧ حضرت مولانا محمد نذیر اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ گجرات ⑨ راقم اثیم ⑩ اور گاہے گاہے حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب کوہاٹی نائب مفتی خیر المدارس ملتان بھی اس میں حصہ لیتے رہے ہیں۔

مسئلہ حیات النبی پر لکھی گئی کتابوں میں سے ملک کے جید اور محقق صاحب بصیرت علماء کرام کی مصدقہ کتاب، تسکین الصدور ایک امتیازی شان رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مرتب کردہ کتاب کو صراط مستقیم سے بھٹکنے والوں کے لیے ذریعہ ہدایت بنائے۔

## فتنہ شرک و بدعات

حضرت والد صاحب رحمہ اللہ نے اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بڑے مؤثر اور بلیغ انداز سے توحید و سنت کا پرچار اور شرک و بدعات کو مٹانے کے لیے بستی بستی قریہ قریہ قرآن و سنت کی تبلیغ کرتے ہوئے مشقتیں اور تکلیفیں برداشت کیں ہیں۔ رافضیوں کے برانگیختہ کرنے کی وجہ سے جاہل تبلیغی جلسوں میں رکاوٹیں ڈالتے، پابندیاں لگواتے لیکن آپ تحمل سے برداشت کرتے۔ فرماتے ......ان کا قصور نہیں ہے۔ انہیں کسی نے سمجھایا جو نہیں (صرف دو واقعات کو نقل کرتا ہوں کہ موضع بھر پور میں ایک وقت وہ تھا کہ ایک پیر بہاول شیر کے اکسانے پر لوگوں نے آپ کو قصبے میں داخل نہیں ہونے دیا اور گاؤں سے دور ڈھوک پر جلسہ کر کے واپس ہوئے اور صوفی سلطان خان صاحب بھیں والے بتلاتے ہیں کہ تبلیغی پروگرام پر ڈھوک کمال داخلی بھیں جا رہے تھے میں نے راستہ میں عرض کی کہ سنا ہے۔ بھر پور والوں نے گاؤں میں داخل نہیں ہونے دیا فرمایا کہ ہاں لے جانے والے بے چارے کمزور تھے۔ ہمیں پہلے حالات کا پتہ نہیں تھا باہر ڈھوک پر جلسہ کر کے واپس آ گئے ہیں۔ میرے جذبات دیکھ کر فرمایا کہ ان شاء اللہ بہت جلد دوبارہ بھر پور جائیں گے اور تم کو بھی اطلاع دیں گے۔ (اسی روز واپسی پر بھیں آئے کہ چکوال سے دو ساتھی آئے کہ حضرت! کیپٹن سعید ایس ڈی او نے ......الخ واقعہ ماقبل پر لکھ آیا ہوں ......) چکوال کمشنر پنڈی سے جس وقت بات ہو رہی تھی تو ملک سلطان بخش مرحوم بھی اتفاقاً وہیں موجود تھا۔ بڑا متاثر ہوا اور حضرت کے پاس حاضر ہو کر کہا کہ میں بھر پور موجود نہیں تھا بعد میں مجھے معلوم ہوا، بڑا افسوس ہے کہ آپ جیسے حق گو عالم کی ہمارے لوگوں نے توہین کی...... آپ مجھے تاریخ دے دیں حضرت نے رمضان کے بعد کی تاریخ دیدی اور مجھے بلا کر کہا کہ فلاں تاریخ بھر پور جلسہ پر جانا ہے...... مقررہ تاریخ پر مجھے اور چند دوسرے احباب کو لے کر پہنچ گئے۔ حضرت کی آمد کی خبر علاقے میں پھیلی ہوئی تھی۔ مسجد میں تل رکھنے کی جگہ نہ تھی۔ گرد و نواح چھتوں پر لوگ بیٹھے تھے۔ جھگڑے فساد کا بھی خطرہ تھا۔

حضرت قاضی صاحب کرسی پر تشریف فرما ہوئے ملک سلطان بخش نے کھڑے ہو کر کہا: بھر پور والو! مجھے معلوم نہیں کہ اس مسجد کا امام کون ہے اور خادم کون ہے۔ میں دشمنی والا آدمی ہوں ایسے واقعات میں نہیں مڑتا، کچھ مدت پہلے ہم نے حضرت کو گاؤں میں داخل ہونے سے روکا تھا۔ یہ مرد مجاہد اس طرح کا نہ ح ہم نے ان کے ساتھ سلوک کیا۔ آج حضرت کو اپنے گناہوں کے کفارہ کے لیے لایا ہوں

اور کسی نے کوئی مسئلہ پوچھنا ہے تو ضرور پوچھے اور اگر کسی نے شرارت کرنا چاہی تو یا اس کی چھاتی (سینہ) ہوگی یا میری اس کے بعد کہا کہ حضرت بیان شروع فرمائیں۔ عجب منظر تھا اور حضرت اقدس کے بیان کا ایسی جگہ ہی لطف آتا تھا۔ خطبہ مسنونہ ... فرمایا بھر پور والو! یہاں کتوں کا تماشا ہوتا ہے۔ بیلوں کی دوڑ ہوتی ہے تو کبھی کسی نے ان شیطانی کاموں کو روکا ہے؟ ہم قرآن سنانے اور تبلیغ دین کے لیے آتے ہیں۔ لڑائی کے لیے نہیں ہاں اگر وقت آ جائے تو ہم مرنا۔ مارنا بھی جانتے ہیں۔ مجمع میں سے ایک آدمی کھڑا ہوا کہ حضور ﷺ نور تھے یا بشر؟ حضرت نے فرمایا کہ نزدیک آجاؤ۔ مجھے بتاؤ کہ ذوی العقول مخلوق تین ہیں۔ جن، انسان اور فرشتے ان میں سے اشرف المخلوقات کون ہیں؟ کہنے لگا، انسان۔ آپ نے فرمایا کہ ہر چیز کی نسل ہوتی ہے۔ حضور ﷺ کے والد، دادا، پردادا، اُوپر تک پھر آپ کی ازواج مطہرات، صاحبزادے، صاحبزادیاں، نواسے آپ کی اولاد آگے چلی اور آج بھی ہے۔

فرشتے نور مخلوق ہیں۔ حضرت جبرائیل کے والد اور اولاد کے نام بتلاؤ؟ کہنے لگے کوئی نہیں۔ فرمایا نور مخلوق کی تو کوئی اولاد ہی نہیں ہے اور اشرف المخلوقات سے تم نکال رہے ہو، بے ادبی ہم کرتے ہیں یا نور، نور کہنے والے؟

فرمایا کہ حضور ﷺ کی ذات بشر ہے اور صفت نور پھر آپ کی صفات بیان کرنی شروع فرمادیں اور کمال نبوت بیان کیا۔ اتنی مؤثر تقریر فرمائی کہ جعلی پیروں کا بنا ہو شیطانی جال ٹوٹ گیا اور لوگ مسلک حق کو سمجھنے لگ گئے۔ آپ کی شب و روز تبلیغی محنت اور کوشش سے فرائض کے بعد مل کر کلمہ پڑھنا، حیلہ اسقاط، تیجا، چوتھا، جمعراتیں، چالیسواں، برسی، بزرگانِ دین کا عرس اور اذان میں اشھد ان محمد رسول اللہ پر اپنے انگوٹھے چومتے ہوئے صدقے یارسول اللہ کہہ کر آنکھوں پر لگانے وغیرہ کی بدعات ختم ہوئیں اور لوگ سنت پر عمل پیرا ہوئے۔

یہ ہے علماء دیوبند کے فضلاء کا فیض ...... خوب ہے۔

شاد باد و شاد زی اے سرزمین دیوبند
ہند میں تو نے کیا اسلام کا جھنڈا بلند

ملت بیضا کی عزت کو لگائے چارچاند
حکمت بطحا کی قیمت کو کیا تو نے دوچند

(مولانا ظفر علی خان ؒ)

اور اکبر الہ آبادی نے خوب کہا ہے......

ہے دل روشن مثال دیو بند

حضرت شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے مولانا ارشد مدنی دامت فیوضہم نے ایک دفعہ چکوال میں فرمایا...... کہ دیوبندیت نام ہے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد ونظریات کا۔ سنت اور بدعت کا فرق سمجھنے کے لیے حضرت گنگوہی کے حکم پر تصنیف کی گئی۔ حضرت مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب براہین قاطعہ بجواب انوار ساطعہ کا مطالعہ نہایت ہی ضروری ہے۔

رسالہ ''اکابر کا مسلک ومشرب'' پر ''تحقیقی نظر'' تالیف فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے ص ۱۵ پر لکھتے ہیں۔ اس حقیقت کا بڑے افسوس سے اظہار کرنا پڑتا ہے کہ حضرات اکابر علماء دیوبند کے ''مسلک ومشرب'' اور ان کے طریقہ اعتدال کو اکثر لوگوں نے نہیں سمجھا اور ان کے بارے میں افراط وتفریط کا شکار ہوگئے۔ بعض حضرات تو ان کے اجماعی مسلک ومشرب سے جو المہند وغیرہ میں لکھا گیا تھا۔ اختلاف ہی نہیں بلکہ اس کی برملا تحریر وتقریر سے تردید کرنے میں مصروف ہیں اور پھر بھی خود کو دیوبند کی طرف منسوب کرتے اور دیوبندی کہلاتے ہیں اور بعض حضرات ایسی مروجہ رسومات کو اکابر دیوبند کی طرف منسوب کر رہے ہیں اور دیوبندیت کی ایسی تصویر پیش کر رہے ہیں کہ اس میں اور بریلویت کی بدعات میں کوئی حد فاصل ہی قائم نہیں رہتی حالانکہ یہ تصویر حقیقت حال اور اکابر دیوبند کے مسلک اعتدال کے بالکل برعکس اور واقعہ کے قطعاً برخلاف ہے۔ اس طرح یہ دونوں فریق مسلک حقہ ''اہل سنت والجماعت'' اور ''مسلک ومشرب'' اکابر دیوبند کو مشتبہ کرنے کی ناروا کوشش میں مصروف ہیں۔ الخ

## ...... ملی وقومی خدمات ......

ملک کے سیاسی معاملات پر آپ بڑی نگاہ رکھتے تھے اور قومی اخبارات کا تو آپ باقاعدگی سے مطالعہ کرتے، لیڈروں کے بیانات اور اداریہ بڑے غور سے پڑھتے اور تمام مکاتب فکر کے ہفت روزے اور کتابچے گہرائی سے مطالعہ کرتے اور ان پر نشان لگاتے اور اکثر فرماتے کہ علماءِ کرام دوسرے مسلک کی کتب اور رسالوں کا مطالعہ نہیں کرتے تو فتنوں کا کیسے پتہ چلے گا؟ اور قومی یا بلدیاتی الیکشنوں میں ہمیشہ آپ نے اہل سنت کے مفاد اور تحفظ کو مدنظر رکھتے ہوئے فیصلے کیے اور نہایت افسوس کرتے ہوئے

فرماتے کہ لوگ اپنے ذاتی مفاد اور لیڈری کی خاطر اپنے مذہب کو بھی قربان کر دیتے ہیں اور پھر علماء کو دیکھیں کہ انٹرویو دیتے ہوئے اپنے فوٹو بنواتے ہیں اور اب تو فوٹو کی لعنت سے مساجد بھی محفوظ نہیں ہوتیں۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ......

جس وقت جنرل یحییٰ خان کی حکومت نے دستور ساز اسمبلی کے چناؤ کے لیے ۷ دسمبر ۱۹۷۰ء اور صوبائی اسمبلیوں کے لیے ۲۱ دسمبر کی تاریخوں کا اعلان کیا۔ سیاسی آزادی کے بعد دوسرے سیاسی پارٹیوں کی طرح تحریک خدام اہل السنّت والجماعت نے بھی تحصیل چکوال کی قومی اسمبلی کی سیٹ پر صوم وصلوٰۃ کے پابند متشرع جناب غلام حسن ایم اے ایڈووکیٹ کو اور پی۔ پی ۱۸ جہلم ۵ ( چکوال ) کی صوبائی سیٹ پر جناب چوہدری احمد خان صاحب سکنہ چک مراد کو نامزد کر کے اور تحریک کا چار نکاتی ''شرعی منشور'' شائع کر کے جدو جہد شروع کر دی۔

اسلامی سوشلزم روٹی کپڑا اور مکان کے دلفریب نعرے کی بناء پر چکوال کی سیٹ پر بھی پیپلز پارٹی کا نمائندہ معمولی اکثریت لے کر کامیاب ہو گیا۔ پیپلز پارٹی نے چوآ سیدن شاہ والی سیٹ پر ایک سابق مرزائی نمائندہ کو ٹکٹ دیا ہوا تھا۔ جس کا انتخابی کیمپ بھی چکوال میں ہی تھا لیکن سوشلزم اور مرزائیت کے گٹھ جوڑ نے یہ شدید احساس دلایا تھا کہ ۱۷ دسمبر کے صوبائی الیکشن میں کوئی ایسا راستہ اختیار کیا جائے جس میں شرعی موقف بھی مجروح نہ ہو اور بھٹو پارٹی کے امیدوار کے مقابلہ میں کامیابی متوقع ہو۔

جماعتی احباب کے مشورہ سے کونسل مسلم لیگ کے امیدوار مرزا افضل حق صاحب آف ملہال سے تحریک کے پیش کردہ شرعی منشور کی بنیاد پر معاہدہ ہوا اور الحمد للہ تحریک کے تعاون سے اللہ تعالیٰ نے رحمت للعالمین، خاتم النبیین ﷺ کے طفیل اپنی خصوصی نصرت نازل فرمائی کہ مرزا افضل حق بھٹو پارٹی کے مقابلے میں پانچ ہزار آٹھ سو انہتر (۵۸۶۹) ووٹ زائد لے کر کامیاب ہو گئے۔

## سنی، شیعہ نصاب کمیٹی ۱۹۷۲ء

حکومت کی مجوزہ ''سنی شیعہ نصاب کمیٹی'' کا فیصلہ کہ دینیات کی کتاب ایک ہوگی۔ کے مضمرات پر حکومت کی طرف سے نامزد کردہ سنی رکن مولانا نور الحسن شاہ بخاری مرحوم کو ایک مکتوب مرغوب لکھا کہ یہ فیصلہ ملک کی اکثریت اہل سنت والجماعت کے خلاف ہے اور پھر سواد اعظم کے ملکی وملی حقوق کے تحفظ کے لیے حسب ذیل اہم سنی مطالبات حکومت کو پیش کیے......

**مطالبہ** ①: سوادِ اعظم اہل سنت والجماعت کا یہ اسلامی اور جمہوری حق ہے کہ نصاب تعلیم میں صرف ان کی دینیات نافذ کی جائے اور شیعہ اقلیتی فرقہ کے اس مطالبہ کو مسترد کر دیا جائے کہ: شیعہ دینیات سرکاری تعلیمی ادارہ میں نافذ کی جائے۔

**مطالبہ** ② شیعہ فرقہ کے ماتمی جلوسوں کے لائسنس بالکل منسوخ کر دیئے جائیں کیونکہ یہ سنی شیعہ فرقہ وارانہ فسادات پر مبنی ہیں اور شیعہ فرقہ کو ان کی مذہبی رسوم کی ادائیگی کے لیے ان کی مساجد اور امام باڑوں میں پابند کر دیا جائے۔

**مطالبہ** ③ ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی ان نشریات پر پابندی لگا دی جائے جو سوادِ اعظم اہل سنت کے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے والی ہیں اور خلیفہ راشد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرح ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعہ دیگر خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور جلیل القدر صحابہ کرامؓ کے محامد و کمالات کو بھی نشر کرنے کا انتظام کیا جائے۔

**مطالبہ** ④ اہل سنت کے لیے اوقاف بورڈ قائم کیا جائے جس کا انتظام بھی سنی حکام کے ماتحت ہو

**مطالبہ** ⑤ کتاب اللہ، ارشادات رسول صلی اللہ علیہ وسلم تعامل خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور اجماع امت کے تحت چونکہ مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی امت مرزائیہ کافر ہے۔ اس لیے پاکستان میں مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

(نوٹ) ان مطالبات پر علمائے اہل سنت والجماعت (دیوبندی و بریلوی مکتب فکر) علمائے اہل حدیث، خدام اہل سنت، تنظیم اہل سنت، جمعیت علماء اسلام، جمعیت علمائے پاکستان، مجلس تحفظ ختم نبوت، مجلس احرار اسلام، انجمن تحفظ حقوق اہل سنت، پاکستانی سنی پارٹی، مرکز محبین صحابہ اور پاکستان سنی کونسل متعدد جماعتوں کے علماء، زعماء ارکان وعہدیداران کے تقریباً ایک سو سے زیادہ دستخط ہیں۔

اور جب بھٹو دور حکومت میں قومی اسمبلی نے بحث وتمحیص کے بعد دسمبر ۱۹۷۴ء مرزائیوں (قادیانی اور لاہوری) کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تو تحریک نے اس عظیم اقدام پر وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کو خراج تحسین پیش کیا اور مبارک باد کی قراردادیں پاس کیں۔ اور جب حکومت نے اکتوبر ۱۹۷۴ء مڈل کلاسوں تک سنی و شیعہ مشترکہ اور نویں و دسویں کلاسوں میں علیحدہ علیحدہ نصاب دینیات منظور کر لیا اور شیعہ نمائندوں نے عارضی طور پر ڈاکٹر ذاکر حسین فاروقی پی ایچ ڈی کا مولفہ نصاب دینیات بھی پاس کرا لیا۔ جس کے حصہ اول ص ۲۱ پر یہ کلمہ لکھا ہوا ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول علی ولی اللہ اور اس کلمہ

میں وہاں یہ بھی تصریح کی گئی ہے کہ اسلام کی برادری میں شریک ہونے کے لیے توحید ورسالت کے بعد تیسرے نمبر پر حضرت علی کو پہلا امام ماننا ضروری ہے۔ اس غیر منصفانہ فیصلہ پر تحریک نے اور دیگر سنی جماعتوں نے قرارداد مذمت پاس کیں اور آپ نے پاکستان میں تبدیلیکلمہ اسلام کی ایک خطرناک سازش کے نام سے ایک پمفلٹ لکھا جو کثیر تعداد میں شائع کر کے ملک بھر میں تقسیم کیا گیا۔

۱۹۷۴ء میں پی پی کے قومی اسمبلی حلقہ چکوال کے ممبر چوہدری امیر خان کو صبح سویرے سیر کرتے ہوئے نامعلوم افراد نے قتل کر دیا تو ۱۱ اکتوبر ۱۹۷۴ء کے ضمنی انتخاب میں آپ نے آزاد امیدوار قاضی مشتاق احمد کی حمایت کا اعلان کیا۔ پی پی کے نامزد امیدوار نذر حسین کیانی سکنہ بھون کی حمایت کرنے کے واسطے راولپنڈی کے علماء کا ایک وفد گورنمنٹ نے بھیجا آپ نے کہا کہ تمہیں پتہ نہیں کہ کیانی منکر صحابہ ہے۔ ہماری جماعت اس کی کس طرح حمایت کر سکتی ہے؟ اور جب ملک حاکمین نے چکوال پہنچ کر آپ سے ملاقات کرنے کی خواہش ظاہر کی تو آپ نے ملاقات کرنے سے ہی انکار کر دیا۔

۷ مارچ ۱۹۷۷ء کے انتخابات میں ملک کی سب سے بڑی پارٹی پی پی پی اور ۹ جماعتوں کے مشترکہ قومی اتحاد کے درمیان مقابلہ تھا اور دونوں بڑی پارٹیوں نے منکرین صحابہؓ کو بھی پارٹی ٹکٹ دیئے تھے۔ اس لیے آپ نے تحریک خدام اہل سنت کی طرف سے تحفظ اسلام پارٹی کا قیام عمل میں لا کر انتخابات میں حصہ لینے کا اعلان کر دیا۔ پی پی نے کچھ مقامات پر زبردست دھاندلیاں کیں تو دس مارچ جو صوبائی اسمبلیوں کے انتخاب ہونے تھے اپوزیشن نے بائیکاٹ کا اعلان کر دیا اور حکومت کے خلاف تحریک شروع ہوگئی تو جنرل ضیاء الحق راتوں رات اقتدار پر قابض ہو گئے ......اور مارشل لاء لگا دیا۔

## وفاقی مجلس شوریٰ

حضرت مولانا قاری سعید الرحمٰن صاحب مہتمم جامعہ اسلامیہ راولپنڈی نے جب مجلس شوریٰ میں شمولیت کی دعوت دی تو اس کے جواب میں آپ نے لکھا......

مکرمی جناب قاری صاحب زید مجدہم ...... السلام علیکم ورحمۃ اللہ ...... دستی عنایت نامہ موصول ہوا جس میں آپ نے وفاقی مجلس شوریٰ میں میرا نام دینے کی اطلاع دی ہے اور لکھا ہے کہ ...... اگر آپ کو دعوت دی جائے تو آپ قبول فرمائیں گے۔ الخ ...... بندہ آپ کی اس دینی خیر خواہی کا شکریہ ادا کرتا ہے لیکن اس خدمت کے لیے معذرت خواہ بھی ہے کیونکہ ...... ① یہ ایک ملکی سیاسی نوعیت کا کام ہے اور

ہماری جماعت خدام اہل سنت ایک مذہبی جماعت ہے جو عملاً اس قسم کی رکنیت قبول نہیں کر سکتی۔ (۲) صحابہؓ آرڈیننس وغیرہ اسلامی اقدامات کی وجہ سے تاحال ہم دیانتداری سے صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق صاحب کے مؤید اور حامی ہیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ جب تک اصولی طور پر ان سے خدانخواستہ کوئی غلطی سرزد نہ ہو ان کی حمایت کرتے رہیں گے لیکن ہماری جماعت کا ٹھوس اصولی موقف آزادرہ کر ہی محفوظ رہ سکتا ہے نہ کہ کسی سرکاری ادارہ کے اندر شامل رہ کر۔ باہر رہ کر ہماری تائید و حمایت مؤثر ہے اور مؤثر ثابت ہو سکتی ہے لیکن حکومت کے اندر شمولیت اختیار کرنے کے بعد اس کا وہ وزن باقی نہیں رہ سکتا۔ الخ

(۳ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ بمطابق ۳۰ دسمبر ۱۹۸۱ء)

## صدارتی ریفرنڈم

۱۹ دسمبر ۱۹۸۴ء کے ریفرنڈم میں صدر ضیاء الحق کی حمایت کی جائے۔ تحریک خدام اہل سنت پاکستان کا فیصلہ ..... بیان بانی تحریک خدام اہل سنت پاکستان۔ چکوال ۱۳ دسمبر ۱۹۸۴ء ...... آپ نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ گو صدر ضیاء الحق عملی طور پر اسلامی نظام حکومت کے قیام میں مطلوبہ کامیابی حاصل نہیں کر سکے لیکن پابند صوم و صلوٰۃ ہونے کی وجہ سے شخصی طور پر ہم ان کو ایم۔ آر۔ ڈی کے سیاسی لیڈروں کے مقابلے میں ترجیح دیتے ہیں۔ ایم آر ڈی کا مؤثر لیڈر خان عبدالولی خان اور بے نظیر بھٹو وغیرہ لادینی نظام کے حامی ہیں۔ اس لیے موجودہ حالات میں جنرل ضیاء الحق کو کامیاب بنانا اسلامی نظام حکومت کے لیے پیش رفت کی ایک صورت بن سکتی ہے۔ آئندہ پانچ سال کے لیے جنرل صاحب منصبِ صدارت پر فائز ہونا ایک بہت بڑی آزمائش ہے۔ اگر انہوں نے ناموس رسالت محمدیہ عظمت صحابہؓ اور عقیدہ خلافت راشدہ کا تحفظ نہ کیا تو وہ غضب خداوندی سے محفوظ نہیں رہ سکیں گے ......

آپ نے قومی اسمبلی کے الیکشن ۱۹۸۵ء۔ ۱۹۸۸ء اور ۱۹۹۰ء میں جنرل (ر) عبدالمجید ملک کی حمایت کی تھی۔ لیکن نواز شریف کی حکومت نے جس وقت شریعت بل میں بعنوان ''شریعت کی بالادستی'' منظور کرتے ہوئے یہ لکھا کہ ...... ''شریعت یعنی اسلام کے احکامات جو قرآن و سنت میں بیان کیے گئے ہیں پاکستان کا بالادست قانون ''سپریم لاء'' ہوں گے بشرطیکہ سیاسی نظام اور حکومت کی موجودہ شکل متاثر نہ ہو...... اس پر آپ نے کہا کہ قرآن و سنت کو سپریم لاء تسلیم کرنے کے باوجود جو مذکورہ شرط لگائی گئی ہے خلاف شریعت ہے اور اس شرط سے قرآن و سنت کے احکام کی بالادستی بالکل ختم ہو جاتی ہے اور

یہ عمل شریعت عمل نہیں بلکہ خلاف شریعت عمل ہے

تحریک خدام اہل سنت کی ۲۴ویں سالانہ دو روزہ سنی کانفرنس منعقدہ ۲۶،۲۵ جولائی ۱۹۹۲ء کے موقع پر جب عبدالمجید ملک صاحب بانی تحریک کو ملنے کے لیے بھیں تشریف لائے تو آپ نے ان سے کہا کہ اس خلاف شریعت شق پر آپ اسمبلی میں احتجاج کریں تو ملک صاحب نے کہا کہ یہ بات پارٹی ڈسپلن کے خلاف ہے تو پھر تحریک نے ۱۹۹۳ء کے قومی الیکشن میں (الحب فی اللہ والبغض للہ) کے پیش نظر عبدالمجید ملک کو ووٹ نہیں دیئے تھے۔ بعد میں ملک صاحب کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا تھا اور انہوں نے معذرت بھی کی۔

حضرت والد گرامی فرماتے تھے کہ حب جاہ اور مال کی وجہ سے بسا اوقات آدمی ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے اور کرسی اقتدار پر براجمان ہو کر یہ سمجھتا ہے کہ اب میں ہی میں ہوں۔ میں میں کرنے والوں کا انجام سب کے سامنے ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار……

## خلاصۂ کلام

والد گرامی حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کے چیدہ چیدہ نقوشِ زندگی اپنی بساط کے مطابق میں نے پیش کر دیئے ہیں جن کی روشنی میں ہم خدام اور حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے دیگر متعلقین ان شاء اللہ ضرور منزل پالیں گے

آپ کی مستقل سوانح حیات کا بھی ارادہ ہے۔ ان شاء اللہ ''قائد اہل سنت نمبر'' کے بعد اس پر بھی کام شروع کیا جائے گا۔ وما توفیقی الا باللہ

۲۶ جنوری ۲۰۰۴ء صبح پونے پانچ بجے حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہم اہل خاندان سمیت اپنے تمام رفقاء، متعلقین و مریدین کو داغ مفارقت دے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مستعار کے کئی پہلو تھے اور ان کے کام کا دائرہ کار مختلف شعبوں پر محیط تھا۔ الحمد للہ حضرت اقدس کے مشن اور آپ کے شروع کردہ تمام شعبہ جات میں کام جاری اور ترقی پذیر ہے۔ میں اپنی گزارشات کا اختتام تصوف و سلوک کے حوالہ سے حضرت کی وصیت پر کرتا ہوں۔ ملاحظہ ہو……

مذہبی اور جماعتی زندگی میں میری توجہ زیادہ تر فرق باطلہ کی طرف رہی ہے۔ شیعیت، خارجیت اور

مودودیت کے رد میں چھوٹی بڑی کتابیں لکھیں اس وجہ سے اور نااہلیت کی وجہ سے (کسرنفی) بیعت سلسلہ کی طرف توجہ کم رہی ہے......

بیعت دو قسم کی ہوتی ہے ایک بیعت توبہ دوسری بیعت سلوک، بیعت توبہ کی اجازت ہر اس شخص کو دی جاتی ہے جو متشرع اور مخلص ہو، خواہ نسبت باطنی اس کو حاصل نہ ہو اور بیعت سلوک کی اجازت صاحب نسبت کو دی جاتی ہے...... بندہ نے حسب ذیل حضرات کو بیعت توبہ کی اجازت دی ہے......

① حضرت مولانا محمد یوسف شیخ الحدیث پلندری آزاد کشمیر (اسم ذات کی کثرت سے ان کو بھی ان شاءاللہ نسبت حاصل ہو سکتی ہے)

② جناب مولانا فضل احمد صاحب مدرس جامعہ امدادیہ فیصل آباد جو حضرت مولانا محمد امین شاہ صاحب مخدوم پور والوں کے داماد ہیں۔

③ حضرت مولانا قاری جمیل الرحمٰن صاحب (تاجک حضرو حال مقیم چکوال)

④ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب بمقام جھان ضلع حیدر آباد موصوف کی استعداد اچھی ہے۔ احوال عمدہ ہیں ان کو نسبت حاصل ہے مگر ابھی رسوخ نہیں۔ اب میں مولانا حبیب الرحمٰن صاحب کو بیعت سلوک کی اجازت دیتا ہوں...... (۲۵ ذیقعدہ ۱۴۲۴ھ)

خدا تعالیٰ مجھ سمیت تمام مسلمانوں کی نظریاتی و عملی اصلاح فرمائیں۔

آمین بحرمة سيدالمرسلمين

## حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا......

یزید کی بیعت کے بارے میں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اختلاف ہوا ہے اس کا سبب یہ نہیں کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم یزید کو صالح کہتے تھے اور بعض اس کے فسق کے قائل تھے بلکہ صحابہ کے مابین اجتہادی اختلاف تھا بعض کے نزدیک فاسق ہونے کی وجہ سے خلیفہ معزول ہو جاتا ہے اور بعض کے نزدیک معزول نہیں ہوتا اور اس کی بیعت توڑنا جائز نہیں جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے حدیث سے اپنا استدلال پیش فرمایا۔ اسی اجتہادی اختلاف کی بنا پر حضرت امام حسینؓ نے یزید سے قتال کا ارادہ فرمایا کیونکہ ان کا گمان یہ تھا کہ کوفیوں کی حمایت سے وہ ایک متحدہ طاقت بنا کر یزید کے مقابلے میں کامیاب ہو جائیں گے لیکن کوفیوں کی غداری کی وجہ سے وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہی سمجھتے تھے کہ یزید کو اتنی قوت حاصل ہو چکی ہے کہ اب اس کا مقابلہ مشکل ہے اس لیے انہوں نے یزید کے خلاف خروج نہیں کیا۔ بیعتِ خلافت کے بعد کسی صحابی سے یہ ثابت نہیں ہے کہ حادثہ کربلا، واقعہ کربلا اور محاصرہ مکہ اور قتال حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں انہوں نے فرمایا ہے کہ یزید چونکہ صالح و عادل ہے اس لیے اس کے خلاف خروج جائز نہیں۔ [ماہنامہ حق چاریارؓ، جنوری ۱۹۹۱ء، ص ۳۸]

۷۸۶

۱۹ شعبان

یوم چہارشنبہ

# بخاری شریف

(۱) جبکہ قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے انک لا تسمع الموتی اور وما انت بمسمع من فی القبور تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب قلیب کو کیوں پکار کر فرمایا یا فلان بن فلان ویا فلان بن فلان ایسرکم انکم اطعتم اللہ ورسولہ فانا قد وجدنا ما وعدنا ربنا حقا فھل وجدتم ما وعدکم ربکم حقا آیا یہ فعل عبث اور لغو نہیں ہے جسکی بنا پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا رسول اللہ ما تکلم من اجساد لا ارواح لھا - پھر اس کے جواب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد والذی نفسی بیدہ ما انتم باسمع لما اقول منھم - باوجود آیات مذکورہ بالا کس طرح صحیح ہوسکتا ہے - وجوہ تطبیق بیان فرمائیے اور بتلائیے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اس بارہ میں مذہب کیا ہے اور وہ ایسی صریح اور صحیح روایت کا انکار کس طرح فرماتی ہیں حنفیہ اور شافعیہ کا اسمیں کیا مذہب ہے، اور ان کے دلائل کیا ہیں - قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے بھی تحریر فرمائیے -

(۲) عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ قال بعت من امیر المؤمنین عثمان بن عفان مالا بالوادی بمال لہ بخیبر فلما تبایعنا رجعت علی عقبی حتی خرجت من بیتہ خشیۃ ان یرادنی البیع وکانت السنۃ ان المتبایعین بالخیار حتی یتفرقا قال عبد اللہ فلما وجب بیعی وبیعہ رأیت انی قد غبنتہ بانی سقتہ الی ارض ثمود بثلاث لیال وساقنی الی المدینۃ بثلاث لیال - اس حدیث کی تشریح فرمائیے اور مندرجہ ذیل امور پر پوری روشنی ڈالئے -

(الف) خیار سے کونسا خیار مراد ہے اور تفرق سے کونسا تفرق مراد ہے - اسمیں اختلاف مذاہب کیا ہے اور ہر ایک کے دلائل کیا ہیں مع وجوہ ترجیح تحریر فرمائیے - (ب) کیا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا جلدی سے کھڑا ہو جانا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خیار مجلس کے استفادہ سے محروم کر دینا حدیث ولا یحل لہ ان یفارق صاحبہ خشیۃ ان یستقیلہ کے خلاف نہیں ہے (جسکو ترمذی نے بسند حسن ذکر کیا ہے) ایسے حرام فعل کا ارتکاب کرنا ان کی شان کے کس طرح شایاں تھا (ج) جبکہ ارشاد نبوی ہے من غشنا فلیس منا اور لا ضرر ولا ضرار فی الاسلام تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کس طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جان بوجھکر غبن میں ڈالتے ہیں - (د) حدیث مذکور کو ترجمۃ الباب (اذا اشتری شیئا فوھب من ساعتہ قبل ان یتفرقا) سے کیا مناسبت ہے، حالانکہ اس حدیث میں بیع کے بعد ہبہ کا کوئی تذکرہ تک نہیں ہے

## سوال نمبر ۳

- باب قبلۃ اھل المدینۃ واھل الشام والمشرق لیس فی المشرق ولا فی المغرب قبلۃ لقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تستقبلوا القبلۃ بغائط او بول ولکن شرقوا او غربوا - اس باب میں صرف حدیث ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ ذکر کی گئی ہے جس میں اہل مدینہ وغیرہ کا نہ تو قبلہ نماز مذکور ہے اور نہ اہل شام کے کسی قسم کے

۱۸ شعبان

۷۸۶

یوم سہ شنبہ

# ترمذی شریف

(۱) اقتداء مفترض وراء المتنفل جائز ہے یا نہیں اگر نا جائز ہے تو حدیث ابو داؤد عن ابی بکرۃ قال صلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی خوف الظہر فصف بعضہم خلفہ وبعضہم بازاء العدو فصلی رکعتین ثم سلم فانطلق الذین صلوا معہ فوقفوا موقف اصحابہم ثم جاء اولئک فصلوا خلفہ فصلی بہم رکعتین ثم سلم فکانت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اربعا ولاصحابہ رکعتین رکعتین وبذلک کان یفتی الحسن (اور اسی کے ہم معنی حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت مسلم میں ہے) کا کیا جواب ہوگا۔ نیز حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا واقعہ جسمیں صحیح سند سے طحاوی اور دارقطنی وغیرہ میں وھی لہ تطوع ولہم فریضۃ کی زیادتی موجود ہے نیز حضرت عمرو بن سلمہ کا واقعہ جو کہ تمام صحاح میں مذکور ہے ان تینوں کا کیا جواب ہے اور اگر جائز ہے جیسا کہ مذکورہ بالا احادیث سے مفہوم ہوتا ہے اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے واقعہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اطلاع پانے پر منع بھی نہیں فرماتے ہیں تو حنفیہ اور مالکیہ کیوں منع کرتے ہیں حنفیہ کے دلائل مع تفصیل مذاہب لکھئے۔

(۲) عن عبد اللہ بن بریدۃ عن ابیہ رضی اللہ عنہ قال کنت جالسا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ اتتہ امرأۃ فقالت یا رسول اللہ انی کنت تصدقت علی امی بجاریۃ وانہا ماتت قال وجب اجرک ورجع الیک المیراث قالت یا رسول اللہ کان علیہا صوم شہر افاصوم عنہا قال صومی عنہا قالت یا رسول اللہ انہا لم تحج قط افاحج عنہا قال نعم حجی عنہا ۔ اس حدیث کے متعلق مندرجہ ذیل امور کی تفصیل فرمائیے۔

(الف) کیا یہ حدیث آیت وان لیس للانسان الا ما سعی کے خلاف نہیں ہے اگر ہے تو جمع یا ترجیح کی کیا صورت ہوگی اہل سنت کا مسلک کیا ہے۔ (ب) اگر کسی شخص پر قضاء صوم رمضان واجب ہو تو اس کا ولی یا دوسرا شخص اسکی طرف سے روزہ رکھ سکتا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو اس حدیث اور حدیث صام عنہ ولیہ کا کیا جواب ہے، اور اگر رکھ سکتا ہے تو موطا مالک کی روایت ابن عمر لا یصوم احد عن احد ولا یصلی احد عن احد کا کیا جواب ہے تفصیل مذاہب مع ادلہ تحریر کیجئے۔ (ج) کیا والدین پر تصدق کرنا جائز ہے اگر نہیں تو اس حدیث کا کیا جواب ہے۔

(د) کیا صدقہ دیکر واپس لے لینا جائز ہے؟۔

(۳) اشتراء التمر بالرطب اور بیضاء بالسلت جائز ہے یا نہیں تفاصیل مذاہب مع ادلہ بیان کرو۔ حدیث زید ابی عیاش کا جواب کیا ہے۔ حالانکہ وہ حسن صحیح ہے۔

# مسلم شریف

(۱) عن ابی وائل رح قال سمعت سهل بن حنيف رض بصفين يقول اتهموا آرائكم على دينكم فلقد رأيتني يوم ابی جندل ولو استطيع ان ارد امر رسول الله صلى الله عليه وسلم ما فتحنا منه فی خصم الا انفجر علينا منه خصم ۔ اس عبارت کا واضح ترجمہ کرکے مندرجہ ذیل امور بیان فرمائیے ۔ (الف) صفین اور یوم ابی جندل سے کس واقعہ کیطرف اشارہ ہے (ب) ولو استطیع الخ کی جزا محذوف ہے یا کیا برتقدیر اول جزا کیا ہوگی؟ (ج) ما فتحنا میں لفظ فتحنا صحیح ہے یا غلط امام نووی رح نے اسکے متعلق کیا فرمایا ہے ۔ (د) منه کی ضمیر کا مرجع اور لفظ خصم سے کیا مراد ہے ۔ ظاہر فرمائیے

(۲) عن عائشة رض انها قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا تقطع يد السارق الا فی ربع دينار فصاعدا یہ روایت اور اسکے علاوہ بہت سی قولی اور فعلی روایتیں بصراحت دلالت کرتی ہیں کہ سارق کے قطع ید کا نصاب اقل ربع دینار ہے یہ روایات کس درجہ کی ہیں اور شیخین کی تخریج شاہد عدل ہے زائد گفتگو کی حاجت نہیں اور حضرت عبد اللہ بن مسعود کا یہ قول کہ لا قطع الا فی دينار او عشرة دراهم قوی اور مرفوع روایت کا مقابلہ کیسے کرسکتا ہے نیز امام ترمذی رح کا ارشاد کہ وهو حديث مرسل رواه القاسم عن ابن مسعود رض والقاسم لم يسمع من ابن مسعود حضرت عبد اللہ بن مسعود رض کے قول کو اور ساقط الاعتبار کرتا ہے سمجھ میں نہیں آیا کہ حضرت امام ابو حنیفہ رح قطع ید کا نصاب اقل یک دینار یا دس درہم کیسے فرماتے ہیں سوچکر جواب دیجئے اور جواب نہایت سنجیدہ اور اصول کے ماتحت ہو قیاسات منطقیہ نہوں اسکے بعد حضرات ائمہ رح کے مذاہب اس بارے میں ہوں واضح کردئے جاویں ۔

(۳) عن ابی سعيد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اما اهل النار الذين هم اهلها فانهم لا يموتون فيها ولا يحيون ولكن ناس منكم اصابتهم النار بذنوبهم او قال بخطاياهم فاماتهم الله تعالى اماتة حتى اذا كانوا فحما اذن بالشفاعة فجیئ بهم ضبائر ضبائر فبثوا على انهار الجنة ثم قيل يا اهل الجنة افيضوا عليهم فينبتون نبات الحبة تكون فی حميل السيل فقال رجل من القوم كان رسول الله صلى الله عليه وسلم قد كان بالبادية ۔ ترجمہ کرکے خط کشیدہ الفاظ کی پوری تحقیق کیجئے ۔ اور مندرجہ ذیل امور کے جوابات عنایت کیجئے (الف) فانهم لا يموتون فيها ولا يحيون یہ کلام اپنے ظاہر پر ہے یا کیا برتقدیر اول انسان موت اور حیات ہر دو سے خالی کیسے ہوسکتا ہے روایت کے یہ الفاظ کہ فاماتهم الله تعالى اماتة خلاف پر دال ہیں برتقدیر ثانی لکھئے کہ کس امر کی طرف اشارہ

(۱) عن نافع ان ابن عمرؓ استصرخ علی صفیة وھو بمکة فسار حتی غربت الشمس وبدت النجوم فقال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا عجل بہ امر جمع بین ھاتین الصلوتین فسار حتی غاب الشفق فنزل فجمع بینھما روایت پر غور کرکے فرمایئے کہ جو حضرات جمع حقیقی کے قائل نہیں وہ اس صاف اور صریح روایت کی کیسے تاویل و توجیہ کریں گے۔ علامہ عینیؒ کا بے تکلف اور سیدھا ارشاد اور ابن عمرؓ کے سفر کی مفصل روایات کی روشنی میں اس سے زیادہ واضح جواب یاد ہو تو تحریر فرمایئے۔ اور حنفیہ کے مخصوص مربی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور سید الطائفہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پشت پناہی سے بھی محروم نہ رہیئے اور بتلایئے کہ یہ روایت مرفوع ہے یا موقوف اور حضرت صفیہ کون ہیں۔

(۲) عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان امرأة اتت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومعھا ابنة لھا وفی ید ابنتھا مسکتان غلیظتان من ذھب فقال لھا اتعطین زکوة ھذا قالت لا قال ایسرک ان یسورک اللہ بھما یوم القیامة سوارین من نار قال فخلعتھما فالقتھما الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقالت ھما للہ ولرسولہ۔

آپ حدیث کا ترجمہ کرتے ہوئے بیان فرمائیں کہ زکوٰۃ حلی میں حضرات ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ کا کیا اختلاف ہے اور امام ابو حنیفہ رحؒ کا اس میں کیا مسلک ہے اگر یہ حدیث آپ کے موافق ہے تو امام ترمذیؒ نے احادیث زکوٰۃ حلی کی جو تضعیف کی ہے اس کا کیا جواب ہوگا۔

(۳) عن ابی الوضیء قال غزونا غزوة لنا فنزلنا منزلا فباع صاحب لنا فرسا بغلام ثم اقاما بقیة یومھما ولیلتھما فلما اصبحنا من الغد وحضر الرحیل قام الی فرسہ یسرجہ فندم واتی الرجل واخذہ بالبیع فابی الرجل ان یدفعہ الیہ فقال بینی وبینک ابو برزة صاحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاتیا ابا برزة فقالا لہ ھذہ القصة فقال اترضیان ان اقضی بینکما بقضاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم البیعان بالخیار ما لم یتفرقا وقال ما اراکما افترقتما۔ روایت کا ایسا واضح ترجمہ کیجئے جس سے قصہ معلوم ہو جائے اور پھر فرمایئے کہ حضرت ابو برزہؓ کا فیصلہ حضرات حنفیہ کے مسلک کا مؤید ہے یا شوافع کے موافق۔ لفظ خیار کی تفصیل و تحقیق مطلوب نہیں۔

# ابن ماجہ شریف

(۱) عن عمرو بن حریث قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو یقرأ فی الفجر کانی اسمع قراءتہ فلا اقسم بالخنس الجوار الکنس ۔ کیا اسقدر قرارت ادائے فرض قرارت کیلئے کافی ہے اسمیں تو تین آیتیں چھوٹی سی بھی نہیں ہیں۔ علاوہ ازیں ابن ماجہ کی ان روایات کے منافی بھی ہے کہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقرأ فی الفجر ما بین الستین الی المائۃ دوسری روایت میں ہے کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یصلی بنا فیطیل فی الرکعۃ الاولیٰ من الظہر و یقصر فی الثانیۃ وکذلک فی الصبح ۔ حدیث اول میں الفاظ قرآنی کا ترجمہ بھی ضروری ہے۔

(۲) عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا اشتد الحر فابردوا بالصلوٰۃ فان شدۃ الحر من فیح جھنم ۔ اولاً تو شدۃ حر کا سبب فیح جہنم کو قرار دینا غیر معقول ہے کیونکہ اگر فیح جہنم اسکی علت ہے تو ساری زمین پر ایک ہی سا موسم رہنا یا گرمی ہوتی یا سردی حالانکہ زمین کے بہت سے ٹکڑے ہمیشہ ہی سرد رہتے ہیں کبھی گرم ہی نہیں ہوتے پھر ہندوستان ہی کو دیکھو پہاڑ کے نیچے سخت گرمی اور پہاڑ کے اوپر سخت سردی اگر فیح جہنم اسکی علت ہے تو اختلاف حالات کیوں ہے۔ ثانیاً اگر مان لیا جاوے کہ شدۃ حر کی علت فیح جہنم ہی ہے تو اسوقت میں نماز سے رکنا نہ چاہیئے بلکہ نماز اسی وقت پڑھنی چاہیئے تاکہ نماز کی وجہ سے جو کہ افضل عبادات ہے فیح جہنم سے نجات ہو ۔ ثالثاً حارثہ بن مضرب اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی ان حدیثوں کے منافی بھی ہے کہ شکونا الی النبی صلے اللہ علیہ وسلم حر الرمضاء فلم یشکنا ۔

(۳) عن جابر ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم سئل عن ماء البحر فقال ھو الطھور ماؤہ الحل میتتہ اول سمندر کے پانی کی طہارت میں شک کی وجہ ہی سمجھ میں نہیں آتی ہے کہ جسکی بنا پر دریافت کیا گیا ۔ گھر کے چھوٹے چھوٹے برتنوں میں رکھے ہوئے پانی کو پاک سمجھنے کے باوجود سمندر کے پانی میں شک کرنا قابل تعجب ہے، پھر چونکہ مبتدا معرف باللام فائدہ قصر کا دیتی ہے اسلئے معلوم ہوتا ہے کہ ماء بحر ہی طہور ہے اور اس کے علاوہ طہور نہیں ۔ پھر جسطرح ماء بحر میں تخصیص نہیں اسی طرح میتہ بحر میں بھی کوئی تخصیص نہونی چاہیئے دونوں کی مقارنت عموم ہی کو چاہتی ہے کیا مذہب صحیح یہی ہے کہ بحر کا ہر قسم کا میتہ حلال ہے؟ مذاہب ائمہ بیان کر کے وجہ ترجیح بیان کرو۔

# نسائی شریف

(۱) عن ابی وهب قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ارتبطوا الخیل وامسحوا بنواصیها واکفالها وقلدوها ولا تقلدوها الاوتار وعلیکم بکل کمیت اغر محجل او اشقر اغر محجل او ادهم اغر محجل۔ سلیس عام فہم ترجمہ کر کے بیان کیجئے کہ اوتار کیا ہے۔ اور اس کے قلادہ سے کیوں منع فرمایا۔

(۲) ان عبد الله رای رجلا یصلی قد صف بین قدمیه فقال خالفت السنة ولو راوح بینهما کان افضل۔ اس حدیث شریف کا کیا مطلب ہے۔ صف بین قدمیہ اور راوح کی کیا صورت ہے۔

(۳) (باب الدلالة علی ان لا توقیت فی الماء الذی یغتسل فیه) حدیث شریف عن عائشة رضی الله عنها قالت کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یغتسل فی الاناء وهو الفرق وکنت اغتسل انا وهو من اناء واحد۔ فرق کسکو کہتے ہیں باب عدم توقیت کیا ہے فرق سے توقیت معلوم ہو رہی ہے ترجمہ باب سے بالکل مناسبت حدیث کو نہیں ہے کوئی صورت مناسبت کی ہو تو بتلایئے۔

۴۸۶

۱۲ شعبان
یوم چہار شنبہ

مہر امتحان سالانہ مدرسہ عربیہ ۱۳۱۷ھ

# شمائل ترمذی شریف

(۱) قالت الحادية عشرة زوجی ابو زرع وما ابو زرع اناس من حلی اذنی وملأ من شحم عضدی وبجحنی فبجحت الی نفسی وجدنی فی اهل غنیمة بشق فجعلنی فی اهل صهیل واطیط ودائس ومنق فعنده اقول فلا اقبح وارقد فاتصبح واشرب فاتقنح ام ابی زرع فما ام ابی زرع عکومها رداح وبیتها فساح ابن ابی زرع فما ابن ابی زرع مضجعه کمسل شطبة وتشبعه ذراع الجفرة بنت ابی زرع فما بنت ابی زرع طوع ابیها وطوع امها وملء کسائها وغیظ جارتها۔ عبارتِ بالا میں لغاتِ ضروریہ کی تحقیق خصوصًا الفاظ مخطوطہ کی زیادہ تحقیق کرو۔

(۲) حدثنا محمد بن بشار حدثنا ابن ابی عدی ومحمد بن جعفر قالا حدثنا عوف بن ابی جمیلة عن یزید الفارسی وکان یکتب المصاحف قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام زمن ابن عباس فقلت لابن عباس انی رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی النوم فقال ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول ان الشیطان لا یستطیع ان یتشبہ بی فمن رآنی فی النوم فقد رآنی ہل تستطیع ان تنعت ہذا الرجل الذی رأیتہ فی النوم قال نعم انعت لک رجلا بین الرجلین جسمہ ولحمہ اسمر الی البیاض اکحل العینین حسن الضحک جمیل دوائر الوجہ قد ملأت لحیتہ ما بین ہذہ الی ہذہ قد ملأت نحرہ قال عوف ولا ادری ما کان مع ہذا النعت فقال ابن عباس لو رأیتہ فی الیقظة ما استطعت ان تنعتہ فوق ہذا قال ابو عیسی ویزید الفارسی ہو یزید بن ہرمز وہو اقدم من یزید الرقاشی وروی یزید الفارسی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما احادیث ویزید الرقاشی لم یدرک ابن عباس وہو یزید بن ابان الرقاشی وہو یروی عن انس ابن مالک ویزید الفارسی ویزید الرقاشی کلاہما من اہل البصرة وعوف بن ابی جمیلة ہو عوف الاعرابی حدثنا ابو داؤد سلیمان بن سلم البلخی ثنا النضر بن شمیل قال قال عوف الاعرابی انا اکبر من قتادة۔ حدیث کا مطلب بتا کر بتاؤ کہ من رآنی فی النوم الخ میں اول تو شرط و جزا کا اتحاد ہے کلام کو غیر مفید بنانے کیلئے کافی تھا دوسرے یہ بھی ہو کہ ایک ہی وقت بلکہ ایک ہی ساعت میں بہت سے اکابر کو حضور کی مختلف صورتوں میں زیارت ہوئی یہ سب صورتیں ذات واحدہ کی کیونکر ہو سکینگی اور یہ بھی بتاؤ کہ امام ترمذی کی اپنے قول سے غرض کیا ہے اور النضر بن شمیل کے قول کو یہاں نقل کرنے سے کیا فائدہ ہے۔

(۳) عن انس بن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی الضحی ستا کعات۔ حضرت انس کے اس قول میں

# طحاوی شریف

(۱) عن سعید بن جبیر ان امراۃ اتت ابن عباس بکتاب بعد ما ذہب بصرہ فدفعہ الی ابنہ فتترتر فیہ فدفعہ الی فقرأتہ فقال لابنہ الا ہذرمتہ کما ہذرمہ الغلام المصری فاذا فیہ بسم اللہ الرحمن الرحیم من امرأۃ من المسلمین انہا استحیضت فاستفتت علیا رض فامرہا ان تغتسل وتصلی فقال اللہم لا اعلم القول الا ما قال علی رض ثلث مرات قال قتادۃ واخبرنی عزرۃ عن سعید انہ قیل لہ ان الکوفۃ ارض باردۃ وانہ یشق علیہا الغسل لکل صلوۃ فقال لو شاء اللہ لابتلاہا بما ہو اشد منہ۔

ترجمہ کرنے کے بعد اس پر غور کرو کہ دربارہ مستحاضہ ارشادات نبویہ کس قدر اختلاف ہے، ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ استحاضہ ایام حیض گذار کر غسل کرے اور پھر برابر نماز پڑھتی رہے۔ دوسری روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ مستحاضہ بایام استحاضہ ہر نماز کیلئے غسل کرے ایک اور روایت سے دو نمازوں کیلئے ایک غسل کا ثبوت ہوتا ہے۔ ایک اور روایت سے غسل کی نفی مفہوم ہوتی ہے اور ہر نماز کے واسطے وضو کا حکم دیا گیا ہے کیا کوئی صورت ایسی ہے کہ کلام نبوت کا یہ اختلاف مرتفع ہو جائے اور یہ بھی بیان کیا جاوے کہ مستحاضہ کے غسل اور وضو میں حضرات اکابر امت اور ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ کا کیا اختلاف ہے اور حضرت امام اعظم رح کیا فرماتے ہیں اور کس دلیل سے۔

(۲) (الف) عن انس بن مالک قال امر بلال ان یشفع الاذان ویوتر الاقامۃ (ب) عن انس قال امر بلال ان یشفع الاذان ویوتر الاقامۃ الا الاقامۃ (ج) عن عبد الرحمن بن ابی لیلی قال اخبرنی اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان عبد اللہ بن زید الانصاری رای فی المنام الاذان فاتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہ فقال علمہ بلالا فاذن مثنی مثنی واقام مثنی مثنی وقعد قعدۃ۔ یہ تینوں روایتیں مختلف ہیں کیونکہ اول سے تمام الفاظ اقامت کا افراد معلوم ہوتا ہے دوسری سے قد قامت الصلوۃ کی تکرار بقیہ کا افراد معلوم ہوتا ہے۔ تیسری سے کلمات اذان اور اقامت کا یکساں ہونا معلوم ہوتا ہے اس تعارض کو اٹھا کر ترجیح راجح کیجئے اور اس بارہ میں امام طحاوی نے جس طریق نظر کو بیان کیا اسکو مفصل بیان کرو۔

(۳) (الف) عن ابن عباس قال توضأ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخذ ملء کف من ماء فرش بہ علی قدمیہ وہو منتعل (ب) عن علی رض انہ توضأ فمسح علی ظہر القدم وقال لولا انی رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعلہ لکان باطن القدم احق من ظاہرہ (ج) عن ابن عمر انہ کان اذا توضأ ونعلاہ فی قدمیہ مسح ظہور قدمیہ بیدیہ ویقول کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصنع ہکذا۔ (د) عن عباد بن تمیم عن عمہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم توضأ ومسح علی القدمین وان عروۃ کان یفعل ذلک فذہب قوم الی ہذا الخبر فقالوا ہکذا حکم الرجلین یمسحان کما یمسح الراس

(۱) قال مالك الشفق الحمرة فاذا ذهبت الحمرة فقد وجبت صلوة العشاء وخرجت من وقت المغرب ۔ مالك عن نافع ان عبد الله بن عمر اغمي عليه فذهب عقله فلم يقض الصلوة ۔

شفق کی تفسیر امام رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہو، بلحاظ لغت و روایت کا مشاہدہ ہو امام اعظم ابوحنیفہ اس کو کیوں قبول نہیں فرماتے۔ انکی حجت اس بارہ میں کیا ہے۔ نیز امام اعظم کی تفسیر یعنی بیاض بعد الحمرت پر دلیل قوی ہو کہ بیاض شفق تمام لیل بلکہ آگے بعد تک دیکھی جاتی ہو اسکو وقت مغرب کی انتہا کیسے کہا جا سکتا ہو اس کا جواب کیا ہے۔ **دوسرا مسئلہ** مغمی علیہ کیلئے قضائے صلوۃ کا کیا اس میں مذہب حنفیہ کیا ہے اور اگر ابن عمر رض کے عمل کے خلاف ہو تو کس حجت پر مبنی ہے۔

(۲) باب قدر السحور من النداء ۔ مالك الى قوله ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان بلالا ينادي بليل فكلوا واشربوا حتى ينادي ابن ام مكتوم ۔

بتلائیے کہ ترجمۃ الباب کا کیا مطلب ہے اور حدیث سے ترجمۃ الباب کس طرح ثابت ہوتا ہے اور حضرت بلال رات میں اذان کیوں کہتے تھے کیا کسی خاص فائدہ کے لئے قصداً یا اپنے سوء بصر کی وجہ سے خطاً۔ اگر قصداً کہتے تھے تو کیا یہ اذان صبح تھی جو قبل الوقت کہی گئی یا کچھ اور۔ بہر دو صورت اب بھی اُن کے عمل کا اتباع جائز ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو ایسی قوی حدیث کا خلاف کیوں کیا جاتا ہے۔ جو کچھ لکھیں ان تمام روایات پر نظر کر کے لکھیں جو اس بارہ میں کتب حدیث میں مختلف الالفاظ و المعانی وارد ہوئی ہیں۔

(۳) مالك انه بلغه ان عبد الله بن عباس وعبادة بن الصامت والقاسم ابن محمد وعبد الله بن عامر بن ربيعة قد اوتروا بعد الفجر ۔

اس عبارت کا مطلب سمجھ کر لکھئے کیا وقت وتر بعد طلوع فجر یا بعد صلوۃ فجر باقی رہتا ہے؟

# مؤطأ امام محمدؒ

(۱) مسح علی الخفین کے بارہ میں جو اختلاف ہو اسکو موجہ نقل کرکے اسکا جواب دیجئے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے مسح کا انکار کیوں کیا۔ اور امام مالکؒ مسح مقیم کے کیوں مخالف ہیں دونوں کا خلاف عباراتِ ذیل سے واضح ہے۔

آن عبد اللہ بن عمرؓ قدم الکوفۃ علی سعد بن ابی وقاص وھو امیرھا فرآہ عبد اللہ وھو یمسح علی الخفین فانکر ذلک علیہ الخ۔

وقال مالک بن انس لا یمسح المقیم علی الخفین۔

(۲) فاستفتت لھا ام سلمۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ فقال لتنظر اللیالی والایام التی کانت تحیضن من الشھر قبل ان یصیبھا الذی اصابھا فلتترک الصلوۃ قدر ذلک من الشھر فاذا خلفت ذلک فلتغتسل ثم تستثفر بثوب فلتصل۔ حدیث کی شرح ایسی کیجئے کہ مستحاضہ کے جملہ اقسام مع سب احکام مفصل معلوم ہوں۔ اور جب حدیث میں صراحۃً موجود ہے توضأی لکل صلوۃ وصلے جیسا ابو داؤد وغیرہ میں موجود ہے تو احناف کو تقدیر مضاف پر کیا چیز مجبور کرتی ہے۔

(۳) کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا افتتح الصلوۃ رفع یدیہ حذاء منکبیہ واذا کبر للرکوع رفع یدیہ الحدیث۔ رفع یدین کی مشہور بحث کو آپ لکھیئے۔ اور حدیث باب کا جواب اور اپنے مذہب کا اثبات منقول طرز سے کیجئے۔

## حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا......

یبتغون فضلاً من اللہ ورضواناً o ”وہ اللہ کا فضل اور اس کی رضا چاہتے ہیں۔“ یہاں حق تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلوص نیت اور صفائی قلب کی شہادت دے دی ہے اور یہ شہادت وہی دے سکتا ہے جو علیم بذات الصدور ہے۔ وہ سینوں کے اندر چھپے ہوئے خیالات کو بھی جانتا ہے۔ بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک آدمی اعمالِ شریعت کی بظاہر پابندی کرتا ہے لیکن اس کو اللہ کی رضا مطلوب نہیں ہوتی بلکہ وہ لوگوں کے دکھلاوے کے لیے کرتا ہے تاکہ لوگ اس کو نیک اور صالح سمجھیں اور اس کی بزرگی کے معترف ہو جائیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ صفات کہ وہ کافروں کے مقابلہ میں بہت سخت ہیں۔ آپس میں مہربان ہیں اور رکوع وسجود کرتے ہیں یعنی نمازیں پڑھتے ہیں۔ اس پر مخالف یہ کہہ سکتا تھا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی نماز اور جہاد دنیوی اقتدار کے حصول کے لیے تھا نہ کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اور عموماً شیعہ یہی کہا کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس قسم کے معاندانہ اعتراض کا قلع قمع کر دیا اور واضح طور پر فرما دیا کہ اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ اعمال محض ظاہرداری کے طور پر نہیں بلکہ ان کے اندر خلوص کا نور ہے اور وہ جو کچھ کرتے ہیں صرف میرا فضل اور میری رضامندی حاصل کرنے کے لیے کرتے ہیں۔ [ماہنامہ حق چار یارؓ، دسمبر ۱۹۹۰ء، ص ۵]

# وہ بندہ کون تھا

الحاج حاجی غلام مصطفیٰ صاحب ☆

کالج کی زندگی ۱۹۵۲ء تک میں بریلوی نظریات کا مالک تھا۔ جب حضرت قاضی صاحب نے کالج کی مسجد میں ڈیرا جمایا تو پتہ چلا کہ کالج کی مسجد میں وہابیوں کا قبضہ ہو گیا۔ اس مسجد میں ہم انگلش، اکنامکس کے مضامین کی امتحان دینے کے لیے تیاری کیا کرتے تھے۔ جبکہ ابابیلوں کی اکثر بیٹ ہمارے سروں پر چکر لگاتی۔ یعنی مسجد ویران تھی۔ لیکن اس کے باوجود ارمان یہ تھا کہ وہابیوں نے اس مسجد پر قبضہ کر لیا اور اس میں سب کالج کے پروفیسر اور طالب علم شامل تھے۔ الا ماشاء اللہ۔

کچھ عرصہ کے بعد اعلان ہوا کہ عنایت اللہ گجراتی کی اس مسجد میں حضرت قاضی صاحب کی صدارت میں تقریر ہونے والی ہے مسجد کھچا کھچ بھری تھی، میں نے سڑک پر کھڑے ہو کر تقریر سنی، بریلوی بنو تھا، لیکن شاہ صاحب کے قرآن مجید کی تلاوت وحلاوت اللہ اللہ لوگوں پر ایک کیفیت طاری تھی۔ لیکن میں چونکہ بریلوی تھا دل نے پسند نہ کیا۔ کچھ عرصہ کے بعد بریلوی، دیو بندی علماء کا بادشہان میں مناظرہ طے پایا۔ اِدھر ملا عمر اچھروی، اُدھر شاہ صاحب گجراتی مناظر تھے۔ مولانا حبیب صاحب کی صدارت تھی اور قاضی صاحب مرحوم بھی سٹیج پر موجود تھے۔ شاہ صاحب کہتے کہ طلبہ سرکی پر بحث ہو۔ جبکہ مولوی عمر صاحب اللہ رسول پر بات کرنے پر مصر تھے۔ کافی وقت گزر جانے پر ایک شخص درمیان مجمع سے اٹھے اور فرمایا کہ یہ کیا تماشا ہے؟ آپ حضرات ایک ٹاپک پر بولیں تو پتہ چلے کہ حق پر کون ہے؟ جبکہ شاہ صاحب نے کہا کہ آپ ہی فیصلہ کر دیں کہ کس بات پر بحث ہو، آخر فیصلہ ہوا کہ چلو مولوی عمر کی ہی مان لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر بحث ہو، پھر جھگڑا ہو گیا کہ پہلے کون بولے مولوی عمر صاحب کو منایا گیا کہ پہلے آپ کی مانی گئی اب شاہ صاحب کی مان لی جائے۔ شاہ صاحب اور توحید ۵ منٹ کا ٹائم دیا گیا۔ شاہ صاحب نے قرآن مجید کی آیات کے دریا بہا دیئے، جس کے جواب میں مولوی عمر نے یہ کہہ کر جان چھڑا لی کہ اس توحید

☆ فرزند نسبتی ہمشیرہ حضرت قائد اہل سنت، اودھروال، چکوال

کو وحدہ اور کچھ بھی مانتے ہیں۔ جھگڑا رسالت کا ہے۔ اتنے میں عصر کی نماز کا وقت ہو گیا۔ مولوی عمر صاحب نے مشرق کی طرف منہ کر کے اذان دینی شروع کر دی۔ لوگوں نے دہائی دی کہ منہ مغرب کو کریں کیونکہ آپ اس علاقہ سے ناواقف تھے، اور کچھ قرآنی آیات کا رعب طاری تھا۔ جو لوگ ہمارے گئے ہوئے تھے۔ انہوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ مناظرہ کیسے رہا؟ تو میں نے کہا کہ بریلوی غالب رہے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ واہ جی واہ۔ خوب فیصلہ کیا۔ چونکہ بریلوی تھا اس لئے کچھ ندامت ہوئی۔ بعد میں شاہ صاحب موصوف اسی عقیدہ تو حید میں غلو کے اندر چلا ہو کر اہل سنت کے مسلمہ عقیدہ، عقیدہ حیات النبی ﷺ کا انکار کرتے تھے۔ والله اعلم.

ان دنوں قاضی صاحب ہمارے محلہ کی مدنی مسجد میں درس دیتے۔ شیعوں کو بھی فکر ہونے لگی۔ چنانچہ ایک جھنگ لوٹ نے سڑک پر کھڑے ہو کر مسجد کے سامنے قاضی صاحب کے خلاف بولنا شروع کیا۔ آپ درس دیتے رہے۔ لیکن جب اس نے صحابہ کرامؓ کو سب وشتم کرنا شروع کیا تو قاضی صاحب عصا لئے اس پر اکیلے بڑھے وہ بھاگ گیا۔ اس کی پکوال خبر پہنچی تو حاجی احمد حسین صاحب مرحوم سائیکل پر برچھی تانے ہوئے پہنچ گئے ادھر سے میں آ گیا۔ چچا صاحب جہان شاہ مرحوم کی بیٹھک پر میں نے جسارت کی کہ آپ ان کمزور لوگوں کے درمیان درس دیتے ہیں۔ جو ایک بات پکڑنے کے لیے اٹھے تک نہیں۔ فرمایا یہ دین کا معاملہ ہے کسی کے اٹھنے نہ اٹھنے کا اس سے کیا تعلق؟ دین کمزور لوگوں سے ہی پھیلا ہے۔ اللہ کی مدد آتی ہے۔ بہرحال برادری کی وجہ سے بڑا افسوس تھا کہ اس جھنگی کی یہ جرأت۔ لیکن قاضی صاحب یہی کہتے رہے۔ یہ برادری کا نہیں دین کا معاملہ ہے۔

ان دنوں میں نے والد صاحب کے ایک دوست کے ہاں ایران ملازمت کے سلسلے میں تھا لیکن ویزا زیادتی ہونے کے سبب امریکن کمپنی میں ملازمت ملنے کے باوجود انہوں نے کہا کہ ویزا لے کر آؤ۔ واپس پاکستان آنا تو مناسب نہ سمجھا ترکی سفارت خانہ پر گیا کہ ویزا بدل جائے۔

لیکن انہوں نے کہا کہ پاکستان جا کے بدل لو۔ تو ایک دوست کو سب حالات سے آگاہ کیا تو اس نے لکھا کہ خدارا یہاں آ جاؤ کوئی محرم راز نہیں تو ریلوے کے ذریعے انگلینڈ پہنچ گیا۔ لیکن وہاں جو حالات دیکھے۔ تو حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد دماغ میں گھومنے لگا۔ کہ ''انگریز کی حکومت پر غضب الٰہی ہے''۔ بہرحال مرتا کیا نہ کرتا۔ پانچ سال وہاں گزار کر حج کے موسم میں گھر آیا ...

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے حسرت
شرم تم کو مگر نہیں آتی

حضور ﷺ کے روزے پر حاضری ہوئی تو شرمندہ شرمندہ تھا۔

کبھی کوئی آنسو گرا دیا کبھی کوئی اشک بہا دیا
یہی حال تھا میرا رات دن کہ کسی نے در پہ بلا لیا
وہی ساعتیں تھیں سرور کی وہی دن تھے حاصل زندگی
بہ حضور شافع امتاں مری جن دنوں طلب رہی

پاکستان میں ملازمت نہ ملنے پر پھر انگلینڈ جانا پڑا۔ ایک سال جو ٹھہرا تو دیوبندیوں سے تعلق ہو گیا۔ خاص کر کے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے پاس رہنے لگا۔ ان کے پاس جمعہ پڑھنے کا۔ جلسے وغیرہ سننے کا، صحبت کا موقع نصیب ہوا، شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے خوب فرمایا......

بگفتا من گِل ناچیز بودم
لیکن مدت باگل نشتم

جمال ہمنشیں درمن اثر کرد
وگرنہ من ہما خاکم کہ ہستم

ایک موقعہ پر سنا کر جابہ میں ختم نبوت کانفرنس ہو رہی ہے اور قاضی صاحب بھی جائیں گے۔ میں اکیلا وہاں پہنچ گیا۔ حضرت کا پوچھا تو پتہ چلا کہ وہ نہیں آ رہے۔

پہلا موقعہ تھا وہاں جانے کی وجہ سے گھبرایا کہ یہاں کوئی جان پہچان نہیں۔ بہر حال جلسہ ایک بیر کے درخت کے نیچے تھا۔ وہاں نہ کوئی مکان نہ مسجد حیرانگی میں اور اضافہ ہوا۔ سارے لوگ اکٹھے تھے۔ لیکن علماء حضرات کوئی ملتان سے، کوئی لاہور سے، کوئی چنیوٹ سے دور دور سے آئے ہوئے تھے۔ حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کی صدارت میں جلسہ تھا جبکہ لعل حسین اختر مرحوم بھی موجود تھے۔ پانی کا بھی انتظام نہ تھا۔ چنانچہ مشکوں کے ذریعے پانی آ رہا تھا۔ اور وضو بھی بڑی کنجوسی سے کیا جا رہا تھا علماء کے آرام کے لیے ایک خیمہ تھا۔ جبکہ علماء حضرات زمین پر چادریں بچھائے بیٹھے اور سو رہے تھے۔

صبح کو لاہور سے آتے ہوئے ایک عالم جو قبلہ عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے خاص الخاص لگتے تھے۔ کلہاڑی ہاتھ میں اٹھائے تقریر کو آئے۔ اور شاہ صاحب کا ذکر کر کے فرمایا۔ ہم اس بستی کے کہنے پر اکٹھے ہوتے ہیں۔ یار تم عجیب لوگ ہو کہ ٹانگہ گزرتا ہے تو ادھر دیکھتے ہو۔ گاڑی گزرے تو ادھر اور کار دیکھو تو پھر تو تم کھڑے ہو کر نظارہ کرتے ہو۔ یارو ہم تمہیں دین سمجھانے کہاں کہاں سے آتے ہیں۔ او یار میری بات کی

طرف دھیان کرو۔ الفاظ سادہ تھے۔ لیکن تاثیر تھی کہ ایک ایک لفظ پر عش عش کر اٹھا۔

روٹی کا وقت ہوا تو مولانا جالندھری رحمۃ اللہ علیہ سمیت سب علماء پکوڑے اور روٹی ریڑھی والے سے خرید کر کے کھا رہے ہیں۔ سونے کا وقت آیا تو سب زمین پر دراز ہو گئے، نہ دری، نہ چادر، نہ سرہانہ۔ مولانا جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کی تقریرات کو سنی تو قرآن اور احادیث کے ٹھاٹھیں مارتے سمندر سے گویا ملاقات ہوئی اور باتیں تو گویا موتی جڑ رہے ہیں۔ اب بریلویوں اور دیوبندیوں کا موازنہ کیا تو زمین آسمان کا فرق محسوس کیا۔ کہاں وہ قمقمے، جھنڈیاں، ہاتھ باندھے غلام، پاؤں اور گھٹنوں کو چومنے والے مرید، پلنگ، پنکھے، تکیے، گدے، حلوے، گوشت، کباب، پلاؤ، شربت، سبز چائے، اور اس میں الائچیوں کی آمیزش، فیس اور اپر کلاس کا کرایہ اور بیان میں تبرک کے طور پر ایک آدھ قرآن کی آیت۔ اور ادھر کیڑوں مکوڑوں سے بھری زمین پر آرام کہاں پکوڑے اور روٹی اور وہ بھی اپنے پیسوں سے لے کر کھانا، اس پر تو گویا دنیا ہی بدل گئی۔ کہ جنت کا راہ تو یہ ہے اور تو سب گورکھ دھندا ہی ہے۔

بہر حال انگلینڈ تو جانا ہی تھا کہ ملازمت تھی۔ اس سے دوسرے حج کا موقع مل گیا۔ دربار رسالت پر انگلینڈ چھٹکارا کے لیے دعا مانگی، ۴ سال گزار کر واپسی پر بھی حج کا موقعہ مل گیا۔ دربار رسالت مآب میں حاضری پر بعض لوگوں سے مدینہ میں ہی رہ جانے کا پوچھا تو مشکل محسوس ہوا۔ ایک نوجوان جو پاکستانی تھا اور روضۂ مطہرہ کے قریب اپنے والد کے مکان پر کام کرتا تھا۔ اس سے مدینہ میں رہنے کا پوچھا۔ تو اس نے پوچھا کہ کہاں سے آرہے ہو؟ جواب دیا کہ انگلینڈ سے تو وہ گویا انگلینڈ کا متوالا نکلا۔ یہاں تک کہنے لگا کہ کوئی نشانی تو انگلینڈ کی دے جاؤ۔ میں نے کہا خدا کے بندے جنت چھوڑ کر جہنم خریدتے ہو......

خیرہ نہ کر سکی مجھے حسن فرنگ کی بہار

سرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ

بہر حال روضہ پر حاضری ہوئی تو آنسو تھمتے نہ تھے......

بے زبانی ترجمان شوق بے حد ہو تو ہو

ورنہ پیش یار کام آتی ہیں تقریریں کہیں

آخر نہ رہا گیا۔ عرض کیا حضور دعا فرمائیں۔ کہ اپنے ملک میں کوئی کام بن جائے۔ اب تو انگلینڈ جانے کو جی نہیں مان رہا۔ تو ایک آواز محسوس ہوئی کہ ہمارا ایک بندہ کام درست کر دے گا۔ آپ حیران نہ ہوں کیونکہ...... وہاں حیات کے انوار جھلملاتے ہیں۔

میں جلوے دیکھ کر آیا ہوں اس مزار کے بھی

دل کو تسکین ہوئی۔۔۔ وہ بندہ کون تھا؟ یہ واقعہ حضرت کو بے بس ہو کر ملاقات میں سنا دیا لیکن وہاں سمندر میں قطرہ ڈالنے کے مترادف ہے۔ وہ کب ظاہر کرنے والے تھے کہ وہ بندہ کون ہے؟

چھوٹی سی ایک دکان ڈالی اور تیس سال زندگی اس میں گزاری، حالانکہ نصف درجن کتب کا کفیل تھا۔ مسجد میں جمعہ پڑھاتا رہا۔ امامت کرتا رہا۔ کسی سے ایک پیسہ تک نہیں لیا اب تک کوئی پریشانی نہیں۔ ویسے بڑی خوشحال زندگی گزاری الحمد للہ اب بھی ۱۲ ہزار پنشن انہیں فرعونوں سے لے رہا ہوں۔ دعا فرمائیں میری مسجد میں حاضری اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔

ایک واقعہ اور یاد آ گیا کہ نمازیوں میں اکثر گڑبڑ ہو ہی جاتی ہے۔ جس مسجد میں حضرت درس دیتے تھے وہیں میں نماز پڑھاتا تھا کہ رمضان میں ایک حافظ جو غیر مقلد معلوم ہوتا تھا۔ صبح کی نماز سحری کے وقت ہی پڑھا دیا کرتا تھا میں نے اس کو منع کیا تو چونکہ سب لوگ سحری کھا کر سونا چاہتے ہیں۔ انہوں نے مجھے بریلوی مشہور کر دیا اور حضرت کو بھی بھڑکایا۔ آخر حضرت نے میری تقریر خفیہ طور پر ٹیپ کرائی۔ پھر وہ تقریر گھر والوں کو بھی سنائی۔ اور اتنی پسند فرمائی کہ جب گھر والے جاتے تو پہلے پوچھتے کہ حاجی صاحب نے تقریر جمعہ کی کہ نہیں؟ پھر خوش ہوتے....

خوش آ گئی ہے جہاں کو قلندری میری
وگرنہ شعر میرا کیا ہے شاعری کیا ہے

کہاں علماء حضرات کی تقاریر اور کہاں اس ناظم بے عمل و گناہگار کے متعلق پوچھنا کہ تقریر کی کہ نہیں اللہ تعالیٰ ٹوٹی پھوٹی کوشش قبول فرمائے۔ جہنم سے بچائے۔ اور خاتمہ بالایمان نصیب فرمائے.....آمین

❀❀❀❀

# نایاب چراغ

تحریر جناب قاضی محمد اعجاز صاحب ☆

ہمارے مہربان، محسن، شفیق، خزانۂ رحمت، نایاب چراغ باباجی رحمۃ اللہ علیہ ہم سب عزیز واقارب کو تڑپتا چھوڑ کر مالک حقیقی کے پاس جا پہنچے......انا للہ وانا الیہ راجعون

ٹوٹا پہاڑ غم کا مشکل ہے سر اٹھانا

تین ذی الحجہ بروز پیر پیش آنے والا یہ صدمہ ناقابل برداشت ہے۔ اس دن جو کیفیت اپنوں، بیگانوں کی تھی اسے خدائے واحد ہی جانتا ہے۔ لوگ غم کا اظہار کرتے مگر جواب نہ دے سکتا، زبان پر گویا تالہ لگ گیا۔ دھاڑیں مارنے کو جی چاہتا، اس جدائی سے ایسا چرکہ لگا جس کے سامنے ہر غم ہیچ ہے۔ باباجی رحمۃ اللہ علیہ پر بڑھاپا تھا، کمزوری تھی لیکن ایسا کبھی سوچا نہ تھا۔

ان کا پیار عزیز واقارب متعلقین ومریدین کے لیے کیسا تھا، یہ وہی جانتے ہیں جو اس سے سیراب ہوئے۔ اب تو چند سال سے ان کی کمزوری، بیماری اور مصروفیات دیکھ کر جی چاہتا کہ دور سے ہی زیارت نصیب ہو جائے۔ قریب پہنچ کر ان کو تنگ نہ کیا جائے مگر ان کا کرم یہاں تک تھا کہ جب بھی موقع ملتا مسکراہٹ سے بھرپور چہرہ سے استقبال کرتے اور فرداً فرداً بچوں تک کا حال پوچھتے، جی چاہتا اس چاند چہرے پر نظریں جمائے رکھیں مگر احترام سے نظریں خود ہی جھک جاتیں۔

ہمیں اس بات پہ فخر ہے کہ اللہ پاک نے ہمارے خاندان میں ایسے چراغ بھیجے جن کی روشنی دنیا بھر میں پھیلی۔ ہم اندھیروں میں جا رہے تھے۔ راہ حق سے بھٹکے ہوئے تھے مگر انہوں نے ہمیں سیدھا راستہ دکھایا اور اپنی زندگی دین حق کے لیے وقف کر کے اس پر پوری طرح عمل پیرا ہو کر نمونہ دکھا دیا۔ سنی قوم کو صحابہ کرام کی شان ایسے طریقے سے بتائی کہ سنی کو بیدار کر دیا......

---

☆ ایڈووکیٹ، چکوال

حضرت باباجی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ماموں بھی تھے اور ہم عمر بھی۔ ایف اے تک تعلیم اکٹھے حاصل کی۔ والد صاحب بچپن ہی سے اپنے ننھیال میں رہنے کے عادی تھے، نانا جی اور ماموں کی انوکھی شفقت انہیں گھر نہ آنے دیتی۔ بھیں اور ہمارے گاؤں پادشاہان میں تھوڑا سا فاصلہ ہے۔ پیدل آمد و رفت جاری رہتی۔ ہم نے ہوش سنبھالا تو آپ کو گھر میں دیکھا، پھر آپ کی بے مثال شفقت نے ہمیں فریفتہ کر دیا۔ گاؤں میں کسی کا جنازہ ہوتا یا نکاح، آپ تشریف لاتے تو بچوں کی خوشی دیدنی ہوتی۔ ہر بچہ اپنا حق سمجھتا اور یہی کہ باباجی تو بس میرے ہیں۔ ہمیشہ آمد پر بچوں کے لیے خصوصی طور پر دس دس کے نوٹ ساتھ رکھتے اور ہر بچے کو پاس بلا کر خود دیتے۔ اس دن بچوں کی گویا عید ہوتی۔ خوشی سے پھولے نہ سماتے۔ نوجوان طبقہ کی ایسی نرمی سے اصلاح فرماتے کہ وہ بات دل میں گھر کر جاتی۔ میں نے ڈاڑھی رکھی تو مجھے مبارک باد دی۔ ہمارے والد صاحب کی وفات پر آپ کو عظیم صدمہ پہنچا، جس کا اظہار اپنے اشعار میں کیا۔ ①

اس موقع پر ہم سب بہن بھائیوں کی بہت دلجوئی فرمائی، ہمارے سروں پر دست محبت رکھتے، ان کی نظر رحمت اور وسیع شفقت کی بناء پر ہم رفتہ رفتہ یتیمی کا غم بھول گئے۔ صرف ہمارے ساتھ ہی نہیں خاندان کے تمام افراد اور احباب و متعلقین کے ساتھ ان کی شفقت ایسی ہی تھی۔ سب کے ساتھ یکساں سلوک، دنیوی معاملات میں کبھی کسی کا دل نہ دکھایا، ہاں شریعت کا معاملہ پیش آ جاتا تو ان کے غیظ و غضب کی انتہا نہ ہوتی۔ پھر آپ کے سامنے کوئی قرابت داری نہ رہتی۔ دین کے معاملے میں کسی کا لحاظ نہ کرنا یہی آپ کی امتیازی صفت تھی۔ آپ کی اہلیہ محترمہ ہماری اماں جی نے بھی آپ کے نقش قدم پر زندگی گزاری۔ خاندان بھر کے ساتھ ان کی شفقت بھی بے مثال تھی۔ وہ بھی مثالی شخصیت تھیں۔ جامعہ اہل سنت تعلیم النساء انہی کی محنتوں کا ثمر ہے۔ دور دراز علاقوں کی خواتین میں ان کا فیض جاری ہے۔ انگریزی تہذیب کی سخت مخالف تھیں۔

اس معاملے میں کسی کی پرواہ نہ کرتیں، اللہ تعالیٰ دونوں بزرگوں کو جنت الفردوس کے اعلیٰ مقامات نصیب فرمائیں۔ ہم سب کو اپنے باباجی کی خواہش کے مطابق سچا پکا دیندار بنائیں اور ان کے مشن کو زندہ رکھنے کے لیے آخر دم تک محنت کی توفیق عطا فرمائیں۔

صاحبزادۂ گرامی قاضی ظہور الحسین صاحب نے الحمد للہ والد صاحب کے نقش قدم پر چلتے ہوئے محنت سے کام شروع کر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی خصوصی نصرت فرمائیں اور ان کی سرپرستی میں سنی قوم کو ایک اور نیک بنا دیں۔ آمین بجاہ النبی الکریم

---

① باب منظوم کلام میں ملاحظہ فرمائیں "احمد حسن کی یاد" رشیدی

# گلشن تیری یادوں کا

پروفیسر حافظ محمد عمر احمد ☆

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں جسے چاہتا ہے نوازتا ہے اور جسے وہ عطا فرمائے اس کی عطا کی کوئی حد نہیں۔ اور جنہیں وہ اپنے قرب سے نوازتا ہے انہیں کیا کیا عطا فرماتا ہے یہ وہی جان سکتے ہیں یا ان کے ہم مرتبہ۔ اللہ کے ایسے ہی مقبول بندوں میں ایک ہمارے حضرت ؒ بھی تھے۔

لوگ اپنے بزرگوں میں کرامات تلاش کرتے ہیں۔ بعض کرامات حسی بھی اللہ تعالیٰ چاہے تو لوگوں پر ظاہر فرما دے لیکن اگر ایسی کرامات لوگوں کو محسوس نہ ہوں تب بھی اللہ تعالیٰ کا تعلق قرب ہی کیا کرامت سے کم ہے؟

ہر شخص کا اپنا ایک معیار اور ایک زاویہ نگاہ ہوتا ہے۔ اپنے حضرت قدس سرہ سے تعلق کے عرصے میں اگرچہ بہت سی اعلیٰ و عمدہ صفات دیکھنے میں آئیں لیکن بعض صفات اتنی نمایاں تھیں کہ انہیں نظر انداز کرنا ناممکن ہے۔ انہی صفات میں دوسروں کا خیال رکھنے کی صفت ہے۔ چھوٹا ہو یا بڑا، تعلق قریب کا ہو یا دور کا، ملاقات چند روز کی ہو یا پرانی، ہر ایک کا ایسا خیال، گویا وہی مہمان خصوصی ہو، اور تعجب کی بات یہ کہ بڑھاپے، کمزوری، بیماری اور پریشانیوں کے باوجود ہر حال میں دوسروں کی راحت کا خیال یقیناً بہت بڑی صفت ہے۔

## رزق کی قدر

ایک مرتبہ حضرت ؒ کو پیشاب میں رکاوٹ کی تکلیف ہوئی۔ راولپنڈی چیک اپ کے لیے تشریف لے گئے۔ مغرب کے بعد کا وقت تھا۔ خیال یہی تھا کہ چیک اپ کے بعد واپس چلیں گے لیکن ڈاکٹرز نے کہا صبح آپریشن کریں گے اب واپس نہ جائیں۔ رات ہسپتال میں رہنا تھا لیکن ضرورت کی کوئی چیز حتیٰ کہ گلاس تک بھی ساتھ نہ تھا۔ حضرت ؒ نے دوپہر سے کچھ کھایا پیا نہ تھا۔ حضرت ؒ سے پوچھا

---

☆ فرزند نسبتی حضرت مدظلہ العالی، سابق لیکچرار گورنمنٹ کالج تلہ گنگ

تو فرمایا دودھ سوڈا پلا دو (جو حضرتؒ کا مشروب مرغوب تھا) اب دودھ اور سوڈا تو دکان سے مل سکتا تھا لیکن برتن کوئی پاس نہ تھا۔ اتفاق سے میرے ایک دوست ناصر صاحب وہاں آ پہنچے۔ انہوں نے ہماری پریشانی دیکھی تو فوراً ٹیکسی پر اپنے گھر گئے اور تھوڑی ہی دیر میں ضرورت کی ہر چیز لے کر آ گئے۔ بندہ نے گلاس میں کچھ دودھ ڈال کر چینی ملائی اور سوڈا ملا کر پیش کیا۔

دو چپس ڈبل روٹی کے نکالے تو حضرتؒ نے فرمایا ایک اور بھی نکال دو (تا کہ طاق عدد کی رعایت ہو سکے) دودھ پینے کے بعد حضرتؒ نے چمچ لیا اور گلاس میں سے چینی نکال کر نوش فرمائی (جو حل نہ ہو سکی تھی) اس وقت تو مجھے عجیب سا لگا لیکن غور کیا تو معلوم ہوا کہ اصل میں رزق کی قدر تھی۔

آپؒ اکثر یہ فرمایا کرتے تھے کہ رزق کا ایک قطرہ بھی تو رزق ہی ہے اس کی قدر کیا کرو۔

حضرتؒ عام طور پر کسی کام کے لیے فرماتے تو اصرار کے بجائے ترغیب پر ہی اکتفا فرماتے اتنا فرماتے کہ اگر ایسا ہو جائے تو بہتر ہے۔

اور اگر ایک دفعہ کہنے سے عمل نہ ہو سکا اور دوبارہ کہنا پڑتا تو پھر بھی یوں فرماتے جیسے پہلی مرتبہ فرما رہے ہوں یہ کبھی نہ فرماتے کہ پہلے بھی کہا تھا اثر نہیں ہوا۔ مجھے اس کا تجربہ یوں ہوا کہ حضرتؒ نے درس قرآن شروع کرنے کے لیے فرمایا دو تین مرتبہ فرمانے کے باوجود میں اپنی بدعملی اور سستی کی وجہ سے شروع نہ کر سکا پھر ایک مرتبہ حضرت نے فرمایا تو میں نے عرض کیا کہ جب میرا اپنا عمل نہیں تو میں دوسروں سے کیا کہوں؟ فرمایا کبھی دوسروں سے کہنے کی برکت سے خود عمل کی توفیق ہو جاتی ہے۔

اب اس کے بعد میرے لیے کوئی گنجائش باقی نہیں رہی۔ حضرتؒ کی صحت کی کمزوری کو دیکھتے ہوئے یہ خیال آنے لگا کہ اگر درس قرآن شروع نہ ہو سکا اور حضرتؒ کا وصال ہو گیا تو مجھے کس قدر شرمندگی ہوگی کہ حضرتؒ نے زندگی میں صرف ایک مرتبہ کسی کام کے لیے فرمایا تھا وہ بھی میرے فائدہ کے لیے اور مجھ سے نہ ہو سکا! اب دل میں تو یہ خواہش پیدا ہو گئی کہ حضرتؒ کے حکم کی تعمیل ہو سکے لیکن دوسروں سے یہ خود کہنا کہ میں درس قرآن دیتا ہوں یہ بھی بہت مشکل تھا۔ اسے حضرتؒ کا تصرف سمجھیں یا دعا کہ اللہ تعالیٰ نے خود سبب پیدا فرمایا کہ مسجد والوں نے جمعہ پڑھانے کے لیے کہا تو میں نے موقع مناسب جانا اور درس قرآن شروع کر دیا۔ جب حضرتؒ کو اطلاع دی تو حضرتؒ بہت خوش ہوئے۔ جس دن حضرتؒ کا وصال ہوا اس دن سورۃ مدثر تک درس ہو چکا تھا۔ (اب الحمد للہ تکمیل کے بعد دوبارہ درس شروع ہے)۔ زندگی میں یہ واحد کام ایسا تھا جس کے لیے حضرتؒ نے

اسرار فرمایا اور میں اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کرتا ہوں کہ اس نے اپنے فضل سے مجھے یہ توفیق عطا فرمائی۔

حضرتؒ کے سمجھانے کا انداز بھی بڑا پیارا تھا۔ مثال سے بات آسان کر کے سمجھاتے۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ سائنسدان یہ کہتے ہیں کہ آدمی جو بولتا ہے اس کی آواز فضاء میں محفوظ رہتی ہے اور کسی وقت یہ آوازیں قابو میں لا کر دوبارہ بھی سنی جا سکیں گی۔ اسی طرح انسان اپنے حواس سے جو محسوس کرتا ہے اس کے اندر محفوظ رہتا ہے۔ جو دیکھتا ہے یا سنتا ہے وہ محفوظ رہتا ہے جب ہی تو دیکھے ہوئے کو یا سنی ہوئی آواز کو پہچان لیتا ہے۔ اسی طرح زبان سے جو ذکر کرتا ہے وہ دل میں محفوظ رہتا ہے یہ بڑا خزانہ ہے جس طرح ایک مال سے محبت کرنے والا آدمی اگر مال گم ہو جائے تو پریشان ہو جاتا ہے اور مال میں اضافہ ہو تو اس کا دل مضبوط ہوتا ہے۔ اگر مال کی کثرت دل کی تقویت کا سبب بن سکتی ہے تو اللہ کے ذکر کی کثرت دل کو مضبوط کیوں نہ کرے گی؟

اسی ضمن میں ایک مرتبہ بندہ نے پوچھا کہ آپ کو پریشانی نہیں ہوتی؟ فرمایا پریشانی آتی ہے لیکن دل کے اوپر اوپر۔ اندر سے دل نہیں ہلتا۔ میں نے پوچھا کہ دل اندر سے کیوں نہیں ہلتا؟ فرمایا کہ کثرت ذکر سے دل اندر سے مضبوط ہو جاتا ہے۔ اور ہر وہ شخص جو آپ سے ملا ہو وہ ضرور یہ گواہی دے گا کہ حالات خواہ کیسے بھی ہوں آپ کے چہرے پر کبھی ایک لمحہ کو بھی پریشانی کا سایہ تک بھی دکھائی نہ دیا۔ آپؒ کے نواسے اخیار الحسن کو ایک بے بنیاد مقدمہ میں ماخوذ کر کے دہشت گردی کی عدالت کے جج نے عید سے ایک دن پہلے سزائے موت سنائی تو سب تعلق والوں کو بہت صدمہ ہوا اور بعض تو اس کی جوانی اور بے گناہی کو دیکھ کر رو پڑے۔ لیکن حضرتؒ کو اللہ تعالیٰ نے ایسا حوصلہ بخشا تھا کہ آپؒ کے ایک فقرہ سے رونے والوں کو بھی تسلی مل گئی۔ حضرتؒ نے فرمایا ''زندگی اور موت تو اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے وہ بے گناہ ہے ان شاء اللہ بری ہوگا۔ لیکن اگر ایک آدمی باہر رہ کر جانوروں کی طرح زندگی گزار رہا ہو حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے بھی غافل ہو تو اس سے یہ بہتر نہیں بندہ جیل میں ہو اور اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کا ذکر کر رہا ہو''۔

حضرت فرمایا کرتے کہ بندہ اگر اپنی اصلاح کرنا چاہے تو اس کے لیے جیل میں بہت عمدہ موقع ملتا ہے۔ ہمارے ایک دوست حضرتؒ کے مرید جیل گئے تو حضرتؒ نے ملاقات پر فرمایا مبارک ہو حضرت یوسف علیہ السلام کی سنت پر عمل کی توفیق ملی۔

حضرتؒ بچوں کے ساتھ شفقت و محبت بھی غیر معمولی فرماتے تھے۔ آدمی اس بات کو نہایت

مشکل سمجھتا ہے کہ بچوں کو ڈانٹ ڈپٹ کے بغیر ان کی پرورش و تربیت صحیح طریقہ پر کیسے ہو سکتی ہے؟ اگر چہ بقدر ضرورت ڈانٹنے یا مارنے کی شرعاً گنجائش و اجازت ہے لیکن حضور اقدس ﷺ کی اپنی سنت تو یہی رہی کہ محبت سے بچوں کو سیدھی راہ پر لائے۔ لیکن یہ وہی کر سکتے ہیں جن کو اپنے نفس پر پورا کنٹرول ہو۔ حضرت رحمہ اللہ کی زندگی میں کبھی نہ دیکھا نہ سنا کہ کسی بچے کو مارنا تو کجا کبھی ڈانٹا بھی ہو۔ بچوں سے ایسی محبت کہ بیماری کی شدت اور زندگی کے آخری چند ایام میں جب آپ رحمہ اللہ اکثر خاموش رہتے۔ بچہ سامنے آجاتا تو طبیعت میں بشاشت آجاتی اور بچوں سے ان کی دل لگی کی باتیں کرنے لگتے۔ بچے جس قدر چھوٹے ہوتے اسی قدر ان سے محبت و شفقت زیادہ ہوتی۔

خاندان میں بچوں کی ولادت پر بہت خوش ہوتے۔ شاعری کا نہایت اعلیٰ ذوق رکھنے کے باوجود شعر بہت کم کہتے۔ لیکن بچوں کی پیدائش پر ہر ایک کی خاطر اچھی طویل نظمیں موزوں فرماتے جن میں توحید و رسالت، شان صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذکر بھی ہوتا اور بچوں کے لیے دعائیں بھی۔

ایک دفعہ ایک بچے کو کسی نے تھپڑ مارا تو بہت دیر تک اس بچے کو گود میں لے کر بیٹھے رہے اور فرمایا کہ بچے کوئی مارنے کی چیز ہوتے ہیں! بچے تو پھول ہوتے ہیں۔ بچوں میں سے اگر کسی کو کوئی چیز دیتے تو دوسرے بچوں کو بھی ضرور دیتے اگر دوسرے بچے موجود نہ ہوتے تو ان کا حصہ رکھوا دیتے۔ حج اور عمرہ سے واپسی پر بھی ہر بچہ کے لیے کچھ نہ کچھ ضرور لاتے۔

کتابوں کے مطالعہ میں بھی حضرت رحمہ اللہ کا اپنا ایک خاص انداز تھا۔ حضرت رحمہ اللہ جو کتاب بھی پڑھتے اس کے شروع میں خالی صفحہ پر ایک ایک سطر میں صفحہ نمبر لکھ کر خاص باتیں ضرور لکھ دیتے۔ بندہ نے محدث کبیر مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ کے بارے میں پڑھا تھا کہ حضرت رحمہ اللہ کتاب پر کسی قسم کا نشان لگانا ناپسند فرماتے۔ ایک مرتبہ کسی نے پڑھنے کے لیے کتاب لی جب واپس کی تو جگہ جگہ نشان لگے ہوئے اور جلد بھی خراب ہو چکی تھی۔ حضرت بنوری رحمہ اللہ نے کتاب ان صاحب کو ہی واپس کر دی کہ ایسی کتاب اپنے پاس رکھنے کی نسبت کتاب سے صبر کر لینا آسان ہے۔ مجھے بھی ان کی یہ بات بہت پسند آئی۔ ایک مرتبہ اپنے حضرت رحمہ اللہ سے اس معاملہ میں گفتگو ہوئی تو حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت بنوری رحمہ اللہ کو اللہ نے بے مثال حافظہ عطا فرمایا تھا۔ اگر وہ نہ لکھتے تھے تب بھی حرج نہ تھی لیکن ہم جیسے لوگوں کے لیے یہی مناسب ہے، کیونکہ اس طرح ایک تو بندہ غور سے کتاب پڑھتا ہے۔ دوبارہ ایک نگاہ اپنے لکھے ہوئے ان اشارات پر ڈالنے سے ساری کتاب کے اہم مضامین سامنے آجاتے ہیں۔ اور بعد میں دوسروں کے لیے

بھی کتاب کے اہم مضامین، تھوڑے وقت میں جان لینے کی سہولت ہو جاتی ہے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اس طرح سمجھانے پر مجھے بھی ان اشارات کے فوائد سمجھ آ گئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی پڑھی ہوئی تمام کتب پر اس طرح کے اشارات ضرور ملتے ہیں۔

ایک مرتبہ مجھے سمجھاتے ہوئے فرمایا کہ بزرگ جو بعض وظائف میں قرآنی آیت کے ساتھ کوئی دوسری آیت ملاتے ہیں تو یوں سمجھو جیسے طب میں مفرد اجزاء کے اپنے خواص ہوتے ہیں اور اگر انہیں مرکب بنایا جائے تو اثر میں اضافہ ہو جاتا ہے اسی طرح قرآن سارا نور ہے۔ ہر آیت اپنی جگہ نورانی ہے لیکن بعض آیات کو دوسری آیات سے ملانے سے تاثیر میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت تو آپ کی رگ رگ میں رچی بسی تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار سے بھی بہت محبت تھی۔ غار ثور کا تذکرہ اکثر فرمایا کرتے، میرے ہم زلف ڈاکٹر عبدالباسط صاحب عمرہ کر کے واپس آئے تو ان کے تذکرہ میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "اللہ تمہیں بھی لے جائے" یقین جانیے کہ اس سے پہلے اپنے حالات کو دیکھتے ہوئے کبھی اس کا خیال بھی نہیں آیا تھا لیکن حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی دعا پر فوراً آمین کہی اور دل کو یقین ہو گیا کہ اب اللہ تعالیٰ ضرور لے جائیں گے۔ اس سے اگلے سال ہی اللہ تعالیٰ کے فضل سے حج کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے سفر وحضر کے خادم محترم نثار معاویہ صاحب بھی ساتھ تھے۔ انہوں نے کہا "غار ثور پر حاضری دینی ہے۔ غار میں چند نوافل پڑھنے کی سعادت ملی اور دل پر ایسی کیفیت طاری ہوئی جو بیان سے باہر ہے۔

واپسی پر حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا "غار ثور پر بھی گئے تھے"؟ جب بتایا تو بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ اب تو راستہ بھی بن گیا ہے لیکن اس کے باوجود، جوان آدمی خالی ہاتھ بھی چڑھتے ہوئے تھکاوٹ محسوس کرتا ہے۔ لیکن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ایمان کا کیا مقام تھا کہ رات کا وقت، دشمن کی طرف سے فکر مند بھی تھے، راستہ بھی ہموار نہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو کندھوں پر اٹھا کر غار ثور تک لے گئے۔ فرمایا کرتے تھے کہ قرآن کریم میں ثانی اثنین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی دلیل ہے جو آپ رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا منکر ہے وہ کھلا کافر ہے۔

سنت کی اتباع میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ سلام میں پہل فرماتے۔ جیسے ہی بندہ سامنے ہوتا فوراً سلام کہہ دیتے۔ ٹیلی فون اٹھاتے ہی پہلے السلام علیکم اور اس کے بعد پوچھتے کون؟

اکثر فرمایا کرتے کہ آدمی کے مزاج کا عام حالات میں پتہ نہیں چلتا [illegible]
ہے سہولت و راحت میں صبر کرے تو کیا؟ اور فرماتے ایسے ہی لوگ [illegible]
پائیں تو کوئی بات بنے۔

حضرت اگرچہ ہم سے رخصت ہو چکے لیکن

آتی ہی رہے گی ترے انفاس کی خوشبو
گلشن تری یادوں کا مہکتا ہی رہے گا

ختم نبوت زندہ باد
یا اللہ مدد
خلافت راشدہ حق چار یارؓ
سرپرست اول
حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ
خلیفہ مجاز حضرت مدنیؒ
قائد اہل سنت
وکیل صحابہؓ
علاقہ چھچھ میں اقراء نظامِ تعلیم
متعارف کرانے والا پہلا ادارہ
اقراء جنۃ الاطفال
اولیاء عظام کی توجہات
علماء کرام اور ماہرین تعلیم
کی مشاورت سے منزل
کی طرف گامزن
حفظ قرآن مجید کی دولت کے حصول کے ساتھ ساتھ
اسلامیات، اُردو، عربی، انگلش، ریاضی، اخلاقیات اور کمپیوٹر کی بنیادی تعلیم کا انتظام
داخلہ
جاری ہے
شاخ سیدنا
صدیق اکبرؓ
بالمقابل حسینی دواخانہ حضرو
شاخ سیدنا
عثمان غنیؓ
ڈھوک زین العابدین جی ٹی روڈ بابیہ
عنقریب افتتاح انشاء اللہ
• شاخ سیدنا فاروق اعظمؓ کی منزل بالمقابل جامع مسجد دریہ شریف
• شاخ سیدنا علی المرتضیٰؓ، تاجک
• شاخ سیدنا امام حسنؓ، کدھی
• شاخ سیدنا امیر معاویہؓ، ویسہ
• شاخ سیدنا امام حسینؓ، چکوال
• شاخ سیدنا عبداللہ بن زبیرؓ ترتوپہ
• شاخ سیدنا ابو ہریرہؓ اچھرہ لاہور
• شاخ سیدنا جعفر طیارؓ عزیل (راولپنڈی)
• شاخ سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ لاہور
رابطے کے لیے
خادم اہل سنت حافظ رشید احمد الحسینی مدیر اقراء جنۃ الاطفال مدینہ منزل محلہ عبدل حضرو ضلع اٹک
Tel: 05779-310465 Mob: 0300-5477867

# محمد مظہر حسین ثانی...... کے نانا جی رحمۃ اللہ علیہ
## (حیات وخدمات کے آئینہ میں)

حافظ زاہد حسین رشیدی ☆

### موت کی حقیقت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی

حسب ضابطۂ قرانی کل نفس ذائقۃ الموت مولانا مرحوم (امین ملت مولانا محمد امین صاحب صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ) بھی اپنے وقت مقررہ پر ہی اس جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف انتقال کر گئے ہیں اور موت حیات کا یہ بلسلہ تو قیامت تک چلتا ہی رہے گا۔ اور خالق موت وحیات بھی وہی وحدۂ لا شریک لہ ، اللہ جل شانہ ہی ہے۔ وہی ساری مخلوق کا خالق ہے چنانچہ سورۃ ملک میں فرمایا...... خلق الموت والحیاۃ لیبلوکم ایکم احسن عملاً [الایۃ] جس نے موت وحیات کو پیدا کیا تا کہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں سے کون شخص عمل میں زیادہ اچھا ہے

[ترجمہ حضرت تھانویؒ ولادت ۵ ربیع الثانی ۱۲۸۰ھ بمطابق ۱۸۶۲ء وفات ۱۶ رجب ۱۳۶۲ھ بمطابق ۱۹۴۳]

اور اس آیت کے تحت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں موت وحیات کا یہ سارا سلسلہ اس لئے ہے کہ تمہارے اعمال کی جانچ کرے کہ کون برے کام کرتا ہے اور کون اچھے اور کون اچھے سے اچھے؟ پہلی زندگی میں یہ امتحان ہوتا ہے اور دوسری زندگی میں اس کا مکمل نتیجہ دکھلایا جاتا ہے۔ فرض کرو اگر پہلی زندگی نہ ہوتی تو عمل کون کرتا اور موت نہ آتی تو لوگ مبتداء و منتھیٰ سے غافل اور بے فکر ہو کر عمل چھوڑ بیٹھتے اور دوبارہ زندہ نہ کئے جاتے تو بھلے برے کا بدلہ کیا ہو سکتا ہے؟ الخ......

[ماہنامہ حق چاریارؓ، اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نمبر ص ۱۵]

---

☆ مہتمم جامعہ اہل سنت تعلیم النساء، عقب مدنی جامع مسجد، چکوال

اکابر کی تشریحات کی روشنی میں موت کی وضاحت کرنے والے، شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید وخلیفہ مجاز، سلطان المناظرین حضرت مولانا کرم الدین دبیر رحمۃ اللہ علیہ کے لخت جگر، بانی وامیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان، قائد اہل سنت وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ خود موت کی آغوش میں جابسے ہیں...... انا للہ وانا الیہ راجعون

اب کے تو انوار عجب ہے منظر مرنے والوں کا
دریا میں ڈوب رہے ہیں دریا سے گہرے لوگ

## سلطان المناظرین کے ہاں ولادت:

فخر اہل سنت سلطان المناظرین حضرت مولانا کرم الدین صاحب دبیر نور اللہ مرقدہ ایک بلند قامت اور باوقار شخصیت تھے۔ ذہانت وفطانت، گرج دار آواز، حاضر جوابی جیسی خدا صلاحیتیں رکھتے تھے۔ دبیر کا تخلص رکھنے والے قادر الکلام شاعر عربی، اردو، پنجابی، فارسی میں فی البدیہہ اشعار کہتے تھے۔ مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر الدین آنجہانی کے خلاف تقریر کرنے کی وجہ سے امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر مقدمہ بنا تو آنجناب نے حضرت دبیر رحمۃ اللہ علیہ کو بطور گواہ صفائی طلب کیا، حاضر جوابی کا عالم یہ تھا......

بقول امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ...... مولانا کرم الدین صاحب پر جب مرزائی وکلا جرح کرتے تھے تو میں سوچتا تھا کہ اس کا آپ کیا جواب دیں گے؟ لیکن جب آپ جواب دیتے تھے تو میں حیران رہ جاتا تھا الخ۔ قادیانیت، رافضیت، غیر مقلدیت، عیسائیت، ہندوازم، سکھ ازم نجانے کتنے فتنوں کو آپ نے کہاں کہاں نکیل ڈالی اور دین ومذہب کو ان لٹیروں سے محفوظ رکھا۔ ایسی مبلغانہ، مناظرانہ اور مجاہدانہ شخصیت کے ہاں حضرت قائد اہل سنت کی ولادت باسعادت آپ کی ذاتی ڈائری کے مطابق ۲۰/ اکتوبر ۱۹۱۴ء سہ شنبہ ۹ بجے رات بمطابق ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ موضع بھیں (ضلع چکوال) ہوئی۔

## تعلیم وتربیت

تاریخ کے عظیم سپوت نے ۱۹۲۸ء میں گورنمنٹ ہائی سکول چکوال سے میٹرک کیا، جس میں عربی

بطور خاص لی، بعدازاں والد گرامی حضرت سلطان المناظرینؒ سے ترجمہ قرآن مجید، فارسی اور صرف و نحو کی ابتدائی کتب پڑھیں۔ ڈاکٹر علامہ محمد اقبال مرحوم کی زیر سرپرستی چلنے والے ادارے اشاعت اسلام کالج لاہور سے دو سالہ کورس پاس کیا اور ماہر تبلیغ کی سند حاصل کی۔ یہاں مولانا عبدالستار خان نیازی مرحوم آپ کے ہم درس رہے جبکہ اساتذہ میں حضرت کاشمیریؒ کے شاگرد مولانا غلام مرشد صاحب اور مولانا قاضی سراج احمد صاحب فاضل دیوبند تھے۔ یہاں سے فراغت پر حضرت مولانا ظہور احمد بگویؒ کے زیر اہتمام دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ میں موقوف علیہ تک کتابیں پڑھیں۔

## مرکز رشد و ہدایت میں

دورۂ حدیث شریف کے لیے والد گرامی حضرت دبیر رحمۃ اللہ علیہ نے مرکز رشد و ہدایت دارالعلوم دیوبند داخلہ کی غرض سے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عریضہ لکھا۔ تو آنجناب نے جواب میں فرمایا...... میں حج کرنے کے بعد دارالعلوم آؤں گا۔ آپ کے فرزند کے بارے میں شیخ الادب مولانا اعزاز علی صاحب کو لکھ دیا ہے...... الخ شوال ۱۳۵۶ھ۔

والد گرامی کا رقعہ لے کر حضرت شیخ الادب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے شفقت کاملہ سے داخلہ عنایت فرمایا اور رہائش کے لئے دار جدید کمرہ نمبر ۱۴ دے دیا۔ دارالعلوم میں آپ دو سال علوم نبویہ سے سیراب ہوتے رہے۔ اساتذہ کرام میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت علامہ محمد ابراہیم صاحب بلیاویؒ، حضرت مولانا میاں اصغر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا عبدالسمیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا نافع گل صاحب رحمۃ اللہ علیہ بطور خاص قابل ذکر ہیں۔

## حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے خاص تعلق

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے گہرے تعلق کا عالم یہ تھا۔ بطور تشکر و امتنان ذکر فرماتے ہیں......

حق تعالیٰ نے اس فانی زندگی میں اس ناکارہ خادم اہل سنت غفرلہ کو دو عظیم نعمتیں عطاء فرمائی ہیں۔

❶ دارالعلوم دیوبند میں بحیثیت متعلم دو سالہ حاضری

❷ شیخ العرب والعجم حضرت مدنی قدس سرہ سے بیعت وتوسل۔رب العلمین اس بندہ اثیم وجہول کو سنی دیوبندی مسلک حق پر آخری سانس تک قائم ودائم رکھیں۔ [حق چاریار مختصر شیخ الادب نمبر ص ۵]

## حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے درس کی روحانیت

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے درس بخاری شریف وترمذی شریف کے متعلق تحریر فرماتے ہیں......

بخاری شریف اور ترمذی شیخ الاسلام حضرت مدنی قدس سرہ کے پاس تھیں۔ترمذی شریف دن کو اور بخاری شریف رات کو پڑھاتے تھے اور درس بخاری میں تو حضرت کی روحانیت کا کچھ ایسا اثر محسوس ہوتا تھا کہ گویا دل دھل گئے ہیں۔درس بخاری اور درس ترمذی کے دوران درس ہی میں بندہ حضرت کے ارشادات لکھ لیتا تھا۔ترمذی شریف میں حنفیت کے دلائل ہوتے تھے۔بندہ کو تقلید شخصی کے بارے میں شرح صدر حضرت کے درس کے فیضان ہی سے ہوا تھا۔وللہ الحمد ......(ایضاً ص ۴)

چنانچہ ذاتی ڈائری میں لکھتے ہیں......

ہے دیوبند سراپا رشد و ہدیٰ کا
میرے شیخ مدنی ہیں عرفان سراپا

## دارالعلوم دیوبند سے واپسی

شعبان ۱۳۵۸ھ بمطابق ستمبر ۱۹۳۹ء دارالعلوم دیوبند سے واپس تشریف لائے۔اس وقت علاقہ چکوال دیوبندیت سے ناآشنا تھا۔آپ مسلک حقہ کی تبلیغ واشاعت میں معروف ہو گئے اور علاقہ بھر میں تبلیغی سرگرمیاں شروع کردیں۔تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ آپ ایک ابتلائے عظیم کا شکار ہو گئے۔حضرت اقدسؒ اس قضیہ کے متعلق لکھتے ہیں......

گاؤں میں ایک متنازعہ مکان کے بارے میں ہماری لڑائی ہوگئی۔مخالف فریق کا سرغنہ ایک چودھری تھا جو اہل تشیع سے تعلق رکھتا تھا۔چوہدری صاحبان سے قرابت داری کی وجہ سے دوسرے گاؤں کا ایک قدآور لڑکا سنی نوجوان بھی اس کی حمایت میں آگیا تھا۔اس نے مجھ پر حملہ کرنے میں پہل کی جس سے میں زخمی ہوگیا لیکن میری دفاعی ضرب سے وہ شدید زخمی ہوکر بھاگ نکلا۔میں نے اس کا تعاقب کیا تو اس نے کہا مجھے چھوڑ دو۔میں نے اُسے چھوڑ دیا اور مخالف فریق کے چند اور ساتھی سرغنہ سمیت

بھاگ گئے اور زخم چونکہ شدید تھا۔ اس کو لوگ تین چار کوس کے فاصلے پر تھانہ ڈ ومن کے ہسپتال لے گئے اور وہ وہاں انتقال کر گیا......

انا للہ و انا الیہ راجعون

حق تعالیٰ مغفرت فرمائیں اور جنت الفردوس نصیب ہو، آمین۔ یہ غالباً جون، جولائی ۱۹۴۱ء کا واقعہ ہے۔ میں تو چونکہ زخمی تھا اور مقدمہ سے نکل نہیں سکتا تھا۔ مخالفین نے مقتول مرحوم سے ہی بیان دلوا دیا کہ اس کو میرے بڑے بھائی مولوی منظور حسین صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ نے قتل کیا ہے۔ حالانکہ وہ لڑائی کے وقت موجود ہی نہیں تھے۔ باہر کھیت میں گئے ہوئے تھے۔ اپنے متعلقین میں سے ملک ستار محمد مرحوم اور ملک فتح دین مرحوم میرے ساتھ ہو کر لڑے تھے۔ لیکن مقدمے میں ملک فتح دین مرحوم کے بڑے بھائی ملک محمد اکبر مرحوم کا نام بھی مخالفین نے لکھوا دیا تھا۔ حالانکہ وہ اپنے گھر میں تھے۔ لڑائی میں شامل نہیں تھے۔ وہ بھی ہمارے ساتھ گرفتار ہوئے۔ ہم پر دفعہ ۳۰۲ کے تحت قتل کا مقدمہ چلا اور بالآخر ہم چاروں کو سیشن جج جہلم نے عمر قید کی سزا سنا دی اور اس وقت عمر قید کے سزا یافتہ کو ۲۰ سالہ قیدی تصور کیا جاتا تھا۔ جس میں سے ۱۴ سال قید بامشقت کاٹنی پڑتی تھی...... (ایضاً ص ۱۶)

## کچھ ذکر غازی منظور حسین شہید رحمۃ اللہ علیہ کا

حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان ''ایں خانہ ہمہ آفتاب است'' کا صحیح مصداق ہے۔ آپ کے بڑے بھائی جناب غازی منظور حسین صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ (ولادت ۱۹۰۸) گوناگوں صفات کے مالک تھے۔ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں......

مولوی منظور حسین شہید رحمۃ اللہ علیہ مجھ سے چھ سال بڑے تھے۔ بچپن سے انہیں ''مولوی صاحب'' کہہ کر پکارا جاتا تھا۔ بی۔ اے تک کالج میں تعلیم حاصل کی۔ خوبصورت جوان تھے۔ گارڈن کالج راولپنڈی کی تعلیم کے دوران ہی انہوں نے ورزش کے ذریعے اپنا جسم مضبوط بنا لیا تھا۔ کالج میں ہی انہوں نے پرنسپل کی کار کو آگے سے کندھا لگا کر روکنے کا مظاہرہ کیا تھا۔ ننگی چھاتی پر ہتھوڑی سے ضربیں لگواتے تھے۔ نصف انچ موٹا سریہ اپنے بازو پر لپیٹ لیتے تھے۔ بہت زیادہ نڈر اور دلیر تھے۔ کالج کے ایام میں تو داڑھی منڈاتے تھے بعد میں داڑھی رکھ لی۔ دارالعلوم سے واپس آ کر جب میں نے ان کو حضرت مدنی قدس سرہ کے حالات اور ارشادات سنائے تو غائبانہ طور پر حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے بہت زیادہ معتقد ہو گئے تھے۔ کھدر پوش بن گئے۔ ہر وقت انگریز کے خلاف جہاد کی تیاری کرتے رہتے تھے۔

ان کے عزائم اتنے بلند تھے کہ اس وقت وہ کشمیر پر بذریعہ جہاد قبضہ کرنے کا پروگرام بناتے رہتے تھے۔ مولوی صاحب باضابطہ عالم تو نہ تھے لیکن کالج میں چونکہ عربی لی ہوئی تھی۔ اس لئے قرآن کریم کا ترجمہ ان کے لئے آسان ہوگیا۔ مجھ سے ہدایہ اولین کے کچھ اسباق پڑھے تھے۔ فرماتے تھے کہ ہم نے کالج میں فلسفہ بھی پڑھا لیکن علم تو ان کتابوں میں ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس دور میں گویا مولوی صاحب مرحوم حضرت شاہ اسمٰعیل شہید ثانیؒ تھے۔ ان کا اصل مقصد شہادت کا حصول تھا۔ جو الحمد للہ بفضلہ تعالیٰ نصیب ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ...... اللہ تعالیٰ جنت الفردوس نصیب فرمائیں (آمین)۔ (ایضاص ۱۸)

## حضرت دبیر رحمۃ اللہ علیہ کا نالۂ دل

اولاد کی خواہش عام طور پر بڑھاپے میں سہارے کے لئے ہی کی جاتی ہے۔ نوجوان اولاد کی ضرورت بھی اسی عمر میں پڑتی ہے۔ حضرت سلطان المناظرین رحمۃ اللہ علیہ جب عمر کے اس سٹیج پر پہنچے تو ایک بیٹے (نازی منظور حسین شہید رحمۃ اللہ علیہ) راہ حق میں قربان ہوگئے۔ دوسرے (حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ) سنت یوسفی پر عمل کرتے ہوئے حوالہ زندان ہوگئے۔ تو شکستہ حال حضرت دبیر رحمۃ اللہ علیہ نے عید کے موقع پر نالہ دل یوں لکھا......

آرہی ہے اب مسلمانوں کی عید
مجھ کو لاحق ہے غم و رنج بعید

گم ہوئے مجھ سے میرے لخت جگر
جن کی تھی دشوار قیمت سے خرید

ایک ان سے جیل میں محبوس ہے
راہ حق میں ہوگیا دوئم شہید

نار فرقت نے کیا تن کو کباب
آنچہ من دیدم کسے ہرگز نہ دید

کوئی دم میں زندگانی ختم ہے
کٹ چکی مدت سے ہے حبل الورید

پیارے مظہر کو ہو آزادی نصیب
یہ نہیں فضل خدا سے کچھ بعید

## حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کا حوصلہ

آیت مبارکہ ولنبلونکم بشیء من الخوف (۱۱۱ ع، پارہ ۲ رکوع ۳) میں حق تعالیٰ نے مومنین کو طرح طرح کی آزمائشوں کی اطلاع دی ہے اور ساتھ ہی وبشر الصابرین سے ان آزمائشوں میں کامیابی کا نسخہ صبر قرار دیا ہے۔ عامل قرآن حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ صابرین کی صف اول میں تھے۔ والد گرامی کے اشعار کا جواب اشعار ہی میں دیا۔ جن میں تسلی بھی ہے اور صبر کی تلقین بھی، بلند حوصلے کے اشارے بھی ہیں اور خدا تعالیٰ پر کامل یقین کا اظہار بھی۔ ملاحظہ ہوں......

حضرت والا کو لاحق ہے یہ کیسا درد و غم
عید کے ایام میں طاری ہے کیوں کرب شدید

آیت "تبشیر" سے تسکین خاطر کیجئے
اہل ایمان کے لئے نازل ہوئی حق سے نوید

وعدہ "یسرین" ظاہر ہے کلام پاک میں
مشکلیں آسان ہوں گی آئیگا دور جدید

غم زدوں کے واسطے وارد ہوا لا تیئسوا
آیت قرآن را از گوش دل باید شنید

یاس و ناامیدی ہے مسلم کے لئے جرم عظیم
قادر مطلق سے ہر دم چاہئے رکھنا امید

راز ہائے حق میں مضمر دنیاوی آلام
فضل ہو جس پر خدا کا اس کی ہے ہر آن عید

کٹ کے دنیا سے لگائیں دل خدائے پاک سے
نقش دل پر چاہئے آیت "ھل من مزید"

ہو مبارک صد مبارک اس جہاں کو چھوڑ کر
قدسیوں میں جا ملا وہ آپ کا ولد رشید

راہ حق میں لے گئی اس کو حیات جاوداں
ہو خوشا ماں باپ جس کا ہو پسر ایسا سعید
عالم آخر میں پھر ''اللہ نجمع بیننا''
عارضی فرقت کا کیا غم ہے نہیں ''رجع بعید''

''مولوی صاحب'' کو دیکھا خواب میں کرتے دعاء
دو سزا بھائی کے بدلے مجھ کو اے رب حمید
شکوہ بے جا ہے شکایت ہے سراسر بیکار
تھا جو منظور حسین ہوتا نہ وہ کیونکر شہید

ایک دن مسجون کو بھی ہوگی زنداں سے نجات
رحمت غفار سے ہے یہ نہیں ہرگز بعید
گرچہ ہے بدکار ظالم اور نالائق جہول
لیک مولائے حقیقی سے نہیں ہے ناامید

سرور عالم محمد مصطفیٰ ﷺ کے واسطے
ہے دعا مظہر کی یارب کر عطاء صبر مزید

## دوران اسارت آزمائشیں

جیل ابتلاء و آزمائشوں کا دوسرا نام ہے۔ بڑے بڑے مہان لوگ اس فضاء میں ہزار سہولتوں کے باوجود آج کی اصطلاح میں Deeling پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ کوئی اس کے خوف سے وطن عزیز سے فرار اختیار کر لیتا ہے اور کوئی اس قید پر جلاوطنی کو ترجیح دے دیتا ہے۔ لیکن اکابر علماء اہل سنت علماء دیوبند کی تاریخ گواہ ہے کہ ہتھکڑیاں انہوں نے زیور اور کال کوٹھڑیاں انہوں نے ماتھے کا جھومر سمجھا ہے۔ حضرت قائد اہل سنت ''شیخ الهندؒ'' کے خوشہ چین اور حضرت مدنیؒ '' کے نام لیوا تھے۔ آپ نے عمر عزیز کے دس سے زیادہ سال جیلوں میں گزارے۔ حتیٰ کہ عین اس وقت جب کمر مثل کمان جھک چکی تھی۔ سہارے سے بھی چلنا درکنار، بیٹھنا اور اٹھنا بھی ناممکن تھا، آنکھیں آپریشن کے تکلیف دہ دور سے گزر چکی تھیں، ہاتھ کمزوری کے باعث کوئی چیز ٹھیک طرح سے پکڑ نہ سکتے تھے۔ ۱۹۹۸ء میں اڈیالہ جیل گئی

ماہ گزارے۔ اب بھی یہ تصور ہوش و حواس گم کر دیتا ہے کہ کیسے سلاخوں کے پیچھے خدام اپنے محبوب قائد کو سٹریچر پر آتا دیکھتے تھے۔ انگریز کے دور سے لے کر ان کے گماشتوں کے ادوار تک ہتھکڑیاں، بیڑیاں، جیلیں، سلاخیں، چکیاں، مشقتیں معمول زندگی رہیں۔ لیکن آفرین ہے کہ پائے استقامت میں کبھی معمولی سی لرزش آئی ہو۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے عاشق صادق مولانا حافظ محمد الیاس صاحبؒ نے خوب کہا ہے......

استقامت میں تیری ہمالہ شرم سار
آسمان کی رفعتیں ہوں جانثار

اس سلسلہ میں میرے مدعیٰ کی وضاحت شاید سنٹرل جیل لاہور کے اس واقعہ سے خوب ہوگی جو جناب نے اپنی قلم سے تحریر فرمایا ہے، ملاحظہ ہو......

(۱۹۳۹ء) چوہدری مہدی مرحوم کے قتل کیس کی ابتدائی ساعت کے دوران ہم چاروں ملزمان چکوال کی حوالات میں رہے (پھر) ہمیں ڈسٹرک جیل جہلم میں رکھا گیا۔ باقی تینوں احباب کو بیرکوں اور مجھے چکیوں میں رکھا گیا۔ میں کوٹھڑی میں پانچوں وقت اذاں دیتا رہا۔ جیل کے حکام زبانی روکتے رہے۔ (پھر) سنٹرل جیل لاہور میں بھی بندہ نے اذان شروع کر دی اور میرے کہنے پر چار پانچ اور قیدیوں نے بھی اذان کہنی شروع کر دی۔ انگریز کے دور میں بیس سالہ قیدیوں کو ایک بیرک میں نہیں رکھتے تھے۔ ان کی روزانہ ازدی لگتی تھی یعنی شام کو دوسری بیرک میں بھیج دیا جاتا تھا۔ فیصل آباد کے دس سالہ قیدی صوفی نور محمد تھے۔ جو بیرک نمبر ۱۶ میں ہی رہتے تھے۔ ایک رات میری ازدی اسی بیرک میں تھی۔ صوفی نور محمد صاحب نے صبح کی اذان دی تو اس پر جیل کے ایک اسسٹنٹ ڈپٹی کی طرف سے ایک قیدی نمبر دار آیا اور دریافت کیا کہ اذان کس نے دی ہے؟ ڈپٹی صاحب بلا رہے ہیں۔ صوفی صاحب نے کہا میں نے دی ہے۔ نمبر دار نے ان کو ساتھ لیا تو میں بھی ساتھ چل پڑا۔ اسسٹنٹ جو سکھ تھا اس نے صوفی صاحب سے پوچھا کہ تم نے اذان کیوں دی ہے؟ یہ جیل ہے۔ اس پر میں نے اسسٹنٹ سے کہا ہم مسلمان ہیں اور جیل میں آئے ہیں تو ایمان ڈیوڑھی میں نہیں چھوڑ آئے بلکہ ساتھ لائے ہیں۔ اس پر وہ آگ بگولا ہو گیا اور کرسی پر بیٹھے بیٹھے اس نے مجھ پر ہاتھ اٹھانے کا ارادہ کیا۔ لیکن کانپ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو ہمت نہ دی ورنہ اگر وہ ہاتھ اٹھاتا تو میں بھی مقابلہ کے لئے تیار تھا۔ اس وقت میری عمر تقریباً ۲۷ سال تھی۔ دین کا جذبہ بھی تھا اور کچھ جوانی کا جوش بھی۔ (چنانچہ) میری مشقت جیل کے پریس میں

لگا دی گئی۔ جیل میں چار پانچ بیرکوں میں اذانیں شروع ہو گئیں تو جیل انتظامیہ میں کھلبلی پیدا ہو گئی۔

ہفتہ میں ایک دن سپرنٹنڈنٹ دورہ پر آتا تھا۔ ایک دن ہماری بیرک میں دورہ تھا۔ تمام قیدی قطار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس کے آنے پر سب قیدی کھڑے ہو گئے اور ہاتھ میں اپنے اپنے ٹکٹ لئے جن پر قیدی کا نام اور دفعات درج ہوتے تھے۔ اس دوران میں نے دیکھا ایک اہلکار نے سپرنٹنڈنٹ کو میری طرف اشارہ کر کے میری نشاندہی کی ہے۔ وہ جب میرے قریب آیا میری دفعہ ۳۰۲ کو دیکھ کر کہنے لگا۔ تو بڑا اندھی بنا ہوا ہے۔ حالانکہ تو نے قتل کیا ہے اور یہ آیت پڑھی۔ ومن قتل مومنا متعمدا فجزاه جهنم وساءت مصيرا (جو شخص مومن کو جان بوجھ کر قتل کر دے اس کی سزا جہنم ہے جو برا ٹھکانہ ہے) اللہ تعالیٰ کی امرت سے میں نے جواب دیا۔ یہ قتل عمداً نہیں اور یہ آیت پڑھی فوكزه موسیٰ فقضی علیه حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس قبطی کو مکا مارا اور اس کی جان نکل گئی۔ قتل کرنے کا ارادہ نہ تھا۔ یہ جواب سن کر وہ پریشان ہو گیا اور اس نے اہلکاروں سے کہا کہ پریڈ کے بعد اس کو میرے دفتر لے آؤ۔ چنانچہ دورہ ختم ہونے پر مجھے دفتر میں بلایا اور کہا یہ جیل ہے یہاں اذان ممنوع ہے۔ میں نے کہا یہ شریعت کا حکم ہے میں نہیں چھوڑ سکتا۔ اس پر اس نے کہا تو پاگل ہے۔ میں نے یہ حدیث سنائی لن یومن احد کم حتی یقال له انک مجنون (تم میں سے کوئی مومن کامل نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ اس سے کہا جائے کہ تو پاگل ہے) اس پر اس قادیانی سپرنٹنڈنٹ نے کہا اسے یہاں سے نکال دو، نکال دو۔ چنانچہ اہلکار مجھے واپس بیرک میں لے آئے۔ لیکن ہم نے پھر بھی اذانیں شروع رکھیں۔ چند دنوں بعد ہم سب اذان دینے والوں کو ہتھکڑیاں اور بیڑیاں پہنا کر سنٹرل جیل ملتان بھیج دیا گیا۔ یہاں سپرنٹنڈنٹ سخت گیر تھا۔ اس نے میری تعلیم دیکھتے ہوئے کہا سنٹرل جیل لاہور نے پریس کے لئے ہم سے تعلیم یافتہ قیدی مانگے ہیں اور تمہیں یہاں بھیج دیا ہے؟ میں نے واضح کیا کہ میں وہاں اذان کہتا تھا اس لئے مجھے یہاں بھیج دیا ہے۔ اس نے کہا یہ جیل ہے ترغیب بھی ہے اور ترہیب بھی۔ لیکن میں نے صاف کہہ دیا یہ اسلام کا حکم ہے۔ جسے میں نہیں چھوڑ سکتا۔ اس نے میرے ٹکٹ پر لکھ دیا۔ اس کو چکیوں میں بند کر دیا جائے اور ۱۲ سیر گندم روزانہ پیسنے کے لئے لکھ دی۔ اہلکار مجھے چکیوں میں لے گئے۔ رات وہاں گزاری اور صبح پیسنے کے لئے ۱۲ سیر دانے آ گئے …… یہاں ایک نوجوان اسسٹنٹ میر صاحب تھے انہوں نے چکی پیسنے کے بجائے چرخہ کاتنا مشقت لگا دی۔ (پھر) اچانک سنٹرل جیل لاہور منتقلی ہو گئی۔ یہاں پھر چکیوں میں بند کر دیا گیا۔ (پھر) کچھ عرصہ بعد سنٹرل جیل راولپنڈی لایا گیا۔ یہاں مسلسل اڑھائی سال چکیوں

میں چکی پینے اور چرخہ کاتنے کی مشقت میں گزرے۔

الحمد للہ ثم الحمد للہ اسارت کے عرصہ میں مجھے یاد نہیں کہ قیدی ہونے کی حیثیت سے مجھے کوئی پریشانی لاحق ہوئی ہو۔ [حق چار یار، شیخ الادب ؒ نمبر ص ۳۹]

یہ تھا دین پر استقامت، اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے ڈٹ جانے کا ادنی سا نمونہ، اس جیسی بیسیوں مثالیں حیات مستعار میں موجود ہیں، جو حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کے اس جذبے کا پتا دیتی ہیں......

ڈوب جانا تو کوئی بات نہیں ہے لیکن
باعث شرم ہے طوفان سے ہراساں ہونا

## مذہب اسلام کی حقیقی تعبیر

مذہب اسلام کی مختلف فرقے اپنے اپنے ذہن سے تشریح کر رہے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اس سچے مذہب کی حقیقی تعبیر کس کے پاس ہے؟ حضرت قائد اہل سنتؒ نے اپنی ساری زندگی اس معمہ کو حل کرتے اور اس سوال کا جواب سمجھاتے گزاری......ملاحظہ ہو......

اللہ کے دین اسلام کا تحفظ ضروری ہے کیونکہ جب اسلام کے مقدس نام پر ہی کفر و باطل کی اشاعت ہو رہی ہو۔ مرزا غلام احمد قادیانی دجال کی جھوٹی نبوت کو منوانے کے لئے اسلام ہی کا نام استعمال کیا جا رہا ہو۔ حضور نبی کریم رحمۃ للعلمین خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برحق خلفاء راشدین امام الخلفاء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ و دیگر جنتی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تردید و تکفیر بھی اسلام کے نام پر ہی کی جا رہی ہو اور سرور کائنات کی ازواج مطہرات امہات المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو بھی العیاذ باللہ اسلام کے نام پر ہی بے ایمان قرار دیا جا رہا ہو، تو اس دجل و تلبیس کے ظلماتی دور میں اسلام حقیقی کی پہچان کے لئے ان نورانی نشانات کا تحفظ ضروری ہے۔ جو کتاب و سنت کی نصوص سے ثابت ہیں اور ان نشانات حق میں سے......سنت اور جماعت صحابہؓ...... دو ایسے اہم بنیادی نشان ہیں جن کے تحفظ کے بغیر اصلی اسلام کا تحفظ ناممکن ہے اور اخروی نجات بھی انہیں سے وابستہ ہے۔ چنانچہ خود نبی کریم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حقیقت کا اظہار اس معجزانہ ارشاد میں فرما دیا ہے۔ جس میں بطور پیشنگوئی امت کے ۷۳ فرقوں میں سے صرف ایک فرقہ (هم ما انا علیه واصحابی) کے جنتی ہونے کی

خبر دی ہے۔ باطل اور غیر ناجی فرقوں سے امتیاز کے لیے ہی علماء حق نے اپنا امتیازی نام اہل سنت و جماعت ظاہر کیا ہے جو احادیث نبویہ سے ثابت ہے۔ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزانہ ارشاد ما انا علیہ واصحابی کی تشریح میں لکھا ہے......

متعدد فرقوں میں سے ناجی فرقہ کی تمیز کے لئے جو دلیل حضور پیغمبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے وہ الذین هم ما انا علیه واصحابی ہے۔ یعنی اس ناجی فرقہ والے وہ لوگ ہیں جو میرے اور میرے اصحاب کے طریقہ پر چلنے والے ہیں اور اس مقام میں باوجودیکہ خود صاحب شریعت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کافی تھا۔ صحابہ کرام کے ذکر کی یہ وجہ ہے کہ تاکہ لوگ جان لیں کہ میرا طریقہ وہی ہے جو میرے اصحاب کا طریقہ ہے اور راہ نجات فقط ان کے طریقے کی پیروی سے وابستہ ہے اور اس میں شک نہیں ہے کہ جو فرقہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کو لازم قرار دیتا ہے وہ اہل السنت والجماعت ہی ہیں۔

[مکتوبات امام ربانی جلد اول مکتوب نمبر ۳۱ بحوالہ خدام اہل سنت کا تعارف]

حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کی نجی واجتماعی محافل، تحاریر وتقاریر میں یہی ذکر سب سے زیادہ ہوتا تھا۔ آپ اپنے زور استدلال سے تادم آخر یہی ثابت کرتے رہے کہ مذہب اسلام کی صحیح تعبیر مذہب اہل سنت و جماعت ہے۔ اخروی نجات کا ضامن یہی سچا مذہب ہے......

## مذہب اہل سنت کی صحیح تشریح

مذہب اسلام پر عمل پیرا حقیقتاً اہل السنت والجماعت ہی ہیں۔ لیکن جب سوال اٹھا کہ مذہب اہل سنت کے دعوے دار بھی تو کئی لوگ ہیں؟ ان میں امتیاز کیسے ہوگا؟ یہ دوسرا سوال تھا جس کے جواب کے لئے حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی وقف کردی۔ فرماتے ہیں......

پوری ایک صدی گزر چکی ہے کہ متحدہ ہندوستان میں اپنے دور کے علمائے محققین اور اولیاء کاملین نے متوکلا علی اللہ ۱۵ محرم ۱۲۸۴ھ بمطابق ۳۰ مئی ۱۸۶۷ء میں دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھی تھی۔ یہ وہ دور تھا جبکہ انگریز پوری طرح مسلط ہو چکا تھا اور فرنگی ڈپلومیسی اسلامی عقائد وشعار کے خلاف اپنی جابرانہ قوت وسیاست کے جوہر دکھا رہی تھی۔ ان ناگفتہ بہ اور صبر آزما حالات میں اکابر ملت اور علماء اہل السنت والجماعت نے شرعی، دینی علوم وافکار کے تحفظ کے لئے اس دارالعلوم کی داغ بیل ڈالی۔ امام الاولیاء حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہاجر مکی کی دعوات، حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد

قاسم نانوتویؒ کے اخلاص وتقویٰ اور قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ کی توجہات باطنی کے ذریعہ بفضل خداوندی دارالعلوم دن بدن ترقی کی منزلیں طے کرتا گیا اور اب تک ہزاروں علماء تکمیل علم کی سند لے کر ملک وملت کی خدمات انجام دے رہے ہیں اور تقسیم ہند کے بعد بھی پاکستان میں زیادہ تر انہیں علماء اہل السنت والجماعت کے ذریعہ اسلامی علوم واعمال کی اشاعت وحفاظت ہو رہی ہے۔ جو بلاواسطہ یا بالواسطہ دارالعلوم دیوبند سے شرف تلمذ رکھتے ہیں......

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اور یہ بھی بلا ریب حقیقت ہے کہ اگر برصغیر میں دارالعلوم دیوبند اور اس کے فیض یافتہ اکابر علماء کا وجود نہ ہوتا تو عالم اسباب میں مذہب اہل السنت والجماعت کی صحیح صورت ناپید ہوتی۔ الا ماشاء الله .

اکابر دیوبند الحمدللہ مذہب اہل سنت کے صحیح ترجمان ہیں۔ اور نہ صرف شریعت کے ظاہری علوم کے وارث ومحافظ ہیں بلکہ ان کو حق تعالیٰ نے باطنی وروحانی کمالات نبوت کی وراثت بھی عطاء فرمائی ہے...... [سالانہ روئیداد جامعہ عربیہ اظہار الاسلام، ۱۹۶۷ء تا ۱۹۶۸ء ص ۱۵]

دیکھیئے! کس وضاحت وسلاست کے ساتھ حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے اکابر علماء دیوبند کو مذہب اہل سنت کا صحیح ترجمان ثابت کیا۔ حضرت اقدسؒ کو دیکھنے اور سننے والے خوب جانتے ہیں کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کس جذبے وعقیدت کے ساتھ اپنے بزرگوں کا تذکرہ کیا کرتے تھے......

## اکابر علماء دیوبند کے مسلک کی سچی تصویر

مذہب اسلام مذہب اہل سنت ہی ہے جس کی صحیح ترجمانی اکابر علماء دیوبند نے کی ہے۔ اس وضاحت کے بعد تیسرا سوال یہ اٹھتا ہے کہ افتراق وانتشار کے اس دور میں اکابر علماء دیوبند کے نام لیوا بھی تو بہت ہیں؟ اسی پلیٹ فارم سے خارجیت، یزیدیت، مماتیت، بلاتفریق مذہب سیاست، تحریک اتحاد بریلویت بھی تو پیش کی جا رہی ہیں۔ یہاں ہم اکابر علماء دیوبند کا صحیح ترجمان کسے کہیں گے؟ ان طوفانوں سے نکلنے کے لئے مسلک اکابر کی صحیح پرکھ کے لئے ہمارے پاس معیار اور کسوٹی کیا ہے؟

تو میں بلا تامل، بغیر کسی ہچکچاہٹ وتذبذب کے گزارش کروں گا کہ...... اکابر علماء دیوبند کے صحیح ترجمان، اور ان کے مسلک کے حقیقی شارح، مزاج اکابر کی پرکھ کے لئے معیار اور کسوٹی حضرت قائد

اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی ہے۔ آنجناب نے لحہ لحہ، کروٹ کروٹ اکابر کا مسلک بلا خوف لومۃ لائم قدم بقدم بیان کیا ہے۔ میری اس جسارت کی تائید اکابرین امت کی ان تائیدات سے ہوتی ہے۔ جوانہوں نے گاہے بگاہے حضرت قائد اہل سنتؒ کی ذات گرامی اور ان کے مشن وافکار کے لئے پیش کیں ہیں......ملاحظہ ہوں......

## ......تائیدات اکابر......

### شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

نظر بندی کا علم فقط اس خط سے ہوا۔ اگرچہ عرصۂ دراز سے کوئی والا نامہ نہیں آیا تھا۔ مگر یہ خیال نہ تھا۔ حق تعالیٰ آپ حضرات کے اس دینی جہاد کو قبول فرمائے اور باعث کفارۂ سیات اور ترقی درجات کرے۔ محترما! اس دور فتن میں دین کو پکڑنا قبض علی الجمر کا مترادف ہے۔ سوچ سمجھ کر کام کرنا چاہیے۔ اگر تعلیمات دینیہ کا مشغلہ ہو تو زیادہ مفید اور ضروری معلوم ہوتا ہے......بہر حال سوچئے اور سمجھئے اسلاف کرام کے طریقہ پر چلئے واللہ معکم اینما کنتم جو رشتہ دار ادھیڑ عمر والی بیعت ہونا چاہتی ہیں۔ ان کو آپ خود کیوں نہیں بیعت کر لیتے؟ آپ نیابتاً میری طرف سے ان کو بیعت کر لیں اور امور بیعت پر عہد لے کر تسبیحات ستہ کی تلقین فرمادیں۔ [مکتوبات شیخ الاسلام جلد ۴]

مدرسہ کا چکوال میں ہونا زیادہ مفید معلوم ہوتا ہے۔ استخارہ مسنونہ سات مرتبہ کر لیجئے۔ اگر خواب میں کوئی ہدایت ہو تو فبہا ورنہ رجحان قلبی پر عمل کیجئے۔

مدرسہ کا چکوال میں قیام ہو گیا تو فرمایا......

خدا کے فضل سے مع الخیر ہوں۔ قیام مدرسہ کا مفصل حال معلوم ہوا۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کی ترقی فرمائے۔ مخلصانہ طور پر مدرسہ کی خدمات انجام دیں۔

مولانا مطیع الرحمٰن صاحب نے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی درخواست کی تو آپ نے جواب میں تحریر فرمایا......

مولانا سید خورشید صاحب کی خدمت میں قصبہ عبدالحکیم ضلع ملتان میں چلے جائیں۔ اگر بالفرض وہ وہاں نہ ملیں تو ان کا پتہ کسی سے قصبۂ مذکورہ میں معلوم کر کے ان کی خدمت میں حاضر ہو جائیں۔

دوسرے مولانا مظہر حسین صاحب مقام بھیں تحصیل چکوال ضلع جہلم میں مقیم ہیں۔ان کے پاس تشریف لے جائیں۔ [بحوالہ ماہنامہ حق چاریار رضی اللہ عنہم اپریل ۱۹۹۴ء]

## شیخ الادب مولانا اعزاز علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

جو حالات آپ نے تحریر فرمائے ہیں۔ان کے ہوتے ہوئے افسوس کرنا، آپ معاف کریں میرے نزدیک کفران نعمت الٰہیہ ہے۔آپ ذکر قلبی بھی کرتے ہیں اور ذکر لسانی بھی اور یہ بھی امید ہے کہ ذکر تمام بدن پر مستولی ہو جائے۔پھر جو آپ کا فرض منصبی ہے کہ گمراہوں کو راہ ہدایت پر لائیں۔ وہ بھی ادا کرتے ہیں۔اس کے بعد اب آپ اور کیا چاہتے ہیں؟ اب اور چاہتے کیا ہو۔پیغمبری مل جائے؟ خدا کا شکر کیجئے۔آپ کی یہ حالت ہم جیسے ناکاروں کے لئے غبطہ کے قابل ہے۔آپ نے جیل خانہ میں رہ کر قلب کی ایسی اصلاح کی جو ہم جیسے آزاد رہ کر نہ کر سکے۔ہماری حالتوں سے عبرت حاصل کیجئے۔اور خدا کا شکر ادا کیجئے۔ [حق چاریار شیخ الادب رحمۃ اللہ علیہ نمبر ص ۷۳]

آپ کے حالات گاہے بگاہے ان کے (مولانا کرم الدین دبیر رحمۃ اللہ علیہ حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی) نوازش نامہ سے معلوم ہوتے رہتے ہیں۔یہ معلوم ہوا کہ جیل میں آپ نے سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور وہاں سے ایماء ہوا کہ آپ اذان میں اخفاء سے کام نہ لیں۔ تو آپ نے جہر شروع کر دیا۔اصحاب جیل نے اس کو نامناسب خیال کیا اور آپ کو ممانعت کی اور پھر عدم امتثال کی بناء پر تنبیہ کی۔**میرے محبوب عزیز!** اذان پر اسقدر اصرار کہ سالہا سال سے تکلیفیں آپ اٹھا رہے ہیں۔مناسب نہیں رہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امر کا امتثال سو اپنی استطاعت سے زیادہ آپ کر چکے۔ [ایضاً ص ۷۸]

سنا کرتے تھے کہ بعض لوگ دریا کو ہضم کر لیتے ہیں مگر ڈکار نہیں لیتے۔ایسے لوگ دیکھے نہ تھے۔مگر ایسے لوگ دیکھے کہ حضرت مولانا مدظلہ کی خلافت حاصل کر لیتے ہیں۔اور کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہونے دیتے۔معلوم نہیں آپ اُن میں سے ہیں یا نہیں …… [ایضاً ص ۹۲]

آپ کسر نفسی میں اس قدر متجاوز عن الحدود ہو گئے ہیں کہ مجھ کو خوف ہے کہ آپ کے الفاظ کفران نعمت میں داخل نہ ہو جائیں۔حضرت مولانا مدنی مدظلہ کی اجازت ہرگز نااہل کے لئے نہیں ہو سکتی۔آپ خدا کا شکر ادا کریں اور اس منصب کو غیر مترقبہ نعمت جان کر مدارج میں ترقی کریں۔وساوس وخطرات دل سے نکال دیں۔ [ایضاً ص ۹۴]

## شیخ التفسیر حضرت لاہوری رحمہ اللہ، مجاہد ملت حضرت ہزاروی رحمہ اللہ

حاجی محبوب احمد عارف ہوشیار پوری رحمہ اللہ ماہنامہ تبصرہ اپریل ۱۹۸۱ء کے ہزاروی رحمہ اللہ نمبر میں لکھتے ہیں جمعیت علماء اسلام کا قیام عمل میں آیا اور اس کی امارت حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری صاحب رحمہ اللہ کو متفقہ طور پر سونپی گئی۔ جس پر حضرت آمادہ نہ ہوتے تھے۔ تو اس شرط پر قبول فرمائی کہ سیکرٹری حضرت مولانا غلام غوث صاحب کو چن لیا جائے۔ چنانچہ حضرت شیخ التفسیر کے ارشاد کی تعمیل میں حضرت مولانا کو جمعیت کا سیکرٹری منتخب کیا گیا۔ حضرت مولانا عبدالحنان صاحب ہزاروی رحمہ اللہ ان دنوں حیات تھے اور علیل بھی۔ حضرت مولانا غلام غوث صاحب کی رائے تھی کہ حضرت مولانا موصوف کو سیکرٹری چن لیا جائے۔ حضرت مولانا عبدالحنان صاحب نے اپنی بیماری اور خرابی صحت کا عذر حقیقی پیش کیا۔

مجلس شوریٰ کا انتخاب حضرت شیخ التفسیر کو تفویض ہوا کہ جس کو مناسب خیال فرمائیں ممبر شوریٰ منتخب فرمالیں۔ چنانچہ حضرت لاہوریؒ قدس سرہ کی طرف سے شوریٰ کے منتخب ممبران کے ناموں کی ایک فہرست ان دنوں شائع فرمائی گئی۔ جنہیں حضرت نے منتخب فرمایا تھا۔ اسی فہرست کی اشاعت کے بعد حضرت مولانا غلام غوث رحمہ اللہ مکان پر تشریف لائے اور راقم سے دریافت فرمایا کہ کوئی ایسا آدمی تو نہیں جو شوریٰ کے لیے بہتر ہو اور وہ اس فہرست سے رہ گیا ہو؟ میں نے جواباً عرض کیا! حضرت مدنی رحمہ اللہ کے ایک خلیفہ رہ گئے ہیں۔ ان کا اسم گرامی اس میں درج نہیں۔ فرمایا وہ کون بزرگ ہیں؟ میں نے عرض کیا ''حضرت قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ العالی'' اس پر حضرت مولانا رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت مدنی رحمہ اللہ سے مجاز ہوں اور شوریٰ میں نہ لئے جائیں یہ کیسے ممکن ہے؟ میں تو حضرت قاضی صاحب سے واقف نہیں حضرت لاہوری رحمہ اللہ سے قاضی صاحب کے بارے میں عرض کروں گا۔ اس گفتگو کے دو چار روز بعد پھر حضرت مولانا تشریف لائے۔ فرمایا میں نے حضرت لاہوری رحمہ اللہ سے قاضی صاحب سے متعلق عرض کیا تو حضرت نے فرمایا کہ میں قاضی صاحب سے خوب واقف ہوں۔ قاضی صاحب تو ہمارے خاص آدمی ہیں۔ وہ ہمارے ہیں اور ہمارے ساتھ ہی رہیں گے۔ میں نے قاضی صاحب کی جگہ فلاں آدمی کو شوریٰ کا ممبر چن لیا ہے اگر وہ باہر رہتا تو ہمارے لیے پریشانی کا باعث ہوتا۔ حضرت مولانا رحمہ اللہ نے ان صاحب کا نام مجھ سے مخفی رکھا جنہیں حضرت قاضی صاحب کی جگہ چنا

گیا تھا۔ اس کے بعد حضرت مولانا رحمہ اللہ کے حضرت قاضی صاحب مدظلہ سے روابط پیدا ہو گئے اور حضرت قاضی صاحب مدظلہ کی معیت میں ایک دفعہ حضرت مولانا نے چکوال کے دور دراز علاقوں کے دیہاتوں کا تبلیغی سفر فرمایا جس میں کہیں اونٹوں پر تو کہیں پیدل دشوار گزار راستوں میں چلنا پڑا۔ اس تبلیغی سفر کے بعد مولانا رحمہ اللہ نے احقر سے فرمایا کہ میں نے قاضی صاحب کے ساتھ دوران سفر مشاہدہ کیا ہے کہ حضرت قاضی صاحب سراپا اخلاص اور مجسمہ للہیت ہیں۔ چنانچہ حضرت مولانا رحمہ اللہ نے اس سفر کی کاروائی قلمبند کر کے رسالے میں شائع کی۔

## مادر علمی دارالعلوم دیوبند کی تائید

مولانا لعل شاہ بخاری کی کتاب ''استخلاف یزید'' منظر عام پر آئی جس میں حضرت امیر معاویہؓ کے متعلق گستاخانہ عبارات تھیں۔ جواب میں حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ نے ''دفاع امیر معاویہ رضی اللہ عنہ'' کتاب لکھ کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا خوب دفاع کیا۔ دونوں کتابوں کا موقف جب مرکز رشد و ہدایت دارالعلوم دیوبند بھیجا گیا تو دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء سے ۱۴۰۵ھ میں اس وقت کے تمام مفتیان کرام نے حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے موقف کی تائید میں درج ذیل کلمات تحریر فرمائے......

ھوالموفق والمعین! سوال میں مولانا شاہ بخاری کی کتاب ''استخلاف یزید'' اور مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کی کتاب ''دفاع حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ'' کے جو حوالے نقل کئے گئے ہیں، اس سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ قاضی مظہر حسین کا موقف درست اور اہل سنت والجماعت اور علماء دیوبند کے مطابق اور بخاری لعل شاہ کا موقف اس باب میں غیر معتدل اور شیعی مزاج کے مطابق ہے، ان کی عبارات میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی تنقیص عیاں ہے جو اہل سنت و جماعت کے مسلک کے قطعاً خلاف ہے۔ مولانا لعل شاہ بخاری کا فریضہ ہے کہ اپنی کتاب سے ان عبارتوں کو خارج فرما دیں جن سے صحابی رسول، کاتب وحی حضرت معاویہؓ پر چوٹ ہوتی ہے۔ [دارالافتاء دارالعلوم دیوبند]

## شمس العلماء علامہ شمس الحق افغانی رحمہ اللہ

مودودی صاحب کی تحریرات پر نگاہ ڈالی گئی۔ موصوف کے متعلق احقر کا تاثر یہ ہے کہ آپ بھی

کریم علیہ الصلوۃ والسلام کے لائے ہوئے اسلام سے مطمئن نہیں ہیں۔اس لئے اس کو اپنے ڈھب پر لانا چاہتے ہیں۔جس کے لیے اصلی اسلام میں ترمیم ناگزیر ہے۔لیکن اس کا چھپانا بھی ضروری ہے۔اس لئے وہ اپنی اس ترمیم کے تخریبی عمل کو انشاء پردازی، اقامت دین کے نعروں میں چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔مولانا مظہر حسین صاحب و دیگر علماء حق نے پردوں میں چھپی ہوئی اس حقیقت کو عوام پر ظاہر کر دیا اور سعید روحوں کے لئے راہ ہدایت کھول دی......

فجزاھم اللہ خیر الجزاء . [ترجمان اسلام لاہور، جون ۱۹۶۴ء]

## خورشید تصوف سید خورشید شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۶۹ء تحریک خدام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ پاکستان کا قیام عمل میں لایا گیا۔حضرت قائد اہل سنتؒ نے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ارشد حضرت پیر سید خورشید شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو سرپرست تجویز فرمایا۔حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے علم ہونے پر حافظ عبدالوحید صاحب حنفی کے نام یہ کلمات بابرکات تحریر فرمائے......

حضرت قاضی صاحب نے اپنی منشاء کے مطابق جماعت خدام اہل سنت تشکیل فرمائی ہے۔اللہ تعالیٰ ان کے ارادے اور نیت میں خلوص عطاء فرمادے اور اس ذریعہ و طریقہ کار سے اللہ تعالیٰ مسلم قوم کی کوئی بہتر صورت ترقی کی پیدا فرمادے (آمین)۔اس فقیر ناچیز کو بھی انہوں نے شاید الہام سے یا اپنے نور بصیرت سے نامزد کر لیا ہے۔اللہ تعالیٰ عاقبت بہتر اور امید افضاء بنادے۔آپ شوق و ذوق سے کام کریں اور مدد فرمائیں۔والسلام علی من اتبع الھدیٰ......

اب حضرت قاضی صاحب سلمہ ربہ کے قلب مبارک سے جماعت خدام اہل سنت کی تحریک اٹھی ہے تو اس کے حق بجانب ہونے میں کیا شبہ ہے۔اللہ تعالیٰ اس میں خیر و برکت اور ترقی عطاء فرمائے۔

[مکتوب بنام مولانا محمد یعقوب جالندھری ۱۹۷۰ء]

حضرت مولانا سید محمد امین شاہ صاحب مخدوم پوری مدظلہ جو حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ارشد ہیں فرماتے ہیں......

سیدی و مرشدی حضرت پیر سید خورشید شاہ صاحبؒ کے متعلق حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ حضرت شاہ صاحب قطب تکوینی ہیں۔پھر حضرت اقدس شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے وصال سے قبل

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نام یہ پیغام دیکر بھیجا کہ..... حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے جو امانتیں دیں تھیں وہ سب میں نے آپ کے سپرد کر دیں ہیں...... الخ

## محدث کبیر مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکوڑہ خٹک

میرے نزدیک اہل سنت و جماعت کا تعاون ہر مسلمان پر لازم ہے۔ اہل سنت و جماعت کے عقائد کے تحفظ کے سلسلہ میں اس جماعت کی خدمات قابل صد تحسین ہیں۔ جماعت کے بانی اور امیر مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ شیخ العرب والعجم امیر المومنین فی الحدیث مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ خاص اور آپ کے صحیح جانشین ہیں۔ حضرت قاضی صاحب کا مجاہدانہ ولولہ، بے مثال عزم تاریخ کا ایک زریں باب ہوگا۔ ملت اسلامیہ کا فرض ہے کہ حقیقی کلمہ اسلام کے تحفظ کے لئے پیم تگ و دو میں حضرت قاضی صاحب کی آواز پر لبیک کہیں اور اسلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دشمنوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیں! [بحوالہ حق چاریار رضی اللہ عنہم، اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نمبر ص ۳۱۹]

## مہتمم دارالعلوم دیوبند مولانا مرغوب الرحمٰن

گرامی نامہ، تین رسائل حق چار یارؓ بمع تازیانہ عبرت نظر نواز ہوا۔ دارالعلوم دیوبند سے محبت و عقیدت کی بات ہے کہ آپ نے یاد فرمایا۔ بندہ اس کے لئے صمیم قلب سے شکر گزار ہے۔ رسالہ حق چار یارؓ کے ذریعے ملت اسلامیہ نیز مسلک حق کی بڑی خدمت انجام دی جارہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے افادہ کو مزید عام بنائے اور آپ حضرات کی خدمت کو قبول فرمائے، آمین۔ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلھم کی خدمت میں خیریت مزاج طلبی کے بعد سلام مسنون عرض ہے۔ نیز دارالعلوم دیوبند اور اس خادم دارالعلوم کے لئے خصوصی طور پر دعا کی درخواست بھی فرمادیں۔ [مکتوب بنام حافظ عبدالوحید حنفی، ۱۴۱۰ھ]

## شیخ الحدیث مولانا سید حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلھم ردمودودیت اور رد شیعیت کے سلسلہ میں جو کام کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ مولانا کی تحریرات مدلل اور معقول ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی کو جو رد فرق باطلہ کے سلسلہ میں انہوں نے کی ہیں مشکور بنائے اور ان کے لئے صدقہ جاریہ بنائے۔

[مکتوب بنام مولانا انور صاحب]

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہم مشاجرات صحابہؓ اور ان کے بعد کے واقعات میں حضرات اکابر علماء دیوبند کے مسلک و تحقیقات پر مضبوطی سے قائم ہیں۔ [بحوالہ حق چار یارؓ کاندھلوی نمبر ص ۳۶]

## محمود ملت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ

محترم قاضی صاحب ہمارے بھی بزرگ ہیں۔ ہم نے الحمد للہ اختلاف رائے کے باوجود احترام سے اُن کا ذکر کیا ہے۔ کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ جماعتی اختلاف پیدا ہو جانے کے بعد ہم نے ان کے خلاف کوئی کلمہ زبان سے نکالا ہو۔ حضرت مدنی قدس سرہ ہم سب کے ہیں اور ان کی مقدس روحانیت سے ہمیں رہنمائی ملتی ہے۔ لیکن حضرت قاضی صاحب جیسے بزرگ نے جو علیحدگی کا اعلان فرمایا ہے۔ اس سے جماعت کے سب لوگوں کو نیازمندانہ شکایت پیدا ہوئی۔ آخر سب اپنے ہی تو لوگ ہیں۔ اس طرح کی سزا دینا ان کی بزرگی اور شفقت کے شایان شان نہ تھا۔ بہر حال ہم اب بھی ان کے نیازمند ہیں۔ خدا وہ وقت نہ لائے جب ہم میں اور ان میں کدورت پیدا ہو۔ والعیاذ باللہ.

میرا اسلام قاضی صاحب سے عرض کر دیں۔ [مکتوب بنام حافظ عبدالوحید حنفی، ۱۹۷۱ء]

## مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم کا مقالہ۔ دفاع صحابہؓ۔ احقر نے حرفاً حرفاً سنا۔ اس مقالہ سے فاضل مصنف نے مذہب اہل سنت و جماعت کی ترجمانی کا حق ادا کر دیا ہے۔ اور رافضیت و خارجیت دونوں فتنوں سے اہل سنت و جماعت کو آگاہ کرنے اور محفوظ رکھنے کی کوشش کی ہے۔ یہ مقالہ ناظرین کرام کی خصوصی توجہ کا مستحق ہے۔ بالخصوص مقالہ کا وہ حصہ جس میں پاکستان میں خارجیت و ناصبیت کے فروغ پانے کے خطرے کی طرف توجہ دلائی گئی۔ سنی علماء و مشائخ کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ افلا اکون عبداً شکورا ...... [تائیدی تبصرے ص ۵۵]

## حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ماہنامہ حق چار یارؓ کے دو پرچے ملے جن کو دیکھ کر بڑی مسرت ہوئی۔ الحمد للہ کہ آپ حضرات نے ان نامساعد حالات میں جانثاران نبوت عظمیٰ کے کارناموں سے امت کو روشناس کرانے کے لئے عملی

قدم اٹھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ثابت قدم رکھے اور اپنی رحمت کے ساتھ اس کے دوام و استحکام عطا فرمائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ جناب قاضی صاحب کو صحت و عافیت کے ساتھ تا دیر سلامت رکھے، تا کہ ان کے علمی، روحانی اور دینی برکات سے ہم جیسے نا اہل مستفیض اور مستفید ہوتے رہیں۔

گرامی نامہ کافی دنوں سے آیا ہوا تھا، مگر میں متعدد اسفار میں رہا اس لئے جواب عرض نہ کر سکا۔ نیز اس لئے بھی قلم نہ اٹھا سکا کہ انما یعرف ذوالفضل من الناس ذووہ۔ البتہ حضرت قاضی صاحب زیدمجدہم کے متعلق اتنا عرض کر سکتا ہوں کہ آپ کے علم و فضل، جہاد و مجاہدہ کے لئے یہ بات کافی و وافی ہے کہ قطب عالم حضرت مولانا سید حسین مدنی قدس سرہ العزیز نے آپ کو خلافت سے سرفراز فرمایا۔ یہ فضل سب سے بڑا فضل اور سب سے بڑا اشرف ہے۔ (حق چار یار جون تا مئی ۱۹۹۸ص ۵۵)

## یادگار اسلاف مفتی سید عبدالشکور صاحب ترمذی رحمۃ اللہ علیہ

تحریک خدام اہل سنت و جماعت کا ترجمان ماہنامہ حق چار یار " مخدومی حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب زادمجدہم کی سرپرستی میں شائع ہو رہا ہے۔ اس کے کئی پرچے نظر سے گزرے۔ بحمد للہ اپنے موضوع پر اس میں کافی مواد پایا۔ حضرت قاضی صاحب موصوف کو مسلک اہل سنت و جماعت کی حقانیت کے اثبات کے سلسلہ میں خصوصی ذوق اور شغف حاصل ہے اور اپنے اکابر کے ذوق کی حفاظت کا حضرت موصوف کو بے حد خیال ہے۔ امید ہے کہ وہ اس ماہنامہ کے ذریعہ احقاق حق اور ابطال باطل کا فرض انجام دیتے ہوئے اپنے اکابر کے خصوصی ذوق کو ملحوظ خاطر رکھیں گے اور افراط و تفریط سے بچ کر اعتدال کے ساتھ مسلک حقہ اہل السنت والجماعت کی حسب سابق صحیح ترجمانی کریں گے۔ (حق چار یار جولائی تا اگست ۱۹۸۹ء، ص ۶۰)

## بانی دار العلوم سرحد مولانا محمد ایوب جان بنوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ العالی کی علمی اور تصنیفی خدمات قابل قدر ہیں۔ جب بھی ان کی تصنیف کے مطالعہ کا موقع ملتا ہے۔ روزمرہ علالت کے باوجود پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔ پوری تصنیف نہ بھی پڑھ سکوں جب بھی سرسری نظر دوڑائے بغیر تجسس کو تسکین نہیں ملتی۔ حال ہی میں حضرت قاضی

صاحب مدظلہ العالی کی چند تصنیفات و تالیفات، خارجی فتنہ، سنی مذہب حق ہے، عقیدہ عصمت انبیاء اور مودودی، حضرت لاہوری فتنوں کے تعاقب میں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور مودودی، میاں طفیل کی دعوت اتحاد کا جائزہ وغیرہ دستیاب ہوئیں، ان کی افادیت مسلم ہے پڑھنے سے حق کی رہنمائی اور نشاندہی ہوتی ہے۔ دلائل و جوابات، قاری کے فہم و ادراک کو بیدار کرنے والے پر مغز خیالات، حقائق سے لبریز مرصع تحریر حضرت قاضی صاحب ہی کا طرۂ امتیاز ہے۔ سنی اکابر کے لئے ان کی مسلسل تگ و دو، اور باطل فرقوں کا کامیاب تعاقب، اکابر کے خیالات و افکار خصوصاً شیخ مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی دوربین سوچ کی صحیح ترجمانی ہے۔ اللہ رب العزت حضرت قاضی صاحب مدظلہ العالی کی عمر میں برکت عطاء فرمائیں۔ اُن کے قلم کی قوت اور کاٹ اور تحریک کی جوانی کو قائم دائم رکھیں۔ [تائیدی تبصرے، ص ۱۸]

## حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہم کی تصنیف خارجی فتنہ (حصہ اول) کے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ متعدد مقامات کا مطالعہ کیا۔ مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد کے واقعات میں وہ حضرات اکابر دیوبند کے مسلک و تحقیقات پر مضبوطی سے قائم ہیں۔ بحمد للہ میں بھی ان ہی اکابر کے مسلک کو حق جانتا اور مانتا ہوں۔ اور اس دور پرفتن میں ضروری سمجھتا ہوں کہ ان اکابر رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک سے انحراف نہ کیا جائے۔ اس سے انحراف گمراہی کا راستہ کھول دے گا۔ حضرت قاضی صاحب مدظلہم کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے کہ انہوں نے فتنہ خارجیت اور یزیدیت پر قلم اٹھایا اور اکابر دیوبند سے لے کر حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تک اکابر ہند کے اقوال، قرآن و حدیث، فقہ اسلامی اور تاریخ کے حوالہ جات جمع کر کے ان فتنوں اور غلط خیالات کی تردید شروع کی۔

اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور توفیق مزید دے۔ [ایضاً ص ۱۱]

## شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد مالک کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ اسلام پر نظر کرنے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اسلام میں سب سے پہلے دو عظیم فتنوں نے امت میں انتشار و تفریق اور عمارت اسلام میں تخریب کا عمل جاری کیا۔ ایک فتنہ رافضیت و تشیع کا دوسرا خارجیت کا۔ امت کی فلاح و کامیابی اسی میں مضمر ہے کہ اصحابی کالنجوم کا اعتقاد کامل رکھتے ہوئے

سفینہ اہل بیت میں پناہ لے۔ تب ہی وہ فتنوں کی موجوں سے ہدایت ونجات کے ساحل تک پہنچ سکتا ہے۔ اسی مقصد عظیم سے ہمکنار بنانے کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کی کتاب - خارجی فتنہ - اہم ترین ذریعہ اور سامان ہے۔ حضرت مولف زید مجدہ نے اپنی اس تالیف میں بڑی کاوش سے ایسے حقائق جمع کردیئے ہیں۔ جو مختلف قسم کی کتابوں اور عبارتوں سے پیدا شدہ اوہام کو الحمدللہ دور کر رہے ہیں۔ خداوند عالم مولف زید مجدہ کو جزائے خیر عطاء فرمائے اور مسلمانوں کو اس تالیف کے ذریعہ نفع پہنچائے۔ (آمین) (ایضاً ص ۱۰)

## شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت قائد اہل سنتؒ کی یادگار تصنیف خارجی فتنہ (حصہ اول) پر طویل تبصرہ کے بعد لکھتے ہیں......

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت قاضی صاحب کے پیش کردہ اہل حق کے موقف ومسلک سے ہمیں نہ صرف اتفاق ہے بلکہ یہی ہمارا عقیدہ اور ایمان ہے۔ بلاشبہ ان دونوں مسئلوں (① حضرت علیؓ خلیفہ راشد تھے۔ ان کی خلافت موعودہ تھی۔ ② حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں جو مشاجرات ہوئے ان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے اور ان کے خلاف صف آراء ہونے والوں سے خطاء اجتہادی ہوئی) میں جناب مصنف نے اہل حق کے مسلک کی ٹھیک ٹھیک ترجمانی کی ہے۔ اہل حق پر جس طرح روافض کی تردید لازم ہے اسی طرح خوارج ونواصب کی تردید بھی ان پر لازم ہے۔ جس طرح خلفاء ثلثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرف سے دفاع کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے مدافعت کرنا بھی اہل حق کا فریضہ ہے۔ جناب مصنف کو حق تعالیٰ شانہ، جزائے خیر عطاء فرمائیں کہ انہوں نے اہل حق کی طرف سے یہ فرض کفایہ ادا کیا ہے۔ [تائیدی تبصرے، ص ۴۸]

## مناظر اسلام مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے بعد میرا تعلق حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے خلیفہ امام اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم سے ہے۔ ان کی توجہات اور دعائیں میرے لئے بہت بڑا سرمایہ ہیں اللہ پاک ان کی عمر پاک میں برکت عطاء فرمائے۔ [تجلیات صفدر، جلد ا ص ۱۴]

جس طرح فصل ہر جگہ ہر ملک میں ایک قسم کی ہوتی ہے۔ مگر جڑی بوٹیاں اور کیڑے مکوڑے مختلف ہوتے ہیں۔ اسی طرح سنت ہر جگہ ایک ہی ہے۔ مگر بدعت والحاد ہر جگہ کا جدا جدا ہے۔ فرمایا! بدعت کی مثال جڑی بوٹیوں کی سی ہے اور الحاد کی مثال کیڑے مکوڑوں جیسی ...... پھر فرمایا! ہر قسم کی جڑی بوٹیوں (بدعات) اور ہر قسم کی سنڈیوں (الحاد) کے لئے بہترین سپرے چکوال میں امام اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت فیوضھم کے قدموں میں ملتا ہے۔ [خطاب جامعہ محمدیہ، لاہور]

## حضرت مولانا عبداللطیف صاحب جہلمی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا عبداللطیف صاحب جہلمیؒ نے پوری حیات مبارکہ باوجودیکہ خود فاضل دیوبند، حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے مجاز تھے ایک کارکن کی طرح حضرت قائد اہل سنت اور آپ کے مشن کے ساتھ وفاداری کی ہے۔ بقول محدث کبیر حضرت مولانا علامہ سرفراز خان صاحب صفدر...... آنجناب حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے وفادار جرنیل تھے...... فرماتے ہیں......

مجاہد ملت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کے بارے میں یا آپ کی تحریک خدام اہل سنت پاکستان کے بارے میں مجھ ناکارہ کی کیا رائے ہے۔ جن کو شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا خلیفہ مجاز بنایا اور بیعت کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اس کے بعد کسی رائے کی ضرورت باقی کیا رہ جاتی ہے؟ تحریک خدام اہل سنت وقت کی پکار ہے۔ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نے یہ تحریک (جس کے پہلے سرپرست حضرت پیر سید خورشید شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ اعظم حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ تھے) قائم کر کے وقت کا ایک اہم فریضہ انجام دیا ہے (مکتوب بنام قاری انور حسین انور)

راقم نے اپنے اس مدعی پر کہ حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکابر علماء دیوبند کے صحیح ترجمان تھے اکابرین امت کی تائیدات پیش کردی ہیں۔ جن سے واضح ہو رہا ہے کہ حضرت قائد اہل سنت مزاج اکابر کے لئے معیار اور کسوٹی کی شان رکھتے ہیں۔ مذکورہ مویدین (سوائے مہتمم دارالعلوم دیوبند) دنیا سے تشریف لے گئے ہیں...... اللھم اغفرھم وارحمھم ذیل میں موجودہ مشائخ جنہوں نے ہمیشہ حضرت قائد اہل سنت کے مشن و موقف کی قدم بقدم تائید کی ہے، ان کے اسمائے گرامی ذکر کئے جاتے ہیں......

- محدث کبیر حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب
- حضرت مولانا محمد نافع صاحب، جھنگ

- حضرت مولانا سید محمد امین شاہ صاحب، مخدوم پور
- صاحبزادگان شیخ مدنی حضرت مولانا سید محمد اسعد مدنی و سید محمد ارشد مدنی مدظلہما، دیوبند
- مفسر قرآن مولانا صوفی عبدالحمید سواتی صاحب
- شیخ الحدیث مولانا عبدالقیوم ہزاروی صاحب
- حضرت علامہ زاہد الراشدی صاحب
- شیخ الحدیث مولانا مفتی زرولی خان صاحب
- شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب
- مولانا محمد رفیع عثمانی صاحب
- مخدوم الصلحاء مولانا حکیم محمد اختر صاحب
- حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب ملتانی صاحب
- مولانا قاری محمد حنیف جالندھری صاحب
- شیخ الحدیث مولانا عبدالحمید صاحب کہروڑ پکا صاحب
- استاد حدیث مولانا منیر احمد صاحب،
- مخدوم العلماء حضرت سید نفیس شاہ الحسینی صاحب
- مہتمم جامعہ اشرفیہ مولانا عبیداللہ صاحب
- حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب نوشہرہ
- مولانا مفتی محمد انور صاحب اوکاڑوی
- حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب
- مناظر اسلام مولانا عبدالستار تونسوی صاحب
- حضرت مولانا سمیع الحق صاحب
- حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب
- مجاہد اسلام مولانا محمد مسعود ازہر صاحب
- بے باک کمانڈر قاری سیف اللہ اختر صاحب
- یادگار اسلاف مولانا حسن جان صاحب

- شیر اسلام ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب وغیرہم دامت برکاتہم ـ

بندہ نے اپنے اس مدعی کی وضاحت کے لئے طویل کلام کی ہے......

مذہب اسلام مذہب اہل سنت ہے جس کی صحیح ترجمانی اکابر علماء دیو بند نے کی ہے اور حضرت قائد اہل حراج اکابر کے پاسبان تھے......

## مذہب اہل سنت، دیو بندیت پر کام کی ابتداء

اب حضرت قائد اہل سنت کے مذہب اہل سنت رحمہ اللہ یعنی دیو بندیت پر کام کی ابتداء کو ذکر کیا جاتا ہے......

کسی بھی شخصیت کی خدمات کا دائرہ کار اور اس کی محنتوں کی وسعت کا ثمر اسوقت تک صحیح سمجھ نہیں آتا جب تک اس کے کام کی ابتداء اور اس سے پہلے کا منظر آنکھوں کے سامنے نہ ہو۔ جب ابتدائی حالات سامنے آجائیں تو اختتامی صورتحال پیش نظر رکھ کر جمع تفریق کے بعد واضح ہو جاتا ہے کہ اس شخصیت نے حالات کا رخ کس حد تک اور کہاں سے کہاں تک بدلا ہے؟

جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے نبوی مقاصد بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا......وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین (اور اگر چہ اس سے پہلے وہ صریح گمراہی میں تھے۔ [سورۃ آل عمران آیت ۱۶۴، ترجمہ مفتی محمد شفیع صاحب]

حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ مختلف جیلوں اور ان میں صبر آزما مشقتوں سے آزاد ہو کر ۱۹۴۹ء آبائی گاؤں بھیں تشریف لائے۔ اس وقت چکوال اور اس کے گردونواح میں رفض و بدعت کا دور دورہ تھا۔ راہ حق دکھانے والی کوئی درسگاہ اور علماء حق کے زیر اہتمام کوئی ایک مسجد بھی نہ تھی جس سے لوگ اپنے قلوب نور ایمانی سے منور کرتے۔ عوام تو عوام پڑھے لکھے خواص بھی جہالت کی بھول بھلیوں میں گم تھے۔ بڑے بوڑھوں سے سنا ہے کہ سنی شیعہ مسلم و کافر کسی قسم کا امتیاز اور کوئی تفریق نہ تھی۔ حتیٰ کہ ناواقفیت کا یہ عالم تھا کہ سنیوں کے گھروں سے تعزیہ کے جلوس نکلتے تھے۔ اس سے بڑھ کر گمراہی یہ تھی کہ بے سمجھ سنی رافضیوں کے ہاں رشتے دیتے اور لیتے تھے۔ اور اسباب کی حالت یہ تھی کہ میلوں کے سفر کے لئے بہترین ترین سواریاں سائیکل، گدھے، گھوڑے تھے اور یہ عیاشی بھی اس وقت کے بڑے مالدار لوگوں کو حاصل تھی۔ ورنہ عام لوگ پیدل سفر پر ہی منزلیں طے کرتے تھے۔ حتیٰ کہ ایک بزرگ نے

بتایا کہ تیل سے جلنے والی بتیاں گاؤں کے دو تین بڑے گھروں میں ہوتی تھیں۔ اور چھوٹے لوگ ان سے شادی، غمی کے لئے عاریتاً یہ نعمت لیتے تھے۔

گویا چکوال اور اس کے گرد نواح گمراہی کی ظلمتوں میں ڈوبے ہوئے اور ایمان کے نور کو پھیلانے کے لئے جو اسباب ہو سکتے ہیں ان سے تہی دامن تھے۔ ان ناگفتہ بہ حالات میں حضرت اقدسؒ نے اپنے آبائی گاؤں موضع بھیں میں ایمان کی چنگاری سلگائی اور مدرسہ اظہار الاسلام اپنے محلہ کی فاروقی مسجد میں قائم فرمایا۔ اولین شاگردوں میں قابل ذکر شخصیت حضرت مولانا حافظ محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی گزری ہے......

آنجناب نے حضرت اقدس کی پاکباز صحبت میں عمر حیات گزاری۔ علوم ظاہری اور نور باطنی تادم آخر گلستان مدنی سے چنتے رہے۔ اپنے پیچھے بہت بڑا علماء وفضلاء کا خاندان اور احباب و تلامذہ، حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کے نام لیوا چھوڑے۔ لاہور زیادہ تر قیام رہا۔ پرانے لوگوں سے سنا ہے کہ شیرانوالہ حضرت لاہوریؒ کے درس قرآن کے بعد حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے درس قرآن کا چرچا تھا۔ عالمانہ زبان سے علوم و معارف کے پھول جھڑتے اور بزرگانہ اداؤں سے سیرت نبوی کے نمونے اس دور میں نظر آتے تھے۔ خدام اہل سنت کے کارکن اپنے محبوب قائد کے بعد آپ کو مدنی علوم معارف کا پاسبان سمجھے بیٹھے تھے۔ لیکن خدا کو جو منظور ہو وہی حرف آخر ہوتا ہے حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے عظیم استاد اور شفیق مربی سے کئی سال قبل (۱۹۹۲ء) آپ کے استقبال کے لئے اعلیٰ علیین پہنچ گئے......

انا للہ وانا الیہ راجعون......

فاروقی مسجد درس و تدریس جاری تھی۔ اس دوران حضرت اقدسؒ نے چکوال شہر میں مذہب حق کی ترویج واشاعت کے متعلق کوششیں شروع کیں۔ قحط الرجال کا عالم یہ تھا کہ پورے علاقہ سے چند افراد سلیم الذہن والمذہب اکٹھے ہوئے۔ چکوال میں علماء اہل سنت علماء دیوبند سے متعلق کوئی مسجد کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ چنانچہ حضرت قائد نے مختلف گھروں، دوکانوں اور حجروں میں درس قرآن شروع کیا۔ جب دارالعلوم دیوبند سے حاصل شدہ خزانے لٹانے شروع کیے تو افراد و احباب اکٹھے ہونا شروع ہوگئے۔ دوستوں کے اصرار اور حضرت شیخ مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے مشاورت و اجازت کے بعد چکوال میں ۱۹۵۱ء مدرسہ عربیہ اظہار الاسلام کی بنیاد دوبارہ رکھی گئی۔ ابتداء میں تدریس کے لئے مولانا حافظ غلام حبیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ضلع جہلم سے لایا گیا۔ (اب چکوال میں دارالعلوم حنفیہ حضرت موصوفؒ کی یاد

گار ہے کہ قیام مدرسہ کے بعد اکابر و مشائخ کی تائیدات کے ساتھ حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے
دینی روایت قائم کر دیا اور سو سالوں کا اعتبار بڑھا دیا، سردی گرمی، حالات کی سازگاری و عدم موافقت سے بے
نیاز ہو کر روشنی بکھیرتا رہا۔ نصف صدی سے زائد عرصے کا یہ بے مثل چراغ ہر قسم کے طوفانوں کے ساتھ کھیلتا ہوا
جلتا رہا اور ایک جہان کو اس نے روشن کر دیا۔ چکوال اور اس کے گرد و نواح ہی نہیں، ایک دنیا اس سے
فیضیاب و کامیاب ہوئی۔ آج صورتحال یہ ہے کہ جامعہ عربیہ اظہار الاسلام کی شاخوں، حضرت اقدس
کی مشاورت و سرپرستی میں چلنے والوں اداروں کا شمار بس سے باہر نظر آتا ہے..... آہ!

نوازشوں کو تیری یاد کر کے رو لیں
اتنا تو ہمیں اختیار باقی ہے

## جمعیت علماء ہند، قیام، اغراض و مقاصد

ظلم کے گھٹا ٹوپ اندھیروں کے سحر کو توڑنے کے لئے قدرت نے ہمیشہ نور ہدایت کے چراغ روشن کئے ہیں۔ ہر فرعون کے مقابلہ میں موسیٰ پیدا کرنا سنت ایزدی ہے۔ ۱۹ ویں صدی کے اواخر اور ۲۰ ویں کے اوائل میں ظالم انگریز نے برصغیر پاک و ہند پر جابرانہ قبضہ جمایا ہوا تھا۔ ہندوستان کے باشندوں خصوصاً مسلمانوں کو تختہ مشق بنانا، طرح طرح کے مصائب سے دوچار کرنا، ظلم و استبداد کی چکی میں پیسنا معمول زندگی تھا۔ ان حالات میں قدرت نے مظلوموں کی آہوں، سسکیوں کو شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کی شکل دے دی۔ آپ اپنے اکابر و اسلاف کا نمونہ لے کر قابض گوروں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ اسی مشن کی تکمیل کے لئے آپ نے جمعیت علماء ہند کا پلیٹ فارم بنایا۔
چنانچہ جمعیت علماء ہند کا پہلا اجلاس ۱۹۱۹ء امرتسر حضرت مولانا عبدالباری صاحب فرنگی محلی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیر صدارت ہوا۔ جس میں اکابر علماء بالخصوص مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرکت فرمائی۔ جمعیت علماء ہند کے اغراض و مقاصد کا خلاصہ یہ تھا.....

- اسلام، مرکز اسلام (جزیرۃ العرب و مستقر خلافت) شعائر اسلام۔ اسلامی قوت کو ضرر پہنچانے والے اثرات کی شرعی حیثیت سے مدافعت کرنا
- مشترکہ مذہبی حقوق کی تحصیل و حفاظت اور مشترکہ مذہبی و وطنی ضروریات کو حاصل کرنا
- علماء کو ایک مرکز پر جمع کرنا

☜...... غیر مسلم برادران وطن کے ساتھ ہمدردی اور اتفاق کے تعلقات اس حد تک قائم رکھنا جہاں تک شریعت اسلامیہ اجازت دیتی ہو۔ شرعی نصب العین کے تابع ہو اور اس کے ذریعہ شعائر دین کا تحفظ ہی مقصود ہو۔

☜...... شرعی نصب العین کے موافق مذہب و وطن کی آزادی

☜...... شرعی ضرورتوں کے لحاظ سے محاکم شرعیہ کا قیام (جمعیت العلماء کیا ہے، حصہ اول ص ۱۰)

جمعیت علماء ہند کا دوسرا اجلاس ۱۹۲۰ء حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب رحمہ اللہ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ آپ نے اپنے خطبۂ صدارت میں جمعیت کے اہداف پر مفصلاً روشنی ڈالی جس کا اختصار پیش خدمت ہے......

**اے نونہالان وطن!** جب میں نے دیکھا کہ میرے اس درد کے غم خوار جس میں میری ہڈیاں پگھل رہی ہیں۔ مدرسوں اور خانقاہوں میں کم اور سکولوں، کالجوں میں زیادہ ہیں۔ تو میں نے اور چند مخلص احباب نے ایک قدم علی گڑھ کی طرف بڑھایا اور اس طرح ہم نے ہندوستان کے دو تاریخی مقاموں دیوبند اور علی گڑھ کا رشتہ جوڑا...... میں نے اس پیرانہ سالی میں اور علالت و نقاہت کی حالت میں آپ کی اس دعوت پر اس لئے لبیک کہا کہ میں اپنی ایک گم شدہ متاع کو یہاں پانے کا امیدوار ہوں۔ بہت سے نیک بندے ہیں۔ جن کے چہروں پر نماز کا نور اور ذکر اللہ کی روشنی جھلک رہی ہے، لیکن جب ان سے کہا جاتا ہے کہ خدارا جلد اٹھو اور اس امت مرحومہ کو کفار کے نرغ سے بچاؤ تو ان کے دلوں پر خوف و ہراس طاری ہو جاتا ہے۔ خدا کا نہیں بلکہ ان ناپاک ہستیوں کا اور ان کے سامان حرب وضرب کا۔ [نقش حیات جلد دوم ص ۶۷۷]

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ اس حوالہ سے رقم طراز ہیں......

یوں جدوجہد انگریزی اقتدار کو ہٹانے میں خرچ کیجئے۔ اس کے بعد پھر انصاف سے اپنے حقوق برادران وطن سے منوایئے اور اس راستہ میں قربانیوں سے دریغ نہ کیجئے۔ جیسا کہ جمعیت کر رہی ہے۔

[مکتوبات شیخ الاسلام، جلد ۲، مکتوب ۳۴]

قارئین کرام! یہ تھا برصغیر پاک و ہند سے انگریز کے ظالمانہ اور کافرانہ تسلط ختم کرنے کا خدائی انتظام۔ حق تعالیٰ نے علماء اہل سنت علماء دیوبند کو انگریزی فرعونیت کے مقابلہ میں سنت موسوی پر عمل پیرا ہونے کا شرف بخشا۔ چنانچہ نصرت خداوندی سے ہی علماء دیوبند نے قربانیاں دیں۔ جیلیں کاٹیں ظلم و استبداد کا خندہ پیشانی سے استقبال کیا۔ پھانسیاں چڑھائے گئے، لیکن قابض انگریز کو ایسا سبق دیا کہ وہ

برصغیر سے بوریا بستر گول کرنے پر مجبور ہو گیا اور پاک و ہند کے باسیوں نے سکھ کا سانس لیا ....

اس عشق میں ہم نے کیا کھویا کیا پایا
کبھی وقت ملے تو مل بیٹھ حساب کریں

## جمعیت علماء اسلام کی بنیاد

ماقبل سطور میں راقم نے یہ واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ برصغیر سے انگریز کا ظالمانہ قبضہ جمعیت علماء ہند کی قربانیوں و کاوشوں سے ختم ہوا۔ اس دوران جب انگریز کی گرفت کمزور پڑنی شروع ہوئی تو ''مستقبل میں اس خطہ کا نقشہ کیا ہو؟'' اس قضیہ میں اختلاف ہو گیا۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ اور ان کے احباب متحدہ ہندوستان کے قائل تھے۔ ان کا خیال یہ تھا کہ انگریز اس طرح ہندوستان کو تقسیم کرنا چاہتا ہے کہ اس کے جانے کے بعد ہندو مسلم آپس میں لڑتے رہیں اور انگریز کا عمل دخل اس خطے میں بہر حال برقرار رہے۔ چنانچہ اس قضیہ کو نصف صدی سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے۔ حالات واقعات بتا رہے ہیں کہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف صحیح تھا۔ ان کے سامنے جو خدشات تھے جنہیں انہوں نے نور بصیرت سے قبل از وقت بھانپ لیا تھا۔ آج ہم اپنی کوتاہ بصارت سے ان کا مشاہدہ کر رہے ہیں اور آج دونوں ملکوں کے ارباب اختیار کے اشاروں سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ دونوں ممالک کے عوام و حکمران شیخ مدنیؒ کی ایمانی بصیرت کے قائل ہوتے جا رہے ہیں۔ اور حالات انہیں مدنی (رحمۃ اللہ علیہ) موقف کی طرف کھینچ رہے ہیں......

دوسری طرف حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے رفقاء تقسیم ہندوستان کا موقف رکھتے تھے۔ وہ مسلمانوں کے لئے علیحدہ ملک ''پاکستان'' چاہتے تھے۔ جس میں حقیقی اسلام کا نفاذ ہو، کلمہ اسلام جس کی بنیاد ہو۔ خوشا وہ وقت! کہ حضرت حکیم الامتؒ کے موقف کو حالات نے قبول کر لیا اور پاکستان ۱۹۴۷ء میں قائم کر دیا گیا۔ لیکن افسوس! کہ آج تک اسلامی نظام کے نفاذ کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا۔ (خدا کرے ایسا ہو جائے)

بہر حال تقسیم ہند کے بعد جمعیت علماء ہند سرحد کے اُس پار (انڈیا) رہ گئی۔ جسکے علماء جانشین مدنیؒ امیر جمعیت علماء ہند حضرت مولانا سید محمد اسعد مدنی دامت برکاتہم کی قیادت میں دین کی ترویج و اشاعت خوب کر رہے ہیں۔ جس کے اثرات ماشاءاللہ عرب وعجم میں پھیلتے دیکھے جاسکتے ہیں......

اور جمیعت علماء اسلام جو قیام پاکستان سے قبل ۱۹۴۵ء میں حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں بمقام کلکتہ معرض وجود میں آچکی تھی۔ سرحد کے اِس پار (پاکستان) منتقل ہوگئی۔ ۱۹۴۹ء شیخ الاسلام حضرت عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا۔ جس کے بعد چند سال جمیعت علماء اسلام کا کام معطل رہا۔ ۱۹۵۲ء میں جمیعت علماء اسلام کا اجلاس بلایا گیا۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ امیر منتخب کیے گئے اور ناظم اعلیٰ کا اعزاز حضرت مولانا احتشام الحق صاحب تھانویؒ کے حصہ میں آیا۔

بعد ازاں ۱۹۵۴ء میں بانی جامعہ اشرفیہ لاہور حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحبؒ جمیعت علماء اسلام کے قائد منتخب کیے گئے۔ جبکہ ناظم اعلیٰ کے منصب پر بدستور حضرت مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فائز رہے۔ حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ عرصہ بعد بوجہ ضعف وعلالت یہ منصب عظمیٰ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ بانی دار العلوم کراچی کے سپرد کر دیا۔ چونکہ حضرت مفتی صاحبؒ دیگر مشاغل دینیہ درس وتدریس، افتاء وتالیف، اصلاح وارشاد کی طرف زیادہ انہماک کی بدولت تنظیمی کاموں کے لئے زیادہ وقت نہ نکال سکتے تھے اور نہ ہی سیاست اور اس کے متعلقہ امور آپ کا ذوق تھے۔ اس لئے جمیعت علماء اسلام کا کام اس دوران قدرے زیادہ ترقی پذیر نہ ہوسکا۔ چنانچہ اکتوبر ۱۹۵۶ء شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت پر مدرسہ قاسم العلوم ملتان ۵۰۰ سے زائد علماء کا اجتماع ہوا۔ جسمیں متفقہ طور پر حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کو ثانیاً جمیعت علماء اسلام کا امیر مقرر کیا گیا۔ اور آپ کی ترجیح پر بطل حریت حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کو ناظم اعلیٰ کا منصب جلیلہ سونپا گیا۔ [تلخیص از ماہنامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم جہلمی رحمۃ اللہ علیہ نمبر]

## جمیعت علماء اسلام میں قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات

حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ دار العلوم دیوبند میں شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ و دیگر اکابر کے زیر تربیت رہے۔ دین متین کی صحیح خدمت، انگریز اور اس کے باطل نظام کے متعلق جذبہ بغاوت، غلبہ اسلام کے لئے حقیقی جدوجہد اور نفاذ اسلام کے مبارک جذبات شیخ مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں نصیب ہوئے۔ چنانچہ چکوال مدرسہ اظہار الاسلام کے قیام کے بعد چند سال اس مدرسہ کے تحت قریہ قریہ بستی بستی دین حق کی تبلیغ فرماتے رہے۔ اس دوران شیخ التفسیر حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت پر (جبکہ

جمعیت کو از سر نو فعال کیا جا رہا تھا)۔ آپ باقاعدہ جمعیت علماء اسلام میں داخل ہو گئے اور جماعت کے لئے صبح وشام اور ماہ وسال ایک کر دیئے۔ اس حوالہ سے مولانا فضل الرحمٰن صاحب موجودہ قائد جمعیت نے حضرت کے وصال پر اخباری بیان میں جو حضرت قائد اہل سنتؒ کو جمعیت کے بانی فرمایا ہے۔ بالکل بجا ہے۔ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو ضلع جہلم کا امیر نامزد فرمایا۔

اکتوبر ۱۹۵۸ء فوجی آمر جنرل ایوب خان نے مارشل لاء نافذ کر دیا اور سیاسی جماعتیں کالعدم قرار دے دیں تو حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے نظام العلماء کے نام سے نیا پلیٹ فارم تجویز فرمایا۔ امارت کے منصب کو حسب سابق حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اور ناظم اعلیٰ کے منصب کو حضرت ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے زینت بخشی۔ فوجی آمر نے ایک قدم اور آگے بڑھایا اور ان دونوں بزرگوں کی زبان بندی کا آرڈر جاری کر دیا۔ چنانچہ مشاورت سے امارت کی ذمہ داری شمس العلماء حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی رحمۃ اللہ علیہ کو سونپ دی گئی۔ حضرت افغانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ پر بھرپور اعتماد فرمایا اور انہیں اپنی مجلس شوریٰ میں شامل فرما کر حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر اعتماد اور آپ کی خدمات پر مہر ثبت فرما دی۔

۱۹۶۲ء امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ راہی عالم آخرت ہو گئے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے اُس صاحب قبر کو خدا جانے کن کن انعامات سے نوازا گیا ہوگا۔ جس کی قبر کی مٹی تک خوشبوئیں بکھیر رہی تھی...... اسی سال کالعدم سیاسی جماعتیں بحال کر دیں گئیں اور جمعیت علماء اسلام حافظ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ صاحب درخواستی رحمۃ اللہ علیہ کی امارت میں کام کرنے لگی۔ ناظم اعلیٰ بدستور حضرت ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ ہی رہے۔ حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حضرت قائد اہل سنت کو شرف اعتماد بخشا اور حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کو پنجاب کے ناظم اعلیٰ کا منصب سونپ دیا۔

## خدمات واعتماد بڑھتا گیا

اور ۱۹۶۵ء حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ شمالی پنجاب کے امیر مقرر کئے گئے۔ خدمات اپنے تسلسل سے جاری تھیں کہ حضرت قائد اہل سنت راولپنڈی ڈویژن کے نائب امیر ۱۹۶۷ء میں منتخب کر لئے گئے۔ اس دوران ناظم اعلیٰ کے منصب کے لئے انتخاب کا مرحلہ آیا اور محمود ملت مولانا مفتی محمود صاحبؒ جمعیۃ علماء اسلام کے ناظم اعلیٰ منتخب کر لئے گئے...... ۳۔۴۔۵ مئی ۱۹۶۸ء تاریخی شہر لاہور کی تاریخی جلسہ گاہ موچی دروازہ ایک عظیم الشان کانفرنس حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ اس کے اختتام پر ایک شاندار اور منظم جلوس نکالا گیا۔ جس کی نگرانی کا فریضہ حضرت

قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد تھا۔ اس جلوس کے اثرات اس قدر تھے کہ جنرل ایوب خان کی آمریت کی دیواریں ہل گئیں (حق چار یار، ماہنامہ ملی مفتی نمبر سے تلخیص)

اس دوران صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سچے جانشین اکابرین جمعیت رحماء بینہم کی عملی تفسیر تھے۔ جانبین سے محبت وتعاون کا عالم حضرت قائد اہل سنتؒ کے ان اشعار سے خوب واضح ہوتا ہے......ملاحظہ ہوں!

## ناچتا ہے کفر میدان میں تو ہے خلوت گزیں

دور حاضر منتظر ہے دعوت اسلام کا
تیرا ماضی آئینہ ہے شوکت اسلام کا

ناچتا ہے کفر میدان میں تو ہے خلوت گزیں
خوف باطل دل میں ہو، مومن کی یہ فطرت نہیں

ملک میں کرنا ہے جاری تو نے اسلامی نظام
ہر زماں تجھ پہ ہے لازم سنت خیر الانام

دین وملت کی قیادت ہے بڑا عالی مقام
علم وتقویٰ سے جو خالی ہو نہیں یہ اُس کا کام

وارث فخر دو عالم ہیں وہی علمائے دین
جو راہ حق میں کبھی باطل سے ڈر سکتے نہیں

امتحاں میں رکھتے ہیں اپنا قدم مردانہ وار
ہیں وہ صدیقؓ و عمرؓ، عثمان و حیدرؓ پر نثار

صبر واستقلال کی دولت سے ہیں وہ مالا مال
ان کا سر جھکتا نہیں ہرگز پئے مال ومنال

یہ خلاف دین ہنگامے، الیکشن بازیاں
سیم و زر، خوف و خطر، ہنگامۂ سود و زیاں

مفتی محمود کو حق سے ہٹا سکتا ہے کون
مفتی سرگودھا کی عظمت مٹا سکتا ہے کون

شیر سرحد اُس مجاہد مرد حقانی کو دیکھ
اس غلام غوث کے جذبات ایمانی کو دیکھ

حضرت درخواستی وہ علم وتقویٰ کا نشاں
عصر حاضر کے محدث اور فخر کاملاں

علماء ان کی قیادت پہ ہیں رکھتے اعتماد
ان کو سرکار مدینہ کا ہے حاصل انقیاد

جمعیت ان کی ہے قائم ملک پاکستان میں
مظہر صدق و وفا ہیں عشق کے میدان میں

اے خداوند جہاں یہ جمعیت قائم رہے
تیری رحمت سے یہاں فیضان حق دائم رہے

[ترجمان اسلام، اپریل ۱۹۶۵ء]

## جمعیت علماء اسلام سے علیحدگی

محبت واعتماد، نصرت وتعاون کے یہ رشتے باہم پروان چڑھ رہے تھے کہ جمعیت علماء اسلام شدید آزمائش سے دوچار ہو کر پہلی مرتبہ اختلاف کا شکار ہوگئی...... چونکہ یہ ایک ایسی تاریخی حقیقت ہے جس میں آنے والی نسلوں کے لیے رہنمائی کے پہلو موجود ہیں۔ اس لئے اختصار کے ساتھ اس اختلاف کی

وجوہات واسباب پر نظر ڈالی جاتی ہے

۱۹۶۵ء جنرل ایوب خان نے مشرقی پاکستان کے مجیب الرحمٰن کو جیل ڈال دیا۔ جس کے رد عمل کے طور پر مختلف سیاسی پارٹیوں نے ایوب خان کی مخالفت اور مجیب کی رہائی کے لئے مشترکہ پلیٹ فارم "پاکستان تحریک جمہوریت" نامی جماعت تجویز کی جس میں جمعیت علماء اسلام کو بھی مدعو کیا گیا۔ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس محاذ سے اتفاق کیا اور علماء کا ایک وفد حضرت درخواستی" کی قیادت میں ڈھاکہ کے اجلاس میں شریک ہوگیا۔ چونکہ اس محاذ میں انبیاء کرام کی ناقد اور صحابہ کرام کی باغی مودودی جماعت، جماعت اسلامی بھی شریک تھی۔ اس لئے بطل حریت حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے اصولی اختلاف کیا۔ چکوال میں جمعیت علماء اسلام کا اجلاس رکھا گیا جس میں حسب ذیل قرارداد سے اکابرین جمعیت کو اپنے نقطہ نظر سے آگاہ کیا گیا! ملاحظہ ہو

جمعیت علماء اسلام کے اس اجلاس کے نزدیک جمہوری مجلس عمل میں مودودی جماعت کی شرکت کے باوجود جمعیت علماء اسلام کی شرکت بہت زیادہ تعجب خیز ہے۔ مودودی جماعت سے جمعیت علماء اسلام کا سیاسی سطح پر اشتراک بھی نتیجہ کے اعتبار سے قوم و ملک کے لئے ضرر رساں ہوگا۔ اس لئے یہ اجلاس جمعیت کے اکابر کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ جب تک مودودی جماعت "جمہوری مجلس عمل" میں شامل ہے تب تک وہ اس میں شامل نہ ہوں ... [حق چار یار، جہلم، نمبر ص ۴۲]

لیکن ارباب اختیار اس احتجاج کی گہرائی تک بروقت نہ پہنچ سکے۔ دفع مضرت کے بجائے جلب منفعت ان کے پیش نظر تھا اور دوسرے اجلاس جو ڈھاکہ ہی میں منعقد ہوا شرکت کا فیصلہ فرمالیا۔ حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کو شوریٰ کا رکن ہونے کی وجہ سے شرکت کی دعوت اور اس کا انتظام کر دیا گیا، مگر آپ علالت کے باعث شرکت نہ فرما سکے، البتہ آپ نے مولانا شمس الدین صاحب قاسمیؒ ناظم اعلیٰ جمعیت علماء اسلام مشرقی پاکستان کی وساطت سے اپنا مکتوب جس میں اس اشتراک کے مضرات درج تھے اکابرین کو پیش کر دیا۔ اس مکتوب گرامی کا ایک اہم اقتباس پیش خدمت ہے۔ جو حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قلم سے کشف خارجیت ص ۲۲۶ پر تحریر فرمایا...... ملاحظہ ہو!

صدر پاکستان فیلڈ مارشل ایوب خان کی طرف سے نافذ کردہ عائلی قوانین کے خلاف جمعیت علماء اسلام نے بڑی اہم خدمات انجام دیں تھیں۔ حکومت کے خلاف سخت اقدام کرنے کے لئے متعدد

اشخاص تجویز کیے گئے تھے۔ جن میں بندہ کا نام بھی تھا لیکن بعد میں اکابر نے یہ تجویز ملتوی کردی۔ اسی دوران پی۔ ڈی۔ ایم یعنی پاکستان جمہوریت نے ڈھاکہ میں حزب اختلاف کی دوسری پارٹی کے علاوہ جمعیت علمائے اسلام کو بھی دعوت دی اور جمعیت نے ان کی دعوت کو قبول کرلیا۔ آٹھ پارٹیوں کا یہ مشترکہ اجلاس ڈھاکہ میں ۸ جنوری ۱۹۶۹ء کو منعقد ہوا تھا۔ جمعیت کے وفد میں میرا نام بھی تھا۔ لیکن اس مشترکہ محاذ میں چونکہ مودودی جماعت بھی شریک تھی۔ اس لیے میں نے اُس سے اختلاف کیا۔ امیر جمعیت حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ نے میرے ٹکٹ کا بندوبست کرلیا تھا۔ لیکن اچانک بیمار ہوجانے کی وجہ سے بندہ نہ جاسکا۔ اور حضرت مولانا شمس الدین صاحب قاسمی جنرل سیکرٹری جمعیت علمائے اسلام مشرقی پاکستان کو اپنی چٹھی ارسال کردی۔ جس میں اختلاف کا اظہار تھا۔ چنانچہ اس چٹھی میں بندہ نے تحریک جمہوریت کے ساتھ عدم اشتراک کی مختلف وجوہ ذکر کرنے کے بعد نمبر ۲ کے تحت لکھا تھا کہ

دوسرا پہلو جس کی وجہ سے بندہ کسی صورت میں تحریک جمہوریت سے علمائے حق کا اشتراک برداشت نہیں کرسکتا وہ مودودی جماعت کی اس میں شمولیت ہے۔ بندہ دینی اعتبار سے مودودی کو صدر ایوب اور دیگر ملاحدہ سے زیادہ خطرناک سمجھتا ہے۔ شیخ العرب والعجم حضرت مدنی قدس سرہ اور مفسر قرآن حضرت لاہوری قدس سرہ جیسے اکابر نے خداداد بصیرت کی بنا پر مودودی کی جو مخالفت کی ہے اور اس کے نتیجے میں مذہبی طبقے مودودیت سے متنفر ہوئے اور پھر مودودی کی خلافت وملوکیت نے صحابہ کرامؓ کے خلاف نوجوان طبقہ پر جو برے اثرات ڈالے ہیں۔ اس بنا پر بھی متعدد علماء اُس سے بدظن ہوئے ہیں اور اس پارٹی کو علمائے حق کے ساتھ جو بہت زیادہ قلبی عداوت ہے اور مودودی اپنا مفروضہ جدید اسلام ہی لانا چاہتا ہے۔ علمائے حق اس اشتراک سے ہی عوام کی نظر میں وہ باہمی نظریاتی کشمکش زائل ہوجائیگی۔ اور اب تک تحریری اور تقریری طور پر خود اکابر جمعیت کی طرف سے جو مخالفت کی گئی ہے۔ اس کا اثر بالکل زائل ہوجائے گا۔ بلکہ من وجہ علمائے حق کے خلاف ہی اثر پڑے گا کیونکہ عوام اس گہرائی میں نہیں جاسکتے۔ کہ یہ اشتراک صرف جمہوریت کی حد تک ہے......

(۸) تحریک جمہوریت میں بعض جگہ صدر یا سیکرٹری مودودی ہیں بلکہ شیعہ اور دیگر ملحد بھی ہیں۔ اس اشتراک کے بعد علماء کو بعض مقامات پر اُن کی قیادت ضرور تسلیم کرنی ہوگی اور کم از کم بندہ کے لیے تو ہرگز قابل قبول نہیں ہے۔ ہمیں روافض کے فتنوں سے بھی پالا پڑا ہوا ہے پہلے ہی عوام اہل سنت کی مذہبی پوزیشن ملک میں بالکل ختم ہے۔ اس اشتراک کے بعد کوئی روافض کے خلاف کام نہیں کرسکے گا اور نہ

مودودی کے خلاف کوئی کاروائی ہو سکے گی۔ اور اگر ہم بدستور مخالفت کرتے رہے تو جمعیت کا مرکزی فیصلہ مجروح ہوگا۔ یا ہمیں جمعیت کے فیصلہ کے تحت بے ضمیر ہو کر وقت گزارنا ہوگا اور یا جمعیت کی خدمت سے محروم ہونا پڑے گا تو ان دینی سیاسی وجوہ کی بنا پر بندہ اس اشتراک میں نفع کم اور نقصان زیادہ سمجھتا ہے۔ گویا فیھما اثم کبیر و منافع للناس و اثمھما اکبر من نفعھما کا مصداق ہے۔ علاوہ ازیں مودودی پارٹی امریکن بلاک کی ہے۔ جس کے ہم سخت مخالف ہیں وہ بہ نسبت یہود صدر ناصر کے زیادہ مخالف ہیں تو اس اشتراک کے بعد ان تضادات کا کیا علاج ہوگا۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے ملکی سیاست کے اس نازک موڑ پر جمعیت علمائے اسلام کو صحیح فیصلہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین بجاہ النبی الکریم ﷺ [۹ شوال الکرم ۱۳۸۸ھ) (کشف خارجیت، ص ۲۲۸]

**قارئین محترم!** آپ نے ملاحظہ کیا کہ حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے کس قدر اخلاص و درد سے اکابرین جمعیت کو اپنے تحفظات سے آگاہ کیا۔ اور باطل فرقوں سے اتحاد کے خطرات کو ایمانی بصیرت سے قبل از وقت بھانپ کر جمعیت علماء اسلام کو اس سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ لیکن اکابرین جمعیت کا اجتہاد اشتراک ہی میں مصلحت اور فوائد پر کاربند رہا۔ یہ صورت حال ناقابل برداشت کیفیت تک اس وقت پہنچی۔ جب مئی ۱۹۷۰ء میں جمعیت علماء اسلام کی کاوشوں سے ۱۹ دینی جماعتوں پر مشتمل دینی محاذ قائم ہو گیا۔ جس میں خاکسار جماعت اور اس کی ذیلی تنظیم نظام الطلباء کی شمولیت اشتراکی پالیسی میں سنگینی کی انتہاء تھی۔ اور حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ جو گزشتہ سال سوا سال سے قائدین جمعیت کو اپنا احتجاج نوٹ کروا رہے تھے، استعفاء دینے پر مجبور ہو گئے۔ ذیل میں حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کے استعفاء کا مکمل متن جو ایک اہم تاریخی ریکارڈ اور اس میں میدان سیاست کے شاہسواروں کے لئے بڑا مواد ہے۔ پیش خدمت کیا جاتا ہے......ملاحظہ ہو......

بگرامی خدمت مخدوم و مناد مولانا حضرت درخواستی صاحب دامت برکاتہم امیر جمعیت علماء اسلام پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

عرض آنکہ! بندہ حسب ذیل وجوہات کی بنا پر جمعیت علمائے اسلام کی بنیادی رکنیت سے استعفاء کی درخواست خدمت اقدس میں پیش کر رہا ہے......

① بتاریخ ۶ ربیع الاول ۱۳۹۰ھ بمطابق ۱۳ مئی ۱۹۷۰ء لاہور میں جمعیت علمائے اسلام کی کوشش سے ۱۹ دینی جماعتوں کا جو ''متحدہ دینی محاذ'' قائم کیا گیا ہے۔ اس میں خاکسار جماعت اور اس

کی ذیلی تنظیم "نظام الطلبہ" کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ لیکن خاکسار تحریک کے بانی وقائد علامہ عنایت اللہ خان مشرقی کے عقائد اور پھر حضرات اکابر دیوبند کے فتاویٰ اور ارشادات کے پیش نظر اس کو دینی جماعت قرار دینا بندہ کی فہم سے بالاتر ہے۔ بطور نمونہ مشرقی کے عقائد حسب ذیل ہیں......

## علامہ مشرقی کے عقائد

① اگرفاتوا بعشر سور مثله مفتریات سے صاحب القرآن کی مراد فی الحقیقت یہی تھی کہ برجستہ الفاظ چست بندشوں یا قوافی اور اشعاروں کی مناسبت میں اس کا ادبی مقابلہ کیا جائے اور دین اسلام کو کسی اجل زدہ امت کے لغو مشاعروں کا اکھاڑہ بنا کر خدائے زمین وآسمان کے ذوق تسلیم کی داد (العیاذ باللہ) دکھائی جائے تو آج مسیلمہ کذاب کا افتراء کیا ہوا؟ قرآن میں بھی جس کی چند پریشان آیتیں کہیں کہیں ملتی ہیں۔ محمد (ﷺ) کے لائے ہوئے قرآن سے کسی اسلوب میں کم نظر نہیں آتا۔ [تذکرہ حصہ اردو، مقدمہ ص ۶۵ حاشیہ]

② لیکن قرآن اپنی اس موجودہ ترتیب میں جو قطعی طور پر علی الحساب اور بے منطق ہے ایک نہایت انتشار اور پریشان کن اعادات ہیں جو ذہن پر ناگوار گزرتے ہیں......میرے نزدیک اور ہر سلیم الذہن انسان کے نزدیک یہ خدا کے پیغام کے ساتھ بڑی بے انصافی ہے کہ جس ترکیب وترتیب سے وہ انسان کے پاس آکر دنیا کو تہ وبالا کرنے والی جماعت قرنوں اور صدیوں تک پیدا کر جائے۔ اس ترتیب وترکیب کو برقرار نہ رکھا جائے۔ نظر انداز کر دیا جائے۔ بلکہ اس کا نام ونشان مٹا دیا جائے۔ اور جب اس تہ وبالا کر دینے والی جماعت کا ماحول دنیا سے ختم ہو جائے تو آنے والے لوگوں کو وہ وحی گڑمڈ کر کے علی الحساب پڑھنے کے لیے دے دی جائے کہ جاؤ اس چیستان کو حل کرتے پھرو کہ عرب کے رسول نے کیونکر وہ ایمان لانے والے لوگ پیدا کر دیئے تھے۔ [تکملہ حصہ اول ص ۳۰۔۳۱]

③ "رسول کے ان پڑھ ہونے کی خطرناک غلطی" کے عنوان کے تحت لکھا ہے کہ......

یہاں ایک عظیم الشان اور خطرناک غلطی کو جو مسلمانوں نے قرآن میں رسول کے متعلق اُمی کا لفظ غلط طور پر سمجھ کر از روئے عقیدت ومحبت دنیا میں پھیلائی کہ وہ ان پڑھ تھے، دور کرنا ضروری ہے۔ ایک تاجر کے متعلق جس نے ۲۸ برس میں ہزاروں بلکہ لاکھوں روپیہ کا مال مختلف شہروں

میں فروخت کیا ہو اور جو مال لیتے وقت اور مالک کو نفع ونقصان کا حساب دیتے وقت طرفین کو مطمئن کرتا ہو۔ یہ خیال کرنا کہ وہ ان پڑھ تھا قطعاً خلاف قیاس اور غلط ہے۔ (تکملہ حصہ اول ص ۱۱)

④ اگر کوئی فرد یا قوم اپنے اعمال میں خدا کے احکام پر چل رہی ہے۔ اس کے قانون کی عملاً مطیع ہے۔ لیکن رسماً یا عادۃً یا رواجاً کسی بت، کسی پتھر، کسی شمس وقمر کے آگے ماتھا ٹیک رہی ہے تو وہ درحقیقت خدا کی عابد ہے۔ [تذکرہ اردو، دیباچہ ص ۹۹]

⑤ حضرت عیسیٰ کی موت بھی اُسی سنت اللہ کے مطابق واقع ہوئی تھی جس کی بابت قرآن نے کہا ہے:

ولن تجد لسنة الله تبديلاً [تذکرہ حصہ اردو، دیباچہ ص ۷،اص ۲۰]

⑥ شیعہ اور سنی، حنفی اور شافعی، مقلد اور غیر مقلد، صوفی اور وہابی وغیرہ وغیرہ میرے نزدیک کچھ شئی نہیں۔ یہ سب جہنم کی تیاری ہے'' [تذکرہ حصہ اردو، دیباچہ ص ۲۰]

⑦ الغرض مسلمانوں، مولوی اور پیر کی یہ عمل کی تعریف از روئے قرآن قطعاً غلط ہے۔ نماز، نفل، وردو تسبیح، دعا، از روئے قرآن کسی معنوں میں عمل نہیں۔ نماز صرف مسلمانوں کی دنیا میں ایک ناقابل شکست اور عالمگیر جماعت پیدا کرنے کا ہتھیار ہے'' [مولوی کا غلط مذہب نمبر ۲ ص ۹]

⑧ قرآن کا ایک حصہ دوسرے حصہ کی اور ایک جز دوسرے جز کی نمایاں تائید اور کامل تفسیر کر رہا ہے۔ نہ اس کو کسی فلسفہ کی ضرورت ہے نہ حکمت کی، نہ لغت کی اور نہ حدیث کی۔ [تذکرہ مقدمہ اردو ص ۹۲]

⑨ دین اسلام کو خطاب کرتے ہوئے لکھتا ہے...... **فواللہ ماربکم لکم غفور رحیم ان ھو بغفور الا للمغربین النصرانین المومنین الذین یداومون فی زماننا ھذا علی جھادھم بالسیف والانفس** (تذکرہ عربی، افتتاحیہ ص ۹۳) (اے مسلمانو! اللہ کی قسم تمہارا رب تمہارے لئے غفور ورحیم نہیں ہے وہ تو صرف ان مغربی اور نصرانی مومنوں کے لیے غفور ورحیم ہے، جو ہمارے اس زمانہ میں تلوار اور جانوں سے ہمیشہ جہاد کر رہے ہیں)

## عنایت اللہ صاحب مشرقی کے متعلق اکابر دیوبند کے ارشادات

(۱) الشیخ الاسلام حضرت مدنی قدس سرہ نے تحریر فرمایا تھا کہ...... جن لوگوں کے عقائد وہی ہیں جو تذکرہ اور دیگر تصانیف مشرقی میں خلاف اسلام درج ہیں تو بیشک ان کے نکاح ٹوٹ گئے اور مرتد ہو گئے۔ ان کو توبہ کرنا اور تجدید نکاح کرنا ضروری ہے۔ اور نہ قبائر مسلمین میں ان کو

ل بن کر دیا گیا ہے۔ [۹ شعبان ۵۵ھ]

(ب) حضرت مدنی ؒ نے بندہ کے نام اپنے گرامت نامہ میں تحریر فرمایا تھا کہ جس طرح چکڑالوی، قادیانی، مشرقی نے اپنا دین اور اپنا اسلام بنایا ہے اسی طرح مودودی صاحب نے نیا اسلام بنایا ہے۔ [مکتوبات شیخ الاسلام جلد۲ ص ۱۱۸، مورخہ ۲۳ شوال ۱۳۷۲ھ]

(۲) حکیم الامت حضرت تھانوی ؒ نے فرمایا کہ: اس جماعت کے اقوال وافعال مجموعی طور پر کفر ہیں ایسے لوگوں سے مسلمانوں کو قطع تعلق کر دینا واجب ہے۔ [۱۱ جمادی الاولیٰ ۵۵ھ]

## (۳)...... جمعیت علمائے ہند کا فیصلہ:

جمعیت منتظمہ کے اجلاس میں عنایت اللہ مشرقی ایم اے کی کتاب تذکرہ پیش ہوئی اس کے متعلق باتفاق رائے قرار پایا کہ کتاب مذکور میں الحاد وزندقہ کے جراثیم اسلامی عنوانات میں پیش کیے گئے ہیں اور اس کا مؤلف جس طرح مذہب اور دین سے قطعاً آزاد ہے۔ اسی طرح کسی خاص اصول کا بھی پابند نہیں۔ اسلامی فرائض پر استہزاء اور توہین اور آسمانی عقائد کا ابطال اس کا خاص مطمع نظر ہے۔ اور ان تمام قابل نفرت مقاصد کے ساتھ نصاریٰ کی مدح سرائی اور ان کی نصرت واعانت اور ان کے اغراض کی حمایت مقصد اعلیٰ ہے۔ پس جمعیت منتظمہ کا یہ اجلاس اس کتاب کو جس طرح مذہب کے لیے زہر سمجھتا ہے اسی طرح اسلامی سیاست کے لیے بھی بدترین دشمن قرار دیتا ہے اور تمام قومی و مذہبی اور سیاسی مرکزوں کو توجہ دلاتا ہے کہ وہ اس فتنہ کو روکنے میں پوری قوت صرف کریں۔ (۲۹ اگست ۱۹۲۴ء)

اس اجلاس میں محدث زماں حضرت مولانا انور شاہ صاحب ؒ اور مفتی اعظم مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی ؒ بھی شریک تھے۔

(۴)...... مفتی اعظم مولانا کفایت اللہ صاحب ؒ نے یہ بھی تحریر فرمایا کہ......

اس جدید فرقہ (تحریک خاکساری) کا فتنہ قادیانی فتنہ سے بھی مہلک اور خطرناک ہے۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری سابق امیر جمعیت علمائے اسلام نے ایک رسالہ بنام ''علمائے اسلام اور عنایت اللہ صاحب مشرقی گورنمنٹ پنشنر بانی تحریک خاکساراں'' شائع کیا تھا۔ جس میں مشرقی کے خلاف اسلام عقائد تحریر کیے ہیں اور ایک جگہ ''مسلمانوں سے اپیل'' کرتے ہوئے فرماتے ہیں...... اب مسلمان خود ہی فیصلہ کر لیں کہ خدا تعالیٰ کو سچا مانیں اور اس کے قرآن کے اعلانات کو صحیح

جانیں یا عنایت اللہ صاحب مشرقی کی حمایت کریں اور انہیں سچا جانیں؟ (ص ۱۸)

## خاکسار تحریک کا دور جدید

خاکسار تحریک کا دور جدید بھی علامہ مشرقی ہی کے اصول پر مبنی ہے اور خاکسار اسی کی تحریک کو زندہ کرنا چاہتے ہیں، چنانچہ الاصلاح لاہور (جس کے ایڈیٹر صفدر سلیمی صاحب کو ''متحدہ دینی محاذ'' کا نائب صدر مقرر کیا گیا) ۵ امئی ۰۷ میں ''اطاعت امیر'' کے عنوان سے ایک مضمون میں یہ لکھا گیا ہے کہ......

(ا)...... خاکسار تحریک کے عظیم الشان اصولوں سے بغاوت خاکسار اعظم (یعنی عنایت اللہ مشرقی) سے بغاوت ہے۔نہیں بلکہ اسلام سے بغاوت ہے۔ان اصولوں کا انہدام ہے جن پر یہ عظیم الشان تحریک کھڑی کی گئی ہے'' (ص ۱۳)

(ب)...... نیز یہ لکھا ہے کہ: تحریک کی بنیاد بے چون و چرا اطاعت پر ہے۔ یہاں کوئی شخص خلاف شرع حکم دے نہیں سکتا۔ جو دیگا اس کی سزا بھگتے گا۔ یہاں کسی کو کسی عقیدے سے پرخاش نہیں ہے۔ اس لئے کہ کوئی خلاف عقائد حکم ممکن نہیں۔ یہاں ادارہ علیہ کا ہر حکم خواہ وہ سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ اسلام کی سربلندی کے لیے ہے۔ادارہ علیہ کے کسی حکم پر خدا اور رسول کے سوا کسی کی گرفت نہیں۔ (ایضاً ص ۳)

الاصلاح کے اسی شمارے میں عنایت اللہ مشرقی صاحب کا ایک مضمون بعنوان ''یوم میلاد النبی'' شائع ہوا ہے۔ جس میں ''مولوی کی تحریف دین'' کے عنوان کے تحت لکھا ہے کہ: مسلمانو! بصیرت کی آنکھیں کھولو۔ تمہارے پیشوانان دین نے پچھلے کئی سو برس سے صحیح اسلام کو مشکل سمجھ کر نیا اسلام اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے۔ اب اس مذہب پر چل کر نہ کوئی دنیوی ثواب مل سکتا ہے۔ نہ اخروی نجات ......یاد رکھو کہ تمام قرآن کے طول و عرض میں عقیدے کا تحفظ کہیں موجود نہیں۔ نہ اس کا کوئی مشتق موجود ہے۔ قرآن میں صرف ایمان اور عمل صالح کے الفاظ ہیں اور جو معنی ان الفاظ کے ہو سکتے ہیں ایک دنیا جانتی ہے۔ اسی مضمون میں یہ بھی لکھا ہے کہ...... اس کو نہ بھولو کہ نبی کی مدت العمر کی تکلیفوں اور زہرہ گداز محنتوں کے باوجود ان کی وفات کے بعد ہی سارا عرب نبی سے برگشتہ اور دین اسلام سے مرتد ہو گیا تھا۔ (ص ۴)

خاکسار تحریک کے ہفت روزہ الاصلاح کے مذکورہ اقتباسات کے پیش نظر اس تاویل کی گنجائش

نہیں رہتی کہ عنایت اللہ مشرقی صاحب کی وفات کے بعد اب خاکساروں کے عقائد ونظریات بدل گئے ہیں۔لہٰذا جو حوالہ جات مشرقی کی تصانیف تذکرہ وغیرہ سے درج کیے گئے ہیں اور حضرات اکابر دیو بند کے جو فتاوی پہلے شائع ہو چکے ہیں۔ان کے بعد کسی طرح بھی خاکسار پارٹی کو دینی جماعت قرار نہیں دیا جاسکتا۔اور اگر جمعیت علمائے اسلام کے اس فیصلہ کو صحیح تسلیم کیا جائے تو پھر پاکستان میں کوئی مدعی اسلام پارٹی غیر دینی نہیں قرار دی جاسکتی خواہ وہ مودودی پارٹی ہو یا پرویزی۔واللہ اعلم۔

علاوہ ازیں جس طریق سے متحدہ دینی محاذ کا قیام عمل میں لایا گیا ہے اور اس کے عہدے داروں کا انتخاب کر کے اخبارات میں اس کو شائع کرایا گیا ہے وہ بھی خلاف ضابطہ ہے کیونکہ اس کے بعد جمعیت علمائے اسلام کی شوری کا اجلاس رکھا گیا ہے۔جس سے شوری کی حیثیت ہی ختم ہو جاتی ہے۔مکمل فیصلہ اور اس کی اشاعت کے بعد شوری کا اجلاس تو صرف توثیق کرانے کے لیے ہے۔نہ کہ بحث وتمحیص کے لیے۔اور لیبر پارٹی کے ساتھ معاہدہ کرنے میں بھی یہی طریق اختیار کیا گیا تھا۔ جس کے متعلق بندہ کے اعتراض پر حضرت والا نے جواباً یہ ارشاد فرمایا تھا کہ میں نے مفتی محمود صاحب اور مولانا غلام غوث صاحب (ہزاروی) کو سمجھایا ہے اور انہوں نے اپنی غلطی تسلیم کر لی ہے۔

## امر دوم

ڈاکٹر احمد حسین صاحب کمال ایڈیٹر ترجمان اسلام نے ''عوامی فکری محاذ'' کے اجلاسوں میں جو مقالہ بعنوان ''انسانیت کا مستقبل اسلام کی روشنی میں'' پڑھا۔اس میں یہ لکھا ہے کہ......

(ا) **والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم** اس آیت کی رو سے سونا چاندی جو نزول قرآن کے وقت کی واحد کرنسیاں تھیں انہیں جمع رکھنا اور انہیں اللہ کی راہ میں خرچ نہ کر ڈالنا عذاب الیم کا موجب بتایا۔یہاں سونے چاندی کے کسی جزو یا حصہ کو خرچ کرنے والی بات نہیں کہی گئی ہے۔بلکہ ینفقونھا میں ھاء کی ضمیر صاف صاف تمام سونے اور چاندی کی طرف راجع ہے۔ الخ۔(ص ۱۲)

(ب) اسی مقالہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ......

قرآن نے بتایا ہے کہ جب موسیٰ بنی اسرائیل کو لیکر مصر سے نکلے اور ان کے لیے ایک آزاد ماحول کی فضا مہیا کی تو مشترکہ معاشرہ کے ساتھ ان کی آسائش بھی مشترکہ کر دی گئی۔اور انہیں من وسلویٰ کے

تمدن، ذوق اور تمیز سے یکسر علیحدہ طور پر معاش حاصل کرنے کے لیے کہا گیا۔ لیکن بنی اسرائیل جو صدیوں سے جداگانہ گھروں کی معاشرت کے عادی ہو چکے تھے من وسلوی پر قناعت نہ کر سکے اور انہوں نے دال روٹی کا وہ مطالبہ کیا جس سے ایک خاندان میں کئی گھرانے اپنے اپنے چولہے الگ کر لیتے ہیں۔ تو آپ کو معلوم ہے کہ حق تعالیٰ نے ان کے اس مطالبہ کا جواب کن لفظوں میں دیا ہے۔ قرآن کی زبان میں سنیے فرمایا أتستبدلون الذي هو أدنى بالذي هو خير۔ کیا تم ایک بہتر چیز کو بدتر چیز سے بدلنا چاہتے ہو؟ من وسلویٰ کی مشترکہ معاش اور معاشرت جو بڑی خیر ہے۔ اس کو چھوڑ کر الگ الگ چولہوں کی دال روٹی والی بکھری ہوئی معاش و معاشرت جو ادنیٰ اور کمتر ہے۔ تم اختیار کرنا چاہتے ہو۔ معاشی اشتراک و مساوات کے بارے میں قرآن کا یہ تصور کتنا بلند اور واضح ہے۔ (ایضاً ص ۱۲)

ان دونوں عبارتوں میں قرآن کی معنوی تحریف کر کے ڈاکٹر صاحب نے اپنے اشتراکی کمال کا مظاہرہ کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نہ صرف یہ کہ اشتراکی نظریہ رکھتے ہیں بلکہ معلم اشتراکیت بھی ہیں۔ زادہ اللہ رجسھم۔

ڈاکٹر احمد حسین صاحب کمال کو اس کا جواب بندہ نے رمضان ۱۳۸۹ھ میں ارسال کر دیا تھا اور اس کی نقلیں حضرت والا کو بھی اور حضرت مولانا مفتی محمود صاحب، حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی، حضرت مولانا سید گل بادشاہ صاحب سرحدی، حضرت مولانا قاضی عبدالکریم صاحب کلاچوی اور حضرت مولانا محمد رمضان صاحب (میانوالی) کو ارسال کردی تھیں۔ لیکن بعد ازاں نہ ڈاکٹر صاحب سے رجوع کا اعلان کرایا گیا اور نہ ہی ترجمان اسلام میں کسی بزرگ نے ان کی تردید شائع کی۔ حالانکہ ان تحریرات کا تعلق اسلامی بنیادی عقیدہ سے تھا۔ والی اللہ المشتکی۔

(۶) ڈاکٹر کمال صاحب موصوف کی ایک مصنفہ کتاب بنام ''نظام معیشت کیا ہے اور اسلام کیا چاہتا ہے'' مئی ۱۹۶۹ء سے شائع ہو چکی ہے۔ جس کا اعلان ترجمان اسلام میں ''مطبوعات جمعیت'' کے تحت آ رہا ہے۔ اس میں ڈاکٹر صاحب نے زرعی زمینوں کی تاریخی حیثیت کے تحت لکھا ہے کہ......

زمین کے بارے میں یہ تاریخی امر بھی ذہن نشین کر لینا ضروری ہے کہ اٹھارہویں صدی کے خاتمہ تک ایشیائی و مسلمان ممالک میں زرعی زمینیں نجی ملکیتیں نہیں سمجھی جاتی تھیں۔ پاک و ہند میں بھی زرعی زمینیں نجی ملکیت میں نہیں شمار ہوتی تھیں۔ بلکہ دیہات کی مشترکہ ملکیت ہوتی تھیں...... حتی کہ اس کا ذکر کارل مارکس نے بھی ان الفاظ میں کیا ہے کہ: مسلمانوں نے سارے ایشیا میں زمین کو نجی ملکیت نہ بنانے

کے اصول کو وسیع پیمانہ پر عملی جامہ پہنایا ہے۔ [کتاب مارکس اینڈ اینگلز ان انڈیا شائع کردہ سوشلسٹ بک الہ آباد]

ڈاکٹر صاحب کی یہ عبارتیں بھی سوشلزم اور اشتراکیت کی تائید میں ہیں۔ اور ''اسلامی منشور'' کی تصریحات کے بھی خلاف ہیں اور یہ عبارتیں بندہ نے حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کو بتاریخ ۲۵ صفر ۱۳۹۰ھ مطابق ۲ مئی ۱۹۷۰ء اپنے عریضہ میں لکھ دی ہیں۔ لیکن اب تک ترجمان اسلام میں ان کی تردید نہیں شائع ہوئی۔

علاوہ ازیں یہ بھی تشویشناک امر ہے کہ ولی اللہ سوسائٹی نے ایک رسالہ ''معروضات'' کے نام سے شائع کیا جو بتوسط حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور امیر جمعیت علمائے اسلام مغربی پاکستان زعمائے جمعیت کی خدمت میں پیش کیا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ...... زمین کی ملکیت شخصی نہیں ہوگی۔ زمینداری، جاگیرداری اور مزارعت کا کلی طور پر خاتمہ کیا جائے گا۔ اسی رسالہ کی ابتداء میں حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور کی ان الفاظ میں تصدیق موجود ہے کہ: میں نے سارا مضمون سن لیا ہے۔ میرے نزدیک یہ افکار صحیح ہیں۔ [ص ۵، احقر عبید اللہ انور ۱۹۶۹۔۹۔۵]

یہ نظریہ بھی خلاف اسلام ہے اور جمعیت علمائے اسلام کے ''اسلامی منشور'' کی تصریحات کے بھی خلاف ہے۔ حضرت مفتی محمود صاحب کو بھی بندہ نے حوالہ بتا دیا تھا اور لاہور کے ایک اجلاس میں حضرت مولانا ہزاروی کی موجودگی میں حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور کو بھی یہ رسالہ دکھلا کر گزارش کی تھی کہ یا اس کی تردید کریں یا اسلامی منشور میں ترمیم کریں۔ لیکن ......

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

ابھی تک کچھ نہیں ہوا اگر اکابرین جمعیت اپنی جماعت کی خلاف اسلام تحریروں سے رجوع کا اعلان بھی نہیں کرا سکتے اور ان کی تردید بھی پسند نہیں کرتے تو ان حالات میں اگر مخالف لوگ جمعیت کے اکابر پر سوشلسٹ ہونے کا الزام لگائیں تو وہ کیونکر مورد الزام قرار دیئے جا سکتے ہیں؟

امر سوم

جمعیت علمائے اسلام کی پالیسی سے اختلاف کا تیسرا پہلو یہ ہے کہ اسلامی سوشلزم کے داعی ذوالفقار علی بھٹو کے ہفت روزہ ''نصرت'' لاہور میں متعدد ایسی عبارتیں ہیں جن میں صراحتاً بعض جلیل القدر صحابہؓ کی توہین پائی جاتی ہے۔ بعض میں لاہوری مرزائی فرقہ کے سربراہ اور منکرین حدیث کو قرآن

کا خادم تسلیم کیا گیا ہے۔ اور بعض سے اسلامی سوشلزم کی تشریحات کے سلسلہ میں یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ اسلامی سوشلزم دراصل چینی سوشلزم ہے۔ چنانچہ عبارات حسب ذیل ہیں......

## خلاف صحابہ رضی اللہ عنہم

(۱) نصرت ۵/اکتوبر ۱۹۶۹ء کے اداریہ میں ''پاک چین دوستی کی روحانی بنیادیں'' کے عنوان کے تحت لکھا ہے کہ......

ہم نے تاریخ اسلام کے صفحات پر ابن زیاد سے لے کر میر جعفر تک ملوکیت اور سامراج کے ایسے ایجنٹوں کی بہت سی تصویریں دیکھی ہیں جو اپنی روح میں ان لوگوں سے زیادہ مختلف نہ تھے جو آج سرمایہ داری، جاگیرداری اور نوآبادیاتی نظام کے مفادات کے تنخواہ دار محافظ ہیں۔ اگر یہ لوگ اسلام کو بیچ میں لے آئے ہیں تو کیا پہلے اسلام کے ساتھ ان کے بھائی بندوں نے یہی سلوک نہیں کیا تھا۔ کیا عثمانؓ اور علیؓ کو اسلام ہی کے نام پر شہید نہیں کیا گیا تھا؟ کیا عمرو بن العاصؓ نے علیؓ کے مقابلے میں معاویہؓ کی بھاگی ہوئی فوج کو سنبھالا دینے کے لئے قرآن کو نیزوں پر نہیں چڑھا دیا تھا۔ الخ۔ (ص۳)

گو حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص کے متعلق اس عبارت کے سلسلہ میں نصرت کے ایڈیٹر حنیف رامے صاحب نے بندہ کو معذرت کا خط لکھا ہے۔ لیکن انہوں نے چونکہ اپنے ہفت روزہ نصرت میں فاتح مصر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی پوزیشن صاف نہیں کی اور بعدازاں دیگر صحابہ کرام کے خلاف بھی عبارات نصرت میں شائع ہو چکی ہیں۔ اس لئے ان کی یہ معذرت کافی نہیں ہے۔

(ب) نصرت ۲۱ ستمبر ۶۹ء میں بعنوان ''اسلام کی تعریف کیجئے'' ایک مضمون میں یہ لکھا ہے کہ:
اس حقیقت سے کسے انکار ہو سکتا ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خلافت کی لاش پر جس ملوکیت کی عمارت قائم کی تھی اور اس عمارت کے گارے کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خون پاک سے پانی دیا تھا تو انہوں نے بھی اپنی اس مہم کو اسلام کے ماسوا کوئی دوسرا نام نہ دیا تھا۔ الخ (ص۱۴)

(ج) فتح مکہ کے طلقاء صحابہ کے بارے میں لکھا ہے کہ...... چونکہ یہ لوگ اسلامی تحریک کے پورے نشیب و فراز سے ناواقف تھے۔ اسی لئے ان میں درجہ اول کے رہنما نہ بن سکے اور سابقون اولون کی فہم و فراست کے تابع رہے۔ لیکن خلافت راشدہ کے بعد جب قوم کی رہنمائی ان طلقاء کے ہاتھ آئی تو اپنی ناواقفیت کی بنا پر انہوں نے اسلامی تحریک کے دھارے کو اس طرح موڑ دیا کہ خلافت

ملوکیت اور موروثیت میں بدل گئی۔ اور اسلام کی بنیادی تعلیمات کی بجائے اسلام کے نام پر دو سری خاندانی خلافتوں کی فقہوں سے مختلف رہی۔ کسی خلافت میں فقہ حنفی کی حکمرانی رہی تو کسی میں فقہ مالکی کی۔ کسی میں فقہ شافعی حکمران تھی تو کسی میں فقہ حنبلی۔ ہمارے مذکورہ

علماء چونکہ خود اسلام کی کوئی جامع تعریف کرنے سے قاصر نظر آرہے ہیں اس لئے ان حالات میں ان سے یہ پوچھنا بیجا نہ ہوگا کہ بنوامیہ کی ملوکیت اسلامی تھی یا بنوعباسیہ کی۔ فاطمیوں کی ملوکیت اسلامی تھی یا عثمانی ترکوں کی؟ پھر یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ چاروں فقہیں مذکورہ ملوکیتوں کے قوانین رہیں گویا یہ فقہیں ملوکیتوں کے دور کی پیداوار اور ان کی نگہبان ہیں اس لئے عملی نقطہ نگاہ سے یہ بھی ملوکیت سے جدا نہیں۔ [نصرت ۲۱ ستمبر ۶۹ ص ۱۵]

## لاہوری مرزائی اور منکرین حدیث بھی خادم قرآن ہیں

مودودی جماعت کی طرف سے سیارہ ڈائجسٹ کا جو قرآن نمبر شائع ہوا تھا اس پر تنقید کرتے ہوئے ہفت روزہ نصرت ۲۸ دسمبر ۱۹۶۹ء میں ''علمی کم ظرفی'' کے عنوان کے تحت لکھا ہے کہ......

ہمارے ملک میں چند ہستیاں ایسی ہیں جنہوں نے اپنی ساری زندگیاں قرآنی خدمات میں گزاری ہیں۔ ان کی قرآنی فکر سے اختلاف ہوسکتا ہے لیکن ان کی قرآنی خدمات پر اس طرح پردہ ڈال دینا کہ عامۃ الناس کو صرف قرآن مجید کی ''صحافیانہ تفسیر'' ہی نظر آئے۔ علمی کم ظرفی کی بدترین مثال ہے۔ قرآن کیلئے اپنی زندگیوں کو وقف کرنے والوں میں علامہ اسلم جیراجپوری صاحب۔ مولانا محمد علی صاحب لاہوری، مولانا امین احسن صاحب اصلاحی مصنف ''تدبر قرآن'' اور چوہدری غلام احمد صاحب پرویز مصنف ''مفہوم قرآن'' کے نام سرفہرست ہیں۔ ہمیں مولانا محمد علی لاہوری کے مذہبی عقائد سے سخت اختلاف ہے لیکن اس کے باوجود دیانت کا تقاضا یہی ہے کہ ان کی قرآنی خدمات کا اعتراف کیا جائے۔ الخ (ص ۲۲)

## اسلامی سوشلزم یا چینی سوشلزم

بھٹو پارٹی کی طرف سے عموماً یہ کہا جاتا ہے کہ اسلامی سوشلزم سے ان کی مراد اسلامی مساوات اور اسلامی اقتصادی نظام ہے اور بعض اکابر جمعیت کی طرف سے بھی یہ کہا جارہا ہے کہ یہ اصطلاح غلط ہے لیکن اگر اس سے مراد اسلامی نظام ہے تو مفہوم صحیح ہے۔

اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ......

(ا) جمعیت علمائے اسلام جب اسلامی سوشلزم کا نعرہ نہیں لگاتی تو اکابر جمعیت کی طرف سے اس اصطلاح کی تاویل وتوجیہ کی کیا ضرورت ہے؟

(ب) یہ حسن ظن بھی خلاف واقع ہے کہ بھٹو اور اس کی پارٹی کی مراد اسلامی سوشلزم سے اسلامی معاشی نظام ہے۔ کیونکہ ان کے ہفت روزہ نصرت لاہور کی تحریرات اس کے منافی ہیں۔ چنانچہ نصرت ۵/اکتوبر ۱۹۶۹ء میں ''پاک چین دوستی کی روحانی بنیادیں'' کے عنوان کے تحت اداریہ میں لکھا ہے کہ ...... پاک چین دوستی کی سیاسی بنیادوں پر جناب ذوالفقار علی بھٹو نے نصرت کے اسی شمارے میں شائع ہونے والے اپنے گراں قدر مضمون میں بہترین روشنی ڈالی ہے۔ ہم انقلاب چین کی بیسویں سالگرہ کی تقریب پر پاکستانی عوام کے ایک ادنی ترجمان کی حیثیت سے چینی عوام کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں اور ''پاک چین دوستی کی روحانی بنیادوں'' کا سراغ لگانا چاہتے ہیں۔ نبی کریم محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ حصول علم کی خاطر چین بھی جانا پڑے تو جاؤ۔ آپ ہی نے فرمایا تھا کہ علم مومن کی کھوئی ہوئی میراث ہے لہٰذا جہاں سے ملے چوم چاٹ کر لے لینا چاہیے۔ وہ بات جو کل تک ایک استعارہ تھی آج حقیقت بن گئی ہے۔ وہ علم جو ہماری کھوئی ہوئی میراث تھا آج چین کے کوچۂ وبازار میں دستیاب ہے۔ اور جوں جوں ہم اس علم کو قرآن عظیم کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں یہ کھرا ثابت ہوتا جارہا ہے۔ ہم اس علم کو محض اس لئے رد نہیں کرسکتے کہ چند جبے اور عمامے۔ چند داڑھیاں اور تسبیحیں نبی کریم کی نصیحت کو نظر انداز کر کے اس علم کی مخالفت میں مصروف ہیں'' (ص ۳)

اسی میں لکھا ہے کہ...... قرآن عظیم کی تعلیمات کو دلوں میں اور نبی کریم کی سیرت پاک کو آنکھوں میں سمائے ہم سوشلسٹ معیشت اور معاشرت کو لبیک کہتے ہیں کہ اقبال کے مطابق یہی اسلام کی اصلی روح ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں پاکستان اور چین سیاسی ہی نہیں روحانی دوست

بن جاتے ہیں۔ الخ (ص ۴)

مندرجہ عبارات سے واضح ہے کہ اسلامی سوشلزم سے مراد وہ چینی نظام ہے جو چین میں رائج ہے۔ اور چینی معاشی نظام کو ہی اس اداریہ میں قرآن عظیم کی کسوٹی پر کھرا ثابت کیا گیا ہے۔ حالانکہ (ا) چین میں جو معاشی نظام ہے وہ اصولاً خلاف اسلام وقرآن ہے۔ (ب) چینی نظریات دہریت اور انکار خدا پر مبنی ہیں۔ وہاں رسالت کا انکار ہے۔ آخرت کا انکار ہے۔ قرآن کا انکار ہے۔ تو اس کے باوجود پاکستان اور چین میں روحانی رشتہ کیسے جوڑا جا سکتا ہے؟ یہ دراصل تلبیس عظیم ہے۔ اشتراکی نظام کو اسلام وقرآن کے نام پر مسلمانان پاکستان کے دل و دماغ میں اتارا جارہا ہے۔ اور جمعیت کے اکابر کی طرف سے اسلامی سوشلزم کی جو تاویلات پیش کی جارہی ہیں ان سے سوشلسٹ طبقوں کو بہت قوت پہنچ رہی ہے۔ گویا کہ اشتراکی اور سوشلسٹ پارٹیاں اب علمائے حق کے سایہ میں اپنے نظریات پھیلا رہی ہیں اور جو جمعیت اپنے ترجمان اسلام کے ایڈیٹر کی تحریفات اور باطل نظریات کی تردید نہیں کرسکتی وہ اشتراکی اور سوشلسٹ قوتوں سے اشتراک عمل کر کے ان کی کس طرح اصلاح کر سکے گی؟

جمعیت علمائے اسلام نے اگر پاکستان میں ''خالص اسلامی نظام'' قائم کرنا ہے جیسا کہ ''اسلامی منشور'' میں واضح کیا گیا ہے تو جس طرح وہ مودودی ازم کی کھلی مخالفت کر رہی ہے اسی طرح وہ اسلام وقرآن کے نام پر جو اشتراکی سیلاب آرہا ہے اس کی بھی کھلی مخالفت کرے اور اشتراکی اور امریکی دونوں بلاکوں سے ہٹ کر ایک تیسرا خالص اسلامی بلاک پاکستان میں بنائے تاکہ اسلامی عقائد ونظریات کا تحفظ ہو سکے۔ اور اگر اس وقت جمعیت کی جنگ صرف امریکی طاقتوں کے خلاف ہے اور اسلامی بنیادوں کے تحفظ کو سردست نظر انداز کرنا چاہتی ہے اور ہر اس قوت سے اشتراک عمل جائز بلکہ ضروری قرار دیتی ہے جو امریکی سامراج کے خلاف ہیں تو اسلامی منشور کی بنیاد پر جس خالص اسلامی نظام حکومت کی مسلمانان پاکستان کو پہلے دعوت دی ہے فی الحال اس سے کنارہ کش ہو جائے۔

شیخ الاسلام حضرت مدنی قدس سرہ نے ہندوستان کی جنگ آزادی میں انگریزوں کے خلاف مختلف مذاہب واقوام کا جو متحدہ پلیٹ فارم قائم فرمایا تھا تو اس مقصد کی وضاحت فرمادی تھی اور اُس وقت کوئی اسلامی منشور نہیں شائع فرمایا تھا۔ اور نہ ہی قوم کو یہ دعوت دی تھی کہ سردست ہم نے متحدہ

ہندوستان میں خالص اسلامی نظام حکومت قائم کرنا ہے اور نہ ہی صدر مملکت کے لیے اہل سنت مسلمان ہونے کی شرط پیش فرمائی تھی اور نہ اس وقت غیر مسلم اقوام کو متحدہ دینی محاذ میں شامل فرمایا تھا اور نہ خاکسار تحریک کو دینی جماعت قرار دیا تھا۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور جمعیت علمائے ہند کا موقف بالکل واضح تھا۔ لیکن جمعیت علمائے اسلام پاکستان کے اسلامی منشور اور اشتراک عمل کی پالیسی میں بالکل تضاد ہے اور یہ اُسی قسم کی حکمت عملی کی پالیسی کی اتباع ہے جو ابوالاعلیٰ مودودی نے سیاسی اقتدار کے حصول کے لیے پہلے وضع کی ہوئی ہے۔ واللہ اعلم

## قرآنی تحریفات

گو اسلامی سوشلزم کی داعی جماعتیں اسلام و قرآن کا نام لیتی ہیں لیکن ان کی تشریحات اسلامی اور تعبیرات قرآنی علمائے حق کے خلاف ہی ہیں۔ مثلاً (۱) ''قرآنی احکام'' کے عنوان کے تحت چند قرآنی آیات کا ترجمہ لکھنے کے بعد لکھا ہے کہ...... مندرجہ بالا آیات سے واضح ہے کہ قرآن کی رو سے استحصال سراسر ناجائز ہے۔ کوئی بھی مسلمان اپنی ضرورت سے زائد ایک پیسہ بھی اپنے پاس نہیں رکھ سکتا۔''

[نصرت لاہور، ۱۹ جنوری ۱۹۶۹ء]

یہ تغیر بھی احادیث نبوی، تعامل صحابہ اور اجماع امت کے خلاف ہے۔ اس سے زکوۃ و میراث وغیرہ قرآنی احکام کی بالکل نفی ہو جاتی ہے۔ (۲) مسئلہ ارتداد پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ...... مندرجہ بالا آیت میں خدا کے نزدیک ایک مسلمان کے دو دفعہ کفر اختیار کرنے کے لیے کوئی مواخذہ نہیں ہے۔ اگر وہ تیسری دفعہ کفر اختیار کریگا تو اس کا یہ جرم یا گناہ نا قابل معافی ٹھہرے گا اور اس کی سزا یہ ہے کہ وہ ہدایت سے محروم ہوگا۔ مگر اس کی جان لینے یا اس کو قتل کرنے کا حکم نہیں دیا گیا۔ اس کے برعکس مودودی صاحب ایسے لوگوں کو بھی قتل کرنے کا حکم دیتے ہیں جو اسلام میں داخل ہو کر پھر کافر ہوتے ہیں اور مسلمانوں کی مسلمان اولاد میں سے کافر ہونے والوں کو بھی قتل کرنے کا فتوی دے رہے ہیں۔ غور فرمایئے کہ ان کے یہ احکام قرآن کے مطابق ہیں یا اس کے برعکس اس کی سراسر ضد ہیں۔ الخ (ص ۱۷)

یہ تفسیر بھی احادیث نبوی اور اجماع امت کے فیصلہ کے بالکل خلاف ہے اور جمعیت علمائے اسلام کے ''اسلامی منشور'' کے بھی منافی ہے۔ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کے مرکزی ہفت روزہ ''نصرت'' لاہور کی

مذکورہ قرآنی تشریحات (جو در اصل تحریفات ہیں) اور اسلامی سوشلزم کی وہ تعبیرات ہیں جن سے کُلی اشتراکی سوشلزم ہی ثابت ہوتا ہے۔ کیا اس حقیقت کو بے نقاب نہیں کرتیں کہ پیپلز پارٹی بھی اسلامی مساوات کے نام پر ایک نیا دین اور نیا اسلام ہی بنا رہی ہے؟

لیکن جمعیت علمائے اسلام کے اکابر اس معاملہ میں اس طرح خاموش ہیں گویا کہ اسلامی سوشلزم میں اسلام اور مسلمانوں کے لیے کسی پہلو سے کوئی خطرہ ہی نہیں۔ اس لئے اب جاہل عوام بھی مشکوک ہو رہے ہیں۔ اکابر کے اس طرز عمل کا یہ نتیجہ ہے کہ جو مسلمان سوشلزم اور اسلامی سوشلزم کے خطرات سے آگاہ ہیں وہ جمعیت علمائے اسلام کی پالیسی سے مطمئن نہیں رہ سکتے۔ اور جو اسلامی سوشلزم کو اسلام کے خلاف نہیں سمجھتے وہ سوشلسٹ عناصر کے آلۂ کار بن رہے ہیں اور اس سے علمائے حق کے موقف و مقصد کو سخت نقصان پہنچ رہا ہے۔ علاوہ ازیں جمعیت کے بعض اکابر کے اس قسم کے بیانات بھی اشتراکیت کی تقویت کا سبب بن رہے ہیں کہ پاکستان میں کفر و اسلام کی کوئی جنگ نہیں بلکہ یہاں امیر و غریب کی جنگ ہے۔ کیونکہ امیر و غریب کی طبقاتی جنگ کا نعرہ خالص اشتراکی نعرہ ہے۔ اسلام میں تو کفر و اسلام یا حق و باطل کی جنگ ہوتی ہے نہ کہ امیر و غریب کی۔ اور جب پاکستان میں اسلام و قرآن کے نام پر کافرانہ نظریات پھیلائے جا رہے ہیں اور ان کی پشت پر سیاسی طاقت بھی ہے تو پھر یہ کہنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ یہاں کفر و اسلام کی جنگ نہیں۔ اور اگر کفر و اسلام کی جنگ نہیں تو کیا پاکستان میں حق و باطل کی بھی جنگ نہیں ہے؟ کیا ہر امیر باطل پرست اور ہر غریب حق پرست ہے؟ کہ بہر حال امیر و غریب میں ضرور جنگ کرائی جائے۔ کاش کہ جمعیت علمائے اسلام کے اکابر حضرات جن کا شائع کردہ "اسلامی منشور" لادینی سیاست کے لیے ایک کھلا چیلنج ہے۔ سیاسی میدان میں بھی عملاً اس پر ثابت قدم رہتے اور اسلام و قرآن کے نام پر جو نئے نئے کافرانہ نظریات ملک میں پھیلائے جا رہے ہیں ان سب کا یکساں طور پر مقابلہ کرتے تو یہ ان کا ایک شاندار تاریخی کارنامہ ہوتا اور اس سے برسوں کی مروجہ لادینی سیاست کو اصولی طور پر شکست کا منہ دیکھنا پڑتا..... کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی ان اللہ لقوی عزیز......

بہر حال مذکورہ وجوہات کی بنا پر بندہ چونکہ جمعیت علمائے اسلام کی مرکزی سیاسی پالیسی سے کسی

طرح بھی مطمئن نہیں ہے۔ اور جمعیت کے سٹیج پر اہل اسلام کو خالص دینی سیاست کی دعوت دینا کسی طرح مناسب نہیں سمجھتا۔ اس لیے جمعیت علمائے اسلام کی بنیادی رکنیت سے مستعفی ہو کر اپنی عرضداشت پیش خدمت کر دی ہیں۔

دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اخلاص واستقامت عطا فرمائیں، آمین۔ والسلام

خادم اہل السنت

الاحقر مظہر حسین ...... مدنی جامع مسجد چکوال، ضلع جہلم

۱۸ ربیع الثانی ۱۳۹۰ھ، بمطابق ۲۳ جون ۱۹۷۰ء

**محترم قارئین!** یہ ہے جمعیت علماء اسلام میں حضرت قائد اہل سنتؒ کی خدمات اور علیحدگی کی مفصل داستان جو تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان (آپس میں مدد کرو نیک کام پر اور پرہیزگاری پر اور مدد نہ کرو گناہ پر اور زیادتی پر (سورۃ مائدۃ آیت نمبر ۵۰) کی عملی تفسیر دکھائی دیتی ہے۔

## تحریک خدام اہل سنت کا قیام

عمارت کی قد وقامت اور مضبوطی میں مرکزی دخل بنیاد کو حاصل ہوتا ہے۔ دین اسلام پر محنت کی عمارت بھی تب ہی مستحکم اور نتیجہ خیز ثابت ہو سکتی ہے جب اس کی بنیاد مضبوط اور صحیح ہو۔ حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ میں یہی امتیازی خوبی جابجا ملتی ہے کہ آپ نے معاونت، مخالفت، محبت، نفرت، تحمل، غضب، سیاست، جوڑ، توڑ، تحریر، تقریر، تبلیغ حتی کہ ذی رحم رشتہ داریاں بھی مذہب کی بنیاد پر نبھائیں۔ چنانچہ جمعیت کے ساتھ تعلقات کے نازک دور میں ہی استعفاء سے چند ماہ قبل خالصتاً مذہبی فکر کی حامل جماعت کی بنیاد رکھی جس کا ابتداء میں مجلس خدام اہل سنت والجماعت نام تجویز فرمایا۔ جبکہ کچھ عرصہ بعد مجلس کی جگہ تحریک کے لفظ نے لے لی۔

حضرت قائد اہل سنت جماعت کے مقصد قیام کے متعلق تحریر فرماتے ہیں......

پاکستان میں اہل سنت و جماعت تقریباً ۹/۱۰ کروڑ کی تعداد میں آباد ہیں۔ لیکن باوجود اتنی عظیم اکثریت کے بحیثیت اہل سنت ملک میں ان کا کوئی خاص مقام ونام نہیں ہے۔ کیونکہ جہاں عوام اہل سنت اپنے مذہب سے ناواقف وغافل ہیں۔ وہاں سوائے علماء حق کے خواص اہل سنت بھی اپنے مذہب حق کو عموماً نظر انداز کیے ہوئے ہیں۔ اس لئے اس امر کی شدید ضرورت سمجھی گئی ہے کہ اہل السنت

والجماعت کے مذہبی نام وعنوان سے ایک ایسی دینی جماعت قائم کی جائے جو نبی کریم ﷺ کے ارشاد فرمودہ معیار حق ماانا علیہ واصحابی یعنی سنت و جماعت کی طرف مسلمانان اہل سنت کو عام دعوت دے کر ایک جماعتی نظام قائم کرے تاکہ پاکستان کی نظریاتی بنیادوں کے استحکام میں وہ زیادہ موثر کردار ادا کرسکیں۔ لہٰذا اس مقصد عظیم کے لئے مخدوم العلماء حضرت مولانا پیر خورشید احمد صاحب ساکن قصبہ عبدالحکیم ضلع ملتان (خلیفہ اعظم شیخ الاسلام حضرت مدنی قدس سرہ) کی قیادت و امارت میں مجلس خدام اہل السنت والجماعت کے نام سے ایک جماعت قائم کردی گئی۔ اس جماعت کی دعوت کوئی نئی نہیں ہے۔ بلکہ اس کا مقصد چودہ سو سال کے مذہب اہل سنت کی ہی تبلیغ و تحفیظ ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے محررہ بالا ارشادات کی روشنی میں ضروری ہے کہ مسلمانان اہل سنت اپنے مذہبی حق کی بنیاد سنت و جماعت کے تحت دین اسلام کی تبلیغ و حفاظت کریں۔ ہم تمام سنی مسلمانوں کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ وہ خواب غفلت سے بیدار ہوکر اپنے مذہب کی خدمت و اشاعت کا فریضہ انجام دیں......

وما علینا الا البلاغ

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اخلاص و ہمت عطاء فرمائیں۔ (خدام اہل سنت کی دعوت ص ۱۴، ۱۵)

حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ جماعت کے نام اور مقصد قیام کے متعلق مزید لکھتے ہیں......

قیام پاکستان سے پہلے حضرت والد صاحب مرحوم کی سرپرستی میں میرے مجاہد برادر بزرگ مولوی منظور حسین صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ نے خاکساروں کی عسکری تنظیم کے مقابلہ میں خدام اسلام کے نام سے ۱۳۵۷ھ میں جماعت قائم کی۔ جبکہ میں دارالعلوم میں پہلے سال میں زیر تعلیم تھا۔ یہ نام حضرت والد صاحب مرحوم نے تجویز کیا تھا۔ ''لائحہ عمل خدام اسلام'' کے نام سے ایک پمفلٹ شائع کیا گیا۔ جس کا پیش لفظ بندہ نے لکھا تھا اور والد صاحب نے بعنوان ''خدام اسلام میدان عمل میں'' حسب ذیل نظم لکھی......

## خدام اسلام میدان عمل میں

| | |
|---|---|
| اسلام کے خدام ہیں میدان میں آئے | سب کفر کے بت توڑ کر مٹی میں ملائے |
| لاریب ہیں اسلام کے جانباز سپاہی | ہر فرقہ باطل سے کریں گے یہ لڑائی |
| حجت سے دلائل سے کریں انہیں پامال | اور ملت اسلام کا کروائیں اقبال |

توحید کو منوائیں گے سب اہل جہاں سے
اور شرک و بدعت کو مٹائیں گے زماں سے

مخلص ہے اسلام کا یہ لشکر جرار
بخشی انہیں اللہ نے صداقت کی ہے تلوار

ہمت کو ہے یہ تاب کہ ہو ان کے مقابل
جو سامنے آئے گا وہ ہو جائے گا گھائل

اللہ ھو اللہ کا نعرہ ہیں لگاتے
چپ راست کی بدعت کو ہیں دنیا سے مٹاتے

ہر فرد بشر ان کا ہے پنج وقتہ نمازی
مردان مجاہد ہیں یہ اسلام کے غازی

حامی ہیں شریعت کے یہ الحاد سے بیزار
بندے ہیں یہ اللہ کے شیطان سے ہیں پیکار

لے نام خدا نکلے ہیں میدان عمل میں
پہنچائیں گے پیغام خدا دشت و جبل میں

تکبیر کا نعرہ جو لگائیں گے زمیں پر
آواز پہنچ جائے گی یہ عرش بریں پر

اس فوج ظفر موج کو نصرت ہے خدا کی
یہ دل سے ابوالفضلؒ نے اللہ سے دعا کی

اور بندہ نے جب ۲ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ بمطابق ۱۹ مئی ۱۹۶۹ء نئی جماعت قائم کی۔ تو اس کا نام بھائی صاحب مرحوم کی جماعت ''خدام اسلام'' کے پیش نظر ''خدام اہل سنت'' تجویز کیا۔ اس نام میں بجائے اسلام کے خدام کی نسبت اہل سنت کی طرف کی گئی۔ کیونکہ دور حاضر کا شدید تقاضا تھا۔ اور اہل حق کا امتیازی نام و نشان ''اہل السنت والجماعت'' ہی ہے۔ اور بندہ نے والد صاحب مرحوم کی نظم کے عنوان ''خدام اسلام میدان عمل'' کے پیش نظر اپنی نظم کا عنوان ''خدام اہل سنت میدان عمل میں'' رکھا۔ [کشف خارجیت، ص ۲۶۷]

حضرت قائد اہل سنت کی اس تاریخی نظم میں جماعتی مشن اور حضرت اقدس کا ادبی کمال ایک ساتھ نظر آتا ہے۔۔۔۔ قارئین کی نذر کی جاتی ہے۔۔۔۔

## خدام اہل سنت میدان عمل میں

خدام اہل سنت ہیں ہم سنت کو پھیلائیں گے
ہم اللہ واحد کے بندے توحید کی شمع جلائیں گے

ہم شاہ رسل کی امت ہیں جن پہ ہے نبوت ختم ہوئی
ہم منکر ختم نبوت کو بس کافر ہی ٹھہرائیں گے

وہ ساقی کوثر، شافع محشر، جان جہاں، محبوب خدا
ہم ختم نبوت کی خاطر ہر باطل سے ٹکرائیں گے

اصحاب نبی، ازواج نبی، اور آل نبی پر ہم قربان
بوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ کی شانیں ہم سمجھائیں گے

یہ چاروں خلفاء برحق ہیں اور حسن و حسین بھی ہیں پیارے
جنت کے جوانوں کے سید ہم انکی راہ دکھائیں گے

سیدہ زینب کے پیارے ہیں اور دین کے وہ شہزادے ہیں
یہ سب حق کے چمکارے ہیں ہر جا یہ چمک دکھائیں گے

فرمانِ رسولِ اکرم ہے ما انا علیہ واصحابی
ہر سالار مرے صحابہ کی ہو حق سنت پر جائیں گے

سرکارِ مدینہ کی سنت ایک نور بھی ہے اور حجت بھی
سنت کی شمع جلا کر ہم اب ظلمت کفر مٹائیں گے

قرآن کا جزو سنت میں اور سنت کا ہے صحابہ میں
ہم ان کی عظمت کی خاطر سر دیں گے خوف نہ کھائیں گے

اے مسلم تو یوں نہ ہو، رکھ سچے خدا پر اپنا یقین
اسلام تو دینِ فطرت ہے ہم فطرتِ حق منوائیں گے

قرآنِ مسلم حکمران ہیں یعنی سراسر رحمت ہے
قرآن کے سایہ میں رہ کر ہم آزادی دلوائیں گے

اسلام نے ہی اک خاص ہی انسان کو حسن سے پیدا کیا
ہر ذرہ ذرہ پیدا کیا، ہم اس کی حمد سنائیں گے

یہ دنیا عالم فانی ہے، سب خلقت آنی جانی ہے
ازلی ابدی ہے ہمارا خدا ہم اس کا حکم چلائیں گے

تھا پاکستان کا مطلب کیا، بس لا الہ الا اللہ
میدان عمل میں آ کر ہم یہ مطلب حل کرائیں گے

اے پاکستان کے باشندو آئین شریعت لازم ہے
ہم مسلم ہیں خدا کے لیے اسلام کا ڈنکا بجائیں گے

خدام اہل سنت کا ہے منظم بھی ادنیٰ خادم
ہم دین کی خاطر ان شاء اللہ پرچم حق لہرائیں گے

[۳۱ جنوری ۱۹۷۱ء]

## تبلیغ دین میں خاص مزاج

تحریک خدام اہل سنت کے قیام، پس منظر، نام اور مقصد قیام کی وضاحت کے بعد تبلیغ دین میں خاص مزاج کے عنوان سے حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے طریقہ تبلیغ کے متعلق امتیازی خصوصیات کو ذکر کیا جاتا ہے ــــ

❁ ــــ پہلی خصوصیت! حضرت اقدس رحمہ اللہ جلسہ منعقد کروانے والوں، آپ کی تقریر کا اہتمام کروانے والوں کو اپنا محسن سمجھتے تھے۔ ایک مرتبہ جہلم میں سالانہ سنی کانفرنس کے موقع پر ارشاد فرمایا ــــ
معزز حضرات ان لوگوں کا احسان سمجھیں جنہوں نے آپ کے لیے لوگ اکٹھے کیے، سٹیج سجا کر، سپیکر، کرسی کا بندوبست کر کے آپ کو تبلیغ دین کا موقع فراہم کیا۔ ورنہ حضور اکرم ﷺ تبلیغ دین کے لیے جاتے تو پتھروں، راستے میں رکھے کانٹوں اور نازیبا کلمات سے آپ کا استقبال کیا جاتا۔ یہی وجہ

ہے کہ حضرت اقدسؒ جلسہ کا انعقاد کرنے والوں سے کوئی نذرانہ، ہدیہ وغیرہ نہ لیتے تھے۔ اگر کسی نے اصرار بھی کیا تو بقدر کرایہ لے لئے اور باقی واپس کر دیتے تھے۔ آپ ہمیشہ اپنی تحریک کے مبلغین کو اسی طریقہ کار پر پابند رکھتے۔ اگر کہیں کسی خطیب کے متعلق خبر مل جائے کہ مطالبات کرتے ہیں آپ جماعتی سٹیج پر بلانا چھوڑ دیتے تھے۔

۞...... دوسری خصوصیت! حضرت قائد اہل سنتؒ اپنے متعلقین، جماعتی احباب، کارکنوں اور مبلغین کو ہر معاملہ میں دینی مزاج رکھنے کی تلقین کرتے تھے۔ فرماتے......

جماعتی اجلاس و کانفرنسوں بوقت ضرورت سیاسی میدان میں شمولیت، تعلقات، برادریاں سب نبھاتے وقت دین پیش نظر ہونا چاہیے اور سوچنا چاہیے کہ دینی اعتبار سے مجھے کس کام میں فائدہ ہے اور میرا دین مجھ سے کیا تقاضا کرتا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ آپؒ دینی کاموں میں کارکنوں کو معمولی سی لغزش پر بھی بڑی تنبیہ کرتے تھے۔ کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ کسی نعت خواں نے کوئی ایسی نظم و نعت شروع کی جس کا مقصد محض سریں لگا کر لوگ اکٹھا کرنا ہو آپ دوران نظم ہی بند کروا دیتے تھے اور فرماتے مقصد لوگ اکٹھے کرنا نہ ہونا چاہیے یہ دنیاداری ہے۔ دین داری یہ ہے کہ مقصد رضاء حق ہو۔

۞...... تیسری خصوصیت! جذباتی نعروں اور اشتعال انگیز کاموں سے کارکنوں کو بچنے کی تلقین کرتے، فرماتے......

جوش و جذبات کے وقت ہوش و حواس پر قابو رکھنا چاہیے جذباتی پالیسیوں اور جذباتی واویلے اور نعروں کے اثرات دیرپا نہیں ہوتے۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی مقرر یا نعت خواں جذباتی یا اشتعال انگیز تقریر کرتا یا کلام پیش کرتا آپ نہ صرف فوراً بند کروا دیتے بلکہ اپنے بیان میں اس پر تنبیہ بھی فرماتے۔ محرم اور صفر آپ کی مدنی مسجد کی گلی سے ماتمی جلوس کا گزرنا ہمیشہ ایک کڑا امتحان ہوتا تھا اور اب بھی ہے۔ اس موقع پر نوجوان جذباتی ہو جاتے۔ کئی دبی آواز میں اعتراض بھی کرتے کہ حضرت ان جلوسوں کو بزور بازو روکنے کی اجازت کیوں نہیں دیتے؟ آپ فرماتے ماتمیوں کی حفاظت کرنے والی پولیس اور فوج کی اکثریت سنی ہے ہم اگر انہیں روکیں تو ہمارا اپنی سنی عوام سے ٹکراؤ آتا ہے۔ اس صورت میں نقصان بہر حال سنی ہی کا ہے نہ کہ دشمن کا...... کئی مرتبہ پتھراؤ کا تبادلہ ہوا۔ آپ اس موقع پر بار بار تلقین کرتے گولی چلانے میں پہل نہیں کرنی وغیرہ۔ یہی وجہ ہے کہ پیرانہ سالی میں گرفتاری کے موقع پر ایک شیعہ کالم نویس نے اعتراف کیا کہ......

حضرت قاضی صاحب نے ۵۰ سے زائد سال کا عرصہ چکوال جیسے سنی، شیعہ حوالہ سے حساس علاقہ میں وقت گزارا لیکن ایسی کامیاب پالیسی اپنائی کہ علاقہ بھر کے نظریات بدل کر رکھ دیئے اور اپنا ایک کارکن بھی ضائع نہ ہونے دیا......

۞...... چوتھی خصوصیت! مخالفین پر تند و تیز جملوں سے حملہ آور ہونا حضرت قائد اہل سنت پسند نہ فرماتے تھے...... فرماتے......

تقریر میں مخالفین کو دلائل سے سمجھانا چاہیے۔ ان کی عزت نفس مجروح نہ کرنی چاہیے۔ اگر سختی اور نازیبا الفاظ سے رد کیا گیا تو مخالف آپ کی بات پر غور و فکر پر آمادہ ہونے کے بجائے ضد پر اتر آئے گا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ مسلکی اعتبار سے سخت سے سخت مخالفین کے ناموں کے ساتھ ''صاحب'' کا لاحقہ ضرور لگاتے۔ بے شمار کتابوں میں متعدد مرتبہ خمینی صاحب اور مودودی صاحب کے الفاظ جناب کو حضرت کے اس مزاج کا پتا دیں گے۔

۞...... پانچویں خصوصیت! سامعین کی خوشی و تفریح کے لئے کی جانے والی تقریر اور ذہن ساز تبلیغی بیان میں ہمیشہ فرق کرتے ایک مرتبہ مجھے فرمایا......

تقریر اور تبلیغ، مقرر اور مبلغ میں فرق سمجھتے ہو؟ میں نے گزارش کی آپ ارشاد فرمادیں......

تو فرمایا تقریر آج کے دور میں یہ ہے کہ سامعین بھرپور ہوں۔ خوب زور شور سے بیان کریں۔ کبھی جوش کبھی سُر اُتار چڑھاؤ کا لحاظ ہو وغیرہ۔ جبکہ تبلیغ یہ ہے اور ایسا ہونا چاہیے کہ سامعین کی قلت و کثرت بھی پیش نظر نہ ہو۔ انہیں خوش کرنے کے لئے لہجہ میں بناؤ سنگھار اُتار چڑھاؤ بھی نہ ہو بس حق بات سمجھانے اور پہنچانے کی دھن سوار ہو۔

۞...... چھٹی خصوصیت! اپنے موقف پر مضبوطی ہمت دلیری سے ہی آتی ہے۔ قوت حوصلہ اور پختہ عزم ہی کی بدولت انسان اپنے بے لچک مشن کو مکمل کرسکتا ہے۔ حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کارکنوں میں بہادری و دلیری دیکھنا چاہتے تھے۔ گاہے بگاہے اس کی تلقین کرتے اور ایسے افراد کی حوصلہ افزائی فرماتے۔ فرماتے...... دلیری بہت بڑی خوبی ہے۔ اسی کی بنیاد پر بندہ مضبوط ہوتا ہے۔ میں نے جیل میں ایسے نوجوان دیکھے جو بڑی بڑی سزائیں برداشت کر جاتے لیکن زبان سے ایک لفظ نہ نکالتے۔ کئی نوجوان یاعلی مدد کا نعرہ لگاتے ہوئے پھانسی چڑھتے دیکھے۔ حق والوں کو اس سے بھی زیادہ مضبوط اور دلیر ہونا چاہیے۔ تبھی وہ اپنے مشن و موقف پر قائم رہ سکتے ہیں۔

⊛......ساتویں خصوصیت! جہاں عمل بغیر صحیح عقیدہ کے بیکار ہے۔ وہیں محض عقیدہ بغیر عمل کے نجات کے لئے کافی نہیں۔ حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ عقائد سمجھاتے وقت موقع بموقع عمل کی ترغیب دیتے......فرماتے! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانی صورت اور آفتاب رسالت کے روحانی جلوے اس لئے بیان کئے جاتے ہیں کہ ان پر عمل کیا جائے۔ تعجب ہے آج سنی مسلمان بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت، صورت اپنانے کے لئے تیار نہیں۔ جو ہے ہی سنی جس کا کام ہی سنت رسول پھیلانا اور اپنانا ہے۔ لاہور کے ایک دوست جناب امجد حسن صاحب کے نام مکتوب گرامی میں ارشاد فرمایا......

آپ نے داڑھی منڈوانے کا تو بہت بڑا جرم کیا ہے اور انتہائی کمزوری کا ثبوت دیا ہے۔ آپ حضور محبوب خدا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک نمونہ مقدسہ کے لئے قربانی نہیں کر سکتے تو اور آپ کیا کر سکتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ سے خلوص قلب سے معافی مانگیں اور سچی توبہ کریں۔ آج موت آجائے تو پھر کیا بنے گا؟ یہ دنیا اور اس کی ساری چیزیں فانی ہیں۔ سچی توبہ کی علامت یہ ہے کہ آپ اب مسنون داڑھی رکھ لیں۔

⊛......آٹھویں خصوصیت! قابل رشک ایجاد موجد کی مہارت و کمال کا پتا دیتی ہے۔ کامل شاگرد استاد کی اکملیت کو ظاہر کرتا ہے۔ حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ تقریر و تحریر اپنی نشست و برخاست میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک کا بیان ہو یا دین متین کے کسی مسئلہ کی تفصیل صحابہ کرامؓ کا تذکرہ ضرور فرماتے......فرماتے!

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دین اسلام کے عینی گواہ ہیں ان کی حق و صداقت بیان کرنا دین اسلام کے مقدمہ کو مضبوط کرنا ہے۔ قرآن پاک میں جا بجا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صفات ذکر ہیں ان شاگردوں کا ایمان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محنت کا پتا دیتا ہے۔

⊛......نویں خصوصیت! فتنوں کا یہ دور اس حدیث پاک کا مصداق ہے۔ جس میں ارشاد فرمایا۔ مسلمان صبح اٹھے گا تو مومن ہوگا اور رات سوئے گا تو حالت کفر میں (اوکما قال) حضرت اقدسؒ اس نازک دور میں فتنوں سے بچاؤ کے لئے اپنے گرد اکابر علماء اہل سنت علماء دیوبند کی تعبیرات، تعلیمات اور تشریحات کا حصار بنائے ہوئے تھے۔ اور جماعتی احباب و مریدین کو اسی میں رہنے کی تلقین فرماتے تھے......فرماتے!

آج نہ دیکھو کون کیا کر رہا ہے۔ کیا لکھ رہا ہے۔ کیا بیان کر رہا ہے۔ آج فتنوں کا اور من مانیوں کا

زمانہ ہے۔ نت نئی تحقیقات کا دور ہے۔ بس اکابر علماء دیوبند کو دیکھو ان کی تحقیقات، اُن کے علم و اخلاص پر اعتماد کرو۔ یہی وجہ ہے کہ حلقہ احباب ہو یا حلقہ غیر اکابر کی تعبیر و تشریح سے ہٹ کر کوئی نظریہ کسی صورت قبول نہ کرتے تھے۔

(۱۰) دسویں خصوصیت! قول و فعل میں تضاد ہو تو شخصیت متنازعہ اور بے وزن ہو جاتی ہے۔ سٹیج پر دشمنیوں کا اظہار ہو وہ بھی مذہبی جو ممدوح ہے اور محافل میں اظہار یکجہتی ہو، تو ناظرین یہ فیصلہ دینے میں ذرا تامل نہیں کرتے ''مولویوں نے ہمیں لڑایا ہوا ہے۔ آپس میں سب ایک ہیں'' حضرت قائد اہل سنتؒ کے مزاج گرامی کی سب سے بڑی اور امتیازی خوبی یہ تھی کہ آپ نے جس سے بھی نظریاتی اختلاف کیا۔ نہ اس کے مہمان بنے نہ میزبان، سیاست و حکومت، دین و دنیا، نشست و برخاست کوئی سا تعلق پھر ان کے ساتھ گوارا نہ کیا۔ فرماتے ......

آج لوگ ذاتی جھگڑوں اور ذاتی بغض (جو کہ شریعت میں مبغوض و ناپسندیدہ ہے) کی وجہ سے ایک دوسرے کے ساتھ قطع تعلق کر لیتے ہیں۔ بول چال بند۔ کاروبار اشتراک بند۔ دنیوی سیاسی تعاون بند، حتیٰ کہ سلام دعا تک چھوڑ دیتے ہیں اور ایسا کرنے کو بے غیرتی تصور کرتے ہیں۔ لیکن تعجب ہے دین کے معاملہ میں قطع تعلق جو مطلوب ہے وہ نہیں کرتے دینی دشمن کے ساتھ حیلے بہانے کر کے تاویلات کے پردوں میں نشست و برخاست کرتے ہیں معاملات میں تعاون کرتے ہیں۔ اس سے دینی مسئلہ اور نظریاتی اختلاف کی اہمیت عوام کے ہاں ختم ہو جاتی ہے۔ تلک عشرہ کاملة

حضرت قائد اہل سنتؒ کے طریقہ تبلیغ و مزاج کی امتیازی خصوصیات لکھنے بیٹھا تھا۔ آنجناب کی حیات مستعار کے لحہ لحہ کا ہر ہر پہلو امتیازی نظر آیا تو خوف طوالت کی بنا پر میری بے بسی نے ان الفاظ کا لبادہ اوڑھ لیا......

مریں آخر ان کی کس کس ادا پر
ادائیں لاکھ اور دل بے تاب فقط ایک

## تصنیفی و تبلیغی خدمات

دین حق کی تبلیغ و تشریح اور اس کی حفاظت و تحفظ کے لئے دو بڑے ذریعے ہیں ● تحریر ● تقریر حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے اس مبارک فریضہ کی انجام دہی کے لئے دونوں ذرائع بھرپور

استعمال کیے۔تحریر کے ذریعے سینکڑوں چھوٹی بڑی تصانیف کا سہارا لیتے ہوئے دین اسلام کی تبلیغ وتحفیظ بھی خوب کی اور تقریر کے ذریعے احقاق وحق وابطال باطل کا فریضہ بھی خوب سرانجام دیا۔ ہر موضوع پر بے شار کتب متعدد مرتبہ چھپ کر نایاب ہو چکی ہیں جبکہ ہزاروں کیسٹوں میں محفوظ سینکڑوں موضوعات دعوت ترتیب دے رہے ہیں۔ ماہنامہ حق چار یارؓ لاہور کے سولہ سالہ دور کے اھدنا الصراط المستقیم کے عنوان سے مختلف موضوعات پر اداریے اور دیگر علمی واصلاحی مباحث اس لائق ہیں کہ انہیں کتابی شکل دے کر آنے والی نسلوں کے لئے محفوظ کیا جا سکے۔

ذیل میں حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کی چند یادگار تصانیف ومقالات کا تعارف جناب ہی کے قلم سے کروایا جاتا ہے۔جس سے میرے مدعی کی وضاحت خوب ہو جائے گی...... ملاحظہ ہو!

## ردّ مودودیت

### ① صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور مودودی

۱۱۲ صفحات پر مشتمل یہ تصنیف متعدد مرتبہ زیور طبع سے آراستہ ہوئی۔آخری مرتبہ اسے ادارۂ حق چار یارؓ نے ۲۰۰۰ء میں شائع کیا۔حضرت قائد اہل سنتؒ فرماتے ہیں:......

اہل السنت والجماعت کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد اولاد آدم میں حضور رحمۃ للعلمین خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ فیض یاب ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تمام امتوں اور جماعتوں سے افضل ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کنتم خیر امة (الآیة)

ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے گو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل ومناقب بھی بیان کیے ہیں۔لیکن ان کے تنقیدی مزاج نے ان کو اعتدال پر قائم نہیں رہنے دیا۔اور اصحاب رسول کے بارے میں وہ بلا تامل کچھ اس طرح لکھ گئے ہیں۔جس سے ان کی قرآنی عظمت مجروح ہوتی ہے اور اس سے شیعیت کا راستہ کھلتا ہے۔صحابہ کرامؓ اور مودودی میں اس کا مکمل ثبوت پیش کیا گیا ہے۔

[تلخیص از صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور مودودی ص ۴،۵]

### ② علمی محاسبہ

نومبر ۱۹۷۶ء میں پہلی مرتبہ یہ کتاب منظر عام پر آئی۔حضرت اقدسؒ فرماتے ہیں......

مودودی نظریات کی تردید میں میری پہلی تصنیف ''مودودی جماعت کے عقائد ونظریات پر ایک تنقیدی نظر'' کے جواب میں مولانا مفتی محمد یوسف صاحب نے ''مولانا مودودی پر اعتراضات کا علمی جائزہ'' تصنیف کی۔ اور اپنی پوری قوت مودودی صاحب کے دفاع میں خرچ کرتے ہوئے مجھے جواب کی دعوت دی۔ میں نے جمعیت علمائے اسلام پاکستان کے ہفت روزہ ترجمان اسلام میں بعنوان ''مفتی محمد یوسف کے جائزہ کی حقیقت'' ۲۵ قسطوں میں دیا۔ آخری قسط ۲۴ دسمبر ۱۹۶۸ء میں شائع ہوئی۔ اس کے بعد مفتی صاحب نے جواب الجواب بعنوان ''یہ اتمام حجت کا آغاز ہے'' ہفت روزہ آئین لاہور میں قسط وار شروع کر دیا۔ لیکن گیارہ قسطوں کے بعد یہ سلسلہ نامکمل چھوڑ دیا۔ اس کا جواب میں نے ''ابطال حجت'' کے نام سے شروع کر دیا۔ جسے بعد میں ترجمان اسلام کے ۲۵ قسطوں پر مشتمل مضمون و دیگر چند اہم مباحث کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے۔ [تلخیص از علمی محاسبہ ص ۱۱ تا ۱۳]

## ۳ مودودی مذہب

دسمبر ۱۹۶۷ء پہلی مرتبہ حضرت قائد اہل سنتؒ کی یہ تصنیف لطیف سامنے آئی۔ بعد میں متعدد مرتبہ اسے شائع کیا گیا۔ حضرتؒ فرماتے ہیں......

مودودی صاحب نے اپنی تنقید سے نہ مجددین و مجتہدین امت کو معاف کیا اور نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور انبیائے عظام کو خصوصاً انبیائے کرام کو تنقید کا نشانہ بنانا تو مودودی صاحب کا وہ کارنامہ ہے کہ شاید امت محمدیہ میں کوئی ناقد ہی اس میں ان کا ہم پلہ ثابت ہو سکے۔ مودودی صاحب کے اکثر عقائد و نظریات چونکہ جمہور اہل السنت والجماعت کے خلاف ہیں۔ اور علمائے حق سے ان کا اختلاف نہ صرف فروعی بلکہ اصولی بھی ہے۔ اس لئے ضروری سمجھا کہ مودودی صاحب کے عقائد ان ہی کی تصانیف سے صحیح حوالہ جات کے ساتھ عامۃ المسلمین کے سامنے پیش کر دیئے جائیں، تا کہ جو ناواقف مسلمان جماعت اسلامی کے نام سے ٹھوکر کھا جاتے ہیں ان کو حقیقت حال کا علم ہو جائے۔ [تلخیص از مودودی مذہب ص ۱۳،۱۴]

## ۴ مودودی جماعت کے عقائد ونظریات پر ایک تنقیدی نظر

مودودی صاحب کے باطل عقائد ونظریات کی تردید میں مذکورہ کتاب حضرت قائد اہل سنتؒ کی

پہلی تصنیف ہے۔ جو ابتداءً ۱۹۵۸ء میں شائع ہوئی۔ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں......

اسلامی تاریخ شاہد ہے کہ امت محمدیہ علی صاحبہا السلام والتحیۃ میں ان الحکم الا للہ اور اسلامی و قرآنی انقلاب جیسے پر عظمت نعروں سے کتنی تحریکیں عالم وجود میں آئیں۔ لیکن نصرت خداوندی سے محروم ہونے کی وجہ سے اپنا اپنا آزمائشی دور ختم کر کے مضمحل اور بے جان ہو کر رہ گئیں۔ ہمارے اس دور میں تجدید و اقامت دین اور حکومت الٰہیہ وغیرہ کے پر وقار اور جاذب توجہ دعاوی کے ساتھ جماعت اسلامی کے نام سے ایک نئی تحریک نے جنم لیا ہے۔ جس کے بانی اور امیر ابو الاعلیٰ صاحب مودودی ہیں۔ لیکن اس کی حقیقت اس کے سوا کچھ نہیں۔ کہ اپنی ادبی و قلمی تلبیسات کے ذریعہ حدیث و سنت کے بنیادی اسلامی تصور کو مسلمانوں کے اذہان سے محو کیا جائے، تا کہ نفسانی خواہشات کے تحت قرآنی حکم کے مطالب و معانی بیان کرنے کی راہ کھل جائے......

امتی باعث رسوائی پیغمبر ہیں

[تلخیص از تنقیدی نظر ص ۳۰۲]

## ⑤ مولانا سید گل بادشاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ اور مودودی جماعت

مذکورہ بالا تصنیف ۱۹۶۷ء میں پہلی مرتبہ منظر عام پر آئی۔ حضرت قائد اہل سنتؒ فرماتے ہیں......

گزشتہ رمضان المبارک، مودودی جماعت کی طرف سے بذریعہ ڈاک ایک اشتہار بعنوان ''جمعیۃ علماء اسلام کا فتویٰ جمعیۃ علمائے اسلام پر'' موصول ہوا۔ جس کا جواب فخر سرحد حضرت مولانا سید گل بادشاہ صاحب کی جانب سے ترجمان اسلام ۱۰ فروری ۱۹۶۷ء بعنوان ''مودودی جماعت کی تلبیس کا نمونہ'' شائع ہوا۔ جس میں سید صاحب نے اپنے ایک فتویٰ کی اشاعت کے سلسلہ میں مودودی جماعت کی حیرت انگیز تلبیس کا پردہ چاک کیا۔ لیکن تعجب ہے کہ اس جواب کی اشاعت کے بعد پھر وہی پمفلٹ بندہ کو بذریعہ ڈاک موصول ہوا۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مودودی صاحبان کو تحقیق سے غرض نہیں۔ بلکہ علماء حق کے خلاف کیچڑ اچھالنا وہ اپنے مشن کا جز سمجھتے ہیں۔ اس لئے ضروری سمجھا گیا کہ اشتہار کے بعض دوسرے پہلوؤں کی بھی وضاحت کی جائے تا کہ کسی پہلو سے ناواقف لوگوں کے لئے غلط فہمی کی گنجائش نہ رہے۔ [تلخیص از کتاب مذکورہ ص ۱۰-۱۱]

## ۶ کیا عورت صدر مملکت بن سکتی ہے؟

۱۹۶۴ء میں مکتبہ تعمیر حیات لاہور کی طرف سے حضرت قاضی صاحبؒ کی یہ کتاب شائع کی گئی۔

حضرت اقدس رحمہ اللہ فرماتے ہیں......

موجودہ الیکشن کے ہنگاموں میں صدارت کا مسئلہ سب سے زیادہ ہنگامہ خیز ہے۔ پاکستان مسلم لیگ نے صدر مملکت ایوب خان کو ہی امیدوار نامزد کیا ہے اور جمہوری متحدہ محاذ نے فاطمہ جناح کو جبکہ جمعیت علماء اسلام کی مجلس شوریٰ نے کتاب وسنت کی روشنی میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ چونکہ یہ دونوں پارٹیاں اصول اسلام کو نظر انداز کر کے محض حصول اقتدار کے لئے برسر پیکار ہیں۔ اس لئے ہم اپنا تیسرا امیدوار کھڑا کریں گے۔ ان پارٹیوں میں سب سے زیادہ تعجب خیز پوزیشن مودودی جماعت کی ہے۔ جنہوں نے ایک عورت کو تجویز کر کے اپنے ہی سابق ریکارڈ کو پامال کر دیا ہے۔ چنانچہ اس موضوع پر مودودی صاحب کی تصریحات حسب ذیل ہیں۔ [تلخیص از کتاب مذکور، ص ۲،۳]

## ۷ مودودی صاحب کے نام کھلی چھٹی

۱۹۷۶ء میں بانی جماعت اسلامی کے نام یہ کھلی چھٹی شائع کی گئی۔ حضرت رحمہ اللہ فرماتے ہیں......

سلام مسنون! آپ کا دعویٰ ہے کہ آپ کی جماعت ایک اصولی جماعت ہے اور آپ ایک اسلامی اصولی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ چونکہ آپ اپنی جماعت کے بانی اور امیر اول ہیں۔ اس لئے میں آپ کے بیان کردہ متعدد دعوؤں کے پیش نظر بذریعہ ''کھلی چھٹی'' چند ایسے سوالات پیش کر رہا ہوں۔ جو اصولی نوعیت کے ہیں۔ آپ ان کا جواب دے کر ملک وملت کے سامنے اپنی جماعت کی اصولی پوزیشن واضح کریں۔ [تلخیص از کتاب مذکور]

## ۸ جماعت اسلامی شیعہ انقلاب چاہتی ہے

۱۹۸۶ء میں ۳۰ صفحات پر مشتمل یہ تحقیقی کتابچہ تحریک خدام اہل سنت کی طرف سے شائع ہوا۔

حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ فرماتے ہیں......

جنرل ضیاء الحق صاحب نے جب صحابہ آرڈیننس جاری کیا۔ جس میں صحابہ کرامؓ اور اہل بیت کی توہین کرنے پر تین ماہ تک کی قید کا اعلان تھا۔ تو اس کے جواب میں شیعوں نے مو...دی صاحب کا ہی

سہارالیا۔ چنانچہ ہفت روزہ رضا کار میں لکھا...... ''ملحوظ رہے کہ برادران اہل سنت کے نزدیک بھی صحابہ رضی اللہ عنہم تنقید سے بالاتر نہیں۔ چنانچہ موجودہ دور کے جید سنی عالم مولانا مودودی مرحوم نے اپنی کتاب خلافت وملوکیت میں جابجا صحابہؓ پر تنقید فرمائی ہے۔ اور یہ کتاب آج کھلے بندوں فروخت ہورہی ہے۔ الخ''

جماعت اسلامی کے ایم۔ این۔ اے اسعد گیلانی نے ایرانی انقلاب کے سالگرہ کے موقع پر اپنی تقریر میں کہا...... ''آیئے ہم سب مل جل کر پاکستان میں بھی امام خمینی کے انقلاب کی طرز پر تبدیلی لانے کے لئے کوششیں تیز کردیں'' ان حالات میں واضح ہے کہ جماعت اسلامی بھی پاکستان میں خمینی انقلاب چاہتی ہے۔ [تلخیص از کتاب مذکور]

## ⑨ عقیدہ عصمت انبیاء اور مودودی

ادارۂ حق چار یارؓ کی طرف سے ۲۰۰۰ء میں آخری مرتبہ یہ مقالہ شائع کیا گیا۔ اس سے قبل کی تاریخ اشاعت معلوم نہ ہوسکی۔ حضرت اقدسؒ فرماتے ہیں......

کتاب ''میاں طفیل محمد کی دعوت اتحاد کا جائزہ'' میں ہم نے شیعہ مذہب کے ان عقائد پر تبصرہ کیا تھا۔ جو اسلام کے اصولی اور بنیادی عقائد سے متصادم ہیں اور ضمناً اس میں بعض مودودی مسائل و نظریات کا تذکرہ بھی آگیا تھا۔ اب ہم جماعت اسلامی کے بانی اور امیر اول ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کے بعض ایسے عقائد ونظریات ان کی تصانیف سے پیش کرتے ہیں جو اہل السنّت والجماعت کے عقیدہ عصمت انبیاء کے خلاف ہیں۔ [تلخیص از کتاب مذکور ص ۲]

## ⑩ جوابی مکتوب

جماعت اسلامی کے حالیہ امیر قاضی حسین احمد کے خط کے جواب میں یہ تحقیقی جوابی مکتوب ۱۹۹۷ء کتابی شکل میں شائع ہوا، حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں......

سلام مسنون! آپ کا عنایت نامہ موصول ہوا۔ آپ نے جو ۱۹۹۳ء کے الیکشن میں ڈھول ڈھمکے اور ناٹک رچائے کیا یہ قرآنی تعلیم کا نتیجہ تھا؟ فرمایئے کیا اسی کا نام اسلام ہے؟ کیا اسلامی انقلاب برپا کرنے کے لئے یہی طور طریقے ہوا کرتے ہیں؟ آپ کا زیر بحث مکتوب اور میرا یہ جوابی مضمون محض نجی

نوعیت کا نہیں بلکہ اس کا تعلق ملک وملت کے اہم مسائل سے ہے اس لئے ان شاء اللہ یہ جوابی مضمون ماہنامہ حق چار یار لاہور میں بھی شائع کروا دیا جائے گا۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔ آپ کے جواب کا بھی انتظار رہے گا۔ [تلخیص جوابی مکتوب ۳۰-۶-۸۰]

## ردّ رافضیت

### ① آفتاب ہدایت

مذکورہ بالا تصنیف حضرت اقدس رحمہ اللہ کے والد گرامی سلطان المناظرین حضرت مولانا محمد کرم الدین دبیرؒ کی ہے۔ جو پہلی مرتبہ ستمبر ۱۹۲۵ء میں شائع ہوئی۔ جبکہ ۱۹۴۹ء میں حضرت قائد اہل سنتؒ نے اپنے جامع مقدمہ کے ساتھ اسے تیسری مرتبہ شائع کیا۔ حضرت رحمہ اللہ فرماتے ہیں......

والد گرامی حضرت مولانا کرم الدین صاحب رحمہ اللہ کی یہ تصنیف اہل اسلام کے ہاں بہت مقبول ہوئی۔ چنانچہ مصنف کی حیات میں دو مرتبہ طبع ہو کر ملک کے دور دراز گوشوں تک اشاعت پذیر ہوئی۔ ۱۹۴۹ء میں راقم جب جیل سے رہا ہوا تو احباب نے اس کتاب کو طبع کرانے کی فرمائش کی۔ بندہ نے خود بھی اس کی ضرورت محسوس کی کیونکہ عوام میں ان کی جہالت و بے عملی کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کے اصحابؓ خلاف بغض و عناد کے جراثیم پھیلائے جا رہے تھے۔ حق تعالیٰ نے اس بندۂ ضعیف کو اس مفید کتاب کی طباعت کی توفیق عطا فرمائی۔ جو اب قوم کے ہاتھوں میں پہنچ رہی ہے۔ کتاب کی خوبیاں اس کے مطالعہ سے ہی معلوم ہوں گی ......

آفتاب آمد دلیل آفتاب

[تلخیص از آفتاب ہدایت ص ۱۱]

### ② بشارۃ الدارین بالصبر علی شہادۃ الحسین رضی اللہ عنہ

ستمبر ۱۹۷۴ء میں حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی یہ یادگار زمانہ تصنیف منظر عام پر آئی۔ فرماتے ہیں......

کتاب ''بشارت الدارین بالصبر علی شہادۃ الحسینؓ'' بجواب ''فلاح الکونین فی عزاء الحسینؓ'' اہل اسلام کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے۔ کتاب کا نام موضوع کے مناسب ہے۔ ہماری کتاب

میں چونکہ یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مصائب و آلام پر شریعت میں صبر کرنے کا حکم ہے اور بشارت صابرین کو ہی دی گئی ہے۔ یعنی ''بشارت الدارین بالصبر علی شہادۃ الحسین'' کا مطلب یہ ہے کہ جو مسلمان حضرت امام حسینؓ کی شہادت پر صبر اختیار کرے گا۔ اس کے لئے دونوں جہانوں میں بشارت ہے۔ اللہ تعالیٰ کتاب بشارۃ الدارین کو قبولیت عطاء فرمائیں۔ [تلخیص از کتاب مذکور ص ۵۔۱۱۔۱۲]

## ③ ہم ماتم کیوں نہیں کرتے

۱۹۷۰ء کے عشرہ میں پہلی مرتبہ یہ کتاب شائع ہوئی۔ آخری مرتبہ اسے ۲۰۰۰ء میں جمعیت اہل سنت ابوظہبی کی طرف سے شائع کیا گیا۔ حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ فرماتے ہیں..........

شیعان تلہ گنگ کی طرف سے گزشتہ ایام محرم میں ایک پمفلٹ بنام ''ہم ماتم کیوں کرتے ہیں'' شائع کیا گیا۔ گو اس کے دلائل میں ایک چیز بھی ایسی نہیں جس سے مروجہ ماتم ثابت ہو سکے، لیکن چونکہ اس پمفلٹ میں قرآن مجید اور حدیث شریف وغیرہ کی بنیاد پر ماتم مروجہ کو عبادت قرار دینے کا دعویٰ کیا گیا ہے۔ جس سے ناواقف مسلمانوں کو دھوکہ لگ سکتا ہے، اس لئے بعنوان ''ہم ماتم کیوں نہیں کرتے'' جوابی رسالہ کی اشاعت ضروری سمجھی گئی، اللہ تعالیٰ تمام اہل اسلام کو راہ حق پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔
[تلخیص از رسالہ مذکورہ ص ۲،۳]

## ④ سنی مذہب حق ہے

تحریک خدام اہل سنت کی طرف سے ۱۹۷۸ء کو مذکورہ بالا کتاب شائع کی گئی۔ مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ......

''سنی مذہب حق ہے'' دراصل ایک شیعہ مصنف عبدالکریم مشتاق کے ان دس سوالات کا جواب ہے جو راولپنڈی کے سید باقر حسین شاہ نے مولانا سید محمد یعقوب شاہ صاحب پھالیہ کے نام بذریعہ رجسٹری ارسال کئے تھے۔ انہوں نے جواب کے لئے میرے پاس بھیج دیئے۔ میں نے مذکورہ دس سوالات کے جوابات مع اپنے تین سوالات کے باقر صاحب کو رجسٹری کر دیئے۔ جس کے بعد شیعہ مصنف عبدالکریم مشتاق کی ایک مطبوعہ کتاب ''ہزار تمہاری دس ہماری'' دستیاب ہوئی۔ جس کے آخر میں یہی زیر بحث دس سوالات لکھے ہوئے ہیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ یہ دس سوالات پہلے سے شائع

شدہ ہیں۔ اس لیے ان کے جواب میں ہم ام ''سنی مذہب حق ہے'' کی اشاعت کی ضرورت اور زیادہ محسوس کی گئی ہے۔ (ملخص از کتاب مذکور، ص ۱۰۹)

## ⑤ تجلیات صداقت پر ایک اجمالی نظر

حضرت قائد اہل سنتؒ کی یہ کاوش ۱۹۷۰ء کے عشرہ میں منظر عام پر آئی، فرماتے ہیں

میرے والد صاحب مرحوم رئیس المناظرین ابوالفضل مولانا محمد کرم الدین دبیرؒ کی رد رفض و بدعت میں ایک مشہور تصنیف ''آفتاب ہدایت'' گزشتہ پچاس سال سے شائع ہے۔ حال ہی میں اس کا جواب شیعی علامہ مولوی محمد حسین صاحب ڈھکو نے لکھا ہے۔ جس کا نام تجلیات صداقت رکھا ہے۔ گو ''تجلیات صداقت'' دجل وفریب اور حق وباطل کے التباس اور کتمان حق کا ایک عجیب شاہکار ہے۔ لیکن ناواقف اہل سنت اس سے فریب کا شکار ہو سکتے ہیں اور شیعہ عوام بھی مجتہد صاحب موصوف کی اندھی تقلید کی وجہ سے خلفاء واصحاب رسول ﷺ کے بغض وعناد کے باعث ہمیشہ کے لئے ورطۂ ضلالت میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔ اس لئے ضروری سمجھا گیا کہ مولوی محمد حسین صاحب موصوف کے علم و دیانت کا پول کھول دیا جائے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

[تلخیص از کتاب مذکور، ص۲،۳]

## ⑥ سنی تحریک الطلبہ کا سنی موقف

ادارہ حق چار یار لاہور کی طرف سے آخری مرتبہ اسے ۲۰۰۰ء میں شائع کیا گیا۔ حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ فرماتے ہیں......

سنی تحریک الطلبہ اسکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں، سرکاری اور غیر سرکاری تعلیمی اداروں کی ایک خصوصی تنظیم ہے، جو سنی مذہب کی بنیاد پر قائم کی گئی ہے۔ ضرورت تھی کہ سنی طلباء کی منتشر قوتوں کو ان کے امتیازی نام (اہل السنت والجماعت) کے تحت متحد ومنظم کر کے ملک وملت کی خدمت کے لئے میدان عمل میں لے آئے۔ سنی تحریک الطلبہ کا سنی موقف پیش کیا جاتا ہے۔ (تلخیص از سنی موقف ص ۳)

## ⑦ دینی مدارس کے سنی شیعہ طلبہ کا اتحادی فتنہ

۱۹۸۰ء کے عشرہ میں مکتبہ عثمانیہ ہرنولی نے حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی اس تالیف کو شائع کیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

گزشتہ ہفتہ ایک خط ناظم اتحاد طلباء مدارس عربیہ لاہور کی طرف سے موصول ہوا۔ جس میں ہمارے مدرسہ اظہار الاسلام کے طلباء کو بھی سنی شیعہ مدارس کے طلباء کی متحدہ تنظیم میں شمولیت کی دعوت دی گئی۔ اکابر علماء اہل سنت نے فتنہ روافض سے تحفظ کے لئے بڑی محنت کی ہے۔ جس کی وجہ سے اب تک تو شیعیت کے جراثیم سے اہل سنت کے دینی مدارس محفوظ رہے ہیں۔ چونکہ ہمارے نزدیک اس قسم کا سنی شیعہ اتحاد دینی مدارس کے طلباء کے لئے انجام کار بہت خطرناک ہے۔ اس لئے اس کی روک تھام کے لئے ''اتحادی فتنہ'' کے عنوان سے یہ کتاب شائع کی جارہی ہے۔ [تلخیص از اتحادی فتنہ ص ۳]

## ⑧ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور پاکستان

حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تالیف ۱۹۸۸ء میں چھپ کر منظر عام پر آئی، حضرت فرماتے ہیں......

اس مختصر رسالہ ''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور پاکستان'' میں ہم نے کتاب وسنت کی روشنی میں ایک آئینہ پیش کردیا ہے۔ جس میں ہر لیڈر اور ہر پارٹی اپنا چہرہ دیکھ سکتے ہیں۔ ہم صدر جنرل ضیاء الحق کے حامی ہیں اور نہ سابق وزیر اعظم جونیجو کے چونکہ ضیاء الحق اس وقت پاکستان کے سربراہ ہیں۔ اس لیے ہم نے اس ''آئینہ وفا'' میں ان کو ان کا چہرہ دکھایا ہے۔ تاکہ نہ وہ خود اندھیرے میں رہیں نہ قوم کو رکھیں، ہم نہ مسلم لیگ کے حامی ہیں نہ ایم آر ڈی وغیرہ کے۔ ہمیں سب کو اس آئینہ میں دیکھنا چاہئے سیاسی لیڈر ہوں یا دانشوران قوم، حزب اقتدار ہوں یا حزب اختلاف، علماء ہوں یا مشائخ اپنی زندگیوں کا جائزہ لے لیں کہ آیا وہ صرف اپنی ذات اور پارٹی کا تحفظ کررہے ہیں یا کہ ''جماعت صحابہ'' کی ذاتی عظمتوں کا تحفظ بھی ان کی زندگی کے پروگرام میں شامل ہے؟ وما علینا الا البلاغ

اگر چہ بت ہیں جماعت کی آستیوں میں
مجھے ہے حکم اذاں لا الہ الا اللہ

## ⑨ سواد اعظم کے ملکی وملی حقوق کے لئے اہم سنی مطالبات

۱۹۷۰ء کے عشرہ میں حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے وزیر اعظم بھٹو کو اہل سنت کی طرف سے

پانچ اہم مطالبات پیش کیے جس پر ملک بھر کے علماء مشائخ کے دستخط موجود تھے۔ اسے تحریک خدام اہل سنت نے سنی مطالبات کے نام سے شائع کیا۔ حضرت اقدس رحمہ اللہ فرماتے ہیں......

سلام مسنون! عرض آنکہ پاکستان میں سنی مسلمانوں کی بہت غالب اکثریت پائی جاتی ہے، لیکن پاکستان کے ۲۵ سالہ دور میں ارباب اقتدار اقلیتی فرقوں کی ناحق دلجوئی اور اپنے سیاسی مصالح ومفادات کے تحت سنی اکثریت کے حقوق کو نظر انداز بلکہ پامال کرتے رہے ہیں۔ اب چونکہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا جدید آئین منظور ہوکر ۱۴/ اگست ۱۹۷۳ء سے نافذ ہو چکا ہے۔ اس لئے سواد اعظم مسلمانان اہل سنت کے ملکی اور ملی حقوق کے تحفظ کے لئے ہم بعض اہم مطالبات پیش خدمت کر رہے ہیں۔ [ملخص از سنی مطالبات ص ۳]

## ⑩ عقیدہ خلافت راشدہ اور امامت

ابتداء یہ تفصیلی مضمون مدرسہ عربیہ اظہار الاسلام کی سالانہ روئیداد میں ۱۹۸۸ء کو شامل اشاعت تھا، بعد میں اسے علیحدہ کتابی شکل دے دی گئی۔ حضرت قائد اہل سنتؒ فرماتے ہیں......

قرآن کے موعودہ خلفاء راشدین چار ہیں اور وہی باقتضاء النص آیت تمکین اور آیت استخلاف کا مصداق ہیں اور اس عقیدہ خلافت کو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے توحید، نبوت اور قیامت کے بعد اصول دین میں شمار کیا ہے۔ اس قرآنی عقیدہ خلافت کے خلاف سب سے زیادہ جس شخص نے حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی امامت وولایت کا عقیدہ ایجاد کیا وہ عبداللہ بن سبا یہودی ہے جو منافقانہ اسلام لاکر اس عقیدے کا داعی بنا۔ یہ عقیدہ امامت اسلام کی بنیادوں کو منہدم کرنے کے لئے بنایا گیا۔ [ملخص از کتاب مذکور ص ۳۴، ۳۵]

## ⑪ سنی عرضداشت

یہ سنی عرضداشت مئی ۱۹۷۸ء میں جنرل ضیاء الحق مرحوم کی خدمت میں پیش کیں گئیں۔ جنہیں تحریک خدام اہل سنت نے شائع کیا۔ حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ فرماتے ہیں......

سلام مسنون! جناب جنرل ہماری موجودہ عرضداشت کا تعلق مولوی محمد بشیر صاحب وغیرہ شیعہ علماء کے ان اجتماعی بیانات سے ہے۔ جو وہ چیف جسٹس مولوی مشتاق حسین صاحب کے مندرجہ بیان کو

بنیاد بنا کر خلافت راشدہ کے خلاف اپنے مذہبی رسائل میں شائع کر رہے ہیں۔ شیعہ عالم نے چونکہ حضرات خلفاء راشدین کی خلافت راشدہ کو مجروح کرنے کی کوشش کی ہے اور اپنا شیعی موقوف دوٹوک بیان کر دیا ہے۔ اس لئے بحیثیت خادم اہل سنت ہونے کے یہ میرا فریضہ ہے کہ اہل السنت والجماعت کا موقف حق بھی آپ کی خدمت میں پیش کر دوں اور شیعہ عالم کے موقف کی کمزوری کی بھی مختصر نشاندہی کر دوں۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم..... [تلخیص از سنی عرضداشت ص۶،۷]

## ⑫ سنی شیعہ متفقہ ترجمہ قرآن کا عظیم فتنہ

دسمبر ۱۹۸۷ء میں حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ تحقیقی مقالہ منظر عام پر آیا۔ آپ فرماتے ہیں......

اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت پاکستان نے اہل سنت اور اہل تشیع کے علماء کی مشترکہ کمیٹی مقرر کی ہے، جو قرآن مجید کا ایسا ترجمہ کریں گے جو اہل السنت والجماعت اور شیعہ دونوں کے لئے قابل قبول ہو، درحقیقت یہ ملت اسلامیہ کے لئے بہت زیادہ خطرناک ہے۔ کیونکہ مسلمانان اہل سنت اور شیعوں کے مابین نہ صرف فروعی بلکہ بنیادی اور اصولی اختلاف پایا جاتا ہے، تو پھر قرآن کا ایسا ترجمہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے جس سے شیعہ عقائد بھی ثابت کئے جائیں اور اہل السنت والجماعت بھی مطمئن ہو جائیں......

ایں خیال است و محال است و جنون [تلخیص از عظیم فتنہ ص۳]

## ⑬ ایک غیر منصفانہ فیصلہ

۱۹۷۲ء شیعہ دینیات کے مسئلہ میں اہل سنت کے خلاف ایک غیر منصفانہ فیصلہ کیا گیا جس پر حضرت قاضی صاحبؒ نے صدائے احتجاج بلند کی۔ آپ فرماتے ہیں......

ہمارے نزدیک سرکاری نصاب میں شیعہ دینیات نافذ کرنے کا یہ فیصلہ حکومت کا ایک یک طرفہ غیر منصفانہ اور جارحانہ فیصلہ ہے۔ جس کو کوئی باشعور سنی مسلمان قبول نہیں کر سکتا۔

ان حالات میں سواد اعظم اہل سنت پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ وہ بھی پختہ عزم اور منظم جدوجہد

کے تحت اپنے سنی مطالبات کی تحریک چلائیں اور پاکستان میں اپنا ملی وجود منوائیں، اہل سنت کی مرضی کے بغیر شیعہ دینیات کو نافذ کرنے کا یہ فیصلہ سواد اعظم کے لئے ایک زبردست تاریخی چیلنج ہے۔

جس کا قبول کرنا بہر حال ہمارا مذہبی اور ملی فریضہ ہے۔ (تلخیص از کتاب مذکور)

## ⑭ یادگار حسین رضی اللہ عنہ

۱۹۷۸ء میں حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی یہ تصنیف پہلی مرتبہ شائع ہوئی، حضرت فرماتے ہیں...... جب مروجہ افعال ماتم قرآن وحدیث کے ارشادات کے تحت حرام ہیں اور علمائے اہل السنت والجماعت بھی ہمیشہ ان کو حرام کہتے چلے آرہے ہیں تو ان ممنوع اور ناجائز افعال کے ذریعے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور شہدائے کربلا کی یادگار منانا کتنا گناہ ہوگا۔ آج حسینی مشن کی صحیح یادگار یہ ہے کہ پاکستان میں نظام خلافت راشدہ کے احیاء کے لئے سرتوڑ کوششیں کی جائیں۔ خلافت راشدہ اور حق چار یارؓ کی گونج پاکستان میں پیدا کی جائے، یہی کلمہ اسلام لا الـه الا اللـه محمد رسول الله کا صحیح تقاضا ہے۔ [تلخیص از یادگار حسین ص۱۹، ۲۱]

## ⑮ ایک خطرناک سازش

تاریخ پاکستان کے ایک سیاہ دن ۱۳، اکتوبر ۱۹۷۴ء سرکاری سکولوں میں وہ شیعہ نصاب دینیات بھی منظور کرلیا گیا جس میں اصلی کلمہ اسلام کے بجائے خود ساختہ کلمہ درج تھا۔ اس پر حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ سراپا احتجاج بن گئے اور "پاکستان میں تبدیلی کلمہ اسلام کی ایک خطرناک سازش" کے عنوان سے یہ پمفلٹ لاکھوں کی تعداد میں تقسیم فرمایا۔ حضرت فرماتے ہیں............

کلمہ اسلام کی وہ حقیقی بنیاد ہے جس کو ماننے سے ایک غیر مسلم دائرہ اسلام میں داخل ہوجاتا ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ یہ وہ کلمہ طیبہ ہے جس کے مقدس الفاظ قرآن مجید سے ثابت ہیں۔ لیکن افسوس ۱۳/اکتوبر ۱۹۷۴ء کی ایک منحوس ساعت میں وہ شیعہ نصاب دینیات منظور کرلیا گیا ہے جس میں اس متفقہ کلمہ اسلام کے بجائے خود ساختہ کلمہ درج ہے۔ پاکستان میں نصاب دینیات میں کلمہ اسلام کی یہ تبدیلی اسلام کے خلاف ایک خطرناک سازش ہے۔ ہر مخلص کلمہ گو مسلمان پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ہر ممکن کوشش سے خود ساختہ کلمہ اسلام کو منسوخ کرانے کی کوشش کرے۔ چاروں صوبوں کے

مسلمان ہر جگہ سے وزیر اعظم پاکستان کو احتجاجی تاریں اور قرار دادیں بھیج دیں۔

[تلخیص از ایک خطرناک سازش ص ۱۴۔۱۵۔۱۶]

## ⑯ مقدمہ بر مطرقۃ الکرامۃ علی مرآۃ الامامۃ

۱۹۸۰ء میں حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے مطرقۃ الکرامۃ (جو رئیس المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدث سہارنپوری کی تصنیف ہے) پر ۴۰ صفحات پر مشتمل تفصیلی مقدمہ تحریر فرمایا، جو کتاب اندر کتاب کا مصداق ہے، آپ فرماتے ہیں......

کتاب مطرقۃ الکرامۃ مخدوم العلماء والصلحاء شیخ المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد صاحب انبیٹھوی محدث سہارنپوری قدس سرہ کی تصنیف لطیف ہے، جو نایاب تھی یہ کتاب ہر طبقہ کے سنی مسلمانوں کے لئے ہدایت بخش ہے۔ آپ نے یہ کتاب قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ کے حکم کے تحت لکھی ہے۔ اس کتاب میں محدث سہارنپوریؒ نے مسئلہ امامت و خلافت پر محققانہ بحث کر کے شیعہ عقیدہ امامت کا ابطال فرمایا ہے۔ جزاهم الله خير الجزا . [تلخیص از کتاب مذکور ص ۱۷]

## ⑰ مقدمہ بر تحفہ خلافت

۱۹۷۳ء میں امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کی لاجواب تصنیف پر حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے پچاس صفحات پر مشتمل مقدمہ تحریر فرمایا، حضرت فرماتے ہیں......

امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کا مجموعہ تفسیر آیات قرآنی ۱۳۸۶ھ میں نور محمد تاجران لاہور نے شائع کیا تھا جو نایاب ہے۔ اس کی دوبارہ اشاعت کی ضرورت تھی اور احباب کا تقاضا بھی تھا۔ حق تعالیٰ کی خاص توفیق سے اس کا جدید ایڈیشن نئی کتابت کے ساتھ حضرت مولانا عبداللطیف صاحب زید مجدہم مہتمم جامعہ حنفیہ جہلم شائع کر رہے ہیں۔ مضامین اور مباحث کی مناسبت سے اس مجموعہ کا نام ''تحفہ خلافت'' تجویز کیا گیا ہے۔ [تلخیص از تحفہ خلافت ص ۵]

## ⑱ عظمت صحابہؓ اور حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت پر ہفت روزہ ''ترجمان حق'' بنوں کے لئے لکھا گیا یہ تفصیلی مضمون تحریک خدام اہل سنت کی طرف سے ۱۹۸۰ء کے عشرہ میں شائع ہوا۔ حضرت قائد اہل

سنت فرماتے ہیں..... ہفت روزہ ''ترجمان حق'' بنوں کے عظیم مدنی نمبر کے لئے جناب مولانا حضرت گل صاحب مدیر اعلیٰ زید مجدہم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں بھی حضرت اقدس مولانا السید المدنی رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ حالات لکھوں۔ لیکن شیخ العرب والعجم حضرت المدنی قدس سرہ جیسی عظیم شخصیت کی مبارک زندگی کے کسی پہلو پر بھی لکھنے کی بندہ اپنے اندر اہلیت اور ہمت نہیں پاتا۔ حضرت کو حق تعالیٰ نے عملی و علمی کمالات کی جو جامعیت عطا فرمائی تھی اس کی نظیر غالباً شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب قدس سرہ کے بعد اس صدی میں نہیں پائی جاتی اور اس حقیقت کو متعدد اکابر نے بیان فرمایا ہے۔ [تلخیص از کتاب مذکور ص ۱]

# مکاتیب معاصر مشائخ کے نام

## ⑲ مکتوب مرغوب

۱۹۷۳ء میں حضرت مولانا سید نور الحسن شاہ صاحب بخاریؒ کے نام حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ''مکتوب مرغوب'' تحریر فرمایا۔ جس میں سنی شیعہ نصاب دینیات کے حوالہ سے گفتگو فرمائی۔ آپ فرماتے ہیں......

تعجب ہے کہ ستمبر ۱۹۷۲ء کے اجلاس کراچی میں حکومت کی مجوزہ ''سنی شیعہ نصاب کمیٹی'' کے جس فیصلہ سنی شیعہ نصاب پر آپ نے بحیثیت رکن دستخط کیے ہیں۔ وہ تو مذہبی لحاظ سے اور زیادہ اہل سنت کو زبوں حال کرنے والا ہے۔ خدا جانے کن دلائل و وجوہات کی بناء پر آپ اس فیصلہ کو اہل سنت کے حق میں سمجھتے ہیں۔ ہمارے نزدیک تو یہ فیصلہ اہل سنت کی تقویت کے بجائے ان کو اور زیادہ پست حال کر دینے والا ہے اور شیعوں کے لئے سرکاری تعلیمی اداروں میں مزید عروج حاصل کرنے کا مؤثر ذریعہ ہے۔ [تلخیص از مکتوب مرغوب ص ۴]

## ⑳ احتجاجی مکتوب

اس احتجاجی مکتوب میں حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پاکستان شیعہ مطالبات کمیٹی کے مطالبات (خصوصاً سنی شیعہ جداگانہ نصاب دینیات اور ماتم و تعزیہ کی اجازت) تسلیم کرنے پر بجا شکایت کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں......

قومی اتحاد کی طرف سے شیعہ نصاب دینیات اور جلوس ماتم وتعزیہ وغیرہ کی منظوری کے بعد یہ ضروری سمجھا گیا کہ ان مسائل میں قومی اتحاد کے صدر مولانا مفتی محمود صاحب کو براہ راست مخاطب بنا کر اسلامی اصول وعقائد اور شرعی دلائل و براہین کی روشنی میں ان کے فیصلے پر واضح تنقید کی جائے۔ [تلخیص از احتجاجی مکتوب ص ۱]

## ⑳ اصلاحی مکتوب

حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ۱۹۸۷ء اس مکتوب میں نیازمندانہ شکایت اس وقت کی گئی جب ان کی جماعت جمعیت علماء اسلام کے مرکزی سیکرٹری مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے صدر شیعہ لیڈر عارف الحسینی کو ایک خصوصی ملاقات میں دعوت دی۔ حضرت فرماتے ہیں......

شیعہ مذہب کے ماضی، حال اور مستقبل کے عزائم و مقاصد کے پیش نظر ایک سنی عالم دین (مولانا فضل الرحمٰن موصوف) کی طرف سے تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے صدر مولوی عارف الحسینی کو آل پارٹیز کانفرنس میں شمولیت کی دعوت دینا شرعاً ناجائز ہے۔ خدانخواستہ تحریک نفاذ فقہ جعفریہ سے اتحاد کر کے پاکستان میں شیعہ انقلاب کی راہیں ہموار کرنا ہے۔ علمائے حق ہی خلافت راشدہ کی بنیاد پر شیعی انقلاب کا راستہ روک سکتے تھے لیکن وہ بھی جھک جائیں تو......

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

[تلخیص از اصلاحی مکتوب ص ۲،۱۸]

علاوہ ازیں سنی مطالبات، سنی احتجاجی قراردادیں، قرارداد مذمت، اہم سنی قراردادیں وقتاً فوقتاً سنی شیعہ نزاع کے حوالہ سے اہم ملکی وملی مسائل پر ارباب اقتدار اور عوام الناس کی توجہ کے لئے حضرت قائد اہل سنتؒ کے قلم سے منظر عام پر مختلف اوقات میں آتیں رہیں جن کی ایک جھلک ''باب یادگار قراردادیں'' میں ملاحظہ فرمائیں۔ بعض ایسی کتب و مقالات بھی ہیں جو تلاش بسیار کے باوجود ہمیں دستیاب نہ ہو سکے۔

# ردّ مرزائیت

## (۱) مقدمہ بر تازیانۂ عبرت

زیر نظر کتاب حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی کی تصنیف ہے۔ جو ۱۹۳۲ء میں پہلی مرتبہ شائع ہوئی جس میں مرزا غلام احمد قادیانی جھوٹے مدعی نبوت کے خلاف جہلم اور گورداسپور کے تاریخی مقدمات کی داستان ہے۔ حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب پر ۳۵ صفحات پر مشتمل ایک مفصل مقدمہ تحریر فرمایا۔ آپ فرماتے ہیں :

''تازیانۂ عبرت'' واقعی تازیانۂ عبرت ہے۔ یہ والد المکرم حضرت مولانا ابو الفضل محمد کرم الدین صاحب دبیر رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے۔ جس میں جہلم اور گورداسپور کے ان فوجداری مقدمات کی تفصیل پائی جاتی ہے جو حضرت مولانا مرحوم اور مرزا غلام احمد دجال قادیانی آنجہانی کے مابین دو سال تک چلتے رہے۔ اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ان مقدمات کی سرکاری دستاویزات شائع کی گئی ہیں۔ جن کی تفصیل کسی دوسری کتاب میں نہیں ملتی۔ (تازیانۂ عبرت ص ۴)

## ② قادیانی دجل کا جواب

۱۹۵۷ء میں ایک قادیانی پمفلٹ کے جواب میں حضرت اقدسؒ کی یہ تحریر شائع ہوئی، آپ فرماتے ہیں :

گزشتہ دنوں چکوال کی مرزائی جماعت نے ایک ٹریکٹ بعنوان ''آیت خاتم النبیین کے صحیح معانی'' شائع کیا ہے۔ اسے چکوال کے قومی میلہ کے موقع پر شائع کیا گیا۔ درحقیقت مرزائیوں کا یہ طرز عمل تمام مسلمانوں کی دینی غیرت کو ایک کھلا چیلنج ہے۔ اس کتابچہ میں ہم نے مرزائی ٹریکٹ کی تلبیسات کو بے نقاب کرتے ہوئے حق واضح کر دیا ہے۔ غافل مسلمان بھائیوں سے گزارش ہے کہ خدارا اپنی غفلت کی گہری نیند سے بیدار ہوں۔ حق کو سمجھیں اور اغیار کو سمجھانے کی کوشش کریں۔ دشمنان دین ہر قسم کے حربوں سے لیس ہو کر اسلام اور مسلمانوں کے مٹانے کے لئے سرگرم عمل ہیں۔ اہل حق کو بھی اپنی زندگی

حق کی اشاعت وحفاظت کے لئے وقف کر دینی چاہئے۔ ان اللہ علی نصرهم لقدیر

ڈنکے بجا رہے ہیں شجاعت کے گوسفند
کوئی بتائے شیر نیستاں کو کیا ہوا

(تلخیص از ماہنامہ حق چاریار ۔ فروری ۱۹۹۱)

## ③ کشف التلبیس

فروری ۱۹۶۷ء میں حافظ محمد اسحاق قریشی صاحب کی جانب سے حضرت قائد اہل سنت مدظلہ کی یہ تحریر شائع ہوئی، آپ فرماتے ہیں......

جہلم کی مرزائی پارٹی نے ٹریکٹ جماعت مرزائیہ کے سیکرٹری کی طرف سے ختم نبوت اور بعض دیگر مسائل کے بارے میں ''ہمارا نقطۂ نظر'' کے نام سے ستمبر ۱۹۶۶ء میں شائع کیا: ہم نمبروار مرزائی سوالات کی عبارت درج کر کے اس کا مدلل جواب دیں گے۔ قارئین کی خدمت میں ہم گزارش کرتے ہیں کہ وہ اس جوابی ٹریکٹ کو بغور پڑھیں۔ ان شاء اللہ مرزائیوں کی تلبیسات کا پردہ چاک نظر آئے گا۔ واللہ المستعان وعلیہ التکلان. (تلخیص از اعجاز الحق ص ۳)

## ④ اعجاز الحق بجواب اظہار الحق

حافظ محمد اسحاق قریشی صاحب ہی کی جانب سے ۱۹۶۸ء حضرت قائد اہل سنت مدظلہ کی یہ تحریر منظر عام پر آئی۔ آپ فرماتے ہیں......

جہلم کی مرزائی پارٹی کی جانب سے ''ہمارا نقطۂ نظر'' ٹریکٹ کا جواب ''کشف التلبیس'' کے ذریعہ دیا گیا۔ جس میں مرزائی سیکرٹری کی تلبیسات کا پردہ چاک کیا گیا۔ اب اس کے جواب میں مرزائی سیکرٹری کی طرف سے ایک ٹریکٹ ''اظہار الحق'' کے نام سے شائع کیا گیا ہے۔ گو اس میں کشف التلبیس کے دلائل کا جواب مرزائی نہیں دے سکے لیکن اس سے ناواقف لوگوں کو دھوکہ ہو سکتا ہے۔ اس لئے اس کے جواب میں ''اعجاز الحق'' شائع کیا جا رہا ہے۔ اہل عقل وانصاف کو غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ مرزائیوں کا یہ ٹریکٹ ''اظہار الحق'' کے بجائے ''اخفاء الحق'' ہے۔

وما توفیقی الا باللہ (تلخیص از اعجاز الحق ص ۳)

# ردّ خارجیت

## (۱) خارجی فتنہ (حصہ اول)

جون ۱۹۸۲ء میں مولانا محمد اسحق صاحب سندیلوی کے خارجی نظریات کے رد میں یہ تاریخی کتاب منظر عام پر آئی حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ فرماتے ہیں.....

مولانا سندیلوی نے ''اظہار حقیقت'' جلد دوم میں مشاجرات صحابہ کی بحث میں اپنا جو موقف پیش کیا ہے۔ وہ جمہور اہل السنت والجماعت کے مشہور و مقبول مسلک کے خلاف ہے۔ وہ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی باہمی جنگ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی صواب پر سمجھتے ہیں اور اس میں ان کی خطاء اجتہادی بھی تسلیم نہیں کرتے۔ حالانکہ مسلک اہل السنت والجماعت یہ ہے کہ گو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ایک جلیل القدر مجتہد صحابی ہیں۔ مگر قرآن کے چوتھے موعودہ خلیفہ راشد حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نزاع اور جنگ کرنے میں ان سے اجتہادی غلطی ہوگئی تھی۔ ہم نے ''خارجی فتنہ'' حصہ اول میں اسی مسئلہ پر مفصل و مدلل بحث کی ہے۔

## (۲) خارجی فتنہ (حصہ دوم)

خارجی فتنہ حصہ اول کی عنداللہ قبولیت کے بعد اس سلسلہ کی دوسری تصنیف خارجی فتنہ (حصہ دوم) جولائی ۱۹۸۶ء میں شائع ہوئی۔ حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ فرماتے ہیں......

خارجی فتنہ حصہ دوم کا اصل موضوع ''فسق یزید'' ہے۔ جس پر متعدد پہلوؤں سے بحث کر دی گئی ہے۔ اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ فسق یزید اہل السنت والجماعت کے مسلک میں متفق علیہ ہے۔ اور یزیدی گروہ نے یزید کے صالح اور عادل ثابت کرنے میں جو دلائل پیش کیے ہیں وہ سب بے بنیاد ہیں اور سنی موقف کے برحق ہونے کی ایک بڑی مضبوط دلیل یہ ہے کہ کتب حدیث میں کوئی روایت پیش نہیں کی جاسکتی جس میں کسی ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے یزید کو صالح اور عادل قرار دیا ہو۔ ان حقائق کے باوجود بھی جو لوگ یزید کو صالح اور عادل قرار دیتے ہیں۔ اور اس کے مخالف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو باغی اور مجرم قرار دیتے ہیں۔ ان کو یزیدی تو کہا جاسکتا ہے لیکن وہ ہرگز محبّ اصحاب رسول میں شمار نہیں کیے جاسکتے۔ تفصیلات قارئین حضرات زیر نظر کتاب میں پڑھ سکتے ہیں۔ [تلخیص از کتاب مذکور ص ۱۶، ۱۷]

## ③ کشف خارجیت

۱۹۸۵ء میں تحریک خدام اہل سنت کی طرف سے حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی یہ ا جواب تصنیف منظر عام پر آئی۔ حضرت فرماتے ہیں.....

میری کتاب ''خارجی فتنہ حصہ اول'' کے جواب میں ایک کتابچہ بنام'' قاضی مظہر حسین چکوالی کے خارجی فتنہ کی اصل حقیقت'' مولف مولانا محمد علی سعید آبادی چند ماہ پہلے کراچی سے شائع ہوا۔ جس کا جواب بنام'' کشف خارجیت'' ملت سنیہ کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔ یہ کتابچہ ''اصل حقیقت'' نہیں'' بے حقیقت'' اور'' خلاف حقیقت'' ہے۔ یہ ایک تبرا نامہ اور جھوٹ کا مرکب ہے۔ جس کا مولف کوئی سبائی خارجی ہوسکتا ہے۔ اس رسالہ نے چونکہ اس کی خارجیت کو بے نقاب کردیا ہے۔ اس لئے اس جوابی کتاب کا نام کشف خارجیت رکھا گیا ہے۔ [تلخیص از کشف خارجیت ص ۱۶،۱۵]

## ④ دفاع حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

کاتب وحی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دفاع میں حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کی یہ شاہکار تصنیف ۱۹۸۰ء کے عشرہ میں منظر عام پر آئی۔ آپ فرماتے ہیں......

قریبا ۴/ ۵ ماہ پہلے ایک کتابچہ'' کھلی چھٹی بنام مولانا قاضی مظہر حسین صاحب'' مؤلفہ سید مہر حسین شاہ صاحب بخاری ضلع اٹک شائع ہوا۔. اس میں انہوں نے میری کتاب خارجی فتنہ حصہ اول کی بعض عبارتوں پر اعتراض کیا ہے۔ بندہ نے'' مولوی مہر حسین شاہ بخاری کی کھلی چھٹی کے جواب بنام'' دفاع حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ'' میں اپنے عقیدہ کے تحت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دفاع کا فریضہ انجام دیا ہے۔ شروع میں ارادہ تو مختصر جواب لکھنے کا تھا۔ لیکن درمیان میں بعض ایسے مسائل آ گئے جن میں تفصیل کی ضرورت پڑ گئی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور خلوص و استقامت نصیب ہو۔ [تلخیص از دفاع حضرت معاویہؓ ص ۱،۶،۱۸]

# متفرق موضوعات

## ① اکابر دار العلوم کا اجمالی تعارف (مقدمہ بر المہند علی المفند)

۱۹۸۴ء میں "المہند علی المفند" جدید اضافہ عقائد اہل سنت و جماعت از مفتی عبدالشکور صاحب ترمذی کے ساتھ شائع کیا گیا۔ جس پر حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے تفصیلی مقدمہ تحریر فرمایا۔ آپ فرماتے ہیں۔

انوار ہدایت سے تیرھویں صدی ہجری کے آواخر میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے وارثین کاملین حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ بانی دار العلوم اور قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے عالم اسلام کو منور فرمایا۔ یہ دونوں بزرگ کمالات شریعت کے جامع تھے۔ سرور کائنات محبوب خدا ﷺ کی اطاعت ان کے قلوب و اجسام پر محیط تھی۔ [تلخیص از مقدمہ مذکورہ ص ۱۱]

## ② خدام اہل سنت کا شرعی منشور

۱۹۷۰ء کے الیکشن میں حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے تحریک خدام اہل سنت کی طرف سے قومی و صوبائی اسمبلیوں کے لئے اپنے امیدوار کھڑے کئے اور اپنے شرعی منشور کا اعلان فرمایا۔ آپ فرماتے ہیں۔

جب جمعیت سے علیحدگی اختیار کرنی پڑی تو انتخابی مہم کے لئے کسی نئے سٹیج کی ضرورت محسوس کی۔ لیکن جو سیاسی پارٹیاں حلقہ چکوال سے دستور ساز اسمبلی کے انتخابات میں حصہ لے رہیں تھیں، ان میں سے کسی کا منشور بھی صحیح اسلامی منشور نہ تھا اور ہر ایک میں بعض بنیادی و اصولی خرابیاں تھیں۔ اس لئے ہم نے چکوال کی سطح پر قومی و صوبائی اسمبلیوں کے لئے امیدوار نامزد کئے ہیں۔ ہمارا شرعی منشور پیش خدمت ہے۔ [تلخیص از شرعی منشور، ص ۱۰،۲۰]

## ③ تحفظ اسلام پارٹی کا انتخابی موقف

تحفظ اسلام پارٹی کے نام سے حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۷۷ء میں اپنی علیحدہ سیاسی جماعت تشکیل دی جس کا انتخابی نشان سیب تھا۔ آپ فرماتے ہیں......

اس وقت سارا ملک الیکشن کی لپیٹ میں ہے۔ تحفظ اسلام پارٹی کے صرف تین امیدوار اس الیکشن میں حصہ لے رہے ہیں۔ پاکستان کے دونوں سیاسی دھڑوں پیپلز پارٹی اور قومی اتحاد سے تحفظ اسلام پارٹی کو اپنے اصولی موقف کی بناء پر اختلاف ہے۔ جس کی بناء پر تحفظ اسلام پارٹی قائم کی گئی ہے تاکہ جو لوگ تحفظ اسلام سے اتفاق رکھتے ہیں وہ اپنے اصولی موقف کے تحت ووٹ استعمال کر سکیں۔ ہمارا موقف یہ ہے۔ [تلخیص از انتخابی موقف ص ۲،۴]

## ④ حضرت لاہوری فتنوں کے تعاقب میں

ہفت روزہ خدام الدین لاہور کے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نمبر (مارچ ۱۹۷۹ء) کے لئے حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مفصل مقالہ تحریر فرمایا۔ بعد میں اسے کتابی شکل دے دی گئی۔ آپؒ فرماتے ہیں......

ہفت روزہ خدام الدین کا ''لاہوریؒ نمبر'' شائع ہوا جس میں خادم اہل سنت کا مضمون بھی شائع ہوا۔ چونکہ شیخ التفسیر حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مبارک زندگی میں تقریباً ہر عصری فتنے کا تعاقب کر کے دین حق اور مذہب اہل سنت کے تحفظ کا شرعی فریضہ ادا کرنے کی کوشش فرمائی ہے۔ اس لئے کتابی شکل میں اس کی اشاعت ضروری سمجھی گئی۔ [تلخیص از کتاب مذکور ص ۷]

## ⑤ خدام اہل سنت کی دعوت

جنوری ۱۹۷۱ء میں تحریک خدام اہل سنت کے قیام کے بعد ضرورت قیام کے حوالہ سے حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں......

پاکستان میں اہل السنت والجماعت تقریباً ۹/۱۰ کروڑ کی تعداد میں آباد ہیں۔ لیکن باوجود اتنی عظیم اکثریت کے بحیثیت اہل سنت ملک میں ان کا کوئی خاص مقام نہیں ہے۔ اس لئے اس امر کی اشد ضرورت محسوس کی گئی کہ اہل السنت والجماعت کے مذہبی عنوان سے ایک ایسی دینی جماعت قائم کی جائے جو سنت و جماعت کی طرف مسلمانوں کو دعوت دے۔ [تلخیص از خدام اہل سنت کی دعوت ص ۱۱]

مذکورہ بالا سطور میں حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات کا مختصر جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ تاہم بعض کتب تلاش بسیار کے باوجود تلاش نہ ہو سکیں۔

# اشاریہ ادارتی مضامین ماہنامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم لاہور

مذہب اہل سنت و جماعت کے تحفظ و اشاعت کی غرض سے ماہنامہ حق چار یارؓ لاہور مارچ ۱۹۸۹ء میں جاری کیا گیا۔ حضرت قائد اہل سنتؒ تادم آخر مختلف موضوعات پر اھدنا الصراط المستقیم کے عنوان سے ادارتی مضامین تحریر فرماتے رہے۔ ذیل میں حضرت اقدسؒ کے نگارشات کے عنوانات درج کئے جاتے ہیں......

- ......جلد: ۱، شمارہ......۱ (مارچ ۱۹۸۹ء) عنوان (۱) اہل سنت کو مبارک پرچم حق چار یارؓ (۲) آیات قرآنی میں معبود برحق کی صفات
- ......جلد: ۱، شمارہ......۲ (اپریل ۱۹۸۹ء) عنوان (۱) سلمان رشدی کی شیطانی کتاب (۲) دینی مدارس کی اہمیت
- ......جلد: ۱، شمارہ......۳ (مئی ۱۹۸۹ء) عنوان (۱) رمضان، قرآن، صحابہ کرامؓ (۲) مکتوبات مبارکہ شاہ حبش کے نام (قسط: اول)
- ......جلد: ۱، شمارہ......۴ (جون ۱۹۸۹ء) عنوان (۱) رمضان، بدر اور اصحاب بدر رضی اللہ عنہم (۲) مکتوبات نبوی بنام قیصر روم (قسط دوم)
- ......جلد: ۱، شمارہ......۵۔۶ (جولائی ۱۹۸۹ء) عنوان (۱) موت الخمینی (۲) شاہ معین الدین ندوی کی محل اعتراض عبارتیں

---

- ......جلد: ۲، شمارہ......۱، (اگست ۱۹۸۹ء) عنوان (۱) محرم، کربلا، ماتم (۲) وفیات......مولانا مفتی سعید صاحب سرگودھوی رحمۃ اللہ علیہ......مولانا محمد عثمان صاحب الوری رحمۃ اللہ علیہ (۳) پاکستان میں عورت کی سربراہی، عذاب الٰہی
- ......جلد: ۲، شمارہ......۲ (ستمبر ۱۹۸۹ء) عنوان (۱) عاشورہ، چہلم، برسی
- ......جلد: ۲، شمارہ......۳ (اکتوبر ۱۹۸۹ء) عنوان (۱) ولادت و بعثت نبویؐ (۲) سعودی حکومت، مبارک باد
- ......جلد: ۲، شمارہ......۴ (نومبر ۱۹۸۹ء) عنوان (۱) معجزات نبوی اور عصر حاضر (۲) صحابہ کرامؓ اور پاکستان

⊛......جلد:۲،شمارہ......۵۔۶(دسمبر ۱۹۸۹ء، جنوری ۱۹۹۰ء)عنوان(۱)معجزات نبویؐ اور عصر حاضر

⊛......جلد:۲،شمارہ......۷(فروری ۱۹۹۰ء)عنوان(۱)گستاخ صحابہ عبدالقیوم علوی اور فیصلۂ عدالت

⊛......جلد:۲،شمارہ......۸۔۹(مارچ، اپریل ۱۹۹۰ء)عنوان(۱)معراج مصطفیٰ ﷺ (۲) مولانا حق نواز مرحوم کی شہادت (۳) منکرین حیات النبیؐ کے فتوی کفر پر تبصرہ

⊛......جلد:۲،شمارہ......۱۰(مئی ۱۹۹۰ء)عنوان(۱) اصحاب بدرؓ اور قرآن

⊛......جلد : ۲ ، شمارہ......۱۱۔۱۲(جون، جولائی ۱۹۹۰ء) عنوان (۱) شیعہ ، محرم اور ماتمی جلوس (قسط:۱) (۲) دعوت فکر اہل قبلہ کون ہیں؟ (۳) مولانا قاضی شمس الدین درویش اور یزیدی ٹولہ (قسط:۱)

---

⊛......جلد:۳،شمارہ......۱۔۲(اگست، ستمبر ۱۹۹۰ء)عنوان(۱)شیعہ، محرم، ماتمی جلوس (قسط:۲)(۲) مولانا قاضی شمس الدین درویش اور یزیدی ٹولہ (قسط:۲)

⊛......جلد:۳، شمارہ......۳(اکتوبر ۱۹۹۰ء)عنوان (۱)محمد رسول اللہ والذین معہ (قسط:۱) (۲) مولانا قاضی شمس الدین درویش اور یزیدی ٹولہ (قسط:۳)

⊛......جلد:۳ ، شمارہ......۴(نومبر ۱۹۹۰ء) عنوان (۱) محمد رسول اللہ والذین معہ (قسط:۲) (۲) الیکشن ۱۹۹۰ء علمائے اسلام نے کیا کھویا کیا پایا (۳) مولانا قاضی شمس الدین درویش اور یزیدی ٹولہ (قسط:۴)

⊛......جلد:۳ ، شمارہ......۵(دسمبر ۱۹۹۰ء) عنوان (۱) محمد رسول اللہ والذین معہ (قسط:۳) (۲) مولانا قاضی شمس الدین درویش اور یزیدی ٹولہ (قسط:۵)

⊛......جلد:۳ ، شمارہ......۶(جنوری ۱۹۹۱ء) عنوان (۱) حضرت شاہ ولی اللہ محدثؒ کے سیاسی مکتوبات (قسط:۱) (۲) مولانا قاضی شمس الدین درویش اور یزیدی ٹولہ (قسط:۶)

⊛......جلد:۳،شمارہ......۷(فروری ۱۹۹۱ء)عنوان(۱) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے سیاسی مکتوبات (قسط:۲) (۲) مولانا قاضی شمس الدین درویش اور یزیدی ٹولہ (قسط ۷)

- ......جلد:۳،شمارہ......۸(مارچ۱۹۹۱ء)عنوان(۱)خلیجی جنگ کویت۔عراق
- ......جلد:۳،شمارہ......۹(اپریل ۱۹۹۱ء)عنوان(۱)مکتوبات حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ بنام شاہ محمد اسحاق پھلتی(۲)مولانا قاضی شمس الدین درویش اور یزیدی ٹولہ (قسط:۸)
- ......جلد:۳،شمارہ......۱۰(مئی ۱۹۹۱ء)عنوان(۱)مکتوبات حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بنام احمد شاہ ابدالی(۲)مولانا قاضی شمس الدین اور یزیدی ٹولہ(قسط۹)
- ......جلد:۳،شمارہ......۱۲،۱۱(جون ۱۹۹۱ء)عنوان(۱)مقام خلیل اللہؑ وصبر ذبیح اللہؑ(۲)مولانا قاضی شمس الدین درویش اور یزیدی ٹولہ(قسط:۱۰)

---

- ......جلد:۴،شمارہ......۱(جولائی ۱۹۹۱ء)عنوان(۱)شریعت بل کا قضیہ(۲)مروجہ ماتمی جلوس اور حکومت (۳)مولانا قاضی شمس الدین درویش اور یزیدی ٹولہ(قسط:۱۱) قاضی صاحب درویش وفات پاگئے۔
- ......جلد:۴،شمارہ......۲(اگست ۱۹۹۱ء)عنوان(۱)یوم آزادی ۱۹۹۱ء(قسط:۱)
- ......جلد:۴،شمارہ......۳(ستمبر ۱۹۹۱ء)عنوان(۱)یوم آزادی ۱۹۹۱ء(قسط:۲)(۲)حقانیت مذہب اہل سنت وجماعت(قسط:۱)
- ......جلد:۴،شمارہ......۴(اکتوبر ۱۹۹۱ء)عنوان(۱)آفتاب رسالت اور نجوم ہدایت(۲)صدر پاکستان کا دورۂ ایران(۳)مولانا قاضی شمس الدین درویش اور یزیدی ٹولہ (قسط:۱۲)(۴)حقانیت مذہب اہل سنت وجماعت(قسط:۲)
- ......جلد:۴،شمارہ......۵(نومبر ۱۹۹۱ء)عنوان(۱)یہ ہمارے سیاست دان(قسط:۱)(۲)مذہبی فتنے(قسط:۱)(۳)حقانیت مذہب اہل سنت وجماعت(قسط:۳)
- ......جلد:۴،شمارہ......۶(دسمبر ۱۹۹۱ء)عنوان(۱)یہ ہمارے سیاست دان(قسط:۲)(۲)مذہبی فتنے(قسط:۲)(۳)حقانیت مذہب اہل سنت وجماعت(قسط:۴)
- ......جلد:۴،شمارہ......۷۔۸(جنوری، فروری ۱۹۹۲ء)عنوان(۱)بلدیاتی انتخاب ۱۹۹۱ء کیسے ہوئے ہمارا موقف(۲)ہمارا اصول(۳)کتاب سبائی فتنہ پر ایک اجمالی نظر

(قسط:۱)

⊛......جلد:۴، شمارہ......۹ (مارچ ۱۹۹۲ء) عنوان (۱) تحریک آزادیٔ کشمیر اور اسلامی جہاد (۲) کتاب سبائی فتنہ پر ایک اجمالی نظر (قسط:۲) (۳) حقانیت مذہب اہل سنت وجماعت (قسط:۵)

⊛......جلد:۴، شمارہ......۱۰ (اپریل ۱۹۹۲ء) عنوان (۱) غزوۂ بدر اور اصحاب بدرؓ (۲) سپاہ صحابہؓ کی عظیم الشان کامیابی (۳) کتاب ''سبائی فتنہ'' پر ایک اجمالی نظر (قسط:۳)

⊛......جلد:۴، شمارہ......۱۱ (مئی ۱۹۹۲ء) عنوان (۱) مسلم لیگ اور عوامی نیشنل پارٹی کی سیاسی کشمکش (قسط:۱) (۲) کتاب ''سبائی فتنہ'' پر ایک اجمالی نظر (قسط:۴) (۳) حقانیت مذہب اہل سنت وجماعت (آخری قسط)

⊛......جلد:۴، شمارہ......۱۲ (جون ۱۹۹۲ء) عنوان (۱) مسلم لیگ اور عوامی نیشنل پارٹی کی سیاسی کشمکش (قسط:۲) (۲) فتح کابل، مجاہدین کا عظیم الشان تاریخی کارنامہ (۳) کتاب ''سبائی فتنہ'' پر ایک اجمالی نظر (قسط:۵)

---

⊛......جلد:۵، شمارہ......۱ (جولائی ۱۹۹۲ء) عنوان (۱) مسلم لیگ اور عوامی نیشنل پارٹی کی سیاسی کشمکش، اہل سنت اور اہل تشیع کی مذہبی کشمکش (قسط:۳) (۲) مروجہ ماتم اور پاکستان (۳) کتاب سبائی فتنہ پر ایک اجمالی نظر (قسط:۶)

⊛......جلد:۵، شمارہ......۲ (اگست ۱۹۹۳ء) عنوان (۱) پاکستان کا محرم اور سانحہ پشاور (۲) کتاب ''سبائی فتنہ'' پر ایک اجمالی نظر (قسط:۷)

⊛......جلد:۵، شمارہ......۳ (ستمبر ۱۹۹۳ء) عنوان (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۱) (۲) کتاب سبائی فتنہ پر ایک اجمالی نظر (قسط:۸)

⊛......جلد:۵، شمارہ......۴ (اکتوبر ۱۹۹۳ء) عنوان (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۲) (۲) کتاب سبائی فتنہ پر ایک اجمالی نظر (قسط:۹)

⊛......جلد:۵، شمارہ......۵ (نومبر ۱۹۹۳ء) عنوان (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۳) (۲) صدر ایران رفسنجانی کا دورۂ ایران (۳) کتاب واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر پر

ایک ناقدانہ جائزہ (قسط:۱) (۴) کتاب ''سبائی فتنہ'' پر ایک اجمالی نظر (قسط:۱۰)

⊙..... جلد:۵، شمارہ.....۶ (دسمبر ۱۹۹۳ء) عنوان (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۴) (۲) کتاب ''سبائی فتنہ'' پر ایک اجمالی نظر (قسط:۱۱)

⊙..... جلد:۵، شمارہ.....۷ (جنوری ۱۹۹۴ء) عنوان (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۵) (۲) سانحہ بابری مسجد (۳) صدر ایران کا دورۂ پاکستان (قسط:۲) (۴) کتاب واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر پر ایک ناقدانہ جائزہ (قسط:۱۲)

⊙..... جلد:۵، شمارہ.....۸ (فروری ۱۹۹۴ء) عنوان (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۶) (۲) کتاب واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر پر ایک ناقدانہ جائزہ (قسط:۱۳) کتاب سبائی فتنہ پر ایک اجمالی نظر (قسط:۱۲)

⊙..... جلد:۵، شمارہ.....۹، ۱۰ (مارچ، اپریل ۱۹۹۴ء) عنوان (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۷) (۲) کتاب سبائی فتنہ پر ایک اجمالی نظر (قسط:۱۴)

⊙..... جلد:۵، شمارہ.....۱۱ (مئی ۱۹۹۴ء) عنوان (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۸) (۲) کتاب واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر (قسط:۱۵)

⊙..... جلد:۵، شمارہ.....۱۲ (جون ۱۹۹۴ء) عنوان (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۹) (۲) کتاب سبائی فتنہ پر ایک اجمالی نظر (قسط:۱۶)

---

⊙..... جلد:۶ شمارہ.....۱ (جولائی ۱۹۹۴ء) عنوان (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۱۰) (۲) پاکستان اور محرم

⊙..... جلد:۶، شمارہ.....۲ (اگست ۱۹۹۴ء) عنوان (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۱۱) (۲) کتاب سبائی فتنہ پر ایک اجمالی نظر (قسط:۱۷)

⊙..... جلد:۶، شمارہ.....۳ (ستمبر ۱۹۹۴ء) عنوان (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۱۲) (۲) کتاب سبائی فتنہ پر ایک اجمالی نظر (قسط:۱۸)

⊙..... جلد:۶، شمارہ.....۴ (اکتوبر ۱۹۹۴ء) عنوان (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۱۳) (۲) کتاب سبائی فتنہ پر ایک اجمالی نظر (قسط:۱۹)

⊛......جلد:۶، شمارہ......۵ (نومبر۱۹۹۳ء) عنوان (۱)رسول رحمت ﷺ (قسط:۱۴) (۲) کتاب سبائی فتنہ پر ایک اجمالی نظر (قسط:۲۰) (۳) پاکستانی سیاست اور سنی مسلمان (قسط:۱)

⊛......جلد:۶، شمارہ......۶، ۷ (دسمبر۱۹۹۳ء، جنوری ۱۹۹۴ء) عنوان (۱)رسول رحمت ﷺ (قسط:۱۵) (۲) پاکستانی سیاست اور سنی مسلمان (قسط:۲)

⊛...... جلد :۶ ، شمارہ......۸ (فروری ۱۹۹۴ء) عنوان (۱)رسول رحمت ﷺ (قسط : ۱۶) (۲) پاکستان میں خارجیت کا طوفان

⊛......جلد :۶ ، شمارہ......۹ (مارچ ۱۹۹۴ء) عنوان (۱)رسول رحمت ﷺ (قسط:۱۷) (۲) قومی اسمبلی میں تثلیث کی للکار

⊛......جلد:۶، شمارہ......۱۰ (اپریل ۱۹۹۴ء) عنوان (۱)رسول رحمت ﷺ (قسط:۱۸)

⊛......جلد:۶، شمارہ......۱۱ (مئی ۱۹۹۴ء) عنوان (۱)رسول رحمت ﷺ (قسط:۱۹)

⊛......جلد:۶، شمارہ......۱۲ (جون ۱۹۹۴ء) عنوان (۱)رسول رحمت ﷺ (قسط:۲۰) (۲) پاکستان محرم اور ماتم

---

⊛......جلد:۷، شمارہ......۱ (جولائی ۱۹۹۴ء) عنوان (۱)رسول رحمت ﷺ (قسط:۲۱)

⊛......جلد:۷، شمارہ......۲ (اگست ۱۹۹۴ء) عنوان (۱)رسول رحمت ﷺ (قسط:۲۲)

⊛......جلد:۷، شمارہ......۳ (ستمبر ۱۹۹۴ء) عنوان (۱)رسول رحمت ﷺ (قسط:۲۳)

⊛......جلد:۷، شمارہ......۴، ۵ (اکتوبر، نومبر ۱۹۹۴ء) عنوان (۱)رسول رحمت ﷺ (قسط:۲۴) (۲) ناقدانہ تبصرہ ''اصلاح مفاہیم'' پر (قسط:۱)

⊛......جلد:۷، شمارہ......۶ (دسمبر ۱۹۹۴ء) عنوان (۱)رسول رحمت ﷺ (قسط:۲۵)

---

⊛......جلد:۸، شمارہ......۱ (جنوری ۱۹۹۵ء) عنوان (۱)رسول رحمت ﷺ (قسط:۲۶) (۲) بسلسلۂ اصلاح مفاہیم'' (قسط:۲)

⊛......جلد:۸، شمارہ......۲ (فروری ۱۹۹۵ء) عنوان (۱)رسول رحمت ﷺ (قسط:۲۷) (۲) بسلسلہ اصلاح مفاہیم بجواب مکتوب مولانا عزیز الرحمٰن و احمد عبدالرحمٰن صدیقی

(قسط:۳)

⊛......جلد:۸، شمارہ......۳ (مارچ ۱۹۹۵ء) عنوان (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط: ۲۸) (۲) مقصود حیات اسلام ہے۔

⊛......جلد:۸، شمارہ......۴ (اپریل ۱۹۹۵ء) عنوان (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۲۹)

⊛......جلد:۸، شمارہ......۵ (مئی ۱۹۹۵ء) عنوان (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۳۰)

⊛......جلد:۸، شمارہ......۶ (جون ۱۹۹۵ء) عنوان (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۳۱) بسلسلہ ملی یکجہتی کونسل (۲) محرم، شیعہ، ماتم

⊛......جلد:۸، شمارہ......۷ (جولائی ۱۹۹۵ء) عنوان (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۳۲) بسلسلہ ملی یکجہتی کونسل

⊛...... جلد :۸ ، شمارہ......۸ (اگست ۱۹۹۵ء) عنوان (۱) رسول رحمت ﷺ بسلسلہ ملی یکجہتی کونسل (قسط:۳۳)

⊛......جلد:۸، شمارہ......۹ (ستمبر ۱۹۹۵ء) عنوان (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۳۴) بسلسلہ ملی یکجہتی کونسل

⊛......جلد:۸، شمارہ......۱۰ (اکتوبر ۱۹۹۵ء) عنوان (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۳۵) بسلسلہ ملی یکجہتی کونسل

⊛......جلد:۸، شمارہ......۱۱ (نومبر ۱۹۹۵ء) عنوان (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۳۶) بسلسلہ ملی یکجہتی کونسل

⊛......جلد:۸، شمارہ......۱۲ (دسمبر ۱۹۹۵ء) عنوان (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۳۷)

---

⊛......جلد :۹ ، شمارہ......۱ (جنوری ۱۹۹۶ء) عنوان (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط : ۳۸) بسلسلہ ملی یکجہتی کونسل (۲) مالکی قادری بھائی بھائی (قسط:۱)

⊛......جلد :۹ ، شمارہ......۲ (فروری ۱۹۹۶ء) عنوان (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط : ۳۹) بسلسلہ ملی یکجہتی کونسل (۲) مالکی، قادری بھائی بھائی (قسط:۲)

⊛......جلد:۹، شمارہ......۳ (مارچ ۱۹۹۶ء) عنوان (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۴۰) بسلسلہ ملی یکجہتی کونسل (۲) مالکی قادری بھائی بھائی (قسط:۳)

⊛......جلد:۹، شمارہ......۴ (اپریل ۱۹۹۶ء) عنوان (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۴۱) بسلسلہ ملی یکجہتی کونسل (۲) بعض خصائص نبویؐ پر اشکال اور اس کا جواب (۳) مالکی قادری بھائی بھائی (قسط:۴)

۞......جلد:۹، شمارہ......۵ (مئی ۱۹۹۶ء) عنوان (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط ۴۲) بسلسلہ ملی یکجہتی کونسل (۲) ملی یکجہتی کونسل سے بیزاری (۳) مالکی قادری بھائی بھائی (قسط:۵)

۞......جلد:۹، شمارہ......۶ (جون ۱۹۹۶ء) عنوان (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۴۳) بسلسلہ ملی یکجہتی کونسل (۲) مالکی قادری بھائی بھائی (قسط:۶)

۞......جلد:۹، شمارہ......۷ (جولائی ۱۹۹۶ء) عنوان (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۴۴) بسلسلہ ملی یکجہتی کونسل اور مروجہ ماتم (۲) مالکی قادری بھائی بھائی (قسط:۷)

۞......جلد:۹، شمارہ......۸ (اگست ۱۹۹۶ء) عنوان (۱) رسول رحمت ﷺ بسلسلہ ملی یکجہتی کونسل، شیخ یوسفؒ کی شہادت (قسط:۴۵) (۲) مالکی قادری بھائی بھائی (قسط:۸)

۞......جلد:۹، شمارہ......۹، ۱۰ (ستمبر، اکتوبر ۱۹۹۶ء) عنوان (۱) رسول رحمت ﷺ بسلسلہ ملی یکجہتی کونسل (قسط:۴۶) (۲) مالکی قادری بھائی بھائی (قسط:۹)

۞......جلد:۹، شمارہ......۱۱ (نومبر ۱۹۹۶ء) عنوان (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۴۷) بسلسلہ ملی یکجہتی کونسل (۲) مالکی قادری بھائی بھائی (قسط:۱۰)

۞......جلد:۹، شمارہ......۱۲ (دسمبر ۱۹۹۶ء) عنوان (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۴۸) بسلسلہ ملی یکجہتی کونسل (۲) بے نظیر کے اقتدار کا سورج ڈوب گیا۔

---

۞......جلد:۱۰، شمارہ......۱ (جنوری ۱۹۹۷ء) عنوان (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۴۹) بسلسلہ ملی یکجہتی کونسل (۲) مالکی قادری بھائی بھائی (قسط:۱۱) (۳) پاکستان کا سنی شیعی قاضی حسین احمد

۞......جلد:۱۰، شمارہ......۲-۳ (فروری، مارچ ۱۹۹۷ء) عنوان (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۵۰) (۲) لاہور کا خونیں حادثہ، مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید (۳) مالکی قادری بھائی بھائی (قسط:۱۲) (۴) تبصرہ "رسالہ اکابر کا مسلک و مشرب پر تحقیقی نظر" پر

۞......جلد:۱۰، شمارہ......۴ (اپریل ۱۹۹۷ء) عنوان (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۵۱) (۲) مالکی قادری بھائی بھائی (قسط:۱۳)

۞......جلد:۱۰، شمارہ......۵ (مئی ۱۹۹۷ء) عنوان (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۵۲) (۲) قرآن و

سنت، محرم و ماتم (قسط:۱)

- جلد:۱۰، شمارہ......۶۔۷ (جون، جولائی ۱۹۹۷ء) عنوان (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۵۳) (۲) مالکی قادری بھائی بھائی (قسط:۱۴)
- جلد:۱۰، شمارہ......۸ (اگست ۱۹۹۷ء) عنوان (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۵۴) (۲) مالکی قادری بھائی بھائی (قسط:۱۵) (۳) ظالمو قاضی پھر آ رہا ہے (۴) قرآن و سنت، محرم و ماتم (قسط:۲)
- جلد:۱۰، شمارہ......۹۔۱۰ (ستمبر، اکتوبر ۱۹۹۷ء) عنوان (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۵۵)
- جلد:۱۰، شمارہ......۱۱ (نومبر ۱۹۹۷ء) عنوان (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۵۶)
- جلد:۱۰، شمارہ......۱۲ (دسمبر ۱۹۹۷ء) عنوان (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۵۷)

..............................

- جلد:۱۱، شمارہ......۱ (جنوری ۱۹۹۸ء) عنوان (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۵۷)
- جلد:۱۱، شمارہ......۲۔۳ (فروری، مارچ ۱۹۹۸ء) عنوان (۱) عقیدہ عصمت انبیاء اور مودودی
- جلد:۱۱، شمارہ......۴ (اپریل ۱۹۹۸ء) عنوان (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۵۹) (۲) اہل سنت و جماعت کی حقیقت
- جلد:۱۱، شمارہ......۵ (مئی ۱۹۹۸ء) عنوان (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۶۰) (۲) امام حسینؓ اور اہل سنت (۳) محرم اور حکومت (قسط:۱)
- جلد:۱۱، شمارہ......۶ (جون ۱۹۹۸ء) عنوان (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۶۱) (۲) محرم اور حکومت (قسط:۲)
- جلد:۱۱، شمارہ......۷ تا ۱۱ (جولائی تا نومبر ۱۹۹۸ء) ''جعلی نمبر'' عنوان (۱) اک مرد حق پرست جو ہم سے جدا ہوا
- جلد:۱۱، شمارہ......۱۲ (دسمبر ۱۹۹۸ء) عنوان (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۶۲) (۲) حضرت مدنیؒ کے تاریخی خطبات (۳) شیخ الحدیث مولانا ایوب جان بنوری رحمہ اللہ کی وفات

..............................

- جلد:۱۲، شمارہ......۱ (جنوری ۱۹۹۹ء) عنوان (۱) دینی مدارس اور عقیدہ خلافت راشدہ (۲)

مودودی جماعت کے عقائد ونظریات پر ایک تنقیدی نظر (قسط:۱)

- جلد ۱۲، شمارہ ۲ (فروری ۱۹۹۹ء) عنوان (۱) مودودی جماعت کے عقائد ونظریات پر تنقیدی نظر (قسط ۲)
- جلد ۱۲، شمارہ ۳ (مارچ ۱۹۹۹ء) عنوان (۱) مودودی جماعت کے عقائد ونظریات پر تنقیدی نظر (قسط ۳)
- جلد ۱۲، شمارہ ۴ (اپریل ۱۹۹۹ء) عنوان (۱) مودودی جماعت کے عقائد ونظریات پر تنقیدی نظر (قسط ۴)
- جلد ۱۲، شمارہ ۵ (مئی ۱۹۹۹ء) عنوان (۱) نواز شریف، واجپائی۔ قاضی اور پاکستانی فتنے
- جلد ۱۲، شمارہ ۶ (جون ۱۹۹۹ء) عنوان (۱) مودودی جماعت کے عقائد ونظریات پر تنقیدی نظر (قسط:۵)
- جلد:۱۲، شمارہ ۷ (جولائی ۱۹۹۹ء) عنوان (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۶۳) بسلسلہ ملی یکجہتی کونسل
- جلد:۱۲، شمارہ ۸ (اگست ۱۹۹۹ء) عنوان (۱) عظمت صحابہؓ اور حضرت مدنیؒ (۲) مودودی جماعت کے عقائد ونظریات پر تنقیدی نظر (قسط:۶)
- جلد:۱۲، شمارہ ۹ (ستمبر ۱۹۹۹ء) عنوان (۱) مودودی جماعت کے عقائد ونظریات پر تنقیدی نظر (قسط:۷)
- جلد:۱۲، شمارہ ۱۰ (اکتوبر ۱۹۹۹ء) عنوان (۱): مودودی جماعت کے عقائد ونظریات پر تنقیدی نظر (قسط:۸)
- جلد:۱۲، شمارہ ۱۱ (نومبر ۱۹۹۹ء) عنوان (۱) اہل سنت کا نظریہ فسق یزید (قسط:۱)
- جلد:۱۲، شمارہ ۱۲ (دسمبر ۱۹۹۹ء) عنوان (۱) اہل سنت کا نظریہ فسق یزید (قسط:۲)

..............................

- جلد:۱۳، شمارہ ۱ (جنوری ۲۰۰۰ء) عنوان (۱) اہل سنت کا نظریہ فسق یزید (قسط:۳)
- جلد:۱۳، شمارہ ۲ (فروری ۲۰۰۰ء) عنوان (۱) ''شیخ الادبؒ نمبر'' مکاتیب شیخ الادب مولانا اعزاز علی صاحب رحمہ اللہ

- ...... جلد: ۱۳، شمارہ ...... ۳ (مارچ ۲۰۰۰ء) عنوان (۱) اہل سنت کا نظریہ متعلق یزید (قسط: ۴)
- ...... جلد: ۱۳، شمارہ ...... ۴ (اپریل ۲۰۰۰ء) عنوان (۱) صحابہ کرامؓ قرآن کی نظر میں (۲) درس بخاری شریف حضرت مدنیؒ (۳) ماہ محرم کے مسائل
- ...... جلد: ۱۳، شمارہ ...... ۵ (مئی ۲۰۰۰ء) عنوان (۱) معیت نبوی عظیم نعمت
- ...... جلد: ۱۳، شمارہ ...... ۱۲ (دسمبر ۲۰۰۰ء) عنوان (۱) مولانا مفتی نظام الدین شامزیؒ کے متعلق ایک استفسار کا جواب
- ...... جلد: ۱۴، شمارہ ...... ۴ (اپریل ۲۰۰۱ء) عنوان (۱) امین ملت مولانا اوکاڑوی رحمہ اللہ
- ...... جلد: ۱۴، شمارہ ...... ۵، ۶ (مئی، جون ۲۰۰۱ء) عنوان (۱) خدمات دارالعلوم دیوبند کانفرنس پشاور
- ...... جلد: ۱۴، شمارہ ...... ۱۰ (اکتوبر ۲۰۰۱ء) عنوان: پرویزی فتنہ (قسط: ۱)
- ...... جلد: ۱۴، شمارہ ...... ۱۱ (نومبر ۲۰۰۱ء) عنوان: پرویزی فتنہ (قسط: ۲)

..............................

- ...... جلد: ۱۵، شمارہ ...... ۲ (فروری ۲۰۰۱ء) عنوان (۱) جماعت اسلامی ایک فتنہ انگیز تحریک (۲) مماتیوں کے ایک اشکال کا جواب
- ...... جلد: ۱۵، شمارہ ...... ۱۱ (نومبر ۲۰۰۱ء) عنوان: آل پاکستان اکتوبر ۲۰۰۲ء انتخابات پر ایک اجمالی نظر......

..............................

## ......سالانہ روئیدات جامعہ عربیہ اظہار الاسلام......

جامعہ عربیہ اظہار الاسلام کی روئیدات وقتاً فوقتاً شائع ہوتی رہی ہیں، جن میں جامعہ کی آمدن و خرچ کی آڈٹ رپورٹ کے ساتھ ساتھ حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ ''حقانیت مذہب اہل سنت'' نظریات اکابر علماء دیوبند، دینی مدارس کی خدمات وضرورت اور حالات حاضرہ کے حوالہ سے مفصل مضامین تحریر فرماتے رہے ہیں۔ علاوہ ازیں ''ترجمان اسلام'' اور دیگر معاصر جرائد میں شائع ہونے والے مقالات ومضامین حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کے قلمی جہاد کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ حق تعالیٰ خدام

اہل سنت کو توفیق عنایت فرمائیں کہ ہم حضرت اقدسؒ کی جملہ تصانیف جو متعدد مرتبہ چھپ کر نایاب ہو چکی ہیں۔ منظر عام پر لا سکیں۔ اللھم امین۔

## تلاوت قرآن اور تفکر و تدبر

قرآنی ارشاد افلایتدبرون القران خداتعالیٰ کے پاک کلام میں غور وخوض کی دعوت دیتا ہے۔ اہل علم جب اس ارشاد کی تکمیل کرتے ہیں تو ان پر قرآنی علوم منکشف ہوتے چلے جاتے ہیں۔ حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کثرت تلاوت مقصود ہو تو بغیر زیادہ تامل کیئے تلاوت فرماتے رہتے تھے اور جب مقصود تفکر و تدبر ہو تو باقاعدہ اس نیت سے بڑے اہتمام کے ساتھ تلاوت کرتے تھے۔ اس دوران کسی اہم مسئلہ پر دلیل کا یا کسی نکتہ کا انکشاف ہو تو آپ اسے نوٹ بک پر درج فرمادیتے تھے۔ اس نوٹ بک سے نمونہ کے طور پر چند اقتباسات پیش خدمت ہیں...... واضح رہے کہ یہ نوٹ بک ۱۹۷۷ء، ۱۹۷۹ء، ۱۹۸۱ء میں کیے گئے اسفار حرمین شریفین کے دوران حضرت اقدسؒ کے ساتھ تھی۔ ان مبارک اسفار کے دوران ہی حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے دوران تلاوت اپنے استدلالات اس میں درج فرمائے۔ ملاحظہ ہوں......

۱۵ ذی قعدہ ۲۹ اکتوبر ۱۹۷۷ء، بیت اللہ شریف کے سامنے......

اللہ ولی الذین امنوا یخرجھم من الظلمت الی النور (الایۃ) لایستوی اصحب النار واصحب الجنۃ (الایۃ) ومن الناس من یقول امنا باللہ ......وما ھم بمومنین (الایۃ) قول بالا یمان ایمان کو مستلزم نہیں۔ انما نحن مصلحون اور یخدعون اللہ والذین امنوا آجکل کے سیاسی زعماء بھی اسی طرح مصلحون کا دعویٰ کرتے ہیں کہ اہل حق اور اہل باطل دونوں کو متحد کر کے اصلاح کریں۔ ویمدھم فی طغیانھم یعمھون ھکذا حال ایسا نہیں ہے۔ (العیاذ باللہ

۱۶ ذی قعدہ ۳۰ اکتوبر بیت اللہ شریف کے سامنے......ذبح بقرہ کی آیات کا بیان پہلے ہے۔ غالباً اس کا مستقل فائدہ جس سے بنی اسرائیل کی نافرمانی اور لیت ولعل کی عادت ثابت ہوتی ہے اور اس کے بعد قتل نفس کا ذکر فرمایا جس سے مقصود احیائے موتی کا ثابت کرنا ہے...... افتطمعون ان یومنوا لکم اس سے جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کا مستقلاً بلا استثناء بیان فرمایا۔ یعنی یہ جماعت اہل ایمان و اطاعت کی ہے اور ان کے مقابلے میں یہود ہیں۔ اور انہی میں سے منافق بھی ہیں۔ ثم یحرفونہ سے

یہود کی تحریف کا بیان ہے۔ جس طرح اس وقت دشمنان صحابہ رضی اللہ عنہم یعنی یہود دانستہ تحریف قرآن تھے۔ اس طرح امت میں سے مثل یہود اعدائے صحابہؓ یعنی روافض بھی محرف قرآن ہیں۔ لیکن بسبب ارشاد انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون روافض کی تحریف کے باوجود ان شاء اللہ تعالیٰ قرآن مجید تا قیامت لفظاً و معنیً محفوظ رہے گا۔ سوقالوا لن تمسنا النار الا ایاما معدودۃ یہود کے اس عقیدہ کے مطابق بھی روافض کا عقیدہ امامت وغیرہ ہے اور صرف فضیلت علی کو مدار نجات قرار دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بلیٰ من کسب سیئۃ میں نجات کے لئے ضابطہ بیان فرمایا اور آخر میں یہود کے مقابلے میں والذین امنوا و عملوا الصلحت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تذکرہ فرمایا۔ چونکہ آیت کے مصداق میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اہل سنت و جماعت ہی مانتے ہیں اس لئے اہل سنت ہی ناجی فرقہ ہے۔

......۷ ازی قعدہ تظاہرون علیہم بالاثم والعدوان اثم کا تعلق حق اللہ سے اور العدوان کا تعلق حق العباد سے ہے۔ ومن یتبدل الکفر بالایمان ایمان وکفر ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے ...... وما اوتی النبیون من ربہم مراد انبیاء سابقین علیہم السلام ہیں یہ ختم نبوت پر دلیل ہے۔ اگر آئندہ کسی کو نبوت ملنی مقدر ہوتی تو مستقبل کے انبیاء پر ایمان لانے کا حکم دیا جاتا۔ فان امنوا بمثل ما امنتم بہ فقد اھتدوا صحابہ کرامؓ کا معیار حق وایمان ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور اسی معیاریت کے تحت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اھتدیتم۔

......۱۸ ازی قعدہ لتکونوا شہداء علی الناس کے اول مخاطب و مصداق جماعت صحابہ کرامؓ ہے۔ وان کانت لکبیرۃ الا علی الذین ھدی اللہ صحابہ کرام میں سے کسی نے تحویل قبلہ میں شک نہیں کیا اور وہ ہدایت یافتہ ہیں۔ قد نری تقلب وجہک فی السماء حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس عظیم تجلی گاہ ربانی کے قبلہ ہونے کے لیے بے تاب تھے۔ الا الذین ظلموا منہم سے ثابت ہوا کہ جو لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف حجت بازی کریں وہ ظالم ہیں۔ آگے ان کے بتوسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تزکیہ وغیرہ کا ذکر ہے...... فلا تخشوہم واخشونی اعدائے صحابہ رضی اللہ عنہم سے کسی طرح بھی خوف نہ کھانا چاہیے اور معاملہ حق تعالیٰ کے سپرد کر دینا چاہیے۔ اس سے معلوم ہوا کہ روافض کے عدم تعاون سے خوف زدہ ہو کر سیاسی زعماء کا ان سے تعاون واتحاد قائم کرنا آیت مقدسہ کے تقاضا کے خلاف ہے۔ واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بندوں کے لئے واسطۂ قرب و فیوضات الٰہیہ ہیں۔

رکوع......۱۹ اری قعدہ...... ومن الناس من یشری نفسه ابتغاء مرضات الله اس سے معلوم ہوا کہ رضائے الٰہی کی طلب مقصود و مطلوب و محمود ہے۔ اور صحابہ کرامؓ کو حسب ارشاد خداوندی جانبین سے مقام رضاء نصیب ہو چکا ہے رضی الله عنهم و رضوا عنه...... ولا تتبعوا خطوت الشیطٰن اس سے معلوم ہوا کہ اتباع شیطان ممنوع ہے۔ اور وساوس شیطانی جو اس عدو مبین کی طرف سے القاء ہوتے ہیں ان کا مواخذہ نہیں کیونکہ یہ بندہ کے لئے غیر اختیاری ہیں...... ان اية ملكه ان ياتيكم التابوت فيه سكينة من ربكم وبقية (الایۃ) معلوم ہوا کہ من جانب اللہ اعطاء اقتدار و سلطنت بطور نامزدگی کے جس کو نصیب ہو وہ نصرت الٰہیہ کے تحت غالب آتا ہے۔ اور اس کی حقانیت کی نشانیاں بھی ظاہر ہوتی ہیں۔ لیکن برعکس اس کے بقول روافض حضرت علیؓ نامزد خلیفہ تھے لیکن مغلوب رہے۔ حالانکہ شیعہ بھی صرف تبرکات کا حصول ان کے لئے مانتے ہیں۔ اصل مقصود کچھ نہ حاصل ہو سکا اور اس سب کو تقیہ کے پردہ میں جائز مان لیا۔ واللہ الهادی...... واعف عنا کا تعلق صادر شدہ خطاؤں سے ہے۔ اور واغفرلنا کا تعلق آئندہ ہونے والی خطاؤں سے ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آئندہ گناہوں اور ہمارے بین پردہ ڈال دے کہ ہم ان کے صدور سے محفوظ رہیں۔ قد كان لكم اية في فئتين التقتا فئة تقاتل في سبيل الله واخرى كافرة معلوم ہوا کہ فئة صحابہ مومنین اور مجاہدین فی سبیل اللہ تھے۔ مقابلہ میں کفار تھے۔ لہٰذا اب جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقابل ہے۔ وہ فئة كافرة کا حامی بلکہ مصداق ہے...... وازواج مطهرة دوسری عورتیں جنت میں مطہرۃ ہوں گی اور رسول اللہ ﷺ کی ازواج دنیا میں مطہرات قرار دے دیں گئیں۔

۞......۲۳ ذی قعدہ...... فالف بين قلوبكم جب دور حاضر میں دربار نبوی کے زائرین و حاضرین لاکھوں کی تعداد میں آتے ہیں اور باہمی مخالفت و مخاصمت یہاں فیضان نبوی سے ختم ہو جاتی ہے۔ تو دیدار نبوی سے براہ راست مشرف ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قلوب کا اتفاق کس درجہ کا ہوگا؟ جس کی شہادت قرآن پاک میں دی گئی ہے...... رحماء بينهم...... قد بدت البغضاء من افواههم وما تخفى صدورهم اكبر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ یہود کے جس بغض ظاہری و باطنی کا اعلان علام الغیوب نے فرمایا ہے اب اس کا مصداق روافض ہیں۔ معلوم ہوا کہ جو بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض رکھتا ہے وہ یہودی الصفت ہے۔ اور ارشاد نبوی میں بھی اس حقیقت کا اعلان ہے...... من ابغضهم فببغضي ابغضهم...... ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين اس کے بعد صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم کفار پر غالب رہے اس لئے وہ حسب ارشاد مومنین کاملین عنداللہ ہیں۔ نیز غزوہ احد کے بعد لاتھنوا و لا تحزنوا سے تمام جماعت صحابہؓ کو تسلی دینا مقصود ہے۔ یہی وہ جماعت ہے جو مذہب اہل سنت و جماعت کا دوسرا جز ہے...... فقاتلوا فی سبیل اللہ اوادفعوا معلوم ہوا کہ دفاعی جنگ اور اقدامی جنگ دونوں جائز ہیں بلکہ حسب حال دونوں ضروری ہیں۔ واذاخذ اللہ میثاق النبیین اوتوا الکتاب لتبینه للناس و لا تکتمونه علمائے یہود نے کتاب الٰہی کو چھپایا اور مردود ہو گئے۔ العیاذ باللہ روافض حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو یہود کے اس کردار بلکہ اس سے بھی زیادہ اقبح کا مصداق قرار دیتے ہیں۔ کہ انہوں نے قرآن مجید کو قیامت تک کے لئے چھپادیا۔

......ذی الحجہ ...... من یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین چونکہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کو حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی روضہ مطہرہ (عالم برزخ وقبر) کی معیت حاصل ہے اور یہ قطعہ روضۃ من ریاض الجنۃ کا بھی ہے اور یہ انعام اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت پر مبنی ہے۔ اس لئے ثابت ہوا کہ اطاعت خدا اور اطاعت رسول میں یہ حضرات باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بڑھے ہوئے ہیں...... یایھا الذین امنوا خذوا حذرکم اللہ تعالیٰ خود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو عالم اسباب کے تحت دشمن سے تحفظ کی تدبیر بتاتے ہیں۔ کتنے پیارے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حق تعالیٰ کو...... ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منھم لعلمه الذین یستنبطونه منھم اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو لوگ استنباط کی اہلیت نہیں رکھتے وہ ان لوگوں کی پیروی کریں جو استنباط کی اہلیت رکھتے ہیں۔ اس سے تقلید کا جواز بلکہ وجوب ثابت ہوتا ہے......

لاتبعتم الشیطن الا قلیلا تقلید اپنے سے زیادہ علم واستنباط رکھنے والوں کی اتباع شیطن سے محفوظ رکھتی ہے...... فضل اللہ المجاھدین علی القعدین اجرا عظیما یہ آیت تحریک خدام اہل سنت کے نصب العین کی دلیل ہے۔ مجاہدین صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں مالی اور جانی جہاد کیا تھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے دشمن کافر تھے۔ آج بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دشمنوں کے مقابلہ میں مالی اور جانی جہاد کی ضرورت ہے۔ اور آج کے دشمنان صحابہ رضی اللہ عنہم بھی کافر ہیں۔ ان الکافرین کانوا لکم عدوا مبینا یہ آیت بھی دشمنان صحابہ رضی اللہ عنہم کے کافر ہونے کی دلیل ہے...... والذین کفروا تغفلون عن اسلحتکم وامتعتکم فیمیلون علیکم میلۃ واحدۃ دور رسالت میں کفار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ابدان پر حملہ کرتے تھے۔ آج ان کے ابدان تک تو رسائی نہیں ان کی شرعی ناموس وعظمت پر حملہ کرتے ہیں۔ دونوں جگہ

مقصد کفار کا ایک ہی ہے...... ولا تهنوا صحابہ رضی اللہ عنہم کے دشمنوں کے بارے میں دھن اور سستی نہیں کرنی چاہیے...... یستخفون من الناس ولا یستخفون من اللہ یہی حال روافض کا ہے ۔ الذین یتخذون الکافرین اولیاء من دون المومنین ایبتغون عندهم العزة فان العزة للہ جمیعا خدام اہل سنت کا نصب العین منافقین کی اس پالیسی کا انسداد کرتا ہے۔

⊛......۱۱ ذی الحجہ، بمقام منیٰ ...... یایها الذین امنوا من یرتد منکم عن دینه فسوف یاتی اللہ بقوم یحبهم ویحبونه اذلة علی المومنین اعزة علی الکافرین...... اس آیت میں من یرتد منکم سے مراد وہ قبائل ہیں جو حضور ﷺ کے بعد مرتد ہو گئے تھے۔ یحبهم ویحبونه کا مصداق جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم ہے۔ جن میں سے خلیفہ اول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مرتدین سے جہاد کیا اذلة علی المومنین سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مومنین کے لئے نرم تھے اور کفار و دشمنان اسلام کے لئے سخت۔ اس لئے شیعوں کا یہ نظریہ ان آیات کے خلاف ہے جو کہتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ نے جن کے خلفاء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت فاطمۃ الزہراء پر ظلم اور سختی کی اور اگر یہ شیعہ روایات خدانخواستہ تسلیم کی جائیں تو پھر اس سے یہ لازم آتا ہے کہ العیاذ باللہ تعالیٰ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ وغیرہ کافروں میں سے تھے۔ جن کے لئے صحابہ کرام رحمہم اللہ حسب آیت اعزة علی الکافرین سخت تھے۔ اور اگر یحبهم ویحبونه وغیرہ آیات کا مصداق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نہ قرار دیا جائے تو پھر ان آیات کا مصداق دور رسالت کے بعد کوئی اور مومنین کی جماعت قرار نہیں دی جا سکتی کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تو حسب اعتقاد شیعہ مغلوب ہی رہے۔ اپنے دور خلافت میں بھی آپ ان آیات کا مصداق نہیں بن سکے۔ کیونکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تو حسب ارشاد حضرت علی رضی اللہ عنہ بحوالہ نہج البلاغہ ان کو اور ان کی جماعت کو اپنے جیسا مومن سمجھتے تھے۔ حضرت علیؓ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس نزاع کے لئے ثالث تحریر کر لئے تھے۔ لہٰذا مذہب اہل السنت والجماعت کو برحق مانے بغیر یہ آیات صحیح ثابت ہی نہیں ہو سکتیں۔ ماشاء اللہ لا قوة باللہ ۔ اللہ تعالیٰ خدام اہل سنت کو مذہب اہل سنت کی خدمت اور حفاظت کی توفیق عطا فرمائیں۔

⊛......۱۳ ذی الحجہ ...... واذا جاءک المومنون بایتنا فقل سلم علیکم کتب ربکم علی نفسه الرحمة انه من عمل منکم سوءً بجهالة ثم تاب من بعده واصلح فانه غفور رحیم یہاں سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مقبولیت خاصہ کا ثبوت ملتا ہے۔ اور ان سے اگر ناواقفی کی وجہ سے کوئی گناہ سرزد

ہو جائے تو بعد توجہ و اصلاح مغفرت کی بشارت ہے۔ اگر ان مومنین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شامل کیا جائے تو پھر ان کا معصوم ہونا ضروری نہیں کیونکہ اس میں صدور سوء کا امکان ان مومنین کے لئے ثابت ہے اور اگر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ان مومنین میں شامل نہ کیا جائے۔ تو حضور ﷺ کی دعاء وسلام سے محروم ہونا لازم آتا ہے۔ اور روافض کے پاس کوئی ایسی نص نہیں جس کی بناء پر وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان مومنین کے علاوہ کسی اور قسم کے خواص مومنین میں شامل کیا جائے...... وان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبیل فتفرق بکم عن سبیلہ حضور کا مستقیم راستہ ہی سنت مقدسہ ہے اس کے خلاف سب راستے جہنم کے ہیں۔ لہٰذا اہل سنت و جماعت کا ناجی ہونا اور غیر اہل سنت کا غیر ناجی ہونا ثابت ہوگیا۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ اہل سنت ہونا تفرقہ مٹانے کے لئے ہے نہ کہ تفرقہ بڑھانے کے لئے جیسا کہ ضالین اہل سنت ہونے کو بھی مذموم فرقہ واریت قرار دیتے ہیں......

۞......ان الذین فرقوا دینا قیما ملة ابراھیم حنیفا ان آیات سے بھی ثابت ہوا تفرق و تحزب یہ ہے کہ اصل دین سے اختلاف کیا جائے اگر اصول دین میں اتفاق ہو تو فروع دین میں اجتہادی اختلاف مذموم نہیں۔ علاوہ ازیں یہ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کا راستہ صراط مستقیم ہے اور اسی کا نام سنت ہے۔ لہٰذا اہل سنت ہونا اصل ہے۔ اس کے خلاف سب فرقے جہنمی ہیں..... وھو الذی جعلکم خلئف الارض ورفع بعضکم فوق بعض درجت لیبلوکم فی ما اتاکم اس آیت سے واضح ہوا کہ دنیوی معاشی اور مادی حالات لوگوں کے بالکل مساوی نہیں ہوتے اور یہ فرق و اختلاف معیشت بندوں کے ابتلاء و امتحان کے لئے ہے۔ لہٰذا اشتراکیت اور سوشلزم کے موجودہ نظریات باطل ہیں لقد ارسلنا نوحا الی قومہ فقال یقوم اعبدوا اللہ مالکم من الہ غیرہ جس طرح ایک بدن انسانی کے لئے باوجود متعدد اجزاء سے مرکب ہونے کے ایک ہی انسانی روح کافی ہے۔ اسی طرح عالم کائنات کے لئے باوجود متعدد عوالم و مظاہر کے ایک ہی الٰہ و معبود ہے اور وہی کائنات کے ذرہ ذرہ میں متصرف ہے۔ کسی دوسرے الٰہ کی نہ کوئی ضرورت ہے نہ کوئی گنجائش۔ لہٰذا شریک کا عقیدہ بالکل وہم ہے۔ جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔

۞......حج ثانی......۲۳ ذی قعدہ ۱۳۹۹ھ......۱۹۷۹ء (بیت اللہ شریف کے سامنے) ان اول بیت وضع للناس (الایة) بیت اللہ تجلی حق کی وجہ سے اہل اسلام کا قبلہ نماز ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام اس وقت اللہ تعالیٰ کی تجلی کا مرکز تھے۔ اس لئے ملائکہ کے لئے ان کو قبلہ سجدہ بنایا گیا۔ سجود حق تعالیٰ ہی

تھے۔ لامقصود الا اللہ..... لا مطلوب الا اللہ..... لاموجود الا اللہ..... لا معبود الا اللہ ..... لااله الا اللہ.....لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ..... حضور ﷺ تجلیات حق کے مظہر اتم ہیں۔ ذات محمد یہ سب سے بڑی تجلی گاہ ہے۔ شرعاً اس امت کے لئے غیر اللہ کو صورتاً سجدہ تعظیمی حرام قرار دیا گیا ہے۔ البتہ بوجہ واسطہ فیض ربانی آنحضرت ﷺ اہل ایمان کے لئے قبلۂ حق ہیں۔ ایمان باللہ بواسطہ ایمان بالرسول نصیب ہوتا ہے۔ اس لئے روضۂ مقدسہ تمام امکنہ حتی کہ بیت اور عرش و کرسی سے بھی افضل ہے۔ ﷺ.....

آیت استخلاف .....وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنهم فی الارض حضرت آدم علیہ السلام بوجہ خلیفۃ اللہ ہونے کے قبلۂ سجود بنائے گئے اور خلفائے راشدین خلیفہ رسول اللہ ہونے کی وجہ سے ساری امت کے لئے قبلہ اعتقاد ایمان بنائے گئے ہیں۔ بالفعل نبوت سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کا ذنب (زلت) بخش دیا گیا تھا۔ اور مقام عصمت پر سرفراز فرمائے گئے۔ خلفائے راشدین بالفعل خلافت سے قبل بھی مغفور لھم بنائے گئے اور بعد از خلافت ان کو مقام محفوظیت کا شرف عظیم عطاء فرمادیا گیا۔ ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ .....ومن کفر بعد ذالک فاولئک ھم الفسقون خاص خلفاء راشدین کے حق میں ہے اور بالاصالۃ خلفائے راشدین خلفاء اربعہ چاریار ہی ہیں۔ باقی جن کو خلیفۂ راشد کہا جاتا ہے بالتبع ہے نہ بالاصالۃ اور فان امنوا بمثل ما امنتم بہ فقد اھتدوا کا تعلق (اوران میں پیروی کا حکم) جمیع صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے ہے۔

۞ .....۲۶ ذی قعدہ.....آج دن کو ۲ بج کر ۳۵ منٹ پر دربار رسالت میں حاضری نصیب ہوئی۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ مواجہہ شریفہ میں صلوۃ والسلام وغیرہ کی توفیق ملی اور بعد ازاں نصف گھنٹہ مسجد نبوی میں بیٹھنا نصیب ہوا۔ آیت استخلاف وعد اللہ الذین (الایۃ) کے مفہوم پر غور کیا۔ معلوم ہوا کہ الذین امنوا سے مراد مکلفین صحابہ کرامؓ ہیں۔ اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اس وقت بچہ ہونے کی وجہ سے ان میں شامل نہیں اور عملو الصلحت کا بھی اس عمر میں مصداق قرار نہیں دیئے جاسکتے۔ اس لئے آپ ان موعودہ خلفاء راشدین میں شمولیت نہیں رکھتے.....

(۲) .....الارض سے مراد مسجد نبوی اور مدینہ منورہ لیا جائے تو خلفائے اربعہ کی بیعت خلافت تو وہاں ہی واقعہ ہوئی ہے۔ لیکن حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی بیعت خلافت کوفہ میں ہے نہ کہ مدینہ شریف میں.....

(۳)...... ولیمکنن لهم دینهم الذی ارتضی لهم سے مراد تمکین دین ہے جو حضرت علیؓ کو بھی نصیب ہے۔ آپ کے دائرہ حکومت میں بھی اسی دین مرتضیٰ کی تمکین تھی۔ کوئی دوسرا دین نہ تھا۔ اور شیعوں کی کتاب نہج البلاغۃ میں حضرت علیؓ کی گشتی چٹھی میں بھی یہی بیان ہے کہ ''اہل شام اور ہمارا خدا، رسول اور دین ایک ہے۔ ہم ایمان میں ایک دوسرے سے زیادہ نہیں'' لہٰذا خلفائے اربعہ راشدین کے سارے ادوار خلافت میں ایک ہی دین کی تمکین ثابت ہوتی ہے۔ وھو المطلوب، ولله الحمد......

(۴)...... آیت تمکین میں اذن للذین یقاتلون بانهم ظلموا کا مصداق بھی حضرت امام حسنؓ نہیں ہیں۔ اور اخرجوا من دیارھم میں سے بھی نہیں ہیں......

(۵)...... امروا بالمعروف ونھوا عن المنکر سے ثابت ہوتا ہے کہ خلفائے اربعہ اس کا مصداق تھے۔ ضروری منکر کی نہی اور ضروری معروف کا اجراء ان کے لئے لازم اور واقع ہے۔ اس لئے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم پر اگر کوئی یہ الزام لگاتا ہے کہ انہوں نے ضروری منکر سے منع نہیں کیا۔ اور ضروری معروف کا امر نہیں کیا تو وہ اس آیت کے مضمون و مصداق کی تکذیب کرتا ہے۔ اس کے لئے دوسرے امور جو ضروری نہیں میں اجتہاد سے کام لیا گیا ہے۔ جن میں اگر خطاء ہو جائے تو قابل گرفت نہیں ہے۔ بلکہ حسب حدیث بخاری ایک اجر بھی ملتا ہے۔

۞......۲۱ ذی الحجہ ......دن کو قبل از ظہر حرم شریف کی حاضری نصیب ہوئی اور سورۃ بقرہ کی آیات ان الذین کفروا سواء علیهم سے لے کر فمار بحت تجارتهم وما کانوا مهتدین تک تفکر اور توجہ کی توفیق نصیب ہوئی۔ ومن الناس من یقول امنا بالله...... وما هم بمؤمنین سے معلوم ہوا کہ ایمان کا تعلق قلب سے ہے۔ زبان سے صرف اس کا اظہار کیا جاتا ہے...... فی قلوبهم مرض سے معلوم ہوا کہ کفر کا تعلق بھی قلب سے ہے...... واذا خلوا الی شیطینهم قالوا انا معکم سے معلوم ہوا کہ معیت سے مراد دلی معیت ہے۔ تو اسی طرح والذین معه سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کے نزدیک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قلبی طور پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ نہ کہ مثل منافقین ظاہری رفاقت تھی۔ اسی طرح آیت غار میں ان الله معنا سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کی طفیل اپنی رحمت اور نصرت سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے...... ولله الحمد.

۞......حج ثالث......۲۳ ذی قعدہ ۲۳ ستمبر ۱۹۸۱ء......حرم شریف میں دن کے گیارہ بجے سے بارہ بجے کے دوران آیت والذین معه پڑھتے ہوئے یہ سمجھا کہ حضور رحمۃ للعلمین ﷺ کی خصوصی محبت اور

دوستی کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اشداء علی الکفار کا مصداق تھے۔ کیونکہ کفار حضور ﷺ کے دشمن ہیں اور اصحاب رضی اللہ عنہم دوست ہیں۔ دوست کا دشمن، دشمن ہوتا ہے۔ اس وجہ سے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کو کفار سے شدت بغض حاصل تھا۔ اور آپس میں مہربان تھے۔ رحماء بینھم کیونکہ دوست کا دوست، دوست ہوتا ہے۔ یہ صفت بھی آنحضرت ﷺ سے سب کی محبت اور دوستی پر مبنی ہے۔ اور جو مشاجرات ہوئے وہ بھی حضور ﷺ کی محبت اور دوستی پر مبنی تھے۔ سب نے یہی سمجھا کہ ہم حضور ﷺ کی محبت اور اتباع کا تقاضا پورا کر رہے ہیں۔ خواہ بعض سے اس میں خطائے اجتہادی ہوگئی...... وللہ الحمد.

۞ ......۵ ذی الحجہ، بروز ہفتہ...... صبح ۹ بجے حرم شریف میں حاضری دی۔ روضہ مقدسہ پر صلوۃ وسلام کے بعد مسجد نبوی میں بیٹھا تو آیت غار یاد آ گئی۔ اور اس کے متعلق دل میں یہ بات آئی کہ آج جہاں مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں لاکھوں مسلمان حاضری دے رہے ہیں۔ اور کافر کو اس میں داخل ہونے کی بھی اجازت نہیں یہ انسانی نظر میں عدیم النظیر غلبہ ہے۔ ایک وہ وقت تھا کہ حضور اکرم ﷺ اور صدیق اکبرؓ مکہ سے ہجرت کر کے غار ثور پناہ لیتے ہیں اور آیت غار میں حق تعالیٰ لا تحزن ان اللہ معنا سے نصرت کی خبر دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں نصرت وغلبہ عطاء فرمائیں گے۔ آج یہ غلبہ صدیوں سے مشاہدہ میں آ رہا ہے...... وللہ الحمد

۞ ......۲۴ ذی الحجہ ......آج صلوۃ وسلام کے بعد حرم نبوی میں سورۃ الانعام کی چند آیات تلاوت کیں وھو الذی یتوفا کم بالیل ویعلم ماجر حتم بالنھار...... یہاں یتوفاکم میں توفی سے نیند مراد ہے نہ کہ موت۔ حالانکہ نیند میں بھی روح قبض کی جاتی ہے۔ اس سے عقیدہ حیات النبی ﷺ کی تائید ہوتی ہے۔ دوسری آیت میں ہے۔ اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا اس میں موت اور نیند دونوں کے لیے توفی کا اطلاق کیا گیا ہے۔ چنانچہ حجۃ الاسلام حضرت نانوتوی قدس سرہ العزیز نے اپنی کتاب آب حیات میں اپنے مسلک پر اسی آیت سے استدلال کیا ہے......

قارئین کرام! حضرت قائد اہل سنتؒ نے ۱۹۷۷ء۔ ۱۹۷۹ء۔ ۱۹۸۱ء میں اسفار حج کے دوران اپنی ذاتی نوٹ بک پر جو نکات وانکشافات درج فرمائے۔ ان میں سے چیدہ چیدہ میں نے پیش کر دیئے ہیں۔ مقدس مقامات پر تلاوت قرآن کے دوران درج کیے جانے والے یہ ارشادات جہاں حضرت اقدسؒ کے علمی مقام ومرتبے اور قرآن کریم میں تفکر وتدبر کا پتا دیتے ہیں وہیں ان میں تحریک خدام اہل سنت کے مشن کی تکمیل کے لیے وافر سامان اور اہل بصیرت کے لئے بڑے نمونے بھی موجود ہیں.........

اب جس کے جی میں آئے وہی پائے روشنی
ہم نے تو دل جلا کے سرِعام رکھ دیا

## سفر حرمین شریفین میں واردات وبشارات

انبیاء کرام جن کے خواب وحی الٰہی ہوتے ہیں۔ کے علاوہ کسی کا خواب شرعی حجت نہیں۔ اگر غیر نبی کا خواب قرآن وسنت کے خلاف ہوتو اس کو کسی درجہ میں بھی قبول نہیں کیا جاسکتا۔ البتہ شریعت مطہرہ کے کسی اصول کے خلاف نہ ہوتو ظن کے درجہ میں رکھتے ہوئے اسے قبول کیا جاسکتا ہے۔ حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ اپنی ذاتی ڈائری میں تحریر فرماتے ہیں...... واردات ظنی ہوتے ہیں جن میں غلطی کا احتمال ہے نیز جن خوابوں یا واردات میں ذاتی مقام ومرتبہ ظاہر ہوتا ہے اہل اللہ اسے اپنے تک رکھتے ہیں۔ کسی کے سامنے بیان نہیں کرتے۔ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ بھی کمال کا ضبط رکھتے تھے۔ جس ڈائری کی وساطت سے میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے خواب وواردات پیش کروں گا۔ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی حیات میں آپ کے علاوہ کسی اور کی نظر تک اس پر نہ پڑسکی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی یادداشت کے لئے انہیں تحریر فرمایا ہوا تھا۔ بلکہ کئی دفعہ گھر کے افراد بضد ہوئے کہ اباجی! اتنا ہی بتادیں کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ تو حضرت ہمیشہ شفقت بھری مسکراہٹ سے ٹال دیتے...... واضح رہے کہ یہ ذاتی ڈائری بھی ۱۹۷۷ء۔ ۱۹۷۹ء۔ ۱۹۸۱ء، ۱۹۸۳ء چاروں اسفار حج میں حضرت قائد اہل سنتؒ کے ہمراہ تھی...... ملاحظہ ہوں......

۞ ......۱۵ ذی قعدہ ۱۳۹۷، ۲۹ اکتوبر ۱۹۷۷ء...... شب کو بعد از عشاء قیام گاہ پر ذکر کے دوران یہ قلبی مشاہدہ ہوا کہ بیت اللہ اور اس کے گرد محدود جگہ پر تجلیات نازل ہورہی ہیں......

آج ہفتہ کی صبح نماز کے بعد ذکر کیا پھر سوگیا۔ خواب میں حضرت مدنی قدس سرہ کی زیارت ہوئی۔ ابھی دیوار کی اوٹ میں تھا تو یہ سنا کہ حضرت فرمارہے ہیں کہ ''مظہر جب چاہے اور جہاں چاہے بیٹھ جائے'' جب حاضر ہوا تو بعض اہل مجلس نے روکا۔ تو میں نے یہ کہا کہ حضرت نے میرے بارے میں جو کچھ فرمایا ہے میں نے سن لیا ہے۔ اور میرے لیے اجازت ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو کھڑے ہوئے دیکھا اور میں قریب حاضر خدمت ہوا۔ یاد نہیں کہ مصافحہ یا معانقہ ہوا کہ نہیں، پھر آنکھ کھل گئی۔

۞ ......۱۶ ذی قعدہ ۱۳۹۷ھ...... آج دوران تلاوت محسوس ہوا کہ بیت اللہ اور بندہ کے درمیان تجلیات بہت زیادہ حائل ہیں...... واذ اخذ اللہ میثاق النبیین کی تلاوت سے عالم ارواح کا اجمالاً نیم

مشاہدہ ہوا......

⊛......۲۴ ذی قعدہ ۱۳۹۷ھ......(۱) نماز فجر سے پہلے یہ ادراک ہوا کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رؤیت کے لئے اللہ تعالیٰ نے طور کو اپنی تجلی گاہ بنایا تھا۔ فانظر الی الجبل فان استقر مکانہ فسوف ترانی......فلما تجلی ربہ للجبل (الآیۃ) اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے حضور رحمۃ للعلمین ﷺ کے وجود اطہر کو اپنی اعظم تجلی گاہ بنا دیا ہے۔ حضور ﷺ کی طرف اعتقادی و روحانی توجہ اس لئے مقصود و مطلوب ہے۔ غالباً اسی بناء پر اکابر محققین اہل سنت بلا واسطہ محض زیارت روضہ مقدسہ کے لئے سفر کو جائز قرار دیتے ہیں۔ اور زیارت مقدسہ کو افضل مستحبات بلکہ بعض واجب قرار دیتے ہیں۔ مکہ مکرمہ میں بیت اللہ قرب حق کے لئے تجلی گاہ ہے۔ وہاں توحید کے جلوے ظاہر ہیں۔ اور مدینہ منورہ میں رسالت کی تجلیات ظاہر ہیں۔ گو دونوں مقامات مقدسہ میں واسطۂ فیوضات ذات نبوی ہی ہے......علیہ الصلوٰۃ والسلام......

(۲) مراقبہ میں یہ محسوس کیا کہ مرشدنا حضرت مدنی قدس سرہ کو دربار نبوت کی دربانی کا منصب نصیب ہے اور اس دور میں حضرت کے واسطہ سے جو فیوضات نبوی نصیب ہوتے ہیں۔ وہ کسی اور شیخ کے توسط سے نصیب نہیں ہوتے...... وللہ الحمد......واللہ اعلم

آج نماز فجر اور ظہر کے مابین دربار رسالت کی حاضری نصیب ہوئی۔ زبردست ہجوم کی وجہ سے کچھ فاصلے پر قبلہ کی دیوار کے ساتھ کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام عرض کیا۔ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھی حسب سابق سلام عرض کیا۔ پھر قبلہ کی دیوار کے ساتھ ہی پیٹھ لگا کر بیٹھ گیا اور حضور ﷺ کی طرف متوجہ ہوا تو رایت الشیخ المدنی مجردا عن اللباس الظاہر ورایت نفسی کذا......وعبرت عن ھذا الحال انکشاف مقام الفناء عن غیر اللہ......(واللہ اعلم)

⊛......شب ۲۸ ذی قعدہ ۱۳۹۷ھ......بعد از نماز مغرب سو گیا تو خواب میں حضرت مدنی قدس سرہ کی زیارت ہوئی۔ حضرت مسجد نبوی میں نماز پڑھا رہے ہیں اور قعدہ میں ہیں۔ پیچھے مقتدیوں کی صفیں ہیں۔

صبح ۹:۴۰ تلاوت قرآن عظیم کے دوران مراقبہ میں زیارت مقدسہ نصیب ہوئی۔ واسطہ حضرت الشیخ المدنی قدس سرہ کی ذات ہی مکشوف ہوئی۔ پہلے حدود ولایت کو عبور کیا اور پھر حدود رسالت میں داخلہ نصیب ہوا۔ پھر دور دراز توجہ ہوئی۔ آخر بلندی پر حضور رحمۃ للعلمین کا دیدار ہوا۔ خصوصاً چشمان مبارک کا

دیدار امتیازی طور پر ہوا۔ سرگمیں تھیں اور ایسی آنکھیں کبھی نہیں دیکھیں......ولله الحمد......

ماشاء الله لاقوة الا بالله العلی العظیم۔

آج فجر اور ظہر کے درمیان اوقات میں حرم نبوی کی حاضری نصیب ہوئی۔ پہلے مسجد نبوی میں بیٹھ کر کتاب سے دیکھ کر صلوۃ وسلام عرض کیا۔ پھر مواجہ شریف میں کھڑے ہو کر صلوۃ وسلام نصیب ہوا۔ ہجوم بہت زیادہ تھا۔ پھر قبلہ کی دیوار سے ٹیک لگا کر روضۂ مقدسہ کی طرف بیٹھ کر متوجہ رہا......ولـه الـحـمـد سبحانه وتعالیٰ......

منزه عن شریک فی محاسنه......فجوهر الحسن فیه غیر منقسم

۞......۱۵ ذی الحجہ ۱۳۷۹ھ......قبل از نماز جمعہ آیت قـل اوحـی الـی هـذا الـقـرآن......اننی بـری مـمـا تشرکون کی تلاوت کے دوران حضور اکرم ﷺ کی طرف روحانی توجہ ہوئی۔ تو ایسا محسوس ہوا کہ روح محمدی نے توجہ فرمائی ہے۔ حتیٰ کہ گویا میرے باطن میں متجلی ہے۔ اور بندہ گویا حضور کی طرف سے تلاوت کر رہا ہے۔ ساتھ ہی کعبہ کی تجلی کا ظہور رہا......والله اعلم

۞......۱۶ ذی الحجہ ۱۳۷۹ھ......نماز تہجد کے بعد توجہ میں کعبہ معظمہ کی تجلی کا ظہور ہوا۔ اس وقت یہ سمجھا کہ بیت اللہ میں اللہ تعالیٰ کی تجلیات ذاتیہ کا نزول ہوتا ہے۔ اس لئے اس تجلی کی طرف توجہ کرنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ حق تعالیٰ کی تجلی ذاتی دائمی نصیب ہو سکتی ہے۔ جو مطلوب بندہ ہے......واللہ اعلم

۞......۱۹ ذی الحجہ ۱۳۹۷ھ......آج دن کو غار ثور کی زیارت کا پروگرام تھا۔ رات کو حضرت مدنی قدس سرہ کی زیارت خواب میں ہوئی۔ حضرت تقریر فرما رہے تھے۔ لہجہ بالکل وہی تھا جو دیوبند میں سنا تھا۔ حضرت نے غالباً سورۃ فتح کی کوئی آیت تلاوت فرمائی۔ یہ یاد نہیں کہ کونسی آیت تھی۔

۞......۲۰ ذی الحجہ ۱۳۹۷ھ......صبح نماز فجر اور ناشتہ کے بعد باب ملک عبدالعزیز کے پاس سے کرایہ کی ٹیکسی پر ایک بجے سوار ہوئے۔ حافظ محمد رفیع صاحب ساتھ تھے۔ تقریباً پندرہ منٹ میں ٹیکسی جبل ثور کے دامن میں پہنچ گئی۔ پھر وہاں سے پہاڑ کی چڑھائی کا سفر شروع کیا۔ اور تقریباً دو گھنٹہ میں غار ثور پر حاضر ہو گئے۔ وہاں زائرین کا ہجوم تھا۔ باری باری لوگ غار مبارک کے اندر جاتے اور نفل پڑھتے تھے۔ تقریباً دو گھنٹے ہم وہاں بیٹھے رہے اور مقصد وہاں زیادہ ٹھہرنا ہی تھا۔ آخر میں آدھا گھنٹہ غار مبارک میں بیٹھنا نصیب ہو گیا۔ اس وقت چند آدمی ہی زیارت کے لئے باقی رہ گئے تھے۔ قریباً چھ بجے ہم غار مبارک سے روانہ ہوئے اور ڈیڑھ گھنٹہ سے کم وقت میں راستہ طے کر لیا۔ غار ثور کی زیارت ایک نعمت عظمیٰ ہے۔ یہ مقام

منور تحریک خدام اہل سنت کا مخصوص مرکز ہے۔ یہاں امام الخلفاء حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو غار کے اندر خصوصیت سے حضور رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت ومحبت نصیب ہوئی۔ اور قرآن مجید کی آیات ثانی اثنین اذھما فی النار اذ یقول لصاحبه لاتحزن ان الله معنا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئیں اور آپ قیامت تک کے لئے یار غار کے خصوصی لقب سے مشرف ہوئے۔ یہ سفر ہجرت ایک معجزانہ سفر تھا۔ یہ سفر مکی اور مدنی زندگی کے درمیان حد فاصل ہے۔ بلکہ مکہ مکرمۃ اور مدینہ منورہ کے مابین ایک مخصوص واسطہ ہے۔ حق تعالیٰ تمام اہل سنت وجماعت کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ (خلفائے راشدینؓ) اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت وپیروی نصیب فرمائیں۔ اور منکرین ناقدین صحابہ (شیعوں، مودودیوں، خارجیوں) کے شر سے محفوظ رکھیں...... آمین بجاه النبی الکریم......

حرم شریف میں لهم دار السلام عند ربهم وهو ولیهم کی تلاوت سے روحانی توجہ کا غلبہ ہوگیا۔ اور اسی حال میں یہ وقت گزر گیا بعد کی آیات تلاوت نہ کرسکا۔

۞ ......۲۱ ذی الحجہ ۱۳۷۹ھ...... حرم شریف میں آیت وربک الغنی ذوالرحمة ان یشا یذهبکم ویستخلف من بعد کم مایشاء کی تلاوت پر کثرت بکاء کے ساتھ توجہ الی اللہ کا غلبہ ہوگیا۔ اس کے بعد کی آیت کی تلاوت نہ کرسکا۔ مخلوق کی فناء کا کچھ ادراک ہوا اور لوگوں کے ظاہری اجسام بے حقیقت نظر آئے۔ واللہ اعلم

۞ ......۲۴ ذی الحجہ ۱۳۷۹ھ...... آج بعد از نماز ظہر مسجد نبوی اور روضہ مقدسہ میں حاضری نصیب ہوئی۔ مواجہہ شریف میں مراقبہ کے دوران یہ محسوس ہوا کہ بندہ کے لئے باب مدنی کھول دیا گیا ہے۔ جس کی نسبت رسول مدنی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت المرشد المدنی دونوں کی طرف ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض اس باب مدنی سے حاصل ہوگا۔ واللہ اعلم

۞ ......۲۶ ذی الحجہ ۱۳۷۹ھ...... ریاض الجنۃ میں آیت ولقد جئنهم بکتاب فصلنه علی علم هدی ورحمة لقوم یومنون کی تلاوت پر علی علم سے وحی وکلام کی تجلی کی طرف توجہ ہوئی۔ پھر ریاض الجنۃ کی مناسبت سے جنت اخروی کی تجلی کا تصور ہوا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے رسالت کی تجلی سامنے آئی۔ اور تینوں تجلیات کے بعد یہ محسوس ہوا کہ رسالت کی توجہ ان سب تجلیات کی جامع ہے۔ کیونکہ رسالت کی وجہ سے ہی وحی کا نزول ہے۔ اور جنت کی بشارت ہے۔ کچھ دیر اس تصور میں وقت گزرا......

دن کو حدیث نبوی ما بین بیتی و منبری روضۃ من ریاض الجنۃ میں بیتی کو مقدم لانے کی وجہ یہ معلوم ہوئی کہ بیتی میں حضور ﷺ کا قیام زیادہ رہتا تھا۔ بہ نسبت منبر شریف کے تو تقویم کے ساتھ بیت رسول کی اہمیت بتائی گئی ہے۔ پھر یہی بیت جو بیت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تھا قیامت تک کے لئے روضۂ مقدسہ بنایا گیا۔ اور جو خاک قبر شریف کی رحمۃ للعلمین ﷺ کے بدن مبارک سے متلبس ہے؛ محققین اہل سنت کے نزدیک (اکابر علماء دیوبند بھی یہی فرماتے ہیں) عرش و کرسی حتیٰ کہ کعبہ شریف سے بھی افضل ہے۔

⊛ ......شب ۲۷ ذی الحجہ ۱۴۲۹ھ......آج دن کو نیند میں یا بین النوم و الیقظہ یہ معلوم ہوا کہ تیرے لئے بنیاد پختہ رکھ دی گئی ہے۔ واللہ اعلم......

الحمد للہ قیام مدینہ کے دوران روزانہ حضور ﷺ کے روضہ مقدسہ کی زیارت اور صلوۃ وسلام کا پڑھنا نصیب ہوا۔ آج دو مرتبہ حاضری نصیب ہوئی ریاض الجنۃ میں نماز عصر کے بعد تلاوت قرآن مجید کر کے روضۂ مقدسہ پر حاضر ہوا اور حسب معمول صلوۃ وسلام عرض کیا اور حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو بھی ہدیہ سلام پیش کیا۔ اور آخر میں دربار رسالت میں الوداعی سلام عرض کرنے کی توفیق نصیب ہوئی......الحمد للہ......

حق تعالیٰ حضور اکرم ﷺ کے فیوضات سے اس گناہ گار کو مشرف فرمائیں۔ اور دوبارہ حج بیت اللہ اور زیارت روضۂ مقدسہ کی نعمت نصیب فرمائیں۔ امین بجاہ النبی الکریم

آج بعد نماز عشاء جدہ کو واپسی ہوگی۔ بفضلہ تعالیٰ یہ بندہ نہ بالکل محروم واپس جا رہا ہے اور نہ حسب خواہش نعمتیں نصیب ہوئی ہیں......فعال لما یرید......مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی حاضری کے دوران عموماً حضرت الشیخ المدنی قدس سرہ کی روحانیت سامنے محسوس ہوتی رہی۔ اور یہی سمجھا کہ باب مدنی ہی بندہ کے لئے توحید و رسالت کے فیوضات کا واسطہ ہے......واللہ اعلم

⊛ ............دن، ۲۷ ذی الحجہ ۱۴۲۹ھ......جدہ حاجی کیمپ فجر کی نماز سے کچھ دیر بعد میں اچانک یہ شعر زبان پر آگیا......

جمال ہمنشیں در من اثر کرد......ورنہ من ہما خاکم کہ ہستم

(ہم نشین کے جمال نے مجھ پر اثر کر دیا، وگرنہ میں تو وہی مٹی ہوں جو ہوں......رشیدی)

اور اس سے یہ ادراک ہوا کہ انسان کی اصل عدم ہے۔ اس میں جو کچھ جمال و کمال ہے۔ وہ حق تعالیٰ

کی تجلیات کا عکس ہے۔ اور سب سے بڑی تجلی کا حضور اکرم ﷺ کی ذات مقدسہ ہے۔ علی صاحبہا التحیۃ والسلام اور حضرت نانوتوی قدس سرہ نے اس حقیقت کو ان اشعار میں بیان کیا ہے:

بحق آنکہ او جان جہان است ..... فدائے روضہ اش ہفت آسمان است

(اس ذات کے واسطے جو سب جہانوں کی جان ہے، جس کے روضہ پر ساتوں آسماں بھی قربان ہیں رشیدی)

اور حضرت بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے قصیدہ بردہ کے اس شعر میں اس حقیقت کا اظہار کیا ہے:

منزہ عن شریک فی محاسنہ ..... فجوہر الحسن فیہ غیر منقسم

(اپنی صفات میں کسی شریک سے پاک ہیں، پس حسن کا جوہر آپ میں غیر منقسم ہے رشیدی)

اور جمال محمدی کا مشاہدہ کرنے والے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بھی یہی فرمایا ہے:

واجمل منک لم ترقط عین ..... واکمل منک لم تلد النساء

خلقت مبرأ من کل عیب ..... کانک قد خلقت کما تشاء

(آپ سے زیادہ جمال والا کسی آنکھ نے نہیں دیکھا، اور آپ سے زیادہ صاحب کمال کسی عورت نے نہیں جنا آپ کو ہر عیب سے پاک پیدا کیا گیا، ایسا کہ جیسا گویا خود آپ چاہتے ہوں ۔ رشیدی)

⊛ حج ثانی۔ ۲۶ ذی قعدہ ۱۳۹۹ھ قبل از مغرب اپنی قیام پر لیٹے ہوئے بین النوم و الیقظۃ جس میں یقظۃ کی حالت غالب تھی۔ یہ ادراک ہوا کہ حضرت الشیخ المدنی قدس سرہ ایک گول پائپ فیض کا حضور ﷺ کے سینہ مبارک سے بندہ کے سینہ سے جوڑ رہے ہیں۔ یہ بھی ادراک ہوا کہ اس طرح کے پائپ دس اشخاص کے سینوں سے جوڑے گئے ہیں۔ یہ ولایت کبریٰ ہے۔ گزشتہ سال یہ پانچ اشخاص کو نصیب ہوئے۔ اور آئندہ سال بیس حضرات کو دیے جائیں گے۔ یہ معلوم نہیں کہ یہ پائپ صرف حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے متوسلین کے لئے ہیں یا دوسرے سلسلوں کے حضرات بھی شامل ہیں ..... واللہ اعلم .....

لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔۔۔

⊛ ..... ۳۰ ذی قعدہ ۱۳۹۹ھ ..... پونے تین بجے دن دربار رسالت میں صلوۃ وسلام کی توفیق ملی۔ تقریباً نصف گھنٹہ مواجہہ شریف میں رہا۔ پھر مسجد نبوی میں ڈیڑھ گھنٹہ بیٹھا رہا۔ اس دوران نسبت نبوی کا ادراک ہوا۔ جو فوق جمیع النسب ہے۔ چشتی نسبت ہو یا نقشبندی وغیرہ بعد نماز عصر تلاوت قرآن مجید شروع کی۔ سورۃ فاتحہ میں الحمدللہ رب العلمین سے ملک یوم الدین تک مفہوم ہوا کہ رب

العٰلمین کی ربوبیت عامہ کا مبنی رحمٰن و رحیم کی صفات ہیں۔اور تعلیم و تربیت کے بعد چونکہ امتحان ہوتا ہے۔اس لئے ملک یوم الدین فرمایا کہ آخرت میں امتحان ہوگا۔جس کے نتیجہ میں مقام جنت ہوگا یا عذاب جہنم۔نیز ابتدائے تلاوت میں دائیں جانب گویا خانہ کعبہ تجلی ہوا۔ بائیں جانب روضہ نبویہ۔ درمیان میں کلام اللہ تھا۔گویا کلام اللہ جامع ہے۔تجلی کعبہ اور تجلی رسالت کو۔پھر سامنے ذات حق کی طرف توجہ ہوئی۔جو کہ اصل مقصود و محبوب اور معبود لاشریک لہ ہے۔یہ بھی مفہوم ہوا کہ نسبت نبوی تمام نسبتوں کی جامع ہے۔

۞ ......۴ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ......دن کو مواجہ شریف میں صلوۃ وسلام عرض کرنے کے بعد کچھ دیر مواجہ شریف میں کھڑا رہا۔تو اس دوران محسوس ہوا کہ ایک مثالی صورت میرے اندر ہے۔اور یہ کہ خلافت راشدہ کا ایک شعبہ رسول اللہ ﷺ کے مثالی لطائف سے بندہ کے ساتھ متعلق کر دیا گیا ہے......

واللہ اعلم...... لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

۞ ......۹ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ......میدان عرفات میں نماز عصر ادا کرنے کے بعد تلاوت قرآن مجید میں مشغول ہوا۔اسی حال میں مراقبہ میں زیادہ وقت گزرا۔اور غروب آفتاب سے کچھ دیر پہلے جبکہ دیدار نبوی کی خواہش کر رہا تھا۔وارد ہوا کہ حضور ﷺ کی طرف سے ارشاد ہوا کہ تم اپنا برتن پیش کر دو ہم اپنی مرضی کے مطابق جب چاہیں گے دے دیں گے......واللہ اعلم

۞ ......شب ۲۱ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ......آج ہفتہ اور اتوار کی درمیانی رات کو خواب میں مدینہ منورہ سے باہر جانا ہوا۔ایک جگہ ایک ساتھی نے کہا کہ یہیں بیٹھنا چاہیے۔اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہاں رسول اللہ ﷺ اور اصحاب رضی اللہ عنہم تشریف لائیں گے۔یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ مقام حدیبیہ ہے۔کچھ دیر بعد اجمالی طور پر یہ دیکھا کہ کچھ فاصلے پر رسول اللہ ﷺ اور چند اصحاب تشریف فرما ہیں (۲)......

اسی نیند میں دیکھا کہ میرے ساتھ دو چار ساتھی ہیں (یہ معلوم نہیں کہ وہ کون تھے) پہاڑ کی فضا ہے کہ حضرت عمر فاروق ؓ نے خدام اہل سنت کا جھنڈا اپنے ہاتھ میں اٹھایا ہے اور فرماتے ہیں کہ ہمارا جھنڈا تو بڑا ہوتا ہے۔یہ بطور اظہار واقعہ کے تھا (میں نے اس وقت خیال کیا کہ اس وقت جھنڈے کی لکڑی بانس بھی اچھا موٹا ہوتا ہوگا) پھر جھنڈا خدام کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ میں اٹھالیا۔حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی شخصیت بہت زیادہ وقار اور حلم والی تھی۔اور آپ نے بات بالکل نہیں کی۔اس کے بعد انتظار تھا کہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم تشریف لائیں گے اور خدام کا جھنڈا اٹھائیں گے۔لیکن پھر

بیدار ہوگیا۔ گھڑی دیکھی تو ۹:۴۰ تھے۔ اس کے تقریباً پون گھنٹہ بعد تہجد کی اذان ہوگی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا قد و قامت اسی طرح بڑا تھا جیسا کہ حدیث میں آتا ہے۔ اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ بھی بلند قامت تھے لیکن حضرت فاروق رضی اللہ عنہ سے کم تھے۔ ڈاڑھی سفید تھی۔ ہر دونوں حضرات کے چہرے سفید نورانی تھے۔ لباس سفید تھا غالباً پگڑیاں باندھی ہوئی تھیں۔ چہرہ کا رنگ دنیا کے سفید رنگ کی طرح نہ تھا گویا کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ جنتی چہروں کا رنگ ہے...... واللہ اعلم...... وللہ الحمد

⊙......۲۲ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ...... آج دن کو ساڑھے تین سے لے کر ساڑھے پانچ بجے تک حرم شریف کی حاضری نصیب ہوئی اور تلاوت قرآن حکیم کے لئے قرآن مجید ہاتھ میں لیا۔ لیکن توجہ الی اللہ کے غلبہ کی وجہ سے ایسا نہ کر سکا۔ اور یہ وقت زیادہ مراقبہ میں گزرا۔ اس دوران بھی محسوس ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک سے چار نور جدا جدا بندہ کے سینہ کی طرف آرہے ہیں۔ ان سے مراد چار یارؓ ہیں۔ یعنی ان کے واسطہ سے یہ فیضان ہے...... واللہ اعلم

⊙......۲۴ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ...... آج دو گھنٹہ سے زیادہ حرم شریف میں حاضری نصیب ہوئی۔ پھر بعد از نماز عصر طواف وداع کیا۔ اس طواف کے بعد بیت اللہ کی خصوصی نسبت کا قلب پر اثر ہوا...... وللہ الحمد

⊙......۲۸ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ...... آج تین بج کر بیس منٹ پر حرم شریف حاضر ہوا۔ دربار رسالت پر صلوۃ وسلام عرض کرنے کے بعد باب السلام کے اندر ایک دیوار کے ساتھ روضۂ مقدسہ کی طرف منہ کر کے بیٹھ گیا۔ ایسا محسوس ہوا کہ رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم پر عرش کی تجلی۔ خانہ کعبہ کی تجلی، تجلیات الٰہیہ کا ورود ہے۔ اور وجود نبوی سب سے بڑی تجلی گاہ ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف روحانی توجہ کرنا عین مطلوب ہے۔ یہاں سے ہی باری تعالیٰ کی تجلی نصیب ہوتی ہے۔ اور اس میں شرک کا کوئی شائبہ نہیں۔ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی درخواست پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا...... **ولکن انظر الی الجبل فان استقر مکانه فسوف ترانی** تو پہاڑ کو رویت باری تعالیٰ کا محل بنایا گیا تھا۔ اور پھر فرمایا...... **فلما تجلی ربه للجبل جعله دکا وخر موسیٰ صعقا**...... تو وہاں پہاڑ کو تجلی گاہ بنایا گیا تھا۔ یہاں مشتاق رویت باری (قلبی رویت) کے لئے رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو اللہ تعالیٰ نے سب سے بڑی تجلی گاہ بنایا ہے۔ اور یہ تجلی وجود نبوی کے واسطہ سے سارے عالم میں پھیلی ہوئی ہے۔ مسجد نبوی میں بھی یہی تجلی ہے۔ لہٰذا جب مسجد نبوی کی زیارت کے لئے سفر کرنا مطلوب ہے۔ تو اصلی تجلی گاہ یعنی روضہ مقدسہ کی زیارت کے لئے سفر کرنا کیوں نہ مطلوب ہوگا۔ بلکہ بہ نسبت مسجد نبوی روضہ مطہرہ کے لئے سفر کرنا زیادہ مطلوب اور واسطۂ

حصول مقصود ہوگا۔ اس لئے ہمارے اکابر کی تحقیق صحیح ہے کہ روضہ مقدسہ کی زیارت افضل القربات ہے۔ بلکہ قریب واجب کے ہے...... وللہ الحمد...

...... ۲۹ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ...... آج فجر کی نماز کے بعد قیام گاہ پر آیت ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی سے بھی وہی مفہوم منکشف ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور تجلیات کا سب سے بڑا محل نبی کریم ﷺ کی ذات مقدسہ ہے اور ملائکہ کا مرکز توجہ بھی کائنات میں وہی ذات مقدسہ ہے۔ اب مومنین کو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ تم بھی نبی کریم ﷺ کی ذات مقدسہ کو میری رحمتوں کے حصول کے لئے واسطہ بناؤ اور آنحضرت ﷺ سے روحانی تعلق رکھو۔

...... ۳ محرم ۱۳۹۹ھ...... آج رات نماز عشاء پڑھنے کے بعد ۱۰ بجے سو گیا۔ خواب میں دیکھا کہ ایک ستون (مینار) ہے۔ جو زمین پر ہے اور بہت زیادہ بلند نہیں ہے۔ البتہ موٹا ہے اور سارا نورانی ہے۔ اوپر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ نورانی حروف میں لکھا ہے۔ اور نیچے ستون کے نچلے حصے تک چاروں خلفاء راشدینؓ کے نام نورانی لکھے ہیں۔ اور پھر بالترتیب نیچے تک بار بار لکھے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد جاگ آ گئی۔ رات کے ۱۲ بجے تھے۔ تہجد پڑھ کر ۲ بجے سو گیا۔ پھر ساڑھے پانچ بجے فجر کی نماز کے لیے جاگا۔

...... حج ثالث...... ۲۹ ذی قعدہ ۱۴۰۱ھ، ستمبر ۱۹۸۱ء...... آج نماز ظہر اور عصر کے درمیان تقریباً ۳ بجے حضور رحمۃ للعلمین ﷺ کا تصور کرتے ہوئے اونگھ طاری ہوئی، تو بین النوم والیقظۃ بندہ نے سورج طلوع ہوتے دیکھا۔ جس کی شعاعیں بھی حرم کے گرد نظر آ رہی تھیں۔ یہی سمجھا کہ یہ آنحضرت ﷺ کا جلوہ مقدسہ ہے...... وللہ الحمد...... واللہ الہادی

...... ۶ ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ...... آج صبح ساڑھے ۹ بجے سے ساڑھے ۱۱ بجے حرم شریف بھی حاضری نصیب ہوئی۔ تقریباً ایک گھنٹہ مواجہہ شریف میں حاضر رہا۔ آخر میں آنکھیں بند کر کے ذکر اللہ اللہ کرتا رہا۔ اور حضور ﷺ کا تصور کرتا رہا۔ پہلے حضرت مدنیؒ احرام کے لباس میں متمثل ہوئے۔ پیچھے حضور اکرم ﷺ جلوہ فرماتے۔ کبھی دھندلا سا نمونہ نظر آتا۔ آخر آنکھیں مبارک نظر آئیں۔ کبھی دھندلی کبھی صاف اس کا یہ اثر پڑا کہ بعد مواجہہ شریف کے بندہ ریاض الجنۃ میں بیٹھا رہا۔ آنکھوں پر اثر تھا کچھ دیر زیادہ اثر رہا۔ ویسے اب تک اس کا اثر باقی ہے...... وللہ الحمد...... ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

...... ۷ ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ...... آج مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ حاضری نصیب ہوئی۔ راستہ میں دل پر

یہ وارد ہوا کہ بیت اللہ کے فیضان سے نسبت ولایت حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے اس کا اثر جدا ہے۔ اور روضہ مقدسہ سے نسبت نبوت حاصل ہوئی ہے۔ اس کا اثر جدا ہے۔ منیٰ میں ایک روز سوئے ہوئے یہ دیکھا کہ میری منی میں اقتدار آ گیا ہے ۔ ززانلہ زعم

⊙ شب ۱۷ ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ ... نماز تہجد کے بعد قریبا ۳ بجے سو گیا۔ تو خواب میں کوئی آدمی پیغام لایا کہ رسول اللہ ﷺ بلا رہے ہیں۔ پھر حاضری کے لئے تیار ہوا تو آنکھ کھل گئی۔

⊙ ... ۱۸ ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ ... آج حرم شریف میں بیت اللہ کے سامنے دو گھنٹہ حاضری نصیب ہوئی (۹ تا ۱۱ بجے) تقریبا نصف گھنٹہ نسبت محمد یہ علی صاحبہا التحیۃ والسلام کا القاء ہوتا رہا اور بندہ نے محسوس کیا کہ حضور ﷺ کی روح اعظم بندہ کی روح کی مربی ہے......الحمد للہ

(۲)...... بیت اللہ کے طواف اور چاروں طرف سے اہل اسلام کی اس طرف توجہ سے یہ محسوس ہوا کہ حق تعالیٰ نے سب سے پہلے اس بیت مقدسہ کو بنایا ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکاً وھدی للعلمین اور نماز کے لئے قبلہ بھی اس لئے بنایا گیا کہ تمام اہل اسلام ہر جگہ نماز میں اس کی طرف متوجہ ہو کر فیضان حاصل کریں۔ کعبہ مشرفہ پر اس تجلی خاص کا یہی تقاضا ہے کہ انبیاء کرام اور امام الانبیاء والمرسلین ﷺ نے بھی خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ ان حضرات انبیاء کرام کے لئے اللہ تعالیٰ کی خاص تجلی کا ہی ظہور ہوتا ہوگا۔ جو غیر کے لئے نہیں۔ واقعی یہ مقام مقدس بہت مبارک اور عالمین کے لئے ہدایت کا منبع ہے......

واللہ اعلم باسرارہ وحکمہ

⊙ ......شب ۲۰ ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ ......قیام گاہ پر نماز مغرب کے بعد اسم ذات پڑھ رہا تھا کہ اذان نماز عشاء سے کچھ پہلے اچانک حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی روحانیت مشتمل ہوئی۔ (یہ ادراک باطن سے تھا) اور بندہ پر قریبا ۱۵/۲۰ منٹ نسبت صدیقی کا القاء ہوتا رہا۔ یہ نسبت بہت لطیف تھی۔ اس حالت میں بندہ نے حضرت صدیق ؓ کی روحانیت پر حسب ذیل سلام پڑھا جو روضہ مقدسہ کی حاضری پر پڑھتا ہوں......السلام علیک یا اول الخلفاء الراشدین المھدیین وتاج العلماء المحققین الراسخین الصالحین وصھر النبی الکریم الامین ﷺ ......نیز اپنی مناجات کا یہ شعر بھی پڑھتا رہا......

جلوہ ہو یار غار کا

ثانی بھی ہے مزار کا

نیز باری تعالیٰ کو خطاب کر کے یہ بھی پڑھتا رہا......

تیری تجلیات کا مجھ کو سہارا مل گیا

تیرے رسول پاک کا مجھ کو سہارا مل گیا

آج صبح تک یہی محسوس ہو رہا ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ کی روحانیت میرے ساتھ ہے۔ اس سے یقین سا ہوتا ہے کہ یہ واقعہ (بیداری میں) سچا ہے۔ اور یہ حق تعالیٰ کی خاص رحمت ہے...... وللہ الحمد......

۲۰ ذی الحجہ دن کو بیت اللہ کے سامنے (۱۰:۰۵ سے ۱۱:۵۰) تک حاضری رہی۔ شروع میں کچھ دیر تک پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی روحانیت متمثل رہی۔ پھر غار ثور کا تصور ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت متمثل ہوئی۔ اور آخر تک یہی حالت رہی۔ پہلے غار ثور میں تمثل تھا۔ پھر روحانیت قریب آ گئی۔ شاید مناجات میں اس گناہ گار نے جو دعا کی کہ......

فضل سے اپنے کر عطا

جلوہ رسول پاک کا

اس کی اس صورت میں قبولیت ہوئی...... واللہ اعلم...... والحمد لله علی کل حال......

۞ ...... ۲۱ ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ...... صبح پونے دس بجے سے لے کر ۱۲ بجے تک حرم شریف میں حاضری نصیب ہوئی۔ لیکن انقباض طاری رہا۔ شروع میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تصور کیا تو یہ وارد ہوا کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو چار قسم کا فیض حاصل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا، کتاب اللہ کا، کعبۃ اللہ کی تجلی کا، عرش اللہ کی تجلی کا جو مزار مقدسہ میں حاصل ہے۔ لیکن انقباض کی وجہ سے طبیعت نہ کھل سکی۔ آخری نصف گھنٹہ میں کچھ طبیعت کھلی۔ طواف کرنے والوں کو دیکھا کہ سخت دھوپ اور گرمی میں مرد عورتیں پروانہ وار طواف کر رہے ہیں۔ تو خیال ہوا کہ کعبۃ اللہ کی تجلی کا کتنا بڑا اثر ہے۔ اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق تعالیٰ نے کتنا بڑا غلبہ عطاء فرمایا ہے۔ حالانکہ ایک وہ وقت تھا کہ مشرکین نے مکہ معظمہ میں عمرہ کے لئے بھی داخل نہیں ہونے دیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم معہ صحابہ کرامؓ صلح کا معاہدہ کر کے واپس تشریف لے گئے۔ پھر سورۃ فتح نازل ہوئی۔ جس میں **انا فتحنا لک فتحا مبینا** کی عظیم پیشین گوئی تھی۔ اور **لیغفر الله لک الله ماتقدم من ذنبک وما تاخر ویتم نعمة علیک ویهدیک صراطا مستقیما** اور **ینصرک الله** کی بشارتیں تھیں۔ اور آج تک حرمین شریفین میں **نصرا عزیزا** کا ہی مظاہرہ ہو رہا ہے۔ پھر حضرات صحابہ کرامؓ کو خاص سکینہ سے نوازا گیا۔ **هو الذی انزل السکینه فی قلوب ا... منین لیز دادوا**

ایمانا مع ایمانھم پھر دشمنان صحابہ رضی اللہ عنہم کو یہ وعید سنائی گئی ۔ ویعذب المنافقین والمنافقات والمشرکین والمشرکت الظانین باللہ ظن السوء علیھم دائرۃ السوء ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ ۔ کتنی عظیم شان ہے رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور چاروں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی خلافت راشدہ بھی فتح مبین اور نصر عزیز کا مصداق ہے

رضی اللہ عنھم وللہ الحمد

۞......حج رابع ......۱۴۰۳ھ، ستمبر ۱۹۸۳ء......۱۵ تا ۱۹ ستمبر ایام حج تھے۔ قبل ازیں تقریباً بارہ دن حرم شریف کی حاضری نصیب ہوتی رہی۔ ایک دن بیت اللہ کے سامنے ذکر و مراقبہ میں یہ مکاشفہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آفتاب رسالت ہیں (وسراجا منیرا) قرب و رضائے خداوندی کے حصول کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم واسطہ ہیں۔ مثالی صورت میں آفتاب رسالت بھی دیکھا۔ اور مذکورہ حقیقت کی دلیل کے لئے حسب ذیل آیات وارد ہوئیں...... محمد رسول اللہ والذین معہ ...ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ...... لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ

(۲)......ایک دن غلاف کعبہ کے سیاہ ہونے کی حکمت یہ معلوم ہوئی کہ یہ عدم کا حجاب ہے۔ تمام مخلوق عدم ہے۔ عدم کے پردہ کے پیچھے ذات خداوندی مستور ہے۔ پردہ عدم کو ہٹاؤ اپنے آپ کو نیست سمجھو تو یہ حجاب دور ہوگا۔ اور حق جلوہ گر ہوگا......تو خود حجاب خودی حافظ از میاں برخیز۔

(حق تعالیٰ کے درمیان تو خود حجاب ہے حافظ درمیان سے خودی کو نکال......رشیدی)

(۳)......ایک دن بیت اللہ کے سامنے مراقبہ میں یہ محسوس ہوا کہ خانہ کعبہ سے ایک نالی (قریباً ڈیڑھ دو فٹ چوڑی) دودھ کی میرے سینہ تک آرہی ہے۔ اور پھر خانہ کعبہ سے ورے دودھ کا ایک دریا نظر آیا......واللہ اعلم

(۴)......منیٰ میں شب جمعہ ۹ ذی الحجہ نماز عشاء پڑھ کر سو گیا۔ تو خواب میں حضرت امیر معاویہؓ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ نے بندہ سے معانقہ فرمایا۔ اس کے بعد بندہ نے عرض کیا کہ حضرت! بندہ نے کتاب ''خارجی فتنہ'' لکھی ہے۔ اگر اس میں آپ کے متعلق کوئی تنقیص اور توہین پائی جاتی ہے تو معاف فرمائیں۔ اس کے بعد آنکھ کھل گئی اور دیکھا کہ حافظ محمد رفیع صاحب وغیرہ تین چار احباب ابھی باتیں کررہے ہیں (یعنی نماز عشاء کے بعد دیر نہیں ہوئی تھی)

(نوٹ) اس دن کتاب ''خارجی فتنہ'' کے متعلق نہ کوئی گفتگو ہوئی تھی اور نہ ہی اس قسم کا کوئی تصور تھا۔

۲۲ ذی الحجہ ۱۴۰۳ھ...... حافظ محمد مسعود صاحب کے مکان پر بعد نماز ظہر سو گیا۔ تو خواب میں ایران کے خمینی کو دیکھا۔ میں نے اس سے سوال کیا کہ اس قرآن مجید میں الحمد سے والناس تک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل پر کوئی نص دکھادیں۔ عبارۃ النص ہو اشارۃ النص ہو یا صراحۃ النص (خواب میں میں نے صراحۃ النص ہی کہا تھا) لیکن خمینی نے کوئی جواب نہ دیا۔ بار بار اصرار بھی کیا لیکن وہ بالکل خاموش رہا۔ گویا فبھت الذی کفر کا حال تھا۔ اسی اثناء میں اس کی ایک بیٹی جو ۱۱/۱۲ سال کی عمر کی تھی دیکھی۔ اس سے بھی میں نے کہا کہ اپنے والد سے کہو کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل پر کوئی دلیل پیش کریں ایک سال تک مہلت ہے۔ لیکن لڑکی نے بھی کوئی جواب نہ دیا......

**محترم قارئین!** حضرت قائد اہل سنتؒ کے خواب وواردات، مشاہدات واحساسات راقم نے پیش کردیئے ہیں۔ جن میں ایسی انمول راہیں ہیں شاید کتابوں کا دامن ان سے خالی ہو۔ تاہم میری ابتدائی وضاحت انہیں پڑھتے، سوچتے اور نقل کرتے وقت سامنے ہونی ضروری ہے۔

## حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کا سفر آخرت

حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کی منتشر یادوں کا اختتام آپ کے سفر آخرت پر کیا جاتا ہے، چونکہ میرے سامنے قائد اہل سنت نمبر کے مسودات آرہے ہیں۔ اس لئے حضرت کی حیات مبارکہ کے وہ بعض پہلو چھوڑ دیے ہیں جو کسی دوسرے مضمون میں آچکے ہیں......

راقم کو جو ماہنامہ حق چاریارؓ و دیگر دینی مصروفیات کی بناء حضرت والا کے حکم سے لاہور مقیم تھا آنجناب نے وصال سے تین ہفتے قبل چکوال منتقلی کا فرمان بھیجا۔ یہ تین ہفتے خدمت اقدس میں گزرے جو زندگی کا حاصل اور حضرت اقدس کا بڑا احسان ہیں۔ بقول سعدی......

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمیکنی

منت شناس کہ ازو بخدمت بداشتت

ان آخری ایام کی قابل ذکر باتیں درج ذیل ہیں......

## آخری حاضری آخری دم تک

بڑھاپے کے روگ، بیماریوں کے ہجوم اور شدت جسمانی کمزوری میں ذہن کا ہر وقت حاضر رہنا، ہر ایک کی بات سننا سمجھنا تقریباً ناممکن ہوتا ہے۔ لیکن حضرت اقدس سب عوارض کے باوجود آخری سانس تک اعلیٰ طور پر غیر حاضر نہیں ہوئے۔ ہر ایک کی بات سنی، کبھی ضرورت کے مطابق جواب دیا ہر ایک کو پہچانا۔ وصال سے چند گھنٹے قبل تیز بخار میں راقم گیلی پٹیاں رکھتے ہوئے اپنے طور پر سورۃ شفاء سورۃ فاتحہ دم کر رہا تھا کہ یک دم خیال آیا حضرت والا سے پوچھ لیا جائے کیا پڑھنا چاہیے۔ عرض کرنے پر فرمایا نار کونی بردا وسلاما علی ابراھیم (الآیۃ) پوری آیت مبارکہ پڑھ کر سنائی۔ خلاصہ یہ کہ غفلت کا ایک سانس حضرت اقدس نے نہیں لیا۔

## صبر و رضا کی تصویر

اہل اللہ صبر و رضا (یعنی خدا تعالیٰ کے ہر فیصلے پر صابر و راضی رہنا) کو راہ سلوک کا بڑا توشہ قرار دیتے ہیں۔ حضرت اقدس ﷫ صبر و رضا کی حقیقی تصویر تھے۔ پُر مصائب زندگی کا آپ نے ہمیشہ صبر و رضا سے استقبال کیا۔ والد گرامی سلطان المناظرین حضرت مولانا محمد کرم الدین دبیر ﷫ کے وصال پر جیل سے اپنی ہمشیرہ مرحومہ کو لکھتے ہیں......

اللہ جل شانہ قدیر بھی ہیں اور حکیم بھی۔ ان کو قدرت تھی کہ والد صاحب کا سایہ اور زیادہ مدت کے لئے ہمارے سر پر رہتا لیکن ان کی حکمت بالغہ یہی تھی کہ ہم سے جدا کر کے اس دار فانی کے مصائب سے نجات دی جائے۔ اس میں ہم کو تردد ہرگز نہیں کرنا چاہیے۔ باقی دیگر معاملات میں اللہ تعالیٰ خود دستگیری فرمانے والے ہیں۔ وہ خود ہمارے ضعف کو جانتے ہیں۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل الخ......

قید و بند کی صعوبتیں ہوں یا طرح طرح کے اعصاب شکن مقدمات، بیماریاں، مصائب ہوں یا مخالفین کے حوالہ سے صبر آزما لمحات، حضرت قائد اہل سنت نے صبر و رضا کا دامن کبھی نہ چھوڑا۔ یہی کیفیت تادم آخری رہی گردوں اور سانس کی تکلیف چین سے بات کرنے سے مانع تھی۔ بخار و کمزوری اٹھنے نہیں دیتی تھی۔ پانی و خوراک کی کمی نیند سے سکون دینے پر بھی رضامند نہ تھی لیکن آفرین ہے کہ کبھی اف کا لفظ بھی سننے میں آیا ہو۔ چنانچہ ذاتی ڈائری میں تحریر فرماتے ہیں......

ہے دعا میری یہ ہر دم اے میرے رب جلیل
سب کو اپنے فضل سے تو کر عطاء صبر جمیل

## دوسروں کا خیال ان ایام میں بھی غالب

مرض الوفات کے ان ایام میں بھی اور اس سے قبل بھی متعلقین کو بیمار پرسی کے لئے بارہا آتے دیکھا لیکن کبھی ایسا سامنے نہ آیا کہ آنے والا بیمار پرسی میں پہل کر سکا ہو۔ مسکراتے چہرے کے ساتھ استقبال کرتے ہی استفسار فرما دیتے تھے۔ کیا حال ہیں۔ دوست واحباب کیسے ہیں؟ وغیرہ۔ آخری شام مولانا علی شیر حیدری صاحب کے ہاں سے دو علماء زیارت کے لئے حاضر ہوئے۔ مختصر وقت میں حضرت نے ان کی ذات، مولانا حیدری، مدرسہ، اساتذہ، اسباق کے متعلق سب پوچھ لیا۔

## سنت پر عمل اور عجیب موافقت

خدا تعالیٰ کے محبوبین حسب ارشاد ان کنتم تحبون الله فاتبعونی حضور اکرم ﷺ کی ہر ادا کی پیروی کرتے ہیں۔ حضرت اقدسؒ کا سنت پر عمل زندگی کا معمول بن گیا تھا۔ وصال سے چند دن قبل رات قریباً ۳ بجے طلب فرمایا۔ گہری نیند سے اٹھنا اور حضرت والا کی خدمت میں فطری گھبراہٹ میری غفلت کا باعث بن گئی اور میں جوتا دائیں کے بجائے بائیں میں پہلے پہنانے لگا۔ حضرت والا نے بائیں پاؤں کی انگلیاں موڑ کر عملاً پہننے سے انکار کر دیا۔ مجھے کچھ سمجھ نہ آیا پہنانے پر اصرار کرتا رہا۔ بالآخر پھولے ہوئے سانس میں بڑی مشکل سے فرمایا...... دایاں، دایاں...... آخری ایام میں مسواک بار بار مانگی اور یہ بھی حضور کی سنت پر ارادۂ عمل تھا۔ لیکن بغیر کسی ذاتی کوشش کے خدا تعالیٰ کی طرف سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مرض الوصال کے ساتھ جو موافقت نصیب ہوئی وہ یہ تھی......

آپ کو آخری شب قریباً ۹ بجے تیز بخار ہو گیا جو اس سے قبل بالکل بھی نہ تھا اور راقم بڑی دیر پیشانی پر گیلی پٹیاں رکھتا رہا۔ یہی صورتحال صدیقہ کائنات کے حجرہ مبارکہ میں تھی تیز بخار میں سیدہ عائشہؓ جبین مبارک پر پٹیاں رکھتی رہیں! سبحان اللہ

## معاملات سپرد کرنے کی فکر

تحریک خدام اہل سنت پاکستان کا نظام، جامعہ عربیہ اظہار الاسلام کا اہتمام، جامعہ اہل السنت تعلیم النساء کی ذمہ داریاں متعلقین کی اصلاح و تربیت اور ان کے ذیل میں سینکڑوں کاموں کو آخری ایام میں سپرد کرنے کی فکر رہتی تھی۔ اس سلسلہ میں جماعتی احباب سے مشاورت کا سلسلہ جاری رکھا۔ چنانچہ خاص

جماعتی احباب کو مشورہ کے لئے تحریر فرمایا

میں زندگی کے آخری مراحل طے کر رہا ہوں۔ حسب ضابطۂ قرآنی کل نفس ذائقة الموت معلوم نہیں کب اجل آ جائے۔ اب غور طلب امر یہ ہے کہ میں اپنی زندگی میں اپنے جانشین کا فیصلہ کر لوں۔ دنیوی مال و جائداد میں تو شرعاً اولاد و غیرہ وارثوں کے حق مقرر ہیں۔ لیکن دینی امور میں تو قرابت داری کی وراثت نہیں۔ یہ وراثت اہلیت کی بناء پر ہی ہے۔ آپ حضرات مشورہ دیں۔ الخ

یہ تھا حضرت قائد اہل سنت کا اس حوالہ فکر کا خلاصہ۔ ہم کہہ سکتے ہیں ـــ ہؤلاء ابائی فجئنی بمثلهم

## طہارت و پاکیزگی میں مزاج میں نفاست

حدیث پاک الطهور شطر الایمان کی روشنی میں صفائی کو نصف ایمان قرار دیا گیا ہے۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بڑا نفیس مزاج پایا تھا۔ آخری ایام میں اس چیز کو اور قریب سے دیکھا تو محسوس ہوا طہارت کے حوالہ سے ذرا سی بے احتیاطی طبیعت کو بے چین کر دیتی تھی۔ راقم سے عجلت میں ایک دفعہ چہرہ صاف کرنے والا تولیہ اور عام کپڑے میں اختلاط ہو گیا تو آپ نے وہ تولیہ استعمال نہ فرمایا۔

## تواضع کے پیکر

تواضع عبد اور مخلوق کو لازم ہے۔ عابدین متواضعین ہی ہوتے ہیں۔ حضرت والا تواضع، عجز و انکساری کے پیکر تھے۔ ذاتی ڈائری میں رقم طراز ہیں.....

مظہر بے چارہ کرتا ہے دعا رب غفور
ہم گناہ گاروں پہ ہو تیری رحمت کا ظہور

آخری رات جناب بار بار سر کو دائیں بائیں جنبش دیتے کبھی، ہاتھ آسمان کی طرف لہراتے ان حرکات کو راقم اس وقت انا عبد ضعیف (الٰہی میں کمزور بندہ ہوں) سے تعبیر کرتا رہا اور تا حال ان کا اس کے علاوہ کوئی دوسرا مفہوم سمجھ نہیں آیا۔

## اللہ جی کی صدائیں

قارئین کا مشاہدہ ہو گا کہ دوران گفتگو اگر مخاطب کے ساتھ انتہائی قرب اور تعلق کا اظہار مقصود ہو تو الفاظ کے ساتھ لفظ "جی" کا لاحقہ لگایا جاتا ہے۔ مثلاً امی جی۔ ابو جی۔ آپ یوں کریں جی وغیرہ۔ حضرت

اقدسؒ کے عام طور پر اٹھتے بیٹھتے اللہ اکبر۔ اللہ ہو کے الفاظ وردِ زبان رہتے تھے۔ لیکن آخری شب آنجناب کثرت سے اللہ جی کی صدائیں لگاتے رہے اور لفظ جی کے ''ی'' کو کھینچ کر ادا فرماتے۔ گویا خدا تعالیٰ کا انتہائی قرب حاصل تھا اور اپنے پیارے رب سے راز و نیاز جاری تھے۔ جیسا کہ ذاتی ڈائری میں درج ہے!

ہے مظہر بھی محتاج و عاصی سراسر
تو شانِ کریمی کی اس پر نظر کر

## اصلی کلمہ اسلام پر خاتمہ

حدیث مبارکہ'' من کان اخر کلامہ لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ'' جس شخص کی آخری گفتگو لا الٰہ الا اللہ جنت میں داخل ہوگا'' کلمہ پر مرنے والے کو جنت کی بشارت دیتی ہے۔ حضرت اقدسؒ ساری زندگی اسی پاک کلمہ پر محنت فرماتے رہے۔ جب کفر کی منڈیوں سے جعلی کلمہ منظر عام پر آیا تو آنجناب نے کلمہ طیبہ کو اصلی کلمہ اسلام کہلوانا شروع فرمایا اور اس پر اصرار فرمایا کہ کلمہ طیبہ ہی اسلام کا اصلی کلمہ ہے۔ جس کا ذکر قرآن پاک میں موجود ہے...... اسی خدمت کا نتیجہ ہے کہ بوقت اختتام سحر گھڑی کی سوئیاں (۴:۴۰ سے ۴:۴۵) تک کا سفر طے کر رہی تھیں کہ حضرت والا کی زبان مبارک نے جلدی سے حرکت فرمائی۔ زبان مبارک اور ہونٹوں کا اتار چڑھاؤ واضح تھا کہ کلمہ پاک کا تلفظ کر رہے ہیں۔ چنانچہ پاس والوں نے بھی کلمہ طیبہ کا ورد شروع کر دیا۔ صبح صادق رات کے اندھیروں سے جھانک رہی تھی۔ سورج طلوع کے لئے بے چین ہو رہا تھا کہ علم و عمل کا یہ آفتاب ہمیشہ کے لئے غروب ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون.

اک طوفانِ طلب روح میں پیدا کر کے
چھپ گئے آپ کہاں حشر یہ برپا کر کے

## مومن کی روح

مکھن سے بال جس سہولت سے نکل آتا ہے حدیث پاک کے مطابق مومن کی روح اسی طرح قبض ہوتی ہے۔ اس کا عملی مشاہدہ حضرت اقدسؒ کے وصال کے وقت ہوا۔ نہ تو جسم بے چین ہوا نہ اعضاء میں معمولی سی کوئی حرکت ہوئی۔ بڑی سہولت کے ساتھ ایک سانس اوپر کی طرف لیا اور دنیا سے آخرت کی منزلیں طے فرماتے ہوئے رب کائنات کے حضور حاضر ہوگئے...... ہمیشہ رہنے والی ذات تو خدائے پاک

ہی کی ہے۔جیسا کہ حضرت والا کی ذاتی ڈائری راہنمائی کرتی ہے..........

ازل سے ابد تک تو ہے ایک اللہ

وہ معبود برحق تو ہے ایک اللہ

## نماز جنازہ تکفین و تدفین

نماز فجر کے بعد غسل دیا گیا۔مولانا قاری جمیل الرحمن صاحب، پروفیسر حافظ محمد عمر، محترم نثار معاویہ، حافظ احسن خدامی و دیگر حضرات کو یہ سعادت نصیب ہوئی۔ملک بھر میں مختلف ذرائع سے اطلاع پہنچ گئی۔متعلقین و عقیدت مند علماء و مشائخ اور عوام الناس پہنچنا شروع ہو گئے۔چونکہ ملک بھر سے بہت بڑی تعداد میں حضرات کی آمد کی توقع تھی جو بعد میں اندازہ سے بھی زیادہ ثابت ہوئی۔اس لئے احباب کی مشاورت سے یہ طے ہوا کہ دو جنازے کئے جائیں۔پہلا جنازہ شہر میں ہو (اور مسئلہ کے مطابق ولی حضرت صاحبزادہ گرامی مدظلہ جنازہ نہ پڑھیں) تاکہ مہمانوں کے لئے واپسی میں سہولت رہے اور دوسرا جنازہ آبائی گاؤں ہو تاکہ مجمع تقسیم ہو جائے اور انتظام کے حوالہ سے دشواری نہ ہو۔چنانچہ پہلے جنازے کے لئے چارپائی جو کہ ظہر کے بعد زیارت عام کے لئے مدرسہ میں رکھی گئی تھی اٹھائی گئی۔عقیدتمندوں کے فلک شگاف نعروں اور متعلقین کے ہجوم میں حضرت قائد اہل سنتؒ کی میت گورنمنٹ کالج چکوال کے وسیع و عریض گراؤنڈ میں لائی گئی باوجود جو اپنی تمام تر وسعتوں کے تنگ دامنی کا شکار تھا۔

یہاں نماز جنازہ حضرت مولانا عبداللطیف صاحب جہلمیؒ کے فرزند ارجمند مولانا قاری خبیب احمد صاحب عمر مدظلہٗ نے پڑھائی۔فراغت پر آبائی گاؤں بھیں کا سفر شروع ہوا۔قریباً ۵ بجے شام ہجوم ورش کی وجہ سے دوسرا جنازہ جنازہ ممکن ہو سکا۔یہ جنازہ حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین امیر تحریک خدام اہل سنت حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین صاحب اظہر دامت برکاتہم نے پڑھائی۔تدفین حضرت والاؒ کی وصیت کے مطابق آپ کے والد گرامی سلطان المناظرین حضرت مولانا محمد کرم الدین دبیرؒ کے پہلو میں ہوئی۔قبر میں اتارنے کی سعادت حضرت کے نواسے اخیار الحسن، پوتے ظاہر حسین، راقم اور دیگر دوستوں کے حصے میں آئی۔اس دوران آفتاب غروب ہو چکا تھا۔اندھیرے کے گہرے ہوتے سائے میرے ذہن میں یوں سرگوشیاں کر رہے تھے......

سنے کون ہائے صدائے دل ملے کس سے آہ شفائے دل

وہ جو بیچتے تھے دوائے دل وہ دکان اپنی بڑھا گئے

## جانشین قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کا عزم

تدفین کے بعد حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین صاحب اظہر مدظلہ نے موجود احباب سے عزم کا اظہار ان الفاظ میں کیا ''ہم اس موقع پر اپنے بزرگوں کے مزارات کے پاس یہ عزم کرتے ہیں کہ ان کے مشن و افکار کو اگر چہ اوپر نہیں لے جاسکتے لیکن نیچے بھی نہیں آنے دیں گے''۔ تھکے ہارے قدموں اور غمزدہ قلوب کے ساتھ احباب واپس ہوتے ہوئے اس کیفیت کا شکار نظر آئے......

بنے تھے یوں تو ہم روز ازل سے غم اٹھانے کو
نہ تھی پر یہ خبر ہونگے الگ بھی تیرے دامان سے

## محمد مظہر حسین ثانی کے نانا جی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ بچوں سے پیار کے معاملہ میں مثالی اور سنت نبویہ علی صاحبہا التحیہ والسلام کے مطابق مزاج رکھتے تھے۔ جس کا ایک خاکہ آپ حضرت کے پوتے قاضی ظاہر حسین جرار کے مضمون میں ملاحظہ کریں گے۔ آنجناب کا بچوں سے پیار دیکھ کر ہمیشہ ایک فطری خواہش بیدار ہوتی تھی کہ کاش میری اولاد بھی حضرت کی شفقت و محبت حاصل کرنے۔ لیکن افسوس ایسا نہ ہوسکا اور محمد مظہر حسین ثانی کے نانا جیؒ اس کی ولادت (۱۷ جون ۲۰۰۴ء) سے قبل ہی اللہ کو پیارے ہوگئے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ ثانی کو اسم بامسمّٰی بنائیں اور اپنے نانا جی کے نقش پا پر چلنے کی توفیق عنایت فرمائیں۔

نانا جی رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر اس کے نام رکھنے میں یہی جذبہ کارفرما ہے......

انہی کا ذکر رہے گا میرے گھرانے میں

❀❀❀❀

# صبر ورضا کے جام سے سرشار زندگی

جناب قاضی اخیار الحسن ☆

راہنما، دانشور، داعی، مبلغ، مفکر، مجدد، ولی، قطب، ابدال حتیٰ کہ اولوالعزم پیغمبر تک اس ارض گیتی پر تشریف لائے اور اپنی اپنی بساط کے مطابق اپنی حیات مستعار میں انمنٹ نقوش چھوڑ کر چل دیئے۔

انہی شخصیات میں سے ایک ہمہ گیر شخصیت جسے دنیا قائد اہل سنت کے نام سے یاد کرتی ہے جن کی محبتوں، رحمتوں اور شفقتوں نے نہ صرف اپنوں کو سیراب کیا بلکہ غیر بھی ان میں شریک تھے۔

محبت، شفقت، تواضع، انکساری، بردباری، حلم، تقویٰ، للہیت، پیکر جلال و جمال غرضیکہ بے شمار انسانی صفات کے مظہر میرے نانا جی کی شخصیت محتاج بیاں نہیں۔ ان کی شان بیان کرنے کا حق تو علماء حضرات ہی ادا کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ہیرے کی قدر جوہری جانتا ہے۔ یہاں حضرت جہلمی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قیمتی جملہ یاد آ گیا اپنے خطاب میں مخصوص انداز میں فرمایا کرتے تھے......

کچ بھی منکا لعل بھی منکا اکو رنگ دواں دا

جیکر ہتھ صراف دے آوے تے فرق لکھ کواں دا

یہ ایسا ہیرا تھا کہ مجھ جیسا نالائق بندہ ان کی شان میں کچھ کہنے کا اہل بھی نہیں۔ سادہ سے الفاظ میں چند یادیں اور ان کی نجی زندگی کی چند جھلکیاں پیش خدمت ہیں۔

## اڈیالہ جیل کی یادیں

زمانۂ اسارت گو کہ تکالیف کا دور ہوتا ہے لیکن کبھی کبھی بظاہر اذیت ناک چیز بھی حقیقتاً باعث رحمت بن جاتی ہے۔ یہی حال ہم خدام کا بھی تھا۔ جب ۹۸ء میں تحریک خدام اہل سنت کو ڈی ایس پی قتل کیس میں ناحق ملوث کیا گیا اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں جو عرصہ گزرا وہ ہم سب ساتھیوں

---

☆ نواسہ حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ، چیچہ وطنی۔ ساہیوال

کے لے باعث فخر ہے۔

علماء فرماتے ہیں کہ اسوۂ رسول اکرم ﷺ جن لوگوں کا اوڑھنا بچھونا بن جاتا ہے وہ کسی کام کے کرنے نہ کرنے، ہونے یا نہ ہونے کو کسی انسان کا فعل نہیں سمجھتے بلکہ ہر کام حق تعالیٰ کی جانب سے سمجھ کر اس پر راضی برضا ہو جاتے ہیں۔

میرے نانا جی رحمۃ اللہ علیہ بھی رضا بالقضاء کی جیتی جاگتی اور عملی تصویر تھے۔ جیل کی زندگی کی حقیقت وہی لوگ جانتے ہیں جو اس کا مزہ چکھ چکے ہوں پھر پیرانہ سالی میں جیل کاٹنا آسان کام نہیں مگر اس بلند ہمت ہستی نے جس خندہ پیشانی سے اس کو برداشت کیا دیکھنے والے سمجھتے کہ پریشانی ان کے قریب سے بھی نہیں گزری۔ ایسی استقامت کا مظاہرہ کیا کہ اس نے ہم نوجوانوں کے حوصلے بھی بلند کر دیئے۔ ان کی معیت کی برکت تھی کہ لوگ ملاقات کے لئے آتے تو ان کے چہروں پر انتہائی غم و غصے اور پریشانی کے آثار ہوتے مگر آپ بڑے پیارے انداز سے تسلی دیتے کہ ''صرف دیوار کا فرق ہے اندر باہر ایک ہی بات ہے میں یہاں مطمئن ہوں کوئی تکلیف نہیں۔ تسلی و فراغت سے ذکر کے لئے وقت مل جاتا ہے۔'' ساتھیوں کے حوصلے بلند کرنے کے لئے سابقہ زمانہ اسارت کے واقعات سناتے کہ اب تو جیلیں جیل نہیں گھر کی مانند ہیں۔ پھر پرانی جیل کی تفصیلات سناتے اس کے ساتھ ساتھ ہماری اصلاح کی طرف بھی خصوصی توجہ ہوتی۔

چونکہ آپ کی برکت سے ملاقات کے روز رزق کی اتنی فراوانی ہوتی کہ ہمیں سنبھالنا مشکل ہو جاتا۔ ساتھیوں کے علاوہ جیل کے عملہ میں بھی تقسیم کیا جاتا تو ایک دن میں کہہ اٹھا کہ ملاقات پر مصیبت بن جاتی ہے۔ تو بڑے پیارے انداز میں فرمایا کہ ''یہ ناشکری بن جاتی ہے۔'' مجھے لیٹ کر تسبیح پڑھتے دیکھا ایک دو روز خاموش رہے پھر سمجھایا کہ ''ادب کا تقاضا یہ ہے کہ ذکر بیٹھ کر کیا جائے اگر کسی وجہ سے بیٹھنے میں مشکل ہو تو ٹیک لگالی جائے۔'' ہر عمل کی طرف توجہ ہوتی تا کہ اٹھنا بیٹھنا سونا ہر کام ہی سنت کے مطابق ہو جائے۔ جیل کے عرصہ میں میری دادی جی مرحومہ جو آپ کی ہمشیرہ تھیں اور صرف اس غرض سے ہماری رہائش چیچہ وطنی چک نمبر ⑧ کو چھوڑ کر اودھروال قیام پذیر ہو گئیں تھیں کہ میرا جنازہ بھائی صاحب پڑھا سکیں۔ لیکن رب تعالیٰ نے ان بہن بھائیوں کی وفاداری کو ہر طرح کی آزمائش میں مبتلا کر کے پرکھا۔

ہمشیرہ کی حسرت پوری نہ ہوئی اور بھائی صاحب جو ہمشیرہ کی معمولی سی تکلیف پر بھی بے چین ہو جاتے آخری دیدار بھی نہ کر سکے۔

ان کی وفات کی خبر آپ کو جیل میں ملی شام کا ٹائم تھا لیکن آپ نے مجھے علم نہ ہونے دیا۔ رات کا

کھانا وغیرہ تمام معمولات پورے ہوئے صبح ناشتے کے بعد مجھے بلا کر فرمایا کہ رات کھانا نہیں آیا تھا۔ اس
کی وجہ ہے کہ تمہاری دادی جی کا انتقال ہو گیا ہے......

صبر و رضا کے جام سے سرشار زندگی
ہر غم سے بے نیاز مصائب پہ خندہ زن

جیل کے لوگ تعزیت کے لئے آتے تو آپ گفتگو کا رخ بدل کر تبلیغ شروع فرما دیا کرتے۔ جوانی کے زمانہ میں جیل آئی تو والد صاحب، والدہ صاحبہ اور بھائی صاحب داغ مفارقت دے گئے۔ دیدار نصیب نہ ہوا۔ جنازہ میں شرکت نہ ہو سکی اپنے ہاتھوں سے قبر میں اتارنے کی حسرت دل میں رہی۔ بڑھاپے میں جیل آملی تو پھر وہی آزمائش لوٹ آئی اور عزیز و اقارب میں واحد ہستی ہمشیرہ صاحبہ کی تھی جنہوں نے داغ مفارقت دے دیا۔

اسارت کے دور میں اپنی کسی سہولت کی کوشش نہیں فرمائی چند سال پہلے سے کمزوری کی وجہ سے چوکی کے بغیر وضو دشوار تھا مگر جیل میں آپ نے اس کا تذکرہ تک نہیں فرمایا۔ گھر میں سختی سے منع فرما دیا کہ میری ضمانت کی سفارش کے لئے کسی کے پاس جانے کی ضرورت نہیں۔ پیرانہ سالی کی وجہ سے آپ کی مشکلات دیکھ کر جی کڑھتا مگر کسی سہولت کی سفارش کی اجازت ہی نہ تھی۔ جیل سے ہسپتال روانگی کے وقت ساتھیوں کی عجیب حالت تھی مشکلات سے چھٹکارا پانے پر جہاں دل پر سکون ہوا وہیں آپ کی جدائی کے صدمے کی وجہ سے احباب غمزدہ بھی تھے۔ آپ کی معیت میں عجیب طرح کا سکون حاصل تھا جس کی کیفیت لفظوں میں بیان نہیں کی جا سکتی۔ نعروں کی گونج میں آپ جیل سے روانہ ہوئے۔ رہائی کے بعد آپ کے والا نامے سکون بخشتے رہے۔ ان قیمتی مکتوبات میں سے صرف ایک مکتوب گرامی پیش خدمت ہے۔

جو سزا ہونے پر آپ نے تحریر فرمایا۔ باقی بھی ان شاء اللہ جب کبھی مکتوبات شائع ہوئے تو اس میں قارئین پڑھ سکیں گے......

اخیار الحسن سلمہ! سلام مسنون

طالب خیر بخیر ہے۔ میں بجائے اظہار افسوس کے تجھ کو مبارکباد کا خط لکھ رہا ہوں کیونکہ تو جج کی زبان سے سزائے موت کا فیصلہ سن کر مطمئن رہا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا تجھ پر بہت بڑا فضل ہے۔

(۲) یہ قید و بند بظاہر مصیبت ہوتی ہے لیکن اگر صبر اختیار کیا جائے تو نتیجتاً رحمت بن جاتی ہے۔ جتنی عبادت کی توفیق تجھ کو جیل کی کوٹھری میں مل رہی ہے۔ وہ جیل سے باہر کی آزادی میں مشکل تھی۔ اصل نعمت قلبی اطمینان ہے۔ جو بفضلہ تعالیٰ تجھے حاصل ہے۔ اور قلبی اطمینان کا ذریعہ ذکر و عبادت ہے نہ کہ

دولت واقتدار۔حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

**الا بذکر الله تطمئن القلوب** ۔قرآن مجید کی تلاوت، درود شریف تسبیحات، وظیفہ **یا بدیع العجائب بالخیر یا بدیع**، آیت کریمہ **لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین** وغیرہ کی پابندی کرتے رہو۔اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔آمین

(۳) تیری والدہ آئی ہوئی ہیں وہ بھی ماشآءاللہ مطمئن ہیں اور تیری ملاقات کی خواہش ترک کردی ہے۔فضیل حسن سلمہ بھی ٹھیک ہے۔

(۴) کل ہائی کورٹ میں ہمارے اسیر 19 احباب کی ضمانتوں کی تاریخ تھی جج نے تیرے سمیت سب کے کیس کی تاریخ 26 اپریل مقرر کردی ہے۔چوہدری محمد اقبال صاحب ایڈووکیٹ ❶ نے پہلے بھی بہت زیادہ مخلصانہ محنت سے مقدمہ کی پیروی کی ہے اور اب بھی پوری تیاری کر رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے تجھے حافظ عبدالوحید صاحب حنفی سلمہ اور دوسرے احباب کو مکمل رہائی نصیب فرمائیں۔

آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

جناب حافظ محمد طیب صاحب لاہور والے بھتیجے محرم کو لاہور میں وفات پاگئے ہیں۔

**انا لله و انا اليه راجعون.**

حق تعالیٰ مغفرت فرمائیں اور جنت الفردوس نصیب ہو۔ **آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ**

والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ

مدنی جامع مسجد چکوال

۱۹/اپریل ۲۰۰۴ء

---

❶ جناب چوہدری محمد اقبال صاحب سپریم کورٹ کے منجھے ہوئے اور تجربہ کار وکیل ہیں۔حضرت قائد اہل سنتؒ کے ساتھ پرانے عقیدت ومحبت کے تعلقات تھے۔حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیشہ آپ پر اعتماد فرمایا اور آنجناب کو دعاؤں اور محبتوں سے نوازا۔ چوہدری صاحب نے بھی ہمیشہ تمام کیسوں میں بے لوث خدمات سرانجام دیں۔گویا آپ ان **اجری الا علی الله** ضابطہ قرآنی کے پیش نظر حق تعالیٰ کی رضاء کے ہی طالب رہے۔خدا تعالیٰ آپ کی ان خدمات کو شرف قبولیت بخشیں۔صحت وسلامتی، عافیت وخوشیاں نصیب فرمائیں۔چوہدری صاحب بجاطور پر ہم خدام کی طرف سے خراج تحسین وشکریہ کے مستحق ہیں۔

**جزاہ الله احسن الجزاء** ۔۔۔۔۔رشیدی

## چند جھلکیاں گھریلو زندگی کی

خاندان کے بزرگوں سے لے کر نومولود بچوں کو اپنی شفقتوں سے اس طرح سیراب کرتے کہ ہر شخص یہ گمان کرتا گویا سب سے زیادہ پیار مجھ ہی سے ہے اور یہ حقیقت ہے مبالغہ نہیں۔ تبلیغی اسفار ہوں یا حرمین شریفین کے سفر اپنے خطوط میں تمام عزیز و اقارب کا فرداً فرداً تذکرہ ہوتا علالت ہو یا صحت خاندان کا کوئی بھی شخص ملاقات کے لئے آتا تو چھوٹے بڑے سب کا حال دریافت فرماتے حتیٰ کہ آخری ایام میں بولنا بھی مشکل تھا (بقول ڈاکٹر صاحب حضرت کے پھیپھڑے بالکل ختم ہیں صرف روحانیت پر ہی حضرت زندہ رہ رہے ہیں) تمام افراد سے ان کے مشاغل تک پوچھتے ..........

جس کے طفیل اس کو ملا قلب مطمئن

یا رب مجھے عطاء ہو اسی درد کی کرن

بے انتہا مصروف زندگی میں اپنے گھر آنے والے مہمان کی تواضع کا یہ عالم تھا کہ ہر شہری دیہاتی کو اس کے مزاج کے مطابق کھانا بھجوایا جاتا۔ مہمان نوازی ان دونوں صفات سے مزین تھی سخاوت، فضول خرچی سے اجتناب، گھر کے افراد کی مہمان نوازی پر توجہ سے بہت زیادہ مسرور ہوتے۔ فرماتے آنے والے مہمان پٹھان یا دیہات کے جفاکش لوگ ہوں تو ہر شخص کے لئے پانچ روٹیوں سے کم نہ رکھنا۔ غرضیکہ مہمان کون آیا؟ کیا کھلایا پلایا؟ کدھر سلایا؟ کوئی چیز بھی تو آپ کے گمان و خیال سے نکل نہ پاتی۔ مہمانوں کو رغبت سے کھاتے ہوئے دیکھتے تو دیر تک مسرور رہتے۔ مہمان نوازی کی صفت اتنی غالب تھی کہ کبھی ایسا بھی ہوتا کہ ہزاروں کے حساب سے مقروض ہیں مگر اس کے باوجود مہمان نوازی کی جو روٹین موجود تھی وہ جاری رہتی کبھی کسی کے ہاں بغیر اطلاع دیئے نہ جاتے۔ چاہے کتنی ہی بے تکلفی کیوں نہ ہو پھر اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی خیال ہوتا کہ میزبان کے آرام یا کھانے کا ٹائم نہ ہو۔ ان کی حیات مبارکہ میں ہم نے انہیں اس اصول سے ہٹ کر چلتے نہیں دیکھا۔ لیکن اس کے باوجود آپ کے پاس اکثر معتقدین بغیر بتائے اچانک تشریف لاتے تو یہ بات طبیعت پر بہت گراں گزرتی خصوصاً ایسے ٹائم جبکہ آپ کسی اہم تصنیفی سلسلے میں مصروف ہوں مگر قربان جاؤں ان اداؤں پر کہ جوں ہی مہمان سامنے آیا یکدم ساری گرانی دور ہوگئی گویا کوئی بار تھا ہی نہیں۔

کسی جگہ خطاب کے لئے جانا ہے ٹائم کم ہے تو ایسے وقت بعض مرتبہ کسی کام کی تاخیر پر ڈانٹ بھی

دیتے مگر اپنے کسی ذاتی کام کی بنا پر کسی کو مایوس کرنا شیوہ نہ تھا۔ کسی سائل کے سوال کو رد نہ کرنا آپ کی طبیعت کا خاصہ تھا۔ نرم مزاج کی وجہ سے اکثر خواتین بے دھڑک سوال کرتیں۔ خواتین ہر بار نئی داستان سناتیں جسے سن کر گھر کے افراد کو خیال ہوتا کہ ہر بار نئی داستان تراشتی ہے مگر حسن ظن کا یہ عالم تھا کہ اس کے بارے میں فرماتے کہ منگتی نہیں بننا چاہتی۔ غرضیکہ دور دراز تک کسی کو علم نہیں تھا کہ غربا میں سے کس کے لئے کتنا مقرر ہے آخری چند سالوں میں بیماری کی شدت کی وجہ سے گھر کے افراد سے دلوانا شروع کیا تو اس کا علم ہو سکا۔

ادب کا یہ عالم تھا کہ جب اپنے شیخ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خطاب کی کیسٹ سنتے تو تکیئے سے ہٹ کر بیٹھتے پوری تقریر میں اس طرح بیٹھتے خواہ کتنی ہی لمبی کیوں نہ ہو۔ اور اسوقت اتنی ہیبت طاری ہوتی کہ کسی دوسرے کو بھی بولنے کی جرأت نہ ہوتی۔

دینی کتب کے ادب کا یہ حال تھا کہ کسی بھی کتاب پر کسی چیز کو رکھ دیکھتے تو سخت ناراض ہوتے۔ کتب کیا رسائل بھی ترتیب سے رکھتے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی سے منسوب چیز سب سے اوپر پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسمائے گرامی اس طرح درجہ بدرجہ ترتیب رہتی اور حیرت تو اس وقت ہوتی کہ انتہائی کم ٹائم ہے جلدی ہے کوئی بھی عذر کوئی مجبوری آپ کو ترتیب سے نہ روکتی۔

کاغذ کی بے ادبی بھی برداشت نہ فرماتے۔ فرمایا کرتے کاغذ لکھا ہوا ہو یا سادہ کبھی بے ادبی نہیں ہونی چاہیے۔ اس پر اپنے شیخ کا قول بیان فرماتے کہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ کہ کاغذ ذریعہ علم ہے۔ اسی طرح رزق کا اتنا ادب تھا کہ کھانے کے برتن کو اس طرح صاف فرماتے کہ گویا برتن دھلا ہوا ہے بعض اوقات چکنائی وغیرہ رہ جاتی تو اس میں چائے یا پانی لیتے تاکہ برتن صحیح صاف ہو جائے۔

عام طور پر استعمال شدہ برتن کے لئے گندے برتن کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے مگر آپ فرماتے کہ چونکہ برتن رزق کے لئے استعمال ہوتے ہیں اس لئے گندا برتن کہنا ٹھیک نہیں بلکہ اس کے بجائے یوں کہا جائے کہ یہ برتن صاف نہیں ہے۔ پیالی سے چائے ٹرے میں گر جائے تو اسے بھی ضرور نکال کر پیتے۔ کبھی کبھار چائے میں بسکٹ بھگو دیتے تو چائے کے کپ کو انگلی سے صاف فرماتے۔ انگلیاں چاٹنے کی سنت بھی ہمیشہ ادا فرماتے دیکھا گیا۔ کھانے میں نقص نکالنے کی تو گنجائش ہی نہ تھی۔

جیسا بھی مل جاتا بخوشی تناول فرماتے بعض اوقات ایسا بھی ہوا کہ پہلے چکھنے کا ٹائم نہ ملا بعد (کدو توری وغیرہ کبھی کڑوی نکل آتی ہیں اس لئے عموماً چکھ کر پکایا جاتا ہے) میں دیکھا گیا تو چیز کا ذائقہ خراب نکلا مگر تذکرہ تک نہ فرماتے۔ سنت سے اس قدر محبت تھی کہ جب بھی کدو پکایا جاتا تو بڑی خوشی سے

فرماتے کہ کدو تو میں شوق سے کھاتا ہوں۔ یہ جملہ اتنا شیریں ہوتا ہے کہ سننے والے کے دل میں بھی محبت ڈال دیتا ہے۔

ہمیشہ سادہ غذا استعمال فرمائی اور بالکل معمولی مقدار میں۔ دو چیزیں اکٹھی ہوتیں تو ایک وقت ایک کے استعمال کی سنت ادا ہوتی زندگی بھر دو ٹائم کھانے کا معمول رہا اور اس کا بھی یہ حال تھا کہ بعض اوقات ایسا ہوتا کہ کھانا کھائے ہوئے بارہ یا چوبیس گھنٹے گزر چکے ہیں کھانا سامنے رکھا ہی گیا تو مہمانوں کی آمد کی اطلاع مل گئی۔ فوراً کھانا واپس فرما دیا اور تسلی سے مہمانوں سے فارغ ہونے کے بعد پھر تناول فرمایا۔ ایسی ملاقاتیں کبھی خاصی طویل یعنی پانچ چھ گھنٹے کی بھی ہو جاتیں۔ اس طرح تصنیفی سلسلے میں مشغولیت ہوتی تو اکثر ہی ایسا ہو جاتا کہ کام مکمل کرنے کی فکر میں ڈیڑھ دو دن بھی بغیر کھائے گزر جاتے مگر مجال ہے مرد مجاہد کے چہرے سے بھی ظاہر ہو جائے، کسی معمولی چیز کو بھی حقیر نہ سمجھتے حتی کہ چھوٹے چھوٹے شاپر داؤں کی ڈبیاں وغیرہ بھی ہر ممکن کام میں لانے کی کوشش فرماتے۔ اکثر تحریروں میں زائد کاغذ ہوتا ہے ہمیشہ زائد کاغذ کو اتار کر الگ رکھتے اور استعمال میں لاتے۔ انتہائی مصروف زندگی میں بھی معمولات جاری رہتے تو دیکھ کر اس بات کا احساس ہوتا کہ واقعتاً اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا انہی لوگوں کا حصہ ہے۔ روزمرہ کے معمولات میں ہزاروں مرتبہ ایسے کلمۂ شکر سننے کو ملتے کہ یہ اللہ کا خصوصی فضل ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی خاص مدد ہوئی بڑے معاملات تو دور کی بات اتنے چھوٹے چھوٹے معاملات میں بھی اس طرح شکر ادا فرماتے کہ حیرت ہوتی کبھی کوئی بات ایسی نہ ملتی جس میں اپنی ذات کا معمولی سا کمال بھی ظاہر ہو ہر معاملہ ہر بات اللہ کے فضل کی طرف منسوب تھی۔ قرآن پاک کی تلاوت کے متعلق نانی جی رحمۃ اللہ علیہا بتایا کرتی تھیں کہ صحت کے دور میں تلاوت قرآن پاک کا ناغہ نہ ہوتا۔ آپ آیت کو چار پانچ سے آٹھ دس مرتبہ تک دہراتے ایک رکوع کی تلاوت میں ایک گھنٹہ صرف ہو جاتا۔

تبلیغی اسفار کے سلسلے میں سلانوالی ضلع سرگودھا جانے کا اتفاق ہوتا تو حکیم شریف الدین صاحب مرحوم (کرنالی) کے ہاں ٹھہرتے ایک مرتبہ انہوں نے چھوٹی بچی سے تلاوت سنوائی تو بہت زیادہ خوش ہوئے۔ بہت ہی زیادہ اور تعجب سے فرمایا کہ خواتین میں بھی قرأت ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اس وقت ان علاقوں میں قرآن پاک کی تعلیم خواتین کو دی جاتی تھی اور آپ کی والدہ محترمہ اور ہمشیرہ کے ہاں یہ معمول جاری تھا مگر قرأت سے نہیں تو وہاں سے واپس گھر تشریف لائے تو بچی کی تلاوت کا قصہ سب کو سنایا اور پھر گھر کی خواتین سے کہا کہ وہاں سے معلمہ لائی جائے۔ پھر قاری شرافت اللہ صاحب کی والدہ محترمہ جو کہ

میری نانی جی کی ہمشیرہ ہیں انہیں بطور معلمہ لایا گیا اور کچھ عرصہ انہوں نے تدریس کے فرائض انجام دیئے پھر یہ سوچا کہ مستقل مدرسہ قائم ہونا چاہیے اور گھر کا کوئی فرد ہو تا کہ مستقل کام چل سکے اسی سوچ کے نتیجے میں میری نانی جی سے رشتہ قائم ہوا اور اس طرح تعلیم النساء معرض وجود میں آ گیا۔ رفتہ رفتہ تعلیم النساء میں ترقی ہوتی ہوگئی۔ تعلیم النساء کی ترقی سے بہت خوش ہوتے اور اکثر جلسوں میں بھی اس کا تذکرہ فرماتے۔ تعلیم النسآء کا تذکرہ آتا تو نانی جی کی محنتیں اور خوبیاں بیان فرماتے۔ کہ یہ ترقی انہی کی مرہون منت ہے۔ جب یہ ادارہ قائم ہوا تو انتہائی مشکلات کا زمانہ تھا مگر انہوں نے ہر طرح کی تکالیف برداشت فرما کر گویا کہ خون جگر سے اسے سیراب کیا۔ نانی جی بھی اتنی با کمال شخصیت تھیں کہ جو نانا جی رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ کہہ دیا وہ ان کے نزدیک پتھر پر لکیر تھا۔ ہمیشہ اپنے بچوں کو یہی نصیحت فرمائیں۔ جو تمہارے ابا جی رحمہ اللہ کا خیال ہے وہی صحیح ہے۔ ان کے دل میں جتنا ادب تھا کسی میں نہیں دیکھا گیا ان کے لئے ساری دنیا ایک طرف حضرت رحمہ اللہ کی بات ایک طرف تھی۔

چھوٹی چھوٹی بچیوں سے تلاوت سنتے تو بہت مسرور ہوتے۔ اپنے خاندان کے کسی بچے کے پڑھنے کا پتہ چلتا تو ملاقات پر ضرور رکوع سنتے۔ اخیر عمر میں ریڈیو کے صوت القرآن چینل سے قرآن پاک سنوایا گیا تو اس کی تفصیل پوچھی تو بہت زیادہ خوش ہوئے اور بار بار فرمایا یہ خوب ہے یہ خوب ہے۔ آپ قرآن سننے سے تھکتے نہ تھے۔ تراویح یا نوافل میں خالاؤں میں سے کسی کو قرآن پاک پڑھتے ہوئے سنتے تو خوشی سے آپ کی آنکھوں کی چمک دیدنی ہوتی۔ اختتام رمضان المبارک پر سب سے پوچھتے کہ کتنا قرآن پاک پڑھا ہے؟ مکمل کرنے پر انعام سے نوازتے......

تو ہم سے سینکڑوں پردوں میں چھپ کر چھپ نہیں سکتا
ترے جلوے ہماری آنکھوں سے مستور کیا ہوں گے؟

حصول علم کے لئے دور دراز سے آنے والے طلبہ وطالبات کا اتنا خیال رکھتے کہ تعجب ہوتا تھا۔ طلبہ طالبات پر خصوصی شفقت کی وجہ سے اکثریت بلا جھجک سوال کرتی گویا کہ والدین سے سوال کر رہے ہیں۔

بعض اوقات کسی کے ذریعہ علم ہو جاتا کہ سائل ضرورت مند نہیں عادی ہے پھر بھی رعایت فرماتے درجۂ حفظ اور کتابی طلبہ کا ماہانہ وظیفہ جامعہ کی طرف سے مقرر ہے۔ کتابی طلبہ فی کس -/150 روپے اور حفظ کے طلبہ کے لئے فی کس ۲۵ روپے۔ بعض اوقات ناظم صاحب بل وغیرہ پہلے بھیج دیتے اور طلبہ کی فہرست دیر سے آتی تو بہت کڑھتے۔ مدرسہ مقروض ہے بلوں کی ادائیگی کے لئے رقم نہیں مگر جوں ہی کچھ

رقم کا انتظام ہوتا آپ پہلے وظیفہ کی ادائیگی کی کوشش فرماتے۔

علاوہ ازیں اپنے پاس سے جن کی اعانت فرماتے اس کا کوئی حساب نہیں تھا۔ عید الفطر ہو یا عید الاضحیٰ نماز سے فراغت کے بعد اپنے بچوں پوتے پوتیوں، نواسے نواسیوں کے ساتھ جامعہ کے طلبہ و طالبات کو بھی عیدی دینے کا دستور تھا اگر احباب کی طرف سے ہدیۂ فروٹ مٹھائی وغیرہ کوئی چیز آتی تو لانے والے چھوٹے بچوں کو فوراً دیتے یا تاکید فرماتے کہ اس کو بھی ضرور دینا۔ دور دراز سے آنے والی طالبات کے متعلق گاہے بگاہے پوچھتے رہتے فلاں کا کیا حال ہے زیادہ پریشان تو نہیں......

تیرے جلوے دیکھتے ہیں تجھ کو پا نہیں سکتے

سب پریشان ہو رہے ہیں چار سو میری طرح

اتباع سنت تو آپ کی طبیعت ثانیہ بن چکی تھی۔ ہماری نشست و برخاست پر گہری نظر ہوتی۔ ادھر قدم سنت کے خلاف اٹھا ادھر شفقت سے لبریز تنبیہ آتی۔ ایک صفت خاص جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی تھی وہ یہ کہ کوئی بندہ جتنا بھی پریشان حال ہو آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو لمحوں میں پرسکون ہو جاتا شدید پریشانی میں آپ کی مسکراہٹ دل کی کایا پلٹ دیتی۔ جو لوگ خدمت میں حاضر نہ ہو سکتے وہ فون پر اپنی پریشانی کا تذکرہ کرتے یا صرف فون پر آواز ہی سن لیتے تو پرسکون ہو جاتے گویا کہ پریشانی تھی ہی نہیں۔ کمرے میں داخل ہوتے تو استقبالیہ مسکراہٹ موجود ہوتی اور یہ اس وقت غائب ہوتی جب آپ شدید تکلیف میں ہوتے۔ اسی سے آپ کی تکلیف کا اندازہ ہوتا پھر بھی جب سب کو ارد گرد فکر مند دیکھتے تو زبردستی مسکرا دیتے۔

انکساری کا یہ عالم تھا کہ اس پیرانہ سالی اور نقاہت میں بھی اپنے کام حتی الامکان خود کرنے کی کوشش فرماتے اگر کوئی بڑھ کر باصرار خدمت کرنا چاہے تو منع فرما دیتے۔ بالکل آخر میں انتہائی مجبور ہو کر گھر کے افراد کے شدید اصرار پر میرے چھوٹے خالو جی حافظ زاہد حسین صاحب رشیدی سے چند دن خدمت لی۔

ایک گردہ ہونے کی وجہ سے قضائے حاجت میں آپ کو پورا پورا گھنٹہ لگ جاتا مگر ہمیشہ نماز کے لئے بے حد مشقت اٹھائی ایک نماز کے دوران دو تین بار وضو کرنا پڑتا مگر مجال ہے کبھی اس مشقت میں کمی رہ جائے یا کوئی ہلکا سا جملہ بھی زبان پر آئے۔

رمضان المبارک کی اکثر راتیں بیداری میں گزرتیں۔ دعا میں بہت زیادہ روتے۔ خصوصاً آخری چند سالوں میں تو دعا میں رونا دیکھنے والے سے برداشت نہ ہوتا۔ تراویح کی وجہ سے وضو میں بہت زیادہ

مشقت ہوتی بعض اوقات ٹائم دیکھا گیا تو ڈیڑھ پونے دو گھنٹے بیت الخلاء میں لگ جاتے۔ یعنی ایک رات کی تراویح میں دو تین مرتبہ وضو کیا جائے تو کتنا ٹائم لگے گا۔ اس کے باوجود کبھی نماز کا تذکرہ آجاتے تو بڑے دکھ سے فرماتے کہ میری کیا نماز ہے؟ عشاء کیساتھ تہجد پڑھنے کی عادت تھی شدید بخار کی حالت میں بھی بعض اوقات دیکھا گیا تو عشا کے ساتھ تہجد پڑھتے ہوئے پایا گیا۔

مستقل پاس رہنے والوں کو بیماری میں خصوصی طور پر اندازہ ہوتا کہ صرف روحانیت پر چل رہے ہیں۔ آخری رمضان میں بھی کئی مرتبہ شدید بیمار ہوئے۔ صرف پانی پی کر ہی روزہ رکھنا پڑا اب بھی روزہ نہ چھوڑا۔

رمضان میں درس کے بیان یا جمعہ کے بعد تشریف لاتے تو زبان خشک ہوتی بولنے کی ہمت بالکل نہ ہوتی آخر میں جب مجبوراً روزے چھوڑنے پڑے تو بھی رمضان کا پورا احترام فرماتے کسی کے سامنے بالکل کچھ نہ کھاتے جہاں تک ہو سکے یہ کوشش فرماتے کہ کسی کے سامنے چیز ہوائی بھی نہ پڑے۔

اپنی ذات پر ہمیشہ مشقت ڈالے رکھی اسی خیال سے کہ کوئی مشکل آئے تو گراں نہ ہو۔ اپنی اسیری کے واقعات بیان فرما کر نوجوانوں کو خصوصیت سے فرماتے کہ انسان عادت ڈال لے تو کوئی مشکل نہیں ہوتی۔ ساری زندگی گرمی سردی برداشت کرنے کی کوشش فرمائی۔ گرمی میں سب سے آخری سپیڈ پر پنکھا چلتا اور وہ اس طرح کہ پر ہلتے نظر آتے۔ جب ڈاکٹر نے اے۔ سی اور ایگزاسٹ چلانے پر شدید اصرار کیا تو اکثر ایسا کرتے کہ ڈاکٹر کے آنے کے ٹائم پر فل پنکھا اور اے۔ سی چلا دیتے بعد میں پھر اپنی مرضی کے مطابق کام چلتا۔

فرمایا کہ یہ دل ہی نفس ہے اس کو توڑنا چاہیے۔ ایک خاتون نے سوال کیا کہ نوجوانوں کو تاریخی ناول پڑھنے کی اجازت دینی چاہیے۔ چونکہ ناول میں دلچسپی ہوتی ہے اور تاریخ سے بھی آگاہی ہو سکتی ہے تو فرمایا کہ جس چیز میں نفس کا دل لگے وہ منع ہے......

دعا ہے کہ حق تعالیٰ نانا جی رحمۃ اللہ علیہ کے درجات بلند فرمائیں اور ہمیں آپ کی جدائی پر صبر و حوصلہ نصیب فرمائیں۔

آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

# بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کا بچوں سے پیار

ایم کے قاضی ظاہر حسین جرار ☆

میرے دادا جی ترجمان اہل سنت مظہر شریعت وطریقت وکیل صحابہؓ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ جنہیں ہم خاندان کے چھوٹے بڑے بابا جی کہا کرتے تھے۔ اپنی انمنٹ شفقتیں اور محبتیں سمیٹتے ہوئے ہم سے جدا ہو گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس موقع پر ''اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا'' کا جملہ رسمی اور روایتی سا لگتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی جدائی سے ہماری تو دنیا ہی اجڑ گئی ہے...... آہ......

اک بار کا رونا ہو تو رو کے صبر آئے
ہر بار کے رونے کو کہاں سے جگر آئے

عید کے دن یتیم اور پراگندہ حال بچے کو اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس لے جا کر اچھے کپڑوں اور کھلانے پلانے کی تلقین کرنا، حضرات حسنین رضی اللہ عنہم کے لیے خطبہ و منبر چھوڑنا اور ان جنتی نواسوں کی سواری بننا جیسے سینکڑوں واقعات آقائے نامدار جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک کا حصہ ہیں۔ جن کا عملی نمونہ ہم نے بابا جی رحمۃ اللہ علیہ میں دیکھا۔

بابا جی رحمۃ اللہ علیہ جہاں ہر وقت بڑوں کو مشن و مسلک کی تلقین میں نظر آتے تو وہیں گھر کے بچوں کو بھی اس وقت سے جب وہ ٹھیک طرح سے بول بھی نہ پاتے تھے نعرۂ حق چار یارؓ لگواتے دیکھے جاتے۔ راقم کو اچھی طرح یاد ہے کہ مجھے پاس بٹھا کر نظمیں پڑھواتے۔ صحابہ کرامؓ کی شان میں نظم سنا کر بابا جی رحمۃ اللہ علیہ سے شفقتیں و محبتیں لوٹنا اس وقت معمول زندگی ہوتا تھا۔

بابا جی رحمۃ اللہ علیہ بچوں کی ڈانٹ ڈپٹ کے بہت سخت خلاف تھے۔ خصوصاً جب پتا چلتا کہ بچوں کو مارا گیا ہے تو بہت سخت ناراض ہوتے۔ فرماتے ''بچے تو پھول ہوتے ہیں'' مدنی مسجد سے حفظ کے قراء حضرات کو

☆ ابن صاحبزادہ حضرت قائد اہل سنتؒ بھیں چکوال

فوراً تبدیل کر دیتے جب پتا چلتا کہ بچوں پر سختی کرتے ہیں۔ کتنا ہی سنگین معاملہ کیوں نہ ہوا اپنے پاس بلا کر بڑے پیار سے سمجھا دیتے تھے۔ بابا جی ؒ نے بچوں کے مختلف نام (Nick Names) رکھے ہوئے تھے۔ محبت سے بسا اوقات خود توتلی سی آواز سے بچوں کو بلاتے تو عجیب سماں ہوتا تھا۔

بچوں کو پاس بٹھا کر ان کے کھلونوں کے متعلق پوچھتے۔ ان سے کھیلنے کے طریقے پوچھتے اور انہیں اپنا دوست سمجھ کر بے تکلف اپنے اپنے کھلونوں کی خوبیوں پر آگاہ کرتے رہتے تھے۔ بابا جی ؒ کے قریب بچوں کو کچھ دینے کے لیے ٹافیاں و دیگر چیزیں ہر وقت موجود ہوتیں تھیں۔ بچے بسا اوقات بابا جی ؒ کے کمرے میں اودھم مچاتے ہوئے ہر چیز درہم برہم کر دیتے لیکن مجال ہے کہ آپ ناراض اور غصہ ہوں۔

بابا جی ؒ بچوں کے لیے نظمیں بھی لکھتے جن میں بچوں کی شرارتوں سے لے کر مشن و موقف تک ہر چیز موجود ہوتی، بطور نمونہ چند اشعار پیش خدمت ہیں۔

## ① نواسی کے لیے

تو محفوظ رکھ اس کو ہر نظر بد سے
سلامت رہے گی وہ تیری مدد سے

انس مانی بھائی ہے اس کو اٹھاتا
اسے دیکھ کر وہ ہے خوشیاں مناتا

تو چکوال آ سب یہاں منتظر ہیں
جمع ہوں گے سارے جواب منتشر ہیں

## ② دوسری نواسی کے لیے

وہ نانا جی اس کو ہیں پیار کرتے
محبت میں اس سے ہیں گفتار کرتے

وہ نانی جی ہوتے تو خوشیاں مناتے
محبت سے گودی میں اس کو سلاتے

نہ ہم بھی رہیں گے رہا ہے نہ کوئی
کسی اجل سے بچا ہے نہ کوئی

وہ خدامی احسن وہ حمزہ بھی قاری
اٹھاتے ہیں اس کو جو لگتی ہے پیاری

کرے پیروی امہات النساء کی
بنے حافظ وہ کتاب خدا کی

### ④ مولانا حافظ رشید احمد صاحب الحسینی کے بیٹے کے لیے

خالد احمد پیارا ہوگا عالم ذی وقار
ہوگا اس کے دل کی زینت جذبۂ حق چاریارؓ

ہوگا خالد اطہر و ازہر کا ساتھ باوفا
اور انس مانی بھی ہوگا ان کا ساتھی راہنما

مولانا الیاسؒ جو خالد کے دادا جان تھے
عالم ذیشان اور سب گھر کے پشتی بان تھے

خالد جرنیل سیف اللہ لقب جن کو ملا
ان کی نسبت سے ہی رکھا نام ہے خالد تیرا

ذکر اسم ذات بھی کرتا رہے تو صبح و شام
شیخ مدنیؒ کے توسل سے رہے تو شاد کام

محترم قارئین! خلاصہ یہ ہے کہ باباجی رحمۃ اللہ علیہ محبت وشفقت کا پیکر تھے۔ اخلاص ووفا کا مجموعہ تھے۔ خدا تعالیٰ ہمارے باباجی رحمۃ اللہ علیہ کے درجات عالیہ بلند فرمائیں اور ہم سمیت تمام خدام کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین بحرمۃ سید المرسلین۔

❁❁❁❁

# انہی کی یاد میری زندگی ہے

از حافظ محمد احسن خدامی ☆

حضرت مدنی رحمہ اللہ کے لاڈلے روحانی فرزند، حضرت افغانی رحمہ اللہ کی آنکھوں کے تارے، مفتی شفیع رحمہ اللہ اور علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ کے وفادار شاگرد، اہل سنت و جماعت کے دلوں کی دھڑکن، لاکھوں سنیوں کے روحانی باپ اور سنی خدام فورس کے سپہ سالار اعظم، پیر طریقت، رہبر شریعت، قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ ہم ضعفاء اور ناتوانوں کو یتیمی کی حالت میں بلکتا چھوڑ کر عالم جاودانی اور جنات رحمانی کی جانب رحلت فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

آپ رحمہ اللہ ہمہ جہت زندگی کے مالک تھے، اپنوں کے لئے محبت و شفقت کا جام تو باطل کے لئے شمشیر بے نیام، حلقہ یاراں میں بریشم سے بھی نرم اور رزم حق و باطل میں نارِ تپیدہ سے بھی گرم، مجلس دوستاں میں جود و سخا کا بحر ناپیدا کنار اور صف عدواں کے سامنے جلال و غضب کی آخری حدوں سے ہمکنار، مسلمین و مومنین کے لیے برگ گلاب تو کفار و منافقین کے لئے شمشیر خارا شگاف، وہی تو تھے جو نمرودیوں کی بھڑکتی ہوئی آگ میں ابراہیمی ولولہ لے کر کود پڑتے تھے، انہوں نے ہی فرعونی تکبر کو عصائے موسوی دکھایا تھا اور بوجہلی ظلم و تشدد کے سامنے محمدی چٹان بن کر وہی تو سینہ سپر ہوئے تھے، اذان بلالی، صبر صدیقی، عزم فاروقی، حیائے عثمانی اور جلال حیدری کا وہی تو کامل مظہر اور اکمل تصویر تھے، ان کے سوا اور تھا کون؟ جو دامن اسلام پر حملہ آور ہر فتنے کی قبا چاک کر دے، پیغمبر اسلام کی عصمت و ختم نبوت کی جانب بڑھنے والا ہر ہاتھ قلم کر دے، اصحاب نبوت کی عظمت کی طرف اٹھنے والی ہر کینہ توز آنکھ کو پھوڑ دے۔ ہر بدعت، ہر ضلالت، ہر گمراہی کے رستے میں کوہ ہمالیہ حائل کر دے، نور اسلام سے ظلمت کفر کو نیست و نابود کر دے اور دہر میں اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اجالا کر دے۔

---

☆ نوازِ حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ، گجرات

وہی تو تھا جو گھنٹوں مستی اور سرور کے عالم میں محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی مدح سرائی کیا کرتا تو عشاق جھوم جھوم جاتے، پہروں کیف و سرور کی دنیا میں مگن ہو کر اصحاب محمد رضی اللہ عنہم اور نجوم ہدایت کی شان بیان کرتا تو دل بے تاب و بے قرار ہو کر وجد میں آنے لگتے، اولیائے کرام اور اکابرین علمائے دیوبند کی شان میں جب وہ از خود رفتگی کے عالم میں قصیدے پڑھتا تو اذہان وقلوب ان کے ذکر کی تجلیوں سے مسحور و منور ہو جاتے، ان گنت خوبیوں والا، پتھر کے جگر والا، سمندر کے دل والا وہ انسان آج ہم سے بہت دور چلا گیا ہے جہاں اس کی اور ہم سب کی مائیں امی عائشہ رضی اللہ عنہا و حفصہ رضی اللہ عنہا، اس کے پیارے نبی محمد ﷺ، نبی کے چار یار رضی اللہ عنہم، گلشن محمد کے تمام پھول اور آسمان ہدایت کے درخشندہ ستارے اس کے انتظار میں ہیں کہ اس نے اپنی تمام زندگی انہی شخصیات پر قربان کی اور اپنا خون جگر انہیں ہستیوں کی عظمت پر جلایا ہے اور وہ ہمیں پکار پکار کر اپنے مشن کو یاد رکھنے کی تلقین کر رہا ہے......

یاد رکھو تو دل کے پاس ہیں ہم
بھول جاؤ تو فاصلے ہیں بہت

## انہی کی یاد میری زندگی ہے

میں اسی گھر میں پیدا ہوا، پلا، بڑھا، زندگی کے بہت سے نشیب و فراز اور بے شمار ماہ و سال اسی گھر کے آنگن میں گزارے، میں اس گھر کا راز دان تھا، نانا جی محترم رحمۃ اللہ علیہ کی ایک ایک ادا میری نظروں کے سامنے تھی، ان کا اٹھنا، بیٹھنا، کھانا، پینا، رہن سہن، طرز معاشرت اور طریق عبادت میری آنکھوں کے سامنے کھلی کتاب کی طرح وا تھا مگر میں نے آپ کے منہ سے کبھی لغو بات نہیں سنی، نماز اور فرائض کو چھوڑنے کا تو ذکر ہی فضول ہے، آپ نے سنن و مستحبات اور ذکر الٰہی میں ادنیٰ کوتاہی روا نہ رکھتے تھے، پرائے بھی، خویش بھی، غیر بھی، جان نچھاور کرنے والے بھی، جانی دشمن بھی مگر محمد عربی ﷺ کے اس سچے نام لیوا اور اصحاب نبوت کے اس سچے شیدائی نے اپنا سحاب کرم ہر ایک پر برسایا، چہرے پر کھلنے والی معصوم مسکراہٹ کسی بھی دل کو موہ لینے کی پوری صلاحیت رکھتی تھی، ہر ہر ادا اور ہر ہر انداز نبی اکرم ﷺ کی سنت کے مطابق رکھنے کا شوق اور ولولہ تھا، بے خود ہو کر نہ ہنستے بلکہ صرف مسکراتے تھے لیکن یہ مسکراہٹ روح تک کو مسکرانے پر مجبور کر دیتی تھی اور جسم کا انگ انگ خوشی اور فرحت سے بھر جایا کرتے تھے، اپنی ذات کی وجہ سے کسی پر کبھی غصہ نہ آتا، کوئی گالی دے، برا بھلا کہے تو صرف مسکرا کر خاموش ہو جاتے مگر

دین کے معاملے میں جب کوئی قطع و برید کی کوشش کرتا تو ان کا غیض و غضب دیدنی ہوتا، چہرے سے جلال کے آثار ہویدا ہوتے اور دین کی حفاظت کے لیے سربکف میدان عمل میں اتر جاتے، ساری زندگی مجاہدانہ، سرفروشانہ، باطل کے طوفانوں سے کھیلتے گزاری، زندگی کے دس سال سنت یوسفی اور شعب ابی طالب کی یاد تازہ کرتے ہوئے زنداں کی سلاخوں کی نذر کردیئے، کم اور سادہ غذا کھانا، موٹا کھدر کا لباس ہر موسم میں پہننا، تعیش اور تنعم سے دور بھاگنا اور درویشانہ اور قلندرانہ زندگی بسر کرنا آپ ہی کا خاصہ تھا، پنکھے اور ہیٹر کے استعمال سے حتی الامکان پرہیز کیا کرتے تھے، ان چیزوں کو حرام سمجھتے نہ ناجائز بلکہ صرف عیش پرستی سے بچنے اور مجاہدے کا شوق ہی طبیعت کو مشقت برداشت کرنے پر مجبور کرتا تھا۔ مجھے ہر ملاقات میں ورزش کی ترغیب دیتے اور اپنے ورزش کے واقعات سناتے، اس کے داؤ پیچ اور اسرار و رموز سے آگاہ کرتے، بچوں کے ساتھ خصوصی پیار و محبت تھا، ہر بچے کو اس کے ذوق و شوق کے مطابق تحفہ اور انعام دینے کا معمول تھا، بہت چھوٹے بچوں کو گود میں بٹھا کر چاشنی بھرے لہجے میں اللہ اللہ کا ورد کرتے، بچہ بھی اپنے پیارے نانا کو دیکھ کر اللہ اللہ کہنے لگتا اور اس طرح بچپن میں ہی اس کے کان ذکر الٰہی کی شیرینی سے مانوس ہو جاتے، بچپن میں مجھے گود میں بٹھا کر یہ شعر کہتے ......

میں ہوں خدامی صحابہؓ پر ہے میری جاں نثار
میں لگاتا ہی رہوں گا نعرۂ حق چار یارؓ

اور جب میں اپنی توتلی زبان سے یہ شعر پڑھتا تو مسرت و شادمانی سے کھل اٹھتے اور خوشی سے چہرہ تمتمانے لگتا، مجھے انہوں نے خدامی تخلص سے موسوم کیا اور مجھے ہمیشہ اسی نام سے پکارا کرتے، اب میں اپنے نانا جی کی ان اداؤں کو یاد کرتا ہوں تو دل سے ہوک اٹھتی ہے۔

جو لمحے تیری صحبت میں گزارے
انہی کی یاد میری زندگی ہے

## آہ! تیری کس کس ادا کو یاد کروں؟

کسی کوزے میں اگر دریا بند تھا، کسی قطرے میں اگر سمندر مقید تھا تو وہ نانا جی کا ہی سینہ تھا جو بلاشبہ لاکھوں علوم و معارف اور انوار و تجلیات کا سفینہ تھا، انہی کو زندگی گزارنے کا صحیح سلیقہ اور قرینہ تھا بلاشبہ آپ کی ذات ایک انمول نگینہ تھا، حضرت بیک وقت ایک بلند پایہ عالم، متشرع عامل، باکمال صوفی، بلند ہمت

مجاہد، پر جوش مبلغ اور اہل سنت کے مخلص اور اولوالعزم داعی تھے، عالم ایسے کہ اسلام پر نکتہ چین ہونے والے ہر معترض کو علم کے زور پر دندان شکن دہاں دوز جواب دے کر خاموش ہونے پر مجبور کر دیا اور علامہ عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی شاگردی کا حق ادا کر دیا، شریعت پر عامل ایسے کہ رسول رحمت ﷺ کی ادنیٰ سی ادنیٰ سنت پر عمل کرنا بھی آپ کے آئین زندگی میں فرض قرار پا تا تھی کہ جب میری چھوٹی خالہ کی شادی کا مرحلہ پیش آیا تو نانا جی نے دنیاوی نام ونمود اور رسم ورواج کو فروغ دینے کی بجائے سنت مدنی ﷺ کے مطابق بہت سادگی سے شادی کی، نہ جہیز کا جھنجھٹ، نہ بارات کا شور شرابا، صرف اپنے بہت ہی قریبی چند گنے چنے رشتہ داروں کے علاوہ نکاح سے پہلے کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی حتی کہ ہمراز، رفقاء اور سفر وحضر کے ساتھی بھی اس بات سے آگاہ نہ ہو سکے اور عین نکاح کے وقت باخبر ہوئے کہ حضرت کی بیٹی کی آج شادی ہے، یہ ایک ایسا مقام ہے جہاں بڑے بڑے دعویداروں کے دعوے لرزہ براندام ہو جاتے ہیں اور راہ سنت پر چلنے والوں کے قدم ڈگمگا جاتے ہیں، دعوؤں کے بلند و بالا ہوائی محلات خاندانی دباؤ کے گرز تلے آ کر منہدم ہو جاتے ہیں مگر یہ مرد قلندر یہاں بھی ثابت قدم رہا۔

صوفی باصفا ایسے کہ مدنی معارف کے سمندر چڑھا گئے، عثمانی علوم کی نہریں پی گئے، افغانی معارف اور فیوضات کی گھٹاؤں اور دھواں دار بادلوں کو چوس لیا مگر بے اختیار نہ ہوئے۔ دعویٰ نہ کیا، شطحیات نہ سنائیں، استقامت سے نہ ہٹے، شریعت کو نہ چھوڑا، دل ایسا جس کی وسعت سات سمندروں سے کہیں زیادہ تھی، اقالیم سبعہ اس کے ایک زاویئے میں اپنا پتہ نہ بتلا سکتی تھیں، معرفت الٰہی کے دریچے ان پر وا ہوئے، طریقت کے خوش آئند احوال ان پر متجلی ہوئے مگر آواز ادنیٰ لوگوں کو نہ سننے دی، افسوس آج معرفت کا یہ در بند ہو چکا ہے اور اس کی برکات سے ہم محروم رہ گئے ہیں......

چمن اداس ہے گلوں میں رنگ و بو نہیں
بتائیں ہم جی کے کیا کروں؟ جو زندگی میں تو نہیں

مجاہد ایسے کہ بڑی سے بڑی جابر حکومت اپنے فرعونی ظلم اور شدادی تشدد کے باوجود آپ کے پائے استقلال میں لغزش پیدا نہ کر سکی، بڑے بڑے طوفان اٹھے مگر اس چٹان سے سر پٹخ کر واپس پلٹ گئے اور کتنی ہی سرکش آندھیاں آئیں مگر اس بلند و بالا پہاڑ سے جب ٹکرائیں تو شرمندہ ہو کر انہیں واپس جانا پڑا کہ اس کوہ ہمالیہ کو ہلانا ان کے بس میں نہ تھا۔ مبلغ و داعی ایسے کہ گھنٹوں صرف چند افراد کو سمجھانے کے لیے شان صحابہؓ بیان کرتے رہتے، ٹھاٹھیں مارتے مجمع کے سامنے خطابت کے جوہر دکھانا یا ہاتھ ہلا ہلا کر داد

وصول کرنا ان کا مقصد حیات نہ تھا بلکہ اگر ایک دو افراد بھی علمی تشنگی لے کر ان کے پاس آتے تو وہ گھنٹوں بے تکان بولتے اور سمجھانے میں صرف کر دیتے، غرض علم، جہاد، شریعت، طریقت، خودداری، عاجزی، خوش خلقی اور محبت کے خوشنما پھولوں کا وہ حسین گلدستہ تھے۔ جس نے اپنی عطر بیزی اور مہک سے اطراف عالم کو معطر کر دیا تھا......

چند ارمان، چند یادیں، چند صدمے، چند غم
کائنات دل انہی کو آج کل پاتا ہوں میں

## وہ چلا گیا ہمیں چھوڑ کر

جب ربع سکوں کے تمام گوشے اس گلدستے کی خوشبو سے معطر اور اس چراغ کی ضیاء پاشیوں سے منور ہونے لگے تو اس نے خاموشی سے رخت سفر باندھ لیا، ہفتے کے روز ہم ملاقات کے لیے چکوال پہنچے تو نانا جی کی ناسازی طبع کا علم ہوا، بمشکل تمام ملاقات کا موقع ملا، جب حاضر ہوا تو دل کو دھچکا سا لگا، نانا جی نقاہت و کمزوری کی آخری سٹیج پر تھے، غنودگی کا عالم تھا اور سر جھکا ہوا تھا، میں قریب بیٹھ کر دبانے لگا، جب آنکھ کھلی تو میں آگے بڑھ کر ملا، تمام تر نقاہت کے باوجود آپ نے اسی جانفزا مسکراہٹ سے استقبال کیا جو ہمیشہ میری روح کو سرشار کر جاتی تھی، بیماری کی شدت سے بولنے کا یارانہ تھا، میری طرف دیکھتے مسکراتے اور آنکھیں بند کر لیتے اور وجود پر کمزوری چھا جاتی، میں باہر آ گیا، اس کے بعد پھر ایک آدھ مختصر ملاقات ہوئی جو ان کی مسکراہٹوں اور میرے بے صبر آنسوؤں سے آگے نہ بڑھ سکی، بولنے کی ہمت ان میں تھی نہ مجھ میں......

مجھے تو ناز تھا ضبط غم درد محبت پر
یہ آنسو آج کیوں بے تاب ہو کر نکلتے ہیں

آخر زندگی کی آخری رات نے اپنی سیاہیوں کی چادر پھیلا دی، نانا جی کی طبیعت ناساز سے ناساز تر ہوتی چلی جا رہی تھی، خدمت اقدس میں چند دنوں سے صرف میرے خالو مولانا زاہد حسین رشیدی ہوتے تھے مگر اس رات میں بھی ان کے ساتھ نانا جی کی خدمت میں چلا گیا، آپ پر بے ہوشی کی کیفیت طاری تھی مگر میں قربان جاؤں ذرا بھی ہوش میں آتے تو پرسوز آواز میں بڑے مزے سے اللہ جی، اللہ جی کہنا شروع کر دیتے، اف میرے بے تاب آنسو گوشہ چشم سے پھوٹ نکلے مگر وہاں بندے اور آقا کی راز و نیاز

جاری تھے، ساری رات خدمت میں رہنے اور دبانے کا موقع ملا، گھر والے روتے اور وظیفے پڑھتے رہے اور سحر پونے پانچ بجے نانا جی ہم بے کسوں کو بے یارومددگار چھوڑ کر راہی جنت ہو گئے، صبح ہوئی تو شور مچا، بچوں نے رونا شروع کر دیا مگر انہیں چپ کرانے والا اور صبر دلانے والا جا چکا تھا، لوگ دھاڑیں مار رہے تھے مگران کے سروں پر دست شفقت رکھنے والا جنت کا باسی بن چکا تھا......

وہ اک ستارہ جو کتنا روشن تھا کتنا تاباں
جو ظلمتوں میں دیئے جلاتا تھا روشنی کے
وہ آج تاریک ہوگیا ہے چمک چمک کر دمک دمک کر

تھوڑی ہی دیر میں ماموں جان قاضی محمد ظہور الحسین صاحب اور قاری جمیل الرحمٰن صاحب دیگر رفقاء کے ساتھ پہنچ گئے، قاری جمیل الرحمٰن صاحب، خالو جان پروفیسر عمر صاحب اور محترم نثار معاویہ صاحب کے ساتھ مل کر میں نے بھی غسل میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔ بدن مبارک نہ صرف نرم ملائم بلکہ گرم بھی تھا، غسل کے بعد میت کو زنانہ صحن میں رکھ دیا گیا، عموماً ایسے مواقع پر عورتیں بین اور شور شرابا کرتی ہیں مگر نانا جی کی تربیت کا اثر تھا کہ دن گیارہ بجے تک عورتوں میں چوں کی آواز بھی نہ آئی، صرف آہیں سسکیاں تھیں جو غم دروں کا پتہ بتا رہی تھیں، باہر ہر شخص ہچکیاں لے رہا تھا، ہر کوئی ایک دوسرے کو تسلیاں دے رہا تھا، کون کس کو دلاسہ دے؟ سب کا غم یکساں تھا، سب کا دکھ مشترکہ تھا مگر جب میت باہر لائی گئی تو ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے، لوگ دیوانہ وار میت کی طرف لپکنے لگے، کچھ دیر مدنی مسجد میں رکھنے کے بعد جنازہ گاڑی کے دوش پر سوار ہو کر چلا تو فرط غم والم سے مسجد ومدرسہ کے در و دیوار بھی روتے نظر آئے کہ ان کے سایہ میں سالہا سال شفقتیں بکھیرنے والا، قرآن وسنت کا غلغلہ بلند کرنے والا آج ان سے بچھڑ چلا تھا، وہ جاتا تو پہلے بھی تھا مگر مسجد کے در و دیوار اتنے اداس اور پریشان تو کبھی نہ ہوئے تھے، شاید انہیں بھی علم تھا کہ جانے والا اب کبھی نہ آئے گا، اسے دیکھنے کو آنکھیں ترسیں گی، دل روئیں گے مگر اس سفر پر جانے والا پھر کبھی واپس نہیں آیا کرتا، نڈھال کارکن ہمارے قائد، ہمارے رہبر، قاضی مظہر قاضی مظہر کے نعرے بلند کر رہے تھے مگران کا ہر دلعزیز قائد انہیں چھوڑ کر جا چکا تھا، مکانوں کی چھتوں سے پھول برس رہے تھے مگر جانے والا ان پھولوں سے بے نیاز جنت کی خوشبوؤں سے مسحور ہو رہا تھا، اب یہ مسکراہٹیں اور تجلیات کبھی دیکھنے کو نہ ملیں گی، ہر چیز اداس اور ہر شخص پریشان تھا اور میں ان سب چیزوں سے بے نیاز نانا جی کے چہرے کو دیکھتا چلا جا رہا تھا جس کی مسکراہٹ اور نورانیت کچھ اور نکھر آئی تھی، کالج

گراؤنڈ میں پچاس ہزار کے قریب فرزندان توحید نے نانا جی کی نماز جنازہ ادا کی اور جب میت شہر سے آبائی گاؤں کی طرف عازم سفر ہوئی تو اپنے باسی کی جدائی پر رقت سے شہر کے آنسو نکل آئے، ور در و دیوار سے حسرتیں ٹپکنے لگیں، راستے میں جگہ جگہ میت کا استقبال اور گل پاشی ہوتی رہی، چیخیں اور دھاڑیں قلب و جگر کو چاک چاک کرنے لگیں، ''یہ بیٹے کس کے؟ قاضی کے'' ''یہ فوج کس کی؟ قاضی کی'' کے فلک شگاف نعرے بلند ہوتے رہے، پھر ان بیٹوں کے روحانی باپ اور اس ساری فوج کے سپہ سالار کو ایک مرتبہ پھر جنازہ پڑھنے کے بعد بھیں کی سرزمین میں منوں مٹی کے نیچے دفن کر دیا گیا۔

اکتوبر ۱۹۱۴ء میں طلوع ہونے والا یہ آفتاب عالمتاب ایک دنیا کو جگمگانے کے بعد آج غروب ہو گیا، انا اللہ وانا الیہ راجعون، اس سورج کی روشنی میں ہم منزل پر چلنے کی بجائے بے فکری سے ٹہلتے رہے، اب جو سورج غروب ہوا ہے تو اندھیرا چھایا ہے اور ہمیں بھی در بدر کی ٹھوکروں سے واسطہ پڑا ہے، اس طرح آج مغرب کے وقت دو سورج بیک وقت غروب ہو گئے، وہ سورج تو کل دوبارہ نکل آئے گا مگر یہ سورج ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا ہے، ہم سے دور چلا گیا ہے، کبھی نہ آنے کے لیے مگر ہم رونے بلکنے اور دعا کرنے کے سوا کچھ بھی نہیں کر سکتے، میرے پیارے اللہ! میرے نانا جی کو جنت میں رسول ختم المرتبت ﷺ اور ان کے پروانوں کی رفاقت نصیب فرما، جن کی شان بیان کرتے ہوئے انہوں نے اپنی زندگی وقف کر دی اور ہمیں بھی ان کے نقش قدم پر چلنے اور علمی ورثے کو سنبھالنے کی توفیق نصیب فرما۔

آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ.

تیرے ہوتے ہوئے آ جاتی تھی ساری دنیا
آج تنہا ہوں تو کوئی نہیں آنے والا

❁❁❁❁

# سنی کانفرنس کے بانی رحمۃ اللہ علیہ

قاضی محمد راغب حسین عمار ☆

میرے پھوپھا جی مولانا حافظ زاہد حسین صاحب رشیدی نے مجھے بھی ماہنامہ حق چار یارؓ کے ''قائد اہل سنت نمبر'' میں لکھنے کا حکم فرمایا ہے۔ سوچ و بچار کے بعد سنی کانفرنس بھیں پر اپنے تاثرات لکھے دیتا ہوں تا کہ میرا شمار بھی قائد اہل سنت نمبر کے لکھاریوں میں ہو جائے۔ ہر سال ماہ محرم جو اسلامی سال سن ہجری کا پہلا مہینہ ہے۔ اس کے آخری عشرہ میں ہمارے موضع بھیں ضلع چکوال میں سنی کانفرنس ہوتی ہے۔ والد صاحب کا کہنا ہے کہ ابتداءً ''دو روزہ جلسہ'' کے عنوان سے اشتہار چھپتا تھا۔ میں نے ہی مشورہ دیا کہ اگر جلسے کی بجائے ''سنی کانفرنس'' کا نام دے دیا جائے تو نہایت ہی مناسب اور موزوں رہے گا۔ چنانچہ پہلی سنی کانفرنس مورخہ ۳۱ مارچ و یکم اپریل ۱۹۷۰ء بمطابق ۲۲۔۲۳ محرم ۱۳۹۹ھ بروز منگل۔ بدھ کو ہوئی۔

رمضان المبارک کا مقدس اور مبارک مہینہ گزرنے کے بعد کانفرنس کی تاریخیں طے کر کے ماہنامہ حق چار یارؓ میں اشتہار دے دیا جاتا ہے اور عیدالاضحیٰ کے بعد پہلے ایک رنگ والا اشتہار شائع ہوتا ہے اور محرم کے ابتدائی دنوں میں چار رنگوں پر محیط جھنڈے والا اشتہار جونہی شائع ہوتا ہے پھر تو بھیں سنیوں کے گھروں میں مہمانوں کے ٹھہرانے کے لیے انتظامات ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ کانفرنس کے انتظامات کے لیے مشاورت ہوتی ہیں جن میں سنی مسلمان بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ کئی سالوں سے ہفتہ اور اتوار کی تاریخوں میں کانفرنس رکھی جاتی ہے تو خطبہ جمعہ سے پہلے ہی جامع مسجد، پلاٹ اور طعام گاہ کی جگہ سائبان لگا دیئے جاتے ہیں۔ نماز کے بعد چوراہوں پر دروازے، بینر اور سٹیج کی تیاری رات گئے تک جاری رہتی ہے اور صبح تقریباً ہر سنی مسلمان کے گھر پر سنی پرچم لہرا رہا ہوتا ہے۔

کانفرنس کے پہلے دن ہی باہر سے انفرادی طور پر اور قافلوں کی شکل میں آمد شروع ہو جاتی ہے۔

---

☆ ابن صاحبزادہ گرامی حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ بھیں

دینی کتابوں کے سٹال لگتے ہیں اور کانفرنس کی کارروائی ٹھیک اپنے وقت پر شروع ہو جاتی ہے۔ گیارہ بجے کے قریب ایک بہت بڑا سنی قافلہ باباجی رحمہ اللہ کی قیادت میں آتا تھا اور دوران جلسہ آپ کا قیام ماسٹر محمد یوسف صاحب کے چوبارہ پر ہوتا تھا اور دور و نزدیک کے ساتھی آپ سے مصافحہ کرنا باعث سعادت سمجھتے تھے اور ہر ایک یہی سمجھتا کہ میرے ساتھ آپ بہت زیادہ شفقت کرتے ہیں۔ دن رات لوگ ملاقات کر کے اپنے اپنے مسائل پوچھتے۔ اور جہلم کا قافلہ حضرت جہلمی رحمہ اللہ کی رحلت کے بعد اب حضرت مولانا قاری خبیب احمد صاحب عمر دامت برکاتہم کی قیادت میں آتا ہے۔

آپ کانفرنس کے اختتام پر علماء کرام کو رخصت کر کے گھر تشریف لاتے اور کبھی بھی میں نے آپ کو تھکاوٹ کا اظہار کرتے ہوئے نہیں دیکھا......

لیکن گزشتہ سال باباجی رحمہ اللہ کی وفات کے بعد آپ کی کمی شدت سے محسوس ہوئی۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی خصوصی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ (آمین)

❀......❀......❀......❀

## حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ نے فرمایا......

حامیان یزید عموماً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں قرآن کی آیت "اولئک هم الراشدون" سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کو خلافت راشدہ قرار دیتے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ وہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی خلافت کو خلافت راشدہ تسلیم نہیں کرتے؟ کیا ان کے نزدیک حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ صحابی نہیں ہیں؟ یا صحابی تو ہیں لیکن یزید کی محبت کی وجہ سے آپ کی خلافت کو خلافت راشدہ قرار دینا ان کو پسند نہیں؟ [ماہنامہ حق چار یار، دسمبر ۱۹۹۰ء، ص ۲۸]

قائد اہل سنت نمبر
باب 4
منتخب مکاتیب
علمی و اصلاحی مکاتیب کی ایک جھلک

## حضرت قائدِ اہل سنتؒ نے فرمایا

اہلِ السنت والجماعت کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ مسلمان جو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور آپ کی جماعت صحابہؓ کو ماننے والے ہیں ۔یہی حدیث پاک ''ما انا علیہ واصحابی'' کا مفہوم ہے، جس شخص نے کہا۔میں اہل السنت والجماعت ہوں، سنت اور جماعت کے پیچھے چلنے والا ہوں، تو اس کا عقیدہ ٹھیک ہو گیا، اب عمل اس کے مطابق کرے تو جنت میں جائے گا، ان شاء اللہ (حق چاریارؓ جولائی 2004ء)

**[مکتوب نمبر ①]**

# بنام! حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ

مکرمی حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی زید فیضہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

گرامی نامی شرح صدر لایا۔ یاد فرمائی کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آج کل کرتے جواب میں غیر معمولی تاخیر ہوگئی ہے۔ جس پر بہت زیادہ معذرت خواہ ہوں۔ ہمارے جماعتی کارکن حافظ عبدالوحید صاحب حنفی نے میرے والد مکرم حضرت مولانا محمد کرم الدین صاحب دبیر رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق مناظرہ سلانوالی ضلع سرگودھا کے سلسلہ میں آنجناب کی خدمت میں عریضہ ارسال کیا تھا۔ اس کی اطلاع انہوں نے مجھے آپ کے جوابی گرامی نامہ محررہ ۲۲ مارچ ۱۹۸۱ء کے وصول ہونے کے بعد دی ہے اور انہوں نے ہی آپ کو وہ رسالہ بھیجا ہے جس میں بعنوان ''حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی مجددی رحمۃ اللہ علیہ آپ کا وہ مضمون ہم نے شائع کیا ہے۔ جو آنجناب نے امام اہل سنت مولانا لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق اپنے ماہنامہ ''الفرقان لکھنو'' (ذی قعدہ ۱۳۸۱ھ) میں لکھا تھا۔

جناب والا نے اپنے مکتوب گرامی محررہ ۱۲۸ پریل ۱۹۸۱ء میں راقم الحروف (خادم اہل سنت غفرلہ) کو لکھا ہے کہ: ''جن مخلص دوست نے مجھے یہ لکھا تھا کہ آپ مولانا کرم دین رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں۔ انہوں نے ہی یہ بھی لکھا تھا کہ سلانوالی کے مناظرہ میں راقم سطور (محمد منظور نعمانی) کے بارے میں مولانا مرحوم نے اچھی رائے قائم کی تھی اور اس کے بعد ہی انہوں نے جناب کو تعلیم کے لیے دارالعلوم دیوبند بھیجنے کا فیصلہ فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے تلمذ اور پھر بیعت اور اجازت کا شرف عطا فرمایا۔ فھنیأ لکم ثم ھنیأ لکم میں چاہتا ہوں اور میری یہ درخواست ہے کہ اگر یہ واقعہ ہے تو اس کی تفصیل جناب خود اپنے قلم سے تحریر فرمادیں مجھے اس کی ضرورت ہے۔''

حسب الحکم معروضات حسب ذیل ہیں............

① ۱۹۳۶ء میں بمقام سلانوالی ضلع سرگودھا جو مناظرہ ہوا تھا اس میں علمائے دیوبند کی طرف سے آپ مناظر اور حضرت مولانا عبدالحنان صاحب ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ سابق خطیب جامع مسجد آسٹریلیا، لاہور صدر تھے اور بریلوی علماء کی طرف سے مولانا حشمت علی خان صاحب رضوی مناظر اور والد صاحب مرحوم (حضرت مولانا محمد کرم الدین صاحب دبیر رحمۃ اللہ علیہ) صدر تھے۔ ان دنوں بندہ

دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ ضلع سرگودھا میں درسی کتب پڑھ رہا تھا۔ حضرت والد صاحب مرحوم نے مناظرہ پر جاتے ہوئے وہاں ہی قیام فرمایا تھا لیکن مدرسہ کے مہتمم حضرت مولانا ظہور احمد صاحب بگوی رحمۃ اللہ علیہ نے طلبہ کو مناظرہ پر جانے کی چونکہ اجازت نہیں دی تھی، اس لیے بندہ بھی سلانوالی نہ جاسکا۔ مناظرہ سے واپسی پر حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھیرہ تشریف لائے تھے اور اتنا یاد ہے کہ آپ نے مجھ سے یہ فرمایا تھا کہ ''دیوبندی مناظر کی تقریر سنجیدہ باوقار ہوتی تھی اور بریلوی مناظر ہکو باز تھے۔ اور وہ مناظرہ میں دیوبندی مناظر سے مخاطب ہو کر یہ کہتے تھے! میں ناظر تو منظور ---- میں ناظر تو منظور..... یہ بھی والد صاحب نے فرمایا تھا کہ مناظرہ سے واپسی پر اسٹیشن پر جب میں ریل میں بیٹھا ہوا تھا تو بعض دیوبندی علماء میرے پاس آئے۔ جن میں مولانا قاضی شمس الدین (حال گوجرانوالہ) بھی تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ آپ نے اپنی کتاب ''آفتاب ہدایت'' میں تو یہ لکھا ہے کہ.........

"علم ماکان و مایکون خاصۂ باری تعالیٰ ہے لیکن مناظرہ میں آپ کا موقف اس کے خلاف تھا تو میں نے ان کو یہ جواب دیا کہ یہ جگہ مناظرے کی نہیں ہے۔''

آفتاب ہدایت ردّ رافضیت و بدعت پر والد صاحب کی بہت مقبول اور لاجواب کتاب ہے جس میں شیعہ عقائد و مسائل کے ذکر میں یہ لکھا ہے کہ: ...... یہ مسئلہ بھی مسلم ہے کہ علم ماکان وما یکون خاصہ ذات باری تعالیٰ ہے...... مگر شیعہ کہتے ہیں کہ آئمہ کو یہ سب معلومات حاصل ہیں۔''

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سلانوالی کے مناظرہ میں جناب والد مرحوم علمائے دیوبند کے تحقیقی مسلک سے متاثر ضرور ہوئے تھے اور چونکہ والد صاحب مرحوم مرزائیت اور شیعیت کے رد و ابطال میں زیادہ منہمک تھے۔ اس لیے دیوبندی، بریلوی اختلافی مسائل کی تحقیق کی طرف توجہ نہیں فرما سکے اور بظاہر بریلوی مسلک کے باوجود بعض علمائے دیوبند سے آپ کے روابط بھی تھے۔ چنانچہ اپنی کتاب ''تازیانہ عبرت'' کے دوسرے ایڈیشن کی اشاعت کی ضرورت کے تحت لکھا ہے کہ: .....

ایک دفعہ انجمن شباب المسلمین بٹالہ (ضلع گورداسپور) میں جناب مولوی سید مرتضیٰ حسن صاحب دیوبندی سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے بھی بڑی سخت تاکید فرمائی کہ روئداد ضرور شائع ہونا چاہیے۔ اس لیے اب یہ روئداد مکرر بہت سی ترمیم اور نئے مضامین کے ساتھ شائع کی جاتی ہے۔''

④ جناب نے اپنے شفقت نامہ میں بندہ کو یہ بھی لکھا ہے کہ:.......

پاکستان کے بعض دینی رسائل میں جناب کا اسم گرامی تو بار بار دیکھا اور آپ کی ایک کتاب ''مودودی مذہب'' کے حوالے نظر سے گزرتے رہے لیکن یہ بات ابھی چند ہفتے پہلے پاکستان کے ایک مخلص کے عنایت نامہ سے معلوم ہوئی کہ آپ مولانا محمد کرم الدین صاحب دبیر رحمہ اللہ کے صاحبزادے ہیں (جو سلانوالی ضلع سرگودھا کے مناظرہ ۱۹۳۶ء میں ایک فریق کی طرف سے صدر تھے) میں مولانا مرحوم سے واقف نہیں تھا۔ یاد آتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے بعض خطوط میں مولانا کا ذکر ہے اور مولانا مرحوم کی مرزا سے خط و کتابت بھی ہوئی ہے۔ ممکن ہے کہ وہ کوئی دوسرے بزرگ ہوں اور مولانا مرحوم کے ہم نام رہے ہوں۔''

عرض ہے کہ مرزا قادیانی آنجہانی سے جن کا مقدمہ رہا ہے وہ میرے والد مرحوم ہی تھے جن کا ذکر اس نے اپنی کتاب ''حقیقۃ الوحی'' میں متعدد بار کیا ہے۔ مثلاً نشان نمبر ۲۵ کے تحت لکھا ہے کہ:......

کرم الدین جہلمی کے مقدمہ فوجداری کی نسبت پیشین گوئی تھی، رب کل شیء خادمک فاحفظنی وانصرنی ورحمنی. خدا نے مجھے اس مقدمہ سے بری کیا۔'' نشان نمبر ۱۰۱ کے تحت لکھا ہے۔ (۱)......کرم دین کے فوجداری مقدمہ کے لیے جہلم جا رہا تھا تو الہام ہوا......اریک برکات من کل طرف۔ جہلم میں مجھے تقریباً دس ہزار آدمی دیکھنے آیا۔ (۲) سو مرد اور سو عورتوں نے بیعت کی۔

اس میں والد صاحب رحمہ اللہ نے لکھا ہے! جھوٹ...... جھوٹ اس پر ہم آگے چل کر بحث کریں گے۔'' مقدمہ میں مجھے بریت ہوئی...... (تازیانہ عبرت صفحہ ۳۰)

اور نشان نمبر ۱۷۹ کے تحت لکھا ہے کہ:'' مولوی کرم دین کے مقدمہ میں جو گورداسپور میں ہوئے۔ کرم دین ''لیئم اور کذاب'' کے معنی سنگین بیان کرتا تھا۔ ہم خفیف ان دنوں الہام ہوا...... معنی دیگر نہ پسندیم ما۔ آخر فیصلہ میں ہمارے معنی پسند کیے گئے۔ وغیرہ

''تازیانہ عبرت معروف بہ شتبتی قادیانی قانونی شکنجہ میں یعنی روئداد فوجداری مقدمات گورداسپور''

یہ کتاب حضرت والد صاحب رحمہ اللہ کی مرتبہ ہے جس میں ان دو سالہ مقدمات کی تفصیلی روئداد درج ہے جو والد مرحوم اور مرزا قادیانی آنجہانی کے مابین ہوئے تھے۔ بنائے مقدمہ یہ تھی کہ مرزا نے حضرت مولانا مرحوم کے خلاف اپنے ایک رسالہ ''مواہب الرحمٰن'' میں سنگین الفاظ لکھے تھے۔ آخر گورداسپور کے مجسٹریٹ درجہ اول آتمارام نے اس مقدمہ کا جو مفصل فیصلہ قلم بند کیا اس کے آخری الفاظ یہ تھے............

ملزم نمبرا (یعنی مرزا قادیانی) کی عمر اور حیثیت کا خیال کر کے ہم اس کے ساتھ رعایت برتیں گے۔
ملزم نمبرا اس امر میں مشہور ہے کہ وہ سخت اشتعال وہ تحریرات اپنے مخالفوں کے برخلاف لکھا کرتا ہے۔
اگر اس کے اس میلان طبع کو برمحل نہ روکا گیا تو غالباً امنِ عامہ میں نقص پیدا ہوگا۔ ۱۸۹۷ء میں کپتان ڈگلس صاحب نے ملزم کو ہیچو قسم تحریرات سے باز رہنے کے لیے فہمائش کی تھی۔ پھر ۱۸۹۹ء میں مسٹر ڈوئی صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے اس سے اقرار نامہ لیا کہ ہیچو قسم نقص امن والے فعلوں سے باز رہے گا۔
نظر بر حالات بالا ایک معقول مقدار جرمانہ کی ملزم نمبرا پر ہونی چاہیے اور ملزم نمبر۲ پر اس سے کچھ کم
(یعنی حکیم فضل الدین بھیروی مالک مطبع ضیاء الاسلام قادیانی)
لہٰذا حکم ہوا کہ ملزم نمبرا پانصد (۵۰۰ روپے) جرمانہ دے اور ملزم نمبر۲ دوصد (۲۰۰ روپے) ورنہ اول الذکر چھ ماہ اور آخر الذکر پانچ ماہ قید محض میں رہیں۔ حکم سنایا گیا......۸/ اکتوبر ۱۹۰۲ء''
آخر سات جنوری ۱۹۰۵ء کو بذریعہ اپیل مرزا کو اس سزا سے خلاصی حاصل ہوئی۔

## دارالعلوم دیوبند کا داخلہ

بندہ دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ سے رمضان المبارک کی تعطیلات میں جب واپس گھر آیا تو حضرت والد مرحوم کے سامنے دارالعلوم دیوبند میں اپنے داخلہ کی خواہش کا اظہار کیا تو والد صاحب نے بلا تامل میری خواہش قبول فرمالی۔ (اس وقت میں اکابر دیوبند کے حالات سے واقف نہ تھا اور کوئی خاص عقیدت نہیں رکھتا تھا۔ صرف اس بناء پر داخلہ کی خواہش پیدا ہوئی کہ طلبہ سے سنا تھا کہ دارالعلوم میں ہر کتاب صاحبِ فن کے سپرد کی جاتی ہے۔)

حضرت والد صاحب نے رمضان المبارک میں ہی حضرت الشیخ مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں خط لکھ دیا کہ میں اپنے فرزند کو آپ کے زیر سایہ دارالعلوم میں تعلیم دلوانا چاہتا ہوں تو اس کے جواب میں حضرت مدنی قدس سرہ نے سلہٹ (آسام) سے یہ تحریر فرمایا کہ......
''رمضان المبارک کے بعد آپ اپنے فرزند کو دیوبند بھیج دیں۔ میں نے اس کے متعلق حضرت مولانا اعزاز علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو لکھ دیا ہے''۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے اس گرامی نامہ سے جناب والد مرحوم بہت متاثر ہوئے اور فرمایا کہ......
''آج ہندوستان کی ایک بہت بڑی شخصیت کا خط آیا ہے'' اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے چونکہ اس میں اپنے

متعلق متواضعانہ الفاظ لکھے تھے۔ اس لیے والد مرحوم نے فرمایا...... ''نہاد شاخ پر میوہ سر بزمین''
لیکن وہ گرامی نامہ بعد میں محفوظ نہیں رہا۔

رمضان المبارک کے بعد شوال میں والد صاحب نے مجھے دیوبند بھیج دیا اور حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے نام دستی خط بھی دیا۔ بندہ وہاں شیخ الادب رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا اعزاز علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ والد صاحب کا خط دیا۔ حضرت شیخ الادب رحمۃ اللہ علیہ نے بہت زیادہ شفقت فرمائی۔ حماسہ وغیرہ کا خود ہی امتحان لے کر مجھے داخل کر لیا۔ بندہ نے متنبی حضرت شیخ الادب کے پاس اور مشکوٰۃ شریف مولانا حضرت عبدالسمیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی اور بھی دو تین مختلف اسباق تھے۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ جب سلہٹ سے واپس تشریف لائے تو حضرت شیخ الادب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے مولانا (مدنی رحمۃ اللہ علیہ) سے تمہارا ذکر کر دیا ہے تم حضرت کے ہاں حاضر ہو جاؤ۔ بندہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جناب والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا خط پیش کیا۔ حضرت کسی تحریر میں مشغول تھے۔ ایک نگاہ مجھ پر ڈالی اور فرمایا کہ اچھا آپ ہیں۔ پھر تحریر میں مشغول ہو گئے میں کچھ دیر بیٹھ کر چلا آیا۔ لیکن حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی اس ایک نگاہ کا اثر مجھ پر یہ ہوا کہ میں نے پنجابی روایتی لباس کے مطابق سر پر لمبا طلائی کلاہ اور اس پر پگڑی باندھی ہوئی تھی۔ مجھے یہ محسوس ہوا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس کلاہ کو ناپسند فرمایا ہے۔ اس تاثر کے تحت میں نے بعد میں وہ کلاہ جلا دیا۔ یہ حضرت مدنی قدس سرہ کی پہلی کرامت تھی۔ اس کے بعد مجھے کلاہ سے نفرت ہو گئی۔ کوئی دوسرا بھی باندھتا تو میرے دل میں تکدر پیدا ہوتا۔ بندہ شوال ۱۳۵۶ھ میں داخل ہوا تھا۔ پھر دوسرے سال میں دار العلوم میں حضرت قدس سرہ سے دورۂ حدیث پڑھا۔ ۱۳۵۸ھ میں وہاں سے فارغ ہوا اور گو حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی عقیدت پیدا ہو گئی تھی۔ اور حضرت کے درس حدیث سے قلب کی صفائی محسوس ہوتی تھی۔ لیکن بیعت نہیں ہوا۔ دورۂ حدیث سے فراغت کے بعد جناب والد صاحب کو دار العلوم اور اکابر دیوبند کے حالات سنائے۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی تقاریر جو بندہ نے قلم بند کی تھیں اور تصوف و سلوک وغیرہ سے متعلقہ حضرت کے ارشادات کو بھی لکھ لیتا تھا۔ جناب والد صاحب مرحوم کو ان کا بعض حصہ سنایا تو مرحوم بہت متاثر ہوئے تھے اور رقت قلبی کی وجہ سے آبدیدہ ہو جاتے تھے۔ والد صاحب کو بھی غائبانہ عقیدت پیدا ہو گئی۔ میرے بڑے بھائی مولانا منظور حسین صاحب (بی۔اے) شہید رحمۃ اللہ علیہ کو بھی غائبانہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے بہت زیادہ عقیدت پیدا ہو گئی تھی اور دار العلوم کے کرتہ اور شلوار کے نمونے میں انہوں نے بھی کھدر (گاڑھے) کے کپڑے سلوا لیے تھے۔ بھائی صاحب مرحوم بڑے بہادر نوجوان

تھے۔ انگریزوں کے خلاف جہاد کا جذبہ پیدا ہوا۔ دین وشریعت کا ان پر پورا رنگ چڑھ گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ قرون اولیٰ کے کوئی مجاہد ہیں۔ ہر وقت جہاد اور شہادت کے شوق میں رہتے۔ آخر چکوال کے ایک متعصب ہندوایس۔ڈی۔او کوراتوں رات قتل کر کے یاغستان میں حاجی ترنگزئی صاحب صاحبزادہ حضرت بادشاہ گل صاحب مجاہد کے پاس چلے گئے۔ وہاں سے مشہور غازی و مجاہد ...... کے پاس چلے گئے۔ انہوں نے بھی بڑی شفقت فرمائی۔ واپس وطن آ رہے تھے۔ مرحوم کے ساتھ تین چار اور مجاہد نوجوان بھی تھے۔ لکی مروت ضلع کی سرحد پر تھکے ماندے سوئے ہوئے تھے کہ پولیس پارٹی کی فائرنگ سے شہید ہو گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

ان دنوں بندہ گنہگار اپنے گاؤں کے ایک قتل کی پاداش میں بیس سالہ قیدی کی حیثیت میں سنٹرل جیل لاہور میں محبوس تھا اور بھائی صاحب مرحوم مجھے جیل سے نکالنے ہی کی غرض سے سرحد عبور کر کے آ رہے تھے۔ اپنے گاؤں کی ایک لڑائی میں قتل میرے ہاتھ سے ہی ہوا تھا۔ یہ جھگڑا بظاہر دنیا کا تھا لیکن بندہ نے اس میں مذہبی جذبہ کے تحت ہی حصہ لیا تھا۔ بندہ قریباً ساڑھے سات سال قید کاٹنے کے بعد ۱۹۴۹ء میں رہا ہوا تھا۔ اس دوران میں حضرت والد رحمۃ اللہ علیہ حضرت والدہ مرحومہ اور مولانا منظور حسین صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ مرحوم دار فانی سے دار البقا کی طرف رحلت فرما چکے تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دار العلوم سے فراغت کے بعد اپنے وطن میں تقریباً دو سال قیام کے بعد یہ عظیم ابتلاء پیش آ گیا تھا لیکن حضرات اکابر قدس اللہ اسرارہم کے طفیل رحمت خداوندی شامل حال رہی۔

## بیعت حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ

جیل کے ابتدائی ایام میں حضرت شیخ الادب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عریضہ لکھتا رہا۔ گو بیعت کے لیے قلبی میلان حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف ہی تھا مگر پھر بھی حضرت شیخ الادب رحمۃ اللہ علیہ سے اس بارے میں مشورہ حاصل کیا تو شیخ الادب رحمۃ اللہ علیہ نے سنٹرل جیل لاہور کے پتہ پر بندہ کو جواب میں یہ تحریر فرمایا کہ......

برادرم میری نظر میں تو یہی مفید ہے کہ اگر موقع ہو تو آپ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی صاحب مدظلہ سے بیعت کر لیں۔ بیعت کے سلسلہ میں نہ میں قابل ذکر ہوں نہ میری بیعت۔ طالب العلمی سے فارغ ہو کر ایک معمولی سی ملازمت کے لیے بھاگلپور جانے لگا تو حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد سے

حضرت مولانا رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ گنگوہی نور اللہ مرقدہ سے بیعت ہو گیا تھا۔ آپ نے چونکہ مجھ ہی سے استشارہ کیا تھا۔ اس واسطے میں نے المستشار موتمن کے موافق اپنا خیال صاف ظاہر کر دیا۔ اللہ تعالیٰ وہ وقت لاوے کہ آپ جیل خانہ سے عزت کے ساتھ بری ہوں۔ ۱۰ صفر ۱۳۴۱ھ۔ اللھم امین۔ والسلام۔

اس کے بعد بندہ نے بذریعہ عریضہ حضرت شیخ الادب رحمۃ اللہ علیہ کی وساطت سے حضرت مدنی قدس سرہ سے بیعت کی درخواست کی تو حضرت نے شرف قبولیت بخشا اور شیخ الادب رحمۃ اللہ علیہ کی وساطت سے ہی ذکر اللہ کی تلقین فرمائی۔ الحمد للہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے توسل کی برکت سے جیل کے ایام گویا کہ خواب کی طرح گزر گئے۔ اس دوران میں حضرت الشیخ قدس سرہ کی خدمت میں عریضہ لکھتا رہا اور حضرت بھی اپنی خصوصی شفقت سے نوازتے رہے۔ بندہ کے دل میں اس امر کا کوئی تصور بھی نہ تھا۔ مگر قید کے آخری ایام میں حضرت مدنی قدس سرہ نے دوسروں کو تلقین ذکر وغیرہ کی اجازت عطا فرمادی اور پھر رہائی کے بعد بھی آپ نے یہی ارشاد فرمایا اپنی نااہلی کے پیش نظر بہت تعجب ہوا اور حضرت شیخ الادب کی درخواست میں اس کے متعلق عریضہ لکھا تو آپ نے جواب گرامی نامہ میں یہ فرمایا کہ......

آپ کسر نفسی میں اس قدر متجاوز عن الحدود ہو گئے ہیں کہ مجھ کو خوف ہے کہ آپ کے الفاظ کفران نعمت میں داخل نہ ہو جائیں۔ حضرت مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت ہرگز ہرگز نااہل کے لیے نہیں ہو سکتی ہے۔ آپ خدا کا شکر کریں اور اس منصب کو غیر مترقبہ نعمت خیال کر کے مدارج میں ترقی کریں۔ وساوس وخطرات کو دل سے نکال دیں۔ شکر نعمت پر ازدیار نعمت کا وعدہ خداوندی ہے۔ الخ [۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۰ھ یکشنبہ]

## والد مرحوم کی بیعت

موتیا بند کی وجہ سے حضرت والد مرحوم کی بینائی جاتی رہی تھی۔ پیرانہ سالی میں مصائب کا ہجوم تھا۔ حضرت مدنی قدس سرہ سے عقیدت پیدا ہو چکی تھی۔ بندہ نے سنٹرل جیل راولپنڈی سے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے حضرت والد صاحب کو جو عریضہ لکھا وہ حسب ذیل ہے:......

ملاقات کے بعد کا پہلا کارڈ کاشف احوال ہوا۔ الحمد للہ کہ حضرت مدنی مدظلہ اواخر ماہ اگست میں رہا ہو چکے ہیں۔ اس اطلاع سے پہلے ایک عریضہ حضرت الاستاذ (شیخ الادب) کی خدمت میں ارسال کیا تھا۔ لیکن کوئی جواب نہیں آیا۔ احقر کا خیال ہے کہ آپ بیعت کے لیے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے مکاتبت کریں۔ غالباً ان ایام میں دیوبند میں ہی اقامت گزیں ہوں گے۔ اپنی پیرانہ سالی اور دیگر احوال بھی

تحریر کر کے بیعت کی استدعا کریں۔ کیا عجب کہ زندگی کے ان آخری لمحات میں یہ بیعت آپ کی
مغفرت اور قرب خداوندی کا وسیلہ بن جائے۔ اس کے بعد زیادہ مناسب تو یہ ہے کہ آپ ایسا طریقہ
کا محض تطہیر قلب اور حصول رضائے الٰہی کے لیے اختیار فرمائیں اور ہفتہ عشرہ حضرت کی صحبت سے
فیضاب ہوں۔ اس میں بہت زیادہ فائدہ کی امید ہے۔ دارالعلوم بھی دیکھ لیں گے۔ حضرت مولانا
نانوتوی رحمہ اللہ اور حضرت الشیخ الہند رحمہ اللہ کے مزارات کی بھی زیارت ہو جائے گی اور دورۂ حدیث میں بھی
فی الجملہ شرکت نصیب ہوگی۔ بندہ کے لیے بھی خاص دعا کرائیں گے۔ الخ

اس کے بعد جناب والد صاحب رحمہ اللہ نے حضرت مدنی رحمہ اللہ کی خدمت میں بیعت کے لیے عریضہ بھیج دیا تو حضرت نے جو جواب دیا اس کا مضمون یہ تھا کہ:......

بیعت کی ضرورت نہیں۔ آپ اپنے سابق شیخ کے تلقین کردہ وظیفہ کی پابندی کرتے رہیں......

جناب والد کی پہلی بیعت سیال شریف ضلع سرگودھا پنجاب کے کسی بزرگ سے تھی۔ جو خاندان مشائخ کا مرکز رہا ہے۔ والد صاحب مرحوم فرماتے تھے کہ اس کے بعد مجھے حضرت مدنی رحمہ اللہ کا فیضان محسوس ہوتا رہا۔ حضرت مدنی کا یہ گرامی نامہ بھی گھر میں محفوظ نہیں رہا۔ بندہ کی رہائی سے تقریباً دو سال پہلے حضرت والد صاحب انتقال فرما گئے تھے۔ بندہ کی رہائی کی اطلاع پر حضرت شیخ الادب رحمہ اللہ کا جو گرامی نامہ موصول ہوا تھا حسب ذیل ہے:...... بعد از سلام مسنون! یہ اطلاع ملی تھی کہ قادر مطلق نے آپ کو جیل سے رہائی دی ہے لیکن اس سے زیادہ کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ دل چاہتا ہے کہ آپ کی نوازشات سے مستفیض ہوتا رہوں۔ دارالعلوم میں بحمد للہ خیریت ہے۔ حضرت مولانا مدنی مدظلہ بھی خیریت سے ہیں۔ تعلیمی سال ختم ہو رہا ہے اس لیے کتابوں کے ختم کرانے کی طرف توجہ بہت زیادہ ہے۔ [۱۵ جمادی الثانی ۱۳۶۹ھ]

## معذرت

مندرجہ بالا سطور لکھنے کے بعد بندہ کو جماعتی پروگرام کے تحت ایک سنی کانفرنس میں جانا پڑ گیا تھا۔ واپسی پر آشوب چشم کا عارضہ لاحق ہو گیا تھا۔ جس کی وجہ سے عریضہ کی تکمیل نہ کر سکا۔ دوسرے تحریری کام بھی معرض التوا میں پڑ گئے۔ عرفت ربی بفسخ العزائم تقدیرات خداوندی کے سامنے دم مارنے کی گنجائش نہیں۔ گو ابھی تک آنکھوں پر معمولی سا اثر باقی ہے۔ تاہم آج ۲ ذیقعدہ کو پھر حاضر خدمت ہو رہا ہوں۔

## بریلوی علماء کا اعتراض

بندہ نے حضرت والد مرحوم کی ردّ شیعیت میں ایک لاجواب اور معرکۃ الآرا تصنیف ''آفتاب ہدایت'' کے مقدمے میں نئے ایڈیشن کی طباعت پر والد صاحب مرحوم کے حضرت مدنی رحمہ اللہ سے ارادت ہونے وغیرہ کے واقعات لکھ دیئے تھے۔ لیکن بعض بریلوی علماء نے اس کو تسلیم نہیں کیا اور کہا کہ یہ فرضی واقعات ہیں حالانکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت والد مرحوم کو دارالعلوم دیوبند اور حضرات اکابر سے عقیدت کا تعلق حاصل ہو گیا تھا۔ جس کے ثبوت کے لیے حسب ذیل امور کافی ہیں......

① حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب رحمہ اللہ اسیر مالٹا کے بھتیجے مولانا راشد حق صاحب عثمانی مرحوم ہمارے آبائی گاؤں بھیں تحصیل چکوال ضلع جہلم میں دارالعلوم سے میری فراغت کے بعد تشریف لائے تھے۔ جناب والد صاحب مرحوم نے ان کی تقریر اپنی مسجد میں کرائی تھی اور خود بھی دارالعلوم اور اکابر کی تعریف کی تھی اور دارالعلوم گئے۔

② بندہ کی اسارت کے دوران حضرت شیخ الادب رحمہ اللہ کے مکاتیب حضرت والد صاحب مرحوم کے نام آتے رہے ہیں اور والد صاحب دیوبند سے میرے لیے کتابیں بھی منگواتے رہے ہیں۔

چنانچہ والد مرحوم کے نام حضرت شیخ الادب رحمہ اللہ ایک گرامی نامہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ......

جس کتاب کے متعلق حضرت نے ارشاد فرمایا ہے میں ان شاء اللہ جلد ہی عزیز مذکور کے نام بذریعہ پارسل روانہ کر دوں گا۔ قیمت روانہ فرمانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر آپ کو ان سے کوئی زیادہ تعلق ہے تو کسی نہ کسی ادنیٰ درجہ میں میرا بھی تعلق ان سے ہے۔ حضرت مولانا مدنی مدظلہ مراد آباد جیل میں ہیں۔ اسارت کی مدت زیادہ سے زیادہ ایک ماہ میں ختم ہو جانی چاہیے۔ الخ......

[۸ شوال ۶۱ ۱۳ھ]

میرے مقدمہ کی اپیل خارج ہونے کے بعد جناب برادر بزرگ مولانا منظور حسین صاحب شہید رحمہ اللہ کے واقعہ شہادت کی اطلاع جناب والد صاحب نے حضرت شیخ الادب رحمہ اللہ کو بذریعہ خط دی تو شیخ الادب نے حسب ذیل گرامی نامہ ارسال فرمایا...... میرے محترم زیدت معالیکم السلام علیکم! ...... میں منتظر تھا کہ جناب کا والا نامہ عزیزم قاضی مظہر حسین سلمہ کی رہائی کی خبر سنائے گا۔ لیکن مقدرات الٰہیہ کو کوئی طاقت روک نہیں سکتی۔ اس میں شک نہیں کہ جگر پاروں کے یہ صدمے دردناک

صدمات ہیں۔ لیکن مجھ سے زیادہ آپ جانتے ہیں کہ قضاء وقدر کے احکام کے بعد صبر سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرماوے آمین...... اور عزیزم قاضی مظہر حسین سلمہ کو نجات عطا فرماوے۔ آمین۔ [۳۰ جمادی الثانیہ ۱۳۶۱ھ چہار شنبہ]

④ بندہ نے جیل سے جو عریضہ اپنے والد صاحب مرحوم کو حضرت الشیخ المدنی ؒ سے بیعت ہونے کے سلسلہ میں لکھا تھا۔ وہ محفوظ ہے جس کا اقتباس پہلے درج کر دیا۔ البتہ حضرت ؒ کا جناب والد صاحب مرحوم کے نام جوابی گرامی نامہ محفوظ نہیں رہا۔ بہر حال متعلقہ محفوظ خطوط کے بعد اس امر میں شبہ نہیں کیا جا سکتا کہ حضرت والد صاحب مرحوم نے اپنی عقیدت کا مرکز حضرت مدنی قدس سرہ کی شخصیت کو بنا لیا تھا اور اسی بنا پر میری اسارت کے دور میں مرحوم کی خط وکتابت کا سلسلہ حضرت شیخ الادب سے بھی جاری رہا۔......

بندہ نے غالباً ضرورت سے زائد بہت باتیں اپنے عریضہ میں لکھ دی ہیں۔ جس پر معذرت خواہ ہوں......

چونکہ عقیدہ خلافت راشدہ سے عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ ہوتا ہے، اور حسب تصریحات تحقیق اہل سنت مثلاً حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی آیت استخلاف اور آیت تمکین سے خلفاء راشدین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت راشدہ موعودہ ثابت ہوتی ہے اور حجت الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ نے بھی اپنی کتاب ہدایۃ الشیعہ میں آیت استخلاف کی تشریح میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ ''اس سے یہ ثابت ہوا کہ تسلط اہل اسلام اور تمکین دین پسندیدہ اور ازالۂ خوف اور تبدیلی امن جو کچھ تھا سب کا سب اصل میں انہی چار یار رضی اللہ عنہم کے لیے تھا...... القصہ نعمت خلافت ہر چند بالاصالت چار یار ہی کے لیے تھی۔ [قدیم ایڈیشن صفحہ ۵۶۔۵۷]

اس لیے ہم خدام خلافت راشدہ اور حق چار یار رضی اللہ عنہم کے نام سے محنت کر رہے ہیں۔ اہل سنت والجماعت کے امتیازی مسلک حق کا تحفظ اسی سے ہو سکتا ہے۔ علاوہ ازیں پاکستان میں خارجی فتنہ بھی زوروں پر ہے۔ جس کی لپیٹ میں دیوبندی مسلک کے ناواقف لوگ آ رہے ہیں اور یہ خارجی گروہ اہل سنت کے نام سے کام کر رہے ہیں، خلیفہ راشد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خلاف بہت زیادہ زہریلا لٹریچر یہ لوگ شائع کر رہے ہیں ان کا مرکز کراچی میں ہے۔ افسوس ہے کہ عموماً علماء

دیو بند خاموش ہیں۔ حالانکہ تمام اکابر دیو بند نے یزید کے فاسق ہونے کی تشریح فرمائی ہے۔ البتہ تکفیر ولعن میں توقف کیا ہے۔ لیکن یہ خارجی گروہ یزید کا خلیفہ راشد ہونا ثابت کر رہا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ راشد ہونے کی نفی کر رہا ہے...... بندہ اس موضوع پر بھی کتاب لکھ رہا تھا۔ تکمیل و قبولیت کے لیے دعا فرمائیں۔ بندہ ۹ ستمبر کو کراچی سے بذریعہ ہوائی جہاز حج بیت اللہ اور زیارت روضہ رسول ﷺ کے مبارک سفر پر روانہ ہو جائے گا۔ حضرت کا جوابی ارشاد نامہ اب بندہ کو نہیں مل سکے گا۔ حق تعالیٰ ہم سب کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں اور اہل سنت والجماعت کو ہر مقام پر کامیابی نصیب ہو۔

آمین بجاہ خاتم النبیین ﷺ

والسلام

طالب دعا خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ

مدنی جامع مسجد چکوال ضلع جہلم (پاکستان) ۲ ذیقعدہ ۱۴۰۱ھ]

⊛...... ⊛...... ⊛...... ⊛

[مکتوب نمبر ②]

## بنام! حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ

[تاریخ ۶ جمادی الثانیہ ۱۴۰۸ھ]

بگرامی خدمت حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب دام مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مدرسہ کے بارے میں تو دوسرے پرچے پر لکھ دیا ہے۔ وہ حضرت مولانا فرید الوحیدی کو ارسال کر دیں۔ اس کے کوائف میں سے جو مناسب ہو وہ لکھ دیں۔ آپ کی خدمت میں ایک ''اصلاحی مکتوب'' ارسال کیا گیا تھا۔ وہ عرض داشت شیعیت اور خمینیت کے فتنہ کفر کے پیش نظر پیش کی گئی تھی۔ اب تو شیعہ اپنے عقائد وعزائم سمیت کھل کر میدان میں آچکے ہیں۔ خمینی انقلاب کے بعد ان کے حوصلے بڑھ گئے ہیں۔ اب کسی فقہی تاویل کی گنجائش نہیں رہی۔ سانحہ مکہ مکرمہ کے بعد تو تمام دنیائے اسلام میں ان کے خلاف شدید نفرت پیدا ہو چکی ہے۔ شیخ بن باز نے خمینی کے ارتداد کا فتویٰ دے دیا ہے۔ جو المسلمون میں شائع ہو چکا ہے۔ دہلی میں امام کعبہ کی موجودگی میں دو صد علمائے کرام

کے اجتماع میں حضرت مولانا سید اسعد صاحب مدنی سلمہ نے تکفیر شیعہ پر مفصل روشنی ڈالی ہے۔ یہ کاروائی الفتح (بمبئی) میں شائع ہو چکی ہے۔ حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی زید مجدہم کا استفتاء اور فتویٰ الفرقان کے علاوہ بینات اور اقراء ڈائجسٹ کراچی میں شائع ہو چکا ہے۔ بندہ نے بھی اس فتویٰ تکفیر کی تائید میں کچھ لکھ کر بھیج دیا ہے۔ بندہ نے اس سلسلہ میں ایک مضمون سنی و شیعہ متفقہ ترجمہ قرآن کے بارے میں لکھا ہے۔ جوارسال خدمت کیا جارہا ہے۔ اس میں ماہنامہ ''خیر العمل'' کے اقتباسات سے آپ ان کے عقیدہ تحریف قرآن کا جائزہ لے سکتے ہیں۔ حضرت الشیخ المدنی قدس سرہ نے بھی مودودی جماعت کے دستور پر تنقید کرتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ...... کیا اس قاعدہ اور دستور کے تسلیم کرنے کے بعد احادیث اور قرآن قابل اعتماد ہو سکتے ہیں۔ مدار دین کے نقل کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔ جب وہ انفراداً اور اجتماعاً معیار حق نہیں۔ نہ تنقید سے بالاتر ہیں۔ تو ان پر کیسے اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ اور ان کی مرویات کا کوئی اعتبار کیا جا سکتا ہے؟ اس پر تو روافض کا کہنا کہ انہوں نے قرآن میں تحریف کی۔ اس میں سے دس پارے نکال دیئے گئے وغیرہ وغیرہ سب قابل قبول ہو سکے گا۔ الخ

''اس سے واضح ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک بھی شیعہ مذہب کا عقیدہ تحریف قرآن کا ہے اور قرآن کی ترتیب میں تبدیلی (جمع قرآن کے وقت) کا عقیدہ تو عوام شیعہ بھی جانتے ہیں۔ اور وہ اس کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ اور عقیدہ امامت بھی بڑا کفر ہے جس میں تاویل نہیں ہو سکتی۔ اور پھر شیعہ ایک منظم اور مسلح قوت بن کر میدان میں اتر چکے ہیں اور شیعی انقلاب کا پاکستان میں خطرہ ہے کیونکہ نری سیاست میں اسلام کا تو نقصان ہے مروجہ جمہوریت اسلام کا تحفظ نہیں کر سکتی۔ کراچی میں مہاجر موومنٹ کی بلدیاتی انتخابات میں کامیابی آپ کے سامنے ہے۔ اس تحریک کے صدر الطاف حسین، شیعہ اور سنی غافل مہاجرین کے ذریعہ اپنا لوہا منوا لیا ہے۔ برعکس اس کے سنی ذہن بہت کمزور اور برائے نام ہے سیاسی علماء بھی اس فرنگی جمہوریت کی دلدل میں پھنس رہے ہیں۔ آپ اپنی جماعت کو اس چکر سے نکالیں۔ دوسری جمعیت کی پالیسی بھی صحیح نہیں ہے۔ مودودی جماعت کو اپنے اوپر مسلط کر کے انہوں نے اکابر کی محنت ضائع کر دی ہے۔ پوری کوشش کریں کہ جمعیت کے دونوں دھڑے متفق ہو جائیں۔

ایم۔ آر۔ ڈی میں شمولیت کا اصرار فضول ہے۔ اس وقت صرف سنی قوت کی ضرورت ہے۔ جن کی موت و حیات اسلام سے وابستہ ہو۔ شیعہ تنظیموں میں اختلاف برائے نام ہے۔ سب شیعہ انقلاب کے لئے جدوجہد کرتے ہیں۔ حکومت جو بھی آئے گی نری سیاسی ہوگی۔ بہر حال بندہ کی گزارشات پر غور

فرمائیں۔حق تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو اپنی مرضیات کی اتباع کرنے کی توفیق دیں۔اور اہل سنت والجماعت کو ہر محاذ پر کامیابی نصیب ہو۔

آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ مدنی جامع مسجد چکوال

## مودودی مذہب

(نوٹ) مودودی دستور اور عقائد کی حقیقت (جس میں بندہ نے بھی کچھ لکھا) علمی محاسبہ، پاکستان میں جماعت اسلامی شیعہ انقلاب چاہتی ہے۔میاں طفیل محمد کی دعوت اتحاد کا جائزہ''۔اور''پاکستان میں کلمۂ اسلام کی تبدیلی کی ایک خطرناک سازش'' ارسال ہیں۔مناسب سمجھیں تو حضرت مولانا فرید الوحیدی کی خدمت میں ارسال فرمادیں۔والسلام

اگر یہ کتابیں جدہ نہ بھیج سکیں تو اپنے پاس رکھ لیں۔والسلام

یہ عریضہ مکمل کرنے کے بعد ہفت روزہ شیعہ لاہور کا پرچہ (۲۴ جنوری ۱۹۸۸ھ) موصول ہوا۔جس کے اداریہ ص۳ میں مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے کسی بیان کی مدح سرائی کی گئی ہے۔اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ شیعہ کس کس طرح فائدہ اٹھا رہے ہیں۔اور کالم ۴ پر تو ڈاکٹر اقبال مرحوم کو شیعہ زعماء میں شمار کیا گیا ہے۔بہرحال عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ شیعہ مذہب سے غافل نہ رہیں۔اسلام کے نام پر سب سے برا دشمن اس وقت شیعہ ہے پرچہ کی فوٹو سٹیٹ کاپی مرسل ہے۔

والسلام

طالب دعا خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ

مدنی جامع مسجد چکوال ضلع جہلم (پاکستان) ۲ ذیقعدہ ۱۴۰۱ھ]

۞......۞......۞......۞

## مکتوب نمبر (۴)

# بنام حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب مدظلہ

لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ

تحریک خدام اہل سنت پاکستان

۱۱ رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ

بگرامی خدمت حضرت مولانا نعمانی صاحب زید مجدہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ گرامی نامہ محررہ ۱۶ شعبان شریف صادر ہوا۔ مطالب نہ سمجھ سکا۔ اس سے پہلے ۷ جمادی الاخریٰ کا مکتوب بھی موصول ہو گیا تھا۔ لیکن کچھ جماعتی پریشانیوں اور زیادہ غفلت کی وجہ سے جواب میں تاخیر ہوتی گئی جس پر معذرت خواہ ہوں۔

شیخ صدوق کے رسالہ اعتقادیہ کی شرح احسن الفوائد مؤلفہ شیعہ مجتہد مولوی محمد حسین ڈھکو مقیم سرگودھا ارسال خدمت کی جا رہی ہے۔ اسی مصنف نے حضرت والد صاحب مدظلہ کی کتاب "آفتاب ہدایت" کا جواب "تجلیات صداقت" چند سال ہوئے شائع کیا ہے۔

جس کا مختصر جواب تو اسی وقت دے دیا تھا لیکن مفصل جوابی کتاب کی ضرورت ہے۔ خارجی فتنہ حصہ دوم کی تکمیل کے بعد اس کا جواب لکھنے کا ارادہ ہے۔ واللہ المرام۔

شیعہ ہر محاذ پر کام کر رہے ہیں۔ ہمارے حضرات علمائے کرام کسی منصوبہ بندی سے کام نہیں کر رہے۔ مولانا عبدالباسط صاحب کے نام آپ کا جو گرامی نامہ آیا ہے۔ اس کا عکس انہوں نے بندہ کو بھیج دیا ہے۔

(۲)...... یہ امر تاریخی طور پر اہل سنت کے لئے بہت زیادہ افسوس ناک ہے کہ عربی ممالک میں آپ کی کتاب کا عربی ایڈیشن شائع نہیں ہو سکتا۔ ہماری مرعوبیت اور ناکامی کا یہ آخری مرحلہ ہے یہ تو عذاب خداوندی کی ایک شکل معلوم ہوتی ہے جن مراکز اسلام نے دفاع صحابہ کرام علیہم الرضوان کو اپنا دینی و ایمانی مشن بنانا تھا ان کا یہ حال ہے۔ تو پھر ان کا دشمن اور کون ہے اور وہ کس کے دشمن ہیں؟

(۳)...... پاکستان میں شیعہ جارحیت کے رد عمل میں کام تو ہو رہا ہے۔ اور آنجناب کی تصنیف کا بھی بہت اثر ہوا ہے۔ ماشاء اللہ لیکن دیوبندی حلقوں میں مسلکی اور سیاسی داخلی اختلافات اس میں بڑی رکاوٹ ہیں۔ مسلکی فتنے واضح طور پر دو ہیں۔ ایک تو حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار کا فتنہ ہے۔ مولوی

عنایت اللہ شاہ صاحب گجراتی اور ان کی پارٹی کا موضوع تو یہی مسئلہ ہے۔ ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی میں انہوں نے جو اپنی بدا عقیدہ کا عقیدہ لکھا ہے اس میں استمداد کا بھی انکار کیا ہے بلکہ اس کو ذریعہ شرک قرار دیا ہے۔ جس کی فوٹو اسٹیٹ کاپی ارسال ہے۔

دوسرا داخلی فتنہ یزید بعد کا ہے اس کا بانی تو دور حاضر میں محمود احمد عباسی ہے۔ اور اس کی تصانیف سے متاثر ہوکر کئی علماء شیعیت کے ردعمل میں یزید کو صالح و عادل بلکہ خلیفہ راشد مانتے ہیں۔ چنانچہ دارالعلوم تعلیم القرآن راولپنڈی (جس کے بانی مولانا غلام اللہ خان مرحوم ہیں) کے مفتی عبدالرشید صاحب نے بھی ایک استفتاء کے جواب میں یزید کو خلیفہ راشد قرار دیا ہے۔ اور اسی پارٹی کے ایک اور شیخ الحدیث مولوی محمد حسین نیلوی مقیم سرگودھا نے یزید کو خلیفہ راشد لکھا ہے۔ منکرین حیات اکثر یزیدیت کے حلقہ بگوش بن رہے ہیں۔ یہ سلف صالحین کی تحقیق پر عدم اعتماد کا نتیجہ ہے۔

## سیاسی فتنہ

سیاسی طور پر جمعیت علمائے اسلام دو دھڑوں میں منقسم ہے۔ ایک حضرت درخواستی گروپ اور دوسرا فضل الرحمٰن گروپ۔ دوسرا ایم آر ڈی کے ساتھ ہے (گو اب بے نظیر سے ان کا اختلاف ہو رہا ہے) اور پہلا گروپ خاکسار پارٹی سے اشتراک کر رہا ہے۔ اور غالباً جماعت اسلامی سے بھی اشتراک کریں گے۔ اور جماعت اسلامی اور شیعہ پاکستان میں بھی خمینی انقلاب لانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں بندہ نے ایک پمفلٹ شائع کیا ہے۔ ''جماعت اسلامی پاکستان میں شیعہ انقلاب لانا چاہتی ہے۔'' جو آپ کی خدمت میں بھی ارسال ہے۔ حضرت مولانا سید اسعد صاحب مدنی مدظلہ نے جمعیت کے دونوں دھڑوں کو متحد کرنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ اس میں رکاوٹ زیادہ تر اپنی اپنی پارٹی کا وقار ہے۔ اصل میں قیادت کا فقدان ہے۔ حضرت درخواستی گروپ نے سینٹ میں شریعت بل پیش کیا تھا۔ جس کی حکومت نے تشہیر کی۔ لیکن اس میں ہمارے نزدیک کچھ خامیاں تھیں اس لئے تحریک خدام اہل السنت کی طرف سے اس کے ساتھ ترمیمی تجاویز بھی شائع کر دی گئیں۔ یہ بھی ارسال ہیں۔ مجوزہ شریعت بل کی شیعہ بھی کھل کر مخالفت کر رہے ہیں اور غیر مقلدین بھی۔

## متحدہ سنی محاذ

چند ماہ ہوئے متحدہ سنی محاذ پاکستان قائم ہوا تھا۔ جس میں چار جماعتیں شامل ہوئیں۔

❶ تنظیم اہل سنت، ❷ سواد اعظم اہل سنت، ❸ جمعیت اہل سنت، ❹ تحریک خدام اہل سنت۔

سنی محاذ کے کنوینر حضرت مولانا عبدالستار صاحب تونسوی صدر تنظیم اہل سنت پاکستان مقرر ہوئے۔ جو مشہور مناظر بھی ہیں۔ لیکن شریعت بل میں ہم نے جو ترمیمی تجاویز متحدہ سنی محاذ کی طرف سے لکھی تھیں۔ باقی تین جماعتوں نے اس کی تائید نہ کی۔ بالآخر مجبوراً تحریکِ خدام اہل سنت کی طرف سے اس کی اشاعت کی گئی۔ جس کو علماء کی اکثریت نے پسند کیا۔ اگر ہم بھی یہ ترامیم پیش نہ کرتے تو یہی سمجھا جاتا کہ اہل السنت والجماعت کی طرف سے سنی سٹیٹ۔ خلاف راشدہ اور فقہ حنفی کا کوئی مطالبہ ہے ہی نہیں۔ حالانکہ انہی مطالبات کی بنا پر ہم شیعیت کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اور متحدہ سنی محاذ کے قیام کی بنیاد بھی یہی ہے۔

## بریلوی مکتبہ فکر

بریلوی علماء اپنی مسلکی بنیاد پر منظم ہیں۔ جمعیت علمائے پاکستان نے ملک میں ایک مقام پیدا کر لیا ہے۔ اور ہماری کمزوریوں سے بھی ان کو تقویت ملی ہے ویسے ہم بریلویوں سے محاذ آرائی نہیں کرتے۔ اسٹیج پر ایسے اختلافی مسائل نہیں چھیڑتے۔ جس کی وجہ سے عوام ہمارے زیر اثر آرہے ہیں۔ ہم صرف سنی شیعہ اختلاف سمجھاتے ہیں۔ عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم و اہل بیت رضی اللہ عنہم اور خلافتِ راشدہ کا ذہن بناتے ہیں۔ سنی قابل رحم ہیں۔ ہم قریب نہ کریں تو شیعہ ان کو اپنا لیتے ہیں۔ اور تعلیم یافتہ طبقہ کو مودودی متاثر کر لیتے ہیں۔ کالجوں میں ہمارا کام نہیں ہوا اور اسلامی جمعیت الطلبہ نے اسلام کے نام پر ایک بڑی طاقت بنالی ہے۔

## ایک عظیم نقص

علماء و صلحا کی کمی نہیں۔ لیکن مذہبی طبقہ میں اصل جوہر کی جو کمی ہے وہ ہے ایثار و قربانی۔ اعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ کو اپنے دینی پروگراموں سے عموماً نکال دیا گیا ہے۔ اور آج اسی کے نتائج ہمارے سامنے ہیں۔

ایک تقیہ باز قوم سے عرب کے اہل توحید خوف زدہ ہیں کہ عربی ایڈیشن بھی شائع کرنے کی جرأت

نہیں کر سکتے۔ آج وہی حالات ہیں جنہوں نے حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کو ذکر و علم کے گوشوں سے نکال کر میدان میں لا کھڑا کیا تھا۔ اس کے بغیر ہمارا وجود باقی نہیں رہ سکتا۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا المدنی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ الہند قدس سرہ کے خطبہ علی گڑھ کے یہ الفاظ نقل فرمائے ہیں .....

میں نے اس پیرانہ سالی اور علالت و نقاہت کی حالت میں آپ کی اس دعوت پر اس لئے لبیک کہا کہ میں ایک گم شدہ متاع کو یہاں پانے کا امیدوار ہوں۔ بہت سے نیک بندے ہیں جن کے چہروں پر نماز کا نور اور ذکر اللہ کی روشنی جھلک رہی ہے۔ لیکن جب ان سے کہا جاتا ہے کہ خدارا جلدی اٹھو اور اس امت مرحومہ کو کفار کے نرغے سے بچاؤ تو ان کے دلوں پر خوف و ہراس طاری ہو جاتا ہے۔ خدا کا نہیں بلکہ چند ناپاک ہستیوں کا، ان کے سامان حرب و ضرب کا۔ [نقشِ حیات جلد دوم ص ۲۵۷]

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ الہند بڑے بڑے علماء اور مشائخ سے چونکہ ناامید اور مایوس تھے (جیسا کہ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ بعض اہل اللہ نے مجھ کو یہ نصیحت کی تھی) الخ

[نقشِ حیات جلد دوم ص ۱۳۷]

اسی سلسلہ میں ایک گزارش یہ بھی ہے کہ تبلیغی جماعت ایک عالمی تنظیم ہے۔ ان کی محنت قابل رشک ہے۔ ہزاروں کی زندگیاں بدل گئی ہیں۔ عمریں اس راہ میں وقف کر دی ہیں۔ اگر آپ حضرات ان کو اعدوا لھم کی طرف توجہ دلائیں اور حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کو پیش نظر رکھا جائے۔ تو جو مقصد آپ کا ہے۔ سبائی فتنے کے اس سیلاب کو اسی صورت میں روکا جا سکتا ہے۔ واللہ نصیر۔

بندہ نے حالات و آراء پیش خدمت کر دیئے ہیں۔ آپ جو لائحہ عمل اختیار فرما لیں۔ بندہ کی رائے میں حضرت کی یہاں تشریف آوری کا یہ موقعہ نہیں۔

رمضان المبارک کے بعد بے نظیر بھٹو حکومت سے ٹکرانے کی کوشش کرے گی۔ شیعہ بے نظیر کے ساتھ ہیں۔ قوم کا رجحان عموماً سیاسی ہنگامہ آرائیوں کی طرف ہے۔ کراچی میں اب بھی کرفیو نافذ ہے۔ اس کشمکش میں دو بڑے دھڑے بالمقابل ہوں گے۔ حکومت اور ایم آر ڈی وغیرہ۔ بیرونی تخریبی قومیں کام کر رہی ہیں۔ حکومت سے مذہبی طبقہ بھی مطمئن نہیں۔ زیارت کا شوق تو ہے لیکن ایام حج بھی ہیں۔ بندہ نے بھی حرمین شریفین کی حاضری کے لئے جانا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ان حالات میں بندہ کی یہ رائے بھی ہے کہ عربی ایڈیشن پاکستان میں شائع نہ کیا جائے۔ پابندی کا خطرہ ہے حکومت روافض سے مرعوب ہے۔ ہندوستان میں ہی طبع کرایا جاے وہاں یہ خطرات نہیں ہیں۔
حق تعالیٰ اہل السنت والجماعت کو ہر محاذ پر کامیابی عطا فرمائیں۔ آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

والسلام!
طالب دعا خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ
مدنی جامع مسجد چکوال ضلع جہلم (پاکستان)

❁......❁......❁......❁
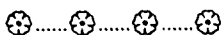
[مکتوب نمبر ۴]

## بنام! مجاہد ملت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا المکرم زید مجدھم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ! گرامی نامہ ملا۔ طالب خیر بخیر ہے
حافظ عبدالوحید صاحب کو بھیج رہا ہوں۔ مودودیت کے متعلق ایک خط کا جواب جو خدام الدین میں بھی شائع ہو گیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔
اس میں بندہ نے متحدہ محاذ وغیرہ کے متعلق اپنا موقف ظاہر کر دیا ہے۔ آپ کے بارے میں بھی جو استفسار تھا اس کا جواب بھی دے دیا ہے۔ اگر آپ کے الجمعیت میں بھی شائع ہو جائے تو مفید ہو گا۔
فریق ثانی تو اس کو بھی بہت سمجھیں گے۔ لیکن اپنے موقف کا اظہار ضروری تھا۔
(۲)......آپ تشریف لائیں ۳ دسمبر کو، بندہ نے حاجی شبیر احمد صاحب سے مختلف پہلوؤں پر عرض کر دیا تھا۔ اس سے آگے فی الحال جانا خدام اہل سنت کے کام میں نقص کا باعث بنتا ہے۔ گاہے بگاہے اس طرح کا تائیدی بیان ان شاء اللہ شائع ہوتا رہے گا۔ میری رائے بھی یہی ہے کہ آپ کی جمعیت وزارت وغیرہ نہ قبول کرے۔ اور ملکی سالمیت کے لئے اگر آپ حالات کے تحت حکومت کی اعانت مفید سمجھتے ہیں تو اپنے سٹیج پر بقدر ضرورت کرتے رہیں۔
اگر ابتداء ہی وزارت وغیرہ کی بات نہ ہوتی بلکہ آپ کی طرف سے اس کے عدم قبولیت کا اظہار ہو جاتا

تو اس سے اہل اقتدار پر بھی اچھا اثر پڑتا اور قوم میں بھی کوئی پروپیگنڈہ نہ چل سکتا۔ اس طرح مذہبی طبقہ خاصی تعداد میں آپ کے شریک کار ہو سکتا تھا۔ مجھے احساس ہوتا ہے کہ آپ یہاں تشریف لائیں اور میں آپ سے مکمل تعاون نہ کروں۔ لیکن جو کام اہل سنت کا بندہ نے شروع کیا ہے وہ ایک مستقل تحریک کی شکل میں کرنا ضروری ہے۔ اس لئے اور امور سے صرف نظر کرتے ہوئے بندہ اس کام کو آگے بڑھانا چاہتا ہے۔

اہل سنت کسمپرسی کے عالم میں ہیں۔ اور سیاسی پارٹی کی حیثیت سے یہ کام نہیں ہو سکتا۔ اہل سنت کی بنیاد پر محنت کرنے کی بڑی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ خلوص وہمت عطا فرمائیں۔ آمین۔

میرے رسالہ ''ہم ماتم کیوں نہیں کرتے'' کا جواب شیعوں نے شائع کیا ہے۔ آج کل اس کے جواب کی تیاری میں مصروف ہوں۔ دعا فرمائیں کہ محرم سے پہلے پہلے کتاب کی تصنیف مکمل ومدلل ہو کر شائع ہو سکے۔ والسلام خیر ختام اگر کوئی زیادہ ضروری ارشاد ہو تو حامل عریضہ کو تحریر کر کے دے دیں۔

آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ

۲ ذیقعدہ ۱۳۹۳ھ ۲۹ نومبر ۱۹۷۳ء

## مکتوب نمبر ⑤

## بنام! شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ ۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۸ھ

بخدمت حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی زید فضلہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ

طالب خیر بخیریت ہے ''اثنا عشری شیعہ کیوں کافر ہیں'' کا مسودہ ارسال خدمت کر رہا ہوں۔ اصل فتویٰ ماشاء اللہ مدلل ہے۔ البتہ پاکستان کے شیعہ مصنفین کے اقتباسات کی ضرورت کے پیش نظر بندہ نے یہ مضمون لکھ دیا ہے۔ تاکہ ازروئے تقیہ پاکستانی علماء مجتہدین یہ نہ کہہ سکیں کہ ہم تحریف قرآن کے قائل نہیں ہیں وغیرہ۔ ماہنامہ الفرقان کو بھی یہ مسودہ بھیجا جا رہا ہے۔ اگر اصل فتویٰ کے ساتھ ہی کتابی شکل میں یہ مسودہ شائع ہو جائے تو بہتر ہے۔ ورنہ آپ بینات کے کسی شمارے میں شائع کر دیں۔ اور اگر اس کو

کی۔ آپ پر ہمارا درود کس طرح پیش کیا جائے گا۔ جبکہ آپ بوسیدہ ہو چکے ہوں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیائے کرام ﷺ کے اجسام حرام کر دیئے ہیں۔

اس حدیث کو صحیح قرار دیا گیا ہے۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ اس دنیا میں بھی رسول اکرم ﷺ پر امت کا درود پیش کیا جاتا تھا۔ (۲) جس وقت میں صحابہ کرام ﷺ کو یہ اشکال ہوا کہ وفات کے بعد آپ کا جسم بوسیدہ ہو جائے گا تو پھر کس طرح درود آپ پر پہنچے گا۔ تو حضور ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ انبیائے کرام کے اجسام بھی قبر میں محفوظ رہیں گے۔ اس لئے مجھ پر موت کے بعد بھی درود اس جسم پر پہنچتا رہے گا۔ جس طرح اس جہاں میں پہنچتا ہے۔ اور چونکہ اس میں آپ پر درود جسم مع الروح پہنچتا تھا۔ اس لیے یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ قبر مبارک میں بھی درود شریف جسم مع الروح زندہ ہونے کی حالت میں پہنچتا ہے۔

اس لیے امت میں سے کسی نے اہل سنت والجماعت میں سے اس کا انکار نہیں کیا۔ (۳) البتہ یہ فرق ضرور ہوگا کہ اس جہاں میں زندگی کی کیفیت اور ہے۔ اور وفات کے بعد قبر مبارک میں جسم اطہر کی حیات کی کیفیت اور ہے۔

کیونکہ وہ عالم برزخ ہے۔ لیکن اس حیات کا تعلق بھی جسم اطہر سے ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت فرمائیں۔ آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ

⊛.....⊛.....⊛.....⊛

## [مکتوب نمبر ⑥]

## بنام! حضرت مولانا حکیم حافظ محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بخدمت برادر حافظ صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

عنایت نامہ ملا۔ طالب خیر بخیر ہے..... میری رائے تو یہ ہے کہ جو احباب جمعیت سے مستعفی ہوئے ہیں وہ خدام اہل السنت قائم کر لیں۔ اور کام کریں۔ البتہ الیکشن میں وہ ووٹ جمعیت کے نمائندہ کو

## مکتوب نمبر ⑨

## بنام! یادگار اسلاف مولانا حافظ محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ! رقعہ ملا...... تم نے لکھا ہے کہ کسی نے سوال کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیعت لی تھی اس خبر پر کہ قریش نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ بعد میں اطلاع آتی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ زندہ ہیں تو اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پہنچتا ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آپ پر درود شریف پڑھا ہوگا اور آپ تک پہنچا ہوگا۔ جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہو جانا چاہیے تھا۔ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ زندہ ہیں پھر کیوں آپ نے ان کو وفات یافتہ قرار دیا؟

**الجواب:** منکرین حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم عموماً یہ سوال پیش کیا کرتے ہیں، اور یہ سوال ہی ان کی کم فہمی پر دلالت کرتا ہے، کیونکہ اس میں کوئی اشکال نہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ جب بھی کوئی درود شریف پڑھے اسی وقت دربار رسالت میں پہنچ جائے۔ اللہ تعالیٰ اپنی حکمت کے تحت وقتی طور پر ملائکہ کو روک سکتا ہے۔ کہ وہ جلدی درود نہ پہنچائیں۔ تاکہ صحیح حقیقت معلوم نہ ہونے کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے موت و حیات کی بیعت لے لی جائے۔

(۲)...... اور اس حکمت کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ اطلاع نہ دی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ زندہ ہیں۔ اس واقعہ سے یہ بات تو ثابت ہوتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب نہ تھے۔ لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ امتیوں کا درود شریف کا آپ پر پہنچایا ہی نہیں جاتا۔

(۳)...... جب صحیح حدیث سے ثابت ہے تو پھر اعتراض کی کیا گنجائش ہے۔ چنانچہ ابوداؤد شریف میں ہے۔ **ان من افضل ایامکم یوم الجمعة فیه خلق آدم و فیه قبض وفیه النفحة وفیه الصعقة فاکثرو اعلیٰ من الصلوٰة فیه فان صلوتکم معروضة علی قال قالو ا یا رسول الله وکیف تعرض صلوتنا علیک وقد ارمت فقال ان الله عزو جل حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء۔**

''بے شک تمہارے افضل دنوں میں سے ایک دن جمعہ کا ہے۔ اس میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے اور اس میں ان کی وفات ہوئی اور اس میں نفخۂ اولیٰ ہوگا اور اس میں صاعقہ ہوگا۔ سو تم جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو۔ کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض

کی۔ آپ پر ہمارا درود کس طرح پیش کیا جائے گا۔ جبکہ آپ بوسیدہ ہو چکے ہوں گے" تو آپ ﷺ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیائے کرام ﷺ کے اجسام حرام کر دیئے ہیں۔

اس حدیث کو صحیح قرار دیا گیا ہے۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ اس دنیا میں بھی رسول اکرم ﷺ پر امت کا درود پیش کیا جاتا تھا۔ (۲) جس وقت میں صحابہ کرام ﷺ کو یہ اشکال ہوا کہ وفات کے بعد آپ کا جسم بوسیدہ ہو جائے گا تو پھر کس طرح درود آپ پر پہنچے گا۔ تو حضور ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ انبیائے کرام کے جسم بھی قبر میں محفوظ رہیں گے۔ اس لئے مجھ پر موت کے بعد بھی درود اس جسم پر پہنچتا رہے گا۔ جس طرح اس جہان میں پہنچتا ہے۔ اور چونکہ اس میں آپ پر درود جسم مع الروح پہنچتا تھا۔ اس سے یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ قبر مبارک میں بھی درود شریف جسم مع الروح زندہ ہونے کی حالت میں پہنچتا ہے۔

اس لیے امت میں سے کسی نے اہل سنت والجماعت میں سے اس کا انکار نہیں کیا۔ (۳) البتہ یہ فرق ضرور ہوگا کہ اس جہاں میں زندگی کی کیفیت اور ہے۔ اور وفات کے بعد قبر مبارک میں جسم اطہر کی حیات کی کیفیت اور ہے۔

کیونکہ وہ عالم برزخ ہے۔ لیکن اس حیات کا تعلق بھی جسم اطہر سے ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت فرمائیں۔ آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ

## مکتوب نمبر ۵

## بنام! حضرت مولانا حکیم حافظ محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بخدمت برادر حافظ صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

عنایت نامہ ملا۔ طالب خیر بخیر ہے میری رائے تو یہ ہے کہ جو احباب جمعیت سے مستعفی ہوئے ہیں وہ خدام اہل السنت قائم کر لیں۔ اور کام کریں۔ البتہ الیکشن میں وہ ووٹ جمعیت کے نمائندہ کو

دیں۔ اگر وہ قابلِ اعتماد ہو اور اگر جمعیت کسی ایسے نمائندہ کی حمایت کرے جو اعتقادی قابلِ اعتماد نہ ہو۔ یا سیاسی طور پر تو پھر اپنی صوابدید سے کام لیں۔ واللہ اعلم

استفتاء کی اشاعت کے بارے میں تردد ہے۔ اب راجح یہ معلوم ہوتا ہے کہ شائع کر دیا جائے۔ کیونکہ متعدد خطوط میں استفسار آتے رہتے ہیں اور علمائے جمعیت کی طرف سے یہ توجیہہ کی جاتی ہے کہ حضرت ﷺ نے سیاست میں ہندو، سکھ وغیرہ کو بھی شریک کر لیا تھا۔ اور یہ غلط فہمی یا تلبیس ہے۔

محترم حافظ صاحب سلمہ (پٹولیاں) کی خدمت میں بعد سلام مسنون یہ عرض کر کے مشورہ کر لیں اور احباب سے بھی۔

''مودودی مذہب'' کی کتابت تھوڑی باقی رہ گئی ہے بہتر یہ ہے کہ آپ احباب مل کر اس کو طبع کرائیں۔ خدام اہل السنت کی طرف سے ہی۔ اس میں اضافات بھی ہیں یہ کام ضروری ہے۔

جہلم میں ایک پندرہ روزہ ''عمل'' نکلتا ہے ان سے بات کی ہے کہ خدام اہل السنت کی خبریں شائع کریں۔ فیصلہ ہوا ہے کہ ہفتہ میں وہ خدام کے لئے ضمیمہ شائع کر دیا کریں گے۔ اس طرح ہفت روزہ کا فائدہ ہو جائے گا۔ اگر احباب عمل کی اشاعت میں کوشش کریں تو اس میں خدام اہل السنت کے مؤقف کی وضاحت وغیرہ کے مضمون شائع ہوتے رہیں گے۔ نیز اب اپنا ماہنامہ یا ہفت روزہ ضرور جاری کرنا چاہیے ''خدام اہل السنت'' کے نام سے ماہنامہ کا ڈیکلریشن لینے کے لئے کوشش ضروری ہے۔ واللہ اعلم

حافظ محمد حیات صاحب، حافظ شاہ محمد صاحب، حافظ محمد شعیب صاحب وغیرہ احباب کی خدمت میں سلام۔ ہمیں خدام کے مشن اور تعمیری کام میں توقف نہیں کرنا چاہیے۔ مولانا ہزاروی سے تا حال ملاقات نہیں ہوئی اور نہ ہی کوئی فائدہ ہے۔

مولانا سید گل بادشاہ صاحب نے تحریر فرمایا تھا کہ ''شوریٰ میں بندہ کے موقف کو صحیح تسلیم کر لیا گیا ہے۔ اکثریت نے خاکسار پارٹی کی شمولیت پر احتجاج کیا تھا۔ لیکن فیصلہ یہ ہوا کہ الیکشن کے اختتام تک ان کی شمولیت باقی رکھی جائے'' اور بندہ کے نزدیک یہی بے اصول فیصلہ ہے جو حق پرستی کے خلاف ہے۔

والسلام

خادم اہل سنت مظہر احقر مظہر حسین غفرلہ

مدنی جامع مسجد چکوال ۲۱ جمادی الاول ۹۰ھ

❀ ...... ❀ ...... ❀ ...... ❀

**مکتوب نمبر ۷**

# بنام! فاضل دیو بند مولانا قاضی عبدالکریم صاحب مدظلہ، کلاچی

بخدمت حضرت مولانا قاضی عبدالکریم صاحب زید مجدہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ! طالب خیر بخیر ہے۔ آپ نے گرامی نامہ مورخہ ۲۱ رمضان المبارک میں حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے قاتل کے بارے میں دریافت فرمایا تھا۔ اور اسی سلسلہ میں آپ نے جناب محمد بن ابی بکر کے قتل کے بارے میں اکمال کا حوالہ دیا تھا کہ **قتله اصحاب معاویه ... الخ**

آپ نے کسی ماہنامہ کا بھی ذکر فرمایا تھا کہ اس میں اس مسئلہ پر بحث کی گئی ہے سو بندہ کو کسی بھی ماہنامہ کے متعلق یاد نہیں ہے۔ محققین اہل سنت کا دعوی یہی ہے کہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے قتل نہیں کیا۔ اس قضیہ کے بارے میں جو حوالہ جات ملے ہیں حسب ذیل ہیں۔ [1]

(۴) یہ دیکھ کر محمد بن ابی بکر نے اپنے دونوں ساتھیوں سے کہا تم دونوں یہاں ہی ٹھہرو۔ عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کی بیوی بھی ہیں۔ پہلے میں جاتا ہوں۔ جب میں انہیں پکڑ لوں تو تم دونوں ان پر حملہ کر کے قتل کر دینا۔ چنانچہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر عثمان رضی اللہ عنہ کی داڑھی پکڑی۔ اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ بخدا اگر تمہارے والد تمہیں یہ کام کرتے دیکھتے تو انہیں برا معلوم ہوتا۔ اور انہیں بہت دکھ ہوتا۔ یہ سن کر محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ڈھیلا پڑا۔ اس نے داڑھی چھوڑ دی۔ الخ

[تاریخ الخلفاء مترجم ص۱۸۶]

(۵)......ابن جریر رحمہ اللہ طبری لکھتے ہیں: محمد بن ابی بکر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور انہوں نے ان کی داڑھی پکڑ لی۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ تم نے جس چیز کو پکڑا ہے اور جس طرح میرے ساتھ سلوک کیا ہے۔ تمہارے والد (ابی بکر) اسے نہیں پکڑتے تھے اور نہ میرے ساتھ ایسا سلوک کرتے تھے۔ اس پر اس نے آپ کو چھوڑ دیا اور چلا گیا۔ [تاریخ طبری مترجم حصہ سوئم ص۴۹۶]

(ب)......آخری شخص جو اندر جا کر واپس آ گیا وہ محمد ابن ابی بکر رضی اللہ عنہ تھے۔ جب محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ

---

[1] سوال مذکور کے جواب میں حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ نے آٹھ حوالہ جات تحریر فرمائے پہلے تین باوجود بسیار کوشش کے فوٹو کاپی کے انتہائی خستہ ہونے کی وجہ سے پڑھے نہ جا سکے۔ باقی پانچ حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

بھی نکل آئے اور لوگوں نے دیکھا کہ وہ شکست دل ہو رہے ہیں۔ تو قتیرہ سودان بن حران جو دونوں قبیلہ سکونحر سے تعلق رکھتے تھے۔ اور کوفہ کے رہنے والے تھے۔ اس کام کے لیے تیار ہوئے ان دونوں کے ساتھ غافقی بھی شریک تھا۔ الخ...... [ایضا تاریخ طبری ص ۵۰۷]

(٦)......طبقات ابن سعد مترجم حصہ سوم میں یہ روایت ہے کہ: محمد بن ابی بکر ان سب کے آگے بڑھا، عثمان رضی اللہ عنہ کی داڑھی پکڑ لی۔ اور کہا او بوڑھے احمق خدا تجھے رسوا کرے۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا میں بوڑھا احمق نہیں ہوں۔ میں اللہ کا بندہ اور امیر المومنین ہوں۔ الخ

(٧)......مولانا اکبر شاہ خان نجیب آبادی لکھتے ہیں محمد بن ابی بکر نے کہا۔ تجھ کو اس بڑھاپے میں بھی خلافت کی ہوس ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہارے باپ ہوتے تو وہ میرے اس بڑھاپے کی قدر کرتے اور میری اس داڑھی کو اس طرح نہ پکڑتے۔ محمد بن ابی بکر یہ سن کر کچھ شرما گئے اور داڑھی چھوڑ کر واپس چلے گئے۔ ان کے واپس جانے کے بعد بدمعاشوں کا ایک گروہ اس طرف سے دیوار کود کر اندر آیا۔ الخ

[تاریخ اسلام حصہ اول ص ۴۵۵]

(٨)......سب سے پہلے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ اور آپ کی ریش مبارک پکڑ لی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اے محمد بن ابی بکر! اگر تمہارے والد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ تم کو میرے ساتھ یہ برتاؤ کرتے ہوئے دیکھتے تو خدا کی قسم ان کو بڑا رنج ہوتا۔ یہ سن کر محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں لرزا پڑ گیا اور وہ پیچھے ہٹ گئے۔ مگر وہ دونوں جوان کے ساتھ تھے۔ انہوں نے انہیں امیر المومنین کو ذبح کر دیا۔ الخ

[خلفائے راشدین مؤلفہ امام اہل سنت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ]

## تبصرہ

مذکورہ بعض روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو خود قتل کیا ہے۔ لیکن اکثر روایات میں یہی ہے کہ حضرت عثمان ذوالنورین کی تنبیہ پر انہوں نے داڑھی چھوڑ دی۔ اور وہاں سے نکل گئے۔ اور یہی صحیح ہے۔ چنانچہ ابن اثیر اس کے متعلق لکھتے ہیں۔ فترکہ وخرج۔ علاوہ ازیں حافظ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ...............اپنی کتاب تطہیر الجنان میں دونوں قسم کی روایتیں پیش کرتے ہوئے حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے متعلق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو زخمی کرنے کی روایت کی سند کے متعلق فرماتے ہیں...... اس کے بعض راویوں کو میں نہیں جانتا۔ اور دوسری روایت کے بارے میں

لکھتے ہیں ......اور ایک روایت میں جس کے راوی ثقہ ہیں۔ مذکور ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان تینوں حضرات کو خواب میں دیکھا۔ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا صبر کرو۔ شب آئندہ میں تمہارے ہاں روزہ افطار کرو گے ......... اور ایک روایت میں جس کے راوی ثقہ ہیں مذکور ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جب یہ خواب دیکھا تو اپنا دروازہ کھول دیا اور قرآن مجید اپنے سامنے رکھ لیا۔ اس حالت میں محمد بن ابی بکر ان کے پاس پہنچے اور ان کی داڑھی پکڑ لی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ تم نے میرے ساتھ وہ بات کی کہ اگر تمہارے باپ ہوتے تو وہ کبھی ایسا نہ کرتے یہ سن کر محمد بن ابی بکر نے داڑھی چھوڑ دی اور باہر چلے گئے۔ الخ

[تنویر الایمان ترجمہ تطہیر الجنان مترجم امام اہل سنت مولانا لکھنوی رحمہ اللہ]

تو روایتاً و درایتاً دونوں طرح یہی بات صحیح ہے کہ حضرت محمد بن ابی بکر نے داڑھی چھوڑ دی اور وہاں سے نکل گئے۔ بعد میں دوسرے باغیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ محمد بن ابی بکر کا وہاں سے چلا جانا ان کی توبہ کی دلیل ہے لہٰذا یہ دعویٰ صحیح ہے کہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو کسی صحابی نے قتل نہیں کیا۔

② حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی لاش کو جیفۂ حمار میں ڈال کر جلا دینے کی روایت تاریخ بن اثیر رحمہ اللہ میں ہے یا اکمال میں۔ اسماء الرجال کی کسی کتاب میں نظر سے نہیں گزری۔ اس کی سند کی تحقیق بھی نہیں کی۔ احتمال ہے کہ یہ روایت بھی وضعی ہو۔ اگر ایسا واقعہ ہوا بھی ہے تو کوئی صحابی رضی اللہ عنہ اس کے مرتکب نہیں ہوئے۔ حضرت عمرو بن العاص کا بھی اس سے کوئی تعلق نہیں اور غیر صحابہ نے اگر ایسا کیا بھی ہے تو اس کا دفاع ہمارے لئے ضروری نہیں۔ کیونکہ اصطلاحاً تابعی وہ ہے جو صحابہ رضی اللہ عنہم کا مہاجر یا انصار کا متبع ہو۔ حسب ارشاد خداوندی والذین اتبعوھم باحسان ۔ اگر قرآنی شرط کو نظر انداز کر دیا جائے اور صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رؤیت والوں کو تابعین میں شمار کی جائے تو پھر قاتلین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی تابعین کرام میں شامل ہو جائیں گے اور یزید اور اس کے ظالم کمانڈر مسلم بن عقبہ وغیرہ بھی۔

③ حضرت محمد بن ابی بکر پر رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر رحمت تو پڑی ہو گی۔ اگرچہ کسی کتاب میں اس کی تصریح نہیں دیکھی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی جو متفق علیہ تعریف ہے اس میں وہ شامل نہیں ہوتے۔ تبرکاً ان کو صحابہ کرام میں شمار کیا جائے گا۔ علاوہ ازیں جنگ جمل اور جنگ صفین وغیرہ میں بھی دونوں طرف

میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقتلہ بھی شدید ہوا۔ ہزار ہا جانیں قربان ہوئیں۔ اس کے باوجود اہل سنت والجماعت کا مسلک حق یہی ہے کہ چونکہ فریقین کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نیت صحیح تھی۔ اپنے اپنے اجتہاد کے تحت انہوں نے جنگوں میں حصہ لیا۔ اس لئے وہ قابل گرفت نہیں۔ بلکہ اجتہادی خطا پر بھی نیک اجر ملتا ہے۔ جناب محمد بن ابی بکر نے بھی اگر حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی مخالفت کی ہے تو اس خط کی بنا پر جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مہر لگا کر ان کے قتل کرنے کے لئے گورنر مصر کو بھیجا گیا تھا۔ اس کے باوجود یہ ان کی خوش نصیبی ہے کہ وہ حضرت ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے توجہ دلانے پر نادم ہوئے۔ اور وہاں سے چلے گئے۔ لہذا ان پر کوئی الزام ان بارے میں باقی نہیں رہتا۔ مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے ہی روافض اور خوارج نے فائدہ اٹھایا ہے۔ حتیٰ کہ مودودیت کا منبع بھی یہی ہے۔ خلافت وملوکیت میں یہی جذبہ کارفرما ہے۔ والسلام علیکم۔

گزشتہ دنوں میں ایک شیعہ مقرر نے یہاں چکوال میں اپنی تقریر میں کہا ہے کہ ہم حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بھی مانتے ہیں مگر اس طرح کہ جس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو مانا ہے لیکن ہم محمد بن ابی بکر کے تابعدار ہیں۔ اور ہم اس کی عظمت کو سلام کرتے ہیں۔ اس سے اندازہ فرمائیں کہ شیعہ کس طرح اپنے موقف پر محنت نہیں کر رہے ہیں۔ اس کے برعکس کوئی اہل سنت والجماعت کی اکثریت حتیٰ کہ علمائے کرام بھی سنی بنیاد پر کماحقہ محنت نہیں کر رہے۔ اور اسی غفلت کا نتیجہ ہے کہ علماء کرام نے شریعت بل میں اہل سنت والجماعت کے نام وعنوان سے کوئی مطالبہ نہیں کیا۔ اور نہ ہی پبلک لاء بطور فقہ حنفی متعین کیا ہے۔ ہم نے تو اپنا دینی اور تاریخی تشخص ہی ختم کر دیا ہے بندہ نے مدرسہ کی سالانہ روائداد کے مضمون میں شریعت بل پر بھی اپنے موقف کے مطابق تبصرہ کر دیا ہے۔ ایک کاپی مرسل خدمت ہے۔

والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ

مدنی جامع مسجد چکوال

## مکتوب نمبر ۱۱

## بنام! حضرت مولانا قاری سعید الرحمٰن صاحب مدظلہ، راولپنڈی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

طالب خیر بخیریت ہے۔ آپ نے اخبارات میں پڑھا ہوگا۔ کہ شیخوپورہ میں ایک درخت کے تنے پر خلفائے راشدین کے اسمائے مبارکہ لکھے ہوئے پائے گئے ہیں۔ یہ واقعہ سچ ہے۔ ہم نے ۹ مئی بروز جمعرات خود جا کر دیکھا ہے کل جمعہ کے موقع پر قرارداد بھی پاس کی ہے۔ جن کی فوٹو سٹیٹ ارسال ہے۔ قدرت خداوندی سے کچھ بعید نہیں ہے۔ آپ خود بھی اور دوسرے حضرات بھی جا کر دیکھ لیں۔ وہاں کے نوجوان اس کی حفاظت کر رہے ہیں۔ لیکن حکومت کی طرف سے اس کا انتظام نہیں کیا گیا۔ دشمن کی طرف سے خطرہ ہے۔ ہم خدام کو بھی وہاں پہرہ دینے کے لئے بھیج رہے ہیں۔

آپ جناب صدر مملکت جنرل ضیاء الحق سے کہیں کہ سرکاری طور پر اس کی حفاظت کا فوری طور پر انتظام کریں۔ اس کو حکومت کی تحویل میں لے لیں۔ ان کے دور حکومت میں چار یار رضی اللہ عنہم کا قدرتی نشان (کرامت) ان کے لئے بھی نیک فالی ہے۔

عقیدہ خلافت راشدہ کو قادر مطلق کی طرف سے اس طرح منوانا تاریخ اسلام میں خصوصیت رکھتا ہے۔ اس امر کے لئے تاکیدی عرض پر ختم کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق دے۔ اور مذہب اہل سنت والجماعت کی اتباع کی توفیق دے۔ اور خلافت راشدہ کا پرچم بلند فرمائے۔ آمین بجاہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

(دستخط)

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ

مدنی جامع مسجد چکوال

ویکھا...... ویکھا...... ویکھا...... ویکھا

**[مکتوب نمبر 10]**

# بنام! حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب مدظلہ

محترم جناب راشدی صاحب زید مجدھم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

عنایت نامہ ملا۔ طالب خیر بخیر ہے۔ معروفیات کی وجہ سے جواب میں بہت تاخیر ہوگئی ہے معذرت خواہ ہوں۔

آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ قومی اتحاد کے منشور پر نظر ثانی کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی گئی ہے جس کے آپ بھی رکن ہیں۔ اور اس سلسلے میں مجھ سے بھی آپ نے سنی نقطہ نظر سے ارکان کمیٹی کو اپنی تجاویز اور سفارشات ارسال کرنے کا مطالبہ کیا۔ آپ کا احساس صحیح ہے لیکن میرے نزدیک قومی اتحاد سنی مذہب کا ترجمان ہی نہیں ہے۔ تو میں کیونکر اس قسم کی تجاویز بھیج سکتا ہوں۔

شیعہ علماء اس وقت فقہ جعفری کو بطور پبلک لاء نافذ کرانے کے لئے ایک زبردست تحریک چلا رہے ہیں۔ اور ہم نے تو صدر مملکت جنرل ضیاء الحق صاحب کے اس اخباری بیان کی پر زور حمایت کرتے ہوئے ایک تائیدی قرار داد بھی ملک بھر سے بجوانے کی کوشش کی ہے کہ......... چونکہ پاکستان میں سنی مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ اس لئے یہاں فقہ حنفی کا قانون نافذ کیا جائے گا۔ ملک میں دو قانون نہیں نافذ ہو سکتے'' (نوائے وقت لاہور)

لیکن میری نظر سے قومی اتحاد کے کسی ذمہ دار لیڈر کا کوئی ایسا بیان نظر سے نہیں گزرا۔ جس میں صدر مملکت کی تائید کر کے سنی مسلمانوں کی جزوی طور پر بھی تائید وحمایت کی گئی ہو۔ بلکہ میں تو آپ کے ہفت روزہ ''ترجمان اسلام لاہور'' مجریہ ۱۳ جمادی الثانیہ ۹۹ھ بمطابق ۱۱ مئی ۱۹۷۹ء میں شائع شدہ اس خبر سے بہت زیادہ حیران ہوں۔ جس میں امام کعبہ شیخ عبداللہ بن سبیل نے حضرت مفتی محمود صاحب کا تعارف کراتے ہوئے مکہ مکرمہ میں علماء و شیوخ کے سامنے فرمایا ہے کہ ''مفتی صاحب پاکستان کے خمینی ہیں''۔ حالانکہ خمینی صاحب دور حاضر میں تمام شیعان عالم کے سب سے بڑے مجتہد اور فقیہ اعظم ہیں۔ جو ان کے مذہب میں امام غائب حضرت مہدی کا نائب ہوتا ہے اور اس کی تقلید تمام شیعوں پر فرض ہوتی ہے۔ تو شیعہ مذہب کے نائب امام اور مولانا مفتی صاحب ایک سنی شیخ الحدیث میں دینی اعتبار سے کیا

مشابہت پائی جاتی ہے؟ ایک خلفائے ثلثہ امام الخلفاء حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی خلافت راشدہ پر ایمان رکھتا ہے۔ اور ان کو بعد از انبیائے کرام علیہم السلام بالترتیب سب سے افضل مانتا ہے۔ اور ان تین خلفاء کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو سوائے انبیاء کرام علیہم السلام کے تمام بنی آدم سے افضل قرار دیتا ہے اور دوسرا یعنی خمینی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بلافصل مانتا ہے اور خلفاء ثلثہ کو غاصب، وظالم وغیرہ قرار دیتا ہے۔ باوجود سیاسی انقلاب کے داعی ہونے کے اس نے اپنے عقائد کا اظہار اپنے ان دروس میں کر دیا ہے۔ جو کتابی صورت میں ''اسلامی حکومت یا ولایت فقیہ'' کے نام سے کتب خانہ شاہ نجف اندرون موچی دروازہ لاہور نمبر ۸ نے شائع کیے ہیں۔ اور ان کا اردو ترجمہ شیعوں کے حجۃ الاسلام مولانا سید صفدر حسین نجفی پرنسپل جامع المنتظر لاہور نے کیا ہے۔ ''اسلامی حکومت'' کے بعض اقتباسات حسب ذیل ہیں......

(۱)...... من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ جس طرح میں تمہارا مولیٰ ہوں۔ اسی طرح حضرت امیر تمہارے مولیٰ ہیں۔ اور حضرت امیر تو اس مقام پر منصوب ہونے سے پہلے بھی یہ معنوی مقامات رکھتے تھے (ص ۵۶)

(۲)...... اور جس دن حضور اکرم کی رحلت ہوئی تو لوگوں نے نہ چاہا کہ آئین اسلام جاری ہو۔ اور صحیح اسلام ظہور پذیر ہو۔ اس وضع حقیقی کو بدل ڈالا گیا اور پھر بنسبت معاویہ۔ بنی امیہ اور بنی عباس تک نوبت پہنچی تو اسلام سرنگوں کر دیا۔ اور حکومت اسلامی قیصر و کسریٰ و فرعون کی سلطنت کی صورت میں نظر آگئی۔ (ص ۳۰)

(۳)...... ''دین اسلام سے انحراف'' کے عنوان کے تحت لکھا ہے کہ...... ''البتہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقاصد کا اجراء نہیں ہوا۔ اور نہ انہیں جاری کرنے دیا گیا۔ اور اگر معاویہ کا تسلط اس ڈھیل سے پیدا ہوا جو زمانہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر زمانہ عثمان رضی اللہ عنہ تک دی گئی۔ یہ وہ چھوٹ تھی جو خلفاء نے اسے دے رکھی تھی۔ اور ہمیشہ اس کی تائید کرتے رہے۔ بھول کر ایسا کیا گیا یا جان بوجھ کر۔ یہ خدا بہتر جانتا ہے۔ لیکن اسباب یہ تھے کہ اس نے شام کے علاقہ پر قبضہ کر لیا۔'' (ص ۳۹)

(۴)...... وہ کبھی بھی اطاعت قبول نہ کرتا۔ بہر حال اگر پہلے سے حکومت حضرت امیر کے ہاتھ میں دے دیتے تو وہ تمام داخلی اختلاف کہ جس کے وہ لوگ اسباب فراہم کر چکے تھے۔ کبھی پیدا نہ ہوتے اور وہ حوادثات ناگوار جو بعد میں جامعہ اسلامی میں رونما ہوئے نہ ہوتے۔

امام حق کی شکست واقعہ کربلا کی امیہ و بنی عباس کے معاملات تمام کے تمام انہی اختلافات کی بناء پر

تھے۔ جو پہلے وقوع پذیر ہو چکے تھے۔ (ص ۴۰)

(۵)...... بہر حال نشر علوم اسلام و احکام عدل کا کام ہے تا کہ واقعی احکام کو غلط احکام سے اور آئمہ علیہم السلام والی روایات کو دوسری روایات سے تمیز دیں۔ چونکہ ہمارے آئمہ علیہم السلام اکثر و بیشتر مواقع میں ایسے حالات کے ساتھ دو چار تھے کہ وہ واقعی احکام کو بیان نہیں کر پاتے تھے. اور وہ ظالم و جابر حاکموں کے شکنجے میں جکڑے ہوئے تھے۔ وہ انتہائی خوف کی زندگی بسر فرما رہے تھے۔ اور ان کا خوف مذہب کے لیے تھا، نہ کہ اپنی ذوات کے لئے کیونکہ بعض مواقع پر اگر تشیعہ کیا جاتا تو خلفائے جور مذہب کی بیخ کنی کرتے (ص ۷۳)

(۶)...... رسول اکرم کے زمانہ کے بعد سے پہلے پہل خلافت و بیعت کا معاملہ درپیش تھا۔ اول و دوم و سوم اپنی امیہ اور بنی عباس اور باقی خلفاء جو ۷/۸ سو سال تک بلکہ اس سے بھی زیادہ حکومت کرتے رہے۔ اور نیز خلفائے عثمانین کو جن کی حکومت پہلی جنگ عظیم بین المللی میں ختم ہوئی۔ یہ تمام خلافت کا دعوٰی کرتے تھے۔ اور اپنے کو خلیفہ رسول اللہ سمجھتے تھے۔ اور سلطنت کو خلافت رسول اللہ کے عنوان سے انجام دیتے تھے خلافت کا موضوع کوئی ایسا نہیں جسے لوگ نہ سمجھتے ہوں۔ اور انہیں پتہ نہ ہو کہ خلافت کا کیا معنی ہے" (ص ۶)

(۷) ہم آج دنیا میں ستر کروڑ ہیں۔ سترہ کروڑ یا اس سے زیادہ شیعہ ہیں۔ یہ سب ہمارے پیروکار ہیں۔ لیکن ہم بے ہمت ہیں۔ لہٰذا انہیں ادارت نہیں کر سکتے۔ ہمیں ایک حکومت تشکیل کرنی چاہیے" (ص ۱۸۵)

(۸)...... حضرت امیر نے شریح کو خطاب کیا کہ تم ایسے منصب پر بیٹھے ہو کہ جس پر سوائے نبی، وصی نبی یا شقی کے علاوہ کوئی نہیں بیٹھتا۔ اور شریح چونکہ نبی اور وصی نبی نہیں تھا۔ شقی ہوگا۔ جو منصب قضاء پر بیٹھا تھا۔ شریح وہ شخص ہے جو پچاس ساٹھ سال کوفہ میں منصب قضاء پر رہا ہے۔ اور ان علماء میں سے ہے جنھوں نے معاویہ کی بارگاہ میں قرب حاصل کرنے کے لیے باتیں کی ہیں اور فتوے صادر کیے ہیں۔ اور حکومت اسلامی کے خلاف قیام کیا ہے حضرت امیر اپنی حکومت کے دوران بھی اسے معزول نہ کر سکے۔ لوگوں نے ایسا نہ کرنے دیا۔ اور اس عنوان سے کہ شیخین نے اسے نصب کیا ہے اور آپ ان کے خلاف عمل نہ کیجئے۔ اسے آنحضرت کی حکومت عدل پر لاد دیا گیا"۔ (ص ۱۸۸-۱۱۹)

اب آپ خود ہی اندازہ فرمالیں کہ خمینی کے عقیدہ خلافت وحکومت اور اہل سنت والجماعت کے عقیدہ خلافت وحکومت میں کیا فرق ہے؟

والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ

مدنی جامع مسجد چکوال، ضلع جہلم یکم رجب ۱۳۹۹ھ

***

[مکتوب نمبر 11]

## بنام! حافظ عبدالوحید صاحب حنفی

عزیزم حافظ عبدالوحید سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ کا عنایت نامہ ملا جواب میں تاخیر ہوگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو علم نافع اور عمل صالح کی توفیق فرمائیں۔ آمین۔ مرکز نے خاکسار پارٹی کو متحدہ دینی محاذ میں شریک کرکے اور ان کے لیڈر کو نائب صدر بنا کر ہمیں پھر پریشان کردیا ہے مشرقی خاکسار کی پارٹی کے متعلق اکابر حضرات رحمہم اللہ کے جو فتاویٰ ہیں۔ اس بناء پر تو وہ مسلمہ اور کسی طرح بھی یہ جماعت دینی جماعت قرار نہیں دی جاسکتی۔ اگر یہ ہوسکتا تو پھر مودودی پرویزی وغیرہ پارٹیاں بھی دینی جماعتوں میں شمار ہوسکتیں۔ بندہ نے اکابر کو اپنے تحفظات بھیج دیئے ہیں۔ لیکن امید نہیں کہ اس فیصلہ کو واپس لے سکیں۔

اقبال قریشی متحدہ دینی محاذ میں بلاوے کے لئے میرے پاس آیا تھا۔ میں نے صاف جواب دے دیا۔ کہ میں اس کو صحیح نہیں سمجھتا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین حافظ محمد ایوب اور دیگر کی خدمت میں سلام مسنون۔

والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ

۲۶ ربیع الاول ۱۳۹۰ھ

***

## [مکتوب نمبر 12]

# بنام! جناب چوہدری محمد اشرف صاحب رحمۃ اللہ علیہ

برادر چوہدری محمد اشرف صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

طالب خیر باخیریت ہے۔ ابھی ابھی معلوم ہوا ہے کہ آپ کے لیے آخری حکم پرسوں کے متعلق آ گیا ہے۔ یہ یقین رکھیں کہ موت کا وقت مقرر ہے اس میں تقدیم و تاخیر نہیں ہو سکتی۔ پھانسی کی تاریخ کتنی بار آپ کی مقرر ہو کر منسوخ ہو چکی ہے۔ کیونکہ آپ کی زندگی باقی تھی۔ اور چوہدری محمد دوریز آپ سے پہلے اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔ کیونکہ اس کی زندگی ختم ہو چکی تھی۔ موت اور زندگی صرف خالق اور پروردگار عالم کے اختیار میں ہے۔ آپ کے والد صاحب نے آپ کی رہائی کے لیے جتنی کوشش کی ہے۔ شاید ہی کسی کے والد نے اس زمانہ میں اتنی کی ہو۔ عالم اسباب میں ہر طرح سے کوشش کی جا چکی ہے۔ اب بھی ہم نہیں کہہ سکتے کہ آپ کی موت کس وقت آئے گی۔ لیکن اس ظاہری حکم کی بناء پر آپ پر لازم ہے کہ موت کی تیاری کریں اس دنیا میں ہزار برس سے زیادہ بھی کوئی زندہ رہے۔ تو آخر اس کے لیے موت ہے۔ کل نفس ذائقة الموت۔ آپ اس فانی دنیا کی محبت بالکل دل سے نکال کر اب اپنے رب کی محبت میں فنا ہونے کی کوشش کریں اگر آپ کی موت جیل میں آئی تو آپ کی مغفرت کا سبب بنے گی۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس قید میں جتنی اپنی عبادت کی توفیق دی یہ باہر آزاد زندگی میں کیسے نصیب ہو سکتی تھی؟ اب آپ یہ لمحات موت کو لبیک کہتے ہوئے گزاریں اور زیادہ سے زیادہ وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت، نماز، نوافل، تلاوت قرآن اور ذکر اور درود شریف میں صرف کریں۔ بالکل غفلت نہ کریں۔ سب کو بھلا کر اپنے رب کے ساتھ تعلق جوڑ لیں۔ یہی حیات اور یہی ذکر و عبادات مرنے کے بعد قبر اور قیامت میں کام آئیں گے۔ دیکھیئے دوریز مرحوم نے کس طرح مردانہ وار اور مجاہدوں کی طرح موت کو قبول کیا۔ نعرہ تکبیر اور حق چار یار رضی اللہ عنہم کا اعلان کر کے خوشی خوشی تختہ دار پر لٹک گیا۔ آپ بھی اس طرح کریں۔ توبہ و استغفار خوب کریں اور یہ بھی تاکید کرتا ہوں کہ اب داڑھی منڈوانا بالکل چھوڑ دیں۔ تا کہ نبی کریم رحمت للعالمین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے حسین ترین چہرہ مبارک اور نورانی داڑھی کا نمونہ آپ کو نصیب ہو جائے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور امت کے اولیاء و صالحین کی پیروی آپ

کو نصیب ہو جائے۔ یہ بڑی نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا اور ہم سب گناہگاروں کا کامل توبہ واستغفار پر خاتمہ کریں اور رحمت للعالمین شفیع المذنبین ﷺ کی شفاعت سے جنت الفردوس نصیب ہو۔

آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ

مدنی جامع مسجد چکوال

❁ ...... ❁ ...... ❁ ...... ❁
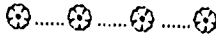
## {مکتوب نمبر 13}

## بنام! جناب ماسٹر منظور حسین صاحب

۲۹ رمضان المبارک ۱۴۱۷ھ

ماسٹر منظور حسین صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

آپ نے کتاب ''ہدایت الحیران'' مجھے ہدیۃً دی ہے۔ اس میں بندہ کے بارے میں آپ نے یہ عبارت لکھی ہے۔

بخدمت گرامی

سراپائے برکت، دستگیر درماندگان راہنمائے راہ گم گشتگان

اس میں آپ نے بہت ہی مبالغہ سے کام لیا ہے۔ پہلے آپ نے کبھی اس قسم کے الفاظ نہیں لکھے۔ میں بطور رواجی کسر نفسی کے نہیں بلکہ حقیقتاً عرض کر رہا ہوں کہ بندہ تو کسی حیثیت سے بھی ان الفاظ کا مصداق نہیں بن سکتا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

آئندہ آپ احتیاط رکھیں۔ میں نے آپ کے محررہ ان الفاظ پر لکیر کھینچ دی ہے۔

(۲)...... ماہنامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم میں بھی بندہ کو جو مظہر شریعت و طریقت لکھا جاتا ہے۔ یہ بھی انتہائی مبالغہ ہے۔ میں نے پہلے بھی غالباً ان سے کہا تھا اور اب سختی سے کہوں گا کہ مندرجہ الفاظ کو حذف کر دیا جائے۔ اور قائد اہل سنت رحمہ اللہ بھی نہ لکھا جائے۔ البتہ ''وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم'' لکھنے میں کوئی حرج نہیں۔

ہر سنی مسلمان کو وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم بننا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو اپنی مرضیات کی توفیق دیں۔

آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ

مدنی جامع مسجد چکوال

## [مکتوب نمبر 114]

# بنام! جناب امجد محمود صاحب

برادرم محترم امجد محمود صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کے دونوں مکتوب ملے۔ طالب خیر باخیریت ہے

میں بہت مصروف رہتا ہوں۔ اس لئے خطوط کا جواب جلدی نہیں دے سکتا۔ آپ نے اخبارات کے تراشوں کی فوٹو سٹیٹ بھیج کر میری رائے طلب کی ہے۔ میں تو یہ سارا پڑھ بھی نہیں سکتا۔ اس قسم کے مضامین اور پیشین گوئیاں اس قسم کے لوگ کرتے رہتے ہیں۔ یہ کوئی معیاری باتیں نہیں ہوتیں۔ مثلاً ایک عنوان یہ ہے کہ...... "ایک پروگرام جس پر عمل کیا جائے تو کچھ ہی دنوں میں سعودی عرب کے عام باشندے اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ اور جنگ بدر اور جنگ احد کے شہداء کے مراتب کو پہنچیں گے ورنہ" الخ

یہ کس قدر جھوٹ ہے۔ کیا کوئی بدر اور احد کے شہداء کو بعد والے پہنچ سکتے ہیں اور پھر اس دور کے لوگ۔ سب سے بڑا مقام شہدائے بدر کا ہے۔ جو حضور رحمت للعالمین کے پرچم تلے شہید ہوئے ہیں۔ اور جن کی نصرت کے لئے فرشتے نازل ہوئے ہیں۔

② ......دجال کے باب میں لکھا ہے...... "دجال نمبر ① کانا دجال" جو اس دنیا کو مانتے ہیں۔ مرنے کے بعد کسی دنیا کو نہیں مانتے۔ وہ سب کانے دجال ہیں" یہ بھی غلط ہے۔ دجال پہلے بھی آئیں گے

لیکن ان سے جو آخر میں آئے گا۔ وہ حقیقتاً ایک آنکھ سے کانا ہوگا وہ خدا ہونے کا دعویٰ کرے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کو قتل کریں گے اور اس کی پیشانی پر ک۔ا۔ف۔ر کے بھی حروف لکھے ہوں گے۔ یہ مطلب نہیں کہ وہ اس دنیا کو مانے گا اور آخرت کا منکر ہوگا۔

(۴)......آپ نے تبلیغی نصاب سے فضائل درود شریف نکالے جانے کا ذکر کیا ہے۔ یہ ہمیں پہلے بھی معلوم ہو چکا ہے اردو نصاب سے بھی یہ حصہ حذف کر دیا گیا ہے اور یہ سخت افسوسناک کاروائی ہے۔ لیکن اس وجہ سے ان کو کافر نہیں کہا جا سکتا۔ تبلیغی حضرات سے دریافت کیا جائے کہ یہ تصرف تبلیغی نصاب میں کیوں کیا گیا ہے؟ یہاں پاکستان میں پھر کسی نے تبلیغی نصاب شائع کیا ہے۔ جس میں ''فضائل درود شریف'' بھی شامل ہے۔ درود شریف کی بڑی برکات ہیں تبلیغی نصاب میں اس حصہ کی شمولیت بھی باعث برکات ہے۔ آپ نے اپنا پورا تعارف نہیں کرایا کہ آپ کہاں کے رہنے والے ہیں۔ بندہ تو عظمت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور عقیدہ خلافت راشدہ کے تحفظ کے لئے کتابیں لکھتا رہتا ہے۔ شیعیت، خارجیت، مودودیت وغیرہ کے فتنے ہیں۔ اہل سنت والجماعت کو عموماً سنیت کی بنیاد پر محنت کرنے کی ضرورت ہے۔ حضرت مولانا عبداللطیف صاحب جہلمی تشریف لاتے رہتے ہیں۔ ۱۲ ربیع الاول کو مدنی جامع مسجد میں پانچویں ''سالانہ سیرت النبی کانفرنس'' میں بھی تشریف لائے تھے۔ احباب کی خدمت میں سلام مسنون عرض کر دیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو مذہب اہل سنت والجماعت کی اتباع، خدمت اور نصرت کی توفیق عطا فرمائیں۔ اور اہل سنت والجماعت کو ہر جگہ کامیابی نصیب ہو۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت اور اطاعت، صحابہ کرام اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی عظمت واتباع نصیب فرمائیں۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ

مدنی جامع مسجد چکوال ضلع جہلم (پاکستان)

❁......❁......❁......❁

باب 5
قائد اہل سنت نمبر
مقالات و مضامین
رفقاء و احباب، مریدین و متعلقین کا اظہار عقیدت
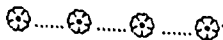
باللہ مدد
لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب
کی دینی، علمی، ملی اور مجاہدانہ خدمات ہمارے لئے مشعل راہ ہیں
قائد اہل سنت نمبر کی تاریخ ساز اشاعت اور ماہنامہ حق چار یار
کی اشاعت کے پندرہ سال مکمل ہونے پر
حافظ زاہد حسین رشیدی صاحب اور ان کے رفقاء کو دلی مبارک باد
ہم امید رکھتے ہیں کہ حضرت قاضی صاحب کے نقوشِ قدم کی روشنی میں
حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین اظہر صاحب مدظلہ
اپنے عظیم والد کی تابندہ روایات کو آگے بڑھاتے ہوئے نظامِ خلافتِ راشدہ کے
نفاذ کی منزل قریب تر کر دیں گے اور آپ کی قیادت میں تحریک خدام اہل سنت
کا قافلہ عزیمت رواں دواں رہے گا۔ ان شاء اللہ العزیز
والسلام
(مولانا) میاں عبدالوحید اشرفی خطیب جامع صدیق اکبر صوفیہ آباد لاہور
042-7124882- Mob:0333-4435214

# قبلہ قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ

از استاد حدیث حضرت مولانا سید محمد ارشد مدنی ☆

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم!

ہمارے بزرگوں میں اتباع سنت اور کثرت ذکر کی وجہ سے صفت محبوبیت نمایاں تھی۔ حضرت نانوتوی رحمہ اللہ، حضرت گنگوہی رحمہ اللہ اور حضرت مدنی رحمہ اللہ کے شاگرد اور متوسلین کے دلوں میں اپنے ان اساتذہ اور مشائخ کے ساتھ کس قدر والہانہ تعلق تھا وہ ناقابل بیان ہے۔ راقم الحروف نے حضرت مدنی رحمہ اللہ کے بہت سے متوسلین اور تلامذہ کو دیکھا ہے کہ جب بھی حضرت کا ذکر آتا تھا تو بے قابو ہو جاتے تھے اور پھوٹ پھوٹ کر روتے تھے۔ اس والہانہ تعلق اور وارفتگی کی وجہ سے اپنے شیخ کے مسلک اور طریقہ میں جو پختگی اور صلابت ان حضرات میں پائی جاتی تھی وہ اب دیکھنے کو نہیں ملتی۔

دنیا اپنے تمام وسائل کے باوجود ان حضرات کو اپنے رستے سے نہیں ہٹا سکی اور نہ ہی کوئی مصلحت ان کے لیے سدراہ بن سکی اور نہ پریشانیاں اور مصائب ان کے عزم اور حوصلہ کو پست کر سکے۔

حضرت قبلہ قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ میں بھی یہی مسلکی پختگی اور صلابت بدرجۂ اتم موجود تھی اور اپنی پوری زندگی انہوں نے احقاق حق اور باطل کی تردید میں گزاری اور اس طرح گزاری کہ دنیا کی کوئی مصلحت اور صعوبت ذرا بھی ان کے حوصلے کو متاثر نہ کر سکی۔ اب بحمداللہ قاضی صاحب رحمہ اللہ کے متوسلین اور تربیت یافتہ لوگوں کی ایک جماعت ہے جو ان کے کام کو آگے بڑھا رہے ہیں اور ان کے نقشِ قدم پر چل رہے ہیں۔

راقم الحروف دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ قاضی صاحب مرحوم ومغفور کے درجات کو بلند فرمائے اور ان کی تحریک کو مزید قبولیت عطا فرمائے۔ آمین

---

☆ ابن شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ، دیوبند

# اکابر کے روحانی فرزند

محدث کبیر مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر مدظلہ ☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان اللہ لایضیع اجر المحسنین ۔اسلام اپنے اصول وفروع کے لحاظ سے سب سے سچا دین ہے۔عالم اسباب میں جس کی حفاظت علمائے حق نے ہمیشہ کی ہے۔آنحضرت ﷺ کے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بڑی جانفشانی کے ساتھ دین حق کی حفاظت کی ہے۔ پھر تابعین، تبع تابعین، ائمہ دین، حضرات فقہائے کرام، محدثین، مفسرین اور اولیائے کرام نے اپنی جانیں کھپا کر مذہب اسلام کی حفاظت کی۔ ہر دور میں بڑی بڑی تکلیفیں اور مصائب برداشت کی ہیں۔ان اکابر کے روحانی فرزند حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کے چکوال، جہلم کے پسماندہ علاقوں میں ان اکابر کی یاد تازہ کر دی۔اب ان علاقوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے توحید وسنت کو جاننے والے اور حضرات صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چلنے والے وافر مقدار میں لوگ موجود ہیں۔ کہنے والے نے کیا ہی اچھا کہا ہے.........

کامیابی کامرانی اہل محنت کے لیے مقدر ہوتی ہے مگر
رنگ لاتی ہے حنا پتھر پر گھس جانے کے بعد

حضرت مرحوم فاضل دیوبند اور حضرت مدنی کے خلیفہ مجاز تھے۔ جو بیک وقت چوٹی کے محدث، فقیہ، صوفی اور مجاہد تھے۔ جو کام حضرت مرحوم نے کیا ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے پیروکاروں کو بھی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین بجاہ النبی الکریم

☆ فاضل دیوبند، شاگرد رشید شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ، جی ٹی روڈ، گکھڑ منڈی

# صحبتِ یار آخر شد

کھ حضرت مولانا سید محمد امین شاہ صاحب مدظلہ ☆

حضرت اقدس مولانا سید محمد امین شاہ صاحب مدظلہ کے لیے ''یادگار اسلاف'' کا لفظ محض لقب نہیں عین حقیقت ہے۔ حضرت والا اصل ہزارہ سے تعلق رکھتے ہیں لیکن حضرت مدنی ؒ کے ارشاد کی تعمیل میں ایک زمانہ سے مخدوم پور پہوڑان ضلع خانیوال مقیم ہیں۔ جہاں کا دیہاتی ماحول حضرت اقدس کا کچا مکان، سادہ رہائش، عام سی بود و باش ان کے یادگار اسلاف ہونے پر شاہد عدل ہے۔ حضرت شاہ صاحب مدظلہ کو حضرت قائد اہل سنتؒ سے زمانہ طالب علمی سے رفاقت نصیب رہی۔ دونوں بزرگوں کا عندالملاقات ایک دوسرے پر دارفتگی کا منظر دیدنی ہوتا تھا۔ حضرت قائد اہل سنتؒ کی جدائی کے بعد قبلہ حضرت شاہ صاحب کی دعاؤں و سرپرستی کے ہم خدام بہت محتاج ہیں۔ حق تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضرت کی سرپرستی وسایہ شفقت تادیر ہمارے سروں پر قائم رہے...... آمین۔

حضرت کے لخت جگر مخدومی حضرت مولانا معاویہ شاہ امجد نے حضرت اقدس کی ضعف و علالت کو سامنے رکھتے ہوئے یہ مضمون وقتاً فوقتاً حضرت سے سن کر قلم بند فرمایا۔ ہم ان کے بھی شکر گزار ہیں۔

[رشیدی]

شیخ العرب والعجم امیر المومنین فی الحدیث سیدی وسندی حضرت مدنی قدس سرہ العزیز کے دامنِ مبارکہ سے ۱۹۳۶ء سے جو وابستگی ہوئی پھر درجنوں خانقاہوں اور مسند نشینوں سے شناسائی اور مراسم کے باوجود جو تسکین قلب حزیں نے دربار مدنی ؒ سے پائی وہ کہیں میسر نہ آئی ......

آں دل کہ رام نبودے از خوبرو جواناں

دی روز یک پیرے برد بیک نگاہے

---

☆ فاضل دیوبند، شاگرد رشید و مرید شیخ الاسلام حضرت مدنی ؒ، خلیفہ مجاز حضرت پیر سید خورشید احمد شاہ صاحب ؒ

حضرت الشیخ کے سانحۂ ارتحال کے بعد عالم اسباب میں میرے لیے سامان زیست دو شخصیات تھیں ایک قطب تکوین سید پیر خورشید احمد شاہ رحمہ اللہ ساکن قصبہ عبدالحکیم وملتان (خلیفۂ اعظم حضرت مدنی رحمہ اللہ) جو کہ ۱۰ر جمادی الاولیٰ ۱۳۹۳ھ ۱۲ر جون ۱۹۷۳ کو داعی اجل کو لبیک کہہ گئے اور دوسری ہستی حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ تھے جو اب داغِ مفارقت دے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ......

اُن کی فرقت میں ہماری گریہ زاری کیوں نہ ہو
ضرب ہے دل پر لگی تو ضرب کاری کیوں نہ ہو

اُن کے جانے سے ہوا غارت دل کا سب سکون
دل کی اس ویرانی سے، اب بے قراری کیوں نہ ہو

اُجڑا اجڑا سا چمن ہے کلی کلی کملائی ہوئی
غنچۂ گل مرجھا گئے ہیں اشک باری کیوں نہ ہو

## پہلی ملاقات

حضرت رحمہ اللہ جب مدرسہ نعمانیہ لاہور میں رہائش پذیر تھے بندہ بھی وہاں شعبہ کتب کا طالب علم تھا۔ زمانۂ طالب علمی میں اذان دینے کے ثواب کو حاصل کرنے کی کوشش رہتی تھی۔ اذان کے مقررہ وقت پر جب مسجد میں حاضری دیتا تو اکثر حضرت اقدس مجھ سے پہلے مسجد میں تلاوت قرآن مجید میں مصروف ہوتے۔ شاذ و نادر وضو کے لیے ہم اکٹھے ہو جاتے تو حضرت مسنون مسکراہٹ سے صرف اِس قدر بات کرتے۔ مولوی صاحب اذان کا وقت ہو گیا ہے؟ ہم سال بھر اکٹھے رہے حضرت کا کمرہ اور میرا کمرہ ساتھ ہی تھا اس سے زیادہ کبھی بات نہ ہوئی۔

حضرت اُن دنوں نہایت ہی نفیس اور قیمتی لباس زیب تن کرتے تھے، حسین قد و قامت پر علاقائی دستار و کلاہ چار چاند لگا دیتا۔ حضرت اقدس کے اِس عروج شباب میں زہد و ورع تقویٰ و طہارت کو دیکھ کر بندہ حسنِ ظن رکھتا کہ یہ صالح نوجوان مستقبل میں عظیم انسان ثابت ہوں گے۔ آپ کی تلاوت اور عبادت کا نور پیشانی پر جگمگاتا نظر آتا تھا۔ جانبین سے مسابقت فی الخیر کی وجہ سے موّدت و عقیدت کے باوجود بے تکلفی سے گفتگو کی نوبت کبھی نہ آئی......

خوبی ہمیں کرشمۂ ناز و خرام نیست
بسیار شیوہ ہاست بُتاں را کہ نام نیست

## دوسری ملاقات

حضرت ؒ جب دارالعلوم دیوبند سے فراغت پاکر تشریف لائے تو دوسری ملاقات ہوئی۔ یہ دیکھ کر میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ انتہائی سادہ لباس میں ملبوس تھے۔ جسم نازنین جفاکش نظر آتا تھا۔ بندہ نے جسارت کر کے عرض کیا کہ حضرت وہ خوش پوشی اور لباس شاہی کہاں ترک کیا؟ فرمایا" دیوبند چھوڑ آیا ہوں! پھر خود ہی پس منظر بیان فرمایا کہ اُن ہی قیمتی کپڑوں میں جب داخلہ کے لیے حضرت الشیخ مدنی ؒ کی خدمت میں پہلی مرتبہ حاضری ہوئی تو حضرت والد گرامی ؒ پہلے سے رابطہ کر چکے تھے اور دستی رقعہ بھی ہمراہ دیا تھا۔ تو تعارف کے بعد حضرت والا نے منظوریٔ داخلہ کی خوش خبری سنائی پھر حاضرین سے محوِ گفتگو ہو گئے۔ قدرے وقفہ بعد آنحضرت ؒ نے بندہ اور لباس پر مکرر بغور نظر ڈالی اور خاموش ہو گئے......

اے کہ لقاء تو جوابِ ہر سؤال
عقدہ از تو حل شود بے قیل وقال

بس پھر کیا تھا وہ لباس مجھے چبھنے لگا سخت گرانی و گھٹن ہونے لگی چپکے سے اٹھا اور جا کر وہ کپڑے اتار کر جلا دیئے پھر اس کے بعد اسی کھدر پوشی کی کوشش رہتی ہے......

نگاہِ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

## پون صدی کی رفاقت

اس کے بعد حضرت اقدس سے مسلسل رابطہ رہا۔ جب تک صحت نے ساتھ دیا مخدوم پور میرے مدرسہ کے سالانہ جلسہ میں تشریف لاتے رہے۔ سفری صعوبتوں کے باوجود، ہر سہولت کے فقدان کو جانتے ہوئے بندہ پروری کرتے رہے۔ احقر بھی گاہے بگاہے قدم بوسی کے لیے حاضری کی سعادت حاصل کرتا رہا اور تقریباً پون صدی پر محیط رفاقت میں کبھی ہمارا اختلافِ رائے تک نہ ہوا۔ ہر فتنہ کے بارے میں ہر معاملہ ہر پالیسی وموقف میں جو حضرت ؒ حکم فرماتے بندہ بلا چون وچرا سرِ تسلیم خم کر لیتا اگر کبھی آنحضرت کی طرف سے لب کشائی کا موقعہ فراہم ہوتا تو بندہ یہ عرض کر کے معذرت کر لیتا......

سپردم بتو مایۂ خویش را
تو دانی حسابِ کم و بیش را

کیونکہ بندہ اپنے اکابرین کے ارشادات کے پیش نظر فنافی الشیخ کو ہی کلید کامیابی سمجھتا ہے فنصم ما قیل

احمد تو عاشقی بمشیخت ترا چہ کار

تو دیوانہ باش سلسلہ شد شد نہ شد نہ شد

اِس موقعہ پر ضمناً نئے مطالعہ نئی تحقیق نئی روشنی کے پرستار نام نہاد مجتہدین ضال مصلین اور غیر مقلدین سے عرض کروں گا کہ اکابرین اسلاف طائفہ منصورۂ اہل حق پر اعتماد ہی ذریعہ نجات ہے۔ رافضی، خارجی، مماتی، مودودوی ہر فتنہ کی بنیاد بڑوں سے دوری ہے۔ ہمارے بزرگوں سے اب علم و عمل میں کسی کو برتری حاصل نہیں ہے......

قال را بگزار مردِ حال شو

پیش مردِ کامل پامال شو

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مسلکی پختگی اور ہر فتنہ کی بروقت کماحقہ خبرگیری کی وجہ سے اگر کوئی شپرہ چشم بغض و عناد کا شکار ہے تو اُس عارف باللہ کی عنداللہ مقبولیت کی وجہ سے ایسے باطل، بد باطن کے سوءِ خاتمہ کا اندیشہ ہے مَنْ اَحَبَّ لِلّٰہِ وَاَبْغَضَ لِلّٰہِ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ الْاِیْمَانَ پر عمل پیرا مردِ مومن ولی اللہ سے بدظنی قہر و غضب الٰہی کا موجب ہے ......

چوں خدا خواہد کہ پردۂ کس درد

میلش اندر طعنۂ پاکاں می دہد

بندہ پراگندہ کی حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے یہ عقیدت و مودت محض پیر بھائی ہونے کی نسبت سے ہی نہ تھی بلکہ اِس بنا پر تھی کہ مرشد کامل شیخ مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے جن محاسن و کمالات ظاہریہ و باطنیہ سے سرفراز کیا ہوا تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ اُن انوارات و فیوضات حسنات و خیرات کے مظہر اتم تھے۔ جن کا اجمالی خاکہ قائد اہل سنت نمبر کے مضامین مبارکہ سے سمجھا جاسکتا ہے ع قیاس کن زگلستانِ من بہار مرا

## مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت

حضرت رحمۃ اللہ علیہ اپنی خداداد خوبیوں کی وجہ سے جملہ عارفین کاملین کے منظورِ نظر تھے۔ حکیم الامۃ مجدد الملۃ حضرت تھانوی قدس سرہ کے خلیفۂ ارشد مولانا خیر محمد جالندھری بانی جامعہ خیر المدارس ملتان نے بندہ سے فرمایا تھا کہ "پاکستان میں اکابرین دیوبند اور عقائدِ اہل حق کا دفاع اور تحفظ اگر کوئی کر رہا ہے تو وہ

صرف قاضی صاحب ہی ہیں۔"

## حضرت مدنیؒ اور حضرت جالندھریؒ

حضرت جالندھریؒ جہاں حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے معتمد خاص تھے وہاں حضرت مدنی رحمہ اللہ کے بھی منظور نظر تھے جس کا اندازہ درج ذیل واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے۔

تقسیم سے قبل حضرت مدنی رحمہ اللہ تقسیم کے حامی نہ تھے کیونکہ اس انقلاب کی وجہ سے قتل و غارت، عصمت دری اور دیگر ناگفتہ بہ تفصیلات آپ کے پیش نظر تھیں۔ چنانچہ آپ کے ممکنہ خدشات، کربناک مناظر، بھیانک حالات اور دلدوز مناظر ہوکر رہے جن پر تبصرہ کے لیے درج ذیل شعر ہی کافی ہے……

جو کچھ کہتا ہوں تو مزہ الفت کا جاتا ہے
جو چپ رہتا ہوں تو کلیجہ منہ کو آتا ہے

جب کہ اس کے برعکس حضرت حکیم الامۃؒ کو بعض رجالِ کار، مستقل اسلامی فلاحی ریاست کے حسین تصور کو پیش کر کے قائل کر چکے تھے۔ حضرت مدنی رحمہ اللہ نے حضرت تھانوی رحمہ اللہ کو تجویز بھجوائی کہ اس نازک و حساس مسئلہ کے نشیب و فراز بعد نفع و نقصان کے تمام متوقع پہلوؤں پر گفت و شنید ہوجائے تاکہ باہمی متفقہ لائحہ عمل طے کیا جاسکے اور اس موضوع پر مکالمہ کے لیے آپ کی طرف سے علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ اور علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہما اللہ ہوں جب کہ میری طرف سے مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی رحمہ اللہ اور مولانا سید محمد میاں رحمہ اللہ ہوں گے اور ثالث بھی آپ کے مجاز و مسترشد خاص مولانا خیر محمد جالندھری رحمہ اللہ کو منتخب کرتا ہوں، فریقین کا حقائق دلائل پر مشتمل نظریہ و تبصرہ سن کر جو فیصلہ بھی ثالث بالخیر صادر فرمادیں گے بندہ کو بطیب خاطر منظور ہوگا لیکن صد افسوس کہ بعض افراد حائل ہوئے اور اس نشست کی صورت نہ بن سکی۔ و الی اللہ المشتکی

تو قارئین اس حوالہ سے مولانا جالندھری رحمہ اللہ کی شخصیت کا مطالعہ کر سکتے ہیں کہ شیخین کی نظروں میں کس قدر غیر متنازعہ اور صائب الرائے تھے تو حضرت جالندھری رحمہ اللہ کی حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کے حق میں یہ شہادت سند کا درجہ رکھتی ہے۔

جامعہ خیر المدارس ملتان میں مماتی گروہ کا طوفان بدتمیزی اور حضرت کی مسلکی پختگی کے حوالہ سے بانی جامعہ خیر المدارس کے نام نامی کے تذکرہ کی مناسبت سے ایک تاریخی سانحہ کا تذکرہ نذر قارئین ہے۔

جب انکار حیات النبی ﷺ کا فتنہ ظاہر ہوا اور منکرین کی طرف سے یہ سلسلہ طول پکڑنے لگا تو حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب رحمہ اللہ نے مولانا خیر محمد جالندھری رحمہ اللہ کو اس معاملہ میں فریقین کے ذمہ

داران کو اپنے جامعہ میں بلا کر مصالحت کروانے کی تاکید کی، چنانچہ حضرت جالندھری رحمہ اللہ نے تاریخ وقت کی تعیین کر کے فریقین کو صرف پانچ پانچ افراد لانے کے لیے حکم نامہ جاری فرمایا اور تاکید کی کہ پانچ افراد سے زیادہ ہجوم نہ کیا جائے۔ منکرین کی طرف سے مولانا عنایت اللہ شاہ صاحب اور مولانا شمس الدین صاحب نمائندہ تھے اور قائلین حیات سرورِ کائنات ﷺ کے وفد میں حضرت قاضی رحمہ اللہ، مولانا محمد علی جالندھری رحمہ اللہ اور بندہ شامل تھے۔ مقررہ تاریخ وقت پر ہم صرف پانچ افراد ہی پہنچے اور منکرین حیات پچیس سے زائد افراد لے کر آ پہنچے۔ ہم ان کی فوج کو دیکھ کر حیران ہوئے کہ یہ صورت لشکر کشی کی صورت کیوں کر ڈالی ہے اگر مدِ مقابل پر برتری سے مقصد کشائی ممکن ہے تو الحمد للہ ہم بھی فوج لا سکتے ہیں اور اکثریت تو قائلین ہی کی ہے۔ مولانا محمد علی جالندھری رحمہ اللہ نے ہمیں فرمایا کہ آپ ابھی باہر ہی رہیں اندر جا کر حضرت جالندھری رحمہ اللہ سے عرض کرتا ہوں کہ حکم نامہ کے مطابق صرف پانچ افراد موجود ہوں باقی باہر چلے جائیں۔ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ نے مسکرا کر فرمایا کہ کوشش کر کے دیکھ لیں منکرین آپ کی بات تسلیم نہیں کریں گے...... ؏ قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید

حضرت جالندھری رحمہ اللہ نے جا کر عرض کیا تو میزبان رحمہ اللہ کے کچھ بولنے سے پہلے ہی عنایت اللہ شاہ صاحب بولے۔ ہمارے ساتھی نکلوانے والے آپ کون ہوتے ہیں مولانا نے فرمایا میں نے بجا طور پر اصولی بات کی ہے جب حضرت نے پانچ کا حکم فرمایا ہے تو ہمیں تعمیل کرنا چاہیے۔ تو عنایت اللہ شاہ صاحب نے پہلی یہ گستاخی کرتے ہوئے کہا کہ حضرت کا حکم نامہ کوئی صحیفۂ آسمانی ہے کہ جس کی تعمیل واجب ہو اور پھر اُن کے حامیوں نے بھی شور شروع کر دیا۔ دراصل اس لشکر کشی سے اُن کا مقصد احقاق حق ابطال باطل نہ تھا بلکہ الجھاؤ اور کشیدگی پیدا کر کے اصل مسئلہ سے رفو چکر ہونا تھا......

چوں حجت نماند جفا جوئے را
بہ پرخاش در ہم کشد روئے را

جب شور و غوغا بپا ہوا تو بندہ بھی کمرہ میں پہنچا۔ مولانا محمد علی صاحب رحمہ اللہ اصول پرست انسان تھے جب آپ نے اپنے موقف پر اصرار کیا تو عنایت اللہ شاہ نے میرے آنکھوں کے سامنے اپنے دونوں گھٹنے ٹیک کر مولانا محمد علی رحمہ اللہ کے چہرہ مبارک پر زوردار تھپڑ مارا۔ اس جسارت و دیدہ دلیری کو دیکھ کر بندہ کے غصہ کی انتہا نہ رہی شدید جذبات میں بہت سخت سست کہا اور مطالبہ کیا کہ عنایت اللہ شاہ معافی مانگیں ورنہ اپنے ہاتھ سے بدلہ لوں گا۔ جب وہ لیت و لعل سے کام لینے لگے تو بندہ نے آگے بڑھ کر انہیں پکڑنا چاہا تو فوراً مولانا خیر محمد رحمہ اللہ کی پشت کے پیچھے پناہ لینے کے لیے جا بیٹھے اور چیخیں شروع کر دیں کہ مجھے

بچا ہے ۔حضرت نے بھی میری تائید کی کہ معذرت کریں تو بار بار عنایت اللہ شاہ نے معافی مانگی پھر گفتگو کا سلسلہ شروع ہوا کہ اس مسئلہ کو موضوع بحث نہ بنایا جائے فضا کو مکدر نہ کیا جائے ۔مماتیوں نے کہا کہ اس مسئلہ کو جلوت خلوت میں کہیں بھی بیان نہ کیا جائے ۔ بندہ نے کہا کہ میں کتابی مدرس ہوں جب کتابوں میں اس کا تذکرہ ہے تو بندہ کیسے خاموش رہ سکتا ہے میں نے کہا کہ میں نورالایضاح (لفضیلۃ الشیخ حسن بن عمار بن علی متوفی ۱۰۶۹ھ) کی عبارت **ومما هو مقرر عند المحققين انه صلى الله عليه وسلم حي يرزق متمتع بجميع الملاذ والعبادات غير انه حجب عن ابصار القاصرين عن شريف المقامات** [1] ۔طلبہ کو پڑھاتے ہوئے ترجمہ وتشریح کیسے چھوڑ سکتا ہوں ۔حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ نے میرے موقف کی پرزور تائید کرتے ہوئے فرمایا کہ اس اجماعی عقیدہ کے اظہار سے ہم کیسے دستبردار ہو سکتے ہیں ۔اُس موقعہ پر صورت حال کی سنگینی اور مصلحت بینی کے پیش نظر ہم دو کے علاوہ باقی سب نے دستخط کر دیئے ۔لیکن اس معاہدہ کے بعد پہلی ہی رات کو ملتان ہندی مسجد میں مماتیوں نے وعدہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اس مسئلہ پر تقاریر کیں......فیا للعجب

نہ ہے علم ان میں نہ فہم و فراست
جہالت کی ہر سو شرر باریاں ہیں

بندہ کے تجربہ ومشاہدہ میں آیا ہے کہ جو مماتی ہوں گے اکثر وہ غیر مقلد بنتے ہیں پھر پرویزی بنتے ہیں پھر مرزائی بنتے ہیں۔ **من شذ شذ في النار اعاذنا الله تعالىٰ من الضلالة والغواية.**

## حضرت رحمہ اللہ کی فراست ایمانی

مماتی غالی ٹولہ کے اس قصہ کی مناسبت سے اس فرقہ ضالہ کی دجل وتلبیس کے ایک دوسرے واقعہ کا خلاصہ بھی نذر قارئین ہے......ضلع میانوالی کے ایک علاقہ کلورکوٹ میں ان مماتیوں کے سرغنوں سے مقامی احباب نے مناظرہ کی تاریخ طے کر دی۔حضرت قاضی صاحب نے بندہ کو بھی کرامت نامہ بھیجا کہ آپ بھی مناظرہ میں پہنچیں ۔ بندہ کتب تفاسیر واحادیث، عقائد، فقہ، فتاویٰ متعلقہ مسئلہ حیات النبی ﷺ

---

(۱) ترجمہ عبارت: محققین کے نزدیک یہ بات مسلمہ اور ثابت ہے کہ حضور ﷺ (روضہ پاک میں) حیات ہیں اور آپ ﷺ کو سب لذائذ وعبادات کا رزق عطا ہوتا ہے بات صرف اس قدر ہے کہ اُن اعلیٰ مقامات کے ادراک وفہم سے جن کی آنکھیں قاصر ہیں آپ کی حیات اُن سے پردہ میں ہے۔

لے کر پہنچا۔ راستہ میں کئی احباب ہمراہ ہو گئے۔ کلورکوٹ کے لیے ہم اڈہ پر بس کے منتظر کھڑے تھے،
ایک کار کو بار بار چکر لگاتے ہوئے دیکھا۔ آخر وہ کار ہمارے قریب آ کر رکی ایک شخص نے پوچھا آپ
لوگ کہاں جا رہے ہیں؟ ساتھیوں نے کہا مناظرہ ہے وہاں کا ارادہ ہے انہوں نے پوچھا تمہارے علماء
آ گئے ہیں؟ احباب نے کہا ملتان سے محمد امین شاہ ہمارے ہمراہ ہیں باقی علماء بھی بر وقت پہنچ جائیں گے
یہ پوچھ کر کار واپس ہوئی۔ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ اور مولانا محمد علی جالندھری رحمہ اللہ بھی تشریف لے
آئے۔ وقت مقررہ سے کئی گھنٹے اوپر ہو گئے لیکن منکرین نہ پہنچے۔ طویل انتظار سے اکتا کر مولانا محمد علی
صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا ہم نے تو حاضر ہو کر اتمام حجت کر دیا ہے اب واپس ہوتے ہیں لیکن حضرت رحمہ اللہ نے
فرمایا کہ ہم یہاں چوبیس گھنٹے انتظار کریں گے۔ مبادا ہمارے جانے کے بعد منکرین آ جائیں اور بہانہ بنائیں
کہ ہماری گاڑی راستہ میں خراب ہو گئی تھی اس لیے تاخیر ہو گئی۔ چنانچہ کچھ دیر ہی بعد پتہ چلا کہ وہ لوگ چند میل
کے فاصلے پر ٹھہرے ہوئے تھے۔ ہمارے مایوس ہو کر چلے جانے کے منتظر بیٹھے ہیں تاکہ بعد میں بہانے بناتے
ہوئے جا دھمکیں۔ حضرت اقدس کی فراست ایمانی کی برکت سے باطل کی یہ چال ناکام ہو گئی کیونکہ جب
منکرین کو ہمارے دھرنا دینے کا پتہ چلا تو دم دبا کر بھاگ نکلے۔

جاء الحق وزهق الباطل. ان الباطل كان زهوقا۔

## قاضی صاحب رحمہ اللہ صاحب کشف وکرامت تھے

حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ ایک مرتبہ بندہ کے ہاں مخدوم پور تشریف لائے ہوئے تھے کہ علاقہ
گاؤں سے دو جماعتی بھائی آئے اور حضرت کی دعوت کے لیے بندہ سے رابطہ کیا بندہ نے اُن کی دعوت
قبول کرنے کے لیے حضرت سے درخواست کی اور ساتھ ان کے تعارف میں بتلایا کہ ان کی رہائش گاہ پیر
خورشید احمد شاہ کے چک کے قریب ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ تمہاری دعوت اس شرط پر قبول ہے کہ پیر
صاحب کو بھی شریک کریں۔ انہوں نے عرض کی کہ حضرت پیر صاحب اس وقت اپنے چک میں نہیں ہیں
بلکہ کافی فاصلہ سے دوسرے گاؤں میں ہیں۔ ہمارے لیے سواری کی فراہمی مشکل ہے۔ پسماندہ علاقہ
ہے ٹیکسی کی سہولت نہ ہے اور پیر صاحب کو آرام دہ سواری کے بغیر زحمت دینا نامناسب ہے۔ یہ سن کر
حضرت رحمہ اللہ نے چند لمحے کے لیے آنکھیں بند کر کے سر جھکا لیا، پھر جلد ہی کیفیت مراقبہ سے سر اٹھا کر
ارشاد فرمایا کہ ”بھائی آپ کو صرف زبان کو حرکت دینا ہوگی ان شاء اللہ بغیر کرایہ کار مہیا ہو جائے گی۔“
چنانچہ وہ دونوں راوی ہیں کہ ہمارے قریب ایک زمیندار کی کار تھی لیکن ذاتی دنیوی رنجش کی وجہ سے

ہماری ان سے قطع تعلقی تھی۔ حضرت کے حکم کی تعمیل میں ہم اُن کے ہاں گئے، انہوں نے پر تپاک استقبال کیا اور بخوشی کار مع ڈرائیور ہمارے سپرد کر دی۔ حضرت پیر صاحب کو لانے کے لیے ہمارا مشورہ یہ ہوا کہ سحری کو چلیں گے نماز فجر حضرت پیر صاحب کی اقتداء میں پڑھیں گے اور ہمراہ لانے کے لیے کوشش کریں گے۔ اس دوران میزبانوں کا کسی طرح سے بھی حضرت پیر صاحب سے رابطہ نہ ہوا لیکن جب وہاں پہنچے اور نماز ادا کی تو بعد نماز حضرت پیر صاحب کے خادم خاص نے فوراً اُن لوگوں کو بتلایا کہ نماز سے پہلے حضرت پیر صاحب نے مجھے حکم فرمایا تھا کہ کار آ رہی ہے ہم نے جانا ہے تیاری کر لو۔ میرے اوراد و وظائف بھی سمیٹ لو بعد نماز فجر کے معمولات گاڑی میں ہی پورے کروں گا۔ اس واقعہ سے شیخین کی قلبی روحانی کشش ومحبت کا بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے اور یہ بھی کہ حضرت نے بذریعہ کشف فرمادیا کہ کار ملنا ممکن ہے پھر اُن روٹھے ہوئے اہل علاقہ کے مسلمان بھائیوں میں صلح بھی ہوگئی اور پیر صاحب نے بذریعہ کشف خادم کو پہلے ہی سفر کے لیے اور کار آنے سے آگاہ کر دیا......

دیوانگانِ عشق کے اُلٹی چال چلتے ہیں
آنکھیں بند کرتے ہیں جمال دیکھ لیتے ہیں

## حضور ﷺ اور چار یاروںؓ کی زیارت

خواب گو شرعی حجت نہیں ہے لیکن حسب ارشاد نبویؐ اچھے خواب مبشرات سے ہوتے ہیں حضرت ؒ پر اس طرح کی بارانِ رحمت مسلسل برستی رہتی تھی۔ جیسا کہ آنحضرت ؒ نے بتلایا کہ بندہ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے باب جبرئیل سے پرچم خدام اٹھائے ہوئے حضور رحمۃ للعالمین ﷺ اور خلفاء راشدین چار یارؓ کے ہمراہ باہر نکل رہا تھا کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ سے پرچم لے کر لہراتے ہوئے چلنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے آپ سے پرچم لے کر اپنے دوش مبارک تک اٹھا کر چلنا شروع کر دیا اس کے بعد حضرت فرماتے ہیں کہ میں بیدار ہو گیا

اس خواب کی تعبیر واضح ہے کہ خدام کا نظریہ وموقف نعرۂ حق چار یار رضی اللہ عنہم حضور پاک ﷺ اور خلفاء راشدین علیہم الرضوان کے ہاں مقبول ومحبوب ہے اور یہ جماعت خدام قیامت تک قائم رہے گی۔

(ان شاء اللہ تعالیٰ)

دشمن کے مٹانے سے مٹا ہوں نہ مٹوں گا
ویسے میں فانی ہوں فنا میرے لیے ہے

## حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی زیارت

حضرت رحمہ اللہ نے اپنے رسالہ ''دفاع حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ'' کے آخر میں ذوالحجہ ۱۴۰۳ میں چوتھی مرتبہ سفر حج مبارکہ کے موقعہ پر منیٰ میں شب جمعۃ المبارک کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی زیارت و معانقہ کو تحریر بھی فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا چہرہ باوقار اور سفید نورانی تھا۔ بندہ نے عرض کیا کہ حضرت بندہ نے کتاب خارجی فتنہ لکھی ہے اگر اس میں آپ کے متعلق کوئی تنقیص و توہین پائی جاتی ہے تو معاف فرمائیں۔ آپ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بندہ کی معافی کی درخواست پر آپ کے چہرہ پر کوئی ملال ظاہر نہیں ہوا بلکہ حسب سابق شفقت کی نگاہ تھی۔ اس کے بعد آپ بیدار ہو گئے۔ ایام حج میں منیٰ کے مقدس مقام میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی زیارت و معانقہ بہت بڑی سعادت ہے۔

ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

یا تنگ نہ کر مجھے ناصح ناداں اتنا
یا لا کے دکھا دے کر ایسی دہن ایسا

یہی ہیں جن کے سونے کو فضیلت ہے عبادت پر
یہی ہیں جن کے اتقاء پر ناز کرتی ہے مسلمانی

## حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی سرپرستی

حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کو ماہِ محرم الحرام میں تیس چالیس دن کے لیے مختلف ارباب اقتدار گرفتار کرتے رہتے۔ جب آخری مرتبہ اس موقع پر گرفتاری ہوئی تو بندہ کو جب علم ہوا چکوال جا پہنچا۔ جمعرات کا دن تھا۔ بندہ کا ارادہ تھا کہ حضرت کی مدنی جامع مسجد میں حکومت کے اس ظالمانہ رویہ کے خلاف احتجاجی تقریر کر کے گرفتار ہو کر حضرت کے پاس جا پہنچوں گا۔ حضرت مولانا عبداللطیف صاحب رحمہ اللہ جہلمی و احباب سے اس کی اجازت حاصل کر لی۔ چنانچہ اچانک غیر متوقعہ طور پر حضرت اقدس جمعرات کو ہی رہا ہو کر چکوال تشریف لے آئے۔ ملاقات کے دوران ارشاد فرمایا کہ آج سحری کے وقت تہجد سے فراغت کے بعد ذکر اذکار میں مشغول تھا کہ غنودگی طاری ہوئی۔ خواب میں حضرت الشیخ مدنی رحمہ اللہ تشریف لے آئے......

دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

حضرت مدنی رحمہ اللہ نے فرمایا۔ بھائی تیاری کر لو تمہاری رہائی آ رہی ہے۔ حضرت فرماتے ہیں بندہ

ورطۂ حیرت میں گم ہو گیا کہ ابھی تو بظاہر کئی دن مزید اسیری کے ہیں اور حضرت شیخ رہائی کی نوید دے رہے ہیں۔ اسی کشمکش میں تھا کہ سپرنڈنٹ جیل نے خود آ کر بتلایا کہ آپ کی رہائی کے آرڈر آ چکے ہیں تیار رہیے نماز فجر کے فوراً بعد سرکاری گاڑی آپ کو چکوال گھر پہنچا کر آئے گی۔ اللہ نے اپنی قدرت کاملہ سے حضرت کی رہائی فرمائی عالم اسباب میں بظاہر کوئی تدبیر وصورت نہ تھی......

عقل گوید بیروں از شش جہت راہ نیست
عشق گوید ہست راہے، بارہا من رفتہ ام

## حضرت لاہوری کا ارشاد گرامی

حضرت رحمہ اللہ ۱۹۷۰ء میں قائدین کے جماعت اسلامی وتحریک خاکسار وغیرہ سے اشتراک کی وجہ سے جمعیت سے مستعفی ہوئے تو بندہ بھی جمعیت سے کنارہ کش ہو گیا اور بندہ ذہنی طور پر پہلے سے تیار تھا کہ ایسا وقت آئے گا کہ اہل حق مودودیوں سے متحد ہوں گے جس کی وجہ یہ تھی کہ امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ نے ملتان جلسۂ عام میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ کہ ''سن لو مودودی اپنے خود ساختہ نظریہ و باطل عقیدہ کی وجہ سے گمراہ ہے۔ اگر ملک کے سارے علماء بھی مودودی سے مل جائیں بندہ پھر بھی گمراہ کہتا رہے گا۔ بندہ کے پاس دو گواہوں کی شہادت حرف آخر ہے اس لیے کسی دوسرے شخص کا اتحاد حجت وسند نہیں ہو سکتا۔ ایک حضرت مدنی رحمہ اللہ دوسرے حضرت رائپوری رحمہ اللہ۔ انہوں نے گمراہ کہا ہے اور ان کی گواہی سب پر بھاری ہے کیونکہ یہ وہ ہیں جو اپنے باطنی نور کی وجہ سے، روحانی طور پر اللہ تعالیٰ سے رابطہ کر کے بتلا سکتے ہیں کہ کون حق پر ہیں اور کون غلط ہے۔'' تو اس اقتباس میں خط کشیدہ جملوں کو سن کر بندہ کو یقین ہو گیا کہ اتحادی فتنہ رونما ہوتا رہے گا......

فان کنت لا تدری فتلک مصیبة
وان کنت تدری فالمصیبة اعظم

معذرت کے ساتھ عرض ہے کہ جن آنکھوں نے اور کانوں نے حضرت مدنی رحمہ اللہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ، حضرت لاہوری رحمہ اللہ، حضرت رائپوری رحمہ اللہ، حضرت بخاری رحمہ اللہ، حضرت مولانا زکریا رحمہ اللہ جیسی شخصیات کو دیکھا ان کے ارشادات کو سنا۔ اُن کے سامنے ملحدین سے سیاسی اتحاد کی ضرورت کی ہر تاویل تارِ عنکبوت ہے......

کون سا انداز جنوں ہم میں نہیں مجنوں
پر عشق کو تری طرح رسوا نہیں کرتے

## حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی حوصلہ افزائی

حضرت کے جمیعت سے استعفیٰ کے بعد بندہ جب خدمت عالیہ میں حاضر ہوا تو اس عنوان پر تفصیلی گفتگو ہوئی اور ساتھ ہی حضرت نے بتلایا کہ جس دن استعفیٰ لکھا اسی رات کو حضرت الشیخ مدنی قدس سرہ خواب میں تشریف لائے اور میرے سر پر دست شفقت رکھتے ہوئے مسکرا کر فرمایا کہ......

''اب آپ اکیلے رہ گئے ہیں؟''

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا سر پر ہاتھ رکھنا مسکرا کر ارشاد فرمانا یہ واضح اشارہ ہے کہ آپ اس دینی شرعی ضرورت کی وجہ سے مستعفی ہونے پر راضی ہیں ......

## اعتذار و اختتام بردعاء

افسوس سے کہہ رہا ہوں۔

صد حیف در چشم زدند کہ صحبت یار آخر شد
روح گل سیر نہ دیدم کہ صحبت یار آخر شد

بندہ کے لیے ان کے علاوہ کوئی سکون نہیں ہے۔ اللہ نے حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کی خبر ۲۲ روز پہلے دے دی تھی۔ اور بندہ نے رونا شروع کر دیا تھا۔ اب تک رو رہا ہوں حضرت کی جدائی کا صدمہ کم نہیں ہوگا۔

اب بندہ اپنی فانی زندگی کے سانس ہی پورے کر رہا ہے بینائی اور اعصاب سب جواب دے چکے ہیں۔ ایک عرصہ سے فرش علالت پر ہوں۔ پڑھنے لکھنے سے قاصر ہوں۔ یہ سطور اپنے عزیز محمد معاویہ جو فاضل جامعہ خیر المدارس ملتان ہے، سے لکھوا رہا ہوں۔ جن شخصیات و اکابرین کے ساتھ بندہ نے وقت گزارا وہ تقریباً سب ہی پردہ میں چلے گئے۔ شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب اور جناب مولانا صوفی عبدالحمید سواتی صاحب مدظلہما سمیت کچھ حضرات ہم باقی ہیں۔ بندہ خود کو اسیر اللہ فی الارض سمجھتا ہے (حدیث پاک برتذکرہ اسیر اللہ فی الارض تفسیر معارف القرآن المفتی اعظم ج ۶/ ۲۴۱ پر (جلد ۶/ ۲۴۱) پر ملاحظہ فرمائیں) اپنے مشفقوں اور محسنوں کے فراق پر بجز گریہ وزاری کے دامن خالی ہے......

ہوا جن کو لگنے نہ دیتی تھی بلبل
وہی گل ہوائے خزاں کھا رہے ہیں

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی مجددانہ حیات طیبہ پر جس قدر لکھا جائے کم ہے۔ آپ کی عظمت اور جامعیت کے

سامنے یہ نمبر مشت از خروارے کا مصداق ہے ......

نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی راسخن پایاں
بمیرد تشنہ مستقی و دریا ہمچناں باقی

عباراتنا شتی و حسنک واحد
وکل الی ذاک الجمال یشیر

اللہ تعالیٰ عزیزی ابن قائد محترم مولانا قاضی محمد ظہور الحسین اظہر صاحب زید مجدہ اور ناظم اعلیٰ ادارہ، الفاضل الصالح مولانا حافظ زاہد حسین رشیدی زید فضلہ و جملہ منتظمین کو اِس تاریخی دستاویز کے منظر عام پر لانے کا عظیم صلہ مرحمت فرمادیں آمین۔ رسالہ حق چاریار رضی اللہ عنہم۔ جماعت تحریک خدام اہل سنت، مسجد، مدرسہ، باقیات صالحات، تالیفات کی صورت میں اس صدقہ جاریہ کی وجہ سے حضرت کو ابدی حیات حاصل ہے......

نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است برجریدۂ عالم نقش دوام ما

وصف او ہرگز نیاید در کلام
پس سخن کوتاہ باید والسلام

❀❀❀❀

# مسلکی تحفظ کی فکر

حضرت مولانا محمد نافع صاحب مدظلہ ☆

حضرت مولانا محمد نافع صاحب دامت برکاتہم فاضل دیوبند اور یادگار اسلاف ہیں۔ حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ قدیم تعلق رکھتے ہیں۔ آج کل محمدی شریف (جھنگ روڈ) میں پیرانہ سالی کے ایام گزار رہے ہیں۔ راقم امیر تحریک مولانا قاضی محمد ظہور الحسین صاحب اظہر مدظلہ کے ہمراہ حضرت کی عیادت کے لیے آنجناب کے دولت خانہ حاضر ہوا تو اس موقع پر آپ نے حضرت قائد اہل سنتؒ کے متعلق حسب ذیل گفتگو فرمائی...... [رشیدی]

قائد اہل سنت وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ پہلی ملاقات دیوبند کے صد سالہ اجلاس کے موقع پر ہوئی۔ اس کے بعد مختلف مسائل پر خط وکتابت کا سلسلہ جاری رہا۔ حضرت قاضی صاحب کو مسلکی تحفظ کی بڑی فکر تھی آپ اس حوالہ سے عام وخاص سے باز پرس کرتے تھے۔ میرے ساتھ تعلق کے ابتدائی زمانہ میں مجھ سے یزید کے حوالہ سے استفسار فرمایا تو میں نے عرض کی میں الحمد للہ اکابر علماء دیوبند کا مسلک رکھتا ہوں۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مسلکی تحفظ کے حوالہ سے بڑا کام کیا ہے اور اپنا موقف بڑی مضبوطی سے پیش کیا۔ خصوصا ردشیعیت میں آپ کی خدمات بے مثال ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ کا طرز عمل اعتدال پر مبنی تھا۔ سپاہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے طریق کار کے حوالہ سے میں حضرت کے موقف سے متفق رہا۔ آج آزادی کا دور ہے ہر شخص سمجھتا ہے کہ میں صحیح سمجھا ہوں۔ حالانکہ سلف کی اتباع بڑی چیز ہے۔ اسی پرکار بندرہ کر افراط وتفریط سے بچا جا سکتا ہے۔ حق تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔ اور حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے درجات بلند فرمائیں۔ آمین

---

☆ فاضل دیوبند محمدی شریف، جھنگ

# مسلک دیوبند کے عظیم ترجمان

مناظر اسلام علامہ عبدالستار صاحب تونسوی ☆

شیخ الاسلام حضرت اقدس مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی قدس سرہ کے خلیفہ مجاز اور مسلک دیوبند کے عظیم ترجمان ہم سے جدا ہو گئے۔ (انا للہ و انا الیہ راجعون)

پیر طریقت، وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نور اللہ مرقدہ، ملک کے مقتدر مشائخ میں سے تھے۔ احقر اور حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا علمی، روحانی مرکز ایک ہی دار العلوم دیوبند ہے۔ ہم نے بفضلہٖ تعالیٰ شیخ الاسلام حضرت اقدس مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ کیا۔ پھر حضرت شیخ مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خلعتِ خلافت سے بھی نوازا۔ انہیں مدنی فیوضات ہی کا ثمرہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو علم و عمل میں بلند مقام عطا فرمایا۔ اور آپ نے مذہب حقہ اہل سنت والجماعت کی اشاعت میں تبلیغی اور تحریری انداز میں گراں قدر خدمات سر انجام دیں۔ یہاں تک کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم واہلبیت عظام رضی اللہ عنہم کی مدحت، منقبت اور ان کی وکالت کر کے سنی قوم کو جگا دیا۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے میرا بہت ہی قریبی تعلق رہا۔ وہ ہمیشہ اہم دینی امور کے بارے میں ناچیز سے مشورہ فرماتے تھے اور ضلع چکوال میں روافض و اہل بدعت سے مناظرہ کرنے کے لیے احقر کو ہی دعوت دیتے تھے۔ انہی کی کاوشوں سے وہاں اہل باطل مرعوب و مغلوب ہوئے۔ آپ کے قلب و جگر میں دین کی فکر و لگن اکابر سے ودیعت ہو کر آئی، فتنوں کے اس دور میں حضرت والا کا وجود، اللہ کی رحمت اور نعمت غیر مترقبہ سے کم نہ تھا۔ انہوں نے تعلیماتِ اسلاف اور فکرِ اکابر کی ترجمانی کا حق ادا کیا ہے۔ انہیں علمائے دیوبند سے والہانہ عقیدت تھی...... ایک مرتبہ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا!

''کہ آپ کو حضرت شیخ مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے تلمذ کے علاوہ ایک اور بڑی نسبت بھی حاصل ہے۔ وہ امام اہل سنت حضرت علامہ عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ سے تلمذ کی نسبت ہے۔ اگرچہ میں حضرت

---

☆ سرپرست تنظیم اہل سنت، پاکستان

لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت نہ کر سکا۔ مگر برصغیر میں ان کی خدمات اور دفاع صحابہ رضی اللہ عنہم پر ان کی تحریرات سے اس قدر متاثر ہوں کہ انہیں سنی شیعہ نزاعی مسائل پر اجتہادی شان کا حامل سمجھتا ہوں''

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ساری زندگی اکابرین سے اس محبت و شیفتگی کے باعث اپنے لیے انہیں اکابر کی تحقیقات و تعلیمات کو حرز جان سمجھا در مسلک حقہ سے سرمو انحراف نہ کیا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ ''لایخافون لومۃ لائم '' کی مثال بن کر پوری زندگی، وقتی ضرورت اور دنیوی مصلحت کی پرواہ کیے بغیر صحیح مسلک اور مشرب اکابر دیوبند کی ترجمانی فرماتے رہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی پرخلوص، دین اسلام کے لیے محنت و سعی قبول فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔ اور آپ کے تمام متوسلین و معتقدین کو حضرت کے نقش قدم پر چلائے اور سلف صالحین کی تعلیمات کے مطابق مشائخ دیوبند کی راہنمائی میں دینی، علمی اور تبلیغی خدمات سرانجام دینے کی توفیق بخشے۔ آمین۔
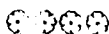
# روشنی کا مینار

از پیر طریقت حضرت سید نفیس شاہ صاحب دامت برکاتہم ☆

الحمدللہ وحدہ والصلوٰۃ علیٰ من لانبی بعدہ

قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین نوراللہ مرقدہ کا شمار پاکستان کے اُن برگزیدہ علماء میں ہوتا ہے جن کے فیضان علم وعمل سے ایک دنیا سیراب ہوئی۔ آپ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی کے بلند پایہ تلمیذ اور پاکستان میں اُن کے سب سے بڑے خلیفہ تھے۔

ان کی سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی کہ انہوں نے مسلک علماء دیوبند کی صحیح صحیح ترجمانی کی اور باطل فرقوں کی بیخ کنی پوری جرأت اور بلاخوف لومۃ لائم کی......

قادیانیت، شیعیت، خارجیت، مودودیت کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور تقریری وتحریری میدان میں اُن کو شکست فاش دی۔

اس سلسلے میں اُن کی محققانہ تصانیف اہل علم کے لیے روشنی کا مینار ہیں۔

اُن کی وفات سے پاکستان ایک عظیم عالم ربانی سے محروم ہوگیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی بھرپور مغفرت فرمائے اور اُن کے اخلاف کو اُن کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

☆ خلیفہ مجاز حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری، خانقاہ کریم پارک، لاہور
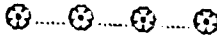
# قافلۂ اہل حق کے سالار

✍ شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب ☆

باسمہ تعالیٰ

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

قائد اہل سنت، وکیل صحابہ ؓ، بانی تحریک خدام اہل سنت پاکستان، خلیفۂ مجاز شیخ الاسلام حضرت اقدس سیدنا ومولانا حسین احمد مدنی صاحب نور اللہ مرقدہٗ فاضل دیو بند حضرت مولانا قاضی مظہر حسین ؒ، قافلۂ اہل حق ومعرفت کے سالار اس دنیائے فانی سے راہی ملک بقاء ہو گئے اور جادۂ عزیمت واستقامت کے رہرو، علماء کبار واولیاء ذی احترام کے پاس پہنچ گئے۔

حقیقت حال کو تو حق سبحانہ وتعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں لیکن زمینی حقائق کے پیش نظر جو صورت حال ہم دیکھتے رہے ہیں اس کی بنا پر ہمارے تاثرات یہ ہیں کہ قاضی صاحب نے حق وصداقت کے اعلان و اظہار اور باطل ومنکر کے رد وابطال میں جس حوصلے، ہمت، اولوالعزمی اور استقامت کا پوری زندگی ثبوت دیا وہ نہ صرف لائق رشک ہے بلکہ قابل تقلید بھی ہے۔

حضرت قاضی صاحب مرحوم کو اللہ بزرگ و برتر نے دین اسلام کی حفاظت اور امت مسلمہ کی رہنمائی کا جو جذبہ، سلیقہ اور جوش وہوش عطا فرمایا تھا۔ اس کو انہوں نے خوب خوب استعمال کیا اور کوئی بڑی سے بڑی رکاوٹ اور مزاحمت کبھی بھی ان کا راستہ نہ روک سکی، حق کے اعلان اور باطل کی تردید میں وہ ضعف وناتوانی، بڑھاپے اور پیری کے باوجود جوان ہی نظر آتے رہے۔

صحابہ کرامؓ کی عظمت وحرمت کی حفاظت تو ان کا خاص موضوع ہی تھا۔ لیکن کون نہیں جانتا کہ اسلام اور مسلمانوں سے متعلق جب بھی کوئی معاملہ قابل بحث ونظر سامنے آتا تھا تو قاضی صاحب اس پر گفتگو

---

☆ صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان، مہتمم جامعہ فاروقیہ، کراچی

کرتے تھے اور حق کی وضاحت اور باطل کی نشاندہی فرمایا کرتے تھے۔ پھر ان کا انداز گفتگو سرسری اور رواداری کا نہیں ہوتا تھا وہ مضبوط دلائل کی روشنی میں تفصیلی گفتگو فرماتے تھے۔

انہوں نے جس طرح دینی مسائل پر گفتگو کی ہے۔ سیاسی اور سماجی معاملات کو بھی اسی طرح اپنی بحث کا موضوع بنایا ہے، وہ نہ حکومت کے معاملات میں تساہل اور مصلحت پرستی کا شکار ہوئے نہ کسی بڑے سے بڑے عالم یا سیاست داں سے مرعوب ہوئے۔ لومۃ لائم کی پروا کیے بغیر حق کا اظہار فرمایا، ان کی گفتگو تفصیلی اور مدلل ہونے کے ساتھ باوقار ہوتی تھی ان کی بحث میں چھچھوراپن نہیں تھا۔ وہ بے مروت بھی نہیں تھے۔ نہ غیر علمی گفتگو کرتے تھے۔ جس شخص نے ''ماہنامہ حق چار یار'' کا مطالعہ کیا ہے یا وہ اس کا مستقل قاری ہے وہ ہماری گزارشات سے ضرور اتفاق کرے گا۔

احقر کو صرف ایک مرتبہ ان کے دولت کدہ پر حاضری نصیب ہوئی، بہت کمزور ہو گئے تھے۔ تعجب ہوا اس ضعف و کمزوری کے باوجود ہمت کیسی جوان ہے؟ یہ حضرات توفیق خداوندی سے سرفراز ہوتے ہیں اور خداوند قدوس اپنے دین متین کی حفاظت کے لیے ان سے کام لیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ قاضی صاحب مرحوم کو اعلیٰ علیین میں بلند درجات عطا فرمائیں، پس ماندگان کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائیں اور ان کے متعلقین کو خصوصاً اور عام اہل علم کو عموماً ان کے مشن کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

امین یارب العلمین

❀❀❀❀

# شیخ مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے صحیح جانشین

مولانا قاضی عبدالکریم صاحب مدظلہ ☆

برادر مکرم ومحترم جناب زاہد حسین صاحب مدیر منتظم ماہنامہ حق چار یار، لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ      والا نامہ ملا جس میں قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر کچھ کہنے کی فرمائش کی گئی ہے۔ گزارش یہ ہے کہ حضرت مرحوم ومغفور کی زندگی ایک کھلی کتاب ہے۔

ز وصف ناتمام ما جمال یار مستغنی است

(ہماری نامکمل صفت کرنے سے دوست کا حسن بے پرواہ ہے)

میں تو اتنا جانتا ہوں کہ سنیت کا تعارف آپ نے اپنی طویل حیات طیبہ کا اہم مقصد بنالیا تھا اور پھر اسی پر مضبوطی سے قائم رہے۔ یہاں تک کہ شغل بیعت اور ترویج سلسلہ کا کام بھی اسی کی خاطر آپ کو کم کرنا پڑا، یہ وہی بات ہے جسے حضرت اقدس مجدد الف ثانی قدس سرہ نے (دفتر دوم کے حصہ ششم مکتوب نمبر ۱۴) میں اپنے ایک مخلص کو تحریر فرمائی ہے کہ ضروری نصیحت یہ ہے کہ...... اگر آپ کو علوم دینیہ کی تدریس میں سارا دن بھی مشغول رہنا پڑے تو بھی اسی میں مشغول رہیں، ذکر وفکر کی ہوس نہ کریں، اس کے لیے رات کا کوئی وقت مقرر کر سکتے ہیں۔ فرق ہے تو اتنا کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر وفکر پر علوم دینیہ کی تدریس کی اہمیت کا ذکر فرمایا ہے اور حضرت مرحوم نے ترویج سلسلہ پر اہل حق تک اپنی مسلسل تحریر کے ذریعہ عقائد حقہ کی توضیح وتشریح کو مقدم رکھا۔

جب ۵۶ء میں شیخ التفسیر حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے ایماء سے پاکستان میں نظام اسلام کے نفاذ کے لیے جمعیت علماء اسلام کی بنیاد رکھی گئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ بانیاں جمعیت کے معتمد علماء میں شمار ہوتے تھے۔ ارباب حل وعقد میں شریک تھے۔ لیکن بالآخر آپ کو جماعتی رفقاء سے اپنے اسی اہم مقصد کی خاطر

---

☆ فاضل دیوبند، بانی ومہتمم مدرسہ عربیہ نجم المدارس، کلاچی، ڈیرہ اسماعیل خان

علیحدہ ہونا پڑا۔ قصہ یہ ہے کہ ڈھاکہ میں جب جمعیت علماء اسلام کے ملک کے دونوں بازوؤں کے اراکین عاملہ کا مشترکہ اجلاس ہوا اور حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کسی وجہ سے وہاں نہ پہنچ سکے اور وہاں مخالف سیاسی جماعتوں کے ساتھ انتخابی ہرگز نہیں دفاعی اتحاد کی صورت اختیار کرنی پڑی تو حضرت مرحوم کو مودودی جماعت کی شرکت برداشت کرنا مشکل ہوگیا...... لاہور میں جب اس کے بعد مغربی پاکستان کے غالبا شوریٰ سے اس کی منظوری کے لیے اجلاس بلایا گیا اور حضرت قاضی صاحب کا اختلاف بزرگوں کو معلوم ہوا تو حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے اس ناکارہ کو بار بار حکم دیا کہ آپ قاضی صاحب سے اجلاس شروع ہونے سے پہلے ضرور ملیں اور ان کو ڈھاکہ میں جو فیصلہ ہوا ہے اس کی تفصیل سے آگاہ کریں۔ صرف اخباری اطلاع سے غالبا آپ اس اتحاد سے اختلاف کر رہے ہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ لاہور میں جہاں مقیم تھے ان کی خدمت میں وہاں میں حاضر ہوا...... اور اس نکتہ پر میں جو کچھ سمجھ سکا آپ سے عرض کرتا رہا، حاصل یہ تھا کہ حضرت اتحاد خالص دفاعی ہے۔ انتخابی نہیں صرف اور صرف منفی پہلو پر ہے۔ مثبت پہلو ہمارا اور ہے ان کا دوسرا۔ کچھ سوال و جواب کے بعد حضرت نے فرمایا بات آپ کی قابل غور ہے مگر اس کی وضاحت نہ تو مفتی صاحب نے کی اور نہ ہی مولانا ہزاروی نے...... میں نے جب یہ عرض کیا کہ حضرت جماعت کے ۳۹ اراکین عاملہ علماء نے کیا آپ کے خیال میں بغیر کسی غور و فکر کے اس کو قبول کر لیا تو آپ نے بڑے وثوق سے فرمایا بالکل نہیں مجھے اس کا وہم بھی نہیں لیکن کیا کروں شرح صدر نہیں ہو رہا کہ باطل اور غلط فرقوں سے اتفاق کر لینے میں اہل حق کو فائدہ پہنچے گا...... اچھا اجلاس میں بات کریں گے۔ اجلاس میں آپ دیر سے پہنچے اور ڈھاکہ کے فیصلہ کی منظوری پہلے گزر چکی تھی۔ یاد ایسا آتا ہے کہ حضرت اس کے بعد ایک وقت تک شریک رہے۔ جمعیت کے دستور میں جہاں تک یاد ہے آپ کا نام عاملہ میں موجود ہے لیکن آپ کا اندازہ غلط ثابت نہیں ہوا...... اہل حق کو فائدہ سے زیادہ نقصان ہوتا رہا اور بالآخر آپ کو جمعیت سے کنارہ کش ہونا پڑا۔

افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج دفاعی اتحاد کی مثال دے کر انتخابی اتحاد کو جائز گردانا جاتا ہے حالانکہ جو فرقے دعویٰ اسلام کے باوجود بنیادی عقائد میں اختلاف کی وجہ سے بالاجماع دائرہ اسلام سے خارج اور کافر ہیں اور ہزاروں علماء کے دستخط ان کے غیر مسلم ہونے پر موجود ہیں۔ انتخابی اتحاد میں ان کو ہزاروں ووٹ دیئے بھی جاتے ہیں۔ دلائے بھی جاتے ہیں اور ان کے لیے در در پر جا کر ووٹوں کی بھیک مانگی جاتی ہے اور ان سے ووٹ لئے بھی جاتے ہیں...... اور دھڑلے سے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مخلوط انتخاب

حرام اور ہم اس کے مخالف ہیں......

عقل ہے محو تماشا کہ اسے کیا کہیے

بہر حال آپ کا وصف خاص اپنے صحیح مقصد پر ثبات اور مکمل استقامت تھا۔ یہ جذبہ آپ کو اپنے اسلاف سے بھی میراث میں ملا تھا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس میں خاص پختگی آپ کو اپنے شیخ اور مرشد شیخ العرب والعجم استاد الہند والحجاز شیخ الاسلام حضرت مدنی قدس سرہ کی خاص توجہ قلبی سے مل گئی تھی ......حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ متحدہ ہندوستان میں جمعیت علماء کل ہند کے سرپرست اور غالباً اس وقت بھی صدر تھے۔ ۱۳۵۷ ہجری جس سال حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ دورہ حدیث شریف کے دارالعلوم دیوبند میں طالب علم تھے اور خوش نصیبی سے یہ ناکارہ بھی اسی مبارک سال میں طلباء دورہ حدیث شریف کا صف آخر کا سپاہی، ایک ادنی اور نالائق طالب علم تھا۔ اور یہ غالباً ۱۹۳۸ء عیسوی ہوسکتا ہے اور اس سال لکھنو میں مدح صحابہ رضی اللہ عنہم پر پابندی لگ گئی تھی۔ حضرت نے دارالعلوم سے چھٹی لی۔ بخاری شریف اور ترمذی شریف پڑھانا تین ہفتے تک موقوف رکھا۔ کل ہند جمعیت علماء کے صدر ہیں اور ملک کی بہت بڑی سیاسی جماعت کانگرس سے دفاعی اتحاد بھی ہے مگر لکھنو میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر پابندی کے خلاف سول نافرمانی کی تحریک کی سرپرستی فرمارہے ہیں۔ تین ہفتوں کے بعد ہزاروں مسلمانوں کو جیل بھجوانے کے لیے ہر شب جمعہ اور ہر پیر کی رات سول نافرمانی کی۔ جلسوں یا جلوسوں کی سرپرستی کر کے کامیاب واپسی پر دیوبند اسٹیشن پر ہزاروں کے استقبالی جلوس کو دیکھ کر برہم ہوجاتے ہیں ایک تانگہ میں بیٹھ کر اسے دوسری جانب دوڑاتے ہیں اور جلوس تتر بتر ہوجاتا ہے۔ رات کو جامع مسجد دیوبند میں آپ کے اعزاز میں جلسۂ عام کا انتظام شہریوں کی طرف سے کیا گیا تھا اس میں بھی جلوس پر سخت لہجہ میں ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ جامع مسجد کے خطیب غالباً مولانا عبدالشکور صاحب نام تھا۔ انہوں نے عرض کیا حضرت ہم نے کیا گناہ کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ پاک پر کئی دن تک استقبال نہیں کیا تھا۔ آپ نے اپنے مخصوص لہجہ سے فرمایا "مولانا آپ قیاس مع الفارق فرمارہے ہیں۔ حضور پاک تو معصوم تھے کیا حسین احمد بھی معصوم ہے۔ میرے دل میں اس سے بڑائی پیدا ہوجاتی تو کیا کرتا سارا برباد ہوجاتا"

آمدم برسر مطلب۔ اسی تقریر میں حضرت نے فرمایا سیاسی لوگ اعتراض کررہے ہیں کہ یہ شخص مسلمانان ہندوستان کا کیسا سیاسی لیڈر ہے جو کہ مذہب کے ایک جزوی مسئلہ پر ملک کے ایک بڑے فرقہ کے خلاف سول نافرمانی میں شریک ہورہا ہے۔ فرمایا..........

سنو! میں خان برادران کی طرح سیاسی لیڈر نہیں ہوں مذہب پر حرف آئے گا تو سب سے پہلے حسین احمد اس کے خلاف آواز اٹھائے گا۔

خلاصہ یہ کہ حضرت شیخ مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی سیاست برائے مذہب تھی نہ کہ مذہب کا نعرہ برائے سیاست پہلی صورت سیاست برائے مذہب مسلمان کا مذہبی فریضہ ہے اور یہی اہل حق کا شیوہ مگر مذہب کا نعرہ لگا کر اصل مقصد صرف حکومت لینا ہو تو یہ دھوکہ اور فریب ہے...... یہ حضرت شیخ مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی اسلامی سیاست کا ایک نمونہ ہے، شیخ مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خلیفہ کی حیثیت سے حضرت قاضی صاحب نے یہ اصول مضبوطی سے پلے باندھ لیا تھا کہ سیاست کرنی ہے مگر برائے مذہب۔ حضرت شیخ مدنی قدس سرہ تو کامل شیخ بھی رہے، بہترین استاد حدیث بھی اور مکمل مگر صحیح سیاسی قائد بھی، دفاعی اتحادوں اور سیاسی اشتراک عمل کے باوجود مذہب، دین اور شریعت کے پاکیزہ دامن پر کبھی بھی غلط اور پُر فریب سیاست کا بدنما دھبہ نہیں لگنے دیا جس کا ایک نمونہ لکھنؤ میں سول نافرمانی کی سرپرستی کا اوپر عرض کر دیا گیا ہے۔

دوسرا نمونہ یہ کہ مودودی صاحب نے جب اسلام کا نام استعمال کرتے ہوئے اپنی جماعت کی بنیاد ڈالی اور لکھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی بھی تنقید سے بالاتر نہیں۔ اور پھر اس سے بھی ذرا اوپر اڑتے ہوئے لکھ دیا کہ حد یہ ہے کہ رسول یا نبی کی اطاعت بھی معروف کے ساتھ مشروط ہے اور یہ کہ توحید و رسالت کے سوا حکمت عملی کے ماتحت اسلام کے ہر حکم کو گویا معطل کیا جا سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ایک برگزیدہ نبی سیدنا یونس علیٰ نبینا علیہ السلام کے متعلق یہاں تک ناروا جسارت کی گئی کہ ان کے قوم سے جو عذاب ٹل گیا تھا تو ان سے فریضہ رسالت کی ادائیگی میں کچھ کوتاہی ہو گئی ہو گی...... وامثالہم تو سب سے پہلے حضرت شیخ مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے ہی اس کی بنیادی غلطیوں کی نشان دہی کرتے ہوئے مسلمانوں کو توجہ دلائی کہ وہ اس فتنہ سے ہوشیار رہیں۔

بہرکیف حضرت قاضی صاحب مرحوم نے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے صحیح جانشین ہونے کی حیثیت سے شیخ کی تینوں نیابتوں پر توجہ دی مگر مذہب اور دین اسلام کو اصل مقصد بنایا۔ سنی محاذ پر خدام اہل سنت کے نام سے جس نہج پر کام شروع کیا اس کو اصل مقصد بنایا۔ ترویج طریقت کی محنت میں کمی کرنی پڑی تو اسے گوارا کر لیا سیاسی محاذ کو بھی نہیں چھوڑا مگر چور دروازہ سے اسلام کو نقصان پہنچانے والوں سے اشتراک کرنے سے دامن بچاتے رہے۔ خود اپنی جماعت کے پلیٹ فارم سے انتخاب کے لیے امیدوار کھڑا کیا اور الیکشن کمشنر سے سیب اپنا نشان حاصل کیا۔

تخم ڈالنے کے بعد فصل پیدا نہ ہو تو افسوس ہوتا ہی ہے لیکن فصل بڑے پیمانہ پر ہو کر غیروں کے کام آ جائے تو اس صدمے کا کیا اندازہ۔

ملی یکجہتی پر احقر نے اختلافی مضمون لکھا اور پھر مولانا سمیع الحق صاحب، مولانا شاہ احمد نورانی مرحوم کو خطوط لکھے اور حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی بینات کی خاموشی پر تعجب کا اظہار کیا تو حضرت قاضی صاحب کا حق چار یار رضی اللہ عنہم وہ واحد ماہنامہ تھا جس نے مولانا سمیع الحق صاحب کے نام پر لکھا ہوا میرا خط شائع کیا اور آپ کے دست راست حضرت مولانا قاضی عبداللطیف مرحوم جہلم والوں نے اپنے ایک نامہ میں مجھے دعائیں دیں اور کہا کہ آپ نے وقت کے ایک اہم فریضہ کو ادا کرنے کا حق ادا کر دیا۔ سنی محاذ پر دین کی خدمت کرنے کی بنیاد تو سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس فرمان واجب الدعان سے کر دی کہ اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوا ھم غرضا من بعدی اور من سب اصحابی فعلیه لعنة الله حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور ان سے پہلے حضرت پیران پیر شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ کی تصریحات اور اس محاذ پر محنت کرنا کسے معلوم نہیں۔

شاہان دہلی میں تحفہ اثناعشریہ، ازالة الخفاء اور اس قسم کی دوسری کتابیں اکابرین دیوبند کی تصنیفات نصیحۃ الشیعہ وامثالہا بھی سب جانتے ہیں۔ سیاسی جھگڑ چلنے کے باوجود شیخ مدنی قدس سرہ کے واضح عمل کے بعد مزید کسی اور حجت اور دلیل کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے۔ وہ کون شخصیت ہے جو اپنے ماحول میں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح فرق مراتب کا پورا پورا حق ادا کر سکے حضرت قدس سرہ کی لکھنؤ کی سول نافرمانی میں قائدانہ شرکت اور اسلام ہی کی خاطر آزادی ہند میں بھرپور محنت اور مساعی کے باوجود مودودی اسلام کی کھلی اور سب سے پہلی مخالفت جیسے اقدامات سے بھی یہ واضح ہے کہ ایسے حالات میں باطل فرقوں اور جماعتوں کے ساتھ ایسی شرکت جس سے ان کی مذہبی ملحدانہ اور زندیقانہ حیثیت مشتبہ ہو جاوے کسی طرح بھی صحیح نہیں فان اثمھا اکثر من نفعھا ...... ملی یکجہتی کونسل کے وقت ان لوگوں کے قائدین کے دوسرے تیسرے دن ہی اخبارات میں اعلانات آ گئے کہ ہم اپنے عقائد پر اسی طرح قائم ہیں جس طرح پہلے تھے مگر ملی یکجہتی میں شامل سنی جماعتوں کے قائدین جہاں تک معلوم ہے خاموش رہے۔

## راقم الحروف کا حضرت مرحوم سے تعلق

دورہ حدیث شریف کا شرف اگرچہ ایک ہی سال ۵۸۔۱۳۵۷ شوال تا شعبان میں ملاگر سمندر سے

پانی لانے میں ظرف یعنی پیالے کا فرق ظاہر ہے

یاران تیزگام نے منزل کو پالیا
ہم محو نالۂ جرس کارواں رہے

اور چونکہ وہاں آپس میں کوئی میل جول نہیں رہا۔ اس لیے اس زمانہ کا کوئی واقعہ حضرت کی زندگی کا نہیں لکھا جا سکتا۔ فراغت کے بعد بھی دس بارہ سال تک کوئی بھی ملنا ملانا نہیں ہو سکا آپ کا یہ عرصہ اکثر جیل میں گزرا۔ جس کی تفصیلات تو آپ ہی میں سے کوئی صاحب نمبر میں کہہ سکتا ہے۔

بندہ بھی اس عرصہ میں بلوچستان جامع مسجد ژوب اور پھر مطلع العلوم کوئٹہ میں طلبہ کی تھوڑی بہت خدمت کے لیے صوبہ سے باہر رہا ۵۶ء میں جمعیت کی بنیاد پڑی تو جماعتی مجالس عاملہ وشوری کے علاوہ حضرت مرحوم اور حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحب جہلم والے کو نجم المدارس کے سالانہ جلسوں میں تکلیف دی جاتی رہی جو نہ صرف مخلصانہ بلکہ مشفقانہ شرکت سے نوازتے رہے۔ ایک دفعہ ہم نے ٹانک میں جمعیۃ الانصار کے نام سے ایک جلسہ عام کا انتظام کیا تو اس میں بھی تشریف لائے۔ نجم المدارس میں دارالقرآن کی تعمیر کا ایک خاص نوعیت کا پروگرام بنا اس وقت کے لحاظ سے تقریباً سوا لاکھ تخمینہ تھا۔ تجویز یہ تھی کہ یہاں سے جو طالب علم کئی سال تک پڑھ کر فارغ ہوئے اور اب عموماً مدارس دینیہ میں معلم اور استاد ہیں یا جو عاملہ اور شوری کے ممبر ہیں وہ اپنے ذمہ حسب توفیق پانچ سو یا ہزار چندہ لیں۔ چاہے ماہانہ قسط وار سال تک بھی ادا کریں تو اس طرح عمومی چندہ کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ حضرت مرحوم نے بھی اس میں پانصد روپیہ کی بابرکت اور گرانقدر عطیہ سے شرکت فرمائی۔ احقر حیات النبی ﷺ پر ایک مختصر تحریر لکھی جو غالباً تیرہ چودہ صفحات پر مشتمل تھی۔ حضرت سے اس کی تصحیح کی درخواست کی تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر غالباً سولہ صفحات کا تحسین مقدمہ تحریر فرمایا۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء

مری میں شریعت کونسل کے ابتدائی اجلاس میں شرکت سے واپسی پر محترم مولوی عبدالعزیز صاحب محمدی ڈیرہ اسمٰعیل خان نے توجہ دلائی کہ میں آتے ہوئے حضرت قاضی صاحب سے ملا ہوں آپ بہت کمزور ہیں مل کر نہ جاویں گے تو پھر خدانخواستہ ہمیشہ کے لیے افسوس نہ کرنا پڑے۔ چنانچہ میں نے چکوال اترنے کا عزم کر لیا حضرت کو اطلاع کی گئی۔ آپ تشریف لائے بہت ہی شفقت اور محبت فرماتے رہے۔ چکوال حاضری بس یہی پہلی بھی تھی اور غالباً آخری بھی۔ ماشاء اللہ والامر بید اللہ۔

---

(۱) راقم نے مضمون میں ملاحظہ فرمائیں رشیدی

سرگودھا میں عاملہ جمعیت (شوریٰ) کا اجلاس تھا حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مرحوم نے اپنی تقریر
میں جماعتی تنظیم کے سلسلہ میں چلتے چلتے یہ بھی کہا کہ افسوس ہے پشاور میں کام بہت سست ہو رہا ہے (اس
سے کچھ مزید سخت تنقید کر دیا ہوگا۔ حضرت مولانا سید گل بادشاہ صاحب امیر سرحد فوراً کھڑے ہو گئے اور
فرمایا! جناب مفتی صاحب کی اس بات میں ایک نیڈی بھی صداقت نہیں یہ جو آپ کے اور جماعت کے
دوسرے بزرگوں کے آنے پر سینکڑوں جید علماء تک ہر جگہ اکٹھے ہو جاتے ہیں یہ بغیر محنت اور کام کے جمع ہو
جاتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ تفصیل تو یاد نہیں لیکن جب نماز اور کھانا کھانے کے وقفہ میں کارروائی روک دی
گئی اور یہ بھی اعلان کیا گیا کہ نماز کے متصل بعد کارروائی شروع ہو جاوے گی۔ نماز کے بعد حضرات
قاضی صاحبان سے ملاقات ہوئی تو حضرت قاضی صاحب نے فرمایا کہ مفتی صاحب تو ناراض بیٹھے ہیں وہ
دیکھیے دور چارپائی پر لیٹ رہے ہیں اور کہا کہ مولانا گل بادشاہ نے بہت زیادتی کی اور بار بار سخت کلمات
استعمال کیے اور میری جانب سے کسی نے ان کو روکا نہیں۔ میں نے عرض کیا بزرگو! یہ تو کوئی بات نہیں
ابتداء انہوں نے کی اور انہوں نے جواب دیا۔ قاضی صاحبان نے فرمایا وہ بہرصورت اس وقت مشورہ
میں شریک نہیں ہو رہے۔ میں نے ان سے عرض کیا تشریف لائیں چنانچہ ہم مفتی صاحب کے پاس آئے
میں نے عرض کیا مفتی صاحب! وقت ہو گیا تشریف لائیں انہوں نے وہی بات کہی جو قاضی صاحب نے
بتلائی تھی میں نے کہا مفتی صاحب میٹنگ مولانا گل بادشاہ صاحب کی ہے انہوں نے بلائی ہے یا جمعیت
کی؟ کہنے لگے میٹنگ تو جمعیت کی ہے میں نے عرض کیا پھر ہم کیوں نہیں شریک ہوں گے۔ رہی آپ کی
اور مولانا گل بادشاہ صاحب کی لڑائی تو اس سے ہمیں کیا مفتی صاحب اٹھے اور ہم چاروں کارروائی
میں شریک ہو گئے مفتی صاحب مرحوم تھوڑی دیر کے بعد ٹھنڈے ہو گئے اور بات کو آئی گئی کر دیا۔
لیکن بعد میں جب تک اکٹھے رہے سید گل بادشاہ صاحب جلال میں رہے۔ درحقیقت سید صاحب تقسیم
سے پہلے جمعیت کے علماء میں کام کر چکے تھے مرکز میں عاملہ کے رکن تھے پھر تقسیم کے متصل بعد خان
عبدالقیوم خان جو اس وقت سرحد کے صدر اعلیٰ تھے نے انہیں جیل میں ڈلوا دیا اور غالباً سات آٹھ سال
تک جیل کاٹی مگر جماعتی رفقاء سے رابطہ رکھا اور غالباً جیل میں دینی تصنیفات میں بزبان پشتو مشغول
رہے۔ انہیں اعتراض سے صدمہ زیادہ پہنچا۔ لیکن اس وقت جماعت کے ذمہ دار حضرات اپنی ذمہ داری
کو صحیح طریقہ سے پورا کرنا جانتے تھے۔ آپ کو تعجب ہوگا کہ سید صاحب کے بار بار غصہ کے باوجود جب
اس ناکارہ نے بذریعہ خط مفتی صاحب سے عرض کیا کہ سید صاحب کو کسی طرح بھی ناراض رکھنا ٹھیک نہیں

ہے ان کو ہر قیمت پر راضی کرنا ہے۔ تو مفتی صاحب نے متصل خط میں غالباً اب بھی موجود ہوگا کہا کہ جو صورت بھی آپ مناسب سمجھیں وہی اختیار کریں گے۔ میں نے کہا مردان سید صاحب کے گھر جانا مناسب ہوگا مفتی صاحب اس صورت کو بھی بخوشی منظور کیا اور ایک شرط رکھی کہ عیدالفطر سے پہلے جانا ہوگا عید کے بعد میں فارغ نہیں ہوسکتا۔ بہرحال مردان تو نہ جاسکے لیکن حالات بھی معمول پر آگئے معلوم ہوا کہ حضرت مولانا سید گل بادشاہ صاحب نے حدیث پاک کا دورہ بھی اسی سال کیا جس سال حضرت قاضی صاحب مرحوم دورہ میں شریک تھے۔ یعنی ۳۹ء اور پھر مفتی صاحب کے الیکشن میں مسلسل پندرہ بیس دن خودان کے علاقہ مروت میں جس سخت کوشی سے کام کیا وہ خدا جانتا ہے یہ ناکارہ بھی ساتھ تھا۔ فلله دره وعليه اجره......

اس آئینہ میں حضرت قاضی صاحب کا جماعتی احساس جب تک منسلک رہے سید صاحب کی خود داری اور مفتی صاحب کی فراخ دلی بیک نظر دیکھی جاسکتی ہے۔ ڈھاکہ کے فیصلہ پر قاضی صاحب کا تامل ان کی دور بینی اور مولانا ہزاروی کا جماعتی احساس اور امام الطائفہ حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی قدس سرہ کا شریعت، طریقت، مذہب اور سیاست کے اجتماع میں مذہب کی مقصودیت اسلام پر مثبت ایک صاف اور شفاف آئینہ ہے۔ من شاء فلينظر فيه وجهه. واستغفر الله

## حضرت کے چند متوسلین

حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ نجم المدارس کے جلسوں میں تشریف لاتے اور احباب کو یہ معلوم کر لینے کے بعد کہ آپ حضرت مدنی رحمہ اللہ کے خلیفہ مجاز ہیں چند خوش نصیب احباب (حافظ سراج الدین، حافظ عبدالقیوم حقانی، صوفی خدا بخش، حاجی شیر علی خان شیخی وغیرہ) کو آپ سے بیعت ہو جانے کا شرف بھی حاصل ہوا جن میں بطور خاص مولانا محمود صاحب کا ذکر خیر مناسب معلوم ہوتا ہے......

## مولانا محمود صاحب مرحوم

آپ موضع لونی تحصیل کلاچی کے رہنے والے تھے۔ موقوف علیہ تک کی کتابیں اس ناکارہ سے پڑھیں اور پھر تقسیم سے پہلے ہی دارالعلوم دیوبند شیخ الاسلام حضرت مدنی قدس سرہ سے دورہ حدیث شریف پڑھا۔ حضرت نے اس سال دارالعلوم سے تین چار ماہ کی چھٹی لی ہوئی تھی اور جمعیت علماء ہند کی جانب سے بالخصوص جمعیت کے امیدواروں کے لیے پورے ملک کا دورہ فرما رہے تھے۔ تو اس عارضی

خلاء کو پر کرنے کے لیے مدرسہ شاہی مراد آباد سے حضرت مولانا فخر الدین صاحب رحمہ اللہ کو دار العلوم بلا لیا گیا تھا۔ مولانا محمود صاحب مذکور نے سنایا کہ ایک دن حضرت مراد آبادی نے شرکاء دورہ حدیث پاک کے سامنے حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی رحمہ اللہ کی اس عجیب و غریب کرامت کا ذکر فرمایا کہ...... ایک دفعہ میں حضرت کے مہمان خانہ میں رات کو سویا ہوا تھا حضرت تہجد کے وقت تشریف لائے نوافل کے بعد ذکر کرنے لگے خفیف جہر کے ساتھ فرماتے رہے۔ کچھ دیر کے بعد کمرے کی تمام چیزیں کپڑے، سرہانا، لوٹا وغیرہ سب ہی بے جان اشیاء ذکر میں آپ کا ساتھ دینے لگیں۔ فرمایا! بس میں نے اپنے آنکھوں سے فسخرنا الجبال معه والطير کا سماں دیکھا اور کانوں سے سنا۔ والحمد لله۔

ہنوز آں ابر رحمت دُر فشاں است

خم و خم خانہ بامہر ونشان است

مرحوم مولوی محمود صاحب کو حضرت مدنی قدس سرہ سے بیعت کا شرف حاصل تھا۔ حضرت شیخ کی رحلت کے بعد حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی جانب رجوع کر لیا موصوف کچھ عرصہ نجم المدارس میں مدرس بھی رہے۔ پھر علاقہ ٹانک بستی کوٹ اعظم میں ترجمہ قرآن کا درس عام بھی دیتے رہے۔ بچوں کو قرآن مجید پڑھاتے رہے۔ چند سال پہلے بروز جمعہ شریف وصال پا کر ان شاء اللہ بفضلہٖ تعالیٰ فتنۂ عذاب قبر سے محفوظ رہے ...... والحمد للہ!

یہ طویل دفتر وقفہ بہ وقفہ دو دو چار چار سطریں مختلف اوقات میں لکھ کر مجموعہ رطب و یابس کی حیثیت آپ کی فرمائش پر لکھ دی ہیں۔ یادِ رفتگان ہے اور اذکروا المحاسن موتاکم کی تعمیل بھی ان میں حق چار یار رضی اللہ عنہم میں شائع کرنے کے لائق کچھ سفید بال ملیں تو خود ہی چن لیں ...... ورنہ......

کسی کے ساتھ گزریں چند گھڑیاں

انہیں کی یاد میری زندگی ہے

❀❀❀❀

# حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت

حضرت مولانا حافظ محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ ☆

آج سے المظہری کے لقب کو ترک کیا جاتا ہے۔ کیوں کہ بندہ نے اس کی نسبت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ کی طرف کی تھی۔ پھر جب کہ میں نے ایک دو خطوط میں ان کی طرف اپنے نام کے ساتھ المظہری لکھا تو آج آپ کا ایک خط آیا۔ جس میں اس کے چھوڑ دینے کا حکم تھا۔ بندہ کو چونکہ آپ کے ساتھ عقیدت ہے اور محبت بھی اس لیے گو ناگواری ہوتی ہے مگر ترک کرتا ہوں اور محبت کا مقتضیٰ بھی یہی ہے کہ آپ کی بات پر عمل کیا جائے۔ ترک کر دینے کی وجہ آپ نے یہ لکھی ہے کہ بندہ گنہگار ہے۔ ساتھ یہ شعر تحریر فرمایا تھا......

زمن دارد سگ نصرانیاں عار
کہ ہست او بیگناہ ومن گنہگار

''میں عیسائیوں کے کتے سے شرم کرتا ہوں۔ کیونکہ وہ بے گناہ ہے اور میں گناہ گار ہوں۔'' رشیدی

یاد پڑتا ہے کہ کہیں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال میں دیکھا تھا اور غالباً الفاظ یوں تھے۔

(معرفت خداوندی بر آن شخص حرام است کہ خود را از سگ نصرانیاں بہتر داند)

''خدا کی معرفت (ولایت) اس شخص پر حرام ہے جو خود کو عیسائیوں کے کتے سے بہتر جانے''......رشیدی

دوسرے لفظوں میں اس کا مطلب یہ ہوا کہ اولیاء اللہ اپنے آپ کو ایسا سمجھتے ہیں۔ پس حضرت قاضی صاحب کی ولایت کے لیے کسی مزید دلیل کی قطعاً کوئی ضرورت نہ رہی۔

(ذاتی ڈائری سے......تحریر یکم فروری ۱۹۵۲ء)

---

☆ مرید خاص وشاگرد رشید حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ

# تربیت وارشاد کی مقناطیسی صلاحیت

از شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد تقی عثمانی ☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرم بندہ زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گرامی نامہ باعث افتخار ہوا۔ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بندے کو ملاقات کا موقع تو بہت کم ملا۔ اور جب بھی ملا، ان کی للّٰہیت، اخلاص اور تدین کا نقش دل پر قائم ہوا، لیکن دو پہلو ایسے ہیں۔ جن کے ذریعے ان کی خدمات اور فیوض مبارکہ کا اندازہ ہمیشہ ہوتا رہا۔ ایک یہ کہ ان کی تحریریں نہ صرف ان کے ماہانہ رسالے میں، بلکہ علیحدہ مؤلفات کی صورت میں بھی وقتاً فوقتاً نظر نواز ہوئیں۔ اور ان سے استفادہ کا موقع ملا۔ ان تحریروں سے یہ بات واضح ہوتی تھی کہ انہوں نے جو کچھ لکھا، اخلاص کے ساتھ لکھا، اور جس بات کو حق سمجھا، اسے بلا خوف لومۃ لائم بیان فرمایا انہوں نے اپنی تحریروں میں اہل سنت والجماعت کے مسلک کو دلائل سے مبرھن کر کے بیان فرمانے میں کسی کے خوش یا ناخوش ہونے کی پروا نہیں کی۔

دوسرا پہلو یہ ہے کہ بہت سے ایسے نوجوانوں سے مجھے ملنے کا اتفاق ہوا۔ جنہوں نے حضرت قاضی صاحب قدس سرہ کی صحبت وتربیت کا فیض اٹھایا تھا۔ ان نوجوانوں کے فہم دین اور ان کی سیرت وکردار کے انداز سے یہ بات نمایاں تھی کہ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں تربیت وارشاد کی مقناطیسی صلاحیت اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی۔ جس نے ان نوجوانوں کی زندگی میں بڑا خوش آئند انقلاب پیدا فرمایا۔

دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کو اپنی بارگاہ میں شرف قبول عطا فرمائیں۔ اور ان کے فیض کو جاری وساری رکھیں۔ آمین۔ آپ نے ان کے مبارک تذکرے کے لیے رسالے کی خصوصی اشاعت کا جو اہتمام کیا ہے دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے صوری اور معنوی محاسن سے آراستہ کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ اور اسے امت کے لیے نافع بنائیں۔ آمین

---

☆ نائب مہتمم جامعہ دار العلوم، کراچی

# میرے محسن میرے مشفق

حضرت مولانا محمد عبید اللہ صاحب ☆

(عزیز از جان.........رشیدی سلمہ.........سلام مسنون!)

یکے بعد دیگرے عنایت نامہ وعتاب نامہ دونوں موصول ہوئے۔

نا اہلی، تکاسل اور عوارض اس وقت بھی مانع تھے اور آج اس سے بھی زائد شدت اور کثرت کے ساتھ حائل اور حارج ہیں۔ حضرت قاضی صاحب مرحوم میرے محسن میرے مشفق اور مشکل ترین مراحل میں میرے لیے دعا گو رہے۔ اور اب میں اپنے مخلص مہربان، نمونۂ سلف، عالم باعمل اور مجاہد کامل کی برکات اور دعاؤں سے محروم ہو گیا ہوں۔ جبکہ اس ناکارہ اور امت مسلمہ کو اس وقت ان کی رہنمائی اور دعاؤں کی اشد ضرورت تھی۔ حق تعالیٰ حضرت قاضی صاحب نور اللہ مرقدہ کو جوار رحمت میں جگہ عطاء فرمائے اور آپ کو اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل دے اور ان کے لگائے ہوئے پودے کو سرسبز اور شاداب رہنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین ثم آمین

❀❀❀❀

---

☆ مہتمم جامعہ اشرفیہ، فیروز پور روڈ، لاہور

# حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ...... کے اثرات

مولانا عبدالقیوم صاحب ہزاروی ☆

جماعت کے سربراہ کا اثر ورکروں پر اور استاد کا اثر شاگردوں پر، پیر کا اثر مریدوں پر اور حکومت کا اثر رعیت پر غیر شعوری طور پر آتا ہے۔ مخدوم العلماء والمشائخ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کا تحریک خدام اہل سنت پاکستان کے امیر کی حیثیت سے ورکروں پر اثر ہوتا تھا۔ چونکہ آپ کا سلسلہ بیعت بھی تھا تو اس لحاظ سے اپنے مریدوں پر بھی اثر تھا اور آخر وقت تک تعلیمی سلسلہ بھی جاری رکھا اس لحاظ سے شاگردوں پر بھی اثر تھا۔ حضرت کا یہ اثر آپ کے ساتھ تعلق رکھنے والا ہر آدمی محسوس کرتا تھا۔ کہ ہر سیکنڈ آپ حق پر نثار ہونے کے لیے تیار تھے کہ کوئی وقت ایسا آئے کہ میں راہ حق میں اپنی جان پیش کروں اس اثر کی واضح مثال ہے کہ جب چکوال میں سارا ضلع جہلم اہل تشیع کا جلوس نکالنے کے لیے اکٹھا ہو جاتا تھا بلکہ باہر کے اضلاع بھی ان کی حمایت میں جمع ہو جاتے تھے اور پھر قاضی صاحب کی مسجد کے سامنے سے یہ جلوس نکالا جاتا تھا اور مکان بھی قاضی صاحب کا بالکل راستے پر تھا تو چھوٹے چھوٹے بچے بھی اس جلوس کی ناشائستہ حرکتوں پر گرفت کرنے کے لیے یہاں اکٹھے ہو جاتے تھے اور ہر بچہ جان دینے کے لیے تیار ہوتا تھا تو بے ساختہ یہ محسوس ہوتا تھا یہ قاضی صاحب کا اثر ہے جوان بچوں پر پڑ رہا ہے۔ اتنا اثر ہم نے کسی دوسرے پیر کا اپنے مریدوں پر، لیڈر کا اپنے ورکروں پر نہیں دیکھا اور یہ کیوں نہ ہو کہ حضرت قاضی صاحب خلیفہ تھے شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے۔ طریقت کا سلسلہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے وابستہ تھا۔ حضرت شیخ الاسلام کا اثر اپنے شاگردوں پر جو کہ دل سے شاگرد ہوتے تھے اور مریدوں پر جو دل سے بیعت ہوتے تھے یہی تھا اور وہی اثر قاضی صاحب کے اندر بھی موجود تھا۔ حضرت شیخ الاسلام تعلیمی لحاظ سے وابستہ تھے۔ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اور حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین اور شاگرد تھے۔ گویا حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا ذہن اور حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا ذہن ایک ہی تھا۔

☆ استاد حدیث جامعہ محمدیہ، اسلام آباد

حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے سرسید کو خط لکھا کہ آپ نے علی گڑھ یونیورسٹی کی بنیاد رکھی ہے اور میں نے دیوبند کی بنیاد رکھی ہے۔ میں پرانے علوم پھیلاؤں گا یعنی قرآن پاک اور حدیث اور آپ دنیاوی علوم پڑھائیں گے، سائنس وغیرہ۔ تو تیرے تعلیم یافتہ اور میرے تعلیم یافتہ کی ایک دوسرے کے ساتھ ٹکر آجائے گی اور مسلمان دو طبقوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ لہٰذا بہتر یہ ہے کہ تو علی گڑھ کی سند نہ دے کہ جب تک اپنے شاگردوں کو دیوبند نہ بھیجے۔ دیوبند کی سند ہو تو پھر علی گڑھ کی سند ہونی چاہیے اور میں اپنے شاگردوں کو تب تک سند نہ دوں گا کہ جب تک علی گڑھ کی سند نہ لے۔ لیکن میں نے سنا ہے کہ آپ کے عقائد فرشتوں کے بارے میں غلط ہیں اور وحی کے بارے میں بھی تیرے عقائد ٹھیک نہیں۔ آپ اس سلسلے میں اپنے عقائد کی وضاحت کریں۔ تو اس نے جواب دیا وحی کوئی فرشتوں کے ذریعے نہیں ہوتی تھی بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذہن میں جو بات پکی ہو جاتی تھی وہ وحی ہوتی تھی اور فرشتے کوئی الگ مخلوق نہیں بلکہ انسانوں میں سے جو اعلیٰ درجے کا ہو وہ جبرائیل اور میکائیل کہلاتا ہے اور انسانوں میں سے ہی جو چوٹی کا بد ہے وہ شیطان ہے۔ شیطان کوئی الگ مخلوق نہیں۔ تو حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ اشتراک کا خیال ختم کیا کیونکہ یہ بنیادی عقائد خراب تھے۔ تو اس کا تدارک شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کیا کہ سرسید کے شاگردوں میں سے شبلی نعمانی اور حالی اور اسی طریقے سے ڈاکٹر انصاری اور حکیم اجمل خان رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مل کر علی گڑھ کے اندر ہی سرسید کے مقابلے میں جامعہ ملیہ کی بنیاد رکھی اور چٹائیاں بچھا کر جامعہ ملیہ کے طالب علموں کو پڑھانا شروع کیا۔ پھر یہی جامعہ ملیہ دہلی میں منتقل ہوا۔ اس جامعہ ملیہ کا ڈاکٹر ذاکر حسین انڈیا کا صدر بنا۔ شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ جب مالٹا میں جو برفانی علاقہ ہے قید تھے تو حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ جیل کے کمبل دو تو شیخ کو دے دیتے اور ایک اپنے لیے رکھتے اور شیخ الاسلام پھر رات کے وقت مٹی کے لوٹے میں پانی ڈال کر اپنے سینے کے ساتھ گرم کرتے تھے۔ تا کہ سحری کے وقت گرم پانی استاد کو مل جائے اور شیخ الہند کو تکلیف نہ ہو۔ وہی اثر حضرت قاضی صاحب پر بھی تھا اپنے اساتذہ کے عقیدے کے خلاف ذرا برابر بھی نا قابل برداشت تھا جمعیت سے علیحدگی کا سبب بھی یہی بنا۔ اور جہاد کا یہ عالم جس بات کو باطل سمجھا خواہ کوئی ساتھ ہو یا نہ ہو وہ بات برملا کہہ دیتے تھے اور باطل کے ساتھ دو قدم بھی چلنے کو تیار نہیں تھے۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ علاقہ بھر میں تبلیغی دورہ کرتے تھے ایک دفعہ میں نے عرض کیا کہ آپ حضرت مولانا جالندھری کو بھی بلائیں اور اس دورے میں ان کو بھی شریک کرلیں تو فرمایا کہ وہ بڑے لیڈر ہیں اور میرے پاس تبلیغی فنڈ میں اتنی رقم ہوتی نہیں تو میں نے کہا کہ آپ بلا کر دیکھیں تو میرے کہنے پر محمد علی صاحب جالندھری کو بلایا۔ ہفتہ گزرنے

کے بعد جب پانچ سو روپے بطور کرایہ دیئے تو مولانا جالندھری کہنے لگے کہ قاضی صاحب! یہ آپ کا ذاتی پیسہ ہے یا مدرسہ کا یا مسجد کا یا جماعت کا کیونکہ میرا جو بنتا ہے کرایہ وہ میں لوں گا اور زیادہ جو بنتا ہے وہ میں تحفظ ختم نبوت کو دوں گا اس کی رسید کٹواؤں گا۔ اس کے بعد مولانا محمد علی صاحب کے عقیدت مند ہو گئے۔ تو کہنا میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ اپنے پاس ایسے مخلص دوستوں کو تبلیغی دوروں میں رکھتے تھے۔ حق تعالیٰ آنجناب کی تمام دینی خدمات قبول فرمائیں۔ اور ان کا فیض تا قیام قیامت جاری و ساری رکھیں۔ آمین بحرمة سيد المرسلين

❀❀❀❀

# مشاہدات وتاثرات

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر ☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صحیح بخاری کتاب الرقاق میں حضرت مرداس اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

"یذهب الصالحون الاول فالاول' وتبقیٰ حفالة کحفالة الشعیر اوالتمر لا یبالیهم الله بالة." [ص۹۵۲ج۲]

ترجمہ:''نیک لوگ یکے بعد دیگرے رخصت ہوتے جائیں گے، جیسے چھٹائی کے بعد ردی جو یا کھجوریں باقی رہ جاتی ہیں، ایسے ناکارہ لوگ رہ جائیں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کی کوئی پرواہ نہیں کرے گا۔''

بلاشبہ غور کیا جائے تو ہمارا دور ہی یہ دور محسوس ہوتا ہے کہ علمائے امت، صالح، متدین اور اکابرین امت اس تیزی سے دنیا سے تشریف لے جارہے ہیں۔ جیسے تسبیح کا دھاگہ ٹوٹ جائے اور اس کے دانے یکے بعد دیگرے گرتے چلے جاتے ہیں۔

ایک وقت تھا کہ اسی پاکستان میں ایسے ایسے جہابذۂ علم وعمل تھے کہ دنیائے عرب کے علماء ان کے سامنے زانوے تلمذتہ کرنے کو سعادت سمجھتے تھے، اسی طرح دین ودنیا کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں تھا جس کے بارہ میں ان سے رجوع کیا جائے اور وہ اس کے جواب میں تردد وتوقف کریں۔ گویا اس دور میں گلشن علم وعمل کی بہار، علماء وصلحاء کی کہکشاں اور آسمانِ علم وتحقیق کے آفتاب وماہتاب ہماری آنکھوں کے سامنے تھے، ہم جس شہر اور قریہ میں چلے جاتے، وہاں کوئی نہ کوئی اپنے وقت کا غزالی ورازی اور باعث صد افتخار کوئی عالم ربانی موجود ہوتا، لیکن افسوس! کہ رفتہ رفتہ اس کہکشاں کے تارے ٹوٹنے، علم وتحقیق کے آفتاب وماہتاب غروب ہونے اور گلشن علم وتحقیق کے پھول مرجھانے لگے۔ حتی کہ نوبت بایں جارسید کہ ہر طرف قحط وخزاں اور اندھیرا ہی اندھیرا نظر آنے لگا، اور گلشن علم وفضل کے جو چند ایک پھول باقی تھے۔ وہ بھی

---

☆ مہتمم جامعہ علوم اسلامیہ، بنوری ٹاؤن کراچی

اسی تیزی سے مرجھانے لگے ہیں کہ سمجھ نہیں آتا کہ انجام گلستان کیا ہوگا؟ اگر کل کسی ایک پر اشک غم بہائے تھے تو آج دوسرے کا تعزیتی شذرہ لکھنا پڑتا ہے، ابھی پہلی ہستی کی جدائی کا غم اور زخم تازہ ہوا ہوتا ہے کہ دوسرے کی جدائی کا گھاؤ لگ جاتا ہے۔

ہمارے کراچی میں جب حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو لکھنے والوں نے کہا کہ کراچی خالی ہوگیا، لیکن جب محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کا سانحہ ہوا تو دنیا ہی اندھیر ہوگئی، مگر پھر بعد میں یہ سلسلہ ایسا چلا کہ اب تو بڑی سوچ و بچار کے بعد ہی کہیں کوئی مشکل میں ایسا مرد کامل نظر آتا ہے جس کے سامنے اعتماد و تحقیق کی سپر ڈالی جاسکتی ہے اور مشکل ہی سے ایسا کوئی میسر آتا ہے جہاں شک وارتیاب کے سرکش گھوڑے رک جائیں اور اس کے علم و تحقیق کے سامنے سر تسلیم خم کرلیا جائے۔

بلاشبہ ہمارے مخدوم وممدوح حضرت مولانا قاضی مظہر حسین قدس سرہ بھی اس قافلہ کے فرد فرید اور رکن رکین تھے، جن کی فکر وسوچ اکابر علمائے دیوبند کی تحقیقات کی آئینہ دار تھی، وہ اس قابل تھے کہ ان کے قول وفعل سے استناد کیا جائے۔ ان کے تقویٰ وطہارت، جدوجہد، مجاہدہ، حق گوئی و بے باکی میں اتباع کی جائے۔ ان کی زندگی نمونۂ اسلاف اور ان کا طرز عمل باعث تقلید تھا، اے کاش! کہ وہ بھی اب دنیا سے منہ موڑ کر جاچکے اور ہم جیسے خدام اور ان کے متعلقین اس لق ودق صحرا میں اکیلے رہ گئے۔ بلاشبہ حضرت مولانا کی زندگی قابل فخر اور موت قابل رشک ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے اسلاف واکابر کی کامل اتباع اور ان کے چھوڑے ہوئے مشن کو جاری رکھنے کی توفیق بخشے۔ آمین

میں حضرت مولانا مرحوم کے نسبی وروحانی پسماندگان کے غم میں برابر کا شریک ہوں۔ اور ان کی جدائی میں ان کی طرح سوگوار ہوں۔ اللھم لاتحرمنا اجرہ ولا تفتنا بعدہ۔

میں ماہنامہ ''حق چاریار'' کے ذمہ داران کو حضرت مولانا مرحوم کی حیات وسوانح پر مشتمل یادگاری نمبر شائع کرنے پر مبارکباد دیتا ہوں۔

بلاشبہ اخلاف واصاغر کا اخلاقی فریضہ ہے کہ وہ اپنے اکابر واسلاف کے کارناموں کو امت اور نئی نسل تک پہنچائیں اور ان کی راہ نمائی وہدایت کا سامان کریں۔

نیز جو مضمون لکھا جائے حقیقت پر مبنی ہو، اور اس جذبہ سے لکھا جائے کہ ہم خود اس پر عمل کریں گے

اور بارگاہ الٰہی میں یہ درخواست کریں کہ یا اللہ! ہم تیرے اس بندے کو اپنے تئیں اچھا جانتے تھے، یا اللہ! آپ کے محبوب ﷺ نے فرمایا ہے کہ "انتم شھداء اللہ فی الارض" (تم زمین میں اللہ کے نمائندے ہو) اے اللہ! ہم آپ کے نمائندے ہو کر گواہی دیتے ہیں کہ وہ اچھے آدمی اور نیک وصالح اور متقی و پرہیز گار تھے، یا اللہ! تو ان کے ساتھ اچھائی اور خیر و خوبی کا معاملہ فرما کر ان کو جنت کے درجات عالیہ سے سرفراز فرما، آمین

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ محمد و آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین۔

# مدنی علوم و معارف کے امین

شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد فرید صاحب ☆

محترم المقام حافظ زاہد حسین رشیدی صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی جانب سے قائد اہل سنت حضرت قاضی صاحب نور اللہ مرقدہ کی حیات وخدمات پر کچھ لکھنے کے لیے والا نامہ ملا تھا۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ فقیر کئی سالوں سے علیل ہے۔ دایاں ہاتھ مفلوج ہونے کی وجہ سے لکھنے سے قاصر ہوں۔ دوبارہ آپ کا یادنامہ پہنچا اس لیے چند کلمات لکھنے پر آمادہ ہوا۔ حضرت قاضی صاحب عہد موجودہ میں اسلاف کا نمونہ تھے جس طرح ہمارے اکابرین نے دن رات ایک کر کے دین متین کی خدمت کی ہے۔ حضرت قاضی صاحب بھی صراط مستقیم کے راہی تھے۔ موصوف اپنے خصائص ایمانی، جوش اسلامی، ایثار للہ اور فی اللہ کے اعتبار سے عہد سلف کے واقعات زندہ کرنے والے تھے۔ بلاخوف لومۃ لائم ہر فتنہ کے لیے سیف بے نیام تھے۔ شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مدنی رحمہ اللہ کے علوم و معارف کے امین تھے۔ علماء وفضلاء اور طالبان علوم نبوت سے انتہائی محبت اور دین کا درد رکھنے والے مجاہد تھے۔

عہد موجودہ میں مادیت و معقولات کے مقابلے میں صرف یہی اصحاب حدیث وسنت وحاملین علوم نبویہ وماثورہ سلف ہی کی جماعت وہ طائفہ منصورہ ہے۔ جو بے سروسامانی کے باوجود کسی بیم وہراس کا شکار نہیں۔ ہر فتنہ کے تعاقب اور ہر مقابل وہر اسلحہ کے سامنے مظفر ومنصور رہے۔ بندہ فقیر آپ کو ''قائد اہل سنت نمبر'' شائع کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہے۔ عہد ہائے آئندہ کی قیادت کے لیے اکابر علماء اور خیر خواہان دین وملت کے نقوش کف پا کو زندہ رکھنے کے لیے صفحات قرطاس ایک ایسا ذریعہ ہے۔ جس سے انکار ممکن نہیں۔ جو کچھ بھی اور جس قدر بھی محفوظ ہو جائے۔ غنیمت ہے............

**ما شئت قل فیه فانت مصدق**

**فالحب یقضی والمحاسن تشهد**

اللہ کریم حضرت قاضی صاحب کے درجات عالیہ نصیب فرمائیں اور خدمات دینیہ کو مقبول فرما کر ہم سب کے لیے توشۂ آخرت بنادے۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین۔

---

☆ دارالعلوم صدیقیہ زروبی، ضلع صوابی

# تصوف وسلوک اور حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ

شیخ الحدیث مولانا حبیب الرحمٰن صاحب سومرو ☆

موت ایک ایسی گھاٹی ہے جسے ہر کسی کو عبور کرنا ہوتا ہے خوش نصیب وہ ہیں جنہیں موت سے محبت ہو حق سبحانہ وتعالیٰ نے تمنائے موت کو علامت ولایت فرمایا ہے۔ الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب ان آنکھوں سے حق سبحانہ وتعالیٰ کی رویۃ اس کے بغیر ممکن ہی نہیں کہ واقع ہو۔ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰات والتسلیمات جن پر حقیقت عالم منکشف ہے ان سے بوقت وصال فرشتہ اجازت لیتا ہے اور تخییر دی جاتی ہے آنحضرت نبی کریم ﷺ کے زبان مبارک سے نکلے ہوئے آخری الفاظ قدسیہ الھم فی الرفیق الاعلیٰ اسی تخییر کا جواب تھا جس پر عفیفہ کائنات صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں قلت اذا لا یختارنا یعنی میں سمجھ گئی کہ اب آپ ﷺ ہمیں اختیار نہیں کررہے بلکہ عالم بالا کی طرف اپنے رب حقیقی کے تجلیات میں جانے کو پسند فرمارہے ہیں۔ تعلق ولایت جس قدر بھی قوی ہوتا ہے اسی قدر موت کے وقت خوشی اور مسرت کے آثار نمایاں ہوتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے واقعات سے بخوبی یہ چیز واضح ہے۔ اصحاب ولایت جنہیں اہل دل کہا جاتا ہے بظاہر جسمانی طور پر اگرچہ وہ ناسوت میں رہتے ہیں مگر ان کی روح اور دل پوری طرح عرش عظیم کے اوپر کے جہاں یعنی لامکاں سے جڑا رہتا ہے اور انہیں پورا اطمینان اور سرور اس حال میں ہوتا ہے جب وہ حقیقی طور عالم شہادت کو چھوڑ کر وہاں جارہے ہوتے ہیں۔ راقم کو بتایا گیا کہ شب وصال حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر "اللہ جی" تھا یعنی حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے حق سبحانہ وتعالیٰ کے بلاوے کو دل وجاں سے قبول فرماکے تجلیات حق کی طرف رحلت فرمائی اسی سے حضرت اقدس کی ولایت کاملہ کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ ہمارے حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد میں نے ٹنڈو آدم مولوی محمد صدیق عرف منتھار فقیر کو خبر دی۔ جو کہ مفتی اعظم پاکستان مولانا رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں اور اکثر مشاہدہ حق میں مستغرق رہتے ہیں۔ فرمانے لگے کہ "ہمارا جی چاہتا ہے کہ یہ حضرات ہم

---

☆ خلیفہ مجاز حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ بمقام جھاں سومرو ضلع حیدرآباد

میں موجود رہیں لیکن عجیب بات ہے کہ وہ یہاں رہنا چاہتے نہیں بلکہ وہ اپنے رب کے پاس جانے کو ہی پسند فرماتے ہیں۔''

ذکر پاس انفاس ذات اللہ!

تصوف میں جس طرح کلمہ لا الہ الا اللہ میں نفی و اثبات ہے اسی طرح اللہ میں بھی نفی و اثبات ہے اور پاس انفاس میں اندر دم میں اللہ اور باہر دم میں ھو کے ذکر کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ کوئی دم ذکر سے غافل نہ رہے۔ بوقت وصال حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک پر آخری ذکر اللہ تھا جس سے جان جان آفرین کے سپرد فرمادی۔ سندھ کے ایک ولی کامل حضرت سید شاہ عبد الکریم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ والوں نے پوری زندگیاں اس پر لگادیں کہ آخری دم ھو ہو حضرت اقدس کی قوت ذکر یہ تھی کہ دوران درس بھی حضرت والا کا ذکر پاس انفاس جاری رہتا۔ شیخ العرب والعجم حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ کھانا تناول فرماتے وقت حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر جاری رہتا قوت ذکر ہی سے پھر سب کچھ نصیب ہوتا ہے اسی سے حضور دائمی نصیب ہوتا ہے۔ سلوک میں فرائض کے بعد اگر زیادہ مقصود دوام ذکر اور شہود ہو اس کیفیت اور مقام والے کو ''قلندر'' کہتے ہیں یعنی اس کا ایک دم بھی غفلت میں نہ گزرے۔ راقم کو حضرت اقدس کا اس مقام پر ہونا بتایا گیا جب حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے یہ بات آئی تو آپ نے اس پر نکیر نہ فرمائی۔

## شان ولایت

شان ولایت کے بھی عجیب انداز ہوتے ہیں کبھی ولایت اس قدر ظہور میں ہوتی ہے کہ عامی بھی اس سے واقف ہو جاتے ہیں کبھی تو خواص کو بھی اس کا علم نہیں ہوتا۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ العرب والعجم حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرمایا کہ ''ان کی ولایت پر سیاست کا حجاب ہے لیکن کمال ہے کہ اس حال میں بھی وہ اپنی ولایت کو سنبھالے ہوئے ہیں اور انہیں جلوت میں خلوت نصیب ہے اور خلوت کے باوجود جلوت میں ہیں۔'' حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت پر بھی ظاہری امور، تحریکات، عظمت صحابہ، خلافت راشدہ، رد بر فرق ضالہ و باطلہ کے حجابات تھے۔ ان کے پیچھے ایسی ولایت کاملہ والے اہل دل کا سمجھنا ہر کسی کا بس نہیں۔ اس قسم کے اصحاب ولایت کو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ولایت سے حصہ ملتا ہے۔ درحقیقت ولایت خاصہ تامعنی تعلق مع الحق ہے اور یہ بغیر انقطاع

کلی عن الخلق کے کہاں نصیب ہوتی ہے۔ کیونکہ تعلق مع الخلق حجاب ہے تعلق مع الخالق سے۔ انبیاء علیہم السلام کو چونکہ مقام دعوت میں بعد اتصاف بقا سے لایا جاتا ہے اور دعوت تعلق مع الخلق سے عبارت ہے لیکن یہ تعلق ذات حق سے حجاب نہیں بلکہ عین حق سبحانہ وتعالیٰ کو آئینہ خلق میں دیکھنا ہے یہی شان نبوت ہے۔ اسی طرح اولیاء کرام میں بعض فنا اور اتصاف بقا کے بعد مقام شکر کو مقام دعوت میں لاکر صحو میں رہتے ہیں یہی حضرت اقدس کی شانِ ولایت تھی۔ **ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشآء**۔

## شان تواضع

تواضع ہی راز ولایت ہے **من عرف ذل نفسہ فقد عرف عز ربہ**۔ (جس نے نفس کی ذلت کو پہچان لیا اس نے رب کی عزت کو پالیا)۔ شیخ الشیخ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا تواضع اگر معلوم کرنا ہو مکتوبات شیخ الاسلام کے مطالعہ سے آپ کو پتہ چل سکتا ہے۔ بلکہ یہ بات بجا ہے کہ اگر کسی کو تواضع حاصل کرنا ہو تو مکتوبات شیخ الاسلام کا مطالعہ کرے ان شاء اللہ العزیز نصیب ہوگا اور اگر انوارات وتجلیات کو اپنے وجود میں جذب کرنے کا کوئی طالب ہو تو مکتوبات امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا مطالعہ رکھے ان شاء اللہ العزیز نصیب ہوں گے۔

### ہر گل را رنگ و بوئے دیگر است

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا فیضان نظر جنہیں بھی نصیب ہوا وہ تواضع میں اعلیٰ شان رکھتے ہیں۔ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ اکثر مجالس میں اور زیادہ تر بیعت کے وقت فرماتے کہ ''میں تو کچھ نہیں۔'' اسی طرح دوران درس اکثر فرماتے کہ ''زندگی میں کسی کو ولی اللہ مت کہو۔'' اسی طرح اکثر فرماتے کہ ''میرے لیے بھی دعا کریں'' یہ سب مظاہر تواضع ہیں۔ ایسے زمانہ میں کہ ایسی مسند پر جانشین خود اپنی کرامتیں بیان کرتے ہوئے نہیں تھکتے اور اظہار کرامات پر فخر محسوس کرتے ہیں۔ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے آپ کو کچھ نہ سمجھنا تواضع کا کمال ہے۔ راقم الحروف کے پاس ایسے خطوط موجود ہیں کہ اسی لفافہ پر جب حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ جواب دیتے تو اپنا نام مبارک مکمل مٹا کے مکتوب الیہ کا نام اپنے نام مبارک سے اوپر لکھتے۔

تواضع یہی ہے کہ اپنی ہستی کو مٹا دے یہی راستہ سرچشمہ علوم سے علوم کے آنے کا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علوم کا کمال تواضع کے سبب تھا باوجودیکہ علم رکھتے عرض کرتے **اللہ ورسولہ اعلم** تفویض علم ہی تواضع ہے۔ **افضل البشر بعد الانبیاء** حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں شہادت ہے **وکان ابوبکر اعلمنا**۔ اسی طرح ابداء السلوک میں شیخ شہاب الدین سہروردی کے حوالہ سے حدیث نقل

فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے جتنے علوم مجھے عطا کیے میں نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سینے میں القا کر دیے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی یہ شان علوم کی اس لیے تھی کہ انہوں نے اپنی ہستی کو فنا کر دیا تھا۔ حجۃ الاسلام حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کسی نے سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی کہ انہوں نے اپنے آپ کو مٹا دیا ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ابھی کیا مٹا ہے ابھی تو خوب مٹے گا راقم نے اپنے اساتذہ کرام سے سنا کہ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد علوم کی ایسی شان رکھنے والے حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کوئی اور نہیں آئے۔

## ضبط محبت

ولایت کے مراتب میں سب سے اعلیٰ مرتبہ ضبط محبت ہے۔ سلوک طے ہونے کے لیے شرط ضبط اول محبت ہے محبت سے ہر منزل طے اور اس میں ترقی ہوتی ہے اور بحر وحدت کو اپنے سینہ میں ضبط کرنا اور ساری مخلوق سے اس کو چھپائے رکھنا ہی کمال ہے۔ ارباب تصوف فرماتے ہیں العشق نار الله الموقدة التی تحرق ما سوی المحبوب محبت ہی وجود ناسوتی کو جلا کے راکھ کرتی ہے۔ چشتی سلسلہ مبارکہ کی یہی آگ ہے کہ جس سے فنا فی اللہ اور پھر بقاء باللہ نصیب ہوتا ہے۔ البتہ بعد المعرفة تو اس راستہ میں درمیان سے محبت بھی فنا ہو جاتی ہے یہی کمال ولایت ہے۔ ارباب تصوف اسی کے بارے میں فرماتے ہیں العشق هی الحجاب بین العاشق والمعشوق جس طرح فرماتے ہیں کہ من عرف ربه کل لسانهکه وہاں مقام حیرت کے علاوہ کچھ نہیں بہرحال ضبط محبت کمال ولایت کی دلیل ہے۔ غالباً بانی تبلیغ حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس بحر وحدت سے ایک قطرہ پیا جاتا ہے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ اس کے سات سمندر طے کر چکے ہیں اور مجال ہے کہ ساغر چھلک جائے۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے سینہ انور سے انوارات کو جذب کرنے والے انہی کے فیض یافتہ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کا یہی کمال تھا کہ ۹۰ سال کی عمر تک اپنے سینہ میں موجزن بحر وحدت کو ضبط کرتے رہے اور محبت سے بھرا یہ جام کبھی لبریز ہوتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔ آخر ذات حق سے تعلق اور کمال محبت کو ضبط کرنا اور پوری زندگی میں اس راز کو سینہ میں چھپائے رکھنا کوئی معمولی چیز ہے۔

## توجہ باطنی

توجہ کا لفظ تو عام مستعمل ہے مگر اس کی حقیقت کی طرف کبھی خیال نہیں جاتا کہ آخر کیا چیز ہے؟ یہی وہ

راز ہے کہ جس کے ذریعہ اپنے سینے کے جوہر کو کسی باصلاحیت اور منجھے ہوئے دل میں منتقل کیا جاتا ہے نسبت باطنی جتنی قوی ہوتی ہے اسی قدر انتقال فیض کی قوت زیادہ ہوتی ہے۔ حضرت رسول کریم ﷺ کی مسیحائی نگاہ اور توجہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس مقام پر پہنچا دیا کہ باقی افراد امت ان کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔ یہ سب کچھ کرشمہ نگاہ نبوت اور فیضان توجہ کے سبب تھا۔ ہمارے اسلاف رحمہم اللہ کے اس قسم کے واقعات زبان زد عام ہیں۔ حضرت مجدد شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ جب گوالیار کے جیل میں بند کیے گئے وہاں جیل میں موجود ایک شخص نے جو عقیدت مند تھا عرض کی کہ بڑے زمانے سے آپ کی زیارت کا مشتاق تھا حضرت نے اس کے صفاء قلب کی کیفیت دیکھی اور معانقہ فرمایا تو واصل باللہ بن گئے۔

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہے تقدیریں

راقم کا اپنا مشاہدہ ہے کہ ہمارے ایک ساتھی محترم جمن صاحب جو کافی عرصہ سے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہیں وہ ایک وجدانی کیفیات کے مالک ہیں وہ ہمیشہ بلا تکلف حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کرتے کہ توجہ فرما دیں۔ حضرت جی اپنے مخصوص انداز میں مسکراتے رہتے۔ مجلس میں ایک مرتبہ ان کو خیال آیا کہ حضرت سے اکیلے میں بات کروں تو اخیر مجلس میں حضرت اقدس خود فرمانے لگے کہ آپ اکیلے میں بات کرنا چاہتے ہیں باقی ساتھیوں کو اجازت ہے محمد جمن صاحب نے حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کو شاہ عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ جو سندھ کے باکمال صاحب معرفت شاعر ہیں، کا شعر سنایا۔

خودی خدا کین مائیندا من م

من ترارن جاء کا نہی دودے میان م

یعنی ایک میان میں جس طرح دو تلواریں نہیں آسکتی۔ اسی طرح ایک وجود میں خود اور خدا تعالیٰ دونوں نہیں سما سکتے۔ بس یہ کہنا تھا کہ اہل دل نے اپنے محبت بھرے سینے کی ٹھنڈی ہواؤں سے کوئی جھونکا اس کی طرف بھیج دیا۔ پھر تو اس کی کیفیت قابل دید تھی وہ بے خود ہو گئے چلتے ہوئے لڑکھڑانے لگے نیند کا غلبہ اور حواس معطل ہو گئے۔ دوران سفر ان کو سنبھالتے سنبھالتے جب ریل میں سوار ہوئے حیدر آباد تک ایسے ہی پڑے رہے اور ایک مہینہ تک ان کی یہی کیفیت رہی اس کے بعد آہستہ آہستہ سنبھلنے لگے۔

راقم نے شعبان ۱۴۲۴ھ میں حضرت اقدس سے ملاقات کی جو آخری زیارت تھی۔ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حیدر آباد کے ساتھیوں کے علاوہ باقی ساتھی باہر جائیں۔ اس پندرہ منٹ میں جو نفع ہوا پورے دس سال کے نفع سے کہیں زیادہ تھا۔ اور وہ کیفیت بیان سے باہر ہے۔

## اندازِ تربیت

ہر کسی فن اور علم میں تربیت کا اپنا ایک مخصوص انداز ہوتا ہے لیکن تصوف اور سلوک میں تربیت کا ایک انوکھا انداز ہے تذکرۃ الرشید میں حضرت امام ربانی قطب الارشاد حضرت گنگوہی قدس سرہ کے بارے میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ساتھ کھانے پر بٹھایا اور معمولی سالن کا پیالہ میرے قریب سرکا دیا۔ اتنے میں حافظ ضامن رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے کوفتوں کا پیالہ مجھ سے دور رکھا ہوا دیکھ کر اعلیٰ حضرت سے فرمایا: بھائی صاحب رشید احمد کو اتنی دور ہاتھ بڑھانے کی تکلیف ہوتی ہے اِس پیالہ کو ادھر کیوں نہیں رکھ لیتے۔ اعلیٰ حضرت نے بے ساختہ جواب دیا، اتنا بھی غنیمت ہے کہ اپنے ساتھ کھلا رہا ہوں جی تو یوں چاہتا ہے کہ چوڑوں چماروں کی طرح الگ ہاتھ پر روٹی رکھ دیتا، اس فقرہ پر اعلیٰ حضرت نے میرے چہرے پر نظر ڈالی کہ کچھ تغیر تو نہیں آیا مگر الحمد للہ میرے قلب پر بھی اس کا کچھ اثر نہ تھا۔ میں سمجھتا تھا کہ حقیقت میں حضرت جو کچھ فرمارہے ہیں بالکل سچ ہے اِس دربار سے روٹی ہی کا ملنا کیا تھوڑی نعمت ہے جس طرح بھی ملے بندہ نوازی ہے، کامل مرشد مرید میں دیکھتا ہے کہ ابھی نفس کے کتنے اثرات اور شیطان کا غلبہ کس قدر ہے پہلی مرتبہ جب راقم بمع تین ساتھیوں کے بیعت کے سلسلہ میں حاضر خدمت ہوا۔ تو فون پر حضرت اقدس فرمانے لگے کہ آپ کیوں آئے اور بغیر اجازت کیوں آئے یہ فرما کے حضرت جی نے فون رکھ دیا۔ سارے ساتھی پریشان ہوگئے کہ اب کیا بنے گا؟ میری دل میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات ڈالی کہ یہ امتحان ہے میں نے کہا کہ آپ جائیں آپ کی مرضی میں کسی قیمت پر جانے کے لیے تیار نہیں چاہے کتنا ہی وقت یہاں ٹھہرنا پڑے۔ آپس میں مشورے ہو رہے تھے کہ فون پر حضرت جی نے ملاقات کا وقت عنایت فرمایا پھر تو اندازِ شفقت کو بیان کرنا کسی کا بس نہیں۔ پھر تو شفقت بڑھتی ہی گئی۔ ایک دو تین سال کی بات ہے۔ سفر کی مشقت اور تھکاوٹ جس کا حضرت جی کو ہمیشہ احساس ہوتا اس کے باوجود جب مصافحہ ہوا تو فرمانے لگے آپ کیوں آئے۔ اس قسم کے واقعات کئی مرتبہ پیش آئے مگر بفضلہٖ تعالیٰ دل میں یہی بات آتی کہ زیارت ہی سب سے بڑی غنیمت ہے اور یہ سب کچھ راستے کے امتحانات تھے اسی کے سبب بفضلہٖ تعالیٰ ترقی محسوس ہوئی۔ ان کے قدموں میں سب کچھ تھا۔ ان کی جوتیوں کے تلووں میں جو رکھا تھا کسی کو کیا پتہ؟ جی چاہتا کہ جوتیوں کے تلووں کو اپنے سینے سے لگائیں اور چہرے پر ملیں مگر حضرت اقدس کی ناراضگی کے سبب کچھ نہ کر سکے۔ قدم اور ہاتھوں کے بوسہ لینے کا ارادہ کرتے تو اتنے تیزی سے کھینچ لیتے کہ آدمی حیران رہ جاتا۔

## کمال احتیاط

تصوف کے نام پر جو خانقاہی نظام میں رسوم اور بدعات اور اس سے پیدا ہونے والے فتنوں کا اصل سبب یہی ہے کہ سلوک کو آگے چلانے میں احتیاط کا دامن چھوٹ گیا ہے یہ چیز اور اس کے خطرناک نتائج ہر سو پھیلے ہوئے دیکھے جا سکتے ہیں۔ حضرت اقدس ؒ کا اس باب میں ہمیشہ احتیاط رہا۔ ایک مجلس میں فرمایا کہ پنجاب کے ایک بزرگ میرے پاس آئے انہوں نے کہا کہ حضرت فلاں پیر صاحب نے مجھے خلافت دی ہے۔ حضرت جی نے فرمایا کہ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ بتایئے کہ ذکر روحی کسے کہتے ہیں؟ اس بزرگ نے کہا کہ مجھے اس کا کوئی علم نہیں۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ یہ بہت بڑا فتنہ ہے کہ کسی نااہل کو مسند نشین کر کے گدیاں بچائی جائیں۔ اس کے بعد راقم نے اسی مجلس میں سرگوشی میں حضرت اقدس ؒ سے دریافت کیا کہ ذکر روحی کے یہ معنیٰ ہیں؟ تو آپ نے ہاں میں جواب ارشاد فرمایا۔ یہ پوچھنا اسی وجہ سے تھا کہ جو ذکر ارشاد فرماتے تو کوئی تفصیل نہ فرماتے بلکہ صرف اختصاراً نام ہی ذکر فرما دیتے کہ یہ کرنا ہے یہ سوال برائے تشفی تھا۔ ہمارے ہاں سندھ میں یہ چیز بہت رائج ہے کہ خانقاہی نظام کو بچانے کے لیے پیچھے نااہل آدمی جن کو بڑوں سے نہ اجازت ہے نہ خلافت ہے مسند نشین ہو جاتے ہیں۔ بڑوں کے نام پر دنیا جمع کرتے ہیں نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ

**ضلوا واضلوا۔ اللھم اعذنا من نزعان الشیاطین**

## صفات کاملہ

تصوف سے مقصود یہ ہے کہ باطنی امراض جو حقیقتاً مہلک ہیں ان سے نجات حاصل ہو اور امراض بالکلیہ ختم ہو جاویں قرآن کریم میں ارشاد ہے: وذروا ظاہر الاثم وباطنہ ''ظاہری اور باطنی گناہ چھوڑ دو'' اور باطنی امراض ختم ہو جاویں تو وہاں وساوس شیطان کا گراؤنڈ نہیں رہتا پھر اس دل پر حق سبحانہ وتعالیٰ اپنے نور خاص کی تجلی فرما کے اس کو وسیع بناتے ہیں۔ واسبغ علیکم نعمہ ظاہرۃ وباطنۃ کے فرمان کے مطابق جب باطنی نعمت یعنی اتمام نور اور اپنی ذات پاک سے نسبت خاصہ نصیب فرماتے ہیں جس کے طفیل صفات خاصہ تسلیم ورضا جو خلاصہ تصوف ہے حاصل ہوتی ہے۔

حضرت اقدس ؒ سراپا پیکر تسلیم رضا تھا۔ پوری زندگی کے واقعات اس کے شاہد ہیں۔ کامل تسلیم رضا اسی وقت نصیب ہوتی ہے جب دل پر حق جل وعلا شانہ عالم امر کو منکشف فرماتے ہیں۔ بخاری ومسلم

پڑھنے والوں کے ہاں یہ علوم نظریات سے ہیں البتہ کسی مرد قلندر کے فیضان سے یہ علوم بمنزلہ بدیہات بن جاتے ہیں۔ جس طرح سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وحدت الوجود اور تقدیر کے مسائل اللہ تعالیٰ نے میرے دل پر کھول دیے ہیں حالانکہ کبھی کبھار علوم ظاہری پر اکتفا کرنے والوں پر یہ مسائل اتنے شکوک اور شبہات پیدا کرتے ہیں کہ بچارا زندگی کے آخری دم تک پریشان رہتا ہے۔ بہرحال جب معاملہ تقدیر منکشف ہو جاتا ہے تو مقام عبدیت میں رہتے ہوئے بندہ مجسمہ تسلیم و رضا بن جاتا ہے اور چوں چراں عالم مبہوت کے نکل بیچوں کے حقیقی عالم میں روح کے قدم جما کے صاحب تمکین بن کر روح اسلام کی حقیقی تصویر بن جاتا ہے اور محبوب حقیقی کے ہر اوامر رضا کا اعلان کرتا ہے۔ جس طرح مقام طائف میں رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا: ان لم تکن ساخطا علی ولا ابالی ''یعنی اگر آپ مجھ سے ناراض نہیں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں۔'' حضرت اقدس رحمہ اللہ کی پوری زندگی اس کی شاہد ہے کہ حالات نے کتنی کروٹیں بدلیں، مخالف سمت سے آنے والی ہوا کے جھونکے کتنے ہی مہیب اور تیز ہوں، مصائب کے امواج کتنے ہی قصر بلند کی طرح کتنے ہی اوپر چڑھتے جا رہے ہوں لیکن سینۂ تسلیم و رضا کی وسعت اور بلندی اور ہمت اس سے کہیں اتنی زیادہ تھی کہ جس کے مقدار کو وزن نہیں کیا جا سکتا ہے، وسعت کے اس بحر بیکراں نے ان حالات میں مسکرانا چھوڑا جس کی مسکراہٹ نے طوفانوں کے رخ موڑ دیے اور حالات سنبھلنے لگے اس کو ایک ایک کر کے بیان کرنے کی نوک قلم میں ہمت کہاں ہے؟

## التزام شریعت

راہ تصوف ایسی کٹھن راہ ہے کہ اس سے اگر بگاڑ پیدا ہو جائے تو اس میں ہزاروں قسم کی گمراہیاں پیدا ہوتی ہیں۔ تصوف کے بگڑے ہوئے حلولیہ اور باطنیہ ہوتے ہیں جو نہایت گمراہ کن فرقے ہیں۔ تاریخ کے اوراق کو پلٹیں گے تو معلوم ہوگا کہ جھوٹے مدعیان مسیحیت، مہدیت، نبوت، تصوف تصور کے بگڑے ہوئے انسان ہیں۔ تصوف عند اللہ وہی مقبول ہے جو شریعت کے راستہ سے ہو اس کے علاوہ وصول بھی ہو سکتا ہے لیکن وہ قبول نہیں تصوف اور شریعت کے اس حسین امتزاج اور حقیقی روپ کے حاملین ہمارے اکابرین ہیں۔

در کفے جام شریعت در کفے سندان عشق

ہمارے اکابرین کو اگر محبت کے میدان میں پرکھا جاوے تو واللہ ان کے سینے محبوب حقیقی کی محبت سے لبریز اور ان کے وجود پیمانہ عشق سے چھلکتے ہوئے نظر آئیں گے۔ اور اگر میدان شریعت میں دیکھا جاوے تو اتنے بڑے شہسوار کہ مجال ہے کہ کہیں بدک جاویں۔ ہمارے استاد محترم حضرت سیدنا مولانا نور محمد

سجاوی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت پیر خورشید احمد رحمۃ اللہ علیہ سے مجاز بیعت تھے، فرمایا کرتے کہ صحابیت کی شان الگ ہے۔ شیخ العرب والعجم حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ اتباع سنت اور شان جامعیت میں کیا عبداللہ ابن مبارک سے کم تھے۔ وان کان لہ صحبۃ ہمارے حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی یہی شان تھی کہ اپنے اکابرین کی راہ سلوک کے سچے حامل تھے۔ شریعت مطہرہ کی اتباع اور پابندی اس حد تک کہ آدمی حیران رہ جاتا۔ انہوں نے اپنی مبارک اور پاکیزہ حیات سے ثابت کر دیا کہ شریعت کے بغیر معرفت کی دعویٰ اور اصطلاحات تصوف کا حصول اگرچہ ہو بھی جاوے لیکن یہ چور دروازہ ہے جس کی عنداللہ کوئی قیمت اور قبولیت نہیں۔ پاکیزہ کام جو معمولی بھی ہوں ان میں دائیں طرف کا استعمال حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کے معمولات کا جزء لا ینفک تھا جس کی خلاف ورزی کو بروقت محسوس کرتے اور ٹوک دیتے۔

ایک طرف شریعت کے فرائض ونوافل کی پابندی۔ زہد وتقویٰ، توکل، صبر، مجاہدہ غرض ہر صفات حسنہ میں کمال رکھتے تھے اور دوسری طرف سے دیکھا جاوے تو عقائد اہل سنت کے امین اور دین کے سچے داعی مبلغ اور عصمت انبیاء کرام علیہم الصلوٰت والتسلیمات اور حفاظت وعدالت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے وکیل اور دین کی سرحدوں کے محافظ اور نظام خلافت راشدہ کو پورے عالم میں نافذ کرنے کی جدوجہد کے علمبردار تھے، حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے وجود مسعود کی برکات اور نفع ان گنت اور بے شمار ہیں جس کی وسعتوں کو تنگ اوراقوں میں بند نہیں کیا جا سکتا صرف اس ناکارہ سیاہ کار کو جو نفع ہوا اس کو بھی بیان نہیں کر سکتا البتہ اتنا ضرور کہوں گا کہ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق کے بعد اپنی جہالت نظر آنے لگی اور عقائد شہود کے درجہ میں آ گئے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اعزہ واقارب، متعلقین، مریدین کو حضرت اقدس کے رحلت کے غم کو برداشت کرنے کا حوصلہ اور صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کو تا قیامت جاری وساری فرمائے۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

❀❀❀❀

# لچک کے روادار نہ تھے

حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب ☆

**نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم .**

فتنوں سے باخبر رہنا۔ امت میں پیدا ہونے والی خرابیوں کا کھوج لگانا، ان کی نشاندہی کرنا، متعلقہ حضرات اور عوام کو ان سے آگاہ کرنا اور امت کے مختلف طبقات کو ان خرابیوں اور فتنوں سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرنا دین کا ایک مستقل شعبہ ہے اور دین کے اہم ترین تقاضوں میں سے ہے۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اس ذوق کے سب سے بڑے حامل حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ تھے۔ جو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فتنوں کے حوالہ سے سوالات کرتے اور فتنہ پردازوں اور منافقوں کے بارے میں معلومات حاصل کرتے رہتے تھے۔ انہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں اس سلسلہ میں مرجع کی حیثیت حاصل تھی اور بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فتنوں اور منافقین کے بارے میں ضروری معلومات حاصل کرنے کے لیے ان سے رجوع کرتے تھے۔ خود حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اپنے اس ذوق کا اس طور پر ذکر کرتے ہیں کہ باقی حضرات جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کے بارے میں پوچھا کرتے تھے اور میں اکثر ''شر'' کے بارے میں دریافت کیا کرتا تھا۔ یعنی اکثر یہ سوال کرتا رہتا ہے کہ شر کیسے پیدا ہوتا ہے؟ امت میں خرابیاں کیسے جنم لیں گی؟ فتنے کیسے کھڑے ہوں گے؟ اور فتنوں کے دور میں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے؟

امت مسلمہ میں ہر دور میں اس ذوق کے حامل علماء کرام گزرے ہیں اور مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''تاریخ دعوت وعزیمت'' میں ایسے بہت سے اکابر کے حالات وخدمات کا تذکرہ کیا ہے جو فتنوں کی نشاندہی اور تعاقب میں پیش پیش رہتے تھے اور اس کے لیے مصائب ومشکلات اور تکالیف وامتحانات کا شکار بھی ہوتے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج کے دور میں اس دینی ذوق کے سب سے بڑے نمائندہ ہمارے مخدوم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ جن کی ساری زندگی فتنوں کے تعاقب

---

☆ خطیب جامع مسجد شیرانوالہ باغ، گوجرانوالہ

میں گزری اور وہ کسی ملامت، خوف اور طعن و تشنیع کی پرواہ کیے بغیر زندگی کے آخری لمحات تک اس مشن پر گامزن رہے۔ انہوں نے اپنے ذمہ دو کام لے رکھے تھے ایک یہ کہ اہل سنت والجماعت کا دائرہ کسی طرح نہ ٹوٹنے پائے اور ان عقائد کا اظہار اور ان کی تفسیر و تشریح جو جمہور علماء اہل سنت کی تعبیرات کی حدود میں ہی ہوئی۔ اس بارے میں وہ کسی لچک کے روادار نہیں تھے اور کسی کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ اہل سنت کا موقف اہل تشیع اور خوارج کی دو انتہاؤں کے درمیان اعتدال اور توازن کا موقف ہے اور وہ اس اعتدال کا دامن کسی حال میں ہاتھ سے نہیں چھوڑتے تھے، وہ آج کے دور میں اس بارے میں کسوٹی اور معیار کا درجہ رکھتے تھے اور جمہور علماء اہل سنت کے اجماعی یا جمہوری موقف سے سرِ موانحراف پر نہ صرف چونک جایا کرتے تھے بلکہ اس کا برملا اظہار بھی کر دیتے تھے۔

دوسرا کام انہوں نے اپنے لیے یہ طے کر رکھا تھا کہ دیوبند مسلک اور مکتبِ فکر کو اکابر علماء دیوبند کی تشریحات اور تصریحات کے دائرہ کا پابند رکھا جائے اور کسی کو اس دائرہ سے تجاوز کی اجازت نہ دی جائے، وہ بجا طور پر سمجھتے تھے کہ دیوبندیت وہی ہے جو اکابر علماء دیوبند اور دارالعلوم دیوبند کی تعبیرات و تشریحات کے مطابق ہے اور ان کی حدود سے باہر قدم رکھنے والے کسی شخص یا طبقہ کو دیوبندی کہلانے کا حق نہیں ہے۔

ان کی زندگی بھر کی جدوجہد کا خلاصہ میرے نزدیک یہی ہے اور انہوں نے اپنے اس موقف پر ثابت قدمی سے قائم رہتے ہوئے آخر دم تک جدوجہد جاری رکھی ہے اور دین کے اس اہم شعبہ کے حوالہ سے ان کا یہ عظیم کردار آج کے دور میں علماء کرام اور دینی کارکنوں کے لیے مشعل راہ ہے۔ اللہ تعالیٰ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کو شرف قبولیت سے نوازیں، ان کے درجات بلند سے بلند فرمائیں۔ اور ہم خوشہ چینوں کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق سے نوازیں۔ آمین یارب العالمین۔

❁❁❁❁

# اب ٹوکنے والا بڑا کوئی نہیں رہا

ڈاکٹر حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب ☆

۱۹۵۸ء کی بات ہے فروری کا پہلا ہفتہ تھا۔ کلورکوٹ میں دوروزہ سیرت کانفرنس ہوئی، حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف لائے تھے، کانفرنس میں آخری تقریر آپ کی ہوئی تھی، خطبہ مسنونہ کے بعد سورہ الفتح کی آخری آیت تلاوت فرمائی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقام اور عظمت کو بڑی خوبی سے واضح فرمایا اور جمعیۃ علمائے اسلام کے نصب العین پر روشنی ڈالی، کلورکوٹ میں آپ کی یہ پہلی آمد اور پہلی تقریر تھی اور میری آپ سے یہ پہلی ملاقات تھی، حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا صدمہ ابھی تازہ تھا، دینی جرائد، مجالس اور اجتماعات پر اس عظیم ملی حادثے کا تذکرہ چھایا ہوا تھا، غمزدہ متوسلین اور عقیدت مندوں کی نظریں آپ کے خلفاء کی طرف اٹھ رہی تھیں، حضرت قاضی صاحب بھی آپ کے خلفاء میں تھے، ان کو کانفرنس میں بلانے کا بڑا سبب بھی یہی تعلق تھا، اسی نسبت کی برکت تھی حضرت قاضی صاحب کی پذیرائی ہوئی لوگ آپ کی طرف متوجہ ہوئے اور اس علاقہ میں آپ کی آمد زیادہ ہونے لگی اور آپ دینی اجتماعات کی ضرورت بنتے چلے گئے۔

آپ کا جماعتی تعلق جمعیۃ علماء اسلام سے تھا، اس وقت جمعیۃ علماء اسلام ضلع جہلم کے امیر تھے، مرکزی امیر حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ تھے، نائب امیر حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ناظم اعلیٰ حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ تھے، میرا تعلق بچپن سے مجلس احرار اسلام سے تھا، ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں مجلس احرار اسلام کو حکومت نے خلاف قانون قرار دے دیا تھا، میں مجلس تحفظ ختم نبوت میں شامل تھا، حضرت مولانا حکیم عبدالمجید سیفی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے فرمایا کہ ''جمعیۃ علماء اسلام میں شامل ہو کر کام کرو اور اس جماعت کو مضبوط بناؤ''۔ پھر ایک ملاقات میں حضرت قاضی

---

☆ امیر جمعیت علماء اسلام (ف) پنجاب، مہتمم مدرسہ دارالہدیٰ بھکر

صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہی ارشاد فرمایا، حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کلورکوٹ تشریف لائے تو میں نے ان دونوں بزرگوں کے فرمان کا ذکر کیا۔ حضرت مولانا مرحوم نے فرمایا کہ ''جمعیۃ علماء اسلام بھی ہماری جماعت ہے، یہ جماعت ہم نے بنائی ہے اور مولانا غلام غوث صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی ہم نے جمعیۃ کو دیئے ہیں، آپ جمعیۃ میں شامل ہو جائیں''۔ ساتھ ہی فرمایا کہ ''حضرت شاہ صاحب (امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ) کو بھی خط لکھ دیں''۔ حضرت شاہ صاحب مجلس کے مرکزی امیر تھے، حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے انہیں بھی عریضہ لکھ دیا، انہوں نے بھی جمعیۃ میں شمولیت کی بخوشی اجازت دی اور دونوں جماعتوں میں کام کرنے کا ارشاد فرمایا، اس طرح حضرت قاضی صاحب اور ان بزرگوں کے فرمان اور اجازت سے مجھے جمعیۃ علماء اسلام میں شامل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ہم موقع بموقع دعوت دیتے وہ اپنے قیمتی اوقات میں سے ہمیں حسب منشاء وقت عنایت فرماتے، قصبات و دیہات میں ان کے دورے رکھتے تھے، اس زمانے میں سڑکیں عام نہیں تھیں، بسوں کا نظام بھی محدود ہوتا تھا، بعض اوقات سڑک پر بس کا گھنٹوں انتظار کرنا پڑتا تھا، سڑک سے بستیوں میں جانے کے لئے گھوڑے یا اونٹ کی سواری ہوتی تھی، جہاں کہیں تانگہ ہوتا وہ گرد و غبار سے اٹ دیا کرتا تھا، ایسے حالات میں حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہمارے ہاں سفر کئے، مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ہم نے دیہات کے سفر کرائے، ان کی بھی سفر میں عجیب شان ہوتی، نہ تھکن کا احساس، نہ انتظام کی شکایت، عالمانہ اور بزرگانہ عظمت و وقار تھا اور شگفتہ مزاج تھے، سفر میں خوش رہتے اور ساتھیوں کو خوش رکھتے تھے، ان بزرگوں کی جفاکشی، کارکنوں پر شفقت و مہربانی اور ان کی دلجوئی سے حوصلے بڑھتے تھے، خدمت و محنت اور ایثار و قربانی کا جذبہ پیدا ہوتا تھا۔

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی کسی کتاب کی طباعت کے لئے لاہور تشریف لے گئے تھے، جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی دفتر بیرون دہلی دروازہ میں کئی دن قیام فرمایا تھا، دفتر کے کارکنوں پر تربیت کے لحاظ سے ان کے بہت اچھے اثرات پڑتے تھے، حضرت مولانا غلام غوث صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کسی موقع پر اس کیفیت کا بطور خاص ذکر کیا تھا، حضرت مولانا غلام غوث صاحب رحمۃ اللہ علیہ کبھی مجلس احرار اسلام کا ذکر فرماتے تو ضلع میانوالی کی مجلس احرار کے متعلق فرمایا کرتے کہ ''اس ضلع کی جماعت پر دینی رنگ غالب تھا، جماعتی اجلاسوں میں ضلع میانوالی کے ساتھی دینداری میں نمایاں اور نکھرے ہوئے نظر آتے تھے، یہ

مولانا گلشیر صاحب کی تربیت کا اثر تھا''۔

ہم نے حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کا یہ اثر دیکھا کہ جن علاقوں میں ان کے زیادہ دورے ہوئے وہاں کے ساتھیوں میں جماعتی تعلق میں زیادہ پختگی اور للہیت دیکھنے میں آئی۔ جمعیۃ علماء اسلام کی مرکزی شخصیات میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن اور شمالی پنجاب کے ناظم اعلیٰ رہے۔ تمام رہنماؤں اور کارکنوں میں آپ کا احترام تھا، جمعیۃ علماء اسلام سیاست کے میدان میں تھی، آپ کا اوڑھنا بچھونا جمعیت تھی، اس کے مبارک نصب العین سے لگن اس کو منظم اور مستحکم کرنے کی فکر تھی، سیاسی مسائل پر بھی آپ کی تقریر مدلل اور وزنی ہوا کرتی تھی، سامعین توجہ اور احترام سے سنا کرتے تھے۔

کلورکوٹ میں جمعیۃ علماء اسلام کی ضلعی کانفرنس تھی، نظام الاوقات کے مطابق امیر مرکزیہ حافظ الحدیث مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی قدس سرہ نے آخری خطاب کر کے دعاء کرانی تھی، آخری نشست شروع ہونے لگی تو حضرت نے فرمایا کہ ''مجھے واپس جانا ہے، میں پہلے تقریر کروں گا''۔ ہم سب پریشان ہو گئے کہ حضرت درخواستی کی تقریر کے بعد لوگ کسی کی تقریر میں نہیں بیٹھیں گے، جلسہ خراب ہو جائے گا، حضرت مولانا محمد رمضان صاحب رحمہ اللہ، حضرت حافظ سراج الدین صاحب رحمہ اللہ اور سب ذمہ دار ساتھی سوچنے لگے کہ حضرت درخواستی رحمہ اللہ کی تقریر پر جلسہ ختم کر دیا جائے، حضرت ملا محمد سلیمان صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ''ہرگز ایسا نہ کرو، حضرت درخواستی رحمہ اللہ کے بعد حضرت قاضی صاحب کی تقریر کراؤ''۔ سب نے بادل نخواستہ مان لیا، حضرت درخواستی رحمہ اللہ کی تقریر ختم ہوئی اور حضرت قاضی صاحب کی تقریر شروع کرا دی گئی، آپ نے مفصل تقریر فرمائی، پورا مجمع جم کر بیٹھا اور آخر تک تقریر سنی، اس کامیابی پر سب نے ملا جی کی رائے کی تحسین کی۔

جمعیۃ علماء اسلام کا ضلعی دفتر میانوالی سے کلورکوٹ منتقل ہوا تو اس کا افتتاح حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ نے کیا تھا، پرچم کشائی کے بعد دفتر کے نیچے بازار میں باوردی رضا کاروں اور عوام کے ہجوم کے سامنے جمعیۃ کے نصب العین، نظم جماعت، پرچم کی شرعی اور تاریخی اہمیت پر مدلل اور جامع تقریر فرمائی تھی، تقریر کے الفاظ تو یاد نہیں رہے، وہ سادہ، بابرکت اور حسین منظر ہمیشہ یاد رہا۔

حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ اپنی تقریر میں مودودی صاحب کے غلط نظریات پر بھی عالمانہ اور محققانہ تبصرہ فرمایا کرتے تھے، مودودی صاحب کی تصانیف پر انہیں پورا عبور حاصل تھا، مودودی صاحب کی گمراہ کن عبارتیں پیش کر کے مدلل تردید فرماتے تھے، وہ کبھی اس بارے نرمی اور مصلحت کے روادار نہیں

ہوئے، ان کی تصانیف اور جمعیۃ علماء اسلام کے اخبار ہفت روزہ ''ترجمان اسلام'' کی اس دور کی فائلیں بھی اس پر شاہد ہیں، میرے خیال میں یہ حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت کا اثر تھا، مودودی صاحب کے خلاف سب سے پہلے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے قلم اٹھایا تھا، اس شدت اور جوش سے مودودی نظریات کا رد فرماتے کہ بعض اپنے لوگوں کو تعجب ہوتا تھا، ایک عرصہ بعد مودودی صاحب نے ''خلافت وملوکیت'' نامی کتاب لکھی، جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقام اور عظمت کو مجروح کرنے کی کوشش کی، اس کتاب کے متعلق مضامین ماہنامہ ترجمان القرآن میں چھاپنے شروع کئے تو سب کی آنکھیں کھل گئیں۔ تعجب کرنے والے بے ساختہ پکار اٹھے ''قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید''۔ اپنی غلطی پر نادم ہوئے اور حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی تائید وتصویب میں لکھنا اور بولنا شروع کر دیا۔ جمعیۃ علماء اسلام کے اکابر علماء اور خطباء نے مودودی صاحب کے غلط نظریات سے مسلمانوں کو ہمیشہ آگاہ کیا، ''خلافت وملوکیت'' کا بھی خوب رد کیا۔ اس کتاب کے خلاف سب سے پہلی تقریر ہم نے قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سنی تھی، جو ہمارے مدرسہ دار الہدیٰ بھکر کے سالانہ جلسہ میں ہوئی تھی۔

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۷۰ء یا اس کے قریب زمانے تک جمعیۃ علماء اسلام میں کام کیا اور خوب کام کیا، بعد میں انہوں نے اپنی سرگرمیوں کو مسلک کی حفاظت واشاعت اور عظمت وناموس صحابہ رضی اللہ عنہم کے تحفظ ودفاع کے لئے مختص کر دیا تھا، جمعیۃ علماء اسلام میں ان کا ہمیشہ احترام رہا، ان کی خدمت میں حاضری اور زیارت کو ہم لوگ اپنے لئے سعادت سمجھتے تھے، قائد جمعیۃ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب بارہا حاضر ہوئے، حضرت نے ہمیشہ شفقت فرمائی، دعائیں دیں، مسلک کے متعلق ان کی بات کو جمعیۃ کے حلقے میں سند سمجھا جاتا تھا، اللہ تعالیٰ نے حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بزرگان دیوبند کے مسلک کی سمجھ اور اس پر مضبوطی واستقامت عطاء فرمائی تھی، اس میں ذرہ بھر فرق گوارا نہ فرماتے تھے کسی کی معمولی کوتاہی بھی سامنے آتی تو گرفت فرماتے تھے، ان کی گرفت کو اپنے، بڑے اور بزرگ کی گرفت سمجھا جاتا تھا، آہ...... اب ایسا ٹوکنے والا بڑا کوئی نہیں رہا۔ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات قبول اور درجات بلند فرمائے۔ آمین

❀❀❀❀

# ایک عظیم ملی سانحہ

مفتی محمد سلمان منصورپوری ☆

آج سے تین چار روز قبل ۳ ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ احقر حرم شریف سے نماز فجر پڑھ کر مدرسہ صولتیہ پہنچا تو مولانا مفتی شیر محمد صاحب صوبی مفتی جامعہ اشرفیہ لاہور نے باچشم تر یہ افسوسناک خبر سنائی کہ پاکستان میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہ کے آخری خلیفہ، بقیۃ السلف قائد اہل سنت، حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ابھی کچھ دیر قبل اپنے وطن چکوال ضلع جہلم پاکستان میں وصال ہوگیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ عقیدہ میں تصلب، نظریہ کی پختگی، اظہار حق اور حضرات صحابہ وسلف صالحین کی عظمت وعقیدت کے معاملہ میں اپنا منفرد مقام رکھتے تھے، موصوف کی پوری زندگی احقاق حق میں گذری اور اس بارے میں انہوں نے کبھی مصلحت کوشی، مداہنت اور پہلوتہی سے کام نہیں لیا۔ بالخصوص روافض اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی عزت سے کھلواڑ کرنے والے فرقوں اور جماعتوں کے خلاف وہ برابر سینہ سپر رہے۔ اور قوم کو ان فرقوں کی گمراہیوں سے آگاہ کرتے رہے۔ آپ کو یہ جذبات اپنے شیخ حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے ورثہ میں ملے تھے جسے آپ نے اپنے فیض یافتگان میں بکمال خلوص منتقل فرمایا، چنانچہ آپ کے متوسلین میں بھی احقاق حق اور ابطال باطل کا بھرپور جذبہ پایا جاتا ہے۔ آپ نے چکوال اور اس کے اطراف میں سنیوں کو شیعوں کے اثرات سے محفوظ رکھنے کے لیے زندگی بھر سخت جدوجہد فرمائی اور اس سلسلہ میں ضعف وعلالت کے باوجود طویل قید وبند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں لیکن کبھی آپ کے پائے استقامت میں لغزش نہیں آئی۔ آپ اخیر تک تحریک خدام اہل سنت پاکستان کے سربراہ رہے۔ اور

---

☆ مرتب ماہنامہ ندائے شاہی مرادآباد (انڈیا)

ماہنامہ "حق چار یار رضی اللہ عنہم" کے ذریعہ اپنے جمع کردہ حقائق سے عالم کو روشناس کراتے رہے۔

راقم الحروف کو دو مرتبہ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت وملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ ایک مرتبہ ۱۹۸۷ء میں جب احقر استاذ مکرم حضرت مولانا سید ارشد صاحب مدنی دامت برکاتہم کے ہمراہ پاکستان گیا تھا اس وقت حضرت موصوف زیادہ ضعیف نہیں تھے، باقاعدہ مدرسہ کے تمام اساتذہ وطلبہ کے ساتھ مدرسہ سے باہر نکل کر استقبال فرمایا اور نہایت اعزاز کا معاملہ فرمایا۔ اور دوسری مرتبہ ۲۰۰۱ء میں جب ہم لوگ پشاور میں منعقدہ "دیوبند کانفرنس" میں شرکت کے لیے پاکستان گئے تو امیر الہند حضرت مولانا سید اسعد صاحب مدنی مدظلہ العالی کے ہمراہ لاہور سے پشاور جاتے ہوئے کچھ دیر چکوال میں قیام کیا، اس وقت حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ضعف بہت زیادہ تھا، کمر کافی حد تک جھک چکی تھی، لیکن اس نقاہت کے باوجود دماغ بالکل مستحضر تھا اور یادداشت معمول کے مطابق تھی۔ مضامین کا سلسلہ بھی جاری تھا، اپنا ایک نیا رسالہ اس موقع پر مرحمت فرمایا جس میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف سے بھرپور دفاع کیا گیا تھا۔

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ موصوف کا سن پیدائش ۱۹۱۴ء ہے، ۱۹۳۹ء مطابق ۱۳۵۸ھ میں دارالعلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی۔ ۱۹۵۲ء میں چکوال میں دارالعلوم کے نام سے الگ دینی ادارہ قائم فرمایا جو اب ایک تناور درخت میں تبدیل ہو چکا ہے۔ آپ نے دفاع صحابہ رضی اللہ عنہم کی خاطر ۱۹۶۹ء میں تحریک خدام اہل سنت کی داغ بیل ڈالی جو آج بھی اپنے دائرہ میں رہ کر تحفظ ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم کی خدمت سرگرمی کے ساتھ انجام دے رہی ہے۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ قومی وملی تحریکات میں بھی شریک رہے، اور اس پاداش میں بار بار طویل قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ آپ نے قریباً ۹۰ سال کی عمر پائی۔

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ایک عظیم ملی سانحہ ہے جس کی تلافی مشکل ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کے درجات بلند فرمائے، اور آپ کی دینی خدمات کو قبول فرمائے۔ آمین۔

قارئین ندائے شاہی سے بھی درخواست ہے کہ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لیے زیادہ سے زیادہ ایصال ثواب کا اہتمام فرمائیں۔

[بشکریہ ماہنامہ ندائے شاہی مراد آباد (انڈیا) مارچ ۲۰۰۴]

❀❀❀❀

# راہ اعتدال کے دلکش شاہکار


شیخ الحدیث مولانا محمد حسن جان صاحب ☆


بسم اللہ الرحمن الرحیم

برادر محترم جناب حافظ زاہد حسین صاحب رشیدی مکرم

بندہ زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ جیسی عظیم شخصیت پر مجھ جیسے بے بضاعت آدمی کا کچھ لکھنا میری لیے باعث خجلت ہے۔ مگر سکوت سخن شناس اور سپاس ناحق شناس بھی ظلم کا مترادف ہے......

کیا آفتاب کو آفتاب کہنا برا ہے؟

حضرت قاضی صاحب اپنی جامعیت، کمالات، للّٰہیت، مذہب اور اپنے مسلک سے بے حد لگاؤ اور سلف صالحین سے عقیدت واحترام میں یگانۂ روزگار رہے، ہم تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کے بارے میں سنتے اور پڑھتے رہے ہیں، مگر اپنی آنکھوں سے اگر ان کا نمونہ اور بقیہ دیکھا ہے تو وہ حضرت والاؒ کی شخصیت ہیں۔ لباس، وضع قطع، گفتار، کردار، نرم خوئی، تواضع، مہمان نوازی اور فنائیت میں اپنی نظیر آپ ہی تھے، سلف صالحین کے قافلہ کے آخری مسافر تھے جو ہم سے رخصت ہو گئے۔

حضرت کی جملہ تصنیفات، اخلاص، حقیقت پسندی، اور راہ اعتدال کی دلکش شاہکار ہیں جن میں ذاتی جذباتیت اور نعرہ بازی اور دور از حقیقت کی باتیں مفقود ہیں، حضرت مدنی اور اپنے دوسرے اساتذہ کرام رحمہم اللہ کی عقیدت، محبت اور ان کی یاد آپ کی مجلس کی زینت ہوتی تھی، مجھ جیسے نالائق اور بے کار فقیر

---

☆ فاضل مدینہ یونیورسٹی، پشاور

سے از حد محبت کا مظاہرہ فرماتے رہے۔ اپنی تصنیف لطیف ہو مجھے خود بطور ہدیہ دیتے اور یا کسی کے ذریعہ ارسال فرماتے رہے۔ یہ دونوں حضرات ایک حضرت قاضی صاحب مرحوم اور دوسرے حضرت مولانا سرفراز خان صاحب مدظلہ ہمارے اکابرین ہیں اور مسلک علماء دیوبند کے صحیح ترجمان، مبلغ اور داعی ہیں، جن میں ایک داغ مفارقت دے کر عازم باغ خلدون ہو گئے۔

اور ایک تا بقید حیات ہیں

اللہ تعالیٰ ان کی عمر اور صحت میں برکات نازل فرمائیں۔

اولئک آبائی فجئنی بمثلھم
اذا جمعتنا یا جریر المجامع
ان المتقین فی جنت ونہر، فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر

❀❀❀❀

# ایک جامع اور دلربا شخصیت

مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب ☆

الحمد لله جل و علی وصلی الله علیه وسلم علی رسوله المصطفیٰ ونبیه المجتبیٰ و امینه علی وحی السما وعلی اله واصحابه افضل الخلائق بعد الانبیاء ومن یهدیه اقتدیٰ وبآثارهم اکتفیٰ من المفسرین والمحدثین والفقهاء الی یوم الجزاء ، امابعد !

حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے سنة من قد ارسلنا قبلک من رسلنا ولا تجد لسنتنا تحویلا (سورہ اسراء)۔ چنانچہ حق تعالیٰ شانہ نے اپنی توحید اور جن وانس کو رشد و ہدایت پہنچانے کے لیے اور آخرت کا یقین پیدا کرنے کے لیے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر ہمارے رسول جناب نبی اکرم ﷺ تک انبیاء ومرسلین مبعوث فرمائے رسلاً قد قصصناهم علیک ورسلاً لم نقصص [الخ] انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی وحدت وفردت کے بیان میں اور خلق کو اپنے خالق سے ملانے والے احکام میں اور آخرت پر ایمان پیدا کرنے والے ہدایت وتعلیمات میں اعلیٰ درجہ کے مخلص ہر طرح کامیاب اور قدم قدم پر رب العزت کی خوشنودی اور رضائی دولت اپنانے والے تھے۔ صحیح البخاری کی حدیث میں ہے کانت بنو اسرائیل تسوسهم الانبیاء کلما هلک النبی خلف بعده نبی علی لا نبی بعد فیکون الامرا فیکثرون اوکما قال۔ علماء امت نے کہا ہے کہ امراء کا پہلا اطلاق مجتہدین اور فقہاء پر ہے کیونکہ قرآنِ کریم میں اولوالامر کی تفسیر کے مطابق اس کا صحیح مصداق حضرات فقہاء اور مجتہدین ہیں کیونکہ ان کے لیے علم درجہ استنباط کے لیے ضروری تھا لعلمه الذین یستنبطونه منه ۔ اصل التفاسیر جس کو حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ ام التفاسیر کہا کرتے تھے "منہاج السنۃ النبویہ" تفسیر ابن جریر ہے۔

اس میں صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمۃ اللہ علیہم کی تمام تفاسیر کا حاصل یہی قرار دے دیا ہے۔ چنانچہ امت محمدیہ ﷺ کے کامل اعجاز میں سے ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے قرونِ اولیٰ میں مجتہدین اور فقہاء پیدا

---

☆ مہتمم جامعہ عربیہ احسن العلوم، گلشن آباد کراچی

فرمائے ہیں۔ جنہوں نے دین اور اہل دین کو ہر طرح کے انتشار اور تفرقے سے محفوظ فرمایا ہے۔ خود
ﷺ ابن تیمیہؒ نے اس موضوع پر مستقل رسالہ ''رفع الملام عن الائمۃ الاعلام'' تصنیف فرمایا ہے۔ امام
العرفاء والاولیاء عبدالوہاب شعرانیؒ کی ''المیزان الکبریٰ'' اور ''کشف الغمہ عن اختلاف الائمۃ'' خزائن
اہل حق میں یہ تحقیقات موجود ہیں۔ سلطنتِ مغلیہ کے آخری روح رواں اور ہندوستان کے خالص مذہبی
اور متدین بادشاہ اورنگزیب عالمگیرؒ کے استاذ حضرت مجددؒ کے چھوٹے صاحبزادے خواجہ خواد کے
مکاشفات میں بھی یہی نوادر اقوال اور جواہر الاصول موجود ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کے مقاصدِ بعثت کا
خلاصہ تین چیزیں ہیں۔ (۱)۔ حق تعالیٰ شانہ کی وحدانیت بانگ دھل بیان کرنا (۲)۔ رسالت حقہ کے
اتباع واطاعت کی تاکید شدید کرنا۔ (۳)۔ ایمان بالآخرت اجمالاً وتفصیلاً سمجھانا۔ چنانچہ مسئلہ توحید کے
خلاف کفار اور مشرکوں سے نبرد آزمائی کا مرحلہ سب کو پیش آیا ہے انبیاء علیہم السلام کا متفق کلمہ اعبدو الله
ولا تشركو ابه شيئاً قرآن کریم میں موجود ہے۔

اعمال کے سرکشوں اور منحرفین کے خلاف رسالت کے ارکان وآداب بیان ہونے لگے تو زائغین و
مضلین نے انبیاء علیہم السلام کے کردار وگفتار کو نشانہ بنایا جس کی وضاحت اور دفاع حق تعالیٰ نے فرمایا۔
سورۂ یونس میں ارشاد ہے فقد لبثت فيكم عمرا من قبله افلا تعقلون۔ اور آخرت پر ایمان لانے کی
دعوت کے خلاف ان کی بے عقلی اور بے ہودگوئی اذا كنا عظاماً و رفاتا کہ جب ہم ہڈیاں چور چور
ہوجائیں تو دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔ اس کے جواب میں فرمایا قل ان الاولين والآخرين
لمجموعون الى ميقات يوم معلوم۔ اور قل يحيها الذى انشاها اول مرة وهو بكل خلق
عليم۔ انبیاء علیہم السلام کے ان مقاصد نبوت پر جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ اور
قرآن کریم وحی متلو اور احادیث مبارکہ وحی غیر متلو کی شکل میں آیات بینات موجود ہیں۔
حضرات صحابہؓ نے ساری زندگی اس کی نشر واشاعت میں صرف فرمائی۔ حضرات تابعین اور تبع تابعین بھی
ان مقاصد سے بہرہ مند تھے۔ حضرات مجتہدین اور محدثین نے روایتاً ودرایتاً ان مقاصد کی خدمت فرمائی
اور ایسی کامیابی نصیب ہوئی کہ قرآن کریم کی آیت اليوم اكملت لكم دينكم کی زندہ تابندہ علمی و
عملی تفسیر آشکار ہوئی۔ چنانچہ ہر دور اور ہر زمانہ میں اقامت دین کے لیے عقائد کی سلامتی اور اعمال کی
مشروعیت کی تحریک سرگرم رہی۔

بنوامیہ ہوں یا بنوعباس دونوں نے خدمات دین میں سلطنتوں کا سرمایہ صرف کرایا ہے اور تاریخ کا

بالغ النظر شناور کو ان کا یہ احسان کہ خدمت دین میں مخلص تھے روز روزن کی طرح سامنے آئے گا۔ دنیاء عرب سے نکل کر کائنات عجم میں بھی جب مسلمانوں کو تاج و تخت کے سجانے کا موقع ملا تو انہوں نے دین ہی کو اپنی زندگی کا مقصد اور ترقی کی روح جانا۔ اس لیے ان کا جہاد تبلیغ دین کے لیے تھا۔ اور ان کی دعوت و تبلیغ جہاد فی سبیل اللہ کا مقدمہ یا کامیاب تکملہ ہوتا تھا۔ چنانچہ پہلی صدی کے اخیر میں محمد بن قاسمؒ کا ہندوستان آنا اور سندھ کی فتوحات کرنا یا تیسری صدی ہجری میں اور چوتھی کے اوائل میں غزنی سے سلطان محمودؒ کا وارد ہند ہونا۔ اور چھٹی اور ساتویں صدی کے اثناء میں شہاب الدین غوریؒ کا ہندوستان سے ترائن کے میدان میں اس زمانہ کے ہندو راجہ پرتھوی کو چاروں شانے چت لٹانا اور اس کے بعد سات سو سال تک مسلمانوں کا ہندِ قدیم جو رنگون و برما سے سری لنکا اور کولمبو سے کاشغر اور کابل و زابل اور خرقان سے ہوتے ہوئے ماوراء النہر سے متصل جور جان اور جوز جان پر اسلامی جھنڈے لہرانا خالص مقاصدِ دین کے احیاء و نشاۃ کے لیے تھا۔ تفصیلات کے لیے مشہور زمانہ عالم بلاذریؒ کی ''فتوح البلدان'' اور معین الہند اور گلزارستان فی تاریخ ہندوستان، نزھت الخواطر وغیرہ کتب دیکھنے کی ہیں مسلمانوں کی آخری سلطنت مغلیہ جب ٹمٹمانے لگیں۔ تو جیسے حکومتوں کا عروج دینی عقائد کے احیاء اور نشر و اشاعت کا باعث تھا اسی طرح حکومت کا زوال اسلامی عقائد اور تعلیمات کے لیے خطرے کا باعث بنا۔

چنانچہ حق تعالیٰ شانہ نے اول خاندان ولی الٰہی دھلی سے مسلمانوں کی عزت رفتہ کے قیام اور نشر و اشاعت کا کام لیا۔ شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ کی مخلصانہ دینی تحریک سے ہی علماء دھلی کے لیے راستہ ہموار ہو گیا تھا۔ اور اولیاء و علماء کے مشترکہ جدوجہد کے علمی و عملی کامیاب پروگرام کا نام تحریک دارالعلوم دیوبند کی شکل میں ظاہر ہوا۔ چنانچہ ارض و سماء بحر و بر مخالف و موافق گواہ ہیں کہ جو کام اولیاء اللہ نے ولایت کی فراست سے اور علماء نے علم کی وسعت اور دقاقت سے انجام دیا تھا۔ اکابر دارالعلوم دیوبندان دونوں سعادتوں سے بہرہ مند ہیں۔ اب وہ اللہ کے فضل و کرم سے مجمع البحرین تک مختلف طریقوں سے پہنچ چکا ہے۔ اس لیے مقصد بیان کے لیے یہ اجمالی جائزہ پیش کیا گیا۔ دارالعلوم دیوبند انبیاء علیہم السلام کی توحید و رسالت اور ایمان بالآخرت کے بیان کا ادارہ ہے۔ دارالعلوم دیوبند مجتہدین اور محدثین کی درایت و روایت کا امین ہے۔ دارالعلوم دیوبند اسلامی سلطنتوں کے مد و جزر کے اچھے نتائج کا محافظ اور انحطاط کے نقصانات سے بچانے کا علمبردار ہے۔ دارالعلوم دیوبند اور اس کی تحریک علماء راسخین اور اولیاء کاملین جو در حقیقت شریعت و طریقت کا حسین امتزاج ہے، کامیاب درسگاہ

دارالعلوم دیوبند نے دین کے ہر میدان میں دین کا سرمایہ پیدا کرنے میں سو فیصد کامیابی کا مظاہرہ فرمایا ہے۔ پاکستان کی تاریخ میں سب سے بڑی کتاب جو اردو زبان میں لکھی گئی ہے وہ اردو دائرۂ دانشگاہ لاہور کا دائرۃ المعارف ہے۔ اس میں یہ الفاظ تحریر ہیں کہ دارالعلوم دیوبند کے بانی مولانا محمد قاسم نانوتوی راسخ عالم اور باعمل متقی انسان تھے چنانچہ رسوخ علم اور اعلیٰ درجہ کا تقویٰ ان کی پہچان بن چکی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان حضرات دیوبند نے جہاں فقہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اجتہاد کو قرآن سنت کا اقرب مفہوم جان کر اس پر حیات وممات کا مدار رکھا۔ وہاں امیر المومنین فی الحدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی الجامع الصحیح اور دیگر کتب صحاح وحسان کو عالم فاضل ہونے کے لیے شرط کا درجہ دے دیا۔ ان لوگوں نے جہاں میدانِ علم و عمل میں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا دامن پکڑا ہے وہاں مجاہدین اسلام کے خدوخال کو اپنی تعلیمات کا آئینہ منوایا ہے دارالعلوم دیوبند کی کامیاب تحریک کی برکت تھی کہ انگریز طاغوت کو ایک دن ہندوستان سے جانا پڑا۔ انور صابری مرحوم نے خوب کہا ہے......

وطن کے کام آیا ہے اس کا عزم فولادی
حسین احمد کے قدموں کا تصدق ہے یہ آزادی

چنانچہ امام العصر محدث کبیر حضرت مولانا انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ العرب والعجم مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ۔ جہاں کبار محدثین اور عظیم فقہاء راسخین ہیں وہاں سربکف مجاہد اور دین دشمنوں کے خلاف **اشداء علی الکفار** کی جیتی جاگتی تفسیر ہیں، چنانچہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں انگریز ڈائری میں رپورٹ موجود ہے۔ کہ آپ شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ کے خاص شاگرد ہیں اور انگریزوں کے کٹر دشمن ہیں وغیرہ۔ **والفضل ماشهدت به الاعداء۔**

شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا ہر مستفید اپنی جگہ حضرت شیخ الاسلام کا سچا جانشین ثابت ہوا۔ لیکن پاکستان کی تاریخ میں ہمارے دو بزرگ اس صفت میں خاص مقام رکھتے تھے۔ (۱) شیخ الحدیث مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک جو علم وعمل کا ایک روشن ستارہ تھے جس کی روشنی میں دین اسلام اور بالخصوص ان کے شیخ ومرشد حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ آب وتاب سے نظر آتے تھے۔ (۲) دوسری بزرگ ہستی ہماری موجودہ تحریر کا مقصود اصلی اور روح تحقیق ہے وہ قائد اہل سنت وکیلِ اسلام، علم وعمل کے مظہر، امام اہل سنت، حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ صاحب تھے۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے سلف صالحین کا نمونہ، باعمل علماء کا آئینہ، حق وباطل پہچاننے کے لیے میزان، حق پر استقامت اختیار کرنے کے لیے کوہ ہمالیہ، علم کی وسعتوں کے

ساتھ تبحر، اپنے موضوع پر کام کرنے کے لیے منہج اعتدال، ہر حق کی حمایت میں مثالی بیدار مغزی، ہر باطل کو رد کرنے میں دیدنی ہمت مردانہ اور جہد سپاہانہ جیسی کامل اوصاف، نیک خصال، بلند کردار، نشانے پر واقع ہونے والا گفتار، تحریر کی تحقیق بلکہ دلائل کی تدقیق، ہر ذرائع سے باطل پرست کو بروقت نشان زدہ کرنا، اس کے خلاف اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے موہوبہ ملکات کو استعمال کرنے کا ایک دلکش منظر، فتح اور حق و باطل کے تہس نہس ہونے کا پر کیف نظارہ بنایا تھا......

ہر ایک باغ میں جا کر ہر ایک پھول کو دیکھا
نہ تیری سی رنگت نہ تیری سی بو ہے

حق تعالیٰ نے حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ایک ایسے گھرانے سے اٹھایا جو پہلے سے علم کی وادیوں سے آگاہ تھا کیونکہ حضرت کے والد مولانا کرم الدین دبیر رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے مشہور عالم اور کامیاب مناظر تھے۔ حضرت قاضی صاحب کا وجود ابتداء سے انتہاء تک توحید و سنت کا اعجاز اور اہل حق کی فتح کا ایک آن بان تھا۔

حضرت کے والد بزرگوار ابتداء میں بریلوی مزاج کے کامیاب عالم تھے ان کی تصنیفات سے اندازا ہوتا ہے کہ وہ مولوی احمد رضا خان بریلوی یا مولوی عبدالسمیع رامپوری یا عبدالجبار وغیرہ مبتدعین سے جملہ علوم وفنون میں فائق تھے۔ بریلویوں سے اصل اختلاف قرآن وسنت اور فقہ حنفی کے اصول مسلمہ سے انحراف کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام کا بشر ہونا، کسی نبی و ولی کا غیب دان نہ ہونا، یا حاجت روا مشکل کشا سوائے اللہ کے کسی کو نہ ماننا، قرآن وسنت کے آیات واحادیث کے منطوق اور مفہوم سے ثابت ہیں۔ اسی طرح عید میلاد النبی کا بے اصل ہونا، متعین تاریخوں میں فاتحہ خوانیاں کرنا، یا بزرگوں کے نام پر عرس اور گیارہویں اور کونڈے جیسے رسوم اسلامی اصول سے بے خبری اور فقہ حنفی سے بغاوت ہی ہے۔

مگر بریلویوں نے اپنی یہ خیانتیں، عقیدے اور عمل کی تلبیسات سے عوامی توجہ ہٹانے کے لیے علماء دیوبند کی عبارات پر اپنے خیال میں ناراضگی کو بریلویت کی پہچان بنایا ہے۔ حالانکہ علماء دیوبند عقائد و اعمال میں قرآن وسنت اور سلف صالحین کا طائفہ منصورہ ہے اور وہ اصول وفروع میں ڈھیٹ قسم کے حنفی ہیں۔ اور ان عقائد واعمال کا چونکہ قرآن وسنت اور سلف کے موقف اور احناف کے اصول وفروع میں صرف یہ نہیں کہ گنجائش نہیں بلکہ رد موجود ہے۔ صرف ایک مثال پر اکتفا کرتا ہوں۔

فقہ حنفی کی معتبر کتاب ''الختار (شامی) لکھا ہے بحوالہ قاضی خان۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو اطلاع

ملی کہ کچھ لوگ مسجد میں اللہ کا ذکر اور درود شریف زور سے پڑھ رہے ہیں۔ تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے آ کر انہیں کہا کہ تم ان اعمال میں بدعتی ہو۔ اور ان کو مسجد سے باہر نکالا۔ اس میں صاف موجود ہے کہ مسجدوں میں زور سے صلوٰۃ وسلام پڑھنے والے مسلمانوں کی مسجدوں سے نکالے جانے کے لائق ہیں۔ کیا صحابہ رضی اللہ عنہم کے شیخ اور فقہ حنفی کے منبع عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس دوٹوک فیصلہ کے بعد بریلویوں کے زمانہ حال کے مساجد میں زور زور سے صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا کوئی جواز نکل سکتا ہے......

تیرا جی نہ چاہے تو بہانے ہزار ہیں
آنکھیں اگر بند ہیں تو پھر دن بھی رات ہے

ترمذی شریف میں ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ شاگردوں سمیت ایک مسجد میں نماز پڑھنے تشریف لے گئے وہاں اذان کے بعد زور زور سے تثویب ہو رہی تھی۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا **اخرجو عن مسجد هذا المبتدع** (ترمذی ج ا ص ۵) صحابہؓ بدعتیوں کی مسجد میں نماز پڑھنے سے بچتے تھے۔ ہر دور اور ہر زمانہ کے مفسرین، محدثین اور اہل افتاء نے بشریت کے منکر اور نبی اور ولی کو غیب دان سمجھنے والے یا انہیں حاضر ناظر جاننے والے کو کافر اور مرتد کہا ہے۔ ملاحظہ ہو تفسیر روح المعانی پارہ نمبر ۴ ذیل آیت **لقد من الله علی المومنین اذ بعث فیهم** (الایۃ) امام اہل سنت حضرت مولانا سرفراز خان صاحب **شفا هم الله شفاء عاجلا**، کی تصنیفات جیسے ''ازالۃ الریب'' ''تبرید النواظر'' وغیرہ حوالہ جات سے بھری پڑی ہیں۔

بریلوی علماء ہر دور میں اکابر علماء دیوبند کی عبارات بہ تلبیس کے زور پر پیش کر کے انہیں گستاخ ثابت کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ اس قسم کی افواہوں سے متاثر ہو کر مولانا کرم الدین دبیر رحمۃ اللہ علیہ بھی علماء دیوبند سے دور تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو ہدایات دینی تھی۔ اور ان کا خاتمہ بالخیر کرنا تھا اور خود ان کے گھر سے توحید وسنت کا روشن ستارہ طلوع ہونے والا تھا اور رشد وہدایت کا ایک مینار حضرت قاضی مظہر حسین صاحب کی شکل میں نمودار ہونے والا تھا۔ پنجاب سلانوالی میں دیوبندی اور بریلویوں کا مشہور مناظرہ طے ہو گیا جس میں مسلک دیوبند کے ترجمان اور آفاقی فاتح مناظر حضرت مولانا منظور احمد صاحب نعمانی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تھے۔ جبکہ بریلوی مولوی حشمت علی جن کو مبتدعین اعلیٰ حضرت کہا کرتے تھے مقرر ہوئے مناظرہ شروع ہوا۔ بریلویوں کی طرف سے حضرت قاضی صاحب مرحوم کے والد مولانا کرم الدین دبیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ صدر مناظر تھے۔ جب مناظرہ ختم ہوا اور حضرت مولانا کرم الدین دبیر رحمۃ اللہ علیہ گھر تشریف لے گئے تو دیر تک دیوبندی مناظر مولانا منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کی وسعت علم، تبحر دلائل،

اور متانت و سنجیدگی کی تعریف فرماتے رہے اور بریلوی مناظر مولوی حشمت علی کی مذمت کرتے رہے۔
آفتاب ہدایت کے مقدمہ میں حضرت قاضی صاحب فرماتے ہیں کہ ''والد صاحب کو یہ بھی احساس ہوا کہ یہ لوگ (علماء دیوبند) اصل وارثانِ نبوت ہیں اور ہم نے سنی سنائی باتوں پر ان کے خلاف ذہن بنایا ہے۔''
گویا سلانوالی کا مناظرہ بریلویوں کی ذلت اور حضرت کرم الدین دبیر مرحوم کی ابدی ہدایت کا مظہر تھا۔ حضرت قاضی صاحب ہی فرماتے ہیں کہ ''میں نے علماء دیوبند کے مناقب اور مکارم سن کر والد صاحب سے اگلے سال دورۂ حدیث کے لیے دارالعلوم دیوبند جانے کی اجازت طلب کی جو انہوں نے بخوشی دی۔ یہ ایک انقلاب تھا جو حق کی فتح کی شکل میں برپا ہوا۔ اور یہ ہدایت وارشاد کا ایک سیلاب تھا جس سے آبِ شیریں کی نہریں اور چشمے پھوٹنے لگے۔ چنانچہ حضرت مولانا کرم الدین دبیر رحمۃ اللہ علیہ نے دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا کہ میں اپنے بیٹے مظہر حسین کو جناب کے ہاں حدیث کی تعلیم دلانا چاہتا ہوں۔ یہ خط رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں حضرت شیخ الاسلام کو سہلٹ میں ملا (حضرت شیخ الاسلام رمضان شریف تقریباً ۲۲ سال تک سہلٹ میں سڑک والی مسجد میں گزارتے تھے) چنانچہ حضرت شیخ الاسلام نے شیخ الادب مولانا اعزاز علی صاحب ناظم امتحانات دارالعلوم دیوبند کو لکھا کہ مظہر حسین نام کا لڑکا چکوال بھیں کا رہنے والا داخلہ کے لیے آئے گا اسے بغیر تاخیر بغیر امتحان لیے داخلہ دیجیے۔
اہل علم جانتے ہیں کہ شیخ الادب رحمۃ اللہ علیہ کے نام حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کا یہ خط اور حکم کتنا وزن رکھتا ہے اور شاید دارالعلوم دیوبند کی تاریخ میں اپنی نوعیت کا یہ منفرد واقعہ ہو کہ ایک طالب علم کو اس اعزاز و اکرام کے ساتھ کامل واکمل اولیاء کی نظر عنایت کے ساتھ داخل کیا گیا ہو۔ کیونکہ سلانوالی کے مناظرہ کا یہ تحفہ اور بیش بہا سوغات، قائد اہل سنت، وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم، افتخار مسلک دیوبند، حضرت مولانا قاضی مظہر حسین کی شکل میں ظاہر ہونے والے تھے۔ شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے خوب کہا ہے......

بالائے سرش زہوشمندی      می تافت ستارۂ بلندی

حضرت قاضی صاحب دورۂ حدیث میں داخل ہوئے سال بخیر وعافیت مکمل ہوا۔ تعطیلات میں گھر تشریف لائے۔ دارالعلوم دیوبند کے احوال وہاں کے اساتذہ اور مدرسین کے کامیاب علوم واعمال اور حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے درسِ حدیث کا تذکرہ، اور حضرت شیخ الاسلام کے علوم واعمال کے محاسن و برکات کا ذکر حضرت والد صاحب سے فرماتے تو وہ بزرگ فرط محبت سے آبدیدہ ہو جاتے۔ اور فرماتے

کہ یہ حضرات کامل اولیاء اللہ ہیں ہم نے غلط لوگوں کی باتیں سن کر ان سے ناراضگی کی تھی۔ چنانچہ حضرت قاضی رحمہ اللہ صاحب کو حکم دیا کہ اگلے سال دوبارہ جا کر حضرت شیخ الاسلام رحمہ اللہ کی صحبت میں اور درسِ حدیث میں رہیں۔ چنانچہ حضرت قاضی صاحب دوبارہ تشریف لے گئے اور سال بھر حضرت مدنی کے درس کے افادات خصوصی تحقیقات انوار و برکات، قلم بند فرماتے تھے جبکہ حقیقت میں روح و دل سے حضرت شیخ الاسلام اور دارالعلوم دیوبند کا مزاج جذب فرماتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت قاضی صاحب کی پختگی اور تصلب اور اس پر اعتدالِ مسلک کی جو شان حاصل تھی وہ اپنی جگہ دارالعلوم دیوبند کا اعجاز، مدنی استفادہ کی ترقیات اور ہمیشہ کے لیے حق کی نصرت اور باطل کے رد کی ایک تربیت تھی۔ جس کا پہلا مرحلہ اپنے کامل و اکمل والد کی نظر میں اور زمانہ کے شیخ الاسلام کے آغوش علم و سلوک میں مکمل ہوا......

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسمٰعیل کو آدابِ فرزندی

چنانچہ حضرت قاضی صاحب نے حق کے ہر میدان میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ اہل حق کی سیاسی جماعت جمعیۃ علماء اسلام کے شمالی پنجاب کے عرصہ دراز تک امیر رہے۔ اور جس موضوع پر حق کی حمایت اور باطل کے رد کی ضرورت پیش آتی حضرت قاضی صاحب ہراول دستے کا کام انجام دیتے تھے۔ بالخصوص روافض کے خلاف۔ بقول مفکرِ اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب ''سبائیت جدیدہ کے خلاف حضرت قاضی صاحب نے وہ منصب اپنایا جو ذوالقرنین نے یاجوج ماجوج کے مقابلہ میں سدِ راہ بنایا تھا اور جیسے شیاطین اور دیو وغیرہ کی شرارتوں کو حضرت سلیمانؑ کے سامنے پھڑکنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی۔ اور جیسے ابوبکر صدیقؓ کا مسلیمہ کذاب اور اسود عنسی کے فتنوں کا قلع قمع کرنا اور جیسے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے سامنے قیصر و کسریٰ کے شاہان لرزتے تھے۔ اس طرح روافض اور سبائیت جدیدہ مودودی جماعت کے لیے بھی آپ عزرائیل کا ساز و سامان رکھتے تھے۔'' حضرت قاضی صاحب مرحوم نے اپنی تحریک عدالت صحابہ رضی اللہ عنہم کی نداء اور ان کے دشمنوں کے ایوانوں میں شگاف ڈالنے کی صدا ملک کے اطراف میں ایسی پہنچائی جیسے خلفاء راشدین اور ان کے بعد امت نے کائنات کے چپے چپے تک دعوت اسلام پہنچائی۔ خود اپنے بعض حضرات جب بعض مسائل میں راہ اعتدال سے ہٹنے لگتے تو حضرت قاضی صاحب کا تیر رساں کسی مکتوب، چھٹی یا باقاعدہ تصنیف کی شکل میں ان کے تعاقب میں رہتا تھا۔ ممات اور خدم سماع کے مسائل پنجاب کے طول و عرض میں اس طرح اٹھائے گئے تھے کہ اس سے اختلاف مسلکہ کے علاوہ فتنہ

انکار حدیث کا اندیشہ پیدا ہوا تھا۔ جس کا بروقت کامل دفاع اور اہل حق کا موقف اعتدال آپ کی سربراہی میں اس شان اور ولولے سے اور دلائل و براہین کے ہجوم کے ساتھ سامنے آیا کہ وقت کے تمام علماء حق آپ ہی کے موقف کے موید و حامی ٹھہرے۔ تفصیلات کے لیے امام اہل سنت محقق العصر حضرت مولانا سرفراز خان صاحب کی کتاب ''تسکین الصدور'' کا مقدمہ ملاحظہ ہو۔ حال ہی میں اہل حق کے ایک مضبوط ادارے کے ایک فرد فرید نے جب حق مسئلہ سے سابقہ بعض اساتذہ کی لغزشوں کا شکار ہو کر ہٹنے لگے تو حضرت قاضی صاحب کی ایک آدھ للکار ہی نے ان کو حق کی طرف رجوع اور توبہ کرنے پر مجبور کر دیا اور یہ سب حضرت قاضی صاحب کا بہترین صدقہ جاریہ اور ایصال ثواب ہے حضرت قاضی صاحب کی ہشت جہت شخصیت اس قدر جامع اور دلربا ہے کہ اس پر جلدیں تیار ہو سکتی ہیں۔ چند اوراق یا سطور مجھ کمزور و ناتواں کی طرف سے کافی نہیں۔

حق تعالیٰ حضرت کی نسبت برادر اور عقیدت مندوں کو بالخصوص ہمارے مخدوم اور بزرگ حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین صاحب اور ان کے جملہ متعلقین اور معتقدین کو حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک اعتدال پر استقامت نصیب فرمائیں۔ اور حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لگائے ہوئے شجر ثمر بار کو دیر تک سایہ افگن رکھے اور ان کی جلیل القدر تصنیفات سے مسلمانوں کو استفادہ کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

❀❀❀❀

# مردِ حق گو و حق آگاہ...... کی وفات

مولانا محمد ابوبکر غازی پوری ☆

ماہنامہ انوار مدینہ لاہور سے معلوم ہوا کہ قافلہ حسین احمد کا پاکستان میں آخری سپہ سالار یعنی حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نور اللہ مرقدہ ۳ ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۶ جنوری ۲۰۰۴ء کو اپنی حیات مستعار کے ۹۰ سال پورے کر کے اپنے خدا سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی رحلت کا حادثہ ان اہل حق کیلئے بہت بڑا جھٹکا ہے جو پاکستان میں حق کی سربلندی کیلئے جان داؤ پر لگائے ہوئے ہیں قاضی صاحب رحمہ اللہ ان کیلئے بڑا سہارا تھے۔ اور ان کا وجود ان مجاہدین کے خون کو گرمائے رکھتا تھا۔ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ راہ سلوک و تصوف کے ایسے مرد حق آگاہ تھے جن کو صرف اپنی کٹیا اور خانقاہ ہی سے مطلب نہیں تھا۔ بلکہ وہ تصوف و سلوک کے جام و ساغر کے بادہ کشی کرنے والے ایسے مرد آہن تھے۔ جنکی پوری زندگی باطل سے ٹکرانے اور فرق باطلہ کے رد و ابطال میں گزری اس کے لیے ان کو بڑی آزمائشوں سے گزرنا پڑا۔ پیرانہ سالی میں پاکستانی حکومت نے ان کو نظر بند کیا اور جیل کی ہوا کھلائی مگر حضرت قاضی صاحب صاحب رحمہ اللہ عزیمت تھے۔ پاکستان میں جانشین شیخ الاسلام تھے۔ ان کی تربیت حضرت مدنی رحمہ اللہ جیسے اسلام کے مجاہد اور اللہ والے نے کی تھی جنکی خود پوری زندگی مسلسل جہاد تھی اور جو پورے برصغیر میں اسلام کی ایسی شمع فروزاں تھے جو خطرناک آندھیوں اور دل دہلا دینے والی بجلیوں اور طوفانوں میں بھی اپنی جگہ پر قائم رہی اور جلتی رہی، حضرت قاضی صاحبؒ اسلام کے اسی بطل جلیل کا پرتو تھے، انکی زندگی کا عکس جمیل تھے اور انہی خصوصیات سے اللہ نے ان کو بھی نوازا تھا جن سے حضرت شیخ الاسلام رحمہ اللہ اپنے معاصرین میں ممتاز تھے۔ باطل کے خلاف آواز اٹھانا، حق کیلئے ڈٹ جانا اور لومۃ لائم کی پرواہ کئے بغیر دین و شریعت کی راہ دکھانا حضرت قاضی صاحب کی پوری زندگی کا مشن تھا۔ آپ کی رحلت کے بعد حضرت شیخ الاسلام سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کا نمونہ ہندو پاک

---

☆ مدیر دو ماہی زمزم، غازی پور، انڈیا

میں اب دیکھنے کو نہیں ملے گا۔

آج کل رواداری کا دور ہے، کہا جاتا ہے کہ اسلام پر حملہ ہو رواداری برتو کچھ نہ بولو، باطل طاقتیں پورے دم خم کیساتھ میدان میں اتریں اور اسلام کے خلاف جو چاہیں سازشیں رچائیں، مگر تم زبان سی لو، رواداری برتو خاموش رہو، گمراہ فرقوں اور تحریکوں کے خلاف آواز بلند کرنا اور انکی حقیقت سے مسلمانوں کو آگاہ کرنا بھی جرم بن گیا ہے۔ اس لیے کہ یہ بات رواداری کے خلاف ہے۔ اللہ والوں کو گمراہ اور مشرک کہا جائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عزت و ناموس کو تار تار کیا جائے۔ دین کی غلط تشریح ہو، کتاب وسنت کی تحریف ہو، مگر آج کا روشن خیال طبقہ بے غیرتی اور بے حسی کے اس مقام پر ہے کہ اسکے دل میں ذرا ٹیس نہیں اٹھتی، اور اگر کسی نے ان گمراہ لوگوں کے خلاف اپنی زبان کھولی یا قلم چلایا تو ان روشن خیالوں کی طرف سے شور سنائی دینے لگتا ہے کہ آج کل کا دور اتحاد کا ہے۔ مسلمانوں میں افتراق پیدا کرنے سے بچنا چاہئے۔ تشدد اور تعصب سے اپنے ذہن ودماغ کو صاف رکھو سب کیساتھ رواداری برتو اور اتحاد اور رواداری کی اس خوش نما دعوت سے اپنی دینی بے غیرتی اور بے حسی پر پردہ ڈالے رہنا ہے۔

پاکستان میں حضرت قاضی صاحب نور اللہ مرقدہ کو بھی رواداری کے ایسے پجاریوں اور اتحاد کی دعوت کے ایسے نعرہ بازوں سے سابقہ رہا ہے۔ مگر حضرت قاضی صاحب نے ان نعرہ بازوں اور پجاریوں کو کبھی کوئی اہمیت نہیں دی اور جو بات حق سمجھی اسے برملا کہا اور جس باطل تحریک اور فرقہ نے سر اٹھایا اسکے خلاف انکا قلم چلا اور ان کی آواز بلند ہوئی اور انہوں نے اسلام کے قلعہ سے ان پر زبردست بمباری کی، یعنی حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا رنگ وہی تھا جو ان کے شیخ کا تھا۔ وہ مست قلندر بھی تھے، عبدیت وتواضع کا پیکر بھی تھے اور صاحب قلم اور صاحب سنان بھی تھے۔ جہادی میدان کے مرد آہن تھے۔ پیشانی پر عبادت کا نور تھا۔ سراپا اخلاق سراپا محبت۔ بھولے بھالے ایسے کہ ان کو دیکھ کر قلب گواہی دے کہ یہ اللہ کا وہ بندہ ہے جس کا دل دنیاوی اغراض وطمع سے خالی اور اللہ کی یاد سے آباد ہے۔

میری ملاقات حضرت قاضی صاحب سے صرف ایک مرتبہ مدینہ پاک میں ہوئی تھی اور اس ایک ملاقات نے حضرت صاحب کے سراپا کا نقش دل پر کچھ ایسا مرتسم کیا کہ آج بھی میرے تصور کی نگاہوں میں بسے ہیں۔

حضرت مفتی عاشق الٰہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ برنی مدینہ پاک میں قبا کے قریب کسی جگہ رہتے تھے مگر رمضان المبارک میں وہ ایک ماہ کے لیے حرم پاک سے بالکل قریب ایک مدرسہ میں جو بخاریوں کا ہے

وہاں آجاتے تھے اور انکی یہ قیام گاہ علمائے ہند و پاک کا مرکز بن جاتی تھی۔ میرے اوپر حضرت مفتی صاحب کی خاص شفقت تھی۔ عمرہ کے لیے جب میرا جانا ہوتا اور مدینہ پاک حاضری ہوتی تو میرا کھانا پینا سحر و افطار زیادہ تر حضرت مفتی صاحب کے ساتھ ہوتا۔ چند سال قبل کی بات ہے جب حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ باحیات تھے حسب معمول میں عمرہ کے لیے گیا اور مدینہ پاک کی حاضری کے موقع پر میرے قیام کی جگہ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اقامت گاہ تھی۔ ایک روز بعد عصر میں حسب معمول انکی خدمت میں پہونچا تو مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم کو پاکستان کے ایک بڑے عالم حضرت شیخ مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ یاد کر رہے ہیں اور تم سے ملنا چاہتے ہیں۔ بعد مغرب ان کا آدمی آئے گا اور تمہیں ان کے پاس لے جائے گا۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے میں پہلے واقف نہیں تھا۔ نہ ان کا نام سنا تھا خیال گزرا یہ کون بزرگ ہیں اور مجھ سے کیوں ملنا چاہتے ہیں مگر چونکہ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے نام کے ساتھ حضرت مدنی کے خلیفہ کا بھی جملہ جوڑا تھا اس لیے اب مجھے خود بھی خواہش ہوئی کہ اس برگزیدہ ہستی سے ملاقات کی جائے جن کو حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت کی نسبت حاصل ہے۔

چنانچہ میں بعد مغرب حرم سے جلد ہی نکل کر مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچا اور پھر دس منٹ کے بعد دو تین آدمی مجھے لینے کے لیے آگئے۔ ان کے ساتھ میں حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اقامت گاہ پر پہونچا وہ اوپر کے حصہ میں تھے ہم ابھی سیڑھیاں طے کر رہے تھے کہ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہو کر ہماری طرف بڑھے اور لپک کر سینہ سے لگالیا اور چند منٹ تک اپنے سینہ مبارک سے لگائے رکھا۔ چہرہ گلاب کی طرح خوشیوں سے کھل رہا تھا ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ چہرہ سے روشنی پھوٹ رہی ہے۔ میں نے اپنی زندگی میں بہت کم ایسا پرنور چہرہ دیکھا ہے۔ اور پھر انہوں نے رد غیر مقلدیت پر میری کتابوں کے بارے میں گفتگو شروع کی اور بہت بلند اور حوصلہ افزا کلمات سے نوازتے رہے۔ میں بھی آپ کی تواضع اور اپنائیت، محبت اور بے تکلفی کے انداز سے ایسا متاثر ہوا کہ اس کا احساس کئے بغیر کہ میں کتنی عظیم اور بلند شخصیت کے سامنے ہوں۔ خوب باتیں کرتا رہا۔ حضرت اپنی دعاؤں سے نوازتے رہے۔ خورد نوازی کا ایسا مظاہرہ انہی سے ہوتا ہے جو عبدیت اور فنائیت کا مظہر ہوتے ہیں اخلاص کا پیکر ہوتے ہیں۔ دل کے اعتبار سے سمندر ہوتے ہیں۔ اس گفتگو سے معلوم ہوا کہ حضرت والا کی نگاہ سے میری عربی کتاب **وقفه مع الله مذهبيه** اور بعض دوسری کتابیں اور تحریریں گزر چکی ہیں۔ اور حضرت نے اسے پسند فرمایا ہے۔ اور فتنہ غیر مقلدیت سے حضرت کافی فکرمند ہیں اور میری کتابوں کو اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے مفید

پایا ہے۔

یہ مجلس پندرہ بیس منٹ کی تھی مگر اس کی یاد اب تک تازہ ہے۔ پھر میرا پاکستان جانا ہوا میری خواہش تھی کہ میں حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضری دوں مگر لاہور کے مخلصوں نے مجھے اس موقع پر لاہور سے باہر جانے نہیں دیا۔ نواز شریف کا زمانہ تھا علماء کی پکڑ دھکڑ بڑے زور شور سے جاری تھی۔ مدارس دینیہ حکومت کے زیر عتاب تھے میری تقریر کا پروگرام بھی بہت محتاط طریقہ پر لوگ بنا رہے تھے۔ جس روز میری واپسی تھی اسی روز شب میں نواز شریف کی حکومت کا تختہ مشرف نے پلٹ دیا۔ جابروں کو دوسروں کے انجام سے عبرت حاصل نہیں ہوتی کل جو نواز شریف کر رہا تھا آج وہی سب کچھ بلکہ اس سے بھی زیادہ مشرف کر رہا ہے۔ حکومت اور طاقت وقوت آجانے کے بعد انسان کو فرعون بنتے دیر نہیں لگتی مگر وقت کے ان فرعونوں کو معلوم نہیں کہ ان کا انجام بھی حضرت موسیٰ کے زمانہ کے فرعون جیسا ہوگا ذلت ورسوائی ہر ظالم وجابر کا مقدر ہے۔

حضرت قاضی صاحب نور اللہ مرقدہ سے وابستہ حضرت مولانا صفدر امین اکاڑوی رحمہ اللہ تھے اپنے شیخ کے عاشق زار اور حق کی وہی چنگاری اپنے سینہ میں دبائے ہوئے تھے جو حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کے سینہ میں دہک رہی تھی۔ اسی سفر میں مولانا صفدر امین رحمہ اللہ سے خوب ملاقاتیں رہیں ان کی مجلس میں بیٹھ کر حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی یاد تازہ ہوتی رہی۔

قاضی صاحب رحمہ اللہ کی پوری زندگی بے مثال کردار، بے مثال عزیمت وجرات اور دین کی راہ میں جدوجہد کا نمونہ تھی۔ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ نے یہی سبق پاکستان میں اپنے وابستہ لوگوں کو بھی سکھایا ہے۔ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ جس قافلہ اہل حق کی سپہ سالاری کر رہے تھے وہ قافلہ انشاء اللہ انہیں خطوط پر گامزن اور اپنا سفر طے کرتا رہے گا۔ جن خطوط پر حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ گامزن تھے۔ اور ان کی اس تحریک کو زندہ رکھے گا جس کے وہ سپہ سالار تھے اور جس کی قیادت میں انہوں نے اپنی جان کھپادی۔

میری معلومات کی حد تک پاکستان میں حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے آخری خلیفہ تھے ان کے بعد یہ سلسلۃ الذہب پاکستان میں ختم ہوگیا۔ حضرت مدنی رحمہ اللہ کے شاگردوں کی کثیر تعداد سے اہل پاکستان بہرہ مند رہے ہیں۔ اب ان گنے چنے نفوس میں حضرت قاضی صاحب آخری شخص تھے۔[1] اس لائن سے بھی پاکستان کے مسلمانوں کا زبردست خسارہ ہے۔

---

[1] حضرت مدنی رحمہ اللہ کے شاگرد بحمد اللہ اب بھی پاکستان میں موجود ہیں۔ رشیدی

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ صرف ایک مربی، قائد تحریک خدام اہل سنت، مجاہد اور پیر طریقت ہی نہیں تھے بلکہ آپ کا شمار پاکستان کے ذی علم قابل اعتماد اور چوٹی کے علماء میں ہوتا تھا۔ صاحب قلم ایسے تھے کہ ہزاروں صفحات آپ کے قلم کی زینت بنے ہوئے ہیں۔ مختلف موضوعات پر آپ کی درجنوں کتابیں ہیں ان کتابوں سے حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وسیع اور عمیق علم کا اندازہ ہوتا ہے۔ ان کا قلم جب فرقہائے باطلہ کی رد میں اپنی جولانی دکھاتا ہے تو حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دینی غیرت وحمیت جوش مارتی ہوئی نظر آتی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق ومحبت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت وعقیدت سے سرشار قلم اعلان حق میں کسی مداہنت کا شکار نظر نہیں آتا۔ اس دور قحط الرجال میں حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حادثہ وفات ہم سب کو خصوصاً اہل پاکستان کو بڑی آزمائش میں مبتلا کر دینے والا ہے۔ ایسا صاحب عزیمت انسان بہت دنوں کے بعد پیدا ہوتا ہے۔ یعنی ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پر روتی ہے تب جا کر کہیں بڑی مشکل سے جہاں میں ایسا دیدہ ور پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت قاضی صاحب نور اللہ مرقدہ کی بال بال مغفرت فرمائے ان کی خدمات کو قبول فرمائے اور ان کے مشن اور ان کی تحریک کو زندہ رکھنے کا سامان پیدا کر دے۔

صاحبزادہ محترم زید مجدہ کا خط آیا کہ ماہنامہ حق چار یار قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر خصوصی اشاعت کا پروگرام بنائے ہوئے ہے تم بھی اپنے تاثرات لکھ کر بھیج دو: میں ابھی ایک لمبے سفر سے واپس آیا ہوں اور پھر کل ہی ایک اور سفر در پیش ہے مگر اس اشاعت خاص میں اپنی شرکت باعث برکت سمجھ کر یہ چند سطریں لکھ کر حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یاد تازہ کی ہے۔

❀❀❀❀

## حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا......

کئی مرتبہ عرض کر چکا ہوں کہ جس طرح نبوت ختم ہے اسی طرح صحابیت بھی ختم ہے یعنی جس طرح مقامِ نبوت خاص وہبی نعمت ہے۔ اسی طرح صحابی ہونا بھی عظیم نعمت ہے۔ اب قیامت تک کوئی صحابی نہیں بن سکے گا۔

# فیوضات مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے مظہر اتم

✍ حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب ☆

قائد اہل سنت وکیل صحابہ مربی حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کی وفات اہل سنت والجماعت کے لیے عظیم سانحہ ہے۔ آپ کی رحلت سے ایسا خلاء پیدا ہو چکا ہے جو قریب قریب پر ہوتے نظر نہیں آتا۔ آپ رہبر کامل، جبل علم، ولی کامل، صوفی باصفا، عالم باعمل، قاطع فرقہائے باطلہ اور ترجمان اہل سنت تھے۔ آپ کی زندگی میں بہت ساری زندگیاں جمع تھیں۔ آپ ان عالی مرتبت افراد میں سے تھے جن کے متعلق کہا گیا ہے باللیل رھبان وبالنھار فرسان۔ آپ کی جامعیت کو دیکھ کر یہ مقولہ زبان پر آ جاتا ہے....

"ولیس من اللہ بمستنکر ان یجمع العالم فی واحد"

آپ کو شیخ الاسلام والمسلمین کے تلمیذ ہونے کے ساتھ ساتھ ان کی طرف سے مجاز بیعت ہونے کی بھی سعادت حاصل تھی۔ آپ کی اس نسبت پر جس قدر فخر کیا جائے کم ہے آپ نے اپنی پوری زندگی اس نسبت کا پورا پورا لحاظ رکھا اور اپنے عظیم استاذ اور مرشد شیخ العرب والعجم حضرت اقدس مولانا سید حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہ کی طرح پوری زندگی بلاخوف لومۃ لائم کی تصویر بنے ہوئے احقاق حق اور ابطال باطل کا فریضہ ادا کرتے رہے۔ یہاں تک کہ راہ اعتدال پر چلنے والوں کے لیے مینار نور بن گئے۔ آپ اپنے اندر اپنے شیخ کی بہت ساری صفات کو جذب کئے ہوئے تھے۔ آپ تواضع وانکساری، زہد وتقویٰ، علم وحلم، جرأت وشجاعت، بلند ہمتی اور وسعت ظرفی، اعراض عن الدنیا، احقاق حق اور ابطال باطل میں اپنے شیخ کی صرف چلتی پھرتی تصویر ہی نہ تھے بلکہ فیوضات مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے مظہر اتم تھے۔ بندہ آپ کی آخری عمر میں آپ کی زیارت کا متمنی ہی رہا مگر اپنے ضعف کی وجہ سے طویل سفر کی ہمت نہ ہوئی۔ جب بھی جامعہ خیر المدارس کے متعلقین میں سے کوئی حاضر خدمت ہوتا۔ آپ اکثر بندہ کے بارے میں استفسار بھی فرماتے اور سلام بھی بھیجتے۔ بندہ کے لیے یہ چیز باعث مسرت اس لیے ہے کہ...

غلام خویشتم خواند لالہ رخسارے
سیاہ روئے من کرد عاقبت کارے

حق تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو کروٹ کروٹ راحت نصیب ہو اور اسلاف دیوبند کی ہم نشینی عطاء ہو کہ یہی ان کا حق ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فیض کو تاقیامت جاری وساری رکھیں۔ آمین یارب العلمین

---

☆ جامعہ خیر المدارس، ملتان

# اعتدال واستقامت کا نور

✍ شیخ الحدیث مولانا نذیر احمد صاحب مدظلہ ☆

بخدمت مولانا حافظ زاہد حسین صاحب رشیدی زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

جناب کا مکتوب گرامی موصول ہوا، احقر طویل عرصہ سے صاحب فراش ہے۔ توانائیاں کام نہیں کر رہیں، خاص طور پر لکھنا اور سوچنا تو بہت ہی مشکل ہے، اسی حالت میں ہمارے محبوب، قائد اہل السنت والجماعت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کی خبر موصول ہوئی۔ اسی علالت کی وجہ سے جنازے میں شرکت سے محروم رہا، بلکہ تعزیت کرنے کی بھی ہمت نہیں ہوئی۔

حضرت اقدس علم ومعرفت، تقویٰ وللہیت، استقامت واعتدال، مزاج ذکر وفکر تمام اور محاسن ظاہرہ وباطنہ میں اپنی نظیر آپ ہی تھے، جب حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مسئلہ پورے ملک میں زور سے چھڑا ہوا تھا تو احقر نے جگہ جگہ اس موضوع پر حضرت کے بیانات کروائے، استفادہ کیا، لوگوں کو حضرت سے فیض رسانی کا موقع پہنچایا۔ اس کی برکت سے ہمارے باہمی گرویدگی کے تعلقات قابل رشک پیدا ہو گئے تھے۔

حضرت کو دیکھا، قریب ہو کر دیکھا اور بہت متاثر رہا، پھر حالات ایسے رہے کہ ظاہری میل جول میں کمی آگئی، باوجود شدید انس، محبت، عقیدت اور تعلق مزید استفادہ سے محرومی رہی، لیکن حضرت کی استقامت اور اعتدال کی شان، حق گوئی، راہ حق میں بے باکی، تواضع، اخلاق حمیدہ کا اعلیٰ پیمانہ، ان قدروں سے ہمیشہ متاثر رہا۔

حضرت جب آخری عمر میں صاحب فراش تھے۔ تو الحمد للہ حضرت کی زیارت اور عیادت کے لیے حق تعالیٰ نے دو مرتبہ چکوال حاضری کی سعادت بخشی۔ پرانے تعلقات تو یاد کرانے کے باوجود حضرت کو مستحضر نہیں تھے، لیکن انتہائی شفقت وکرم نوازی کا معاملہ فرماتے رہے۔

---

☆ مہتمم جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد

جی تو چاہتا ہے کہ حضرت کے متعلق کچھ لکھ کر ایک نسبت حاصل کرلوں لیکن ایک تو ویسے ہی صاحب قلم نہیں ہوں، دوسرے علالت کی شدت کی وجہ سے ایسا نہیں ہوسکا، جس کا افسوس بھی ہے اور تہہ دل سے متعلقین سے معذرت بھی کرتا ہوں، دوسرے یہ بات بھی مانع رہتی ہے کہ کہاں ہماری قلم وزبان کہاں وہ شان وشوکت والے شاہ خوباں؟ ہم ان کے بارے میں لکھنا بھی چاہیں تو کیا لکھیں گے؟ حضرت کے انتقال پر جتنا بھی صدمہ کیا جائے کم ہے۔ غیر اختیاری صدمہ ہے، تاہم دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس صدمۂ فراق کی برداشت آسان کر دے۔ متعلقین کو بلکہ تمام اہل مسلک کو حضرت کے علوم وافکار پھیلانے کی توفیق مرحمت فرمائے رکھے۔ ان شاء اللہ حضرت کی شخصیت، اعتدال واستقامت، کمالات کا نور چمکتا ہی چلا جائے گا۔ اور پورے عالم میں چھا کر رہے گا۔

امیر محترم صاحبزادہ گرامی حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین اظہر صاحب دامت برکاتہم کا تحفہ سلام بھی اس مکتوب میں آپ نے بھیجا ہے۔ حضرت کی خدمت میں میرا سلام بھی عرض کر دیں۔ ہم اس صدمے میں حضرت کے پورے شریک ہیں اور جتنا ممکن ہوا اشاعت علوم وافکار میں بھی معاونت جاری رکھیں گے۔

اللہ تعالیٰ حضرت کے درجات جنت الفردوس میں بلند فرمائیں، متعلقین کو صبر واستقامت کی توفیق سے نوازیں۔ آمین

اس وقت علالت کی وجہ سے اس سے زیادہ لکھنا ممکن نہیں ہوسکا، میرا بیٹا مولانا محمد زاہد، استاذ حدیث وناظم تعلیمات جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد، ماہنامہ الصیانہ، لاہور کا اداریہ لکھتا ہے۔ اس نے حضرت پر اپنی حیثیت کے مطابق ایک اداریہ لکھا ہے جس کی فوٹو سٹیٹ بھی ارسال خدمت ہے مناسب سمجھیں تو اس کی بھی اشاعت کر دیں۔ والسلام

❀❀❀❀

## حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا......

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت آئے گی تو شیعیت، مودودیت، خارجیت نہیں آئے گی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی عظمت کمزور ہوگی تو مودودیت بھی گھسے گی، شیعیت بھی گھسے گی اور خارجیت بھی گھسے گی۔

# علم وعرفان کے مظہر اتم

حضرت مولانا فیض احمد صاحب ☆

ولی کامل، مخدوم العلماء، قدوۃ الصلحاء والعرفاء حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین قدس سرہ شیخ العرب والعجم سید الاولیاء حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ اور سلطان الاولیاء والصلحاء حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کی یادگار تھے۔ ان کے علوم ومعارف کے امین ومحافظ تھے۔ ان کے کمالات علم وعرفان کے مظہر اتم تھے۔

چند سال قبل راقم سطور نے حضرت والا کی خدمت عالیہ میں دو تین مرتبہ چکوال حاضری دی اور زیارت کا شرف حاصل کیا۔ ایک بار حضرت والا کے مدرسہ ''اظہار الاسلام'' میں نماز جمعہ پڑھنے اور حضرت کا خطاب سننے اور رات گزارنے کا موقع نصیب ہوا۔

حضرت والا مرتبت تقویٰ، مجاہدہ، لباس، وضع قطع، رہن سہن کی سادگی ہر خوبی وکمال میں اکابر دیوبند کا نمونہ تھے۔ بالخصوص حضرت مدنی رحمہ اللہ اور حضرت لاہوری رحمہ اللہ کا عکس اور پرتو تھے۔ عقائد ونظریات، اصول وفروع میں سلف صالحین پر اعتماد اور ان کی اتباع کے پرجوش داعی اور وکیل تھے۔ اتباع سلف کی شاہراہ ہدایت سے ذرہ برابر دائیں بائیں سرکنے کو برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ حضرت والا مرتبت کی تصنیفات ومقالات خصوصاً رسالہ ''حق چار یار'' اس پر شاہد عدل ہیں۔

حضرت اقدس کی علمی ودینی خدمات کا سب سے اہم اور جلی عنوان ''تحریک خدام اہل سنت پاکستان'' ہے جس کے آپ بانی وسرپرست تھے۔ اس تحریک نے مقام صحابہ رضی اللہ عنہم کی تشریح وتوضیح میں خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ان کے مقام رفیع کے بارے میں شاندار وجاندار اور تاریخ ساز کام کیا ہے جو تاقیامت ملت اسلامیہ کے لیے مشعل راہ کا کام دے گا۔ ان شاء اللہ العزیز

حق وحقیقت کا اتباع، اس کا اظہار، اس پر اصرار وتکرار گویا حضرت اقدس کی فطرت ثانیہ بن گئے

---

☆ استاد حدیث، جامعہ خیر المدارس، ملتان

تھے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت عشق کے درجہ میں تھی۔

حق پر جم جانا اور ڈٹ جانا آپ کا خاصہ لازمہ تھا۔عزائم پر استقامت آپ کا شیوہ تھا۔ **ولا یخافون لومة لائم** کا اس دور میں آپ اولین مصداق تھے۔

بفضلہ تعالیٰ بندہ رسالہ ''حق چار یار'' کا دائمی قاری ہے۔علالت کے باوجود بالالتزام اس کا مطالعہ کرتا رہتا ہے۔اس کی انتظامیہ کا احسان ہے اور میں اس پر شکر گزار ہوں کہ بدوں خاص تعارف یہ رسالہ اعزازی طور پر بندہ کو ملتا رہتا ہے۔اس رسالہ میں حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے خطابات اور حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات وافادات کے مطالعہ سے بندہ کو علمی، روحانی اور ایمانی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔دل کے نور و سرور میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ فالحمدللہ۔ حضرت اقدس مدرسہ اظہار الاسلام چکوال کے بانی اور سرپرست تھے۔جس میں مسلمان طلباء وطالبات قرآن مجید حفظ و ناظرہ تجوید پڑھتے ہیں اور شعبہ کتب میں درس نظامی کی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

## کرامت

چند سال قبل پنجاب کے ایک وزیر اعلیٰ نے سیاسی اختلاف کی بنا پر بلاقصور حضرت والا مرتبت اور آپ کے مدرسہ کے اساتذہ وطلبا کے خلاف قتل کا جھوٹا مقدمہ کرادیا تھا اور سب کو گرفتار کرلیا گیا تھا، جس کی تفصیل جرائد ورسائل میں شائع ہوچکی ہے۔ بعد میں عدالت نے سب کو رہا کر دیا۔ پھر قدرت خداوندی نے اس ظالم اور اس کے خاندان کو ایسا کوڑا مارا کہ **ان بطش ربک لشدید** کی عملی تفسیر مشاہدہ میں آ گئی۔سالہا سال سے وہ سب لوگ دنیا کی خاک چھان رہے ہیں۔ وزارت علیا، وزارت عظمیٰ، اقتدار، کاروبار سب ختم، یہ حضرت والا کی کھلی کرامت تھی۔''مسند امام احمد'' میں ایک مرفوع حدیث ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نیک مسلمان کے عمر کے لحاظ سے چھ درجے ہیں۔عمر جب چالیس کو پہنچے تو ایک خاص درجہ حاصل ہوتا ہے، پھر ۵۰ سال پر پھر ۶۰ سال پر پھر ۷۰ سال پر پھر ۸۰ سال پر پھر سب سے آخری اور اعلیٰ درجہ ۹۰ سال پر حاصل ہوتا ہے کہ وہ خود بھی بخشا جاتا ہے۔اور اس کی شفاعت سے اس کے اہل خانہ بھی بخشے جاتے ہیں۔ یہ حدیث مفہوم ہے۔ بندہ نے یہ حدیث مسند احمد میں خود پڑھی ہے۔(طبع جدید ص ۸۷، ج ۴، حدیث ۱۲۸۶۶)

سبحان اللہ! حضرت والا کے مرتبہ علیا کے کیا کہنے کہ اللہ تعالیٰ جلہ شانہ نے اپنے فضل وکرم سے حضرت والا کو عمر کا اعلیٰ درجہ بھی مرحمت فرمایا کہ آپ کی عمر مبارک نوے سال سے زائد تھی۔ **اللھم اغفرہ وارحمہ**

# امام اہل سنت قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ

مولانا قاری محمد حنیف جالندھری ☆

**الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی**

اپنی شعوری زندگی میں جن علماء حق کو فتنوں کے تعاقب اور سرکوبی کرنے میں ہمیشہ بیدار اور مستعد پایا۔ ان میں قائد اہل سنت، وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین نور اللہ مرقدہ کا نام نامی سر فہرست ہے۔

آپ ایشیا کی معروف دینی درسگاہ دارالعلوم دیوبند کے فیض یافتہ اور شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین مدنی رحمۃ اللہ علیہ، شمس العلماء حافظ محمد احمد رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے اساطین علم وعمل کے شاگرد اور تربیت یافتہ تھے۔ دارالعلوم دیوبند نے علم وعمل، زہد وورع تقوی وتدین، فضل وکمال، جرأت وحق گوئی اور اخلاص واتباع سنت کے حامل افراد کا جو قافلہ حق تیار کیا تھا حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی اس مقدس قافلہ کے رہرو اور ہم سفر تھے۔ تصلب فی الدین، جذبہ جہاد اور فتنوں کے خلاف حتی الامکان مزاحمت ومقاومت میں حضرت قاضی صاحب علماء دیوبند کا شاندار نمونہ تھے۔ آپ کی تمام دینی، تبلیغی، تالیفی اور اصلاحی خدمات میں یہ رنگ نمایاں رہا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے باطل وگمراہ فرقوں کے تعاقب واستیصال اور ان کے خلاف زبان وقلم کے استعمال میں کبھی مداہنت سے کام نہیں لیا، عمر بھر جس چیز کو حق سمجھا اسے کسی مصلحت ومنفعت کی رعایت کے بغیر بانگ دہل بیان فرمایا اور اس راہ میں کسی بڑی سے بڑی شخصیت، تعلق یا نسبت کو مانع نہیں بننے دیا۔ اس سلسلہ میں آپ نے جہاں قادیانیت، رافضیت اور بہائیت جیسے فتنوں کے کفر والحاد اور زیغ وضلالت کو برملا بیان فرمایا۔ وہاں اہل سنت والجماعت کے عقائد اور مسلک حق سے انحراف کرنے والے افراد، جماعتوں اور

---

☆ مہتمم جامعہ خیر المدارس، ملتان

گروہوں کا بھی بھر پور علمی تعاقب کیا اور اس بات کی قطعاً پروا نہیں کی کہ ان کے اقدام سے کچھ افراد یا گروہ ناراض ہو جائیں گے۔ ان کی پوری زندگی تمام تر اس شعر کی تصویر رہی۔

اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش
میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ باطل اور ملحد فرقوں کے لیے شمشیر بے نیام ہونے کے علاوہ ان افراد اور گروہوں کی بھی عالمانہ انداز میں تردید ضرور رکھتے تھے۔ جو خود کو اہل سنت والجماعت یا علماء دیوبند کی طرف منسوب کرتے ہیں مگر بعض عقائد و نظریات میں ان کے برعکس رائے رکھتے ہیں، حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کا موقف اس سلسلہ میں یہ تھا کہ اگر ایسے افراد یا گروہوں سے صرف نظر کیا جائے تو اس سے مسلک حق مجروح ہوتا ہے۔ لہٰذا شکوک و شبہات کو دور کرنے، صحیح اور غلط کو خلط ملط ہونے سے بچانے کے لیے ان کی مدلل تردید ضروری ہے۔ احکام شریعت کی اتباع اور مسلک حق کی حفاظت آپ کے نزدیک تمام مصلحتوں سے بالاتر تھی۔ اپنے اسی تصلب و حق پرستی کی بدولت آپ نے اپنے بعض مخلص احباب و رفقاء کی جدائی کو برداشت کیا مگر عقیدہ و عمل پر کوئی آنچ نہ آنے دی۔ آج حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ ہم میں نہیں ہیں، ان کی شخصیت کو خراج تحسین پیش کرنے کا سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ نوجوان علماء کرام ان کی طرح حق گوئی اور اخلاص وللہیت کو اپنا نصب العین بنائیں اور شرک و بدعات، رسوم و رواج اور جہالت و عصبیت کے خلاف اسی طرح مردانہ وار جہاد کریں۔ جیسے حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ نے کیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اکابر کی اقتداء میں اسلام کا پرچم بلند رکھنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔ (آمین ثم آمین)

❀❀❀❀

## حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ نے فرمایا......

تحریک خدام اہل سنت مروجہ جمہوری سیاست کے تحت کوئی سیاسی جماعت نہیں بلکہ ایک مذہبی سنی تحریک ہے جو خصوصیت سے عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم اور عقیدۂ خلافت راشدہ کے تحفظ و فروغ کے لیے تحریری و تقریری طور پر کوشاں ہے۔ [ماہنامہ حق چار یار، اکتوبر ۱۹۹۰ء، ص ۲۴]

# ان الزمان بمثلہ لبخیل ☆

کتبہ امیر المجاہدین مولانا محمد مسعود اظہر ☆

ان کے سامنے جس طرح بولنا مشکل تھا، بالکل اسی طرح ان کے بارے میں لکھنا بھی مشکل ہے۔ ان کے تشریف لے جانے کی خبر دل پر زخم بن کر اتری، وہ بلاشبہ امام العصر اور قافلۂ اہل حق کے ''راہنما'' تھے۔

باغ باقی ہے باغباں نہ رہا — اپنے پھولوں کا پاسباں نہ رہا

کارواں تو رواں رہے گا مگر — ہائے وہ میر کارواں نہ رہا

قافلۂ اہل حق کے ''مصروف عمل جوان'' ان جنات کی طرح ہیں جنہیں فتنوں اور شرارتوں سے بچانے کے لیے ''سلیمان علیہ السلام جیسے نگہبان'' کی ضرورت ہے۔ اس زمانے میں ان کا کردار حضرت سلیمان علیہ السلام کی کڑی نگرانی جیسا تھا۔ ان کے علمی، عملی اور تحقیقی عصاء کے خوف سے بہت سارے فتنے، جوانانِ قافلہ سے، اور بہت سارے جوان (علماء) چمکدار فتنوں سے دور رہتے تھے۔ اب دل میں ایک ہوک سی اٹھی ہے۔ ایک بڑا بند ٹوٹ گیا ہے۔ یا اللہ خیر یا ارحم الراحمین خیر یا حی یا قیوم خیر فرمانا۔

**اللھم تحرمنا اجرہ ولا تفتنا بعدہ۔ آمین**

''غالین'' یعنی غلو کی وجہ سے دین میں تحریفیں کرنے والے'' مبطلین'' یعنی باطل پرست جھوٹے۔ اور'' جاھلین'' یعنی جہالت کے ڈسے ہوئے تاویل باز۔ یہ سارے سانپ پٹاریوں سے باہر آ کر قوم کو نوچ رہے ہیں۔ اپنے اکابر کی طرف نسبت ''تنگ نظری'' کہلائی جانے لگی ہے۔ مسلک حقہ سے وفاداری، ''غیر مصلحت پسندانہ روش'' قرار پا چکی ہے۔ اپنوں کو ٹھوکر پر رکھنا اور غیروں کو گلے سے لگانا آج کی سیاست ہے۔ اہل بیت کرام کو اپنی آزاد عقل پر تولنا اور انہیں شکوک کے کٹہرے میں کھڑا کرنا۔ آج جدید تحقیق کہلاتا ہے۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر۔ پھبتیاں کسنا۔ آج کا علمی فیشن بن چکا ہے۔ شہداء

---

☆ زمانہ ان کی مثال پیش کرنے میں بخیل ہے۔

☆ امیر جیش محمد و خدام الاسلام پاکستان

کربلا کے پاکیزہ اجسام پر کوڑے برسانا آج تاریخ دانی کہلاتا ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی محبت سے ہاتھ دھو بیٹھنا انصاف پسندی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی غلطیاں شمار کرنا روشن خیالی کہلاتا ہے۔

اور تو اور توحید کے لیے لازم قرار دے دیا گیا ہے کہ حیاتِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا برملا اور بھونڈا انکار کیا جائے۔ ان حالات میں اگر میری بھیگی آنکھیں ایک پرنور شخص کو تلاش کر رہی ہیں تو ان کا کیا قصور ہے؟ ہاں شیخ العرب والعجم حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ کے سچے جانشین اور خلیفہ کو...... ہاں ان کو جو دوائے دل بیچتے نہیں بانٹتے تھے...... ہاں ان کو جن کا وجود اللہ تعالیٰ کی زمین پر رحمت تھا...... ہاں ان کو جن کے ہوتے ہوئے دل کو ہمہ وقت تسلی رہتی تھی...... ہاں ان کو جو اکابر علماء دیوبند کی چلتی پھرتی تصویر تھے...... ہاں ان کو جن کا سایہ سکون آور اور جن کی محبت ایمان افزاء ہوتی تھی...... ہاں ہاں ان کو جنہوں نے فتنوں کے خلاف چومکھی جنگ لڑی۔ اپنا سب کچھ لٹایا مگر مسلک حقہ سے شوشہ برابر دستبردار نہیں ہوئے۔ مگر وہ اب چلے گئے اپنی محنتوں کا ثمر پانے۔ اپنی باعزیمت زندگی کا اجر پانے اب ان کی دید کے لیے آنکھیں ترستی ہی رہیں گی......

هيهات لاياتي الزمان بمثله

ان الزمان بمثله لبخيل

بے شک ان جیسی ''جامع ہستیاں'' زمانے میں بہت کم پیدا ہوتی ہیں۔ ان کا جانا ایک اجتماعی نقصان ہے۔ اور اس لیے دل بہت بے چین ہے۔

دل گیا، صبر گیا، درد رہا رنج رہا

ہم نشین اپنے ظفر چند گئے چند رہے

پہلے ان کی زیارت طالب علمی کے زمانے میں ہوئی۔ وہ حج کے لیے تشریف لے جاتے ہوئے میری مادر علمی۔ جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی تشریف لائے تھے۔

جامعہ کے مہتمم سرمایہ اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمان صاحب نور اللہ مرقدہ اپنے اکابر کے عاشق اور مسلک اہل حق کے متصلب وفادار تھے۔ وہ جامعہ میں ہر کسی کا بیان نہیں کرواتے تھے ان کا ذوق بلند اور معیار بہت اونچا تھا۔

وہ انہیں بڑے چاؤ کے ساتھ لائے۔ طلبہ کے سامنے ان کا بیان ہوا۔ بس اسی وقت سے ان کی آنکھیں، من موہنی صورت اور بلند شخصیت آنکھوں میں اتر گئی۔ بعد میں بہت نشیب و فراز آئے۔ مگر یہ

محبت بڑھتی ہی گئی اور یہ احساس دل میں پختہ ہوتا گیا کہ آپ مسلمانوں کے ''محسن'' اور زمانے کے امام ہیں۔ چند بار ملاقات نصیب ہوئی اور ہر بار دین کو نفع اور دل کو سکون ملا۔

پچھلے سال چکوال میں جلسہ تھا ان کی زیارت کی شدید خواہش دل میں کروٹیں لے رہی تھی۔ لوگوں نے کچھ باتیں بھی اڑادی تھیں۔ ان باتوں کے بارے میں اتنا ہی کہتا ہوں کہ اعوذ باللہ کسی نے بتایا کہ وہ بھی کچھ کچھ ناراض ہیں۔ مجھے اس کا یقین نہیں آرہا تھا مگر پھر بھی دعا کررہا تھا۔ رفقاء سے عرض کیا کہ جس طرح سے بن پڑے زیارت کرنی ہے بس چند منٹ یا چند لمحے ہی سہی۔ آنکھیں تو ٹھنڈی ہوں گی دل کو تو قرار ملے گا۔ ہمت میں تو اضافہ ہوگا اور وہ چہرہ سامنے ہوگا جو اسلام کی طرف بڑھنے والے ہر تیر کو روکنے کے لیے بے تاب رہتا ہے۔

الحمدللہ ملاقات کا اذن مل گیا۔ ہاں محبتوں بھری آخری ملاقات۔ یا اللہ آخرت میں بھی ''مقام خیر'' پر ملاقات نصیب کرنا وہ صاحب فراش تھے مگر بہت ہی شفقت اور محبت سے ملے۔ انہوں نے مسکرا کر جو پہلی نظر سے نوازا تو یقین جانئے دل خوشی سے لبریز ہوگیا وہ کوئی معمولی انسان تو نہیں تھے۔

وہ تو ان لوگوں میں سے تھے جن کے لیے بشارت ہے کہ انہیں ان شاء اللہ اسلام کے پہلے لوگوں جیسا اجر ملے گا۔ اس دن ان کی محبت عروج پر تھی اور وہ ملاقات کی پوری تیاری کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ پہلے انہوں نے عصر حاضر کے تمام فتنوں کے بارے میں عالمانہ درس دیا پھر کچھ کتابیں عنایت فرمائیں۔ پھر بعض کتابوں کے صفحات نمبر دکھائے کہ ان میں کون سی غلطیاں اور مغالطے ہیں ساتھ ساتھ یہ بھی دریافت فرماتے گئے کہ آپ کے پاس فلاں فلاں کتاب ہے؟ جواب اثبات میں ہوتا تو خوشی کا اظہار فرماتے اور اگر نفی میں ہوتا تو کتاب خریدنے کی تلقین فرماتے۔ اس دوران ہم سب مہمانوں کو غالباً دودھ بھی پلایا گیا غالباً اس لیے لکھ رہا ہوں کہ مجھے صحیح طرح سے یاد نہیں کہ کیا کھایا اور کیا پیا؟ میں تو علم، عمل اور اخلاص کے اس نابغۃ العصر پیکر کی زیارت میں گم تھا اور ان کی ایک ایک بات کو اپنے دل و دماغ میں اتار رہا تھا۔ ہاں ایسی غنیمت کی گھڑیاں مجھ جیسے در بدر کی ٹھوکریں کھانے والے کم نصیب کو کم ہی نصیب ہوتی ہیں۔ اچانک انہوں نے بستر کے ایک کونے سے پہلے سے تیار رکھے ہوئے کچھ روپے اٹھائے اور مجھے عطا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا! جہاں چاہیں خرچ کردیں یہ میری طرف سے ہیں۔ وہ پانچ ہزار روپے تھے زمانے کے امام کی طرف سے مجاہدین کے لیے انمول ہدیہ بابرکت صدقہ، زخموں کا مرہم اور اپنے پیارے اعتماد کا کھلا اظہار۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں نے ''خلاف عادت'' ان

دونوں کو مضبوطی سے تھاما۔ دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور ادب و احترام کے ساتھ انہیں محفوظ کر لیا۔ بعد میں یہ نوٹ محاذ جنگ کے ایک کمانڈر کو اس تحریر کے ساتھ بھجوا دیئے کہ بہت اونچی ہستی کی طرف سے بہت بابرکت مال ہے اسے سامان حرب کے خریدنے میں شامل کرلیں۔ پہلے کسی بھی ملاقات میں مجھے ان کے سامنے کچھ زیادہ بولنا یاد نہیں ہے۔ مگر اس دن ان کی شفقت نے دل کی بات زبان سے ادا کروا دی۔ میں نے عرض کیا حضرت آپ کا امت پر بہت بڑا احسان ہے۔ نوجوان علماء کرام حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی محبت سے محروم ہوتے جا رہے تھے اور نعوذ باللہ ان کے بغض میں مبتلا ہو رہے تھے۔ آپ کی انتھک اور بے لوث محنت کی بدولت الحمد للہ بہت سارے خوش نصیب اس موذی فتنے اور گناہ بے لذت سے محفوظ ہیں۔ میں نے خود کئی علماء کرام سے کہا کہ اپنے دل میں جھانک کر دیکھو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہا کی محبت ہے یا نہیں؟ کیا ان کی ذات سے ایک طرح کی غیر محسوس دوری اور اجنبیت ہمارے دلوں میں نہیں ہے؟ جواب میں اکثر نوجوان علماء کرام نے اس مرض کا اعتراف کیا۔ اور توبہ تائب ہوئے۔ حضرت! یہ آپ کا ایک احسان ہے۔ جبکہ آپ کے اور بھی بہت سارے احسانات ہیں۔ یہ بات سن کر وہ حیران ہوئے اور فرمانے لگے کہ واقعی ان کی خلافت کے وہی دلائل ہیں۔ جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے اس موضوع پر سیر حاصل گفتگو فرمائی۔ وہ بارونق، بابرکت اور ایمان افروز ملاقات ختم ہوگئی۔

ابھی تک اس ملاقات کی لذت اور سرشاری دل و دماغ میں باقی تھی کہ ان کے وصال پر ملال کی خبر آگئی۔ بندہ بہت دور تھا۔ جنازے کی سعادت سے محروم رہا۔ اس چند ماہ کی دربدری میں معلوم نہیں کیا کیا چھن گیا۔ حضرت اقدس امام اہل سنت مولانا قاضی حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس جہان فانی سے تشریف لے گئے۔ امام العارفین حضرت مولانا محمد عرفان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا۔ مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزی رحمۃ اللہ علیہ شہید ہوئے۔ اور مبلغ اسلام حضرت مولانا مفتی زین العابدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ داغ فراق دے گئے۔ بڑے لوگ آہستہ آہستہ جا رہے ہیں۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسے اہل علم، امام اہل سنت کا سانحہ ارتحال ایک ایسا ''اجتماعی صدمہ'' ہے کہ ہر کوئی اپنے آپ کو زیادہ غم زدہ اور متاثر سمجھ رہا ہے۔ کون کس سے تعزیت کرے؟ اور کون کس کے ساتھ غم بانٹے؟

ہم سب مل کر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے لئے رفع درجات کی دعا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے غم اور صدمے کا مداوا مانگتے رہیں؟ اور حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک آثار و مقاصد کی حفاظت کے لئے اس رب کے حضور التجا کرتے ہیں۔ جو ''الباقی'' بھی ہے اور ''الوارث'' بھی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ وسلم

# بزمِ مدنی رحمۃ اللہ علیہ ..... کے آخری چراغ

حضرت مولانا نعیم الدین صاحب ☆

موت ہر انسان کے لئے مقدر ہے اور اس کی خبریں روزانہ ہمارے کانوں میں پڑتی رہتی ہیں مگر بعض موتیں ایسی ہوتی ہیں کہ وہ کانوں اور آنکھوں سے گزر کر دل و دماغ کو نہ صرف متاثر کرتی ہیں بلکہ تڑپا دیتی ہیں اور ان کی چبھن برسوں محسوس ہوتی ہے۔ انہیں میں قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کا حادثۂ وفات ہے، آپ کی موت کسی عام انسان کی موت نہیں ہے بلکہ ایک عالم باعمل ایک فاضل اجل، ایک داعی بے بدل، ایک مجاہد ملت، ایک شیخ طریقت اور ملک و ملت کے لیے درد مندانہ پرسوز دل رکھنے والی شخصیت کی موت ہے..........

وما كان قيس هلكه هلك واحد  ولكنه بنيان قوم تهدما

اس دور پرفتن میں ملت کے مشکل مسائل حل کرنے اور الجھی ہوئی گتھیوں کے سلجھانے کے لیے جن دو چار ہستیوں کی طرف نگاہ اٹھتی تھی ان میں آپ کو نمایاں مقام حاصل تھا، حق بات کہنا حق کے لیے لڑنا حضرت مرحوم کا خاص امتیاز تھا۔ اس بارے میں کسی قسم کی مداہنت کا آپ کبھی شکار نہیں ہوئے نہ وقت کی مصلحتوں نے آپ کو کبھی اظہار حق سے روکا۔ آپ نے اسی اظہار حق کی خاطر اپنے بعض ان رفقاء سے بھی رشتہ توڑ لیا جنہوں نے آپ کا زندگی بھر کا ساتھ تھا اور یہ بات کبھی کسی کے حاشیۂ خیال میں بھی نہیں آئی تھی کہ حضرت مرحوم کا رشتہ ان سے بھی ٹوٹے گا۔ مگر حضرت کے نزدیک رشتہ اور قرابت سے زیادہ، اہم چیز تھی عقیدہ و مسلک کی حفاظت، اسلاف کے ناموس کا دفاع، اس کے لیے حضرت نے کسی طرح کی کوئی سودے بازی نہیں کی اور نہ ہی جس چیز کو آپ نے حق جانا اس کے اظہار سے کبھی آپ کی زبان خاموش رہی خواہ اس کے لیے آپ کو بڑی سے بڑی قربانی کیوں نہ دینی پڑی۔

---

☆ استاد حدیث جامعہ مدینہ کریم پارک، لاہور

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ عقیدہ ومسلک کے اعتبار سے اکابر دیوبند رحمۃ اللہ علیہم کے سچے جانشین تھے، دیوبندیت اپنی پوری روح کے ساتھ آپ کے اندر رچی بسی ہوئی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کے قلم اور زبان نے ہر باطل اور ہر فتنہ کا مقابلہ کیا اور کبھی کسی تساہل کا شکار نہ ہوئے۔

## راقم کی حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات

ناچیز راقم الحروف کو حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بچپن ہی سے عقیدت ومحبت تھی۔ جس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ ہمارے محلہ کی مسجد (پٹولیاں) کے امام وخطیب حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کانوں میں پڑتا رہتا تھا۔ مولانا مرحوم کی بدولت ہمارے خاندان کے بہت سے افراد حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حلقۂ ارادت میں شامل تھے۔ راقم الحروف کے بڑے بھائی نایاب الدین صاحب پابندی سے ہر سال بھیں سنی کانفرنس میں شریک ہوتے تھے۔

ایک وجہ یہ بھی تھی کہ حضرت قاضی صاحب مرحوم شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے اجل خلفاء میں سے تھے اور راقم الحروف کے والد مکرم کو حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ سے انتہائی جذباتی اور عشق کی حد تک لگاؤ تھا جس کی وجہ سے گھر میں عموماً حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے اجل خلفاء کا تذکرہ رہتا تھا۔ حضرت قاضی صاحب مرحوم سے عقیدت ومحبت میں احقر کے ساتھ پیش ہونے والے ایک واقعہ نے بھی مہمیز کا کام دیا، کافی عرصہ پہلے کی بات ہے کہ ناچیز مکتبہ میں اپنے کام میں مشغول تھا۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید مولانا عبدالوحید اشرفی بھی بیٹھے ہوئے تھے، ان دنوں حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سے لوگوں کے نام کھلے خط شائع کیے تھے۔ اس کے متعلق بات چلی تو ناچیز کے منہ سے حضرت کے متعلق چند ناشائستہ کلمات نکل گئے، کلمات نکلنے کی دیر تھی کہ کاونٹر پر لگا ہوا شیشہ ٹوٹ گیا۔ اور راقم کے پاؤں پر اس زور سے لگا کہ پاؤں اچھا خاصا زخمی ہوگیا، اللہ تعالیٰ نے دستگیری فرمائی راقم کو فوراً تنبہ ہوا۔ اشرفی صاحب نے بھی توجہ دلائی کہ ضرور یہ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بے ادبی کی سزا ملی ہے۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ سے توبہ کی اور آئندہ ہمیشہ کے لیے حضرت کی نسبت اپنا دل صاف کرلیا۔ اس واقعہ کے بعد سے حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عقیدت میں اضافہ ہوگیا اور آپ سے ملاقات کا اشتیاق ہونے لگا۔ اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا کہ ملاقات کے اسباب پیدا ہوگئے اور چکوال جاکر حضرت کی زیارت کی سعادت حاصل کی، اس سفر میں راقم الحروف نے جو دیکھا جو پایا جی چاہتا ہے کہ اسے نذر قارئین کردیا

جائے۔شاید کوئی بات کسی کے کام آجائے۔

جون ۱۹۹۵ء کی بات ہے کہ سنی کانفرنس بھیں میں شرکت کی غرض سے حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کے بہت سے متوسلین ومریدین کا قافلہ مولانا حکیم حافظ محمد طیب صاحب مرحوم کی قیادت میں ذیلدار روڈ اچھرہ سے چکوال جا رہا تھا۔ مولانا عبدالوحید اشرفی صاحب نے راقم سے کہا کہ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ سے ملاقات کا یہ بہت اچھا موقع ہے تم بھی چلنے کا پروگرام بنالو۔راقم الحروف نے اشرفی صاحب کی ترغیب وتحریص پر قافلہ کے ہمراہ چکوال جانے کا پروگرام بنالیا، چکوال پہنچ کر مدنی مسجد میں ہمارا قیام ہوا۔ کچھ ہی دیر گزاری تھی کہ حضرت مولانا محمد امین صاحب صفدر رحمہ اللہ سے ملاقات ہوگئی حضرت مل کر بہت خوش ہوئے یہاں کچھ وقت گزار کر بھیں جانا ہوا۔تھوڑی دیر بعد حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ قافلہ کے ساتھ تشریف لے آئے اور ماسٹر یوسف صاحب کے مکان کے بالائی حصہ میں قیام فرمایا، ناچیز ملاقات کی غرض سے حاضر ہوا مریدین ومتوسلین کا رش تھا اس لیے پیچھے ہی بیٹھ گیا رش کم ہوا تو آگے بڑھ کر حضرت سے مصافحہ کیا، اشرفی صاحب نے تعارف کروایا، حضرت کی زیارت سے دل کو بہت سکون ہوا۔

## حضرت کا سراپا!

حضرت کا سراپا کیا ہے یوں لگتا تھا گویا آپ لعلک باخع نفسک ان لا یکونوا مؤمنین کی مجسم تصویر ہیں، نحیف ونزار بدن، نورانی چہرہ جس پر سفید لباس، دھیمی آواز، سب آنے والوں سے مصافحہ فرماتے اور مسکرا کر ملتے، میں حضرت کے قریب بیٹھ گیا۔جلد ہی بے تکلفی ہوگئی، آپ ''ملی یک جہتی کونسل'' کے قیام پر دکھ کا اظہار فرما رہے تھے، فرمایا! جن کو کل تک کافر کہتے تھے آج ان کو مسلمان قرار دے دیا۔اکابر کی محنت پر پانی پھیر دیا۔

## مسئلہ تکفیر

باتوں باتوں میں راقم نے عرض کیا کہ حضرت بہت سے لوگ شیعوں کو علی الاطلاق کافر نہیں کہتے اس بارے میں جناب کی کیا رائے ہے؟ فرمایا! بات یہ ہے کہ یہ ہمارے ذمہ نہیں کہ ہم تحقیق کرتے پھریں کہ کس کا کیا نظریہ وعقیدہ ہے اس کے مطابق حکم لگاتے رہیں، اگر ایسا ہوتا تو پھر تو لاہوری مرزائیوں کے متعلق بھی سوچنا پڑتا آخر وہ بھی تو مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے۔

فرمایا! ''ایک دور تھا جب تفضیلی شیعہ ہوا کرتے تھے، اب تو سب اثنا عشری ہیں۔ عقیدہ امامت ان کا جزو ایمان ہے اور بچہ بچہ اس کا قائل ہے'' آپ نے اپنے رومال میں بندھی ہوئی کتب و رسائل میں سے ایک کتاب نکالی جو شیعہ ادیب ظفر حسن کی تصنیف تھی۔ جس کا نام تھا'' عقائد الشیعہ '' فرمایا: دیکھو اس شخص نے اس کتاب میں اپنے پچاس عقیدے لکھے ہیں اور ان کی تشریح کی ہے، مختلف مقامات سے آپ نے ہمیں وہ کتاب پڑھ کر سنائی اور مصنف کا دجل وفریب واضح فرمایا۔

احقر نے عرض کیا کہ کچھ لوگ کہتے ہیں حضرت مدنی رحمہ اللہ علی الاطلاق شیعوں کو کافر نہیں کہتے تھے، فرمایا: غلط ہے، مولانا محمد منظور نعمانی کے متفقہ فتوے سے پہلے ایک فتویٰ چھپا ہے۔ جس پر علماء دیوبند کے دستخط ہیں۔ ان میں حضرت مدنی رحمہ اللہ نے کسی تفصیل کے بغیر دستخط فرمائے ہوئے ہیں۔ حضرت سے کافی دیر باتیں ہوتی رہیں آپ نے فرمایا آپ لوگ کھانا کھا لیں چنانچہ ہم سلام کر کے نیچے چلے آئے، کھانا کھا کر اپنی اقامت گاہ پر پہنچے، یہاں حضرت مولانا محمد امین صاحب رحمہ اللہ ہمارے منتظر تھے، کچھ دیر آپ کی معیت میں بیٹھنا ہوا۔ اتنے میں ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا ظہر کی نماز پڑھی، مولانا نے فرمایا میں حضرت سے ملاقات کے لیے جا رہا ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گا، میں لاہور سے ایک کتاب ''حیات شیخ الاسلام'' مصنفہ مولانا فرید الوحیدی حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کو ہدیہ میں پیش کرنے کے لیے لایا تھا وہ ساتھ لی اور حضرت مولانا امین صاحب کے ہمراہ حضرت کی خدمت میں پہنچ گیا، وہ کتاب حضرت کو پیش کی آپ نے پسندیدگی کا اظہار فرمایا اور قبول فرمائی، کچھ دیر کے بعد آپ نے فرمایا کہ اب آپ لوگ آرام کر لیں چنانچہ ہم نیچے چلے آئے، اگلے دن فجر کی نماز کے بعد حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کا درس ہوا جو تقریباً سوا دو گھنٹے جاری رہا۔ آپ نے اس درس میں **ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ** سے لے کر سورت کے ختم تک آیات کی تفسیر بیان فرمائی۔ آپ کا درس انتہائی سادہ، آسان اور اسلاف کے طریقے کے مطابق تھا۔ دوران درس آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے'' **والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم** ''میں صحابہ کرام کی چھ صفات بیان فرمائی ہیں **رحماء بینھم** کی تفسیر کی ذیل میں فرمایا: صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم تو آپس میں رحم دل تھے، باہم شیر وشکر تھے۔ لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ ہم میں، مسجد کے نمازیوں کی ایک صف کے مقتدیوں میں بھی اتحاد نہیں، مردان میں ایک مسجد میں اگلی صف میں جگہ لینے کے مسئلہ پر جھگڑا ہوا جو طول پکڑ گیا حتیٰ کہ کلاشن کوفیں چل گئیں۔ حضرت کے درس کے اختتام پر ناشتہ کر کے ہم حضرت کی خدمت میں ماسٹر یوسف صاحب کے مکان پر چلے آئے، حضرت اس

وقت کچھ لوگوں کو بیعت فرما رہے تھے، ہم خاموشی سے بیٹھ گئے جب لوگ اٹھے تو آگے بڑھ کر مصافحہ کیا، حضرت نے مسکراتے ہوئے خیریت دریافت کی اور پوچھا کہ رات آرام سے رہے، ناچیز نے عرض کیا کہ الحمد للہ بہت سکون سے رات گزری، والد صاحب کے متعلق استفسار فرمایا کہ وہ کیا کرتے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ وہ سونے اور چاندی کا کام کرتے تھے، پھر میں نے بتلایا میں حاجی اشفاق الدین صاحب مرحوم کا بھتیجا ہوں وہ میرے سگے چچا تھے اس پر مسرت کا اظہار فرمایا، اور فرمایا کہ بھئی وہ تو ہمارے بہت قریب تھے اکثر آتے جاتے تھے، حضرت نے فرمایا کہ میرا اکثر لاہور آنا جانا رہتا تھا، میں نے عرض کیا کہ حضرت اس وقت ہم بہت چھوٹے تھے، حضرت سے باتیں ہوتی رہیں۔

## ماہنامہ انوار مدینہ پر تبصرہ

درمیان میں ''انوار مدینہ'' کی بات آئی، فرمایا: ہم اسے مسلک کا ترجمان سمجھتے ہیں اس میں کوئی بات ایسی نہیں ہونی چاہیے جو مسلک سے متصادم ہو، میں نے عرض کیا کہ حضرت ہم یہ رسالہ حضرت سید نفیس شاہ صاحب کی رہنمائی میں نکالتے ہیں۔ اس پر مسرت کا اظہار فرمایا، مولانا عبدالوحید اشرفی نے انوار مدینہ کا ایک شمارہ نکال کر دیا۔ آپ نے اس میں سے حضرت مولانا عاشق الٰہی رحمہ اللہ کی اپیل کا مطالعہ فرمایا، یہ اپیل شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کے ایک خلیفہ مولانا محمد اسماعیل بدات صاحب اور حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب رحمہ اللہ دونوں کی طرف سے حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ کے خلفاء کے نام تھی جس میں ''اکابر کا مسلک و مشرب'' کے نام سے لکھی جانے والی کتاب کا بھرپور انداز سے محاسبہ کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی تھی۔

اسی اثناء میں چند احباب بیعت ہونے کے لیے آگئے آپ نے انہیں بھی بیعت فرمایا تسبیحات ستہ تلقین فرمائیں اور تاکید کی کہ وقت مقرر کر کے یہ تسبیحات صبح و شام ضرور پڑھا کریں۔

## مروجہ مجالس ذکر پر تبصرہ

میں نے عرض کیا کہ حضرت انوار مدینہ کے اگلے شمارہ میں مروجہ مجالس ذکر سے متعلق مفتی عبدالواحد صاحب کا ایک مضمون آرہا ہے فرمایا ٹھیک ہے لیکن ڈاکٹر صاحب سے کہنا کہ محتاط ہو کر لکھیں، آج کل ان مجالس کا بڑا شیوع ہو رہا ہے۔ پھر فرمایا: ہمارے اکابر کا یہ طریقہ نہ تھا، فرمایا ایک دفعہ میں اور مولانا عبید اللہ انور صاحب رحمہ اللہ اکٹھے مکین آباد جا رہے تھے، میں نے کہا کہ مولانا یہ کیا نیا طریقہ چل پڑا

ہے، فرمایا: وہ بہت بھولے تھے، "فرمانے لگے ابا جان نے مجلس ذکر بند کر دی تھی لیکن پھر کچھ علماء کے اصرار پر شروع کی"۔

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ڈاکٹر صاحب کی تعریف فرماتے رہے اور ان کے حال احوال دریافت کئے۔ تقریباً گیارہ بجے دوپہر کو احقر نے حضرت سے واپس جانے کی اجازت چاہی، خوشی سے اجازت مرحمت فرمائی گلے سے لگایا، دعائیں دیں اور فرمایا میر اسب سے سلام کہنا۔

اگلے سال جون ۱۹۹۸ء میں بھی کانفرنس کے موقع پر حضرت کی زیارت کی نیت سے سنی قافلہ کے ہمراہ دوبارہ چکوال جانا ہوا، حسب سابق ماسٹر یوسف صاحب کے مکان کے بالائی حصہ میں حضرت کی زیارت کا شرف حاصل ہوا حضرت پہلے سے بھی زیادہ بشاشت سے ملے اور خوشی کا اظہار فرمایا، واپسی کی اجازت لیتے وقت ایک ساتھی نے کاپی پیش کی کہ حضرت کچھ نصیحتیں تحریر فرمادیں۔

## حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت

فرمایا: اس وقت تو تھکا ہوا ہوں بس یہ نصیحت ہے کہ حق چار یار رضی اللہ عنہم کے نعرے لگاؤ، سارے فتنوں کا حل اسی میں ہے، خارجیوں کا شیعوں کا سب کا حل یہی ہے" ساتھیوں کے اصرار پر حضرت نے درج ذیل ناصحانہ تحریر لکھ کر دی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عقیدہ توحید اور رسالت کے بعد مذہب اہل سنت و جماعت کا اصولی عقیدہ قرآن کی موعودہ خلافت راشدہ کا ہے۔ یعنی حضور خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حق تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق خلفائے راشدین کا اسلامی نظام حکومت قائم رہا ہے۔ قرآن مجید کی آیت استخلاف اور آیت تمکین کا یہی تقاضا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من یعش منکم بعدی فسیری اختلافا کثیرا فعلیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین اس حدیث شریف میں سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور آپ کے بعد آنے والے خلفاء راشدین کی پیروی کو لازم قرار دیا گیا ہے۔ اور شراح حدیث نے خلفائے راشدین کا مصداق خلفائے اربعہ کو قرار دیا ہے۔ یعنی امام الخلفاء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ۔ آیت استخلاف، آیت تمکین اور حدیث پاک کی

روشنی میں تحریک خدام اہل السنت والجماعت نے موجودہ حالات میں خلافت راشدہ کے جواب میں ''حق چار یار رضی اللہ عنہم'' کا اعلان شروع کیا ہے۔ حق تعالیٰ تمام اہل سنت کو حق چار یار رضی اللہ عنہم کا تحفظ اور اس کی تبلیغ کی توفیق عطاء فرمائیں۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام
خادم اہل سنت
مظہر حسین غفرلہ

۲۴ محرم ۱۴۱۷ھ ۱۱ جون ۱۹۹۶ء

اس کے بعد ہم حضرت سے اجازت لے کر چلے آئے یہ حضرت سے آخری ملاقات تھی، اس کے بعد چکوال جانا نہیں ہوا۔ البتہ دیگر ذرائع سے حضرت سے رابطہ رہا۔

۲۰۰۳ء میں حضرت کے چھوٹے داماد مولانا زاہد حسین صاحب رشیدی نے حضرت رحمہ اللہ کے حکم پر دورہ حدیث شریف کے لیے جامعہ مدینہ میں داخلہ لیا تو ان کے ذریعہ حضرت رحمہ اللہ سے رابطہ ہوتا رہا۔ جب بھی زاہد صاحب گھر جاتے تو حضرت کو سلام پہنچاتے اور دعاء کے لیے عرض کرتے۔

## جادو کے توڑ کے لیے ایک عمل

حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ نے حضرت مولانا محمد امین اوکاڑوی رحمہ اللہ کو جادو کے توڑ کے لیے ایک مختصر عمل بتلایا تھا، ناچیز کو اس عمل کی ضرورت تھی۔ زاہد صاحب سے ناچیز نے عرض کیا کہ حضرت سے وہ عمل معلوم کر کے ناچیز کے لیے اس کی اجازت لے لیں۔ مولانا کو اللہ تعالیٰ جزاء خیر سے نوازیں، انہوں نے حضرت سے عرض کیا تو حضرت نے بکمال شفقت وہ عمل عطا فرمایا اور آگے بتلانے کی اجازت بھی مرحمت فرمائی، آج کل چونکہ جادو ٹونہ کا زور ہے ہر گھر بالخصوص اہل حق کے گھر اس کا شکار ہیں۔ اس لئے راقم الحروف حضرتؒ کے اجازت مرحمت فرمانے پر یہ عمل درج کر رہا ہے۔ تاکہ جو اس سے فائدہ اٹھانا چاہے وہ فائدہ اٹھائے............

ٹنا ٹنا ٹنا . لنا لنا لنا اونٹ بیٹ جو کرے سو مرے

وننزل من القرآن ما هو شفآء ورحمة للمؤمنين ولا يزيد الظالمين الا خسارا ۞

ہر روز بعد نماز فجر ایک سو ایک (۱۰۱) مرتبہ پڑھنا ہے۔ اول آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف کے ساتھ۔

اللہ تعالیٰ نے اکابر کی طرح حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ڈھیروں خوبیوں سے نوازا تھا آپ صاحب کشف وکرامت بزرگ تھے۔ آپ کی نسبت قوی، زوداثر اور متعدی تھی جو بھی آپ کے پاس بیٹھتا تھا اس پر آپ کی روحانی نسبت کا اثر پڑتا تھا۔

## حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت کا اثر

راقم الحروف کو ایک عزیز دوست نے بتلایا کہ میں عقیدہ کے لحاظ سے غالی قسم کا مماتی تھا۔ جب حضرت سے بیعت ہوا تو حضرت کے بغیر کچھ کہے سنے میرے دل سے یہ عقیدہ مٹ گیا، عزیز دوست نے یہ بھی بتلایا کہ ''اس کے والد بھی غالی قسم کے مشنری مماتی تھے وہ جب میری ترغیب پر حضرت سے بیعت ہوئے تو ان کے عجیب تاثرات تھے بار بار کہتے تھے کہ بزرگ تو یہ ہیں ہمارا سابقہ خیال غلط تھا، بزرگ تو ایسے ہوتے ہیں، والد صاحب کے دل سے بھی حضرت کے بغیر کچھ کہنے سنے یہ عقیدہ مٹ گیا۔

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کوہِ استقامت تھے۔ مخالف ہواؤں کے ہزار تھپیڑوں کے باوجود آپ کے پائے استقلال میں کبھی لغزش نہیں آئی، آپ کے اندر مذہبی حمیت وغیرت اور تصلب فی الدین کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، آپ اکابر علماء دیوبند کے سچے وارث تھے۔ اکابر کے عقیدہ ومسلک سے سر موانحراف گوارا نہیں فرماتے تھے، اکابر کو بھی آپ پر انتہائی درجہ اعتماد تھا، آپ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ مجاز تھے، امام اولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو جمعیت علماء اسلام ضلع جہلم کا امیر اور مجلس شوریٰ کا رکن مقرر فرمایا تھا، میرے برادر بزرگ بھائی نایاب الدین صاحب جو حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہیں۔ انہوں نے بتلایا کہ ایک جلسہ میں مَیں نے حضرت پیر خورشید صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلیفۂ اجل حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارہ میں سنا۔ آپ فرمارہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ''ہمارے حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قلب پاک پر اس کام (رد رافضیت وغیرہ) کا انشراح فرمایا ہے'' اس سے اکابر کی نظر میں حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو احقاق حق اور ابطال باطل کا خاص ملکہ عطا فرمایا تھا۔ آپ تاحیات باطل کے خلاف چومکھی لڑتے رہے۔ لیکن کبھی راہ اعتدال اور جادۂ مستقیم سے نہیں ہٹے، آپ نے

رافضیت، ناصبیت، خارجیت اور مودودیت کے خلاف تن تنہا وہ کام کیا جو ایک جماعت سے بھی ممکن نہیں۔

آپ پاکستان میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی بزم رشد و ہدایت کے آخری چراغ تھے۔ جن کے دم قدم سے یہ بزم روشن و منور تھی۔ آپ کے اٹھ جانے سے یہ بزم سونی ہو گئی۔ اور حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے براہ راست فیض یافتہ خلفاء کا سلسلہ ختم ہو گیا..........

بنا کردند خوش رسمے بخون و خاک غطیدن
خدا رحمت کند این عاشقانِ پاک طنیت را

❁❁❁❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# دیدہ ور

مولانا قاری حمید الرحمٰن صاحب ☆

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

معبود برحق کے وہ عبد صالح جن کے خواطر ایمان وایقان کی متاع گرانمایہ سے محظوظ ہوتے ہیں اوران کے اعمال ضوفشانی تقویٰ سے ضیاء بار ہوتے ہیں۔ وہ احسن الکتاب کتاب اللہ کی زبان میں ''اولیاء اللہ'' کہلاتے ہیں۔ اور وہ نفوس قدسیاں ہی اصل میں جبین انسانیت کا حسین جھومر ہوتی ہیں۔ شرف آدمیت کا دل آویز شاہکار بنتی ہیں اور عالم بشریت کا وقار ٹھہرتی ہیں ان پر کرۂ ارضی کے باسی فخر کرتے ہیں کہ یہ ارض لامتناہا کا نمک ہوتے ہیں اور کائنات ساوی پر بسنے والے فرحان و نازاں کہ یہ ان کی آبرو قرار پاتے ہیں۔ فرش خاکی کے یہ مکین ملاء اعلیٰ کے حضور وہ قرب و نیاز حاصل کرتے ہیں جو کسی انسان کے حاشیۂ خیال سے بھی ماوراء اور دورطۂ تصور بالا سے خالی ہاتھ دیکھائی دینے والے یہ فاقہ مست دولت دل سے اس قدر نصیبہ لیئے ہوئے ہوتے ہیں ان پر بادشاہت ہفت اقلیم بھی قربان کی جاسکتی ہے۔ جبھی تو آسمانوں کے قدسی صفات فرشتے بھی زمین کی پستیوں پر رہنے والے ان خرقہ پوشوں پر رشک کرتے ہیں......

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی اگر ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضاء لیے پھرتے ہیں آستیوں میں

سچ یہ ہے کہ یہ پاک باز و پاک شعار نفوس مقدسہ اپنے نفس کے حاکم ہوتے ہیں ہواء نفس کے محکوم نہیں۔ ہر حال و ہر ماحول اور ہر قسم و ہر طریق میں صرف اپنے پالنہار کے فرمانبردار و مطیع رہتے ہیں کسی نمرود

---

☆ جامعہ مسجد عمر فاروقؓ، ماڈل ٹاؤن چک لالہ راولپنڈی

وقت وفرعون دھر کے ماتحت نہیں۔ انہیں نہ تو کسی طاغی کی طاغوتی طاقت جھکا سکتی ہے اور نہ کوئی بدسر شت وبدقسمت حکمران اپنے لاؤلشکر کے ذریعہ زیر کرسکتا ہے۔ نہ حرص وآرزو مجبور ٹھہرا سکتی ہے اور نہ ہی طمع ولالچ اثر ڈال سکتی ہے۔ یہ تابناک وروشن سینوں اور کشادہ وفراخ جبینوں والے ایسے آہنی عزائم و ناقابل شکست جذبات واحساسات کے مالک ہوتے ہیں کہ دنیا ان کے کردار پر ششدر وحیران اور اہل دنیا انگشت بدنداں وسرگریباں ہوتی ہے۔ ان کی جرأت ایمانی، لائق رشک ہمت مردانی، قابل تقلید اور استقلال وشجاعت بے مثل وبے نظیر قرار پاتی ہے۔ یہ آسمان وقت پر تابندہ ستاروں کی طرح جگمگاتے اور اللہ کی بچھائی ہوئی زمین پر قندیل منور بنکر ضیاء پاشیاں کرتے ہیں۔ جب بقید حیات ہوتے ہیں تو مردہ دلوں میں حیاتیاں بانٹتے ہیں اور جب موت سے ہمکنار ہوکر منوں مٹی میں جاتے ہیں تو من کی نگری میں امن وآشتی کی جوت جگاتے ہیں، تسکین وطمانیت۔ اور اپنی یاد کے آب زلال کے چشمے رواں فرماتے ہیں۔

اس راہ وفا کے راہیوں میں سے ایک جلیل القدر رہرو اور جادۂ حق کے حدی خوانوں میں سے ایک ذات حق کی تحقیق کا **مظہر حسین** قاضی مظہر حسین صاحب چکوالی بھی تھے۔ جو محض خوش معاملگی کی بنا پر قائد اہل سنت نہیں تھے اور نہ ہی فقط خوش عقیدگی کے باعث وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم کہلواتے تھے۔ بلکہ حقیقتاً ہمہ جہت متنوع شخصیت اور ہمہ رنگ گوناں گوں صفات سے متصف تھے۔ وہ جہاں ایثار و قربانی کا قابل رشک اور استقامت وعزیمت کا لائق تقلید نشان منزل تھے، وہاں زہد وورع کا جبل ہمالیہ، تسلیم ورضا کا منارہ نور اور فکر وعمل کا نہایت حسین سنگم بھی تھے۔ جب تک زندہ رہے اپنے اور بیگانے سبھی ان پر حجر پاشی وسنگ زنی کرتے رہے اور جب زندگی اپنی حقیقت کھو بیٹھی اور وہ سوئے دار سے کوئے یار جا براجمان ہوئے۔ تو اب وقت کا مؤرخ انہیں بہادری وجرأت کی تاریخ کا عنوان دینے لگا ہے۔ سود وزیاں سے بے نیاز اور بطل حریت بتانے لگا ہے۔ عہد وفا کا کوہ استقامت اور حق گوئی وحق پرستی کا مشعل منور بتانے لگا ہے۔ یگانہ روزگار مصلح امت اور فقر بوذر وسلماں کی روایات کا امین لکھنے لگا ہے ...... **تلک الایام نداولہا بین الناس** ......

عمر بھر سنگ زنی کرتے رہے اہل وطن
یہ الگ بات کہ دفنائیں گے اعزاز کیساتھ

آج سے تقریباً چہار دھائیاں پیشتر جب میں ۱۹۶۴ء میں سب سے پہلے دار العلوم عیدگاہ کبیر والا

میں متدرس و متعلم کی حیثیت سے داخل ہوا۔ اور دس بارہ برس کی عمر میں اپنی دینی تعلیم کی تحصیل و تفہیم کا آغاز کیا تو وہاں سلطان المناظرین حضرت دبیرؒ کی تصنیف لطیف ''آفتاب ہدایت'' اور آنجہانی مرزا قادیانی علیہ ما علیہ کیساتھ مناظرہ کی مطبوعہ روئیداد ''تازیانہ عبرت'' نظر نواز مطالعہ ہوئیں اور اسی زمانہ میں ان کے نور نظر و لخت جگر اور فاضل فرزند حضرت قاضی صاحب کا غائبانہ تعارف بھی ہوا، جو مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ تحریم و تکریم کے سانچے میں بدلتا اور عقیدت و تقدیس کے قالب میں ڈھلتا چلا گیا۔

دار العلوم میں اگر چہ تھانوی و مدنی دونوں مکاتب فکر کی کارروائی و کارفرمائی موجود تھی۔ تاہم حضرات اساتذہ کرام کی غالب اکثریت کا طبعی میلان وقلبی جھکاؤ حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمۃ کے فکری دبستان کی طرف ہی تھا۔ اور وہ گاہ گاہ ان کے مجاہدانہ کارناموں اور شجاعانہ واقعات سے محظوظ بھی فرمایا کرتے تھے۔ ایسے میں ظاہر ہے بالخصوص ان طلباء کے اذہان وقلوب کا متاثر ہونا بدیہی امر تھا۔ جن کا من کورے کاغذ کی طرح اجلاء اور نئے ظرف کی مانند صاف ستھرا تھا۔ سو ہم بھی اثر لیئے بغیر نہ رہ سکے۔ اور تمام تر احترام و تکریم کے باوجود حضرت حکیم الامت تھانوی علیہ الرحمۃ کے برعکس حضرت شیخ الاسلام مدنی نور اللہ مرقدہ کو دل و جان سے چاہنے اور عقیدت کرنے لگے اور جب چاہت کے جذبات برانگیختہ ہوتے ہیں تو اس کی حدود کے دائرے بھی لازماً لامحدود ہو جاتے ہیں اور بربط دل پر حب المحب حب کے ساز چھڑتے اور مدبھرے نغمے وجود میں آنے لگتے ہیں۔ سچ کہتے ہیں کہنے والے کہ محبت اندھی ہوتی ہے اور سودائی بھی۔ جسے اس کی چاٹ لگ جاتی اور لت پڑ جاتی ہے وہ یا تو کسی کام کا نہیں رہتا یا ہرفن مولا ہو کر سب کام کرنے لگتا ہے۔ غرض جب اپنے من میں شیخ مدنی کی ''چاہ'' کی جوت جاگی تو انہیں چاہنے والوں کو بھی چاہت کی جلو میں لے لیا ہے۔ چونکہ حضرت دبیرؒ کے دلبند و جگر بند بھی انہیں کے چاہنے والوں میں سے تھے اور ان سے دوگونہ تلمیذی و مریدی کا رشتہ بھی رکھتے تھے۔ لہٰذا یہ بھی ہماری چاہت کے دائرے میں در آئے۔ اور ہم بن دیکھے ہی ان سے عقیدت و محبت کا اظہار کرنے لگے۔ گو پہلی بار انہیں دیکھنے کی سعادت کبیر والا کے ایک جلسہ میں ہی ان کی تشریف آوری پر حاصل ہوئی تھی۔ لیکن اس کی حیثیت خیال و خواب اور سراب سے زیادہ کی نہیں۔ بنا بریں اس حوالے سے کچھ بھی یاد نہیں ہے۔ ان کی شرف لقاء باقاعدہ مشرف ہونے کا وقت قدرے بعد میں نصیب ہوا۔ اور چونکہ شیخ مدنی کے حلقہ داروں میں سے پیر خورشید احمد، مفتی محمد عبداللہ اور مولانا خدا بخشؒ سے قرب مکانی کے باعث تشنگی چاہت میں کمی ہوتی رہی اور ان سے وقتاً فوقتاً کی ملاقات ڈھارس دل کے لیے

ممد ومعاون بنی رہی۔ سو ہم بیقراری خاطر کے خطرہ سے بے نیاز تحصیل علم میں مگن رہے۔ تا آنکہ اللہ جی نے ان کے دیدار وزیارت کی ایک پروقار سبیل پیدا فرمادی اور وہ اس طرح کہ ۱۹۶۹ء کو میں دورۂ حدیث کے لیے جامعہ مدینہ لاہور میں داخل ہوا اور اس کے اختتام پر چند احباب نے سید حامد میاںؒ سے درخواست کی کہ کیا ہی اچھا ہو اگر فاضل طلباء کی دستار بندی کے لیئے پاکستان میں موجود حضرت شیخ الاسلام نور اللہ مرقدہٗ کے تمام خلفاء کو مدعو کیا جائے۔ سید صاحبؒ چونکہ خود بھی آں موصوف کے ممتاز خلفاء وتلامذہ میں سے تھے۔ لہٰذا انہوں نے نہ صرف ہماری اس درخواست کو شرف قبولیت بخشا بلکہ ہمارے جذبات کو بھلے انداز میں سراہا اور یوں ''مشائخ عظام کا ورود مسعود اور علم وعرفان کا ابر باراں'' کے عنوان سے سہ روزہ کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ اس کانفرنس کی ایک خاص بات یہ بھی تھی کہ مقررین بھی ایسے مدعو کیئے گئے تھے۔ جو حضرت الشیخ کے شاگردان رشید اور دارالعلوم دیوبند کے فضلاء تھے اور مہمانان خصوصی بھی انہیں خصائص علیاء کے حامل بلائے گئے تھے۔ اس موقع پر حضرت قاضی صاحب کو خوب جی بھر کر دیکھا، بیان بھی سنا اور کسی حد تک خدمت کا موقع بھی ملا، مگر افسوس دل کے ارمان پورے نہیں ہوئے۔ تشنگی میں مزید تیزی آئی اور ان کی دل آویزی وکم آرائی جلتی پر تیل کا کام کرگئی۔ میرے لاشعور میں ان کا اس وقت کا سراپا آج بھی نقش ہے۔ ان کا لہجہ اور ان کی موہنی صورت دریں وقت بھی میرے من کے آنگن میں اس طرح آویزاں ہے کہ جب چاہتا ہوں گردن خمیدہ کرکے دیکھ لیتا ہوں...... گویا......

آئینہ دل میں ہے تصویر یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

قاضی صاحب کے پیکر خاکی کو میری آنکھوں نے دیکھا دل ودماغ نے محفوظ کیا اور ادراک وشعور نے باقی رکھا۔ ان کا اس وقت کا قلمی خاکہ کچھ اس طرح کا تھا......

میانہ ومائل بہ طوالت قد، لحیم شحیم جسم، ستواں ناک، ملاحت آمیز گندمی رنگت، کشادہ حسین مسنون حنائی ریش، جھیل جیسی گہرائی لیتے ہوئے آنکھیں، ہونٹوں پر کھیلتی ہوئی من بھاونی مسکراہٹ، سر پر کیسری رنگ کا عمامہ، تن پر معمولی مالیت کے شلوار قمیض اور اوپر براؤن کلر کی سادہ سی چادر، یہ تھے وہ دل آراء وکم آمیز مذہبی رہنما جنہوں نے زندگی بھر روافض ومسیلمہ کی روحانی ذریت کو لوہے کے چنے چبوائے رکھے اور دیگر فتنوں کی بیخ کنی کے لیے ہمہ تن مستعد رہے ان کے اخلاق وکردار کی عظمت،

...سراسر الہامی و بلند نظری اور علم کی رفعت و ثقاہت نے میرے روح کی دبیز ظلمت کو مبدل بہ روشنی اور میرے فکر وعمل کی دنیا کو اجالا عطا کیا۔

اس دھرتی پر علماء وفضلاء کی کمی نہیں اور نہ ہی عباد و زہاد کی قلت ہے۔ فقیہہ ومفتی بھی بکثرت ہیں اور محدث ومفسر بھی، ان گنت خطیب ومقرر بھی احاطہ تحریر سے ماوراء ہیں اور اولیاء ومشائخ کا بھی ایک جہاں آباد ہے۔ پارسا پرہیزگاروں کی بھی ایک دنیا بستی ہے اور حق پرست وحق گو مجاہدوں کی بھی کوئی گرانی نہیں ہے اور متذکرہ سب اوصاف سے متصف اشخاص بھی یقیناً دستیاب ہو جائیں گے۔

لیکن ایسی خاصان حق ہستیاں جو ان خوبیوں کے ساتھ ساتھ حق پرست بھی ہوں۔ حق شعار وحق گفتار بھی ہوں۔ حق نما وحق کردار بھی ہوں اور ان کی حیاتی ظاہر و باطن ہر اعتبار و ہر پہلو سے پیکر حق کی غمازی کرتی ہو، یقیناً خال خال اور نادر الوجود ہی ہوتی ہیں اور پھر اس زمانہ قحط الرجال میں تو مزید قلیل و کمیاب ہو جاتی ہیں اور ہمارے ممدوح موصوف بھی لاریب انہیں کمیاب لوگوں میں سے ایک فرد فرید تھے۔ بلاشبہ آپکی ہشت پہلو دار شخصیت ایک ایسا جگمگاتا ہوا ہیرا تھی جس میں حضرات صحابہ کرام جیسے نفوس قدسیہ کے مختلف پہلوؤں کی شاندار پرچھائیاں جگمگ جگمگ کرتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ انہیں دیکھ کر قرون اولیٰ کے وہ مسلمان یاد آتے تھے جن کے تذکرے ہم نے کتابوں میں پڑھے ہیں اور ایسے لگتا تھا کہ شاید وہ اپنے قافلہ سے بچھڑ کر اس مکروفریب کی دنیا میں در آئے ہیں ورنہ وہ اس زمانہ کے باسی نہیں ہیں اور جس زمانہ کے وہ باسی لگتے تھے۔ اگر ممکن ہو کہ ان میں کوئی ایک مسلمان دوبارہ زندہ ہو کر گھڑی دو گھڑی کے لیے ہم جیسے دورنگی چال چلنے والی بدروحوں کی دنیا میں آجائے تو یقیناً وہ ہمیں مسلمان تو کجا انسان ماننے کے لیے بھی تیار نہ ہو۔ اور ہمیں پاگل و دیوانہ اور بے وقوف وسودائی کے القاب سے یاد کریں۔

۱۹۷۰ء کو میں نے ملک کے مقتدر وممتاز قاری المقری حضرت مولانا خدا بخش علیہ الرحمۃ کے ہاں تجوید وقرأت کے لیے مدرسہ اشرف المکاتب ممن آباد لاہور میں داخلہ لیا۔ حضرت قاری صاحب جامع جمیع کمالات اور یگانہ روزگار شخصیت تھے کہ فاضل دیوبند بھی تھے اور حضرت شیخ الاسلام نور اللہ مرقدہ کے شاگرد رشید بھی حضرت حکیم الامتؒ کے مرید بھی تھے اور ان کے خلیفہ مفتی محمد حسن امرتسری مرحوم کے مجاز طریقت بھی طبعاً خلوت گزین تھے اور جلوت وشہرت آرائی سے گریزاں۔ کسی زمانہ میں حضرت قاضی صاحب سے بھی زانوئے تلمذ طے کئے تھے۔ انہی دنوں مولانا اسعد مدنی زید مجدہ شیرانوالہ لاہور تشریف لائے اور قاری صاحب نے مجھے حکم دیا کہ حضرت الشیخ کے صاحبزادے کی زیارت کے لیے

چہتا ہے۔ چنانچہ ام شیرانوالہ میں پہنچا۔ اس وقت مسجد علماء ومشائخ اور دینی مدارس کے طلباء سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ جونہی ام سیڑھیوں سے بڑھ کر آگے بڑھتے ہیں۔ حضرت قاضی صاحب نے دیکھ لیا اور مجھے بآواز بلند فرمایا قاری صاحب کو آگے لے آئیں اس طرح پھر انہیں قریب سے دیکھنے، ان کی بحر العلوم شخصیت کو پرکھنے اور ان کے کمالات جانچنے کا موقع ملا اور میں نے جانا ان کی حریت فکر میں ابن تیمیہ کی جان سوزی وحرارت تھی۔ ان کی شان استغناء و بے نیازی میں مالک ابن انس کی بلند پروازی تھی۔ ان کی طبیعت میں شافعی کی خاکساری وقناعت شعاری تھی۔ ان کے مزاج میں ابن حنبل کی تواضع وانکساری تھی۔ ان کی گفتار میں نعمان بن ثابت کا تحمل وبردباری تھی۔ ان کے کردار میں ابن عیینہ و اوزاعی کی متانت ونیک شعاری تھی۔ ان کے من کی دنیا میں ابوزرعہ جیسی احکام شرعیہ کی اشاعت وتبلیغ کی بیقراری تھی اور ان کے جی جان میں فرقہائے باطلہ وضالہ کے خلاف ابن جوزی کی سی سلگتی چنگاری تھی۔

اس کے بعد متعدد دفعہ آں مخدوم کی زیارت کے لئے پروگرام بنائے اور کتنی بار شرف ملاقات کا عزم وارادہ کیا مگر عین وقت پر کوئی نہ کوئی امر مانع در آیا اور میں امروز وفردا کے چکر میں بے نیل ومرام ہی رہا۔ تا آنکہ ایک دن اخبار میں خبر آئی کہ علم وعمل کا آفتاب عالمتاب ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا ہے۔ میں کلیجہ تھام کر رہ گیا کیونکہ ان کا مسعود باجود وقت کی جبین پر جہان ہستی کے لیے خیر وبرکت کا ذریعہ تھا۔ ان کا علم وعمل اہل عالم کے لیے ایک بہتا دریا تھا۔ چمکتا سورج تھا اور مہکتا چمن تھا.........

زمانہ روئے گا برسوں ہمیں یاد کر کے
گنیں گے سب ہماری خوبیاں جب ہم نہیں ہوں گے

ان کے غم میں صرف میں ہی افسردہ وغمگین نہیں ہوا، ایسے محسوس ہوا۔ ارض وسماء بھی غمگسار ہیں۔ بر وبحر بھی دلفگار ہیں۔ اور شجر وحجر بھی مرغ بسمل وماہی بے آب کی طرح بیقرار ہیں......

یہ تیری گلیوں میں پھر رہے ہیں جو چاک داماں سے لوگ ساقی
کریں گے تاریخ جیسے مرتب ہی پریشان سے لوگ ساقی
لبوں پہ ہلکی سی مسکراہٹ جلو میں صد انقلاب رقصاں
نہ جانے آتے ہیں کس جہاں سے یہ حشر ساماں سے لوگ ساقی

ریوبریوبریوبریوب

# نسبت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا حسین مظہر

حضرت مولانا منیر احمد صاحب ☆

## جماعت اسلامی کا تعاقب

مودودی جماعت (یعنی جماعت اسلامی) کے عقائد ونظریات کے بارے میں شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ میں دلائل و براہین کی روشنی میں پورے شرح صدر کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہ جماعت اسلامی غیر ناجی فرقوں میں سے ایک ہے۔ چونکہ قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کی شیخ الاسلام حضرت مدنی کے ساتھ علمی و روحانی نسبت بڑی مضبوط تھی۔ بس اس حسینی نسبت کی پختگی کا نتیجہ سمجھ لیجئے کہ قاضی مظہر حسین بھی اپنے استاذ و شیخ کے مشن پر تا زیست بڑی مستعدی کے ساتھ بڑی محنت کرتے رہے۔ ہمیشہ فتنہ مودودیت کے بارے میں تقریر و تحریر کے ذریعے علماء کو خبر دار کرتے رہے۔ مودودی صاحب نے عصمت انبیاء، عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم، عدالت صحابہ رضی اللہ عنہم، خلفائے راشدین کی خلافت راشدہ کی حقانیت و صداقت، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معیار حق ہونا جو اہل سنت والجماعت کے مسلمہ متفقہ عقائد ہیں، کے خلاف جماعت اسلامی کے پردے میں اپنے پرفریب قلم سے سکول، کالج، یونیورسٹی کے طلبہ کے علاوہ جدید تعلیم یافتہ طبقے اور عوام الناس میں ضلالت و گمراہی کا یہ منفی کام مثبت انداز میں عروج پر پہنچا دیا۔ خصوصاً سیاسی اتحاد کی آڑ میں مذہبی فائدہ اٹھانا اور فائدہ اٹھا کر باطل عقائد کے پرچار کے لیے میدان تیار کرنا تو اس شاطر جماعت کے لیے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔

## سیاسی اتحادوں سے نالاں

تقریباً ہر باطل جماعت اتحادی سیاست میں سیاسی اتحاد کے اساسی مقاصد سے زیادہ اپنے باطل مذہب اور اپنے باطل عقائد و نظریات کے لیے کوشاں رہتی ہے۔ حضرت قاضی صاحب سیاست جن کی

---

☆ استاد حدیث جامعہ اسلامیہ باب العلوم، کہروڑ پکا

گھٹی میں پڑی ہوئی تھی، ان سیاسی اتحادات سے نالاں تھے اور یہی سیاسی اتحادات سیاست سے ان کی دست برداری کا سبب بنے اور اس میں شک ہی کیا ہے کہ اہل باطل کے ساتھ ہمارے ہر سیاسی اتحاد نے ہماری جماعت کو دولخت کیا۔ نتیجتاً عارضی سیاسی اتحاد عقائد ونظریات اور سیاسی مقاصد کی ناہمواری بلکہ متضاد ہونے کی وجہ سے کچھ عرصہ بعد ختم ہو گیا مگر جماعت حقہ کی ٹوٹ پھوٹ مستقل شکل اختیار کر گئی۔ اگر ہم ماضی قریب کی اپنی تاریخ کا جائزہ لیں گے تو ہمیں واضح طور پر نظر آئے گا کہ غیروں کے ساتھ ہمارا ہر نیا اتحاد جماعت حقہ میں ایک نئے اختلاف کا سبب بنا۔ یوں متضاد عقائد ونظریات کی مفاد پرست جماعتوں کے ساتھ سیاسی اتحاد کی زہر آلود آب دار تلوار سے جماعت حقہ کا نا قابل تسخیر مضبوط فولادی جسم بار بار کی زخم خوردگی سے اس حد تک کمزور ہو چکا ہے کہ اب اس کو نیم جان کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس صورت حال سے بہت نالاں تھے۔ فرماتے تھے ہم غیروں کے ساتھ اتحاد کرنے کی جتنی کوشش کرتے ہیں اور جتنی قربانیاں دیتے ہیں اور جتنی اپنے اندر برداشت پیدا کرتے ہیں اگر یہی جذبہ ایثار اور قوت برداشت اپنے اندر پیدا کر کے اپنوں کے ساتھ مخلصانہ اتحاد کی کوشش کی جائے تو یقیناً جماعت حقہ متحد ہو سکتی ہے۔ حضرت یہ بھی فرماتے تھے کہ ہمارے اکابرین نے بھی بعض نازک موقعوں پر غیروں سے اتحاد کیا ہے لیکن ہمارے اتحادات اور اکابرین کے اتحاد میں بڑا فرق ہے۔ ہمارے اکابرین اتحاد کرتے تھے لیکن اپنے مذہب اور اپنے عقائد ونظریات اتحاد پر قربان نہیں کرتے تھے، اپنے مذہب پر ذرا بھی آنچ نہیں آنے دیتے تھے۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی غیروں کے ساتھ سیاسی اتحاد کیے ہیں لیکن اپنے مذہب میں کوئی لچک پیدا نہیں کی نہ اپنے کارکنوں میں لچک پیدا ہونے دی۔

## مسلک حقہ کی حفاظت واشاعت

تاہم حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی قربانی تھی کہ بہت اونچی سیاسی صلاحیت اور اعلیٰ سیاسی تربیت کے باوجود آپ نے اپنی علیحدہ سیاسی جماعت بنا کر اپنوں کے ساتھ جماعتی مقابلہ کی روش اختیار کرنے کی بجائے سیاست سے کنارہ کشی کا کڑوا گھونٹ بھر کر خالصتہً مسلک حقہ اہل السنۃ والجماعت کی حفاظت واشاعت کا کام اسلاف واکابرین کے طرز پر کرنے کا عزم کیا اور آخیر تک اسی مشن پر گامزن رہے۔ اس کے لیے آپ نے خدام اہل سنت کے نام سے ایک جماعت قائم کی (جس کی پالیسی کے

بارے میں بندہ آگے عرض کرے گا) حضرت والا ویسے تو مجموعی طور پر تمام فرقہ باطلہ کے مقابلہ میں شمشیر بے نیام بن کر مسلک حقہ کی حفاظت کرتے رہے۔ مگر ان میں سے فتنہ مودودیت، فتنہ رافضیت، فتنہ مماتیت، فتنہ خارجیت اور فتنہ غیر مقلدیت کے بارے میں تو بہت ہی حساس اور فکر مند تھے۔ حضرت قاضی صاحب اس باطل فرقے کو سب سے زیادہ خطرناک قرار دیتے تھے جس کی گمراہی مخفی اور متعدی ہو اور علماء اس سے غافل ہوں۔ دور حاضر میں فتنہ رافضیت، فتنہ مودودیت، فتنہ مماتیت، فتنہ خارجیت، اور فتنہ غیر مقلدیت ایسے ہی ہیں۔ اس لیے حضرت تقریر و تحریر کے علاوہ اپنی مجالس میں بھی ان فتنوں کی حقیقت کھولتے رہتے تھے۔ ملاقاتی علماء کرام کو بھی متوجہ کرتے رہتے۔ اپنے مریدین اور حلقہ احباب کی علمی عملی اور روحانی تربیت میں مسلک کی پختگی اور باطل فرقوں کے بارے غیرت مندی اور شعور و آگہی کو بنیادی اہمیت حاصل تھی۔ ہر جائی علماء سے حضرت سخت نالاں اور بیزار تھے۔ ایسے علماء و عوام کی حضرت کے ہاں قطعاً پذیرائی اور گنجائش نہ تھی۔ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ تانبے، پیتل کے مزخرف سونے کے منوں ڈھیر کی بجائے اس سونے کے قدر دان اور خریدار تھے جو خواہ مقدار میں تھوڑے سے تھوڑا ہو مگر خالص ہو۔

بھیں کی سالانہ کانفرنس میں مدعوین علماء کے بارے میں پوری تحقیق کی جاتی اور صرف انہی علماء کو مدعو کیا جاتا جو دیوبندی مسلک میں پختہ ہوں اور ہر جائی نہ ہوں۔ اگر کبھی غلطی سے کوئی خام عقیدے والا ہر جائی عالم آ ہی گیا تو پتہ چل جانے کے بعد دوبارہ اس کے آنے کی گنجائش نہ ہوتی۔

ملت حنفیہ کے عظیم محسن، محقق اعظم حضرت مولانا محمد امین صاحب رحمہ اللہ کی وفات کے بعد جب مجھے پہلی مرتبہ بھیں کانفرنس کی دعوت موصول ہوئی تو میں نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ بھیں کانفرنس میں حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی طرف سے شرکت کی دعوت گویا میرے لیے صحت عقیدہ کی سند ہے۔ پھر میری پہلی تقریر حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مسئلہ پر از اول تا آخر حضرت والا نے خود سماعت فرمائی۔ اس کے بعد بوقت ملاقات بہت خوشی اور اطمینان کا اظہار فرمایا۔

## بند حجرے میں پوری معلومات

ایک دفعہ حضرت نے فرمایا کہ میں اس فتنہ کو سب سے زیادہ خطرناک سمجھتا ہوں جو دیوبندیوں کے اندر سے اُبھرتا ہے اور دیوبندیت کے نام پر کام کرتا ہے۔ آپ نے اس موقع پر بطور خاص فتنہ مماتیت

اور فتنہ خارجیت کا نام لیا۔ معلوم ہوا کہ حضرت والا بظاہر رہتے تو تھے ایک بند حجرے میں مگر ہند و پاک کی فعال جماعتوں، تنظیموں اور فعال شخصیات کے بارے میں پوری معلومات رکھتے اور جب دیکھتے کہ کوئی جماعت یا کوئی شخصیت اکابرین دیوبند کے مسلک حقہ سے انحراف کر رہی ہے اور اکابرین دیوبند کے طرز فکر اور طریقہ کار سے مختلف سمت پر چل پڑی ہے تو فوراً حضرت قاضی صاحب کا مبارک قلم جنبش میں آجاتا اور تمام مصلحتوں کو بالائے طاق رکھ کر آپ ان کی راہنمائی کر کے صحیح سمت کی طرف لانے کی امکانی حد تک پوری پوری کوشش کرتے۔ سو شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے تربیت یافتہ، محافظ دیوبندیت مدنی نسبت کا حق ادا کرتے ہوئے ساری زندگی دیوبندی مسلک کی صحیح ترجمانی اور حفاظت کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ اس لیے میرے محسن و مربی و مشفق استاد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید صاحب نے بارہا فرمایا کہ ''اگر اللہ تعالیٰ کے ہاں اجمالی ایمان معتبر ہے تو میرا وہی ایمان وعقیدہ ہے جو حضرت مولانا سرفراز خاں صفدر دامت برکاتہم اور حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔'' میں کبھی سوچا کرتا تھا کہ بہت سے ایسے لوگ ابھی تک موجود ہیں جو ہمارے اکابرین کے تربیت یافتہ ہیں۔ ان میں مسلک کے اعتبار سے اس قدر پختگی اور استقامت و ثابت قدمی ہے کہ ان کو کوئی لاکھ لالچ دے اور ان کے سامنے دلائل کا انبار لگا دے مگر وہ اپنے مسلک کو چھوڑنے یا لچک پیدا کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے جب کہ موجودہ دور میں ہمارے علماء و مشائخ کے متعلقین میں وہ پختگی نہیں پائی جاتی۔ حضرت قاضی صاحب کی جماعت خدام اہل سنت کی مسلکی پختگی اور پھر حضرت قاضی صاحب کا انداز تربیت دیکھ کر مجھے مسلک کے حوالہ سے مذکورہ بالا پکائی و کچائی کی حقیقت سمجھ آ گئی۔

## مریدین کی مسلکی تربیت

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدین اور حلقہ احباب کی روحانی تربیت کرنے کے ساتھ ساتھ ان میں مسلک کی پختگی پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کرتے۔ ان کو علمائے دیوبند کے عقائد مدلل طور پر سمجھاتے ساتھ ہی فرق باطلہ کے باطل عقائد سے آگاہ کرتے اور دلائل کے ساتھ ان کی تردید کرتے۔ دو سال پہلے کی بات ہے میں سنی کانفرنس میں شرکت کے لیے بھیں پہنچا۔ حضرت کے کمرہ میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ ایک میانوالی کی بھاری بھرکم شخصیت دو زانو ہو کر سامنے بیٹھی ہے اور حضرتؒ اس کو رافضیوں کے عقیدے بتا اور سمجھا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا رافضی مذہب عقائد کے اعتبار سے مسلمانوں سے ایک جدا

فرقہ ہے۔ آپ نے فرمایا ان کا کلمہ مسلمانوں کے کلمہ سے جدا، ان کی اذان مسلمانوں کی اذان سے جدا، ان کی نماز مسلمانوں کی نماز سے جدا، ان کا قرآن مسلمانوں کے قرآن سے جدا، حضرت یہ عقائد قرآن و حدیث کے دلائل اور شیعہ کتب کے حوالہ جات سے سمجھا رہے تھے کہ مجھے سٹیج سے بلاوا آ گیا۔ میری تقریر ختم ہوئی تو وہ صاحب سٹیج کے قریب نظر آئے۔ بعد میں پتا چلا کہ یہ صاحب میانوالی سے کئی بار ایم۔ این۔ اے منتخب ہو چکے ہیں۔ بڑے جرأت مند صاحب زبان، صاحب علم اور معلوماتی آدمی ہیں اور ابھی حضرت کے ہاتھ پر بیعت کر کے آ رہے ہیں۔ جب مریدین اور متعلقین پر مسلک کے اعتبار سے اتنی محنت ہوگی تو یقیناً پختگی بھی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے سب علماء و مشائخ کو حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ اور اسلاف کے نمونہ پر کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ سخاوت، تواضع، عجز و انکساری، تکلفات سے پاک سادہ طرز زندگی، علمی گہرائی، حق گوئی اور حق کی خاطر تکالیف سہنا، مصائب برداشت کرنا مدنی نسبت کا خاصہ ہے۔ حضرت قاضی صاحب کی پوری زندگی میں مدنی نسبت کا یہ عکس بہت ہی نمایاں نظر آتا ہے۔ مودودیت کے بارے میں حضرت کی محنت اور قلمی کاوش بھی اسی نسبت مدنی کی پختگی کا نتیجہ ہے۔

## تردید فتنہ مودودیت

آپ نے اس فتنہ کے رد میں سب سے پہلی تصنیف ''مودودی جماعت کے عقائد و نظریات پر ایک تنقیدی نظر'' کے نام سے کی جو ۱۹۵۸ء میں شائع ہوئی تھی۔ اس کاوش کو تمام سنجیدہ حلقوں میں سراہا گیا اور اس کو مقبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ مودودی دماغ اس کا جواب لکھنے کے لیے سر جوڑ کر بیٹھ گئے۔ کئی جواب لکھے گئے مگر سب پہاڑ کے سامنے مٹی کے تودے ثابت ہوئے۔ آخر اس تحریر کی اشاعت کے نو سال بعد ۱۹۶۷ء میں مفتی محمد یوسف صاحب کی طرف سے ایک جواب بنام ''مولانا مودودی پر اعتراضات کا علمی جائزہ'' شائع ہوا۔ مودودی جماعت نے اس جواب پر بڑا ناز کیا۔ خوشیاں منائی گئیں مگر یہ خوشیاں چند دن بھی نہ رہ سکیں جب اس عظیم انسان کے محیر العقول قلم سے ترجمان اسلام لاہور میں مفتی یوسف صاحب کے جواب کا جواب الجواب بعنوان ''مفتی محمد یوسف کے علمی جائزہ کی حقیقت'' شائع ہونا شروع ہوا تو ان کی یہ ساری خوشیاں حزن و ملال میں تبدیل ہوگئیں۔ حضرت قاضی صاحب کا یہ مضمون ۲۵ قسطوں پر مشتمل ہے۔ اس کا جواب مفتی محمد یوسف صاحب نے ہفت روزہ آئین لاہور میں شائع کرنا شروع کیا لیکن گیارہ قسطوں کے بعد ہی عاجز آ کر یہ سلسلہ ناتمام چھوڑ دیا۔ حضرت قاضی

صاحب نے اس کا جواب "ابطال حجت" کے نام سے دیا۔ بعد میں یہ دونوں "مفتی محمد یوسف صاحب کے علمی جائزہ کا علمی محاسبہ" کے نام سے کتابی شکل میں شائع ہوئے۔ اس کے علاوہ آپ نے ایک رسالہ بنام "بانی جماعت اسلامی مودودی صاحب کے نام کھلی چٹھی" شائع کیا۔ اس کے علاوہ "میاں طفیل محمد کی دعوت اتحاد کا جائزہ" "عقیدہ عصمت انبیاء اور مودودی" "مودودی مذہب" بھی آپ کے قلم کے شاہکار ہیں اور امت کو فتنہ مودودیت کے خلاف بہترین مواد فراہم کرتے ہیں۔

## تردید فتنہ خارجیت

اسلام کو خیر القرون میں اور پھر اس وقت سے لے کر آج تک تین فرقوں نے سب سے زیادہ نقصان پہنچایا۔ رفضیت، ناصبیت، خارجیت اور ان تینوں کی بنیاد اسلاف سے بدگمانی، بدزبانی اور تبرا و تقیہ ہے اور تمام باطل فرقوں کی خوشنما عمارت اسی بنیاد پر استوار ہوتی ہے۔ رافضیت حب اہل بیت رضی اللہ عنہم کی آڑ میں صحابہ رضی اللہ عنہم پر تبرا کا نام ہے۔ ناصبیت اس کی ضد ہے اور خارجیت دونوں کا مجموعہ۔ خارجیت کا فتنہ ہر دور میں کسی نہ کسی عنوان سے زہر آلود نشتر امت مسلمہ کے جسم میں پیوست کرتا رہا۔ موجودہ زمانے میں علماء کی محنت سے رفضیت کے خلاف فضا خوب گرم ہوئی۔ اس فضا سے بھرپور فائدہ اٹھانے کے لیے خارجیت متحرک ہوئی اور وہ اپنے پرانے تیر و ترکش لے کر میدان میں اتر آئی۔ حضرت قاضی صاحب اپنی خداداد فراست کی بدولت پوری توجہ و انہماک کے ساتھ اس فتنہ کی تردید کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس سلسلہ میں آپ کی پہلی تصنیف خارجی فتنہ حصہ اول ۱۹۸۳ء میں شائع ہوئی۔ جس میں مولانا اسحٰق سندیلوی کے مسلک کی تردید اور مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم پر مفصل بحث کی گئی تھی۔ اس سلسلہ میں زمانے کے تمام نامور علمائے حق نے آپ کی تائید و تصویب فرمائی اور آپ کی اس کوشش کو سراہا۔ اسی کتاب کا دوسرا حصہ خارجی فتنہ حصہ دوم تحریر فرمایا۔ جس میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں بدزبانی اور یزید کی مدح سرائی کے بیہودہ دلائل اور خود ساختہ شبہات کی قلعی کھولنے کے علاوہ خارجیت، ناصبیت، رافضیت کیا ہے؟ یزید کے بارے میں اکابرین امت کا موقف۔ یعنی یزید کے بارے میں ہمارا راجح مسلک اور جن روایات کو یزید کے حق میں پیش کیا جاتا ہے ان کا تفصیلی جواب دیا گیا ہے۔

## تردید رفضیت

رفضیت کے رد میں آپ کے والد محترم شمس العلماء حضرت مولانا کرم الدین صاحب

دبیر رحمۃ اللہ علیہ نے آفتاب ہدایت نامی کتاب لکھی۔ جو ہماری معلومات کے مطابق سب سے پہلی کتاب ہے جو پنجاب کی سرزمین میں تردید رافضیت میں لکھی گئی۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت مدنی کے مشن پر چلتے ہوئے اپنے والد محترم کے شروع کیے ہوئے کام کو مزید آگے بڑھایا اور عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم، مدح صحابہ رضی اللہ عنہم، تحفظ ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم کے مقدس عنوانات پر اس قدر کام کیا کہ ''وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم'' کا لقب آپ کے اسم گرامی کا حصہ معلوم ہونے لگا۔ اس سلسلہ میں آپ نے سب سے پہلے تو یہ کام کیا کہ اپنے والد محترم کی مایہ ناز تصنیف ''آفتاب ہدایت'' پر مقدمہ لکھ کر اسے شائع کرایا پھر آپ نے مستقل طور پر قلمی لسانی جہاد شروع کیا اور ''آل سبا'' کا خوب تعاقب کیا۔ چنانچہ اہل تشیع کے سوالات کے جوابات میں آپ نے ''سنی مذہب حق ہے'' لکھی۔ اس فتنہ کی کلمہ اسلام کے بارے میں سازش سے آگاہ کرنے کے لیے آپ کے قلم نے حرکت کی تو ''کلمہ اسلام کی تبدیلی کی خطرناک سازش'' کے عنوان سے ایک عمدہ تحقیق پیش فرمائی۔ ''عظمت صحابہؓ اور حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ''، ''ہم ماتم کیوں نہیں کرتے''، ''دفاع صحابہ رضی اللہ عنہم''، ''بشارت الدارین بالصبر علی شہادت الحسین رضی اللہ عنہ''، ''دفاع حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ'' وغیرہ کتب و رسائل لکھ کر دشمنان اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قلعوں کو زمین بوس کر دیا۔ یوں سنی ملت کے اذہان رافضیت کے وساوس و تلبیسات سے محفوظ ہو گئے۔

## خدام اہل سنت کا قیام اور پالیسی

مذہب حقہ اہل سنت والجماعت کے دفاع اور سنی ملت کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کے لیے حضرت شیخ العرب والعجم رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اجل حضرت مولانا سید خورشید احمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مشورہ سے آپ نے خدام اہل سنت کی بنیاد رکھی۔

الحمد للہ خدام اہل سنت اپنی پالیسی، عقیدے، طرز فکر اور طریقۂ کار کے اعتبار سے بہت مضبوط ہے اور اسوۂ سلف پر قائم ہے۔

حضرت قاضی صاحب نے اگرچہ بظاہر تنگ دائرہ اختیار کیا مگر اس کی مثال حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دائرہ کی ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے لیے لیلۃ الجن میں لگایا تھا کہ اس میں رہنا عافیت اور تحفظ کا ضامن ہے۔ اس سے باہر نکلنا ہلاکت ہے۔ وہ دائرہ اگرچہ تنگ تھا مگر مکمل حفاظت کا ذریعہ وہی تھا۔ اسی طرح خدام اہل سنت کی پالیسی کا معیار اگرچہ بہت اونچا اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی صحت

حدیث کی سخت شرائط کی طرح کڑی شرائط کا حامل ہے۔ مگر مکمل مسلک حقہ کی نگہبانی کے لیے یہ ناگزیر ہے۔ سلطان المناظرین محقق اعظم حضرت مولانا محمد امین صاحب صفدر اوکاڑوی ؒ کی شخصیت علم وعمل اور فراست کے اعتبار سے مسلمہ تھی۔ انہوں نے بھی خدام اہل سنت کے پلیٹ فارم کو اختیار کیا اور پھر پوری زندگی اس سے وفا کی بلکہ اگر یوں کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ ان کے اس مقام تک پہنچنے میں حضرت قاضی صاحب ؒ کی روحانی توجہات اور خصوصی تربیت کے شیریں ثمر کا ضرور حصہ ہے۔

حضرت اوکاڑوی ؒ جیسے طحاوی وقت کا خدام کے پلیٹ فارم کو اختیار کرنا ایک بہت ہی وزنی دلیل ہے کہ حضرت قاضی ؒ کی پالیسی ہی اہل سنت کی مکمل نظریاتی حفاظت کر سکتی ہے۔

بندہ کا حضرت قاضی صاحب ؒ پر مفصل مضمون لکھنے کا ارادہ تھا لیکن تدریس اور دورہ تفسیر کی معروفیت کی وجہ سے ایسا نہ ہو سکا۔ جب بھی اللہ جل شانہ نے مہلت دی، ان شاء اللہ تفصیلی مضمون تحریر کروں گا۔

❀❀❀❀

# رحمتِ خداوندی کا وسیلہ

مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی ☆

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

اس عالم ہست و بود میں سوائے ذاتِ خداوندی ہر چیز آنی جانی ہے۔ ہر آنے والا آتے وقت ہی بخشندہ وجود کی دلیل بن کر آتا ہے اور جاتے وقت بھی کل شئی ھالک الا وجھہ کا درس دیتا جاتا ہے۔ کفی بالموت واعظا نقش نگینۂ فاروقی ہے مگر اس وعظ کی طرف کان لگانے والے اور اس کو سمجھنے والے کم ہیں۔ آنے اور جانے کے درمیان چند مسافرانہ زندگی کے دن کچھ خوش نصیب لوگ مالکِ حقیقی کے وجود ہی کو منوانے میں گزارتے ہیں اور کچھ بدنصیب غفلت میں اور کچھ اس سے بھی بڑھ کر انکار و کفر تک پہنچتے ہیں (اعاذنا اللہ منھم) پہلی قسم کے لوگ جہاں میں وسیلہ رحمتِ خداوندی ہیں جبکہ دوسری قسم کے لوگ حسب مراتب عذاب خداوندی کا موجب ہیں۔ پہلی قسم کے لوگوں میں سے حضرت قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں جنہوں نے تقریباً پون صدی تک خالق کے ساتھ مخلوق کا رشتہ جوڑا۔ عبادت گزاروں کو معبود حقیقی اور اس کی عبادت کے طریقوں سے روشناس کرایا۔ امتی کو رسول کے حقِ رسالت سے روشناس کیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کی ناموس کی حفاظت کے لیے اپنی عزت و آبرو جان و مال کو قربان کر دیا۔ خلافتِ راشدہ کے مفہوم کو اس طرح نمایاں کر دیا کہ نہ اس میں کسی رافضی کو کمی کی جرأت ہو اور نہ کسی خارجی کو اضافے کی ہمت۔ سنت اور بدعت میں ایسا نکھیڑ کر دیا کہ ذرہ برابر سنت میں بدعت کی ملاوٹ کا احتمال نہ رہے۔ پھر ان تمام شعبہ ہائے دین کو زندہ رکھنے کے لیے باقیادتِ صالحات کے طور پر صرف اپنی نسبی اولاد ہی نہیں بلکہ روحانی اولاد ایک جماعت خدام اہل سنت کی شکل میں ملک اور بیرونِ

---

☆ رئیس شعبہ تخصص فی الدعوۃ الارشاد، جامعہ خیر المدارس، ملتان

مٹ تک پہنچایا ہی ہوا اس مشن کو ماضی کی طرح حال میں بھی زندہ رکھے ہوئے ہے اور مستقبل میں بھی ان شاء اللہ اس مشن کو زندہ رکھے گی جو حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کے لیے صدقہ جاریہ بنی رہے گی۔ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ نے دفاعِ دین کا کوئی محاذ ایسا نہیں چھوڑا جس پر کام نہ کیا ہو۔ مسلک اکابر کی بھی ایسی حفاظت فرمائی کہ نئی باتیں اضافہ کرنے والوں کو امت کے سامنے اجاگر کر دیا کہ یہ اکابر کے راستہ سے ہٹ گیا ہے اور جو دیوبند سے دیرینہ تعلقات کو بھی پس پشت ڈال کر عوام کو ان سے بچنے کی تلقین کرتے رہے۔ بندہ کا حضرت اقدس سے تعلق بہت ہی مختصر رہا۔ سب سے پہلی ملاقات مخدوم پور پہوڑاں کے سالانہ جلسہ پر ہوئی۔ دیکھا کہ ایک سفید پوش، سادہ مزاج، لمبا قد، نحیف جسم کے بزرگ بیٹھے ہیں۔ سید معاویہ شاہ صاحب زید مجدہ نے بتایا کہ یہ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ ہیں۔ بندہ مجلس میں بیٹھ گیا حضرتِ اقدس کو بتایا گیا کہ یہ مولانا محمد امین صاحب رحمہ اللہ صفدر کا چھوٹا بھائی ہے تو آپ نے توجہ فرمائی اور مسکراتے ہوئے پوچھا کہ تم کتنے بھائی ہو؟ میں نے بتایا سات بھائی ہیں فرمایا کہ ہم نے آج تک مولانا سے پوچھا ہی نہیں کہ تم کتنے بھائی ہو۔ برادر مکرم کا حضرت سے گہرا تعلق تھا ان کے واقعات سنایا کرتے تھے جس سے ان کے انتہائی میلان کا پتہ چلتا تھا۔ آخری بیانات اور تحریرات میں بھی حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کے اندازِ بیان اور اندازِ تحریر کی جھلک محسوس ہونے لگی تھی معلوم ہوتا تھا کہ صرف یک طرفہ نہیں بلکہ دو طرفہ محبت عشق کے درجہ تک پہنچی رہی ہے .....

محبت کا جب مزہ ہے کہ ہوں وہ بھی بے قرار
دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی

برادر مکرم کی وفات کے بعد والے تاثرات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کی بھی ان کی طرف خصوصی توجہ تھی۔ بھائی جان کے وصال کے بعد بیوہ اور بچوں کی خبر گیری میں بھی کسر نہیں چھوڑی۔ ماہانہ ۲۰۰۰ ہزار تعاون کے طور پر بھجواتے رہے اور بقول مفتی رشید احمد صاحب اوکاڑوی اپنے بعد بھی جاری رکھنے کی وصیت فرمائی (فجزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء) بھائی جان کے وصال کے بعد حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین صاحب کے حکم سے سالانہ بھیں کانفرنس پر حاضری ہوتی رہی اور حضرت سے ملاقات ہوتی۔ انتہائی شفقت فرماتے دورِ حاضر کے فتنوں مودودیت، خارجیت، مماتیت، مرزائیت کے بارہ میں کچھ نہ کچھ ہدایات فرماتے رہے۔

## حب للہ و بغض فی اللہ کا نمونہ

جب دین اور دنیا میں تقابل ہو تو پتہ چلتا ہے کہ یہ انسان دین کو دنیا پر ترجیح دیتا ہے یا نہیں۔ گزشتہ الیکشن میں ایک طرف مرزائی نواز شخص تھا اور دوسری طرف وہ سنی جس نے حضرت کو اور ان کے ساتھیوں کو گرفتار کرانے میں بھرپور کوشش کی تھی۔ ساری جماعت منافقت کرنے والے سنی سے ناراض تھی کہ اس کو کامیاب نہ ہونے دیا جائے مگر حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے پوری جماعت کی توقعات کے خلاف اعلان کرایا کہ مرزائیت کی تائید کے مقابلہ میں اسی سنی کی صرف حمایت نہیں بلکہ اس کو کامیاب کرانے کی پوری کوشش کریں کیونکہ معاملہ دین کا ہے دین کے مقابلے میں اپنی ذاتی مخالفت کو ترک کر دینا چاہیے چنانچہ کوشش کر کے اس مخالف کو کامیاب کرایا۔

## عظمت باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ کی جتنی معرفت بندہ کو حاصل ہوتی ہے اتنی ہی اللہ تعالیٰ کی عظمت دل میں بیٹھتی ہے۔ شیخ الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے بارہ میں لکھا ہے کہ پاؤں سیدھے کر کے نہیں لیٹتے تھے کسی کے باصرار استفسار کرنے پر فرمایا کہ کیا مالک کے سامنے بھی پاؤں پھیلائے جاتے ہیں؟ حضرت مولانا پیر جی عبداللطیف صاحب خلیفۂ مجاز حضرت اقدس شاہ عبدالقادر صاحب رائپوری نور اللہ مرقدہما کے بارہ میں بہت سے ثقہ لوگوں سے سنا کہ ایک دفعہ ان کی ٹانگوں میں شدید درد تھا پل بھر سکون نہیں تھا ہائے وائے کے الفاظ ہی منہ سے نکلتے تھے رات کو نیند نہیں آتی تھی بہت تدبیریں کی گئیں مگر بے چینی میں کچھ افاقہ نہیں ہوتا تھا۔ حضرت پیر جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بھائی حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اطلاع کی گئی تو آپ نے فرمایا کہ ان کو وضو کرا کے نماز میں کھڑا کر دو نماز میں کھڑے ہوئے تو ایسے جیسے بیماری کبھی قریب بھی نہیں آئی۔ لمبی لمبی رکعتوں میں بھی کچھ درد محسوس نہیں ہوتا تھا جب نماز کا سلام پھیرا تو پھر وہی درد اور بے چینی شروع ہو جاتی۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارہ میں مفتی رشید احمد صاحب اوکاڑوی نے بتایا کہ آخری ایام میں کافی کمزوری تھی مگر جب جمعہ پڑھانے بیٹھتے تو ایسے معلوم ہوتا کہ بالکل تندرست ہیں۔ بندہ نے یہی حالت اس سے پہلے حضرت مولانا فاضل حبیب اللہ رشیدی رحمۃ اللہ علیہ کی دیکھی تھی۔ حضرت قاضی صاحب نور اللہ مرقدہ کے بارہ میں یہ بھی معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن گھر سے کسی سہارا کے ذریعہ مسجد تک پہنچتے جب مسجد میں پہنچتے تو سہارا باوجود کمزوری کے ختم کر دیتے

اللہ تعالیٰ کے گھر میں داخل ہو کر غیر کا سہارا پسند نہ کرتے۔ اللہ تعالیٰ حضرت قاضی صاحب ؒ کو کروٹ کروٹ جنت عطا فرمائیں اور پسماندگان کو صبرِ جمیل اور ہمت جزیل عطا فرمائیں کہ حضرت کے مشن کو مضبوطی سے تھامنے اور زیادہ سے زیادہ پھیلانے کی توفیق عطا فرمائیں اور خواجہ عزیز الحسن مجذوب ؒ کے درج ذیل شعر کے مفہوم کو پیش نظر رکھ کر کام کرنے کی توفیق عطا فرمائیں......

طریقِ عشق میں گو کارواں پر کارواں گزرے
نہ ہم نے رہ گزر چھوڑی نہ میر کارواں بدلا

❀❀❀❀

# فرق باطلہ کا کامیاب اپریشن

مولانا مفتی سیف اللہ حقانی ☆

ویسے تو دیو بندی مشرب سے تعلق رکھنے والا ہر عالم دین باطل کے لئے سیف بے نیام ہوتا ہے۔ مجاہد ہوتا ہے۔ جابر و ظالم حکمران کے سامنے کلمہ حق کہنا اس کا شیوا ہوتا ہے۔ باطل سے دبتا نہیں بلکہ باطل اس سے لرزہ براندام ہوتا ہے۔ کسی شاعر نے گویا کہ ان ہی کی اس شان کو بیان کرنے کے لیے کہا ہے

باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحان ہمارا

مگر ان اوصاف حمیدہ میں دو حضرات کو خاصی شہرت حاصل رہی۔ (۱) مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی نور اللہ مرقدہ، حافظ القرآن والحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواستی رحمہ اللہ مولانا ہزاروی کو جلالی اور باطل کے لیے سیف بے نیام فرمایا کرتے تھے۔ جبکہ مولانا مفتی محمود صاحب رحمہ اللہ کو جمالی فرمایا کرتے تھے۔ (۲) دوسرے حضرت جناب مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ آپ کی ساری زندگی احقاق حق اور ابطال باطل اور فرق باطلہ کے کامیاب تعاقب اور آپریشن میں گزری۔ آپ کی ہر تقریر اور ہر تالیف میں باطل کے آپریشن کا عنصر رہا ہے۔ فرق باطلہ بالخصوص شیعیت اور مودودیت کے خلاف آپ نے سینکڑوں لاجواب کتابیں لکھی ہیں اور صحابہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے دفاع کا حق ادا کیا ہے۔ آپ میں مداہنت کی بو تک نہیں تھی اور آپ کبھی کلمہ حق کے کہنے کے سلسلہ میں کسی مصلحت کے شکار نہ ہوئے۔ اور اسی وجہ سے آپ ہمیشہ کے لیے حکمرانوں کے عتاب، غیض و غضب کا نشانہ بنے رہے۔ اور اس وجہ سے آپ کی کافی زندگی جیلوں اور قید و بند میں گزر گئی۔ آپ اپنی خداداد قابلیت کی وجہ سے جمعیت علماء اسلام کے ایک اہم عہدہ پر فائز تھے۔ مگر فرق باطلہ کے خلاف آپریشن چونکہ آپ کی طبیعت ثانیہ بن گئی تھی۔ اس لیے جب جمعیت میں رہنے کو آپ نے اپنے عظیم مقصد (فرق باطلہ کے

---

☆ استاد حدیث دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک

خلاف تعاقب و آپریشن ) میں رکاوٹ جانا۔ تو بادل ناخواستہ جمعیت سے علیحدہ ہو کر ہمہ تن و ہمہ قلب اپنے عظیم مقصد کو سر کرنے میں لگ گئے اور تا دم واپسیں اپنے اس مشن کو ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ آپ کی وفات کی وجہ سے فرق باطلہ کے آپریشن کے سلسلہ میں عظیم خلاء پیدا ہو گیا۔ مگر ہماری دلی دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عظیم خلاء کو جناب حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کے لائق و قابل فرزند ارجمند قاضی ظہور الحسین صاحب سے پر فرمائیں۔

این دعاء از من است　　　　واز جملہ جہاں امین باد

جناب قاضی صاحب کی عظیم خدمات دینیہ اور مجاہدانہ و جرأت مندانہ کردار کی وجہ سے میری ان سے دلی محبت و عقیدت تھی۔ اور اس لیے میں نے اپنے برخوردار مولوی مفتی محمد ظہور اللہ سلمہ اور نعمت اللہ سلمہ کو ابتدائی تعلیم کے لیے قاضی صاحب ہی کے مدرسہ جامعہ عربیہ اظہار الاسلام چکوال میں داخل کروایا تھا۔ اس لیے ان کی وفات مجھ پر شاق و گراں گزری۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں درجات عالیہ نصیب فرما کر ان کے ہم سب پسماندگان کو ان کی برکات و فیوضات و علوم سے بہرہ ور فرمائیں۔

❁❁❁❁

# مرجع خلائق ذات

از حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی ☆

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے **یحمل هذا العلم من کل خلف عدوله ینفون عنه تحریف الغالین وانتحال المبطلین وتاویل الجاهلین** ''یعنی بعد میں آنے والے ہر طبقہ میں اس علم کے ثقہ اور معتمد حاملین پیدا ہوتے رہیں گے۔ جو غلو کرنے والوں کی تحریفات، اہل باطل کی غلط نسبتوں اور جاہلوں کی تاویلات کا ابطال کرتے رہیں گے۔

حدیث نبوی ﷺ کی روشنی میں دیکھا جائے تو عمدۃ العلماء، زبدۃ الفقہاء، پیر طریقت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب قدس سرہٗ العزیز کا شمار انہی علماء ربانیین میں ہوتا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین متین اور شریعت مطہرہ کی حفاظت کے لئے منتخب فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نابغہ روزگار شخصیت علم و عمل، اخلاص وللہیت اور بے نفسی کا پیکر تھی، علم وفضل کے ساتھ سلوک واحسان کے بھی ماہر شناور تھے۔ تقویٰ وطہارت، اتباع سنت، رضائے الٰہی کی جستجو، استحضار آخرت، شریعت وطریقت کی جامعیت، انابت ورجوع الی اللہ، فرض شناسی اور حق گوئی وبے باکی میں اسلاف کا عملی نمونہ اور یادگار تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پوری زندگی انہی اوصاف سے عبارت ہے۔ بڑی وقیع دینی خدمات انجام دیں، دینی مدارس قائم کئے، باطل فتنوں کا تعاقب اور رد کرتے رہے، ملک میں نفاذ اسلام کے لیے کوشاں رہے۔ آپ کے ہزاروں شاگرد اور لاکھوں مریدین ومعتقدین خدمت دین میں مصروف انہی کا فیض پھیلا رہے ہیں اور ایک عالم کو شریعت مطہرہ اور علوم نبوت کی خوشبوؤں سے معطر کر رکھا ہے۔

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی ذات بے شمار صفات وکمالات کا مجموعہ تھی۔ آپ کے اوصاف حمیدہ وصفات عالیہ کا مکمل احاطہ کرنے کے لئے تو کئی دفاتر چاہئیں پھر بھی بیان ادھورا اور تحریر تشنہ کمتی ہوگی.....

---

☆ مہتمم جامعہ ابو ہریرہ خالق آباد، نوشہرہ

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کے لئے

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی چند اہم خصوصیات و امتیازات میں سے ایک اہم خصوصیت یہ تھی کہ آپ نے وہ راستہ منتخب کیا۔ جو" ما انا علیہ و اصحابی " کا مصداق تھا۔ وہ حقیقی معنوں میں اہل السنۃ والجماعت کے ترجمان تھے۔ خرافات و بدعات کا رد کرتے رہے اور قدم قدم پر رسول اللہ ﷺ کی سنت اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقوں پر عمل پیرا ہوتے۔ اور یہی زندگی کا خلاصہ اور نچوڑ ہے۔

آپ کی ذات اخلاص وللہیت کا عملی نمونہ تھی، دین کا ہر قدم اللہ کی رضا اور خوشنودی کے لئے اٹھاتے، ذاتی شہرت، نام ونمود اور دنیاوی غرض کے لئے کبھی دین کا لیبل استعمال نہیں کیا۔ دنیاوی کاموں، ذاتی امور اور خدمت خلق میں بھی اللہ کی رضا مقصود ہوتی یہی وجہ ہے کہ اللہ کریم نے آپ کی خدمات کا دائرہ وسیع کر دیا تھا اور ایک عالم آپ کے علوم و معارف سے فیض یاب ہوتا رہا۔

طبیعت میں اعتدال پسندی کا عنصر بدرجہ اتم موجود تھا۔ دینی امور کی ادائیگی ہو یا سیاسی معاملات کی الجھن، ذاتی تعلقات کا معاملہ ہو یا اختلافات کے بکھیڑے، انتہائی فہم و فراست سے معاملات کی تہہ تک پہنچ کر خوب سوچ بچار کے بعد معتدل رائے قائم کرتے اور اسی راہ پر ہمیشہ قائم رہتے ہمیشہ جادۂ اعتدال ہی پر رہے۔ کئی مواقع پر اپنے ہی علماء دیو بند کے ساتھ سیاسی معاملات ونظریات میں اختلاف بھی رہا، لیکن یہ اختلاف بھی حدود کے اندر رہا اور ایک دوسرے کے مرتبہ و مقام اور باہمی احترام کا ہمیشہ خیال رکھا گیا۔ سیاسی ونظریاتی اختلاف کی وجہ سے ایک دوسرے کو زیر کرنے، ایک دوسرے کی تحقیر کرنے اور طعن و تشنیع کی عام وبا میں کبھی مبتلا نہیں ہوئے، جیسا کہ ہمارے اکابر کی شاندار مثالیں آنے والی نسلوں کے لئے مشعل راہ ہیں، حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان شدید سیاسی اختلاف تھا لیکن ان کے باہمی احترام ومحبت کے واقعات تاریخ میں سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی بھی اپنے اسلاف کا عملی نمونہ تھی۔ اور ان کے مسلک اعتدال کے امین وترجمان تھے۔

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نور اللہ مرقدہ نے مدرسہ و مسجد سے اپنا تعلق قائم رکھنے میں بھی علماء دیو بند کی بھر پوری پیروی کی۔ مدارس اور مساجد سے اپنا ناطہ قائم رکھا۔ وقتی مصروفیات، معمولات، دین کے مختلف شعبوں کے لئے خدمات، قومی، ملی، سیاسی تحریکوں میں شرکت، جلسے جلوسوں

اور تقریبات ضروریہ میں حاضری، مریدین و متعلقین کی اصلاح و تربیت کے لئے دورے اور دیگر سرگرمیوں کے باوصف مسجد و مدرسہ سے ان کا رابطہ کبھی منقطع نہیں ہوا۔ مسجد کے منبر و محراب اور مدرسہ کی مسند درس و تدریس کو آخر وقت تک انہوں نے خیرباد نہیں کہا۔ اور اپنی اصل منزل اور ہدف ان کی نظروں سے کبھی اوجھل نہیں ہوا۔

تعلق مع اللہ کے حوالہ سے آپ کی ذات مرجع خلائق بنی، اپنی گونا گوں مصروفیات و مشاغل اور دینی و ملی خدمات کے ساتھ ساتھ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ خاص تعلق پیدا کرنے اور تعلق مع اللہ کو برقرار رکھنے میں کبھی کوتاہی نہیں برتی بلکہ سلوک و احسان کے اس مرتبہ و مقام کو پہنچ گئے جہاں اللہ والے قربت الٰہی کی بلندیوں کو چھو لیتے ہیں۔ اور وہ چند ایک خوش نصیب ہی ہو سکتے ہیں۔ بہت سے دینی و دنیوی امور میں الجھ کر انسان اپنی اصلاح اور تزکیہ سے غافل ہو جاتا ہے مگر آپ کی یہ خصوصیت تھی کہ سب کچھ کے باوجود تعلق مع اللہ پیدا کرنے کی فکر اور اصلاح و تزکیہ اور محاسبہ نفس سے کبھی غافل نہیں ہوئے۔

انہی خصوصیات اور اوصاف کی تاثیر تھی کہ دنیا کے کونے کونے سے محبین و متعلقین آپ کے آستانہ علم پر حاضر ہوتے اور فیوض و برکات لوٹ کر لے جاتے۔ اس گئے گزرے دور میں آپ کی ذات عوام و خواص دونوں کے لئے بہت بڑی غنیمت اور مرجع خلائق تھی۔ آپ کی زندگی کا عملی نمونہ و پیغام اور آپ کی تعلیمات رہتی دنیا تک قائم رہیں گی اور مخلوق خدا ان سے ہدایت و رہنمائی اور فیض حاصل کرتی رہے گی۔ آپ کی لگائی ہوئی علوم نبوت کی پود مہکتی رہے گی اور ایک عالم کو معطر کرتی رہے گی۔ ان شاء اللہ

❁❁❁❁

# حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دو باتیں

مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد ☆

بسم اللہ حامداً و مصلیاً. میرے لئے کسی کے حالات پڑھنا جتنا آسان ہے لکھنا اتنا ہی مشکل ہے۔ اس لیے حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں صرف دو باتیں لکھتا ہوں۔

## پہلی بات

میں نے مروجہ مجالس ذکر و درود کی شرعی حیثیت کے بارے میں ایک مضمون لکھا اور انوار مدینہ میں چھپنے کے لیے دیا۔ جامعہ مدینہ کے استاذ الحدیث حضرت مولانا نعیم الدین صاحب مدظلہ کا ان دنوں حضرت قاضی صاحب کے ایک اجتماع میں چکوال جانا ہوا۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی۔ آگے کی عبارت خود حضرت مولانا نعیم الدین صاحب کی ہے......

''میں نے عرض کیا کہ آئندہ شمارے میں ڈاکٹر (مفتی عبدالواحد) صاحب کا ایک مضمون آ رہا ہے مروجہ مجالس ذکر سے متعلق۔ فرمایا ٹھیک ہے لیکن ڈاکٹر صاحب سے کہنا کہ محتاط ہو کر لکھیں۔ آج کل ان مجالس کا بڑا شیوع ہو رہا ہے۔ پھر فرمایا ہمارے اکابر کا یہ طریقہ نہ تھا۔ فرمایا ایک دفعہ میں اور مولانا عبید اللہ انور صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکٹھے مخن آباد جا رہے تھے (حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں) میں نے کہا کہ مولانا یہ کیا نیا طریقہ چل پڑا ہے (حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے) فرمایا وہ (یعنی مولانا عبید اللہ انور) بھولے بھالے تھے (وہ) فرمانے لگے ابا جان (یعنی حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ) نے مجلس ذکر بند کر دی تھی لیکن پھر کچھ علماء کے اصرار پر شروع کی۔

---

☆ مفتی جامعہ مدینہ، کریم پارک، لاہور

## دوسری بات

جناب صوفی اقبال صاحب اور مولانا عزیز الرحمن صاحب ہزاروی نے جب مکہ مکرمہ کے رضا خانی بدعتی پیر محمد علوی مالکی سے تعلق کی بنیاد پر فتنہ اٹھایا تو سب سے پہلے حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ نے محمد علوی کے بارے میں تحقیق کی اور ماہنامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم میں اس کے چند اہم حالات کا انکشاف کیا۔ مثلاً یہ کہ اس کا تعلق احمد رضا خانی سلسلہ سے ہے اور اس نے " حول الاحتفال بذکری المولد النبوی " کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے۔ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کی یہ دلیل لکھی کہ حدیث قدسی ہے انا جلیس من ذکرنی (یعنی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو میرا ذکر کرے میں اس کا ہم نشین ہوتا ہوں) اور چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کے اخلاق اپنے اندر سموئے ہوئے تھے۔۔۔ لہٰذا اس کا تقاضا ہے کہ جس مقام میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہو آپ کی روح مبارکہ آپ کا ذکر کرنے والے کے پاس ہو۔

(انا للہ وانا الیہ راجعون)

یہ مواد میرے لیے مزید تحقیق کا باعث ہوا اور داعیہ پیدا ہوا کہ محمد علوی کی دیگر کتابوں کو تلاش کیا جائے۔ اسی زمانے میں حج پر جانے کا موقع ملا۔ مدرسہ صولتیہ والوں سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے میری دلچسپی دیکھتے ہوئے مجھے کچھ کتابیں ہدیہ کے طور پر دیں۔ جن میں بعض کتابیں خود محمد علوی کی تصنیف شدہ تھیں اور کچھ وہ تھیں جو محمد علوی کے دفاع میں لکھی گئی تھیں۔ ان کتابوں سے اتنا فائدہ ہوا کہ یہ علم ہو گیا کہ خود سعودیہ میں محمد علوی کے خلاف اصل کتاب "حوار مع المالکی" کے نام سے چھپی ہے۔ وہ کتاب بازار میں کہیں نہ ملی۔ مسجد نبوی میں فیصل آباد سے تعلق رکھنے والے ایک الیاس صاحب سے ملاقات ہوئی جن سے محمد علوی کے خلاف لکھی ہوئی کتاب ملی۔ میری درخواست پر الیاس صاحب مجھے صوفی اقبال صاحب کے حلقے کے مفتی حبیب اللہ صاحب کے مکان پر بھی لے گئے۔ ان کا کتب خانہ دیکھا لیکن محمد علوی کی مزید کوئی کتاب وہاں نہ تھی۔ بعد میں مدینہ منورہ ہی میں حضرت شیخ مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کے خلیفہ مولانا اسماعیل بدات مدظلہ سے ملاقات ہوئی اور محمد علوی کا تذکرہ آیا تو انہوں نے "حوار مع المالکی" کا اپنا نسخہ مجھے عطا فرمایا۔ وہ کتاب پڑھنے سے معلوم ہوا کہ اصل فتنہ محمد علوی کی وہ کتاب ہے جو "الذخائر المحمدیہ" کے نام سے چھپی ہے۔

اتنے میں پاکستان واپسی ہو گئی۔ یہاں معلوم ہوا کہ "الذخائر المحمدیہ" کا اردو ترجمہ بازار

میں دستیاب ہے۔ وہ لے کر دیکھا لیکن اصل کتاب کی ضرورت باقی رہی۔ البتہ اتنا اندازہ ہو گیا کہ اصل عربی کتاب لاہور میں موجود ہے۔ ہمارے جامعہ کے ایک ساتھی نے دوڑ دھوپ کر کے ایک بریلوی کتب خانہ کے ذریعہ اصل کتاب کی فوٹو کاپی قیمتاً کروا کر دلوائی۔

اب محمد علوی کے تمام عقائد کھل کر سامنے آ گئے۔ "مفاهيم يجب ان تصحح" جس کا ترجمہ صوفی اقبال صاحب کی ہدایت پر اصلاح مفاہیم رحمہ اللہ کے نام سے کر کے شائع کیا گیا یہ بھی درحقیقت محمد علوی نے "الذخائر المحمدية" پر کی جانے والی تنقید کے جواب میں لکھی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو محمد علوی کے عقائد پر ایک تفصیلی مضمون لکھا جو انوار مدینہ میں شائع ہوا۔ بعد میں ادارہ حق چار یار رضی اللہ عنہم نے اس کو کتابچہ کی صورت میں شائع کیا جو میرا خیال ہے کہ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی رضا مندی سے ہی شائع کیا گیا ہوگا (البتہ عجلت کی وجہ سے اس کتابچہ میں کتابت کی خاصی غلطیاں رہ گئی تھیں)۔

بعد میں کچھ اور باتیں سامنے آئیں تو حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کے دفاع میں ان کے چار خلفاء کی "داستان عبرت" کے نام سے ایک کتابچہ لکھا اور شائع کیا جو حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کے کہنے پر ماہنامہ حق چار یار میں من وعن شائع ہوا۔ اس کی اشاعت کے فوراً بعد مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی کا رجوع نامہ شائع ہوا جو محض دفع الوقتی تھا۔ لہٰذا اس رجوع نامہ کی حقیقت داستان عبرت نمبر 2 کے نام سے لکھ کر شائع کی۔ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کے حکم سے وہ بھی حق چار یار میں من وعن شائع ہوا۔

اپنی داستان سنانے سے غرض یہ تھی کہ اس داستان کی ابتداء وانتہاء دونوں ہی میں حضرت رحمہ اللہ کی اپنی کاوش اور تحقیق حق و ابطال باطل کو دخل تھا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کو بہت بہت بلند درجے عطا فرمائیں اور ہم پیچھے رہ جانے والوں کو دنیا و آخرت میں اپنی عافیت سے نوازیں۔ (آمین)

❀❀❀❀

# بندۂ نفیس

✍ پروفیسر احمد عبدالرحمٰن صدیقی ☆

''یہ نصف صدی کا قصہ ہے دو چار برس کی بات نہیں''

بحمدہ تعالیٰ، یادش بخیر! بندۂ عاجز ۱۹۵۷ء میں شیخ التفسیر قطب العالم حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے نیا نیا بیعت ہو کر واپس نوشہرہ چھاؤنی پہنچا۔ تو میری ابتدائی درسی کتب صرف ونحو وغیرہ کے استاد، خطیب جامع مسجد حضرت مولانا القاضی عبدالسلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز حکیم الامت حضرت العلامہ تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس مرتبہ محرم کے جلسوں میں ایک جید عالم اور شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت مولانا القاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ چکوال سے تشریف لانے کی دعوت قبول فرما چکے ہیں اور ان کو مودودی صاحب کے بارہ میں ایک درس دینے کی درخواست بھی کر دی گئی ہے۔ ہم سب طلباء محترم حکیم جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ کی زیر ہدایت اجتماعات کی تیاری میں اور ایک ایک دکان وگھر میں (اس دور میں یہی طریقہ تھا) ٹولیوں کی شکل میں دعوت شمولیت دینے میں منہمک ہو گئے۔ چند دنوں کے بعد یہ اجتماعات شروع ہوئے تو اختلافات شدت اختیار کر چکے تھے۔ اور دھمکیاں بھی ملتی رہیں کہ ہم حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ چکوالی کو نوشہرہ نہیں آنے دیں گے۔ بہر حال اس فضا میں حسب پروگرام حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ موصوف بعض احباب کے جلو میں نوشہرہ تشریف لے آئے۔ جلسوں اور درسوں میں دو دن تک خوب سمجھانے کے اپنے مخصوص انداز میں سینکڑوں نوجوان اور ہزاروں شرکاء کو مستفید فرمایا۔

## باعث رحمت ملاقات

حضرت القاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے یہ پہلی ملاقات ہم طلباء کے لیے باعث رحمت بنی اور الحمدللہ ذہن اس طرح فتنوں کے خلاف کام کرنے کے لیے تیار ہوا کہ آج قریبا نصف صدی گزرنے کے

---

☆ مدیر نظارۃ المعارف، نوشہرہ کینٹ

باوجود اس کی برکات حاصل ہیں۔ انہیں دنوں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کتاب [ مودودی عقائد ونظریات پر ایک تنقیدی نظر] بھی شائع ہو چکی تھی جو بعد میں ''مودودی مذہب'' کے نام سے ان گنت مرتبہ اور مختلف انداز سے شائع ہوتی رہی۔ اس کتاب کے آخر میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کو علماء حق کی جماعت ''جمعیۃ علماء اسلام'' میں شمولیت کی دعوت دیتے ہوئے اسے اولیاء کرام و بزرگوں کی جماعت قرار دیا اور حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے نام نامی کے ساتھ ''شیخ پاکستان'' کے عجیب الفاظ لکھے دیکھے تو جذبات عقیدت ومحبت حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مزید بڑھ گئے اور اسی وجہ سے سال میں ایک آدھ ملاقات تو ضرور ہو جایا کرتی تھی۔ کبھی بندہ لاہور یا جہلم جلسوں اور میٹنگوں میں حاضر ہوتا اور کبھی چکوال! حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بہت شفقت سے ہمیشہ نوازا۔ چکوال میں اپنی بیٹھک میں گھنٹوں وقت عطا فرماتے اور خطوط کے جوابات بھی اہتمام اور تفصیل سے عنایت فرماتے اور اپنی طبع شدہ کتابیں اہتمام سے بھی عطا فرماتے بلکہ بعض موقر کتب ڈاک سے بھی بھجوا کر اپنی سرپرستی ومحبت سے نوازا کرتے۔ ان میں جو چیزیں موجود ہیں۔ ان شاء اللہ العزیز اسے مرتب کرنے کا ارادہ ہے احباب کرام خلوص سے اس کے لیے اور دیگر تاریخی مسودات کے بعافیت وجلد مکمل ہو کر شائع ہونے کی دعائیں فرمائیں۔ فجزاکم اللہ تعالیٰ

## کھلا اور مضبوط مسلک

بندہ کو یہ یاد نہیں پڑتا کہ کبھی کوئی دینی یا سیاسی فتنہ ملک میں اُٹھا ہو، اور حضرت الشیخ القاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر واضح اور ڈٹ کر کھلا و مضبوط مسلک پیش نہ کیا ہو۔ ایچ پیچ اور مداہنت نام کی کوئی چیز حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں نہ تھی۔ اپنے بزرگوں اور خاص کر شیخ العرب والعجم مجاہد اعظم حضرت مولانا حسین احمد المدنی رحمۃ اللہ علیہ اور مجاہد کبیر شیخ وقت حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے اتباع میں انہی کے رنگ میں احقاق حق اور ابطال باطل کے ہمیشہ داعی وساعی رہے۔

وہ ان دونوں بزرگوں کا اس والہانہ اور محبت کے انداز میں تذکرہ فرماتے کہ ہم خدام واحباب بھی جھوم جھوم جاتے اور اس مبارک مسلک پر مضبوطی سے جمے رہنے کی ہمیں تلقین فرماتے اور اس خادم کو تو اکثر فرماتے کہ دور حاضر میں یہ دونوں بزرگ من جانب اللہ تعالیٰ سنی مسلک حق کے امام اور علامت بنا دیئے گئے ہیں اور قاضی صاحب ان کو حق کی کسوٹی قرار دیتے تھے۔

## ہر باطل کے سامنے سینہ سپر

بندۂ عاجز یہ یقین رکھتا ہے کہ حضرت موصوف رحمۃ اللہ علیہ کو رب کریم جل شانہ نے ہر باطل کے

سامنے سینہ سپر ہونے اور دلائل و براہین سے اس کا پیچھا کرنے کی عظیم قوت ولعمت سے نواز دیا تھا اور ''امام اہل سنت'' ہونے کے ناطے ایک عظیم غیبی نصرت سے نوازا ہوا تھا کہ نہ صرف پرائے بلکہ اپنے لوگ بھی اس زد میں آ جاتے تھے۔ کتنا ہی قرب اور محبت کا جماعتی یا مسلکی تعلق ہو جب کسی طرف سے کوئی بات یا عمل حقیقی اہل سنت والجماعت کے خلاف محسوس کیا بس فوراً اس پر مضبوط گرفت اور نکیر فرمائی۔ پمفلٹ اور کتب تحریر فرمائیں۔ دروس وتقاریر کے ذریعہ اس کا تعاقب فرمایا پس اللہ تعالیٰ اس بندۂ نفیس و عجیب پر اپنی کروڑوں رحمتیں و برکات ہمیشہ برساتا رہے۔ آمین......

## دیوبند کے اجلاس میں عجیب بہار

دارالعلوم دیوبند کے صد سالہ جلسۂ دستار بندی (غالباً ۱۹۸۰ء) میں اپنے خدام وعقیدت مندوں کے ساتھ جس شان کے ساتھ تشریف لے گئے اور اس تاریخی عظیم پنڈال میں اپنا مخصوص خیمہ لگوا کر اس پر ''خدام اہل سنت'' کے خوبصورت جھنڈے اور اشتہارات وپمفلٹوں سے ایک عجیب بہار پیدا کر دی تھی۔ اکناف عالم اور اطراف ہند سے آئے ہوئے لوگ اس انداز سے بہت متاثر ہوتے رہے اور اس جیتے جاگتے نمونۂ حضرت مدنی رحمہ اللہ سے ملاقات کر کے ایسے خوش ہوتے کہ ان کے چہروں سے مسرت اور عقیدت ٹپکتی ہوئی نظر آتی تھی۔ حضرت کے دست راست حضرت مولانا القاضی عبداللطیف صاحب جہلمی رحمہ اللہ خلیفہ مجاز حضرت الشیخ لاہوری رحمہ اللہ ایسے کئی واقعات نوٹ کر کے بندہ عاجز کو بھی اپنی ڈائری میں سے پڑھاتے تھے۔

## حسن خاتمہ کی فکر

آخری ملاقات شدید بیماری کے دنوں میں ہوئی۔ باوجود طبی پابندیوں کے بندہ کو اپنے حجرۂ خاص میں بلوا کر کافی دیر دعاؤں اور ارشادات عالیہ سے نوازتے رہے۔ اس ملاقات میں بندہ نے محسوس کیا کہ حسن خاتمہ کی بڑی فکر دامن گیر تھی کہ بار بار اس کے لیے دعاؤں کا فرما رہے تھے۔ اس کے باوجود حسب عادت بعض فتنوں پر تبصرہ فرمایا۔ جن میں ایک تو اپنے حقانی دیوبندی احباب میں سے ''بعض پیروں کے لبادہ میں دکانداروں'' پر ناراضگی کا اظہار فرمایا کہ یہ لوگ اپنے بزرگوں واکابر کے لیے باعث عار وننگ بن گئے ہیں اور اپنی دکان وکاروبار چمکانے کے لیے ایسے ایسے ہتھکنڈوں اور پروپیگنڈے سے کام لیتے ہیں (ان کی کچھ تفصیل بھی حضرت رحمہ اللہ نے باوجود نقاہت وکمزوری ارشاد فرمائی تھی) اور بہت صدمہ کا

اظہار کرتے ہوئے حال ہی میں شائع شدہ ایک مشہور مصنف کی کتاب دکھلائی کہ ان کے ذریعہ ایک پرانی کتاب کو نئے انداز سے مرتب کروا کر پھر اپنے نام کے ساتھ کئی جھوٹے القاب اور خطابات جوڑ کر چھپوا دی ہے۔ اس طرح بعض مدارس میں لوگوں کے عطیات سے اپنے اور اپنے خاندان والوں کی پرورش اور دھندے کا تذکرہ فرمایا۔ اس طرح عام مسلمانوں کے اعتماد کو ٹھیس پہنچانے اور خوف خدا سے نڈر ہونے پر افسوس فرماتے رہے۔ ساتھ ہی بزرگوں و علماء کے مزارات، عام قبرستانوں سے ہٹ کر اپنے اپنے اداروں میں مزار بنانا اسے ایک نئی بدعت قرار دیا کہ پہلے تو مخصوص لوگ ایسا کرتے تھے اب سب نے یہ کام شروع کر دیا ہے۔

پھر بندۂ عاجز سے فرمایا کہ ان فتنوں کے خلاف بھی کام کرنے کی ضرورت ہے اور بعض سیاسی حالات پر بھی تبصرہ فرمایا۔ بندہ سوچتا رہا کہ بیماری کی اس شدت میں اور ایسے حالات میں بھی یہ "عظیم شخص" کس طرح اپنے اکابر کی مبارک روایات کو نبھائے ہوئے ہے۔

## اکابرین کی آخر نشانی

بندہ عاجز اس کے بعد سفر حج مبارک پر تھا کہ یہ المناک خبر سنی کہ حضرت جامع الکمالات یادگار اسلاف، مجاہد ملت، امام اہل سنت، قاطع شرک و بدعات حضرت القاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ واصل بحق ہوگئے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

دیار شریفہ حرمین شریفین زادھما اللہ شرفا و تکریما میں ایصال ثواب کرنے کی سعادت نصیب ہوئی اور مولانا مفتی شیر محمد صاحب علوی سے ایک گفتگو میں بندہ نے تعزیتی ملاقات میں یہ محسوس کیا کہ ہم سب کے نزدیک اکابرین کی آخری نشانی بھی رخصت ہوگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے مرقد انور پر ہمیشہ ہمیشہ رحمتوں و برکتوں کی بارش چھم چھم برساتا رہے اور روح و رضوان سے نواز کر جنت الفردوس کا مالک بنا دے۔ آمین

اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی سعادت سے ہمیشہ مشرف رکھے۔

آمین بجاہ النبی الامین الکریم

# مردِ......درویش

مولانا عبدالمعبود صاحب ☆

بعدالحمد والصلوۃ.

مجسمۂ زہد وایثار، پیکر تقدس وتقویٰ، کوہ استقامت وجلالت، منبع فضائل وکمالات، صبر ورضا اور توکل کی جیتی جاگتی تصویر، علم کا سمندر، عرفاں کا بحرعمیق، یادگارِ اسلاف، مجاہد ومجاہد ساز، عارف کامل، ناموس رسالت کے فدا کار، عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم پر سو جان سے نثار، شیخ العرب والعجم سید حسین احمد مدنی برداللہ مضجعہ کی مسند رشد وہدایت کے جلوہ نشیں، اور شیخ التفسیر، امام الاولیاء مولانا احمد علی لاہوری نوراللہ مرقدہ کی ریاضت وجفاکشی کا عکس جمیل، سیدی وسندی ومولائی امیر تحریک خدام اہل سنت وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت قاضی مظہر حسین صاحب قدس سرہ کی ذات ستودہ صفات ان عظیم تاریخی اور نابغۂ روزگار شخصیات میں سے ایک تھی، جو قوموں کی تاریخ میں اہم رول ادا کرتی اور اپنے شاندار اور تابناک تاریخی کارناموں کے باعث تاریخ میں بلند مقام پاتی ہیں، جنہیں قومیں اپنے لیے سرمایہ عز وافتخار سمجھتی اور ان کے تعلق پر فخر اور ناز کرتی ہیں، اور جن کا کام اور نام تاریخ میں ہمیشہ روشن وتابندہ رہتا ہے۔

## دینی حمیت

حضرت الامیر رحمۃ اللہ علیہ دینی غیرت وحمیت سے سرشار تھے، دینی اقدار کی پامالی پر "بِلَاخَوْفَ لَوْمَةَ لَائِمٍ" برملا نکیر کرتے اور پوری شدت اور قوت کے ساتھ اپنی بیزاری کا اظہار کرتے تھے۔ حق بات کہنے میں کبھی مصلحت آڑے نہیں آئی۔ بلکہ حق بات کہنے میں بڑے بے باک اور جری تھے۔ جب کبھی خلاف حق کوئی بات دیکھتے یا سنتے، تو پھر فاروقی صفت "وَاَشَدُّهُمْ فِی اَمْرِ اللّٰهِ عُمَرُ" کا مکمل نمونہ بن جاتے تھے۔

ملوک وامراء ہوں یا عمائدین سلطنت، مذہبی زعماء ہوں یا سیاسی رہنما جس کسی سے بھی خلاف حق

☆ خطیب جامع مسجد پھولوں والی، راولپنڈی

کسی بات کا اظہار ہوتا، تو بغیر کسی لگی لپٹی کے احقاقِ حق کرنے سے بھی کبھی گریز نہیں کیا۔ ایسے مواقع پر آپ ہمیشہ غیرت وحمیت دینی کی برہان اور جلال الٰہی کے "مظہر" ہوتے۔

## درویشانہ زندگی

حضرت اقدس رحمہ اللہ ہر شعبۂ حیات میں دنیا کی نیرنگیوں سے کوسوں دور رہے۔ دنیا کی محبت وعظمت انہیں کسی بھی انداز سے متاثر نہ کر سکی۔ دنیا سے بے رغبتی اور بے اعتنائی ان کی زندگی کا طغرائے امتیاز تھا۔ زہد وقناعت میں وہ بوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے عاشق زار اور ورع وتقویٰ اور عبادت وریاضت میں غزالی دوراں تھے۔ حضرت اقدس رحمہ اللہ لباس وپوشاک، خورد ونوش اور رہن سہن ہر معاملہ میں تکلفات سے مبرا رہے، آبائی گاؤں کی چالیس سالہ زندگی والد گرامی قدر ہی کے مکان میں بسر فرمائی اور چکوال کی پچاس سالہ زندگی مدرسہ کے حجرہ نما مکان میں گزار دی۔ نہ اپنے لیے نہ اہل وعیال کے لیے کوٹھی، بنگلہ یا مکان بنایا۔

كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ. کا عملی مظاہر ان ہی کی شایان شان تھا۔

سب سے زیادہ تعجب انگیز اور حیرت افزا بات تو یہ ہے کہ حضرت قاضی صاحب نے ساری زندگی نہ مدارس سے، نہ مساجد کی امامت وخطابت کے عوض اور نہ ہی جلسوں اور کانفرنسوں میں کبھی کسی سے کوئی ہدیہ وشکرانہ وصول کیا اور نہ ہی کوئی اور ذریعہ آمدن تھا۔ سفید پوشی اور عیالداری کے باوجود کبھی کسی کے سامنے دست طلب دراز نہیں کیا متعلقین اور مریدین کے نذرانے وصول کرنے کی کبھی سوچی ہی نہیں۔

اللہ تعالیٰ کی وصف "رزاقیت" پر اس قدر کامل یقین تھا کہ اسباب سے بے نیاز ہو کر خزانہ غیب سے ہمیشہ مقسوم رزق فراوانی سے وصول کرتے رہے اور زبانِ حال سے یہ نعرۂ مستانہ لگاتے رہے۔

وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهُ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ. [سورہ طلاق]

حضرت کے حسب حال شاعر بھی ہمنوائی کرتے ہوئے کہتا ہے ......

میرا طریق امیری نہیں فقیری ہے
خودی نہ بیچ غریبی میں نام پیدا کر

راقم نے ستر سالہ زندگی علماء کرام کی کفش برداری میں گذاری ہے، بے شمار علماء کی خدمت کا شرف حاصل ہوا۔ لیکن جو شانِ استغناء سیدی ومرشدی قطب الارشاد حضرت لاہوری رحمہ اللہ اور حضرت قاضی صاحب نور اللہ مرقدہ کی دیکھی کہیں بھی اس کی جھلک نظر نہیں آتی۔

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ساری زندگی دینی خدمات پر کبھی معاوضہ وصول نہیں کیا اگر کوئی آدمی جلسے کے لیے وقت لیتا تو ارشاد فرماتے ”آنے کا وعدہ نہیں کرتا اگر اللہ نے کرایہ دے دیا تو آ جاؤں گا۔“

اور ان کی اولاد بھی ان ہی اوصاف کی حامل تھی اور حضرت قاضی صاحب نے بھی ساری زندگی درویشی میں گزار دی کسی بھی خدمت کے بدلے میں یہی موقف تھا۔

وَمَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ.

## اصلاح معاشرہ

حضرت اقدس دورِ حاضر میں علم و عمل کا مرقع، زہد و قناعت کا مجسمہ اور اطاعت خدا اور سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسین پیکر تھے۔ اپنے گرد و پیش اور پوری مسلم قوم کی غیر اسلامی بود و باش اور افعال و اعمال پر ہر وقت کڑی نظر رکھے رہتے اور ان کی اصلاح و فلاح کی جد و جہد تا دم واپسیں جاری رکھی۔

درس و تدریس، تعلیم و تعلم، دعوت و تبلیغ اور وعظ و نصیحت کے ذریعہ احیاء سنت، ردِ بدعات، لوگوں کی عادت و اخلاق، عقائد و اعمال اور سماجی و معاشرتی خرابیوں کی اصلاح میں بھرپور کردار ادا فرمایا، سارے علاقے میں تبلیغی جلسے اور کانفرنسیں منعقد کرتے اور اکابر علماء کرام کی تقاریر کا انتظام فرماتے۔ جس سے علاقے کے عوام کی کایا پلٹ گئی۔ جو لوگ رسم و رواج اور بدعات کے شیدائی تھے، وہ رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کے فدائی بن گئے، عقائد میں رسوخ اور اعمال میں سنت کی چاشنی نمایاں نظر آتی تھی ......

کہیں مدت سے ساقی بھیجتا ہے ایسا مستانہ
بدل دیتا ہے جو بگڑا ہوا دستور میخانہ

حضرت اقدس کے پُر کیف، پُر اثر، دلنشیں اور شیریں مواعظ بے حد مقبول اور سحر انگیز ہوتے تھے۔ کیوں نہ ہو، کسی اللہ والے نے اس حقیقت کو کیسی عمدگی سے واضح فرمایا ہے ......

”از دل خیزد، بر دل ریزد“

(جو بات دل سے نکلتی ہے وہ دل پر ہی لگتی ہے)

حضرت کے مواعظ میں علم و عرفاں اور حقائق و معارف کی بارش ہوتی تھی۔ پیرانہ سالی، نحیف و ضعیف بدن کے باوجود گھنٹوں تسلسل کے ساتھ مواعظ کا سلسلہ جاری رہتا۔

## مدرسہ اظہار الاسلام کا قیام

''مدرسہ اظہار الاسلام'' کے نام سے حضرت اقدس رحمہ اللہ نے اپنے آبائی گاؤں بھیں میں مدرسہ قائم فرمایا۔ مدرسہ دور افتادہ علاقہ میں تھا جہاں نہ تو ذرائع مواصلات دستیاب تھے اور نہ ہی کوئی قابل ذکر سہولت میسر تھی جو طلباء کی کشش کا باعث ہوتی۔

قرآنی علوم و معارف کی ترویج و ترقی اور تعلیم و تعلم کا مطلوبہ معیار بالکل معدوم اور مدرسہ روبہ تنزل تھا، جس کا حضرت کو شدید قلق تھا۔ طویل غور و خوض اور اپنے مرشد و مربی شیخ العرب والعجم سید حسین احمد مدنی قدس سرہ سے مشاورت اور استخارہ کے بعد حضرت نے چکوال کو رشد و ہدایت اور اسلامی علوم و فنون کی نشر و اشاعت اور بیعت و ارشاد کا مرکز بنانے کا تہیہ کر لیا۔ چنانچہ آج سے ٹھیک نصف صدی قبل ۲۸ جنوری ۱۹۵۵ء چکوال کے ویرانے میں شہری آبادی سے دور ''کالج والی مسجد'' میں مدرسہ کی داغ بیل ڈالی ''نورِ عرفاں'' کی چکوال منتقلی سے بھیں اور گرد و نواح کے احباب میں کھلبلی مچ گئی۔ انہیں حضرت اقدس رحمہ اللہ کی جدائی کسی قیمت گوارہ نہ تھی۔ چکوال رشد و ہدایت کا مرکز بن جانے سے حضرت کی مستقل سکونت بھی ویسی ہی ناگزیر تھی، اس لیے علاقہ کے لوگوں نے حضرت سے بارہا درخواست کی کہ ہمیں داغ مفارقت نہ دیں۔ لیکن حضرت کے سامنے مدرسہ کا جو روشن مستقبل تھا اس سے کیسے دستبردار ہو جاتے، راقم اثیم اس دور میں حضرت کے زیر سایہ بھیں میں زیر تعلیم تھا۔ چکوال کے سعادت مند احباب نے انصار مدینہ کے ایثار و فدائیت کی یاد تازہ کر دی، انہوں نے نہایت وسعت قلبی اور خندہ روی سے حضرت کو خوش آمدید کہا۔ ان کا تعاون اور جذبہ بے حد قابل ستائش اور لائق صد آفرین تھا۔ اس مقدس مشن کا آغاز خطبہ جمعہ اور درس قرآن سے ہوا۔

چکوال سے بھیں سفر، ناہموار اور دشوار و گذار راستہ، حضرت رحمہ اللہ عموماً سائیکل پر طے کرتے اور ایک عرصہ تک یہی طریقہ جاری رہا۔ حضرت اقدس رحمہ اللہ کے خلوص اور للہیت کا کرشمہ کہ چکوال میں مدرسہ کو تعجب خیز مقبولیت اور کشش حاصل ہوئی، مدرسہ نے جلد ترقی کی منازل طے کر لیں اور مرجع خلائق بن گیا۔ ۱۹۵۷ء میں حضرت کا قیام کالج والی مسجد سے ''مدنی مسجد'' میں ہو گیا۔ تعلیم و تربیت اور بہترین نظم و نسق کی وجہ سے مدرسہ دوسرے مدارس سے ممتاز ہو گیا اور شائقین علوم نبوت کی توجہ کا مرکز بن گیا، حضرت رحمہ اللہ کی باطنی توجہ اور ظاہری تربیت نے طلبہ میں دینی حمیت اور جذبہ نصرت دین اور احیاء سنت

کی روح پیدا کر دی۔ اس وقت مدرسہ اظہار الاسلام کو مرکزی حیثیت حاصل ہے اور سارے علاقے میں اس کی بے شمار شاخیں قائم ہیں۔ جن میں سے پچاس مدارس کا تعلق مدرسہ اظہار الاسلام سے ہے۔

ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء.

## مدرسہ بنات کا قیام

حضرت اقدس قدس سرہ کی باقیات الصالحات میں سے ایک عدیم المثال اور عظیم الشان کارنامہ "جامعہ اہل سنت تعلیم النسواں" بھی ہے، جامعہ کا قیام ایسے وقت ہوا کہ سنی بچیوں کی تعلیم و تربیت کے انتظام سے دیہاتوں کے علاقے اور شہروں کے شہر خالی اور عاری تھے، گویا کہ انسانیت کی اولین تربیت گاہ "عورت" کی تربیت و اصلاح کا فریضہ طاق نسیاں کی نذر ہو چکا تھا، اکثر بیشتر مقتدر علماء کرام کی اہل خانہ بھی دینی تعلیم سے بے بہرہ تھیں۔ حالانکہ معاشرہ کی اصلاح، افکار اور انسانی تعمیر و ترقی میں جو کردار عورت ادا کر سکتی ہے۔ وہ مردوں کی بساط سے باہر ہے۔

چنانچہ حضرت قاضی صاحب نے سنی بچیوں کی تعلیم و تربیت کا بیڑا اٹھایا اور ۱۹۶۰ء میں "جامعہ اہل سنت تعلیم النسواں" کے نام سے تعلیم اسلامی درسگاہ قائم فرمائی۔ جس کا نظم و نسق اور تعلیم و تربیت کی جملہ ذمہ داری حضرت [illegible] کی اہلیہ محترمہ کے سپرد تھی، جہاں سے سینکڑوں حافظات قاریات، فاضلات، عالمات اور مبلغات فیض یاب ہو چکی ہیں اور ملک کے طول و عرض میں علم و عرفان کے دیپ جلا کر مسلمان عورتوں اور بچیوں کے دلوں کو منور کر رہی ہیں۔ اللھم زد فزد.

## فتنوں کی سرکوبی

جس طرح اللہ جل شانہ نے سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کو ایک منفرد نوعیت کا ذوق عطا فرمایا تھا۔ جس کا اظہار وہ خود ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

کانوا یسئلونہ عن الخیر وکنت اسالہ عن الشر.

صحابہ حضور انور ﷺ سے خیر کے متعلق دریافت کیا کرتے تھے اور میں شر (فتنہ) کے بارے میں سوال کیا کرتا تھا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے امت کے علماء کرام کے بھی مختلف طبقات بنا دیئے، جن میں سے بعض علماء نے فتنوں کی تردید، خرابیوں کی نشاندہی، خطرات کی خبرداری اور امت کے ایمان و اعمال کی فتنوں کی باد سموم سے حفاظت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیا اور کسی لالچ، خوف اور ملامت کی پرواہ کیے بغیر امت

کے کسی بھی طبقہ میں پیدا ہونے والی خرابی اور فتنے کی نشاندہی، تعاقب اور سرکوبی کی جدوجہد جاری رکھی۔

امت کے ان ہی سربرآوردہ اور مشاہیر علماء کرام میں سے حضرت اقدس قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ بھی تھے۔ اگرچہ حضرت قاضی رحمہ اللہ صاحب عارف باللہ اور ولی کامل تھے، جن کے فیضانِ نظر سے لاتعداد مریدین کے دلوں کی دنیا بدل گئی۔ وہ وعظ و نصیحت اور اخلاق و آداب کے عظیم رہبر تھے، جن کی تقریر دلپذیر لوگوں کے من کی دنیا روشن اور تابندہ بنادینے میں زوداثر تھی، وہ سنت کے ایسے گرویدہ اور شیدائی تھے، جن کی سیرت و کردار پر بدترین دشمن بھی انگشت نمائی نہ کر سکے۔

لیکن ان کا سب سے نمایاں وصف اور ممتاز حیثیت فتنوں کا تعاقب اور سرکوبی تھی۔ گویا کہ اس پرفتن دور میں انہوں نے سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پرچم کو سربلند رکھا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا مصداق تھے۔

رجل آخذ بعنانِ فرسه خلف اعداء الله تعالیٰ یخیفهم ویخیفونهٗ.

ترجمہ: فتنہ کے دور میں ایمان کی حفاظت وہی شخص کر سکے گا، جو اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے خلاف گھوڑے کی لگام تھامے ہر وقت برسرپیکار رہے گا۔

حضرت اقدس رحمہ اللہ کا گھوڑا ان کا ''علم'' تھا اور ان کی ''لگام'' ان کا قلم تھا۔ جو ساری زندگی مختلف حریفوں کو للکارتے رہے، لیکن یہاں معدودے چند فتنوں کے تذکرہ پر اکتفا کیا جائے گا.........

## قادیانی فتنہ

فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کا جذبہ اور ولولہ حضرت اقدس رحمہ اللہ کو اپنے والد گرامی قدر مولانا کرم الدین دبیر رحمہ اللہ سے ورثہ میں ملا تھا۔ موصوف نے مرزا قادیانی کو عدالت میں گھسیٹا اور چاروں شانے چت کر دیا تھا۔ اس مقدمہ کی مکمل روئیداد ''تازیانہ عبرت'' کے نام سے کتابی شکل میں موجود ہے۔

## تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء

حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں ......

''تقسیم ہند اور قیام پاکستان کے بعد مرتد ظفر اللہ قادیانی کو پاکستان کا وزیر خارجہ بنایا گیا تھا۔ جس کی وجہ سے مرزائیوں کو بڑی تقویت ملی اور دوسرے ممالک میں بھی ان کی کافرانہ سرگرمیاں تیز ہو گئیں۔ علماء حق اس فتنہ کفر و ارتداد کے پھیلاؤ کو کیونکر برداشت کر سکتے تھے، مرد مجاہد امیر شریعت خطیب اعظم حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری (متوفی ۲۲ اگست ۱۹۶۱ء) میدان میں

آئے، انہوں نے منکرین ختم نبوت اور ان کے حامیوں کو للکارا۔ آپ کی پر جوش مجاہدانہ تقریروں سے ملک میں ہلچل مچ گئی۔'' [مقدمہ تازیانہ عبرت ص ۷]

۱۹۵۳ء میں جب میاں ممتاز دولتانہ مرحوم وزیر اعلیٰ پنجاب نے قادیانیوں کے خلاف تقریر کرنے پر پابندی لگا دی ...... پابندی کی خلاف ورزی کرتے ہوئے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے آرام باغ کراچی کے عظیم الشان جلسے میں تقریر کے دوران کہا......اے ناظم الدین میری بات غور سے سنو۔ میں تجھے مسلمان کی حیثیت سے نبی کریم ﷺ کا واسطہ دیتا ہوں، یہ مطالبے مان لو۔ میں تیری مرغیوں کو ساری عمر دانہ ڈالوں گا اور تیری جوتیاں اپنی ڈاڑھی سے صاف کروں گا۔''

اس تقریر کے بعد رات ۳ بجے پولیس نے مجلس عمل ختم نبوت کے دفتر کا گھیراؤ کر لیا اور حضرت بخاری سمیت جو زعماء دفتر میں موجود تھے سب کو گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد ملک بھر میں احتجاجی جلوس اور گرفتاریاں شروع ہوگئیں۔ [ماہنامہ حق چار یار ص ۲۶، ۲۷، جولائی ۱۹۹۸ء]

ضلع جہلم میں تحریک کا مرکز مولانا عبداللطیف صاحب جہلمی کی جامع مسجد گنبد والی تھی۔ پروگرام یہ تھا کہ ہر جمعہ کو جامع مسجد گنبد والی سے احتجاجی جلوس نکال کر گرفتاریاں دی جائیں گی۔

میں ان دنوں اپنے گاؤں بھیں تحصیل چکوال میں رہتا تھا۔ حسب پروگرام ۱۳/ مارچ ۱۹۵۳ء کے جمعہ پر جامع مسجد گنبد والی میں بندہ نے تقریر کی اور احتجاجی جلوس نکال کر گرفتاری پیش کر دی۔

دو دن کے بعد مولانا عبداللطیف صاحب جہلمی، مولانا حکیم سید علی شاہ صاحب، مولانا محمد صادق صاحب بریلوی، میاں کرم الٰہی صاحب مجاہد چکوال اور بندہ کو ڈسٹرکٹ جیل جہلم سے نکال کر لاہور لے گئے اور پھر لاہور سے ہی سنٹرل جیل منٹگمری (ساہیوال) منتقل کر دیا گیا۔

جیل میں مولانا جہلمی، مولانا حکیم سید علی شاہ صاحب اور بندہ کی کوٹھڑیاں ساتھ ساتھ تھیں اور اسی لائن میں میرے ساتھ آخری کوٹھڑی میں شیخ الحدیث صاحب غور غشتی تھے، کوٹھڑیاں دن رات کھلی رہتی تھیں، صرف سرکلر کے باہر کا بڑا گیٹ بند رہتا تھا۔ مولانا جہلمی کو امام نماز بنایا گیا تھا۔ نظر بندی کا یہ عرصہ مولانا جہلمی کی معیت میں گزرا۔ ڈسٹرکٹ جیل جہلم سے منتقل کر کے ہمیں سنٹرل جیل لاہور لایا گیا۔

## کامیابی

''بہرحال تحریک ختم نبوت کامیاب ہوئی۔ میاں ممتاز دولتانہ کی وزارت ختم ہوگئی، ظفراللہ قادیانی کو برطرف کر کے وزارت خارجہ سے ہٹا دیا گیا۔ نظربندوں کی رہائی شروع ہوگئی۔ ہم میں سے حضرت مولانا حکیم سید علی شاہ صاحب ڈومیلی والے پہلے، ان کے بعد حضرت جہلمی اور ان سے دو دن بعد ۱۴/ جنوری ۱۹۵۴ء کو بندہ کی رہائی ہوئی۔'' [ملخصاً ماہنامہ حق چاریار جولائی تا نومبر ۱۹۹۸ء]

## ۷۴ء کی تحریک ختم نبوت

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں...

''مرزائیت چونکہ بقول مرزا قادیانی آنجہانی انگریزوں کا خودکاشتہ پودا ہے۔ انگریز ہوں یا دوسرے کفار اس کی سرپرستی کرتے رہتے ہیں، مرزائیوں کی ریشہ دوانیاں جاری رہیں۔ اس فتنہ کفر وارتداد کے خلاف پھر علمائے اسلام میدان عمل آ گئے۔ مجلس عمل ختم نبوت قائم کی گئی۔ جس کے صدر مخدوم العلماء حضرت مولانا محمد یوسف صاحب محدث بنوری بانی جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی متوفی ۱۷/ اکتوبر ۱۹۷۷ء تھے۔ اس تحریک میں مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی اور حضرت مولانا مفتی محمود صاحب جنرل سیکرٹری جمعیت العلماء اسلام نے نمایاں کردار ادا کیا۔ اس عظیم تحریک کے نتیجہ میں قادیانی اور لاہوری مرزائیوں کو آئین پاکستان میں غیر مسلم قرار دیا گیا۔''

اس کے بعد حضرت لکھتے ہیں......

''مرزائی حضور سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب نبوت کے منکر اور غدار ہیں۔ وہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں دجال زمانہ مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی کی نبوت کے قائل ہو کر جہنم کا راستہ اختیار کر چکے ہیں۔ اگر بلا توبہ مر جائیں تو دوسرے کفار یہود و نصاریٰ کی طرح ہمیشہ ہمیشہ اپنے مرزا قادیانی کے ساتھ جہنم میں رہیں گے۔'' [مقدمہ، تازیانہ عبرت، ص ۹]

۱۹۷۴ء کی تحریک میں چکوال کو مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے تحریک میں قائدانہ کردار ادا فرمایا۔ شہر کے علاوہ سارے علاقہ میں جلسے اور کانفرنسیں منعقد کر کے تحریک کو کامیاب بنانے کے اقدام کیے۔

## پرویزی فتنہ

حضرت مولانا محمد عبدالرشید نعمانی رحمہ اللہ ''پیش لفظ'' متفقہ فتویٰ پرویز کافر ہے۔ میں لکھتے ہیں۔

''انگریز کے عہد نحوست میں جو تحریکیں اسلام کو مسخ و محرف کرنے کے لیے اُٹھیں ان میں سب سے پہلی تحریک نیچریت کی تھی۔ پھر ایک طرف ''قادیانیت'' نے نئی نبوت کے روپ میں جنم لیا اور دوسری طرف ''چکڑالویت'' نے انکار حدیث کا فتنہ برپا کیا۔ اس کے بعد خاکسار تحریک نے سر اُٹھایا اور پھر ان سب تحریکوں کا سڑا ہوا ملغوبہ پرویز کے حصہ میں آیا اور ان سب پر کمیونزم کا تعفن مستزاد ہوا۔''

چنانچہ پرویزی لٹریچر میں کمیونزم کا پورا معاشی ڈھانچہ اور اس کی مذہبی بیزاری، نیچریت کی مادہ پرستی، قادیانیت کا انکار جہاد، چکڑالویت کا انکار سنت، خاکساروں کی تحریف و تاویل سب خرابیاں یک جا موجود ہیں اور مسٹر پرویز کے قلم کی روانی نے ان غلاظتوں میں اور اضافہ کر دیا ہے۔

فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ.

(ان میں ان کی پہلی گندگی کے ساتھ اور گندگی بڑھا دی)

حضرت اقدس قدس سرہ لکھتے ہیں ......

''پاکستان کے پرویز نے ایران کے خسرو پرویز کی تقلید میں فرامین رسالت کا انکار کیا۔''

''یہ پاکستانی پرویز اس ایرانی پرویز ہی کا وارث بنا، اس کا پیدائشی نام غلام محمد ہے۔ لیکن یہ ایرانی پرویز کی طرح بجائے غلام کے دشمن احمد بنا اور اپنے آپ کو پرویز کے نام سے ہی متعارف کروایا۔ اس نے بظاہر حدیث رسول ﷺ کی حجیت کا انکار کیا۔ جس کی بنا پر اس کو کافر قرار دیا گیا۔ لیکن اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ یہ پہلے کافر بنا پھر اس نے اسلام اور قرآن سے بدظن کرنے کے لیے انکار حدیث کا راستہ اختیار کیا۔'' [ماہنامہ حق چار یار، ص ۴، اکتوبر ۲۰۰۱ء]

مزید لکھتے ہیں......

''پرویز کی مذکورہ تحریرات سے یہ نتیجہ نکالنا بالکل آسان ہے کہ وہ دراصل سرے سے قرآن ہی کا منکر ہے، اور قرآنی حقائق اور احکام کا ایسا معنی بیان کرتا ہے جن کا قرآنی آیات سے کوئی تعلق ہی نہیں ہوتا، دجل و فریب اور کذب و افتراء میں قادیانی دجال و کذاب سے بڑھا ہوا ہے اور اس

نے فہم قرآن، لغات القرآن اور معارف القرآن وغیرہ کے عنوان سے جو کتابیں لکھی ہیں اس میں اس نے شیطانی مکروفریب سے کام لے کر اہل اسلام کو دھوکا دینے کی کوشش کی ہے اور کئی عقل کے اندھے اس کے فریب میں مبتلا ہوگئے۔ ﴿انا للہ وانا الیہ راجعون﴾۔ [ماہنامہ حق چاریار، ص ۶، اکتوبر ۲۰۰۱ء]

حضرت اقدس قاضی صاحب نے غلام احمد پرویز کے کفریہ عقائد، افکار ونظریات پر تفصیلاً بحث کی ہے اور آخر میں ''خلاصہ بحث'' کے ضمن میں لکھتے ہیں

''ہم نے بطور نمونہ چند اقتباسات پر بحث کی ہے۔ اور قرآن حکیم کی آیات کی روشنی میں یہ ثابت کیا ہے کہ پرویز بظاہر تو قرآنی اتباع کا دعویٰ کرتا ہے، لیکن حقیقتاً وہ قرآن کے کلام اللہ ہونے کا منکر ہے۔ وہ خاتم النبیین ﷺ کی نبوت ورسالت کا بھی منکر ہے بلکہ وہ خالق کائنات کا بھی منکر ہے اور وہ کتاب اللہ کی روشنی میں یقیناً کافر ومرتد ہے۔ اور جو لوگ اس کے کفریہ نظریات کو صحیح مانتے ہیں وہ بھی کافر ومرتد ہیں۔ دریں حالات پاکستان کی ہر مسلمان حکومت کا فرض ہے کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی دجال وکذاب کی طرح پرویز اور اس کے پیروکاروں کو بھی کافر قرار دے کر کتاب وسنت کی حقانیت کا تحفظ کرے۔'' [ماہنامہ حق چاریار، ص ۱۴، نومبر ۲۰۰۱ء]

جب غلام احمد پرویز کے کفریہ نظریات کے پیش نظر ایک ہزار سے زائد علماء کرام نے کفر کا فتویٰ لگایا تو حضرت قاضی صاحب نے ان الفاظ کے ساتھ اس فتویٰ کی توثیق فرمائی......

''علمائے کرام نے منکر حدیث غلام احمد پرویز پر اس کی عبارات کی بنا پر جو کفر کا فتویٰ صادر فرمایا ہے ہمیں اس سے پورا پورا اتفاق ہے۔'' [پرویز کے متعلق علماء کا متفقہ فتویٰ، ص ۱۷۲، نمبر ۲۶۶]

## فتنہ شیعیت

حضرت اقدس وکیل صحابہ قاضی صاحب قدس سرہ کو قابل رشک دینی خدمات کے صلہ میں سنی مسلمانوں کی طرف سے ''وکیل صحابہ'' کا منفرد نوعیت کا خطاب حاصل تھا۔ چکوال شہر اور گردونواح کا سارا علاقہ شیعہ کی کثیر آبادی پر مشتمل ہے، پھر امام باڑہ کے پہلو میں ''مدنی مسجد اور مدرسہ اظہار الاسلام'' کا قیام اجتماع ضدین ہے، جو عموماً محال ہوتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق شیعہ کے عقائد ونظریات ڈھکے چھپے نہیں ہیں۔ ان سے مناظرہ ومباحثہ اور نزاع وجدال یقینی امر تھا۔

لیکن حضرت رحمہ اللہ نے بڑے طمطراق کے ساتھ ''کشتی حیات'' اس منجدھار میں ڈال دی اور پھر کمال

مہارت کے ساتھ اسے بحفاظت کنارہ تک لے جانے میں فائز المرام ہوئے، حضرت کا وجودِ مسعود شیعہ شنیعہ کے لیے تیغ بے نیام تھا، وہ تازیست ان سے نبرد آزما رہے، وہ شیعہ کے سینہ پر ببر شیر کی طرح برجماں ہوکر چنگھاڑتے اور گرجتے رہے، ہمیشہ مدنی مسجد سے "ھل من مبارز" (ہے کوئی سامنے آنے والا؟) کا نعرۂ مستانہ گونجتا رہا، شیعہ کے ساتھ ''رزم'' کا بازار ہمیشہ گرم رہا اور بارہا سنتِ یوسفی ادا کرتے ہوئے ''پس دیوارزنداں'' جلوہ افروز ہوتے رہے۔ حضرت قاضی صاحب کی مخلصانہ کوششوں اور جرات مندانہ اقدام سے جہاں عام سنی مسلمانوں کے عقائد واعمال میں نکھار پیدا ہوا اور ان کے قلوب عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم سے معمور ہوئے، وہاں شیعہ علماء اور مجتہد بھی حضرت قاضی صاحب کے مقابلہ کی تاب نہ لاکر دم بخود ہوگئے۔ اور اہل سنت کی فتح وکامرانی کا پھریرا ہر گھر پر لہرانے لگا۔ حضرت قاضی صاحب ہی کی کتابوں سے شیعہ کے باطل عقائد کی ایک جھلک پیش کی جاتی ہے......

''کچھ ایسے مدعیان اسلام پیدا ہوئے۔ جنہوں نے نہ صرف اصحاب رسول کے فضائل ومحاسن کا انکار کیا۔ بلکہ بڑی شدت سے اللہ تعالیٰ کے ان قدسی صفات بندوں پر کفرونفاق کا الزام لگایا۔''

[مقدمہ آفتاب، ہدایت، ص۱۰]

شیعہ مجتہد مولوی محمد حسین ڈھکو نے اپنی کتاب ''تجلیات صداقت بجواب آفتاب ہدایت'' ص ۲۰۱ میں لکھا ہے......

''دراصل بات یہ ہے کہ ہمارے اور برادرانِ اسلامی میں اس سلسلہ میں جو کچھ نزاع ہے وہ صرف اصحاب ثلاثہ کے بارے میں ہے۔ اہل سنت ان کو بعد از نبی تمام اصحاب وامت سے افضل جانتے ہیں۔ اور ہم ان کو دولت ایمان وایقان اور اخلاص سے تہی دامن جانتے ہیں۔''

[مقدمہ مطرقۃ الکرامہ، ص۲۸]

## تحریفِ قرآن

شیعہ کا عقیدہ ہے کہ دنیا میں موجود قرآن مجید اصلی نہیں ہے، اس میں تحریف کی گئی ہے، اصلی اور خدا کا قرآن وہ تھا جسے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جمع کیا تھا، جسے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قبول نہیں کیا، پھر اسے غائب کردیا گیا ہے۔

حضرت قاضی صاحب نقل کرتے ہیں......

''ایک شخص نے حضرت ابوعبداللہ یعنی امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے قرآن پڑھا۔ میں کان لگا کر سن رہا تھا، اس کی قرأت عام لوگوں کی قرأت کے خلاف تھی۔ حضرت نے فرمایا...... اس طرح نہ پڑھو بلکہ جیسے سب لوگ پڑھتے ہیں تم بھی پڑھو جب تک ظہور قائم آل محمد نہ ہو، جب ظہور ہوگا تو وہ قرآن کو صحیح صورت میں تلاوت کریں گے۔ اور اس قرآن کو نکال لیں گے جو حضرت علی علیہ السلام نے لکھا تھا۔''

اور فرمایا:

''جب حضرت علی رضی اللہ عنہ جمع قرآن اور اس کی کتابت سے فارغ ہوئے تھے۔ تو آپ نے اس کو حکومت کے سامنے پیش کر کے فرمایا تھا کہ یہ ہے کتاب اللہ۔ جس کو میں نے اسی ترتیب سے جمع کیا ہے جس طرح حضرت رسول خدا پر نازل ہوئی تھی۔ میں نے اس کو دولوحوں (لوح دل اور لوح مکتوب) سے جمع کیا، انہوں نے کہا ہمارے پاس جامع قرآن موجود ہے۔ ہمیں آپ کے قرآن کی ضرورت نہیں۔ حضرت نے فرمایا...... بخدا اس کے بعد اب تم کبھی اس کو نہ دیکھو گے۔ میرا فرض ہے کہ میں تم کو اس سے آگاہ کردوں، تاکہ تم اس کو پڑھو۔''

[شافی ترجمہ اصول کافی جلد دوم، ص ۶۳۱۔ دعوت اتحاد کا جائزہ، ص ۵۸]

## بارہ امام رسول تھے

ایک شیعہ مصنف سید یاور حسین جعفری نے اپنی کتاب ''سولہ مسئلے'' میں لکھا ہے......

''اب رسول خدا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب ہو گیا تھا کہ وہ علی کی رسالت وامامت اور ولایت کا اعلان کرتے۔ چنانچہ انہوں نے کیا اور کئی مواقع پر کیا۔ خصوصاً غدیر خم پر تو ایسا اعلان کیا کہ جسے بھلانے والے بھلا نہ سکے۔'' [مقدمہ مطرقۃ الکرامۃ، ص ۳۵]

امام باقر کا ارشاد ہے......

''جب قائم آل محمد یعنی مہدی ظاہر ہوں گے، خدا ملائکہ کے ذریعہ ان کی مدد کرے گا، اور سب سے پہلا شخص جوان سے بیعت کرے گا، وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے۔ پھر حضرت علی ان کی بیعت کریں گے۔'' [حق الیقین، ص ۳۴۷، (مقدمہ مطرقۃ الکرامۃ، ص ۳۵]

حضرت قاضی صاحب قدس سرہ نے شیعہ کے باطل مذہب کے خلاف متعدد کتابیں تصنیف فرمائی

ہیں۔حضرت فرماتے ہیں............

''چنانچہ رد شیعیت میں میری حسب ذیل تصانیف شاہد ہیں ① سنی مذہب حق ہے ② بشارت الدارین ③ پاکستان میں کلمہ اسلام کی تبدیلی کی ایک خطرناک سازش ④ سنی شیعہ دینی مدارس کا اتحادی فتنہ ⑤ دفاع صحابہ رضی اللہ عنہم ⑥ میاں طفیل محمد کی دعوت واتحاد کا جائزہ وغیرہ (کشف خارجیت ص۲۲) نیز ⑦ ہم ماتم کیوں نہیں کرتے ⑧ دفاع معاویہ رضی اللہ عنہ ⑨ یادگار حسین۔

## فتنہ مودودیت

قائد اہل سنت وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت اقدس قاضی صاحب قدس سرہ نے ایک مضمون بعنوان ''جماعت اسلامی ایک فتنہ انگیز تحریک'' ماہنامہ حق چار یار فروری ۲۰۰۲ء میں شائع فرمایا تھا،عنوان کی سنگینی کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت لکھتے ہیں......

''بظاہر بہت سخت اور تشویش ناک عنوان ہے۔جس کو وہ ناظرین بہت زیادہ ناپسند اور غیر مہذب قرار دیں گے، جو مودودیت کی حقیقت سے ناواقف ہیں اور جماعت اسلامی کی ظاہری تقسیم اور تحریکی جوش وخروش سے متاثر ہیں۔''

اور میں نے جو جماعت اسلامی کو ایک فتنہ انگیز تحریک قرار دیا ہے،تو اس کی وجہ مودودی صاحب کی وہ ناپاک عبارت ہے، جو ان کے ناپاک قلم سے سرزد ہوئی ہے، مودودی صاحب نے اپنی معرکتہ الآراء کتاب ''خلافت وملوکیت'' میں قرآن کے موعودہ تیسرے خلیفہ راشد حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کی پالیسی کو خطرناک اور فتنہ انگیز قرار دیا ہے۔

چنانچہ وہ لکھتے ہیں............

''اس سلسلہ میں خصوصیت کے ساتھ دو چیزیں ایسی تھیں، جو بہت دور رس اور خطرناک نتائج کی حامل ثابت ہوئیں۔ایک یہ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو مسلسل بڑی طویل مدت تک ایک ہی صوبے کی گورنری پہ مامور کیے رکھا۔دوسری چیز جو اس سے زیادہ فتنہ انگیز ثابت ہوئی وہ خلیفہ کے سیکرٹری کی اہم پوزیشن پر مروان بن الحکم کی ماموریت تھی۔''

[خلافت ملوکیت طبع اول،ص ۱۱۵،اکتوبر ۱۹۶۶ء وطبع پچیسویں، جولائی ۲۰۰۰ء،ص ۱۱۵]

مودودی صاحب نے خلیفہ راشد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی پالیسی کو خطرناک اور فتنہ انگیز قرار دیا۔اس

لیے میں نے اس مضمون کا عنوان ''جماعت اسلامی ایک فتنہ انگیز تحریک'' رکھا ہے۔

[ماہنامہ حق چار یار فروری ۲۰۰۲ء، ص ۵]

## تنقیدی مہم

حضرت اقدس رحمہ اللہ رقمطراز ہیں..........

''بے استاد امیر جماعت اسلامی کی دینی علوم و معارف میں کمزوری اور ناپختہ کاری ہی ایک ایسی مستقل وجہ تھی جس کی بنا پر مودودی جماعت ملت اسلامیہ کی علمی و دینی قیادت کی اہل ثابت نہیں ہوسکتی تھی۔ لیکن اس کے علاوہ امیر جماعت کی مخصوص افتادِ طبع اور تعلّی آمیز تنقیدی مزاج نے بھی اس تحریک کو بہت زیادہ نقصان پہنچایا۔

اگر مودودی صاحب کتاب و سنت کی تشریح و تعبیر میں محققین و اسلاف امت کی پیروی کرتے ہوئے اپنی ذہنی و قلبی صلاحیتوں سے مسلمانوں کی منزہ قوتوں کو متحد و منظم کرتے تو یہ ان کا ایک شاندار کارنامہ ہوتا، لیکن بجائے سلف صالحین کی اتباع کے انہوں نے مخالفانہ طرز عمل اختیار کیا اور صالح تنقید کے نام سے اکابر امت کے خلاف بے اعتمادی اور سوءظنی کا ایک ایسا دروازہ کھول دیا، جو امت کے لیے انتشار کا باعث بن گیا ہے اور جس کی وجہ سے اس پارٹی نے ایک متعصب فرقہ کی شکل اختیار کر لی ہے۔

اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں جو مایۂ ناز علمی و عملی ممتاز شخصیتیں تھیں اور جن کے امت پر عظیم احسانات تھے۔ ان میں سے غالباً کوئی بھی ایسا نہیں جو مودودی صاحب کے تنقیدی قلم کی زد میں نہ آیا ہو اور کوئی اس سے بچ بھی کیسے سکتا تھا۔ جب کہ مودودی صاحب نے اپنا اصول ہی یہ مقرر کیا ہے کہ ''اگر کسی شخص کے احترام کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس پر کسی پہلو سے کوئی تنقید نہ کی جائے، تو ہم اس کو احترام نہیں سمجھتے بلکہ بت پرستی سمجھتے ہیں اور اس بت پرستی کو مٹانا منجملہ ان مقاصد کے ایک اہم مقصد ہے جس کو جماعت اسلامی پیش نظر رکھتی ہے۔

[(ترجمان القرآن، ص ۲۷، شوال) ، ماہنامہ حق چار یار، جنوری ۱۹۹۹ء، ص ۳۸، ۳۹]

## مودودی صاحب کا تعارف

حضرت اقدس رحمہ اللہ کی عبارات کے آئینہ میں مودودی صاحب کا ''چہرہ'' کس قدر صاف ''نظر آ رہا

ہے، بزعم خویش دنیا جہاں کی اصلاح اور فلاح، رہبری اور رہنمائی کے ''ٹھیکیدار'' مودودی صاحب کے بیوی بچوں کی زبانی اس تربیت یافتہ کنبہ کی ''مقدس اور بے داغ زندگی'' کے احوال حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پیش فرماتے ہیں۔ [''خبریں اسلام آباد سنڈے میگزین، ۲۱/ستمبر ۱۹۹۷ء] میں مودودی صاحب کے صاحبزادے حیدر فاروق مودودی کا انٹرویو شائع ہوا ہے۔ اس میں وہ فرماتے ہیں کہ میرے دادا احمد حسن وکیل تھے، وہ پریکٹس کرنے کے لیے حیدرآباد تشریف لے گئے، ان کے دو بیٹوں ابوالخیر مودودی اور ابوالاعلیٰ مودودی نے بنیادی تعلیم وہاں سے ہی حاصل کی۔ اس کے بعد ہمارے خاندان والے ہمیں لے کر دہلی چلے آئے۔

دہلی میں مولانا عبدالسلام نیازی صاحب فلسفہ، عربی، فارسی اور ریاضی کے عالم تھے۔ ان دونوں بھائیوں کو مولانا عبدالسلام نیازی صاحب کے پاس پڑھنے کے لیے بٹھا دیا۔ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی صاحب بتاتے ہیں کہ منطق، فلسفہ اور علم کلام، مولانا عبدالسلام نیازی صاحب سے اور اردو نثر نگاری کی تربیت علامہ نیاز فتح پوری سے لی۔ مولانا نیازی نے ہمیں بات کو صحیح طریقے سے کرنا سکھایا اور تحریر کو علامہ نیاز فتح پوری نے جلا بخشی۔'' [ایضاً ص ۳]

اسی انٹرویو میں حیدر فاروق مودودی فرماتے ہیں......

''جوش ملیح آبادی سے ان (یعنی مودودی صاحب) کی بچپن کی دوستی تھی۔ مولانا ابوالخیر کے ساتھ جوش صاحب اکثر ہمارے گھر آتے تھے۔ ایک مرتبہ جوش صاحب نے ہمارے گھر آ کر کہا ہم دنیادار لوگ ہیں، ہمیں اللہ تعالیٰ باہر سے سنگسار کرے گا۔ تم مولویوں کو اللہ تعالیٰ اندر سے سنگسار کرے گا۔ اس طرح کی بے تکلفی صرف جوش صاحب سے ہوتی تھی۔ بعض اوقات خود آ جایا کرتے تھے اور بعض اوقات والد صاحب جوش صاحب سے ملنے جایا کرتے تھے۔''

جوش ملیح آبادی نے اپنی تصنیف ''یادوں کی بارات'' میں لکھا ہے......

''رات کے وقت جب خلافت کمیٹی کے اجلاس میں شریک ہونے کے لیے روانہ ہو کر پنڈال کی پشت سے گزرنے لگا۔ تو میں نے ایک والنٹیر لڑکی کا بوسہ لے لیا اور میرے بوسہ لیتے ہی پنڈال سے آواز بلند ہوئی۔ نصر من اللہ و فتح قریب، یہ ہیں مودودی صاحب کے جوش ملیح آبادی۔'' [نوائے وقت راولپنڈی، ''سر راہے'' ۲۰/اکتوبر، ۱۹۹۷ء]

تبصرہ

مولانا عبدالسلام نیازی کوئی معروف عالم نہیں ہیں اور نہ ہی وہ تفسیر و حدیث پڑھاتے تھے، نہ مودودی صاحب نے ان سے کوئی حدیث کی کتاب پڑھی۔ مودودی صاحب کے حالات میں ہمیں اب تک معلوم نہیں ہوا کہ مودودی صاحب نے بخاری اور مسلم کس کس محدث سے پڑھی تھی۔ البتہ ان کے صاحبزادے حیدر فاروق مودودی کے انٹرویو سے یہ انکشاف ہوا کہ مودودی صاحب نیاز فتح پوری کے زیر تربیت رہے ہیں اور پھر جوش ملیح آبادی سے خاص تعلقات رہے۔

نیاز فتح پوری ایک منکر حدیث اہل قلم تھا اور جوش ملیح آبادی پہلے شیعہ تھے اور آخر میں وہ الحاد و دہریت سے متاثر ہو گئے تھے۔ مودودی صاحب کی تحریرات میں جو احادیث پر تنقید کی گئی ہے۔ وہ نیاز فتح پوری کا فیضان تھا اور جو ان میں شیعیت کے جراثیم ہیں اور قلم کی آوارگی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جھوٹا قرار دیا، یہ جوش ملیح آبادی کے اثرات ہیں۔ واللہ اعلم۔ [ماہنامہ حق چاریار، ص ۳۳، ۳۴، نومبر ۱۹۹۷ء]

اس نام نہاد ''مصلح'' اور ان کے ''صالح'' خاندان کی کہانی ان ہی کی زبانی حضرت اقدس رحمہ اللہ نقل فرماتے ہیں......

## حق تعالیٰ کی سخت گرفت

ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے اپنے تنقیدی قلم کے زور سے ازواج مطہراتؓ کو زبان دراز کہہ کر یہ باور کرانا چاہا تھا کہ باوجود صحبت نبوی کے حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما کی اخلاقی اصلاح نہیں ہوئی تھی۔ شیعہ مولوی غلام حسین نجفی نے بدخلق کہا اور مودودی صاحب نے زبان دراز کہہ دیا اور زبان درازی بدخلقی کی ہی ایک قسم ہے، مودودی صاحب تو تنقید کرتے وفات پا گئے۔ لیکن ان کی تربیت یافتہ اولاد میں تقسیم وراثت کے معاملہ میں ہاتھا پائی ہوئی ہے۔ اس کا بیان اخبارات میں جلی عنوانوں سے آیا ہے۔ چنانچہ جنگ راولپنڈی ۷ مارچ ۱۹۸۷ء نے یہ سرخی قائم کی ہے۔

''مولانا مودودی کے بیٹوں میں جائیداد کی تقسیم پر شدید لڑائی، جھگڑے کے دوران فائرنگ، حیدر فاروق زخمی ہو گئے۔''

نمائندہ جنگ کے حوالے سے لکھا ہے......

جماعت اسلامی مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کے صاحبزادے احمد فاروق اور دوسرے صاحبزادوں

حیدر فاروق مودودی اور محمد فاروق مودودی کے درمیان جمعرات کے روز شدید لڑائی ہوئی۔ جس میں حیدر فاروق زخمی ہو گئے، اس موقع پر فائرنگ بھی ہوئی۔ گھر کے گملے اور بعض دوسری چیزیں بھی ٹوٹیں، اس سلسلہ میں حیدر فاروق اور محمد فاروق نے پولیس میں رپورٹ درج کرانے سے انکار کر دیا ہے۔ البتہ مولانا کے صاحبزادوں کی درخواست پر مولانا کی رہائش پر پولیس گارڈ بھی متعین کی گئی تھی۔ حیدر فاروق نے جنگ کو بتایا کہ جھگڑا پراپرٹی کی تقسیم کا ہے۔ احمد فاروق تقسیم نہیں کرنا چاہتے، لیکن دوسرے (حیدر فاروق وغیرہ) کا موقف ہے، وراثت میں تقسیم ہونی ہے، البتہ مولانا سید مودودی اپنی لائبریری جماعت کو دے گئے تھے اور مولانا کی یہ وصیت تحریری شکل میں بھی موجود ہے۔ الخ'' [سالانہ روئیداد، ۱۴۷ھ، ۶۲، ۶۳]

حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ اسے نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں......

''وراثت کی تقسیم میں لڑنے والے یہ مودودی صاحب کے صاحبزادگان ہیں۔ وہ مودودی صاحب جنہوں نے جنگ اُحد کے سلسلے میں بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر یہ الزام لگایا ہے کہ وہ مال کے طمع میں اپنے مورچہ کو چھوڑ کر مال غنیمت پر ٹوٹ پڑے تھے، اور یہاں تک لکھ دیا ہے کہ سود خوری جس سوسائٹی میں موجود ہوتی ہے۔ اس کے اندر سود خوری کی وجہ سے دو قسم کے اخلاقی امراض پیدا ہوتے ہیں۔ سود لینے والوں میں حرص و طمع، بخل اور خود غرضی، اور سود دینے والوں میں نفرت، غصہ اور بغض و حسد اُحد کی شکست میں ان دونوں قسم کی بیماریوں کا کچھ نہ کچھ حصہ شامل تھا۔'' [تفہیم القرآن، ج ۱، سورہ العمران، آیت ۱۳۰، حاشیہ، ص ۹۹ طبع جنوری ۱۹۷۶ء]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تنقیدیں کرنے والے اور ان کو لالچی قرار دینے والے سید مودودی (جن کو ان کی جماعت مجدد العصر قرار دیتی ہے) کے بیٹوں کی تقسیم وراثت کے سلسلہ میں لڑائی کا منظر من جانب اللہ قوم کے سامنے آ گیا۔ سچ ہے......

ہے یہ گنبد کی صدا جیسے کہی ویسے سنی

## بیگم مودودی کا تحریری بیان

حضرت قاضی صاحب قدس سرہ لکھتے ہیں...

مودودی صاحب کے بیٹوں کی اس لڑائی میں خود بیگم مودودی نے جو تحریری بیان اخبارات کو دیا

ہے۔اس کا متن حسب ذیل ہے .....

''مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کے انتقال کے وقت یہ فیصلہ ہوگیا تھا۔ کہ ہم اپنے گھر ۵-اے ذیلدار پارک کو ایک وقف بنا کر یہاں مسجد اور اس کے ساتھ ایک اسلامی تحقیقی ادارہ قائم کردیں گے۔تاکہ اس گھر میں سید مودودی نے جس علمی جدوجہد کے ساتھ زندگی گزاری اس کا تسلسل قائم رہے۔اس فیصلہ میں حیدر فاروق کے سوا باقی تمام بچے میرے ہم نوا تھے۔

حیدر فاروق کو اس سے شدید اختلاف تھا اور اس اختلاف کی بنا پر اس نے آخری وقت بھی اپنے باپ کا چہرہ نہ دیکھا۔جب کہ ان کا آخری دیدار کرنے کے لیے ایک دنیا ٹوٹی پڑ رہی تھی،اور نہ ہی وہ اپنے باپ کے جنازہ میں شریک ہوا۔بعد میں حسین فاروق اور محمد فاروق بھی منحرف ہو کر حیدر فاروق کے ساتھ جا ملے۔

دراصل انہیں حرص و ہوس نے اندھا کر دیا تھا اور ان کے دلوں میں یہ خواہش پکڑنے لگی کہ پورے گھر،ادارہ ترجمان القرآن،سید مودودی کی لائبریری اور تمام اثاثوں پر کسی نہ کسی طرح عملاً ان کا قبضہ ہو جائے۔اس مقصد کے حصول کے لیے انہوں نے گھر میں متعدد بار گالی گلوچ اور غنڈہ گردی کا مظاہرہ کیا۔حرص و ہوس کے معاملہ میں حسین فاروق سب سے آگے ہیں اور انہوں نے اپنے والد سے بھی بددیانتی کے معاملات کیے۔محمد فاروق اور حیدر فاروق کی فحش کلامی اور سرکشی سے سب لوگ واقف ہیں،حیدر فاروق اپنے والد سے انتقام لینے کے لیے ربوہ جا بیٹھے تھے اور محمد فاروق نے ایک بار پیسے مانگنے کے لیے اپنے والد پر پستول تان لیا تھا۔یہ تینوں بھائی اپنے والد کے لیے مسلسل سامانِ اذیت رہے ہیں لور اب ان کا نشانہ ہم لوگ ہیں۔

میرے پاس صبر کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا۔حال ہی میں نے سعودی عرب سے اپنے بڑے بیٹے عمر فاروق اور امریکہ سے ڈاکٹر احمد فاروق کو بلوایا کہ وہ اس گھر اس حصہ کو جو ہم سات لوگوں کی ملکیت ہے،وقف قرار دیں اور مجوزہ اکیڈیمی کے باقاعدہ قیام کا انتظام کریں تاکہ یہ کام جس میں پہلے ہی بہت تاخیر ہو چکی ہے۔جلد شروع ہو جائے کہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔

اب جب کہ ان لوگوں نے دیکھ لیا اور محسوس کرلیا کہ ان کے عزائم پورے نہیں ہو سکتے،تو بدتمیزی اور بدکلامی سے اپنی اس نئی مہم کا آغاز کیا جس کا نقطۂ عروج یہ تھا کہ بدھ اور جمعرات کی درمیانی رات ساڑھے گیارہ بجے حیدر فاروق اور محمد فاروق نے انہیں روکنے کی کوشش کی تو یہ دونوں ان

پر حملہ آور ہو گئے۔ خالد فاروق نے بھاگ کر جان بچائی اور ڈاکٹر احمد فاروق ان کے نرغے میں آ گئے، جس پر حیدر فاروق نے چاقو سے حملہ کیا اور محمد فاروق نے گملے پھینکنے شروع کر دیئے، احمد فاروق بچنے کی پوری کوشش کے باوجود چاقو کے دو وار کھا بیٹھے۔ البتہ گملوں سے وہ تو محفوظ رہے، مگر تاہم محمد فاروق کے پھینکے ہوئے گملوں نے عمر فاروق کو زخمی کر دیا۔ بعد میں بمشکل انہیں طبی امداد بہم پہنچائی گئی اور ابتدائی پولیس رپورٹ بھی درج کروائی گئی۔

اس دوران میں محمد فاروق اور حیدر فاروق نے وہ فحش کلامی کی جس سے پورا محلہ واقف ہے، مجھ میں نہ دہرانے کی سکت ہے اور نہ انتقام کی طاقت ہے، مولانا کے ورثہ میں جماعت اسلامی بھی شامل ہے۔ یہ تینوں صاحبان جب چاہتے ہیں جماعت پر بھی کیچڑ اچھال لیتے ہیں، جس سے اہل خاندان اور مولانا کے عقیدت مندوں کی دلآزاری ہوتی ہے۔ میں اپنے مرحوم شوہر کی روایت کے مطابق خدائے ذوالجلال کی عدالت میں اپنا مقدمہ درج کراتی ہوں کہ وہی بہتر فیصلہ کرنے والا ہے اور اپنے تینوں بیٹوں حیدر فاروق، حسین فاروق اور احمد فاروق سے مکمل برأت کا اعلان کرتی ہوں۔'' [روزنامہ مشرق، لاہور ۸/ مارچ ۱۹۸۷ء]

## ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہی ویسی سنی

حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں......

① ''بیگم مودودی صاحب کو اپنے بیٹوں کی اس ہنگامہ آرائی اور فحش کلامی اور بدزبانی سے دکھ ہوا اور ہونا بھی چاہیے، کیونکہ وہ ان کی ماں ہیں۔ لیکن ان سے بھی شرعاً غلطی سرزد ہوئی ہے کیونکہ مودودی صاحب کی ذاتی جائیداد کی وارث ان کی بیوہ اور اولاد ہے، اس کی وارث جماعت نہیں ہے۔ اگر کوئی بیٹا اپنا حق جو اس کو اپنے والد کی وراثت سے ملتا ہے خوشی سے وقف نہیں کرتا اور جماعت کو نہیں دیتا تو بیگم مودودی صاحب کو اس پر ناراض نہیں ہونا چاہیے۔ اگر وہ تینوں بیٹوں پر ان کا حصہ وقف کرنے کے لیے اصرار نہ کرتیں تو اس خانہ جنگی تک کی نوبت نہ آتی۔

② مودودی صاحب یوں تو عالم اسلام کی اصلاح کے مدعی تھے اور جماعت ان کو عظیم مصلح اور مجدد بھی تسلیم کرتی ہے۔ لیکن انہوں نے اپنی اولاد کے لیے دینی تعلیم و تربیت کا اہتمام نہیں کیا، شاید ان میں سے کوئی ہی ہو جو قرآن کا لفظی ترجمہ جانتا ہو، ممکن ہے بعض ناظرہ خواں بھی نہ

ہوں۔ اولاد کے سامنے مودودی صاحب کی دولت اور دنیوی جاہ و وقار تھا۔ حب جاہ کی بیماری، حب مال سے بھی زیادہ سخت ہے۔ مودودی صاحب نے اپنی ساری قلمی قوت ملوکیت کے رد میں استعمال کی۔ رسول اللہ ﷺ کے جلیل القدر صحابی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور کو انہوں نے ملوکیت کا دور قرار دیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں بھی انہوں نے ملوکیت کے آثار کی نشان دہی کی (جس کی تفصیل ان کی مشہور کتاب ''خلافت وملوکیت'' میں دیکھی جا سکتی ہے)
لیکن جب اپنی باری آئی تو انہوں نے سعودی حکومت کے خالص دور ملوکیت میں اسلامی خدمات کے صلہ میں حکومت سعودیہ کی طرف سے ''شاہ فیصل ایوارڈ'' کا عظیم تاریخی اعزاز حاصل کر لیا۔ جس پر ان کی جماعت اسلامی نے خوشی کے شادیانے بجائے۔
کیا یہ خدائی انتقام نہیں ہے کہ ردّ ملوکیت کا علمبردار ملوکیت سے ہی ''شاہ فیصل ایوارڈ'' حاصل کرے، گویا کہ دورِ حاضر کی ملوکیت نے مودودی صاحب سے اپنی ملوکیت منوا لی اور اس ملوکیت سے خدا جانے ان کی جماعت اسلامی خلیل حامدی صاحب کی وساطت سے کتنی دولت کما چکی ہے۔

ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہی ویسی سنی

③ مودودی صاحب نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر کیچڑ اچھالا، ان کے خانہ زاد عیوب ظاہر کیے۔ غزوہ اُحد کے غازیوں کو مال و دولت کا حریص اور لالچی قرار دیا۔ تو اس قادر مطلق خدائے عزوجل نے (جس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنی رضامندی کی ابدی سند قرآنی وحی کے ذریعہ عطا فرمائی تھی۔ (رضی اللہ عنهم ورضوا عنه) مودودی صاحب کے اہل بیت کا پردہ فاش کر دیا اور حب مال و جاہ کی بنا پر ان کے صاحبزادگان میں وہ سر پھٹول ہوا جس کا تماشا سب کے سامنے آ گیا، وہ مودودی صاحب جنہوں نے امہات المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما کو زبان دراز قرار دے کر اہل بیت نبوی کی شان میں گستاخی کی تھی، اس کے اہل بیت کی حقیقت سب پر نمایاں ہو گئی۔
④ بیگم مودودی صاحبہ کو اس بات سے تو دکھ پہنچا ہے کہ ان کے صاحبزادے جماعت اسلامی کے خلاف ہیں، جو مودودی صاحب کی ہی فیض یافتہ جماعت ہے۔ لیکن ان کو اس بات سے دکھ نہیں پہنچا کہ شیعہ فرقہ حضور خاتم النبیین ﷺ کی فیض یافتہ جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کو نہ صرف

فاسق بلکہ کافر اور منافق تک کہتا ہے اور یہی ان کا اصل مشن ہے۔ بیگم صاحبہ کو اس بات سے بھی کوئی رنج نہیں پہنچتا کہ ان کے محبوب شوہر بھی رسول اللہ ﷺ کی جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم پر کیچڑ اچھالتے رہے ہیں، لیکن اس کے باوجود وہ اپنے شوہر کو مفکر اسلام اور قائد اسلام تسلیم کرتی ہے۔

نہ جا اس کے تحمل پہ کہ ہے بے ڈھب گرفت اس کی
ڈر اس کی دیر گیری سے کہ ہے سخت انتقام اس کا

[سالانہ روئیداد ۱۴۰۷ھ، ص۶۲ تا ۶۵]

حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ مزید نقل کرتے ہیں......

مودودی صاحب کو ناپختہ عمری میں نیاز فتح پوری جیسے ملحد کی دوستانہ صحبت میسر آئی، جس سے غیر شعوری طور پر ان کی قلمی صلاحیت کو بھی زیغ آلود کر دیا اور ذاتی مطالعہ میں جو سلامتی فکر کی توقع کی جا سکتی تھی، وہ بھی جاتی رہی۔ اسی حالت میں مودودی صاحب نے ''قلم کو ذریعہ معاش'' بنانے کی ٹھان لی، ان کا مطمع نظر خدمت اسلام نہیں بلکہ ''جلب زر'' تھا، یہ ان پر الزام تراشی نہیں بلکہ مودودی صاحب کا یہ اقتباس ان کی شخصیت کا شفاف آئینہ دار ہے۔

''ڈیڑھ سال کے تجربات نے یہ سبق دیا کہ دنیا میں عزت کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے لیے اپنے پیروں پر آپ کھڑا ہونا ضروری ہے۔ اور معاشی استقلال کے لیے جدوجہد کے بغیر چارۂ کار نہیں۔ فطرت نے تحریر و انشاء کا ملکہ ودیعت فرمایا تھا۔ عام مطالعہ سے اس کو اور تحریک ہوئی۔ اسی زمانے میں جناب نیاز فتح پوری سے دوستانہ تعلقات ہوئے اور ان کی صحبت بھی وجہ تحریک بنی، غرض ان تمام وجوہ سے یہ فیصلہ کیا کہ قلم کو ہی وسیلۂ معاش قرار دینا چاہیے۔''

[الاستاذ المودودی حصہ اول، ص ۷، بحوالہ مولانا مودودی، اسعد گیلانی، ص ۲۷]

مولانا صاحب کی ذہنی ساخت میں بنیادی طور پر دو نقص تھے۔ ایک صحیح تربیت کا فقدان، دوسرا ناپختگی کے عالم میں ایک ملحد کی صحبت و رفاقت، ان دونوں کے ساتھ جب قلم کی سلاست ہم آہنگ ہوئی تو نتیجہ "انــا ولا غیــری" کی شکل میں نکلا۔ چنانچہ یہی شخص جو عنوان شباب سے دنیا میں عزت کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے لیے مضطرب اور ''معاشی استقلال کی جدوجہد'' کے لیے فکر مند تھا اور جس نے نیاز فتح پوری سے دوستانہ مراسم استوار کیے اور اس کی صحبتِ کیمیاء اثر سے متاثر ہو کر قلم کو ''وسیلہ معاش'' بنانے

کا فیصلہ کیا۔ پھر جب اسلامی موضوعات پر ''مشق ناز'' شروع کی تو پھر انبیاء کرامؑ، صحابہؓ عظام، فقہاء، محدثین، صلحاء و اتقیاء، مجتہدین امت ایسے زعماء اسے ''گرد راہ'' نظر آنے لگے۔ الخ

## ردمودودیت میں تصانیف

حضرت اقدس قدس سرہ نے مودودی صاحب کے باطل عقائد و نظریات کے خلاف ساری زندگی قلمی جہاد کیا ہے، اور بہت بڑا علمی ذخیرہ اہل سنت کی خدمت میں پیش کیا ہے، اس موضوع پر تو مستقل کتاب لکھی جا سکتی ہے۔ یہاں حضرت قاضی صاحب ہی کے الفاظ میں اس بحث کو سمیٹا جاتا ہے۔

حضرت لکھتے ہیں.........

اصولی طور پر ابوالاعلیٰ مودودی صاحب سے علمائے حق کا اختلاف ان دو مسئلوں پر مبنی ہے۔

① عقیدہ عصمتِ انبیاءؑ ② صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معیار حق اور تنقید سے بالاتر ہونا۔ اس سلسلہ میں اس خادم اہل سنت کی تصانیف حسب ذیل ہیں۔

① مودودی جماعت کے عقائد و نظریات پر ایک تنقیدی نظر

② مودودی مذہب

③ مودودی صاحب کے نام کھلی چٹھی

④ علمی محاسبہ

⑤ میاں طفیل کی دعوت اتحاد کا جائزہ، (خارجی فتنہ ج ۱ ص ۱۷۴، کشف خارجیت ص ۲۲)

علاوہ ان کے، ⑥ جوابی مکتوب اور ''جماعت اسلامی ایک فتنہ انگیز تحریک'' بھی قابل ذکر ہیں

⑦ عصمت انبیاء اور مودودی

⑧ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور مودودی

## خارجی فتنہ

حضرت قاضی صاحب قدس سرہ خارجیت کی وضاحت کے سلسلہ میں لکھتے ہیں.........

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں.........

''عدم محبت اہل بیت خروج است، و تبری از اصحاب رفض، محبت اہل بیت با تعظیم و توقیر جمیع اصحاب کرام تسنن۔ [مکتوبات مجدد الف ثانی، ج ۲، ص ۵۲]

ترجمہ: اہل بیت رضی اللہ عنہم کی محبت کا نہ ہونا خارجیت ہے اور اصحابؓ رسول اللہ ﷺ سے بیزاری اور مخالفت رفض وشیعیت ہے۔ اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعظیم وتوقیر کے ساتھ اہل بیت رضی اللہ عنہم کی محبت سنیت ہے۔

نیز فرماتے ہیں.........بس محبت حضرت امیر رضی اللہ عنہ شرط تسنن آمد، وآنکہ این محبت ندارد از اہل سنت خارج گشت وخارجی نام یافت۔

ترجمہ: یعنی اہل سنت ہونے کے لیے حضرت امیر رضی اللہ عنہ (علی المرتضیٰ) کی محبت شرط ہے اور جو شخص یہ محبت نہیں رکھتا وہ اہل سنت سے خارج ہو گیا اور اس نے خارجی نام پایا۔

[مقدمہ مطرقۃ الکرامہ، ص ۵۵، خارجی فتنہ ج اول، ص ۷۱]

حضرت اقدس قدس سرہ ''خارجی فتنہ'' کی نشان دہی کرتے ہوئے لکھتے ہیں...........

''محمود احمد عباسی کی کتاب ''خلافت معاویہ ویزید'' دورِ حاضر میں خارجیت کی بنیاد ہے۔ اس کتاب میں حضرت علی اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کی شرعی بلند شخصیتوں کو مجروح کرنے کے لیے متعدد مقامات پر انہوں نے علمی خیانتوں، غلط بیانیوں، تلبیسات وتحریفات کا ارتکاب کیا ہے، جن کی نشان دہی بطور نمونہ کے میں نے اپنی اس کتاب میں کر دی ہے۔'' [خارجی فتنہ ج، اول ص ۲۲]

حضرت مزید لکھتے ہیں.........

''اس حقیقت سے تو انکار نہیں ہو سکتا کہ پاک وہند میں تحریک یزیدیت کے بانی اور اس قافلہ کے سالار محمود احمد صاحب عباسی مصنف ''خلافت معاویہ ویزید ہیں۔'' [خارجی فتنہ، ج اول ص ۶۴]

حضرت قاضی صاحب کے پیش نظر محمود عباسی کی وہ عبارات تھیں۔ جن سے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی تنقیص واضح تھی۔ چنانچہ قاضی صاحب لکھتے ہیں..........

عباسی صاحب حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کی خلافت پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں..........

''دشمنان دین اور کفار سے تیغ آزمائی کرنے کے بجائے طلب وحصول خلافت کی غرض سے تلوار اٹھائی گئی تھی۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں:

مقاتلات ولی (علی) رضی اللہ عنہ برائے طلب خلافت بود نہ بجہت اسلام (ازالۃ الخفاء، ج ا ص ۲۷۷، ۲۰۱)

ترجمہ: علی رضی اللہ عنہ کی لڑائیاں (مقاتلات) تو (بعد شہادت عثمان) اپنی خلافت کی طلب وحصول کے لیے تھیں نہ باغراض اسلام۔

شاہ صاحب کے اس خیال کی تائید ایک آزاد نگار مستشرق کے بیان سے ہوتی ہے دے خوئے نے اپنے مقالہ بعنوان ''خلافت'' میں یہ لکھتے ہیں کہ......

''بلوائیوں کے جم غفیر نے (حضرت) علی رضی اللہ عنہ کو زمام خلافت ہاتھ میں لے لینے کے لیے بلایا اور طلحہ رضی اللہ عنہ وزبیر رضی اللہ عنہ کو ان کی بیعت کے لیے مجبور کیا۔ کہا ہے کہ حقیقت نفس الامر یہ ہے کہ (حضرت) علی رضی اللہ عنہ کو (خلیفہ شہید کی) جانشینی کا استحقاق واقعتاً حاصل نہ تھا۔ علاوہ ازیں یہ بھی واضح ہے کہ تقدس و پارسائی کا جذبہ تو ان کے (طلب خلافت میں) کارفرما نہ تھا۔ بلکہ حصول اقتدار اور حب جاہ کی ترغیب تھی۔ اس لیے معاملہ فہم لوگوں نے اگرچہ وہ (حضرت) عثمان رضی اللہ عنہ کے طرزِ حکمرانی کی مذمت کرتے تھے۔ علی کو ان کا جانشین تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا۔''

[انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا، گیارہ ایڈیشن ج ۵، ص ۲۰]، خلافت معاویہ ویزید، تحقیق مزید، ص ۱۱۷]

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق عباسی صاحب لکھتے ہیں:

''(حضرت) حسین رضی اللہ عنہ کو بجائے ایک معمولی قسمت آزما کے جو ایک انوکھی لغزش و خطائے ذہنی اور قریب قریب غیر معمولی حب جاہ کے کارن ہلاکت کی جانب تیز گامی سے رواں دواں ہوا، ولی اللہ کے روپ میں پیش کیا۔ ان کے ہمعصروں میں اکثر و بیشتر انہیں ایک دوسری نظر سے دیکھتے تھے۔ وہ انہیں (حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو) عہد شکنی اور بغاوت کا قصوروار سمجھتے تھے۔''

[خلافت معاویہ ویزید، ص ۱۲۶، (خارجی فتنہ، ج ۱، ص ۱۰۸)]

حضرت اقدس قاضی صاحب قدس سرہ لکھتے ہیں......

''پاکستان میں خارجی تحریک کا ظہور محمود احمد عباسی صاحب کی کتاب ''خلافت معاویہ ویزید'' سے ہوا ہے۔ لیکن اس کے اس ذہن کے اور مصنف بھی اصلاح امت کی خاطر میدان میں جلوگرہ ہو رہے ہیں۔ اور اب یہ تحریک عباسی صاحب کے شاگردوں اور تلامذہ کے ذریعے برگ و بار لا رہی ہے، جیسا کہ عباسی صاحب کے سب سے زیادہ فیض پانے والے شاگرد (کراچی کے) عزیز احمد صاحب صدیقی ''شکرانۂ توفیق'' کے تحت رسالہ ''قرآن اور مسلمان'' میں لکھتے ہیں...... ''اللہ عزوجل کا لاکھ لاکھ احسان ہے جس نے پاکستان میں علامہ محمود احمد عباسی کو ۷۰، ۸۰، سال کی عمر میں تاریخ اسلام کے چہرے سے گندگی اور گرد و غبار دُور کرنے اور معصیت کے داغ دھبے دُور کرنے کی توفیق بخشی۔ موصوف نے پندرہ سال کے عرصے میں نہ

صرف ''خلافت معاویہؓ و یزید''، ''تحقیق مزید''، ''حقیقت سید و سادات''، ''حقیقت خلافت و ملوکیت''، مقتل حسین رضی اللہ عنہ اور ام ہانی رضی اللہ عنہا جیسی ایمان افروز تخلیقات پیش کیں۔ بلکہ اپنے شاگردوں کا بڑا حلقہ تیار کر دیا۔ جس نے تحقیق و تردید سبائیت و باطلیت کو اپنا مقصد زندگی بنالیا۔

جن میں حسب ذیل قابل ذکر ہیں۔

① عزیر احمد صدیقی ② محمد سلطان نظامی لاہور ③ ابو یزید بٹ، لاہور، تالیفات ''رشید ابن رشید'' وغیرہ ④ حکیم فیض عالم صدیقی جہلم ⑤ ایم ـ جے، آغا، مولف خدا پرستی سے انسان پرستی تک ⑥ مولوی محمد اسحاق صدیقی ندوی کراچی، مولف ''اظہار حقیقت بجواب خلاف و ملوکیت'' ⑦ ثناء الحق صدیقی، کراچی ⑧ مولوی عظیم الدین، تالیفات علی المرتضیٰ، حادثہ کربلا۔ امیر المومنین یزید، وغیرہ (قرآن اور مسلمان، ص ۱۵) [خارجی فتنہ، ج ا ص ۶۴، ماہنامہ حق چار یار، ص ۴۲، فروری ۱۹۹۴ء]

اس فتنہ کی سرکوبی اور استحصال کے لیے حضرت اقدس نے خارجی فتنہ دو جلدوں میں، اور کشف خارجیت کے علاوہ ''حضرت لاہوری فتنوں کے تعاقب میں'' اور مقدمہ مطرقۃ الکرامۃ کے علاوہ بھی مضامین لکھے ہیں......

## تصنیفی خدمات

تحریک ''خدام اہل سنت'' کے امیر اور روح رواں، ہزاروں مریدین و متوسلین کے مصلح و مربی، بیسیوں مدارس کے سرپرست، ماہنامہ حق چار یار کے نگران، پیرانہ سالی، اس پر مستزاد امراض کا ہجوم۔ مگر بایں ہمہ تصنیف و تالیف، تردید باطل اور احقاق حق کی خدمت پر غور کیا جائے تو عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ ایسی مصروف ترین اور عدیم الفرصت شخصیت اور ضعیف و نحیف، چھریرے بدن کی مالک ہستی یہ سارے کام کب اور کیسے انجام دے لیتی ہوگی۔

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر میں بلا کی روانی، شائستگی، حد درجہ خیر خواہی اور دل سوزی نمایاں ہوتی۔ آپ کے بے باک قلم کے اچھوتے شاہکار مضامین ''حق چار یار'' کی جان ہوتے تھے۔

حضرت کو قلمی جہاد سلف صالحین سے ورثہ میں ملا تھا۔ دین کی خدمت و اشاعت میں آپ کی تصانیف نے ہر باطل کے پرچم سرنگوں کر دیئے۔ آپ کے شعلہ فشاں قلم نے الحاد و زندقہ اور فرق باطلہ کے ایوانوں میں کھلبلی مچادی۔ آپ کی وقیع علمی، تحقیقی اور تنقیدی کتابیں بے حد مقبول ہوئیں اور کثیر تعداد

میں ان کی اشاعت ہو رہی ہے۔ حضرت قاضی صاحب قدس سرہ کی جملہ تصانیف کا تفصیلی تعارف تو میری بساط سے باہر ہے تاہم اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنی محدود معلومات کے مطابق چند عظیم الشان تصنیفات کا تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

## ① مودودی جماعت کے عقائد ونظریات پر ایک تنقیدی نظر

یہ کتاب ۲ مئی ۱۹۵۸ء کو لکھی گئی۔ اس کا دوسرا ایڈیشن چند اہم ضمیمہ جات کے ۱۹۶۳ء میں شائع ہوا۔ پہلا ایڈیشن ۱۲۲ صفحات پر مشتمل تھا۔ جب کہ دوسرا ایڈیشن ۱۴۵ صفحات کا ہے۔ غالباً مولانا مودودی کے عقائد ونظریات پر لکھی جانے والی حضرت قاضی صاحب کی یہ پہلی کتاب تھی۔ حضرت موصوف لکھتے ہیں......

"اگر مودودی صاحب کتاب وسنت کی تشریح وتعبیر میں محققین واسلافِ امت کی پیروی کرتے ہوئے اپنی ذہنی وقلمی صلاحیتوں سے مسلمانوں کی منتشر قوتوں کو متحد ومنظم کرتے تو یہ ان کا ایک شاندار کارنامہ ہوتا۔ لیکن بجائے سلف صالحین کی اتباع کے انہوں نے مخالفانہ طرزِ عمل اختیار کیا اور صالح تنقید کے نام سے اکابر امت کے خلاف بے اعتمادی اور سوءِ ظنی کا ایک ایسا دروازہ کھول دیا جو امت کے لیے انتشار کا باعث بن گیا اور جس کی وجہ سے اس پارٹی نے ایک متعصب فرقہ کی شکل اختیار کر لی۔ اسلام کی چودہ سوسالہ تاریخ میں جو مایۂ ناز علمی وعملی ممتاز شخصیتیں تھیں اور جن کے امت پر عظیم احسانات تھے۔ ان میں سے غالباً کوئی بھی ایسا نہیں جو مودودی صاحب کے تنقیدی قلم کی زد میں نہ آیا ہو۔ اور کوئی اس سے بچ بھی کیسے سکتا تھا جب کہ مودودی صاحب نے اپنا اصول ہی یہ مقرر کیا ہے کہ "اگر کسی شخص کے احترام کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس پر کسی پہلو سے کوئی تنقید نہ کی جائے تو ہم اس کو احترام نہیں سمجھتے، بلکہ بت پرستی سمجھتے ہیں اور اس بت پرستی کو مٹانا منجملہ ان مقاصد کے ایک اہم مقصد ہے۔ جس کو جماعت اسلامی پیش نظر رکھتی ہے۔"

[ترجمان القرآن، ص ۳۲۷، (مودودی عقائد ونظریات پر ایک تنقیدی نظر، ص ۹]

حضرت ممدوح رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں......

"امیر جماعت اسلامی نے جب اپنی تنقید سے مجددین ومجتہدین امت کو معاف نہیں کیا بلکہ معاذ

اللہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور انبیاء علیہم السلام بھی ان کی تنقید سے محفوظ نہیں رہ سکے...... تو یہ ناممکن تھا کہ علمائے حق ان پر تنقید نہ کرتے۔ چنانچہ ہر طبقہ کے علماء نے ان کے عقائد و نظریات پر سخت گرفتیں کر کے ان کے علم و فہم کا پردہ چاک کیا۔" [مودودی عقائد و نظریات پر ایک تنقیدی نظر، ص ۱۵۔۱۶]

چنانچہ قاضی صاحب نے بھی مودودی صاحب کی تحریرات کے مکمل و مفصل حوالہ جات پیش کر کے اس کتاب میں ثابت کیا کہ اس جماعت کا دعویٰ کچھ اور ہے اور عمل اس کے برعکس ہے۔ یہ اسلامی معاشرہ قائم نہیں کرنا چاہتے بلکہ خود ساختہ اسلامی نظام لانا چاہتے ہیں۔

## ② مودودی مذہب

یہ کتاب حضرت اقدس ؒ نے ۱۳ رجب ۱۳۸۳ھ مطابق یکم دسمبر ۱۹۶۳ء کو مکمل فرمائی، جس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۶۴ء میں شائع ہوا، دوسرا ایڈیشن ۴ فروری ۱۹۶۸ء کو اور تیسرا ایڈیشن ۴ نومبر ۱۹۷۰ کو شائع ہوا حضرت اقدس اس کتاب کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں.........

اگر مودودی صاحب صرف اپنے زمانہ کے علماء و مشائخ وغیرہ پر برستے تو اور بات تھی، لیکن آپ نے اپنی تنقید سے نہ مجددین و مجتہدین امت کو معاف کیا اور نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور انبیائے عظام علیہم السلام کو۔ خصوصاً انبیائے کرام کو تنقید کا نشانہ بنانا تو مودودی صاحب کا وہ کارنامہ ہے کہ شاید امت محمدیہ میں کوئی ناقد ہی اس میں ان کا ہم پلہ ثابت ہو سکے۔ مودودی صاحب کے اکثر عقائد و نظریات چونکہ جمہور اہل سنت والجماعت کے خلاف ہیں اور علمائے حق سے ان کا اختلاف نہ صرف فروعی بلکہ اصولی بھی ہے، اس لئے ضروری سمجھا کہ مودودی صاحب کے عقائد ان کی ہی کی تصانیف میں سے صحیح حوالہ جات کے ساتھ عامۃ المسلمین کے سامنے پیش کر دیئے جائیں، تا کہ جو ناواقف مسلمان جماعت اسلامی کے نام سے ٹھوکر کھا جاتے ہیں۔ ان کو حقیقت حال کا علم ہو جائے [مودودی مذہب، ۷]

حضرت اقدس نے مودودی صاحب کی کتابوں کے وہ حوالہ جات پیش کئے ہیں۔ جن میں انبیاء علیہم السلام کی ذوات مقدسہ پر الزامات اور اتہامات لگائے گے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین اور تنقیص کی گئی ہے۔ اور یہ واضح کیا کہ تمام مکاتب فکر دیوبندی، بریلوی اور غیر مقلدین سب نے ہی مودودی کی شدید مخالفت کی ہے اور پاک و ہند کے تمام نامور علماء کرام نے ان کے عقائد و نظریات کو خلاف اسلام قرار دیا ہے۔ جن میں حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی ؒ، شیخ العرب والعجم سید حسین احمد مدنی ؒ، شیخ الاسلام

مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ، شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ اور حکیم الاسلام قاری محمد طیب رحمہ اللہ مہتمم دارالعلوم دیوبند خاص کر قابل ذکر ہیں۔

## ③ عقیدہ عصمتِ انبیاء اور مودودی

یہ کتاب ۲۳/شوال ۱۴۰۳ء مطابق ۳/اگست ۱۹۸۳ء کو لکھی گئی ہے۔

انبیاء علیہم السلام سب معصوم تھے اور ان کے قلوب اتنے نورانی اور پاکیزہ تھے کہ ان سے صغیرہ گناہ سرزد ہوتا ہے نہ کبیرہ۔ لیکن مودودی صاحب جو عقائد و نظریات پیش کرتے ہیں وہ اہل سنت والجماعت کے عقیدہ عصمت انبیاء کے خلاف ہیں۔ ان ہی کی نشان دہی مودودی صاحب کی تصانیف سے حضرت اقدس رحمہ اللہ نے کی ہے۔

مودودی صاحب حضرت داؤد علیہ السلام کے متعلق لکھتے ہیں......

''اور تو اور بسا اوقات پیغمبروں تک کو اس نفس شریر کی رہزنی کے خطرے پیش آئے ہیں، چنانچہ حضرت داؤد جیسے جلیل القدر پیغمبر کو ایک موقع پر تنبیہ کی گئی کہ لا تتبع الھوی فیضلک عن سبیل اللہ. ہوائے نفس کی پیروی نہ کرنا ورنہ یہ تمہیں اللہ کے راستے سے بھٹکا دے گی۔''

[تفہیمات، ج اول، ص ۱۶۱، طبع پنجم ۱۹۴۹ء]

حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق لکھتے ہیں......

''بسا اوقات کسی نازک نفسیاتی موقع پر نبی جیسا اعلیٰ واشرف انسان بھی تھوڑی دیر کے لیے اپنی بشری کمزوری سے مغلوب ہو جاتا ہے۔'' [تفہیم القرآن، ج دوم، ص ۳۴۴، طبع نہم، مئی ۱۹۷۵ء]

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق لکھتے ہیں......

''اور قبل نبوت کسی نبی کو وہ عصمت حاصل نہیں ہوئی جو نبی ہونے کے بعد ہوا کرتی ہے۔ نبی ہونے سے پہلے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھی ایک بہت بڑا گناہ ہو گیا تھا۔ کہ انہوں نے ایک انسان کو قتل کر دیا تھا۔'' [رسائل و مسائل ص ۳۱، حصہ اول طبع دوم جون ۱۹۵۴ء]

حضرت یونس علیہ السلام کے متعلق لکھتے ہیں......

''حضرت یونس سے فریضہ رسالت کی ادائیگی میں کچھ کوتاہیاں ہو گئی تھیں اور غالباً انہوں نے بے صبر ہو کر قبل از وقت اپنا مستقر بھی چھوڑ دیا تھا۔'' [تفہیم القرآن، حصہ دوم طبع اول، حاشیہ، ص ۳۱۲]

جناب مودودی صاحب انبیاء ﷺ کو تو معصوم نہیں مانتے مگر خود پاک دامن ہیں۔ وہ لکھتے ہیں
’خدا کے فضل سے میں کوئی کام یا کوئی بات جذبات سے مغلوب ہو کر نہیں کیا اور کہا کرتا۔ ایک ایک لفظ جو میں نے تقریر میں کہا ہے اور یہ سمجھتے ہوئے کہا ہے کہ اس کا حساب مجھے خدا کو دینا ہے نہ کہ بندوں کو۔ چنانچہ میں اپنی جگہ بالکل مطمئن ہوں کہ میں نے کوئی ایک لفظ بھی خلاف حق نہیں کہا۔‘‘ [رسائل و مسائل حصہ اول، ص ۳۰۹، طبع دوم، بحوالہ ماہنامہ ترجمان القرآن، مارچ، جون ۱۹۴۶ء۔ عقیدہ عصمت انبیاء اور مودودی، ص ۳۱]

یہ ہیں مودودی صاحب کے افکار و نظریات انبیاء ﷺ سے بشری کمزوریوں کے باعث غلطی ہو جاتی تھی لیکن مودودی صاحب پاکباز اور پاکدامن ہیں۔

## ④ علمی محاسبہ

حضرت قاضی صاحب قدس سرہ لکھتے ہیں .....

’’مودودی نظریات کی تردید میں میری پہلی تصنیف ’’مودودی جماعت کے عقائد و نظریات پر ایک تنقیدی نظر‘‘ جو ۱۹۵۸ء میں شائع ہوئی تھی۔ یہ کتاب ماشاءاللہ بہت زیادہ مقبول ہوئی۔ اس کے مطالعہ سے کئی لوگوں نے مودودی تحریک اسلامی کی فتنہ انگیزی کو سمجھا...... میری اس کتاب کے جواب میں مولانا مفتی محمد یوسف صاحب سابق مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (پشاور) نے ایک ضخیم کتاب (مولانا مودودی پر اعتراضات کا علمی جائزہ) تصنیف کی جو پہلی بار اگست ۱۹۶۷ء میں شائع ہوئی۔ کتاب میں مفتی صاحب موصوف نے مسئلہ عصمت انبیاء اور مسئلہ معیار حق پر مفصل بحث کی ہے اور پوری علمی قوت مودودی صاحب کے دفاع میں خرچ کر دی ہے اور مودودی جماعت کو اس کتاب پر بڑا ناز ہے چونکہ مذکورہ دونوں مسائل بہت اہم تھے اور مفتی صاحب موصوف نے اپنی اس کتاب میں بندہ کو جواب دینے کی دعوت دی تھی۔ اس لیے اس کا جواب ’’علمی محاسبہ‘‘ کے نام سے دیا ہے۔‘‘ [علمی محاسبہ ص ۱۱]

۴۷۰ صفحات پر مشتمل یہ کتاب پہلے ۱۹۶۸ء میں ہفت روزہ ترجمان اسلام، لاہور میں ۲۵ قسطوں میں شائع ہوئی تھی اور پھر کتابی شکل میں جولائی ۱۹۷۶ء کو منظر عام پر آئی۔

حضرت قاضی صاحب نے اسلام کے اس اصولی مسئلہ ’’عصمت انبیاء‘‘ پر انتہائی مفصل، مدلل اور

مفید بحث کی ہے اور مودودی صاحب کے اس نظریہ کہ ''رسول نہ فوق البشر ہے، نہ بشری کمزوریوں سے بالاتر'' کا زبردست ردّ فرمایا ہے، اس علمی، تحقیقی اور تنقیدی محاسبہ سے مودودی صاحب کے باطل نظریات کی خوشنما عمارت کو پیوند خاک کر دیا ہے۔

قاضی صاحب نے قرآن مجید، احادیث، آثار صحابہ، ائمہ مجتہدین، متکلمین، محدثین، مفسرین، فقہاء اور زعمائے امت کے ارشادات سے مسئلہ عصمت انبیاء اور عظمت صحابہ کو روز روشن کی طرح آشکارا کر دیا، اور مسئلہ کی نوعیت بے غل وغش مسلمانوں کے سامنے آ گئی۔

علمی محاسبہ کے دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ کی تاب نہ لا کر مفتی محمد یوسف صاحب کے اوسان خطا ہو گئے اور بالآخر شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے حکم سے دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے منصب تدریس سے بھی انہیں محروم کر دیا گیا۔

''علمی محاسبہ'' کے آخر میں حضرت قاضی صاحب لکھتے ہیں ......

> ''محققین اہل السنت والجماعت کے مذکورہ بالا ارشادات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے مطلقاً پاک اور معصوم ہیں اور عصمت انبیاء کی یہی حقیقت ان آیات مقدسہ سے بھی ثابت ہوتی ہے جو بندہ نے ابتداءً پیش کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان معصوم انبیاء کرام علیہم السلام کے طفیل میرے گناہوں کو معاف فرمائے۔ ہمیشہ طاعت وعبادت کی توفیق دے۔ ذکر و دوام نصیب ہو۔ حضور رحمت للعالمین خاتم النبیین شفیع المذنبین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اطاعت میں یہ فانی زندگی گزرے۔ مذہب اہل السنت والجماعت کی اتباع، خدمت اور نصرت کی ہمیشہ توفیق عطا ہو۔'' [علمی محاسبہ، ص۴۱۲]

## ⑤ میاں طفیل محمد کی دعوت اتحاد کا جائزہ

حضرت فرماتے ہیں......

جماعت اسلامی اور شیعہ عقائد ونظریات میں یگانگت اور اتحاد تو پہلے ہی سے پائی جاتی ہے، ان کے رہنماؤں میں بھی مماثلت موجود ہے، جماعت اسلامی کے ہفت روزہ ایشیا، ۱۳ مئی ۱۹۷۹ء، ص ۲۷، پر ایک نظم شائع ہوئی تھی، جس کا عنوان ہے۔ ''اک آفتاب اُدھر اک اِدھر''

خدا کے نام پہ ایران و پاک ایک ہوئے     ہے ان کا سوز جنوں ایک اور مزاج بھی ایک

اُدھر امام خمینی ادھر ہے مودودی یہ کل بھی ایک تکلم تھے آج بھی ایک
سلام ملت ایران کے جانثاروں کو کہ جن کے خوں سے ہوئی کشت دین حق سیراب
جلا رہی ہے چراغ یقین ہر اک دل میں امام پاک خمینی کی فکر عالم تاب
کہیں پناہ ملے گی نہ اب اندھیروں کو اک آفتاب اُدھر ہے اک آفتاب ادھر

[از غافل کرنالی، دعوت واتحاد، ص ۳]

حضرت قاضی صاحب نے اس کتاب میں ثابت کیا کہ شیعہ تحریف قرآن کے قائل، عقیدہ امامت، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان کا انکار، متعہ کا جواز، نیا کلمہ، نئی اذان کے قائل ہیں، جب کہ یہ بنیادی عقائد میں شامل ہیں۔ ان کے ساتھ اتحاد کس بنیاد پر کیا جاسکتا ہے؟ اس کتاب نے زبردست قبولیت عامہ حاصل کی، یہاں ہفت روزہ خدام الدین لاہور کے ایڈیٹر کا اس کتاب پر تبصرہ قارئین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے......

''میاں طفیل محمد صاحب مودودی صاحب کی جماعت اسلامی کے آج کل امیر ہیں، اسی حوالہ سے رابطہ عالم اسلامی کے ممبر اور بہت کچھ ہیں۔ ایران کے خونی انقلاب اور اس کے قائد خمینی صاحب کے مداح بھی......

ہمارے مخدوم مولانا قاضی مظہر حسین صاحب جو جماعت اسلامی کے معاملہ میں اپنے اکابر مولانا مدنی، مولانا لاہوری، شیخ الحدیث اور مولانا غلام غوث ہزاروی قدس سرہم کے مشن کے وارث ہیں، نے میاں صاحب کی اس دعوت کا تجزیہ کیا اور بڑے بے لاگ طریق سے ثابت کیا کہ شیعہ سنی معاملہ محض ایسا ویسا نہیں کہ مل بیٹھ کر حل ہو جائے گا۔ اس کی پشت پر صدیوں کا شیعہ لٹریچر اور ان کی تاریخ ہے۔ وہ قرآن کی تحریف کے قائل ہیں۔ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ایمان کے منکر ہیں اور ان جیسے متعدد عقائد رکھتے ہیں۔ جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ تو اتحاد کیسا؟

بہر طور یہ رسالہ خوبصورت اور قیمتی اس قابل ہے کہ ہر سنی فرد کے ہاتھ میں ہو۔ اس کا انفرادی اور اجتماعی مطالعہ کیا جائے تا کہ شیعہ سنی مسئلہ کی حقیقت کے ساتھ ساتھ شیعہ سے جماعت اسلامی باہمی تعلق کا اندازہ ہو سکے۔ ہم اس بروقت رسالہ کی اشاعت پر قاضی صاحب کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں اور ان کی درازئ عمر وصحت کے لیے دعا گو ہیں۔''

[خدام الدین، لاہور۔ ۱۲۶، اگست ۱۹۸۳ء، ص ۲۴، (کشف خارجیت، ص ۷۹)]

### ⑥ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور مودودی

۱۱۲ صفحات پر مشتمل یہ رسالہ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹/ ذیقعدہ ۱۴۰۳ھ مطابق ۲۹/ اگست ۱۹۸۳ء کو تالیف فرمایا۔ موصوف لکھتے ہیں......

''مودودی عقائد و افکار کی حقیقت کے سلسلہ میں ایک رسالہ بنام ''عقیدہ عصمت انبیاء اور مودودی'' پہلے شائع ہو چکا ہے۔ اب اسی سلسلہ کا یہ دوسرا رسالہ بنام ''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور مودودی'' اہل اسلام کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ اہل السنّت والجماعت کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد اولاد آدم میں حضور رحمۃ للعالمین خاتم النبیین حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ فیض یاب ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تمام امتوں اور جماعتوں سے افضل ہیں۔

لیکن مودودی صاحب کے تنقیدی مزاج نے ان کو اعتدال پر نہ قائم رہنے دیا اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں وہ بلا تامل کچھ اس طرح لکھ گئے ہیں۔ جس سے ان کی قرآنی عظمت مجروح ہوتی ہے اور اس سے شیعیت کا راستہ کھلتا ہے۔ مودودی صاحب نے جو تنقیدی اصول اختراع کیا ہے۔ یہ اسی کی شامت ہے کہ وہ نہ صرف اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی تنقید کا نشانہ بناتے ہیں بلکہ ان کا قلم بیباکی سے معصوم انبیائے کرام علیہم السلام کو بھی اپنی گرفت میں لاتا ہے۔ [صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور مودودی، ص۵]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں مودودی صاحب کی گستاخانہ عبارات اور انہیں معیار حق تسلیم نہ کرنے کے دندان شکن جواب مفصل لکھنے کے بعد حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں......

''چونکہ از روئے قرآن مہاجرین وانصار اور ان کے متبعین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنتی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی رضامندی کی سند عطا فرما دی ہے، وہ سب حق ہیں اور ان سے حق ہی ملتا ہے، ان کے مابین جو فروعی اور اجتہادی اختلافات رونما ہوئے ہیں۔ ان کو حق و باطل کا اختلاف نہیں کہہ سکتے، کیونکہ صحیح بخاری کی حدیث کے مطابق اجتہادی خطاء میں بھی مجتہد کو ایک ثواب ملتا ہے۔ لہٰذا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور قرآن کے موعودہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم سب حق اور معیار حق ہیں۔

ان پر تنقید اور جرح کرنا اوران کو معیار حق قرار نہ دینا دین اسلام کی خدمت وتعمیر نہیں بلکہ تفریق وتخریب ہے۔'' [صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور مودودی، ص ۱۱۱]

## ⑦ ہم ماتم کیوں نہیں کرتے

حضرت قاضی صاحب قدس سرہ رقمطراز ہیں......

''محرم ۱۳۹۲ھ میں ایک پمفلٹ بنام ''ہم ماتم کیوں کرتے ہیں'' مولفہ ملک غلام عباس صاحب بی اے شیعان تلہ گنگ ضلع کیمبلپور کی طرف سے شائع ہوا تھا...... جس کے جواب میں ''ہم ماتم کیوں نہیں کرتے'' کتاب لکھی گئی۔''

شیعہ قوم نے ''ہم ماتم کیوں کرتے ہیں'' میں ماتم کے جواز بلکہ ماتم کے سنت اور عبادت ہونے پر ۱۸ دلائل پیش کیے تھے، ان کا مکمل شافی جواب دے کر حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۸ دلائل پیش فرما کر مروجہ ماتم کا ممنوع اور حرام ہونا ثابت کیا۔ جو مروجہ ماتم کے ردّ میں بے حد کامیاب اور موثر ثابت ہوا۔ اور شیعہ قوم کے گھروں میں صف ماتم بچھ گئی۔

## ⑧ بشارت الدارین

کتاب ''بشارت الدارین بالصبر علیٰ شہادت الحسین رضی اللہ عنہ''، حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی ضخیم ترین کتاب ہے جو بڑے سائز کے ۶۱۷ صفحات پر مشتمل ہے اور پہلی بار محرم ۱۳۹۵ھ کو منظر عام پر آئی تھی۔

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ......

''ہم ماتم کیوں نہیں کرتے'' ربیع الثانی ۱۳۹۲ھ میں شائع ہوا، چونکہ یہ رسالہ عام فہم تھا اور اس میں شیعوں کے دلائل کا نمبروار جواب دیا گیا تھا۔ شیعہ مذہب کی سب سے صحیح ترین کتاب حدیث ''اُصول کافی'' اور ''فروع کافی'' کی احادیث سے بھی مروجہ ماتم کا ناجائز ہونا صراحتاً ثابت کیا گیا تھا اور قرآنی آیات بھی مذہب اہل سنت کی تائید میں پیش کردی گئی تھیں۔ اس لیے شیعی دنیا میں کھلبلی مچ گئی۔ ادھر اہل سنت اپنے موقف کی حقانیت پر بہت زیادہ خوش ہوئے۔ اس رسالہ کے مطالعہ سے ماشاء اللہ کئی سنی نوجوانوں کا عقیدہ مستحکم ہوگیا۔ جو لوگ باوجود سنی المذہب ہونے کے ماتمی جلوس میں شریک ہوتے تھے، انہوں نے توبہ کرلی۔ تلہ گنگ کے مسلمانان اہل سنت اپنے طویل خواب غفلت سے بیدار ہوئے اور مذہب اہل سنت کی خدمت ونصرت کے لیے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوگئے اور وہاں سنی جلسوں اور سنی

کانفرنسوں کا ایک کامیاب سلسلہ جاری ہو گیا۔'' [آغاز سخن، بشارت دارین ص،۵]

ماتمیوں کے رسالہ ''ہم ماتم کیوں کرتے ہیں'' نے ہی ایسے اسباب پیدا کر دیئے کہ مسئلہ ماتم اہل سنت اور اہل تشیع دونوں کی توجہ کا مرکز بن گیا۔ ہمارے جوابی رسالہ ''ہم ماتم کیوں نہیں کرتے'' نے سارے ملک کو متاثر کیا۔

اس کے جواب میں آغا سید واصف حسین صاحب نقوی ساکن ربال تحصیل چکوال نے ''فلاح الکونین فی عزاء الحسین رضی اللہ عنہ'' کے نام سے ۱۴۳ صفحات کی کتاب لکھی۔ پھر اس کے جواب میں حضرت قاضی صاحب نے ''بشارت الدارین بالصبر علیٰ شہادت الحسین رضی اللہ عنہ'' تصنیف فرمائی۔

''فلاح کونین فی عزاء الحسین رضی اللہ عنہ'' کے شیعہ مصنف نے جتنی آیات اور احادیث ماتم کرنے کی تائید میں پیش کی تھیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ان سب کے جواب میں قرآن وحدیث اور اہل سنت کے علاوہ شیعہ کی تفاسیر اور ائمہ اہل بیت سے بھی ماتم مروجہ کا ناجائز، حرام اور ممنوع ہونا ثابت کیا ہے۔

خلفائے راشدین پر شیعہ کے مطاعن کے مسکت جوابات اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جلالت شان دور صحابہ رضی اللہ عنہم کی اسلامی فتوحات کو مفصل بیان کیا ہے۔ انتہائی مفید اور لاجواب کتاب ہے۔ جس کے جواب سے شیعہ مجتہد عاجز ہیں۔

⑨ خارجی فتنہ (حصہ اول)

حضرت اقدس قدس سرہ رقمطراز ہیں......

کتاب ''خارجی فتنہ'' حصہ اول، سنی ملت اسلامیہ کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے، میں نے اپنے مضمون ''حضرت لاہوری فتنوں کے تعاقب میں'' کے علاوہ اپنی کتاب ''دفاع صحابہ رضی اللہ عنہم'' میں بھی دور حاضر کے خارجی فتنہ پر مختصر تبصرہ کیا تھا، جس میں حسب ضرورت مولانا محمد اسحاق صاحب سندیلوی صدیقی صدر شعبہ دعوت وارشاد جامعہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے بعض نظریات پر بھی تنقید تھی۔ مولانا سندیلوی نے اس کے جواب میں ایک رسالہ بنام ''قاضی مظہر حسین صاحب (چکوال) کے اعتراضات کا جواب شافی'' شائع کر دیا، اس کے جواب الجواب میں زیر نظر کتاب ''خارجی فتنہ'' لکھی گئی ہے۔''

حضرت قاضی صاحب لکھتے ہیں

"راقم الحروف نے محض تحفظ مسلک حق کے لیے یہ کتاب لکھی ہے۔ میں نے یہ خوب ملحوظ رکھا کہ سندیلوی صاحب دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں مدرس رہ چکے ہیں یا علامہ مولانا محمد یوسف بنوری مرحوم کے جامعہ اسلامیہ میں شعبہ دعوت و ارشاد کے صدر ہیں۔

میں نے بلا کسی حسد و تعصب کے سندیلوی نظریات کا رد کیا ہے اور الحمد للہ میں بالکل مطمئن ہوں کہ مسئلہ مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں حضرات اکابر اہل سنت کی اتباع میں خارجیت، رافضیت اور مودودیت وغیرہ سے ہٹ کر مسلک حق کی ترجمانی کی خدمت مجھے نصیب ہوئی۔ حق تعالیٰ قبول فرمائیں اور خارجی فتنہ حصہ دوم کی بھی تکمیل کی توفیق نصیب ہو۔" [خارجی فتنہ ج ۱ ص ۲۹]

حضرت قاضی صاحب لکھتے ہیں

مولانا سندیلوی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے انتخاب کے متعلق لکھتے ہیں

"جن لوگوں نے انہیں منتخب کیا تھا۔ ان میں شام یا دوسرے صوبہ جات اسلامیہ کا کوئی نمائندہ نہ تھا۔ بلکہ درحقیقت مدینہ طیبہ کے نمائندوں نے ان کا انتخاب کیا تو بھی نہیں بعض مہاجرین و انصار کی اکثریت بھی اس انتخاب میں حصہ دار نہ تھی۔ ان حالات میں جو خلافت منعقد ہوئی وہ جائز تو تھی لیکن محض ہنگامی تھی۔ اس کے استحکام اور اس کی بقا کے لیے استصواب رائے اور دوبارہ انتخاب کی حاجت سے انکار نہیں ہو سکتا۔ الخ"

[اظہار حقیقت ج ۱ ص ۱۷۳، (خارجی فتنہ ج ۱ ص ۱۵۱)]

سندیلوی صاحب نے اپنی مایہ ناز کتاب اظہار حقیقت میں اپنی تمام تر علمی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر یہ ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ اسلام کے تیسرے خلیفہ موعود سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت نہ تو نص قرآنی کے تحت آیت تمکین کی مصداق تھی اور نہ ہی وہ کوئی مستقل خلافت تھی۔ بلکہ عارضی، مجبوری اور ہنگامی تھی اور یزید ایک صالح اور عادل خلیفہ تھا۔

مولانا سندیلوی نے جب اہل سنت کے اس متفقہ نظریہ سے انحراف کیا اور خارجیت کا پرچار کرنے لگے تو قاضی صاحب نے دلائل قاہرہ سے ایسے پرخچے اڑا دیے کہ ان کے خارجی نظریات کے تار و پود فضا میں بکھر گئے اور قاضی صاحب کو جرأت مندانہ اہل سنت والجماعت کی ترجمانی کرنے پر ملک کے معتقد علماء کرام نے زبردست خراج تحسین پیش کیا۔

حضرت قاضی صاحب رقمطراز ہیں.....

''خارجی گروہ کی یہ تلملاہٹ اور بوکھلاہٹ اس وجہ سے ہے کہ بفضلہٖ تعالیٰ میری کتاب ''خارجی فتنہ حصہ اول'' اہل سنت والجماعت کے علمی حلقوں میں بہت مقبول ہوئی ہے۔ اور خارجی لٹریچر سے متاثر کئی لوگوں کے شبہات دور ہو گئے ہیں۔ چنانچہ پاکستان کے چند علمی موقر رسائل میں اس کی پرزور الفاظ میں تائید شائع ہو چکی ہے۔'' [کشف خارجیت، ص۵۰]

اختصار کے ساتھ ان کا دل آویز تذکرہ پیش کیا جاتا ہے۔

## ماہنامہ البلاغ کراچی

''زیر تبصرہ کتاب خارجی فتنہ کا تریاق ہے۔ مولانا مظہر حسین صاحب نے مولانا محمد اسحاق صاحب سندیلوی کراچی کا مسلک بیان کرنے کے بعد اس پر تبصرہ فرمایا ہے اور ان کے خیالات پر تنقید کی ہے اور بتایا یہ گیا ہے کہ اہل السنّت والجماعت کے نزدیک اہل بیت کی محبت کا نہ ہونا خارجیت اور اصحاب رسول سے بیزاری اور ان کی مخالفت رفض وشیعیت ہے۔ اور محبت اہل بیت کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعظیم وتوقیر سنیت ہے۔ مولانا مظہر حسین صاحب نے دو حصوں میں ان کے (مولانا سندیلوی) خیالات پر تنقید کی ہے اور پہلے حصہ میں مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں اکابر علمائے حق کے اقوال اور ان کے تحریری اقتباسات پیش کیے ہیں اور ہر طرح مسلک اہل سنت کی ترجمانی فرمائی ہے۔''

[ماہنامہ البلاغ، اکتوبر، نومبر ۱۹۸۲ء، (کشف خارجیت، ص۵۱)

## ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

''حضرت مولانا قاضی مظہر حسین نے بھی زیر تبصرہ کتاب میں ما انا علیہ واصحابی کے اصول کے پیش نظر اصلاً خوارج اور ضمناً اہل تشیع کا زبردست نوٹس لیا ہے۔ محمود احمد عباسی اور اس کے پیروکاروں سے ٹھوس علمی بنیادوں پر گفتگو کی ہے۔'' [ماہنامہ الحق، مارچ ۱۹۸۳ء، کشف خارجیت، ص۵۲]

## ماہنامہ الخیر ملتان

''جس موضوع پر قاضی صاحب نے قلم اٹھایا ہے، وہ جمہور اہل سنت کا مختار اور راجح موقف ہے۔ اس لیے مصنف نے نقلی ونقلی دلائل اور اسلاف کی غیر مبہم عبارات وتصریحات کا کافی ذخیرہ اس سلسلے میں پیش کیا ہے، اس میں شک نہیں کہ قاضی صاحب موصوف نے اہل سنت کی

سمیع صحیح ترجمانی فرمائی ہے۔'' [ماہنامہ الخیر، فروری ۱۹۸۴ء، کشف خارجیت ،ص ۵۵]

## ہفت روزہ لولاک، فیصل آباد

'' قاضی صاحب پر اللہ رب العزت کی بے شمار رحمتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مسلک اعتدال کے علمبردار ہیں۔ افراط وتفریط سے کوسوں دور رہتے ہیں۔ ہمیشہ اپنے بزرگوں، اکابر اساتذہ، سلف صالحین کے نظریات وعقائد کے ترجمان رہے ہیں۔ مسلک اعتدال سے کسی نے لغزش کی نہیں اور قاضی صاحب تیغ براں لے کر ٹوٹے نہیں۔ خارجیت کے اثرات کا سیلاب اہل سنت میں آتے دیکھ کر قاضی صاحب نے پل باندھنے کی کوشش کی ہے۔''

[ہفت روزہ لولاک، ۲۸، جون ۱۹۸۳ء۔ ( کشف خارجیت، ص ۵۴ )]

## ماہنامہ بینات، کراچی

'' حضرت قاضی صاحب کے پیش کردہ اہل حق کے موقف ومسلک سے ہمیں نہ صرف اتفاق ہے بلکہ یہی ہمارا عقیدہ اور ایمان ہے۔'' [ماہنامہ بینات، جنوری ۱۹۸۴ء، کشف خارجیت، ص ۵۷]

## ⑩ خارجی فتنہ (حصہ دوم)

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کتاب ۲۴/ ذیقعدہ ۱۴۰۶ھ۔ ۳۱ جولائی ۱۹۸۶ء کو تصنیف فرمائی جو ۶۷۴ صفحات پر مشتمل ہے، خارجی فتنہ حصہ اول میں فرق باطلہ پر جو علمی بمباری کی گئی تھی۔ اس سے ان پر قیامت بپا ہوگئی تھی۔ ان کے جاں بلب ''جگادری'' بلی کی طرح مجاہد کبیر، وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت اقدس قاضی رحمۃ اللہ علیہ صاحب پر حملہ آور ہونے لگے۔ جیسا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ......

'' یزیدی گروہ کی طرف سے بعض رسائل ''قاضی مظہر حسین کا معیار حق وصداقت اور اس کی حقیقت'' اور'' خارجی کون'' میرے جواب میں شائع ہوئے۔'' [خارجی فتنہ، حصہ دوم، ص ۱۵]

'' خارجی فتنہ حصہ دوم کا اصل موضوع ''فسق یزید'' ہے، جس پر متعدد پہلوؤں سے بحث کر دی گئی ہے اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ فسق یزید اہل سنت والجماعت کے مسلک میں متفق علیہ ہے اور یزیدی گروہ نے یزید کے صالح اور عادل ثابت کرنے پر جو دلائل پیش کیے ہیں وہ سب بے بنیاد ہیں اور سنی موقف کے برحق ہونے کی ایک بڑی مضبوط دلیل یہ ہے کہ کتب حدیث میں سے کوئی روایت ایسی پیش نہیں کی جاسکتی جس میں کسی صحابی نے بھی یزید کو صالح اور عادل قرار

دیا ہو۔'' [خارجی فتنہ حصہ دوم، ص۱۶]

## ⑪ کشف خارجیت

کشف خارجیت، ۵۶۶ صفحات پر محیط ۱۴۰۵ھ کی تصنیف ہے، جس کے لکھنے کا سبب ایک کتابچہ تھا۔ حضرت لکھتے ہیں۔ میری کتاب خارجی فتنہ حصہ اول کے جواب میں مولانا محمد علی صاحب سعید آبادی تلمیذ حضرت سندھی نے ۸۰ صفحات کا ایک کتابچہ ''اصل حقیقت'' نام سے لکھا تھا۔ جس کا جواب بنام ''کشف خارجیت'' ملت سنیہ کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے، یہ کتاب ''اصل حقیقت'' نہیں بلکہ ''بے حقیقت'' اور ''خلاف حقیقت ہے، یہ ایک تبرا نامہ اور جھوٹ کا مربہ ہے۔ جس کا مؤلف کوئی سبائی خارجی ہی ہوسکتا ہے۔

## کشف خارجیت پر ''اقراء ڈائجسٹ'' کا تبصرہ

''مسلمانوں کو تین فرقوں نے بہت زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔ ان میں سے ایک فرقہ رافضیت ہے جو اہل بیت کی آڑ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تکفیر کرتا ہے اور اس نے امت مسلمہ کی بنیاد پر کاری ضرب لگائی۔ دوسرا فتنہ ناصبیت ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت میں رافضیت کی ضد بن گیا اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگیوں پر کیچڑ اچھال کر مسلمانوں کو نقصان پہنچاتا رہا۔ تیسرا فتنہ دونوں کی ضد میں پیدا ہوا اور اس نے اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دونوں کی عزت کو پامال کیا اور امت مسلمہ کو نقصان پہنچایا، یہ خارجیت کا فتنہ ہے۔

علمائے ربانیین نے ان تینوں فتنوں کی مختلف انداز میں سرکوبی کی۔ زیر تبصرہ کتاب ''کشف خارجیت'' کے مصنف بھی ان تینوں فتنوں میں سے ایک اہم فتنہ رافضیت کے خلاف ہمیشہ جہاد کا علم بلند کرتے رہے ہیں اور ان کی اس موضوع پر بے شمار کتابیں ہیں۔ ان کتابوں کے ضمن میں وہ فتنہ ناصبیت اور فتنہ خارجیت کی تردید بھی فرما رہے ہیں۔ مولانا موصوف نے اس سے پہلے خارجی فتنہ کے نام سے ایک کتاب تصنیف فرمائی۔ تو اس کے جواب میں ایک صاحب محمد علی نے ایک کتابچہ تحریر کیا۔ جس پر مولانا موصوف نے یہ کتاب ''کشف خارجیت'' تصنیف فرمائی۔ موصوف نے کتاب میں فتنہ ناصبیت کی بہت اچھے انداز میں تردید کی ہے۔''

[اقراء ڈائجسٹ کراچی، اپریل ۱۹۷۶ء، ص۱۳۴، (خارجی فتنہ حصہ دوم، ص۱۴، ص۱۵)]

⑫ دفاع حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

یہ کتاب ۶ ذی الحجہ ۱۴۰۴ھ ۳/ ستمبر ۱۹۸۴ء کی تصنیف ہے۔ جو ۱۸۸ صفحات پر مشتمل ہے۔

''حضرت قاضی صاحب کی کتاب خارجی فتنہ حصہ اول کی اشاعت کے بعد مولوی مہر حسین شاہ صاحب نے حضرت کے نام ''کھلی چٹھی'' شائع کی۔ جو مولانا لعل شاہ بخاری مصنف ''استخلاف یزید'' سے بہت زیادہ عقیدت رکھتے تھے۔ چونکہ مولانا لعل شاہ بخاری نے اپنی ضخیم کتاب ''استخلاف یزید'' میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر اس انداز سے تنقید کی ہے کہ ان کی دینی عظمت مجروح ہوتی ہے...... شاہ صاحب نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو جس طرح ہدف طعن بنایا ہے۔ ان کے جن فضائل کے اکابر اہل سنت قائل ہیں ان پر بھی جرح کی ہے اور ترتیب وار ان کے منکرات کو تفصیلاً پیش کیا ہے۔ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک جلیل القدر صحابی یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی تنقیص کا پہلو بھی نمایاں تھا۔'' اس لیے اس کا جواب دفاع معاویہ رضی اللہ عنہ کی صورت میں لکھا گیا ہے۔ [دفاع حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ص ۷۔۹]

حضرت قاضی صاحب لکھتے ہیں......

''میری کتاب خارجی فتنہ حصہ اول نے چونکہ خارجی گروہ کی کمر توڑ دی ہے، وہ مجھے کس طرح معاف کر سکتے ہیں۔ انہوں نے اس عقیدہ ''خطائے اجتہادی'' کی بنا پر ہی مجھ پر بہتان تراشیاں کیں اور اس کو بغض معاویہ رضی اللہ عنہ پر مبنی قرار دیا اور بار بار اس بہتان کو دوہرایا تا کہ گوبلز کے فلسفہ کے تحت ناواقف سنی مسلمان اس جھوٹ پر یقین کر لیں کہ جو شخص حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی ''خطائے اجتہادی'' مانتا ہے۔ وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا دشمن ہے۔ گلابی شیعہ ہے، اور شیعہ ہے۔'' [دفاع حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، ص ۲۵]

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے انتہائی احسن طریقہ سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر کیے جانے والے جارحانہ حملوں کا دفاع کیا اور ان کی شان کو اُجاگر کیا، احادیث اور اکابرین امت کی عبارات سے واضح کیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے جو کچھ ہوا وہ خطائے اجتہادی تھی۔ جو قابل ملامت و مواخذہ نہیں بلکہ موجب اجر و ثواب ہے۔

⑬ اتحادی فتنہ ⑭ کھلی چٹھی بنام مودودی ⑮ صحابہ کرام اور پاکستان وغیرہ۔ کے علاوہ حضرت اقدس نے متعدد کتابوں کے مقدمات بھی تحریر فرمائے ہیں۔ مثلاً آفتاب ہدایت، تازیانہ عبرت، مطرقۃ الکرامہ، سلاسل طیبہ اور عقائد علماء دیوبند وغیرہ۔

## مسئلہ حیات النبی ﷺ

المہند علی المفند کی تصریح کے مطابق "ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک آنحضرت ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے۔ بلا مکلف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے۔ آنحضرت ﷺ اور انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ، برزخی نہیں ہے۔ جو حاصل ہے تمام مسلمانوں کو بلکہ سب آدمیوں کو۔

## پس منظر

اس مسئلہ کی ابتداء کب اور کیسے ہوئی؟ حضرت اقدس قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"اس عقیدہ کے انکار کی ابتداء سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری نے سب سے پہلے خیر المدارس ملتان کے جلسہ میں کی۔ انہوں نے کہا کہ جسم تو محفوظ ہے، روح کا جسم کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور آپ قبر پر بھی نہیں سنتے۔"

حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری رحمہ اللہ جو کہ مسلک کے بڑے محافظ تھے، نے اسی جگہ ان کی تردید فرمائی۔ پھر جب یہ بحث سارے ملک میں پھیلی تو اس وقت جمعیت علمائے اسلام اور مجلس ختم نبوت نے بھی مخالفت کی۔

پھر حضرت درخواستی رحمہ اللہ کی صدارت میں جمعیت علمائے اسلام کی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں جس میں، میں بھی موجود تھا۔ یہ بات پاس ہوئی کہ اس مسئلہ پر حضرت مولانا محمد سرفراز خاں صاحب صفدر شیخ الحدیث کتاب لکھیں اور حضرت مولانا عبدالحق صاحب شیخ الحدیث جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک اور حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ دونوں ان سے تعاون کریں۔ یہ بات خاص شوریٰ میں پاس ہوئی۔

دیکھو ناں ایک وقت تھا اور پاس ہونی چاہیے تھی۔ جب یہ حضرات صحیح دیوبندی سنی مسلک کے محافظ تھے تو اس میں لحاظ کیسا؟ ان سے سارے علماء کٹ گئے۔ ہم بھی کٹ گئے۔ پہلے اپنے جلسوں میں دیوبندی سارے ان کو بلاتے تھے، ہم بھی بلاتے تھے۔"

"پھر حضرت مولانا علامہ محمد سرفراز خان صاحب شیخ الحدیث، مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ نے اس مسئلہ پر "تسکین الصدور" کے نام سے کتاب لکھی۔ جسے حضرت مولانا خیر محمد صاحب

جالندھری کی صدارت میں جمعیت علمائے اسلام کی شوریٰ کے اجلاس منعقدہ خیر المدارس میں جس میں، میں اور مولانا نذیر اللہ خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ، مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ، مولانا سید گل بادشاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، مولانا غلام غوث ہزاروی صاحب رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سارے شوریٰ کے ممبر موجود تھے۔ وہاں اس کتاب کا ایک ایک لفظ سب نے سنا اور پھر تائیدی دستخط کیے، ہم نے بھی دستخط کیے۔'' [ماہنامہ حق چار یار، فروری ۲۰۰۰ء، ص ۲۶]

یہ نزاع ملک بھر میں پھیل گیا! اکابرین جمعیت علماء اسلام اور دیگر تمام دیوبندی علماء اور جماعتیں ایک ساتھ متفق و متحد تھیں۔ جب کہ جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ کے علماء کرام ''انکار حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' میں پیش پیش تھے۔ حضرت اقدس قاضی مظہر حسین قدس سرہ مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر پوری شد و مد کے ساتھ ہمیشہ واشگاف الفاظ میں ان کی تردید فرماتے رہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر ہو یا تحریر قرآن و حدیث، آئمہ مجتہدین، اولیاء وصلحائے امت، مفسرین، محدثین، فقہاء عظام اور بالخصوص اکابر علماء دیوبند کی کتابوں کے حوالہ جات سے اس مسئلہ کو پوری طرح آشکارا کرتے رہے۔ جانبین سے اس موضوع پر کتابیں لکھی گئیں، مناظروں کے چیلنج دیئے جاتے رہے اور تقاریر کا نکتہ آغاز ''مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' سے ہوتا تھا۔ حضرت قاضی صاحب مرحوم لکھتے ہیں

''اس اہم موضوع پر ایک ضخیم کتاب بنام **"تسکین الصدور فی تحقیق احوال الموتی فی البرزخ والقبور"** شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان نے تالیف فرمائی۔ جس کی پاک و ہند کے جید دیوبندی علماء و فضلاء نے تصدیق فرمائی۔ ''''رحمت کائنات'' اس مقدس موضوع پر حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب اٹک فاضل دیوبند (خلیفہ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ) نے تالیف فرمائی۔ جس کا نواں ایڈیشن مع اضافات، صفحات ۴۰۰ ضخیم ہے۔ ''مقام حیات'' حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اجماعی عقیدے کے تحفظ کے لیے فاضل علامہ خالد محمود صاحب (پی ایچ ڈی) نے تالیف فرمائی۔ جس کا دوسرا ایڈیشن مع اضافات بہت ضخیم ہے۔ صفحات ۷۵۲ ہیں۔ ''ہدایت الحیران فی الجواہر القرآن'' حضرت مولانا قاری مفتی عبدالشکور صاحب ترمذی زید مجدہم فاضل دیوبند مہتمم جامعہ حقانیہ ساہیوال ضلع سرگودھا نے تالیف فرمائی۔ گو اس کتاب کا عنوان تفسیر جواہر القرآن اور کتاب اقامۃ البرہان کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ ہے۔ لیکن اس میں حضرت مفتی صاحب موصوف نے مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی موضوع بحث بنایا ہے۔

مذکورہ چار کتابیں ضخیم ہیں۔ ان کے علاوہ بھی اہل حق کی طرف سے اس موضوع پہ چھوٹی موٹی

کتابیں شائع ہوئی ہیں۔ [ماہنامہ حق چار یار ،ص ۲۶، فروری ۲۰۰۰ء]

مولانا قاضی شمس الدین ؒ نے بھی اس موضوع پر دو کتابیں لکھی تھیں۔ "القول الجلی فی حیات النبی ﷺ" اور "مسالک العلماء فی حیات الانبیاء" جس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ انبیاء قبور میں زندہ نہیں ہیں۔ حضرت قاضی صاحب کا علمی مقام کسی تعارف کا محتاج نہیں لیکن ان کی کتابیں اپنی جماعت میں بھی پذیرائی حاصل نہ کرسکیں۔ اس کے علاوہ بھی بعض حضرات نے حیات النبی ﷺ کے انکار پر مبنی کچھ کتابیں لکھیں ہیں۔ جن میں سے کوئی خاص قابل ذکر کتاب نہیں ہے۔

## حکیم الاسلام کا فیصلہ

اس قضیہ کو سلجھانے کی بارہا کوشش ہوئی، مگر کوئی بھی کوشش بارآور ثابت نہ ہوسکی۔ ۱۹۵۸ء سے ۱۹۶۲ء تک مسلسل اس مسئلہ پر مزید نزاع جاری رہا۔ حضرت اقدس قاضی مظہر حسین نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں......

> "۱۹۶۲ء میں جب حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند پاکستان کے دورے پر تشریف لائے تو فریق ثانی نے اس نزاعی مسئلہ میں ان کو ثالث تسلیم کر لیا۔ چنانچہ حضرت قاری صاحب ؒ حضرت مولانا عبداللطیف صاحب ؒ مہتمم جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم کی دعوت پر جہلم تشریف لائے اور وہاں انہوں نے مسئلہ حیات النبی ﷺ کے بارے میں ایک مختصر عبارت لکھی پھر جہلم سے راولپنڈی، حضرت مولانا قاری محمد امین صاحب فاضل دیوبند کی مسجد میں بھی تشریف لے گئے۔ حضرت مولانا محمد علی جالندھری ؒ اور مولانا عبداللطیف صاحب جہلمی اور راقم الحروف بھی حضرت قاری صاحب کے ہمراہ ہوگئے۔" [ماہنامہ حق چار یار ،فروری ۲۰۰۰ء، ۲۶، ۲۷]

حضرت قاضی ؒ صاحب فرماتے ہیں پہلے "حضرت قاری صاحب نے عقیدہ حیات النبی کے بارے میں ایک عبارت لکھی، جس میں صرف برزخی حیات کے الفاظ تھے، بندہ نے عرض کیا کہ حضرت! مولانا غلام اللہ خان صاحب وغیرہ برزخی حیات سے مراد صرف روح کی حیات مانتے ہیں اور جسم مبارک سے روح کا تعلق نہیں مانتے تو حضرت قاری صاحب ؒ نے درج ذیل عبارت لکھی۔"

"وفات کے بعد نبی کریم ﷺ کے جسد اطہر کو برزخ (قبر شریف) میں بہ تعلق روح حیات

حاصل ہے اور اس حیات کی وجہ سے روضہ اقدس پر حاضر ہونے والوں کا آپ ﷺ سلام سنتے ہیں۔" اس پر حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ اور مولانا محمد علی جالندھری رحمہ اللہ نے اور فریق ثانی کی طرف سے مولانا غلام اللہ خان صاحب مرحوم اور مولانا قاضی نور اللہ صاحب فاضل دیوبند (صدر اشاعت التوحید والسنۃ) نے دستخط کیے۔ اس اجلاس میں بندہ (قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ) اور حضرت مولانا عبداللطیف صاحب رحمہ اللہ فاضل دیوبند و بانی جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم بھی موجود تھے، یہاں یہ ملحوظ رہے کہ مولانا سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری گجراتی اس اجلاس میں نہیں آئے، انہوں نے مندرجہ تحریر کو تسلیم نہیں کیا اور آخر تک وہ نبی کریم ﷺ کے سماع عند القبر پر شرک کا حکم لگاتے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہوئے۔"

[ماہنامہ حق چار یار، ص ۳۵، فروری ۲۰۰۲ء]

بہر حال حضرت اقدس رحمہ اللہ نے اس قضیہ کو سلجھانے میں ہمیشہ مرکزی کردار ادا کیا اور فریق مخالف ہمیشہ الجھاؤ ہی کی کوشش میں رہا۔ واللہ الھادی

حق تعالیٰ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی تمام دینی خدمات کو قبول فرمائیں اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ میں حضرت والا کے دل آویز تذکرے کو اس خیال پر سمیٹتا ہوں۔

مریں آخر ان کی کس کس ادا پر<br>
ادائیں لاکھ اور دل بے تاب فقط ایک

❁❁❁❁

# دعاؤں کا سہارا چھن گیا

✍ حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب ☆

۲۶ رجنوری ۲۰۰۴ء پیر صبح سحری کے وقت تحریک خدام اہل سنت کے بانی، شیخ طریقت، مجاہد فی سبیل اللہ یادگار اسلاف حضرت مولانا قاضی مظہر حسین بھی انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون
حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ یکم اکتوبر ۱۹۱۴ء کو چکوال کے معروف قدیمی قصبہ بھیں میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی مناظر اسلام حضرت مولانا قاضی محمد کرم الدین دبیر رحمۃ اللہ علیہ معروف عالم تھے۔ رد روافض ورد قادیانیت پر آپ کو مہارت حاصل تھی۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھ مناظروں اور مقدموں میں عمر بھر پیش پیش رہے۔ ان مقدمات کی تفصیلات پر مشتمل کتاب ''تازیانہ عبرت'' ایک تاریخی دستاویز ہے۔ حضرت قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس دینی ماحول میں آنکھ کھولی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ گورنمنٹ ہائی سکول چکوال سے میٹرک پاس کیا۔ دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ میں دینی تعلیم حاصل کی۔ ۳۶/۱۳۳۷ھ میں دورہ حدیث اور تکمیل کے لیے دارالعلوم دیوبند میں رہے۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے ممتاز تلامذہ میں سے تھے۔ دارالعلوم دیوبند میں قیام کے دوران حضرت مولانا شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ، مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ، حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی رحمۃ اللہ علیہ ایسے اکابر سے آپ نے کسب فیض کیا۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات اور ان کی خدمت میں حاضری اور کسب فیض کا شرف حاصل کیا۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے اور خرقہ خلافت حاصل کیا۔ واپس آکر دینی خدمات، مقدمات، گرفتاری کے مراحل سے انگریز دور حکومت

---

☆ مرکزی مبلغ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

میں گزرتے رہے اور بڑی استقامت وعزیمت کے ساتھ اس وقت کو بڑی بہادری سے گزارا۔ مدنی مسجد چکوال اور اس کے ساتھ مدرسہ کی بنیاد رکھی اور مستقل بنیادوں پر یہاں کام شروع کیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے پورے علاقہ میں مسجد ومدرسہ نے ایک مثالی ادارہ کی حیثیت اختیار کرلی۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں ضلع جہلم میں (تب چکوال ضلع جہلم کی تحصیل تھی) تحریک کے لیے شب وروز ایک کردیئے۔ اس تحریک میں گرفتار ہوئے۔ اس کی تفصیل مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان کی طرف سے شائع کردہ کتاب ''تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء ص ۴۸۲،۴۸۳'' میں آپ کی اپنی تحریر کردہ ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں ہمارا مرکز جہلم تھا۔ ان دنوں میں اپنے گاؤں بھیں میں رہتا تھا۔ ۶ ؍مارچ ۱۹۵۳ء بروز جمعہ جامع مسجد گنبد والی جہلم میں حضرت مولانا عبداللطیف صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ختم نبوت کے موضوع پر ولولہ انگیز تقریر کی اور احتجاجی جلوس کی صورت میں گرفتاری پیش کی۔ ''

اس کے بعد میرا (قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ) پروگرام تھا۔ میں نے بھی ۱۳ ؍مارچ کے جمعہ پر جامع مسجد مذکورہ میں تقریر کی اور جلوس نکالا اور گرفتاری پیش کی۔ اس کے بعد حضرت مولانا حکیم سید علی شاہ مرحوم ساکن ڈومیلی نے گرفتاری دینی تھی۔ لیکن ان کو جمعہ سے قبل ہی گرفتار کرکے ڈسٹرکٹ جیل جہلم بھیج دیا گیا۔ ۱۱ ؍مارچ کو چکوال سے حضرت مولانا غلام حبیب رحمۃ اللہ علیہ کو گرفتار کرکے ڈسٹرکٹ جیل جہلم بھیج دیا گیا تھا۔ جہلم میں دو دن رکھنے کے بعد حضرت مولانا عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا سید علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا صادق حسین مرحوم اور راقم الحروف (قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ) کو لاہور سنٹرل جیل لایا گیا۔ ہمارے ساتھ اپنے جماعتی رفقاء چکوال کے کارکن بھی تھے۔ جن میں میاں کرم الٰہی مجاہد خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ لاہور سے پھر ہمیں سنٹرل جیل ساہیوال (منٹگمری) منتقل کردیا گیا۔ منٹگمری میں جہلم، کیمل پور، اٹک، سرگودھا اور منٹگمری کے نظر بند رکھے گئے تھے۔ ہمارے کمرے کے ساتھ علیحدہ کوٹھڑی میں حضرت مولانا نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ صاحب شیخ الحدیث غور غشتی بھی تھے جو بہت بڑے مفتی اور بزرگ راہنما تھے۔ انہوں نے بڑی جرأت وبہادری کے ساتھ تحریک کی قیادت کی تھی اور گرفتار ہوئے تھے۔ سرگودھا کے نظر بندوں میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع سرگودھا بھی تھے۔

مولانا غلام حبیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ڈسٹرکٹ جیل جہلم میں رکھا گیا اور وہ ۹ ؍جون ۱۹۵۳ء کو رہا کردیئے گئے۔ منٹگمری جیل سے حضرت مولانا عبداللطیف جہلمی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اور بھی چند رضا کار نظر بند

تھے۔ جب رہائیاں شروع ہوئیں۔ تو اور حضرات رہا ہوتے رہے۔ راقم الحروف (حضرت قاضی صاحب) کی رہائی بتاریخ ۱۴ر جنوری ۱۹۵۴ء کو عمل میں آئی۔ رہائی کے بعد بندہ (قاضی صاحب) نے شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عریضہ لکھا تو حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کرامت نامے میں یہ تحریر فرمایا کہ......

''نظر بندی کا علم فقط اس خط سے ہوا۔ اگر چہ عرصہ دراز سے کوئی والا نامہ نہیں آیا تھا۔ مگر یہ خیال نہ تھا۔ حق تعالیٰ شانہ اس دینی جہاد کو قبول فرمائے اور باعث کفارہ سئیات اور ترقی درجات کرے۔ آمین!

[۲۳ر شوال ۱۳۷۳ھ منقول از مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴ مکتوب نمبر ۳۵]

حالات عرض کر دیئے ہیں جو مناسب سمجھیں شائع کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم تمام اہل سنت والجماعت کو عقیدہ ختم نبوت اور خلافت راشدہ کی تبلیغ وتحفظ کی توفیق دیں۔ اپنی مرضیات کی اتباع نصیب کریں اور اہل سنت والجماعت کو ہر محاذ پر کامیابی نصیب ہو۔ آمین! بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم!

والسلام!

خادم اہل سنت مظہر حسین

مدنی جامع مسجد چکوال ۱۳ر محرم الحرام ۱۴۱۲ھ/ ۲۲ر جولائی ۱۹۹۱ء

۱۹۵۲ء سے ۱۹۵٦ء تک کا زمانہ آپ کا ردقادیانیت اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے گزرا۔ اس عنوان پر کام کرنا آپ کو والد مرحوم سے ورثہ میں ملا تھا۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ ' خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ ' مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ ' مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ فاتح قادیان مولانا محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کے مثالی تعلقات تھے۔ ہمیشہ ان حضرات کو بلوا کر ضلع بھر میں ختم نبوت کے موضوع پر کام کو مہمیز لگاتے۔ ہفت روزہ ختم نبوت کراچی کا ۲۹ر مئی ۱۹۸۲ء کو آپ نے چناب نگر جامع مسجد محمدیہ میں جمعہ کے موقع پر افتتاح کیا۔ جمعیت علمائے اسلام کے پلیٹ فارم سے مثالی کردار ادا کیا۔ ضلعی' ڈویژنل' صوبائی اور مرکزی سطح تک حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ' حافظ الحدیث مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ' مجاہد اسلام مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ 'مفکر اسلام مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کے معتمد ساتھیوں میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ اپنی جوانی کا بہترین حصہ جمعیت علمائے اسلام کے لیے مدتوں وقف کیے رکھا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائدین خصوصا حضرت

مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم سے آخر تک آپ کا محبتوں کا رشتہ قائم رہا۔

عرصہ ہوا مولانا عزیز الرحمن جالندھری ملاقات وعیادت کے لیے چکوال تشریف لے گئے۔ دیر تک محبتوں وشفقتوں سے سرفراز فرمایا۔ گزشتہ واقعات واکابر سے تعلقات پر مزید گفتگو ہوئی۔ ۔۔۔ میں تحریک خدام اہل سنت کی بنیاد رکھی اور آخری سانس تک اس کی آبیاری کرتے رہے۔ مدرسہ اظہار الاسلام مدنی مسجد مدرسہ امدادیہ، جامعہ اہل سنت تعلیم النساء آپ کا صدقہ جاریہ ہیں۔ قاضی صاحب اسلاف کی یادگار تھے۔ مجاہد فی سبیل اللہ تھے۔ بہادری، جرأت، حق گوئی میں اپنی مثال آپ تھے۔ اکابر کے مسلک کو ہمیشہ سینہ سے لگائے رکھا۔ جس بات کو حق سمجھتے تھے۔ اس کے اظہار میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑتے تھے۔ ان کی زندگی جہد مسلسل کی تاریخ تھی۔ متعدد عنوانات پر متعدد کتابیں لکھیں۔ تحریر وتقریر، درس وبیان، قلم وقرطاس سے رشتہ آخر تک آپ نے قائم رکھا۔

۹۰ سال کی عمر پائی۔ گزشتہ کچھ عرصہ سے کمزور ہو گئے تھے۔ لیکن معمولات میں کوئی فرق نہ آنے دیا۔ گزشتہ سے پیوستہ سال عید الفطر کے اگلے روز برطانیہ سے آئے ہوئے مہمان مولانا محمد ایوب سورتی صاحب کی مساعدت کے لیے راقم الحروف کو چکوال آپ کی خدمت میں حاضری کا موقع ملا۔ شفقت ومحبت سے اپنی چار پائی پر بٹھایا۔ دیر تک عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کام کی تفصیلات پوچھتے رہے۔ تحریری وتقریری کام کی رپورٹ پر شگفتہ مزاج ہو گئے۔ ڈھیروں دعاؤں سے نوازا اور حقیقت یہ کہ محبتوں کی بارش کر دی۔ افسوس کہ ان کی موت نے ہم سے دعاؤں کا سہارا چھین لیا۔ آخری دنوں میں اطلاع ملی کہ صاحب فراش ہیں۔ آج افسوس ناک خبر سنی کہ کل انتقال ہو گیا اور شام تک تدفین کا عمل بھی مکمل ہو گیا۔ ان کی تقریباً پون صدی کی خدمات قابل قدر وقابل رشک ہیں۔ مدتوں ان کا خلا پر نہ ہو سکے گا۔ آپ کے جانشین اور اکلوتے صاحبزادے حضرت مولانا قاضی ظہور حسین صاحب مدظلہ ہم سب کی طرف سے تعزیت کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا قاضی محمد مظہر الحسین صاحب رحمہ اللہ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائیں۔ آمین۔۔۔۔۔ ثم آمین!

❁❁❁❁

# ذوقِ اکابر کے محافظ

✍ مولانا مفتی سید عبدالقدوس صاحب ترمذی ☆

احقر کو وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی مرتبہ زیارت شعبان المعظم ۱۳۹۴ھ مطابق ۱۹۷۴ء میں ہوئی۔ جامعہ حقانیہ کا سالانہ جلسہ ہر سال شعبان میں ہوتا تھا۔ ۱۳۹۴ھ کے جلسہ میں حضرت اقدس والد ماجد قدس سرہ نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو بھی دعوت دی۔ چنانچہ آپ نے حسب پروگرام جلسہ میں شرکت فرمائی۔ جامع مسجد حقانیہ میں جمعہ کے بعد آپ کا خطاب ہوا پھر آپ جامعہ میں تشریف لے آئے کھانا تناول فرمایا رجسٹر پر جامعہ کے لیے ایک مختصر تحریر لکھی اور واپس تشریف لے گئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ پہلے بھی ساہیوال تشریف لا چکے تھے لیکن احقر کو اس سے قبل زیارت کرنا یاد نہیں۔

اس وقت آپ نہایت سادہ لباس میں ملبوس، سر پر رومال اور ایک ہلکی سی چادر زیب تن کیے ہوئے تھے اور چہرہ خوبصورتی سے خوب چمک رہا تھا ڈاڑھی پر مہندی نمایاں تھی اور پستول بھی ہمراہ تھا حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی اس پہلی زیارت کا نقش کم سنی کے باوجود دل پر کچھ ایسا قائم ہوا جو ہمیشہ یاد رہے گا۔ اس کے بعد بارہا مختلف مقامات پر زیارت کی اور آپ کے مفصل بیانات سنے کئی بار آپ جامعہ حقانیہ کے سالانہ جلسہ پر ساہیوال بھی تشریف لائے۔ مدرسہ اشرف العلوم برنولی، مدرسہ فتحیہ سلانوالی اور چکوال میں بھی آپ کی مجلس اور بیانات سنے اور کئی مرتبہ بالمشافہ گفتگو کی سعادت بھی حاصل ہوئی اور کبھی کبھی خط وکتابت بھی ہوئی۔

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حق تعالیٰ نے بڑی بلند و بالا نسبتوں سے نوازا تھا۔ آپ دارالعلوم دیوبند کے فاضل اور شیخ العرب والعجم حضرت مدنی قدس سرہ کے ارشد تلامذہ اور خلفاء میں سے تھے۔ مسلک حقہ اہل سنت والجماعت کی صحیح ترجمانی۔ اس کی حفاظت اور دفاع کا فریضہ بلاخوف لومۃ لائم جس انداز سے آپ نے سرانجام دیا یہ آپ کا ہی حصہ تھا۔ بطور خاص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم کی وکالت اور

---

☆ مہتمم جامعہ حقانیہ ساہیوال (سرگودھا)

دفاع کا تو حق ادا کر دیا۔ آپ کے بہت سے مضامین ومقالات اور سینکڑوں بیانات سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ آپ مسلک حق علماء دیو بند کے ترجمان اور سنیت میں نہایت مضبوط اور متصلب تھے۔ ملک میں اٹھنے والے ہر فتنہ کے تعاقب میں حضرت کا قلمی اور لسانی جہاد تاریخ کا ایک سنہری باب ہے۔ احقاق حق وابطال باطل کے جو اوصاف وکمالات اللہ تعالیٰ نے آپ کو ودیعت فرمائے تھے وہ بہت کم افراد کو عطا ہوتے ہیں۔

اہل السنت والجماعت ایک ایسا طائفہ اور ناجی طبقہ وگروہ ہے جو صحیح معنیٰ میں صراط مستقیم اور مسلک اعتدال کا ترجمان ہے۔ اعتزال، رفض وخوارج سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ لیکن صراط مستقیم اور مسلک اعتدال کی حدود پر قائم رہنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔ عام طور پر لوگ افراط وتفریط کا شکار ہو جاتے ہیں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اہل سنت کے اس مثالی مسلک اور ان کے وصف خاص اعتدال کو اس طرح قائم رکھا کہ نہ تو روافض آپ کے تعاقب سے بچ سکے اور نہ خوارج، آپ نے جہاں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی منقبت وفضائل کو بیان کیا اور ان کے دفاع میں سینہ سپر رہے وہیں حضرات اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کی محبت اور ان سے عقیدت کا حق بھی پورے طور پر ادا کیا۔ اس سلسلہ میں بشارت الدارین، سنی مذہب حق ہے، خارجی فتنہ، کشف خارجیت، علمی محاسبہ، دفاع حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کتب قابل مطالعہ ہیں جو یقیناً اپنے موضوع پر لاجواب، بے حد مفید اور آپ کا علمی شاہکار ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرات اکابر ومشائخ علماء دیو بند سے آپ کو بے پناہ محبت وعقیدت عطا فرمائی تھی۔ ان کے افکار ونظریات کو آپ ہمیشہ اہل سنت والجماعت کا ترجمان قرار دیتے رہے۔ حضرات اکابر علماء دیو بند کی تحقیقات اور قرآن وسنت کے لیے ان کی خدمات کا ہمیشہ آپ نے اعتراف کیا بلکہ آپ اپنی ہر تحریر وتقریر میں اسی پر زور دیتے کہ اکابر کے دامن کو مضبوطی سے تھامنا تمام فتنوں سے بچنے کے لیے از حد ضروری ہے اور قرآن وسنت کو جس طرح اکابر نے سمجھا ہے۔ اس میں ان کا اتباع فرض ہے ان کی تحقیق سے سرمو انحراف بھی گمراہی کا باعث بن سکتا ہے۔ آپ اپنے اس مسلک پر چٹان سے بھی زیادہ مضبوطی سے قائم تھے اور آخر تک آپ نے اپنے اکابر کے دامن کو نہ صرف تھامے رکھا بلکہ دوسروں کو بھی اس کی دعوت دیتے رہے۔

احقر کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے بارہا ملنے کا موقع ملا۔ آپ نے ہر ملاقات میں اکابر کے اتباع پر زور دیا اور فتنوں کی نشان دہی فرمائی۔ زمانہ کے حوادث اور فتن پر آپ کی گہری نظر تھی اور آپ ہر وقت ان کے

تعاقب میں کمر بستہ رہتے تھے۔ بلا شبہ آپ اپنے اکابر کے علوم کے امین وترجمان اور یادگار اسلاف تھے۔ آپ کی ساری زندگی علمی، عملی، قلمی، لسانی جہاد میں گزری۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ صرف ایک جید عالم اور فاضل ہی نہ تھے۔ بلکہ روحانیت میں بھی آپ کو حق تعالیٰ نے ایک بلند مقام عطا فرمایا تھا۔ حضرت شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ کا آپ پر اعتماد اور عطاء خرقہ خلافت اس کی واضح سند ہے۔ علم وعمل ظاہر وباطن کی اسی جامعیت نے آپ کو یہ مقام بلند عطا فرمایا کہ مسلک کی ترجمانی میں آپ سند کا درجہ رکھتے تھے۔

اخلاق کے اعتبار سے آپ بڑے بڑے اہل علم سے کہیں آگے تھے۔ جو آپ کو ایک مرتبہ ملتا وہ آپ کے اخلاق عالیہ سے متاثر ہو کر آپ کا گرویدہ ہو جاتا۔ تواضع، فروتنی، انتہائی مسکنت وعاجزی اور علم وعمل کی جامعیت ہی اس جماعت حقہ کا طرۂ امتیاز ہے۔

احقر کے والد ماجد فقیہ العصر یادگار اسلاف حضرت مفتی سید عبدالشکور صاحب ترمذی قدس سرہ سے آپ کے پرانے اور گہرے مراسم وتعلقات تھے۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت عرصہ قبل سلانوالی کے مدرسہ حسینیہ حنفیہ میں بھی درس دیتے رہے ہیں۔ حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اسی زمانہ میں آپ کے ساتھ تعلق قائم ہوا جو آخر تک نہ صرف قائم رہا بلکہ بڑھتا ہی چلا گیا۔ جس کی بڑی وجہ مسلک میں پختگی اور تصلب نیز بلا خوف لومۃ لائم احقاق حق اور ابطال باطل اور مسلک حق کی صحیح ترجمانی میں اشتراک تھی۔ نہایت مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ماہنامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم کی اس خصوصی اشاعت میں ان دونوں بزرگوں کے باہم تعلقات اور مختلف امور میں تبادلہ خیال کے ساتھ قدر مشترک امور میں اتحاد ویگانگت سے متعلق بعض واقعات کا ذکر کر دیا جائے تا کہ یہ واضح ہو جائے کہ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے زمانہ کے نابغۂ روزگار اور فقہاء عصر کی تائید حاصل تھی اور یہ کہ ان کا آپ پر بھرپور اعتماد تھا۔ اس سرگزشت کے ضمن میں کہیں کہیں اس احقر ناکارہ کے حوالہ سے بعض واقعات کا ذکر بھی قارئین کی نظر سے گزرے گا جو یقیناً اس ناچیز کے لیے باعث سعادت اور حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شفقت وعنایت کا مظہر ہے۔

حق چار یار رضی اللہ عنہم کے خصوصی نمبر کے لیے دیگر اہل علم اور صاحب فضل وکمال کے بلند پایہ معیاری مضامین کی موجودگی میں احقر کی یہ خامہ فرسائی یقیناً بے جوڑ ہے۔ لیکن بزم حق چار یار رضی اللہ عنہم کے اصرار اور حصول وسعادت کے لیے یہ چند سطور لکھیں اس میں زیادہ تر یہی پیش نظر ہے

امید ہے کہ قارئین اسی تناظر میں یہ مضمون ملاحظہ فرمائیں گے۔

احب الصالحين ولست منهم　　　لعل الله يرزقني صلاحا

اب حسب ترتیب پہلے حضرت اقدس والد ماجد قدس سرہ کے حوالہ سے جماعت اور حضرت ؒ کی تالیفات کے متعلق تأثرات پیش خدمت ہیں......

## تحریک خدام اہل سنت کی تائید

دفاع صحابہ کرام اور اہل سنت والجماعت کے مذہب کی اشاعت وفروغ کے لیے ملک میں اہل حق کی بہت سی جماعتیں اور تحریکیں موجود تھیں اور ہر جماعت اپنے طور پر حصول مقصد میں کوشاں تھی لیکن اس کے باوجود ایسی جماعت کی اب بھی ضرورت تھی جو صحیح معنی میں اہل سنت کے مذہب اور علماء دیو بند کے مسلک کی ترجمان ہو۔ حضرت قاضی صاحب ؒ نے اسی اہم ضرورت کو پورا کرنے کے لیے غالباً ۱۹۶۹ء میں تحریک خدام اہل سنت کے نام سے جماعت بنائی۔ حضرت شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ کے خلیفہ ارشد حضرت پیر خورشید احمد صاحب ؒ اس جماعت کے سرپرست قرار پائے۔ بہت سے حضرات نے اس وقت اس جماعت سے اختلاف کیا اور اعتراض کا سلسلہ شروع ہوا۔ جن حضرات اکابر نے حضرت قاضی صاحب ؒ کی اس کوشش کو سراہا اور جماعت کی تائید کی ان میں حضرت اقدس والد ماجد قدس سرہ کا نام نامی اور اسم گرامی سرفہرست ہے۔ چنانچہ اس کی تائید میں آپ کی درج ذیل تحریر شائع ہوئی......

اگر حضرت قاضی صاحب مدظلہ نے شیعیت اور مودودیت کے مضر اثرات سے مسلک دیو بند کے تحفظ کے لیے علیحدہ جماعت خدام اہل سنت والجماعت کے نام بنائی ہے تو ان کو ایسا کرنا ہی چاہیے تھا۔ اس طرح انہوں نے تمام متبعین دیو بند کی طرف سے حمایت مسلک کا فرض ادا کیا ہے اور حضرت قاضی صاحب مدظلہ کے بارہ میں جہاں تک مجھے علم ہے وہ مسلک دیو بند میں نہایت پختہ جامد اور متصلب ہیں۔ ان کی تبلیغی خدمات قابل قدر بلکہ لائق تشکر ہیں۔ (سلاسل طیبہ ص ۱۱)

مندرجہ بالا تحریر دل پذیر سے خدام اہل سنت کی ضرورت اور حضرت قاضی صاحب ؒ کی عظیم شخصیت کے بارہ میں فقیہ العصر کے تأثرات بالکل واضح ہیں کہ آپ نے نہ صرف جماعت کی ضرورت کو واضح فرمایا بلکہ حضرت قاضی صاحب ؒ کے اس اقدام کو حمایت مسلک کے فریضہ کی ادائیگی قرار دیا ساتھ ہی ان کی مسلکی پختگی وتصلب کی شہادت دے کر ان کی تبلیغی خدمات کو نہ صرف قابل قدر بلکہ لائق تشکر گردانا، جماعت کی اس سے بڑھ کر بھرپور تائید اور کیا ہو سکتی ہے؟

## ماہنامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم کی تائید

ملک میں اگر چہ بہت سے دینی جرائد، ہفت روزے اور اخبارات موجود ہیں لیکن قلم کے اس دور میں جتنے رسائل واخبارات بھی جاری ہوں کم ہیں اگر چہ اس وقت بظاہر دینی رسائل کی بھی بھر مار ہے لیکن نت نئے فتنوں کی وجہ سے نئے رسائل کے اجراء کی ضرورت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔

حضرت قاضی صاحب نے اپنی جماعت کے آرگن ''حق چار یار رضی اللہ عنہم'' کا آغاز فرما کر وقت کی ایک اہم ضرورت کو پورا فرمایا۔ ماہنامہ النجم، الفاروق اور دعوت وغیرہ کے بعد اس ضرورت کو محسوس کیا جا رہا تھا جو حق چار یار رضی اللہ عنہم کے ذریعہ پوری ہوئی۔ حق چار یار رضی اللہ عنہم پر بہت سے حضرات نے تائیدی تبصرے اور آراء لکھیں حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی رائے گرامی کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا......

تحریک خدام اہل سنت والجماعت کا ترجمان ماہنامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم مخدومی حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب زید مجدہم کی سرپرستی میں شائع ہو رہا ہے۔ اس کے کئی پرچے نظر سے گزرے۔ بحمد اللہ اپنے موضوع پر اس میں کافی مواد پایا۔ حضرت قاضی صاحب موصوف کو مسلک اہل سنت والجماعت کی حقانیت کے اثبات کے سلسلہ میں خصوصی ذوق وشغف حاصل ہے اور اپنے اکابر کے ذوق کی حفاظت کا حضرت موصوف کو بے حد خیال ہے۔ امید ہے کہ وہ اس ماہنامہ کے ذریعہ احقاق حق وابطال باطل کا فرض انجام دیتے ہوئے اپنے اکابر کے خصوصی ذوق کو ملحوظ خاطر رکھیں گے اور افراط وتفریط سے بچ کر اعتدال کے ساتھ مسلک حقہ اہل سنت والجماعت کی حسب سابق صحیح ترجمانی کرتے رہیں گے۔ واللہ الموفق والمعین.

حقیقت یہ ہے کہ افراط وتفریط کے درمیان راہ اعتدال ہی وہ صراط مستقیم ہے جس کی ہدایت کی دعا سورۃ فاتحہ میں سکھلائی گئی ہے اور وکذلک جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا شھداء علی الناس میں اس امت محمدیہ کو تمام امتوں پر باعث فضیلت قرار دیا گیا ہے۔

مذہب اہل سنت والجماعت اس راہ اعتدال اور صراط مستقیم کی تعبیر اور اس کا دوسرا نام ہے۔ خدام اہل سنت والجماعت کے لیے ضروری ہے کہ وہ جادۂ اعتدال سے منحرف تمام جماعتوں اور فرقوں کو اس صراط مستقیم کی طرف دعوت دیں اور مذہب اہل سنت والجماعت پر جو شکوک وشبہات کئے جاتے ہیں ان کا ازالہ کیا جائے۔ یہ اہل سنت والجماعت کا مذہبی فریضہ اور ان کی ذمہ داری بھی ہے اور آئینی حق بھی البتہ بحکم ربانی ادع الیٰ سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ اس دعوت میں اپنے مدعیٰ پر

دلائل و براہین پیش کرنے کے ساتھ زبان اور اسلوب بیان ایسا اختیار ہونا چاہیے جس سے مخاطب کے نصیحت قبول کرنے کی امید ہو اور مدافعت میں بھی وجادلھم بالتی ھی احسن پر نظر رہنی چاہیے۔

اہل سنت والجماعت کا ہر داعی اور خادم اس قرآنی طریق دعوت کا مکلف اور پابند ہے اور بجا طور پر امید کی جاتی ہے کہ رسالہ حق چار یار رضی اللہ عنہم بھی حسب دستور اس طریق و دعوت پر کار بند رہتے ہوئے تمام فرقوں اور جماعتوں کو راہ اعتدال کی طرف دعوت کا فریضہ ادا کرتا رہے گا۔

[رسالہ حق چار یار رضی اللہ عنہم محرم ۱۴۱۰ھ]

## رسالہ دفاع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تقریظ

محدث جلیل حضرت علامہ خلیل احمد سہارن پوری قدس سرہ نے رد شیعت میں ایک کتاب مطرقۃ الکرامۃ کے نام سے تحریر فرمائی تھی۔ جس کا مقدمہ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ نے تحریر فرمایا۔ جسے دفاع صحابہ کے نام سے الگ شائع کیا گیا۔ حضرت کے رسالہ دفاع صحابہ رضی اللہ عنہم کو حرف بحرف سن کر حضرت والد ماجد رضی اللہ عنہ نے اس پر تائیدی تحریر لکھی۔ حضرت مفتی اعظم مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی قدس سرہ نے اس کو بے حد پسند فرمایا اور اس پر افلا اکون عبدا شکورا کے وقیع الفاظ تحریر فرما کر اصل رسالہ کی تائید کے ساتھ اس تقریظ کی بھی زبردست تائید فرمائی۔ حضرت والد ماجد رحمہ اللہ کی تحریر ملاحظہ فرمائیں......

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین دامت برکاتہم کا مقالہ ''دفاع صحابہ'' احقر نے حرفاً حرفاً سنا۔ اس مقالہ سے فاضل مصنف نے مذہب اہل سنت والجماعت کی ترجمانی کا حق ادا کر دیا ہے۔ رافضیت وخارجیت دونوں ہی فتنوں سے اہل سنت والجماعت کو آگاہ کرنے اور محفوظ رکھنے کی کوشش کی ہے۔ یہ مقالہ ناظرین کی خصوصی توجہ کا مستحق ہے۔ بالخصوص مقالہ کا وہ حصہ جس میں پاکستان میں خارجیت وناصبیت کے فروغ پانے کے خطرہ کی طرف توجہ دلائی گئی، سنی علماء ومشائخ کے لیے لمحۂ فکریہ ہے۔ حضرات اکابر علماء کرام اور مشائخ عظام اور خصوصیت سے مدارس دینیہ کے اہل حل وعقد اور مدرسین حضرات اس کا سد باب کرنے کی طرف اپنی مساعی بروئے کار لا کر مذہب اہل سنت والجماعت کے تحفظ کا فرض انجام دیں۔ جو لوگ یزید کو خلیفہ عادل اور راشد قرار دے کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو باغی قرار دینے کی سعی میں مصروف ہیں۔ ان کا یہ نظریہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک باطل ہے۔ یہ نظریہ خوارج کا تو ہوسکتا ہے اہل سنت والجماعت کے مذہب میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو روافض

وخوارج کے باطل نظریات سے محفوظ رہنے اور اہل سنت والجماعت کے مذہب حقہ پر مضبوطی سے قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ)

## احقاق حق اور ابطال باطل میں علماء دیوبند کا کردار

جب رسالہ ماہنامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم کا آغاز ہوا تو حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بھی تاثرات کے لیے کہا گیا۔ آپ نے جہاں اس رسالہ کے متعلق عمدہ کلمات تحریر فرمائے وہیں حق و باطل کے معرکہ میں حضرات اکابر علماء دیوبند کی مساعی جمیلہ اور ان کے تاریخی کردار کا جامع تعارف بھی کرایا اور ساتھ ہی ان کی تحقیقات عالیہ کے اتباع پر بھی زور دیا۔ چونکہ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بھی پوری زندگی اسی کردار سے عبارت رہی اس لیے موقع کی مناسبت سے ضروری معلوم ہوا کہ وہ جامع تحریر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں ماہنامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم کے شکریہ کے ساتھ قارئین کی نذر کر دی جائے۔

حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں......

برصغیر کی تاریخ گواہ ہے کہ احقاق حق اور ابطال باطل کے فرض ادا کرنے میں ہمارے اکابرؒ نے کبھی کوتاہی نہیں کی بلکہ ہمیشہ راہ اعتدال سے منحرف تمام فرقوں اور جماعتوں کے قابل اصلاح نظریات کو زیر بحث لا کر مثبت انداز میں مدلل طریقہ پر سب ہی نے تنقیدی اور تردیدی کلام کیا ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، مسند الوقت حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ محمد اسماعیل دہلوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ حضرات کی اس سلسلہ کی خدمات جلیلہ سے کون انکار کر سکتا ہے؟ پھر ماضی قریب میں اکابر علماء دارالعلوم دیوبند قطب الارشاد مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ، حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ، محدث جلیل حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کی خدمات سے ہر پڑھا لکھا شخص واقف ہے اور امام اہل سنت مولانا عبدالشکور فاروقی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دور میں مسلک اہل سنت والجماعت کی قلمی اور لسانی جو قابل قدر خدمات انجام دی ہیں جاننے والے جانتے ہیں کہ وہ انہی حضرات کا خاص حصہ ہے۔ عرض یہ کرنا ہے کہ ہمارے حضرات اکابر نے اپنے اپنے زمانہ میں مذہب اہل سنت والجماعت کی ایسی گرانقدر خدمات انجام دی ہیں اور ایسا علمی و تحقیقی ذخیرہ چھوڑا ہے جو ہمارے لیے نہ صرف یہ کہ لائق تقلید بلکہ سرمایہ افتخار

بھی ہے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

یہ احقر تو اپنے اکابر کی تحقیقات کا مقلد محض ہے اور احقر کا ناقص خیال تو یہ ہے کہ ان اکابر کی تحقیقات پر عمل پیرا ہونا ہی ضروری ہے۔ علیحدہ ہو کر اب کوئی بھی آزاد رائے بظاہر اس کی پشت پر کتنے ہی دلائل نظر آتے ہوں نہ تو تحقیق کہلانے کی مستحق ہے اور نہ ہی اس کو مذہب اہل سنت والجماعت کی طرف منسوب کرنا صحیح ہے۔ میرا مطلب یہ ہے (اور میں جانتا ہوں کہ میری یہ بات بہت سے محققین کو پسند نہیں آئے گی لیکن احقر اس کا عرض کرنا ضروری سمجھتا ہے) کہ مذہب اہل سنت والجماعت کو اس کی اپنی شکل میں محفوظ رکھنے کی ایک ہی صورت ہے کہ اکابر کی تحقیقات پر اعتماد کیا جائے صرف اسی صورت میں مذہب اہل سنت اپنے اور غیروں کی دست برد سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ مگر عام طور پر دیکھنے میں یہ آ رہا ہے کہ اختلافی مسائل میں راہ اعتدال پر قائم نہیں رہا جاتا بلکہ اس پر قائم رہنا کقبض علیٰ جمر کا مصداق ہے اور ہر طرف اعجاب کل ذی رای بـرایـہ کا ظہور ہو رہا ہے اور ضروری حدود و قیود کی رعایت کے بغیر نئی تحقیق کے نام پر نئے نئے نظریات منظر عام پر آ رہے ہیں۔ اپنے اکابر کی اتباع اور تقلید سے عار و شرم محسوس کی جاتی ہے ان کو غیر محقق سمجھا جاتا ہے اور اپنی رائے کو حرف آخر سمجھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے اکابر کے نقش قدم پر چلنے اور اس فتنہ عدم اعتماد کے اثرات بد سے محفوظ رہنے کی توفیق عطا فرماویں آمین ثم آمین۔

[حق چار یار ؓ محرم الحرام ۱۴۱۰ھ]

## ایک غلطی کا ازالہ

حضور پاک ﷺ کے نعلین شریفین کے نقش سے استبراک کا ذکر حضرت اقدس حکیم الامت تھانوی قدس سرہ نے اپنے رسالہ ''زاد السعید'' میں فرمایا تھا۔ لیکن اہل علم بطور خاص حضرت مفتی اعظم ہند حضرت مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے خط و کتابت پر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے رجوع فرما لیا تھا اور اس کا باقاعدہ اعلان بھی کر دیا گیا تھا مگر اس کے باوجود بعض حضرات نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف استبراک کے جواز کو منسوب کر کے نعلین شریفین کے نقش کی خوب اشاعت کی۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی مدلل انداز میں تردید کی اور اصل صورت حال سے عوام و خواص کو مطلع فرمایا۔ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم کے اصلاحی خطبات میں بھی ایک بیان کے دوران اس کا ذکر آ گیا تھا اس سے اندیشہ ہوا کہ جواز کے قائلین کہیں اس کو بطور سند نہ پیش کرنے لگیں۔ اس لیے احقر نے خطبات کے فاضل

مرتب مدظلہم کو اس طرف متوجہ کیا انہوں نے خطبات کی اس عبارت کو قلم زد کر کے احقر کو اطلاع کر دی۔
یہ ساری تفصیل جب حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو لکھی گئی تو آپ نے اسے عنوان بالا کے تحت حق چار یار میں شائع فرمایا جو ان کے الفاظ میں درج ذیل ہے۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں...

حضرت مولانا محمد تقی عثمانی زید مجدہم (دارالعلوم کراچی) کے جو اصلاحی خطبات نمبر ۶ شائع ہوئے ہیں اس کے صفحہ ۹۵ پر بعنوان "من گھڑت درود نہ پڑھیں" یہ بھی لکھا ہے کہ صرف وہ درود شریف پڑھے جائیں۔ جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں دوسرے درود نہیں پڑھنے چاہئیں۔ لہٰذا حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب زادالسعید ہر شخص کو اپنے گھر میں رکھنا چاہیے اور اس میں بیان کیے ہوئے درود شریف پڑھنے چاہئیں۔

## نعلین مبارک کا نقشہ اور فضیلت

اس رسالہ میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کام کی چیز اور ایک نعمت اور دیدی ہے۔ وہ ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین مبارک کا نقشہ اس نقشہ کے بارہ میں بزرگوں کا تجربہ یہ ہے کہ سخت مصیبت، بیماری اور پریشانی کی حالت میں اگر نعلین مبارک کے نقشہ کو سینے پر رکھ دیا جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے پریشانی اور مصیبت کو دور فرما دیتے ہیں۔ اس لیے کوئی گھر اس رسالہ سے خالی نہیں ہونا چاہیے۔ اسی طرح شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک رسالہ ہے "فضائل درود شریف" وہ بھی اپنے گھر میں رکھیں اور پڑھیں اور درود شریف کو اپنے لیے بہت بڑی نعمت سمجھ کر اس کو وظیفہ بنائیں۔

[اصلاحی خطبات ج۶ ص۹۵]

تعجب ہے کہ مولانا تقی عثمانی صاحب کو بھی حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے رجوع کا علم نہیں ہوا اور انہوں نے حضرت کے حوالہ سے ہی نقشہ نعل شریف کے خواص بیان کر دیے۔

## مولانا عبدالقدوس کا مکتوب

حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی زید مجدہم مہتمم جامعہ حقانیہ ساہیوال ضلع سرگودھا کے صاحبزادے مولانا عبدالقدوس صاحب سلمہ نے اصلاحی خطبات کے مرتب مولانا عبداللہ میمن صاحب (دارالعلوم کراچی) کو حسب ذیل مکتوب ارسال کیا......

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہم کے اصلاحی خطبات واقعتاً اصلاحی ہیں ان کے پڑھنے اور

سننے سے ہر طرح کے علمی نفع کے ساتھ ظاہری و باطنی اصلاح ہوتی ہے۔ اس سلسلہ میں یہ مواعظ بہت نافع اور مفید ہیں حق تعالیٰ مزید قبولیت سے نوازیں ان کے نفع کو عام و تام فرماویں اور حضرت مولانا دامت برکاتہم نیز ان کے معاونین بطور خاص جناب محترم مولانا عبداللہ میمن صاحب زید مجدہم کو جزائے خیر اور اجر جزیل سے نوازیں، امین

اصلاحی خطبات ج ۶ ص ۹۵ پر نقشہ نعل شریف کے متعلق مضمون نظر سے گزرا اس میں حضرت اقدس حکیم الامت تھانوی قدس سرہ کے حوالہ سے استبراک کی اجازت فرمائی گئی ہے۔ جبکہ حضرت اقدس تھانوی رحمہ اللہ نے اس سے رجوع فرمالیا تھا اس لیے خیال آیا کہ امداد الفتاویٰ سے اس کے متعلق عبارت نقل کر کے ارسال کردی جائے..... الخ (اس کے بعد مولانا عبدالقدوس نے امداد الفتاویٰ جلد چہارم اور کفایت المفتی جلد دوم سے حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے رجوع کی وہی عبارت نقل کی ہے جو پہلے نقل کی جا چکی ہے) حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ نے عوام کی اصلاح کے پیش نظر اس سے رجوع فرمالیا ہے۔ اب جیسے رائے عالی ہو اس سے مطلع فرماویں شکریہ۔ نیز یہ تحریر حضرت اقدس والد صاحب مدظلہم کے حکم سے ان کو سنا کر ارسال کر رہا ہوں۔ فقط۔ ۲۷ ربیع الاول ۱۴۱۷ھ جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا

الجواب: مولانا عبدالقدوس صاحب کے جواب میں مولانا عبداللہ میمن صاحب نے حسب ذیل مکتوب ارسال کیا:

برادر گرامی قدر و مکرم جناب مولانا مفتی عبدالقدوس صاحب ترمذی مدظلہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ محبت نامہ باعث افتخار رہا۔ فقہی مقالات کے بارہ میں حضرت والد صاحب مدظلہم کی پسندیدگی کا اظہار بڑی خوشی کا باعث ہوا۔ اللہ تعالیٰ حضرت والا کا سایہ تا دیر صحت و عافیت کے ساتھ ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔ میرا اسلام اور دعا کی درخواست پہنچا دیں۔ نعلین مبارک کے نقش کے سلسلہ میں آپ نے بالکل صحیح فرمایا ہے۔ جس وقت لکھا گیا تھا اس وقت یہ ذہن میں نہیں آیا جزاکم اللہ خیر الجزاء تصحیح والے نسخے میں اس کو قلم زد کر دیا ہے۔ جدید طباعت میں اس کو نکال دیا جائے گا درس ترمذی کے بارہ میں آپ کی رائے سے بہت مسرت ہوئی اور خوشی ہوئی ہے اس کی جلد سادس بھی حاضر ہے۔ قبول فرمائیں اب یہ مکمل ہو چکی ہے۔

[حق چار یار محرم ص ۴۳ مارچ ۱۹۹۷ء]

## مشاجرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے باہمی اختلافات کے بارہ میں اہل سنت والجماعت کا موقف کتب عقائد میں مصرح ہے۔ اسی طرح حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم کے مابین جو جنگ ہوئی وہ حق و باطل کا معرکہ نہیں تھا بلکہ خطا اور ثواب کا معاملہ تھا۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان کے مابین ہونے والی جنگوں میں فریقین میں سے کسی کو بھی خطا اجتہادی کا مرتکب قرار نہ دیا جائے۔ حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم کے درمیان ہونے والی جنگ میں جمہور اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہی ہے کہ حضرت معاویہؓ سے اجتہادی غلطی سرزد ہوئی تھی اور آپ کی رائے اگرچہ صحیح نہ تھی لیکن خلاف حق نہ تھی اس لیے آپ کی یہ خطا نہ قابل ملامت ہے اور نہ ہی قابل مذمت، اس کے برعکس بعض حضرات نے اس جنگ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بہ نسبت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اقرب الی الحق قرار دیا۔ چونکہ یہ عقیدہ اہل سنت والجماعت کے مسلک کے یکسر مخالف تھا اس لیے حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس خارجی مسلک کی تردید میں ''خارجی فتنہ'' کے نام سے زبردست کتاب تحریر فرمائی جس میں نہایت مدلل انداز سے اہل سنت کے مسلک کا اثبات اور فریق مخالف کے غلط مسلک کی تردید فرمائی اور مسلک اہل حق کی ترجمانی کا حق ادا کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ چونکہ قرآن کریم کے موعودہ خلیفۂ راشد تھے اس لیے حکمین حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کا ان کو خلافت سے معزول کرنے کا فیصلہ بلاشبہ خطا پر مبنی تھا لیکن ظاہر ہے کہ ان حضرات کی یہ خطا اجتہادی ہی خطا تھی۔

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خارجی فتنہ میں اس معنی کے اعتبار سے انہیں خاطی اور گنہگار لکھا تھا اور اہل سنت کا موقف بھی یہی ہے لیکن بعض حضرات نے خطا اور گناہ کے الفاظ کو ہدف تنقید بنا کر حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ان سے رجوع کرنے کا نہ صرف مشورہ دیا بلکہ اس پر اصرار کیا بلکہ آپ کے خلاف یہ پروپیگنڈہ بھی کیا کہ معاذ اللہ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ حکمین کریمین کو گنہگار اور نافرمان قرار دے رہے ہیں۔ اس گروہ میں ہری پور ہزارہ کے بزرگ حضرت قاضی شمس الدین درویش مرحوم بھی تھے جنہوں نے اس نقطۂ نظر سے حضرت پر ان الفاظ سے رجوع کے لیے اصرار کیا۔ اس سلسلہ میں انہوں نے حضرت سے خط و کتابت بھی کی اور حضرت اقدس والد ماجد قدس سرہ سے بھی مکاتبت کی۔ ان کی بعض تحریرات کا جواب حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے احقر نے بھی لکھا لیکن وہ اپنی ضد پر قائم رہے

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ''یزیدی ٹولہ اور قاضی شمس الدین درویش'' کے نام سے ان کے مسلک کا خوب تعاقب فرمایا اور ان کے شبہات و اعتراضات کا مکمل و مدلل جواب بھی تحریر فرمایا۔ جو ماہنامہ حق چار یار میں قسط وار شائع ہوا۔ حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ان کی مکاتبت کے بعض حصے بھی حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حق چار یار رضی اللہ عنہم میں شائع فرما دیئے تھے۔ ذیل میں حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس مضمون سے متعلقہ حصے ہدیۂ قارئین ہیں۔ چنانچہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں......

حضرت مولانا مفتی عبدالشکور صاحب ترمذی زید فضلہم سے بھی انہوں نے اپنے مکتوب محررہ ۱۶/ اکتوبر ۱۹۸۹ء میں میری زیر بحث عبارتوں کو پیش کر کے شکایت کی اور مفتی عبدالشکور صاحب کو اپنے جوابی مکتوب محررہ ۵ صفر ۱۴۱۰ھ میں لکھا کہ......

حضرت قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہم کی خارجی فتنہ حصہ اول کی عبارت کے بارہ میں عرصہ ہوا بندہ حضرت موصوف کو توجہ دلا چکا ہے۔ حضرت موصوف کی خدمت میں عرض کیا گیا تھا کہ ایک بات ان کی بندہ کو واقعی محسوس ہوئی ہے اور میں نے مفتی عبدالشکور صاحب مدظلہ کی خدمت میں عرض کی انہوں نے بھی تائید فرمائی اس لیے عرض ہے کہ اگر آنجناب توجہ فرمائیں اور مناسب خیال فرمائیں تو اس عبارت میں تبدیلی ہو جائے تو بہتر ہوگا......

خط کشیدہ الفاظ کی جگہ اگر اجتہادی خطا لکھ دیا جاتا تو زیادہ مناسب و بہتر ہوتا کیونکہ صحابہ کرامؓ کے متعلق گناہ اور سخت نافرمانی کے الفاظ سخت معلوم ہوتے ہیں۔ اس کے جواب میں حضرت قاضی صاحب نے لکھا یہ الفاظ بظاہر واقعی سخت ہیں اور صحابہ کرامؓ کی عظمت کے خلاف ہیں لیکن بندہ نے بھی تو اس سے مراد اجتہادی خطا لی ہے۔ یعنی یہ صورۃً گناہ اور نافرمانی ہے نہ کہ حقیقۃً۔

[مکتوب حضرت قاضی صاحب موصوف ص ۲،۱۷/ مارچ ۱۹۸۴ء]

اور اپنی کتاب دفاع حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ میں بھی یہی لکھا ہے اور یہاں گناہ اور نافرمانی سے مراد صورۃً ہے نہ کہ حقیقۃً جیسا کہ دوسرے مقام پر میں نے تصریح کر دی ہے۔ (ص ۲۷)

اب جناب غور فرمالیں کہ جناب قاضی صاحب موصوف کی یہ توجیہ کافی ہے یا نہیں احقر کے ناقص خیال میں تو معلوم ہوتا ہے بلکہ ضروری ہے کہ عبارت کو تبدیل کر دیا جائے اور اجتہادی خطا لکھ دی جائے جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے۔

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں......

قاضی شمس الدین صاحب درویش کے دوسرے مکتوب کے جواب الجواب میں حضرت مفتی عبدالشکور صاحب ترمذی کے صاحبزادے جناب مولانا عبدالقدوس صاحب سلمہ نے اپنے والد مکرم کے حکم سے ۲۸/ ربیع الاول ۱۴۱۰ھ کوایک خط ارسال کیا جس میں انہوں نے درویش صاحب کولکھا کہ......

جناب کے مکتوب گرامی کے متعلق حضرت والد صاحب مدظلہم کے حکم سے چند خادمانہ گزارشات ذیل سپرد قلم کر کے ارسال کر رہا ہوں۔ مشاجرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں بلاشبہ اسلم واحوط مسلک سکوت ہی ہے لیکن جب مخالفین کی طرف سے غلو کیا جائے تو احقاق کے طور پر صحیح مسلک کو پیش کرنا ضروری ہو جاتا ہے اور وہ حسب تصریح متکلمین علماء کرام یہی ہے کہ......

حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے مابین جنگ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی اجتہادی خطا کو تسلیم کیا جائے۔ البتہ معاملہ چونکہ نازک ترین ہے اس لیے افراط وتفریط اور غلو سے احتراز کرتے ہوئے انتہائی محتاط الفاظ سے اس کی تعبیر کرنی ضروری ہے تا کہ ان حضرات کے بارہ میں کسی قسم کی سوء ادبی کا پہلو بھی نہ نکل سکے۔ واللہ ھو العاصم. احقر کے فہم ناقص میں تو حضرت قاضی صاحب مدظلہم نے جا بجا اپنی تحریرات میں اسی مسلک حق کو پیش فرمایا ہے۔ جناب نے ان کی جو عبارت حکمین کے بارہ میں نقل فرمائی تھی۔ حضرت موصوف اس کو بھی صورۃً ہی معصیت قرار دے رہے ہیں، ورنہ خطا اجتہادی کی وہ بارہا تصریح فرما چکے ہیں۔ لیکن چونکہ بظاہر الفاظ سخت ہیں اس لیے ان کو آئندہ ایڈیشن میں امید ہے کہ بدل دیا جائے گا اور خارجی فتنہ حصہ اول کے بعد لکھی جانے والی تحریرات میں انہوں نے خود اس کی وضاحت بھی فرمادی ہے۔ اس کے بعد یہ بحث بھی ختم ہو جاتی ہے۔ اس تفصیل کی روشنی میں ان کے بارے میں یہ فرمانا کہ قاضی صاحب حضرت معاویہ رحمہ اللہ کو باغی اور خاطی لکھتے جا رہے ہیں۔ الخ محل نظر ہے۔ آخر متقدمین نے حضرت امیر معاویہ رحمہ اللہ کے بارہ میں جو ارشادات تحریر فرمائے ہیں خطا اجتہادی پر محمول کیے بغیر ان کی آخر کیا تاویل ہو سکتی ہے؟ ۲۸/ ربیع الاول ۱۴۱۰ھ ۳۰/ اکتوبر ۱۹۸۹ء۔

[حق چاریار رضی اللہ عنہم ذوالقعدہ ۱۴۱۱ھ]

مشاجرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مندرجہ بالا بحث سے واضح ہے کہ اس سلسلہ میں حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کا بھی وہی مسلک تھا جو اہل سنت والجماعت کا مسلک ہے۔ انہوں نے نہ صرف اس مسلک کی ترجمانی کی بلکہ اس کا بھرپور دفاع بھی فرمایا۔ حکمین کریمین رضی اللہ عنہما کی اجتہادی خطا کے بارہ میں خارجی فتنہ حصہ اول کی عبارت کے ظاہری الفاظ اگرچہ بظاہر سخت تھے لیکن اس سے مراد اجتہادی خطا ہی

تھی جو جمہور اہل سنت کے مسلک کے عین مطابق ہے اور یہ توجیہہ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ نے خود ہی بیان فرمائی ہے جس کے بعد ان پر کسی اعتراض کا حق باقی نہیں رہتا۔ بلکہ افسوس کہ اس سب کے باوجود حضرت قاضی درویش صاحب مرحوم اپنی ضد پر ڈٹے رہے۔ اس عبارت کے ظاہری الفاظ سے معترضین کے بے جا فائدہ اٹھاتے ہوئے عوام وخواص کو بہکانے اور سادہ لوح عوام کے مغالطہ میں پڑنے کے اندیشہ کے پیش نظر اس کی تبدیلی کا مشورہ اگرچہ حضرت اقدس والد صاحب رحمہ اللہ نے بھی دیا تھا اور احقر کی مندرجہ بالا تحریر میں بھی اس کا ذکر ہے لیکن اس مشورہ کا یہ مطلب ہرگز نہ تھا کہ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی اس عبارت میں فی نفسہ کوئی سقم یا کمی ہے جیسا کہ حضرت درویش صاحب مرحوم اور ان کے ہمنوا حضرات کا اصرار ہے۔ اس لیے قاضی صاحب درویش کا یہ لکھنا کہ میں نے مفتی عبدالشکور صاحب کو یہ تجویز پیش کی تو انہوں نے بھی موافقت فرمائی: کلمة حق ارید بها الباطل کا مصداق معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ دونوں حضرات کے منشا میں بین اور واضح فرق ہے جیسا کہ تفصیل بالا پڑھنے سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب علاوہ ازیں حضرت قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ نے مدلل طریقہ پر ثابت فرما دیا ہے کہ عبارت میں کسی تبدیلی کی ضرورت نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں "۔ عبارت تبدیل کرنے کی کسی طرح بھی ضرورت نہیں ہے۔ اگر ان الفاظ سے میری مراد حقیقۃً نافرمانی اور گناہ ہے اور اس سے ان جلیل القدر صحابہ کی تنقیص وتوہین ہوتی ہے تو میری ہزار نہیں لاکھ بار توبہ ہے۔ استغفر الله الذی لا اله الا هو الحی القیوم واتوب الیه

[حق چار یار رضی اللہ عنہم ص ۲۹ مئی ۱۹۹۱ء ذی قعدہ ۱۴۱۱ھ]

## وکیل صحابہ رضی اللہ عنہ اور حضرت فقیہ العصر رحمہ اللہ

گزشتہ تحریر کردہ بعض حالات وواقعات سے واضح ہے کہ مسلک کی ترجمانی اور تصلب نیز اس کی صیانت وحفاظت میں حق تعالیٰ نے وکیل صحابہ رضی اللہ عنہ حضرت قاضی صاحب اور فقیہ العصر حضرت ترمذی رحمۃ اللہ علیہما میں ہم آہنگی اور بڑی حد تک مطابقت پیدا فرمائی تھی اور یہی وجہ ہے کہ یہ دونوں بزرگ مختلف امور پر باہم تبادلۂ خیال بھی فرماتے اور کئی دینی معاملات پر ایک دوسرے سے خط وکتابت بھی رہتی۔ گمراہ فرقوں اور فتنوں کے تعاقب اور احقاق حق وابطال باطل کے سلسلہ میں اکثر دونوں بزرگوں کی روش، فکر ونظر اور طریق کار میں اتفاق رہتا تھا۔ حضرت والد صاحب قدس سرہ اگرچہ باقاعدہ طور پر

تحریک خدام کے رکن یا عہدہ دار نہ تھے لیکن اس کی اکثر پالیسیوں سے آپ متفق تھے۔ حضرت قاضی صاحب ؒ بھی آپ کو مسلک حق علماء دیوبند میں متصلب اور نہایت مضبوط سمجھتے تھے اور انہیں آپ پر حد درجہ اعتماد تھا اور اس بارہ میں آپ کی بڑی تعریف فرماتے تھے۔ اس سلسلہ میں درج ذیل چند اقتباسات کا نقل کر دینا ہی کافی ہے......

حضرت اپنی کتاب کشف خارجیت کے ص ۱۹۷ پر بعنوان ''ہدایۃ الحیران فی جواہر القرآن'' تحریر فرماتے ہیں...... حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی مفتی و مہتمم مدرسہ حقانیہ ساہیوال ضلع سرگودھا نے جواہر القرآن کے بعض غلط نظریات کی تردید میں ایک کتاب ہدایۃ الحیران لکھی (ماشاء اللہ مولانا موصوف زید فضلهم مسلک حق کی تبلیغ و نصرت میں بہت پختہ ہیں اور آپ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی ؒ کے سلسلہ میں مجاز طریقت بھی ہیں)

''رسالہ اکابر کا مسلک و مشرب پر تحقیقی نظر'' کے پیش لفظ میں تحریر فرماتے ہیں......

زیر تبصرہ کتاب ''رسالہ اکابر کا مسلک و مشرب پر ایک تحقیقی نظر'' حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی زید مجدہم (مہتمم جامعہ حقانیہ ساہیوال ضلع سرگودھا) کی تالیف لطیف ہے جو مولانا عزیز الرحمٰن صاحب ہزاروی خطیب جامع مسجد صدیق اکبر چوہڑ (راولپنڈی) کے رسالہ اکابر کا مسلک و مشرب کے جواب میں لکھی گئی ہے...... لیکن مولانا عزیز الرحمٰن صاحب وغیرہ کا بیان کردہ مسلک و مشرب حضرات اکابر دیوبند کے اصلی مسلک و مشرب کے خلاف ہے، اس لیے حضرت مولانا مفتی عبدالشکور صاحب ترمذی زید فضلہم نے اس موضوع پر قلم اٹھایا اور محکم دلائل و براہین سے تحقیقی انداز میں اس کا رد فرمایا اور آپ نے متعدد عنوانات قائم کر کے ہر مسئلہ کے مالہ و ماعلیہ کو بیان فرمادیا ہے۔ جزاهم الله تعالیٰ خیر الجزاء. ماشاءاللہ حضرت مفتی صاحب موصوف ایک راسخ العقیدہ سنی حنفی دیوبندی عالم ہیں اور حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ کے سلسلہ طریقت میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب ؒ مفتی اعظم پاکستان کے خلیفہ مجاز بھی ہیں۔ دیوبندی مسلک پر مضبوطی سے قائم ہیں اور پوری ہمت و استقامت سے مسلک حق کا دفاع کر رہے ہیں۔ مفتی صاحب متعدد علمی اور اصلاحی کتابوں کے مصنف ہیں الخ (ص ۷) حضرت والد صاحب ؒ کی وفات کے بعد آپ کے بارہ میں تقریباً اسی طرح کے کلمات تحریر فرمانے کے بعد درج ذیل الفاظ میں آپ کے لیے دعا فرمائی:

حق تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس نصیب ہو آمین بجاه النبی الکریم صلی الله علیه وسلم. (حیات ترمذی ص ۶۰۳)

## اکابر کے مسلک و مشرب پر تحقیقی نظر

اکابر کا مسلک و مشرب کے نام سے جب پنڈی سے کتاب شائع ہوئی اور اس میں بدعات ورسومات کو اکابر علماء دیو بند کا مسلک و مشرب قرار دیا گیا تو حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا رد فرمایا اور حق چار یار رضی اللہ عنہم میں آپ کا تردیدی مضمون کئی قسطوں میں شائع ہوا۔ اس زمانہ میں آپ مدرسہ تعلیم النساء فتحیہ سلانوالی میں تشریف لائے احقر بھی زیارت کے لیے حاضر ہوا۔ حضرت نے وہاں اصلاحی بیان فرمایا اور پھر کافی دیر تک حضرت نے احقر سے ازراہ شفقت وعنایت گفتگو فرمائی۔ احقر نے ساہیوال تشریف لانے کے لیے عرض کیا تو حضرت نے اسے قبول فرمایا اور احقر کے ساتھ ساہیوال جامعہ حقانیہ میں تشریف لائے وہاں طلبہ میں بیان فرمایا اور حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مختلف حالات پر گفتگو فرمائی خاص طور پر رسالہ اکابر کا مسلک و مشرب پر لکھنے کے لیے فرمایا اور اس پر بہت زور دیا۔ حضرت نے یہ بھی فرمایا کہ آپ کو سب حضرات اپنا بڑا مانتے ہیں اور آپ کے قلم میں اعتدال بھی ہے اور آپ کا لکھا ایک سند کا درجہ رکھتا ہے اس لیے ضرور لکھیں۔ چنانچہ حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ضعف اور بیماری کے باوجود ''اکابر کے مسلک و مشرب پر تحقیقی نظر'' کے نام سے رسالہ تحریر فرمایا جسے حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بے حد پسند فرمایا اور اس پر ایک مبسوط مقالہ لکھا جو رسالہ کے ساتھ شائع نہیں ہو سکا البتہ رسالہ سے متعلق تاثرات کا حصہ رسالہ کے شروع میں شائع کر دیا گیا۔ الغرض یہ رسالہ حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ ہی کی فرمائش پر تحریر فرمایا تھا جس سے بطریق احسن مسلک کی ترجمانی کا حق ادا ہوا۔ والحمدللہ علیٰ ذلک کلہ

## رسالہ عقائد علماء دیو بند پر تقریظ

المہند علی المفند جو حضرات علماء دیو بند کی متفقہ مسلکی دستاویز ہے۔ افادہ عامہ کے لیے اردو میں حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا خلاصہ تحریر فرمایا جس پر اپنے دور کے علماء کرام سے تصدیقات حاصل کر کے اسے شائع کیا گیا۔ احقر نے حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اس پر تقریظ کے لئے عرض کیا آپ نے نہ صرف اس پر تصدیق فرمائی بلکہ ازراہ عنایت ایک مقدمہ بھی تحریر فرمایا۔ جو مکتبہ مدنیہ لاہور نے المہند کے خلاصہ کے شروع میں شائع کیا یہ مقدمہ اپنے موضوع پر بہت نافع اور مفید ہے علاوہ ازیں حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''حیات انبیاء کرام علیہم السلام'' کا مسودہ بھی ایک عرصہ تک حضرت کے

زیر مطالعہ رہا۔ آپ نے اسے بہت ہی پسند فرمایا اور کتاب خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ ویزید سے متعلق محمود احمد عباسی کے نظریات پر آپ کی تنقید کی بھی حضرت نے بہت تعریف فرمائی۔ لیکن ابھی تک یہ کتاب شائع نہیں ہوئی۔

## جامعہ حقانیہ کے بارہ میں رائے گرامی

آج مدرسہ حقانیہ میں حاضری کا موقع ملا۔ ماشاء اللہ حضرت مولانا قاری عبدالشکور صاحب ترمذی زید مجدہم کی نگرانی میں ترقی پذیر ہے اور اس مدرسہ کے ذریعے شہر اور علاقہ میں مذہب اہل سنت والجماعت اور مسلک اکابر دیوبند کا تحفظ ہو رہا ہے۔ مدرسہ کے اساتذہ اور طلبہ کے دینی اخلاق سے متاثر ہوا۔ مدرسہ ماشاء اللہ اپنے مقاصد شرعیہ میں ترقی پذیر ہے۔ فقط شعبان ۱۳۹۴ھ

## سلانوالی کے مناظرہ کا تذکرہ

احقر پہلے لکھ چکا ہے کہ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ ۱۹۹۷ء میں مدرسہ تعلیم النساء سلانوالی میں تشریف لائے اور بیان فرمایا جس میں احقر بھی حاضر ہوا۔ بعد میں حضرت نے کافی وقت عنایت فرمایا اور بزرگوں کے واقعات اور ان کے ایمان افروز حالات سنائے۔ حضرات اکابر خصوصاً حضرت اقدس حکیم الامت تھانوی اور حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہما کی اتباع پر بہت زور دیا احقر نے دریافت کیا کہ حضرت ہم نے سنا ہے کہ مولانا غلام اللہ خان صاحب سے بھی آپ نے پڑھا ہے تو فرمایا کہ ہاں میں نے ان سے بھیرہ کے مدرسہ عزیزیہ میں ایساغوجی پڑھی ہے۔ اس وقت وہ وہاں مدرس تھے اور منطق میں ان کا خوب شہرہ تھا۔ پھر حضرت نے مناظرہ سلانوالی منعقدہ ۱۳۵۵ھ کی تفصیل سنائی جس میں لکھنؤ سے حضرت مولانا منظور نعمانی تشریف لائے تھے اور فریق مخالف کی طرف سے مولوی حشمت علی صاحب رحمہ اللہ مناظر تھے۔ حضرت نے فرمایا کہ میں اس زمانہ میں بھیرہ پڑھتا تھا اور والد محترم مولانا کرم دین صاحب بھی اس مناظرہ میں شریک ہوئے تھے۔ واپسی پر وہ بھیرہ تشریف لائے اور انہوں نے اس مناظرہ کے حالات سنائے لیکن وہ مولوی حشمت علی صاحب کے دلائل سے مطمئن نہ تھے۔ اسی لیے اس مناظرہ کے بعد ان کا رجحان علماء دیوبند کی طرف ہو گیا تھا اور انہوں نے مجھے دیوبند بھیجا اور حضرت مدنی رحمہ اللہ سے اپنا تعلق قائم فرمایا۔ حضرت نے یہ ساری تفصیل اپنی کتاب ''کشف خارجیت'' میں لکھ دی ہے۔

## حضرت والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ چکوال حاضری

۱۹۸۹ء میں عورت کی سربراہی کے خلاف جامعہ اسلامیہ کشمیر روڈ پنڈی میں ایک عظیم الشان کانفرنس منعقد ہوئی جس میں کئی سو علماء کرام نے شرکت کی۔ عورت کی سربراہی کے خلاف تقاریر ہوئیں۔ قرارداد پاس کی گئی ایک تحریری دستاویز پر علماء کرام سے دستخط لیے گئے۔ حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کنونشن میں شرکت فرمائی تھی۔ احقر اور برادر کبیر مولانا سید عبدالصبور ترمذی مدظلہم بھی اس سفر میں حضرت کے ساتھ تھے۔ رات کا قیام ہم نے ڈھیری حسن میں حضرت حاجی ظفر علی صاحب مرحوم کے ہاں کیا۔ اگلے روز چکوال مدرسہ اظہار الاسلام میں حاضری ہوئی۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تبلیغی سفر پر تھے اس لیے ان سے ملاقات نہ ہو سکی۔ اسی طرح احقر ۹۳ء میں چکوال حاضر ہوا تو حضرت کی بیماری اور ضعف کی وجہ سے صرف انٹرکام پر گفتگو کا موقع ملا۔ البتہ ۹۷ء میں مدرسہ اشرف العلوم ہرنولی کے جلسہ میں حضرت سے نہ صرف زیارت بلکہ گفتگو کا موقع ملا اس سفر میں عزیز مولوی غلام مصطفیٰ سلمہ اوکاڑوی بھی احقر کے ساتھ تھے۔ حضرت کے ساتھ اگرچہ اس موقع پر مختصر مجلس ہوئی لیکن وہ بہت جامع اور مفید تھی اس کے بعد جب حضرت کی اہلیہ ثانیہ کا انتقال ہوا تو بندہ نے فون پر تعزیت کی۔ حضرت والد ماجد قدس سرہ کے انتقال پر حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ضعف اور علالت کی بنا پر جنازہ میں شرکت کے لیے صاحبزادہ گرامی حضرت مولانا ظہور حسین صاحب زید مجدہم کو بھیجا اور تعزیت فرمائی۔

## آخری زیارت

حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے بارہا ملنے کا موقع ملا اور آپ کے بیانات بھی سنے ہر مرتبہ کی زیارت سے تعلق میں اضافہ ہوتا رہا کئی بار حضرت جلسہ پر جامعہ حقانیہ میں ساہیوال بھی تشریف لائے۔ ۱۹۸۴ء میں سالانہ جلسہ ہوا حضرت نے خدام کے ہمراہ شرکت فرمائی اور جلسہ کو رونق بخشی اس سال جامعہ میں چوری کا واقعہ پیش آچکا تھا۔ حضرت کو علم ہوا تو آپ نے افسوس کا اظہار فرمایا اور حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اصرار کے باوجود سفر کا کرایہ تک وصول نہیں فرمایا بلکہ پانچ صد روپے مدرسہ میں جمع کرائے۔ حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ لوگوں کے پیروں کا معمول مریدوں سے لینے کا ہے اور دیوبندیوں کے پیروں کا حال یہ ہے کہ وہ مریدوں کو بھی دیتے ہیں۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں یہ وصف بدرجہ اتم موجود تھا جو انہیں اپنے شیخ حضرت اقدس شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ سے ورثہ میں ملا تھا۔ بہر حال اب حضرت رحمۃ اللہ علیہ

کی آخری زیارت کا واقعہ لکھ کر اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔

دو سال قبل جامعہ حنفیہ جہلم کے سالانہ جلسہ پر حضرت مولانا قاری خبیب صاحب مدظلہم نے احقر کو بھی شرکت کی دعوت دی۔ عرصہ سے خیال تھا کہ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں چکوال حاضری دوں حضرت کی مسلسل بیماری اور کمزوری کی خبریں کثرت سے آرہی تھیں اس لیے دل میں ہر وقت آپ کی رحلت کا خوف طاری رہتا تھا۔ احقر نے اس سفر کو غنیمت سمجھتے ہوئے چکوال حاضری کا عزم کیا اور برادرم جناب قاری شرافت اللہ صاحب پانی پتی کے ہمراہ سفر کیا۔ ہم رات کو کافی دیر سے چکوال پہنچے۔ حضرت کے آرام کا وقت تھا صبح حضرت سے ملاقات ہوئی اس وقت ضعف ونقاہت غالب تھی۔ دیکھنے میں آپ ہڈیوں کا ڈھانچہ معلوم ہورہے تھے۔ احقر زیارت اور مصافحہ پر ہی اکتفاء ضروری سمجھ رہا تھا لیکن حضرت نے ازراہ شفقت بٹھالیا۔ خیروعافیت دریافت کی اس کے بعد حسب سابق اپنے خاص موضوع پر کافی دیر تک ارشاد فرماتے رہے۔ پیرانہ سالی ضعف اور بے حد نقاہت کے باوجود اکابر کے مسلک ومشرب کے تحفظ اور فتنوں کے تعاقب کی فکر آپ کو برابر لگی ہوئی تھی۔ جسے دیکھ کر بڑی حیرانی ہوئی اور ساتھ یہ سبق ملا کہ اہل حق اپنے مشن کو ہر حال میں آخر تک جاری رکھتے ہیں اور یہی ان کی کامیابی کی دلیل ہے۔

احقر نے آپ کی شفقت وعنایت دیکھ کر عرض کیا کہ حضرت اقدس مدنی قدس سرہ نے آنجناب کو جو امانت دی ہے کہ اسے دوسروں تک بھی منتقل کیا جائے ایسا نہ ہو کہ یہ سلسلہ ہی ختم ہوجائے لہٰذا آنجناب ضرور کسی کو بیعت وتلقین کی اجازت مرحمت فرماویں۔ اس پر حضرت نے قدرے توقف کے بعد فرمایا میں اس کا اہل نہیں ہوں پھر ویسے بھی فتنوں کا دور ہے اس میں اعتماد بڑا مشکل ہے (آپ کی وفات کے بعد معلوم ہوا کہ حضرت نے بعض حضرات کو خلافت عطا فرمائی تھی والحمد للہ علیٰ ذٰلک) احقر نے جہلم جلسہ میں حاضر ہونا تھا اس لیے اجازت چاہی۔ فرمایا کہ میرا بھی ارادہ ہے میں بھی ان شاء اللہ تعالیٰ شرکت کروں گا دعا کی درخواست پر بعد از مصافحہ ہم رخصت ہوئے اور رات کا قیام جہلم کیا اگلے روز حضرت تشریف لائے۔ پورا قافلہ حضرت کے ہمراہ تھا۔ حضرت نے بڑا مفصل بیان فرمایا لیکن ہم جہلم سے واپس آچکے تھے بعد میں اپنی غلطی کا احساس ہوا کہ ہمیں حضرت کے بیان کے لیے ٹھہرنا چاہیے تھا لیکن اب افسوس کے سوا کیا ہوسکتا تھا۔ بہرحال احقر کے حق میں حضرت کی یہی زیارت ومجلس آخری ثابت ہوئی اس کے بعد حضرت کی صحت وعلالت کی مختلف اطلاعات ملتی رہیں اور نشیب وفراز کا یہ سلسلہ آخر تک چلتا رہا۔

## سانحہ وفات

بندہ مدرسہ علوم شرعیہ جھنگ کے ماہانہ اصلاحی پروگرام میں شرکت کے لیے گیا ہوا تھا۔ وہاں محترم جناب ماموں شمشاد حسین صاحب نے بتایا کہ آج کل حضرت کی طبیعت کافی خراب ہے۔ عزیز مکرم سید صدوق حسین شاہ سلمہ نے اس کی تصدیق کی ہم سب فکرمندی کے ساتھ دعا کرتے رہے اور کافی دیر تک حضرت کا تذکرہ چلتا رہا۔ مغرب کے بعد درس ہوا رات کو کافی دیر سے واپسی ہوئی۔ فجر کے بعد فون سے حضرت رحمہ اللہ کے انتقال کی اندوہناک خبر ملی جس سے از حد افسوس ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بلاشبہ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ اسلاف کے مسلک کے ترجمان، حضرت اقدس مدنی رحمہ اللہ کے تلمیذ رشید خلیفۂ مجاز اور بزرگوں کے عظیم علمی ورثہ کے محافظ وامین تھے۔ ان کی رحلت سے علمی و تحقیقی دنیا میں عظیم خلا پیدا ہو گیا ہے۔ حضرت رحمہ اللہ کی کمزوری اور مسلسل بیماری، کبرسنی کی وجہ سے ہر وقت آپ کی رحلت کا فکر تو رہتا ہی تھا لیکن یہ عجیب بات ہے کہ احقر حضرت کی وفات سے دو سال قبل ۱۴۲۲ھ میں حج کے بعد جب مکہ معظمہ مدرسہ صدیقیہ صولتیہ میں مقیم تھا تو ایک روز احقر نے خواب دیکھا کہ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کا انتقال ہو گیا ہے اور آپ کے سانحہ ارتحال کا اعلان مدارس میں کیا جا رہا ہے۔ بغیر کسی سابقہ تذکرہ کے اچانک خواب دیکھنے سے احقر پریشان ہوا اور حضرت کی طرف سے کافی فکر لاحق ہوئی۔ حضرت مولانا شیر محمد صاحب علوی مدظلہم بھی ان دنوں مدرسہ میں مقیم تھے ان سے حضرت کے حالات دریافت کیے انہوں نے فرمایا کہ حضرت کی طبیعت قدرے بہتر ہے اور ایک دو روز میں آپ کی چھوٹی صاحبزادی کا عقد نکاح ہے احقر کو بہت مسرت ہوئی کہ حضرت حیات ہیں اور طبیعت بھی بہتر ہے۔ خواب کی وجہ سے جو پریشانی لاحق ہوئی تھی وہ دور ہوئی بحمد للہ تعالیٰ اس کے بعد بھی حضرت دو سال تک حیات رہے۔ لیکن نہ معلوم اس خواب سے اس وقت کس طرف اشارہ تھا یا اس کی کیا تعبیر تھی۔ بہرحال اب دو سال بعد آپ کے سانحہ ارتحال سے تو اس کی تعبیر واضح ہے۔ واللہ اعلم۔

## جنازہ میں شرکت

حضرت کی وفات کی اطلاع ملنے پر احقر نے جھنگ ماموں جان کو فون کرایا اور ساتھ ہی مدرسہ علوم شرعیہ میں بھی اطلاع کرا دی۔ ماموں جان کے ساتھ ہمارا پروگرام بھی طے ہوا کہ وہ ساہیوال پہنچ جائیں یہاں سے مل کر سفر کریں گے چنانچہ حسب پروگرام وہ ساہیوال پہنچ گئے۔ محترم چچا عبدالعلیم صاحب

ترمذی مدظلہم ماموں شمشاد حسین اور احقر اور برادر عزیز عبدالودود سلمہ ہم چاروں گاڑی میں چکوال کے لیے روانہ ہوئے۔ راستہ میں حضرت ہی کے حالات وواقعات کا سلسلہ چلتا رہا۔ یہ پہلے ہی معلوم ہو چکا تھا کہ اصل جنازہ بھیں میں ہوگا۔ ہم چکوال پہنچے تو ظہر کی نماز تیار تھی۔ ہم نے نماز ادا کی یہاں جنازہ نماز کے بعد تھا لیکن ہم نے جنازہ میں شرکت نہیں کی بلکہ نماز پڑھتے ہی بھیں چلے گئے وہاں حضرت کی مسجد میں پہنچے راستہ میں بازار بند نظر آیا لوگ حضرت کے سانحۂ وفات سے خاصے متاثر ومغموم تھے۔ عصر کے قریب ہم اسکول کے گراؤنڈ میں پہنچے یہاں جنازہ کا اعلان تھا۔ بھیں کے گردونواح کے لوگ بڑے ہجوم کی صورت میں جنازہ کے منتظر تھے۔ نماز عصر سب نے یہیں ادا کی اس کے بعد کچھ بیانات کا سلسلہ شروع ہوا حضرت مولانا زاہد الراشدی، حضرت مولانا عبدالقدوس قارن اور علامہ خالد محمود مدظلہم کے مختصر مگر جامع بیانات بطور خاص قابل ذکر ہیں حضرت مولانا شاہ محمد صاحب مدظلہم کے جذبات عقیدت ومحبت بھی بڑے ہی مؤثر تھے۔ اعلان کی وجہ سے بعض کلمات احقر کو عرض کرنے کا موقع بھی ملا لیکن مقتضاء حال کے مطابق احقر نے بہت مختصر تأثرات پیش کیے۔ حضرت مولانا شاہ محمد صاحب مدظلہم کے بیان کے دوران ہی چکوال سے ایک عظیم قافلہ حضرت کے جسد خاکی کو لے کر جنازہ گاہ میں پہنچ گیا۔ صف بندی کے بعد صاحبزادہ حضرت مولانا ظہور الحسین صاحب مدظلہ نے جنازہ پڑھایا۔ ہزاروں افراد نے اس میں شرکت کی اس کے بعد لوگ زیارت کے لیے چارپائی کی طرف دوڑے بے پناہ ہجوم میں زیارت مشکل تھی لیکن بغیر مشقت کے ہی حق تعالیٰ نے زیارت کرادی۔ ماشاء اللہ حضرت کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا تھا یوں لگ رہا تھا کہ اس پرنور کی بارش ہو رہی ہے۔ حضرت نے جس طرح ساری زندگی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل ومناقب بیان فرمائے اور ان کا دفاع کیا اس سے کون واقف نہیں صحیح بات یہ ہے کہ آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی وکالت کا حق ادا کر دیا یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ حق تعالیٰ نے انہیں خوب درخوب سرخرو فرمایا۔ نور اللہ مرقدہ

❀❀❀❀

# صدی کی عظیم شخصیت

مولانا حافظ شاہ محمد صاحب ☆

عزیز محترم مولانا حافظ زاہد حسین رشیدی زید مجدہ نے اصرار کے ساتھ فرمایا کہ حضرت اقدس رحمہ اللہ کے سلسلہ میں کچھ ضرور لکھو۔ یہ عظیم سعادت ہے اس سے محروم نہیں ہونا چاہیے۔ احقر کو اپنی کمزوری کی وجہ سے ہمت نہیں ہو رہی تھی اور یہ بھی احساس شدت سے ہو رہا تھا کہ یہ چند کلمات ممکن ہے نجات آخرت کا سامان بن جائیں۔ تو لکھنے کا ارادہ کر لیا۔

## حضرت سے تعلق اور اس کی برکات

آج سے تقریباً چالیس سال قبل حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمہ اللہ جو عزیز محترم مولانا حافظ رشید احمد صاحب کے والد گرامی تھے۔ ان کے ذریعے جب کہ وہ کرشن نگر لاہور جامع مسجد کے خطیب اور امام تھے حضرت اقدس کے ساتھ تعلق کی ابتدا ہوئی۔ یہ طالب علمی کا زمانہ تھا اس کے بعد اس تعلق میں اضافہ ہوتا گیا۔ فراغت میں بیعت بھی ہوگئی۔ اس بیعت کا کوئی ایسا اثر ہوا کہ تقاضہ پیدا ہوا کہ اپنے قصبہ کے لوگوں کو دین حق سے روشناس کرایا جائے۔ قصبہ کے لوگ جہالت کی وجہ سے اور جاہلانہ پیر پرستی میں ایسے غلو کے اندر مبتلا تھے کہ وہ میری بات سننے کے لیے کسی قیمت پر تیار نہیں تھے۔ حضرت رحمہ اللہ سے بات کی کہ حضرت اپنے گاؤں میں ایک تبلیغی اصلاحی مذہبی جلسہ کرنے کا خیال ہے آپ اور مولانا جہلمی تشریف لائیں تو انتہائی مہربانی ہوگی۔ حضرت نے منظور فرمایا۔ دو سال جلسہ کرنے کے بعد گاؤں والوں نے متفقہ فیصلہ یہ کیا کہ اگر اب یہ تیسرا جلسہ کرنا چاہتا ہے تو اس کو نہ کرنے دیں۔ چنانچہ اس قصبہ دھولر کے سرکردہ اور بااثر طبقہ جس میں بڑے بڑے زمیندار تھے اور سادات بھی تھے۔ ضلعی سطح پر اور تحصیل کی سطح پر متعلقہ حکام سے ملے کہ آئندہ کے لیے اس شخص کو جلسہ کی اجازت نہ دی جائے اگر جلسہ ہوا تو سخت فساد ہوگا اور

---

☆ مہتمم جامعہ قاسمیہ G، بلاک رحمان پورہ، لاہور

خون ریزی ہوگی۔ احقر صورت حال سے پوری طرح واقف تھا۔ حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملا۔ عرض کی حضرت میں جلسہ کو جاری نہیں رکھ سکتا۔ میں اعوان برادری کا ایک غریب فرد ہوں۔ اس قصبہ میں میری اپنی برادری چاہے میرا ساتھ دیتی ہے مگر عقیدے کے لحاظ سے وہ بھی میرے ساتھ نہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ کوئی غلط کار قسم کا آدمی آپ کے یا حضرت جہلمی رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف نازیبا زبان استعمال کرے اس لیے جلسہ کرنا آئندہ مشکل ہوگا۔ حضرت اقدس نے فرمایا کچھ بھی نہیں ہوگا پریشانی کی ضرورت نہیں۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد پر میں خاموش ہو گیا۔ جلسہ ہمیشہ مارچ کے مہینے میں ہوتا تھا۔ جب ایام قریب آئے تو لاہور کے کچھ افسران سے تلہ گنگ حکام کے نام سے سفارشی خطوط لکھوائے۔ ایک رقعہ تحصیل دار کے نام پر تھا۔ چنانچہ وہ رقعہ پڑھ کر فوراً کھڑا ہو گیا۔ ہم دونوں اے۔ سی تلہ گنگ کو ملے۔ جلسہ کی اجازت کے لیے اس نے مجھے دیکھتے ہی کہا اس مولوی کو جلسہ کی اجازت نہیں۔ یہ ایسا ہے ویسا ہے۔ تحصیل دار نے زور لگایا احقر نے بھی کچھ باتیں کیں مگر وہ نہ مانا۔ اس کو قصبہ کے لوگوں نے ڈرایا تھا کہ فساد ہو جائے گا۔ ہم مایوس ہو کر واپس آئے۔ محکمہ زراعت کے ایک افسر تھے اس کے نام میرے پاس رقعہ تھا ان کو ملا انہوں نے اپنے دفتر میں چائے منگوا کر فرمایا تم چائے پیو میں اے۔ سی کو جا کر ملتا ہوں۔ اس کے جانے کے بعد رب کے دروازے کو پکڑا اور عرض کی میں عاجز ہوں آپ قادر ہیں میں امتحان کے قابل نہیں ہوں کمزور ہوں۔ اے اللہ تو مدد فرما۔ تھوڑی دیر گزری وہ افسر تشریف لائے اور کہا اس نے تحریری اجازت نہیں دی زبانی اجازت دے دی۔ اس شرط پر کہ فساد نہ ہو۔ یہ تیسرا جلسہ بھی الحمد للہ خیر و عافیت کے ساتھ انجام پذیر ہو گیا۔ یہ محض حضرت کی کرامت تھی ورنہ حالات انتہائی ناسازگار تھے۔ اس کے بعد حضرت اقدس نے حکم دیا کہ اپنی مسجد علیحدہ بناؤ۔ چنانچہ ہم نے اس حکم کی تعمیل کی اب وہ مسجد مدنی مسجد کے نام پر بالکل تیار ہے۔ مسجد کے ساتھ ہی ملحقہ زمین بھی خرید لی جس پر مدرسۃ البنات اب موجود ہے جس کے اندر لڑکیوں کو تعلیم دی جاتی ہے اور اب مارچ کے مہینہ میں بتیسواں (۳۲) جلسہ سالانہ ہم نے صاحبزادہ مولانا قاضی ظہور الحسین صاحب مدظلہ کی سرپرستی میں کیا۔ اب قصبہ والے ہمارا ساتھ بھی دیتے ہیں اور پریشانیاں میرے رب نے دور فرما دی ہیں۔ فللہ الحمد۔

## حضرت کے تین پیغام

حضرت اقدس ﷫ اس صدی کی عظیم شخصیت تھی آپ نے جو پروگرام ہم کو دیا۔ اس میں سرفہرست کلمہ اسلام کی حفاظت کے لئے اصلی کلمہ اسلام کا نعرہ لگایا۔ جب دشمن نے اس کلمے پر حملہ کر دیا کہ یہ ادھورا کلمہ ہے پورا کلمہ نہیں تو حضرت نے تحریراً وتقریراً عام اجتماعات اور جلسوں میں اس کا پورا پورا دفاع کیا۔ کسی مذہبی اور سیاسی جماعت نے اس کی حمایت میں آواز نہیں اٹھائی یہ آپ کا عظیم کارنامہ ہے اگر حضرت بھی اس کی حمایت میں آواز نہ اٹھاتے تو کل قیامت میں کتنا سنگین مسئلہ بن جاتا۔

② دوسرا پروگرام دیا ''خلافت راشدہ، حق چار یار ﷺ'' کا۔ یہ روافض اور خوارج پر ایک ایٹم بم ہے۔ کیونکہ رافضی خلفاء ثلاثہ کا انکار کرتے ہیں اور خارجی حضرت علی ﷛ کی خلافت راشدہ کا انکار کرتے ہیں۔ جب کہ یہ نعرۂ چار یاروں کی حقانیت کا پرچار کرتا ہے۔

③ ''یا اللہ مدد'' کے نعرہ سے مذہب اہل سنت والجماعت کا مفہوم پوری طرح واضح فرمایا۔

پوری طرح وضاحت کا مطلب یہ ہے کہ یہاں تین چیزیں ہیں۔ ذات رسول ﷺ، سنت رسول اور جماعت رسول ﷺ جیسا کہ ذات رسول کریم ﷺ عظیم ایسے ہی سنت رسول بھی عظیم ہے۔

اور جیسے سنت رسول عظیم ہے ایسے ہی جماعت رسول بھی عظیم ﷺ ہے، نہ رسول پر جرح اور تنقید ہو سکتی ہے نہ جماعت رسول پر۔ اس کے علاوہ باطل کی سرکوبی کے لیے حضرت اقدس پوری طرح مسلح ہو کر میدان میں کھڑے رہے...... عیاں راچہ بیان

اس سلسلہ میں حضرت لا یخافون لومۃ لائم کی آیت کا پورا مصداق ثابت ہوئے۔

## حضرت کا مقام

حضور ﷺ نے صحابہ ﷢ کو فرمایا۔ بتاؤ سب سے عجیب ایمان کس کا ہے؟ تو صحابہ ﷢ نے جواباً عرض کی۔ ملائکہ کا۔ حضور ﷺ نے فرمایا الھم لا یومنون وھم عند رب العلمین پھر صحابہ ﷢ نے عرض کیا انبیاء ﷩ کا ایمان عجیب ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا لھم لا یومنون ینزل الیھم الوحی پھر صحابہ ﷢ نے عرض کی۔ ہمارا ایمان عجیب ہے۔ حضرت نے فرمایا مالکم لاتومنون وانا فیکم صحابہ ﷢ خاموش ہو گئے۔ حضور سرور کائنات نے فرمایا۔ عجیب تو ایمان میرے ان بھائیوں کا ہے جو ابھی تک نہیں آئے اور مجھے ان کے دیکھنے کا شوق ہے صحابہ ﷢ نے عرض کی ہم آپ کے بھائی نہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا تم میرے

صحابہ رضی اللہ عنہم ہو اور میرے بھائی وہ ہیں جو بعد کو آئیں گے اور انہی سے جو آدمی اسلام کے سب تقاضے پورے کرے گا اس کو پچاس مسلمانوں کا ثواب ملے گا۔ عرض کیا کہ وہ پچاس ہم میں سے ہوں گے یا ان ہی میں سے ہوں گے فرمایا تم میں سے اور فرمایا ایسے مسلمان کے تین کام ہوں گے۔

① امر بالمعروف
② نہی عن المنکر
③ یقاتل اہل الفتن۔

ہمارے حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نور اللہ مرقدہ اس حدیث مقدس کے پورے پورے مصداق ہیں۔ حضرت نے دور پرفتن میں چاروں سمت پوری ایمانی قوت کے ساتھ مقابلہ کیا۔

فجزاهم الله احسن الجزاء

حق تعالیٰ حضرت اقدس کے مزار پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے اور ہم خدام کو حضرت کے مشن کو جاری رکھنے کی پوری قوت عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

✿✿✿✿✿

## وقت کے ولی کامل حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بنام حافظ عبدالوحید حنفی تحریر فرماتے ہیں کہ......

''یہ سیاہ کار جو تھوڑا بہت دین کا کام کر رہا ہے یہ سب اکابر علماء کرام کی دعاؤں کے طفیل ہے۔ آپ خوش بخت ہیں کہ وقت کے ولی کامل حضرت قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم سے نسبت حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو قوی فرماویں۔ آمین

# مسلک حق کے ترجمان!

مولانا سعید احمد صاحب جلال پوری ☆

گزشتہ سال غالباً یہی کوئی مئی جون کے دن تھے۔ جب معلوم ہوا کہ امام اہل سنت حضرت اقدس مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب دامت برکاتہم بیمار ہیں اور لاہور اتفاق ہسپتال میں زیر علاج ہیں' میرے مخدوم اور محسن مولانا مفتی محمد جمیل خان صاحب' جو ہمیشہ پابہ رکاب رہتے ہیں، ان دنوں کراچی آئے ہوئے تھے' انہوں نے بتلایا کہ میں کل لاہور' گوجرانولہ' راولپنڈی اور پشاور کے سفر پر جارہا ہوں۔

راقم الحروف نے امام اہل سنت اور شیخ المشائخ حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر زید مجدہم کی عیادت اور زیارت کی خواہش کا اظہار کیا تو انہوں نے اسی وقت اپنے ساتھ میرا ٹکٹ بنوالیا۔

چنانچہ ہم کراچی سے روانہ ہو کر سب سے پہلے اتفاق ہسپتال لاہور حضرت کی خدمت میں گئے عیادت کی' رات وہاں قیام رہا، دوسرے دن چونکہ حضرت کو ہسپتال سے فارغ کر دیا گیا' تو حضرت کی معیت میں گوجرانولہ حاضری ہوئی، وہاں ہی حضرت اقدس مولانا عبدالحمید سواتی دامت برکاتہم کی زیارت کا پہلی بار شرف حاصل ہوا' حضرت صوفی صاحب نے بے حد شفقت وعنایت کا معاملہ فرمایا۔ دیر تک شفقت آمیز انداز میں حال احوال پوچھتے رہے، اسی سفر میں پہلی بار جامعہ نصرت العلوم گوجرانولہ میں حاضری ہوئی' اسی سفر میں مولانا عبدالقدوس قارن صاحب اور مولانا محمد فیاض خان سواتی صاحب کی زیارت بھی کی۔

## شوق ملاقات اور سفر چکوال

گوجرانولہ سے ہماری اگلی منزل راولپنڈی تھی، راولپنڈی جاتے ہوئے راقم الحروف نے اپنے مخدوم حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان صاحب سے عرض کیا کہ میں نے حضرت اقدس امام اہلِ سنت حضرت

---

☆ مدیر ماہنامہ بینات کراچی

مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کی زیارت نہیں کی' جی چاہتا ہے اس سفر میں حضرت کی زیارت کا شرف بھی حاصل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ بہت ہی جزائے خیر دے میرے مخدوم کو کہ انہوں نے ہمیشہ میرا خیال رکھا' چنانچہ انہوں نے اس کی بھی حامی بھر لی اور ہم بذریعہ کار جی ٹی روڈ گوجرانولہ سے راولپنڈی کے لیے بعد ظہر روانہ ہو گئے، قریب قریب عصر کے وقت ہم چکوال پہنچ گئے۔

## سب اندازے غلط نکلے

میں نے دل ہی دل میں سوچ رکھا تھا کہ حضرت اقدس امام اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کے شایانِ شان ان کا عالی شان مدرسہ' مدرسہ کی عمارت اور بڑی وسیع وعریض مسجد ہوگی، آخر جہاں اتنا بڑے آدمی کا قیام ہے' اس کی ایک نرالی شان ہوگی' مدرسہ کا گیٹ ہوگا اور گیٹ پر اسلحہ بردار گارڈ ہوں گے' یقیناً کسی مین روڈ پر یہ عظیم مرکز ہوگا، مگر چکوال میں داخل ہو کر میری پریشانی کی انتہا نہ رہی' جب ہم پوچھتے پوچھتے حضرت قاضی صاحب کے مدرسہ پہنچے' تو دیکھا کہ مین روڈ پر شیعوں کا مخصوص علم لگا ہوا ہے اور سامنے شیعوں کی امام بارگاہ ہے، یہ دیکھ کر ہم ایک دم رک گئے کہ شاید ہم کسی غلط جگہ آ گئے ہیں، مگر مقامی لوگوں نے بتلایا اس شیعی مرکز کے برابر چھوٹی سی گلی جا رہی ہے اس کے اندر جا کر حضرت قاضی صاحب کا مدرسہ اور مسجد ہے، چنانچہ ہم نے گاڑی مین روڈ پر کھڑی کی اور پیدل گلی کے راستے مسجد اور مدرسہ میں پہنچے' تو یہ دیکھ کر حیرت کی انتہاء نہ رہی کہ وہاں نہ روایتی کر وفر تھی اور نہ گیٹ و اسلحہ بردار! بلکہ وہاں سادہ سی مسجد' مسجد کے ساتھ ہی مختصر سا مدرسہ' مسجد و مدرسہ کا نہایت ہی سادہ اور بوسیدہ سا وضوخانہ اور مدرسہ میں چلتے پھرتے طلبہ اور بس! چونکہ اس وقت عصر کی نماز ہو چکی تھی' اس لیے ہم نے سب سے پہلے وضو کیا' باجماعت نماز ادا کی اور معلوم کرایا کہ حضرت قاضی صاحب سے ملاقات کی کیا صورت ہوگی؟ طلبہ نے بتلایا کہ مدرسہ کی دوسری منزل پر واقع دفتر میں ناظم صاحب تشریف فرما ہیں، ان سے صحیح صورتِ حال معلوم ہوگی' چنانچہ راقم الحروف خود ہی بالائی منزل پر حاضر ہوا، تو نہایت سادہ سے کمرے میں ایک صاحب تشریف فرما تھے، میں نے خود ہی اپنا تعارف کرایا اور آنے کی غرض بیان کی تو انہوں نے نہایت ہی تپاک سے استقبال کیا' بٹھایا، حال احوال معلوم کئے، پوچھنے پر معلوم ہوا کہ آپ کا اسم گرامی حافظ عبدالوحید حنفی ہے، نام سے تو وہ مجھے اور میں ان کو غائبانہ جانتے تھے۔

## شومئی قسمت

بہر حال انہوں نے انٹرکام سے معلوم کیا تو پتہ چلا کہ حضرت آرام فرما ہیں اور طبیعت ناساز ہے، بلکہ شدید بخار کا حملہ ہے' چنانچہ ہمیں حضرت کی بیٹھک جو دراصل جامعہ اہل سنت تعلیم النساء کی بیٹھک ہے، وہاں بٹھا دیا گیا۔ شومئی قسمت کہ اس دن گھر میں جانے والا کوئی محرم نہیں تھا اور خود حضرت اس قابل نہیں تھے کہ چل کر باہر آسکیں' حنفی صاحب کی زبانی معلوم ہوا کہ طبیعت اس قدر مضمحل و نڈھال ہے کہ غشی کی سی کیفیت ہے اور گھر میں صرف مستورات ہیں، دیر تک بیٹھے رہے اور دعائیں کرتے رہے کہ شرفِ ملاقات کی کوئی شکل ہو جائے۔ مگر جب مغرب ہوگئی اور کوئی شکل نہ بن آئی تو ہم نے سوچا کہ ایسی حالت میں حاضری شاید حضرت کی تکلیف وایذا کا سبب نہ بن جائے' اس لیے ہم نے دعا سلام اور حاضری کی غرض کا پیغام اور اپنے نام چھوڑے اور وہاں سے اجازت لے کر باہر آگئے' خیال تھا کہ پھر کبھی یہ شرف حاصل ہو جائے گا، اور اپنی نظروں سے ان بابرکت نگاہوں کو دیکھیں گے جنہوں نے اکابر علماء امت خصوصاً شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ کے علوم و معارف' سیرت و سوانح اور اخلاق و کردار کو براہ راست جذب کیا ہے۔

## روئے گل ندیدم!

مگر افسوس! کہ ذوالحجہ ۱۴۲۴ھ کو مکہ مکرمہ ہی میں یہ دہشت اثر خبر آئی کہ حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کا جامِ حیات لبریز ہو کر چھلک گیا' اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس دنیا سے منہ موڑ کر راہی عالم آخرت ہو گئے۔

**انا للہ و انا الیہ راجعون ان للہ ما اخذ و لہ ما اعطیٰ و کل شئ عندہ باجل مسمی.**

یہ خبر سن کر اپنی محرومی کا بے حد احساس ہوا اور غایت درجہ افسوس بھی کہ اے کاش! حضرت کی زندگی میں نہ سہی تو بعد از وفات ہی ان کی زیارت کا شرف حاصل ہو جاتا! نہیں تو کم از کم ان کے جنازہ میں ہی شرکت نصیب ہو جاتی، لیکن قضا و قدر کے سامنے کس کی چلتی ہے؟ قضا و قدر کی حکمت بالغہ کے تقاضوں پر تفصیلاً نہ سہی اجمالاً' اعتقاد و یقین لازم ہے' کہ دوام مخلوق کا نہیں' خالق کائنات کا حق ہے' اسی لیے کہا گیا ہے.....

قادرا قدرت تو داری ہر چہ خواہی آں کنی
مردہ را جانے تو بخشی زندہ را بے جان کنی

بہر حال مسلمانوں کی عقیدت ومحبت کے رشتے زندگی تک محدود نہیں رہتے، بلکہ بعض اوقات ان کا اثر وتاثر بعد از وفات مزید گہرا ہوجاتا ہے، اس لیے اسی وقت ایصالِ ثواب اور دعائے مغفرت کے ذریعے ہی اپنی محبت وعقیدت کا اظہار کیا، اسی دن شام کو ہی فون پر مولانا عبدالحق خان بشیر صاحب سے' جو حضرت اقدس مولانا محمد سرفراز خان صفدر کے صاحبزادے اور حضرت قاضی صاحبؒ کے فرزند نسبتی ہیں' تعزیت عرض کی۔

## تعزیت نامہ!

سفر سے واپسی پر حضرت کے صاحبزادہ اور جانشین حضرت مولانا قاضی ظہور الحسین صاحب مدظلہ کے نام درج ذیل تعزیتی عریضہ ارسال کر کے اپنے تاثرات غم کا اظہار کیا......

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدوم ومکرم جناب صاحبزادہ مولانا قاضی محمد ظہور الحسین صاحب زید مجدہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

معروض آنکہ میں سفر میں تھا کہ معلوم ہوا کہ مخدوم العلماء' قائد اہلِ السنت' وکیلِ صحابہؓ اور جانشین شیخ الاسلام' حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین صاحب قدس سرہ رحلت فرما گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون ان للہ مااخذ ولہ ما اعطیٰ وکل شئ عندہ باجل مسمیٰ

بلاشبہ حضرت قاضی صاحب اکابر واسلاف کی یادگار' ان کے علوم ومعارف اور روایات کے امین تھے، آپ مسلک حقہ کے ترجمان اور اکابر دیوبند کی فکر کے داعی ومناد تھے، اگر یہ کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس دور میں آیۃ من آیات اللہ تھے' آپ رحمۃ اللہ علیہ جس بات کو حق جانتے بلاخوف لومۃ لائم اسے علی الاعلان بیان فرماتے، آپ کی اس ادا کی وجہ سے ان سے جہاں باطل لرزاں وترساں تھا' وہاں ان سے نام نہاد اور مصلحت کوش ''اپنے'' بھی ناخوش تھے، اللہ تعالیٰ ان کی مساعی جمیلہ کو قبول فرما کر رفع درجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کا سانحہ صرف آپ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلقین ہی کا نہیں، بلکہ تمام علماء حقہ کا اجتماعی صدمہ وسانحہ ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت سے جہاں ہم سب ان کے علوم ومعارف اور انفاس طیبات سے محروم ہوگئے ہیں' وہاں امت ایک باخدا بزرگ' داعی حق' ترجمانِ اسلاف اور یادگار

اکابر کی برکات سے محروم ہوگئی ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کے درجات عالیہ بلند فرما کر ان کے روحانی ونسبی پسماندگان اور اخلاف وخدام کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اللھم لاتحرمنا اجرہ ولا تفتنا بعدہ آمین۔ ادارہ بینات' جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے مدیر حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ اور تمام اساتذہ آپ کے غم میں برابر شریک ہیں۔

راقم الحروف حضرت کی وفات کے روز مکہ مکرمہ میں تھا جب یہ خبر دہشت اثر ملی تو بحمد اللہ! پہلی فرصت میں حرم شریف جا کر سب سے پہلے ایک نفلی طواف اور صلاۃ التسبیح پڑھ کر حضرت مرحوم کو ایصال ثواب کیا اور مغفرت کی دعا کی۔ بلاشبہ یہ ان کا حق تھا' میں سمجھتا ہوں کہ میرا یہ عمل میری نجات کا ذریعہ ثابت ہوگا۔

آنجناب سے چونکہ اس وقت رابطہ کی شکل ناممکن تھی' اسی لیے تعزیت نہ عرض کر سکا، البتہ اسی رات مولانا عبدالحق خان بشیر صاحب کا فون حاصل کر کے ان سے تعزیت عرض کردی تھی' امید ہے انہوں نے اطلاع دی ہوگی۔

آج ہی آنجناب کی طرف سے حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب اور راقم الحروف کے نام دو مکتوب موصول ہوئے جن سے یہ اطلاع ملی کہ ماشاء اللہ خدام نے حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت 'سوانح اور ان کے دینی وعلمی کارناموں پر مشتمل ''حق چاریار'' کا **"قائد اہل سنت نمبر"** شائع کرنے کا عزم کیا ہے' میری طرف سے اس مبارک عزم پر پیشگی مبارک باد قبول ہو، چونکہ آنجناب نے راقم الحروف کو بھی حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر کچھ لکھنے کا ارشاد فرمایا ہے، اس لیے ان شاء اللہ حسب ارشاد چند معروضات پیش کرنے کی سعادت حاصل کر کے خریدارانِ یوسف کی فہرست میں اپنا نام لکھوانے کی کوشش کروں گا۔

تمام احباب اور حضرت کے متعلقین ومتوسلین کی خدمت میں تسلیمات مسنونہ کے بعد مضمون واحد ہے۔ امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے، میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس جانکاہ صدمہ کو سہارنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے چھوڑے ہوئے مشن کو جاری رکھنے کی سعادت سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔

والسلام

سعید احمد جلال پوری

مدیر بینات کراچی'

۱۴۲۴/۱۲/۲۵ھ

## تعزیتی شذرہ!

اسی طرح سفر سے واپسی پر بینات محرم الحرام ۱۴۲۵ھ کے شمارہ میں راقم الحروف نے درج ذیل تعزیتی شذرہ سپرد قلم کر کے حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اظہار عقیدت کی ایک ادنیٰ سی کوشش کی......

## ''حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت''

''تحریک خدام اہل سنت کے بانی وامیر، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ کے تلمیذ رشید وخلیفہ مجاز، ماہنامہ ''حق چار یار'' کے بانی وسرپرست جامعہ اہل سنت تعلیم النساءٔ چکوال کے بانی ومدیر، جامعہ عربیہ اظہار الاسلام چکوال کے مدیر و مہتمم، جامع مسجد مدنی چکوال کے خطیب، اکابر علماءٔ دیوبند کے سچے جانشین، اسلاف کی روایات کے امین اور وکیل صحابہ '' امام اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین قدس سرہ ۳ رذوالحجہ ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۶ رجنوری ۲۰۰۴ء پیر اور منگل کی درمیانی شب صبح پونے پانچ بجے راہی عالم آخرت ہوگئے۔

**انا للہ وانا الیہ راجعون. "ان للہ ما اخذ ولہ ما اعطیٰ وکل شی عندہ باجل مسمی".**

حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین قدس سرہ یکم اکتوبر ۱۹۱۴ء کو بھیں ضلع چکوال کے مشہور عالم دین ومناظر حضرت مولانا کرم دین دبیر رحمۃ اللہ علیہ کے گھر پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم آبائی گاؤں میں والد محترم سے حاصل کی۔ ۱۹۲۸ء میں گورنمنٹ ہائی اسکول چکوال سے میٹرک کی، درس نظامی کی تعلیم کے لیے دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ میں داخل ہوئے، جبکہ اعلیٰ تعلیم کے لیے آپ نے ازہر الہند دارالعلوم دیوبند سے ۱۹۳۹ء میں دورہ حدیث مکمل کر کے سند فراغت حاصل کی۔ دارالعلوم دیوبند میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا شبیر احمد عثانی رحمۃ اللہ علیہ مولانا اعزاز علی رحمۃ اللہ علیہ مولانا شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا پیر مبارک شاہ **قدس اللہ اسرارھم**، ایسے جہابذہ علم وفن اور اساطین امت سے شرف تلمذ حاصل کیا، جبکہ سلوک واحسان اور اصلاح نفس کے لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسیر مالٹا مجاہد کبیر، امام الزاہدین، قطب الارشاد حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ کا دامنِ فیض تھام کر کسب فیض کیا اور ان کے خلیفہ ومجازِ بیعت قرار پائے۔ ہماری معلومات کی حد تک اس وقت پاکستان میں حضرت مدنی قدس سرہ کے خلفاءٔ میں آپ آخری خلیفہ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت سے حضرت مدنی قدس سرہ کے میکدۂ علم ومعرفت کے بلانوشوں کی تاریخ کا باب بند ہوگیا۔

"اللھم لا تحرمنا اجرہ و لا تفتنا بعدہ".

بلا شبہ عام لوگ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اخباری اصطلاح میں ایک ممتاز عالم دین اور عظیم رہنمائے ملت کی حیثیت سے جانتے تھے اور علمائے دین ان کو ایک محقق عالم دین اور کثیر التصانیف مصنف کی حیثیت سے جانتے تھے' لیکن سچ یہ ہے کہ وہ مجموعہ کمالات تھے۔ ان کی حق گوئی و بے باکی' دینی حمیت وغیرت' جرأت وہمت اور استقامت واستقلال کو دیکھ کر خیر القرون کی یاد تازہ ہو جاتی' وہ اہل زیغ وضلال اور ملاحدہ وزنادقہ کے معاملہ میں تیغ براں تھے' وہ دین ومذہب اور مسلک وشریعت کے معاملہ میں کسی رو رعایت کے روادار نہ تھے۔

بلاشبہ وہ اس معاملہ میں بجا طور پر امام اہل سنت تھے' جس بات کو وہ حق اور سچ جانتے اسے بلا خوف لومۃ لائم کہتے' لکھتے اور بر سر منبر بیان کرتے' وہ جہاں اغیار خصوصاً روافض کے معاملہ میں سیف بے نیام تھے' وہاں وہ اہل سنت کہلانے والے اسلاف بیزاروں کے حق میں بھی ننگی تلوار تھے' متعدد ایسے حضرات' جو اپنے آپ کو اہل حق سے منسوب کرتے' مگر مسلک اہل حق سے عدول کرتے نظر آئے' انہوں نے نہایت خلوص واخلاص سے ان کا بھی تعاقب کیا۔

وہ اپنے شیخ ومربی اور استاذ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ کے صحیح جانشین تھے۔ ان کی پوری زندگی جہد ومجاہدہ اور جہاد سے عبارت تھی۔ انہوں نے جہاں انگریز کے خلاف بغاوت کی پاداش میں قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں' وہاں انہوں نے انگریزی نبی متنبی قادیان مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف تقریری وتحریری جہاد میں بھی حصہ لے کر سنت یوسفی کی سعادت حاصل کی۔ چنانچہ ایک طرف آپ ۱۹۴۱ء سے ۱۹۴۹ء تک انگریزی دور میں حق گوئی کی پاداش میں راولپنڈی' جہلم اور ملتان کی جیلوں میں پابند سلاسل رہے' تو دوسری طرف ۱۹۵۳ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت میں بھی آپ پس دیوار زنداں رہے۔

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب قدس سرہ صرف گفتار کے نہیں بلکہ کردار کے بھی غازی تھے۔ دین ومذہب اور ملک وملت کے تحفظ کی شاید ہی کوئی تحریک ایسی ہوگی جس میں آپ نے بھرپور قائدانہ کردار نہ ادا کیا ہو۔ آپ جہاں ایک عرصہ تک پاکستان کی سیاسی اور دینی جماعت ''جمعیت علمائے اسلام'' جہلم اور راولپنڈی کے امیر رہے۔ وہاں روافض کے پھیلائے ہوئے پروپیگنڈا سے متاثر

ڈالی' اسی طرح مسلمان بچوں کی دینی ومسلکی تربیت کے لیے ''جامعہ عربیہ اظہار الاسلام'' اور مسلم طالبات وخواتین کی ذہن سازی اور ان کے دین وعقیدہ کے تحفظ کے لیے ''جامعہ اہل سنت تعلیم النساء'' چکوال قائم فرمایا' جبکہ پیغام حق کو عام کرنے اور لادین صحافت کے توڑ کے لیے آپ نے ماہنامہ ''حق چار یارؓ'' جاری فرمایا۔ اس کے علاوہ آپ نے شہر شہر' قریہ قریہ اور دور دراز دیہاتوں میں پہنچ کر پیغام حق کو عام کیا' آپ نے کتابیں لکھیں' تقریریں کیں' مناظرے کئے' مباحثے کئے' غرض کوئی میدان ایسا نہیں تھا جہاں آپ نے لازوال خدمات انجام نہ دی ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی سوچ وفکر اور آپ کی تقریر وتحریر مسلک حقہ' مسلک اہل سنت والجماعت کی آئینہ دار ہوتی۔

ہمارے شیخ ومرشد حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ''اس وقت حضرت قاضی صاحب امام اہل سنت ہیں' اگرچہ بعض اوقات ان کے انداز میں درشتی کا عنصر شامل ہو جاتا ہے مگر وہ جادۂ حق سے سرمو انحراف نہیں کرتے''۔

ہم نے متعدد مواقع پر دیکھا کہ حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی نقول پر بھرپور اعتماد کیا اور ان سے استفادہ کیا' چنانچہ......

اولاً: اختلاف امت اور صراط مستقیم حصہ اول کی تصنیف کے وقت ان کی تصنیف: ''مودودی مذہب'' سے استفادہ فرمایا۔

دوم: ان کی تصنیف ''خارجی فتنہ'' پر مفصل تبصرہ کے موقع پر لکھا کہ:

''حضرت قاضی صاحب کے پیش کردہ اہل حق کے موقف ومسلک سے ہمیں نہ صرف اتفاق ہے' بلکہ یہی ہمارا عقیدہ اور ایمان ہے' لیکن موصوف نے حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب کے خلاف جس درشتی وتندی کا اظہار کیا ہے' ہم اس سے اتفاق نہیں کرتے۔''

سوم: اور تیسرے نمبر پر علوی مالکی کے خلاف لکھی گئی تحریر کے موقع پر بھی آپ نے حضرت قاضی صاحب کی پیش کردہ نقول اور حوالہ جات پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا۔

اس سے بآسانی یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اسلوب وانداز سے کسی کو اختلاف ہو تو ہو' مگر ان کا ذوق ومسلک وہی تھا جو اکابر واسلاف کا تھا' اس لیے ان پر تمام اہل علم وتحقیق بھرپور اعتماد فرمایا کرتے تھے۔

حضرت مولانا قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خاص وصف یہ تھا کہ وہ رجال سازی میں خصوصی ملکہ

رکھتے تھے۔ چنانچہ ان سے منتسب حضرات ان کے رنگ میں رنگے نظر آتے۔ وکیل احناف اور مناظر اہل سنت حضرت مولانا محمد امین صفدر قدس سرہ جیسی عبقری شخصیت کی نسبتِ ارشاد بھی آپ کے ساتھ تھی' جنہوں نے حضرت قاضی صاحب کے ذوق و مشرب کو صحیح معنی میں اندر جذب کر لیا تھا۔ دوسرے الفاظ میں ان کے علوم و معارف' نقد و تحقیق اور بحث و نظر کا ملکہ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کے علوم کا عکس و پرتو تھا۔

قرب قیامت کی علامات میں سے ہے کہ اہل علم یکے بعد دیگرے اٹھتے چلے جائیں گے اور آخر میں انسانیت کی تلچھٹ باقی رہ جائے گی۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہمارا دور اس کا مصداق ہے کہ اکابر اہل علم ایک ایک کر کے اٹھتے جا رہے ہیں اور ان کی رحلت و وفات سے پیدا ہونے والا مہیب خلا روز بروز بڑھتا جا رہا ہے اور بظاہر اس کے پر ہونے کی کوئی امید بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے اور امت کی دستگیری فرمائے اور ایسے رجال کار پیدا فرمائے جو امت کے ایمان و عقیدہ اور مذہب و مسلک کا تحفظ کر سکیں۔ اس حوالے حضرت صاحب رحمہ اللہ کی رحلت سے یقیناً ہم بے سہارا اور یتیم ہو گئے ہیں' اللہ تعالیٰ حضرت قاضی صاحب کی بال بال مغفرت فرما کر ان کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور ہمیں کسی آزمائش میں نہ ڈالے۔

اللہ تعالیٰ حضرت کے نسبی و روحانی پسماندگان کو صبر جمیل کے ساتھ ساتھ ان کے چھوڑے ہوئے مشن کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔

## میری سعادت

جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے کہ عین اسی دن جس دن کہ راقم نے حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین صاحب مدظلہ کے نام تعزیتی عریضہ لکھا' ان کی طرف سے یہ خط بھی موصول ہوا کہ ماہنامہ ''حق چار یار'' کی انتظامیہ نے بانی تحریک ''خدام اہل سنت'' و ماہنامہ ''حق چار یار'' حضرت مولانا قاضی مظہر حسین قدس سرہ پر ایک یادگاری نمبر شائع کرنے کا فیصلہ کیا ہے' اس لیے آپ بھی حضرت اقدس کی حیات و کردار پر اپنے تاثرات پر مشتمل ایک مضمون ارسال کریں' بلاشبہ میرے لیے یہ بڑی سعادت کی بات ہے کہ حضرت قاضی صاحب کے خدام میں میرا بھی نام آ جائے اور جب قیامت کے دن ان کا نام پکارا جائے تو اس سراپا عصیان کا نام بھی ان کے نام لیواؤں کی فہرست میں آ جائے۔

## خریداران یوسف میں شمار

اکابر کے نام کے ساتھ آجانا کتنی بڑی سعادت ہے؟ اس پر مجھے اپنے مرحوم شیخ حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ کا ایک قصہ یاد آیا، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسے یہاں درج کردیا جائے۔ جس زمانہ میں حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ قاسم العلوم والخیرات بانی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کے رسالہ ''انتباہ المومنین'' کا ترجمہ فرمارہے تھے، ترجمہ کی تسوید و تبییض سے فراغت کے بعد ایک دن فرمانے لگے......

''تمہیں معلوم ہے کہ میں نے اس رسالہ کا ترجمہ کیوں کیا ہے؟ پھر خود ہی فرمایا کہ ایک تو اس لیے کہ یہ ایک علمی رسالہ تھا، خیال ہوا کہ اردوداں طبقہ بھی اس سے مستفید ہوسکے، مگر اس کی دوسری اور اصل غرض و غایت صرف اور صرف یہ تھی کہ حضرت اقدس نانوتوی قدس سرہ کے نام کے ساتھ میرا نام آجائے، تاکہ کل قیامت کے دن جب ان کے خدام و متعلقین کی فہرست تیار ہو تو اس ناکارہ کا نام بھی اس شمار میں آجائے''۔

## سوانح نگاری مشکل مرحلہ

ٹھیک اسی طرح میرے لیے بھی یہ بڑی سعادت اور اعزاز کی بات کی ہے کہ جس دستاویز میں اس خزانہ خوبی اور محبوب بارگاہ الٰہی کا تذکرہ ہو وہاں اس خطاکار کا نام بھی آجائے، مگر یہ جتنا بڑے اعزاز اور سعادت کی بات اتنا ہی یہ مشکل و محنت طلب بھی ہے، کیونکہ کسی پر تعزیتی نوٹ لکھنا چنداں مشکل نہیں، اس لیے کہ تعزیتی نوٹ میں اپنے تاثرات، عقیدت و محبت اور عبراتِ غم کا اظہار مقصود ہوتا ہے اور وہ کسی بھی پیرائے میں کئے جاسکتے ہیں، لیکن کسی کی سیرت و سوانح، اخلاق و کردار، علمی خدمات اور کارہائے نمایاں کا ذکر وہی کرسکتا ہے جو اس کے مقام و مرتبہ سے آشنا اور واقف کار ہو، اور اس کی حدود و قیود سے بھی آگاہ ہو اسی طرح کسی بڑے کی بڑائی کا تذکرہ بھی کسی بڑے کو ہی زیب دیتا ہے۔ بہرحال تعمیل ارشاد میں خریدارانِ یوسف کی فہرست میں شامل ہونے کی غرض سے چند اَنمل، بے جوڑ اور غیر مربوط الفاظ و کلمات سے اپنی عقیدت و محبت کا اظہار پیش خدمت ہے......

گر قبول افتد زہے عز و شرف!

## دارالعلوم دیوبند کا امتیاز

دارالعلوم دیوبند اور اکابر دیوبند کو اللہ تعالیٰ نے اس اعزاز و اختصاص سے نوازا ہے کہ جس نے بھی اس چشمہ صافی سے جرعہ نوشی کی اور جس نے بھی ان اکابر کی بارگاہ علم و عمل میں زانوئے تلمذ تہ کئے، وہ رشد و ہدایت کی مسند اور امامت و قیادت کے تاج سے سرفراز ہو کر، قوم و ملک کی ہدایت و راہ نمائی اور جہالت کی تاریکی کے لیے مینارۂ نور ثابت ہوا۔

اس درسگاہ کا خوشہ چیں جس میدان میں گیا قیادت و سیادت نے اس کے قدم چومے اور فتح و کامرانی نے اس کا استقبال کیا، چنانچہ دارالعلوم دیوبند اور اس کے اکابر کی تاریخ شاہد ہے کہ اس کے قافلہ کے ایک ایک سپاہی نے لازوال کارنامے انجام دیئے اور قربانیوں کی بے مثال تاریخ رقم کی۔

## اکابرین دیوبند کی تاریخ

فقہ و افتاء کا موضوع ہو یا حدیث و تفسیر کا، تقریر و تحریر کی مسند ہو یا مناظرہ و مباحثہ کی، تعلیم و تدریس کا میدان ہو یا دعوت و تبلیغ کا، تصنیف و تالیف کا عنوان ہو یا سلوک و احسان کا، جہد و مجاہدہ کی خارزار وادی ہو یا مصائب و مشکلات کی بھٹی، زہد و اتقاء کا میدان ہو یا اصلاح و ارشاد کا، سیاست ملکی کا میدان ہو یا تعمیر ملی کا، غرض ابنائے دارالعلوم جہاں بھی گئے بڑھتے چلے گئے، وہ نہ ڈرے، نہ جھکے اور نہ بکے، بلکہ جس کو حق جانا اسے برملا کہا، لکھا اور بیان کیا، انہوں نے کبھی مصلحت کوشی، مفاد پرستی اور نفسانی اغراض کو اظہارِ حق کی راہ میں رکاوٹ نہیں بننے دیا، وہ **لا یخافون لومة لائم** کی تصویر بن کر برسرِ دار اعلان حق کرتے نظر آئے۔

وہ کبھی ۱۸۵۷ء کو انگریز سے نبرد آزما تھے۔ تو کبھی بالاکوٹ میں خاک و خون میں تڑپتے نظر آئے، کبھی ۱۹۵۳ء میں سارقین نبوت سے برسر پیکار تھے۔ تو کبھی ۱۹۷۷ء اور ۱۹۸۴ء میں ارباب اقتدار کے نشانہ پر تھے، کبھی وہ کالا پانی کی بدنام زمانہ جیل میں پس دیوار زنداں تھے۔ تو کبھی جزیرہ گوانتاموبے میں انسانیت سوز مظالم سہتے نظر آئے، انہوں نے کبھی دنیا اور دنیاوی مفادات کو پیش نظر نہ رکھا، بلکہ ہمیشہ ان کا مقصد و مطمع نظر دین و مذہب اور قوم و ملت کی حفاظت و صیانت تھی، انہوں نے مالی مفادات اور دنیاوی اغراض کے عوض کبھی ملک و ملت اور دین و مذہب کا سودا نہیں کیا، ان کی گردنیں کٹ گئیں، مگر باطل انہیں جھکا نہیں سکا، غالباً کسی نے ایسے ہی وفا شعاروں کے بارہ میں کہا ہے......

ہری ہے شاخِ تمنا ابھی جلی تو نہیں
دبی ہے آگ کی مگر بجھی تو نہیں

جفا کی تیغ سے گردن وفا شعاروں کی
کٹی ہے برسرِ میدان مگر جھکی تو نہیں

ان سرفروشوں نے مکتبِ دیوبند میں جھکنے' دبنے' چھپنے اور چھپانے کا نہیں' حق گوئی وراست بازی کا سبق پڑھا تھا' انہوں نے چین وسکون اور راحت واطمینان کا نہیں جہد ومجاہدہ کا درس لیا تھا' ان کی نگاہ دنیا پر نہیں تھی بلکہ موت' مابعدالموت اور آخرت ان کے پیش نظر تھی' اس لیے وہ کبھی بھی اربابِ اقتدار کے ظلم وتشدد سے نہیں گھبرائے' انہوں نے وقت کے جابروں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اعلانِ حق کیا۔

## قافلۂ حق کے سپاہی

بلاشبہ حضرت قاضی مظہر حسین صاحب قدس سرہ بھی اسی قافلۂ حق کے سپاہی اور رکن رکین تھے' جنہوں نے اپنے زندگی بھر کے طرزِ عمل سے ثابت کر دکھایا کہ مکتب دارالعلوم کا ہر فرد اپنی جگہ ایک کوہ گراں ہے' موصوف کو مسلک حقہ کی صیانت وحفاظت کے لیے طرح طرح کی ایذائیں دی گئیں' پابند سلاسل کیا گیا' ظلم وتشدد کا نشانہ بنایا گیا' مگر وہ اپنے موقف سے ایک انچ پیچھے ہٹے اور نہ ان کے پائے استقامت میں ذرہ بھر لغزش آئی۔

## خلوص واخلاص

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا آبائی علاقہ دنیاوی اعتبار سے پسماندہ اور دینی اعتبار سے مفلوک الحال تھا' وہ چاہتے تو کسی بڑے دارالعلوم یا کسی سرکاری تعلیمی ادارہ میں اپنی خدمات کا معاوضہ حاصل کر کے راحت وآرام کی زندگی گزار سکتے تھے' مگر انہوں نے زہد وتقویٰ کی زندگی گزار کر قوم وملک اور دین ومذہب کی خدمت کی' یہ ان کے خلوص واخلاص' جہد ومجاہدہ اور قربانیوں کا ثمرہ ہے کہ آج دنیا ان کی علمی خدمات کی معترف ہے' اپنے اور پرائے ان کی عظمت کے قائل ہیں۔

## زہد وتقویٰ

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زہد واتقاء سے متعلق ایک واقعہ یاد آیا، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر حاجی لال حسین رحمہ اللہ کے صاحبزادے جناب ڈاکٹر محمد اشفاق صاحب نے بتلایا کہ ہمارا آبائی گاؤں چکوال کے قریب ہے' اس لیے میں جمعہ ہمیشہ حضرت قاضی صاحب کے پیچھے پڑھتا تھا اور اکثر و بیشتر حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوتا' حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ شدید گرمی میں بھی کھدر کے کپڑے زیب تن فرماتے' چونکہ ان کے کمرہ میں بجلی کا پنکھا نہیں تھا' اس لیے آپ قمیص اتار کر تصنیف و تالیف اور درس و تدریس کا کام کرتے' میری خواہش و چاہت تھی کہ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کے کمرہ میں پنکھا ہونا چاہیے' جب ۱۹۷۰ء میں' میں نے اچھے نمبروں سے میٹرک کا امتحان پاس کیا اور گھر والوں نے مجھے بطور انعام کچھ نقد رقم دی تو میری دیرینہ خواہش جاگ اٹھی' میں فوراً بازار گیا اور ایک عدد پنکھا خرید کر حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور عرض کیا حضرت! یہ خالص میرے انعام کی رقم کا پنکھا ہے' میں آپ کے کمرہ میں لگانا چاہتا ہوں' میرا خیال تھا کہ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ میرا ہدیہ قبول فرما کر مجھے اپنے کمرے میں پنکھا لگانے کی نہ صرف اجازت دے دیں گے' بلکہ خوش ہوں گے' لیکن میری حیرت کی انتہا نہ رہی' جب حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ نے مجھے اپنے کمرے میں پنکھا لگانے سے منع فرما دیا' میرے تقاضا پر انکار کی وجہ بتاتے ہوئے حضرت نے فرمایا کہ ''چونکہ ابھی تک تمام طلبہ کے کمروں میں بجلی کے پنکھے نہیں لگ سکے' اس لیے مجھے حیاء آتی ہے کہ طلبہ بغیر پنکھے کے رہیں اور میں پنکھے کی ہوا کے مزے لیتا رہوں۔ ہاں! اگر تم اجازت دو تو میں یہ پنکھا طلبہ کے کمروں میں سے کسی کمرہ میں لگوا دوں' چنانچہ میری اجازت پر حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ نے وہ پنکھا بھی طلبہ کے کمرے میں لگوا دیا۔

## متشدد نہیں متصلب تھے!

عام مشہور ہے کہ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ تشدد پسند تھے' لیکن ہمارے خیال میں حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ مسلک کے معاملہ میں متصلب ضرور تھے' مگر انتہا پسند متعصب نہیں تھے' بلکہ وہ حد درجہ متحمل مزاج' موقع شناس اور حالات پر نگاہ رکھنے والے تھے' چنانچہ جن حضرات نے حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کے مدرسہ کا محل وقوع دیکھا ہے' وہ اس کی گواہی دیں گے کہ شیعہ مکتب فکر کے امام باڑے کے ساتھ ان کے ادارہ کی دیوار ملحق ہے' اور دنیا جانتی ہے کہ روافض اپنی مذہبی رسومات میں کس قدر ''فراخ'' دل واقع ہوئے ہیں' انہیں خواہ مخواہ سوتے شیر جگانے اور سینگ ٹکرانے کا جنون کی حد تک شوق رہتا ہے' چنانچہ مخالفین کے گھروں' ان کی عبادت گاہوں اور ان کے مذہبی اداروں کے سامنے جانا' وہاں نعرے بازی

کرنا اور اشتعال انگیز تقریریں کرنا' ان کی گھٹی میں داخل ہے' اگر قاضی صاحب رحمہ اللہ احتیاط و اعتدال کا
مظاہرہ نہ کرتے تو یقیناً روزانہ کشت و خون کا بازار گرم رہتا' آئے دن وہاں فتنہ فساد اور خون خرابہ ہوتا' مگر
دنیا جانتی ہے کہ قاضی صاحب رحمہ اللہ نے زندگی بھر وہاں کام کیا اور سینکڑوں گمراہوں کو راہ راست پر لا کر
اپنے مشن سے وفا کی۔

## اوصاف و کمالات!

حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کا جس علاقہ سے تعلق تھا وہاں رفض' تشیع' بدعات و رسومات اور
جہالت و لاعلمی کا دور دورہ تھا' حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ نے اپنی خداداد صلاحیت اور بے پناہ استقامت
واستقلال کے زور پر اپنا ایک حلقہ بنالیا' وہی لوگ جو کبھی دین اور اہل دین سے دور تھے' حضرت قاضی
صاحب رحمہ اللہ کی برکت سے دین و مذہب کے خوگر اور مذہب و ملت کے جان نثار سپاہی بن گئے۔

حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے مختلف انواع و اقسام کی خوبیوں اور صلاحیتوں سے
نوازا تھا ایک طرف اگر اللہ تعالیٰ نے ان کو لکھنے لکھانے کا سلیقہ اور مہارت عطا فرمائی تھی تو دوسری طرف
آپ فصیح و بلیغ مقرر و خطیب اور نہایت پر تاثیر واعظ بھی تھے۔

راقم الحروف کو کیسٹ کا وعظ سننے کی سعادت حاصل ہوئی ہے' "از دل خیزد بر دل ریزد" کے مصداق آپ
کا وعظ نہایت سادہ اور پر تاثیر ہوتا' اس کے ساتھ ساتھ آپ بہترین مدرس' عمدہ باحث اور بیدار مغز نقاد بھی تھے'
آپ نے جس موضوع پر لکھا' لکھنے کا حق ادا فرما دیا اور جس عنوان پر بولا اس میں ذرہ بھر تشنگی نہیں چھوڑی۔

## ہمہ گیریت!

بنیادی اعتبار سے آپ جہاں سکونت پذیر تھے وہاں چونکہ رفض و تشیع کا طوفان تھا' اس لیے زیادہ تر
آپ نے تردید رفض' عظمت صحابہؓ' خلافت راشدہ' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے معیار حق ہونے اور روافض کی
جانب سے اس قدسی جماعت کے خلاف اٹھائے گئے طوفان بدتمیزی کو فرو کرنے میں اپنی صلاحیتیں صرف
فرمائیں' بایں ہمہ آپ نے دوسرے عنوانات مثلاً: خارجیت' ناصبیت' مماتیت' بریلویت' مودودیت اور
قادیانیت کے ساتھ ساتھ شرک و بدعت اور عیسائیت کے خلاف بھی زبان و قلم سے جہاد کیا' آپ نے
جہاں تردیدی مضامین و مقالات اور کتب تصنیف فرمائیں وہاں آپ نے اثباتی انداز سے بھی خوبصورت
مضامین رقم فرمائے۔

## تردید باطل!

بنیادی اعتبار سے آپ نے چونکہ ایک محقق عالم اور مناظر فاضل حضرت مولانا ابوالفضل محمد کرم الدین دبیر کے گھر میں آنکھ کھولی تھی' اس لیے آپ پر اپنے والد ماجد کی سیرت و کردار کا اثر اور چھاپ تھی' جس طرح آپ کے والد ماجد نے دور حاضر کے مسیلمہ کذاب مرزا غلام احمد قادیانی علیہ ما علیہ کو للکارا' اسے عدالت میں گھسیٹا' اور انگریزی دور کے ایک ہندو جج آتمارام سے مرزا قادیانی کے آبائی ضلع' گورداس پور کی عدالت سے اسے سزا دلوائی اور رسوا کیا' ٹھیک اسی طرح حضرت مرحوم میں والد کی طرف سے یہ دینی غیرت اور ملی حمیت منتقل ہوئی تھی اور وہ دین و مذہب کے معاملہ میں کسی قسم کی رورعایت کے قائل نہ تھے' انہوں نے ہر میدان اور ہر سطح پر اعدائے اسلام کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

## تقلیدِ اکابر!

مولانا مرحوم اکابر دیوبند اور اہل حق کے مقلد محض تھے' وہ اسلاف بیزاری کو الحاد و بے دینی کا پل تصور فرماتے تھے' اس لیے ان کی کوئی بات اکابر و اسلاف کی تحقیقات کے خلاف نہ ہوتی' بلکہ وہ اکابر کی راہ سے سرمو انحراف کو انحراف عن الحق سے تعبیر فرماتے۔ انہوں نے اپنے مشائخ سے جو کچھ پڑھا اور سیکھا' زندگی بھر اس کی تعلیم و تبلیغ فرمائی اور اس کی اشاعت و ترویج کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا' انہوں نے چٹائی پر بیٹھ کر علم و فن کے موتی لٹائے اور تحقیق و تنقید کے دریا بہا کر اپنے اکابر و اسلاف کی روایات کی لاج رکھی اور ان کی آبرو پر حرف نہیں آنے دیا۔

حضرت مرحوم اپنی بے نفسی' خمول و گوشہ نشینی' عزلت پسندی' عجز و انکسار اور تواضع میں اپنے اسلاف کی سچی تصویر تھے' بایں ہمہ کہ آپ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ کے تلمیذ رشید اور خلیفہ مجاز تھے' مگر بے نفسی اور تواضع کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے کبھی اپنے آپ کو بڑا اور شیخ وقت کہلانا پسند نہیں کیا۔

## تواضع اور عجز و انکسار

امین ملت حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی قدس سرہ' پہلے پہل حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہ سے بیعت تھے' ان کی رحلت کے بعد آپ نے حضرت مولانا قاضی مظہر حسین قدس سرہ سے اصلاحی تعلق قائم کر لیا تھا' حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ نے مولانا صفدر رحمہ اللہ کے ان کے ساتھ اصلاحی تعلق کو بیان کرتے ہوئے جس بے نفسی اور تواضع کا اظہار کیا ہے' اسے پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت قاضی

صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت میں کمال درجہ کا اخفا تھا۔ چونکہ حضرت مولانا محمد امین صفدر رحمۃ اللہ علیہ کے حضرت قاضی صاحب سے اصلاحی تعلق قائم کرنے سے بظاہر یہی محسوس ہوتا ہے کہ مولانا صفدر رحمۃ اللہ علیہ جیسا بڑا آدمی کسی بڑے کو ہی اپنا بڑا بنا سکتا ہے' حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس شبہ کی نفی کرتے ہوئے لکھتے ہیں......

''......حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہ کے بعد مولانا اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے جو اس نا کارہ کے ساتھ تعلق رکھا تھا' وہ اس لیے نہیں تھا کہ میں ان کی رہنمائی کی اہلیت رکھتا تھا بلکہ ان کو شیخ العرب والعجم حضرت مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے غایت درجہ کی محبت وعقیدت تھی اور کیوں نہ ہوتی جبکہ ان کے شیخ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ خود حضرت مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے اس درجہ کے عقیدت مند تھے کہ فرماتے تھے کہ ''جمعیت علماً کے اجلاس میں جب حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما ہوتے تھے تو میں آپ کے احترام میں تین تین چار چار گھنٹے دوزانو بیٹھا رہتا تھا۔'' اور بار ہا فرمایا کہ ''مجھے غالباً ۱۴ مرتبہ حرمین شریفین کی حاضری نصیب ہوئی ہے میں نے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ جیسا بزرگ (ولی اللہ) کہیں نہیں پایا'' اور ایک مرتبہ پرانی انار کلی بازار کے مدرسہ میں رات کو حکیم الاسلام حضرت قاری طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر کا پروگرام تھا' بندہ بھی ان دنوں لاہور میں تھا' جلسہ میں حاضر ہوا۔ حضرت قاری صاحب کی موجودگی میں ان کی تقریر سے پہلے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے تھوڑی دیر تقریر فرمائی اور دوران تقریر فرمایا کہ ''حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے جوتوں میں جو علم ہے وہ احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے دماغ میں نہیں ہے۔'' اس سے مراد بفضلہٖ تعالیٰ وہ برکات ہیں جو حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے متعلقہ ہر چیز میں سرایت کرتی ہیں۔ واللہ اعلم' تو مولانا اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ طریقت میں شمولیت کے لیے اس بندۂ عاصی پر معاصی کو ایک ظاہری واسطہ بنایا تھا' حق تعالیٰ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے طفیل مولانا اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے درجات بلند فرمائے اور اس بندہ کی اور سلسلہ سے منسلک سب احباب کی اصلاح فرمائیں۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم''۔

[ماہنامہ الخیر ملتان مولانا اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نمبر ص: ۴۷، ۴۸]

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے اکابر واسلاف کی راہ پر چلنے اور حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اقتدائیں باطل پرستوں کی راہ روکنے' دین مذہب کی بے لوث خدمت کرنے کی توفیق بخشے' اور حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کروٹ کروٹ مغفرت فرما کر درجات عالیہ سے سرفراز فرمائے اور ان کے اخلاف و پسماندگان کو ان کے مشن پر کاربند رہنے کی توفیق بخشے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔

# حضرت کا دینی و مسلکی مزاج

حضرت مولانا قاری جمیل الرحمٰن صاحب ☆

اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان کو ایک عجیب مخلوق بنایا ہے۔ اس کا ایک طبعی مزاج ہے اور ایک دینی، ویسے تو اللہ تعالیٰ نے ہر انسان میں دینی صلاحیت رکھی ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کل مولود یولد علیٰ فطرۃ الاسلام اگر یہ استعداد اور صلاحیت محفوظ رہے تو دینی مزاج بنتا ہے۔ اور ایک کامل انسان تیار ہوتا ہے اور اگر اس صلاحیت کو بالکل ختم کر دیا جائے یا خراب کر دیا جائے تو پھر اس سے ایسے افعال اور اخلاق صادر ہوتے ہیں کہ یہ جانوروں سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اولٰئک کالانعام بل ھم اضل اور انسان کا طبعی مزاج اگر ٹھیک ہو تو پھر یہ اچھے برے میں فرق کر سکتا ہے۔ اگر خوشبو سونگھے تو سرور محسوس کرتا ہے اور اگر بدبو سے گزرے تو طبیعت میں نفرت پاتا ہے۔ اسی طرح اگر دینی مزاج ٹھیک ہو تو دینی امور سے خوش ہوتا ہے اور خلافِ شرع امور سے بیزاری ہوتی ہے جیسا کہ قرآنِ کریم میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دینی مزاج بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے ولکن اللہ حبب الیکم الایمان وزینہ فی قلوبکم جب صحابہؓ کے دلوں میں ایمان کو کھپا دیا اور ایمان سے ان کے دلوں کو مزین کر دیا تو ان کے دلوں میں کفر، فسق و فجور، اور نافرمانی کی نفرت آگئی تو یہ رشد و ہدایت والے بن گئے۔ اگر بتقاضائے بشریت کسی صحابہ رضی اللہ عنہ سے گناہ کا ارتکاب ہوا تو اس سے اتنا بے چین ہو جاتا کہ خود رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر گناہ کا اقرار کر کے حد کے نافذ کرنے کا مطالبہ کرتا ہے یہ اسی کامل دینی مزاج کی علامت ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد درجہ بدرجہ یہ کامل دینی مزاج کی نعمت اولیاء امت کو نصیب ہوتی رہی اور ان شاء اللہ قیامت کی صبح تک نصیب ہوتی رہے گی۔

---

☆ مہتمم جامعہ عربیہ اظہار الاسلام، خطیب مدنی جامع مسجد چکوال

دور حاضر میں اکابرین علماء دیو بند کو اس نعمتِ خاصہ سے نوازا گیا اور پھر ان سے فیض پانے والوں کو بھی اسی طرح نوازا گیا۔ فیض پانے والے خوش قسمت ہستیوں میں سے ایک ہستی حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی بھی ہے۔

## مسلکی دفاع زندگی کا نصب العین

اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کو جہاں اور دینی خصوصیات سے نوازا تھا۔ ان میں سے ایک خاص خصوصیت یہ تھی کہ انہوں نے مسلکی دفاع کو اپنی زندگی کا نصب العین بنا رکھا تھا۔

مشکوٰۃ شریف میں حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے کہ ایک شخص حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ ''فلاں شخص نے آپ کو سلام کہا ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا'' مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس شخص نے دین میں (کوئی) نئی بات نکالی ہے اگر واقعی اس نے دین میں (کوئی) نئی بات پیدا کی ہے۔ تو میری طرف سے (جواب میں) اسے سلام نہ پہنچاؤ۔

تشریح: آنے والے نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ تک اس شخص کا سلام پہنچایا تھا جس کے بارہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوگا کہ اس نے اپنی طرف سے دین میں نئی باتیں پیدا کی ہیں۔ یعنی وہ تقدیر کا انکار کرتا ہے۔ لہٰذا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ ہم ایسے لوگوں سے سلام کلام نہ کریں اور نہ ان سے تعلقات قائم کریں جو بدعتی ہوں اور خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قائم کی ہوئی حدود سے تجاوز کرتے ہوں۔ (حدیث مع الشرح بحوالہ مظاہر حق جلد اول کتاب الایمان)

اسی طرح مشکوٰۃ شریف کے حاشیہ پر مرقاۃ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ دینی مقتدا اور پیشوا کی یہی شان ہونی چاہیے کہ اگر کوئی شخص دین کو نقصان پہنچانے والا ہو تو اس سے قطع تعلق ہونا چاہیے حتی کہ اس کے سلام کا جواب بھی نہ دے اگرچہ وہ مسلمان بھی ہو۔ کیونکہ یہ اس کے ساتھ قطع تعلق نہیں کرے گا تو عوام اس کے تعلق کو اس کے صحیح ہونے کی دلیل بنائیں گے۔

میرے حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کا مزاج بھی یہی تھا اور اسی خاص دینی و مسلکی مزاج کی بنا پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرقۂ باطلہ میں سے کسی ایک کے ساتھ بھی کسی موقع پر اتحاد نہیں فرمایا: آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے دو پہلو ہوتے تھے ایک وقتی فائدہ اور دوسرا مسلکی نقصان۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ وقتی فائدے کو نظر انداز کر دیتے اور مسلکی فائدہ کو ترجیح دیتے۔ جس وقت سپاہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی بنیاد حضرت مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

نے رکھی اور اپنی جماعت کی قیادت فرمائی اس سے کافی فائدہ ہوا۔نوجوان نسل بیدار ہوئی۔تو اس وقت اپنے کتنے ہی جماعتی ساتھیوں نے حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے عرض کی مشن بھی ایک ہے تو سٹیج بھی اگر ایک ہو جائے تو ہماری طاقت باطل کے خلاف بڑھ جائے گی؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی فراست سے فرمایا کہ نام بھی اچھا ہے اور کام بھی۔مگر طریقہ کار اکابر والا نہیں ہے۔پھر اس کا نقصان ملی یکجہتی کونسل کی صورت میں سامنے آیا۔

''قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید''

## عظیم عالمانہ شان

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ عظیم عالمانہ شان کے ساتھ بھی متصف تھے۔جس طرح ایک واقعہ مشہور مؤرخ اور محدث حافظ ابن کثیر دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ ایک بڑے عالم کو ایسے بادشاہ کے روبرو پیش کیا گیا جو لوگوں کو خنزیر کا گوشت کھانے پر مجبور کیا کرتا تھا۔ جب وہ بزرگ جید عالم اس بادشاہ کے پاس پہنچے تو وہاں پولیس کے ایک افسر نے چپکے سے اس بزرگ عالم سے کہا کہ آپ ایسا کریں کہ آپ ایک بکری کا بچہ ذبح کر کے مجھے دے دیں جب بادشاہ آپ سے خنزیر کھانے کو کہے گا تو میں خنزیر کے گوشت کی بجائے یہی بکری کا حلال گوشت آپ کے سامنے رکھوادوں گا۔آپ تو حلال گوشت ہی کھائیں گے۔جبکہ بادشاہ اور دیکھنے والے لوگ اس مغالطہ میں رہیں گے کہ آپ خنزیر کا گوشت ہی کھا رہے ہیں۔اس طرح آپ حرام سے بچ جائیں گے اور آپ کی جان بخشی بھی ہو جائے گی۔چنانچہ اس بزرگ عالم نے بکری کا بچہ ذبح کروا کر پولیس افسر کو دے دیا۔پولیس افسر نے حسب وعدہ وہ بکری کا بچہ شاہی خانساموں کے حوالہ کر دیا اور انہیں تاکید کر دی کہ جس وقت بادشاہ اس بزرگ عالم کو خنزیر کا گوشت پیش کرنے کا حکم دے تو ان کے سامنے یہ بکری کا گوشت رکھ دینا اس کے بعد لوگ بڑی تعداد میں جمع ہو گئے اور ہر ایک کہہ رہا تھا کہ اگر اس بزرگ نے خنزیر کا گوشت کھا لیا تو ہم بھی کھائیں گے۔اور اگر وہ رک گئے تو ہم بھی رک جائیں گے۔پھر بادشاہ آیا اس نے اپنے کارندوں کو خنزیر کا گوشت لوگوں کے سامنے رکھنے کا حکم دیا چنانچہ گوشت لایا گیا اور خانساموں نے بزرگ عالم صاحب کے سامنے پولیس آفسر کی ہدایت کے مطابق بکری کا حلال گوشت رکھا اب یہ موقع بڑی نزاکت کا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے بزرگ عالم کے دل میں یہ بات ڈالی کہ اگرچہ میں اس بکری کا گوشت کو کھا کر حرمت

سے بچ جاؤں گا لیکن لوگوں کو اصل حقیقت معلوم نہیں ہے وہ تو یہی سمجھیں گے کہ میں خنزیر کا گوشت کھا رہا ہوں اور میرے اس عمل کی وجہ سے جتنے لوگ بھی اس حرام کام میں مبتلا ہوں گے ان سب کا وبال قیامت کے دن میرے سر ہو گا۔ لہٰذا میں ایسا عمل ہرگز نہ کروں گا خواہ میرے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جائیں اور مجھے آگ میں جلا دیا جائے اور انہوں نے وہ گوشت کھانے سے بادشاہ کے سامنے انکار کر دیا۔ اس درمیان وہ پولیس افسر سامنے سے بار بار اشارہ کرتا رہا کہ یہ تو بکری کا گوشت ہے اس کو آپ کھا لیجئے۔ آپ برابر انکار ہی کرتے رہے بالآخر بادشاہ نے اسی پولیس افسر کو حکم دیا کہ ان کو لے جا کر قتل کر دیا جائے۔

جب وہ پولیس افسر آپ کو لے جانے لگا تو اس نے پوچھا حضرت کیا وجہ ہے کہ آپ نے وہ گوشت بھی نہیں کھایا جو خود ذبح کروا کر مجھے دیا تھا؟ کیا آپ کو مجھ پر اعتماد نہیں؟ اس بات پر اس بزرگ عالم نے جواب دیا کہ مجھے کامل یقین تھا یہ گوشت میرے لیے حلال ہے۔ لیکن مجھے اس بات کا اندیشہ ہوا کہ لوگ ناواقفیت میں میری اقتداء کریں گے اور وہ صرف یہی سمجھیں گے کہ میں نے خنزیر کا گوشت کھایا ہے۔ اور بعد میں بھی یہی کہا جائے گا کہ فلاں شخص نے یہ گوشت کھایا تھا۔ اور انہیں حقیقت حال معلوم نہ ہو گی۔

انہوں نے سولی پر چڑھنا تو گوارہ کر لیا مگر وہ بکری کا حلال گوشت بھی صرف اس لئے نہ کھایا کہ لوگ میری اقتداء میں خنزیر کا گوشت کھائیں گے۔ یہی عالمانہ شان میرے حضرت اقدس رحمہ اللہ کی بھی تھی کہ ایک دفعہ جہلم میں جامعہ حنفیہ کے ایک طالب علم نے حضرت اقدس رحمہ اللہ سے سوال کیا کہ حضرت جی رحمہ اللہ کیا وجہ ہے کہ وہ جماعتیں جو کہ خدام اہل سنت والجماعت کے بعد وجود میں آئیں وہ ہماری جماعت سے زیادہ ترقی کر گئیں اور دور دراز کے علاقوں اور مختلف ممالک میں پھیل گئیں؟ تو جواب آپ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر میرا مقصود نام ونمود اور جماعت کو بڑھانا ہوتا یہ تو کب کا ہو چکا ہوتا لیکن میں نے اپنے مسلک کا تحفظ کرتے ہوئے کسی جماعت کے ساتھ اتحاد تک کا سوچا بھی نہیں اگر میں اتحاد کرتا تو میری جماعت بہت زیادہ بڑھ چکی ہوتی۔ یہ تھی میرے حضرت اقدس رحمہ اللہ کی عالمانہ شان۔ کہ آپ رحمہ اللہ نے مسلک کو ترجیح دیتے ہوئے نہ کسی سے اتحاد فرمایا نہ اپنی زندگی میں کبھی کسی کے سٹیج پر گئے نہ کسی باطل سے رواداری کا سلوک روا رکھا۔

## ذاتی امور میں غصہ نہیں

حضرت اقدس رحمہ اللہ کو بار بار دیکھا کہ ذاتی امور میں کبھی کسی پر غصہ نہیں فرمایا لیکن اگر دینی امور میں کوئی غلطی کرتا تو حضرت اقدس رحمہ اللہ انتہائی غصہ اور ناراضگی کا اظہار فرماتے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے۔

''حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں تقریباً دس سال رہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ بھی مجھے غصہ نہیں فرمایا''

حضرت اقدس رحمہ اللہ اپنے دینی مزاج میں ایسے امور میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متبع رہے۔ جیسا کہ سفر و حضر میں آپ رحمہ اللہ کے قریب رہنے والے بعض خاص خدام کا بھی یہی کہنا ہے کہ آپ رحمہ اللہ نے ہمیں ذاتی امور میں کوتاہی کرنے سے کبھی غصہ نہیں فرمایا اور دینی امور میں اگر کوئی کوتاہی ہوگئی تو آپ رحمہ اللہ نے معاف نہیں فرمایا۔

ان خدام میں سے ماسٹر محمد یوسف صاحب کا کہنا ہے کہ دس سال پہلے کی بات ہے کہ حضرت اقدس رحمہ اللہ نے مجھے کسی کام کے لیے دفتر بھیجا میں جلدی سے گیا جاتے ہوئے میں نے پہلے بائیں پاؤں میں جوتا پہن لیا۔ جب واپس آیا تو آپ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ آپ کو اب تک جوتا پہننا بھی نہیں آیا۔ اس بات کو تقریباً دس سال گزر گئے مگر آج تک میں نے اپنی اس غلطی کو نہ دہرایا۔

## استغناء کی دولت

حضرت اقدس رحمہ اللہ نے ساری زندگی تبلیغ دین کی خدمت سرانجام دی جس کی وجہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہزاروں لوگوں کو صحیح عقیدے کی دولت نصیب فرمائی اور آپ رحمہ اللہ نے اس قدر استغناء سے کام کیا جو'' لا اسئلکم علیه اجرا '' کا مصداق ہے۔

ایک دفعہ الیکشن میں حضرت اقدس رحمہ اللہ نے امیدوار راجہ ثناء الحق کے حق میں فیصلہ فرمایا اور اس کی تائید کی۔ آپ رحمہ اللہ کے اس فیصلے کی وجہ سے آپ کے کئی پرانے ساتھی سیاست کی وجہ سے آپ رحمہ اللہ سے جدا ہو گئے۔ مگر حضرت اقدس رحمہ اللہ نے فرمایا کہ الحمد للہ میں اپنے اس فیصلے سے مطمئن ہوں۔ اس لیے کہ میں نے یہ فیصلہ اپنے مذہب و مسلک کو سامنے رکھ کر کیا ہے۔ مجھے اس کی پرواہ نہیں کہ کون میرے ساتھ اور کون مجھ سے جدا ہو رہا ہے۔

حضرت اقدس رحمہ اللہ کے ایک خادم نے کہا کہ اس واقعہ کی وجہ سے اگرچہ آپ رحمہ اللہ کے ماتھے پر شکن تک نہ تھی مگر میں اس وقت کافی پریشان ہوگیا تھا کہ حضرت اقدس رحمہ اللہ نے ساری زندگی دین کی بے لوث خدمت کی ان لوگوں کے عقائد درست کیے مگر آج سیاست میں آ کر کئی پرانے ساتھی بھی حضرت رحمہ اللہ کو چھوڑ گئے۔ کافی دنوں تک پریشان تھا کہ اچانک ایک دن حضرت اقدس رحمہ اللہ کا وہ خواب

ذہن میں آ گیا جو کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حج کے دنوں میں منیٰ کے مقام پر دیکھا تھا۔ کہ

''بدر کا میدان ہے میرے ہاتھ میں جماعت کا پانچ رنگا جھنڈا ہے میں آگے آگے ہوں جماعتی ساتھی میرے پیچھے آ رہے ہیں اتنے میں دیکھا کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور میرے ہاتھ سے جھنڈا لے کر خود پکڑ لیا اور پھر وہ آگے آگے اور ہم پیچھے پیچھے پھر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انہوں نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے جھنڈا لے لیا۔ اور فرمایا کہ اس جھنڈے کو اونچا کرو یہ ہمارا جھنڈا ہے یہ اونچا ہی رہے گا''

تو اس کی تعبیر یہ ذہن میں آئی کہ بدر کا میدان ہے تو اس کا اشارہ ہے اس طرف کہ چونکہ بدریین کی بخشش قطعی اور یقینی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے'' ان اللہ قد اطلع علی اهل بدر فقال اعملو اشئتم فقد غفرت لکم '(ترجمہ تحقیق اللہ تعالیٰ مطلع ہوا اہل بدر پر پس فرمایا اے اہل بدر تم جو چاہے عمل کرو میں نے تمہاری مغفرت کر دی)

اسی طرح جو لوگ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ خلوص سے لگے ہوئے ہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تعلق کی وجہ سے ان کی بخشش کی بھی امید ہے (ان شاء اللہ)

بعض اولیاء اللہ کی شان یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ تعلق کی لاج رکھتے ہیں۔ اور ان کے متعلقین کی بخشش فرما دیتے ہیں۔

جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ آخرت میں لوگ صف باندھے کھڑے کیے جائیں گے اہل دوزخ (یعنی اہل ایمان میں سے کچھ گناہ گار لوگ جو اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے دوزخ میں سزا پانے کے مستحق ہوں گے وہ آخرت میں کسی موقع پر صف باندھے کھڑے ہوں گے) پس ایک شخص اس گزرنے والے جنتی کو پکار کر کہے گا کہ کیا تم مجھے نہیں پہچانتے؟ میں وہ ہوں کہ ایک دفعہ میں نے تم کو پانی پلایا تھا (یا شربت وغیرہ پینے کی کوئی اچھی چیز پلائی تھی) اور اسی صف والوں میں سے کوئی اور کہے گا کہ میں نے تمہیں وضو کے لیے پانی دیا تھا۔ پس یہ شخص ان لوگوں کے حق میں اللہ تعالیٰ سے سفارش کرے گا اور ان کو جنت میں داخل کرا دے گا۔

ابن ماجہ کی اس حدیث شریف کی تشریح فرماتے ہوئے مولانا منظور احمد صاحب نعمانی رحمۃ اللہ علیہ (معارف الحدیث ص ۲۰۱) فرماتے ہیں کہ اس حدیث شریف سے معلوم ہوا ہے کہ دنیا میں صالحین سے محبت اور قربت کا تعلق اپنی عملی کوتاہیوں کے باوجود بھی ان شاء اللہ بہت کچھ کام آنے والا ہے بشرطیکہ

ایمان نصیب ہو۔

اور دوسری یہ بات اس خواب کی تعبیر کے سلسلہ میں ذہن میں آئی کہ ایسوں کی تعداد قلیل ہوگی اس سے دل مطمئن ہوگیا۔ اور تجربہ بھی یہ ہوا ہے کہ جو علماء بھی حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کسی مفاد کی وجہ سے منسلک تھے۔ وہ بھی کسی نہ کسی وجہ سے کٹ گئے۔

## فتنہ کی باریکی سمجھنا

فتنوں کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) ظاہری فتنے اور (۲) باطنی فتنے۔ ظاہری فتنوں کا تعاقب عام طور پر کیا جاتا ہے علماء اس فریضے کو سرانجام دیتے ہیں۔ لیکن فتنہ کی باریکی سمجھنا یہ اہل بصیرت کا کام ہے اور یہ چیز ہمارے حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے اندر تھی۔ جب بھی کوئی نیا فتنہ سامنے آتا تو اس کے ظاہر کو دیکھ کر بعض اہل حق بھی اس کے حامی ہو جاتے لیکن حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ ابتداء ہی سے اس کی باریکی سمجھ لیتے۔ مثلاً ایران میں خمینی کا انقلاب جس وقت آیا تو سب سے پہلے اس فتنے کی باریکی کو بیان کرنے والے میرے حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ ہی تھے۔ اور پھر بعد میں وہی کچھ سامنے آیا جو حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے ابتداء ہی سے بتایا تھا۔ تفصیل کا موقع نہیں۔

اسی طرح مماتیت کا فتنہ جس وقت دیوبندیت میں پیدا ہوا تو چند علماء کرام نے ڈٹ کر ان کی مخالفت کی۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا لال حسین صاحب اختر رحمۃ اللہ علیہ، اور میرے حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ چند علماء کرام نے ان کی مخالفت کی۔

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کا ابتداءً جو موقف تھا کہ ان کے ساتھ رواداری کا سلوک مسلک کے لئے نقصان دہ ہے۔ آخر دم تک اسی پر قائم رہے۔ اور فرماتے تھے کہ اگر سارے علماء ابتدا ہی سے ان کے ساتھ قطع تعلق کرتے اور رواداری کو جائز نہ سمجھتے تو یہ فتنہ اسی وقت مٹ جاتا۔ اسی طرح یزیدی فتنہ جس وقت پیدا ہوا تو حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے ابتداء ہی سے اس فتنہ کے خلاف سخت موقف اختیار کیا۔

اور آخر تک اسی پر قائم رہے جو علماء ان فتنوں کے ساتھ رواداری کے قائل تھے۔ حضرت اقدسؒ ایسے علماء سے سخت نالاں ہوتے تھے۔ اور انتہائی دکھ کا اظہار فرماتے تھے۔

اور فرمایا کرتے تھے کہ ان لوگوں کو اپنی جماعت اور اپنی پیری مریدی کے سلسلے کے تحفظ کی اہمیت کا احساس ہے اور اس کا دفاع ضروری سمجھتے ہیں مگر اپنے مسلک کے تحفظ کی اہمیت کا ان کو احساس نہیں ہے۔

اور کئی دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مسلک کے لئے تو میں نے بڑے بڑے بزرگوں کو چھوڑا ہے۔

یہ سب کچھ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مسلکی مزاج کی بنیاد پر کیا۔

جس طرح حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری فتنوں پر گہری نظر تھی۔ اسی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر باطنی فتنوں پر بھی تھی اور اپنے متعلقین اور متوسلین کو اپنے درس میں جو کہ جمعرات کے دن مغرب کے بعد ہوتا تھا۔ حب مال، عجب، ریاکاری اور حب جاہ پر تنبیہ فرماتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ ہر فتنے کی بنیاد یہی چیزیں بنتی ہیں۔

رسمی القابات، بے جا تعریف میں مبالغہ، اس سے آپ رحمۃ اللہ علیہ انتہائی ناراضگی کا اظہار فرماتے تھے۔ اور دوسروں کی بھی خوب اصلاح فرماتے تھے۔

گوجرانوالہ میں ایک مرتبہ حضرت مولانا مہر محمد صاحب مدظلہ نے ایک جلسے کا انعقاد کیا اور اشتہار میں مولانا نے حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے نام کے ساتھ امام اہل سنت کا لقب لگایا آپ رحمۃ اللہ علیہ جس وقت سٹیج پر تشریف فرما ہوئے تو اپنے بیان سے قبل فرمایا۔ میں نے یہ بات مولانا سے تنہائی میں کہنی تھی لیکن یاد نہیں رہا لہٰذا ابھی کہہ دیتا ہوں۔ پھر فرمایا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے، کہ میرے نزدیک امام اہل سنت کہلانے کے حق دار حضرت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ لہٰذا میرے نام کے ساتھ امام اہل سنت نہ لکھا کریں۔

اسی طرح ہمارے مدرسے (مدرسہ جامعہ عربیہ اظہار الاسلام چکوال) کے ایک مدرس تھے انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک خط لکھا اور اوپر ایک سطر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نام کے ساتھ القاب لگائے۔ فضیلت الشیخ، علامہ وغیرہ۔

وہ خط مجھے دکھایا تو میں نے ان سے کہا کہ اس کا جواب آپ کو مل جائے گا۔ وہی ہوا حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں ان کو فرمایا کہ لفظ علامہ میرے نام کے ساتھ نہ لکھا کریں اس لیے کہ علامہ تو اسے کہا جاتا ہے کہ جو معقولات و منقولات میں ماہر ہو۔ لہٰذا میرے جیسے۔ کم علم والے آدمی کے نام کے ساتھ لفظ علامہ لکھنا لفظ علامہ کی توہین ہے۔

اسی طرح میرے حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ زندگی میں کسی کو ولی مت کہو اس لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلقین میں سے کسی کو بھی یہ جرأت نہیں ہوتی تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نام کے ساتھ ولی کامل لکھے۔ اگرچہ عقیدت یہی تھی کہ ہمارے حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ ولی کامل ہیں۔ لیکن زبان پر لانا یا قلم پر لانا بہت مشکل تھا۔ کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سخت ناراضگی کا اظہار کرتے تھے۔ وصال کے بعد حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ

کے غسل میں شرکت کی سعادت اللہ تعالیٰ نے نصیب فرمائی۔ اور غسل کے بعد جس وقت راقم نے سفید رومال سے دھاریوں والا حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے سر پر ڈالا تو اچانک آپ رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ کھل اٹھا۔ اور چہرہ انتہائی چمکدار ہو گیا اور ایک کشش پیدا ہوئی کہ نظر ہٹانے کو جی نہیں چاہتا تھا۔

گویا کہ حضرت اقدس کے سینے میں جو انوارات تھے وہ چہرے پر آ گئے اور جوں جوں وقت گزرتا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ مزید روشن ہوتا گیا۔

گویا کہ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے چہرے نے گواہی دی کہ ایک ولی کامل دنیا کی ان مشقتوں اور پریشانیوں کو جن کو انہوں نے برداشت کیا اور ہزاروں غموں کو جن کو انہوں نے اٹھا رکھا تھا اپنے کندھوں سے اتار کر اپنے اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور ہمیشہ ہمیشہ والی راحت و آرام کی زندگی کے مزے لوٹنے کے لئے جنت الفردوس میں جا رہا ہے۔ جس کی خوشی ان کے چہرے پر نمایاں ہے۔

اللّٰھم اغفرہ وارحمہ وادخلہ فی جنت النعیم

❀❀❀❀

# مسلک علماء دیو بند...... کے ترجمان

مولانا حافظ مہر محمد میانوالوی ☆

کل من علیها فان کے تحت ۲۶/ جنوری ۲۰۰۴ء/۳ ذوالحجہ ۱۴۲۴ھ بروز پیر، سحری کے وقت، استاذ العلماء، ندوۃ الصلحاء، زبدۃ الفقہاء، ہادی الفقرا، مسلک علماء دیوبند کے ترجمان' ہر باطل کے لیے تیغ براں تحریک خدام اہل سنت کے بانی و پاسبان' مخزن ایمان و اسلام' پیر طریقت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ طویل علالت و نقاہت کے بعد واصل بحق ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون.

اللهم اغفر له و وسع مدخله و ادخله الجنة بغير حساب.

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

گورنمنٹ کالج چکوال کے وسیع گراؤنڈ میں ہزاروں افراد نے جنازہ پڑھا، ہزاروں نے چہرہ منور کی زیارت کی۔ پھر آبائی گاؤں بھیں میں شام کو دوبارہ جنازہ کے بعد تدفین ہوئی۔ رحمه الله رحمة واسعة.

حضرت قاضی صاحب اسلاف کی نشانی تھے۔ دینی غیرت اور مسلکی تصلب میں مضبوط چٹان اور قوت ایمان تھے۔ اہل باطل پر تشدد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وصف اشداء علی الکفار اپنائے ہوئے تھے۔ ان کی حق گوئی اور بے رواداری سے اپنا بیگانہ ہر کوئی شاکی تھا۔ مگر وہ خدا اور رسول کو خوش رکھنے کے لیے کسی لومۃ لائم کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔

اپنے بھی خفا مجھ سے بیگانے بھی ناخوش
میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

بے شک ہر مسلمان سے محبت و پیار، تعلق کا استوار، فرقہ پرستی' تحزب اور گروہ بندی سے انکار مومن کا عمدہ وصف ہے، مگر اس کی بھی حدود ہیں۔ منافقت، دوغلا پن، بے جا رواداری، حق سے تسامح اور

---

☆ جامعہ قرآن وسنت بن حافظ جی میانوالی

چشم پوشی، علانیہ غلط کاروں اور گمراہوں سے اتحاد و اتفاق اسلام و ایمان کے چشمہ صافی کو مکدر کر دیتا ہے۔ ''نو نقد نہ تیرہ ادھار'' کے تحت ظاہر و باطن میں یکساں احباب و ہم خیال تھوڑے بھی ہوں تو اس حق و باطل کے لشکر و جلوس سے بہتر ہیں۔ جن کا قائد، راستہ، منزل اور مقصود کبھی ایک اور متفق نہ ہو۔

## قاضی صاحب کا مسلک

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سلف صالحین اہل سنت و جماعت اور اکابر علماء دیوبند نانوتوی، گنگوہی، کشمیری، تھانوی، سہارنپوری، عثمانی، مدنی، لکھنوی، دیوبندی، دہلوی، رحمھم اللہ کے ''المہند علی المفند'' میں مذکور مسلک پر سختی سے کاربند تھے۔ اپنے معتقدین اور مریدین کو یہی بتاتے تھے۔ توحید ایسی صاف تھی کہ غیر اللہ کے نام پر نذر و نیاز، سوز و پکار، قبر والوں سے استمداد، فقہاء احناف کے منع کے مطابق بالکل نہ تھا ''یا اللہ مدد'' کا نعرہ ہی حق کا شعار تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور اتباع سنت پر کاربند تھے: مہندی سے داڑھی سرخ رہتی تھی۔ بدعت سے مریدین کو بچاتے تھے۔ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم سے محبت و عقیدت کا اور عام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عدالت کا وہ معیار حق اپنایا کہ ''حق چار یار'' کے نعرہ سے ایک دنیا کو جگمگا دیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم پر تنقید کے سخت مخالف تھے۔ اس لیے کتاب خلافت و ملوکیت اور جماعت اسلامی سے بیزار رہے۔ رد رفض و تشیع تو آپ کی گھٹی میں تھا۔ یہی چیز آپ کو اپنے پیر و استاد شیخ الاسلام مولانا حضرت سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے ورثہ خلافت میں ملی تھی۔ امہات مومنین، اہل بیت نبوت، ازواج مطہرات، بنات طاہرات، خوشبوئے نبوت نوجوانان جنت کے سردار حسنین کریمین رضی اللہ عنہم سے بے حد محبت تھی اسی لئے یزیدی ٹولہ سے سخت متنفر تھے۔ روضہ اقدس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات برزخی مانند دنیوی اور سماع و سلام کے پوری امت کے اکابر کی طرح قائل تھے، غیر مقلدوں کی طرح اس کے منکرین مماتیوں سے بھی کبید خاطر رہتے تھے۔

قرآن کی تشریح و تفسیر اپنی مرضی اور خود ساختہ نظریہ کے مطابق اسلاف امت کے خلاف کرنا بدترین جرم اور تحریف قرآنی جانتے تھے۔ دلکش اور جاذب نظر عنوانات کی آڑ میں ایسے نئے مفسرین سے عمر بھر نبرد آزما رہے۔ آپ اسے قوت ایمانی اور مذہب پر پختگی کہیں یا حالات حاضرہ کے خلاف تشدد اور سختی سے تعبیر کریں، آپ نے جمعیۃ علماء اسلام اور مروجہ سیاست سے ہٹ کر اپنی نئی جماعت ''تحریک خدام اہل سنت'' مذہبی بنیادوں پر قائم کی جو پورے ملک میں قائم ہے۔ قریہ قریہ جلسے ہوتے ہیں۔ مگر آبائی

قصبہ بھیں اور جہلم شہر میں دو مرکزی جلسے ایسے ہوتے ہیں کہ پورے ملک کے نمائندے آتے ہیں۔ راقم ۲۸ سال سے ان جلسوں میں آتا اور درس و تقریر کی سعادت پاتا رہا ہے۔ اہل سنت علماء دیوبند کے عقائد میں پختگی، بہترین نظم و نسق اور امن و سکون کی نعمت عظمٰی اپنی مثال آپ نصیب ہوتی ہے۔

درمیان میں یا آخر میں حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کا گھنٹوں میٹھا درس و خطاب ہزاروں کے مجمع کو ایمان و یقین سے معطر آشام کرتا رہتا تھا...... تبلیغ دین اور اصلاح عقائد کا جذبہ آپ میں ایسے کوٹ کر بھرا ہوا تھا کہ پیرانہ سالی، ضعف بدن اور امراض کے باوجود مطالعہ میں ہیں۔ مضامین اور تصانیف لکھ رہے ہیں چھوٹے بڑے دیہاتوں اور جلسوں میں شرکت فرمارہے ہیں، عقیدت مندوں سے بیعت لے رہے ہیں۔ ذکر و عمل کی ہدایات دوستوں کو دے رہے ہیں۔ اذکروا الله علی کل حال (ہر وقت اللہ کو یاد کرو) کی عملی تصویر خود کو اور مریدوں کو بنایا ہوا ہے۔

## دینی خدمات اور قربانیاں

خاندانی لحاظ سے آپ موروثی زمیندار تھے مگر کسی سے دشمنی نہیں تھی۔ اللہ کے دین کے لیے ہر نیک مسلمان سے محبت ہر مخالف دین سے اختلاف اور علیحدگی رہی ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے......

"جس نے کسی سے اللہ کے لیے محبت کی اور اللہ کی رضا کے لیے دشمنی رکھی، اللہ کے لیے دیا اور اللہ کے حکم سے نہ دیا تو اس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا (صحیین) پر"

روافض اور اعداء صحابہ رضی اللہ عنہم کے مقابل درجنوں کتابیں ہی نہ لکھیں، حق گوئی کی پاداش میں بار ہا ارکان جماعت سمیت جیلوں میں گئے۔ تصادم ہوا مگر قاتلان امام حسین رضی اللہ عنہ کے ماتمی جلوسوں کو غلط ہی کہا۔ مرزائیوں کے خلاف ۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں ضلع جہلم میں خاص کردار ادا کیا اور جیل میں عرصہ گزارا۔ ۷۴ء بھٹو دور کی کامیاب تحریک ختم نبوت میں نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ ۱۹۹۸ء میں ڈی ایس پی چوہدری یوسف کو کسی نے قتل کر دیا۔ پولیس نے الزام و مقدمہ آپ پر اور آپ کی جماعت پر ڈال دیا۔ یہ آپ پر اور آپ کی جماعت پر بڑا نازک دور تھا۔ دوست و دشمن پہچانے گئے۔ اڈیالہ جیل اور پھر کمپلیکس ہسپتال اسلام آباد میں قید و بند کی تکلیف اٹھائی۔ جب کہ نومبر ۲۰۰۲ء میں ہائی کورٹ نے آپ کے ۴۵ ساتھیوں کو بھی باعزت بری کر دیا...... ردمرزائیت اور اس حوالہ سے قربانیوں میں مناظر اسلام والد مرحوم مولانا کرم الدین دبیر رحمہ اللہ جیسا مزاج پایا تھا۔ انہوں نے بھی مرزا قادیانی سے باضابطہ مقدمہ کی جنگ لڑی، اس مقدمہ کی باقاعدہ روئداد علیحدہ کتاب میں چھپی ہے۔ جب کہ رد رفض میں آپ کے

والد کی شہرہ آفاق کتاب ''آفتاب ہدایت'' آپ نے بار بار چھپوائی اور اس فتنہ سے اہل سنت کو بچایا۔
راقم نے کنز و کافیہ والے سال ۱۹۶۲ء میں سراج العلوم بلاک نمبرا سرگودہا میں یہ کتاب چکوال سے منگوائی تھی اور اس سے مجھے منکر قرآن داعی شرک و بدعت دشمن صحابہ و امت اور قاتل اہل بیت ممثلہ فرقہ کو پہچاننے میں مدد ملی۔

## اخلاق ومزاج

حضرت قاضی صاحب کا مزاج میٹھا، ملنسار، خوش کن اور محبت آمیز تھا۔ امیر و غریب مولوی غیر مولوی کی تفریق کیے بغیر ہر کسی سے خندہ پیشانی سے مسکرا کر ملتے، علاقہ کے لوگ گھریلو اور مسلکی حالات پوچھتے اور خوش ہوتے تھے۔ جلسہ بھیں کے مدعو مہمانوں اور علماء کرام کو اپنے ہاتھ سے خرچ و کرایہ دیتے اور دعاؤں سے نوازتے تھے۔ راقم باضابطہ اپنے مدرسہ قرآن وسنت بن حافظ جی میانوالی کے جلسہ میں تو آپ سے خطاب نہ کرا سکا۔ البتہ قریبی گاؤں اہل بدعت کے گڑھ ڈھبہ کرسیاں میں مولانا عطاء اللہ خطیب مسجد حق چار یار جی ٹی، اوکازہ کی معرفت جلسہ رکھوایا۔ تقریر و جلسہ حاجی عطر خان موحد کے ڈیرہ پر ہوا، پھر بہت لوگ پچھتائے کہ اس بزرگ کی تقریر انہوں نے شہر میں کیوں نہ ہونے دی...... تاہم ایک مرتبہ حضرت جہلمی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ نے مدرسہ قرآن وسنت میں قدم رنجہ فرمایا، دعا دی اور ۵۰۰ روپے مدرسہ کو ہدیہ دیا حافظ جی ۳۰ سال پہلے ایک مشہور ولی بزرگ گزرے ہیں۔ جنہوں نے بارشی پانی کا رفاہی بند بنوایا تھا جو بن حافظ جی کہلاتا ہے۔ ہم تینوں بزرگوں کو رحمھم اللہ کی دعا دیتے ہیں۔

## مختصر حالاتِ زندگی

آپ ۱۹۱۴ء میں قصبہ بھیں میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی کتابیں اور ترجمہ قرآن اپنے والد مرحوم سے پڑھا۔ ۲۸ء میں ہائی سکول چکوال سے میٹرک کیا اور ۳۲ء میں اشاعت اسلام کالج سے ماہر تبلیغ کا کورس پاس کیا۔ ۳۷ء میں دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ میں دورہ موقوف علیہ پڑھ کر دورہ حدیث پڑھنے دارالعلوم دیوبند چلے گئے۔

اس کا باعث یہ ہوا کہ سلانوالی سرگودہا کے تاریخی مناظرہ علم غیب میں آپ کے والد مولانا کرم الدین بریلوی مکتبہ فکر کی طرف سے منصف و سرپرست تھے ان کی طرف سے مولوی حشمت علی صاحب زبان دراز مناظر تھے۔ جب کہ دیوبندی مکتب فکر کے مناظر مولانا منظور احمد نعمانی رحمۃ اللہ علیہ لکھنو سے تشریف لائے تھے۔ مناظرہ تین دن رہا۔ مولانا منظور احمد سنجیدگی سے بھرپور دلائل دیتے رہے اور مناظر کے

سوالات کا مناسب لہجہ میں جواب دیتے تھے۔ جب کہ حشمت علی صاحب دلائل کے بجائے گالیوں میں وقت پاس کرتے اور کسی دلیل کا معقول جواب نہ دے پاتے۔ حضرت دبیر رحمۃ اللہ علیہ، مولانا نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کی علمیت سے خوب متاثر ہوئے۔

مولانا کو حق و باطل کا راستہ خدا نے اس مناظرہ میں دکھا دیا۔ پھر دیوبند کے شیخ الحدیث حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے رابطہ قائم کر کے اپنے صاحبزادے مظہر حسین کو دورہ حدیث کے لیے دیوبند بھیج دیا اور آپ نے مولانا شمس الحق افغانی مفتی محمد شفیع دیوبندی ثم کراچوی وغیرہ علماء دیوبند سے سند حدیث حاصل کی۔ وطن واپس آ کر ایک کیس کی وجہ سے ۱۹۴۹ء تک جیل میں رہے، رہا ہو کر مدرسہ اظہار الاسلام کی بھیں میں بنیاد رکھی۔ پھر ۱۹۵۵ء میں امدادیہ مسجد پنڈی روڈ چکوال میں جامعۃ عربیہ اظہار الاسلام کی بنیاد رکھی جو اب تک کامیابی سے چل رہا ہے۔ پھر مدنی مسجد بھون روڈ چکوال میں مدرسہ اظہار الاسلام کے ساتھ اپنی رہائش اور دفتر تحریک خدام اہل سنت قائم کیا اور تا زندگی اسے ہی مرکز خطابت، منبع تعلیم اور مصدر اشاعت دین بنائے رکھا۔

۵۳ء میں تحریک ختم نبوت میں شامل ہو کر مرزائیت کے خلاف جہلم میں تاریخ ساز تقریر کی اور گرفتار کیے گئے۔ ۵۵ء میں کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام ضلع جہلم کے امیر مقرر ہوئے اور ۶۵ء میں صوبہ پنجاب کے شمال کے نائب امیر مقرر کیے گئے۔ ۶۹ء میں تحریک خدام اہل سنت پاکستان کی بنیاد رکھی جس نے اہل سنت میں فکری اور ذہنی انقلاب برپا کیا۔ آپ نے چھوٹی بڑی دو درجن کتابیں تصنیف کیں اور فروری ۱۹۸۹ء میں ایک مذہبی جریدہ ماہنامہ ''حق چار یار'' لاہور سے شائع کیا۔ جس کا پہلا نصف حصہ بنام ''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قرآنی وایمانی صفات'' آپ کے تحقیقی قلم اور محبت بھری نگارش سے ۱۵ سال سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی کی عظمت شان کو دوبالا کرتا آ رہا ہے۔ گویا امام اہل سنت مولانا عبدالشکور لکھنوی المتوفی ۱۳۸۲ھ کے جریدہ النجم لکھنؤ کا فریضہ سنبھالے ہوئے ہے۔ جولائی ۱۹۶۰ میں جامعہ اہل سنت تعلیم النساء قائم کیا جس میں سے اب تک ۴۰۰ سے زائد طالبات حفظ قرآن اور ہزاروں طالبات قرآن کی عام تعلیم اور سینکڑوں طالبات درس نظامی کے شعبہ فاضلات کی اسناد حاصل کر چکی ہیں۔ جب کہ اس وقت جامعہ میں ۳۵۵ بیرونی طالبات حفظ قرآن، تفسیر اور حدیث وفقہ پڑھ رہی ہیں۔ جامعہ کے ماتحت تقریباً ۵۰ بیرونی شاخیں کام کر رہی ہیں۔

آپ نے ۶ مرتبہ حج اور ۸ مرتبہ عمرہ کی سعادت پائی۔ علاوہ ازیں مارچ ۱۹۸۰ء میں دارالعلوم دیو

بند کے صد سالہ اجلاس میں ۸۰۰ پاکستانی علماء کی قیادت میں شرکت فرمائی اور اپنے اکابر اساتذہ کرام کے مزارات پر فاتحہ پڑھی۔ دو شادیاں کیں۔ بڑی اہلیہ میں سے مولانا قاضی محمد ظہور حسین اظہر صاحب، فاضل نصرۃ العلوم گوجرانوالہ آپ کے جانشین مستقل بھیں میں مقیم ہیں۔ دوسری مرحومہ سے بنات ہیں۔ اب اگرچہ تحریک خدام اہل سنت اپنے دو اکابر (حضرت جہلمی و قاضی رحمہم اللہ) کی جدائی سے یتیم نظر آتی ہے مگر آپ کے صاحبزادے اور خدام تحریک کی تربیت و ترقی میں فعال کردار ادا کریں گے۔ ان شاء اللہ

سب خدامی حضرات کی طرح میں بھی دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی بال بال مغفرت فرمائے اور ایک ایک نیکی کے عوض ۱۰۰/۱۰۰ درجات اپنے فضل و رحمت سے عنایت فرمائے۔ جماعت تحریک خدام اہل سنت کو کامیابی سے ہمکنار کر کے زندہ و تابندہ رکھے اور اس کی مساعی سے قرآن و سنت اور خلافت راشدہ کے نظام احسن سے مملکت خداداد پاکستان کو رب رحمن آباد کرے۔ پھر یہ فیضان ۵۵ اسلامی ممالک کو بھی خدائے منان عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم

❀❀❀❀

# سلاسل طیبہ میں حضرت مرشدی کا اسم گرامی

مولانا مفتی شیر محمد علوی ☆

جس طرح اعمال صالحہ سے توسل اہل السنت والجماعت کے ہاں جائز اور ثابت ہے اس طرح توسل بالذات بھی جائز اور اقرب للاجابت ہے۔ اسی بنا پر ہمارے اکابر رحمہم اللہ نے اپنے اپنے سلسلہ کے شجرات جمع فرمائے اور ان میں اکابرین طریقت کے نام اور ان کے وسیلہ سے دعا کا اہتمام کرتے رہے۔ اسی سلسلہ کی کڑی شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس کی کتاب مبارک ''سلاسل طیبہ'' بھی ہے۔ جس میں حضرت رحمہ اللہ نے سید الطائفہ حضرت حاجی امداد مہاجر مکی رحمہ اللہ۔ قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ۔ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ اور ادیب اعظم حضرت مولانا ذوالفقار علی دیوبندی رحمہ اللہ (والد ماجد حضرت شیخ الہند قدس سرہ) اور دیگر اکابر کے منظوم و منثور شجرات اردو۔ فارسی، عربی جمع فرمائے اور اپنے متوسلین کو شجرہ پڑھنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ اس طرح حضرت اقدس مرشدی قاضی صاحب نور اللہ مرقدہ بھی بیعت ہونے والوں کو اس کی تلقین فرماتے۔

② حضرت مدنی قدس سرہ کی حیات مبارکہ میں تو آپ کا نام ان شجرات میں نہیں تھا۔ آپ کی وفات کے بعد شامل کیا گیا۔ اس طرح حضرت اقدس قدس سرہ کی زندگی میں آپ کا نام مبارک بھی شامل کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ ایک دفعہ راقم الحروف نے حضرت سید نفیس شاہ صاحب مدظلہم سے آپ کے نام مبارک کے اشعار بنوائے اور ان کی نقل حضرت کو بھیج دی تو ملاحظہ فرمانے کے بعد فرمایا کہ اشعار ماشاء اللہ اچھے بنائے ہیں لیکن شجرہ میں شامل نہ کریں۔ احقر خاموش ہو گیا۔ اس کے بعد احقر نے اپنے استاذ و مربی مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی قدس سرہ سے درخواست کی تو آپ نے

---

☆ مفتی جامعہ اشرفیہ، لاہور

عربی، فارسی اور اردو میں اشعار تحریر فرما کر احقر کو دیئے۔ احقر اپنے معمول میں تو ان کو شامل کرتا رہا لیکن حضرت قدس سرہ کے سامنے پیش کرنے کی جرأت نہ کی۔ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اصل تحریر بھی احقر کے پاس محفوظ ہے میں نے یہ اشعار اپنے ذاتی نسخہ ''سلاسل طیبہ'' میں حسب موقعہ تحریر کر دیئے تھے۔

سلاسل طیبہ جس پر حضرت اقدس مرشدی قدس سرہ نے تفصیلی مقدمہ ''سلاسل طیبہ اور توسل کی حقیقت'' کے نام سے تحریر فرمایا اور حضرت مولانا سید حامد میاں قدس سرہ نے اس پر تقریظ تحریر فرمائی۔ اسے مولانا حکیم شریف الدین کرنالوی مرحوم نے سلانوالی ضلع سرگودھا سے شائع کیا تھا۔ حضرت مفتی صاحب مرحوم کے اشعار اسی نسخہ کے صفحات میں یوں درج ہوں گے.........

- قطب العالم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ کے شجرہ مبارکہ میں حضرت شیخ مدنی نور اللہ مرقدہ کے نام مبارک کی مخمس سے پہلے ص ۷۱ پر حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نام کی مخمس اس طرح ہے۔

مجھ کو بھی کر دے نمونہ اپنے مقبولین کا
پیر و ابرار و اہل علم و ارباب صنعا
مظہر علم لدنی مظہر نور خدا
مظہر اخلاق و آداب مصطفےٰ
قاضی مظہر حسین مقتدا کے واسطے

- ص ۸۲ پر حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ کا شجرہ ہے۔ اس کے آٹھویں شعر کے بعد یہ پڑھا جائے۔

بحق قاضی مظہر حسینم     رئیس اہل تقوائے زمانم

- ص ۸۷ پر قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نور اللہ مرقدہ کا مختصر شجرہ مبارکہ ہے۔ اس میں ''بہر امداد'' شعر سے پہلے مندرجہ ذیل ایک ہی شعر شامل کیا جائے جس میں مرشدی حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ مدنی قدس سرہ اور حضرت اقدس گنگوہی نور اللہ مرقدہ کے اسماء مبارکہ شامل ہیں۔

بہر قاضی مظہر بہر حسین احمد ولی
بہر مولانا رشید احمد امام متقی

ص ۸۸ پر ادیب اعظم حضرت مولانا ذوالفقار علی دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ مبارکہ عربی میں ہے۔
اس کے تیسرے شعر سے انہی تینوں بزرگوں کے نام سے توسل ہے۔

تـــی بحـنـک ســـاتلاً متـوســـلا بـالـفـاضـل الـقـاضـی الکبیر الشـافـی

مـظـهـر حـسـن و شـیـخـه البطل العظیم حسـیـن احـمـد مـنـبـع الـعـرفـان

و رشـیـد احـمـد قـطـب ارباب العلی والـفـضـل والـتـسـلـیـم والـرضـوان

و شـیـخـنـا غـوث الوری شـمـس الهدی مـقـدام اهـل الـعـشـق والـهـیـمـان

ص ۱۱۰ پر جو شجرہ ہے اس کے شعر نمبر تیرہ کے بعد اس شعر کا اضافہ کر لیا جائے۔

بفیض قاضی مظہر حسین اب
مجھے بھی راستہ اپنا دکھا دے

ص ۱۱۴ پر جو شجرہ مبارکہ ہے اس میں حضرت شیخ الاسلام مدنی قدس سرہ کے نام مبارک کی مثلث سے پہلے حضرت اقدس مرشدی قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نام کی مثلث اس طرح ہے۔

نفس وایماں روح وشیطاں کشمکش ہے ابتلا
فیصلہ حق کا ہو ظاہر اور غالب ہو برملا
قاضی مظہر حسین باصفا کے واسطے

حضرت اقدس قدس سرہ ہمیشہ متوسلین کو شجرہ پڑھنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے اور یہ بھی فرماتے تھے کہ عام حالات میں بے شک کوئی مختصر شجرہ پڑھ لیا جائے لیکن جب وقت ہو تو پھر حضرت حاجی صاحب قدس سرہ والا شجرہ بھی ضرور پڑھنا چاہیے۔

عربی نثر والے شجروں میں حضرت مدنی قدس سرہ کے نام مبارک سے پہلے یہ عبارت درج فرمالیں۔

**اللهم بجاه دليل الصحابة مولانا و مرشدنا القاضی مظهر حسین قدس الله سره العزيز.**

## شیخ الاسلام حضرت مدنی قدس سرہ کا ارشاد گرامی

چونکہ دعوات میں توسل کرنا خواہ اعمال صالحہ سے ہو یا عاملین صالحین سے۔ اولیاء اللہ سے ہو یا انبیاء اللہ سے، ملائکہ مقربین سے ہو، یا اسماء وصفات وافعال الٰہیہ سے، اجابت دعا میں بہت زیادہ مفید اور مؤثر اور سلف صالحین کا معمول بہ امر ہے۔ اس لیے ان شجروں کو اسی طریق توسل پر ترتیب دیا گیا ہے۔ مناسب یہ ہے کہ آپ روزانہ کم از کم ایک مرتبہ جو بھی شجرہ پسند خاطر ہو پڑھ لیا کریں۔ الخ۔ (سلاسل طیبہ ص ۲۶۔)

(باقی: ص 728 پر)

(بقیہ: ص 635)

ہیں اور ساتھ ہی یہ پیغام کہلا بھیجا کہ صبح کا ناشتا کیے بغیر نہیں جانا۔ اللہ اللہ! ایسے بے نفس اور بے غرض بزرگ اب کہاں ملیں گے۔

وہ لوگ تم نے ایک ہی شوخی میں کھو دیے
پیدا کیا تھا جنہیں فلک نے خاک چھان کر

(( ☆☆☆ ))

اخلاص وللّٰہیت کے بغیر دین کے معاملہ میں بڑی سے بڑی کوشش بھی رائیگاں ہے اور کامل اخلاص کے ساتھ دین کی محنت کرنا فرش گلزار پر نہیں بلکہ وادی خارزار میں آبلہ پائی کرنا ہے اور اس کا انتخاب وہی لوگ کرتے ہیں جن کے ارادے مضبوط، ہمتیں، بلند، عزائم واضح اور منزل متعین ہو۔ علائق دنیا سے کنارہ کشی، فقر وافلاس، غربت وتنگدستی اور قوت لا یموت پر گزر اوقات کا فن جانتے ہوئے ان کے مسلک میں تن آسانی، عیش پسندی، آرام طلبی، زبانی جمع خرچ، ظاہرداری، تقدس، شیخیت، تکلفات اور تصنعات کی کوئی جگہ نہ ہو۔ تعلقات، عزیزداری اور اولاد کی محبت کو حدود شریعت کی لگان دینے کا حوصلہ رکھتے ہوں اور بڑی سے بڑی آزمائش میں بھی صبر وسکون کے ساتھ اللہ کی رضا پر راضی رہنے میں خوش اور مسرور ہوں امام اہل سنت حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کا صحیفہ زندگی کا یہ روشن پہلو ہے کہ انتہائی سادگی اور فقر کے ساتھ میدان امتحان میں عزم وثبات کی تصویر بنے رہے۔ تلامذہ، مریدین، مخلصین جانثار اراکین جماعت، عقیدت کے جذبات سے معمور سنی عوام سب کچھ کے ہوتے ہوئے اگر چاہتے تو متاع دنیا کے انبار اکٹھے کر سکتے لیکن کسی بندے کا بار منت احسان ہونا آپ نے گوارا نہ کیا۔ گرمی ہو یا سردی، سفر ہو یا حضر حضرت کا وہی کھدر کا لباس سادہ سی جوتی اوپر کھدر کی چادر اور سر پر عمامہ یہی کل کائنات تھی عامۃ المسلمین کے بے تاج بادشاہ کی، دنیا کی داد ودہش سے بے نیاز فقر ودرویشی کی ایسی مثال قائم کی جس کا نشان صرف اسلاف میں ملتا ہے۔ اپنے عظیم اور باصلاحیت صاحبزادہ حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین اظہر صاحب مدظلہ کی بھی اسی نہج پر ایسی تربیت وتہذیب نفس اور اصلاح فرمائی کہ صاحبزادگی شیخ زادگی کی ہوا تک نہیں لگنے دی۔ وہی سادگی وہی فقر وہی درویشی وہی استغنا جو آپ کی زندگی کا طرۂ امتیاز تھا بعینہ اس کا عکس آپ کے عظیم فرزند میں نظر آتا ہے۔ یہ عکس پیدا کرنے میں نہ جانے آپ کو کیسے کیسے صبر آزما مراحل اور کیسی کیسی کٹھن منزلوں کو عبور کرنا پڑا لیکن آپ ایمانی قوت اور اللہ کی مدد سے ان تمام راستوں سے ایسی احتیاط سے گزرے کہ دامن پر اونٰی برائی کی گرد کا ہلکا سا نشان بھی نہیں پڑنے دیا۔

اللّٰھم اغفر لہ ولوالدیہ واعلی اللہ درجتہ فی الجنۃ یوم یخرجوں محسب

# یا اسفا

## شیخ مدنی ؒ کی انجمن...... کا آخری ستارہ

✍ مولانا ملک طاہر محمود اطہر ☆

یا اسفا، واویلا، اجل کے ہاتھوں شیخ مدنی کی انجمن کا وہ ستارہ بھی ٹوٹ کر آغوش زمین میں روپوش ہوگیا جس نے پون صدی تک ظلمت باطل کی شب دیجور کا نور حق سے مقابلہ کیا۔ قافلہ حق کا وہ سپاہی جس کی اولوالعزمی، استقامت، پامردی، آہن شکن استغناء اور ثابت قدمی سے پہاڑوں کی صلابت کو پسینہ آجائے۔ جو باطل کی ہر ضرب کے آگے کوہ استقلال بن کر کھڑا رہا اور کفر کی ہر یلغار کا طعن آمیز مسکراہٹ کے ساتھ استقبال کیا۔ طاغوت کے ہر طوفان کا مقابلہ ایسی قوت ایمانی سے کیا جو قافلہ حریت اور کاروان مدنی کے ہر سپاہی کا نشان امتیاز ہے۔ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را۔

واحسرتا۔ ملت بیضاء کے اس عظیم الشان انسان کی موت پر کہ جس کی مرگ حیرت میں ولولۂ اسلاف کی چنگاریاں شعلہ زن، قلب جگر میں خونِ علماء کی عزت کے آئینے، ہر قطرۂ خون میں جماعت صحابہ ؓ کی محبت کے سدا بہار پھول اور افکار و نظریات میں تحفظ عقائد اہل سنت کا ایک سیل رواں جاری تھا۔ جس کے نحیف و نزار جسم میں حق کی وہ بجلیاں کوندتی تھیں جن سے باطل کا جگر شق ہوتا، کفر کے ایوان لرزہ براندام ہوتے اور باطل پرست پر ہیبت طاری ہو جاتی تھی۔

وامصیبتاہ والذین اتبعوھم باحسان کی ضوء سے چمکنے والا ستارہ ٹوٹ کر پیوند خاک ہوگیا۔ جس کے قلب و جگر میں روشن چراغ مصطفوی کا ہر شعلہ ہمیشہ شرار بولہبی کے ہر جدید ایڈیشن کے ساتھ ستیزہ کار رہا۔ سیاست، مذہب، مسلک، تحفظ عقیدہ کسی بھی عنوان سے کوئی بھی راہزن رہبر کے حسین سے حسین تر

---

☆ مدرس جامعہ قاسمیہ رحمان پورہ لاہور

لبادے میں نمودار ہوا تو اس مردمؤمن نے اپنی فراست ایمانی کے نور سے ایسی قیامت کی نظر سے تا کا کہ ایسے ہرر ہبر کو اقرار جرم کرنے میں ہی عافیت محسوس ہوئی۔ صحیح عقیدہ و مسلک کا ایسا مضبوط، وسیع النظر، نور ایمانی سے منور، سود و زیاں سے بے نیاز، مذمت و مدح سے مستغنیٰ پاسبان کہاں سے لاؤ گے جو عقیدہ اہل سنت کا، ترجمان عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم کا پاسبان، خواجہ بطحاء کی ختم نبوت کا پشتیباں اور نظر مدنی کا آخری نشان تھا۔ جو فقر میں مثل بوذر و سلمان رضی اللہ عنہما تھا۔ جو ایک طرف تو محافظ خلافت علی رضی اللہ عنہ شیر مردان تھا تو دوسری طرف عاشق معاویہ بن ابی سفیان تھا۔ جن کی دوستی بھی اللہ کے لیے اور دشمنی بھی اللہ کے لیے تھی۔ اشداء علی الکفار کی عملی تفسیر اور الحب فی اللہ والبغض فی اللہ کی سچی تصویر تھے۔ ان کا جینا بھی دین کے لیے اور مرنا بھی دین کے لیے خوشی بھی دین کے لیے اور حزن وملال بھی دین کے لیے اقلام واقدام کی حرکت بھی دین کی خاطر اور اسفار و قیام کی سکنت بھی دین کی خاطر تھی۔

گویا کہ اپنے آقا ﷺ کی اتباع میں قل ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین (آپ فرمادیں میری نماز میرا حج میری زندگی میری موت سب اللہ کے لئے ہے) کا کامل نمونہ تھے۔

وہ درویش خدامست بوریہ نشین، میراث اسلاف کے امین، یادگار تابعین، سالار قافلۂ دین متین جب چلے شان قلندرانہ سے چلے۔ انداز مومنانہ سے جن کی راتیں زاہدانہ اور دن مجاہدانہ تھے۔ تحفظ مسلک میں یکتائے زمانہ اور استقامت میں جرأت رندانہ کے مالک تھے۔ ایسے لوگ صدیوں بعد رزم گاہ دنیا میں جلوہ گر ہوتے ہیں۔ علم وحکمت، بصیرت و دانائی، زہد و توکل، قناعت و ایثار اور خلافت دین کے بے شمار انمٹ نقوش چھوڑ کر پردہ عدم میں مشہور ہو جاتے ہیں۔ وہ صورت خورشید جیتے ہیں اور مثل قمر روپوش ہو جاتے ہیں۔

((..............☆☆☆..............))

وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم، ترجمان اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین نور اللہ مرقدہ کی شخصیت اتنی ہمہ گیر اور غیر معمولی ہے کہ آپ کی سیرت وسوانح کے کسی ایک پہلو کی کماحقہ پردہ کشائی نہیں کی جاسکتی۔ چہ جائیکہ ایک مقالہ میں اس پر روشنی ڈالی جاسکے۔ آپ کی ذات اقدس کے ساتھ قریب قریب ایک صدی کی تاریخ وابستہ ہے یہ اتنا طویل ترین سفر ہے کہ اس کی منزلوں کو کامیابی سے طے کرنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں۔ وکیل صحابہ رحمۃ اللہ علیہ کے دامن سے وابستہ صدی کی اس داستان حیات میں بچپن کی معصومانہ کلیاں بھی

ہیں اور جوانی کی بے باکانہ بجلیاں بھی، والدین کی شفقتیں بھی اور عزیزوں کی محبتیں بھی. تعلیم و تعلم کی مشقتیں بھی اور اساتذہ ومشائخ کی برکتیں بھی۔ کہیں پھولوں کی پتیاں ہیں اور کہیں آگ کے انگارے ہیں، کہیں دشمن پر یلغار کا منظر ہے اور کہیں زنجیروں اور بیڑیوں کی فضا ہے۔ کہیں تخت سلیمان ہے اور کہیں چاہ کنعان ہے۔ کہیں میدان بدر سج رہا ہے اور کہیں شعب ابی طالب کی سنت زندہ ہو رہی ہے۔ کہیں تو سینکڑوں متوسلین کے جھرمٹ میں اسٹیج کی جلوت ہے اور کہیں بے خانماں تن تنہا قید زنداں کی خلوت ہے۔ کہیں استقامت وعزیمت کے کوہ گراں ہیں تو کہیں عجز وانکساری، قربانی وایثار کے گلستان پر بہار ہیں۔

کہیں تعلیم وتدریس، تصنیف وتالیف، تزکیہ واحسان، اصلاح وارشاد، تصوف وسلوک کی راہیں اور منزلیں ہیں تو کہیں ذکر واذکار، عبادت وریاضت، دعاء ومناجات، رکوع وسجود، الحاح وزاری سے اشک روانی کے ابلتے چشمے ہیں۔ اس داستان حیات میں کہیں مناظرانہ مباحث کی پر پیچ وادیاں ہیں تو کہیں ذہن سازی، اصلاح عقائد تحفظ، مسلک اکابرین دیوبند کے وسیع میدان ہیں۔ غرض اس داستان کا ہر ورق خدمت دین کے کارہائے گراں نمایہ سے رنگین، اس کا ہر صفحہ ایک مرد مومن کی مومنانہ زندگی کا آئینہ دار، اس کی ہر سطر دفاع صحابہ رضی اللہ عنہم کی شہادت، اس کا ہر کلمہ کلمۃ الحق اور اس کا ہر حرف اخلاص وللّٰہیت کا ثبوت ہے۔

جان کر منجملۂ خاصان مے خانہ مجھے
مدتوں رویا کریں گے جام وپیمانہ مجھے

اس داستان کا ایک ایک حرف ایک ایک نقطہ اور ایک ایک شوشہ پکار پکار کر گواہی دے رہا ہے۔

جو رکے تو کوہ گراں تھے ہم
جو چلے تو جاں سے گزر گئے

((..................☆☆☆..................))

وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اس قدر ہمہ جہت، متنوع، ہمہ گیر اور گوناں گوں صفات کی حامل ہے کہ اس کا احاطہ کرنا مشکل ہے۔ وہ مجاہد بھی تھے زاہد بھی۔ وہ پیر طریقت بھی تھے مبلغ شریعت بھی۔ وہ مفسر قرآن بھی تھے محدث دوراں بھی، وہ محقق دوراں بھی تھے اور مؤرخ زماں بھی، وہ مرشد حق خدا پرست، متوکل علی اللہ، متقی عالم باعمل، بلاشبہ وقت کے امام اہل سنت اور مصلح امت تھے۔ تسلیم ورضا کا پیکر، اخلاص وللّٰہیت کا مجسمہ، عہد وفا کا جبل استقامت، زہد وقناعت کی تصویر، صبر وشکر کا

صحیفہ، جرأت و بہادری کی تاریخ اور مصائب ومشکلات سے بھرپور ایک داستان ہے، ایثار قربانی کی ایک ایسی قابل رشک سرگزشت ہے، جس میں شاہراہ زندگی کے مسافروں کے لیے اس سفر کے مختلف پہلوؤں میں کامل راہنمائی کے لیے وافر سامان موجود ہے۔ ہر کوئی اپنے ذوق کے مطابق سیرت وکردار، فکر وعمل، استقامت وعزیمت، تحمل مصائب، محبت صحابہ رضی اللہ عنہم، اطاعت سنت، اتباع اسلاف واکابرین، تعاقب رافضیت وخارجیت، ردفرق باطلہ میں مجاہدانہ کردار، قید وبند اور صعوبتوں کی زندگی کے رموز واسرار اور تبلیغ دین کے کٹھن مراحل کو اس سرگزشت سے حاصل کر سکتا ہے۔ قرآنی واقعات قصص وقتال اور نبوی ارشادات کا مطالبہ بھی یہی ہے اذکر محاسن وموتاکم (تم اپنے مرحومین کے کارنامے، نیکیاں اور محاسن کا تذکرہ کیا کرو) مقصد یہی ہے کہ صالحین کے حالات وواقعات آنے والوں کے لیے موعظت ونصیحت کا ذریعہ بن جائیں۔

((.................☆☆☆.................))

افسوس کرو، ایسا افسوس کہ خود افسوس کو بھی تمہاری یتیمی پر ترس آ جائے، تمہارے بے سہارا ہو جانے پر رحم آ جائے۔ تم نہیں جانتے کہ تم سے کیسی عظیم الشان نعمت چھین لی گئی۔ تمہارا دامن ایک گوہر گرانمایہ سے خالی کر کے جھٹک دیا گیا۔ تم کیا جانوں کہ کیسی متاع عزیز سے تم کو محروم کر دیا گیا ہے اور تمہیں خبر نہیں کہ اس جہان رنگ وبو میں سینکڑوں انقلاب آتے ہیں سورج اپنے سفر کی لاکھوں گردش کرتا ہے، طلوع وغروب کی لاکھوں منزلیں طے کرتا ہے، ڈوب ڈوب کر ابھرتا ہے اور ابھر ابھر کر ڈوبتا ہے اور چاند ہے کہ شب دیجور کا نقاب الٹنے میں نور آفتاب کی بھیک مانگنے کی لاکھوں بار ذلت قبول کرتا ہے رات بے خوابی کے ہزاروں آنچل بدلتی ہے۔ برسہا برس ستارے بے قراری واضطراب میں انتظار کا عذاب جھیلتے محفل جمائے جھانکتے ہیں۔ اور عندلیب ناداں ہزاروں برس اپنی بے نوری پہ روتی ہے۔ تب کہیں جا کر قاضی صاحب جیسے لوگ بزم عشق کے افق پر دانائے راز بن کر طلوع کرتے ہیں اور جب جاتے ہیں تو تاریخ انہیں اپنے ماتھے کا جھومر قرار دیتی ہے۔

عمر ہا درکعبہ و بت خانہ می نالہ حیات
تا زبزم عشق یک دانائے راز آید بروں
ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

ایسے ستارے زمانے کے آسمان پر صدیوں بعد نمودار ہوتے ہیں۔ نورِ حق سے ظلمت باطل کا مقابلہ کرتے، شبستان شرک و بدعت کے در و بام کو نمودِ سحر سے ہلاتے، اپنے حصہ کا کام کر کے آغوش خالق میں راحت و سکون کی ابدی نیند سو جاتے ہیں۔ تاریخ کا عنوان بنتے ہیں آنے والے ان کے نقش پاء کے ذرات کو چراغ راہ بنا کر منزل کا تعین کرتے ہیں۔ مستقبل کی عمارت ایسے ہی لوگوں کی سیرت و کردار کی خشت وگل سے تعمیر کی جاتی ہے۔

((................☆☆☆................))

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ قدرت کی ان منتخب چیدہ اور چنیدہ شخصیات میں سے تھے جن کو خاص طور پر احقاق حق اور ابطال باطل کے لیے تکوینی طور پر نامزد کیا جاتا ہے۔ تاریخ کا ریکارڈ یہی ہے، بلکہ ہر فتنہ کی سرکوبی کے لیے قدرت زمانے اور حالات کی رفتار کے مطابق کسی نہ کسی حق کی علمبردار شخصیت کو کھڑا کر دیتی ہے جو اپنی قوت ایمانی سے باطل اور فتنہ کا بت پاش پاش کر کے رکھ دیتی ہے۔ ایسی شخصیات قدرت کا عطیہ، صداقت اسلام کی علامت، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ اور امت مسلمہ کے لیے رحمت ہوتی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ کبھی فتنہ ارتداد اور منکرین زکوٰۃ کا سر کچلنے کے لیے جرأت صدیقی میں ظاہر ہوا تو کبھی خوارج نہروان کا قلع قمع کرنے کے لیے اسد اللہ الغالب علی ابن طالب رضی اللہ عنہ کی صورت برق و رعد بن کر نمودار ہوا۔ کبھی یزیدی مظالم و مفاسد کے سیل رواں کا رخ موڑنے کے لیے حسین کربلا ابن خواری رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ابن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شکل میں عشق و وفاء کی لازوال داستان صفحہ عالم میں رقم کرنے کے لیے ظاہر ہوا ایک سولی پہ لٹک گیا اور ایک خاک وخون میں چٹک گیا۔ اور کبھی رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ سراج الامت الامام ابوحنیفہ النعمان رحمۃ اللہ علیہ کی صورت میں خلیفہ منصور کے سر پر نمرود کے کس بل نکالتا ہوا نظر آتا ہے تو کبھی امیر عزیمت حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ جیسے جبل استقامت کے روپ میں فتنہ خلق قرآن کی سفاکیت و بربریت کا مردانہ وار مقابلہ کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ کبھی ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے مجاہدانہ کردار کے انداز میں طوفان تاتار کے مقابلہ میں سینہ سپر ہوتا ہے تو کبھی شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی صورت میں احکام شرائع کے اسرار و رموز کی گتھیاں سلجھاتا نظر آتا ہے۔ کبھی سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ بن کر اپنے نانا کے دین کی حفاظت و احیاء کی خاطر سنگلاخ چٹانوں اور فلک بوس پہاڑوں کو تاریخ کربلا کا سبق یاد دلاتا ہے۔ کبھی انگریز کی عیاریوں اور شاطرانہ چالوں کو شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی فہم و فراست، حکمت، دانائی بن کر ادھیڑتا ہوا نظر آتا ہے۔ تو کبھی شیخ العرب والعجم مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی للکار بن کر موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ورطۂ

حیرت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ شیخ العرب سے حق گوئی و بے باکی، مسلک اکابرین پر غیر متزلزل یقین وپختگی، مصائب وشدائد میں بے مثال ثبات واستقامت کی یہ وراثت آپ کے خلیفہ ارشد امام اہل سنت وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ میں اس کمال سے منتقل ہوئی کہ دیکھنے والوں کو حضرت مدنی رحمہ اللہ کا مغالطہ ہوتا۔ آپ پر اپنے شیخ کا رنگ اس طرح چڑھا کہ پھر ہر رنگ پھیکا پڑ گیا۔ استقامت وجرأت، ہر باطل سے ٹکرانے اور پنجہ آزمائی کرنے کی اس روایت کے تسلسل کو جو اسلاف سے چلی آ رہی تھی۔ آپ نے امین بن کو پوری زندگی حفاظت کی۔

((..............☆☆☆..............))

کذب ودروغ، دجل وتلبیس، اضلال واغواء، الحاد وزندقہ، مکر وفریب سے لیس کوئی بھی ایمان کا ڈاکو عوام الناس کے خزانہ ایمان کو لوٹنے کے لیے نمودار ہوا تو ایسے جادوگروں کا سحر توڑنے کے لیے ہر دور میں قدرت نے کوئی نہ کوئی موسیٰ کھڑا کر دیا جس نے آ کر دلائل حق سے دجل وتلبیس کے سارے تار پود بکھیر کر رکھ دیے۔ دور حاضر میں فتنوں کی سرکوبی کا کام ذات علیم وخبیر نے امام اہل سنت رحمہ اللہ سے لیا حضرت امام اہل سنت رحمہ اللہ کو حق تعالیٰ کی جانب سے یہ خاص ملکہ ودیعت ہوا تھا کہ ایسے مکاروں کی مکاری کو فراست ایمانی سے فوراً بھانپ لیتے تھے۔ حق کے معاملہ میں مصلحت، رواداری، چشم پوشی، درگزر، لحاظ تقدس وعظمت قسم کی بے جان اصطلاحات کی آپ کی لغت میں کوئی گنجائش نہ تھی دین کے معاملہ میں آپ نے اپنی شخصیت کو بھی حائل نہیں ہونے دیا۔ تصنیف، تحریر، تقریر، مناظرہ، جہاد غرض جس طرح بھی بن پڑا اظہار حق کا فریضہ بہر حال انجام دیا۔

حالات نے جو بھی کروٹ لی۔ حوادث کی آندھیاں کتنی ہی منہ زور کیوں نہ تھیں مضمار حق میں آپ استقامت کی تصویر بنے ڈٹے رہے۔ دور حاضر میں فتنوں کے منہ زور سیل رواں کے آگے بڑے بڑوں کا پتہ پانی ہو گیا۔ ہمت ہار بیٹھے، حوصلے پست ہو گئے، کسی نے سمجھوتہ کر لیا، کوئی مذاکرات کے داؤ پیچ میں الجھ گیا، کوئی رداء رواداری اوڑھ کر مطمئن ہو گیا اور کوئی مصلحت کی چادر تان کر ساحل کے کنارے موج فتنہ کی حشر سامانیوں کا نظارہ کرنے محو تماشہ ہو گیا۔ لیکن قاضی صاحب میدان مقابلہ میں حق کی سربلندی کے لیے علماء حق کی ایک قلیل جماعت کے ساتھ سینہ تان کر ڈٹ گئے اور جب ڈٹ گئے تو پھر نہ ہٹے، نہ بکے، نہ جھکے، نہ مذاکرات، نہ سمجھوتہ، نہ الیکشن کی مجبوریاں نہ ووٹ کی بیڑیاں، نہ شرکت اقتدار کی معذوریاں کچھ بھی نہیں صرف دین حق کی سربلندی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مقدس جماعت کا دفاع اور مسلک حق اہل

سنت والجماعت کی پاسبانی اور بس۔ یہی آپ کی متاع حیات رہی، یہی زادِ سفر تھا، یہی توشۂ آخرت، یہی ترکۂ زندگی یہی ثمرۂ محنت، یہی جمع کردہ میراث اور یہی نوے سال کی گردش لیل ونہار کا خلاصہ اور نتیجہ ہے۔ اس درویش خدامست کا کامل اثاثہ فقط رضاء حق، عشق صحابہ رضی اللہ عنہم اور محبت رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم تھی۔ اس اثاثہ کی حفاظت کی خاطر آپ نے اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔ نحیف ونزار، ضعیف الجسم، خمیدہ کمر شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عظیم جرنیل نے زندگی کی آخری سانس تک عزم واستقامت کی ایک نئی تاریخ رقم کی۔ آنے والے مؤرخ کے لئے ایک روشن تاریخی شاہکار کا وسیع اور وافر سرمایہ فراہم کیا جو مستقبل میں عقائدی مسافر کے لیے ایک طویل عرصہ تک مضبوط بنیاد فراہم کرتا رہے گا۔ اکابرین علماء دیوبند نے حق کی جو شمع روشن کی فتنوں کی تند وتیز آندھیوں میں مضبوط علمی بنیادوں پر حضرت قاضی صاحب نے دلائل وبراہین کے ساتھ کمال جرأت وبہادری سے اس کی حفاظت کا حق ادا کر دیا۔ مودودیت کی سحر انگیز ہوائیں ہوں یا رافضیت کے منہ زور طوفان، خارجیت ویزیدیت کی تیز آندھیاں ہوں یا مماتیت کے منافقت میں بجھے ہوئے تیر وسناں، باطل کی کوئی بھی شورش اس چراغ کو بجھا نہ سکی جس کو اسلاف کی اتباع میں اکابرین نے فروزاں کیا اور قاضی صاحب نے اپنے وجود کو اس کی حفاظت کے لیے حصار بنا دیا۔

ہوا گو تند وتیز تھی چراغ اپنا جلتا رہا
وہ مرد درویش کہ جس کو حق نے دیئے انداز خسروانہ

((.................☆☆☆.................))

حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی تاریخ عزم وثبات اور استقامت وجرأت کی تاریخ ہے۔ تاریخ کی اس عمارت کو قائم کرنے میں جہاں ایک طرف ایثار، قربانی، تقویٰ، خلوص، توکل علی اللہ اور علمی وعملی جدوجہد کو دخل ہے وہاں آپ کی اعلیٰ نسبی، خاندانی شرافت اور پاکیزگی خون کی بھی ضرور آمیزش ہے۔ آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے کی روایت اور حق کو اس طرح برملا کہہ دینے کا دستور ''کہ حق ادا ہو جائے'' اس خاندان کا امتیازی وصف ہے۔ موج حوادث کی طغیانی کتنی ہی خطرناک کیوں نہ ہو اور حالات کی نزاکت کا بڑے سے بڑا تقاضا کیوں نہ ہو نتائج سے بے بہرہ ہو کر میدان میں خم ٹھونک کر جم جانا ہی خاندانی شرافت اور اصلی خون کی دلیل ہے اور یہ دلیل جب واقعات کی دنیا میں سورج بن کر طلوع ہوتی ہے تو دشمن بھی ماننے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ شریف النسب ایسے ہی جری اور بہادر ہوا کرتے ہیں۔ آپ سوچیں کہ ایک شخص وطن سے بے وطن حالات مسافرت میں طویل مسافت پر گھر سے دور تن تنہا نہ

کوئی حمایتی نہ کوئی سفارش بس ایک وہ اور دوسری خدا کی ذات محض حق کی سربلندی کی خاطر دشمن کے علاقہ میں ایک کمرہ عدالت کے اندر ملزم کی حیثیت سے ایک اہم جماعت کے مقتداء اور پیشوا کو زمین پر پٹخ دے۔ جماعت بھی وہ جس کی پشت پر حکومت وقت کے سارے وسائل موجود ہوں نہ گرفتاری کا اندیشہ، نہ توہین عدالت کا کھٹکا، نہ قتل کا اضطراب، نہ حملہ کی فکر یہ کمال جرأت نہیں تو اور کیا ہے۔ یقیناً یہ جرأت و دلیری نسبی شرافت اور ایمانی غیرت کا کارنامہ ہے۔ یہ کارنامہ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی قدر حضرت مولانا کرم الدین دبیر رحمۃ اللہ علیہ نے انجام دیا۔ جب انگریز جج نے اپنے پروردہ جھوٹے مدعی نبوت کو کمرہ عدالت میں کرسی پیش کی مرزا قادیان جوں ہی کرسی پر بیٹھنے لگا تو آپ نے کرسی کھینچ لی۔ مرزا بے خیالی میں دھڑام سے نیچے گرا اور ساتھ ہی اس کی جھوٹی نبوت کا خیالی محل بھی نیچے آ رہا۔ بے باکی کی ایسی مثالیں تاریخ میں خال خال ملتی ہیں ایسی مثالیں وہی لوگ قائم کرتے ہیں جن سے قدرت نے رزم گاہ دنیا میں غلبۂ اسلام کا کام لینا ہو۔ مولانا دبیر رحمۃ اللہ علیہ کی یہ علمی و عملی اور دین کے معاملہ میں غیور جسور ہونے کی میراث پورے طور پر حضرت امام اہل سنت میں منتقل ہوئی۔ اپنے والد گرامی قدر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس روایت کو ایسی خوبی سے نبھایا کہ ایک لحہ کے لیے بھی کسی کمزوری، مغلوبیت، ضعف اور جیانت کو اپنے قریب بھی نہیں آنے دیا اور قریب آنے بھی کیسے دیتے کہ آپ کی رگوں میں دوڑنے والے خون کے ایک ایک قطرہ میں فاروقی غیرت، حیدری جذبہ اور حسینی ولولہ موجزن تھا۔ عشق صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایسی روح بھری ہوئی تھی کہ جس نے کمزور سے جسم کو ساری زندگی بلا تکان متحرک رکھا۔ ہر وقت ایک ہی دھن سوار رہی کہ کسی طرح سنی عوام کے عقیدوں کی اصلاح ہو جائے۔ مقام صحابہ رضی اللہ عنہم سمجھ آ جائے اور اہل سنت خواب غفلت سے بیدار ہو کر اپنی اس عظیم نسبت سنیت کو سمجھنے والے بن جائیں۔

((.................☆☆☆.................))

امیر عزیمت حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے کہا حضرت! جن لوگوں نے آپ پر مصائب شدائد کے پہاڑ ڈھائے آپ نے ان کے لیے بددعا نہیں فرمائی۔ آپ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا کہ کوڑے مارنے والا جب کوڑا برساتا ہے تو میں ہر ضرب کے ساتھ ہی اس کو معاف کر دیتا۔ اللہ والے یوں ہی کرتے ہیں کہ انہوں نے کبھی بھی انتقامی جذبہ کے تحت بڑے سے بڑے دشمن کے لیے بھی اپنی ذات کو نزول عذاب الٰہی کا عنوان نہیں بنایا۔ طاغوت و جبروت کی ہر آندھی میں وہ پھول کی طرح مسکراتے،

طوفانوں کے قلب وجگر کو بھی اپنی دلآویز خوشبو سے معطر کرتے ہیں۔ قائد اہل سنت حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کون نہیں جانتا کہ آپ پر دین کی خاطر کیسی کیسی سختیاں اور تکلیفیں آئیں۔ مصائب وشدائد کی بھٹی میں جھونکے گئے جیل کی سلاخیں مقدر بنیں۔ عالم پیری میں جگر کے ٹکڑوں کو قید سزائے موت سنائی گئی۔ لیکن تسلیم ورضا کے اس پیکر نے کبھی بھی حرف شکایت تک زبان پر نہیں لایا۔ حضرت قاضی صاحب بلند ہمتی، جفاکشی عزم وثبات تقویٰ وللٰہیت کی عجیب تصویر تھے اس تصویر میں فقط صبغۃ اللہ کا عکس نمایاں تھا اور جس میں اللہ کا رنگ غالب ہو وہاں ہر رنگ پھیکا پڑ جاتا ہے۔ آپ کی ذات فنافی اللہ ہونے میں اسلاف کا کامل نمونہ تھی اعلاء کلمۃ الحق کی خاطر جو کچھ آپ پر گزرا، اسے اپنی ذاتی وجاہت ووقار، عزت وعظمت، خودنمائی اور خودستائی کا ذریعہ نہیں بنایا۔ بظاہر نہ جوش خطابت تھا نہ الفاظ کی سحرگری ''نہ عبارت آرائی نہ قافیہ بندی'' نکات ولطائف کی دلآویزی، نہ ترنم وآہنگ کا زیر وبم بس اخلاص تھا صداقت تھی جو انتہا سادگی کے ساتھ بغیر کسی تکلف وتصنع کے امت کے سامنے پوری دیانتداری کے ساتھ پیش کردی۔ اظہار حق میں کسی رعایت ولچک کے روادار نہیں تھے۔ بڑی سے بڑی شخصیت کا تقدس، علم وفضل کا کمال، حیثیت ومرتبہ کا عروج، بلندی شہرت کا رعب ودبدبہ کلمہ خیر کہنے سے مرعوب نہیں کرسکا۔ لیکن اختلاف رائے کو آپ نے کبھی ذاتی عناد کی اساس نہیں بننے دیا اور نہ کبھی ایسے ہوا کہ فکر ونظر کے اختلاف نے آپ کی اعلیٰ اخلاقی قدروں شفقت، ہمدردی ذرہ نوازی، اکرام مہمان اور ہر چھوٹے بڑے کی عزت واحترام کو پس پشت ڈال دیا ہو۔ اتنی عظیم المرتبت شخصیت ہوکر بھی کسی ادنی سے ادنی طالب علم کا اکرام کرنے میں بھی آپ نے کبھی عار محسوس نہ کی۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک دفعہ میں اور مولانا محمود الرشید حدوٹی، مولانا محمد الیاس سرگودھوی زیارت وملاقات کی غرض سے چکوال پہنچے۔ حضرت کو اطلاع دی گئی آپ نے کاشانہ اقدس پر بلا بھیجا۔ حاضر ہوئے آپ نے کمال شفقت ومحبت سے زیارت وملاقات کا شرف بخشا۔ خود ہی حضرت گھر سے کھانا لائے خود تو اپنی مخصوص ہیئت نشست کے ساتھ بیٹھ گئے اور ہمیں کھانا تناول کرنے کا حکم دیا ہم نے وہ پرانوار کھانا کھایا اس دوران حضرت بڑی محبت سے ہمیں تکتے رہے مسرور یت آپ کے چہرے پر کھیلتی رہی۔ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اکرموا الضیف پر عمل کرنے کا محل دیکھ کر نہ جانے آپ کے قلب وجگر پر فرحت وخوشی کے کتنے قافلے گزرے ہوں گے۔ ہم ایک طرف اپنی حیثیت کو دیکھتے دوسری طرف آپ کے شان ومرتبہ اور اکرام واصاغر کو تو سخت ندامت شرمندگی محسوس ہوتی اور جب رات کو سونے کے لیے مدرسہ اظہار الاسلام کے مہمان خانہ میں پہنچے تو یہ دیکھ کر حیرت کی انتہا نہ رہی کہ حضرت نے اپنے گھر سے ہمارے سونے کے لیے بالکل نئے بستر بھجوا دیے

# گلشن اہل سنت......کے باغبان

مولانا سید عصمت شاہ کاظمی ☆

## اہل حق کا مشن

خاتم النبیین آقائے دو جہاں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی رحلت کے بعد پوری اسلامی ریاست قیصر وکسریٰ جیسی بڑی طاغوتی طاقتوں کے گھیرے میں تھی جو مسلمان قوم کو ایک تر نوالہ جان کر نگلنے کے پروگرام میں تھیں اِدھر ریاست اسلامی کے اندر کچھ مارِ آستین چھپے پڑے تھے۔ یک لخت انہوں نے سر اُٹھایا اور ملت اسلامیہ میں شامل رہتے ہوئے دین میں بگاڑ پیدا کرنے کی کوشش میں مصروفِ عمل ہوگئے۔

کئی سادہ لوح عوام جو مسلمان تو ہو چکے تھے مگر ایک گھڑی بھی صحبتِ نبوی ﷺ سے فیض یاب نہ ہوئے تھے اور اکثر در پردہ منافق مالک بن نویرہ وغیرہ عرب سرداروں کے گرد جمع ہوئے اور اسلام کے ارکانِ خمسہ میں سے اہم رکنِ زکوٰۃ کا ایک بودی اور رکیک تاویل سے اِنکار کر دیا۔ یہ نامراد گروہ مشرک بھی نہ تھا اور آنحضرت ﷺ کی رسالت کا منکر بھی نہ تھا۔ صرف نماز اور زکوٰۃ کے قرآنی احکام میں تاویل کا مرتکب تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ زکوٰۃ نبی اقدس ﷺ کے ساتھ خاص تھی اور قرآن کریم کی آیت مبارکہ کو بطور دلیل پیش کرتے تھے۔

**خذ من اموالهم صدقة تطهرهم وتذكيهم بها .**

اس بنا پر ان کا کہنا تھا کہ آیت کریمہ میں مخاطب رسول اقدس ﷺ ہیں آپ ﷺ کی رحلت کے بعد کسی کو زکوٰۃ لینے کا حق نہیں دوسرا گروہ جو تین افراد پر مشتمل تھا۔ ان میں سے ایک تو حضور ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں ہی واصل جہنم ہو چکا تھا مگر اس کے نام لیوا موجود تھے دیگر دو مسیلمہ کذاب اور طلحہ اُسدی تھے یہ تینوں اور ایک سجاح نامی عورت ان کے علاوہ تھی ان میں سے ہر ایک مدعی نبوت تھا اور ہر

---

☆ خطیب مدنی جامع مسجد جوریاں خاص، ضلع حافظ آباد

ایک کے ہمراہ اچھی خاصی مرتدین کی جمعیت تھی۔ مالی طور پر بھی یہ لوگ مضبوط تھے جنگ جو بھی تھے اور آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کے اقراری بھی تھے گویا کہ صرف عقیدۂ ختم نبوت کے منکر تھے نماز اور زکوۃ حج کلمہ کی تبدیلی کا ثبوت نہیں ملتا۔ ان حالات میں سربراہ مملکت امیر المؤمنین خلیفۃ الرسول بلا فصل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لیے بیک وقت کئی چیلنج تھے جن کا سامنا آپ کو کرنا تھا۔

پہلی اور عام فہم صورت یہ ممکن تھی کہ مانعین زکوۃ اور منکرین ختم نبوت کے ساتھ مصالحت فرمالیتے اور بیرونی طاقتوں سے نمٹ لیتے جب کہ بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رائے بھی تھی جس کو آپ رضی اللہ عنہ نے ٹھکرادیا۔ ایماندار آدمی یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ انہوں نے غلطی کی۔ اگر غلطی ہوتی تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ ساتھ شامل نہ ہوتے اور نہ ہی خولہ نامی لونڈی غنیمت میں سے وصول کرتے۔ محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کا وجود سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اقدام کے مبنی برحق ہونے کا اصل ثبوت ہے۔ دوسری صورت یہ تھی کہ تمام فتنوں کا مردانہ وار مقابلہ کرتے اور تمام تر وسائل بروئے کار لاکر اگرچہ جان کا نذرانہ بھی پیش کرنا پڑے تو دریغ نہ کیا جائے اور اٹھنے والے ہر فتنہ کو اس کے منطقی انجام تک پہنچایا جائے۔ **تاریخ شاھد ھے** کہ انہوں نے بھی دوسری صائب صورت اختیار فرمائی اور یہی ان کے دین و مذہب کا تقاضا تھا اور برملا مجمع عام میں یہ آوازہ بلند ہوا۔

تم الدین وانقطع الوحی ان ینقص وانا حی.

''اللہ کا دین مکمل ہو چکا اور سلسلہ وحی کا (ہر طرح) منقطع ہو چکا ہے اس کامل دین میں نقص واقع ہو اور میں زندہ رہوں یہ ناممکن ہے۔''

اور پھر ٹکرائے اور ایسا ٹکرائے کہ فتنوں کا نام ونشان تک باقی نہ چھوڑا۔ مگر بات یہ تھی کہ اس دور میں مسلمان اطاعت سے سرشار اور فیضان رسالت کے نور سے معمور تھے انہوں نے اگر رائے دی تو وہ بھی مخلصانہ تھی اور شرح صدر ہو جانے کے بعد ساتھ ہوئے کامیابی ملنے کے بعد ہر ایک نے خراج تحسین پیش کیا بلکہ اعتراف کیا کہ ہم نے ابتدا میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اقدام کو مناسب نہ جانا لیکن اب ہم ان کے مدح خواں ہیں کہ ایسا ہی ہونا چاہیے تھا۔ سیدنا امام اعظم رحمہ اللہ کو بھی بہت سوں نے یہ مشورہ دیا کہ جان بچائیں وقتی فائدہ اٹھائیں مصلحت اختیار کریں۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو بھی ایسے ہی مشورے دیئے گئے لیکن وہ لوگ جان دے گئے مگر اپنے صائب و درست موقف کی قربانی دینا گوارہ نہ کیا۔ طاغوتی طاقتوں کے ظلم سہے، اپنوں کی بے وفائی برداشت کی، جان چلی گئی مگر ہزاروں کا ایمان بچ گیا۔ مذہب ا

ور دین کے خلاف الحاد و بدعت کی ایجاد، دین کے نام نہاد مفکروں، خود ساختہ محققوں اور مبلغوں، نفس اور شیطان کے بندوں، غیر کے ہاتھوں کھیلنے والے ناعاقبت اندیشوں، دینی مزاج سے ناشنا دولت مندوں کی طرف سے مخالفت ہوتی رہی اور ہر دور میں اہل حق ان کا مردانہ وار مقابلہ کرتے رہے۔ ماضی قریب میں جماعت دیوبند کا پورا ریکارڈ ہمارے سامنے ہے جنہوں نے گوری سرکار کی ایک طرف نیندیں حرام کی اور دوسری طرف قادیانیت، نیچریت، فتنہ انکار حدیث، انکار ایمان صحابہ رضی اللہ عنہم، انکار فقہ وتصوف جیسے درجنوں فتنوں کا جگر توڑ مقابلہ کیا اور مسلمان قوم کی ایمانی متاع کی مقدور بھر حفاظت فرمائی۔ بے زر ہونے کے باوجود گزشتہ ڈیڑھ صدی تا قیامِ قیامت اُن کی جرأت خداداد بصیرت مومنانہ اور بہادری کی گواہ رہی ہے۔

یہ سب کچھ کیوں ہوا۔ میرے پاس اس کا جو جواب ہے وہ یہ ہے کہ (۱) ہمارے اکابر جامع کمالات ہونے کے باوجود اپنی رائے کو سلف کی رائے کے سامنے ہیچ جانتے تھے۔ (۲) وہ محقق ہو کر مقلد تھے۔ (۳) خیر القرون سے وابستگی اُن کی متاع عظیم تھی۔ (۴) وہ اصول سے فروع اخذ کرنے کے عادی تھے فروع کو اصول نہیں بناتے تھے۔ (۵) دولت مندوں جاگیرداروں کی دریوزہ گری ان کا شیوہ نہ تھا۔ (۶) کچی قبر کی طرح کچا مکان کچی مسجد کچا مدرسہ کچی خانقاہ۔ سادہ لباس، سادہ برتن، سادہ خورد ونوش ان کا طرۂ افتخار تھا۔ (۷) انہوں نے اپنا نظامِ تعلیم اغیار سے مرعوب ہو کر عصری علوم کے دلفریب نعرہ سے آلودہ ہونے دیا نہ کمزور ہونے دیا۔ (۸) اگر کسی کو اخلاص کی بدولت کہیں شہرت مل گئی دولت دنیا نصیب ہوگئی تو اسے عالی شان بنگلہ تعمیر کرنے میں صرف نہیں کیا اور نہ ہی اپنی اولاد کو دولت کے نشہ میں مخمور ہو کر دینی علوم سے بے بہرہ کیا۔ بلکہ دنیا کو دین کی ترقی پر لگایا۔ سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر اوپر کی طرف نظر دوڑائیں تو ہمارے اسلاف لاکھوں مریدوں کے پیر ہزاروں شاگردوں کے استاد تھے۔ ایک شیخ مدنی نور اللہ مرقدہ کے دستر خوان پر ہر کھانے کے وقت کم وبیش ایک سو آدمی کھانے والا ہوتا تھا اور اُن کو ملنے والا نذرانہ نادار طلباء غریب عوام پر صرف ہوتا تھا۔ کل کی بات ہے اپنا مشاہدہ ہے امیر شریعت کا جنازہ کرایہ کے مکان سے اٹھا ہے۔ مولانا لال حسین اختر کا کوئی مکان نہ تھا۔ مجاہد ملت مولانا غلام غوث ہزاروی۔ مفکر اسلام حضرت مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کے جنازے کچے مکانوں سے اٹھے۔ بلکہ بہت قریب نظر دوڑائیں تو سب کی طرف سے فرض کفایہ ادا کرنے والے امین ملت مولانا محمد امین اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ ہم نے کچی حویلی سے اٹھایا ہے۔ ان لوگوں کو دنیا چاہتی تھی۔ لوگ ان سے خائف تھے بلکہ امراء، علماء عوام کی یہ

مجبوری تھے لیکن مخلص تھے حالات سے مرعوب نہ تھے۔ سب سے بڑی بات یہ تھی کہ انہوں نے دین اور دنیا داروں اور دنیا کی بھینٹ نہیں چڑھنے دیا دنیا کو دین پر لگایا۔ ہم کوٹھی وبینک بیلنس کار نوکر سے بازم ہونے والے ہو کر آج خوف زدہ ہیں اور دنیا کے لیے متفکر ہیں اور وہ بے فکر تھے۔ ہم خوف زدہ ہیں ان کو اللہ کے سوا کسی کا خوف نہ تھا وہ غریب نادار علماء کی تنقیص نہیں کرتے تھے اور ہم شرمندہ کرنے میں شرم محسوس نہیں کرتے۔ حسد نام کی چیز ان کے پاس نہ تھی۔ طلباء کے نام آنے والا چندہ اپنے لاڈلوں کے پاکٹ فون پر صرف نہیں ہوتا تھا۔ آخری حد یہ تھی کہ وہ مصلحت پسند نہیں تھے۔ **بد قسمتی ہماری** کہ تقسیم ہند کے بعد وہ لوگ رفتہ رفتہ رخصت ہوتے گئے اغیار نے ان کے نام لیواؤں پر کچھ ایسا جادو کیا کہ پہلے تو ان کو ان کے آباء کے اصولوں سے برگشتہ کیا اور اپنی قدیم پالیسی کو اپنا کر ان میں وہ پھوٹ ڈالی کہ کسی کو پتہ نہ چلا ہم ایک ہونے کے باوجود بکھر کر رہ گئے۔ دیوبندیت کے نام پر ٹکڑے کھا کر عقائد ونظریات تبدیل کیے ان کو تو واقعی الگ ہونا چاہیے تھا بلکہ بہت پہلے الگ کر دینا چاہیے تھا جو ہونے کے باوجود ہوتا دکھائی نہیں دیتا۔ مگر معمہ یہ ہے کہ ابھی تک جن کے نظریات ایک ہیں افکار ایک ہیں اصول شکنی کے باوجود اصول ایک ہیں دعویٰ کی حد تک فروع بھی ایک ہیں وہ بھی متحد نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی اس امت مرحوم پر رحم فرمائیں۔ آمین

## حضرت قائد اہل سنت سے تعارف

بندہ کو اپنے سنی دیوبندی ہونے پر فخر ہے اور بطور تحدیث نعمت عرض کرتا ہوں کہ یہی لوگ دین حنیف کے پہرے دار ہیں اور ان سے وابستگی دنیا اور آخرت کی متاع ہے۔ غالباً دس سال عمر تھی جب میں اپنے بڑے دو بھائیوں سمیت ۱۹۶۰ء میں دارالعلوم اسلامیہ پرانی انارکلی لاہور میں آخری دو پاروں کی تکمیل حفظ کی غرض سے قاری افتخار احمد قیصر رحمہ اللہ کے ہاں داخل ہوا انہیں دنوں حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے خلیفہ اجل حضرت مفتی محمد حسن صاحب رحمہ اللہ کا انتقال ہوا تھا لاہور میں ہونے والے تعزیتی جلسوں میں قاضی مظہر حسین صاحب کا نام سننے میں آیا۔ چھوٹے طلباء کو مدارس میں اجتماعات میں جانے کی اجازت نہ ہوتی تھی بڑے طلباء کرام جاتے اور واپس آ کر بتاتے کہ فلاں فلاں علماء کو ہم سن کر آئے ہیں جن میں حضرت کا نام بھی ہوتا جمعیت علماء اسلام کا ہفت روزہ ترجمان اسلام شیخ التفسیر حضرت لاہوری رحمہ اللہ کا ہفت روزہ خدام الدین بھی طلباء لے آتے ان دنوں غالباً حضرت پنجاب میں جمعیت

کے امیر تھے ان رسائل میں بھی گاہے بگاہے نام آتا رہتا تھا اور مجھے ان رسائل کے پڑھنے کا نہ صرف شوق بلکہ جنون تھا۔ خدام الدین کا اداریہ تو خاص میری ان دنوں غذا تھی مجاہد ملت مولانا ہزاروی اکثر تحریر فرماتے تھے اور میرا مولانا ہزاروی سے دلی تعلق تھا۔ حفظ کی تکمیل کے بعد کتب کا دور شروع تھا فارسی پڑھنے کے لیے میں مدرسہ جامعہ اشرفیہ شاہ کوٹ ضلع شیخوپورہ میں ۱۹۶۲ء میں داخل تھا۔ انکار حیات الانبیاء کا فتنہ پیدا ہوئے چار سال ہونے کو تھے۔ طرفین میں بحثیں ہوتیں چیلنج بازی گجراتی صاحب کا مشغلہ تھا ایک دن خدام الدین میں خبر آئی سید عنایت اللہ شاہ صاحب گجراتی کا چیلنج منظور از حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب چکوال، مہتمم مدرسہ حضرت مولانا عبداللطیف صاحب انور مدظلہ نے یہ خبر پڑھی اور اس پر تبصرہ فرماتے ہوئے فرمانے لگے کہ اب مزا آئے گا چوٹ سخت ہے مناظر ابن مناظر نے چیلنج قبول کر لیا ہے۔ مولانا عبداللطیف انور مدظلہ جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے فیض یافتہ ہیں اور اکابر کے اندھے مقلد ہیں اُس وقت جوان سال تھے فرمانے لگے کہ میری بات یاد رکھنا میں قاضی صاحب کو بھی اچھی طرح جانتا ہوں اور بخاری صاحب کو بھی گجراتی صاحب اس شخص یعنی قاضی مظہر حسین صاحب کے مقابلہ میں نہیں آئیں گے وہ دن گزرے چند دن بعد تمام رسائل میں یہ بات آئی کہ مماتی ٹولہ مناظرہ سے جان چھڑا گیا۔ انہیں دنوں سکھر میں مولانا محمد علی جالندھری اور مولانا لعل حسین اختر سے بھی مناظرہ ہونا تھا جو نہ ہوا اور مولانا عبداللطیف انور کی پیش گوئی نہ صرف یہ کہ صحیح ثابت ہوئی بلکہ بانی فتنہ چیلنج ۱۹۵۸ء سے لے کر تادم آخر کرتے رہے لیکن جب چیلنج قبول ہوتا تو کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر جان چھڑا لیتے۔ موصوف میدان مناظرہ کے شاہسواروں سے کنی کتراتے اور مدارس کے علماء وغیرہ کو چیلنج کرتے پتہ تھا کہ یہ مناظر نہیں۔

حضرت قاضی صاحب سے یوں تعارف ہوتا رہا اپنی عمر کے ساتھ اُن کی عقیدت بھی بڑھتی رہی مولانا ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے مدرسہ رشیدیہ جامع مسجد پٹولیاں مولانا محمد الیاس صاحب فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور کے ہاں داخل کرا دیا۔ یہاں مولانا الیاس صاحب کے علاوہ دوسرے استاذ حضرت مولانا حمید الرحمٰن عباسی زید مجدہٗ بھی تھے۔ ایک دو اسباق کے علاوہ تمام اسباق مولانا عباسی ہی کے پاس تھے آپ میرے ہم وطن بھی ہیں اللہ سلامت رکھے۔ مولانا محمد الیاس صاحب چونکہ حضرت قاضی صاحب کے مرید صادق تھے بلکہ فنافی الشیخ تھے اکثر اپنے مرشد کا تذکرہ فرماتے اور آب دیدہ ہو جاتے۔ ابتدائی کچھ ماہ کے علاوہ مدرسہ کے مخصوص وقت کے سوا میرا قیام قریب ہی بیری والی مسجد سامنے گلی میں ہوتا تھا۔

ظہر تک مسجد پٹولیاں اور پھر شام تک بیری والی مسجد۔ بعد مغرب ہم پھر تکرار کے لیے آجاتے تالاب کی چھت پر مولانا محمد الیاس ہمیں بٹھا لیتے سبق بھی پڑھاتے اور اپنے شیخ سمیت اکابر کا تذکرہ بھی ہوتا گویا یہ وقت تربیت کا ہوتا تھا۔ وقت گزرتا گیا ایک دن ہم دوپہر کے وقت مسجد کے صحن میں تکرار میں مصروف تھے کہ اچانک مولانا جہلمی اور حضرت قاضی صاحب پٹولیاں والی مسجد میں داخل ہوئے دونوں بزرگ کھدر پوش، ہاتھوں میں عصا، پروقار طریق سے تشریف لائے ہم سب احتراماً کھڑے ہوگئے سب طلباء نے مصافحہ کیا مسکراتے چہرے سے حضرت چھت پر چلے گئے مولانا عبداللطیف جہلمی میرے ساتھ شفقت فرماتے تھے دل لگی کے لیے کھڑے ہوگئے کچھ دیر بعد وہ بھی اوپر چلے گئے۔ طلباء نے بتایا کہ یہ حضرت قاضی مظہر حسین صاحب ہیں۔ بس وہ دن اور حضرت کی وفات تک ایک طویل دور ہے۔ اللہ نے خدمت کا موقع دیا ملاقاتیں ہوئیں مجلس میں بیٹھنے کا موقع ملا بارہا حضرت کے ہمراہ اسفار کیے چند یادیں سبق آموز حاضر ہیں۔

میرا اب تک مزاج ہے کہ گھنٹوں بزرگوں کی مجلس میں بیٹھنے کے باوجود بلاضرورت بولتا نہیں تھا۔ جب ملاقات ہوتی پوچھتے کیا پڑھتے ہو کون کون سے اسباق ہیں؟ ایک دفعہ پٹولیاں والی مسجد میں آپ نے اور مولانا نذیر اللہ خان نے ہمارا امتحان بھی لیا اور بچہ جان کر سر پر ہاتھ بھی پھیرا اور شاباش بھی دی خوب پہچان کرتے ہر موقع پر ساتھیوں کی اصلاح فرماتے۔ جمعیت علماءِ اسلام میں جب تک رہے اپنی ذمہ داری کو پوری طرح نبھایا اس دور کی کارکردگی یقیناً ریکارڈ میں موجود ہوگی۔ غالباً ۱۹۶۶ء کی بات ہے مولانا دوست محمد قریشی کے ہاں رجب کی چھٹیوں کے بعد تبلیغی کورس تھا میں بھی وہاں چلا گیا۔ مولانا سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری، مولانا محمد نافع مدظلہ، علامہ خالد محمود مدظلہ، بلخصوص حضرت مناظر اسلام مولانا عبدالستار تونسوی زید مجدہٗ نے مختلف اوقات میں طلبا کو مناظرہ پڑھانا تھا۔ انہیں دنوں حضرت نے جامعہ رشیدیہ بھکر کے سالانہ جلسہ میں حافظ ممتاز صاحب کے ہاں بیان فرمانا تھا ایک صاحب جو حضرت کے واقف کار عقیدت مند تھے انہوں نے علامہ قریشی سے عرض کیا کہ مولانا قاضی مظہر حسین صاحب ملتان سائیڈ سے تشریف لا رہے ہیں۔ ظہر کے بعد جامعہ رشیدیہ میں حضرت کا خطاب ہے اگر آپ فرمائیں تو انہیں صبح دس بجے ٹرین سے لے لیا جائے اور ایک گھنٹہ وہ بھی طلباء کو خطاب فرمالیں۔ حضرت قریشی صاحب نے فرمایا کہ ان کو راضی کر لو اس میں ہماری خوشی ہے۔ اُس دن صبح چند طلباء کو لے کر صاحب موصوف ریلوے اسٹیشن پر جا دھمکے۔ گاڑی سے حضرت قاضی صاحب اترے ساتھ ایک معمر

بزرگ اور بھی تھے اترتے ہی پوچھا بھکر پہنچانے کا آپ کے پاس کیا بندوبست ہے؟ صاحب موصوف نے عرض کیا کہ حضرت میں نے گارڈ اور اسٹیشن ماسٹر سے بات کر لی ہے جب تک آپ نہیں آئیں گے وہ گاڑی روکے رکھیں گے۔ حضرت کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا اور ان صاحب سے فرمایا کہ میری وجہ سے وہ عوام جو سینکڑوں کی تعداد میں مسافر ہیں ان کے سامنے گاڑی خراب ہونے کا بہانہ بنا کر جھوٹ بولیں گے اور مسافروں کو اذیت ہوگی۔ وہ صاحب تو ڈانٹ پی کر بولنے کی جرأت نہ کر سکے اب حضرت نے گاڑی کے عملہ سے بات کی اور گاڑی چلانے کو کہا گارڈ صاحب کہنے لگے مولوی صاحب آپ اگر ان کے بزرگ ہیں تو ہمارے بھی بزرگ ہیں کیا حرج ہے حضرت نے گارڈ سے کہا آپ مجھ پر رحم کریں اتنے لوگوں کو پریشان ہونا پڑے میری وجہ سے یہ خاک بزرگی ہے گاڑی چلائیں اور اپنے سابقہ گناہوں سے توبہ کریں اب بات مکمل چکی تھی عوام کا ہجوم حضرت کی باتوں پر آفرین آفرین کہہ رہا تھا عملہ نے گاڑی چلانے میں ہی عافیت جانی پلیٹ فارم پر کھڑے کتنے لوگ متاثر ہوئے ہوں گے اور پھر حضرت نے واشگاف الفاظ سب لوگوں سے معافی مانگی اور جس صاحب سے قصور ہوا تھا ان کے متعلق بھی لوگوں سے کہا انہوں نے یہ غلطی کی ہے جو دس منٹ ان کی حرکت سے آپ کو تکلیف ہوئی ہے ان کی طرف سے بھی معافی مانگتا ہوں۔ حضرت قاضی صاحب اپنے رفیق سمیت گاڑی پر سوار ہوئے۔ گاڑی چلی گئی ناکام داعی جب مدرسہ حضرت قریشی کے پاس پہنچے تو حضرت قریشی بھی ان پر برس پڑے کہ تم نے مجھے بتا دیا ہوتا کہ تم بندوبست نہیں کر سکتے تو میں اور بندوبست کر لیتا اور حضرت ٹائم پر پہنچ بھی جاتے طلباء محروم بھی نہ رہتے خوب ڈانٹا صاحب موصوف شرمسار تھے ندامت سے کچھ نہ بولے حضرت قریشی نے فرمایا اللہ والوں کی یہی شان ہوا کرتی ہے ہمارے اکابر ایسے ہی تھے پھر کئی واقعات سنا ڈالے.........

بنا کردند خوش رسمے بخاک وخون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

## حضرت قاضی صاحب کا چیلنج

ہمارے والد گرامی نور اللہ مرقدہ نے ایک واقعہ سنایا گڑھی حبیب اللہ شہر سے قریباً چار میل کے فاصلہ پر مشہور گاؤں دوگاہ میں ایک مولوی صاحب جو پرانے آدمی تھے طویل عرصہ سے دوگاہ میں امام وخطیب تھے آئے دن نظریات بدلنے میں سرور محسوس کرتے تھے۔ فیصلہ مکہ نامی کتاب جو غیر مقلدین نے

مولوی ثناء اللہ مرحوم امرتسری کے خلاف لکھی اس پر ان کے دستخط بھی ہیں۔ موصوف نے جمعہ کے اجتماع میں حیات مسیح علیہ السلام کا انکار کیا اور احادیث رسول ﷺ کا مذاق اڑایا۔ صحاح ستہ کو کوڑا کرکٹ کا ڈھیر قرار دیا۔ اکثر لوگ آں موصوف کے شاگرد تھے کئی سال ان کی اقتداء میں نمازیں ادا کر چکے تھے مولوی صاحب کو معززین کی پشت پناہی بھی حاصل تھی کچھ تو احتراماً اور کچھ معززین کے دباؤ سے نہ بولے۔ لیکن مولوی صاحب سے گاہ بگاہ تکرار شروع ہوگئی مولوی موصوف اپنے خیالات کی تبلیغ میں مصروف عمل رہے۔ باطل پرستوں کا وطیرہ ہر دور میں یہی رہا ہے کہ پہلے اپنے عقیدت مند پیدا کرو بعد میں باطل نظریات کی تشہیر کرو۔ عوام میں ہیجان بڑھتا رہا لیکن مولوی صاحب کا سامنا کوئی نہ کرتا تھا۔ مسجد ان کے عقیدت مندوں کے سوا سب نے چھوڑ دی یہ سلسلہ کئی سال چلا آخر مجبور ہوئے اور طے پایا کہ مولانا غلام غوث ہزاروی رحمہ اللہ سے رابطہ کیا جائے اور اس فتنہ کا دلائل سے مقابلہ کیا جائے مجاہد ملت مولانا ہزاروی رحمہ اللہ نے احباب کو مشورہ دیا کہ بجائے مناظرہ کے دوگاہ کی جامع مسجد میں جلسہ ہو اور ممتاز ترین علماء کو مدعو کیا جائے یہ بیڑا مولانا ہزاروی رحمہ اللہ ہی نے اٹھایا اور پاسبان اہل سنت حضرت مولانا محمد علی جالندھری صاحب رحمہ اللہ مناظر اعظم علامہ لعل حسین اختر رحمہ اللہ خود مولانا ہزاروی رحمہ اللہ اور چکوال سے حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کو بلایا گیا جلسہ کے دن شدید بارش شروع ہوگئی دوسرے احباب تو سیدھے ضلع مانسہرہ مولانا ہزاروی رحمہ اللہ کے ہاں رات ہی پہنچ گئے اور مولانا ہزاروی رحمہ اللہ انہیں ہمراہ لے کر علی الصبح دوگاہ تشریف لے آئے۔ بارش کے باوجود علاقہ بھر کے علماء عوام کو ساتھ لے کر مقام جلسہ میں آئے۔ جلسہ شروع ہوگیا (میرا بچپن تھا اور لاہور میں زیر تعلیم تھا غالباً ۶۴، ۱۹۶۳ء کی بات ہے) جلسہ شروع ہوگیا ظہر سے قبل مولانا جالندھری رحمہ اللہ اور مولانا ہزاروی رحمہ اللہ کے بیانات ہوئے بعد ظہر مولانا لعل حسین اختر رحمہ اللہ کا بقول والد صاحب مرحوم سوٹے مار بیان تھا۔ مولوی صاحب نے کسی بیان میں بولنے کی جرأت نہ کی مولانا لعل حسین رحمہ اللہ کا بیان جاری تھا عصر کا وقت قریب تھا کہ موسلا دھار بارش میں پیر قاضی مظہر حسین صاحب آ پہنچے جو بالکل بھیگ چکے تھے کسی ساتھی نے اپنے کپڑے حضرت قاضی صاحب کو دیئے سٹیج پر آ پہنچے مولانا لعل حسین رحمہ اللہ نے تقریر ختم کر دی اعلان ہوا کہ قاضی صاحب رحمہ اللہ آ چکے ہیں نماز عصر ہوگی اور پھر ان کا بیان ہوگا۔ جونہی عصر کی نماز ہوئی قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ سٹیج پر آئے دوسرے علماء کی نسبت کم عمر تھے والد گرامی فرمایا کرتے تھے کہ ان کے والد مولانا کرم دین دبیر رحمہ اللہ کو

بھی میں اپنے ننہال کے گاؤں ولولہ میں ایک مناظرہ جو ایک کندیاں کے شیعہ کے ساتھ ہوا تھا سن چکا تھا۔ مولانا کرم دین دبیر رحمۃ اللہ علیہ ہمارے لوگوں کی دل کی دھڑکن تھے مولانا دبیر رحمۃ اللہ علیہ ہی کی شہرت کی وجہ سے ان کے فرزند کو بلایا گیا۔ دن ہونے والے جلسہ میں بیانات لاجواب تھے مگر قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بیان جو ایک چیلنج پر مبنی تھا پورے جلسہ کا خلاصہ اور عوام الناس کے ایمان کا تحفظ اس میں پوری طرح موجود تھا۔ فرمایا کہ وہ مولوی صاحب جلسہ میں موجود ہیں لوگوں نے کہا کہ سارا دن بیٹھے رہے ہیں عصر پڑھ کر باہر نکل گئے ہیں فرمایا بہتر ہے اگر وہ میری معروضات بھی سن لیں ہم آپ لوگوں کو لڑانے نہیں آئے دین سمجھانے آئے ہیں اچھی بات ہے اگر سمجھ نہ ہو آدمی جاننے والوں سے پوچھ کے سمجھ لے۔ آواز میں قدرتی گرج تھی لاؤڈ سپیکر نہ تھا مولوی صاحب بھی آگئے فرمایا میرے قریب آجائیں لیکن انہوں نے قریب آنے میں ہتک محسوس کی۔ کہا بس آواز آرہی ہے میں ٹھیک بیٹھا ہوں قاضی صاحب نے بیان جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ پہلے علماء اسلام نے یقیناً علمی باتیں کی ہوں گی مجھے مولوی صاحب کے جو نظریات انکارِ حدیث اور انکار مسیح بتائے گئے ان کے متعلق ہم پہلے مولوی صاحب سے عرض کریں گے۔ جملہ اہل سنت احناف شوفع مالکیہ حنابلہ میں سے کسی نے بھی حیات مسیح رفع الی السماء کا انکار یا ان کے مصلوب ہونے اور مرجانے کا عقیدہ رکھا ہو اور اس کو پھر اہل سنت میں شمار کیا گیا ہو یا کسی نے فروع اختلاف جانا ہو ایک فرد آپ پیش کریں میرے بزرگ مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مولوی لعل حسین اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے علاقہ کی معروف شخصیت مولانا غلام غوث صاحب رحمۃ اللہ علیہ موجود ہیں ہم حوالہ دیکھ کر تصدیق کر دیں گے اور آپ پھر یہاں امام خطیب بحال رہیں گے اگر وقتی طور پر آپ کے پاس حوالہ نہ ہو تو آپ مہلت لے لیں اور اس وقت تک کہ آپ ان مسائل کو فروعی نہ ثابت کر دیں اہل سنت والجماعت کی نماز آپ کے پیچھے ناجائز ہے حرام ہے۔ اور پھر اجماعی مسائل کی اہمیت اور ایک فہرست بنا دی نولہ ما تولی ونصلہ جھنم قرآن کی آیت مبارکہ اور من شذ شذ فی النار بار بار پڑھتے اور اجماع امت کی حقیقت کو عام فہم انداز میں واضح فرمایا اور عوام سے کہا کہ آپ اپنا ایمان بچائیں اجماع کا انکار کفر ہے فروعی اختلاف اور ہوتے ہیں یہ اصولی اختلاف ہے۔ مولوی صاحب کو سانپ سونگھ گیا مسلمانوں کا ایمان بچا دوسرے علماء کے بیانات بہت قیمتی تھے لیکن طویل ہونے کی وجہ سے عوام کو بھول گئے علماء کرام اور سمجھ دار طبقے کو قاضی صاحب کی یہ بات خوب ازبر ہوگئی کہ اجماع امت کا منکر کافر ہے۔

مولوی صاحب برطرف ہو گئے کوئی حوالہ بھی نہ دکھایا۔ چند دن کے بعد علاقہ چھوڑ دیا نہ جانے موت کس عقیدہ پر آئی اللہ کریم اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین بجاہ النبی الکریم

راحت دنیا ملے نہ ملے کچھ فکر نہیں ارمان نہیں
بچ جائے جہنم سے دنیا میری جنت کا یہ ساماں ہے

یہ ایک واقعہ جو عرض کیا مشت نمونہ از خروارے ہے ورنہ میرے اکابر کے ایسے حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سمیت سینکڑوں واقعات ہیں جو ہمارے لیے زادِ راہ ہیں۔

## عقائد کا تحفظ اور خطباء کی اصلاح

حضرت کے آبائی گاؤں موضع بھیں میں میرے بہنوئی اور پھوپی زاد بھائی فاضل دیوبند سید اصغر حسین شاہ صاحب میرے استاذ بھی تھے ایک سال خطیب رہے ان سے ملنے بھیں گیا ہوا تھا ابھی خدام اہل سنت نہیں بنی تھی حضرت جمعیت علماء اسلام کے تحت کام کرتے تھے علاقہ بھر میں سنی تبلیغی جلسے اپنی نگرانی میں رکھواتے خود بھی تمام جلسہ میں حاضر ہوتے۔ بھیں کے قریب ایک ڈھوک میں دن کے وقت جلسہ تھا حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے داماد اور جانشین مولانا قاضی عبداللطیف اختر شجاع آبادی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ اور بہترین خطیب تھے (یاد رہے کہ موصوف اسی دن جس دن میرے حضرت کا انتقال ہوا اخباری اطلاع کے مطابق انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون)۔ ظہر کے بعد سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس موضوع پر تقریر فرما رہے تھے دوران تقریر آنجہانی مرزا قادیانی کا ذکر آیا فرمانے لگے نبی صورت وسیرۃ میں بے عیب ہوتا ہے مرزا کا نابد شکل سلسل بول کا مریض تھا اگر خوبصورت ہوتا جیسے امیر شریعت یا فلاں بزرگ تھے بے عیب ہوتا تو شاید نبی ہونے میں غور وفکر بھی کر لیتے تقریر سرائیکی زبان میں تھی جوش خطابت میں کہہ گئے کسی کو کچھ پتہ نہ چلا مولانا اختر بات کہہ گئے اور حضرت قاضی رحمۃ اللہ علیہ صاحب سٹیج پر آ گئے تقریر ساری سن چلے تھے۔ قاضی عبداللطیف صاحب اختر نے تقریر احتراماً ختم کر دی۔ حضرت نے بلاتوقف مختصر خطبہ مسنونہ کے بعد بیان شروع فرماتے ہوئے فرمایا تقریر سے پہلے ایک ضروری وضاحت! مولانا میرے اپنے ہیں اکثر ہم انہیں بلاتے ہیں اور بہت عمدہ ان کا بیان ہوتا ہے ایک بات وہ کہہ گئے اس کی وضاحت سن لیں ہمارا تمام مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ ہے کہ رحمۃ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک جو نبوت کا دعوے دار ہو کتنا بڑا عالم ہو، خوب صورت ہو، بظاہر

متقی، امانت دار بھی ہو وہ کافر ہے۔ غور وفکر کی ضرورت نہیں ہے۔ کیا جن بزرگوں کا نام لیا ہے اگر یہ دعویٰ کرتے تو ہم مان لیتے؟ بظاہر مسئلہ تھا لیکن قاضی عبداللطیف صاحب اختر کی اصلاح ہو رہی تھی۔ مجمع کو کچھ پتہ نہ چلا کہ قاضی صاحب اپنے پیش رو خطیب کی اصلاح فرما رہے ہیں۔ لیکن مولانا شجاع آبادی نیک دل عالم دین تھے چونک کے بار بار ساتھ ہی کرسی پر بیٹھے یہ پڑھنے لگے.........

جزاک اللہ چشم باز کردی مرابا جان جاں ہمراز کردی

اور زوردار نعرہ لگایا تاج وتخت نبوت۔ زندہ باد۔ بعد میں کئی دفعہ ملاقات ہوئی حضرت کا ذکر آتا تو آب دیدہ ہو کر فرماتے قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ معالج ہیں معالج۔ کسی نے خطیب بنا ہو تو چند دن ان کے ساتھ چکوال کے تبلیغی دورے میں نام لکھوائے۔

## بے نفسی کا عالم

مولانا محمد شریف صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہاولپوری اکثر چکوال کے تبلیغی جلسوں میں تشریف لاتے رہے۔ لاہور مرزا غلام نبی جانباز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اکثر آتے تھے میرا بھی جانباز مرحوم سے تعلق تھا بلکہ استاذ تھے کشادہ رو ظریف الطبع تھے۔ ایک دفعہ جب جمعیت سے حضرت کا اختلاف ہو گیا تو اس کے بعد ملاقات ہوئی کہنے لگے قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بے نفس ولی اللہ اور الحب للہ والبغض للہ کا نمونہ ہیں۔ اور واقعہ سنایا کہ ہم ایک دفعہ چکوال سے ملحق ایک دیہات میں تبلیغی جلسہ کے لیے گئے جو ضلع راولپنڈی میں پڑتا تھا۔ گاؤں کے ایک سردار صاحب جو کسی غالی پیر کے اسیر زلف تھے انہوں نے ہمیں مسجد میں جلسہ کرنے سے روک دیا ہمارے ساتھی کمزور تھے مقابلہ نہ کر سکتے تھے حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بیٹھک میں مجلس جمائی چند احباب کو دینی باتیں بتانی شروع کر دیں کچھ دیر گزری باہر رونے چیخنے کی آوازیں سنائی دیں شور وغوغا تھا پتہ چلا کہ جو صاحب جلسہ میں رکاوٹ بنے ہیں اچانک چھت سے گر کر فوت ہو گئے ہیں حضرت نے انا للہ پڑھا افسوس کرنے لگے۔ ایک منچلے کے منہ سے نکلا کہ ہمارے حضرت جی کی کرامت ظاہر ہو گئی۔ حضرت نے بھی سن لیا ڈانٹ کر فرمایا کہ ان کا آدمی فوت ہو گیا اور تم کرامتیں ظاہر کرتے ہو اور پھر ان کے گھر بھی تشریف لے گئے جس کا جلسہ سے بھی زیادہ فائدہ ہوا۔ اسے کہتے ہیں بے نفسی۔

ایک مرتبہ جہلم میں خدام اہل سنت کا مخصوص اجلاس تھا مولانا اوکاڑوی بھی موجود تھے استاذی مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میرے حضرت اس صدی کے مجدد ہیں۔ حضرت علماء کے بیانات کہیں سن

رہے تھے عصر سے قبل آخری بیان تھا فرمایا کچھ احباب نے میرے بارے مبالغہ کیا ہے ایسا نہ کہنا چاہیے مجدد کی بڑی شان ہوتی ہے زندگی میں کسی کو ایسا مت کہو نہ جانے خاتمہ کیسا ہو۔ اکثر اشتہارات میں جماعتی احباب آپ کے بارے میں قائد اہل سنت وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم لکھ دیتے تو آپ موقعہ بہ موقعہ تنبیہ فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے۔ بھائی میں تو خادم ہوں ایسا مبالغہ اچھا نہیں قائد اہل سنت نہ لکھا کرو۔ بلکہ کشف خارجیت میں تحریراً بھی لکھ دیا البتہ وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم ٹھیک ہے اور ہر سنی کو وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم ہونا چاہیے۔ مولانا نور حسین صاحب عارف نے سنایا کہ تعلیم کے دوران ایک دفع حضرت اپنے کپڑے دھونے لگے تو میں نے دیکھ لیا اصرار کیا کہ کپڑے میں دھو دیتا ہوں۔ پہلے تو انکار کیا پھر جیب سے کچھ پیسے دیئے کہ بازار سے دہی لے آؤ اور میں دہی لینے چلا گیا دل میں تھا کہ واپس جا کر حضرت کے کپڑے دھونے کا شرف حاصل ہوگا۔ میں جب ۱۵ منٹ کے بعد واپس آیا تو حضرت کپڑے دھو چکے تھے۔

مولانا عبدالحمید فاروقی رحمہ اللہ نے بتایا کہ ایک جگہ جلسہ تھا ایک غریب ساتھی نے اصرار کیا کہ میری چائے قبول فرمائیں حضرت نے قبول کر لیا ہم مبلغین بھی ساتھ تھے۔ چائے آئی حضرت کے سامنے انہوں نے مٹی کے پیالے میں رکھی آپ نے پینا شروع کر دی۔ چائے کیا تھی پانی کی رنگت تبدیل تھی بس معمولی دودھ، میٹھا بالکل نہ تھا اور جب حضرت نے پینا شروع کر دی تو ہم نے بھی پی لی اس نے حضرت کے آگے دوبارہ پیالہ بھر کے رکھ دیا حضرت نے وہ بھی پی لیا نہ ماتھے پر شکن نہ طبیعت میں ملال دعائیں دے کر چل دیے۔

## اختلاف کے باوجود وسعت ظرفی

جمعیت علمائے اسلام سے حضرت مستعفی ہو چکے تھے اور خدام اہل سنت بن چکی تھی مجاہد ملت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمہ اللہ نے بھی جمعیت کو خیر باد کہہ دیا تھا اور چند احباب کے مشورہ سے الگ جمعیت علمائے اسلام قائم کر لی تھی میرا تعلق بھی آخر تک مولانا ہزاروی رحمہ اللہ کے ساتھ تھا۔ حضرت کی جماعت تو الگ تھی لیکن مولانا ہزاروی رحمہ اللہ کے موقف کو قدرے صائب جانتے تھے۔ جب کہ مفتی محمود صاحب رحمہ اللہ کی جماعت سے خاکساروں مودودیوں کی متحدہ دینی محاذ میں شمولیت کی وجہ سے اختلاف شدید تھا۔ حضرت دشمنان صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ اہل حق کے اشتراک کو کسی صورت گوارا نہیں کرتے تھے اور فرماتے کہ دشمنان صحابہ رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر نظام خلافت راشدہ کا نفاذ کیسے ممکن ہے۔ دونوں جمعیتوں میں بھی بعد المشرقین تھا۔

مولانا ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ دو دھاری تلوار تھے۔ اگر چہ تمام اہل حق نے اہل سنت والجماعت فتنہ مودودیت کے خلاف انتھک کام کیا اور عوام کو خبر دار کیا۔ لیکن مولانا ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر اور قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر نے مودودی فتنہ کو آدھ موا کر کے رکھ دیا۔ کاش کہ آئے دن کے اتحاد ہماری دل لگی کا سامان نہ ہوتے تو یہ فتنہ کب کا ختم ہو جاتا۔ قاضی صاحب کی تحریریں انشاء اللہ رہتی دنیا تک تریاق کا کام دیتی رہیں گی اور جب بھی مودودی کو اس کے افکار کے آئینہ میں دیکھا جائے گا تو رفض کی جیتی جاگتی تصویر سامنے ہو گی ان شاء اللہ ایمان محفوظ رہیں گے۔ نہ جانے اپنوں کو کب ہوش آئے گا بکھرے موتی سمٹتے رہتے تو شاید یہ دن نہ دیکھنا پڑتے ایک وہ وقت تھا جب خانقاہ سراجیہ سے مولانا ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ رفیق سفر کی تلاش میں قاسم العلوم ملتان پہنچے اور قافلۂ حق میں مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کو شامل کیا۔ اور ایک وہ وقت جو ہم نے دیکھا کہ دونوں بزرگ ایک وقت اتنے بہت ہوئے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ کر دیئے گئے۔ سیاست نے ہمیں تو کچھ فائدہ نہ دیا لیکن اس کا بڑا نقصان یہ ہوا کہ ہم مودودیت کو باطل کہتے ہوئے شرمانے لگے۔ حالانکہ رافضیت اور مودودیت ایک ہی جنس کے دو نام ہیں۔ اس اختلاف کے باوجود حضرت قاضی صاحب بہت زیادہ محتاط تھے اور اپنوں کو محتاط دیکھنا چاہتے تھے قائدین کا فرض ہوتا ہے کہ جماعتی کارکنوں کو بدلگام نہ ہونے دیں اور اگر کوئی سر پھرا ہو تو اسے جماعت سے دور کر دیا جائے۔

ایک واقعہ جو اس دور کا عبرت آموز ہے اور حضرت کا اس پر فوری تعاقب حضرت کا مزاج سمجھنے میں کافی ہے۔ ہرنولی ضلع میاں والی میں ایک جلسہ ہو رہا تھا خطیب اپنی خطابت میں مسحور ہوتا ہے اور مقرر موصوف مغرور بھی تھے کسی نے از راہ شرارت جلسہ میں کھڑے ہو کر پوچھ لیا کہ حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ کی آپ سند دکھائیں خطیب موصوف نے جو جواب لاجواب دیا وہ انہیں کا حصہ تھا اللہ معاف فرمائے۔ خیر جو ہوا اسے اخبار میں نہ آنا چاہیے تھا حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی نور اللہ مرقدہ ہزاروں احادیث کے حافظ تھے سب اہل حق کے مخدوم تھے اور صاحب نسبت بھی تھے کاغذی سند شاید نہ ہو گی یہ کیا کم ہے وہ ہزاروں علماء کے تفسیر میں، سینکڑوں کے حدیث میں اور دیگر کتب میں استاذ تھے۔ بیسیوں کو انہوں نے بیعت طریقت وارشاد سے مشرف فرمایا۔ ہمارے رسالہ الجمعیت راولپنڈی سے نکلتا تھا میں نے کبھی الجمعیت کا دفتر بھی نہ دیکھا تھا البتہ رسالہ میں پڑھتا تھا الجمعیت کے ایک کونہ میں یہ قابل مذمت خبر ایک گول دائرہ میں چھپ گئی بہتوں نے پڑھی ہو گی نہ جانے کیا تاثر لیا ہو گا۔ لیکن وہ خبر حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی پڑھی میں ان دنوں تعلیم سے فارغ ہو کر چک نمبر ۲۹ بوٹے والا ضلع فیصل آباد میں

خطیب تھا۔ مولانا ہزاروی رحمہ اللہ سے رابطہ رہتا تھا مولانا نے تاندلہ منڈی آنا تھا میرے پاس اشتہار پہنچا میں بھی جلسہ میں چلا گیا مولانا نے سلام کے جواب کے بعد جو پہلی بات پوچھی وہ یہ تھی کہ بھائی فلاں پرچہ کے فلاں حصہ میں یہ خبر تم نے پڑھی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں حضرت خبر تو ہے۔ جیب میں ہاتھ ڈالا تو ایک خط جو قاضی صاحب نے مولانا ہزاروی رحمہ اللہ کے نام لکھا تھا وہ نکالا اور مجھے کہا پڑھو۔ افسوس وہ خط لے کر فوٹو نہ کرا سکا۔

جس کا مختصر خلاصہ جو آج تک ذہن میں ہے وہ یہ تھا کہ جناب عالی آپ ایک عرصہ حضرت درخواستی مدظلہ کے زیر امارت جمعیت میں کام کر چکے ہیں کیا رائے کے اختلاف نے ہمیں اتنا دور کر دیا ہے کہ ہم اپنوں کی یوں پگڑیاں اچھالیں؟ کیا آئندہ نسلوں کے لیے یہ تحریر بڑوں کی بدتمیزی بے ہودگی کا سبق نہیں دے گی؟ کیا الجمعیت وقتی ضرورت ہے یا کہ آئندہ نسلیں اس کی فائلوں سے تاریخ مرتب نہیں کریں گی؟ وغیرہ غرض مولانا ہزاروی نے یقیناً ایڈیٹر کو بھی ڈانٹا ہوگا لیکن اس وقت جو جملے فرمائے مجھے اسی طرح یاد ہیں فرمانے لگے بھائی اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہمیں بھی کوئی پوچھنے والا ہے۔ اللہ قاضی صاحب کو جزائے خیر دے یہ سب جانتے ہیں کہ مولانا ہزاروی عمر میں حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ سے بہت بڑے تھے۔ لیکن اس خط سے پتہ چلتا ہے کہ کوئی بڑا اپنے چھوٹے کو غصہ کر رہا ہے وقت گزر گیا خود ۵۵ سال کے پیٹ میں ہوں حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ دونوں طرف کی نجی کمزوریاں نوٹ فرماتے اور بوقت ضرورت اپنوں کو اپنا سمجھ کر آگاہ بھی فرماتے۔ مولانا ہزاروی رحمہ اللہ ان دنوں بہت کمزور تھے رو پڑے اور کہنے لگے نہ جانے ہمیں کیا ہو گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب بھی بگاڑ پیدا ہوا چھوٹوں اور لوٹوں کی بدولت پیدا ہوا۔ ورنہ کون نہیں جانتا کہ مفتی محمود کے نام کھلا خط حضرت نے لکھا اور مفتی صاحب کی یہ مدبرانہ شان تھی کہ نہ صرف خندہ پیشانی سے برداشت کیا بلکہ میرے پاس ٹھوس شواہد ہیں کہ اپنی مجبوریوں اور کمزوریوں کا اعتراف بھی کیا۔

## میرے قائد کی شفقتیں اور اعتماد

پہلے عرض کر چکا ہوں کہ میرے مربی اول مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمہ اللہ تھے۔ میرے والد گرامی رحمہ اللہ گو مولوی نہ تھے لیکن ہمارے علاقہ میں بہت سے اہل علم کے ساتھ والد صاحب کے تعلقات مجلس احرار کی وجہ سے تھے اور ہمارا گھرانہ احراری گھرانہ تھا۔ مولانا ہزاروی رحمہ اللہ مجلس احرار

کے ابتدائی قائدین میں تھے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری ؒ کی مجلس کے بانیوں میں
تھے اور ہمارے شہر گڑھی حبیب اللہ میں تقسیم سے قبل آپ کا آنا بھی کئی مرتبہ ہوا یہ سب لوگ اہل حق تھے۔
والد صاحب مجلس احرار کے سرگرم کارکن رہے انہیں علماء اسلام کی محبت کا اثر تھا کہ ۱۹۶۰ء میں جب میری
عمر دس سال تھی حفظ مکمل ہوا تو والد صاحب دہلی دروازہ لاہور مجلس احرار کے دفتر سے دو بھائیوں کو اور
مجھے لے گئے اور میرے متعلق خاص طور پر مولانا سے عرض کی کہ مولوی صاحب میں نہیں جانتا مدارس کے
کوائف کیا ہوتے ہیں اسے آپ کے سپرد کرتا ہوں آپ جانیں اور یہ۔ سچی بات یہ ہے کہ مولانا نے بھی
میری نگرانی کا حق ادا کیا۔ جب تک زندہ رہے ہر کام میں میں نے تقریباً ان کے مشورہ کو اولیت دی اور
انہوں نے جو شفقتیں فرمائیں وہ اکیس سالہ داستان ہے۔ ۴ رفروری ۱۹۸۱ء مولانا فوت ہو گئے اور میں
روحانی طور پر یتیم ہو گیا۔ مولانا ہزاروی ؒ کی جمعیت علمائے اسلام ہزاروی گروپ الگ جماعت تھی
لیکن جماعت کے احباب کے قریب نہ تھا۔ مولانا کے موقف کا بھرپور مؤید تھا کبھی جماعتی اجلاس میں بھی
شامل ہو جاتا تھا لیکن جماعتی سرگرمیوں سے نو عمری گھریلو مجبوریوں کی وجہ سے دور رہا لیکن اپنے
آپ کو جماعت کا ہی جانتا تھا اور مولانا ہزاروی ؒ بھی اپنا جانتے تھے۔ مولانا کی جدائی میرے لیے
ایک عظیم حادثہ تھی کئی دن پریشان رہا ان دنوں جامع مسجد نور گروبازار میاں والی میں خطیب تھا ابھی مفتی
محمود ؒ حیات تھے شہر میانوالی میں جو اہل حق تھے ان کا تعلق مفتی محمود صاحب ؒ کے ساتھ تھا میرے
بھی مسلکی طور پر مقامی علماء کے ساتھ اچھے تعلقات تھے لیکن میں جمعیت کی پالیسی سے ہرگز مطمئن نہ تھا۔
البتہ فکر تھی کہ مولانا کی وفات کے بعد اکثر ساتھیوں نے مختلف جماعتوں میں شمولیت اختیار کر لی ہے اور
جماعت تقریباً ختم ہو چکی ہے تو مجھے بھی کسی جماعت میں سوچ سمجھ کر شامل ہو جانا چاہیے۔

## خدام اہل سنت میں شمولیت

انہیں دنوں میں نے مسجد نور میں ایک جلسہ رکھا جس میں تحریک خدام اہل سنت کے مرکزی مبلغ
مولانا خدا یار صاحب مرحوم بھکر والوں کو دعوت دی۔ مولانا خدا یار صاحب ورکر قسم کے آدمی تھے مجھے
کہنے لگے کہ میرے ساتھ ہماری جماعت کے اور مبلغ بھی آئیں گے آپ ان کو بھی دعوت دے دیں میں
نے کہا کہ ٹھیک ہے آپ لے آنا۔ یہ مولانا قاری عبدالحمید صاحب فاروقی تھے مرحوم سے پہلے واقف نہ
تھا دونوں حضرات نے رات جلسہ سے خطاب کیا طویل گفتگو کرنے کے بعد مجھے سالانہ سنی کانفرنس بھیں

کی دعوت دے دی۔ حضرت سے بھی ان حضرات نے بات کر لی اور اشتہار میں میرا نام بھی دے دیا میں مقررہ تاریخ پر بھیں پہنچ گیا حضرت قائد سے ملاقات ہوئی پہلے بھی حضرت مجھے جانتے تھے اور حضرت جہلمی رحمۃ اللہ علیہ بھی شفیق تھے ایک عرصہ سے تعلق تھا ادھر میرے استاذ گرامی مولانا محمد لیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی بھیں میں تھے۔ گویا میرے لیے جماعت کی مرکزی قیادت میں کوئی اجنبی نہ تھا بلکہ بہت سے جماعتی ورکر بھی میرے شناسا تھے ایک دو سیاسی جزیات کے علاوہ نظریاتی مسلکی ہم آہنگی بھی پوری طرح تھی۔ بزرگوں نے بیٹا سمجھ کر گلے لگایا اور میں نے دل میں فیصلہ کر لیا کہ اسی اہل حق کے قافلہ میں شامل ہوتا ہوں حضرت قائد تحریک سے کانفرنس شروع ہونے سے پہلے ملاقات ہوئی مروجہ سیاست سے نفرت بھر دی۔ ظہر کے بعد کانفرنس کے دوسرے اجلاس میں ظرافت بھرے انداز میں سٹیج سیکرٹری بزرگ عالم دین مولانا محمد خان مدظلہ نے مجھے دعوت خطاب دی اور سامعین سے فرمایا کہ ہزاروی گروپ کا ٹوٹا ہوا ستارہ سیاست کو خیر باد کہہ کر حق چار یار کے پرچم کے نیچے آ گیا ہے۔ میں خدام اہل سنت میں ایک خادم کی حیثیت سے شامل ہو گیا۔ یہاں تو قائد سے لے کر ادنیٰ ورکر سب خدام کہلانے میں فخر محسوس کرتے تھے۔

یہ پہلا دن تھا جب میں زلف مظہر کا اسیر ہوا اور آپ کی شفقتیں بڑھتی گئیں چند دن بعد میں نے حضرت کو میاں والی سنی کانفرنس رکھنے کی تجویز پیش کی اور پوچھا کون سے علماء کو مدعو کیا جائے۔ مشورہ لیا جو علماء میرے علم میں تھے ان کا ذکر کیا سوائے ایک کے حضرت نے سب کی منظوری دے دی اور آخری اجلاس میں شامل ہونے کا وعدہ فرما لیا جو اشتہار چھپا اس پر حضرت بہت خوش ہوئے۔ میں نے اشتہار میں اہل حق کے تمام نظریات مثبت انداز میں لکھ دیئے تھے مولانا جہلمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس اشتہار کو انقلابی اشتہار قرار دیا بروایت قاری شیر محمد صاحب علوی مدظلہ جامعہ اشرفیہ۔ لاہور میں جب یہ اشتہار لگا تو وہاں مماتی ٹولہ کو تکلیف ہوئی۔ مولانا عبدالرحمٰن اشرفی مدظلہ نے اسے باطل شکن اشتہار قرار دیا۔ کانفرنس شان وشوکت سے شروع ہوئی پہلے روز امین ملت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ مولانا قاری شیر محمد علوی اور دیگر علماء کے بیانات ہوئے دوسرے روز کے اجلاس میں تحریک خدام کے مبلغین مولانا عبد الحمید جسوانی، مولانا قاری عبد الحمید فاروقی اور میرے محسن مولانا خدایار مرحوم نے خطاب کیا۔ بعد نماز ظہر حضرت قائد تحریک کا بیان تھا قاری محمد حنیف صاحب مہتمم مدرسہ خیر المدارس ملتان بھی مدعو تھے اور بالکل نو عمر تھے حضرت سے عقیدت کی بنیاد پر دن کو تشریف لے آئے حالانکہ تقریر ان کی رات کو ہونی تھی۔ حضرت کا بیان شروع ہوا قاری محمد حنیف جالندھری مدظلہ سٹیج پر تھے دیگر شہر کے علماء اہل سنت مولانا محمد

رمضان مرحوم خطیب میانوالی مولانا محمد یعقوب مرحوم ہرنولی بھی سٹیج پر تھے حضرت نے واقعہ معراج النبی ﷺ تفصیلاً بیان کیا اور مسئلہ حیات النبی ﷺ کو کھولا۔ مدلل بیان ہوا میانوالی شہر میں منکرین حیات انبیاء اپنے آپ کو دیوبندی باور کرانے میں ایڑی چوٹی کا زور لگائے ہوئے تھے۔ حضرت قاضی صاحب مرحوم کی آمد ان کے لیے بہت شاق تھی کئی قسم کے پروپیگنڈے ہوئے لیکن بیان بلا مبالغہ الہامی تھا آج بھی جماعتی دفتر چکوال میں محفوظ ہے۔

## چند دن بعد جوابی جلسہ

ہماری کانفرنس کے بعد مماتیوں نے جوابی جلسہ کیا۔ نہ جانے کیوں خلاف توقع مولوی احمد سعید ککڑ ھٹوی نے پوری تقریر میں مسئلہ حیات نہ بیان کیا۔ حاضر ناظر علمِ غیب وغیرہ پر زور رہا۔ خیر ہماری کانفرنس میں خطاب کے بعد مع رفقا حضرت نے نمازِ عصر ادا کی کھانا کھایا اور میں نے کچھ کرایہ دینا چاہا بجائے لینے کے ایک ہزار روپیہ حضرت نے مجھے دیا اور ارشاد فرمایا مخالفین اس کے بعد جلسہ رکھیں گے یہ ہزار تو آپ کا ہے اور جو آپ کے پاس فنڈ ہے اس کو رکھیں آپ کو جواب میں جلسہ کرانا پڑے گا چنانچہ ایسے ہی ہوا۔

## ضلع میانوالی جلسہ اور قائدین کی آمد

مولانا عبدالعزیز صاحب ہماری جماعت کے جفاکش کارکن ہیں ہر سال تھے والی میں سالانہ جلسہ ہوتا تھا۔ ۱۹۸۵ء تھے والی میں جلسہ تھا ہمارے اکثر جلسے دن کو ہوتے ہیں۔ صبح کے اجلاس میں میرے علاوہ جماعتی مبلغین کے بیانات ہوئے ظہر کے بعد مولانا جہلمی رحمہ اللہ اور آخر میں حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کا بیان تھا۔ مسئلہ حیات النبی پر بھی حضرت نے مفصل گفتگو فرمائی اور مخالفین کی باسی کڑھی میں ابال آ گیا ہم جلسہ کے اختتام کے بعد نماز عصر میں مشغول تھے کہ دوسری جانب سے لاؤڈ سپیکر کھل گیا میں شیر محمد بول رہا ہوں میری باتوں کا قاضی صاحب یا ان کا کوئی نمائندہ جواب دے اور کچھ اعتراضات کے لیے چند قرآنی آیات پڑھیں۔ قائدین نے مجھے جواب دینے کو فرمایا میں نے جواب دیا تو صاحب موصوف محتاط گفتگو پر آ گئے رات گئے تک سلسلہ چلتا رہے۔ میرے قائدین ساتھ ساتھ میری اصلاح اور رہنمائی فرما رہے تھے آخر مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کے فارغ التحصیل اور مولانا مہر محمد میانوالی جو خود تھے والی کے رہائشی بھی ہیں۔ انہوں نے ادھر سے خاموشی کروا دی رات تو گزر گئی صبح کو بعد نماز فجر پھر لاؤڈ سپیکر پر اعلان ہوا کہ مولوی محمد امین قائد آباد والے درس دیں گے۔ مولوی امین صاحب فوت ہو گئے

جو لوگ ان سے واقف ہیں وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ مولوی صاحب عالم تو نہ تھے نہ مناظر البتہ غیر شائستہ زبان میں احمد سعید کے بھی کان کاٹتے تھے۔ ہمارے حضرات ان کو جانتے تھے مولانا عبد اللطیف صاحب جہلمی رحمہ اللہ فرمانے لگے یہ آدمی بدزبانی کرنا جانتا ہے اس کا جواب ایسا ہی ہونا چاہیے ہمارے ساتھ ایک نوجوان جو اس علاقہ سے یعنی مماتی ٹولہ سے وارد ہوئے تھے انہوں نے مولوی امین صاحب کا جواب انہیں کی زبان میں دیا۔ بعد میں پھر مجھے حکم ہوا کہ کچھ دیر بیان کروں دن ۹ بجے تک میں نے بیان کیا دوسری طرف خاموشی ہوگئی تھی ہم بھی خاموش ہوگئے میرے لیے یہ اعزاز ہے کہ مجھے قائدین نے منتخب بھی فرمایا ساتھ ساتھ مسئلہ اور نکتۂ اختلاف بھی سمجھایا۔ الحمد للہ اس کے بعد میں نے کبھی خفت محسوس نہیں کی اور اجمال و تفصیل سے مسئلہ حیات انبیاء کو بیان کیا چھوٹوں کو بڑے ہی بڑا بناتے ہیں میں نے اس روز جس انداز سے مسئلہ سمجھا فخر اور تحدیث نعمت کے طور پر عرض کروں گا کہ اس مسئلہ پر جو شرح صدر ہوا ہے سمجھتا ہوں کہ یہی حق ہے اور حیات انبیاء کا عقیدہ مع تعلق نہ تسلیم کرنا کھلی گمراہی ہے۔

ابھی ہم تھے والی سے فارغ ہوئے تھے تو قائدین نے فرمایا سنی متحدہ محاذ کے کنوینر مناظر اسلام علامہ عبد الستار تونسوی مدظلہ کا دعوت نامہ آیا ہے کہ کروڑ لعل عیسن ضلع لیہ میں سنی متحدہ محاذ کا جلسہ ہے اور تحریک خدام اہل سنت محاذ کا حصہ ہے اس لیے نمائندگی ضروری ہے ہر دو بزرگوں نے میرا اور صوفی محمد شریف صاحب آف کلور کوٹ اور ایک اور ساتھی کا انتخاب فرمایا ہمیں حکم ہوا کہ نماز ظہر تک کروڑ پہنچنا ہے ہم براستہ میانوالی بھل کے راستہ کروڑ لعل عیسن روانہ ہوئے۔ جماعت کی قیادت چکوال چلی گئی کروڑ میں متحدہ سنی محاذ کا فقید المثال اجتماع تھا۔ انتظام تنظیم اہل سنت کا تھا اور خوب تر تھا غالباً اگلے روز بھی دو اجلاس ہو چکے تھے اور صبح سے آج بھی جلسہ جاری تھا مولانا قاضی عبد اللطیف اختر مرحوم سٹیج سیکرٹری تھے سب شناسا چہرے تھے ہمیں اپنوں نے خوب اعزاز دیا ظہر کی نشست خدام اہل سنت کے لیے خاص کردی گئی بعد ظہر صوفی محمد شریف صاحب کا بھلا بیان تھا پھر ہمارے دوسرے رفیق نے چند منٹ بیان کیا آخری بیان میرا ہوا۔ میں کیا ہوں ہیچ ہے کچھ بھی نہیں چکوال اور جہلم میں یقیناً بزرگ ہمارے لیے دست بہ دعا ہوں گے انہیں دعاؤں کا صدقہ میں نے اور میرے رفقا نے سنی موقف بیان کیا بیان کے بعد حضرت تونسوی زید مجدہ نے جو جملہ فرمایا کہ ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں آپ نے پورا سنی موقف سمیٹ کر بیان کردیا ہے ماشاء اللہ۔ میرے لیے ان اکابر کی یہ شاباش سرمایہ افتخار ہے اس روز جتنی خوش نصیبی ہوئی کبھی زندگی میں نہیں ہوئی۔ واپس میانوالی چلا گیا صوفی صاحب موصوف نے چکوال جاکر ساری کاروائی

سنائی چند دن بعد حضرت سے ملاقات ہوئی فرمایا اللہ آپ کو جزائے خیر دے رپورٹ بہت اچھی موصول ہوئی ہے بس صحابہ رضی اللہ عنہم کی وکالت کرو نجات یقینی ہے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

## وکیل احناف کی پیش بانی

امین ملت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی نور اللہ مرقدہ ویسے تو تمام اہل سنت کے تھے لیکن خدام اہل سنت ان کی اپنی جماعت تھی وہ اپنے آپ کو جماعت کا ادنیٰ خادم کہلانے میں فخر محسوس کرتے تھے۔ شیخ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے بعد حضرت قاضی صاحب نور اللہ مرقدہ کے مرید ہو گئے تھے۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا جہلمی ان کو صحیح معنی میں ترجمان اہل حق جانتے تھے۔ سرگودھا میں حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے مولانا عبدالمعید صاحب زید مجدہ نے ایک جلسہ رکھا شہر میں غیر مقلدین نے شاید چیلنج کر دیا کہ اگر ماسٹر امین رحمۃ اللہ علیہ آئے گا تو ہم مناظرہ کیے بغیر نہیں جانے دیں گے۔ یہ جلسہ ۱۴؍۱۸ اپریل ۱۹۸۸ء کو تھا غالباً میں میانوالی چھوڑ کر جہلن ضلع گوجرانوالہ آ چکا تھا۔ جلسہ تو سرگودھا میں تھا لیکن ہمارے اکابر اسے پوری حنفیت کا مسئلہ سمجھتے تھے شاید مولانا عبدالمعید نے چکوال اطلاع دی ہوگی۔ واللہ اعلم۔

لیکن میرے قائدین نے جماعت کے چیدہ افراد کو سرگودھا جانے کا حکم دیا قاری عبدالحمید فاروقی تلہ گنگ سے مولانا عبدالحق خان بشیر گجرات سے صوفی ارشاد حسین چاریاری سرگودھا سے حکماً روانہ کر دیے گئے۔ مجھے صبح چکوال سے فون پر سرگودھا جانے کا حکم ملا اور تھوڑی دیر بعد حضرت جہلمی رحمۃ اللہ علیہ نے فون پر سرگودھا جانے کی تاکید کی ہم تمام کارکن مدرسہ سراج العلوم دو دو تین ساتھیوں کو لے کر پہنچ گئے مولانا اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا رات A بلاک کی مسجد اور لامذہبوں کے دیس بیان ہوا۔ فریق مخالف کو میدان میں آنے کی جرأت نہ ہوئی بعد نماز فجر پھر درس ہوا۔ ہمیں حکم تھا کہ مولانا اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سائے کی طرح رہنا۔ مولانا عبدالحمید فاروقی تو حضرت اوکاڑوی کے پشت پر باڈی گارڈ بن کر رات کے چار گھنٹے اور صبح کی تقریر میں کھڑے رہے۔ مولانا عبدالحق خان ایک طرف اور ناچیز ایک طرف بیٹھ گئے۔

## رانا شمشاد احمد سلفی کی بزدلی

رات تو اپنی فطرت کے مطابق لامذہبوں نے چیٹ بازی کی۔ مولانا لاجواب قسم کے جوابات دیتے رہے صبح کے درس میں ایک رقعہ پر چند سوالات رانا شمشاد سلفی کے دستخط سے آئے اور لکھا ہوا تھا کہ میں آپ کے جلسہ میں موجود ہوں۔ یہ محض مرعوب کرنے کی خاطر تھا شیر اوکاڑہ نے رقعہ پڑھا جس میں

مناظرے کا چیلنج تھا کہ ابھی مناظرہ ہوگا۔ مولانا نے للکار کر فرمایا ادھار نہیں ابھی آؤ چھپتے کیوں ہو؟ میں تو رات سے آیا ہوا ہوں لیکن کسی کو سامنا کرنے کی جرأت نہ ہوئی الحمد للہ جلسہ کامیابی سے ختم ہوا۔ مگر میرے قائدین کی نظریں اور توجہات اسی طرف رہیں ایک ساتھی نے بتایا مولانا جہلمی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ رات اللہ کے سامنے رو کر گزاری۔ حضرت قائد رحمۃ اللہ علیہ نے غالباً دو دفعہ رات بھی فون پر حالات معلوم کیے اور صبح بھی نماز کے فوراً بعد فون آیا۔ ۱۰ بجے ہم نے کامیابی کا فون کیا دعائیں دیں یہ ان کی حق اور اہل حق کے لیے فکر مندی تھی۔

## عثمانی فتنہ کا تعاقب

بلوٹر ایک گاؤں ہے چکوال کے ضلع میں نیلا روڈ پر یہاں چند نوجوانوں میں کیپٹن مسعود الدین عثمانی کے ایمان سوز مذہب اختیار کرنے کی تحریک شروع ہوئی۔ جماعتی مقامی احباب نے حالات سے حضرت کو آگاہ کیا حضرت نے فوراً جماعت کے تحت جلسہ رکھا۔ مولانا اوکاڑوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور قاضی ظہور الحسین صاحب، مولانا عبدالحی صاحب چھالیہ اور ناچیز کو حکم دیا بیانات ہوئے۔ چونکہ دیہات کے لوگ سادہ ہوتے ہیں انہوں نے مولانا اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عبدالحی کو جو کچھ بتایا وہ ایک اور نوزائیدہ جماعت المسلمین سمجھے نوجوانوں نے چند سوالات کیے میں سمجھ گیا کہ تریاق جو دیا گیا ہے زہر کے خلاف ہے میں جلدی سے مسجد میں گیا تو پہلی نشست ختم ہو چکی میں نے استاذ محترم سے عرض کیا کہ معاملہ تو کیپٹن گروپ کا ہے۔ حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مجھے تو جماعت المسلمین کی نشان دہی کی گئی تھی اب تو میں نے رات ملتان پہنچنا ہے۔ ظہر کے بعد میرا بیان تھا فتنہ کی پوری نشان دہی کی اگر مولانا کو بھی صحیح معلومات دی جاتیں تو یقیناً وہ اس میدان کے شاہسوار تھے۔ خیر کاروائی چکوال پہنچی حضرت نے مجھے حکم دیا کہ ہر ماہ ایک درس یہاں آ کر دیا کرو میں کافی عرصہ جاتا رہا جس کا فائدہ یہ ہوا کہ جو لوگ ضدی تھے وہ تو اڑے رہے جو حق کے متلاشی تھے ان کو اللہ نے ہدایت دی اور عقائد اہل سنت پر مضبوط ہو گئے۔ چھ سال ہونے کو ہیں پھر یہ فتنہ سر نہیں اٹھا سکا۔ حضرت جس کا تعاقب فرماتے پوری طرح فرماتے اور کسی قسم کی رعایت روا نہ رکھتے۔

## اہل بدعت کی تردید

چکوال موٹر وے کے قریب ماڑی نامی گاؤں میں ایک نئی مسجد بنی تمام نمازی حنفی دیوبندی تھے۔ ایک صاحب جو کسی بدعتی پیر کے گرویدہ تھے کئی سال کی بات ہے اس مسجد میں میرا رات بیان ہوا مسجد کے امام حافظ عبدالغفور صاحب نابینا ہیں مگر مسلکاً بہت پختہ ہیں اُن کی دعوت پر میں حاضر ہوا تھا جلسے میں بھی

ان صاحب نے بولنے کی کوشش کی جو ناکام ہوئے تو بعد میں گاؤں میں فتنہ کھڑا کر دیا۔ حضرت قائد کی نصف صدی سے زائد محنت نے چکوال کے مضافات سے اہل بدعت کا دیوالہ کر دیا ہے۔

چند دن کے بعد حضرت کو معلوم ہوا کہ چکوال کے بریلویوں نے اس آدمی کی پیٹھ تھپکی ہے اور ذکر بالجہر بعد نماز اور سنتوں کے بعد اجتماعی دعا (خیر سے جس پر خود اعلیٰ حضرت بھی عامل نہیں تھے) اور اذان سے قبل صلوٰۃ وسلام پر مباحثے شروع ہیں۔ حالات کشیدہ ہو رہے تھے چونکہ حضرت کی پالیسی تھی کہ عظمت صحابہ کا موضوع زیادہ تر زیر بحث رہے اور عوام کو رافضیت سے باخبر کیا جائے۔ مگر رضا خانیت کو اس میں بہت نقصان نظر آ تا رہا ہے آئے دن کوئی نہ کوئی خباثت ان کی فطرت ثانیہ ہے۔ حضرت بھی اس فتنہ سے باقی فتنوں کی طرح کبھی غافل نہیں رہے جونہی حالات بگڑتے ہوئے نظر آئے تو حضرت نے مرکزی جامع مسجد ماڑی میں جلسہ رکھنے کا حکم دیا اور مذکورہ مسائل فقہائے احناف رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تحقیقات کی روشنی میں با دلائل واضح کرنے کا حکم دیا۔ صوفی ارشاد حسین چار یاری نعت خوان مولانا عبد اللہ قلص مولانا عبدالحمید فاروقی مرحوم کو روانہ کیا اور خوب تعاقب ہوا حضرت کی توجہات تھیں میرا بیان اس دن بھی آخری تھا اللہ کے فضل و کرم سے اس جلسہ کے بعد آج تقریباً نو سال ہونے کو ہیں ماڑی میں رضا خانیت کی بدعی منانے والا بھی کوئی نہیں اور ہمارے جلسے صرف ربیع الاول میں دو ہوتے ہیں۔

## چند یادگار ملفوظات

- مسئلہ حیات انبیاء میں اکثر فرماتے۔ تفصیلات میں نہ جاؤ یہ علماء کا کام ہے روح کا تعلق مان لو ایمان بچ جائے گا۔
- صحابہ رضی اللہ عنہم کے وکیل بنو اللہ ہر سنی کو صحابہ رضی اللہ عنہم کی وکالت کی توفیق عطا فرمائے۔
- بندہ نے ایک دفعہ کچھ وظیفہ پوچھا تو فرمایا بس لوگوں کو حق چار یار سمجھاؤ جو مقصود ہے باعث نجات ہے آج علماء اس مسئلہ سے غافل ہیں۔
- یزید کے فسق پر اس سے بڑی دلیل کیا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مقابلہ کیا سیدنا حسینؓ ابن زبیرؓ، عبداللہ بن حنظلہؓ، عبداللہ بن مطیعؓ صحابہ سے مقابلہ ہے غیر صحابی کا صحابی سے مقابلہ بھی فسق نہیں؟ ضروری ہے کہ زانی شرابی ہو تب فاسق مانوں گے۔
- پکے سنی بنو، نہ خارجی، نہ رافضی، نہ مودودی، مذہب حق صرف اہل سنت والجماعت ہے۔
- خطائے اجتہادی حق کے دائرہ میں ہوتی ہے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں۔ عمر بن عاص رضی اللہ عنہ پر

جو تنقید کرتا ہے۔ وہ سنی نہیں کسی صحابی پر تنقید نہ کرو خطائے اجتہادی علماء سے سمجھو۔

(۶) تمام صحابہ رضی اللہ عنہم جنتی، حضرت علیؓ بھی جنتی صحابی، حضرت امیر معاویہؓ بھی جنتی، درجات کا فرق ہے نہ سب انبیاء درجات میں برابر ہیں نہ سب صحابہ رضی اللہ عنہم۔ لا یستوی منکم قرآن کی نص قطعی کا انکار کفر ہے۔ اور وکلا وعد اللہ الحسنی۔ اس کا انکار بھی کفر ہے۔

(۷) سارے نبیوں کو مانو، سب صحابہ رضی اللہ عنہم کو مانو، ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ہماری مائیں ہیں اہل بیتؓ کو مانو ولیوں کو مانو۔ کسی کی توہین نہ کرو۔

(۸) مسئلہ خلافت میں حق چار یار کی خلافت نرالی ہے اس پر قرآن کی شہادت ہے۔ حدیث کی شہادت ہے باقی بھی صحابہ رضی اللہ عنہم خلیفے بنے ہیں حضرت حسنؓ کی خلافت چھ ماہ حق ہے حضرت امیر معاویہؓ صلح کے بعد برحق خلیفہ ہیں۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ برحق ہیں۔

(۹) ہمارے بزرگ اہل اللہ تھے۔ شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ سے ہمارا تعلق یہ اللہ کا فضل ہے ہمارے دادا مرشد حضرت گنگوہی قطب الارشاد رحمہ اللہ تھے سید الطائفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ چشتی صابری سلسلہ کے بہت بڑی ولی اللہ تھے۔ قادری سہروردی نقشبندی سب ٹھیک ہے آج والوں کو نہ دیکھو پہلوں کو دیکھو تبلیغی جماعت کا کام بہت اچھا ہے اصلاح ہو جاتی ہے کمزوریاں ہر جگہ ہوتی ہیں۔

بندہ جب جماعت میں شامل ہوا تو بیعت کا تعلق حضرت مولانا عبید اللہ انور رحمہ اللہ سے تھا آپ کی وفات کے بعد جب بیعت کی درخواست کی قبول فر مالیا اور فرمایا آدمی شیخ کی وفات کے بعد دوسرے سے بیعت تو ہوسکتا ہے لیکن پہلے شیخ کی عقیدت میں فرق نہ آئے اور نہ بدظنی ہو۔ مولانا عبید اللہ انور اہل اللہ میں سے تھے اور حضرت لاہوری تو سب کے مخدوم تھے۔

یہ تھے میرے شیخ میرے قائد جن کی زندگی کھلی کتاب کی طرح تھی۔ ظاہر و باطن ایک تھا کسی سے محبت تھی تو اللہ کے لیے۔ اختلاف تھا تو وہ بھی اللہ کے لیے صدیوں کے بعد جو لوگ پیدا ہوتے ہیں آپ ان میں سے ایک تھے زمین کے پیٹ میں بہت سے ماہ پارے غروب ہوئے ان کے بعد اُن کی کمی پوری ہونا ناممکن ہے۔ اللہ آپ کے جانشین اور لائق فرزند برادرم قاضی ظہور الحسین اظہر کو سلامت رکھے ہمیں آپ کی قیادت پر پورا اعتماد ہے۔

اللہ ہماری صفوں میں اتحاد پیدا کریں اس سیاہ کار کو حضرت کا مشن جاری وساری رکھنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔ آمین بجاہ النبی الکریم۔

# صاحب بصیرت وعزیمت شخصیت

مولانا محمد فیاض خان سواتی ☆

محفل کی رونقیں ہیں مرے اضطراب سے
پروانے کے لباس میں شمع لگن ہوں میں

۳ ذوالحجہ ۱۴۲۴ھ بمطابق ۲۶ جنوری ۲۰۰۴ء بروز سوموار صبح ہی صبح بذریعہ ٹیلی فون یہ دل فگار خبر ملی کہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ انتقال فرما گئے ہیں۔ بے ساختہ زبان سے انا للہ وانا الیہ راجعون کا ورد جاری ہوا، قحط الرجال کے اس دور میں قاضی صاحب رحمہ اللہ اور ان جیسی نابغۂ روزگار ہستیوں کا یکے بعد دیگرے دنیا سے اٹھتے چلے جانا یقیناً موت العالم کا مصداق اور علامات قیامت کا پے در پے اظہار ہے۔

آپ مسلک اہل السنۃ والجماعۃ کے ایک مایہ ناز، قابل قدر، ہردلعزیز، متبحر عالم باعمل اور روحانی پیشواء ومقتداء تھے، اکابر علماء دیوبند کے مسلک وفکر سے آپ کو غیر معمولی شغف تھا، حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کے متعلق ماہنامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم کے لئے لکھی جانے والی آپ کی آخری تحریر اس پر شاہد عدل ہے، جس کے املاء کے دوران ہی آپ بیمار ہوئے اور یہ تحریر ادھوری ہی رہ گئی۔ [1] کاش کہ یہ تحریر مکمل ہو جاتی اور بہت سے گمنام تاریخی گوشے وا ہو جاتے۔ لیکن قضاء قدر کے فیصلے اٹل ہوتے ہیں، آپ کی زندگی نے وفا نہ کی اور اس نے آج تک کسی کے ساتھ بھی وفا نہیں کی، یوں آپ کے سینے میں چھپے ہوئے بہت سے تاریخی حقائق ہمیشہ کے لئے پردۂ خفا میں چلے گئے جن کے منظر عام پر آنے سے بہت فائدہ ہوتا، تقریباً نوے برس کی عمر میں آپ کی رحلت سے جہاں عالم اسلام ایک نامور، ممتاز، حق گو، بابصیرت اور صاحب

---

☆ مہتمم جامعہ نصرت العلوم، گوجرانوالہ

[1] الحمد للہ حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی یہ تحریر بڑی حد تک مکمل ہو چکی تھی "قائد اہل سنت نمبر" سے فراغت پر اس کی اشاعت کے لئے کوشش کی جائے گی۔ ان شاء اللہ ...... رشیدی

عزیمت شخصیت سے محروم ہو گیا وہاں پاکستان کی سرزمین بھی حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے آخری خلیفہ مجاز کی برکات سے ہمیشہ کے لئے تہی دامن ہو گئی ہے، ہر آدمی اپنی جگہ ان کی جدائی سے غم واندوہ میں مبتلا ہے کیونکہ آپ کی ہمہ گیر شخصیت اہل علم اور عامۃ المسلمین سب ہی کی نظروں میں یکساں محبوب تھی، مسلک سے والہانہ لگن، عقائد میں فولادی پختگی اور افکار میں صلابت جیسی نمایاں صفات کی وجہ سے ہر کہ ومہ کے ہاں آپ ایک بلند پایہ مقام کے حامل تھے یہی وجہ ہے کہ ''قائد اہل سنت'' کا پرشکوہ لقب آپ کے لئے زبان زدعام تھا۔

آپ کی دینی خدمات پون صدی پر محیط ہیں، سن ۱۹۱۴ء میں پیدا ہوئے، اور سن ۱۹۳۹ء میں دارالعلوم دیوبند سے سند فراغت حاصل کی اور اس کے بعد مسلسل دینی، مسلکی، تصنیفی اور سیاسی میدان میں بے لوث خدمات انجام دیتے رہے، مدنی جامع مسجد چکوال کی خطابت، مدرسہ عربیہ اظہار الاسلام کا اہتمام، تحریک خدام اہل سنت والجماعت کی امارت، تصنیف وتالیف، سلوک وارشاد، وعظ وتبلیغ، مدارس ومساجد کا قیام، مسلکی و جماعتی پروگراموں میں شرکت کے لئے دور دراز علاقوں کے اسفار یہ تمام امور آپ نہایت عزم واستقلال سے تقریباً تادم واپسیں انجام دیتے رہے۔

سن ۱۹۶۹ء سے قبل جمعیۃ علماء اسلام کے ساتھ عملی وابستگی کی وجہ سے اس کے سیاسی پروگراموں میں بھی سرگرمی سے حصہ لیتے رہے بلکہ ضلع جہلم کے امیر اور جمعیت کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن بھی رہے، بعد ازاں اس سے علیحدگی اختیار کر کے تحریک خدام اہل سنت والجماعت کے نام سے نئی جماعت کی بنیاد رکھی اور سیاست سے کنارہ کشی اختیار کر کے صرف مذہبی ومسلکی بنیاد پر منظم اور پرامن طریقے سے تحریک کا آغاز فرمایا اور اس ضمن میں مصائب وآلام جھیلتے ہوئے بے پناہ قربانیاں بھی دیں۔ تحریک ختم نبوت اور دیگر کئی مواقع پر آپ کی اسارت کا زمانہ دس سال کے لگ بھگ ہے، آپ کی زندگی اکابر علماء دیوبند کے عملی نمونہ کی مکمل عکاس تھی، انحطاط کے اس دور میں دلجمعی کے ساتھ عقیدہ ومسلک پر بے دریغ ڈٹ جانا اور اس ضمن میں کسی کی طعن وملامت کو خاطر میں نہ لانا آپ کا طرۂ امتیاز تھا، مسلک دیوبند سے سرمو انحراف کرنے والے کسی چھوٹے بڑے کو تقریر وتحریر کے ذریعے آگاہ کرنا آپ کی عظمت، شفقت اور عزیمت کی ایک بڑی نشانی تھی۔

افسوس! کہ آج وہ ہستی ہم میں نہیں رہی جو دیانت ومتانت کے ساتھ اصلاح افکار اور مسلک کے دفاع میں اپنے ناتواں وجود کو ہر کٹھن گھڑی میں بطور ڈھال پیش کر دیتی تھی اس عالم رنگ وبو میں باطل

فرقوں کے علاوہ کچھ دیو بندیت کا ظاہری لحاظ اوڑھے ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس قلندرانہ طرز عمل سے سخت نالاں اور کبیدہ خاطر تھے، اسی لیے وہ آپ پر موقع بموقع پھبتیاں بھی کستے رہتے تھے لیکن اس مرد درویش نے کبھی کسی کے ساتھ ذاتی پرخاش نہیں رکھی بلکہ ہمیشہ دلائل کے ساتھ اپنی بات کا اظہار فرمایا اور مسلکی مفاد کو ہمیشہ مقدم رکھا، یوں پرایوں کے ساتھ اپنوں کی جانب مسلسل زیادتیوں کو بھی خندہ پیشانی سے برداشت کرتے رہے اور آپ کے پایہ استقلال میں کسی بھی موقع پر ذرہ برابر لغزش نہ آئی۔

آپ مدرسہ نصرت العلوم میں بھی کثرت کے ساتھ تشریف لاتے رہے، کئی بار جمعہ پڑھایا اور وعظ بھی ارشاد فرمایا، غالباً سن ۲۰۰۰ء میں آخری بار تشریف لائے اور علالت کے باوجود طلباء کرام اور احباب کو تقریباً ایک گھنٹہ بیان فرمایا، مدرسہ نصرت العلوم کے تعلیمی معیار پر اطمینان اور اس کے ساتھ آپ کے لگاؤ کا اندازہ صرف اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ آپ نے اپنے صاحبزادے اور جانشین مولانا قاضی ظہور الحسین صاحب اظہر کو تعلیم دلانے کے لئے میرے والد محترم مفسر قرآن حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتی مدظلہ العالی کی خدمت میں بھیجا، انہوں نے آپ کے سامنے زانوے تلمذ طے کرتے ہوئے دورۂ حدیث شریف میں سند فراغت حاصل کی۔

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہماری حسن عقیدت کی دیگر بہت سی وجوہات میں سے کچھ یہ ہیں کہ وہ اور والد محترم مدظلہ دونوں دارالعلوم دیو بند کے فاضل ہیں، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں، دونوں شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہی کے مرید ہیں، دونوں کو حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے شرف ملاقات حاصل ہے، حق گوئی اور عزیمت میں دونوں کا مزاج قدرے یکساں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دونوں پر دہشت گردی اور اشتہاری مجرم جیسے سنگین الزامات لگتے رہے۔ حق گوئی کی پاداش میں مقدمات بنتے رہے جن کی وجہ سے قید و بند کی مشکلات سے بھی دوچار ہوتے رہے ہیں۔

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ویسے تو ہم بچپن ہی سے سنتے اور دیکھتے چلے آرہے تھے لیکن دونوں بزرگوں کے اس قدر اشتراک نے ہمیں ذہنی طور پر ان کے اور قریب کر دیا تھا۔ آپ کی خدمت میں کئی بار حاضری کا موقع ملا، بندہ کے ساتھ بے حد شفقت فرماتے تھے، والد محترم مدظلہ کی علالت کے باعث ایک مرتبہ ہمارے گھر صرف تیمارداری کے لئے تشریف لائے، جب بھی آپ کی کوئی نئی کتاب یا پمفلٹ شائع

ہوتا تو والد محترم مدظلہ کو ضرور بھیجتے اور والد محترم مدظلہ کی بھی ہر نئی کتاب انہیں بھجوائی جاتی، آپ ماہنامہ نصرت العلوم کا مطالعہ بھی فرماتے تھے بلکہ ایک موقع پر آپ نے بزرگانہ شفقت فرماتے ہوئے ماہنامہ کے ایک اہم مسئلہ کی طرف کسی ذریعہ سے توجہ مبذول کرائی جس کی اصلاح کی گئی، آپ کی بیسیوں تحقیقی تصنیفات علمی یادگار ہیں جو رہتی دنیا تک مسلک اہل سنت والجماعت حنفی دیوبندی سے تعلق رکھنے والوں کے لئے روشنی کا راستہ فراہم کرتی رہیں گی اور خود حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے لئے بھی صدقہ جاریہ کا ثواب پیہم ثابت ہوں گی۔

حقیقت یہ ہے کہ جو بھی انسان اس دنیا میں آیا بالآخر اس نے ایک نہ ایک دن ضرور مالک الملک کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے، اس سے کسی کو انکار نہیں لیکن کچھ ہستیاں ایسی بھی ہیں جن کے اٹھنے سے علم و عمل کے چمنستان میں خزاں نما تاریکی بڑھتی چلی جارہی ہے اور روشنی کے چراغ کم ہوتے چلے جارہے ہیں، نئی نسل کے لئے ایک قابل تقلید نمونہ چھوڑ کر قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھیں کی اس سرزمین میں سپرد خاک ہو گئے جہاں سے ان کا خمیر اٹھا تھا۔

احقر بھی مدرسہ نصرت العلوم کے اساتذہ اور ان ہزاروں لوگوں کے ساتھ آپ کے آبائی گاؤں بھیں چکوال جنازہ میں شریک ہوا، بعدازاں آپ کی علمی یادگار مدرسہ عربیہ اظہار الاسلام چکوال شہر میں بھی حاضری دی، جہاں کے درودیوار، مریدین اور شاگرد سب ہی آپ کی جدائی کے غم میں سوگوار تھے، دفتر کے ایک ذمہ دار آدمی حافظ عبدالوحید حنفی نے ہمارے وفد کے سامنے اس حیرت انگیز بات کا انکشاف کیا کہ جب حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ابتداء میں چکوال تشریف لائے تھے تو اسی وقت انہوں نے یہ بات طے کر لی تھی کہ وہ تاحیات وظیفہ نہیں لیں گے اور پھر آخر دم تک بغیر کسی سے سوال کیے اس پر کاربند رہے باوجودیکہ ہندوستان کے سفر کے علاوہ چودہ بار حرمین شریفین کا سفر بھی کیا اللہ تعالیٰ ہی ان کا نظام چلاتا رہا اس مسلسل مجاہدہ پر اس کے علاوہ اور کیا کہا جا سکتا ہے.........

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

اللہ تعالیٰ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ہمہ جہت خدمات کو شرف قبولیت سے نوازتے ہوئے آپ کے درجات کی بلندی کا ذریعہ بنائے اور جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے، پسماندگان کو صبر جمیل اور ہم سب کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی ہمت عطا فرمائے، آمین یا الٰہ العالمین

[بشکریہ ماہنامہ نصرۃ العلوم ... بحوالہ مارچ ۲۰۰۴ء]

# حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا عکس جمیل

مولانا محمد ازہر ☆

الحمد لله و کفیٰ و سلام علیٰ عباده الذين اصطفی

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے

یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

مولانا محمد علی جوہر مرحوم کا یہ شعر ہمارے دور میں کسی شخصیت کی حق گوئی و بے باکی، دینی غیرت و حمیت، تصلب فی الدین اور کسی مصلحت یا مروت کے بغیر کلمۂ حق کہنے پر صادق آتا ہے تو وہ مناظرِ اہل سنت، وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم، ترجمان مسلک حق حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نور اللہ مرقدہ کی شخصیت تھی۔ افسوس کہ حق کا یہ ترجمان ۳/ ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ، ۲۶/ جنوری ۲۰۰۴ء کو اپنی شعوری زندگی میں تقریباً ستر برس تک حق کی منادی کرتے ہوئے دنیا سے رخصت ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت وولادت کا مہینہ ایک ہی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ۱۰/ ذی الحجہ ۱۳۳۴ھ کو ضلع چکوال کے گاؤں ''بھیں'' میں پیدا ہوئے۔ ابتداء میں تعلیم اپنے والد محترم مولانا کرم الدین دبیر رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی جو ایک جید عالم اور ماہر مناظر تھے۔ ۱۹۲۸ء میں گورنمنٹ ہائی سکول چکوال سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ اس کے بعد دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ میں موقوف علیہ تک تعلیم پانے کے بعد دورہ حدیث شریف کے لئے ۱۹۳۹ء میں برصغیر کی عظیم دینی درسگاہ دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے۔ دارالعلوم دیوبند اس وقت بھی برصغیر کی نامور علمی شخصیات کی بدولت اہلِ علم کا مرجع تھا جن میں شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی قدس سرہ، حضرت مولانا علامہ شبیر احمد عثانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا علامہ شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا اعزاز علی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیات نمایاں تھیں۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان تمام جامع الکمالات ہستیوں سے

---

☆ مدیر ماہنامہ الخیر، ملتان

کسب فیض کیا لیکن شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے محبت و عقیدت کا خاص تعلق تھا جو بیعتِ سلوک و تصوف کی صورت میں بھی ظاہر ہوا۔

احقر کی ناقص رائے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے طرز حیات اور تمام دینی خدمات میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ و استاذ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا رنگ نمایاں تھا۔ اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک طرف فنائیت و تواضع اور بے نفسی و ایثار میں اپنے شیخ کی تصویر تھے تو دوسری طرف حق گوئی، اتباعِ سنت، صبر و استقامت اور زہد و ورع میں بھی حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا عکس جمیل تھے۔ حضرت مدنی قدس سرہ کی طرح دینی غیرت و حمیت اور باطل و گمراہ فرقوں اور تحریکوں کے خلاف کسی رعایت و مصلحت کے بغیر زبان و قلم کا استعمال حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا طرۂ امتیاز تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جس چیز کو حق سمجھا، عمر بھر کسی مصلحت یا مداہنت کے بغیر اسے بانگ دہل بیان فرمایا اور اس راہ میں کسی بڑی سے بڑی شخصیت یا تعلق کی پرواہ نہیں کی۔ اس سلسلہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جہاں قادیانیت، پرویزیت، رافضیت، اور بہائیت جیسے فتنوں کے کفر و الحاد اور زیغ و ضلالت کو برملا بیان کیا وہاں اہل سنت والجماعت کے عقائد اور مسلکِ حق سے انحراف کرنے والے افراد، جماعتوں اور گروہوں کا بھی بھرپور علمی تعاقب فرمایا۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ عقائد نظریات اور کتاب و سنت کی تعبیرات میں اکابر علمائے دیو بند کے متصلب پیروکار تھے اور اس دور میں انہیں بحیثیت مجموعی دین حق کا ترجمان اور معیار قرار دیتے تھے۔ ان کے اس تصلب اور بے لچک رویے کے باعث ان کے بعض اقدامات سے کچھ افراد اور گروہ شاکی بھی رہے مگر ان کی پوری زندگی کم و بیش اس شعر کی تصویر بن کر رہ گئی تھی کہ............

اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش
میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

چنانچہ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے باطل و ملحد فرقوں کے استیصال و تعاقب کے علاوہ ان افراد اور گروہوں کی فکری لغزشوں کو بھی بے نقاب کیا جو کسی حوالے سے خود کو علمائے دیو بند کی طرف منسوب کرتے تھے۔ ان کا مؤقف اس سلسلہ میں یہ تھا کہ اگر ایسے افراد سے صرف اس لئے صرفِ نظر کر لیا جائے کہ ان کی نسبت دیو بند کی طرف ہے تو اس سے مسلکِ حق مجروح ہوتا ہے اور علماء دیو بند کے بارے میں غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں، اس لئے عامۃ الناس کو شکوک و شبہات سے بچانے اور صحیح اور غلط کے درمیان امتیاز کرنے کے لئے ایسے افراد اور گروہوں کی نشاندہی اور مدلل تردید ضروری ہے۔ احکام شریعت کی اتباع اور مسلکِ حق کی حفاظت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تمام مصلحتوں سے بالاتر تھی۔ اپنے اسی سبب وحق

پرستی کے بدولت آپ رحمہ اللہ نے ''جمعیۃ علماء اسلام'' سے علیحدگی اور اپنے بعض مخلص احباب و رفقاء کی جدائی کے صدمہ کو برداشت کیا مگر عقیدہ و عمل پر کوئی آنچ نہ آنے دی۔ وہ موجودہ سیاسی دور کی پیدا کردہ منافقت اور کمپرومائزنگ کی پالیسی کے قائل نہیں تھے، نہ ہی خلاف شریعت ''امور پر سمجھوتے'' یا ''حکمتِ عملی'' کے پرفریب نام پر مقاصد شریعت کو ملیامیٹ کرنے کے روادار تھے، جس کی ایک واضح مثال ان کا جماعتِ اسلامی کے بارے میں رویہ تھا۔ جماعتِ اسلامی کے بانی مولانا ابوالاعلیٰ مودودی اور ان کی جماعت کو اہل سنت والجماعت کے عقائد کا حامل سمجھا جاتا تھا۔ مگر اہل علم پر مخفی نہیں کہ مولانا مودودی مرحوم بہت سے عقائد و مسائل میں انفرادی رائے رکھتے تھے۔ ان کے سیاسی کیریئر کی وجہ بعض دینی حلقوں میں ان کے بارے میں نرم گوشہ پایا جاتا ہے، مگر حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ اپنے جلالی مزاج اور دینی حمیت کے باعث ایسی نرمی کے قائل نہ تھے۔ چنانچہ انہوں نے اس موضوع پر مستقل کام کیا اور تحریر و تقریر کے ذریعے مودودی صاحب اور جماعت اسلامی کے ان عقائد و مسائل کی نشاندہی کی جو مسلکِ اہل سنت والجماعت کے خلاف ہیں، بالخصوص مسئلہ عصمت انبیاء اور خلفاء و اصحابِ رسول ﷺ کے معیار حق ہونے کے بارے میں مودودی صاحب کی فکری لغزش کا علمی و تحقیقی تعاقب کیا اور یہ واضح کیا کہ یہ سمجھنا یا کہنا کہ حضرت داؤد علیہ السلام سے بہت بڑا گناہ ہو گیا تھا۔ حضرت یونس علیہ السلام نے فریضۂ رسالت کی ادائیگی میں کوتاہیاں کی تھیں۔ نوح علیہ السلام میں جاہلیت کا جذبہ تھا، اللہ تعالیٰ نے ہر نبی سے خود غلطیاں کرائی ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو توحید میں شک رہا، حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما نے زبان درازی کی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد کی خلافت میں ملوکیت آ گئی تھی، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیاسی اغراض کے لئے کتاب و سنت کی خلاف ورزی کی، فاتح مصر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مخلص نہ تھے۔ احادیثِ رسول ﷺ قابل یقین نہیں، موجودہ حالت میں چوروں اور زانیوں کو شرعی سزائیں دینا ظلم ہے۔ (العیاذ باللہ) وغیرہا عقائد اہل سنت والجماعت کے مسلک کے قطعی خلاف ہیں اور ایسے نظریات کے حامل افراد یا جماعتوں کے ساتھ سمجھوتہ خلافِ شریعت و حکمت ہے۔

حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کو اس سلسلہ میں نرمی اور مصلحت پسندی کے مشورے دیئے گئے مگر انہوں نے کوئی مشورہ قبول نہیں کیا اور تند و تیز ہواؤں میں حق کا چراغ روشن رکھا بلکہ جیسے جیسے دوسرے حلقے مصلحتوں کا شکار ہوتے گئے۔ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کے مؤقف اور تصلب میں اور سختی آتی گئی اور انہوں نے اپنی تحریک وجد و جہد کا یہ اصول طے کر دیا کہ............

نوا را تلخ تر می زن چوں ذوق نغمہ کم یابی
حدی را تیز تر می خواں چوں محمل راگراں بینی

احقر نے شروع میں عرض کیا کہ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جرأت وحق گوئی اور قربانی وایثار کے علاوہ بے نفسی اور فنائیت میں بھی حضرت مدنی قدس سرہ کا عکسِ جمیل تھے۔ احقر کی اس رائے کی تصدیق وہ تمام حضرات کریں گے جنہیں زندگی میں کسی بھی مرحلہ میں حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تعلقِ خاطر اور نیازمندی رہی ہو۔ آپ اپنے تمام متعلقین، احباب ورفقاء حتیٰ کہ تلامذہ اور مریدین سے بھی اس طرح پیش آتے تھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شانِ عبدیت وفنائیت نمایاں ہوتی تھی۔ چند سال قبل احقر کا بغرض زیارت ودعا حاضری کا اتفاق ہوا۔ ضعف وعلالت کے باعث حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی کمر جھک چکی تھی، جسم نحیف ونزار تھا، بڑھاپے کی کمزوری مستزاد تھی مگر نہایت بشاشت، خندہ روئی اور شفقت کے ساتھ بات چیت فرمائی۔ جامعہ خیر المدارس اور ماہنامہ ''الخیر'' کے بارے میں استفسار فرمایا۔ کچھ دیر کے بعد احقر نے اس خیال سے کہ میرے بیٹھنے سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے آرام میں خلل نہ آئے دعا کی درخواست کی اور اجازت چاہی۔ اس پر ارشاد فرمایا کہ ''کھانا کھا کر جائیں۔'' میں نے ادب سے معذرت کی، مگر وہ گھر تشریف لے گئے اور تھوڑی دیر بعد بنفس نفیس سالن روٹی اٹھائے ہوئے تشریف لائے۔ انہیں اسی حالت میں دیکھ کر سخت صدمہ اور ندامت ہوئی کہ میری وجہ سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو تکلیف پہنچی، مگر انہوں نے بڑی محبت سے کھانے کا حکم فرمایا۔ نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر وہ بابرکت اور حلال وطیب کھانا کھایا جس کے انوار وبرکات ایک عرصہ تک محسوس ہوتے رہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تواضع وفنائیت اور اکرام ضیف کا یہ نقش ابھی تک دل میں تازہ ہے اس کے علاوہ سینکڑوں واقعات آپ کی تواضع وفنائیت کے شاہد ہیں۔

جامعہ خیر المدارس میں حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سانحہ ارتحال کی خبر ۳ ر ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ کی صبح کو ملی۔ جامعہ میں ایصال ثواب کے اہتمام کے علاوہ فوری طور پر حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری زید مجدہم مہتمم جامعہ خیر المدارس نماز جنازہ میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے اور تدفین سے قبل حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے آبائی گاؤں ''بھیں'' پہنچے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ میں سخت سردی کے باوجود ایک محتاط اندازے کے مطابق تقریباً تیس ہزار افراد نے شرکت کی اور یوں کتاب وسنت کے اس عظیم خادم اور ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم کے محافظ اور وکیل کو شانِ محبوبیت کے ساتھ سفر آخرت پر روانہ کیا۔ ایسے موقع پر بالعموم یہ کہا جاتا ہے کہ جانے والا اپنے بعد ایسا خلا چھوڑ گیا ہے جو کبھی پر نہ ہوگا لیکن حقیقی معنی میں یہ الفاظ حضرت

قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی جدائی پر حرف بحرف صادق آتے ہیں۔ اب قادیانیت، رافضیت اور دیگر باطل اور گمراہ فرقوں کے خلاف جرأت واستقامتِ ایمانی کے ساتھ کلمۂ حق بلند کرنے والی کوئی دبنگ ہستی نہیں رہی۔ بلکہ دیکھا جائے تو دین کے تمام شعبوں میں ایسا ہی قحط الرجال ہے کہ ہر جانے والا اپنے بعد ایک مہیب خلا چھوڑ کر جا رہا ہے جس کے پُر ہونے کے آثار دور دور تک نظر نہیں آتے۔

دعا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ، حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بال بال مغفرت فرمائیں، انہیں جنت میں مقامات عالیہ اور اپنے قرب سے سرفراز فرمائیں اور دین کی جس شمع کو وہ روشن کر گئے ہیں اس کے انوارات کو دور دور تک پھیلائیں۔ آمین

[بشکریہ ماہنامہ الخیر ملتان مارچ ۲۰۰۴ء]

# علم و عمل کی فلک بوس عمارت

مولانا مفتی غلام الرحمن صاحب ☆

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین نور اللہ مرقدہ سے میری شناسائی کا دائرہ صرف دو ملاقاتوں تک محدود ہے۔ ہاں یہ الگ بات ہے۔ کہ آپ کی تحریر اور علمی فیوضات کے ساتھ وابستگی تیس سال پر محیط ہے۔ کیونکہ زندگی کے بیس سالہ درس تدریس والی زندگی سے فراغت سے قبل ہی ایام طالب علمی میں آپ کے علمی تذکرے سنے تھے۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمتہ اللہ علیہ سے عقیدت کی وجہ سے اگر ان کے کسی عاشق کے بارے میں سننے میں آتا تو غائبانہ طور پر اس کی عقیدت بھی دل میں بیٹھ جاتی۔ بلکہ بچپن سے جن اساتذہ کے آغوش میں تربیت ہوئی یا جن کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرنے پڑے۔ ان کا اثر یہ تھا۔ کہ ذہن میں حق کا معیار مدنیت رہا۔ جو بھی حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ کے قریب نظر آیا۔ اس کو حق پرست سمجھا۔ درجہ ثانیہ پڑھتے وقت حضرت مولانا محمد عثمان الحسینی رحمتہ اللہ علیہ جب ترجمہ کے وقت حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ کا تذکرہ فرماتے تو احساس ہوتا کہ آپ علم و عمل کی وہ فلک بوس عمارت ہیں۔ جنہیں دیکھنے کے لیے سر پر ٹوپی تھامنے کے لیے ہاتھ کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ اور پھر حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق نور اللہ مرقدہ سے نسبت پیدا ہونے کے بعد اس نظریہ اور عقیدت کی خوب آبیاری ہوئی اور یہی نسبت حضرت قاضی صاحب مرحوم سے عقیدت پیدا ہونے کا سبب بنی۔

پہلی ملاقات ربیع الاول کی مناسبت سے سیرت کے حوالہ سے کانفرنس میں شرکت کے موقعہ پر ہوئی۔ جس کی دعوت آپ کی طرف سے دی گئی تھی۔ صبح کے وقت مولانا مرحم اللہ صاحب کی رہبری میں آپ کے دولت خانے پر حاضری ہوئی۔ اور ظہر کی نماز کے بعد جب کانفرنس سے خطاب کرنا تھا۔ کرسی صدارت پر آپ رونق افروز تھے۔ دوسری ملاقات جامعہ عثمانیہ پشاور کے قیام کے بعد مولانا حسین احمد صاحب ناظم

---

☆ مہتمم جامعہ عثمانیہ پشاور، چیئرمین نفاذ شریعت کونسل سرحد

تعلیمات جامعہ عثمانیہ اور جامعہ کے خادم خاص حاجی غیاث الانام صاحب کی معیت میں صوبہ پنجاب کے دینی مدارس کے دورہ کے موقعہ پر ہوئی۔اس سفر کا بنیادی مقصد یہ تھا۔کہ ان مدارس کا مشاہدہ کیا جائے۔جہاں نصاب میں تبدیلی کے حوالہ سے کچھ محنت ہورہی ہے۔اس کے نتائج کیا ہیں؟الحمدللہ اس سفر کے دوران صوبہ پنجاب کے اہم مدارس دیکھنے کا موقعہ ملا۔جناب محمد اکرم اعوان صاحب کے ''صقارہ اکیڈمی'' کے دیکھنے کے بعد جناب ڈاکٹر پیر محمد کرم شاہ الازہری مرحوم کے قائم کردہ دینی ادارہ بھیرہ شریف سرگودھا جاتے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔موقع کی مناسبت سے آپ نے نصاب کے حوالہ سے چند رہنما اصول کی طرف اشارہ فرمایا۔اور بنات کے شعبہ میں آپ نے سالہا سال کے تجربات کا نچوڑ چند منٹوں میں سامنے رکھا اور ہمارے سفر کے بنیادی اہداف کو سامنے رکھتے ہوئے بڑی شفقت فرمائی۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی فیاضی اور دریادلی سے جس شخص کو بھی آپ کے درس میں شرکت کی سعادت ملی۔اپنے ظرف کے مطابق اس نے خوب استفادہ کیا۔آپ کے تلامذہ میں حرمان اور بے نوائی کا مشاہدہ بہت کم ہوا۔لیکن بعض تلامذہ کو حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے علوم سے حظ وافر ملا۔میرے شیخ حضرت مولانا عبدالحق نوراللہ مرقدہٗ ان حضرات میں سرفہرست ہیں۔جو تدریسی میدان میں اپنے شیخ کے علم کے ترجمان رہے۔ترمذی اور بخاری پڑھاتے وقت حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے نام لینے میں آپ جس عقیدت ومحبت کا اظہار فرماتے۔اندازہ ہوتا کہ آپ کے دل میں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے کتنی محبت ہے؟''حقائق السنن'' کے مطالعہ میں جابجا حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے علوم ومعارف آپ کو نظر آئیں گے۔سیاسی ومسلکی تحفظ کے میدان میں حضرت قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے افکار ونظریات کی ترجمانی کا حق ادا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔آپ نے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے دیوبندیت کا جو تاثر لیا۔وہ مصلحتوں اور سیاسی افق پر چھانے والی موسمی تبدیلیوں سے کبھی ابرآلود نہیں رہا۔بلکہ ہر موقعہ پر ''بنیان مرصوص'' ثابت ہوئے۔آپ نے مذہبی نظریات کو فروغ دینے کے لیے عملی طور پر ''خدام اہل السنۃ'' کا پلیٹ فارم استعمال کیا۔جس کی ترجمانی ماہنامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم کرتا رہا۔صحابہ رضی اللہ عنہم سے عقیدت ومحبت آپ نے زندگی کا ہدف رکھا۔باطل افکار ونظریات کی تردید کے لیے آپ ہمیشہ سیف بے نیام رہے۔حق پرستی اور حق گوئی تو آپ کی پہچان تھی۔اگر کسی میں حق مسلک کے خلاف کوئی ادنیٰ حرکت دیکھی۔تو برداشت نہیں کی۔تعلقات کو بالائے طاق رکھ کر اس کی خوب خبر گیری کی۔چنانچہ بعض حضرات سے گہرے تعلق اور قلبی محبت کے باوجود بریلویت کے حوالہ سے جب نرم گوشہ محسوس کیا۔تو ''حق چار یار رضی اللہ عنہم'' کا پرچہ مہینوں

تک اس مسئلہ پر طوفان برپا کرتا رہا۔ ایسا ہی سیاسی مصلحتوں کے حوالہ سے جب مدتوں کے رقیب ایک دوسرے سے کندھے ملا کر سٹیج پر بیٹھ گئے یا ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر اتفاق واتحاد کا مصنوعی لبادہ اوڑھ رہے تھے۔ تو آپ نے امت کو پس پردہ عوامل اور محرکات سے پردہ اٹھاتے ہوئے رہبری ورہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا۔ آپ کے موقف ونظریہ سے سو فیصد متفق ہونا تلامذہ، حلقۂ محبین اور مریدین کا شیوہ رہا ہے۔ ورنہ دوسرے علماء اور دانشور اختلاف کا حق محفوظ رکھتے ہیں۔ یعنی یہ ضروری نہیں کہ آپ کا موقف تمام امت کے لیے حرف آخر ہو۔ لیکن باایں ہمہ یہ ناقابل انکار حقیقت ہے۔ کہ آپ کو اپنے موقف سے ہٹانا یا کسی دوسرے سے متاثر ہو کر اپنے موقف میں نرم گوشہ اختیار کرنے کا باب آپ کی کتاب میں نہیں پایا جاتا۔ ایسا ہی اپنے موقف منوانے میں انداز استدلال، قوت بیان اور علمی ذوق سے کسی کو انکار کی گنجائش نہیں۔ ورنہ ''حق چار یار'' کا پرچہ اٹھا کر دیکھیں۔ کہ ایک ایک بات پر آپ رحمہ اللہ چالیس سے زیادہ قسطوں میں جواب دیتے رہے۔ پھر جواب در جواب کا سلسلہ لامتناہی رہتا۔

ضعف وناتوانی اور سن کہولت کے اس مرحلہ میں آپ کی تحریر کی قوت اور رعنائی سے آپ اندازہ لگائیں۔ کہ ایام شباب میں آپ نے مخالف نظریات کی تردید میں کونسی فولادی قوت کا مظاہرہ کیا ہوگا۔ میں تو آپ کی عمر اور پھر جوانمرد حوصلہ کو دیکھتے ہوئے حیران ہوتا۔ پھر عمر کے اس مرحلہ میں یادداشت اور حافظہ کا ساتھ دینا یقیناً بہت بڑی بات ہے۔

ورنہ عمر کے اس مرحلہ میں لوگ ریٹائرڈ ہو کر آرام طلبی اپنا مقصد سمجھتے ہیں جبکہ آپ رحمہ اللہ کو حق بولنے اور لکھنے میں راحت ہوتی۔ قبر تک جاتے ہوئے قلم ودوات اور کاغذ نے ساتھ جانے سے وفا نہیں کی۔ لیکن خود لکھنے کی طاقت نہ رکھنے کا افسوس رفیق سفر بنا کر ساتھ لے گئے۔

اللهم نور قبره واكرم نزله ووسع مضجعه واجعل الجنته مثواه بحق

لا اله الا الله محمد رسول الله

۞۞۞۞

# جبال العلم سے......۳۴ سالہ رفاقت

مولانا سید محمد قاسم شاہ بخاری ☆

**بسم اللہ تعالیٰ شانہ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!**

## آخری دیدار

مجاہد کبیر، جبال العلم والحلم، پیر طریقت، وکیل صحابہؓ، امیر تحریک خدام اہل سنت والجماعت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب خلیفہ مجاز شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہٗ نے بتاریخ ۲۶ جنوری ۲۰۰۴ء بروز اتوار تہجد کے وقت بعمر ۹۰ سال انتقال فرمایا۔ ۲۶ جنوری بروز سوموار چکوال دن اڑھائی بجے کالج گراؤنڈ جنازہ ہوا۔ احقر جنازہ میں شامل ہوا چکوال کی سرزمین پر اتنا بڑا جنازہ کسی کا نہ ہوا ہوگا۔ دیدار کے لیے دنیا ایسے بے تاب و بے قرار تھی جیسے حجر اسود کا بوسہ لینے کے لیے دنیا گرتی ہے۔ احقر نے بڑی مشکل سے دیدار کی سعادت حاصل کی الحمد للہ علی ذالک۔

## پہلی زیارت

۱۹۶۷ء میں جب حضرت شاہ صاحب چوکیرہ سے سرگودھا بلاک بی مسجد فاروق اعظم رضی اللہ عنہ میں آگئے ایک دن دوپہر کے وقت حضرت قاضی مظہر حسین صاحب چکوالی تشریف لائے۔ بالکل سادہ لباس، قمیص شلوار کھدر کی، پنسل لگائے ہوئے مصلےٰ پشت کے پیچھے لوٹا آگے باندھا ہوا احقر قاسم شاہ سے آپ نے دریافت فرمایا شاہ صاحب کو ملنا ہے کہاں ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ شاہ صاحب اس وقت کسی سفر پر تشریف لے گئے ہیں۔ آپ لاہور سے چکوال جا رہے تھے احقر کی عمر اس وقت تقریباً ۱۹ برس ہوگی پہچان نہ ہو سکی۔ لیکن خدام اہل سنت جماعت میں شامل ہوا تو پہچان لیا کہ یہی حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ اس دن آئے تھے۔

---

☆ خطیب جامع مسجد ثانی اثنین، بشیر کالونی، سرگودھا

## مدنی قافلہ میں شرکت

حضرت والد ماجد امام پاکستان سید احمد شاہ صاحب بخاری نے ۱۹۶۹ء مارچ میں انتقال فرمایا انہی دنوں چکوال سے حضرت قاضی صاحب کا مکتوب گرامی سنی کانفرنس بھیں شرکت کے لئے حضرت شاہ صاحب کو موصول ہوا تھا۔ جس رات حضرت شاہ صاحب پر فالج کا حملہ ہوا اسی رات عشاء کی نماز پڑھانے کے بعد شاہ صاحب نے جواب اپنی قلم مبارک سے تحریر فرمایا لیکن وہ کارڈ لیٹر بکس میں نہ ڈال سکے۔ وہ خط آج تک محفوظ ہے اور اسی خط کی بنیاد پر احقر آج تک جماعت میں شامل ہے اور شامل رہے گا ان شاء اللہ۔ ۱۹۷۱ء میں احقر حضرت قاضی صاحب کے ہاں گیا برائے زیارت حضرت نے صوفی شیر زمان مرحوم کی بیٹھک میں احقر کو خود جماعت میں شامل فرمایا اور دعاء خیر اور پند ونصائح سے نوازا۔ الحمد للہ! آج تک بندہ انہیں نصائح کے مطابق ملکی سطح پر دینی کام کا فریضہ انجام دے رہا ہے۔ بڑے بڑے کٹھن مقامات پر حضرت نے شیعہ کے مقابل روانہ کیا۔ الحمد للہ حضرت کی روحانی توجہ سے دشمن مقابلہ سے فرار ہی ہوا۔

## صاحب تصرف بزرگ

منوال، منگوال، شاہ پور ضلع چکوال میں ہیں شیعہ کے گڑھ تھے۔ شیعہ حضرات اسلحہ تان کر بیٹھے تھے لیکن حضرت کی روحانی توجہ سے ہمارا بال بھی بیکا نہ کر سکے۔ حضرت قاضی صاحب صاحب تصرف بزرگ تھے احقر کو جب حضرت نے شاہ پور روانہ کیا تو یہ اہل سنت کا پہلا جلسہ تھا یہاں صرف دو گھر اہل سنت کے تھے بڑا خطرہ تھا جیپ پر ہم گئے۔ حضرت نے روانہ کرتے وقت فرمایا! کفن باندھ کر جانا۔ اتنا خطرہ تھا لیکن جب ہم شاہ پور کے قریب گئے تو شیعہ حضرات بمع اہل وعیال گھروں کو چھوڑ کر باہر جا رہے تھے گویا ہمارے لیے میدان صاف تھا یہ حضرت کی کرامت تھی ورنہ ہم کیا تھے۔ منوال میں تو گولی چلی لیکن ہمارا جلسہ ہوتا رہا الحمد للہ ! آج منوال کا سٹیج ہمارے ہاتھ میں ہے۔ منگوال ہمارے راستہ میں اسلحہ لے کر بیٹھے لیکن شیعہ کی ہمت نہ ہوئی حضرت کی روحانی توجہ کا رعب تھا۔ احقر کڑاہی ضلع راولپنڈی کی جامع مسجد میں تقریر کر رہا تھا۔ تقریر کے دوران ۳۰ بور کی چھ گولیاں یکے بعد دیگر سامنے سے آئیں۔ وقت کی نزاکت دیکھ کر ماسٹر دور یز صاحب پسٹل لے کے مسجد کی چھت پر چڑھ گئے۔ احقر تقریر کرتا رہا لیکن دشمن ہمارا بال بھی بیکا نہ کر سکا۔

مرد مومن کی نگاہ میں بڑی تاثیر ہے
گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان ہوتی ہے

محرم میں ہمیشہ جلسہ لکھوال ہوتا ہے وہاں شیعہ کی مجلس بھی ہوتی ہے ایک فاضل شیعہ نے خدام کو چیلنج کر دیا۔ حضرت نے راتوں رات احقر کو بلوا لیا بمعیت مولانا عبدالحمید صاحب فاروقی ہمیں بھیج دیا۔ شرائط وغیرہ طے ہوتے رہے لیکن الحمدللہ شیعہ فاضل نے چیلنج واپس لیا اور رات وہاں قیام بھی نہ کیا۔ ہم نے فاتحانہ تقریریں کیں اور صبح کامرانی وکامیابی سے دفتر چکوال پہنچے حضرت نے پورا واقعہ سامنے بیٹھ کر سنا۔ چہرہ انور پر مسکراہٹ کے آثار نمایاں تھے مزید دعاؤں سے نوازا۔

## سنت پر عمل معمول زندگی

۳۴ سال کی رفاقت میں احقر نے حضرت کو کبھی سنت کے خلاف کوئی کام کرتے نہ دیکھا۔ کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا گفتگو بالکل عین سنت نبوی کے مطابق تھی۔ گویا رسول اللہ ﷺ کی محبت آپ کی رگ رگ میں شامل تھی۔ آپ روحانیت کے آخری مقام پر فائز تھے۔ حضرت کی مجلس میں جو انوارات ملتے تھے وہ بیان سے باہر ہیں۔

## علماء کے مصلح

حضرت تقریر سن کر مبلغین کی بھی اصلاح فرماتے۔ ایک مرتبہ ادھووال سنی کانفرنس تھی حضرت بھی تشریف لے گئے بیٹھک مسجد کے قریب تھی۔ مولانا خدایار صاحب مرحوم نے بیان میں ابوطالب کے ایمان نہ لانے پر کافی دیر تقریر فرمائی۔ ایک شیعہ کی پرچی کا جواب دے رہے تھے۔ جلسہ ختم ہو گیا۔ جب ہم گاڑی میں بیٹھے حضرت اقدس فرنٹ سیٹ پر تشریف فرما ہوئے۔ راستے میں احقر کی طرف نگاہ فرما کر ارشاد فرمایا۔ شاہ صاحب! آج آپ نے ابوطالب کے ایمان پر سخت جملوں سے تقریر فرمائی ہے۔ احقر نے عرض کیا حضرت تقریر میں نے نہیں کی بلکہ مولوی خدایار صاحب نے فرمائی ہے آپ ناراض ہوئے اور ہم سب مبلغین کی اصلاح فرمائی۔ ایک مرتبہ احقر نے حضرت کو مکتوب لکھا خط پر جو حضرت کا پتہ درج کیا۔ احقر نے بڑے القاب سے حضرت کو لکھا جوابی مکتوب میں حضرت سخت ناراض ہوئے اور اصلاح فرمائی۔

## اپنی تعریف پسند نہ تھی

آج کل کے صوفی حضرات اپنی تعریف اور القابات سے خوش ہوتے ہیں۔ لیکن حضرت کا معاملہ بالکل اس کے برعکس تھا۔ حب جاہ تصنع بناوٹ ریاکاری شعبدہ بازی حسد غیبت شیرینیاں وصول کرنا ان کے خمیر باضمیر میں نہ تھا۔ حقیقی ولی اللہ اور خلفاء راشدینؓ کی سیرت میں رنگے ہوئے تھے۔ رحمت و نورانیت کا نکھار چہرہ اقدس پر بدر منیر کی طرح چمکتا تھا۔

جہلم کونشن ہوا۔ حضرت جہلمی نے وسیع انتظام فرمایا احقر کو بحیثیت کارکن کے دعوت تھی، مولانا محمد الیاس صاحب جو کہ حضرت امام پاکستان مولانا سید احمد شاہ صاحب چوکیروی کے اولین لائق شاگرد تھے۔ نے حضرت سے پہلے تقریر فرمائی مولانا الیاس نے حضرت کی از حد تعریف فرمائی فوراً حضرت تشریف لائے اسٹیج پر حضرت نے ناراضگی فرمائی کہ میری اتنی تعریف کیوں کی اور فرمایا کہ جو آدمی اپنی تعریف سن کر خوش ہو بے ایمان ہو جاتا ہے۔ خبردار آئندہ میرے لئے ایسے جملے استعمال نہ کرنا پھر اصلاحی بیان فرمایا۔ سبحان اللہ کیسے بزرگ تھے مخلص فی الدین اور راضی برضا۔

اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لے کر

دنیا بیعت کرنے آتی حضرت بیعت کے بجائے تلقین کرنی شروع کر دیتے کہ اپنے علاقے میں خلافت راشدہ، سنی مذہب کے لیے دن رات کام کرو۔ احقر کو اپنے مسلک حقہ اور شان صحابہؓ و اہل بیتؓ میں حضرت کی وجہ سے پختگی ملی۔

## مولانا عبیداللہ انور کا اظہار عقیدت

ایک مرتبہ احقر کو ندیم شاہ صاحب نے اس وقت شاہ صاحب اور تنظیم الگ ہو گئے تھے کہا۔ کہ قاسم شاہ صاحب آپ ہمارے ساتھ جماعت حقوق اہل سنت میں آجائیں۔ آپ بڑے باپ کے بڑے بیٹے ہیں ہمیں آپ کی ضرورت ہے۔ ہم آپ کا اندرون بیرون ملک لے جا کر تعارف کرائیں گے۔ خدام اہل سنت ایک گم نام جماعت ہے۔ قاضی صاحب کو چھوڑ دو۔ میں نے کہا کہ میں اپنے پیر و مرشد مولانا عبیداللہ انور صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کر کے بتاؤں گا۔ احقر لاہور حضرت کے پاس چلا گیا جمعرات مجلس ذکر میں حاضر ہوا فرمایا! شاہ صاحب چھوٹی مسجد میں سو جاؤ میں جگاؤں گا، ایک بجے رات حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب نے احقر کو جگایا اور نصیحت فرمائی اور فرمایا حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب

چکوال والے ہم پر بھی تنقید کرتے رہے ہیں جو ان کا حق ہے۔ ہم چھوٹے ہیں وہ بڑے ہیں لیکن آپ زندگی بھر قاضی صاحب کا دامن نہ چھوڑنا۔ احقر اپنے پیر و مرشد کے حکم پر عمل پیرا ہے۔ اللہ کرے حضرت اقدس کے دیے ہوئے مشورے پر زندگی بھر عمل کرنے کی توفیق ہو۔

## دارالمبلغین کے بانی

سرگودھا دارالمبلغین بھی حضرت قاضی صاحب کے فرمان کے تحت قائم کیا ہے۔ ماشاء اللہ ہر سال شعبان میں کورس ختم ہوتا ہے ملک کے نامور علماء کرام آ کر ردفرق باطلہ پڑھاتے ہیں۔

حضرت مولانا محمد امین صاحب صفدر نے بھی ۷ سال وہاں پڑھایا اللہ ان کی قبر پر رحمت نازل فرمائے آمین۔

جب ہم نے سالانہ کورس شروع کیا۔ اسناد پر حضرت قاضی نے خود دستخط فرمائے دو مرتبہ حضرت سرگودھا تشریف لائے اور مسجد ثانی اثنین میں قیام فرمایا اور دارالمبلغین کی بلڈنگ میں دعا خیر فرمائی۔

## مذہبی غیرت وحمیت

مسلک علماء دیوبند پر آخری سانس تک حضرت قاضی صاحب کاربند اور پابند رہے حضرت کا معیار المھند تھا۔

پوری زندگی حضرت نے قلمی جہاد فرمایا جس نے بھی مسلک سے ہٹ کر بات کی۔ چاہے اپنا ہی کیوں نہ ہو دینی غیرت سے اسے راستہ حق دکھایا آپ تمام افعال واحوال میں زاھد فی الدنیا راغبا فی الآخرۃ کا مصداق اور لا یخافون لومة لائم کا مصداق تھے۔ اقبال مرحوم کا شعر صحیح ہے۔

ہوا ہے گو تند تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے
وہ مرد حق کہ جس کو حق نے دیے ہیں انداز خسروانہ
نہ تھا تو اگر شریک محفل قصور میرا ہے یا کہ تیرا
میرا طریقہ نہیں کہ رکھ دوں کسی کی خاطر مے شبانہ

اللہ کریم حضرت کے انوارات قائم دائم رکھے آمین اور اللہ تعالیٰ حضرت کے صاحبزادہ قاضی محمد ظہور الحسین صاحب کو حضرت کے نقش قدم پر چلنے کی اور جماعت کو آگے چلانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

# مظہر فیوضات حسین احمد رحمۃ اللہ علیہ

مولانا محمد عمر قریشی ☆

ماہنامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم کے مدیر و منتظم برادرم حافظ زاہد حسین رشیدی صاحب سلمہ کی طرف سے بذریعہ نوازش نامہ قائد اہل سنت نمبر کی اشاعت کا علم ہوا۔ گرامی نامہ پڑھنے کے ساتھ ہی طبیعت میں ایک عجیب کیفیت غم پیدا ہوئی کہ کاش یہ شمارہ بعنوان قائد اہل السنۃ نمبر کچھ دن اور شائع نہ کرنا پڑتا اور ہم اس نمبر کی بجائے خود فرشتہ صفت انسان سے براہ راست اکتساب فیض کرتے۔

یقین جانیئے! آج علم و عمل کا روشن آفتاب غروب ہوگیا۔ سیادت اہل حق کے ماہتاب نے کرنیں چھپالیں۔ برصغیر کا مسلمان بے سہارا ہوگیا۔ یہ کوئی ملک کی وزارت وصدارت کی خالی کرسی نہیں جس پر جلدی سے کوئی بیٹھ جائے گا۔ بلکہ یہ تو علمی وروحانی دنیا میں پیدا ہونے والا عظیم خلاء ہے جو فی الوقت پورا ہوتا نظر نہیں آتا۔

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

حضرت قاضی صاحب مرحوم کی نابغہ روزگار شخصیت برصغیر کا اعزاز اور عالم اسلام کا سرمایہ صد فخر و ناز تھی۔ آپ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ تقویٰ وطہارت، ذکر وفکر، مراقبہ، اشغال باللہ وفی اللہ، جہاد فی سبیل اللہ، اعلان حق، مجادلہ بالباطل، اعلاء کلمۃ اللہ، احیاء الدین، ترویج شریعت، اتباع سنت، وکالت اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم، تبلیغ وتلقین، درس حدیث اور تفہیم قرآن مجید میں صرف ہوا۔ آپ کی تقریر وتحریر سے لاکھوں تشنگان علوم ومتلاشیان حق سیراب وفیض یاب ہوئے۔

درحقیقت حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس دور کے عظیم علمی وروحانی ماہتاب تھے۔ اخلاق وکردار کی پاکیزگی کے سبب بلاشبہ حضرت والا خواص وعوام کا مرجع ومآب تھے۔ تعلیم وتصنیف کے باب میں آپ

☆ مہتمم مدرسہ فرقانیہ، دارالمبلغین کوٹ اڈو

کی خدمات اظہر من الشمس ہیں۔

آپ دین کی خاطر ایثار وقربانی کا مجسم پیکر تھے۔ باوجود پیرانہ سالی علالت وضعف کے میدان عمل میں مجاہدانہ زندگی، باطنی سلسلوں میں پارسائی، تقویٰ وطہارت، تکمیل معمولات، ہمہ وقت پابندی کار، بس اس دور میں ان ہی کی خصوصیت تھی گویا ان کی ایک زندگی میں بہت سی زندگیاں جمع تھیں۔

لیس من اللہ بمستنکر ان یمجع العالم فی واحد

(اللہ پر کوئی مشکل نہیں کہ جہاں کو فرد واحد میں جمع کر دیں)

حضرت الشیخ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا نشیب وفراز پھر تادم زیست مسلک حقہ اہل السنۃ والجماعت حنفی دیوبندی کی کماحقہ ترجمانی کے پیش نظر بڑی آسانی سے فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ قدرت کے شفا بخش ہاتھ ان کی تربیت میں برابر مصروف رہے۔ نسیم سحر گاہی کے جھونکے ان کی زندگی کے گیسو سنوارتے تھے۔

راقم الحروف کے خیال میں حضرت مرحوم کے اندران تمام ظاہری وباطنی صفات کا مجتمع ہونا دراصل شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا فیضان نظر تھا۔

گویا حضرت قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ درحقیقت مظہر فیوضات حسین احمد تھے۔ یا اس طرح عرض کروں کہ شیخ العرب والعجم حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ علمی نور تھے اور حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کی ضیاء وچمک تھے۔ آپ کو حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی سے والہانہ عقیدت تھی جس کی دلیل میں ماہنامہ الخیر ''بیاد امین فکر اسلاف حضرت مولانا محمد امین صاحب اوکاڑوی نور اللہ مرقدہ میں'' حضرت قاضی رحمۃ اللہ علیہ کا مضمون موجود ہے اس کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں۔ ''حق تعالیٰ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے طفیل مولانا اوکاڑوی کو جنت الفردوس عطا فرمائے!''

واہ کیا عقیدت ومحبت تھی اپنے اکابر سے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہ سعادت نصیب فرماویں۔

بحمد اللہ بندہ کو کئی مرتبہ سنی کانفرنس بھیں ومضافات چکوال میں بغرض تبلیغ جانا ہوا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ واقعی وہ ایک عظیم انسان تھے۔ ہر ملاقات میں حضرت والد صاحب (مناظر اسلام ترجمان اہل السنۃ حضرت العلامہ مولانا دوست محمد صاحب قریشی نور اللہ مرقدہ) کی وجہ سے نہایت ہی شفقت فرمائی۔ حضرت کی گفتگو میں اکابرین علماء دیوبند سے نہایت درجہ عقیدت کے ساتھ ساتھ ان کی تحقیق پر مکمل اعتماد کا درس تھا۔ واقعی وہ اس دور میں پکے سنی حنفی دیوبندی تھے۔

آہ! وہ ذات گرامی جو طریقت ومعرفت کی درسگاہ تھی۔ جس کی محفلِ علم وعرفان میں علماء ومشائخ

بصد فخر و ناز شرکت کرتے تھے۔ جس کو قلم دامت برکاتہم کی دعائیں دیتا تھا آج اشکبار آنکھیں اس کے جسم اطہر کو تو دۂ خاک کے نیچے دیکھتے ہیں مگر سوائے انا للہ و انا الیہ راجعون کے کیا کہا جا سکتا ہے۔

بے شک مدنی مسجد درس قرآن مجید سے اور تحریک خدام اہل السنۃ صدارت سے محروم ہوگئی۔ یہ سب کے سب نا قابل تلافی نقصانات ہیں لیکن ان شاء اللہ مسجد کا درس جاری رہے گا جماعت اہل حق کی قیادت بھی فی الجملہ ہو جائے گی۔ مگر یقیناً پاکستان میں علماء ہر ہر قدم پر حضرت اقدس کی کمی محسوس کریں گے۔

آخر میں حضرت کے جملہ متوسلین و خدام سے دردمندانہ گزارش ہے کہ حضرت کے مشن کو جاری وساری رکھیں۔ حضرت صاحبزادہ قاضی ظہور الحسین اظہر صاحب مدظلہ سے حسب سابق بلکہ اس سے کہیں زیادہ تعلق رکھیں یہی حضرت مرحوم سے عقیدت و وفاء کا تقاضا ہے۔ اللہ تعالیٰ شیخ قاضی صاحب مرحوم کے درجات بلند فرماویں اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرماویں۔ آمین

❀❀❀❀

# مجددانہ حیات وخدمات کا اجمالی جائزہ

مولانا نور محمد آصف ☆

آج سے تقریباً ۲۸، ۲۹ سال قبل جب کہ بندہ عاجز آٹھویں جماعت میں پڑھتا تھا تو پہلی دفعہ حضرت شیخ سیدی ومرشدی وکیل صحابہ رحمہ اللہ قائد اہل سنت یادگار اسلاف مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نور اللہ مرقدہ کی زیارت نصیب ہوئی۔ جامع مسجد بلال ٹمن میں مولانا قاضی عبدالحمید صاحب فاروقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کی تقریر کرائی اس مسجد کا نام بلال رضی اللہ عنہ بھی حضرت جی نے ہی تجویز فرمایا تھا۔ ہم فاروقی صاحب مرحوم کو بھی اپنا محسن جانتے ہیں جنہوں نے ہمیں ان بزرگوں کا تعارف کرایا۔ میٹرک کرنے کے بعد میں نے فاروقی صاحب کی خدمت میں عرض کیا حضرت قاضی صاحب کے مدرسہ میں مجھے داخل کروا دیں۔ انہوں نے فرمایا جہلم جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام میں آپ کو داخل کرانا ہے۔ جب ہم چکوال پہنچے تو حضرت اقدس کی زیارت نصیب ہوئی۔ پھر بیعت کے بارے میں عرض کیا تو فرمایا کہ میں جہلم میں اکثر آتا رہتا ہوں وہاں بیعت ہو جائے گی۔ پھر جہلم میں حضرت جی رحمہ اللہ سے بیعت بھی نصیب ہوگئی۔

## قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت جہلمی رحمۃ اللہ علیہ

جامعہ حنفیہ جہلم کا سالانہ جلسہ پہلے تین دن ہوا کرتا تھا اس میں دوسرے دن حضرت جی رحمہ اللہ کا خصوصی تربیتی سنی درس ہوتا تھا اور آخری بیان جمعہ کی نماز سے قبل بھی حضرت رحمہ اللہ کا ہوتا تھا اس وقت جلسہ بدھ، جمعرات، جمعہ کو ہوتا تھا۔ جہلم ہر سال شعبان میں سنی تربیتی ایک ماہ کا پروگرام ہوتا تھا جس میں استاذ العلماء حضرت مولانا غلام یحییٰ صاحب ہزاروی نور اللہ مرقدہ ہر روز تین گھنٹے بیان فرماتے تھے۔ اہل باطل خصوصاً شیعہ عقیدہ امامت کا تفصیل سے مدلل رد فرماتے۔ آخری دو دن ہر سال حضرت اقدس

---

☆ مہتمم مدرسہ اہل سنت حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ٹمن ضلع چکوال

درس دیتے تھے۔ عقیدہ خلافت راشدہ پر تفصیل سے ہر پہلو سے بحث فرماتے ایک دفعہ اصلی کلمہ اسلام کے موضوع پر حضرت اقدس نے ساڑھے چار گھنٹے مسلسل درس دیا۔ میں نے یہ درس نوٹ کیا تھا لیکن افسوس کہ وہ کاپی گم ہوگئی۔ جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم کو حضرت بہت اہمیت دیتے تھے کہ اس میں مسلک کے تحفظ کا خاص اہتمام ہوتا ہے۔ مجاہد ملت حضرت مولانا عبد اللطیف صاحب جہلمیؒ نور اللہ مرقدہ پر حضرت کا بہت زیادہ اعتماد تھا۔ فرماتے تھے کہ ہمارا آپس میں کبھی کسی مشورہ میں بھی اختلاف نہیں ہوا۔ حضرت جہلمیؒ کو بھی حضرت اقدس سے بڑی عقیدت تھی۔ ایک دفعہ مجھے فرمایا کہ دل کرتا ہے کہ حضرت قاضی صاحب کی جوتیاں اٹھائے پھروں۔ ان دونوں بزرگوں کا باہمی تعلق ایسا ہی تھا جیسا کہ حضرت مدنی اور حضرت لاہوری رحمہ اللہ کا۔ اور بلا مبالغہ دونوں بزرگوں نے حضرت مدنی رحمہ اللہ اور حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی خلافت کا حق ادا کر دیا اور ان کے کامل جانشین ثابت ہوئے۔ حضرت لاہوری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ایک طرف چالیس کروڑ فاضل دیوبند ہوں اور دوسری طرف حضرت مدنی رحمہ اللہ، تو میں حضرت مدنی کی رائے کو ترجیح دوں گا۔

## دشمنان اسلام سے اتحاد ممکن نہیں

ایک دفعہ میں نے خواب دیکھا کہ پاکستان کے بہت سے علماء ایک جگہ جمع ہیں اور سٹیج پر حضرت اقدس قاضی صاحب تقریر فرما رہے ہیں اور بڑے جلال میں زوردار طریقے سے علماء سے پوچھتے ہیں کہ مودودیت کے بارے میں ہمارے اکابر کے ارشادات تمہارے سامنے ہیں پھر ان سے کیسے اتحاد کرتے ہو؟ تو سارے علماء اس کا کوئی جواب نہ دے سکے۔ حضرت مدنی رحمہ اللہ نے اس فتنہ کو منکرین حدیث پرویزی فتنہ سے بھی خطرناک فرمایا اور فرمایا کہ میں شرح صدر سے دلائل کی روشنی میں کہتا ہوں کہ یہ جماعت بہتر ناری گروہوں میں سے ہے۔ اور حضرت لاہوری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ محمدی اسلام اور ہے اور مودودی اسلام اور ہے اور مودودی صاحب دین اسلام کا ایک ایک ستون گرا رہے ہیں۔

حضرت اقدس قاضی صاحب رحمہ اللہ سے کئی دفعہ سنا کہ ہمارے تو تصور اور خیال میں بھی کبھی نہیں آتا کہ دشمنان صحابہ رضی اللہ عنہم سے اتحاد کریں۔ قادیانیوں کے مقابلے میں جو علماء رافضیوں کو ملا لیتے ہیں۔ حضرت رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ ختم نبوت اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے کیا ہم اس کا تحفظ بھی دشمنان صحابہ رضی اللہ عنہم کو ملائے بغیر نہیں کر سکتے؟ کیونکہ شیعہ عقیدہ امامت تو سراسر ختم نبوت کے خلاف ہے۔ جیسا کہ ملا باقر

مجلسی نے لکھا ہے کہ مرتبہ امامت مرتبہ پیغمبری سے بالاتر ہے۔

[بحوالہ حیات القلوب اردو جلد سوم ۱۰ اثنا عشر امامیہ کتب خانہ موچی دروازہ لاہور]

اور ایران کے خمینی نے لکھا ہے کہ ہمارے اماموں کے مرتبہ کو نہ کوئی نبی مرسل پہنچ سکتا ہے نہ ملک مقرب۔ [حکومت اسلامی یا ولایت فقیہہ مصنفہ خمینی]

اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف شیعہ کا بغض و عداوت تو بالکل واضح ہے حتی کہ وہ اپنے کلمہ اور اذان میں بھی اس کا اظہار برملا کرتے ہیں۔

حضرت اقدس قاضی صاحب نور اللہ مرقدہٗ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اپنے اکابرین کے ساتھ جو محبت تھی گویا فنافی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم اور فنافی الصحابہ رضی اللہ عنہم اور فنافی الشیوخ کے مقام پر تھے۔ اسی محبت کیوجہ سے ان کے دشمنوں سے اتحاد برداشت نہ فرماتے تھے۔ حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ مجاز حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا تھا کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو صحابہ کرامؓ سے ایسی محبت ہے کہ ان کے دشمنوں سے مذہبی اتحاد تو کجا سیاسی گٹھ جوڑ بھی برداشت نہیں۔ ایک دفعہ حضرت اقدس نے فرمایا کہ ہم تو چاہتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کے دشمنوں کے سائے سے بھی دور رہیں۔

## ردّ مودودیت میں خدمات

قاضی حسین احمد امیر جماعت اسلامی ایک دفعہ حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا کہ حضرت ہم مودودی صاحب کی قابل اعتراض عبارات کتابوں سے نکال لیتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مشورہ کروں گا۔

شیخ الحدیث مولانا زاہد الراشدی صاحب کی خدمت میں ہم کئی ساتھی حاضر ہوئے۔ اس وقت ہم نصرۃ العلوم میں حضرت شیخ الحدیث والتفسیر علامہ محمد سرفراز خان صاحب صفدر دامت برکاتہم العالیہ سے دورۂ تفسیر پڑھ رہے تھے تو انہوں نے یہ واقعہ سنایا اور فرمایا کہ میں نے حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ ان کو حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کریں وہ ان کے سپیشلسٹ ہیں۔

یہ قاضی حسین احمد کا دھوکا تھا ورنہ ان کا دستور ہی ہمیں قبول نہیں۔ جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے معیار حق ہونے اور تنقید سے بالاتر ہونے کی نفی کی گئی ہے۔ جب کہ اہل سنت کے نزدیک تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معیار حق ہیں اور ان پر تنقید کرنا جائز نہیں۔ عصمت انبیاء علیہم السلام اور صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم کے معیار حق ہونے کا عقیدہ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ''علمی محاسبہ'' نامی کتاب میں بڑی تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے جو کہ مفتی محمد یوسف صاحب کی کتاب علمی جائزہ کے رد میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی ہے۔ اسی طرح حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ''عصمت انبیاء علیہم السلام اور مودودی'' ''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور مودودی'' کتابوں میں بھی ان عقیدوں کی وضاحت فرمائی ہے۔ اس کے علاوہ مودودی فتنہ کے رد میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مودودی عقائد پر تنقیدی نظر، مودودی مذہب کھلی چٹھی بنام ابوالاعلیٰ مودودی، اور جماعت اسلامی شیعہ انقلاب چاہتی ہے وغیرہ کتابیں تحریر فرمائیں۔ نیز قاضی حسین احمد کے مکتوب کے جواب میں، جوابی مکتوب تحریر فرمایا جو اس فتنہ کو سمجھنے کے لیے بہت ہی اہم ہے۔ الحمد للہ کئی لوگوں نے اس کو پڑھ کر اس فتنہ کو سمجھا۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف مودودی دستور وعقائد کی حقیقت اور حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب علمائے حق کی مودودی سے ناراضگی کے اسباب کا اکثر ذکر فرماتے۔ علماء وطلبا اور عوام کو ان کے پڑھنے کی تلقین فرماتے تھے۔ ایک طرف حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مودودیت شیعیت تک پہنچنے کے لیے پل ہے۔ ایک دفعہ میں نے سوال کیا کہ حضرت اگر الیکشن میں ایک دفعہ شیعہ اور دوسری طرف مودودی جماعت کا آدمی ہو تو کیا۔ دو مصیبتوں میں پھنس جانے کی صورت میں ہلکی مصیبت کو اختیار کرلے۔ اس ضابطہ کے مطابق کیا مودودی جماعت کو ووٹ دے سکتے ہیں تو حضرت نے فرمایا کہ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ مودودی جماعت والے کو ووٹ دے دو۔ بلکہ ایسی صورت میں کسی کو بھی ووٹ نہ دو۔

## ردّ شیعیت میں کاوشیں

شیعہ فتنہ کے خلاف حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد کی ضخیم اور لاجواب کتاب ''آفتاب ہدایت'' جس کا مقدمہ اور حاشیہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا، ایک رافضی نے اس کے جواب میں ''تجلیات صداقت'' نامی کتاب لکھی۔ حقیقت میں اس نے ورق سیاہ کیے۔ مولانا کرم الدین دبیر رحمۃ اللہ علیہ کے دلائل کا توڑ کون کر سکتا ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ''تجلیات صداقت پر اجمالی نظر'' کے عنوان سے اس کا بھی جواب تحریر فرمایا:

''ہم ماتم کیوں کرتے ہیں'' ایک رافضی نے رسالہ لکھا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً ''ہم ماتم کیوں نہیں کرتے''، رسالہ لکھ دیا۔ پھر اس نے رسالہ لکھا ''کھلی چٹھی بنام مولوی مظہر حسین'' اس کا بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جواب لکھا، جو ہم ماتم کیوں نہیں کرتے کے ساتھ ہی شائع ہوا۔ پھر ایک رافضی نے

کتاب لکھی، فلاح کونین فی عزاء الحسین رضی اللہ عنہ جس کا مفصل جواب حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ''بشارت الدارین بالصبر علی شہادت الحسین رضی اللہ عنہ'' لکھا جس کا جواب آج تک کوئی رافضی نہ لکھ سکا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی کتاب کے نام پر اعتراض فرمایا کہ تو نے ثابت اس میں ماتم کیا ہے۔ جبکہ عزا تعزیت سے ہے۔ اس کا معنی تو صبر دلانا ہوتا ہے۔ بریلوی عالم مولوی محمد یعقوب آف پھالیہ سے شیعہ کے دس سوالات کا جواب لکھنے کا کہا گیا تو انہوں نے وہ سوالات حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیج دیئے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے جوابات تحریر فرمائے اور پھران پر تین سوال فرمائے جو کہ ''سنی مذہب حق ہے'' کے نام سے کتاب میں موجود ہیں۔ اسی طرح ''کلمہ اسلام کی تبدیلی کی خطرناک سازش'' شیعہ سنی طلباء کا اتحادی فتنہ، یادگار حسین رضی اللہ عنہ، میاں طفیل صاحب کی دعوت اتحاد کا جائزہ، نامی کتابیں شیعیت کے ردّ میں تحریر فرمائیں۔

بھٹو دور میں جب نہم، دہم جماعت کی راہنمائے اساتذہ میں شیعہ کے لیے جدا کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ وخلیفۃ بلا فصل آیا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر سب سے پہلے آواز بلند فرمائی اور ''کلمہ اسلام کی تبدیلی کی خطرناک سازش'' لاکھوں کی تعداد میں پمفلٹ شائع فرمائے اور ساری زندگی جعلی کلمہ کے خلاف آواز بلند فرماتے رہے۔

## خارجی فتنہ کی تردید

جب پاکستان میں خارجی یزیدی فتنہ اٹھا جس کے بانی محمود عباسی کراچی کے تھے تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے خلاف مؤثر آواز اٹھائی اور تحریراً تقریراً اس فتنہ کا تعاقب فرمایا۔ حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب نے کیا خوب فرمایا تھا کہ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خارجیت کا طوفان آتا دیکھ کر اس کے سامنے بند باندھ دیا۔ خارجی فتنہ حصہ اوّل، حصہ دوم اور کشف خارجیت نامی کتابیں تحریر فرما کر سب اہل حق کی طرف سے فرض کفایہ ادا فرمادیا، خارجی فتنہ حصہ اوّل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت حقہ کو ثابت فرمایا اور حصہ دوم میں فسق یزید کی بحث ہے اور کشف خارجیت یزیدی گروہ کی ''اصل حقیقت'' کتابچہ کا مفصل مدلل جواب ہے۔

## عقیدہ حیات النبی کا دفاع

عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی تحریراً تقریراً خوب دفاع فرمایا۔ ''عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ثبوت قرآن سے'' ایک رسالہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا بڑا اہم ہے جس میں قرآن مجید کی آیات سے اس عقیدہ کو ثابت

کیا کیونکہ مماتی لوگ بڑا زور لگاتے ہیں کہ ہم قرآن پیش کرتے ہیں اور قائلین حیات احادیث اور بزرگوں کے اقوال پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ ہمارے عقیدہ کی بنیاد ہی قرآنی آیات ہیں اور ان کی تائید میں احادیث مبارکہ اور اکابرین اہل سنت و جماعت کے اقوال مبارکہ ہیں۔ تفصیل کے لیے تسکین الصدور، مقام حیات، عقیدہ حیات الانبیاء مصنفہ مولانا سید عبدالشکور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور قبر کی زندگی مصنفہ مولانا نور محمد قادری تونسوی وغیرہ کتب کا مطالعہ فرمائیں۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ آیت ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء سے استدلال فرماتے تھے کہ شہدا کے انہی جسموں کو مردے کہنے سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے جو اللہ کی راہ میں قتل ہوئے ہیں۔ قتل روح نہیں ہوتی جسم ہوتا ہے اور جسم بھی دنیا والا نہ کہ مثالی تو آیت مبارکہ سے حیات شہداء عبارت النص سے ثابت ہے اور دلالۃ النص کے ساتھ حیات الانبیاء ثابت ہے۔ مشکوٰۃ شریف کی یہ مشہور حدیث حضرت رحمۃ اللہ علیہ ہر بیان میں پیش فرماتے تھے۔ من صلی علی عند قبری سمعۃ و من صلی علی نائیاً ابلغتہ ، کہ میری قبر پر جو درود شریف پڑھے میں خود سنوں گا۔ دور سے جو پڑھے پہنچایا جاتا ہے یعنی فرشتوں کے ذریعے۔ ہمارا استدلال ابوشیخ کی سند سے ہے اس میں مروان سُدی راوی موجود نہیں۔ جس پر مماتی اعتراض کرتے ہیں۔ رسالہ حیات النبی مصنفہ مولانا قاضی عبدالکریم صاحب کلاچی پر بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اہم مقدمہ لکھا۔ ایک دفعہ چکوال مدنی جامع مسجد میں جمعہ کی تقریر میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے آیت والاخرۃ خیر لک من الاولیٰ سے حیات النبی کے عقیدہ پر اس طرح استدلال فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پچھلی زندگی سے ہر بعد والا لمحہ بہتر ہے۔ جب اس دنیا میں اس جسم کے اندر حیات تھی تو برزخ میں صرف روح کی حیات تو اعلیٰ نہیں ہوگی جسم مثالی والی بھی اعلیٰ نہیں ہوسکتی۔ اس دنیا والے جسم کے اندر روح کے تعلق سے حیات ہے اور دنیا کی حیات سے بھی اعلیٰ قسم کی حیات ہے۔

ایک دفعہ (ڈومیلی ضلع جہلم میں) حضرت مولانا حکیم سید علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بیان فرمایا۔ فرمایا کہ روح کے تعلق کے ساتھ حیات مان لو اور عندالقبر سماع مان لو تو عقیدہ ٹھیک ہو جائے گا۔ کیفیت کیا ہے اللہ جانتا ہے اس میں نہ پڑو۔ دوران تقریر کچھ مماتیوں نے کہا کہ اتنا تو ہم ماننے کے لیے تیار ہیں۔

حضرت مولانا حکیم سید علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ نبی علیہ السلام کی قبر بھی شرک و بدعت سے محفوظ اور قبر میں نبی بھی محفوظ یعنی حیات ہیں۔

## متفرق تحریری خدمات

حضرت امیر معاویہ ؓ کی تنقیص کرنے والوں کے رد میں حضرت ؒ نے ''دفاع معاویہ ؓ'' نامی کتاب تحریر فرمائی۔

- غیر مقلدین کے رد میں کئی مضامین مدرسہ کی روئیدادوں میں لکھے۔
- کی مالکی بریلوی کی کتاب اصلاح مفاہیم کے رد میں ماہنامہ حق چار یار ؓ میں بڑے اہم مضامین لکھے۔ شرک و بدعت کا خوب رد فرمایا۔ کی مالکی کا بریلوی ہونا ثابت فرمایا۔ ان مضامین کی تائید تمام علمائے حق نے فرمائی۔ شہید اسلام حضرت مولانا مفتی محمد یوسف لدھیانوی ؒ نے بینات میں ماہنامہ حق چار یار ؓ کے مضمون کا عکس شائع فرمایا۔
- جب ملی یکجہتی کونسل کے نام سے شیعہ سنی اتحاد ہوا تو حضرت نے اس پر بھی مضامین لکھے اور فرمایا کہ شیعہ کا کلمہ جدا ہے، سنیوں کا جدا تو یہ دونوں ایک ملت میں کیسے ہو سکتے ہیں۔ کلمہ بدلنے سے ملت بدل جاتی ہے۔ الحمد للہ بہت سے علماء کو اس کا احساس ہوا۔ شیعہ سنی مشترکہ ترجمہ قرآن کی سازش چلی۔ حضرت ؒ نے عظیم فتنہ کے نام سے رسالہ لکھا اور ثابت فرمایا کہ شیعہ تو تحریف قرآن کے قائل ہیں۔
- عقیدہ توحید کے تحفظ اور اشاعت کے لیے حضرت ؒ نے ''یا اللہ مدد'' کا عنوان تحریراً تقریراً پھیلایا اور عقیدہ خلافت راشدہ کے تحفظ کے لیے ''خلافت راشدہ حق چار یار ؓ'' کا نور پھیلایا، عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے جیل میں گئے اور قادیانیت کے خلاف بھی پمفلٹ لکھے۔
- حضرت مولانا کرم الدین صاحب دبیر ؒ کی کتاب ''تازیانہ عبرت'' جو قادیانیوں کے رد میں بڑی اہم کتاب ہے وہ شائع کروائی...... اور آخری دور میں قادیانیوں کے متعلق نرم گوشہ رکھنے والے ایاز امیر جو چکوال کے حلقے میں قومی اسمبلی کی سیٹ پر حالیہ الیکشن لڑے اس کا بھی خوب تعاقب فرمایا اور الحمد للہ حضرت ؒ کی دعاؤں اور مجاہدانہ کوششوں سے وہ ناکام ہوا۔ اس کے متعلق حضرت ؒ فرماتے تھے کہ آخر عمر میں اللہ تعالیٰ نے مجھ سے یہ کام لیا ہے۔ یہ ان شاء اللہ نبی کریم ﷺ کی شفاعت کا ذریعہ بنے گا۔
- منکرین حدیث کا بھی خوب تعاقب کیا، غلام احمد پرویز کے خلاف ماہنامہ حق چار یار ؓ میں مفصل مضامین تحریر فرمائے۔ فرماتے تھے کہ پہلے ہم نے اکابر کی اتباع میں اس کے خلاف تکفیری فتویٰ پر

و تحفظ کیے اب اس کی کتابیں پڑھیں یہ تو قرآن مجید کا بھی منکر ہے۔ منکرین حدیث میں علامہ عنایت اللہ مشرقی کے معتقدین سے چکوال کے علاقہ میں آپ کا ایک مناظرہ بھی ہوا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قرآن مجید نے عیسائیوں کو صراحتاً کافر کہا ہے اور مشرقی صاحب ان کو مؤمن کہتے ہیں۔ (تذکرہ معہ عربی ص ۹۳) ہم قرآن کو مانیں یا مشرقی کو؟ ان لوگوں نے اقرار کیا کہ ہم اس کا جواب نہیں دے سکتے ہم علامہ مشرقی کو آپ کے مقابلے میں لائیں گے لیکن وہ بھی نہ آیا۔ علامہ مشرقی اور دوسرے منکرین حدیث کے نظریات کے رد میں حضرت شیخ الحدیث علامہ محمد سرفراز خان صاحب صفدر دامت برکاتہم کی کتاب 'انکار حدیث کے نتائج' کا مطالعہ فرمائیں۔

- حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ بالا تصنیفات کے علاوہ عورت کی سربراہی کے خلاف ایک رسالہ اس وقت کا لکھا ہوا ہے۔ جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ جمعیت علماء اسلام میں تھے۔
- حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دفاع میں جس طرح آپ نے دفاع حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کتاب لکھی، اسی طرح یزیدی ذہن سے متاثر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی محبت میں غلو کرنے والوں کے خلاف ''حضرت معاویہ رحمۃ اللہ علیہ کے نادان حامی'' نامی کتاب تحریر فرمائی۔
- اور کئی بزرگوں کی کتابوں میں مقدمہ کے طور پر آپ نے مضامین لکھے۔ مثلاً امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب تحفہ خلافت کا مقدمہ لکھا یہ کتاب جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم سے شائع ہوئی۔ علماء وطلباء کے لئے بہت اہم جبکہ عوام کے لیے بھی بڑی مفید ہے۔ عقیدہ خلافت راشدہ اور شان صحابہ رضی اللہ عنہم پر آیات کی تفسیر کا مجموعہ ہے۔
- حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نمبر میں ایک اہم مضمون '' حضرت لاہوری فتنوں کے تعاقب میں'' لکھا جو کہ جدا بھی کتابی شکل میں تحریک خدام اہل سنت کی طرف سے شائع ہوا۔ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نمبر میں بھی حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مضمون شائع ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ ماہنامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم میں بہت سے مضامین سالہا سال حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے شائع ہوتے رہے جو مستقل کئی کتابیں بن سکتی ہیں۔ جیسے رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان پر ۶۰ قسطوں میں مضمون لکھا۔ مائی قادری بھائی بھائی (مائی سے مراد مائی بریلوی اور قادری سے طاہر القادری بریلوی مراد ہیں) اور یزیدیوں کا مفصل رد۔ کئی کئی قسطوں میں۔

✿ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نام احتجاجی مکتوب اور حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نام اصلاحی مکتوب رسالے بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمائے۔

## مجددانہ شان

حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نام ''اصلاحی مکتوب'' کا جب میں نے مطالعہ کیا تو مجھے یہ خیال آیا کہ ہمارے حضرت مجدد ہیں۔ کئی احباب کے سامنے میں کہہ بھی دیتا تھا کہ ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس دور کے مجدد ہیں لیکن پھر یہ خیال آتا کہ ایسے القاب دینا یہ محقق علماء کا کام ہے مجھ جیسے طالب علم کا کام نہیں۔ ایک دفعہ جہلم جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام میں علماء کا کنونشن منعقد ہوا، اس میں حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے انتہائی قابلِ اعتماد جو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد بھی تھے اور مرید بھی اور اپنے شیخ کی محبت میں فنا تھے۔ میری مراد حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ نور اللہ مرقدہ ہیں جو ڈسٹرکٹ خطیب لاہور رہ چکے ہیں۔ جن کی یہ کرامت ماہنامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم میں شائع ہو چکی ہے کہ وصال سے پہلے ہسپتال میں جب درود شریف پڑھتے پڑھتے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک زبان سے لیتے تو پورے کمرے میں خوشبو پھیل جاتی تھی۔ یہ بزرگ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق عالیہ کا عکس اپنے اندر لیے ہوئے تھے۔ علماء کے کنونشن میں حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بیان فرمایا کہ ہمارے حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ اس دور کے مجدد ہیں۔ یہ سن کر مجھے بڑا اطمینان ہوا اور خوشی ہوئی کہ اتنے بڑے باعمل عالم دین باکرامت ولی اللہ بھی حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کو مجدد فرما رہے ہیں۔ اگرچہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ میں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح بڑی تواضع تھی۔ آپ نے فرمایا کہ حافظ محمد الیاس صاحب مجدد کہہ رہے تھے۔ میں تو خادم اہل سنت ہوں۔ اخلاص، تواضع، مجاہدانہ ولولہ، استقامت، جذبۂ جہاد وغیرہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا عکس اور رنگ ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ میں موجود تھا۔ آپ اہل سنت کے امام اور قائد بھی تھے۔ پیر طریقت بھی تھے۔ رہبر شریعت بھی تھے واقف رموز حقیقت بھی تھے۔ عارف بھی تھے، مجاہد بھی تھے، لیکن فرماتے تھے میرے نام کے ساتھ صرف وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم لکھا کرو اور القاب نہ لکھو اور فرماتے تھے ہر سنی کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا وکیل ہونا چاہیے۔ اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تو صحابہ کرام اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم کی وکالت کا حق ادا فرما دیا۔

جزاهم الله احسن الجزاء

## صدیقی بصیرت، جذبہ جہاد

میں تو کہا کرتا تھا کہ جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بصیرت تھی۔ اس دور کے علماء میں حضرت اقدس قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے صدیقی بصیرت عطا فرمائی تھی۔ جس طرح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ہر فتنہ کا مقابلہ بلاخوف لومۃ لائم فرمایا۔ اس دور میں حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ہر فتنہ کا مقابلہ تقریری اور تحریری طور پر خوب فرمایا۔ بلکہ جہاد کا ایسا جذبہ تھا کہ ایک دفعہ ہم بھون تحصیل چکوال سے چند ساتھی بیعت کے لیے حاضر ہوئے، حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بیعت کے وقت اقرار کرایا کہ بوقت ضرورت ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پیروی میں جہاد کریں گے اور فرمایا جہاد کی بڑی ضرورت ہے اور عموماً اس سے غفلت پائی جاتی ہے۔ فرماتے تھے میرا دل کرتا ہے کہ نوجوانوں کو سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ، شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ اکابر کے جذبۂ جہاد کے واقعات سناؤں۔

## اکابر کا اعتماد، تائیدات

بھون کے ہمارے ساتھی اعجاز حسین صاحب نے واقعہ سنایا تھا کہ ایک دفعہ ایک شخص مدنی مسجد چکوال میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا واقعہ بیان کیا کہ میں نے خواب میں آپ جیسے حلیہ کا بزرگ دیکھا جو کشمیر کے ہر محاذ پر جہاد کر رہا ہے۔ گوجرانوالہ کے بزرگوں کے سامنے خواب بیان کیا اور اس بزرگ کا حلیہ خاص طور پر ڈاڑھی مبارک پر سرخ مہندی تو ان بزرگوں نے فرمایا چکوال چلے جاؤ میں نے آپ کو دیکھا یہی حلیہ خواب میں دیکھا تھا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو ٹال دیا اور اُٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا روحانی مقام تو بزرگ ہی سمجھ سکتے ہیں، ولی را ولی می شناسد۔ مجھ جیسا نااہل کیا سمجھ سکتا ہے۔ اس دور کے اکابر علمائے اہل سنت کے ہاں آپ کا مقام ملاحظہ کرنے کے لیے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب خارجی فتنہ پر علمائے کرام کے تبصرے جو کہ تائیدی تبصرے کے نام سے شائع ہو چکے ہیں اور کچھ کا ذکر کشف خارجیت میں بھی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے کئی مکاتیب مبارکہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے نام مکتوبات شیخ الاسلام میں موجود ہیں۔ ایک مکتوب میں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا۔ اللہ رب العزت کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس کریم کارساز بندہ نواز نے آپ کو قرب و حضور اور معیت وجدانی طور پر عنایت فرمائی اور نسبت میں قوت اور ترقی عطا فرمائی۔ فللہ الحمد والمنۃ اللھم زد فزد۔ اسی مکتوب میں فرمایا کہ آپ کو جو تعلیم دی جا چکی ہے یہ

آخری سب طرق کی تعلیم ہے۔ اس پر کار بند رہیے اور اس پر ترقی مداومت جاری رکھیے۔ استقامت اور کوشش سے آپ بڑے سے بڑے مقامات پر پہنچ سکتے ہیں۔ اسی مکتوب میں فرمایا جو شخص بھی بیعت کا خواہشمند ہو اس کو رد نہ کریں۔ | حوالہ مکتوب ص ۴۳، ج ۴ |

حضرت جہلمی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے لیے یہی کافی ہے کہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر اعتماد فرمایا اور اپنا مجاز بنایا۔

حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ حضرت مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر دامت برکاتہم جیسے بزرگوں کے بھی استاذ ہیں۔ انہوں نے حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اپنا تعارف اور حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر اعتماد کا ایک عجیب واقعہ بیان فرمایا۔ ماہنامہ تبصرہ لاہور کے ہزاروی نمبر سے نقل کر رہا ہوں۔ محمود احمد عارف صاحب کا اس میں مضمون ہے۔ ''وہ جس پر غلبہ حب نبی ہے۔ غلام غوث وہ مرد جری ہے۔'' ص ۴۳ پر لکھتے ہیں:

''مجلس شوریٰ کا انتخاب حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کو تفویض ہوا کہ جس کو مناسب خیال فرمائیں ممبر شوریٰ منتخب فرمالیں۔ چنانچہ حضرت لاہوری قدس سرہ کی طرف سے شوریٰ کے منتخب ممبران کے ناموں کی ایک فہرست ان دنوں شائع فرمائی گئی۔ جنہیں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے شوریٰ کے لیے منتخب فرمایا تھا اس فہرست کی اشاعت کے بعد حضرت مولانا غلام غوث رحمۃ اللہ علیہ دکان پر تشریف لائے اور راقم سے دریافت فرمایا کہ کوئی ایسا آدمی تو نہیں جو شوریٰ کے لیے بہتر ہو، وہ اس فہرست سے رہ گیا ہو؟ تو میں نے جواباً عرض کیا۔ حضرت مدنی قدس اللہ سرہ کے ایک خلیفہ رہ گئے ہیں۔ ان کا اسم گرامی اس میں درج نہیں۔ فرمایا وہ کون بزرگ ہیں، میں نے عرض کیا حضرت قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ العالی، حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے مجاز ہوں اور شوریٰ میں نہ لئے جائیں یہ کیسے ممکن ہے؟ میں تو حضرت قاضی صاحب سے واقف نہیں، حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے قاضی صاحب کے بارے میں عرض کروں گا۔ اس گفتگو کے دو چار روز بعد پھر حضرت مولانا تشریف لائے فرمایا! میں نے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے قاضی صاحب کے متعلق عرض کیا تو حضرت نے فرمایا! کہ میں قاضی صاحب سے خوب واقف ہوں۔ ''قاضی صاحب تو ہمارے خاص آدمی ہیں۔'' وہ ہمارے ہیں اور ہمارے ساتھ ہی رہیں گے۔ میں نے قاضی صاحب کی جگہ فلاں آدمی کو

شوریٰ کا ممبر چن لیا ہے۔ اگر وہ باہر رہتا تو ہمارے لیے پریشانی کا باعث ہوتا، حضرت مولانا رحمہ اللہ نے ان صاحب کا نام مجھ سے مخفی رکھا۔ جنہیں حضرت قاضی صاحب کی جگہ چنا گیا تھا۔ اس کے بعد حضرت مولانا رحمہ اللہ کے حضرت قاضی صاحب مدظلہ سے روابط پیدا ہوئے اور حضرت قاضی صاحب مدظلہ کی معیت میں ایک دفعہ حضرت مولانا رحمہ اللہ نے جہلم کے دور دراز علاقوں کے دیہاتوں کا تبلیغی سفر فرمایا جس میں کہیں اونٹوں پر تو کہیں پیدل دشوار گزار راستوں میں چلنا پڑا۔ اس تبلیغی سفر کے بعد مولانا رحمہ اللہ نے احقر سے فرمایا کہ میں نے حضرت قاضی صاحب کے ساتھ دوران سفر مشاہدہ کیا ہے کہ ''حضرت قاضی صاحب مدظلہ سراپا اخلاص اور مجسمۂ للٰہیت ہیں۔'' چنانچہ حضرت مولانا نے یہ سفری کارروائی قلم بند کر کے رسالے میں شائع بھی فرمائی تھی۔

فتنوں کی سرکوبی خصوصاً مودودیت کے رد میں حضرت ہزاروی رحمہ اللہ اور حضرت اقدس رحمہ اللہ دونوں کا موقف ایک تھا ان سے اتحاد گوارا نہ تھا، اسی لیے دونوں بزرگوں نے جمعیت علماء اسلام سے جدائی اختیار فرمائی تھی۔ ایک مکتوب میں حضرت ہزاروی رحمہ اللہ نے حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کے متعلق تحریر فرمایا ''آپ کو تو ہر طرح مطاع و مقتدیٰ تصور کرتا ہوں۔'' مزید فرمایا'' دل یہی کہتا ہے کہ آپ ہماری سرپرستی فرمائیں۔'' یہ مکتوب کشف خارجیت ص ۲۵۹ پر موجود ہے۔

حضرت اقدس رحمہ اللہ کے نام شیخ الادب مولانا اعزاز علی صاحب رحمہ اللہ کے مکتوب جو کہ ماہنامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم کے ایک خاص نمبر (شیخ الادب رحمہ اللہ نمبر) میں شائع ہو چکے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ان بزرگوں کا حضرت رحمہ اللہ پر کتنا اعتماد تھا۔ حضرت شیخ الادب رحمہ اللہ، حضرت اقدس رحمہ اللہ کے اساتذہ میں سے ہیں۔ کشف خارجیت میں حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمہ اللہ کے بھی کئی مکتوب حضرت اقدس رحمہ اللہ کے متعلق موجود ہیں جن میں حضرت رحمہ اللہ کے خلوص و تقویٰ اور مجاہدانہ جذبہ کی تعریف کی گئی ہے۔ حضرت شیخ الحدیث یادگار اسلاف مولانا عبدالحق صاحب رحمہ اللہ بانی جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک کا ایک مکتوب جو کہ خدام اہل سنت لاہور کے امیر حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمہ اللہ نے شائع کرایا تھا۔ ۱۹/ ربیع الاول ۱۳۹۶ھ کا تحریر کردہ ہے اس میں فرماتے ہیں۔ میرے نزدیک تحریک خدام اہل سنت و جماعت کا تعاون ہر مسلمان پر لازم ہے۔ اہل سنت کے عقائد کے تحفظ کے سلسلہ میں اس جماعت کی خدمات قابل صد تحسین ہیں۔ جماعت کے بانی اور امیر مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ ... سلام

والمسلمین شیخ العرب والعجم امیر المومنین فی الحدیث مولانا سید حسین احمد المدنی قدس سرہ العزیز کے تلمیذ خاص اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے صحیح جانشین ہیں۔ حضرت قاضی صاحب کا مجاہدانہ ولولہ، بے مثال عزم تاریخ کا ایک زرین باب ہوگا۔ ملت اسلامیہ کا فرض ہے کہ حقیقی کلمہ اسلام کے تحفظ کے لیے پیہم تگ و دو میں حضرت قاضی صاحب کی آواز پر لبیک کہیں اور اس دھرتی میں اسلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دشمنوں پر عرصۂ حیات تنگ کر دیں۔

اس مکتوب کے ساتھ ابتداء میں خورشید طریقت حضرت مولانا پیر خورشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ اعظم حضرت مدنی قدس سرہ کے ایک گرامی نامی سے یہ روحانی تعبیر نقل کی گئی ہے کہ ''ہمارے حضرت قاضی صاحب مدظلہ کے پاک قلب پر اللہ تعالیٰ نے اس کا القاء فرمایا ہے۔'' مراد تحریک خدام اہل سنت و جماعت کا قیام ہے۔

حضرت مولانا بشیر احمد صاحب پسروری خلیفہ مجاز حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ! خدام اہل سنت و جماعت میں کام کرنا سعادت عظمیٰ سمجھتا ہوں اور پیر طریقت حضرت علامہ قاضی مظہر حسین صاحب وفاء القوم والملت یقیناً قابل اعتماد ہیں۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں۔ خدام اہل سنت و جماعت بھی اپنی ہی جماعت ہے بڑے شوق سے اس میں کام کریں اور محترم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دام مجدہم ہمارے مخلص دوست ہیں۔ شیعہ شنیعہ کے مقابلہ میں اچھا کام کیا ہے اور کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مزید توفیق بخشے۔ آمین۔

حضرت مولانا عبدالشکور صاحب ترمذی ساہیوال، سرگودھا فرماتے ہیں کہ اگر حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ نے شیعیت اور مودودیت کے مضر اثرات سے مسلک دیوبند کے تحفظ کے لیے علیحدہ جماعت خدام اہل سنت و جماعت بنائی ہے تو ان کو ایسا کرنا چاہیے تھا۔ اس طرح انہوں نے تمام متبعین دیوبند کی طرف سے حفاظت مسلک کا فرض ادا کیا ہے اور حضرت قاضی صاحب مدظلہ کے بارے میں جہاں تک مجھے علم ہے وہ مسلک دیوبند میں نہایت پختہ، جامد اور متصلب ہیں اور ان کی تبلیغی خدمات قابل قدر، بلکہ لائق تشکر ہیں۔ مذکورہ بالا بزرگوں کے یہ مکتوب سلاسل طیبہ جو مدرسہ حنیفہ اشرف العلوم برنولی ضلع میانوالی کے مہتمم مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے شائع کرائی ہے۔ اس میں موجود ہیں۔

مفسر قرآن حضرت مولانا صوفی عبدالحمید صاحب سواتی مدظلہم گوجرانوالہ اپنے ایک مکتوب میں تحریر

فرماتے ہیں۔ آپ (یعنی حضرت اقدس قاضی صاحب) نے خارجیت اور ناصبیت کا تعاقب فرمایا ہے۔ یہ فتنہ رفض وشیعیت سے کم خطرناک نہیں۔ دوسرے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔ میرے ناقص خیال میں اس (یعنی حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب خارجی فتنہ) پر ہمارے جیسے لوگوں کے تبصرہ کی کوئی خاص ضرورت نہیں۔ جناب والا کا اسم مبارکہ اور نام نامی ہی سند کافی ہے۔ آپ اہل حق کے ترجمان اور سلف کے امین ہیں۔ حضرت صوفی صاحب دامت برکاتہم کے یہ مکتوب کشف خارجیت ص ۶۷، ۶۸، پر موجود ہیں۔

## سنی پرچم کے متعلق بشارت

ایک دفعہ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ایک خواب بیان فرمائی کہ میں نے حج کے موقع پر غالباً منیٰ میں یہ خواب دیکھا میرے ہاتھ میں خدام اہل سنت کا پرچم ہے اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تشریف لائے، انہوں نے پرچم لیا اور خوب بلند فرمایا اور فرمایا ہمارا جھنڈا بہت بلند ہوتا تھا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حضرات شیخین رضی اللہ عنہم کا حلیہ مبارک بالکل اسی طرح دیکھا جس طرح کتابوں میں پڑھا تھا۔ ابھی انتظار تھا کہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی تشریف لا رہے ہیں کہ آنکھ کھل گئی۔ راقم الحروف کو یہ یاد نہیں کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس خواب میں نبی علیہ السلام کی زیارت کا ذکر فرمایا تھا یا نہیں۔ اس لیے اس کا ذکر نہیں کیا۔ ایسی خوابیں حضرت رحمۃ اللہ علیہ عموماً بیان نہیں فرماتے۔ اس خواب میں چونکہ خدام اہل سنت کے مشن کے لیے بشارت تھی کہ یہ جھنڈا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاں مقبول ہے۔ اس لیے اس کو بیان فرمایا۔

## حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خواب میں زیارت

۱۴۰۳ء میں جب چوتھی مرتبہ حج کے لیے تشریف لے گئے تو منیٰ میں شب جمعہ ۹ ذوالحجہ نماز عشاء پڑھ کر جلدی سو گئے تو خواب میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے معانقہ فرمایا۔ اس مبارک خواب کا ذکر حضرت نے دفاع حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کتاب اور کشف خارجیت میں بھی فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو.......... اس موقع پر بندہ اپنا ایک خواب کا ذکر مناسب سمجھتا ہے کیونکہ اس میں بھی خدام اہل سنت کے مشن کے لیے بشارت ہے۔ خواب میں اس گنہگار کو روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جالی مبارک کے سامنے درود وسلام عرض کیا اور دعا کی درخواست کی پھر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلام عرض کیا پھر

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلام عرض کیا اور پھر دونوں صحابیوں کی خدمت میں بارگاہ رسالت میں بندہ کے لیے دعا کرنے کی درخواست پیش کی۔ جس طرح نور الایضاح، فتاویٰ عالمگیری اور زبدۃ المناسک میں حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے اور فضائل حج میں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب نے سلام اور دعا کا مفصل طریقہ لکھا ہے اس پر پورا عمل کیا پھر جب واپس چلا تو دیکھا کہ روضہ پاک کی جالیوں کے پاس خدام اہل سنت و جماعت کے بیج، سٹکرز، پرچم پڑے ہیں۔ میں واپس جا کر وہاں سے یہ چیزیں لینے لگا...... قارئین کی خدمت میں مؤدبانہ عرض ہے کہ اس خادم کے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حج، عمرہ اور روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف نصیب فرمائے۔ آمین۔

## چند متفرق واقعات

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ جب جیل کی طرف سے ہسپتال میں تھے۔ یہ خادم زیارت کے لیے حاضر ہوا تو سوال فرمایا کہ عمرہ کیا ہے یا نہیں؟ بندہ نے عرض کیا کہ حضرت جی ابھی تک یہ شرف نصیب نہیں ہوا، دعا فرمائیں تو حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی شفقت سے دعا فرمائی۔ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ اس کی بڑی ترغیب دیا کرتے تھے۔ ہریال تحصیل تلہ گنگ میں ایک دفعہ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔ زمیندارو، زمین بیچ کر، جانور بیچ کر بھی یہ سعادت ضرور حاصل کرو۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو نصیب فرمائے (آمین)

ایک دفعہ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے عمرے کے لیے تشریف لے جانا تھا، حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو بخار تھا۔ اچانک اطلاع آ گئی کہ تیاری فرمائیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ جب گھر سے باہر تشریف لائے تو اتنے خوش اور چہرے پر نورانیت تھی معلوم ہوتا تھا حضرت رحمۃ اللہ علیہ بیمار تھے ہی نہیں اور جھکی ہوئی کمر کے باوجود تقریباً سیدھے کھڑے ہو گئے۔ میں نے سمجھ لیا کہ یہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت ہے اور ساتھیوں سے ملاقات کے وقت یہ ارشاد فرمایا کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ بخیریت پہنچا دیں۔ بالعموم لوگوں کو بخیریت واپسی کی فکر ہوتی ہے لیکن آپ کو صرف وہاں پہنچنے کی فکر اور عشق تھا۔

۞ ایک دفعہ حضرو کے ایک عالم غالباً مولانا رشید احمد صاحب نے یہ واقعہ سنایا کہ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ مسجد نبوی میں موجود تھے اور بڑے خوش بیٹھے تھے۔ حضرت مولانا حافظ محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ کے ساتھ تھے، پوچھا کہ حضرت آج اتنے خوش ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ تو حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ابھی زیارت نصیب ہوئی ہے۔ یعنی

بیداری میں ........ خواب میں تو عام آدمی کو زیارت ہو سکتی ہے لیکن بیداری میں خاص اولیاء اللہ کو نصیب ہوتی ہے۔ جیسے حضرت مدنی رحمہ اللہ کو بیداری میں نصیب ہوئی۔ ہمارے استاد شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد موسیٰ خان روحانی بازی نور اللہ مرقدہ نے ترمذی شریف کے سبق میں بیان فرمایا کہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ تین سو انتیس (۳۲۹) یا تین سو انتالیس (۳۳۹) مقام ولایت کے جو طے کر جائے اس بزرگ کو بیداری میں بھی زیارت نبوی نصیب ہو جاتی ہے۔ لیکن پھر بھی وہ صحابی نہیں بن سکتا کیونکہ صحابی بننے کے لیے وفات سے پہلے اس عالم دنیا میں بارگاہ نبوی میں حاضر ہونا شرط ہے۔

- ایک دفعہ استاذی المکرم مولانا قاری خبیب احمد دامت برکاتہم نے جہلم مدرسہ میں مکی مسجد کے اندر ایک میٹنگ کے دوران یہ واقعہ سنایا کہ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کوہاٹ یا پشاور وغیرہ تشریف جا رہے تھے۔ راستہ میں اچانک حضرو کے کسی قصبہ میں گاڑی لے جانے کا حکم فرمایا، جب وہاں پہنچے ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی انہوں نے فرمایا کہ حضرت آپ کی آمد کی مجھے اطلاع ہو گئی تھی۔ حضرت اقدس رحمہ اللہ نے فرمایا کیسے ہوگئی۔ ہمارا تو یہاں آنے کا اچانک پروگرام بنا تو انہوں نے فرمایا کہ آج رات کو خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجھے زیارت نصیب ہوئی اور آپ نے فرمایا کہ کل تیرے پاس ایک ولی اللہ پہنچنے والے ہیں۔

## اتباع سنت

- ولی اللہ ہونے کا معیار ہی اتباع سنت ہے ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے اتباع سنت کا عظیم جذبہ عطا فرمایا تھا۔ جب حضرت کی کمر مبارک جھکی نہ تھی۔ سیدھا چلتے تھے۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح چلتے کہ یوں معلوم ہوتا کہ اونچائی سے نیچے کی طرف تشریف لے جا رہے ہیں اور زمین آپ کے پاؤں مبارک کی طرف کمٹی آتی ہے۔ الحمد للہ یہی حال حضرت رحمہ اللہ کے چلنے کا تھا۔ ایک دفعہ میں صرف جوتی پہننے لگا تو دیکھا کہ حضرت رحمہ اللہ دور جا چکے ہیں، دوڑ کر ساتھ جا ملا۔
- بوقت ملاقات سلام کرنا بھی سنت ہے اور سلام میں پہل کرنا بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ اس مبارک سنت پر بھی حضرت رحمہ اللہ کا عمل تھا۔ فون پر بھی اکثر حضرت رحمہ اللہ خود ہی سلام میں پہل فرما

لیتے تھے۔ سلام میں پہل کرنا تواضع کی بھی علامت ہے۔

- مسکرا کر ملنا بھی نبی کریم ﷺ کی مبارک سنت ہے۔ اس سنت پر کم لوگوں کو عمل نصیب ہوتا ہے۔ حضرت اقدس رحمہ اللہ کو اس سنت پر ہمیشہ عمل کرتے دیکھا۔ آپ کی زیارت اور مسکراہٹ دیکھ کر ساری پریشانیاں بھول جایا کرتی تھیں۔ فون پر ملاقات اور گفتگو سے دل کو سکون نصیب ہو جاتا تھا۔
- احادیث مبارکہ میں آتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی شفقت ہر صحابی کے ساتھ ایسی تھی کہ ہر صحابی یہ سمجھتا ہے کہ آپ مجھ پر سب سے زیادہ شفقت فرماتے ہیں۔ ہمارے حضرت رحمہ اللہ کی شفقت بھی تمام خدام پر ایسی ہی تھی کہ ہر شخص سمجھتا مجھ پر سب سے زیادہ حضرت رحمہ اللہ کی شفقت ہے۔
- ایک دفعہ حضرت اقدس رحمہ اللہ کافی دیر سے بیٹھک میں ملاقات کے لیے بیٹھے تھے جب اٹھنے لگے تو ایک دیہاتی شخص آیا، اس نے ناظرہ قرآن مجید سے متعلق ایسے سوالات شروع کر دیئے مجھے یہ احساس ہوا کہ حضرت رحمہ اللہ تھکے ہوئے ہیں یہ آسان سے سوال ہیں۔ دفتر والوں سے یا کسی استاد سے یہ پوچھ سکتا ہے۔ میں نے اس کو عرض بھی کر دیا لیکن حضرت اقدس رحمہ اللہ بڑی بشاشت سے اس کے سارے سوالات کے جوابات ارشاد فرماتے رہے۔ سنت پر عمل کے مبارک جذبہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے حضرت کو آخری رات بیماری میں سنت کی موافقت نصیب فرمائی کہ نبی کریم ﷺ کی بیماری کی ابتداء بھی سر درد سے تھی اور حضرت رحمہ اللہ کی بیماری کی ابتداء بھی اسی طرح ہوئی۔ نبی ﷺ کو بخار بھی ہوا اور حضرت اقدس رحمہ اللہ کو بھی بخار ہوا، آخری وقت نبی علیہ السلام نے مسواک فرمایا، حضرت اقدس رحمہ اللہ نے بھی آخری رات کئی دفعہ مسواک فرمایا اور اسم ذات اللہ اللہ کا ذکر فرماتے ہوئے ہمیشہ کے لیے الوداع فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون.

## بدعات سے بیزاری

سنت کے ساتھ محبت کی وجہ سے بدعات سے آپ کو سخت نفرت تھی، رسومات اور بدعات کا رد نرمی اور دلائل سے فرماتے لیکن خود کسی بدعت میں مبتلا نہ ہوتے تھے۔ دھول تحصیل تلہ گنگ میں ایک دفعہ ایک عالم جو مجلس میلاد عرس، مجالس ذکر کے متعلق نرم گوشہ رکھتے تھے، ان سے ایک رسالہ کا دریافت فرمایا کہ عرس کی تائید میں کس نے لکھا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ متشددین (مماتی غیر مقلدین وغیرہ) کے رد

میں انہوں نے لکھا ہے۔ حضرتؒ نے فرمایا ان چیزوں کا ردّ تو نرمی اور دلائل سے کرنا ہے لیکن یہ تو نہیں کہ ہم خود ان بدعات میں مبتلا ہو جائیں۔ پھر ان مسائل پر حضرت تھانویؒ اور حضرت گنگوہیؒ کے خطوط جو کہ تذکرۃ الرشید میں چھپے ہوئے ہیں۔ ان کے مطالعہ کرنے کی تلقین فرمائی اور حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کی کتاب ''براہین قاطعہ'' جو بدعات کے ردّ میں بڑی اہم کتاب ہے۔ اس کے مطالعہ کرنے کا ارشاد فرمایا۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے ان کا مطالعہ کیا ہے تو بہت خوش ہوئے اور فرمایا مولوی عبدالسمیع صاحب مصنف انوار ساطعہ کا علم سطحی ہے جس کے ردّ میں براہین قاطعہ حضرت سہارنپوریؒ نے تحریر فرمائی ہے۔ فرمایا ہمارے بزرگ گہرائی میں پہنچے ہیں۔

جو لوگ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے ایام منانے پر زور دیتے ہیں۔ حضرتؒ فرماتے تھے کہ اس سے تو اہل بدعت کو تقویت ہوگی۔ اصل چیز تو نظام خلافت راشدہ کا نفاذ ہے اس کے لیے محنت اور مطالبہ ہونا چاہیے۔

میں نے ایک دفعہ دعا بعد الجنازہ کے متعلق پوچھا کہ ہمارے علاقہ میں کئی دیوبندی علماء بھی کرتے ہیں۔ تو حضرتؒ نے تین دفعہ فرمایا.......... ہے تو خلاف سنت۔

نبی اکرم ﷺ اہم بات تین تین مرتبہ ارشاد فرماتے تھے۔ ہمارے حضرتؒ بھی اس کا اتباع فرماتے تھے۔

## سرکاری ملازمت پسند نہ تھی

میں جب بھون تحصیل چکوال میں مدینہ جامع مسجد میں خطیب تھا تو وہاں کے بعض احباب نے بڑا اصرار کیا کہ سکول میں عربی ٹیچر کی سیٹ خالی ہے آپ اس کی درخواست دے دیں۔ میں نے عرض کیا کہ سرکاری ملازمت کرنے پر میرا شرح صدر نہیں ہوتا۔ کیونکہ ہمارے بزرگ عموماً اس کو پسند نہیں فرماتے۔ ساتھیوں نے زیادہ اصرار کیا تو میں نے عرض کیا کہ حضرت اقدسؒ سے مشورہ کروں گا۔ جیسے حضرتؒ فرمائیں گے اس پر عمل کروں گا۔ جب حضرتؒ کی خدمت میں عرض کیا تو تین دفعہ فرمایا سرکاری ملازمت کا نام بھی نہ لیں۔ آپ اسی طرح آزاد ٹھیک ہیں، میں نے عرض کی کہ میرا تو پہلے بھی اس پر شرح صدر نہیں ہوتا۔ اب بالکل اطمینان ہو گیا ہے۔

## درس قرآن کے اثرات

میں جب بھون میں خطیب و مدرس تھا تو ہم گاڑی بھر کر جمعرات کو حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کا درس سننے کے لیے حاضر ہوتے تھے، تین سال الحمدللہ مسلسل حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے درس سنے شاذ و نادر ہی ناغہ ہوا۔ میں ساتھیوں سے عرض کرتا رہتا تھا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ دل کی بیٹری چارج کر دیتے ہیں جس کی اصلاح کرانی ہو، حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں اس کو لے آؤ۔ تصوف پر جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ کبھی مفصل بحث فرماتے تو پتہ چلتا تھا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا اس میں بڑا بلند مقام ہے۔

## ذکرواذکار کی تلقین واہتمام

حضرت رحمۃ اللہ علیہ خود بھی بڑا ذکر فرماتے تھے، سفر میں اکثر ذکر ہی فرماتے، ایک دفعہ میں نے ملاحظہ کیا تو معلوم ہوا کہ یہ درود شریف پڑھ رہے ہیں۔ اللھم صل وسلم وبارک علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ کما تحب و ترضی عدد ماتحب و ترضی. حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح وظیفہ میں حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ اس درود شریف کو زیادہ پسند فرماتے تھے اور اپنے مریدین کو ذکر کی کثرت کا حکم فرماتے تھے۔ تسبیحات ستہ میں سو سو بار سبحان اللہ، الحمدللہ، لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر، استغفر اللہ الذی لا الہ ھو الحی القیوم واتوب علیہ. اور مذکورہ بار درود شریف۔ اس کے بعد فرماتے تھے اسم ذات کا ذکر اللہ اللہ کم از کم پانچ ہزار بار کرو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نصیب فرمادے۔ یہ ناکارہ تو اس سلسلہ میں بڑا ہی غافل ہے۔ قارئین سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی محبت کے صدقے ذکر کی مداومت نصیب فرمادے۔ امین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم. حسبنا اللہ ونعم الوکیل کا وظیفہ روزانہ ۵۰۰ مرتبہ اوّل آخر تین تین مرتبہ درود شریف ہر جائز ضرورت و حاجت کے لیے تلقین فرماتے۔ فرماتے تھے یہ وظیفہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پڑھا ہے۔

اللہ تعالیٰ سب خدام کو حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جس طرح ہم دنیا میں ان کے قدموں سے وابستہ رہے۔ اللہ کریم آخرت میں بھی ان کے دامن سے وابستہ رکھیں اور ان کے ساتھ ہمارا حشر فرمائیں۔ امین بجاہ النبی الکریم

# فخر اہل حق

مناظر اسلام مولانا محمد اسمٰعیل محمدی ☆

برادران اہل سنت و جماعت ! قائد اہل سنت، وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم، پاسبان مسلک حق، سیف بے نیام، قاطع شرک و بدعت، نشانی اسلاف، فاضل دیو بند، فخر اہل حق، مجاہد اسلام، خلیفہ مجاز حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ جناب حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اہل علم ،عوام خواص کے حلقہ میں محتاج تعارف نہیں۔

ملاقات سے قبل محض نام سنا تھا اور یہ بھی سنا تھا کہ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے اسلاف واکابر کے خلاف ایک رتی بھی برداشت نہیں فرماتے اور حق بھی یہی ہے جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات پڑھیں ملاقات ہوئی تو جو سنا تھا اس سے بڑھ کر پایا۔ حضرت فتنوں کے تعاقب میں بڑے حساس تھے۔ دورِ حاضر میں ناصبیت ، رافضیت ، خارجیت، مودودیت، مماتیت کا کھل کے بے دھڑک پوسٹ مارٹم کیا۔ مسئلہ خلافت راشدہ سمجھانے میں اور عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم کا دلوں پر نقش جمانے کا جو کام جناب نے کیا ہے وہ قابل رشک بھی ہے ساتھ ساتھ قابل تقلید بھی۔

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے حلقہ احباب میں جو عقیدہ صادقہ کی درستگی و پختگی کا سبق دیا۔ عقیدہ سمجھایا اور منوایا اس کی مثال قریب قریب ملنا بہت مشکل ہے۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور مقولہ ہے "مجھے زیادہ جماعت میں بھرتی کی ضرورت نہیں ہے۔ تھوڑے ہوں کام کے ہوں۔" مزے کی بات یہ ہے کہ کوئی تقیہ باز اپنا بھیس بدل کر بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی جماعت میں شامل نہیں ہو سکا۔ جس طرح بڑے المیے کی بات ہے کہ ہماری دیو بند کی جماعتوں میں مماتی ناصبی وخارجی کسی نہ کسی صورت میں بانسری اپنی بجاتے ہیں لوگ انہیں بھی دیو بندی سمجھتے ہیں۔ جب سے میرا تعلق ہے مجھے یاد نہیں کہ کوئی بدعقیدہ یا مشکوک عقیدے والا فرد خدام کے اسٹیج پر آیا ہو یا ایسے لوگوں کے پاس کبھی حضرت گئے ہوں اور حق بھی یہی ہے۔

اللہ رب العزت حضرت قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے جوار رحمت میں مقام عطا فرمائے۔ حضرت کی مساعی جمیلہ کو اپنے دربار میں منظور و قبول فرمائے۔

امین بحرمة النبی الامین علیه التحیه والتسلیم الی یوم الدین۔

---

☆ شاگرد رشید مولانا محمد امین صاحب صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

# قابل تقلید شخصیت

لکھے مولانا ابو محمد نور محمد قادری ☆

حضرت اقدس قائد اہل سنت پیر طریقت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نور اللہ مرقدہ کے انتقال پر ملال کے چند دن بعد مولانا زاہد الراشدی مدظلہ کا ایک مضمون بنام، ''حضرت مولانا قاضی مظہر حسین ؒ سے وابستہ چند یادیں'' روزنامہ اسلام میں شائع ہوا اس مضمون کے آخر میں مولانا زاہد الراشدی نے لکھا:...... حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب ؒ کی جدو جہد دین کے ہر شعبہ میں تھی لیکن دو باتوں کو ان کے نزدیک سب سے زیادہ اہمیت حاصل تھی اور ان کی تگ ودو کا اکثر و بیشتر حصہ انہی دو امور کے گرد گھومتا تھا۔ ایک ''اہل سنت کے مذہب وعقائد کی ترویج'' اور دوسرا ''علماء دیو بند کے مسلک کا تحفظ'' ان دو حوالوں سے وہ کسی مصلحت یا لچک کے روادار نہیں تھے اور کسی کو رعایت دینے پر آمادہ نہ تھے۔ ان کے نزدیک عقائد اور ان کی تعبیرات کے باب میں اکابر علماء دیو بند کی تصریحات ہی فائنل اتھارٹی کی حیثیت رکھتی تھیں۔ کسی بھی حلقہ یا شخصیت کی طرف سے اس سے ہٹ کر کوئی بات سامنے آتی تو کسی جھجک کے بغیر اس کی تردید کر دیتے تھے اور اس معاملہ میں ان کے ہاں ترجیحات یا پروٹوکول نہیں تھا۔ ایک بار انہوں نے مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید ؒ کی زندگی میں ان کی کسی تقریر یا تحریر پر گرفت کرتے ہوئے ایک پمفلٹ شائع کر دیا۔ اس کے بعد کسی مرحلہ پر میری ان کے ہاں حاضری ہوئی تو میں نے عرض کیا کہ حضرت! ضیاء الرحمٰن فاروقی یا میرے جیسے لوگوں کے خلاف آپ پمفلٹ شائع نہ کیا کریں۔ ہم آپ کے بچے ہیں۔ ہماری کسی بات میں غلطی دیکھیں تو خود بلا کر ڈانٹ دیا کریں۔ سمجھا دیا کریں۔ ہم اس سطح کے لوگ نہیں ہیں کہ آپ ہمیں اپنے خلاف حریف بنائیں اور یہ آپ کی شخصیت اور مقام کے خلاف ہے۔ اس کے جواب میں انہوں نے ایک جملہ فرمایا...... جس کا میرے پاس کوئی جواب نہیں تھا کہ...... میں اپنی شخصیت کو دیکھوں یا مسلک کی حفاظت کروں۔

---

☆ مہتمم جامعہ عثمانیہ، ترنڈہ محمد پناہ

## قارئین کرام

یہ ہے حضرت قاضی رحمہ اللہ کا مزاج اور مسلکی غیرت وحمیت کہ وہ اپنے مسلک ومشرب کی حفاظت کے لیے اپنی اور دوسرے کی شخصیت کا لحاظ کیے بغیر اور کسی ملامت گر کی ملامت کی پرواہ کئے بغیر میدان جہاد قلمی اور لسانی میں اتر جایا کرتے تھے اور اکابر کی تحقیقات وتعبیرات کو کتاب وسنت اور اجماع امت کی روشنی میں مدلل ومبرہن کرنے کو وہ اپنا فرض منصبی سمجھا کرتے تھے اور وہ اس معاملہ میں کسی مصلحت۔ رورعایت اور لچک وغیرہ کے قطعاً قائل نہ تھے۔ یوں سمجھئے کہ وہ احقاق حق اور ابطال باطل کے لیے ایک شمشیر بے نیام کی حیثیت رکھتے تھے۔ اور اپنے اکابر علماء دیوبند اہل سنت والجماعت کے مسلک حقہ کی حفاظت اور دفاع کے لیے سردھڑ کی بازی لگا دینے میں سرمو بھی عار نہیں کیا کرتے تھے۔ بلکہ وہ اسی میں اپنی عزت وعظمت سمجھتے تھے۔ تو بندہ عاجز کے نزدیک حضرت اقدس جناب قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ کا یہ مسلکی جذبہ عصر حاضر کے علماء، فضلا، اہل علم وقلم اور ارباب افتاء وارشاد کے لیے ایک قابل تقلید نمونہ ہے اور اس معاملہ میں ان کی شخصیت لائق تقلید ہے۔

## تنبیہ

کوئی صاحب اس کو شدت، انتہا پسندی، اور تنگ نظری پر محمول نہ کرے۔ کیونکہ مسلک کی اس خدمت میں درحقیقت دین اسلام کی سرحدوں کی حفاظت اور دفاع کا اہم ترین فریضہ ادا کیا جاتا ہے۔ ہر دور کے علماء حق کا یہ فرض منصبی ہے کہ وہ مذہب اسلام کے ایک ایک عقیدہ، ایک ایک عمل اور ایک ایک مسئلہ کی حفاظت کریں چاہے وہ مسئلہ فی نفسہ چھوٹا ہو یا بڑا، اہم ہو یا معمولی، بہر حال دین اسلام کے چھوٹے بڑے تمام احکامات، فرائض وواجبات حتیٰ کہ سنن ومستحبات کی حفاظت اور نگہداشت وقت کے علماء حق پر لازم اور ضروری ہے۔ اور اس میں کسی قسم کی مداہنت اور غفلت کی قطعاً گنجائش نہیں ہے۔ اس حقیقت کو مثال کے طور پر یوں سمجھیئے۔ ملک پاکستان کی افواج پر ملک کے چپے چپے کی حفاظت اور دفاع لازم ہے خواہ ملک کا کوئی حصہ ریگستانی ہو یا پہاڑی، زرخیز ہو یا غیر زرخیز۔ بظاہر اہم ہو یا غیر اہم۔ افواج پاکستان پر اس کی حفاظت فرض عین ہے۔ ہمارے ملک کا ایک حصہ ایسا بھی ہے کہ وہاں شدید قسم کی برف باری ہوتی ہے اور وہاں گرمیوں میں بھی عام آدمی زندگی بسر نہیں کرسکتا۔ اور چولستان کا سرحدی علاقہ ایسا ہے کہ سینکڑوں میل تک ریگستان پھیلا ہوا ہے جہاں پینے کا پانی بھی نایاب ہے لیکن ہمارے ملک کی فوج

ایسے تمام علاقہ جات پر پہرہ دیتی چلی آرہی ہے اور باقاعدہ ایسی تمام خطرناک سرحدوں پر ڈیرے ڈالے ہوئے ہے حتی کہ ہزار ہا فوجی ان سرحدات کی حفاظت میں اپنی قیمتی جانوں کا نذرانہ بھی پیش کر چکے ہیں۔ لیکن وہ اپنے ملک کی سرحدات اور زمین کے ایک ایک انچ کی حفاظت برابر کرتے چلے آرہے ہیں۔ کیونکہ یہ ان کا فرض منصبی ہے اور اس کی وہ تنخواہ لیتے ہیں اور ایسی افواج کو ملک کا وفادار سمجھا جاتا ہے۔ جو اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر ملک کے چپے چپے کی حفاظت کرے۔ اگر خدانخواستہ کوئی فوجی ملک کے ایک انچ کو یہ سمجھ کر دشمن کے حوالہ کر دے۔ کہ یہ تو پہاڑی حصہ ہے یا ریگستانی حصہ ہے یا غیر اہم ٹکڑا ہے تو اس کو ملک کا غدار اور نمک حرام کہا جائے گا کہ اپنے فرض کو چھوڑ دیا اور ملک کا ایک حصہ دشمن کے حوالے کر دیا۔ تو بعینہ اس طرح ہر دور کے علماء حق کو دین اسلام کی محافظ افواج سمجھیے۔ ان پر لازم ہے کہ دین اسلام کے ہر عقیدہ و ہر عمل اور ہر مسئلہ کی حفاظت کریں اور ہر دور میں ایسا کرتے چلے آرہے ہیں۔

لہٰذا حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ کی مسلکی خدمت اور عقیدہ اہل سنت والجماعت کا دفاع درحقیقت، قرآن وحدیث اور پورے دین اسلام کا دفاع اور تحفظ ہے۔ جس میں انہوں نے اپنی زندگی کھپا دی۔ جزی اللہ تعالیٰ عنا من جمیع المسلمین جزاءً خیراً

اور بندہ عاجز اپنے مسلک کے علماء، خطباء اور ارباب افتاء و ارشاد کی خدمت میں مؤدبانہ گزارش کرتا ہے کہ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی طرح اپنے اکابر علماء اہل سنت والجماعت علماء دیوبند کے ایک ایک عقیدے اور ایک ایک عمل کا تحفظ فرمائیں۔ دفاع کریں۔ ملاوٹ کرنے والوں کی ملاوٹ سے اس کو پاک رکھیں۔ کسی بڑے سے بڑے آدمی کے تفردات اور نجی عقائد و افکار کو مسلک علماء دیوبند میں شامل نہ ہونے دیں۔ کیونکہ ہمارے اکابر علماء دیوبند کے عقائد، افکار و نظریات بالکل مدون، مرتب اور محفوظ ہیں۔ ہمارے بزرگوں نے کوئی ایسا مسئلہ نہیں چھوڑا جس میں انہوں نے کتاب وسنت کی روشنی میں راہ اعتدال اختیار نہ فرمائی ہو۔ ان حضرات نے قرآن وحدیث کی جو تشریحات بیان فرمائی ہیں اور عقائد اسلام کی جو تعبیرات بتائی ہیں وہ حق اور سچ ہیں۔ ایک آدمی کے لیے سلامتی کی راہ یہی ہے کہ وہ ہر مسئلہ میں اکابر کی رائے پر اعتماد کرتے ہوئے ان کے نقش قدم کو تل بھر بھی نہ چھوڑے۔ بلکہ ان کا پورا پورا اتباع کر کے قرآن وحدیث کی تعلیمات پر عمل کرے اور کسی کے تفرد پر نہ خود چلے نہ کسی کو چلنے دے۔

یہ ہے صراط مستقیم اور سلامتی کی راہ

کیونکہ ہمارے اسلاف نے مسائل شرعیہ کی تحقیق کا حق ادا کر دیا۔ اب اگر کوئی شخص سلف صالحین

کی تحقیقات کے متعلق بد اعتمادی رکھتا ہے اور پھر از سرنو ہر مسئلہ کی تحقیق کرنے کا شوق رکھتا ہے تو یہ اس کی تحقیق نہ ہوگی بلکہ تشکیک ہوگی۔

حضرت قاضی صاحب ہم سب کے لیے، لائق تقلید شخصیت ہیں ان کی طرح احقاق حق اور تحفظ مسلک کی خاطر اپنی اور کسی دوسرے کی شخصیت کو نہ دیکھیں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کریں۔ کسی کی خدمات کا لحاظ مت کریں اور کسی کی رورعایت کے بغیر تفردات کا پردہ چاک کریں۔ نئی پود کو اپنے اکابر کے مسلک سے آگاہ رکھیں ورنہ یاد رکھیں۔ اکابر کا مسلک صرف کتابوں میں رہ جائے گا۔

❀❀❀❀

## صحابہ کرامؓ تنقید سے بالاتر ہیں

حضرت قائد اہل سنت ؒ لکھتے ہیں......

رسالت محمدیہ کے عینی گواہ اور سنت وحدیث رسول ﷺ کے راوی (جو مابعد والوں کی جرح و تنقید سے بالا ہیں) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی ہیں جن لوگوں نے براہ راست محبوب خدا ﷺ کا دیدار نہیں کیا اور جو حضور نبی کریم ﷺ کی صحبت سے فیض نہیں پا سکے وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر کلی اعتماد اعتماد کر کے ہی رحمۃ للعالمین ﷺ کی صورت وسیرت کے جلوؤں حضور ﷺ کے اقوال واعمال اور حضور ﷺ کی محبوب اداؤں کو اپنے لیے اُسوۂ حسنہ بنا سکتے ہیں۔ اگر اصحاب رسول کی مقدس جماعت کا اعتماد درمیان سے اٹھ جائے تو مابعد والی امت کا علمی وعملی تعلق رسول اللہ ﷺ سے اُٹھ جاتا ہے۔ [اتحادی فتنہ ص ۶، ص ۷]

# مؤرخ بھی، محقق بھی

کتبہ قاضی عبدالرزاق صاحب ☆

قائد اہل سنت، وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم، حضرت مولانا مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں، جسے تھوڑی سی بھی مذہب سے دلچسپی ہے۔ وہ اچھی طرح آپ کو جانتا ہے۔ آپ ہمہ جہت شخصیت کے علاوہ، اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔ آپ مؤرخ بھی تھے اور دینی محقق بھی، خطیب بھی تھے اور مبلغ وداعی بھی، مجاہد بھی تھے اور باصلاحیت منتظم بھی، بااصول عالم دین بھی تھے اور فکر و نظر سے آراستہ قائد ورہنما بھی، منکسر المزاج پیر ومرشد بھی تھے اور شفیق مربی ومعلم بھی، آپ کی وفات پر ملال سے جماعتی زندگی میں بہت بڑا خلا پیدا ہو گیا ہے۔ آپ نے ساری زندگی اتحاد امت اور اسلام کی سربلندی کے لیے جہد مسلسل میں گزاری۔ آپ نے تحریک آزادی، تحریک خلافت، تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام خلافت راشدہ کے نفاذ کے لیے گرانقدر خدمات انجام دیں۔

لیکن حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی جس بات نے مجھے سب سے زیادہ متاثر کیا ہے وہ وسیع النظر عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کا تقویٰ تھا۔ تقویٰ سے میری مراد، مومن کی زندگی کا وہ مقصد ہے، جس کے لیے وہ ہر نیک کام کرنے اور ہر بڑے کام سے بچنے کی سعی وکوشش کرتا ہے۔ وہ جنت کا حصول ہے، میں نے جب بھی حضرت کو اس معیار وکسوٹی پر پرکھا، مجھے یوں ہی محسوس ہوا کہ آپ کی نگاہیں، اسی مرکزی نکتہ پر جمی ہوئی تھیں کہ میں وہ کام کروں کہ جو میرا قول وفعل اور عمل مجھے جنت کے قریب کر دے اور ان کاموں سے دور رہوں جو جنت سے دُور کرنے والے ہیں۔ یہی انسان کی زندگی کا مقصد ہے اور میرے نزدیک یہی وہ بات ہے جو ایک مرد مومن کی رفعت وعظمت کا نشان امتیاز ہے۔

قرآن وحدیث کے علم کے فقدان اور سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ناواقفیت کی بنا پر صرف عوام ہی نہیں بلکہ خواص بھی، ذکر واذکار اور نماز وروزہ کو تو نیکی کا کام اور جنت کے حصول کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ لیکن دین کو غالب

---

☆ خطیب مسجد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ لائن پارک، چکوال

کرنے کے لیے جدوجہد اور جان ومال کے ایثار وقربانی کو اچھے مسلمان کی صفات سے خارج سمجھتے ہیں۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے زندگی کے مختلف ادوار میں ظلم وتعدی کے خاتمے، اعلائے کلمۃ اللہ اور دین کی ناموس وحفاظت کے لیے انقلابی قدم اٹھائے، جن کی وجہ سے متعدد دفعہ قید وبند کی صعوبتیں برداشت کرنی پڑیں، بے شمار تکالیف اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا، لیکن طوفان کے اس منجدھار میں بھی ہمہ دم آپ کو خندہ جبیں دیکھا ہے اور گردش دوراں کا شکوہ کبھی بھی آپ کی زبان سے نہیں سنا گیا۔

اگر کسی نے کم ہمتی کی بات کی بھی، تو آپ نے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ یہی فرمایا، ''ارے بھائی! یہ زندگی ایک امتحان وآزمائش ہے۔ اللہ تعالیٰ کبھی نعمت دے کر آزماتے ہیں تو کبھی مصیبت وتکلیف کے ذریعہ سے، جو لوگ نعمت پر شکر اور مصیبت پر صبر کرتے ہیں، وہی کامیاب وکامران انسان ہیں۔'' یہ اسی انسان کی صفت ہو سکتی ہے جو عزم وہمت اور استقلال کا پہاڑ ہو اور اپنے مشن کی سچائی پر پختہ یقین رکھتا ہو۔

یہی وہ دو باتیں ہیں، جنہوں نے مجھے حضرت کا عقیدت مند بنایا ہے۔ میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے تعزیتی پیغام کے حوالہ سے اسلامیان پاکستان سے بالعموم اور حضرت کے متعلقین ومعتقدین کو بالخصوص یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ اگر آپ حضرت کی سیرت وکردار کی روشنی میں ان دو باتوں کو اپنا لیں، تو یہی دو باتیں ہمارے صراطِ مستقیم پر قائم رہنے اور آخرت کی نجات وکامیابی کے لیے کافی ہیں۔

پہلی بات یہ ہے کہ جو بات بھی منہ سے نکلے، جو کام بھی ہمارے اعضاء وجوارح سے سرزد ہو، اور جہاں بھی ہمارا وقت اور مال لگے اور صلاحیتیں خرچ ہوں۔ اسے اس ترازو پر تول کر دیکھ لیں کہ آیا یہ مجھے اپنی منزل (جنت) کے قریب کرنے والی چیز ہے یا دور کرنے والی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جس بات کو آپ نے حق وسچ سمجھ کر قبول کیا ہے۔ اس کے لیے اپنی جان، مال اور وقت، سب کچھ لگا دیں۔ اگر اس راہ میں مصائب وتکالیف آئیں تو انہیں محبوب کا امتحان سمجھتے ہوئے، صبر واستقلال کے ساتھ خندہ پیشانی سے برداشت کرنے کا اپنے آپ کو خوگر بنائیں۔

یہی وہ دو باتیں ہیں، جن کی مدد سے کسی نیک مشن کو بہتر انداز سے آگے بڑھایا جا سکتا ہے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ہمیں آپ کے مشن پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

❁❁❁❁

# نباض ملت سے پہلی اور آخری ملاقات

جناب سید شمشاد حسین شاہ ☆

اگست ۱۹۵۹ء کی بات ہے مدرسہ مدینۃ العلوم سرگودھا کا سالانہ اجلاس تھا۔ صرف بارہ سال پہلے پاکستان بنا تھا۔ یعنی شروع کی بات ہے۔ لوگوں میں اسلام اور دین کا ذوق موجود تھا۔ مدارس اور مساجد کی بنیادیں رکھی جارہی تھیں۔ لوگ جلسوں اور دینی اجتماعات میں خوب شوق سے شریک ہوتے تھے۔ تین تین روز کے جلسے ہوتے تھے جو دن رات جاری رہتے تھے۔ رات گئے تک علماء کرام کے بیانات سنے جاتے تھے۔ مدرسہ مدینۃ العلوم سرگودھا کی انتظامیہ نے جلسہ کا بہت بڑا، اشتہار شائع کیا تھا۔ جس میں ایک نام ''نباضِ ملت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ'' (خلیفۂ مجاز شیخ العرب والعجم سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ) کا بھی تھا۔

اپنے مربی و محسن یادگار اسلاف حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے سنا (جن کی گود میں احقر پلا اور بڑھا تھا اور جن سے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے واقعات بار بار سن کر یاد کر رکھے تھے اور بچپن سے ہی اِن دونوں بزرگوں کے ساتھ دلی عقیدت اور محبت پیدا ہو چکی تھی)۔

کہ آج سرگودھا میں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ مجاز تشریف لا رہے ہیں۔ جن کو دیکھنے کے لیے آنکھیں بے تاب تھیں۔ مولانا قاری جلیل الرحمان رحمۃ اللہ علیہ مہتمم مدرسہ مدینۃ العلوم اور خطیب جامع مسجد گول چوک سرگودھا نے مفتی سید عبدالشکور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت حکیم شریف الدین رحمۃ اللہ علیہ کرنالوی کے ذمہ لگایا کہ آپ دونوں حضرات حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اسٹیشن سے لے کر آویں۔ چنانچہ یہ دونوں اکابرین اسٹیشن پہ جانے لگے تو انہوں نے احقر کو بھی ساتھ چلنے کا فرمایا اور یوں ہم لوگ دوپہر سے پہلے اسٹیشن پر پہنچ گئے گاڑی آنے میں ابھی آدھ گھنٹہ باقی تھا۔ دونوں بزرگ انتظار میں بیٹھے مختلف موضوعات پر باتیں کرتے

---

☆ ۔ ایم۔ اے اسلامیات، قصبہ ساہیوال ضلع سرگودھا

رہے اور پھر گاڑی پلیٹ فارم پر آ کر رک گئی۔ اور ہم لوگ گاڑی کی طرف لپکے۔ ایک ڈبہ میں حکیم صاحب نے حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک جھلک دیکھی تو ہم بھی کشاں کشاں اُس طرف بڑھے۔

اتنے میں حضرت ڈبہ کے دروازہ تک پہنچ چکے تھے۔ کوئی خادم یا طالب علم حضرت کے ہمراہ نہ تھا۔ اُس زمانہ میں حضرت اکیلے ہی سفر کرتے تھے۔ ایک ہاتھ میں لوٹا اور دوسرے ہاتھ میں لمبا سا عصا ،اکبرا بدن، لمبا قد، خوبصورت اور نہایت نورانی چہرہ، چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ اور سادہ فریم کی عینک، کھدر نما کپڑے اور باریک کپڑے کی چادر زیب تن کیے ہوئے تھے۔ پلیٹ فارم پر اترتے ہی بڑے تپاک سے ملے اور سب کو باری باری گلے لگایا۔ میری تو یہ حالت تھی کہ بس حضرت کو تکے جا رہا تھا۔ سوچتا تھا کہ یا اللہ یہ کوئی انسان ہے کہ فرشتہ۔ یوں لگتا تھا جیسے آسمان کا چمکتا ہوا سورج زمین پر اُتر آیا ہے۔ بقول کسے.........

اُس چہرۂ تاباں پہ نظر پڑتے ہی جانا
خورشیدِ فلک اور ہے خورشیدِ زماں اور

مدرسہ پہنچ کر حضرت قاضی صاحب ایک ایک فرد سے بغل گیر ہوئے۔ حتیٰ کہ جب کوئی طالب علم یا عام آدمی بھی ملنے آتا تو آپ کھڑے ہو کر اُسے گلے لگاتے جیسے مدتوں سے واقفیت ہو۔ اپنائیت اور فنائیت کی یہ ادائیں ایسی تھیں جو دل میں اتر گئیں اور احقر نے حضرت حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ اگر حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں جگہ مل جاوے تو احقر دینی تعلیم حاصل کرنے کے لیے چکوال جانے کو تیار ہے۔ حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بات کی اور مفتی جمیل احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مشورہ سے حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت دے دی اور یوں کچھ عرصہ کے بعد احقر چکوال پہنچ گیا۔ حضرت کو قریب سے دیکھا تو گرویدگی بڑھتی گئی۔ اور چار پانچ ماہ کی عرض و معروض کے بعد حضرت نے شرف بیعت سے نوازا اور اپنے خدام میں شامل فرما لیا.........

اُس ایک شخص میں تھیں دلربائیاں کیا کیا
ہزار لوگ ملیں مگر کہاں وہ شخص

## پدرانہ شفقتیں

مدرسہ اظہار الاسلام گورنمنٹ کالج کے سامنے ایک چھوٹی سی مسجد کے چوبارے پر مشتمل تھا۔ احقر

فجر کی اذان سنتے ہی وہاں سے چل پڑتا اور فجر کی نماز مدنی جامع مسجد میں حضرت کی اقتداء میں ادا کرتا اور صبح کے درسِ قرآن میں شامل ہوتا سردی کا موسم تھا۔ جب ایک دو ماہ گزر گئے تو ایک روز حضرت نے خود ہی فرمایا کہ سردی بہت ہے اور فاصلہ بھی کافی ہے اس لیے بہتر یہ ہے کہ شام کو چھٹی کے بعد یہیں آ جایا کرو۔ دو تین طالب علم یہاں پہلے سے سوتے تھے اس طرح احقر بھی اُن کے ساتھ سونے لگا۔ کھانے کا انتظام بھی انہی طالب علموں کے ساتھ ہو گیا۔ جب کبھی نفلی روزے رکھتے ہوتے تو رات کو سحری حضرت کے ہمراہ ہی کھاتے۔ حضرت اپنا سالن ہم طالب علموں کے سامنے رکھ دیتے اور ہمارے سالن میں سے خود تناول کر لیا کرتے تھے۔ آپ کی یہ شفقتیں بھلا کیسے بھلائی جا سکتی ہیں ......

ہم بھول سکے ہیں نہ کبھی بھول سکیں گے
تو یاد رہے گا ہمیں ، ہاں یاد رہے گا

## نمازوں میں خشوع وخضوع

حضرت جب نماز پڑھتے تھے تو خشوع خضوع کی یہ حالت ہوتی تھی کہ پورا بدن لرزتا تھا۔ خاص طور پر "ایاک نعبد وایاک نستعین" پڑھتے وقت تو حالت دیدنی ہوتی تھی۔ خود سپردگی اور محویت کی تصویر ہوتے تھے ہم کیا اور ہماری آنکھیں کیا۔ ہم نے صرف اِن ظاہری آنکھوں سے جو دیکھا وہ لکھ دیا ورنہ دراصل نماز میں جو معراج اُن کو حاصل تھی وہ تو وہی جانتے تھے۔..........

ہر نظر بس اپنی اپنی روشنی تک جا سکی
ہر کسی نے اپنے اپنے ظرف تک پایا مجھے

## تقریر کا اندازِ خطابت

حضرت کی تقریر سادہ اور عام فہم ہوتی تھی شہروں میں اردو زبان میں بیان ہوتا تھا۔ جب کہ دیہات میں تقریر پنجابی زبان میں ہوتی تھی۔ تکلف اور بناوٹ سے سخت نفرت تھی۔ پوری تقریر میں لطیفہ، قصہ گوئی یا طنز و مزاح نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی تھی۔ قرآن پاک کھول کر اپنے زانوؤں پر رکھتے۔ یا میز پر اور پُر درد لہجے میں تلاوت کرتے۔ آواز میں گرج اور قدرتی جلال تھا۔ جو کہ کلام اللہ کی شایانِ شان تھا۔ ذکر وفکر کی وجہ سے قدرت نے جو سوز وگداز عطا فرمایا تھا وہ آپ کے ہر جملے سے عیاں ہوتا تھا۔ قرآنی آیات کا مفہوم اتنے اچھوتے انداز سے سمجھاتے تھے کہ لطف آ جاتا تھا۔ آیات وہی ہوتی تھیں مگر

ہر بار انداز نیا ہوتا تھا اور ان تقریر اشعار بہت کم پڑھتے تھے۔ پینتالیس سال کے عرصہ میں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے قصیدہ کے چند اشعار کے علاوہ اکثر کو اردو کے صرف دو شعر یاد پڑتے ہیں۔ جن میں سے ایک شعر تو حضرت حکمرانوں کو مخاطب کر کے سنایا کرتے تھے۔ کہ یہ حکومت آنی جانی چیز ہے آج خدا نے تمہیں موقع دیا ہے۔ اسلام کا وہ نظام جو خلفائے راشدین نے نافذ کیا تھا۔ اُسے ملک پاکستان میں نافذ کر کے دین و دنیا کی کامیابی حاصل کر لو۔ ورنہ بعد میں پچھتانا پڑے گا۔ خدا کی لاٹھی بے آواز ہے۔ وہ جب چاہیں گے حکمرانی چھین لیں گے۔ اور پھر یہ شعر پڑھا کرتے تھے......

تو شاہوں کو گدا کر دے گدا کو بادشاہ کر دے

اشارہ تیرا کافی ہے گھٹانے میں بڑھانے میں

دوسرے شعر کا پس منظر یہ ہے اعلانِ نبوت سے پہلے کا واقعہ ہے۔ جب قریش مکہ نے خانہ کعبہ کو از سرِ نو تعمیر کیا۔ اور حجر اسود کے رکھنے کی باری آئی۔ تو ہر قبیلے نے یہ سعادت حاصل کرنے کے لیے اپنی خدمات گنوائیں اور اپنا حق جتلایا۔ خطرہ تھا کہ یہ جنگجو قوم اس نازک مسئلہ پر آپس میں ٹکرا جائے اور قتل و غارت کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو کر پوری قوم برباد ہو کے رہ جاوے۔ پھر قدرت نے اس قوم پر مہربانی کی اور اُن کے دلوں میں یہ بات ڈال دی کہ ہماری قوم کا یہ صالح نوجوان جسے ہم صادق اور امین کہتے ہیں۔ اور جس کا نام محمد ابن عبداللہ ہے۔ اس معاملہ میں وہ جو فیصلہ کرے گا ہم سب کو منظور ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان مبارک سے کچھ نہیں بولے بلکہ اپنی چادر مبارک بچھائی اور اپنے دستِ مبارک سے حجر اسود کو چادر پر رکھا اور سب قبیلوں کے سرداروں کو دعوت دی کہ وہ چادر کے پلو تھام کر حجر اسود کو اٹھا لائیں۔ سب سرداروں نے حکم کی تعمیل کی۔ وہ جب حجر اسود نصب کرنے کی جگہ پہنچے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کو اپنے مبارک ہاتھوں سے اٹھایا اور بیت اللہ کی دیوار میں نصب کر دیا۔ مولانا ظفر علی خان نے اس واقعہ کو ایک شعر میں یوں بیان کیا............

جو فلسفیوں سے حل نہ ہوا اور نکتہ وروں سے کھل نہ سکا

وہ راز، اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں

فرمایا کہ اکثر اشعار بے کار ہوتے ہیں مگر بعض اشعار حکمت پر مبنی ہوتے ہیں۔ مولانا ظفر علی خان نے اس واقعہ کو کتنے اچھے انداز سے پیش کیا ہے..... جھنگ سے آگے ایک سفر میں جاتے ہوئے احقر نے حضرت قاضی صاحب کی تقریر کا یہ حصہ عزیز القدر مفتی سید عبد القدوس ترمذی کو سنایا تو وہ جھوم کے رہ

گئے۔ اور بے ساختہ اُن کی زبان سے نکلا "واہ قاضی صاحب واہ"۔ یہ شعر تو ہم نے بار بار ہا سنا تھا مگر جس طرح حضرت شیخ نے اس کو منطبق کیا وہ واقعی داد کے قابل ہے۔

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر میں عطری مغز ہوتا تھا۔ وہاں مقصد سے ہٹ کر ادھر اُدھر کی باتوں کا کوئی تصور ہی نہ تھا۔ ول کے اندر سے باتیں نکلتی تھیں اور سیدھی دلوں میں اترتی چلی جاتی تھیں

کوئی اس دور میں وہ آئینہ تقسیم کرے
جس میں باطن بھی نظر آتا ہو ظاہر کی طرح

## مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں جو کچھ ملا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ملا۔ اگر محمد رسول اللہ نہ ہوتے تو ہمیں لا الہ الا اللہ کون سکھاتا۔ فرمایا کہ جو توحید ہے یہ بھی رسالت کے ذریعہ سے ملی ہے۔

ایک بار لاہور میں، حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ (جو حضرت پیر و مرشد کے عاشق صادق تھے) سے ملاقات ہوئی۔ تو انہوں نے خاص مجلس میں یہ بات سنائی کہ حج کے دنوں میں ایک بار ہم لوگ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس موجود تھے۔ حضرت پر ایک خاص کیفیت طاری تھی اور اُسی حال میں حضرت نے فرمایا کہ "عرش الٰہی سے نور کا ایک دھارا روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہو رہا ہے اور روضۂ اقدس سے خانہ کعبہ کی طرف جا رہا ہے۔ اور بیت اللہ سے لوٹ کر پھر عرش الٰہی کی جانب جاتا ہوا نظر آ رہا ہے۔ اور اسی طرح دائرہ کی شکل میں یہ سلسلہ جاری ہے۔" مزید فرمایا کہ حرمین شریفین کے قیام کے دوران ساتھیوں کو بار بار تاکید فرماتے کہ یہاں کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔ فضول باتوں میں وقت برباد نہ کریں۔ مکہ میں بیت اللہ کے جلوے لوٹیں اور مدینہ منورہ میں اپنی زبان کو درود و سلام سے معطر رکھیں اور نظروں کو روضۂ پاک کے دیدار سے ٹھنڈا کریں۔ یہاں پر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم درود و سلام کو خود سنتے ہیں۔ پھر یہ موقع کب ملے گا۔

ایک بار قصبہ ساہیوال کے مدرسہ حقانیہ کے سالانہ جلسہ پر تشریف لائے۔ یہ ۱۹۸۰ء سے پہلے کی بات ہے۔ جمعہ کے اجتماع میں افتتاحی خطاب فرمایا مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذی موجود تھے۔ تقریر کے دوران جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر چلا تو فرمایا کہ یہ سب گلشن محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے پھول تھے۔ ان پھولوں کو دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوتے تھے۔ اللہ اور اُس کے فرشتے خوش ہوتے تھے۔ مومنین آج بھی اُن

کے تذکروں سے خوش ہوتے ہیں اور ایمان کو تازہ کرتے ہیں۔ جب کہ منافقین اور منکرین اُس دور میں ان نگاروں کو دیکھ کر جلتے تھے۔ اور آج بھی جن کے دلوں میں کھوٹ ہے اُن کو صحابہ ﷺ کے تذکرے سے تکلیف ہوتی ہے۔ اپنا اپنا مقدر ہے۔ تقریر کے ان جملوں پر پورا اجتماع جھوم اٹھا تھا اور حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ پر تو وجد کی سی کیفیت طاری تھی۔ چنانچہ نماز جمعہ کے بعد حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے ہم چند احباب کو مخاطب کر کے فرمایا "حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کا وعظ ہو گیا بس ہمارا جلسہ تو ہو گیا۔ اب باقی جلسہ باقی لوگوں کے لیے ہے" دیوبند کے قافلے کے یہ آخری حضرات تھے جن کا ہر بیان حضور انور ﷺ کے تذکروں سے معمور ہوتا تھا۔ اور جن سے باغ محمدی کی ٹھنڈی ہوائیں محسوس ہوتی تھیں۔ ایک لمحہ کے لیے انسان اپنے آپ کو انہی تصورات میں گم پاتا تھا۔ بے شک انہی حضرات کے متعلق کہا جاسکتا ہے

تعلق ہے مرا، اہل نظر کے اُس قبیلہ سے
خدا کو جس نے پہچانا محمد کے وسیلہ سے

## مہمان نوازی

ہر آنے والا مہمان ایک رقعہ کے ذریعہ حضرت کی خدمت میں اپنی آمد کی اطلاع بھیجتا تھا۔ دفتر میں موجود حافظ عبدالوحید صاحب یا کوئی اور صاحب ٹیلی فون پر رابطہ کر کے اطلاع دے دیتے تھے۔ جب تک حضرت کی صحت ٹھیک رہی حضرت اپنے مہمانوں کو بیٹھک میں بلاتے اور خود اپنے ہاتھوں میں کھانے کی ٹرے لے کر تشریف لاتے۔ کھانے کے بعد چائے کا اہتمام بھی ضرور فرماتے۔ کھانے کے دوران دین کی باتیں اور موجودہ حالات پر سیر حاصل تبصرہ ہوتا۔ ہاتھ میں تسبیح لیے ہوتے اور کبھی کبھی دوران گفتگو بھی آنکھیں بند کر کے توجہ الی اللہ کا سلسلہ جاری رکھتے۔ پھر آخری عمر میں جب ضعف بڑھ گیا تو پھر بیٹھک میں اور کبھی دفتر میں ہی طالب علموں کے ذریعہ دعوت طعام کا اہتمام فرماتے ملاقات کے لیے ہمیشہ وقت مرحمت فرماتے اور دور سے آنے والے مہمانوں کو خاص توجہ سے نوازتے اور دلجوئی فرماتے۔

## سخاوت اور غنائے قلبی

اہل اللہ کا ایک وصف سخاوت بھی ہے حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کو اللہ نے اس دولت سے بھی

نوب نوازا تھا۔ آپ اُن پیروں میں سے نہ تھے جو مرید کی جیب پر نظر رکھے ہوں۔ ہمیشہ کوشش فرماتے کہ ضرورت مندوں کی ضرورت کو پورا کیا جاوے۔ دستر خوان پر بعض مساکین مستقل طور پر موجود ہوتے تھے۔ ایک بار مدرسہ عربیہ حقانیہ قصبہ ساہیوال میں چوری کی واردات ہوئی۔ حضرت کو پتہ چلا تو بہت افسردہ ہوئے اور جلسہ پر تشریف لائے تو اپنی جیب سے کافی رقم مدرسہ کے لیے پیش کی۔ بعد میں حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا۔ کہ ہمارے پیر تو ایسے ہیں کہ جو لینے کی بجائے دے کے جاتے ہیں۔ ۱۹۶۲ء میں احقر نے پہلی مرتبہ حضرت کو قصبہ ساہیوال میں مدعو کیا۔ رات کو عشاء کے بعد حضرت کا بیان تھا۔ پوری مسجد کھچا کھچ بھری ہوئی تھی توحید، رسالت اور اکابر علمائے دیوبند کے واقعات بیان فرمائے۔ اس تقریر سے دیوبندی، بریلوی دونوں مکتب فکر کے لوگ بہت متاثر ہوئے تھے۔ وہ تقریر بھی بریلویوں کی مسجد میں ہوئی تھی۔ صبح کو واپسی میں جاتے ہوئے صرف دس روپے قبول فرمائے تھے۔ کہ کرایہ کے لیے اتنے ہی کافی ہیں۔ اُس زمانہ میں سرگودھا سے چکوال کا کرایہ چار روپے تھا اور سرگودھا سے ساہیوال کے تیرہ آنے کرایہ تھے۔ یعنی صرف کرایہ قبول فرمایا پچھلے سال ایک بار احقر چکوال حاضر ہوا۔ ایک صاحب نے جمعہ کے خطاب سے قبل بیٹھک میں پانچ سو روپے کا نوٹ حضرت کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت نے قبول فرمایا اور اپنی واسکٹ کی جیب میں ڈال لیا۔ جمعہ کی نماز کے بعد حضرت نے ہم لوگوں کو اپنے کمرہ میں بلایا۔ ملاقات کے دوران اٹک کے ایک ساتھی سے حضرت نے اُن کے حالات پوچھے۔ تو انہوں نے اپنے بیٹے کی بیماری کا ذکر کیا۔ حضرت نے وہی پانچ سو روپے کا نوٹ واسکٹ کی جیب سے نکال کر اُسے عنایت فرمادیا جھنگ میں سید صادق حسین شاہ صاحب شہید رحمہ اللہ کے صاحبزادے اور موجودہ مہتمم مدرسہ علوم شرعیہ سید محمد احمد مصدوق سلمہ نے میری موجودگی میں مفتی عبدالقدوس ترمذی کو یہ بات سنائی کہ حضرت والد صاحب کی شہادت کے بعد جتنی بار حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضری ہوئی۔ حضرت نے ہر بار چادر کے اندر واسکٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور مجھے پانچ سو روپے کا نوٹ عنایت فرمایا اور اب تو مجھے حضرت کے ہاں جاتے ہوئے شرم محسوس ہونے لگی ہے کہ آخر کب تک حضرت پر بوجھ بنوں گا۔ یہ تو چند واقعات ہیں جو احقر کے سامنے گزرے۔ ورنہ وہاں تو روزانہ کا یہی قصہ تھا

سرمایۂ غم چھین کے رخصت ہوئے احباب<br>
اس دشت میں اب چھاؤں گھنی کون کرے گا

## حضرت کی عنایات

اللہ کا لاکھ لاکھ شکر اور احسان ہے کہ رب العزت نے اس گنہگار کو لڑکپن میں ہی دو اللہ والوں کا سایۂ عاطفت نصیب فرمایا۔ حضرت مفتی سید عبدالشکور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت پیر و مرشد ولی کامل مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ۔ چکوال کا سات آٹھ ماہ کا قیام حضرت کی خدمت میں رہا۔ تبلیغی دوروں میں تحصیل فتح جنگ، کلورکوٹ، ہرنولی، جھنگ، ملتان، کبیر والا۔ جہلم اور لاہور میں رفاقت نصیب رہی۔ یوں سفر و حضر میں حضرت کی محبتوں اور مجلسوں میں بیٹھنے کا شرف حاصل رہا۔ اور آج جب اُن لمحات کا خیال آتا ہے تو دل خوشیوں سے سرشار ہو جاتا ہے......

مسافتوں میں کبھی یوں ہی معتبر ٹھہروں
کہ دو قدم ہی سہی اُس کا ہم سفر ٹھہروں

جب کبھی چکوال میں حاضری ہوئی حضرت نے بہت ہی شفقتوں سے نوازا گھنٹوں مجلسیں ہوتیں اور ہر موضوع پر گفتگو ہوتی۔ اہل باطل کی سرگرمیاں، اپنوں کی سرد مہری۔ اہل سنت کی غفلت اور علماء کی لاپرواہی، اکابرین کے مسلک سے دوری اور بے راہ روی، دل میں ایک درد، دکھ اور کڑھن تھی جسے اپنوں تک پہنچانا چاہتے تھے۔ حضرت کے خطوط میں بھی یہی درد نمایاں نظر آتا ہے۔ افسوس، سعودی عرب جانے کی وجہ سے میرے بہت سے خطوط بچوں نے ضائع کر دیے۔ مگر اب بھی جو ذخیرہ موجود ہے اُس میں بڑے بڑے حضرات کا تذکرہ ہے۔ جن پر صرف یہی کہا جا سکتا ہے......

گلہ جفائے وفا نما کہ حرم کو اہل حرم سے ہے
کسی بت کدے میں بیاں کروں تو کہے صنم بھی ہری ہری

اکتوبر۱۹۹۴ء کے ''حق چار یار رضی اللہ عنہم'' شمارہ میں احقر کا پہلا مضمون ''آپ بیتی کا ایک زریں باب'' شائع ہوا تو سب سے پہلا خط برادرم ماسٹر منظور حسین صاحب کا موصول ہوا۔ جس میں انہوں نے لکھا کہ مضمون اتنا دل سوز تھا کہ پڑھتا گیا اور روتا گیا۔

پھر چھٹی پر احقر پاکستان آیا۔ تو حضرت مفتی سید عبدالشکور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے میرے مضمون کی داد دیتے ہوئے فرمایا ''تم نے بہت اچھا مضمون لکھا ہے'' حضرت مفتی صاحب تو بہت ہی محتاط عالم تھے۔ اُن کا یہ جملہ فرمانا ایک سند کی حیثیت رکھتا ہے۔ پھر احقر چکوال حاضر ہوا۔ تو حضرت نے فرمایا۔ ''ہم نے

آپ کا مضمون شائع کر دیا ہے آپ کی یادداشت بہت اچھی ہے۔'' اور اس کے بعد برادرم ماسٹر منظور حسین کے ہمراہ جہلم میں حضرت جہلمی رحمہ اللہ کے ہاں حاضری ہوئی۔ تو دور سے دیکھ کر مسکراتے ہوئے فرمایا۔ ''آپ بتی والے شاہ صاحب آ گئے ہیں۔'' اس طرح ان تینوں بزرگوں کی دعائیں اور شفقتیں نصیب رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اِن تینوں اکابرین کے درجات کو بلند فرمادے اور جنت الفردوس کے اعلیٰ مقامات نصیب ہوں۔ ایک بارسنی کانفرنس بھیں کے موقع پر۔ نمازِ عصر کے بعد حضرت کی قیام گاہ پر حاضر ہوا۔ تو حضرت نے مسکرا کر پوچھا'' کچھ آرام بھی کیا ہے کہ نہیں'' احقر نے عرض کیا جی حضرت، آرام ہی کر رہے ہیں۔ میں دل میں سوچتا تھا کہ خود صبح سے اس ضعف کے باوجود ایک لحہ کے لیے نہیں لیٹے نہ آرام کیا۔ مگر ہم جیسے نکموں کا اتنا خیال ہے...... پچھلے سال یعنی ۲۰۰۳ء کی مارچ والی بھیں سنی کانفرنس میں احقر نماز ظہر کے بعد حاضرِ خدمت ہوا۔ تو ملتے ہی فرمایا'' صبح سے آپ کا پوچھ رہا ہوں۔ آپ کب آئے'' میں نے عرض کیا حضرت ابھی پہنچا ہوں۔ بعد میں ماسٹر منظور حسین صاحب نے بتلایا کہ صبح جب حضرت سے ملاقات ہوئی تو فرمایا کہ شاہ صاحب کو کانفرنس کی اطلاع ہے یا نہیں۔ وہ ابھی تک نہیں آئے...... اب جب یہ باتیں سوچتا ہوں۔ کہ کہاں میرے جیسا گناہ گار اور کہاں حضرت جیسے عظیم بزرگ۔ تو حضرت کی عظمت اور بڑھ جاتی ہے......

کہاں میں اور کہاں یہ نکہت گل
نسیمِ صبح تیری مہربانی

## آخری شفقت

کئی ماہ سے حضرت صاحبِ فراش تھے۔ گاہے بگاہے جانے کا اتفاق ہوتا تو ملاقات اور زیارت سے نوازتے۔ پانچ دسمبر ۲۰۰۳ء کو حاضری ہوئی۔ دفتر میں حافظ عبدالوحید حنفی نے بتلایا کہ حضرت بدستور بستر پر ہی ہیں۔ صرف جمعہ کی نماز کے بعد مصافحہ کی اجازت ملتی ہے۔ ہاں البتہ علماء کرام اگر تشریف لاتے ہیں۔ تو بعض اوقات دورانِ ہفتہ بھی ملاقات کے لیے بلا لیتے ہیں بہر حال پرچی پر میرا نام لکھ کر اندر بھیج دیا گیا۔ اور ساتھ ہی بیٹھک والے احباب اور خدام سے ٹیلی فون پر رابطہ قائم کیا گیا۔ تو وہاں سے پتہ چلا کہ حضرت کے کمرے کا دروازہ کھلا ہے۔ حافظ صاحب نے فرمایا کہ اچھا موقعہ ہے آپ چلے جاویں ہو سکتا ہے ابھی ملاقات ہو جاوے۔

چنانچہ احقر جلدی سے کمرہ کی طرف لپکا۔ اور خدام نے اندر جانے کا اشارہ دے دیا۔ احقر حاضر ہوا۔ حضرت نے پہچان لیا اور چار پائی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ اور پوچھا کب آئے۔ میں نے عرض کیا ابھی تھوڑی دیر پہلے حاضری ہوئی ہے۔ پرچی پر نام لکھ کر بھیجا تھا۔ فرمایا پرچیاں تو ابھی تک میں دیکھ نہیں سکا۔ اس کے بعد حال احوال پوچھے گئے۔ دوران گفتگو احقر نے عرض کیا کہ آج کل حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابیں پڑھ رہا ہوں۔ حضرت بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ یہ بہت مفید ہیں۔ پھر مراقبہ کے بارے بات ہوئی تو فرمایا ''یکسوئی کے لیے یہ بہترین طریقہ ہے'' احقر نے عرض کیا کہ ایک جگہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے'' کہ بعض اوقات تو ایسا محسوس کرتا ہوں۔ کہ میں ہوں اور میرے اللہ ہیں درمیان میں دوسرا کوئی نہیں' اس پر حضرت قاضی صاحب نے فرمایا بے شک حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے سچ فرمایا۔ کیوں کہ اللہ پاک کی ذات تو ہر وقت ہمارے ساتھ موجود ہے۔ یہ تو ہم ہی ہیں جو خود اپنے لیے پردہ بنے ہوئے ہیں۔ اگر ہم بھی اپنا پردہ اٹھا دیں تو ہم خود کو اللہ کے سامنے موجود پائیں۔ فرمایا کہ اسی بات کو حافظ شیرازی نے اپنے اس شعر میں بیان کیا ہے۔ ''تو خود حجاب خودی حافظ از میاں برخیست''

اپنے آپ کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ اور تیرے درمیان کوئی پردہ نہیں تو خود ہی پردہ بن جاتا ہے اگر تو خود کو درمیان سے ہٹا لے تو اللہ کو اپنے سامنے موجود پائے۔ یہ شعر پڑھ کر حضرت خود بھی بے حد محظوظ ہوئے اور فرمایا'' کیسا ہے'' میں نے عرض کیا حضرت! بہت خوب۔ اس کے علاوہ بھی خوب باتیں ہوئیں۔ مضمون طویل ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ پھر کسی موقع پر وہ باتیں بھی عرض کروں گا۔ کیونکہ حضرت کی تو ہر بات نرالی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت کو وہ کیفیت نصیب فرمائی تھی جو الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتی......

یہ کیفیت اُسے ملتی ہے جس کے ہو مقدر میں
مئے الفت نہ خم میں ہے نہ شیشہ میں نہ ساغر میں

بات ۵ دسمبر کی آخری مجلس کے آخری لمحات کی ہو رہی تھی۔ آخر میں حضرت نے مصافحہ فرمایا جو زندگی کا آخری مصافحہ تھا۔ گویا بزبانِ حال یہ فرما رہے تھے..........

ملو جو ہم سے تو مل لو کہ ہم بہ نوکِ گیاہ
مثالِ قطرۂ شبنم رہیں ، رہیں نہ رہیں

## راہِ سلوک

پاکستان بننے سے چند سال قبل سلانوالی ضلع سرگودھا میں دیو بندی اور بریلوی علماء کے درمیان ایک معرکۃ الآ راء مناظرہ ہوا تھا۔ جس میں بریلوی مکتبہ فکر کی جانب سے صدارت کے فرائض حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی حضرت مولانا قاضی کرم الدین رحمۃ اللہ علیہ بھیں نے ادا کئے تھے۔ تین دن کے اس مناظرہ میں علماء دیو بند کی جانب سے جو دلائل پیش کیے گئے وہ اس قدر وزنی تھے۔ کہ انہوں نے مولانا کرم الدین رحمۃ اللہ علیہ کو بہت متاثر کیا اور آپ دل سے علماء دیو بند کے عقائد کے قائل ہو گئے۔

چنانچہ اپنے فرزند ارجمند حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو تعلیم دین اور دورۂ حدیث کے لیے دیو بند روانہ کیا۔ جب قسمت اچھی ہو تو حالات بھی ساز گار ہو جاتے ہیں۔ دیو بند پہنچ کر حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے وہاں کے بزرگوں کو قریب سے دیکھا۔ خاص طور پر شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے تو آپ گرویدہ ہو گئے۔ اور اپنے والدِ محترم کے انتخاب پر دل سے شکر گزار ہوئے کہ انہوں نے ایسی محفل میں بھیجا تھا

حضرت شیخ مدنی رحمۃ اللہ علیہ نفاست اور سادگی میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے۔ حضرت قاضی صاحب نے بھی اپنا لباس اور اپنی بود و باش وہی اختیار کر لی جو اُن کے مرشد کی تھی اور پھر راہ سلوک میں تعلق مع اللہ اور حضوری کا وہ شرف حاصل ہوا کہ اللہ کے سوا سب، کچھ بھول گیا۔ اٹھتے بیٹھتے اُسی کا دھیان اور ایک ہی دُھن سوار تھی۔ سابقہ گزری ہوئی زندگی کو بالکل فراموش کر دیا تھا......

تیرے بغیر جو گزری تھیں زندگانی میں
وہ زندگی سے الگ ہم نے ساعتیں کر دیں

اور جب فنافی اللہ کا یہ مقام نصیب ہوا تو شیخ العرب والعجم حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت کی خلعت سے نوازا۔ اور اس بار امانت کو خدا کے بندوں تک پہنچانے کا فریضہ سونپا۔ بس پھر تو حالت یہ تھی......

پھرتا ہوں دل میں یار کو مہماں کیے
روئے زمیں کو، کوچۂ جاناں کیے ہوئے

## ایک جامع شخصیت

پاکستان بننے کے بعد ڈاک کا نظام ہندوستان سے تقریباً ختم ہو کے رہ گیا۔ مہینوں کے بعد خطوط

پہنچتے تھے۔ اِس لیے حضرت مدنی ؒ نے اپنے مخلص طالب قاضی مظہر حسین صاحب ؒ کو فرمایا کہ اب آپ کو راہ سلوک میں کوئی مشورہ درپیش ہو تو پاکستان میں حضرت تھانوی ؒ کے اجل خلیفہ حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب بانی ؒ جامعہ اشرفیہ لاہور سے رابطہ کرلیا کریں۔ یوں حضرت شیخ کے مشورہ سے آپ نے حضرت مفتی صاحب ؒ سے اصلاحی تعلق رکھا۔ اِس طرح اللہ تعالیٰ نے تھانوی اور مدنی دونوں چشموں سے آپ کو سیراب کیا۔

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری ؒ بھی حضرت قاضی صاحب ؒ پر بے انتہا اعتماد فرماتے تھے۔ اور حضرت لاہوری ؒ کے انتقال کے بعد جمعیت علماء اسلام کے لیے نئے امیر کا انتخاب ہونا تھا۔ اس لیے ملک بھر سے جمعیت سے متعلقہ علمائے کرام شیرانوالہ کی جامع مسجد میں مدعو تھے۔ اُس موقعہ پر وقفہ کے دوران علمائے کرام کی رہائش کے لیے قریبی مکانات اور احباب کی کوٹھیوں میں اہتمام کیا گیا تھا۔ جب کہ حضرت قاضی صاحب ؒ کو حضرت لاہوری ؒ کے حجرہ میں اِسی چارپائی پر آرام کرایا گیا تھا جس پر خود حضرت لاہوری ؒ لیٹتے تھے۔ حتیٰ کہ چارپائی پر چٹائی بھی وہی بچھی ہوئی تھی جسے حضرت لاہوری ؒ استعمال کیا کرتے تھے......

اُنہی دنوں میں حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ بھی لاہور تشریف فرما تھے۔ چنانچہ اجلاس کے اگلے روز حضرت قاضی صاحب ؒ اور حضرت جہلمی ؒ شیخ المشائخ حضرت رائے پوری ؒ کی قیام گاہ پر تشریف لے گئے تھے احقر بھی ان دونوں اکابرین کے جلو میں موجود تھا۔ یوں ہمارے حضرت کو سبھی اکابرین کا اعتماد حاصل تھا۔ اور آپ یقیناً ایک جامع شخصیت کے حامل تھے۔ ان سب چشموں سے فیض یاب ہونے پر آپ کو کیا کچھ نہ ملا ہوگا۔

ساقی ترا مستی سے کیا حال ہوا ہوگا
جب تو نے یہ ے ظالم شیشہ میں بھری ہوگی

## تربیت کا انداز

حضرت پیر و مرشد قاضی صاحب عقائد کو بے حد اہمیت دیتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اعمال میں کمی بیشی معاف ہو جائے گی۔ مگر عقائد یعنی خاص طور پر توحید اور رسالت میں اگر کمی رہ گئی تو اس میں معافی نہیں۔ مشرک کی بخشش نہ ہوگی۔ اسی طرح ختم نبوت کا انکاری بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اور توہینِ رسالت کرنے والا بھی قطعی جہنمی ہے۔ اس کے بعد قرآن پاک کی تلاوت اور تفہیم پر زور دیتے

تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ تلاوت قرآن کرتے وقت اللہ کا خاص قرب نصیب ہوتا ہے۔ اس لیے روزانہ تلاوت کا معمول ضروری ہے اگر وقت کم ہو تو جتنی مقدار میں بھی ہو سکے تلاوت ضرور کریں اور اگر کام کی مصروفیات اتنی ہی زیادہ ہوں کہ وقت نکالنا مشکل ہو تو قرآن پاک کو دیکھ کر زیارت کر لینا بھی فائدہ سے خالی نہیں۔ اس کے بعد حقوق اللہ اور حقوق العباد کے ساتھ ساتھ ذکر الٰہی کی خاص مقدار تعلیم فرماتے تھے۔ صبح شام کی چھ، چھ تسبیحات۔ یعنی سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ، استغفار اور درود شریف کی ایک ایک تسبیح۔ اس کے بعد چشتیہ کے ذوق کے مطابق ذکر جہر تجویز فرماتے۔ اور مناسبت پیدا ہوتے ہی ذکر قلبی اور تعلق مع اللہ میں یکسوئی کے ساتھ محنت اور کوشش کی ترغیب فرماتے۔

یعنی بنجر زمین میں بیج ڈالنے کے بجائے پہلے ذکر جہر سے زمین کو تیار کرتے اور پھر دل میں چلنے کی بوٹی کا بیج ڈال دیتے۔ جیسے جیسے پودا پروان چڑھتا اُسے مزید پانی اور خوراک مہیا کراتے رہتے۔ جمعرات اور جمعہ کی مجالس میں خاص اہتمام سے اس طرف توجہ فرماتے۔ دور سے آنے والے حضرات دو چار ماہ کے بعد جب بھی حاضر ہوتے انہیں مزید اسباق اور خاص توجہات سے نوازتے۔ بھیں کانفرنس اور جہلم کے اجلاس کے مواقع پر فیض عام ہوتا۔

اور جب سالک یہ کچھ کر گزرتا تو اُسے اہل بیت کی کشتی میں سوار کرا دیتے اور تلقین فرماتے کہ محمدی آسمان پر جو ستارے ہیں یعنی اصحاب رسول اُن کے نقش قدم پر چلتے ہوئے راستہ طے کرنا ہے۔ یہ راستہ سیدھا جنت میں جاتا ہے اور جب مسافر اس راستہ پر چل پڑتے تو انہیں خوش خبری سناتے کہ تمہیں وہ جماعت مل گئی جس کے بارے میں حضور ﷺ نے بشارت فرمائی ہے۔

"ما انا علیہ و اصحابی" کہ جو میرے طریقہ پر ہوگا اور میرے اصحاب کے طریقہ پر ہوگا وہ جنتی جماعت یعنی ناجی جماعت میں سے ہوگا بس یوں انگلی پکڑ کے سالکین کو اس ناجی فرقہ میں شامل فرما دیتے۔ لمبے چوڑے وظیفے۔ اور دشوار گزار وادیوں سے بچاتے۔ اور سالک کو بہت آرام سے اُس کی منزل پر پہنچا دیتے۔ پھر سالک دل کی گہرائیوں سے یوں پکار اُٹھتا۔

جزاک اللہ کہ چشمم باز کردی
مرا با جانانِ جاں ہمراز کردی

## تربیتی خطوط کی ایک جھلک

ایک والا نامہ میں تحریر فرمایا: الحمد اللہ آپ کو ذکر کی توفیق مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ مداومت اور ترقی عطا فرمائیں آمین۔ آگے فارسی کا ایک شعر لکھا ہے......

اندریں راہ می تراش و می خراش
تادم آخر دمے فارغ مباش
(اپنے اندر کو سنوارو، آخر سانس تک فارغ مت رہو)

ہر کام میں محنت اور لگن کی ضرورت ہے۔ ذکر اللہ کے لیے جو وقت مقرر کریں اُس میں پوری توجہ سے مشغول رہیں۔ اس کا مستقل اثر قلب و باطن پر پڑے گا اور آہستہ آہستہ پختگی پیدا ہو جاتی ہے۔ ہمیشہ ایک حال نہیں رہتا۔ اس کو قبض و بسط کہتے ہیں۔ لذتِ ذکر محبوب ہے۔ لیکن اس کو بھی مطلوب نہ بنائیں۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ''طالبِ لذت طالبِ خدا نہیں ہے'' مقصد یہ ہے کہ بندہ ذکر کرتا رہے۔ اِس کا کام یہی ہے۔ لذت نہ آئے پھر بھی کرے۔ اس طرح ذکر پر مداومت نصیب ہو جاتی ہے۔ اور خلوص سے ذکر کیا جائے تو اُس کا اثر تو بہرحال ہوتا ہے۔ خواہ محسوس نہ ہو۔

② ذکر کی خاص کیفیت مبارک ہو آمین۔ ذکر قلبی کی صورت تو یہی ہے کہ ذکر کی وجہ سے لطیفہ قلب میں حرکت پیدا ہو جائے جس میں ایک لذت محسوس ہوتی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ قطع نظر اس حرکت کے لطیفہ روحانی (جس کا مقام قلب مادی ہے) متوجہ الی اللہ ہو جائے۔ بہرحال تدریجاً یہ کام ہوتا ہے۔ محنت کرتے رہیں اللہ تعالیٰ دوام ذکر اور ترقی عطاء فرمائیں۔

③ الحمد للہ آپ ذکر کی پابندی کر رہے ہیں۔ جس طرح آپ ذکر کر رہے ہیں۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ ذکر جہر ایک ذوقی امر ہے۔ حسب ضرورت و ذوق کرتے رہیں۔ ذکر اللہ نعمتِ عظمیٰ ہے۔ اس زمانہ میں جس کو توفیق مل جائے بڑا خوش نصیب ہے۔ ذکر پر محنت و مداومت سے رسوخ حاصل ہوتا ہے۔ ہمت سے کام لیتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ذکرِ دوام اور خدمت اہل سنت کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

## اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دفاع

آج کے اس دور میں اس موضوع پر بھی مختلف رائے کے لوگ موجود ہیں۔ کچھ حضرات کا جھکاؤ ایک طرف ہے جب کہ دوسرے حضرات دوسری جانب کو ترجیح دیتے ہیں۔ مگر اللہ نے حضرت قاضی

صاحب رحمہ اللہ کو اس امتحان میں بھی سرخرو اور سو فی صد کامیاب کیا ہے۔ آپ نے اہل سنت و جماعت کے اکابرین کے مطابق جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دفاع کیا۔ اسی طرح خارجی فتنہ لکھ کر اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم کے دفاع کا بھی پورا پورا حق ادا کیا۔ فتنوں کے اس دور میں لوگ حب اہل بیت رضی اللہ عنہم اور حب صحابہ رضی اللہ عنہم کے خوبصورت عنوانات کے پیچھے اپنے گھناؤنے ارادوں کو چھپائے ہوئے ہیں اور امت مسلمہ کو مزید انتشار کا شکار کیے ہوئے ہیں۔ جب کہ اہل اللہ کا شعور ان سب ارادوں کو بھانپ لیتا ہے۔

بے شعورِ راہ منزل ہمیں اُن سے کچھ زیادہ
جو چلے ہیں ساتھ لے کر کوئی اور ہی ارادہ

## حق کی حمایت

مسئلہ ختم نبوت پوری امت کا مسئلہ تھا اور اس میں ہر طبقہ کے علماء نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ بھی کسی سے پیچھے نہ تھے۔ اکثر علمائے کرام تو تین تین ماہ جیل کاٹ کر رہا ہو گئے تھے۔ مگر حضرت قاضی صاحب ۵۳ء کی تحریک میں تقریباً آٹھ ماہ تک جیل میں رہے۔

یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

اسی طرح مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی کاوشیں اور کوششیں ہمیشہ یاد رہیں گی۔ آپ کی پوری کوشش تھی کہ یہ مسئلہ علماء کرام آپس میں بیٹھ کر حل کر لیں۔ چنانچہ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ مہتمم دار العلوم دیوبند ۶۲ء میں جب پاکستان تشریف لائے تو آپ نے اُن کی خدمت میں بھی اس مسئلہ کی نزاکت کو پیش کیا اور انہوں نے اپنی حتی المقدور کوشش کی مگر مد مقابل اپنی ضد پر ڈٹے رہے۔ اور عوام کے ہر سٹیج پر اُن لوگوں نے اس مسئلہ کو چھیڑا۔ پھر مجبور ہو کر ہمارے حضرات نے دلائل کے ساتھ اُن کا رد کیا۔ اس سلسلہ میں ہمارے اس علاقہ کے تین بڑے علماء شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدر حضرت مولانا قاضی عبداللطیف جہلمی رحمہ اللہ اور حضرت مولانا مفتی عبدالشکور صاحب ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کا پورا پورا ساتھ دیا۔ اور تحریراً و تقریراً ہر لحاظ سے دلائل کی زبان میں اپنا حق ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اِن اکابرین کے درجات بلند فرمائے۔ اِن حضرات کے علاوہ بھی ملک بھر سے اہل حق علمائے امت نے پورا ساتھ دیا۔ جب کہ خدام اہل سنت کے قابل فخر مناظر حضرت

مولانا محمد امین صفدر اکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے مخالفین کو اُن کے گھر تک پہنچا کے چھوڑا......

## مشکل راستہ

آپ کے سامنے دو راستے تھے۔ایک راستہ تو بہت آسان تھا۔آپ خود فاضل دیو بند اور جید عالم دین تھے۔آپ کے والد ماجد بھی اپنے زمانہ کے مشہور مناظر اور ایسے بے باک عالم دین تھے جنہوں نے انگریز کے زمانہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کو عدالتوں تک گھسیٹا اور اُس پر جرمانے کروائے۔

پھر آپ کے شیخ و مرشد شیخ العرب والعجم تھے۔لہٰذا آپ سب کے سر پہ ہاتھ رکھتے۔ جہاں جاتے آپ کا پر جوش خیر مقدم ہوتا۔ ہر شہر میں آپ اپنا خلیفہ مقرر کرتے۔حکومت کے ایوانوں میں جاتے مراعات حاصل کرتے۔ دو چار کوٹھیاں اور بنگلے ہوتے، کاریں ہوتیں، گاڑیاں ہوتیں ہر طرف زندہ باد کے نعرے لگتے، یہ سب کچھ ہوتا مگر پھر آپ حسین رضی اللہ عنہ کا مظہر نہ ہوتے۔اس لیے آپ نے دوسرا اور مشکل راستہ منتخب کیا جو حسین رضی اللہ عنہ کا راستہ تھا۔قربانیوں کا راستہ تھا۔صرف ایک کی خاطر باقی سب کو چھوڑنا تھا......

چنانچہ آپ نے جس بات کو حق سمجھا کھلے بندوں اُس کی حمایت کی اور جس بات کو غلط جانا اس کی مخالفت بھی خوب کی۔ یہ حمایت اور مخالفت ذاتی نہ تھی بلکہ یہ سب کچھ اللہ کی رضا کے لیے تھا۔اس سلسلہ میں حکومت ہو یا اپوزیشن۔ اپنے ہوں یا غیر سب برابر تھے۔اصول کی خاطر دوستیاں قربان کیں۔ عہدے چھوڑے۔ کھلی چٹھیاں لکھیں سب کو للکارا۔پوری زندگی دین کی لگن اور محنت میں گزاری مقصد زندگی یعنی اللہ کی رضا مدِ نظر رکھی۔فرمایا کرتے تھے مخدوم نہ بنو خادم بنو۔اور آخری وقت تک خدمت ہی کی۔اپنی ذات کے لیے نہ کوٹھی نہ بنگلہ نہ کوئی دوسرا سامان۔اگر بنایا تو مدرسہ بنایا یا اللہ کا گھر بنایا۔اور اپنے شیخ کے اس فرمان کو پورا کیا...

عشق میں تیرے کوہ غم سر پر لیا جو ہو سو ہو
عیش و نشاط زندگی چھوڑ دیا جو ہو سو ہو

حضرت پر صرف ایک ہی فکر سوار تھی اور وہ یہ تھی کہ دنیا کے سارے مسلمان جنت میں جانے والے بن جاویں۔ چنانچہ پوری زندگی میں حضرت کو کبھی ہنستے یا قہقہہ مارتے ہوئے نہیں دیکھا۔اس درد اور کڑھن کو دوسروں تک پہنچانا چاہتے تھے۔اِس درد کی شدت کو وہی جانتے تھے۔دوسروں کو اِس کا اندازہ

بہت کم ہوا......

جس قلب کی آہوں نے دل پھونک دیئے لاکھوں
اُس قلب میں یاد اللہ کی کیا آگ بھری ہو گی

اسی لیے تو دورانِ تقریر بار بار فرماتے تھے کہ "میری بات کو سمجھو" ایسی بھیڑ بھاڑ اور جم غفیر کا کیا فائدہ جس میں خلوص نہ ہو۔ فرمایا! تھوڑے ہوں مگر مخلص ہوں۔ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے اس قول کو کئی بار سنایا کہ "لوگ ولی بننا چاہتے ہیں انسان نہیں بنتے" بھائی انسان بنو۔ کیونکہ انسان بننا بڑا مشکل ہے۔ مولانا حالی نے بھی یہی بات اپنے شعر میں بیان کی۔ اور فرمایا کہ اگر تم انسان بن گئے تو ولی تو خود ہی بن گئے......

فرشتوں سے بڑھ کر ہے انسان بننا
مگر اس میں پڑتی ہے محنت زیادہ

## آخری سفر

۲۴ جنوری ۲۰۰۴ء کو ماسٹر منظور حسین صاحب کا لاہور سے ٹیلی فون آیا کہ آج ہی چکوال سے واپسی ہوئی ہے۔ حضرت کی طبیعت بہت زیادہ ناساز ہے۔ یہ خبر بہت تشویش ناک تھی اور آنے والے وقت کی غمازی کر رہی تھی۔ اُسی روز جھنگ میں مفتی سید عبدالقدوس ترمذی مدعو تھے۔ بعد از نماز عشاء علمائے جھنگ کا ماہانہ اجلاس تھا۔ جس سے مفتی صاحب نے خطاب کرنا تھا۔ بعد میں سوال وجواب کی نشست بھی ہونی تھی۔ جب کہ دن میں نماز ظہر کے بعد قاری شفیق الرحمٰن صاحب کی مسجد میں خواتین کے لیے درس قرآن کا پروگرام تھا۔ میرا خیال یہ تھا کہ آج کے پروگراموں سے فارغ ہو کر چکوال کا پروگرام بناتا ہوں۔ چنانچہ مفتی عبدالقدوس صاحب اور سید مصدوق شاہ صاحب کو بھی حضرت کے حالات سے آگاہ کیا۔ دونوں حضرات بے حد فکر مند ہوئے کہ اکابر کی یہ آخری نشانی ہیں خدا ان کو صحت دے اور ان کا سایہ تادیر قائم رہے۔ مگر رات گزری اور صبح فجر کی نماز کے لیے مسجد چلا گیا۔ مسجد سے واپسی پر بچوں نے بتلایا کہ آپ کے دو فون ایک لاہور سے ماسٹر منظور حسین صاحب کا اور ایک مدرسہ حقانیہ قصبہ ساہیوال سے آیا۔ لاہور کا نام سن کر میرا دل دھڑکا اور فوراً پوچھا۔ خیر تو ہے۔ اس پر بچوں نے بتلایا کہ "حضرت پیر و مرشد اللہ کو پیارے ہو گئے" انا للہ وانا الیہ راجعون" شیخ العرب والعجم سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے

روحانی سلسلہ کی پاکستان میں آخری شمع ہو پھر سے آب و تاب سے روشن تھی۔ آج بجھ گئی

تاریک ہو گئی ہے شبستان اولیاء
اک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خموش ہے

اب میں نے مدرسہ حقانیہ ساہیوال میں فون کیا اور مفتی صاحب کا پروگرام پوچھا تو پتہ چلا کہ وہ جانے کے لیے تیار ہیں۔ پھر مفتی صاحب کے چھوٹے بھائی قاری عبدالودود مدظلہ کا فون آیا کہ حضرت مفتی صاحب نے گاڑی کا انتظام کر لیا ہے اور وہ آپ کے منتظر ہیں۔ آپ کے آنے پر ہی روانگی ہو گی۔ بس جلدی سے میں ساہیوال والی بس میں سوار ہو گیا۔ دل سوگوار اور آنکھیں اشک بار تھیں۔ جب بھی چکوال جانے کا پروگرام بنتا تو سفر شروع ہوتے ہی حضرت کے مسکراتے چہرے کا تصور قائم ہو جاتا۔ کلر کہار پہنچنے پر تو حضرت کی خوشبو آنی شروع ہو جاتی تھی مگر آج یہ کیسا سفر ہے کہ ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا نظر آتا ہے۔

ضرورت جتنی جتنی بڑھ رہی ہے صبح روشن کی
اندھیرا اور گہرا اور گہرا ہوتا جاتا ہے

ساہیوال اڈہ پر اترتے ہی مدرسہ میں فون کیا تو جواب آیا ''بس ہم آ رہے ہیں'' اور یوں چند ہی لمحات کے بعد کار اڈہ پر پہنچ گئی۔ اگلی سیٹ پر ہمارے خاندان کے بزرگ اور مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے بھائی مولانا عبدالعلیم ترمذی مدظلہ بیٹھے ہوئے تھے۔ جب کہ پچھلی سیٹ پر مفتی سید عبدالقدوس ترمذی اور قاری سید عبدالودود ترمذی بیٹھے تھے۔ احقر بھی اُن کے ساتھ بیٹھ گیا اور یوں افسردہ دلوں کے ساتھ یہ قافلہ اپنی منزل کی طرف روانہ ہوا۔ مفتی عبدالقدوس ماشاء اللہ بڑے باپ کے بڑے ہونہار بیٹے ہیں اور جوانی ہی میں اللہ پاک نے ان کو بڑی صلاحیتوں سے نوازا ہے۔

راستہ میں فرمانے لگے۔ آج کل جنازوں میں جانے اور شامل ہونے کا ایک رواج سا ہو گیا ہے۔ بلکہ اب تو رسم سی لگنے لگی ہے۔ اللہ تعالیٰ ریاء اور دکھلاوے سے محفوظ رکھے۔ صبح سے فون پر فون آ رہے تھے اور ایک ہی خبر بار بار سنائی دے رہی تھے۔ دل بے چین اور طبیعت بے قرار ہو رہی تھی کہ اچانک دل میں یہ داعیہ اور امید پیدا ہوئی۔ کہ یہ جنازہ کوئی عام جنازہ تو نہیں۔ یہ تو ایک ولی کامل کا جنازہ ہے۔ جس میں شمولیت یقیناً اپنی بخشش کا سبب ہو گی۔ بس میں تو صرف اسی نیت سے سفر کر رہا ہوں۔ کار میں سوار ایک اُن کے چچا اور دوسرے ماموں یعنی احقر۔ مفتی صاحب نے کتنے ادب سے ہم دونوں بزرگوں کو

نیت ٹھیک کرنے کا مشورہ دیا۔ سبحان اللہ یہ ہے صحبت کا اثر۔ پھر راستہ بھر حضرت کی باتیں ہوتی رہیں اور اکثر مجھ سے مخاطب رہے تاکہ میرے دل کا بوجھ کچھ ہلکا ہو۔ اور فرمایا کہ آپ تو حضرت قاضی صاحب ہمیشہ کے ساتھ بہت رہے ہیں۔ اپنی سب یادوں کو ایک مضمون کی صورت میں محفوظ کرلیں اور اگر اشاعت کا کوئی انتظام ہو جاوے تو یہ یادیں دوسروں کے لیے بھی ایک سرمایہ ہوں گی۔ بے شک یہ یادیں ہم سب کے لیے ڈھارس کا سبب بنیں گی۔ اور جب بھی دل اداس ہوگا۔ تو اِن یادوں کا تصور کرکے حضرت کی صحبت اور مجلس کا مزہ لوٹ سکیں گے......

وہ اگر جا بھی چکا ہے تو نہ آنکھیں کھولو
ابھی محسوس کیے جاؤ رفاقت اُس کی

اسی تذکرہ کے ساتھ ہم لوگ ڈیڑھ بجے سے پہلے چکوال پہنچ چکے تھے۔ فیصلہ یہ ہوا۔ کہ مدنی مسجد میں تو نمازیوں کا رش ہوگا۔ اس لیے وضو کسی قریبی مسجد میں کرلیا جاوے اور وضو کرنے کے بعد مدنی مسجد میں جایا جائے۔ وضو کے لیے ہم نے ایک قریبی مسجد کے سامنے کار روکی ہی تھی کہ ایک دوسری کار بھی ہمارے پیچھے آکر رُکی۔ یہ بھی قصبہ ساہیوال کے احباب تھے۔ جن میں چوہال کے بزرگ قاضی مظفر حسین اور ساہیوال کے بھائی یعقوب اور دوسرے احباب، یہ سب حضرت کے متوسلین تھے جب کہ مدرسہ حقانیہ کے دیگر اساتذہ اور احباب بسوں کے ذریعہ بھی پہنچے تھے۔ یوں ساہیوال والوں نے اپنی محبت اور عقیدت کا بھرپور اظہار کیا تھا۔ جو یقیناً اُن سب کے لیے آخرت کا ذخیرہ ہوگا۔ وضو کے بعد ہماری گاڑی جب شاہراہ پر آئی تو سڑک بلاک ہو چکی تھی یوں ہمیں گرلز کالج والی سڑک سے ہوتے ہوئے تھوڑا سا چکر کاٹ کر دوبارہ شاہراہ پر آنے کا راستہ مل گیا۔ مدنی مسجد کی گلی کی نکڑ پر پولیس والے کھڑے تھے۔ جنہوں نے بڑے ادب سے کہا کہ جناب جنازہ کالج کے گراؤنڈ میں آنے والا ہے لہٰذا بہتر یہ ہے کہ آپ گاڑی کو یہاں کھڑا کرنے کی بجائے سیدھے گراؤنڈ میں چلے جاویں تاکہ آپ کو دوبارہ گاڑی نکالنے میں دقت نہ ہو۔ بات اُن کی معقول تھی اس لیے ہم لوگ مدرسہ اظہار الاسلام میں چلے گئے اور ظہر کی نماز وہاں ادا کی۔ مدنی مسجد سے مدرسہ اظہار الاسلام تک جاتے ہوئے ایک ہی خیال آتا رہا کہ اس سڑک اور اِن گلیوں سے حضرت بار بار گزرے ہیں اور اب یہ گلیاں یوں کہہ رہی ہیں۔

شہر کی بے چراغ گلیوں میں
زندگی تجھ کو ڈھونڈتی ہے ابھی

نمازِ ظہر ادا کرنے کے بعد مفتی صاحب نے فرمایا کہ چونکہ ہمیں بھیں میں جنازہ پڑھنا ہے۔اس لیے چکوال میں ٹھہرنے کی بجائے ہمیں جلوس سے پہلے بھیں پہنچ جانا چاہیے۔اور چونکہ ابھی تک میں نے بھیں نہیں دیکھا۔تو اس عرصہ میں حضرت کا شہر اُس کی گلیاں اور مسجد بھی دیکھ لیں گے۔ چنانچہ ہم لوگ بھیں کے لیے روانہ ہو گئے۔اس لیے چکوال میں جنازہ پڑھنے کی کیفیت ہم لوگ نہیں دیکھ سکے...... بھیں کی جگہوں سے گزرتے ہوئے جب ہم اُس مکان کے قریب پہنچے جس کا چوبارہ کانفرنس کے ایام میں حضرت کے جلوؤں سے معمور ہوتا تھا۔تو حضرت مفتی صاحب کو بتلاتے ہوئے میری آنکھیں بھر آئیں۔ مفتی صاحب نے مسجد دیکھی۔ مسجد کا حجرہ دیکھا۔ پھر وہ سٹیج دیکھی جو کانفرنس کے دنوں میں بقعۂ نور ہوتی ہے۔بھیں کی دوکانیں اور بازار سب بند تھے۔اور یوں اہل بھیں اپنے قائد کے آخری سفر پر بے حد افسردہ تھے۔شہر کے اس سناٹا میں ہر چیز پرائی سی لگ رہی تھی......

وہ چھوڑ کے اس شہر کو جا دور بسا ہے
اُس وقت سے ہر شخص پرایا سا لگے ہے

تقریباً پون گھنٹہ ہم لوگ مسجد کے صحن میں سبزہ پر دھوپ میں بیٹھے رہے اور پھر پونے چار بجے کے قریب ہم لوگ ہائی سکول کے گراؤنڈ میں پہنچ گئے۔ وہاں کافی احباب پہلے سے موجود تھے۔تھوڑی ہی دیر میں مفتی صاحب کی نظر شیخ الحدیث مولانا زاہد الراشدی پر پڑی اور وہ اُن کی جانب چلے۔حضرت شیخ الحدیث نے آگے بڑھ کر مفتی عبدالقدوس ترمذی کو گلے لگایا اور انا للہ وانا الیہ راجعون کا تبادلہ ہوا۔ ہر طرف خاموشی اور اداسی تھی۔تھوڑی ہی دیر کے بعد نمازِ عصر کے لیے صفیں باندھنے کا اعلان ہوا اور تقریباً سوا چار بجے کے قریب نمازِ عصر ادا کی گئی۔حضرت کی سواری ابھی نہیں آئی تھی۔انتظار کی ان گھڑیوں میں سپیکر پر اعلان ہوا کہ حضرت شیخ الحدیث مولانا راشدی بیان کے لیے تشریف لاویں۔چنانچہ حضرت نے مختصر مگر جامع کلماتِ تعزیت ادا فرمائے۔اُن کے بعد اُنہی کے بھائی حضرت مولانا عبدالقدوس خان مدظلہ کو بلایا گیا۔انہوں نے بھی چند جچے تلے کلمات ادا کیے اور پھر مفتی سید عبدالقدوس ترمذی کو دعوت دی گئی۔

آپ نے بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور امت کے جید علماء کرام کے جنازوں کی مثالیں دیتے ہوئے فرمایا کہ اسی طرح ہم علم کے خزینوں کو دفن کر دیتے ہیں۔

اُن کے بعد فنا فی الشیخ حضرت مولانا شاہ محمد صاحب دامت برکاتہم کو دعوت دی گئی،اُن کی طبیعت ناساز تھی اور غم سے بھی نڈھال تھے۔گرتے پڑتے سپیکر کے قریب تشریف لائے اور مشکل سے دو تین

جملے ادا کر سکے۔ اتنے میں سپاہ صحابہ کے نئے سالار مولانا محمد احمد لدھیانوی پہنچ گئے اور انہوں نے حضرت قاضی صاحب کو بے حد خراج عقیدت پیش کیا۔ اور پھر آخر میں حضرت علامہ خالد محمود دامت برکاتہم نے اپنے مخصوص انداز میں موقعہ کے مطابق حضرت قائد کی خدمات کو سراہا۔ اور فرمایا کہ وہ تو آج کامیاب زندگی گزار کر چلے جارہے ہیں۔ آج کے بعد سب رنج وحزن ختم ہوا۔ آپ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مظہر تھے اس لیے آپ کی پوری زندگی بھی اُنہی کے نقش قدم پر گزری اور آج وہ اپنے مولا کے سامنے سرخرو ہو کر جارہے ہیں۔ ہم لوگ جو حضرت کے جنازہ میں شریک ہوئے یقیناً یہ ہماری بخشش اور مغفرت کا ذریعہ بنے گا۔ اور اتنے میں حضرت کی سواری پہنچ گئی۔ نماز جنازہ، قائد ابن قائد اور جانشین صاحبزادہ قاضی محمد ظہور الحسین اظہر مدظلہ نے پڑھائی۔ نماز جنازہ کے بعد پروانوں کا غول حضرت کی آخری زیارت کے لیے ٹوٹ پڑا۔ ہم لوگ چونکہ اگلی صفوں میں تھے۔ اس لیے تھوڑے سے دھکے لگنے کے بعد ہم لوگ حضرت کی گاڑی تک پہنچنے میں کامیاب ہوگئے۔ حضرت مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ کے صاحبزادے مولانا رشید احمد چند نوجوانوں کے ہمراہ حضرت کے سرہانے ڈیوٹی پر مامور تھے۔ انہوں نے عمر بھر حضرت کے جلوے بہت قریب سے دیکھے ہیں۔ حتی کہ ایک حج کے موقع پر بھی وہ حضرت کی معیت میں جانے کا شرف حاصل کر چکے ہیں۔ اور آج آخری سفر میں بھی حضرت کے بہت قریب ہیں۔ اللہ نے چاہا تو کل قیامت میں بھی یہی قرب نصیب ہوگا۔ اس پورے مشکل وقت میں مفتی عبد القدوس سلمہ میرے قریب رہے اور میرا بازو مضبوطی سے تھامے رکھا۔ یوں دھکم پیل میں حضرت کے قریب پہنچنے میں میری مدد کی۔ اللہ تعالیٰ انہیں بہت زیادہ اجر عظیم عطا کرے آمین۔ حضرت کا چہرہ چودھویں کے چاند کی مانند چمک رہا تھا ساری زندگی سیرت النبی پر تقاریر کی تھیں۔ ہر قدم سنت کے مطابق اٹھتا تھا۔ اہل بیت رضی اللہ عنہم عظام اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے دفاع میں عمر گزری تھی۔ آج یقیناً اُن ارواح مقدسہ کی تجلیات بھی ضوفشانی کر رہی ہوں گی۔ اللہ کی رحمتیں نازل ہوتی ہوئی تو ہر شخص دیکھ سکتا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے ایک دوست اپنے دوسرے دوست کے گھر پر مدعو ہو۔ اور ظاہر ہے کہ دوست کے ہاں جاتے ہوئے چہرے سے بشاشت اور خوشی عیاں ہوتی ہے

دل کو سکون، روح کو آرام آ گیا
موت آ گئی کہ دوست کا پیغام آ گیا

سورہا ہے آخری دم تک اٹھا کر زحمتیں
قبر پر تیری نچھاور ہوں خدا کی رحمتیں

اور اسی بات کو آپ یوں بھی کہہ سکتے ہیں، تھکا ماندہ مسافر جب شام کو گھر آتا ہے تو سب تھکن بھول جاتی ہیں اور وہ سکھ کا سانس لیتا ہے۔

اے قائد! آپ نے ہمارے لیے بہت کام کیا ہے۔ سینکڑوں کتابیں لکھیں، ہزاروں میل کا سفر کیا۔ کبھی پہاڑوں پہ کبھی تھلوں میں اور کبھی میدانوں میں کشمیر سے کراچی تک ملک کے چپہ چپہ پر حق چار یار رضی اللہ عنہم کے نعرے بلند کیے۔ نہ دن دیکھا نہ رات۔ نہ سردی کی پرواہ کی نہ گرمی کی۔ نہ دھوپ دیکھی نہ چھاؤں۔ بھوک برداشت کی پیاس برداشت کی۔ اے قائد! ہم آپ سے آج یہ وعدہ کرتے ہیں۔ کہ آپ نے جو غم اٹھائے ہیں ہم اُن کی لاج رکھیں گے تیرے ہر فرمان کو پورا کریں گے۔ اور اب ہماری دعا ہے

نیند لے آرام کی اے قافلہ سالارِ قوم
کر نہ دیں بے چین تجھ کو لحد میں افکارِ قوم

اپنے قائد کو آخری سلامی پیش کرتے ہوئے ہم لوگ چکوال مدنی مسجد میں پہنچے نماز مغرب کی جماعت کھڑی تھی۔ ہم لوگ بھی جلدی جلدی شامل ہو گئے۔ ہم سے اگلی صف میں برادرم عبدالوحید حنفی موجود تھے۔ نماز کے بعد اُن سے معانقہ ہوا۔ مولانا عبدالوحید اشرفی تو ہمیں میں ہی مل گئے تھے۔ اور دور ایک صف میں حافظ اللہ یار صاحب نماز میں مشغول تھے۔ وہ ممبر بھی موجود تھا۔ جس پر بیٹھ کر قائد اہل سنت نے سالہا سال تک وعظ و تلقین کے موتی بکھیرے تھے نمازی بھی وہی تھے۔ مگر حضرت موجود نہ تھے

مکاں بھی وہی ہے مکیں بھی وہی ہیں
مگر ایسا لگتا ہے گھر اجنبی ہے

نماز سے فارغ ہوتے ہی ہم لوگ ساہیوال کے لیے روانہ ہو گئے راستہ میں موزوے کی مسجد میں نماز عشاء ادا کی اور رات کو ساڑھے دس بجے ساہیوال پہنچ گئے۔

سورج کے ساتھ ڈوب گیا میرا دل بھی آج
اتنا اداس شام کا منظر کبھی نہ تھا

## اب کیا ہوگا؟

قوموں پر، اداروں پر اور جماعتوں پر ایسا وقت آتا ہے جب اُن کے بانی اور سرپرست ہمیشہ کے

لیے اس دنیا کو خیر آباد کہہ جاتے ہیں۔ کیونکہ ''کل نفس ذائقة الموت'' مگر کیا اپنے قائد کے چلے جانے کے بعد جماعتیں ختم ہو جاتی ہیں۔ یا ادارے برباد ہو جاتے ہیں یا لوگ اپنے قائد کو ہمیشہ کے لیے بھول جاتے ہیں...... نہیں ایسا نہیں ہوتا۔ یہ اللہ کا نظام ہے۔ اسے ہر حال میں چلنا ہے۔ یہ ٹھیک ہے ظاہر کی نظروں میں بعض اوقات اندھیرا ہی اندھیرا نظر آتا ہے۔ مگر قدرت اُسی اندھیرے میں سے نئی سحر طلوع کرتی ہے......

کچھ اور بڑھ گئے ہیں اندھیرے تو کیا ہوا
مایوس تو نہیں ہیں طلوعِ سحر سے ہم

بانی دار العلوم دیو بند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا جب انتقال ہوا۔ تو اُس وقت لوگوں نے یہی کہا تھا کہ اب کیا ہوگا! بے شک حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے مقابلہ کا آدمی پھر پیدا نہیں ہوا۔ علم اور عمل ہر لحاظ سے اُن کے جانشین اُس مرتبہ کے نہ تھے۔ مگر قدرت نے اُنہی جانشینوں سے کام لیا اور دیو بند کا فیض پوری دنیا میں پھیلا۔ تبلیغی جماعت کے بانی حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر بھی لوگوں نے یہی کہا تھا کہ اب کیا ہوگا! جماعت میں اُن جیسا رجل پھر پیدا نہیں ہوا۔ مگر قدرت نے بعد میں آنے والے کمزور لوگوں سے ہی کام لیا اور آج جماعت کا کام دنیا کے چپہ چپہ میں پھیلا ہوا ہے۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ، اللہ کو پیارے ہوئے تو اُس وقت بھی لوگوں نے وہی سوال دہرایا تھا کہ اب کیا ہوگا! مگر دنیا نے دیکھا کہ شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد مرزائیت کا جنازہ اٹھا۔ پوری قوم نے مرزائی ذرّیت کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ اور اب ختم نبوت کانفرنسیں صرف پاکستان میں ہی نہیں یورپ اور انگلستان کے مراکز میں بھی منعقد ہو رہی ہیں۔ آج حضرت قائد اہل سنت کے انتقال کے موقع پر بھی وہی سوال لوگوں کی زبانوں پر ہے کہ اب کیا ہوگا! جن تحریکوں کی ابھی میں نے مثالیں دیں وہ سب دیو بند کے شجر طوبیٰ کی شاخیں ہیں۔ اور حضرت قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ بھی دیو بند کے اکابرین کے ترجمان، فرقۂ ناجی اہل سنت و جماعت کے خادم اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے وکیل تھے۔ ان شاء اللہ خدام کی یہ تحریک بھی ہمیشہ کے لیے قائم رہے گی۔ اور دن رات چوگنی ترقی کرے گی۔ اللہ تعالیٰ اس تحریک کے موجودہ قائد قاضی محمد ظہور الحسین اظہر مدظلہ کو وہ حوصلہ اور عزم عطاء فرمائیں کہ وہ اپنے والد محترم کے مشن کو پھیلائیں اور سچے جانشین ثابت ہوں۔

یوں تو ملک بھر کے اہل سنت اور علمائے حق حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہمنوا تھے۔ مگر خاص اس

علاقہ میں حضرت شیخ الحدیث علامہ سرفراز خان صفدر، حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا قاضی عبداللطیف جہلمی رحمۃ اللہ علیہ یہ چار بزرگ ایک مسلک اور ایک ہی مشرب سے تعلق رکھتے تھے۔ اِن کا آپس میں پیار بھی بہت تھا۔ ایک دوسرے پر اعتماد کرتے تھے۔ اور ایک کی آواز پر سب لبیک کہتے تھے۔ آج بھی اللہ کے فضل سے ان کے اخلاف قائد ابن قائد حضرت مولانا قاضی ظہور الحسین مدظلہٗ کے دوش بدوش موجود ہیں۔ اللہ نے چاہا تو یہ اتحاد وقت کے ساتھ ساتھ اور مضبوط ہوگا ان کے علاوہ پاکستان بھر میں اور بیرونِ ملک بھی جس قدر اہل سنت و جماعت کے علماء اور عمائدین موجود ہیں۔ ان شاء اللہ اُن سب کی تائید وحمایت حضرت جانشین کو حاصل ہوگی ...... یادگارِ اسلاف اور اس قافلہ کے سالار حضرت مولانا سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم ......اور حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دیرینہ دوست اور جانثار حضرت مولانا سید محمد امین شاہ صاحب مدظلہم مخدوم پور کی دعائیں بھی تحریک خدام اہل سنت کے لیے بہت بڑا ذخیرہ ہیں۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ کو تحفظ ختم نبوت کا امیر منتخب کیا گیا تھا۔ اور اس کے تھوڑے عرصہ بعد جب وہ سلانوالی ضلع سرگودھا میں تشریف لائے۔ تو احقر سلانوالی میں موجود تھا۔ سلانوالی کے مجاہد لیڈر حضرت مولانا سید فضل الرحمان احراری نے اُن کا استقبال کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ "ہمارے امیر اور بڑے حضرت تشریف لے آئے ہیں" تو حضرت شجاع آبادی نے اشکبار ہوتے ہوئے یہ تاریخی جملہ دوہرایا......

"بڑے تو نہ تھے، بڑوں کی موت نے بڑا بنا دیا ہے"

بہر حال تحریکوں کو چلانا اور ساتھیوں کو جمع رکھنا بڑے حوصلہ اور عزم کی بات ہوتی ہے اور جب انسان بڑے منصب پر فائز ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ حوصلہ بھی بڑھا دیتے ہیں۔ بڑے لوگ ہمیشہ درگزر سے کام لیتے ہیں اور چھوٹی چھوٹی باتوں میں الجھنے کے بجائے اپنے مشن اور مقصد کو مدنظر رکھتے ہیں۔ قائدین ایک پالیسی اور پروگرام دے کر چلے جاتے ہیں۔ بعد میں آنے والے اسی پروگرام کو مقررہ پالیسی کے مطابق آگے بڑھاتے ہیں۔ اختلاف رائے اور تعمیری تنقید سے جماعتیں مضبوط ہوتی ہیں۔ البتہ تنقید برائے تنقید اور کٹ حجتی سے ہمیشہ نقصان ہوتا ہے اچھی اور اصلاحی سوچ کی ہمیشہ قدر کرنی چاہیے۔ س

سے حسن اور بڑھتا ہے ذوق نے اسی بات کو یوں کہا ہے

گلہائے رنگا رنگ سے ہے زینت چمن
اے ذوق اس جہان کو ہے زیب اختلاف سے

اور اب آخر میں اس دعا کے ساتھ اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں کہ اللہ پاک ہمارے قائد حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور ان کے پسماندگان کو وہی حوصلہ اور عزم عطا فرماوے جس عزم کے ساتھ حضرت قائد ہمیشہ زندہ رہے

سر جھکایا نہ کبھی تو نے جفا کے آگے
سرخرو ہوتا رہا اپنے خدا کے آگے

❀❀❀❀

(بقیہ: ص 625)

## گزارش

تمام برادران طریقت کی خدمت میں گزارش ہے کہ مذکورہ اشعار اپنے پاس کتاب سلاسل طیبہ میں نقل فرمالیں تاکہ حضرت اقدس مرشدی صاحب نور اللہ مرقدہ کے نام سے بھی توسل کر سکیں۔

نیز روزانہ کچھ پڑھ کر حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کو ایصال ثواب کا اہتمام و معمول بنائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حضرت کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمادیں اور ہمیں حضرت مرحوم کے نقش قدم پر چلنے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمادیں۔ آمین بحرمۃ سید المرسلین

❀❀❀❀

# عظیم سانحہ

مولانا سید مصدوق حسین شاہ بخاری ☆

مؤرخہ ۲۶ جنوری ۲۰۰۴ء بروز سوموار صبح فجر کی نماز کے بعد ساہیوال سرگودھا سے بذریعہ فون اطلاع ملی کہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ دارِ فانی سے دارِ ازل کی طرف رحلت فرما گئے ہیں۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

یہ خبر ہم پر بجلی بن کر گری اب محسوس ہو رہا تھا کہ واقعی ہم یتیم ہو گئے ہیں۔ کیونکہ ستمبر ۱۹۹۱ء کو والدِ محترم (حضرت مولانا سید صادق حسین شہید رحمۃ اللہ علیہ) نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔ پھر مجھے دو حضرات کی خصوصی شفقتیں حاصل رہیں۔ ❶ حضرت اقدس سید مفتی عبدالشکور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ❷ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ ان حضرات کی بے پناہ محبتوں اور شفقتوں نے حضرت والد صاحب کی جدائی کا غم بھی ہلکا کر دیا۔ پھر اولاً سید مفتی عبدالشکور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ داغِ مفارقت دے کر داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئے۔ اور اب حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی ہمارے درمیان موجود نہیں۔

ان حضرات کا سایہ ہمارے سروں سے اٹھ جانا طبعی مگر عظیم سانحہ تھا۔ حضرت والد ماجد سید صادق حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب حضرت، شیخ العرب والعجم الشیخ سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ کے شاگردِ رشید تھے اور اپنے شیخ کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے! سادہ لباس، سادہ گفتگو، خلوص ومحبت کے پیکر تھے اکابر کے سچے عاشق تھے۔ بندہ نے انہی کی گود میں تعلیم وتربیت لی اور اپنے بزرگوں کی صداقت وشجاعت کے واقعات سنے۔ حضرت والد صاحب اپنے معاصر علماء کے بھی بہت قدردان تھے۔ چنانچہ ملک بھر سے علماء کرام اور مشائخ ہمارے مدرسہ علوم الشرعیہ میں تشریف لاتے۔ یوں ہمیں ان حضرات کو بہت قریب سے دیکھنے کا موقع ملتا۔ چنانچہ ساہیوال سرگودھا کے حضرت مفتی سید عبدالشکور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی والد صاحب کے برادرانہ اور دوستانہ تعلقات تھے۔ تقریباً ہر امتحان کے موقع پر حضرت مفتی صاحب ہمارے مدرسہ

---

☆ مہتمم مدرسہ علوم شرعیہ، جھنگ

میں تشریف لاتے اور بے حد شفقت فرماتے۔

حضرت والد صاحب کو مجاہد اسلام حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ سے والہانہ عقیدت تھی چنانچہ ان کی تشریف آوری سے بھی ہمیں بے حد خوشی ہوتی۔ بیماری اور نقاہت کے دنوں میں جب حضرت ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے باہر کے اسفار پر جانا بند کر دیا تھا حضرت والد صاحب کی درخواست پر انہیں دنوں میں جھنگ جیسے دور دراز علاقہ کا سفر کیا اور فرمایا کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت میں اتنا خلوص تھا کہ میں انکار نہ کر سکا۔

تیسرے بزرگ جن سے حضرت والد صاحب کو عشق کی حد تک محبت وعقیدت تھی وہ پیر طریقت نباضِ ملت وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین قدس سرہٗ کی شخصیت تھی۔ حضرت والد صاحب کے نام حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کا جو ذخیرہ احقر کے پاس موجود ہے ان میں ایک بات تقریباً بار بار دہرائی گئی ہے۔ کہ کاش ہمارے سنی علماء کو اس عظیم نقصان کا احساس ہو جاوے جو سنی مسلمان کو پہنچایا جا رہا ہے۔ مسلکِ اہل سنت کی حقانیت، اصلی کلمۂ اسلام اور نظامِ خلافتِ راشدہ آپ کے خاص موضوعات تھے۔ جن کا پرچار آپ نے زندگی کے آخری سانس تک جاری رکھا۔ ''حق چار یار رضی اللہ عنہم'' آپ کی تحریک کا خاص نشان ہے۔ چنانچہ سینوں پر حق چار یار رضی اللہ عنہم کے بیج، چائے دان کے غلاف پر حق چار یار رضی اللہ عنہم کے الفاظ اور اسی طرح سائیکلوں اور کاروں پر حق چار یار رضی اللہ عنہم کے پیارے الفاظ جلی حروف میں لکھنے کی تاکید فرماتے۔ ''یا اللہ مدد'' اٹھتے بیٹھے اس کا ورد کرتے اور فرماتے کہ لوگ غیر اللہ سے مدد مانگتے ہیں اور انہیں اس بات پر ندامت بھی نہیں ہوتی تم اللہ سے مدد مانگتے ہوئے کیوں شرماتے ہو۔ اور فرمایا کہ اس اللہ والی مدد کو اتنا عام کر دو کہ لوگ دوسروں سے مدد مانگنا چھوڑ دیں تمہیں نہیں معلوم کہ تمہارے اس نعرے سے مخالفین کتنے پریشان ہیں۔ یہ ایسا نعرہ ہے جس کا جواب کسی کے پاس نہیں۔

آٹھ سال کی عمر میں مؤرخہ ۲۵ ستمبر ۱۹۸۲ء بروز ہفتہ مدرسہ علوم الشرعیہ کے سالانہ جلسہ کے موقع پر حضرت قاضی صاحب قدس سرہٗ کی پہلی بار زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ ایسا نورانی چہرہ میں نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ اس عمر میں مسائل اور تقاریر کی سمجھ تو نہیں تھی مگر حضرت کے چہرہ کی کشش ایسی تھی کہ سبحان اللہ! جو دن بدن بڑھتی رہی۔ حضرت والد ماجد کی شہادت کے بعد تو حضرت کی شفقتیں اور زیادہ بڑھ گئیں جب بھی حاضری ہوتی بہت ہی دلاسہ دیتے اور اپنے دستِ مبارک سے کھانا گھر سے لاتے اور بیٹھک میں بٹھا کر ایسی محبت سے کھلاتے کہ ابا جی کی شفقتیں یاد آ جاتیں۔ رخصت ہوتے وقت معانقہ

فرماتے اور نقدی کی صورت میں بھی ہدیہ عنایت فرمادیتے جو اکثر پانچ صد روپے ہوتے۔

حضرت علم کا سمندر تھے۔ ۲۰۰۰ء میں سالانہ سنی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں زیارت کی غرض سے حضرت مولانا قاری محمد حیات صاحب کے ہمراہ سفر کیا۔ حضرت ضعف اور کمزوری کے باوجود آنے والے مہمانوں سے مل رہے تھے۔

دوسرے روز فجر کے بعد آپ کا بیان تھا کرسی پر بٹھا کر چوبارہ سے نیچے لاکر خدام نے گاڑی میں بٹھایا جلسہ گاہ میں پہنچے پھر کرسی پر بٹھا کہ سٹیج پر لائے گئے اس دوران پوری فضا نعروں سے گونج رہی تھی۔ ہر شخص آپ کی زیارت کر رہا تھا۔ میرے ہمسفر مولانا موصوف نے کہا کہ! حضرت اس ضعف میں بھلا کیا بیان کریں گے۔ میں نے کہا یہ ابھی پتہ چل جائے گا حضرت نے جو بیان شروع فرمایا تو تقریباً پونے تین گھنٹے جاری رہا۔ تحریکِ خدام اہل سنت کی خدمات، کانفرنس کے اغراض و مقاصد پھر عظمتِ صحابہ ؓ بیان کی۔ آپ کی ہر بات اور ہر جملہ سے صحابہ ؓ کی محبت عیاں تھی۔

آپ کی وفات ایک عظیم سانحہ ہے۔ پوری سنی قوم خصوصاً تحریکِ خدامِ اہل سنت کے رضا کاروں اور مدرسہ اظہار الاسلام کے طلباء اور مدرسہ تعلیم النساء کی طالبات کو آپ یتیم چھوڑ کر جنت الماویٰ میں جا بسے۔ اللہ آپ کے مشن کو جاری وساری رکھے۔ اور قائد ابن قائد مولانا قاضی محمد ظہور الحسین صاحب مدظلہ کو ہمت اور استقامت سے نوازے۔ (آمین)

حضرت والد صاحب نے عمر بھر حضرت قاضی صاحب ؒ کی تائید وحمایت کی چنانچہ جھنگ میں حق چار یار ؓ کا نعرہ عام کیا۔ اپنی مساجد کے نام حق چار یار اور خلفائے راشدین رکھ کر قیامت تک کے لیے اپنی عقیدت اور محبت کو رجسٹرڈ کرا گئے۔ اسی طرح ان شاء اللہ تعالیٰ ہم بھی انہیں حضرات کے نقش قدم پر چلتے ہوئے حضرت صاحبزادہ اور جانشین قاضی محمد ظہور الحسین صاحب کی ہر حق بات کی تائید وحمایت کرتے رہیں گے۔ اللہ ہم سب کو اہل حق کے ساتھ رکھے۔

جئیں تو حق کے ساتھ
مریں تو حق کے لیے

❀❀❀❀

# شاہراہ حق و اعتدال پر قاضی چیک پوسٹ

خطیب اسلام مولانا عبدالرؤف چشتی ☆

مولانا عبدالرؤف چشتی شگفتہ مزاج، معروف و مشہور خطیب ہیں۔ ان کی درج ذیل تحریر میں بظاہر ان کی خطابت و شگفتہ مزاجی کا عنصر نمایاں ہے۔ جس سے ممکن ہے بعض طبائع کو قدرے اختلاف ہو۔ تاہم ان کی تحریر میں موجود حقائق یقیناً ناقابل تردید ہیں۔ ملاحظہ ہو...... [رشیدی]

کسی شعبہ کی ذمہ داری قبول کر لینا آسان لیکن نبھانا انتہائی مشکل ہے۔ ذمہ داری کو نبھانے کے لیے استقامت، صداقت، دیانت اور خوف خدا جیسی صفات کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔

خوف خدا ہی ایک ایسا ہتھیار ہے جس کی بدولت کوئی بھی شخص اپنی ذمہ داری نبھا سکتا ہے۔ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ جو شخص دیانت داری سے اپنی ذمہ داری نبھائے اس سے تقریباً اکثریت نالاں رہتی ہے۔ جس مہتمم سے اساتذہ خوش ہوں اور کسی کو مہتمم پر کوئی گلہ شکوہ نہ ہو تو سمجھ لیجئے کہ یا تو حضرت مہتمم صاحب ڈنڈی مارتے ہیں یعنی اساتذہ کی کوتاہیوں سے درگزر کرتے ہیں یا پھر اساتذہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اور بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ورنہ ذمہ دار مہتمم سے اساتذہ ناخوش اور دیانت دار ناظم صاحب سے طلبا ناراض! الا ماشاء اللہ حق گو شخص کے بہت کم دوست ہوتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق کہیں پڑھا تھا کہ آپ کے بہت کم دوست تھے۔ وجہ صاف ظاہر ہے کہ کسی کی معمولی لغزش کو بھی معاف نہیں کرتے تھے۔ اول درہ ورنہ زبانی انتباہ لازمی ہوتا تھا۔ عقائد، احکام و اعمال میں کوتاہی پر معافی نہیں تھی۔ جو شخص حق گوئی اور حق پسندی کو اپنی عادت بنالے وہ بے باک ہو جاتا ہے اسے پھر کسی کی رضا اور ناراضگی کی پرواہ نہیں ہوتی، وہ ہر کام ہر فیصلہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے کرتا ہے...... بقول شاعر......

---

☆ مہتمم جامعہ مدینۃ العلم چشتیہ، رفیع کالونی اوکاڑہ

آئین جواں مرداں، حق گوئی و بیباکی
اللہ کی شیروں کو آتی نہیں روباہی!

کون نہیں جانتا! اگر ذمہ دار ہی غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کرے تو پھر اصلاح کیسے ہو؟ چوراہے پر کھڑا سنتری اگر فرائض سے غافل ہو جائے اور کسی کو روکے ٹوکے نہیں، قوانین ٹریفک کی خلاف ورزی ہوتے دیکھ کر باز پرس نہ کرے۔ تو پھر کیا ہوگا؟ شاید یہ بتانے کی ضرورت نہیں۔

میرے بھائی، جس گھر کا سربراہ مصلحت کا شکار ہو جائے وہاں لڑکے اور لڑکیاں خود سر ہو جایا کرتی ہیں۔ جس چوک کا سنتری لا پرواہ ہو جائے اس چوک میں حادثات معمول بن جاتے ہیں۔ جس کلاس کا استاد اپنی ڈیوٹی سے غافل ہو اس کلاس کا نتیجہ صفر ہوتا ہے۔ جس درجہ کا معلم لالچی ہو جائے اس درجہ کے طلباء کا آموختہ، سوختہ ہو جاتا ہے، جس محلہ کا چوکیدار رات کو کتوں کے بھونکنے کا نوٹس نہ لے اس محلہ میں کئی گھر چوروں کی زد میں ہوتے ہیں۔ جس شہر کا کوتوال غافل ہو جائے اس شہر میں رات کو ہی نہیں دن کو بھی ڈاکو راج ہوتا ہے۔

جس چیک پوسٹ پر رشوت عام ہو وہاں سمگلنگ عروج پر ہوتی ہے۔ جو شخص ڈپلومہ اور سند فراغت لے کر اور شاہراہ حق واعتدال پر دیانت داری سے اپنی ڈیوٹی دینے کا عہد کرنے کے بعد لا پرواہی اور غفلت کا مرتکب ہوتا ہے اور مصلحت کا شکار ہو کر اپنی زبان وقلم کو روک لیتا ہے۔ تو ایسے شخص کو نہ تاریخ معاف کرتی ہے اور نہ اس سے مورخ درگزر کرتا ہے۔ وہ خالق کا مجرم تو ہوتا ہی ہے مخلوق کی نظروں میں بھی گر جاتا ہے۔ لیکن جو شخص رضائے الٰہی کی خاطر کسی کو بھی خاطر میں نہیں لاتا اور شاہراہ حق واعتدال پر جرأت، ثابت قدمی، امن وشانتی، بے باکی اور اعتماد علی السلف جیسے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر ایک چیک پوسٹ (جماعت ''خدام اہل سنت'') قائم کر کے بلا امتیاز مراتب چیکنگ کرتا ہے، اسے قاضی مظہر حسین کہتے ہیں۔ جب زندہ تھا تو خود کہتا تھا اب آرام گاہ پر جاؤ تو آواز آتی ہے......

اپنے بھی خفا مجھ سے بیگانے بھی ناخوش
میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

شیخ العرب والعجم شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے درِ علم وطریقت پر زانوئے تلمذ تہہ کرنے والے آپ کے خلیفہ مجاز بانی وامیر تحریک خدام اہل سنت مرشدی ومولائی حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کو اکابرین علمائے دیوبند نے جو ڈیوٹی اور ذمہ داری سونپی تھی۔ حضرت قاضی

صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ساری زندگی اسے احسن طریقہ سے نبھایا۔ کسی ایک شعبہ میں کسی مسئلہ میں، کسی اسٹیج پر مصلحت کا شکار نہیں ہوئے۔ ہمیشہ نرم لہجہ میں سخت اختلاف کیا۔ مدمقابل کو ہمیشہ مکمل پروٹوکول دیا، اختلاف خواہ کتنا ہی شدید کیوں نہ ہو مخالفین کا نام پورے آداب کے ساتھ لکھا اور لیا۔ زبان کو شستہ، قلم کو شگفتہ رکھا۔ درباری اور بازاری زبان سے اجتناب کیا۔ تحقیقی اور اختیاری زبان کو استعمال کیا۔ میں یہ بات بے باکی سے کہتا ہوں کہ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی چیک پوسٹ قائم کر کے مسلک علماء دیو بند اور متعلقین دیو بند پر بڑا احسان کیا ہے۔ میری اس بات سے اگر کوئی مفسر، کوئی مفکر، کوئی محقق اور کوئی مدبر چیں بجبیں ہو تو میں عرض کروں گا کہ وہ قاضی صاحب کے اختیار کردہ کسی موقف پر انگلی رکھ کر بتا دیں کہ یہ موقف مسلک علماء دیو بند اور اکابرین علمائے دیو بند کے مؤقف و مسلک اور راہ حق و اعتدال کے خلاف ہے۔ تو ممنون و مشکور ہوں گا ورنہ صدقِ دل سے حضرت قاضی صاحب کی علمیت، حقانیت اور ان کی قاضی چیک پوسٹ کو تسلیم کریں کہ قاضی چیک پوسٹ پر حضرت قاضی صاحب نے اپنی ڈیوٹی خوب نبھائی۔

## اچھرہ کا تنقیدی ٹرالہ

جب انہوں نے دیکھا کہ شاہراہِ حق و اعتدال پر چلنے کے لیے اچھرہ سے تنقیدی ٹرالہ نکلا ہے اور اس کا ڈرائیور تمام قوانین ٹریفک (قرآن وسنت) سے لاپرواہ، محاسن ومناقب کے اشارے توڑتا ہوا عقیدت واحترام کے سپیڈ بریکر سے سنبھل کر گزرنے کے بجائے اسی رفتار سے چلتا اچھلتا خاک اڑاتا چلا آرہا ہے۔ تو قاضی صاحب فوراً سامنے آگئے اسے رکنے پر مجبور کر دیا۔ لوڈ چیک کیا تو امریکی نکلا، ڈیزل دیکھا تو تنقیدی تھا اور ڈرائیونگ لائسنس (سند فراغت) مانگا تو جواب تھا کہ میں نے کسی بھی ادارے سے تربیت نہیں لی۔ خود ہی اپنی سمجھ کے مطابق ڈرائیونگ کرتا شاہراہ تحقیق وتفسیر پر آگیا ہوں۔ قاضی صاحب نے تحقیقی قلم سے اس کا چالان کر دیا اور اس اچھرہ برانڈ ٹرالہ کو اس کے ڈیزل اور اس کے سامان کو ریسرچ کے لیے علمی عدالت میں پیش کر دیا اور بغیر لائسنس روڈ پر آنے کے جرم میں ڈرائیور کو ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ حوالات کے سپرد کر دیا۔ ساری زندگی پیشیاں بھگتتے رہے، اپنی غلطیوں اور لغزشوں کی معافی نہیں مانگی اور پھر ایک دن دنیا ہی سے چلے گئے۔ بعد میں آنے والوں نے بھی صفائیاں پیش کیں مگر انہیں کاغذات واپس نہ مل سکے۔ گزشتہ دنوں جماعت اسلامی کے موجودہ رہبر قاضی حسین احمد نے حضرت قاضی صاحب کو خط لکھا تھا کہ آپ بغیر تحقیق چالان کر دیتے ہیں۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجرم کی اعانت

کرنے کے جرم میں امیر جماعت کا بھی چالان کر دیا اور قاضی حسین احمد خاموش ہو گئے۔ چند سال گزرے ایک نعرہ بہت مشہور ہوا تھا کہ ظالمو! قاضی آ رہا ہے۔ دراصل بات یہ تھی کہ جب خود ساختہ ڈرائیور، اس کے ٹرالہ اور سامان کو علمی عدالت میں پیش کر دیا گیا تو دوران تفتیش وتحقیق ہر شے غیر ملکی، غیر معیاری اور تقریباً سارا سامان تنقیدی نکلا تو یہ ایک دوسرے کو کوسنے اور ظالم کہنے لگے کہ تم نے مجھ پر ظلم کیا جو مجھے اس تنقیدی کمپنی میں لایا دوسرا بولا کہ تو بڑا ظالم ہے تو نے مجھے اس کمپنی کو صالحین کی کمپنی بتایا تھا مگر یہ کمپنی تو طالحین کی کمپنی نکلی۔ جب یہ لوگ ایک دوسرے کو ظالم کہہ رہے تھے تو اس وقت ان کے کسی ذمہ دار نے قاضی مظہر حسین صاحب کو اپنے تعاقب میں دیکھ کر نعرہ لگا دیا تھا کہ خاموش رہ جاؤ ظالمو! قاضی آ رہا ہے۔ جو سادہ لوح تھے وہ کسی اور کو قاضی سمجھتے رہے۔ لیکن درحقیقت یہی لوگ جنہوں نے اصحابِ مصطفیٰ ﷺ کی عدالت وصداقت پر تنقیدی حملے کئے تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ایمان واسلام کو اپنے پیمانے پر پرکھنے کی کوشش کی تھی اور قرآنی فیصلہ امتحن اللہ کو قبول نہ کیا تھا۔ یہی ظالم تھے جو قاضی مظہر حسین کو اپنے تعاقب میں دیکھ کہ چلا رہے تھے کہ ظالمو! قاضی آ رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پھر انہیں شاہراہ حق و اعتدال پر آنے کی جرأت نہیں ہوئی۔

## ع، غ سروس

قاضی چیک پوسٹ پر اگرچہ ہر ایک کی چیکنگ ہوتی تھی مگر دیو بند کمپنی کے ہر ٹائم اور ہر سروس کی چیکنگ بڑی سخت ہوتی تھی۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ چاہتے تھے کہ دیو بند کمپنی کے ٹائم کمپنی کے منظور کردہ قوانین وضوابط کا خیال رکھیں اور کمپنی پر اعتماد کرتے ہوئے انہیں کے قائم کردہ پٹرول پمپوں سے تیل حاصل کریں اور انہی کے منظور کردہ ریسٹورینٹوں پر قیام کریں۔ کسی کو خلاف ورزی کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ اور نہ ہی کوئی ڈرائیور کمپنی کے طے کردہ اصول سے اختلاف کرسکتا تھا۔ مگر ''تدبیر کے پر جلتے ہیں تقدیر کے آگے'' مخلوق کچھ سوچتی ہے اور خالق کے فیصلے کچھ اور ہوتے ہیں۔ ہوا یہ کہ راولپنڈی اور گجرات سے دیو بند ٹرانسپورٹ کے دو بہترین ٹائم نکلتے تھے جو کہ بہت کامیاب تھے اور ''ع غ'' سروس کے نام سے مشہور تھے۔ کئی کئی ماہ پہلے ان کی بکنگ ہوتی تھی۔ دیو بند کمپنی کی ہر تقریب میں انہی کے ڈرائیور بک کئے جاتے تھے چونکہ بسیں صاف ستھری اور دونوں ٹائم کے ڈرائیور صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ دیندار سواریاں انہیں کے ساتھ سفر کرنا پسند کرتی تھیں اور ان کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ لوگوں

کے قائم کردہ سٹاپ مثلاً ساتواں، دسواں، چہلم وغیرہ پر قطعاً نہیں رکتے تھے۔ بلکہ اپنی مرضی کے بغیر سٹاپ بھی نہیں کرتے تھے۔ صرف دیوبند کمپنی کے منظور کردہ سٹاپ پر رکتے اور کمپنی ہی کے منظور کردہ پٹرول پمپ سے تیل حاصل کرتے تھے۔ قاضی چیک پوسٹ پر ان کی بھی چیکنگ ہوتی تھی اگرچہ ان کے کاغذات، ٹکٹ بک اور لائسنس سب کچھ ٹھیک ہوتا تھا۔ لیکن تیز رفتاری پر انہیں انتباہ کیا جاتا تھا اور حدرفتار اعتدال میں رکھنے کی تلقین کی جاتی تھی۔ اگرچہ بعض مرتبہ ایک ہی کمپنی کی گاڑیاں آپس میں مقابلے پر اتر آتی ہیں۔ لیکن ان کا مقابلہ اکثر بدعت ٹرانسپورٹ سے ہوتا تھا۔ بدعت ٹرانسپورٹ کا عملہ ان ٹائموں سے بہت پریشان تھا۔ ان کا اعتراض تھا کہ یہ ہمارے سٹاپوں، تیجہ، دسواں، چہلم وغیرہ سے گزرتے ہوئے بہت دھول اڑاتے ہیں اور اکثر ہمیں راستہ نہیں دیتے اگر راستہ لینے کی کوشش کریں تو سائیڈ مارتے ہیں۔ بہرحال ان کی یہ کامیاب سروس جاری تھی کہ گجرات ٹائم کے ڈرائیور نے ملتان کی ایک تقریب میں حیات النبی ﷺ ریسٹورنٹ کے کھانے کو غیر معیاری کہہ دیا۔ جس سے دیوبند کمپنی کے ذمہ داران اور اکابرین کے اذہان میں تشویش کی لہر دوڑ گئی اگرچہ کمپنی کے انتہائی قابل اعتماد رکن اور تقریب کے میزبان نے کمپنی کے قائم کردہ حیات النبی ﷺ ریسٹورنٹ کے عملہ، کھانا او پٹرول کو معیاری اور قابل اعتماد بتایا۔ لیکن گجرات ٹائم کے ڈرائیور نہ جانے کیا فیصلہ کر چکے تھے۔ کہ انہوں نے ایک نہ سنی۔ بلکہ پنڈی ٹائم کے ڈرائیور کو بھی بڑی محنت اور کوشش سے ساتھ ملایا اور پھر ہر سٹاپ پر حیات النبی ﷺ ریسٹورنٹ کے خلاف مہم کا آغاز کر دیا۔ پنڈی ٹائم کے ڈرائیور نے انہیں افہام وتفہیم کے ذریعہ مسئلہ حل کرنے کے لیے کہا لیکن گجرات ٹائم کے ڈرائیور کی ضد کے آگے بے بس ہو کر دوستی نبھاتے ہوئے ان کا ساتھ دینے پر مجبور ہو گئے۔ چنانچہ اس مہم سے جب حیات النبی ﷺ کی شہرت متاثر نظر آئی تو پھر ملتان ٹائم پر محمد علی جالندھری رحمہ اللہ کو راولپنڈی روانہ کیا گیا۔ ملتان ٹائم کے ڈرائیور نے کمپنی کے ہر سٹاپ پر بڑی متانت، سنجیدگی اور دلائل سے حیات النبی ﷺ ریسٹورنٹ کو قابل اعتماد قرار دیا۔ پنڈی گجرات ٹائم کے ڈرائیور دیوبند کمپنی کے ہر سٹاپ پر رکتے تھے مگر حیات النبی ﷺ سٹاپ پر رکنا گناہ سمجھتے تھے۔ چنانچہ انہیں پھر قاضی چیک پوسٹ پر روک کر دیوبند کمپنی کے جاری کردہ لائسنس (سند) استعمال کرنے سے روک دیا گیا۔ چنانچہ دونوں ڈرائیور بہت چیں بجبیں ہوئے اور کہا کہ ہم دیوبند کمپنی ہی کے ڈرائیور ہیں اسی کی سروس کرتے ہیں۔ کمپنی ہی کے تمام ریسٹورینٹوں پر ٹھہرتے ہیں صرف حیات النبی ﷺ ریسٹورڈنٹ کے سٹاپ سے اختلاف ہے۔ تو صرف اتنی بات سے ہمیں کمپنی لائسنس (دیوبندی سند

فراغت ) سے محروم کیوں کیا جا رہا ہے؟ مگر قاضی چیک پوسٹ پر انہیں بتایا گیا کہ کمپنی کے بعض ریسٹورنٹ پر اعتماد اور بعض سے اختلاف اور بداعتمادی یہ دو متضاد باتیں ہیں۔ دیوبند کمپنی کی سروس کرنے کے لیے ضروری ہے کہ دیوبند کمپنی کی تمام مصنوعات ( عقائد ) اور ریسٹورنٹ کے عملہ پر مکمل اعتماد ہو۔ جس کو دیوبند کمپنی کے سلف پر اعتماد نہیں وہ شخص دیوبند کمپنی کے نام لائسنس اور کمپنی کے قائم کردہ ریسٹورنٹ کو استعمال نہیں کر سکتا۔ چنانچہ انہوں نے اپنی الگ کمپنی ''اشاعت'' کے نام سے بنالی مگر ٹکٹ دیوبندی کمپنی کے چھپے ہوئے ہی استعمال کرتے تھے۔ اور خود کو دیوبند کمپنی کا عملہ ہی ظاہر کرتے تھے۔ مگر عقل مند جانتے تھے کہ یہ صرف نام کے دیوبندی ہیں کام کے دیوبندی نہیں ہیں۔ اسی وجہ سے پھر دیوبند کمپنی کی مصنوعات ( عقائد ) استعمال کرنے والوں نے ان کے ٹائم کی بسوں میں سفر کرنا چھوڑ دیا۔ مزے کی بات یہ ہے کہ دن کو کسی وقت بھی اور رات کو کسی حصے میں بھی راہِ حق اعتدال پر جانے کے لیے نکلتے تو قاضی چیک پوسٹ پر روک لیے جاتے۔

## ککڑ ہٹہ ٹائم

ان کی چیکنگ جاری تھی کہ ملتان کے ضلع اور کبیر والا کے نواح سے ککڑ ہٹہ ٹائم نکل آیا۔ لطف کی بات تھی کہ ککر ہٹہ ٹائم کا ڈرائیور جس قدر خوش الحان تھا اس سے کہیں زیادہ بدزبان تھا۔ دورانِ سفر اپنی سواریوں کو بتایا کہ ککر ہٹہ سروس اشاعت کمپنی کی سرپرستی میں چل رہی ہے۔ ڈرائیور کی زبان لمبی تو تھی ہی لیکن جب بھی دیوبند کمپنی کا کوئی ٹائم اسے پاس کرتا تو پھر اس کی زبان اور زیادہ لمبی ہو جاتی اور گزرنے والے ڈرئیور سے کہتا اور سورا! او! یہودیا! لعنتیا!، رزیلا، اس کی اس بدزبانی کی وجہ سے اس کی اپنی سواریاں الجھ پڑتی تھیں۔

ایک مرتبہ سواریاں آپس میں مختلف تفاسیر پر گفتگو کر رہیں تھیں کہ ایک نے تفسیر ابن کثیر کا نام لیا تو ڈرائیور کی رگ ظرافت پھڑکی پوچھنے لگا ابن کثیر کا معنیٰ کیا ہے؟ پھر خود ہی بولا وہ جس کے کئی باپ ہوں۔ استغفر اللہ اس ڈرائیور کو مفتی بننے کا بھی بڑا شوق تھا۔ ایک مرتبہ عید کی نماز سے فارغ ہو کر چند سواریاں ککر ہٹہ ٹائم میں سوار ہوئیں۔ چونکہ ڈرائیور نے خاموش نہ رہنے کی قسم کھار کھی تھی سواریوں سے کہنے لگا کہ آپ لوگ عید پڑھ آئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم عید کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھ کر آئے ہیں۔ کہنے لگا کہ عید کی نماز میں جو چھے زائد تکبیریں ہیں آپ ہر دو زائد تکبیروں کے درمیان کیا پڑھتے ہیں۔ تو

سواریوں نے کہا کہ ہم کچھ بھی نہیں پڑھتے۔ اس پر ڈرائیور کہنے لگا کہ پھر تو آپ نے پوری عمر کی عید کی نمازیں برباد کردی ہیں۔ سواریاں پریشان ہوگئیں۔ انہوں نے پوچھا کہ آپ بتائیں ان زائد تکبیروں کے درمیان کیا پڑھنا چاہیے؟ ڈرائیور کہنے لگا پڑھنا چاہیے۔ الحمد لله .(خس کم جهاں پاک ص۱۰۶)

سواریاں تحقیق پسند تھیں انہوں نے ایک ادارہ سے فتویٰ منگوایا تو جواب آیا کہ جو شخص یہ کہتا ہے وہ غالی بدعتی ہے۔ جب یہ گکر ہٹہ ٹائم (کا ڈرائیور) قاضی چیک پوسٹ پر پہنچا تو روک لیا گیا۔ اور اس کی سخت چیکنگ کی گئی جس کے نتیجہ میں بہت ہی قابل اعتراض مال برآمد ہوا اور سیاہ رنگ کا پانی (پیغمبرؑ وصحابہؓ کے متعلق گستاخانہ کلمات) وافر مقدار میں موجود تھا جسے ضبط کرلیا گیا اور دیو بند کمپنی کی مصنوعات اور لائسنس استعمال کرنے سے روک دیا گیا۔

## سخت چیکنگ کا انداز

قاضی چیک پوسٹ پر قاضی صاحب، اپنے تحقیقی سٹیل ڈیٹیکٹر سے چیک کر کے تمام ممنوعہ سامان اور نشہ آور اشیاء مثلاً مماتی نسوار، تنقیدی افیون، یزیدی چرس، تبرائی ہیروئن مسافروں کے سامان سے نکال لیتے تھے۔ بعض دفعہ کوئی جبہ دستار میں ملبوس شیخ الحدیث کی شکل میں سفر کرتا نظر آتا تو اس کی مشکوک حرکات وسکنات کا اندازہ لگا کر اس کی تلاشی لیتے تو اس سے ممنوعہ اشیاء کی کوئی نہ کوئی قسم نکالنے میں کامیاب رہتے۔ کراچی ٹائم کی عباسی سروس بہت صاف ستھری سروس تھی ان کی نئی گاڑیاں اور مہذب عملہ کو دیکھ کر لوگ اس میں سفر کرنا پسند کرتے تھے۔ لیکن ایک مرتبہ قاضی چیک پوسٹ پر اس کی تلاشی لی گئی۔ تو اس سے بھاری تعداد میں خارجی بھنگ برآمد ہوئی۔ چنانچہ پھر کراچی ٹائم کی ہر بس کی بڑی سخت چیکنگ ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ سندیلوی کوسٹر کو چیکنگ کے لیے روکا گیا۔ اتفاق سے کوسٹر کے مالک سندیلوی صاحب خود ڈرائیونگ کر رہے تھے۔ دوران چیکنگ کوسٹر کے خفیہ خانوں سے خارجی بھنگ نکلی۔ کوسٹر مالک کی تلاشی لی گئی تو اس سے یزیدی چرس بھی خاصی مقدار میں برآمد ہوئی۔ کوسٹر ڈرائیور نے چرس کے یزیدی برانڈ ہونے سے انکار کیا۔

قاضی صاحب نے کاغذات ضبط کر کے چالان کر دیا اور مقدمہ علمی عدالت میں پیش کر دیا۔ ایک طویل عرصہ تک مقدمہ کی پیروی کی۔ کوسٹر مالک کے مسلسل انکار سے مقدمہ طول پکڑتا رہا۔ لیکن جھوٹ کب تک سچائی کے سامنے ٹھہر سکتا ہے؟ آخر مالک نے اپنی غلطی تسلیم کی اور قاضی صاحب کے دلائل کو صحیح تسلیم کرتے ہوئے اس چرس کے یزیدی برانڈ ہونے کا اقرار کیا۔

## ماتم ٹرانسپورٹ

قاضی چیک پوسٹ قائم کرنے کے بعد سب سے زیادہ مسئلہ ماتم ٹرانسپورٹ کی چیکنگ کا تھا۔ یہ سروس بہت بیہودہ اور بے ڈھنگی قوانین ٹریفک سے نابلد اور اصول وضوابط سے نا آشنا تھی۔ عملہ غیر اعتماد، سواریاں غیر مہذب، نہ کوئی روٹ نہ سٹاپ، جدھر دل کیا چل پڑے جہاں چاہا رک گئے۔ ان کی غیر ذمہ دارانہ حرکات سے اکثر اوقات آمد ورفت میں خلل واقع ہوتا۔ بار بار انتباہ کے باوجود غلط جگہ پر گاڑی روکتے۔ شاہراہِ صحابہ رضی اللہ عنہم پر اس قدر بیہودہ اور غلط انداز سے ڈرائیونگ کرتے کہ گاڑیاں ایکسیڈنٹ سے بال بال بچتی تھیں اور کئی مرتبہ تو سخت حادثات بھی ہو جاتے۔ مگر ان کی خرمستیاں نہ رکتیں۔ آخر کار قاضی چیک پوسٹ پر اس سختی سے دھر لئے گئے کہ ڈرائیونگ کرنے والوں کی چھٹی کو دودھ یاد آ گیا۔ قاضی چیک پوسٹ پر ان کی ہر شے اور ہر سواری کو چیک کیا جانے لگا ماتم کمپنی کی بس ہوتی یا ویگن کوسٹر ہوتی یا ڈالہ، تانگہ گھوڑا ہوتا یا خچر ریڑھا، گدھا گاڑی ہوتی یا ہتھ ریڑھی ان میں سے کوئی بھی بغیر چیکنگ نہیں گزر سکتے تھے جتنی بار بھی چیکنگ ہوتی اتنی ہی بار ممنوعہ اشیاء برآمد ہوتی تھیں۔ چنانچہ ان کی خاص نگرانی شروع کر دی گئی۔ بے شمار مرتبہ عزا کیپسولوں کے اندر سے بڑی ہیروئن برآمد ہوتی اور مجرموں کو گرفتاری وضمانت کے مراحل سے گزرنا پڑا۔ ممنوعہ اشیاء تو آتے جاتے ان سے برآمد ہوتی رہتی تھیں۔ لیکن جب کبھی یہ اطلاع ملتی کہ شاہراہ صحابہ رضی اللہ عنہم پر انہوں نے غلط اور غیر محتاط ڈرائیونگ کی ہے۔ محاسن ومناقب سٹاپوں پر سخت دھول اڑائی ہے تو پھر گھنٹوں نہیں بلکہ ہفتوں قاضی چیک پوسٹ پر انہیں خوار ہونا پڑتا۔ یہ چیختے اور سینہ کوبی کرتے، واویلہ کرتے بلکہ خود کو چھریاں مارنے کی دھمکی دیتے اور بعض تو مار بھی لیتے کہ ہماری جاں بخشی کی جائے۔ مگر قاضی صاحب تحمل وبردباری سے اپنے تحقیقی سٹیل ڈیٹیکٹر سے ان کی چیکنگ جاری رکھتے۔ ان کے رونے دھرنے کی قطعاً پرواہ نہ کرتے۔ گزرنے والے ان کا رونا، پیٹنا دیکھ کر ہمدردی کرتے ہوئے ان کی سفارش کرتے مگر جب ان کے سیاہ کرتوتوں سے آگاہ ہوتے تو کانوں کو ہاتھ لگاتے اور جب انہیں یہ پتہ چلتا کہ یہ مومن بھی بنتے ہیں اور مومنوں کی ماں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو گالیاں بھی دیتے ہیں تو وہ انہیں گالیاں دیتے اور ان پر مزید سختی کرنے کا کہہ کر چلے جاتے۔ بعض گزرنے والے حضرت قاضی صاحب کے پاس آ کر اپنی ہر طرح کی خدمات پیش کرتے اور انہیں قبول کرنے کی درخواست کرتے اور ساتھ ہی عرض کرتے کہ آپ کی اس قاضی چیک پوسٹ کی وجہ سے ہماری اور ہماری

نسلوں کی متاعِ ایمان و اسلام بچ گئی۔ آپ نے ان کی سخت چیکنگ کر کے ان کا روپ اور اصل روٹ آشکارا کر دیا ہے۔ ہم کئی مرتبہ ان کے ہاتھوں ذلیل ہو چکے ہیں۔ ہم ان کی بسوں میں اہل بیت ؓ نگر کا بورڈ دیکھ کر سوار ہو جاتے لیکن یہ ویرانہ میں جا کر تبرائی ہیروئن سمگلروں کے ہاتھ بیچ دیتے تھے۔

اب آپ نے ان کے اصلی چہرہ کو بے نقاب کر دیا ہے۔ اب لوگ ان کے اہل بیت ؓ نگر کے بورڈ کو دیکھ کر بھی سوار نہیں ہوتے اور جانتے ہیں کہ یہ ''توڑ'' کی گاڑیاں نہیں راہزنی موڑ کی گاڑیاں ہیں۔ ہر شخص جانتا ہے کہ ان کی کوئی بس، کوئی ویگن، کوئی تانگہ، گھوڑا اور کوئی گدھا گاڑی اہل بیت نگر تک نہیں جاتی یہ راستہ میں ہی رہ جاتے ہیں اور سواریوں کو ذلیل کرتے ہیں۔ اگر سواریاں کرایہ واپس مانگیں تو واپس نہیں کرتے کہتے ہیں عاشورہ شاپ پر حلیم کھلائی۔ صادق ریسٹورنٹ پر کونڈے کھلائے۔ اور ہر فرلانگ پر سبیل کا میٹھا پانی اور لسی پلائی یہ خرچہ کیسے پورا ہوگا؟ لہٰذا کچھ بھی بقایا نہیں ملے گا۔ حضرت قاضی صاحب آپ نے انہیں عریاں کر کے چوراہے میں کھڑا کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے آپ نے ان کی اتنی سخت چیکنگ کی کہ وہ نہتے ہو گئے اور ہم محفوظ ہو گئے۔ حضرت قاضی صاحب فرماتے کہ میرے سنی بھائیو! آپ میرے لئے دعا کریں میں نے یہ چیک پوسٹ نام ونمائش یا ذاتی مفاد کے لیے نہیں قائم کی محض رضائے الٰہی کے لیے اور اشاعت حق کے لیے قائم کی ہے۔ مجھے اس کا اجر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی سے لینا ہے اور پھر اجر عظیم لینے کے لیے قاضی صاحب ۲۶ جنوری ۲۰۰۴ء کو بارگاہ رب العزت میں حاضر ہو گئے۔

## قاضی چیک پوسٹ ہر عدل وانصاف کا ترازو

قاضی چیک پوسٹ پر قاضی صاحب نے ہمیشہ عدل وانصاف کا ترازو قائم رکھا۔ جس کی جو بات حق واعتدال کے مطابق ہوتی اس کی تعریف وتصدیق ہوتی تھی اور جو بات حق واعتدال سے ٹکراتی اس کی برملا تردید کی جاتی۔ قاضی صاحب ؒ دھڑے بندی کے قائل نہیں تھے اگر یہ کہوں تو غلط نہ ہوگا کہ قاضی صاحب دھڑے بندی کے نہیں دیو بندی کے قائل تھے۔ چنانچہ جب بخاری سروس واہ کینٹ کے مالک لعل شاہ نے شاہراہِ معاویہ ؓ پر غیر محتاط ڈرائیونگ کی اور مشاجرات صحابہ ؓ کے خطرناک موڑ بغیر ہارن بجائے تیز رفتاری سے کاٹے۔ تو حضرت قاضی صاحب نے چیک پوسٹ پر روک لیا اور ان کے مال استخلاف یزید کی چیکنگ کی۔ ان کے اچھے مال اور ورائٹی کی تعریف کی ان کی سروس پر بھی اطمینان

ظاہر کیا۔ لیکن شاہراہ عام پر بالخصوص ان سے جو غیر محتاط ڈرائیونگ ہوتی اور مشاجرات صحابہؓ کے ذکر تک موڑ کاٹنے میں ان سے جو غیر ملکی لٹریچر میں ہوتیں ان پر ان سے سخت باز پرس کی گئی اور ان کا تحقیقی چالان کر کے ان کو علمی جرمانہ کر دیا گیا۔ قاضی صاحب انہیں سے متعلق اپنی تصنیف خارجی فتنہ حصہ اول ص ۲۳۶ پر لکھتے ہیں'' بہر حال اکابر سلف کی اتباع و تقلید کے بغیر صراط مستقیم پر رہنا مشکل ہوتا ہے۔ مولانا اصل شاہ بخاری کے خلاف بعض علماء تو اس وجہ سے ہیں کہ انہوں نے یزید کے خلاف لکھا ہے اور وہ یزید کو صالح و عادل یا خلیفہ راشد قرار دیتے ہیں۔ اور بعض علماء شاہ صاحب کی اس وجہ سے حمایت کر رہے ہیں کہ انہوں نے یزید کے خلاف لکھا ہے اور وہ شاہ صاحب کی دوسری تحریرات سے چشم پوشی کر لیتے ہیں۔ لیکن یہ دھڑے بندی صحیح نہیں۔ ہم بھی یزید کو فاسق قرار دیتے ہیں لیکن شاہ صاحب کی دوسری قابل اعتراض عبارات کو نظر انداز نہیں کرتے۔ ہمارے سامنے اکابر کا مسلک حق و اعتدال ہے اور ہم اس کا دفاع ضروری سمجھتے ہیں۔'' قاضی صاحب اکابر کے مسلکِ حق و اعتدال کو ہی صحیح سمجھتے اس کا دفاع کرتے اور اسی کے مطابق عمل کرتے۔ اور اسی میں ہی نجات سمجھتے تھے۔

قاضی چیک پوسٹ پر ہمیشہ بیدار اور ہشیار رہتے تھے۔ خوف خدا کے ہتھیار سے مسلح ہو کر ہر غلط نظریہ سے ٹکراتے اور ان کا علمی تعاقب کرتے تھے۔

## جمعیت کمپنی کی چیکنگ

جمعیت کمپنی کے بہترین ٹائم کی بسوں کو روک کر قاضی چیک پوسٹ پر چیکنگ کی جاتی تھی۔ کاغذات، رفتار، اور سٹاپ سب کمپنی کے منظور کردہ قوانین کے مطابق ہوتے تھے۔ لیکن جب انہوں نے غلط سٹاپوں، مودودی ہوٹل، بھٹو ریسٹورنٹ پر بلاوجہ اور بلاضرورت رکنا شروع کیا۔ قاضی چیک پوسٹ پر ان کی چیکنگ سخت کر دی گئی۔ ذمہ داران کمپنی سے بالمشافہ اور تحریری گفتگو کر کے ان سے منوایا کہ واقعی انہوں نے غلط مقامات پر سٹاپ کیا اور غلط جگہ پارکنگ کی۔ چنانچہ پھر اپنے اصولوں کے مطابق اور اکابر علماء کے مسلک حق و اعتدال کا دفاع کرتے ہوئے جمعیت کی مقبول ترین سروس میں سفر کرنا چھوڑ دیا اور اپنے متعلقین کو بھی روک دیا۔

## جھنگ ٹائم کی جھنگوی سروس

یقین جانیے یہ حقیقت ہے کہ قاضی چیک پوسٹ سے گزرتے وقت بڑے بڑے سورماؤں کے چھکے

بانی ہو جاتے تھے۔ جھنگ ٹائم کی جھنگوی سروس کو بھی قاضی چیک پوسٹ پر روک لیا گیا۔ انہیں یقین تھا کہ انہیں قاضی چیک پوسٹ سے تمغۂ جرأت ملے گا۔ لیکن جب قاضی صاحب نے ان کے طوفانی لب و لہجہ پر، ان کے نعروں پر، ان کی ملی یکجہتی کونسل میں شمولیت پر سخت جرح کی تو انہیں لینے کے دینے پڑ گئے۔ قاضی چیک پوسٹ پر حضرت قاضی صاحب نے ان سے جو گفتگو کی وہ پیش خدمت ہے۔ ......

سپاہ صحابہ ؓ کا آغاز طوفان سے ہوا اور انجام جھاگ پر، گویا کہ یہ ایک بلبلہ تھا پانی کا، سپاہ صحابہ ؓ کے بانی مولانا حق نواز جھنگوی شہید مرحوم نے جو نعرہ لگایا تھا اور جس نعرے کو لے کر آپ میدان میں آئے اور کافر کافر شیعہ کافر کو آپ نے سارے پاکستان میں بطور ایک مخصوص مشن کے پھیلایا اور جھنگوی مرحوم کی کیسٹیں سنا سنا کر سنی جوانوں کو مشتعل کیا، شیعوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا اور اسی کو سپاہ صحابہ ؓ کا اصل مقصد قیام ظاہر کیا۔ جیسا کہ جھنگوی، فاروقی، اور اعظم طارق کے سابقہ منقولہ بیانات سے واضح ہوتا ہے۔

ہر جگہ آپ نے بلاضرورت شیعوں سے تصادم کی پالیسی اختیار کی۔ سینکڑوں سنی جوان زخمی ہوئے کتنے قتل اور شہید ہوئے اور کتنے جیلوں میں قید و بند کی زندگی گزار رہے ہیں۔ لیکن اچانک آپ حضرات نے سنی شیعہ اتحاد کی سیاست اپنائی اور ملی یک جہتی کونسل کے نام سے آپ اور شیعہ ایک ہی دین وملت کے رکن بن گئے۔ اس طرح سے آپ نے شیعوں کو دین وملت کی سند دے دی اور پہلے ہی اجلاس میں آپ نے تسلیم کر لیا کہ کسی اسلامی فرقہ کو کافر نہیں کہا جائے گا۔ جن عقائد کی بنیاد پر آپ کافر کافر شیعہ کافر کے نعرے کو ضروری سمجھتے تھے۔ یعنی عقیدہ امامت، تحریف قرآن، انکار خلافت راشدہ اور کلمہ واذان کی تبدیلی وغیرہ تو کیا اس مسلمان کونسل میں شریک شیعہ علماء نے اپنے ان عقائد سے توبہ کر لی ہے؟

ہرگز نہیں بلکہ اس ملی یک جہتی کونسل کی کاروائی کو بیان کرتے ہوئے تو تحریک جعفریہ کے سربراہ ساجد علی نقوی صاحب نے تو واضح الفاظ میں یہ کہہ دیا ہے کہ ''شیعہ عقائد صدیوں سے ہیں۔ ان میں نہ تو تبدیلی ہو سکتی ہے اور نہ ہی کسی کو تبدیلی کا حق ہے۔ اب ملی یک جہتی کونسل میں حق کو کامیابی ہوئی ہے''۔

(ہفت روزہ رضا کار لاہور ۲۴ تا ۳۰ اپریل ۱۹۹۵ء ص اول)

حقیقت یہ ہے کہ سپاہ صحابہ ؓ کے زعماء نے ایک ایسا خلاف حق تاریخی فیصلہ کیا کہ اب ان کو یہ حق نہیں دیا جا سکتا کہ وہ سپاہ صحابہ ؓ کے مقدس نام کو استعمال کر سکیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

[ماہنامہ حق چار یار ؓ لاہور مئی ۱۹۹۵ء صفحہ ۳۱ تا ۳۲]

قاضی صاحب کی مدلل جرح سن کر تھکوی مرزائی کے ارادے ناکام ہو گئے اور وہ اس طرح تھکا
اس طرح رخصت ہو گئے جس طرح اہل خانہ اپنی میت کو دفنا کر گھروں کو واپس آتے ہیں۔

## قاضی چیک پوسٹ پر اعتماد

قاضی چیک پوسٹ سے عوام تو خوش تھے ہی اکابرین علماء دیوبند بھی اس چیک پوسٹ سے بہت خوش اور اس کی مثالی کارکردگی کے تہہ دل سے معترف تھے۔ اس کے علاوہ دیگر علماء کی قاضی چیک پوسٹ کو تائید حاصل تھی۔ اور حاصل ہے۔ حضرت سید نفیس شاہ صاحب، قاضی چیک پوسٹ اور حضرت قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کی تائید کرتے ہوئے فرماتے ہیں...... کہ اس کتاب (قاضی چیک پوسٹ اور قاضی صاحب کا موقف) کے مندرجات علماء اہل سنت علماء دیوبند کے عقائد ونظریات پہنچی ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حضرت شاہ عبدالعزیز، حضرت سید احمد شہید، حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس اللہ اسرارہم کے یہی عقائد ونظریات تھے"۔

اس کے علاوہ ملک سے نکلنے والے دینی جرائد میں بھی قاضی چیک پوسٹ کی تائید کی گئی ہے ہفت روزہ لولاک مجاہد ملت حضرت مولانا تاج محمود صاحب رحمہ اللہ نے جاری کیا تھا اس کے شمارہ ۲۸ جون ۱۹۸۳ء میں تبصرہ نگار لکھتے ہیں اور خوب لکھتے ہیں......

قاضی صاحب پر اللہ رب العزت کی بے شمار رحمتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مسلک اعتدال کے علمبردار ہیں۔ افراط وتفریط سے کوسوں دور رہتے ہیں۔ ہمیشہ اپنے بزرگوں، اکابر اساتذہ، سلف صالحین کے نظریات وعقائد کے ترجمان رہے ہیں۔ مسلک اعتدال سے کسی نے لغزش کی نہیں اور قاضی صاحب تیغ براں لے کر نوٹے نہیں۔ خارجیت کے اثرات کا سیلاب اہل سنت میں آتے دیکھ کر قاضی صاحب نے پل باندھنے کی کوشش کی ہے۔ الخ۔

## قاضی واقعی قاضی تھے

میرے بھائی وہ مسلمان جج جو شریعت اسلامیہ کی رو سے فیصلہ کرے اسے قاضی کہتے ہیں۔ تو پھر مجھے کہنے دیجئے کہ قاضی واقعی قاضی تھا اس کا ہر فیصلہ شریعت اسلامیہ کے عین مطابق تھا۔ قاضی چیک پوسٹ پر قاضی صاحب نے چیکنگ کے بعد جو فیصلہ دیا۔ پھر اس فیصلہ کو کوئی چیلنج نہ کر سکا۔ اس سے کہ ان

کا ہر فیصلہ خوف خدا، استقامت علی الدین، اعتماد علی السلف اور راہ اعتدال کی سی صفات کا گلدستہ ہوتا تھا۔ موجودہ دور میں دیو بندی مکتب فکر سے متعلق ہر عالم خود کو دیو بندی کہلاتا اور بتاتا ہے یہ دیو بندی کہنا، کہلانا لکھنا لکھانا آسان ہے۔ لیکن دیو بندی راہ حق و اعتدال پر قائم رہنا بہت مشکل ہے۔ دیو بندی صرف وہی کہلا سکتا ہے جو اکابرین علماء دیو بند کے مسلک حق و اعتدال پر قائم ہے اور آئندہ بھی قائم رہے۔ اور یہ بھی یاد رکھیۓ کہ اعتماد علی السلف کے بغیر دین کا محفوظ رہنا ناممکن ہے۔ حضرت قاضی صاحب کا اکابر علمائے دیو بند کے عقائد و نظریات پر غیر متزلزل اعتماد تھا۔ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ ہر وقت اور ہر لحہ اعتماد علی السلف کے ہتھیار سے مسلح رہتے تھے۔ لہٰذا کوئی بھی قاضی چیک پوسٹ سے بچ کر نہیں گزر سکتا تھا۔

## کراچی ٹائم کے ڈرائیور کا غصہ

چیکنگ سخت ہو تو ڈرائیور اور کنڈیکٹر کو غصہ آ ہی جاتا ہے۔ اسی طرح قاضی چیک پوسٹ پر چیکنگ جاری تھی کہ کراچی ٹائم کے ڈرائیور کو غصہ آ گیا۔ بطور اعتراض حضرت قاضی صاحب کو کہنے لگا کہ مسلمانوں کے ناموں پر بھی اہل تشیع کا اثر ہے مثلاً اصل نام کے ساتھ جس طرح محض تبرک کے لیے محمد اور احمد ملانے کا دستور ہے اسی طرح علی، حسن، حسین ملایا جاتا۔ صدیق، فاروق، عثمان بطور تبرک اصل نام کے ساتھ ملانے کا دستور نہیں۔ نسبت غلامی بھی علی، حسن، حسین کی طرف تو لی جاتی ہے مگر کسی اور صحابی کی طرف غلا می کی نسبت نہیں کی جاتی۔ کنیز فاطمہ نام رکھا جاتا ہے کنیز عائشہ نہیں! مظہر حسین، مظہر علی نام تو رکھتے ہیں۔ مظہر صدیق یا مظہر عثمان نہیں! حضرت قاضی صاحب نے فرمایا کہ آپ پریشان نہ ہوں ہم نے جب سے قاضی چیک پوسٹ قائم کی ہے اب لوگوں نے غلام صدیق، غلام عمر، محمد ابو بکر، محمد عثمان، محمد معاویہ نام رکھنے شروع کر دیۓ ہیں اسی طرح عائشہ، غلام عائشہ، غلام حفصہ، غلام زینب، غلام رقیہ وغیرہ بھی بڑی کثرت سے نام رکھے جا رہے ہیں۔ قاضی صاحب نے ان سے کہا کہ ذرا یہ تو بتائیۓ کہ اگر اہل سنت میں غلام علی، غلام حسن، غلام حسین وغیرہ نام پائے جاتے ہیں تو اس سے آپ اتنے بیزار کیوں ہوتے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے نواسوں کے نام رکھے ہیں۔ تو اگر کوئی سنی آپ ﷺ کے پسندیدہ ناموں کو اپنے بچوں کے ناموں میں شامل کر لے تو اس پر آپ چیں بجبیں کیوں ہوتے ہیں؟ ان حضرات سے اس قدر تکدر تو نہیں ہونا چاہیے۔ حضرت تھانوی کا نام اشرف علی ہے۔ حضرت مدنی کا نام حسین احمد

ہے۔ علامہ عثمانی کا نام شبیر احمد ہے۔ شاہ عبدالعزیز کے ارشد تلمیذ کا نام حیدر علی ہے۔ شیخ الہند کا نام محمود الحسن ہے۔ شیخ الادب کا نام اعزاز علی ہے۔ حضرت نانوتوی کا نام محمد قاسم ہے۔ حضرت نانوتوی کے ارشد تلمیذ کا نام فخر الحسن ہے۔ حضرت نانوتوی کے ہم عصر ادیب کا نام فیض الحسن ہے۔ اس قسم کے ناموں میں اکابر حضرات نے نہ تو شیعیت کی بو سونگھی اور نہ ہی ان کو ان ناموں میں شرک کے جراثیم نظر آئے۔

فرمایئے مظہر حسین کے نام سے اس قدر چڑ کیوں ہے؟ الخ۔

میرے بھائی قاضی چیک پوسٹ کی بدولت کئی لوگوں کے عقائد درست ہوئے اچھے بھلے لوگ راہ راست پر آ گئے۔ قاضی چیک پوسٹ قائم ہے اور ان شاء اللہ قائم رہے گی پہلے اس کے انچارج مظہر تھے۔ اب اظہر ہیں۔ پہلے باپ تھے۔ اب بیٹے ہیں۔ کوئی مت بھولے کہ شاہراہ حق و اعتدال پر اب وہ من مانی کریں گے۔ قاضی مظہر حسین کے نڈر اور بے باک صاحبزادے حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین اظہر نے قاضی چیک پوسٹ کا نظم و نسق سنبھال لیا ہے۔

ان شاء اللہ حضرت قاضی رحمۃ اللہ علیہ کی پالیسی اور ہدایات کے مطابق چیکنگ جاری رہے گی۔ اور اس کے علاوہ مظہر اینڈ اظہر کمپنی کی بہترین اور سکون بخش بسوں (مبلغین حضرات) کی سروس بھی جاری ہے۔ جو کہ عوام کو صاف ستھرے راستوں (جلسوں کانفرنسوں) سے منزل مقصود تک پہنچانے کے لیے ان بسوں (مبلغین) کو جس مقام کے لیے بھی بک کرنا چاہیں کر سکتے ہیں۔ مسلک حق و اعتدال کا تحفظ ہر قیمت کریں گے اور اس کا اجر قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ان شاء اللہ تا قیامت ملتا رہے گا۔ جب تک نبضوں میں حرارت اور خون میں گردش ہے۔ یہ نعرہ گونجتا رہے گا ''خلافتِ راشدہ۔ حق چار یار رضی اللہ عنہم''۔

❀❀❀❀

## المہند علی المفند علمی دستاویز

موجودہ انتشار کے سدباب کا یہی واحد راستہ ہے کہ اکابر دیوبند کی علمی اور اعتقادی دستاویز ''المہند علی المفند'' پر اتفاق کیا جائے اور جو لوگ (علماء ہوں یا غیر علماء) مسلکِ اکابر دیوبند کی پیروی نہیں کرتے مثلاً حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرتے یا یزید کی حمایت کرتے ہیں تو ان سے انقطاع کر لیا جائے۔ [روئیداد، یکم رجب ۱۳۹۶ھ ص ۳۹]

# سنت صدیقی پر کاربند

مولانا مفتی حمیداللہ جان ☆

ہر دور میں حق و باطل کی معرکہ آرائی رہی ہے۔ نور و ظلمت کا یہ مقابلہ اسی وقت سے جاری ہے جب کہ خداء ذوالجلال نے انسان کو وجود بخشا۔ حق و ہدایت کی شمع فروزاں کو باطل نے اپنی پھونکوں سے بجھانے کا اسی وقت تہیہ کر لیا تھا جب اس کے سامنے حق اور تسلیم و انقیاد کی بدولت شرف انسانیت ظاہر ہوا۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

اہل حق افرادی کمی کے باوجود اہل باطل پر غالب رہے۔ تاریخ کا ریکارڈ، فطرت کا اصول اور قدرت کا دستور یہی ہے۔ کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله. کی اٹل حقیقت بھی اسی اصول کی غماز ہے۔ رات کی تاریکی کس قدر کثیر، کثیف، دبیز اور گہری کیوں نہ ہو جائے پھر بھی جگنو کی روشنی پر غالب نہیں آ سکتی، اندھیرا اپنی کثرت کے باوجود اندھیرا ہے اور روشنی قلیل ہوتے ہوئے بھی روشنی ہے۔ مبارک ہیں وہ ہستیاں جن کو قدرت نے ہدایت کی روشنی دے کر اپنے دین کی سربلندی، حفاظت اور دفاع کے لیے کھڑا کیا ہے کوئی زمانہ ایسا نہیں کہ قدرت کی جانب سے ایسے رجال کار پیدا نہ کیے گئے ہوں، جنہوں نے حفاظت دین اور احقاق حق کی ہر ضرورت کو پورا نہ کیا ہو۔ گزشتہ صدی سے اللہ عزوجل نے تجدید و حفاظت دین کے لیے طائفہ منصورہ مسلک اہل سنت و جماعت سے وابستہ گروہ علماء دیوبند کا انتخاب کیا اس گلستان کا ہر گل نرالا۔ اس چمن کا ہر پھول منفرد اور اس گلشن کی ہر کلی ممتاز ثابت ہوئی۔ جس میخانے کی بنیاد خود ساقی کوثر نے رکھی اس کا ہر رند آسمان علم و عمل کا ثریا بن کر چمکا۔ دیوبند کے فرزندوں کی داستان تو دیوار چمن سے لے کر زنداں تک پھیلی ہوئی ہے۔ تدریس کا میدان ہو یا جہاد کا معرکہ۔ تزکیۂ باطن کی منزلیں ہوں یا سلوک و احسان اور اصلاح باطن کی مشقتیں۔ ناموس رسالت کا فریضہ ہو یا تحفظ ناموس

☆ مفتی جامعہ اشرفیہ لاہور

صحابہ رضی اللہ عنہم کی تحریک۔ تحریر کے اموز ہوں یا تقریر کے اسرار۔ مسند حدیث ہو یا میدان کارزار۔ رزم تیغ وتفنگ ہو یا بزم گلرنگ ہر جگہ اور ہر میدان میں دیو بندی کا فرزند نظر آئے گا۔

اولئک آبائی فجئنی بمثلھم　　اذا جمعتنا یا جریر المجامع

ایک طرف شاملی کے میدان کارزار میں قاسم العلوم والخیرات حضرت قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ، فقیہہ امت حضرت رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت حافظ ضامن شہید رحمۃ اللہ علیہ برسر پیکار داد شجاعت دیتے نظر آتے ہیں۔ تو دوسری طرف حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا یوسف دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ، دعوت وتبلیغ کی کٹھن منازل پر صعوبت راہیں صبر آزما مراحل اور طعن وتشنیع کے کانٹوں سے بھر پور وادیاں، صبر شکر ہمت اور حوصلے کے ساتھ قطع کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ گلشن رسالت کی حفاظت کے لیے دیکھیں تو محدث دوراں سید انور شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ امیر شریعت محدث کبیر سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ، مجاہدانہ بانکپن، مؤمنانہ شان اور سپاہیانہ آن کے ساتھ سالار قافلہ بن کر تحفظ ختم نبوت کا دفاع کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ تحفظ ناموس صحابہ کے معرکہ میں سید نور الحسن شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ، علامہ دوست محمد قریشی رحمۃ اللہ علیہ، قائد اہل سنت حضرت قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ، علامہ عبدالستار تونسوی مدظلہ العالی کی عالی ہمت شخصیات سینہ سپر نظر آئیں گے۔

فرزنداں دیو بند کا یہ وہ قافلہ حریت ہے جس کے ایک ایک فرد نے بزم گیتی میں خون جگر دے کر حق کی شمع کو روشن کیا ہے۔ جو جہاں گیا وہ مقتداء انام ٹھہرا۔ باطل وطاغوت کی جھلساتی دھوپ میں خلق خدا کے لئے شجر سایہ دار بن کر پورے ماحول کو بہار جاں فزاں سے ہم آشنا کر دیا۔ ایمان وعقیدہ کے مسافروں نے ان کے تقویٰ توکل، علم، عمل اور حسن اخلاق کی ٹھنڈی چھاؤں میں ابدی راحت وسکون حاصل کیا۔

حضرت قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ اسی کہکشاں کا ایک روشن ستارہ تھے۔ جو آسمان پر دیو بند کے نام سے ظاہر ہوئی۔ اسی بزم جنون کے ایک پروانے تھے جس کو قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے دیو بند کی سرزمین پر اخلاص ویقین سے سجایا۔ علم وعمل کی دھونی دے کر توکل ورضا سے ایسا مشکبار بنایا کہ پھر جو بھی حلقۂ بزم میں آتا گیا اس پر رضاء حق کا ایسا نور چڑھا کہ جہاں بھی گیا صاف پہچانا گیا کہ تو قافلہ قاسمی کا بچھڑا ہوا سپاہی یا گلشن دیو بند کا مہکتا ہوا پھول ہے۔　سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود۔

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں دین کی سربلندی، حقانیت مذہب حق اہل سنت والجماعت اور ابطال باطل کے لیے جس جرأت واستقامت، غیرت وحمیت، حزم واحتیاط کی ضرورت ہے۔ وہ بتام و

کمال موجود تھی اور یہی دیو بند کا طرہ امتیاز ہے۔ علی الخصوص تحفظ ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم تو آپ کی زندگی کا مشن تھا اور اس مشن کے لیے آپ نے ہر قسم کی قربانی پیش کی۔ قید و بند کی صعوبتیں اٹھائیں، مقدمات کا سامنا کیا، پریشانیاں جھیلیں، تکلیفیں برداشت کیں۔ لیکن اس سب کچھ کے باوجود اپنے مسلک و مشرب سے سرمو انحراف نہ کیا۔ اکابرین کے مسلک پر اس خوبی، کمال اور استقامت سے ساری زندگی عمل پیرا رہے کہ ایسی مثال ملنا مشکل ہے۔ بیگانوں کے حملے، اپنوں کے طعنے سب کچھ برداشت کیا لیکن اکابرین کے مسلک پر آنچ نہیں آنے دی۔ لوگ اس کو تشدد کہتے ہیں لیکن آپ متشدد نہ تھے بلکہ متصلب تھے اور تصلب فی الدین عیب نہیں۔ کمال درجے کی خوبی ہے اور یہی وہ خوبی اور وصف ہے کہ جس نے خلیفۃ المسلمین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ظاہری حالات کے تقاضا اور مصلحت وقت کے خلاف جمیع صحابہ رضی اللہ عنہم کی رائے کے برعکس مرتدین سے جہاد، منکرین زکوٰۃ سے قتال اور لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ کو روانہ کرنے پر آمادہ کیا۔ اگر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو تصلب فی الدین کی صفت اور داعیہ ان اقدامات پر آمادہ نہ کرتے اور آپ بھی لچک کا مظاہرہ فرماتے تو اسلام کی وہ شان و شوکت نمایاں نہ ہوتی جو آپ کے تنہا ان اقدامات سے ہوئی۔ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ دین کے معاملہ میں ہمیشہ سنت صدیقی رضی اللہ عنہ پر کار بند رہے۔ آپ نے بھی کبھی لچک کا مظاہرہ نہیں فرمایا۔ نا مساعد حالات، تقاضا وقت، ضرورتِ مصلحت، نزاکت وقت جیسے راہِ زار میں مدد دینے والے پھسپھسے الفاظ آپ کی لغت میں نہ تھے۔ دین کے معاملہ میں خصوصاً تحفظِ ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم اور اکابرین دیو بند کے مسلک و مشرب میں آپ ہمیشہ محتاط رہے۔ اسی حزم و احتیاط کی وجہ سے آپ نے مروجہ جمہوری سیاست کو بہت جلد خیر باد کہہ دیا تھا۔ جمعیت علماء اسلام سے آپ کی علیحدگی کی بنیادی وجہ بھی یہی تھی کہ جب جمعیت کا اتحاد جماعت اسلامی سے ہوا تو محض حفاظت عقیدہ کی خاطر جمعیت کے ایک ممتاز اور باوقار عہدہ پنجاب کی امارت سے استعفیٰ دیا بلکہ جمعیت کی رکنیت بھی ختم کر دی۔ مروجہ جمہوری نظام اور سیاست کو دین کے لیے نقصان سمجھتے تھے۔

میں خود بھی سیاست گردی کی ایک طویل مسافت طے کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ نفاذ اسلام کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ موجودہ جمہوری سیاست ہے۔ اس جمہوری سیاست کی راہ سے نفاذ اسلام کی توقع رکھنا ایسے ہی ہے۔ جیسا کوئی اندھیرے سے روشنی کی توقع رکھے۔ اسی اتفاق مزاج کی تحریک سے داعیہ پیدا ہوا کہ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ سے اس سلسلہ میں تبادلہ خیال کرنا چاہیے۔ چنانچہ مولانا مطیع الرحمن رحمہ اللہ درخواستی، مولانا عبدالشکور نقشبندی اور میں حضرت اقدس کی خدمت میں

حاضر ہوئے۔ تین گھنٹہ تک طویل ترین نشست ہوئی۔ میں نے انقلاب کے حوالہ سے گفتگو کی۔ حضرت فرمانے لگے کہ یہ کام کس طرح ہو؟ میں نے عرض کی کہ حضرت آپ قیادت فرمائیے۔ ہم آپ کے پیچھے ہوں گے۔ فرمایا کہ میں تو اب بوڑھا ہو چکا ہوں۔ یہ کام اب آپ خود ہی سنبھال لیں۔ اس ملاقات میں حضرت نے بڑی محبت وخلوص کا مظاہرہ فرمایا۔

آپ اسلاف کا کامل نمونہ تھے۔ ایران میں جب خمینی انقلاب آیا۔ تو خمینی نے اپنے رافضی عقائد دو تیرہ زبانوں میں دنیا بھر میں پھیلانے کی مہم شروع کی۔ اس کا سب سے زیادہ اثر پاکستان پر ہوا۔ شیعیت کو تقویت حاصل ہوئی۔ ۱۹۸۰ء میں خمینی شہ پا کر شیعہ نے اسلام آباد سیکریٹریٹ کا گھیراؤ کر کے خود کو زکوٰۃ سے مستثنیٰ قرار دلوایا۔ اس نازک ترین موقع پر مناظر اسلام مولانا منظور احمد نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے دنیا بھر کے علماء کرام ومفتیان کے سامنے شیعہ کے تین بنیادی عقائد لکھ کر استفتاء کیا جس کے جواب میں ابتداء دارالعلوم دیوبند اور جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی نے تکفیر کا فتویٰ جاری کیا۔ پھر اس فتویٰ پر جامعہ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے مہتمم حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ صاحب مرحوم نے بنگلہ دیش اور پاکستان وغیرہ کے مختلف مسالک کے تقریباً ایک ہزار علماء کرام سے دستخط لے کر اس فتویٰ کو مزید استحکام بخشا۔ اس فتویٰ میں حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے شیعہ کے گمراہ کن عقائد پر تکفیری فتویٰ دیا۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا یہ پہلو قابل تقلید ہے کہ آپ افراط وتفریط سے ہٹ کر اعتدال پر گامزن رہے۔ جہاں آپ نے رافضیت کا تعاقب کیا تو دوسری طرف خارجیت کی تلبیسات کا پردہ بھی چاک کیا۔ اگر ایک طرف آپ نے جماعت اسلامی کے چہرے سے خوش رنگ نقاب اتار کر تار تار کیا تو دوسری طرف مماتیت کی مصنوعی دیوبندیت کو طشت ازبام کیا۔ آپ صحیح معنوں میں مسلک حق اہل سنت والجماعت کے ترجمان اور داعی تھے۔

اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے۔ آمین

❀❀❀❀

# پاسبان ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم

تحریر مولانا قاضی نثار احمد صاحب ☆

آج ایک عظیم ہستی، نابغۂ روزگار، اپنے دور کے حقیقی قائد اہل سنت کی حیثیت رکھنے والے الامام ثانی، مرشد، قائد، رہبر ورہنما، پاسبان ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کے خصوصیات مشن و افکار کے متعلق مدیر منتظم ماہنامہ حق چاریار رضی اللہ عنہم لاہور کے حکم پر چند سطور لکھنے کی توفیق مل رہی ہے ..........

چہ نسبت خاک را بعالم پاک

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مجھ جیسا ناچیز کیا لکھ سکتا ہے۔ حضرت والا کو رب تعالیٰ نے ایسے عادات وخواص، روحانی وعلمی جلالت شان، اخلاص وللہیت، فانی دنیا سے بالکل مستغنی، ہمہ وقت عقائد حقہ کی اشاعت وترویج اور ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم کی فکر ولگن جیسے عظیم اوصاف سے نوازا تھا۔ جن کا احاطہ، بیان وتحریر میں مجھ جیسے ناکارہ کے بس کی بات نہیں۔ اس ناچیز کو دورۂ حدیث کے بعد گھر آتے ہوئے شوال ۱۹۹۲ء سے وفات حسرت آیات تک حضرت اقدس کے ساتھ زیادہ آنا جانا شمالی علاقہ جات گلگت کے مخصوص حالات کے حوالے سے مشاورت اور کام کی ترتیب کے سلسلے میں حضرت کی شفقت، حوصلہ افزائی کی سعادت نصیب رہی ہے۔ راقم نے حضرت اقدس مجاہد اسلام شہید ناموس رسالت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے بعد حضرت سے بیعت کی سعادت حاصل کی۔ حضرت نے اپنا پیارا، نرم ونازک، دراز انگلیوں والا مبارک ہاتھ بیعت کے لیے عنایت فرما کر وہ احسان فرمایا کہ اس کا سرور آج بھی دل و جان میں ہے۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے حضرت کے درجات بلند فرمائے، حضرت کے برکات سے نوازے اور حضرت کے تعلق اور حقوق کما حقہ ادا کرنے کی توفیق سے نوازے۔ آمین

حضرت قاضی صاحب نور اللہ مرقدہ کے ساتھ اس تعلق کو اپنی سعادت اور آخرت کی پونجی سمجھتے

---

☆ صدر تنظیم اہل سنت وجماعت، شمالی علاقہ جات، گلگت

ہوئے حضرت کی صحبت و تربیت کے لمحات کے شکرانے کے طور پر اور حضرت کے متعلقین، خدام، اور مداحوں کی صف میں شامل رہنے کی تمنا پوری کرنے کے لیے یہ چند سطور ضبط تحریر کر رہا ہوں۔

حضرت قاضی مظہر حسین صاحب نور اللہ مرقدہ بلاشبہہ مظہر شریعت و طریقت تھے۔ رب تعالیٰ نے حضرت والا کو خداداد صلاحیتوں اور ملکہ سے نوازا تھا۔ کسی سے پہلی ملاقات ابتدائی گفتگو یا کسی کی تحریر کو پڑھتے ہی اس کے عقائد اور دینی حیثیت و جذبہ معلوم کرنے کے حوالہ سے بے مثل نباض تھے۔

حضرت قاضی صاحب نور اللہ مرقدہ کو شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ سے جو وابستگی اور تعلق ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں حضرت اقدس کی تحریرات، تقاریر، ماہنامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم کے مضامین اور حضرت کی حیات مبارکہ کی محنت و مشقت اس کی واضح دلیل ہے۔ راقم کے بزرگوار حضرت قاضی عبدالرزاق صاحب نور اللہ مرقدہ فاضل دیوبند حضرت مدنی رحمہ اللہ کے شاگرد تھے اور حضرت مدنی سے تعلق اور والہانہ محبت کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ حضرت ابا جان رحمہ اللہ اپنے نام کے ساتھ کفش بردار مدنی لکھتے تھے۔ گلگت میں روافض کی تبرا بازی اور چیرہ دستی روکنے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور قرآن مجید کے ناموس کی تحریک اور جدوجہد کے سلسلے میں حضرت ابا جان رحمہ اللہ کے حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ خط و کتابت اور سفارتی تعلقات بہت زیادہ تھے۔ حضرت ابا جان رحمہ اللہ جمعۃ المبارک کے بیان سے قبل قاری عبدالخالق صاحب کی تلاوت کے بعد اکثر مجھ سے حضرت قاضی رحمہ اللہ کا لکھا ہوا ترانہ اہل سنت پڑھاتے تھے ...

خدایا اہل سنت کو جہاں میں کامرانی دے

اس طرح سے حضرت قاضی نور اللہ مرقدہ کا نام نامی تو بچپن ہی سے سن رکھا تھا۔ ۱۹۷۶ء میں جب شیعہ اسلامیات علیحدہ لکھی گئی تھی۔ اس پر گلگت میں سخت احتجاج ہوا تھا۔ حالات کشیدہ ہوئے تھے۔ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کے احتجاجی پمفلٹ گلگت میں بھی بڑے پیمانے میں تقسیم ہوئے تھے۔

حضرت قاضی صاحب نور اللہ مرقدہ نے ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم، ناموس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تحفظ کے لیے جتنی مشکلات جھیلیں اس کا اندازہ اس سے بھی فرمائیں کہ پیرانہ سالی میں بھی آپ کو تھانہ اور جیل کی صعوبتوں سے دوچار ہونا پڑا۔ مگر حضرت سے کبھی ان مصائب پر حرف شکایت نہیں سنا گیا۔ رفض کو دلیل و حجت، جہد مسلسل اور اپنی بے مثال جرأت، خدام اہل سنت کے پروانوں کی بے مثال تربیت اور اپنی حکمت عملی سے ایسا بے نقاب کیا کہ رفض کی رسوائی کے لیے کافی ہے۔

حضرت کے مدرسہ ورہائش جاتے ہوئے گلی میں حضرت کے پہلو میں امام باڑہ کی وجہ سے ہمہ وقت مخدوش حالات کے باوجود حضرت کے تحمل، ہمت وجرأت، حکمت وسیادت کا منظر قابل دید تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قرآنی صفات کا ہمہ وقت تذکرہ، موعودہ خلافت راشدہ کا مقام ومرتبہ، قرآن وحدیث کی روشنی میں ہر مجلس، ہر جلسہ میں بار بار فرماتے تھے، ہر اشتہار، ہر کتاب، مساجد ومدارس کے دروازوں، اہم مقامات اور سٹیکروں کے ذریعے یا اللہ مدد، اصلی کلمہ اسلام، خلافت راشدہ زندہ باد، خلافت راشدہ حق چار یار کے نعروں کی تشہیر کرتے تھے اور ماہنامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم کے مضامین سے صرف چکوال، جہلم، پنجاب ہی نہیں بلکہ اس کے دور رس نتائج پورے ملک میں پہنچے ہیں۔

حضرت اقدس نے ہمیشہ عقائد کی اصلاح کے سلسلے میں کبھی کسی مصلحت کی پرواہ نہیں فرمائی۔ مرزائیت ورافضیت کے خلاف جہد مسلسل کے ساتھ حضرت کا تیسرا ہدف مودودیت کا فتنہ رہا۔ اس فتنے کی زہر انگیزی اور خطرات کا حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ایسا احساس تھا کہ اس فتنے سے مسلمانوں اور اپنے عمل سے قول ایک نمونہ دیا۔ حضرت قاضی صاحب نور اللہ مرقدہ نے عقائد، مسلک اہل سنت اور اسلاف کے افکار کی حفاظت کا وہ حق ادا فرمایا جس پر چل کر پوری امت اس پر فتن دور میں ہر آمیزش سے پاک صاف رہ سکتی ہے۔ اس سلسلے میں حضرت قاضی رحمۃ اللہ علیہ کبھی کسی کی شہرت، قد آور، شخصیت سے متاثر ہوئے بغیر صراط مستقیم کی نشان دہی فرماتے رہے۔ شرعی تقاضوں، مسلک اور اسلاف کے دیئے ہوئے فکر کے تحفظ کے سلسلے میں قریبی اور قدیم تعلق سے بے نیاز ہو کر حضرت اصلاح اور تنبیہ فرماتے رہے۔ اپنوں کے علاوہ غیروں کو بھی اس کا اندازہ تھا کہ یہ مرد قلندر حالات وموسم کی پرواہ رکھے بغیر بانگ دھل عقائد اہل سنت کی تبلیغ اور تحفظ فرماتے ہیں۔ سب کو یہ یقین تھا کہ فتنوں کی نشاندہی میں حضرت کی بات بے دھڑک حرف آخر اور ایک سند ہوتی ہے۔

علماء دیوبند کے اکابر کی محنتیں ہر شعبہ اور زندگی کے ہر میدان میں دین کی خدمت اور اصلاح کے لیے بے مثال ہیں۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو امام المتکلمین ہونے کا شرف حاصل رہا ہے۔ آپ پر پوری امت کو ایک ناز تھا۔ عقائد ومسائل کے حوالے سے اس پر ہجوم دور میں واقعی آپ قاضی القضاۃ تھے۔ حضرت قاضی صاحب کی نجی زندگی بھی ایک طالب علم اور دین کے خادم کے لیے نمونہ اور سبق آموز تھی۔ مہمان نواز، سادہ مکان میں سکون واطمینان اور روحانیت کا جلوہ، خواتین وحضرات کی اصلاح اور عقائد کی اصلاح پر پیرانہ سالی میں بھی شب وروز محنت ومشقت اٹھانے کے عادی اس مرد قلندر نے یہ سبق

دیا کہ اس جہان میں راہ چلتے ہوئے مسافروں کی طرح زندگی گزارو۔ اور حیات مستعار کے یہ چند لمحات مجاہدانہ گذارنا چاہئیں۔ مکان و جائیداد، دولت و ثروت کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنا ایک داعی کے لیے زہر سے کم نہیں۔ ملک کے ان گنے چنے چند افراد کے بھی سرخیل تھے۔ جن کے گھروں میں آج کے اس دور میں بھی شرعی پردہ ہے۔

آپ نے اپنے جامعہ اہل سنت تعلیم النساء میں بھی سادگی اور سلیقہ، پردہ اور عقائد کے حوالے سے وہ اصلاح فرمائی کہ وہ سب کے لیے ایک نمونہ ہے۔ حضرت کے مدرسہ میں لازمی طور پر بچیاں آج کے دور میں سفید کھلا قدیم (المعروف ٹوپی والا) برقعہ پہن کر محرم کے ساتھ آتی جاتی ہیں۔ مدارس سادگی اور سلیقہ کے اس طرز کو اپنائیں تو تعلیم البنات کے نئے رجحان میں کافی کمزوریوں اور فتنوں کا ازالہ ہو جائے گا۔ ورنہ حضرت قاضی صاحب کے نمونے کو اپنائے بغیر تعلیم البنات کا نیا سلسلہ اللہ نہ کرے فتنہ بنے۔ ایسی شخصیات تاریخ میں کم ہی پیدا ہوتیں ہیں............

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

آج ہم اکابر سے محروم ہوتے جا رہے ہیں مگر ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے اکابر کے مشن کو نہ بھولیں اور ان کے مشن کی تکمیل پر توجہ دیں۔ جس میں ہماری ہر دو جہاں کی کامیابی مضمر ہے۔

حضرت قاضی صاحب نور اللہ مرقدہ بظاہر چکوال میں گوشہ نشین تھے۔ مگر پوری دنیا پر نظر اور اثر رکھتے تھے۔ اصولی موقف، اصولی تحاریک اور محنتوں کی تائید اور ان پر شفقت فرماتے تھے۔ اہل حق کے لیے آپ اور آپ کا قلم عظیم سرمایہ تھا۔ آپ کی وفات کا سانحہ پوری امت کے لیے ہے۔

رب تعالیٰ ہمیں اور اس امت کو نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

موت صاحب دل جہاں را دلیل کلفت است
شمعے چون خاموش گرد و داغ محفل مے شود

❁❁❁❁

# پھولوں کا وہ پاسبان......نہ رہا

مولانا عبدالودود صاحب☆

موت ایک ایسی چیز ہے جس سے کسی کو انکار نہیں، موت کا ذائقہ ہر جاندار نے چکھنا ہے۔ دنیا کی زندگی بے ثباتی اور واہی ہے اور موت یقینی ہے۔ بعض افراد کی موت شخصی حیثیت کی ہوتی ہے جس سے عوامی نقصان زیادہ نہیں ہوتا اور بعض افراد کی موت اجتماعی حیثیت رکھتی ہے جس سے قوم وملت کا نقصان ہوتا ہے جس میں سرفہرست علماء حق کا طبقہ ہے اور ایسے ہی لوگوں کے بارے میں کہا گیا ہے۔ "موت العالم موت العالم" اور عالم دین کی موت پر زمین وآسمان کی ہر چیز حتیٰ کہ مچھلیاں دریاؤں میں اور چیونٹیاں بلوں میں روتی ہیں۔

بندہ ناچیز کو امسال اللہ تعالیٰ نے حج بیت اللہ کی سعادت نصیب فرمائی۔ حج سے قبل کئی مرتبہ کوشش کی کہ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ سے ملاقات ہو جائے لیکن حضرت کی بیماری کی وجہ سے ملاقات نہ ہو سکی۔ بالآخر حضرت کی طرف سے یہ جواب ملا کہ آپ میرے لیے دعا کریں میں آپ کے لیے دعا کروں گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو حج کی سعادت نصیب فرمائے اور قبول فرمائے۔

راقم جب حج کے لیے چلا گیا مکہ مکرمہ میں حضرت اقدس شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم العالیہ کی رہائش میری رہائش کے قریب تھی۔ میں ملاقات کی غرض سے حاضر ہوا۔ حضرت نے مجھے بتایا کہ آج فون آیا ہے کہ ولی کامل، وکیل صحابہ قائد اہل سنت پیر طریقت، مجاہد ملت، حضرت اقدس حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ اس دنیا فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرما گئے ہیں اور آج چار بجے ان کا جنازہ ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ خبر سن کر سکتہ کی کیفیت طاری ہو گئی۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ دل ڈوبنے لگا۔ زبان بولنے سے، کان سننے سے، دماغ سوچنے سے رک گئے۔ جب افاقہ ہوا تو زبان بجائے اناللہ پڑھنے کے اس خبر کا انکار کر رہی تھی

☆ معلم، جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام، جہلم

بالآخر خبر کی تصدیق کرنی پڑی۔ آنسو جاری ہوگئے اور میں ماضی کے دریچے میں جھانکنے لگا۔ حضرت سے وابستہ یادیں ایک ایک کر کے تازہ ہونے لگیں اور دل کو زخمی کرنے لگیں۔ میں سوچنے لگا اب ہماری ہر بات اور سوال کا جواب کہاں سے ملے گا؟ ہماری علمی پیاس کہاں سے بجھے گی؟ کون ہماری غلطیوں پر نظر رکھے گا؟ نت نئے فتنوں کا اب کون تعاقب کرے گا؟ حضرت کے بعد ان جیسا کوئی ہوگا اور وہ کون ہوگا؟ خیالات کا ایک ہجوم تھا۔

آپ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ چھوٹے سے چھوٹے فرد سے لے کر علماء و مشائخ کے طبقہ تک ہر فرد حضرت کی دینی، علمی خدمات کے پیش نظر ان سے متعارف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بہت سی صفات سے متصف فرمایا تھا، تواضع، عاجزی و انکساری، اخلاص وللّٰہیت، تقویٰ، سادگی، جرأت و بیباکی، استقامت علی الدین، توکل، حق گوئی، جیسے اوصاف نے آپ کی شخصیت کو عبقری بنا دیا تھا۔

ایک مرتبہ مانسہرہ کی جامعہ مسجد میں شیخ الحدیث مولانا عبدالقیوم صاحب نے حضرت کے اخلاص کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ''اگر دین کی خاطر حضرت رحمہ اللہ کو ننگے پاؤں بھی چلنا پڑے تو حضرت ننگے پاؤں چل کر بھی مذہب اہل سنت والجماعت اور مسلک علماء دیوبند کی خدمت کریں گے''، دیوبندی مکتب فکر کے تمام علماء و مشائخ کو حضرت اور حضرت کی تحقیق پر مکمل اعتماد تھا۔ مسلک علماء دیوبند کی ترجمانی اور ابطال باطل میں آپ کا نام سند کا درجہ رکھتا تھا۔ حضرت کی جدوجہد اور خدمات دین کے ہر شعبے میں ہیں۔ مسلک علماء دیوبند کے تحفظ کو ہر حال میں مقدم رکھتے، یہی اہل حق کا شیوہ ہے اور ہونا چاہیے۔ حضرت رحمہ اللہ نے ہر باطل عیسائیت، قادیانیت، شیعیت، خارجیت، یزیدیت، مماتیت اور سب سے بڑھ کر فتنہ مودودیت کا بڑی جرأت واستقامت کے ساتھ رد فرمایا۔ حضرت رحمہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ اہمیت اہل سنت کے عقائد کی اشاعت اور مسلک علماء دیوبند کے تحفظ کی تھی اور حضرت اس میں کسی بھی قسم کی مصلحت و لچک کو روا نہیں سمجھتے تھے۔ اکابر دیوبند کی تحقیقات کو حرف آخر سمجھتے تھے۔ کوئی بات و تحریر مسلک دیوبند اور اکابر کی تحقیق کے خلاف سامنے آتی، بلاخوف و بلا جھجک اپنے پرائے کی پرواہ کیے بغیر اس کی تردید فرما دیتے۔ اس لیے تو استاد العلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری نور اللہ مرقدہ نے ایک دفعہ فرمایا ''دیوبندی کہلانے والے اگرچہ ملک میں بہت ہیں لیکن صحیح معنوں میں اگر کوئی دیوبندی کہلانے کے حق دار ہیں تو وہ قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ ہیں۔ میرے استاد مکرم مفتی اعظم پاکستان حضرت اقدس مفتی ولی حسن صاحب رحمہ اللہ سابق شیخ الحدیث جامعہ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی، بخاری و

ترمذی کے درس میں اگر کوئی حدیث فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم کی آتی تو ہمیں اشارہ کر کے فرمایا کرتے تھے۔ اے حق چار یار رضی اللہ عنہم والو! اپنی حدیث کو یاد رکھو تمہیں کام دے گی اور پھر تمام طلباء کو مخاطب کر کے فرماتے تھے۔ اگر تم لوگوں نے مسلک دیوبند کا کام کرنا ہے تو اپنا تعلق حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ سے قائم کر لو اس دور میں مسلک دیوبند کے وہی صحیح ترجمان ہیں۔

ایک مرتبہ شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم سے کسی طالب علم نے پوچھا! حضرت قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ تمام فتنوں کا مقابلہ کیوں کرتے ہیں؟ تو حضرت مفتی صاحب نے فرمایا تمام فتنوں کا مقابلہ کرنے کے لیے حضرت مدنی رحمہ اللہ کا جگر چاہیے اور وہ اگر ہے تو قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ میں ہے اور حقیقت ہے اگر حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ مسلک دیوبند پر سختی سے کاربند نہ ہوتے تو بقول مولانا امین صفدر اوکاڑوی آدھی دیوبندیت خارجیت اور آدھی مماتیت کا شکار ہو چکی ہوتی۔

ایک دفعہ استاد مکرم حضرت مولانا غلام یحییٰ صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت کا کام تجدیدی کام معلوم ہوتا ہے۔ یعنی واضح طور پر تو نہیں فرمایا کہ آپ رحمہ اللہ وقت کے مجدد ہیں لیکن کام کے تجدیدی ہونے سے اس طرف اشارہ تھا اور اللہ تعالیٰ شاہد ہے کہ حضرت رحمہ اللہ نے صرف زبانی ہی نہیں بلکہ تحریراً بھی یہ کام سرانجام دیا اور علماء حق کے لیے آسانی فرمادی۔ اس کے ساتھ ساتھ طریقت وتصوف میں بھی حضرت کا بہت بڑا مقام تھا۔ آپ شیخ العرب والعجم حضرت مدنی رحمہ اللہ کے خلیفہ ارشد تھے۔ ملک کے طول وعرض میں آپ رحمہ اللہ کے مریدین موجود ہیں۔ عوام کے علاوہ کبار علماء بھی آپ کے مرید تھے۔

حضرت رحمہ اللہ کی رحلت سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ علم کا ایک باب بند ہو گیا۔ اطراف عالم کو منور کرنے والا روشنی کا مینارہ بجھ گیا۔

ایسے وقت میں جب اسلام ہر طرف سے طرح طرح کے فتنوں میں گھرا ہوا ہے اور جب کہ اہل سنت کو ان کی رہبری کی اشد ضرورت تھی۔ وہ اپنے چاہنے والوں کو روتا ہوا چھوڑ کر ہمیشہ کے لیے چلے گئے۔ آخر میں دعا ہے اللہ تعالیٰ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی اور ان کے مشن کے ساتھ وفا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

باغ باقی ہے باغباں نہ رہا اپنے پھولوں کا وہ پاسباں نہ رہا
کارواں تو رواں رہے گا مگر ہائے وہ میر کارواں نہ رہا!!

✿✿✿✿

# قابل تقلید نمونہ

قاری محمد اسحاق فاروقی ☆

حضرت قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ کی شخصیت اکابرین دیوبند
حقیقی معنوں میں (خصوصاً اپنے مربی شیخ العرب والعجم سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ) سیرت وصورت کی مکمل اور جا
تصویر تھی۔ عرب وعجم کی الہامی دینی یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند سے تمام فیوض وبرکات اپنے بزرگوں ۔
ورثہ میں ملیں۔ موجودہ فتنوں پر مکمل نظر بصیرت اور رونما ہونے والے گمراہ فتنوں کی نشان دہی وسرکو
اکابرین علماء دیوبند کے مسلک کی صحیح معنوں میں ترجمانی، حق تعالیٰ کی طرف سے ایک انعام تھا۔
الفور اپنوں کی اصلاح اور اغیار کے لیے سیف بے نیام تھے۔ صحیح بات تو یہ ہے کہ فتنوں پر دوررس
فرمانے کے بعد اطلاع علی العلماء حضرت کے فرائض منصبی میں سرایت کیے ہوئے تھا۔ عوا
اصلاح تو تھی ہی لیکن علماء کرام کی اصلاح ہر اعتبار سے فرمانا اس کی کا ازالہ اب کون کرے گا؟ آپ ز
تقویٰ کا پیکر کمال اخلاص کے جامع اور کردار کا عملی نمونہ تھے۔ بندہ نے شعور کی آنکھ کھولی تو سرزمین جہ
ان چار شخصیات سے روشن تھی۔ میں نمایاں شخصیت مرد درویش حضرت مولانا امت رسول صاحب رحمہ
(راقم الحروف کے نانا) اور حضرت قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ علمی و
میدان میں سب سے آگے تھیں۔ اس بات کا اظہار تیسری بڑی شخصیت حضرت اقدس مولانا عبداللطیف
صاحب رحمہ اللہ نے متعدد مرتبہ مدرسہ ہذا جامعہ صدیقیہ قادریہ میں بندہ سے فرمایا اور چوتھی شخصیت ذو
کے ماتھے کا جھومر علم وحکمت کے بادشاہ حضرت مولانا حکیم سید علی شاہ رحمہ اللہ تھے۔ مختصرا کہ یہ حضرات ایک
معطر وسدا بہار پھول کی چار کلیاں تھیں۔ ان کی وجہ سے یہ تمام علاقے آج ان کی خوشبو سے بھی مہک
رہے ہیں۔ خدائے لم یزل سے دعا ہے کہ ان کے فیوض وبرکات کے ثمرات میں ترقیاں ہوں، اللہ کر
ان کی محنتوں اور کاوشوں کو ثمر بار اور بارآور فرما دیں اور یہ یقیناً ہوں گی۔ ان شاء اللہ

---

☆ مہتمم جامعہ صدیقیہ ڈومیلی ضلع جہلم

### قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ اور حکیم سید علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ثانی الذکر شخصیت ڈومیلی ضلع جہلم سے تعلق رکھتی ہیں۔ بدقسمتی سے دیگر حضرات کے صاحبزادگان کی اولاد کی طرح حصول علم دین کا میدان ان کی اولاد کو نصیب نہیں۔ تاہم علم و حکمت کی اس دینی ماحول میں آنکھ کھولی ضرور نصیب ہوئی۔ اللہ کریم ان کی اولاد و امجاد کو نظر بد سے محفوظ فرمائیں اور بزرگوں کے راستہ مذہب حقہ اہل سنت والجماعۃ پر گامزن رکھے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ عظیم المرتبت درجہ پر حضرات علماء کرام میں فائز تھے۔ آخر وقت تک تحریک خدام اہل سنت والجماعت میں شامل رہے۔ حضرت کے آخری دور میں خصوصیت سے یہ بات قابل ذکر ہے آپ نے ایک مرتبہ ناصر محترم جناب محمد شفیع صاحب سابق ناظم جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم فرماتے ہیں کہ میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ملاقات کے لیے پہنچا۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس دن جہلم کانفرنس میں باوجود علالت وضعف کے تشریف لے جارہے تھے۔ میں نے عرض کیا حضرت اتنی تکالیف اور کمزوری سے آپ کا جانا کوئی فرض واجب تو نہیں تو حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ وہاں بہت سارے علماء کرام کا اجتماع ہوتا ہے پھر حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑی شخصیت ہیں۔ میں اس لیے وہاں جاتا ہوں کہ میری نجات کا سامان بن جائے۔ شاید پھر زندگی وفا نہ کرے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان دونوں مشائخ حضرات حضرت جہلمی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ سے بھرپور محبت فرمانے والے تھے۔ ہمارے ایک دوست جن کا سارا گھرانہ بحمد للہ تعالیٰ حضرت جہلمی رحمۃ اللہ علیہ و حضرت قاضی رحمۃ اللہ علیہ صاحب کا مرید ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ ڈومیلی والو میری یہ بات نوٹ کرلو جہلم اور چکوال والوں کو نہ چھوڑنا تم کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ چنانچہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حضرات شیخین رحمۃ اللہ علیہما سے مکمل وابستگی کا بین ثبوت یہ بھی ہے کہ مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ڈومیلی میں ایک مناظرہ طے پا گیا جو بدقسمتی سے ہو نہ سکا، اس میں مکمل مشاورت انہی بزرگوں سے رہی اور انہی کو مدعو فرمایا۔

### حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کی شفقت

۱۹۸۵ء کی بات ہے کہ حضرت قائد اہل سنت نے حضرت اقدس جہلمی رحمۃ اللہ علیہ سے راقم الحروف کے رمضان شریف چکوال مدنی مسجد گزارنے کا حکم فرمایا، بندہ نے یہ ماہ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیر نگرانی گزارا۔ حضرت کی شفقت کا اثر تھا کہ مضافات چکوال میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے ساتھ رہنے

کا حکم تھا۔ حضرت اکثر و بیشتر حضرت نانا جی مولانا امت رسول کا ذکر فرما دیتے اور اپنے علاقہ میں ان کے مجاہدانہ کارناموں پر روشنی ڈالتے، شائد تعلق قدیمی کی وجہ سے حضرت قائد اہل سنت کی شفقت بڑھ جاتی، مجھے یاد ہے کہ انہی دنوں مدرسہ اظہار الاسلام چکوال کے ایک طالب علم نے مجھے بتایا کہ آج ایک طالب علم نے مدرسہ کے باورچی کی شکایت اس کے سالن اچھا نہ پکانے کی لگانی تھی۔ وہ طالب علم وہاں کے موذن بھی تھے۔ جس وقت وہ سالن لے کر شکایت لگانے اندر دروازہ پر پہنچے تو انہی قدموں واپسی اختیار کی، دوسرے طلباء نے استفسار کیا کہ تم نے شکایت کیوں نہیں لگائی، وہ طالب علم فرمانے لگے کہ کس منہ سے شکایت لگاتا حضرت قائد اہل سنت ہاتھ میں قلم اور رومال سے آنکھوں کا پانی صاف فرما رہے ہیں اور کتاب تصنیف فرما رہے تھے۔ تو میں نے ایک عجیب منظر دیکھا کہ حضرت کے سامنے تین پیالے رکھے ہوئے ہیں۔ ایک پیالے میں نمک ہے دوسرے میں باسی اور خشک ٹکڑے اور تیسرے میں پانی رکھا ہوا ہے۔ حضرت روٹی کا ٹکڑا اٹھاتے ہیں پانی میں بھگو کر نمک لگا کر کھا رہے ہیں۔ یہی منظر میری اصلاح کا سبب بن گیا۔

تو حضرت قائد اہل سنت کی ساری زندگی ہمارے لیے قابل تقلید اور نمونہ ہے۔ پچھلے دنوں حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر کے فرزند ارجمند مولانا محمد زاہد الراشدی نے ایک کالم میں جہاں دوسری اہم خصوصیات کا ذکر فرمایا وہاں ایک اہم بات یہ بھی تھی طالب علمی کے دور میں ہم نے گوجرانوالہ میں جمعرات کے دن حضرت قاضی صاحب کی آمد سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اجلاس میں دعوت دے دی جسے حضرت قائد اہل سنت نے بخوشی قبول فرمالیا۔ حضرت کی موجودگی میں اسیر مالٹا شیخ الہند مولانا محمود حسن کے بارے میں مجاہدانہ کارنامے بیان کیے۔ حضرت قائد اہل سنت سماعت فرماتے رہے۔ طالب علمی کا دور اور صاحبزادگی کے اثرات دونوں غالب تھے۔ میری وضع قطع اور کپڑوں کی چمک وغیرہ دیکھ کر حضرت قائد اہل سنت نے ارشاد فرمایا کہ زاہد بیان ماشآء اللہ بہت اچھا فرمایا، لیکن حضرت شیخ الہند کی یہ صفات اور حالت نہ تھی جو تمہاری ہے، مولانا زاہد الراشدی زید مجدہم فرماتے ہیں ایک نظر اور ایک جملہ ارشاد فرمایا، جس سے میرے پورے جسم میں ایک آگ سی لگ گئی، بہت نادم ہوا جس کا اثر یہ ہوا وہ دن اور آج کا دن ایسی اصلاح ہوئی جس کے اثرات آج تک موجود ہیں۔ تو یہ اللہ کے کامل ولی کی ایک نگاہ تھی جس نے اندر ہی اندر ایک انقلاب پیدا کر دیا اور پل بھر میں اصلاح کر دی۔ ولی کامل متبع سنت کی ایک نگاہ اثر کر گئی۔ کیا کسی نے خوب فرمایا ہے.........

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو ذوق یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

## قائد اہل سنت کے ساتھ آخری نشست

راقم الحروف نے بذریعہ ٹیلی فون ملاقات کا وقت طلب کیا، حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے گزشتہ سالانہ کانفرنس بھیں میں دوران جلسہ مدرسہ کے طالب علم حافظ مرزا محمد عرفان سلمہ کو طلب فرما کر اجازت کی اطلاع فرمائی۔ پروگرام کے بعد ہمراہ مدرسہ کے طلباء و طالبات و مستورات کے حاضر خدمت ہوا، دفتر والے حضرات پہلے سے شدت سے بحکم حضرت قائد اہل سنت انتظار فرما رہے تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے پہلے کھانے کا انتظام تھا۔ فراغت کے بعد فقط راقم الحروف اور حضرت قائد اہل سنت کمرہ میں موجود تھے۔ مسلک حقہ اہل سنت والجماعۃ کے بارہ حضرت قائد اہل سنت پند و نصیحت اور حضرت نانا جی مولانا امت رسول رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں گفتگو فرماتے رہے۔ آخر میں حضرت قائد اہل سنت سے مدرسہ کے بارے دعا کی درخواست کی گئی۔ حضرت ایک جملہ بہت زیادہ فرمایا کرتے تھے کہ قاری صاحب میرے لیے حسن خاتمہ کی دعا فرماتے رہنا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ جملہ کافی دیر تک دماغ پر سوار رہا کہ معتمد حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ، رفیق سفر و حضر علماء ربانیین کا یہ حال ہے اور ہمارا کیا بنے گا۔

اللہ کریم ان بزرگان دین کے مشن سے وابستگی نصیب فرمائے رکھیں۔

❁❁❁❁

## بغض اہل بیتؓ مذموم ہے

حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں......

اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا ایمان کی اور ان سے بغض رکھنا نفاق کی علامت ہے لیکن جس طرح حب اہل بیت رضی اللہ عنہم کی آڑ میں بغض صحابہ رضی اللہ عنہم مذموم ہے۔ اسی طرح حب صحابہ کی آڑ میں بغض اہل بیتؓ بھی مذموم ہے۔ [دیباچہ شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ و کردار یزید، ص ۱۸]

# میرے شیخ.... میرے مربی

مولانا قاضی سراج نعمانی ☆

موت العالم موت العالم اکثر سنا اکثر پڑھا لیکن بعض وقت اس کا احساس اس قدر شدید ہوتا ہے کہ عقل حیران رہ جاتی ہے، زبان ساکت ہو جاتی ہے، قلم رک جاتا ہے، سوچ پر پہرہ لگ جاتا ہے، پریشانی کی انتہا ہوتی ہے اپنی محرومی اور بے بسی کا احساس تڑپاتا ہے ان برکات سے محرومی ان شفقتوں اور محبتوں سے محرومی اور ان کی مخلصانہ دعاؤں سے محرومی کا احساس کلیجہ کو چھلنی کر ڈالتا ہے۔ عقیدت ہو محبت ہو تعلق ہو تو تب احساس ہوتا ہے تب تڑپا جاتا ہے اخلاص اور خلوص کا تب پتہ چلتا ہے۔ ہاں ہاں جب شجرِ سایہ دار کٹ جائے تب اس کے سائے میں ٹھہرنے والوں کو دھوپ کی شدت کا پتہ چلتا ہے۔ ازل سے حضرت آدم علیہ السلام سے یہ سلسلہ موت جاری ہے کوئی آ رہا ہے کوئی جا رہا ہے پیغمبر آئے چلے گئے۔ تو کوئی اور موت کا ذائقہ چکھنے سے کیسے بچ سکتا ہے۔ کل شئی هالک الا وجهه۔

یادگار اسلاف قائد اہل سنت وکیل صحابہؓ حضرت شیخ مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ کے آخری خلیفہ مجاز حضرت قاضی صاحب بھی اس دنیا سے رخصت ہو گئے حضرت قاضی صاحب کا رخصت ہونا نظام عالم کا ایک حصہ سہی لیکن اپنے شاگردوں مریدوں اور عقیدتمندوں کو جو صدمہ ملا وہ بے پایاں ہے۔ بزرگوں کے واقعات سے نصیحت لینا ان کی زندگی سے سبق لینا ان کی قربانیوں کو پیش نظر رکھنا ان کی محنتوں کو اپنے لیے نمونہ عمل بنانا حکم قرآنی بھی ہے اور طریقہ اسلاف بھی۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں کہ دیکھو۔ وکلا نقص علیک من انباءِ الرسل لنثبت بہ فوادک (سورۃ ھود) ہم انبیاء علیہم السلام کے حالات و واقعات اس لیے بیان کرتے ہیں تاکہ آپ لوگوں کے دل مضبوط ہو جائیں تسلی ملے ان کی محنتوں کو ان کی تکلیفوں کو۔ ان کی قربانیوں کو دیکھ دیکھ کر خود ان کے نقشِ قدم پر چلنے کا جذبہ پیدا ہو جائے۔ ان کی استقامت ان کا عمل ان کی تعلیم پڑھنے والے کے لیے سننے والے کے لیے مشعل راہ بن جائے۔ خلیل اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک یہ دعا

---

☆ نوشہرہ، صدر

بھی مانگی تھی کتنی عجیب کتنی پیاری فرمایا رب ھب لی حکما والحقنی بالصلحین واجعل لی لسان صدق فی الاخــرین (سورۃ الشعراء) پہلی آیت میں دعا مانگی یا اللہ مجھے غیر مقلد نہ کرنا صالحین کے ساتھ جوڑے رکھنا۔ دوسری آیت میں یہ دعا ہے کہ یا اللہ بعد میں آنے والوں کی زبانوں پر میرا ذکرِ خیر ہوتا رہے یعنی صالحین سے بھی وابستگی اور بعد والوں سے بھی کہ دعا کے ذریعے ذکر خیر کے ذریعے صدقات کے ذریعے اعمال صالحہ کے ذریعے اچھائی کے ساتھ تعریف وتحسین کے ساتھ ذکرِ خیر کرتے رہیں۔ حضرات انبیاء علیہم السلام ہوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہوں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم ہوں فقہاء عظام ہوں محدثین، صلحاء، علماء، شہداء، مجددین، مفکرین، جس جس نے دین کی خدمت کی ان سب سے محبت سب کے لیے دعاء خیر سب کا ذکر خیر سب کے لیے رفعِ درجات اور مغفرت کی دعائیں یہ اہل سنت والجماعت کا علماء دیوبند کا شیوہ ہے۔ اشداء علی الکفار رحماء بینهم کا سبق ہی یہی ہے جو دین کی خدمت دین کے اصولوں کے مطابق کرے ہمارے سر کا تاج ہوگا لیکن دین کے نام پر بدعات تراشے ''اپنی سوچ کو اچھالے'' تفرقہ پرستی پیدا کرے، دشنام طرازی، گالیاں، برا بھلا کہنا، اکابرین سے محبت وعقیدت کو ناپسند کرنا ان سے جائز حدود میں محبت وتقلید کو شرک فی الرسالت کہنا ایسے لوگوں سے اہل سنت کا نہ پہلے تعلق تھا نہ اب ہے اور نہ ہی آئندہ ہوسکتا ہے۔

حضرت قاضی صاحب مرحوم ومغفور کا ذکر خیر ہو۔ اسے ہم ایمان کی نشانی سمجھتے ہیں۔ جس نے ساری زندگی شان صحابہ رضی اللہ عنہم بیان کرنے میں گذاری ان کی شان کا دفاع کرنے میں گذاری۔ گندی مکھیوں کو ان کی فرقہ وارانہ اشتعال کے باوجود اعتدال کے ساتھ دلائل سے سمجھایا اور ان کی غلطی واضح کی گالی کے جواب میں گالی نہیں دی۔ گولی کے جواب میں گولی نہیں۔ بلکہ مخالفین جن سے مخالفت واختلاف کی وجہ صرف دین ہی تھا ان کا نام بھی سلیقے سے لیا کیونکہ لاتسبوا الذین یدعون من دون الله فیسبوا الله عدوا بغیر علم کا حکم پیش نظر تھا۔ لیکن نہ حق پوشی کبھی کی اور نہ ہی حق فروشی۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے اس عظیم شاگرد نے دور افتادہ علاقہ میں بیٹھ کر دین کا پرچم اس طرح لہرایا کہ لوگوں کو ملاوٹی کلمہ اسلام سے دور رہنے کا سبق ملا۔ اور اصلی کلمہ اسلام کو ہی کامل ومکمل ماننا پڑا۔ یا اللہ مدد کا نعرہ صرف اپنوں تک ہی محدود نہ رہا اور لوگ بھی اسے اپنانے پر مجبور ہوگئے۔ حق چار یار رضی اللہ عنہم کے ناموں سے ناآشنا ان کے پرستار بن گئے گلی گلی اور قریہ قریہ ہر جگہ حق چار یار رضی اللہ عنہم کے ترانے بلند ہوتے گئے۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے محبت کا حق ادا کردیا کسی صحابی رضی اللہ عنہ کی شان میں کسی بھی مصنف کی کسی بھی کتاب میں کہیں کوئی نامناسب بات نظر آئی فوراً اسے تاڑ لیا

اس خامی کی نشاندہی کی جن لوگوں نے اصلاح کر لی ان سے خوش ہوئے انہیں استقامت کی دعائیں دیں جو ضدی ہو گئے اور اپنے غلط موقف پر ڈٹ گئے ان لوگوں سے بائیکاٹ کیا ان کے زہریلے نظریات سے تحریر کے ذریعے تقریر کے ذریعے قوم کو آگاہ کیا۔ حتیٰ کہ جن لوگوں نے ان گمراہوں کے ساتھ کسی قسم کا تعلق رکھا سیاسی اتحاد قائم کیے اور ان کو اپنے ساتھ قومی اتحاد کا سیکرٹری بنایا اور ان کی گمراہیوں سے صرف سیاسی مفاد کی خاطر چشم پوشی کی حضرت قاضی صاحب نے ان کو بھی معاف نہ کیا۔ مانا کہ وہ اپنے کہلاتے تھے علماء دیوبند سے نسبت رکھتے تھے لیکن مودودیت کے بارے میں نرم گوشہ رکھنے کی وجہ سے وہ بھی مطعون ٹھہرائے۔ لوگوں نے دیکھا۔ کہ حضرت قاضی صاحب کا موقف درست تھا۔ قومی اتحاد میں دراڑ انہیں بوتوں نے ڈالا۔ لپک کر وزارت لینے چلے گئے آج بھی مجلس بے عمل نے جس طرح بھان متی کا کنبہ جوڑا ہے یہ انگریزی سیاست کی ضرورت تو ہو سکتی ہے لیکن اپنی سیاست کا یہ مزاج نہیں۔ جہاں وحدت افکار نہ ہو، وحدت عقیدہ نہ ہو، وحدت نظریہ نہ ہوایسا چوں چوں کا مربہ ایسی مضر مجلس سے بچنا ہی بہتر ہے قرآن کہے فلا تقعدوا معھم حتیٰ یخوضوا فی حدیث غیرہ ان سے دور ہو جاؤ ان کی مجلس سے علیحدہ علیحدہ ہو جاؤ بات دور نکل رہی ہے بات تو تھی حضرت قاضی صاحب کی استقامت کی، بات تھی ان کی دور اندیشی کی، بات تھی ان کی اصول پرستی کی، بات تھی ان کی بے غرض للّٰہیت کی، مروجہ سیاست سے کنارہ کش ہو گئے۔ در در کے سجدوں سے اپنے کو اپنے رفقاء اپنے مریدوں اپنے عقیدتمندوں کو بچالیا انہیں سمجھایا کہ اے سنی لوگو اپنے دین کو پہچانو خلفاء راشدین صحابہ عشرہ مبشرہ اہل بیت سب کے خادم بن جاؤ۔ تابعین رحمہم اللہ کا احترام کرو۔ امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شاگردوں کی محنتوں کی قدر کرو۔ علماء دیوبند سے جڑ جاؤ جنہوں نے دین کے تحفظ کی خاطر دین کے بچاؤ کی خاطر اور دین کی تبلیغ کی خاطر تکلیفیں برداشت کیں، قربانیاں دیں اپنے سلسلے سے اپنے شجرہ طریقت سے اپنے اکابرین سے جڑے رہو گے تو گمراہی سے بچ جاؤ گے ورنہ قدم قدم پر گمراہیاں اور فتنے منہ کھولے کھڑے ہیں.........

لباس خضر میں یہاں سینکڑوں رہزن پھرتے ہیں
گر دنیا میں رہنا ہے تو کچھ پہچان پیدا کر

یزیدی ہوں، خارجی ہوں، قادیانی ہوں، منکرین حدیث ہوں رافضی ہوں، منکرین فقہ ہوں، یا منکرین حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہوں، سب سے بچ کر رہنا۔ جو اکابرین کا نام لیں لیکن اکابرین کی علمی تحقیقات پر اعتماد نہ کریں ان سے خصوصا دور رہنا۔ اپنے اکابرین پر اعتماد رکھنا ان سے دوری کو اپنا دینی

نقصان سمجھنا۔ ہائے کتنی دلسوزی کے ساتھ کتنی محبت کے ساتھ کس طرح دھیمے دھیمے لہجے میں ٹھہر ٹھہر کر دلائل کی قوت کے ساتھ روحانی قوت وجذبہ کے ساتھ تربیت کرتے تھے سمجھاتے تھے۔ جو بھی ان کے پاس گیا تمام طور پر انہی کا ہو کر رہ گیا۔ دعا گو بھی تھے اور میدان عمل کے مجاہد بھی تھے، گئے اب آنکھیں ان کے دیکھنے کو ترستی ہیں کان ان کی پرسوز آواز کو سننے کیلئے ترستے ہیں۔ کیا کریں راستہ دہ بتا گئے۔ اپنا پیغام انہوں نے سمجھا دیا اب دیکھنا ہے کہ خدام اہل سنت کس حد تک ان کے مشن کو آگے پھیلاتے ہیں خدام کے ہر نیک عمل کا ثواب صدقہ جاریہ بن کر حضرت قاضی صاحب مرحوم ومغفور کے درجات کی بلندی کا سبب بنے گا۔ اللہ تعالیٰ حضرت قاضی صاحب کی قربانیوں کو محنت کو قبول فرمائیں اور انہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائیں۔
آمین ثم آمین

ایں دعا از من و جملہ آمین باد

❁❁❁❁

# پیکر صدق وصفا

مولانا حافظ محمد مسعود ☆

آج سے تقریباً پینتیس چھتیس سال پہلے کی بات ہے۔ بندہ چکوال مدرسہ اظہار الاسلام پڑھنے کے لیے گیا۔ اس وقت مسجد امدادیہ کی مشرقی طرف چند کمرے بنے ہوئے تھے۔

قرب و جوار میں کوئی آبادی نہ تھی۔ مسجد کی دائیں جانب ذرا فاصلہ پر عیسائیوں کے مکان تھے۔ مغرب میں گورنمنٹ کالج تھا۔ مسجد کے مین گیٹ کے اوپر ایک بڑا سا کمرہ تھا۔ جس میں کتابی طلباء رہتے تھے۔ مین گیٹ کے سامنے کچا راستہ تھا۔ (پکی سڑک بعد میں بنی) مسجد امدادیہ میں نماز کے وقت مدرسہ کے طلبا ہی ہوتے تھے۔ ایک آدھ نماز میں گورنمنٹ کالج کے چند طلبا آ جاتے تھے۔ جس میں منیر اقبال صاحب مرحوم بھی ہوتے تھے۔ اگرچہ منیر اقبال صاحب داخل تو کالج میں تھے مگر ان کا ذوق اور فکر دینی تھی۔ ڈاکٹر قاضی عبدالوہاب صاحب ان کے دوستوں میں تھے۔ قاضی صاحب بھی گاہ بگاہ مسجد میں نماز کے لیے آ جاتے تھے۔ پھر پتہ چلا کہ منیر اقبال صاحب کا تعلق حضرت مرشدی رحمہ اللہ کے ساتھ ہے اور یہ سب ان کی صحبت کا اثر ہے۔ باوجود کالج میں پڑھنے کے نماز کی پابندی اور وضع و قطع اسلامی رکھتے ہیں۔ اور یہ سب حضرت کا فیض ہے۔

## پہلی صف میں سارے شیخ الحدیث

ایک دن حضرت اقدس کا پیغام آیا کہ بھیں جا کر جمعہ پڑھاؤ۔ غالباً اس سے پہلے میں کبھی بھی بھیں نہیں گیا تھا۔ میں شش و پنج میں تھا کہ کس طرح جاؤں گا۔ منیر اقبال صاحب کئی دفعہ بھیں جا چکے تھے وہ کہنے لگے میں ساتھ جاؤں گا۔ صبح بھیں سے ایک جیپ آتی ہے وہ سواریاں چکوال اتار کر واپس بھیں چلی

☆ امام مسجد الرحمۃ، مدینہ شریف

جاتی تھی۔ اس جیپ پر جانا طے ہوا۔ اس وقت بھیں کے لیے پکی سڑک نہیں تھی۔ اسی جیپ پر جانے کے لیے ہم جمعہ کے دن صبح ناشتہ سے فارغ ہو کر مدرسہ سے نکل پڑے۔ جس راستہ سے جیپ نے آنا تھا اسی راستہ پر چلتے چلتے جب دو میل کے قریب چل چکے تو فکر ہوئی کہ جیپ کہاں گئی۔ آسمان پر بادل بھی چھائے ہوئے تھے خیال آیا کہ بھیں میں شاید بارش ہوئی ہو جس کی وجہ سے جیپ تاخیر سے چلی ہو۔ راستہ میں کہیں نہ کہیں مل جائے گی۔ مگر جیپ نہ آئی اور ہم چلتے رہے۔ راستہ میں بارش زور کی شروع ہوگی۔ جس کی وجہ سے کپڑے بھی بھیگ گئے۔ تھوڑی دیر بعد بارش تو رک گئی مگر جیپ کے آنے کی جو امید تھی وہ ختم ہوگی۔ بارہ میل پیدل راستہ طے کر کے تقریبا ایک بجے کے قریب ہم سیدھے مسجد میں پہنچے۔ مسجد میں نمازی کافی تعداد میں آ چکے تھے۔ جب نمازیوں پر نظر پڑی تو حیران ہوا اگلی صف میں جتنے بھی نمازی تھے سب داڑھی والے تھے اور سر پر لمبے بال اور حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی طرز پر سفید رومال باندھے ہوئے بیٹھے تھے۔ دل میں خیال ہوا یہ پہلی صف میں جو حضرات بیٹھے ہوئے ہیں یہ تو کسی مدرسہ کے شیخ الحدیث نظر آتے ہیں۔ منیر اقبال صاحب سے میں نے کہا کہ پہلی صف میں سارے شیخ الحدیث بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضرت نے طالب علم کو جمعہ پڑھانے کے لیے کیوں بھیج دیا؟

منیر اقبال ہنس کر کہنے لگے ان میں کوئی بھی شیخ الحدیث تو کیا عالم بھی نہیں ہے۔ آپ بے فکر ہو کر جمعہ پڑھائیں۔ یہاں حضرت اقدس نے کام کیا ہے، ان کی محنت کے ثمرات ہیں جو آپ کو نظر آ رہے ہیں۔ لوگوں کی وضع قطع سنت کے مطابق ہے۔ کیونکہ حضرت اقدس کی ساری زندگی بھی تو اتباع سنت سے عبارت تھی۔ آپ کا چلنا پھرنا، اٹھنا بیٹھنا، سونا جاگنا، کھانا پینا، گفتگو کرنا حتی کہ جسم کی حرکت بھی خلاف سنت نہ ہوتی تھی۔

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے دار العلوم دیوبند سے فراغت کے بعد اپنے وطن بھیں میں درس و تدریس اور دعوت و تبلیغ کا کام شروع کیا جس کے بہترین نتائج میرے سامنے تھے۔ لیکن مشیت الٰہی نے آپ کی تقدیر میں اس سے زیادہ وسیع پیانے پر دعوت و ارشاد دین اور علم دین کی خدمت و اشاعت کے کارناموں کی انجام دہی لکھی تھی۔ آپ چکوال تشریف لے آئے۔

یہاں پر مدرسہ اظہار الاسلام قائم فرمایا، سب سے پہلے جامعہ امدادیہ میں کام شروع کیا۔ اس کے بعد شہر میں مدنی جامع مسجد کو آباد فرمایا۔ بہر حال بارہ میل جاتے ہوئے اور تقریبا بارہ میل واپسی کا سفر طے کر کے مدرسہ پہنچا تو سب سے پہلے ایک طالب علم نے پیغام دیا کہ حضرت اقدس نے فرمایا ہے کہ فورا

مدنی مسجد آ ؤ۔ عشاء کے بعد مدنی جامع مسجد پہنچا۔

حضرت رحمہ اللہ بیٹھک میں تشریف فرما تھے۔ چہرے پر ایک نورانی اور دلنواز مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔ غالباً پیدل سارے سفر کی اطلاع ہو چکی تھی۔ حضرت نے فرمایا کھانا کھا کر جانا۔ تھوڑی دیر بعد گھر سے بڑا پر تکلف کھانا بھیجا۔ یہ پہلا کھانا تھا جو حضرت رحمہ اللہ کے گھر سے اس ناچیز کے لیے آیا تھا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ راستہ کی ساری تھکاوٹ دور ہوگئی۔

بھیں تو حضرت رحمہ اللہ کا آبائی قصبہ تھا۔ اس پورے علاقہ میں شاید ہی کوئی گاؤں ہوگا جہاں وعظ و تبلیغ کے لیے تشریف نہ لے گئے ہوں۔ بڑے بھائی صاحب رحمہ اللہ (حضرت مولانا حکیم حافظ محمد طیب صاحب رحمہ اللہ) نے کئی بار یہ واقعہ سنایا کہ ایک دفعہ حضرت رحمہ اللہ کے ساتھ علاقہ میں تبلیغی دورہ میں میں بھی ساتھ تھا۔ اس وقت آج کل کی طرح سہولتیں تو نہ تھیں پیدل سفر ہوتا تھا۔ حضرت رحمہ اللہ نے اپنے کاندھے پر سپیکر بھی اٹھایا ہوا تھا اور پیدل چل رہے تھے۔ بھائی صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں پیچھے رہ گیا۔ حضرت آگے آگے چل رہے تھے۔ فاصلہ کافی ہو گیا۔ حضرت رحمہ اللہ آگے پہنچ کر کھڑے ہو گئے۔ جب میں پہنچا تو حضرت نے بڑے عجیب انداز میں فرمایا۔ حافظ صاحب! حضور ﷺ کی یہ امت جو دیہاتوں میں پڑی ہوئی ہے کل قیامت کے دن سوال نہ کرے گی کہ ہمیں کوئی دین سنانے کے لیے آیا ہی نہ تھا؟ بھائی صاحب رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ حضرت رحمہ اللہ نے یہ بات کچھ اس انداز سے فرمائی کہ مجھے پسینہ آ گیا۔ حضرت رحمہ اللہ کی ساری زندگی دین کی تبلیغ میں گزری۔ حق بات کہنا اور حق کے لیے لڑنا آپ کا خاص امتیاز تھا۔ اس بارے میں کسی قسم کی مداہنت کا وہ کبھی شکار نہیں ہوئے۔ نہ وقت کی مصلحتوں نے ان کو اظہار حق سے روکا۔

حضرت اقدس کے نزدیک رشتہ و قرابت سے زیادہ اہم چیز عقیدہ و مسلک کی حفاظت، اسلاف کے ناموس کا دفاع تھا۔ اس کے لیے حضرت رحمہ اللہ کی پوری زندگی شاہد ہے۔ کسی طرح کی کوئی سودا بازی نہیں کی اور نہ جس چیز کو انہوں نے حق جانا اس کے اظہار سے کبھی ان کی زبان خاموش رہی۔ خواہ اس کے لیے ان کو بڑی سے بڑی قربانی دینی پڑی ہو۔ یہی وجہ تھی، کہ آپ نے قلم اور زبان سے ہر باطل اور ہر فتنہ کا مقابلہ کیا اور تساہل کا کبھی شکار نہ ہوئے۔

حق تعالیٰ حضرت اقدس رحمہ اللہ کے درجات بلند فرمائیں اور تمام اہل سنت کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عنایت فرمائیں..... آمین۔

❀❀❀❀

# ایک باکمال شخصیت

مولانا محمود الرشید حدوٹی ☆

عمر ناپائیدار کی چودہ منزلیں کٹ چکی تھیں، پرائمری اسکول سے فراغت کے بعد ایک ایسی دانش گاہ میں رسائی ہوگئی جہاں نہ صرف دینی تعلیم اور ضَرَبَ، ضَرَبَا کی گردانیں طوطے کی طرح رٹائی جاتی تھیں بلکہ انگریزی تعلیم بھی دی جاتی تھی چار سال میں میٹرک کا امتحان فرسٹ ڈویژن میں پاس کرلیا تھا، ازیں بعد پردیس کی ہوا پھانکنا مقدر میں لکھا تھا۔

یہ ۱۹۸۴ء کے اوائل کی بات ہے، جب اس ناہنجار نے باقاعدہ درس نظامی پڑھنے اور اسی میدان میں کھپنے اور زندگی گزارنے کا عزم صمیم کرلیا تھا، بڑے بھائی جان مولانا عبدالسلام صاحب نے چچا جان اور دادا مرحوم کے حکم سے میری آتش شوق بجھانے کے لیے گھر سے دور کسی جگہ منتقل کرنے کا ارادہ کرلیا تھا چنانچہ ہم دونوں بھائی جہلم کے لیے رخت سفر باندھ کر جہلم پہنچے، جہاں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ اور حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کی تربیت یافتہ ایک بردلعزیز شخصیت موجود تھی، جن کو دنیا خطیب جہلم کے نام سے یاد کرتی تھی، انکی زیرنگرانی جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام تشنگان علم وعرفاں کی تشنگی بجھا رہا تھا، گھر کے بزرگ حضرت جہلمی (مولانا محمد عبداللطیف جہلمی رحمہ اللہ) کے کارہائے گنج گراں مایہ ولولہ انگیز شخصیت اور شعلہ بیانی سے متعارف تھے، اسی بناء پر راقم الحروف کو جامعہ حنفیہ میں مولانا مرحوم کے سپرد کرنے کا فیصلہ کیا گیا تھا..........

عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں
نظر آتی ہے ان کو اپنی منزل آسمانوں میں

مری کے فلک بوس کہساروں کو ہم نے حیرت بھری نگاہوں سے دیکھا اور جہلم کی سمت کشاں کشاں روانہ ہوئے، راولپنڈی کے فیض آباد اسٹاپ سے ہمیں جہلم کے لیے سوار ہونا پڑا، یوں ہم ایک سعادت

---

☆ مدیر اعلیٰ ماہنامہ آب حیات لاہور، استاد جامعہ اشرفیہ لاہور

بھری صبح کے سہانے رنگیلے موسم میں ایک عظیم مقصد کے لیے گھر سے نکلے اور آج بیس برس کے طویل عرصہ میں بھی گھر کی راہ نہ لی، تعلیم و تعلم، درس و تدریس ہی نشیب و فراز ہے، یہی مشغلہ اوڑھنا بچھونا بن چکا ہے۔

گوجر خان، سوہاوہ، دینہ اور جہلم کے درمیان سفر میں جب ہم فرائے بھرتی گاڑی کے شیشوں سے باہر جھانکتے تو مجھے ہر اونچی جگہ ''حق چار یار رضی اللہ عنہم'' کا نعرہ دریائے حیرانی میں غوطے کھاتے دکھائی دیتا تھا۔ چونکہ اس سے دیکھنے والے کی چشم شور وانہ ہوئی تھی، وہ قلب و دماغ کی اتھاہ گہرائیوں میں جا کر سوچتا کہ آخر یہ ''حق چار یار رضی اللہ عنہم'' ہے کیا؟ یہ سوال بحر مواج کی رقصاں موجوں کی طرح رقصاں تھا، کہ اچانک پانی کے ایک بڑے ٹینک پر یہی نعرہ نقش دکھائی دیا۔ اس کے قرب و جوار میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اسمائے مبارکہ لکھے ہوئے تھے۔ جن پہ نگاہ جمتے ہی اس راز سربستہ سے پردہ ہٹا کر ''حق چار یار رضی اللہ عنہم'' سے یاران پیغمبر مراد ہیں، جن کی خلافت میں بڑی بڑی معرکہ آرائیوں نے دشمنان اسلام کے دانت کھٹے کیے، جنہوں نے عدل و انصاف پر مبنی نظام قائم کیا، جن کے ادوار میں شیر و بکری ایک ہی گھاٹ پر اکٹھے دکھائی دیتے تھے، جن کی کاوشوں سے اسلامی پرچم سربلند اور کفر کے ترنگے سرنگوں ہوئے جو داعی اسلام کے یمین و یسار رہتے تھے، جو نبی اعظم ﷺ کے لیے ڈھال بن گئے تھے، جو اسلام دشمن طاغوتی طاقتوں کے لیے شمشیر بن گئے تھے، جن کی ہیبت سے قیصر و کسریٰ کے ایوانہائے فلک بوس میں لرزہ طاری ہو جایا کرتا تھا۔ جن کے عدل و انصاف، تقویٰ و طہارت، للہیت و خدا خوفی کی داستانوں کے تذکرے زباں زد خاص و عام تھے۔

جب ہم چلچلاتی دھوپ میں جب کہ آفتاب نصف النہار پہ تھا' جہلم شہر کے کسی لاری اڈا پہ اترے، پھر پیادہ جامعہ حنفیہ کی سمت روانہ ہو گئے، اب جوں جوں ہم جامعہ کے قریب ہوتے گئے توں توں ''حق چار یار رضی اللہ عنہم، حق چار یار رضی اللہ عنہم'' کی خاموش صداؤں میں شدت آتی چلی گئی، معصوم دل و دماغ نے فیصلہ کیا کہ شاید جس متاع گم گشتہ کی تلاش تھی جس ''آب حیات'' کی ضرورت تھی وہ اسی نعرہ دلپذیر کی کسی تہہ میں پوشیدہ ہے۔

جامعہ حنفیہ میں رہ کر گلستان و بوستان سے تعلیم کا از سر نو آغاز ہوا، تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ جامعہ کی حسین و جمیل فضاؤں میں ایک شخصیت کے لیے ادب، احترام، عقیدت و محبت کے تمام جذبات اپنے حقیقی معنوں میں موجود تھے، وہ شخصیت حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کی تھی، اساتذہ کرام

اسباق میں حضرت قاضی صاحب کے تذکرہ جمیل سے آتشِ شوق کو مزید شعلہ زن بناتے تھے، جمعرات کو مغرب کی نماز کے بعد جامع مسجد گنبد والی میں حضرت مولانا عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ کا درس ہوا کرتا تھا۔ جس میں ''علمائے ہند کا شاندار ماضی'' طلبہ کو سنائی جاتی تھی، طلبہ کی تربیت کی جاتی تھی، ان کے عقائد کی اصلاح کی جاتی تھی، آگے بڑھنے کی تلقین کی جاتی تھی، اکابرینِ اسلام کے دامن کے ساتھ ہمیشہ وابستہ رہنے اور ان کی تعلیمات کو حرز جان بنائے رکھنے کا درس دیا جاتا تھا، جمعۃ المبارک بھی ہمیں اسی مسجد میں ادا کرنا پڑتا تھا' ہم ٹولیوں کی شکل میں قائد طلبہ مولوی فضل الرحمٰن کی قیادت میں ''حق چار یار رضی اللہ عنہم' حق چار یار رضی اللہ عنہم کے نعرے لگاتے گنبد والی مسجد میں پہنچتے تھے' جہاں باقاعدہ ہماری حاضری لگتی تھی، اور ہم اگلے روز حضرت مہتمم صاحب (مولانا جہلمی رحمۃ اللہ علیہ) کے سامنے عدم حاضری کی صورت میں پیشی سے بہت گھبراتے تھے، وہ اگرچہ طلبہ کو ڈانٹتے نہ تھے مگر ان کا انداز، ان کی شفقت ان کی طلبہ سے محبت کا دریا اتنا موجزن تھا کہ ہر شخص قصور پہ، غلطی پہ اپنے کو مجرم سمجھتا تھا، درس سے غیر حاضر رہنے والے طلبہ اگلے روز ایک دوسرے سے تعجب آمیز سوال کرتے تھے کہ مہتمم صاحب نے بلایا تو نہیں؟ جب طلبہ کرام مولوی فضل الرحمٰن کی نحیف الجثہ اور اللحیہ شخصیت کو دیکھتے کہ وہ رجسٹر بغل میں لئے دفتر کی سمت روانہ ہو چکی تو پھر ہر کوئی ''جل توں جلال توں آئی بلانوں ٹال توں'' کا ورد کرنے لگتا تھا۔

جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام شاید پاکستان بھر کا وہ واحد مدرسہ ہے جہاں تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ عقائد و نظریات کی صحیح معنوں میں اصلاح کی جاتی ہے اس کی وجہ شاید یہی تھی کہ اس کے سرپرستوں میں حضرت اقدس قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی اسم گرامی سرفہرست تھا، حضرت اقدس قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو تعلیم و تربیت کا یہ انداز حضرت حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے براہ راست نصیب ہوا تھا، جو فناء فی اللہ اور فناء فی الرسول تھے، جو طلبہ کے لیے انتہائی شفیق و مہربان تھے، جو طلبہ کو کسی بھی تحریک کے لیے خشت اول کی حیثیت دیتے تھے وہ اسی بھولی بھالی قوم کو سرمایہ امت اور متاعِ ملت کا نگہبان و پاسبان خیال کرتے تھے۔

عامتہ الناس کی اصلاح کے لیے جامعہ حنفیہ کے زیر سایہ ہر سال جہلم کے گرد و نواح میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنسیں ہوتیں پھر جامعہ کا اپنا سہ روزہ سالانہ جلسہ عام ہوتا تھا۔ جو مسلسل تین دن تک جاری رہتا تھا، اس میں ان مقررین کو بلایا جاتا تھا جو شعلہ بیان تو نہ ہوتے تھے مگر ان کی گھنٹہ دو گھنٹہ پر مشتمل تقریر میں بہت ہی عالمانہ نکتے اور قیمتی سوغات سننے والے کو ملتی تھیں، ہر مقرر کو ایسا موضوع پہلے ہی دے دیا جاتا

تھا جس میں اُسے ید طولیٰ حاصل ہوتا تھا' قرآن وسنت سے مرصع اور مزین بیانات سامعین کے دل ودماغ پہ گہرا اثر ڈالتے تھے اور تیسرے دن ہر زائر اور سامع کچھ علمی سوغات لے کر گھر کی راہ سدھارتا تھا۔

ان عوامی جلسوں اور جامعہ کے سالانہ جلسہ میں حضرت اقدس قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ ایک خاص شان کے ساتھ شریک ہوتے تھے، اپنے استاذ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے روپ میں جلوہ گر ہوتے تھے، سر پہ سادہ سی ٹوپی ہوتی تھی، جس پر ایک سادہ سا بوٹے دار رومال بندھا ہوتا تھا۔ بعض اوقات رومال کی بجائے سادہ سا صافہ بندھا ہوتا تھا، نظر کی کمزوری کے باعث موٹے فریم اور شیشوں والی عینک چہرہ پہ ہمہ وقت رہتی تھی، سرخ وسفید کتابی چہرہ بڑھاپے کی جھریوں کے باوجود تابناک تھا، اس چہرہ پہ جہاں حسن وجمال کی کرنیں نمایاں تھیں وہاں حضرت مرحوم کی ستواں اور سیدھی ناک سب سے زیادہ جاذب نظر دکھائی دیتی تھی، پھر چہرہ تاباں پہ سفید داڑھی سرخ مہندی کے ساتھ رنگتے تھے، جس کے بارے میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہمہ وقت ان کے ذہن ودماغ پہ اٹھکیلیاں کرتا تھا، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کی مخالفت کرتے ہوئے اپنی داڑھیوں کو مہندی کے ساتھ رنگنے کا حکم دیا تھا، جو آج بھی پوری آب وتاب کے ساتھ کتب احادیث کے سینے میں موجود ہے، جس عمر میں راقم الحروف نے حضرت اقدس کو دیکھا اس عمر میں حضرت کی کمر جھک چکی تھی، شروع شروع میں رکوع کی حالت سے تھوڑا اوپر تھے پھر رکوع کی حالت میں چلے گئے تھے، ہم نے حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کو ہمیشہ کھدر کا موٹا کپڑا پہنے دیکھا، جس پہ استری نہ ہوتی تھی، جیب میں پرانے ڈیزائن کی گھڑی ہوتی تھی جو بوقت ضرورت نکالتے اور ٹائم دیکھتے تھے۔

جامعہ حنفیہ کے سالانہ جلسہ میں پاکستان بھر سے چیدہ چیدہ لوگ شریک ہوتے تھے، مختلف علاقوں سے لوگ قافلوں کی شکل میں آتے تھے، جلسہ گاہ میں جب کسی قافلے کی اطلاع پہنچتی تو استقبالیہ نعروں سے ساری فضا معطر ہو جاتی تھی، ان قافلوں میں سب سے بڑا قافلہ چکوال سے حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی زیر قیادت آتا تھا، جس میں بلا مبالغہ سینکڑوں کاریں، بسیں اور ویگنیں ہوتی تھیں، راٹھیاں کے مقام پر اھل جہلم اپنے محبوب قائد کے استقبال کے لیے پہنچتے تھے، ''حق چار یار رضی اللہ عنہم'' کے نعروں کی گونج میں یہ عظیم قافلہ جہلم شہر میں داخل ہوتا تھا، شاندار چوک، مین بازار سے گزرتا ہوا جامعہ حنفیہ مدنی محلہ میں پہنچتا تھا، جہاں حضرت اقدس مولانا عبداللطیف جہلمی رحمۃ اللہ علیہ اپنے عظیم قائد کے استقبال کے لیے دفتر سے برہنہ پا استقبال کے لیے باہر نکلتے تھے، شرکا قافلہ میں عامۃ الناس جلسہ گاہ میں تحلیل ہو جاتے تے جبکہ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے لیے ایک کھلے کمرہ میں بیٹھنے کا اہتمام ہوتا تھا، جہاں حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ اپنے

مخصوص خدام کے ساتھ قیام کرتے تھے، آپ کی نشست گاہ ایسی ہوتی تھی جہاں ہر مقرر کی تقریر سنائی دیتی تھی، اس کا یہ فائدہ ہوتا تھا کہ اگر خدانخواستہ کسی مقرر کی سبقت لسانی سے ایسی بات صادر ہوگئی جو اکابرین علمائے دیوبند کے مسلک اور مزاج کے خلاف ہوتی تو اس کی اصلاح کرنا آسان ہوتی تھی۔

جلسہ میں سب سے اہم، سب سے مدلل، پرمغز، اور اثر انگیز خطاب حضرت اقدس قاضی صاحب رحمہ اللہ کا ہوتا تھا، آپ جب تقریر کے لیے آتے تو دائیں بائیں کلاشنکوف بردار محافظ ہوتے تھے، جوتیاں اٹھانے والے لپک لپک کر جوتیاں اٹھانے کو سعادت سمجھتے تھے، حضرت چونکہ مدلل گفتگو کرتے تھے اس کے لیے اہم ترین ماخذ پرمبنی کتب آپ کے ساتھ ہوتی تھیں، ان میں اہل تشیع اور جماعت اسلامی کے بانی ابوالاعلیٰ مودودی کی چیدہ چیدہ اور اہم کتب بھی ہوتی تھیں۔

## انداز تقریر

آپ خطبہ مسنونہ سے اپنے خطاب کا آغاز کرتے تھے، مسجع ومقفیٰ عبارتیں خطبہ میں بالکل نہ پڑھتے تھے، انتہائی سادگی کے ساتھ ایک چوکی پہ براجمان ہوتے تھے، جس پہ گاؤ تکیہ رکھ دیا جاتا تھا، جس کے سامنے ایک میز ہوتی تھی، جس پہ حوالہ جاتی کتابیں رکھ دی جاتی تھیں۔ آغاز خطاب میں قرآنی آیات اور احادیث کی تلاوت ہوتی تھی، جو مشیر اور مخبر مافی الخطاب ہوتی تھیں، تلاوت کے بعد ان آیات کا ترجمہ کرتے تھے۔ دوران خطاب حاضرین کی طرف روئے سخن ایسے متوجہ رکھتے کہ ہر شخص یہ سمجھتا کہ حضرت کی توجہ میری طرف مبذول ہے، ہاتھوں کے اشاروں میں جذباتی پن کا اظہار بالکل نہ ہوتا تھا، ان کی کسی ادا سے اس بات کا اظہار نہ ہوتا تھا کہ کرسی پہ کوئی شعلہ بار خطیب بیٹھا ہے جو سننے والوں پہ سحر ساحری طاری کیے ہوئے ہے، بلکہ انتہائی حلم، وقار، سنجیدگی اور سکون کے ساتھ سننے والوں کی ذہن سازی کرتے تھے، اس لیے ہر شخص حضرت کے سمجھانے سے بات کی تہہ میں پہنچ جاتا تھا، اکثر مجمع دوزانو ہوکر گفتگو سنتا تھا، تقریر کے دوران حضرت قرآنی آیات کے حوالے کثرت سے پیش فرماتے تھے، احادیث رسول بھی پڑھتے تھے، اکابرین علماء اسلام کی مستند کتابوں کے بار بار حوالے دیتے تھے، حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے مکتوبات شریف، شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی ازالۃ الخفاء، عبدالکریم شہرستانی کی الملل والنحل، علامہ بلاذری رحمہ اللہ کی فتوح البلدان، علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ کی تاریخ ابن اثیر اور مکتوبات شیخ الاسلام کے اکثر حوالے پیش کرتے تھے۔ ان اکابرین کے حوالے اس لیے پیش کرتے تاکہ سننے والوں کو بات اچھی طرح سمجھ میں آئے۔

اصحاب رسول ﷺ کی مدح سرائی تو آپ کا محبوب ترین موضوع تھا۔ آپ صحابہ کرام ؓ کے واقعات واحوال سے استشہاد کرتے تھے، ان کے واقعات سنا سنا کر انہی میں سے ایسے نکات بیان کرتے جس سے سامعین مسحور ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے تھے، خلافت راشدہ کا نفاذ کیسے ہو؟ اس کے فوائد کیا ہوں گے؟ اس موضوع پر آپ سیر حاصل بحث کرتے تھے، صحابہ کرام ؓ پر طعن و تشنیع کے ڈونگرے برسانے والے بدقسمت کے ماروں کا تذکرہ کرتے ان کی کتابوں کے حوالے پیش کرتے، ایسے میں آپ کچھ دیر جذباتی میں آجاتے تھے، ان جذبات کے اظہار میں آپ اپنے کو انتہائی قابو رکھتے تھے، گویا کہ اس عالم میں قرآنی آیت مجسم شکل اختیار کر کے متنبہ کر رہی ہے خبردار لایجرمنکم شنان قوم علی الا تعدلوا کسی قوم کی عداوت تم سے دامن انصاف نہ چھڑا دے، آپ اہل تشیع کی عبارتوں پہ عبارات نقل کرتے چلے جاتے تھے، ملا باقر مجلسی کی حق الیقین، تفسیر قمی، تفسیر صافی، پاکستانی بدزبان ذاکروں اور نام نہاد مجتہدوں کی اشتعال انگیز کتب کے حوالے نقل کرتے مگر کبھی بھی ان کی بدزبانی، ہرزہ سرائی اور یاوہ گوئی کا جواب گھٹیا انداز میں نہ دیتے، حضرت میں یہ وصف ایسا نمایاں تھا جو تحریر اور تقریر دونوں میں جھلکتا تھا، مودودی صاحب کی تحریریں اور فتاویٰ جات لوگوں کو دکھاتے مگر اس میں بھی متانت و وقار آپ کا رفیق سفر ہوتا تھا، آپ زبان حال سے گویا ہوتے ............

اوروں کا ہے پیام اور میرا پیام اور ہے
عشق کے درد مند کا طرز کلام اور ہے

## نجی محافل

جہلم و چکوال کے مضافات میں کئی پروگراموں میں حضرت قاضی صاحب مرحوم کے قدموں میں بیٹھ کر علم و عرفان کے گوہر ہائے آبدار سمیٹنے کی ایک نہیں کئی بار سعادت عظمیٰ نصیب ہوئی، جامعہ حنفیہ اور مدنی مسجد چکوال میں اجتماع جمعۃ المبارک کے خطبے سننے کی توفیق ملی، حضرت کے آبائی علاقہ بھیں کی سنی کانفرنس میں حضرت کو بارہا سننے کا موقع ملا، ان اجتماعات کے علاوہ بھیں، چکوال اور جہلم میں حضرت کو نجی محافل میں ہم نے بحر علم کا شناور حقیقی پایا، ملک بھر سے مختلف الخیال اور منتشر الافکار لوگوں کی آمد و رفت لگی رہتی تھی، آپ ہر ایک کے ساتھ کئی کئی گھنٹے عقیدے اور ایمان کی گفتگو کرتے تھے۔

ایک مرتبہ ہم بھیں کانفرنس میں شریک تھے، تنظیم اسلامی کے امیر ڈاکٹر اسرار احمد صاحب تشریف لائے اور اپنے زعم میں شاید ان کا خیال تھا کہ اس عظیم کانفرنس میں مجھے بھی اظہار خیال کا موقع ملے گا۔

مگر حضرت اقدس کے ساتھ ہونے والی ملاقات میں ڈاکٹر صاحب کے افکار و خیالات کو زیر بحث لایا گیا، ان کی شائع شدہ تحریروں پر تحفظات کا اظہار کیا گیا، حضرت قاضی صاحب ؒ نے تمام تر اکرام ضیافت کے باوجود ڈاکٹر صاحب کو اپنے اسٹیج پر تقریر کا موقع نہیں دیا، چونکہ حضرت جتنے مسلم امہ کے خیر خواہ، ہمدرد اور غمگسار تھے اس سے کہیں بڑھ کر ان کے عقیدہ و نظریہ کے پاسبان تھے، آپ کے خدام اور رضا کاروں نے ڈاکٹر صاحب کی تواضع کی اور انہیں باعزت الوداع کیا۔

راقم الحروف، مولانا محمد الیاس فاروقی اور ملک طاہر محمود صاحب چونکہ سنی تحریک الطلبہ لاہور کے ہم ذمہ دار تھے، اس حوالہ سے حضرت ہمیشہ کئی کئی گھنٹے کی ملاقات میں ہماری ذہن سازی کرتے تھے، ہمارے دل و دماغ میں یہ خیالات مچلتے تھے کہ یہ وقت گوشہ نشینی کا نہیں بلکہ ممولے کو شہباز سے لڑا دینے کا وقت ہے۔ عالم شباب میں لہو کی گردش ہمیں پاگل کیے ہوئے تھی، ہم انتہاء درجہ کے جذباتی کارکن تھے، انہیں جذبات کی بدولت ہم نے ملک بھر میں ''طوفانی دورہ'' شروع کیا' اسی دوران حضرت اقدس ؒ کی زیارت اور مشورہ کے لیے چکوال روانہ ہوئے، حضرت اقدس ؒ نے بلا مبالغہ تین گھنٹے ہماری بریفنگ واشنگ کی، ہمارے جذبات کو قدر کی نگاہوں سے دیکھا، ہماری کاوشوں پر کلمات تحسین پیش کیے، مگر اس کے باوجود حضرت نے ہمیں حوصلے کے ساتھ کام کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ انسان جب جذباتی پن کا مظاہرہ کرتا ہے تو اس سے کئی خطاؤں اور لغزشوں کا صدور ہو جاتا ہے، حضرت نے ہمیں ''طوفانی دورہ'' ملتوی کرنے کا حکم دیا، ہم سرگودھا، میانوالی، ہرنولی، جنڈانوالہ اور چکوال کے چند پروگرام نمٹا کر واپس لاہور آ گئے تھے، کچھ ہی دنوں بعد ہمیں سنی تحریک الطلبہ کی تمام تر ذمہ داریوں سے سبکدوش کروا دیا گیا تھا، اس کے باوجود حضرت ہم پر اتنے شفیق اور مہربان تھے کہ ہر آنے جانے والے سے ہماری سرگرمیوں سے متعلق دریافت کرتے تھے، جب ہم خود زیارت کے لیے حاضر ہوتے تو حضرت ایک مشفق اور رحم دل باپ کی طرح ہم سے ہمارے مشاغل کے بارے میں پوچھتے اور دعائیں دیتے تھے ......

یارب دل مسلم کو وہ زندہ تمنا دے
جو قلب کو گرما دے جو روح کو تڑپا دے

## تواضع و فروتنی

حضرت قاضی صاحب ؒ کو اللہ تعالیٰ نے بڑی شان و عظمت عطاء فرما رکھی تھی، جس قدر آپ کا مرتبہ بڑا اور بلند تھا اسی قدر آپ عجز و انکسار کے پیکر اور مجسمہ تھے کبھی بھی کسی محفل میں یا مجمع میں اپنی بڑائی

کا دعویٰ نہیں کیا، تحریر وتقریر کی دنیا میں رب العالمین نے آپ سے جس قدر کام لیا یہ آپ ہی کا نصیب تھا، مگر حاسدین کا کیا کیا جائے وہ حب علی رضی اللہ عنہ کے بجائے ہمیشہ بغض معاویہ رضی اللہ عنہ سے اپنی دکان چمکاتے رہے، پاکستان بھر میں کتنے قلم فروش اور ضمیر فروش خامہ بگوش لکھاری دستیاب ہیں جو حضرت اقدس کی شمشیر قلم کی تیز دھاری کی تاب نہ لا سکے مگر زبان ودہن کو ایک مرد حق آگاہ کی شان میں ہرزہ سرائی کر کے خراب کرتے رہے، ان کی مسموم تحریروں کے جواب میں حضرت نے کبھی بھی ایسا انداز اختیار نہیں کیا جس سے سنت نبوی کی کہیں بھی کسی بھی انداز میں مخالفت کا پہلو چھلکتا ہو، گالیاں کھا کر مسکراتے، زہریلی تحریروں کا جواب سنجیدگی ووقار سے دیکھتے تھے، یہ حضرت کی عاجزی، فروتنی اور انکساری کی بین دلیل ہے۔ یہ شان انکساری آپ کو اپنے مرشد حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے ملی تھی......

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہیے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل گلزار ہوتا ہے

## للّٰہیت اور اخلاص

اخلاص کو دینِ اسلام میں بڑی اہمیت حاصل ہے، گویا کہ دینی اعمال کی خشت اول ہے۔ حضرت اقدس میں اللہ تعالیٰ نے بے شمار خوبیاں یکجا کر رکھی تھیں ان میں اخلاص اور للّٰہیت سب سے فائق تھی، کوئی کام رضا مولیٰ کے علاوہ کسی نیت سے نہیں کرتے تھے، ان کی نیت سے لے کر کارگردگی تک تمام کام محض رضائے خداوندی کے حصول کے لیے ہوتے تھے، آپ کے اخلاص وللّٰہیت کے وہ لوگ عینی شاہد ہیں جو سفر وحضر میں آپ کے ساتھ رہتے تھے، آپ کی نجی محافل اور جلسہ ہائے میں شریک ہونے والے لوگ اس صفت کو بچشم خود مشاہدہ کرتے تھے، اور حضرتِ والا اپنے مواعظ وبیانات میں اپنے سامعین اور کارکنان تحریک پر زور دیتے تھے کہ وہ اپنے اندر اخلاص للّٰہیت اور تقویٰ جیسی صفات پیدا کریں، تھوڑے سے عمل کے لیے بہت بڑا اخلاص درکار ہے، یہی وجہ ہے کہ حضرت کے حلقہ سے وابستہ لوگوں کو اس سے کوئی غرض نہیں ہوتی کہ لوگ کیا کہیں گے؟ ان کے سامنے عظیم مقصد اور بلند نصب العین ہوتا ہے، یہ ہر حال میں زبان حال سے کہتے ہیں.........

سمایا ہے جب سے تو نظروں میں میری
جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے

## بے نفسی

ایک شخص تحریک کا بانی ہو، امیر ہو، مدرسے کا مہتمم ہو، ہزاروں عقیدت مند ہوں، لوگ اس کی مرضی کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھاتے ہوں تو فطری بات ہے کہ ایسا شخص اپنے ارادت مندوں، عقیدت کیشوں اور متوسلین کے حضور اپنی کرامات اور خوارق عادات کہانیوں کی ایک لمبی فہرست نئی آن بان اور شان سے بیان کرے اور اپنا سحر ان پہ ہمیشہ قائم رکھے مگر ہمارے حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی ذات، حرکات وسکنات سے کسی ایسی چیز کی بوتک نہ آتی تھی، وہ اپنے واقعات سنا کر عقیدت مندوں کے سرمایۂ عقیدت کو جنبش وحرکت دینے میں شاداں فرحاں نہیں ہوتے تھے بلکہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور حضرات خلفائے راشدین کے ادوار تاباں سے ایسے عبرت انگیز واقعات بیان فرماتے کہ ہر شخص اپنے کونسیاً منسیاً خیال کرتا تھا۔ دوران گفتگو سبحان اللہ، ماشاء اللہ، الحمد للہ کے کلمات جمیل سے رطب اللسان رہتے تھے۔

## رقت قلب

مدرسہ، مسجد اور دیگر انتظامی معاملات دفتر کے حضرات نے سنبھال رکھے تھے، آپ نے تحریک وتبلیغ کو زیادہ وقت دے رکھا تھا، تحریک وتبلیغ جتنے اہم ترین امور ہیں اس سے کہیں بڑھ کر نازک اور پریشان کن مراحل سے دوچار کرنے والے ہیں، تحریک کی صورت میں مختلف الخیال اور متنوع مزاج لوگوں سے سابقہ پڑنا ایک ضروری امر ہے جب کہ تبلیغ وابلاغ کی صورت میں پراگندہ خیالات کے حامل افراد بھی سامع ہوتے ہیں، ایسے میں کئی لوگوں سے خلاف طبع اور خلاف مزاج باتوں کا صدور ہونا ممکنات میں سے ہوتا ہے، حضرت اقدس رحمہ اللہ جس نہج اور شاہراہ مستقیم پہ اپنے اتباع کو لے کر چلنا چاہتے تھے وہ انتہائی دشوار گزار تھا، حضرت اقدس اپنے پیروکاروں کو اطاعت کا درس دیتے مگر بگڑے مزاج اطاعت کو عار سمجھتے ہیں، حضرت لوگوں کو شرعی قواعد وضوابط کی پابندی کا درس دیتے مگر گردش لیل ونہار نے بعض لوگوں کے قویٰ مضمحل کر دیئے حضرت لوگوں کو آلائشوں سے دامن بچا کر منزل مقصود کی سمت گامزن ہونے کی تلقین کرتے تھے مگر حوارث زمانہ ان لوگوں کو بے راہ روی کا شکار کر دیتے ایسے میں قوم کے بہی خواہ، ملت کے پاسبان اور کشتی امت کے نگہبان سے کیا توقع رکھی جا سکتی ہے کہ وہ اپنے پیروکاروں سے اس آزاد منشی، اس خوئے بد پر کیا سلوک کرے گا؟ کئی لوگ چڑھتے سورج

کوسلام کرنے کے عادی ہو جاتے ہیں، کئی لوگ وقت کی راگنی کی سُر میں سُر ملانے کو عافیت خیال کرتے ہیں، جماعتی پالیسیوں کو چھوڑ کر کئی لوگ اپنی بے راہ رویوں کے شکار ہو جاتے مگر جب انہیں سمجھ آتی کہ قائد کے دامن صافی کو چھوڑ کر دوسری سمت رخ کرنا اندھی کھائی میں گرنے کے مترادف ہے، وہ لوگ پھر خدام کی چھتری کے نیچے قائد کے زیر سایہ آ جاتے تو انہیں ''صبح کا بھولا شام کو گھر آئے'' کا مصداق سمجھ کر معاف کر دیتے اور آئندہ احتیاط برتنے کی تلقین کرتے تھے، اس صفت میں گویا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صفت رحماء بینھم کا عکس جمیل تھے۔

## برداشت

جماعتی زندگی کے نشیب و فراز میں بہت سے روح فرسا اور دل گداز واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں، ایسے میں کسی قائد، کسی روحانی شخصیت، کسی مذہبی پیشوا کی یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ اس میں صبر و تحمل اور برداشت کا مادہ کس حد تک ہے، اس ضمن میں حضرت اقدس کی شاندار تاریخ اور ماضی سے آگاہ حضرات بخوبی جانتے ہیں کہ ختم نبوت کی تحریکوں میں باد مخالف کے تھپیڑوں کے مقابل کس طرح ڈٹ کر کھڑے رہے، جہلم و چکوال کی بنجر اور سخت دل زمین میں چٹان مجسمہ بن کر کھڑے رہنا کسی باکمال شخصیت کا ہی کارنامہ ہو سکتا ہے، پس دیوار زندان سزائے پُر مشقت کاٹتے رہے، ہتھکڑیاں چومتے رہے، بیڑیاں پہنتے رہے، مگر سرکار بے کار کے کسی رجسٹر، کسی دستاویز اور ریکارڈ میں ڈھونڈھے سے یہ چیز نہ ملے گی کہ حق آگاہ نے رہائی اور خلاصی کے لیے کسی آمر اور جابر کی منت سماجت کی ہو، کسی سے معافیاں مانگی ہوں، کسی سے چھپ کر معاہدے کیے ہوں، کسی کو عہد و پیمان دیا ہو کہ آئندہ ایسا نہ کروں گا۔ عالم شباب میں تو کئی سال مسلسل قید رہے، بڑھاپے میں جب کہ آپ رکوع کی حالت میں جا چکے تھے، طاقت و توانائی جواب دے چکی تھی، اعضا مضمحل ہو چکے تھے، لاٹھی کے سہارے چلتے تھے ایسے میں آپ کو پابند سلاسل کیا گیا، اس پیرانہ سالی کے باوجود آپ نے کبھی حکمرانوں کی دہلیز اور ان کی پابند عدالتوں سے رہائی کی بھیک مانگنا گوارا نہ کیا، آپ کے جواں سال نواسے کو سزائے موت سنائی گئی، دفتر کے ساتھیوں کو قید کی سزا سنائی گئی مگر آپ نے صبر و تحمل کا دامن نہیں چھوڑا ....

تم کو ہزار شرم سہی مجھ کو لاکھ ضبط

الفت وہ راز ہے کہ چھپایا نہ جائے گا

## سادگی

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ انتہائی سادہ منش انسان تھے، تکلفات کی پر پیچ وادیوں سے کوسوں دور رہتے تھے، جتنے ظاہری و باطنی حسن و کمال سے مالا مال تھے، اتنی ہی سادگی اختیار کیے ہوئے تھے. لباس میں، وضع قطع میں، گفتار و کردار میں نشست و برخاست میں کوئی شخص آپ کو امتیازی شان اپنائے ہوئے نہیں دیکھتا تھا، بعض اوقات ایسا دیکھنے میں آیا کہ زیارت کی غرض سے آنے والے وزراء کار پردازن حکومت اور دنیوی اعتبار سے اعلیٰ مناصب پہ فائز ہونے والے لوگ زرق برق لباس میں ملبوس ہوتے تھے مگر حضرت اقدس وہی کھدر کی شلوار قمیص پہنے ہوتے تھے، وہی رمادی رنگ کی ٹوپی پہنے ہوتے تھے. کھانے میں مرغن غذاوں کی بجائے سادہ غذا کو پسند کرتے تھے، جلسوں، کانفرنسوں اور دیگر پروگراموں میں اھل ضیافت کو کسی من پسند غذا کا تیاری پہ مجبور نہ کرتے تھے، کھانے میں عیب جوئی سے باز رہتے تھے، رضا کاروں اور خدمت گاروں پہ اس وجہ سے ناراض نہ ہوتے تھے کہ انہوں نے کھانا مزاج کے مطابق پیش نہیں کیا..........

تکلف سے بری ہے حسنِ ذاتی
قبائے گل میں گل بوٹا کہاں ہے

## مہمان نوازی

ملک بھر سے لوگ حضرت سے ملاقات، زیارت، بیعت، اور مشوروں کے لیے حاضر ہوتے تھے، ان کی ضیافت کا اہتمام تحریک کے مرکزی دفتر سے ہوتا تھا، کھانے کے اوقات میں سادہ کھانا اور چائے کے اوقات میں لذیذ چائے اور عام اوقات میں جام شیریں سے مہمانوں کی تواضع کی جاتی کئی مرتبہ ایسے مہمان ہوتے جن کو دفتر والوں نے کھانا نہ کھلایا ہوتا اور کھانے کا وقت ہوتا تو حضرت چند لمحے اپنی بیٹھک میں مہمان کو بٹھاتے اور گھر سے از خود کھانا لے کر آتے، علماء طلبہ کے لیے تو حضرت ہمیشہ مستعد رہتے کہ ان لوگوں کی بے اکرامی نہ ہو، ویسے دفتر کے علاوہ حضرت کی بیٹھک میں مزاج شناس خدام ہمہ وقت خدمت کے لیے موجود رہتے تھے، حضرت کی یہی امتیازی صفت حضرت اقدس کے تمام متعلقین، متوسلین اور اتباع میں بقدر الجثہ پائی جاتی تھی، بھیں کی سالانہ کانفرنس میں زائرین کو کھانا کھلایا جاتا تھا، جہلم کے سالانہ جلسہ میں کھانا کھانے والوں کی ایک بہت بڑی تعداد ہوتی تھی، مدنی مسجد میں جمعۃ المبارک کے لیے دور دراز علاقوں سے آنے والوں کے لیے بھی ضیافت کا اہتمام ہوتا تھا، یہ چند

مرکزی جگہیں تھیں ان کے علاوہ چکوال اور جہلم کے گردوانوح کی بستیوں کے پروگراموں میں بھی کسی مہمان کو کھانا کھائے بغیر جانے کی اجازت نہ ہوتی تھی، علماء، طلبہ اور عامۃ الناس کی مہمان نوازی عام پروگراموں میں یکساں ہوتی تھی محمود وایاز خدام اہل سنت کے دسترخوانوں پہ یکساں خوشہ چینی میں مصروف ہوتے تھے

شمع کی مانند ہم آئے بزم میں
چشم تر آئے تھے دامن تر چلے

## احترام آدمیت

سرکار مدینہ ﷺ کے ارشاد عالی کی روشنی میں اصاغر پہ شفقت، اکابر کا ادب اور علماء کرام کی قدر کا درس ملتا ہے، حضرت اقدس قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مستعار میں اس بات کا بار ہا مشاہدہ کیا گیا کہ آپ علماء اور طلبہ کے اس طبقہ پر ہمیشہ شفقت کا ہاتھ رکھتے تھے جو عمر میں آپ سے چھوٹے ہوتے تھے، اپنے سے بڑی عمر والوں کا اکرام کرتے تھے، معاصرین کی قدر کرتے تھے، تحریر وتقریر میں کبھی کسی کا نام اس انداز میں نہ لیتے تھے جس سے اس کی دل آزاری ہوتی، مولویوں میں وہ مولوی جو کسی دوسرے فرقہ سے تعلق رکھتے تھے ان کے نام کے ساتھ کم از کم لفظ ''مولوی'' ضرور استعمال کرتے تھے، نام کے ساتھ لفظ ''صاحب'' ضرور لکھتے اور بولتے تھے۔ اگر کسی کی تحریری وتقریری گرفت مقصود ہوتی تو اس میں ان کے ہاں دستور ہی نرالا تھا وہ کسی کی شہرت وعزت کی پرواہ اور تفریق کیے بغیر بڑی سنجیدگی، متانت اور عمدگی کے ساتھ اپنا اظہار مافی الضمیر کرتے تھے۔

## فکری اعتدال

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ ہی فکری اعتدال ومیانہ روی کے علمبردار رہے، شریعت موسویہ کی طرح نرا جلال ہی جلال اور شریعت عیسویہ کی طرح نری ہی نری نہ تھی بلکہ قواعد واصول اسلام کے مطابق انتہائی معتدل اور درمیانہ راستہ اختیار کرتے تھے، امام الہند شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرز پر آپ نے اعتدال احتیاط کو اصول کا درجہ دے رکھا تھا، افراط وتفریط سے سخت نفور تھے، جو لوگ افراط وتفریط کی راہوں پہ چلتے اور پھر بھی اپنے کو دیوبندی کہتے حضرت ان کی ان خانہ سازی روش اور پالیسی سے سخت کبیدہ خاطر اور رنجور رہتے تھے، جو لوگ حضرت کی تحریریں پڑھتے اور ان کی تقریریں سنتے رہے، ان کی محافل میں

اٹھتے بیٹھتے رہے ہر نازک مرحلہ پر حضرت اقدس کی پالیسیوں کا مشاہدہ کرتے رہے وہ علی رؤس الاشہاد پکار اٹھیں گے کہ حضرت اقدس کی حیات طیبہ خیر الامور اوسطھا کی حقیقی تصویر تھی، آپ رحمہ اللہ اسی فکری اعتدال کے ساتھ جانب منزل گامزن رہے، اور اپنے پیروکاروں کو بھی اسی راہ اعتدال پہ چلنے کی تلقین کرتے رہے..........

شاید کوئی بندہ خدا آجائے
صحرا میں اذان دے رہا ہوں

گونگی ہے ازل سے جو حقیقت
میں اس کو زبان دے رہا ہوں

## تفردات سے اجتناب

حضرت اقدس قاضی صاحب رحمہ اللہ کو قدرت کی طرف سے جو نوازشات ہوئی تھیں ان کی بدولت اگر آپ چاہتے تو کئی امور میں تفردات قائم کرتے اور دوسرے علماء مشائخ، اکابر اور اصاغر سے جدا دکھائی دیتے مگر انہوں نے تفردات سے ہمیشہ اجتناب کیا، قرآن حکیم جیسی باعظمت کتاب کا ترجمہ بھی اگر کرنا مقصود ہوتا تو حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کا حوالہ دیتے تھے، کسی آسان سے آسان تر مسئلہ کی وضاحت مقصود ہوتی تو متقدمین ومتاخرین علماء کرام، مشائخ عظام، مفسرین کرام، محدثین عظام اولیاء اللہ کی کتابوں کے حوالہ جات کے بغیر نہ بات کرتے تھے نہ لکھتے تھے، کبھی بھی کسی کان کی دہلیز سے ان کی یہ آواز نہیں ٹکرائی کہ اس مسئلہ میں میری رائے یہ ہے، اس میں میرا موقف یہ ہے، ''میرا'' اور ''میں'' ''میری اور'' ''مجھے'' کے الفاظ حضرت اقدس رحمہ اللہ کی لغت میں بالکل نہ تھے، راقم الحروف نے حضرت اقدس رحمہ اللہ کے لکھے ہزاروں صفحات کا بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے کم از کم اس نابکار کے حافظے یا معلومات میں ایسا کوئی لفظ نہیں ہے، حضرت اقدس رحمہ اللہ ہر شخص کو یہ سمجھانا چاہتے تھے کہ ہم لوگ اکابر ومشائخ کے خدام اور اسلاف کی تاباں ودرخشاں روایات کے امین ہیں، ہم اسلامی تعلیمات کے قصر ہائے عالی شان کے محافظ اور پاسبان ہیں اس سے بڑھ کر ہمیں کوئی حیثیت حاصل نہیں ہے، وہ اہل نظر اور ارباب علم ودانش کو اس نکتہ پہ لانا چاہتے تھے آج ان کے خدام کی آغوش میں جو گوہر ہائے آبدار چمکتے دکھائی دیتے ہیں یہ اُن ہی کا فیضان نظر ہے..........

اھل نظر ذوق نظر خوب ہے لیکن
جو شے کی حقیقت کو نہ دیکھے وہ نظر کیا

## مسلکی غیرت

مسلکی تاریخ میں محدود ے چند ایسی نابغہ روزگار ہستیاں ہیں جو انتہائی جرات، بہادری، بے لوثی اور پامردی کے ساتھ مسلک حق اہل سنت والجماعت کے دامن کے ساتھ قائم ہیں، جن کے دل ودماغ کی اتھاہ گہرائیوں سے یہ نغمے پھوٹ پھوٹ کر نکلتے ہیں کہ مسلکِ اھل سنت حق وصداقت پر مبنی ہے، اس کی حقانیت وصداقت پر وہ کسی لمحہ بھی حرف نہیں آنے دیتے، حضرت اقدس قاضی صاحب رحمہ اللہ نے دلائل وبراہین قاطعہ کی روشنی میں اھل سنت والجماعت کی حقانیت ثابت کی، ملکی رسائل وجرائد میں پُر مغز تحریریں شائع کرائیں، اھلِ سنت کے خلاف پھیلائی جانے والی غلط فہمیوں کو دور کرتے تھے، معترضین کے اعتراضات کا مدلل اور دندان شکن جواب دیتے تھے، فرقہ پرستی، فرقہ ورایت اور انتہاء پسند جیسے الزامات والقابات ان کی متعین کردہ راہ میں حائل نہیں ہو سکتے تھے، وہ بلاخوف لومۃ لائم مسلک حق کی پاسبانی کا فریضہ سرانجام دیتے چلے گئے۔

مسلک حق پہ شب خون مارنے والوں کو کسی صورت میں معاف نہیں کرتے تھے، جن لوگوں نے ملک بھر میں اپنے کو سنی سُنی کہہ کر بدعات کو رواج دیا، رسومات کی طرح ڈالی، انگریز کے اشارے پر انہوں نے مسلمانانِ اھل سنت کو ''وھابی'' کہہ کر بدنام کیا، ان کے خلاف بڑی حکمت عملی سے میدان کارزار میں اتر کر سرد جنگ لڑی، یہی وجہ ہے کہ آج اھلِ بدعت کے برعکس اصلی سُنی مسلمان اپنے کو ''اھل سنت والجماعت'' کہلوانے پہ فخر محسوس کرتے ہیں، جس جس علاقہ میں اصلی اھلِ سُنت نے سنتِ رسول ﷺ کے پھریرے لہرائے وہاں سے جعلی اور انگریز کے تیار کردہ اھلِ سنت نے راہ فرار اختیار کی، اگرچہ اھلِ بدعت کے شجرِ خبیثہ کو جڑ سے نہ اکھاڑا جا سکا مگر حضرت قاضی رحمہ اللہ نے اتنی محنت کر چھوڑی کہ لوگ اصل اور نقل کی پہچان کر رہے ہیں، ظاہر ہے شیطان جیسا سرکش اور خدا کا باغی ہنگامہ یوم النشور تک اپنے افکار خبیثہ کو انہی حداث الاسنان اور سفہاء الاحلام کے ذریعے دینا بھر میں پھیلاتا رہے گا۔

اھلِ بدعت، منکرین صحابہ رضی اللہ عنہم، روافض وخوارج، منکرین حیات النبی ﷺ، منکرین اھلِ بیتؓ کے کسی داؤ پیچ سے حضرت قاضی صاحب مات نہیں کھاتے تھے، وہ ان کی گمراہی اور گمراہانہ سرگرمیوں سے امت مسلمہ کو آگاہ کرتے رہے، ان لوگوں کو اپنی مساجد اور مدارس کی زینت نہیں بننے دیتے تھے، کبھی ان

سے اتحاد و یکجہتی کی آواز نہیں لگاتے تھے، حضرت رحمۃ اللہ علیہ انتہائی شرح صدر کے ساتھ سمجھتے تھے کہ ان لوگوں کے ساتھ ملنے اور اتحاد کرنے میں دین و ایمان کا سخت نقصان ہے۔

جماعتِ اسلامی کے بانی اور امیرِ اول مودودی صاحب کی تحریروں میں حضرات انبیاء کرام کی عصمت اور حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عالی شان شخصیات کے بارے میں زہریلا مواد موجود تھا، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مودودی صاحب کی ان تحریروں کے خلاف تحریر و تقریر میں زوردار آواز بلند کی، جماعتِ اسلامی کی سرگرمیوں اور پالیسیوں پر تادم واپسیں تحفظات کا شکار تھے، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مودودی صاحب کو کھلی چھٹی لکھی، میاں طفیل محمد صاحب امیر دوم جماعت اسلامی کی ایرانی انقلاب کی حمایت میں اٹھنے والی آواز کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی، ایران میں شیعی انقلاب آنے سے جماعت اسلامی کے حلقوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی تھی، جماعت کے زعماء نے ایرانی انقلاب کی طرز پر پاکستان میں بھی کوششیں اور بیانات داغنے شروع کر دیئے تھے، چکوال کے مرد قلندر نے اس فتنہ کے سامنے بند باندھنے کی سب سے پہلی اور سب سے موثر کوشش کی۔

جمعیت علماء اسلام ہمارے اکابر کی جماعت ہے، مگر چونکہ وہ سیاست کی پرخار وادی میں صدائے حق بلند کر رہی ہے، جمعیت علماء اسلام کے مختلف ادوار میں مختلف ذمہ داروں نے جماعت اسلامی کو بیساکھی بنایا، مشرقی تحریک کو ہمنوا بنایا، حکومتی سطح پر ان حضرات سے لغزشوں کا صدور ہوا جس پر حضرت قاضی رحمۃ اللہ علیہ کا بے باک قلم ہمیشہ حرکت میں رہا، آپ نے حق و صداقت کا پرچم سر بلند رکھنے میں کبھی اپنے پرائے کا امتیاز نہیں کیا، جس نے جہاں کمزوری دکھائی اس پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہیں مظہری گرز برسایا اور اسے سمجھایا کہ شتر بے مہار بن کر کہیں اسلاف کی حاصل شدہ میراث کو دشمنوں کی آغوش میں نہ ڈال دینا، حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے رشحات قلم آج بھی ارباب عدل کو دعوت انصاف دے رہے ہیں کہ کہیں انصاف کا دامن چھوڑ نہ دینا، جب بھی کسی میدان میں قلندر اترا تو سوچ سمجھ کر اترا، جہاں خامۂ حق نے انگڑائی لی وہاں ضرور کچھ نہ کچھ خراب دکھائی دیتا تھا۔

جمعیت اشاعۃ التوحید والسنۃ نے جمعیت علمائے اسلام کی کوکھ سے جنم لیا، فتنہ رضاخانیت کے خلاف یہ جماعت شمشیر بے نیام بن کر میدان میں کود پڑی تھی، گلی کوچے شہر اور بستی میں اس جماعت کے مخلص، محنتی اور بے لوث لوگوں نے شبانہ روز محنتیں کیں، حضرت اقدس قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور جمعیت اشاعت التوحید کے لوگ مل کر رسوم و رواج، بدعات اور خرافات کے خلاف کام کرتے رہے مگر اس جماعت کے

اکابرین نے رضاخانیت کے تابوت میں کیل ٹھونکتے ٹھونکتے دیوبندیت کی کمر میں بھی چھرا گھونپ دیا، بہت سے ایسے مسائل جن پر آج تک امت کی زبانیں خاموش تھیں ان لوگوں نے انہیں اسٹیج کی زینت بنا کر دیوبندیت کے دوٹکڑے کر دیئے، عقیدہ حیات النبی ﷺ جس طرح "المهند علی المفند" نامی کتاب میں موجود ہے۔ یہ لوگ اس طرح ماننے کے لیے بالکل تیار نہ تھے، بلکہ حیات النبی ﷺ کے قائلین اور سماع صلوٰۃ والسلام عند القبر کے قائلین کو مشرک گرداننے لگے، جب ان لوگوں نے اکابر کے مسلک متفقہ کو چھوڑا تو حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ اور ان کی راہیں جدا جدا ہو گئیں، حضرت قاضی رحمہ اللہ نے نہ کبھی ان کو اپنے اسٹیج پہ بلایا اور نہ ان کے پروگراموں میں شریک ہوئے، عقیدہ حیات النبی ﷺ کے منکرین کے ساتھ علیک سلیک رکھنے، ان کے پیچھے نمازیں ادا کرنے اور ان کے ساتھ کسی قسم کا اتحاد کرنے کو مسلکی غیرت کے سخت خلاف سمجھتے تھے، حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ یہ سمجھتے تھے کہ ان لوگوں نے اپنا خود ساختہ نظریہ امت میں پھیلا کر دیوبندی طاقت کے حصے بخرے کیے، جو لوگ کسی بھی مرحلہ میں ان کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ ضرور ایکشن لیتے تھے۔

سپاہ صحابہ نوجوان عالم دین مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمہ اللہ کی ولولہ انگیز قیادت میں طوفان بن کر اٹھی اور بادل بن کر چھا گئی، کراچی سے درہ خیبر تک ملک گیر جال بچھ گیا، نوجوانوں کی ایک کثیر تعداد حق نواز شہید رحمہ اللہ کے جھنڈے تلے مرنے، مارنے اور عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے سب کچھ لٹا دینے کا عزم کر چکی تھی، اس عہد و پیمان پر آگے چل کر اس جماعت کے فعال اور سرگرم لوگوں نے عملی قدم بھی اٹھایا تاریخ گواہ ہے یہ واحد جماعت تھی جس نے بہت قلیل وقت میں طویل سفر طے کیا، مگر تعجب کی بات یہ ہے کہ نوجوان قیادت اور ان کے پیروکار دشمنانِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے خلاف اشتعال انگیز جنگ میں اس قدر آگے چلے گئے کہ آگے بند گلی تھی اور پیچھے کھائی، کافر کافر شیعہ کافر کے خوفناک نعرے نے ملک پاکستان کے گلی کوچے غرضیکہ ایوان اقتدار کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا، حضرت اقدس قاضی صاحب رحمہ اللہ سپاہ صحابہ کے کاز، مشن، پروگرام اور نصب العین سے محبت رکھتے تھے اور کیوں نہ رکھتے جب کہ عمر عزیز اسی صحرا میں بیت چکی تھی، اس سب کچھ کے باوجود حضرت اقدس کو اس جماعت کی جارحانہ اور اشتعال انگیز نعرہ بازی اور پالیسی سے سخت اختلاف تھا، حق نواز شہید رحمہ اللہ کی حیات طیبہ میں تو صرف اسی نعرے پہ اعتراض تھا کہ ہمارے اکابر شیعہ کافر سمجھنے کے باوجود اس طرح کی نعرہ بازی نہیں کرتے تھے، قادیانیوں کے خلاف ہمارے اکابر سیسہ پلائی دیوار بن گئے مگر انہوں نے کافر کافر قادیانی کافر کا نعرہ نہ لگایا۔

حضرت حق نواز شہید رحمہ اللہ کو ۲۲ فروری ۱۹۹۰ میں شہید کیا گیا ان کے بعد مولانا ضیا الرحمٰن فاروقی شہید رحمہ اللہ سپاہ صحابہ کے سرپرست اعلیٰ اور مولانا محمد اعظم طارق شہید رحمہ اللہ نائب سرپرست اعلیٰ بنا دیئے گئے، مولانا حق نواز رحمہ اللہ کے سانحہ شہادت کے بعد پاکستان کی پرامن دھرتی سنی شیعہ نوجوانوں کے خون سے لالہ زار بنائی گئی، مسجدوں میں دن دیہاڑے فائرنگ کی گئی، امام بارگاہوں میں فائرنگ کے واقعات رونما ہوئے، جلسوں اور جلوسوں پہ سرعام فائرنگ ہونے لگی، سنی نوجوان شیعہ کے خون کے پیاسے بن گئے اور شیعہ سنیوں کے دشمن پہلے سے زیادہ بن گئے، تشدد آمیز واقعات کی ایک ایسی چین بن گئی جس کا سرا تلاش کیے نہیں ملتا تھا، دونوں طرف کے علماء، طلبہ، ڈاکٹر، تجار، بے رحم اور بے زبان گولیوں کا نشانہ بن گئے، جس پر دونوں طرف کی قیادتوں میں سخت قسم کا ہیجان اور اضطراب پیدا ہونے لگا، قتل وقتال کا سلسلہ دراز سے دراز تر ہوتا چلا گیا اب یہ لوگ قیادت کی شکل میں ایک دوسرے کے زخم مندمل کرنے کے درپے ہوئے، ایک دوسرے کی اشک شوئی کرنے لگے، ایک دوسرے سے گلے شکوے دور کرنے لگے، ایک دوسرے کے پاس اٹھنے بیٹھنے لگے، کبھی ملی یکجہتی کونسل کے نام سے، کبھی فرقہ وارانہ کشیدگی کے خاتمہ کی کمیٹی کے نام سے، کبھی امن کمیٹی کے عنوان سے، چنانچہ جو سنی قیادت کل تک سنی نوجوان کو اس بات کی ترغیب دیتی تھی کہ شیعوں کو پیشاب کے جھاگ میں غرق کر دو، ان کی گردنیں مارو آج وہی بے باک قیادت مذاکرات کی میز پہ بیٹھ کر شیعوں سے محو مذاکرات تھی، حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ دلائل کی روشنی میں اس بات کے سخت خلاف تھے، وہ آخر تک سمجھاتے رہے کہ سپاہ صحابہ اشتعال انگیز نعرہ چھوڑے اور شیعوں کے ساتھ مذاکرات کی میز نہ سجائے مگر سپاہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے جذباتی کارکن اپنے قائدین کو اس طرف لینے ٹرن ہی نہیں دیتے تھے۔

سپاہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے قائد مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید رحمہ اللہ اور مولانا محمد اعظم طارق شہید رحمہ اللہ دونوں حضرات سنی شیعہ کشیدگی سے سخت تنگ تھے، جذباتی کارکنوں سے سخت نالاں تھے، مگر وہ کھل کر اس نعرہ کی مخالفت نہیں کر سکتے تھے کیونکہ مولانا حق نواز شہید رحمہ اللہ نے اپنی ایک یادگار تقریر میں اس نعرہ کو سپاہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی بنیاد قرار دیا تھا، جب بھی قائدین اس مسئلہ کے لیے سنجیدہ ہوتے تو کئی ساتھی مولانا حق نواز رحمہ اللہ کی تقریر کا حوالہ پیش کر کے انہیں پیش قدمی سے روک دیتے تھے، فاروقی مرحوم تو شروع دن سے اس سلسلہ میں سنجیدہ تھے جبکہ مولانا اعظم طارق شروع شروع میں شدت رکھتے تھے آخر میں وہ بھی اس نہج پہ پہنچ چکے تھے کہ کافر کافر شیعہ کافر سنی شیعہ مسئلے کا حل بالکل نہیں ہے، وہ ملت اسلامیہ نامی تنظیم کے پلیٹ

فارم سے اسی قسم کی کوشش کر رہے تھے، ملت اسلامیہ کے نام سے ہونے والے جلسوں میں کافر کافر کی وہ رٹ سنائی نہیں دی گئی جو پہلے فلک شگاف ہوا کرتی تھی، مختصر یہ کہ حضرت اقدس قاضی رحمہ اللہ اس متشددانہ انداز کو مسلک اہل سنت اور خصوصاً علماء دیوبند کے لیے سخت نقصان دہ سمجھتے تھے۔

## مشفقانہ انداز

راقم الحروف کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم کے ہونہار اور لائق طلبہ میں شمار ہوتا تھا، اساتذہ کرام مولانا نور اشرف صاحب ہزاروی، مولانا قاری ظفر اقبال صاحب اور مولانا عبدالودود صاحب کی بے انتہا، مہربانیوں اور شفقتوں سے ناچیز نے مادر علمی سے بہت کچھ حاصل کیا، تحریر وتقریر کا فیضان انہی اساتذہ کرام کی جوتیاں سیدھی کرنے کے صدقہ میں ملا۔ مگر اس پر مستزاد حضرت اقدس مولانا عبداللطیف جہلمی رحمہ اللہ اور حضرت قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کی نظر کرم وعنایت تھی، جنہوں نے اپنی اولاد کی طرح میری تربیت کی، میری روحانی اور مذہبی بالیدگی میں ان دونوں مہربان شخصیتوں نے میرے دل ودماغ اور میری زندگی پہ گہرا اثر ڈالا، ان کے اقوال وارشادات، ان کی گفتار اور کردار ہمہ وقت میرے سامنے رہتا ہے، اگرچہ بعض عناصر کی وجہ سے ہم خدام اہل سنت اور سنی تحریک طلبہ سے سبکدوش کر دیئے گئے مگر رب العالمین عالم الغیب والشہادہ بہتر جانتا ہے کہ ہمارے اجسام لاہور جیسے پر رونق شہر میں ہوتے جبکہ ہماری روح جہلم وچکوال کی دانشگاہوں میں ان دونوں حضرات کے سامنے دست بستہ ایستادہ رہتی تھی، حضرت اقدس جہلمی رحمہ اللہ کے احسانات کا تو تذکرہ ہی نہیں کر سکتا، جنہوں نے مجھے انگلی سے پکڑ کر چلنا سکھایا، جنہوں نے میرے اندر نظریاتی روح پھونک دی تھی، جو مختلف مقامات پہ مجھے ساتھ لے جاتے اور اپنی تقریر سے پہلے میری تقریر کرواتے تھے۔

حضرت اقدس قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ عقیدت ومشاورت کا تعلق برابر جاری رہا۔

اس سلسلہ کے چند مکتوب پیش خدمت ہیں.........

## مکتوبِ اول

عزیزم مولوی محمود الرشید صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

(۱) دوسرا عنایت نامہ موصول ہوا، طالب خیر بخیر ہے، مدرسہ کی سالانہ روئیداد کے لیے مضمون لکھ رہا

ہوں، اس لیے جواب میں تاخیر ہوگئی ہے، آپ کے جذبات قابل قدر ہیں، آپ کے سوالات کا جواب یزید کے بارے میں خارجی فتنہ حصہ دوم میں مکمل آچکا ہے، شاید آپ نے کتاب کا مطالعہ نہیں کیا، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا یزید کو ولی عہد مقرر کرنا۔ نبی پاک ﷺ کے جلیل القدر صحابہ میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ اور امام حسین بن علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا اس سے اختلاف کرنا اور یزید کی ولی عہدی کی بیعت نہ کرنا، اس کی بحث اس کتاب میں قابل مطالعہ ہے، یزیدی گروہ کے قریباً سارے اعتراضات اور اشکالات کا اس میں جواب آگیا ہے۔

(۲) بریلوی عوام سے ہم محاذ آرائی نہیں کرتے وہ ناواقف اور معذور ہوتے ہیں، نرمی سے ان کو اکابر دیوبند رحمہم اللہ کا مسلک سمجھانے کی ضرورت ہے، اصل دشمن صحابہ کرام کا شیعہ ہے۔

(۳) سنی تحریک الطلبہ کے لیے کوشش کرتے رہیں، ان کو سنی موقف دیں، سنی مسلمانوں کا ہر طبقہ اپنے مذہب سے غافل ہے، محنت کی ضرورت ہے۔

(۴) کراچی کے حالات خراب ہوتے رہتے ہیں، ممکن ہے وہاں اطمینان سے پڑھائی نہ ہو سکے، ایک سال اور جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم میں لگالیں، یہاں مسلکی ذہن پختہ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کامیابی عطاء فرمائیں۔ آمین۔

احباب کی خدمت میں سلام عرض کر دیں، اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو صراط مستقیم پر قائم رکھیں اور اہل سنت والجماعت کو ہر محاذ پر کامیابی نصیب ہو، آمین بجاہ رحمت العالمین ﷺ والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ

مدنی جامع مسجد چکوال

نوٹ: مولوی عبدالکریم صاحب کے خط آتے تھے وہ ملاقات کی خواہش رکھتے ہیں معلوم کریں ان کا مسلک کیا ہے اور مدرسہ کی کیا حالت ہے نیز۔ آپ تصنیف وتالیف کا کام فی الحال چھوڑ دیں، دینی علوم کی تکمیل کے لیے محنت کریں، یہ کام بس میرے کرنے کا ہے۔ (والسلام)۔

اندازہ لگایئے کہ حضرت کو اس ناکارہ پر کس قدر اعتماد تھا، کہ وہ کسی مشتاق زیارت کی چھان پھٹک کے لیے اس ناچیز کو خدمت کا موقع عنایت فرماتے تھے، میری تعلیم کے لیے متفکر تھے کہ کراچی کے آشوب زدہ حالات میں مجھے وہاں جانے سے روک دیا تھا، سنی تحریک طلبہ کے لیے کام کی تلقین فرمائی۔

## مکتوب ثانی

عزیز مولوی محمود الرشید صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

عنایت نامہ موصول ہوا، طالب خیر بخیر ہے

اگر چند احباب تحریک سے متعلق ہوں تو تحریک خدام اہل سنت کے بارے کام شروع کردیں، مقصد تو مذہب اہل سنت والجماعت کے بنیاد پر دین کی تبلیغ ونصرت ہے اور روافض وغیرہ فتنوں سے سنی مسلمانوں کو آگاہ کرنا بچانا ہے، اس کی ضرورت کا احساس پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہیں اور جماعتی لٹریچر سے واقف کرتے رہیں۔

مولوی عبدالکریم صاحب سے ملاقات ہو تو سلام عرض کردیں، دیگر احباب کی خدمت میں سلام عرض کرنا، اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو اپنی رضا کے تحت زندگی گزارنے کی توفیق دیں اور اہل سنت والجماعت کو ہر محاذ پر غلبہ نصیب ہو، آمین، بجاہ النبی الکریم ﷺ والسلام خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ

[۲۲ رمضان ۱۴۱۸ھ ۹ مئی ۱۹۸۸ء، مدنی جامع مسجد چکوال]

## مکتوب ثالث

برادرم مولوی محمود الرشید سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

عنایت نامہ ملا، طالب خیر بخیر ہے، مولوی محمد الیاس صاحب کا بھی فون آیا تھا، ماہنامہ کے مجوزہ نام حسب ذیل ہیں، سنی اتحاد، کاروان اہل سنت، سنی سپاہ، سنی مجاہد، الخلافت، اپنا اپنا ذوق ہوتا ہے اجلاس میں مشاورت کرکے کوئی نام چن لیں اور بھی کوئی نام ہو تو بتائیں، پہلے دو نام عام فہم اور معنوی لحاظ سے مفید ہیں، سنی سپاہ میں دوسرے لوگ تقابل نہ سمجھ لیں۔ اگر کاروان اہل سنت رکھا جائے تو اوپر یہ لکھ دیں

ہوتا ہے جادہ پیماں پھر کارواں ہمارا

الخلافت تو مطلوب ہے لیکن فی الحال طلبہ کی تحریک کا ابتدائی مرحلہ ہے۔

(۲) بجائے صدر و ناظم کے فی الحال مولوی محمد الیاس صاحب کو کنوینر مقرر کردیا جائے، بعد میں طلبہ میں سے کسی کو صدارت کے لیے چن لیا جائے، بہرحال کام بہت ضروری ہے، اور کالجوں میں بھی ضرورت ہے، اس پہلے شمارے میں مضامین معیاری نہیں ہیں، تحریک کے متعلق ٹھوس مضامین ہونے

جائیں، پرچہ کا کام بہت مشکل ہوتا ہے، میں نے قاری شیر محمد صاحب سے بھی کہا تھا کہ اس ماہنامہ سے قلمی تعاون کریں، اور مولوی عبدالحق صاحب سے بھی کہہ دیا ہے، مل جل کر محنت سے مخلصانہ کام کی ضرورت ہے، افراد سازی کی طرف زیادہ توجہ دیں، مولوی محمد الیاس صاحب، مولوی محمد طاہر صاحب ،اور دیگر احباب وحضرات کی خدمت میں سلام مسنون عرض کر دیں، اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو اپنی مرضیات کی توفیق دیں اور اہل سنت والجماعت کو ہر محاذ پر غلبہ نصیب ہو۔

آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ

مدنی جامع مسجد چکوال، ۲۰ ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ

لاہور آنے کے بعد ہم نے حضرت اقدس رحمہ اللہ کے ارشادات اور فرمودات کے تحت بڑی مستعدی سے جماعتی کام شروع کر دیا تھا، جگہ جگہ جماعتی پروگرام منعقد کیے جاتے تھے، راقم الحروف چونکہ درجہ موقوف علیہ کا طالب علم تھا، مولانا محمد الیاس فاروقی صاحب جامعہ اشرفیہ لاہور کے مدرس تھے، جماعتی کام کو پھیلانے اور آگے بڑھانے کے لیے ہم جامعہ اشرفیہ اور جامعہ قاسمیہ میں جمع ہوتے تھے۔ پھر سنی تحریک الطلبہ کے تعارفی پروگرام مختلف مقامات پہ کرتے تھے۔حق تعالیٰ قبول فرمائیں

حضرت اقدس قاضی صاحب رحمہ اللہ کی مشفقانہ سرپرستی کا تذکرہ کرتے کرتے مضمون طویل ہوتا جا رہا ہے، خلاصہ عرض کرتا ہوں کہ ہمارا تحریر،تقریر اور تدریس کے میدان میں دلجمعی سے کام کرنا،مشن،مسلک اور نصب العین کی خاطر سب کچھ داؤ پر لگا دینا یہ اسی مردقلندر، مردحق آگاہ کی جوتیاں سیدھی کرنے کی برکات ہیں.........

پھلا پھولا رہے یارب چمن میری امیدوں کا
جگر کا خون دے دے کر یہ بوٹے میں نے پالے ہیں

❁❁❁❁

# مقامِ صدیقیت پر فائز ہستی

مولانا مفتی رشید احمد صاحب اوکاڑوی ☆

یہ ایک کائناتی ضابطہ ہے۔ کہ اس عالمِ فانی کی کوئی بھی شے جاودانی نہیں۔ بلکہ خود اس عالم کو بھی دوام نہیں۔ فنا اس کا یقینی مقدر ہے۔ مگر تصویر کا ایک دوسرا رُخ بھی ہے۔ کہ یہ عالم فانی بے کار محض نہیں۔ بلکہ یہ ایک کسوٹی کی مثل ہے۔ جس کو نسل انسانی کے پرکھنے کے واسطے خود دیا گیا۔ اور اس پرکھ کا معیار، انسانوں کا وہ واحد تخلیقی ہے۔ جس کے بارے میں خالق کل کا فرمان ہے

"وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ" (سورۃ الذّٰریٰت/ ۵۶)

''اور میں نے جو بنائے جن اور آدمی سو اپنی بندگی کو'' (ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ)

پھر اس عبادت کے معیارات قائم فرمائے گئے۔ جس کے کامل مصداق انبیاء کرام ہیں۔ پھر ان میں بھی سرخروئی کا سب سے ارفع واعلیٰ معیار امام الانبیاء، خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ ہیں۔ انبیاء کرام کی اس مقدس جماعت کے بعد جو جو جتنا جتنا خاتم النبیین کی صورت میں مقرر کردہ معیار کے قریب ہوتا چلا گیا۔ اس کی روحانی ترقی کے مدارج اُسی قدر بلند ہوتے گئے۔ ارشاد ربانی ہے......

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا (سورۃ النساء: ۶۹)

''اور جو کوئی حکم مانے اللہ کا اور اس کے رسول کا، سو وہ اُن کے ساتھ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا، کہ وہ نبی اور صدیق اور شہید اور نیک بخت ہیں۔ اور اچھی ہے اُن کی رفاقت''

(ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ)

علامہ شبیر احمد عثانی اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں'' مطلب یہ ہے۔ کہ یہ چار قسمیں مذکورہ' جو اُمت کے باقی افراد سے افضل ہیں، ان کے ماسوا جو مسلمان ہیں اور درجہ میں ان کے برابر نہیں۔ لیکن وہ اللہ اور اُس کے

---

☆ خطیب جامع مسجد حق چار یار، مریم پارک، اوکاڑہ

رسول کی فرمانبرداری میں مشغول ہیں۔ وہ لوگ بھی انہی کی شمار اور ذیل میں لیئے جائیں گے'' چنانچہ باصطلاح تصوف، مدارج ولایت کے ضمن میں انبیاء کرامؑ اور صحابہ کرامؓ (جو کہ براہ راست امام الانبیاء سے مستفیض ہوئے) کے بعد عام مسلمانوں کے لیے سب سے بلندتر درجہ صدیقین کا ہے، پھر شہداء کا، اور پھر آخر میں صالحین کا۔ صوفیاء کا قول ہے ''صدیقین کے درجہ کے لوگوں میں فنافی اللہ کی خصوصیت نمایاں ہوتی ہے۔ اور وہ اپنی ذات کو کچھ اس طرح مٹا دیتے ہیں کہ اُنہیں اپنی ذات کے وجود کا احساس تک نہیں رہتا۔ اسی لیے اُن میں حُب جاہ کا شائبہ تک نہیں بچتا۔'' مختلف ادوار میں افلاک عالم نے اس فنافی اللّٰہیت کے مختلف مظاہر دیکھے ہیں۔ اور دورِ حاضر میں اِس فنائیت کا حقیقی مظہر، قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کی بُلند پایہ شخصیت تھی۔

مشائخ کا قول ہے۔ کہ ''روحانیت کے باب میں حُب جاہ ایک ایسا ناسور ہے۔ جو بڑوں بڑوں کو برباد کر دیتا ہے۔ اس لیے وہ زیادہ سے زیادہ محض صلحاء کی صف میں رہتے ہیں۔ شہادت پائیں تو شہداء کی صف میں آجاتے ہیں۔ مگر صدیقین کی یہ علامت ہے۔ کہ اُن میں حُب جاہ باقی نہیں رہتی۔ اور وہ شہداء سے فائق درجہ پر فائز ہوتے ہیں۔'' متعدد علماء، صلحاء، مشائخ اور طلباء شاہد ہیں۔ کہ اِس عظیم ہستی میں حُب جاہ نام کی کوئی شے سرے سے موجود ہی نہیں تھی۔ اور ہوتی بھی کیسے۔ وہ تو عاشقِ رُسول حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین تھے۔ اصحاب رُسول کے بہترین وکیل تھے۔ اہل سنت والجماعت کے حقیقی ترجمان تھے۔ اُس عظیم انسان کو نہ تو کبھی غیر جھکا سکے۔ اور نہ ہی کبھی اپنے اُسے مصلحت پسندی سکھا سکے۔ حضرت کی یہ صدیقی شان اُن کے ۹۰ سال پر محیط طویل دورِ حیات میں فنافی اللہ کے مجاہدانہ کردار کی صورت میں جابجا بکھری ہوئی ہے۔ بقول اقبال مرحوم ......

اُٹھائے کچھ ورق لالہ نے، کچھ نرگس نے، کچھ گل نے
چمن میں ہر طرف بکھری ہوئی ہے داستاں میری

## فنافی اللّٰہیت کی بابت حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے چند حالات و واقعات

فنافی اللّٰہیت کے تین عملی اظہار نہایت اہم ہیں۔ ❶ ذات کا احساس تک نہ رہنا ❷ کسی سے بدلہ نہ لینا ❸ اپنی ذات کے متعلق تعریف نہ تو کرنا اور نہ ہی ہونے دینا۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں فنافی اللّٰہیت کے یہ تینوں اظہار بدرجہ اتم موجود تھے۔ جو مرقومہ ذیل

واقعات سے آشکار ہیں۔

## ① کوئی القاب نہیں، صرف نام لکھ دیں

جامعۃ المعارف سبزی منڈی اوکاڑہ کے داخلہ کا اشتہار چھپا۔ تو اُس میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے نام کے ساتھ بجا طور پر ''مجدد العصر'' کا لقب لگا دیا گیا۔ معلوم ہوا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے چکوال میں دورانِ درس نہ صرف اس کی پرزور تردید فرمائی۔ بلکہ جامعۃ المعارف اوکاڑہ کے ذمہ داران کو بھی اُن کے چکوال آنے پر تنبیہ فرمائی۔ اور فرمایا کہ ''کوئی القاب نہیں، صرف نام لکھ دیا کریں''

## ② ذات سے متعلق نظم شائع نہ ہونے دی

ہمارے ایک عزیز ڈاکٹر محمد آصف رضا صاحب (ضیاء الدین میڈیکل یونیورسٹی کراچی) نے ماہنامہ حق چار یارؓ ''حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نمبر کے لیے دو نظمیں لکھ کر بھیجیں۔ ایک حضرت اوکاڑوئ سے متعلق اور دوسری حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں تھی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زیر سرپرستی نکلنے والے اس ماہنامے میں حضرت اوکاڑوی سے متعلقہ نظم تو شائع کروادی۔ لیکن اپنی ذات سے متعلقہ منظوم کلام شائع نہیں ہونے دیا۔

## ③ صوفی ارشاد حسین چار یاری کی گواہی

دورِ حاضر میں جو جلسے، جلوس یا کانفرنسیں منعقد ہوتی ہیں۔ اُن میں یہ بات تواتر کے ساتھ پائی جاتی ہے۔ کہ ہر اہم اور بڑے مقرر یا مہمان خصوصی کے نام کے نعرے لگتے ہیں۔ لیکن حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں یہ معمول نہیں تھا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے خادم اور نعت خواں، صوفی ارشاد حسین چار یاری گواہ ہیں۔ کئی مرتبہ انہوں نے احباب کی خواہش پر حضرت کی شان میں نظم پڑھنے کی کوشش کی تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً بند کروا دی۔ اور سخت ڈانٹا۔ اور یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ حضرت نے اپنے سٹیج پر نہ تو اپنی تعریف ہونے دی۔ اور نہ ہی اپنی ذات سے متعلق نعرے لگنے دیئے۔

## ④ ''میں اپنی شخصیت کو دیکھوں یا مسلک کی حفاظت کروں''

علامہ زاہد الراشدی صاحب رقمطراز ہیں .....

''ایک بار اُنہوں (حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ) نے مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی

زندگی میں ان کی کسی تقریر یا تحریر پر گرفت کرتے ہوئے ایک پمفلٹ شائع کیا۔ اس کے بعد کسی مرحلہ پر میری ان کے ہاں حاضری ہوئی۔ تو میں نے عرض کیا۔ کہ حضرت! ضیاء الرحمٰن فاروقی یا میرے جیسے لوگوں کے خلاف آپ پمفلٹ شائع نہ کیا کریں۔ ہم آپ کے بچے ہیں۔ ہماری کسی بات میں غلطی دیکھیں تو خود بلا کر ڈانٹ دیا کریں۔ ہم اس سطح کے لوگ نہیں کہ آپ ہمیں اپنے خلاف حریف بنائیں۔ یہ آپکی شخصیت اور مقام کے خلاف ہے۔ اس کے جواب میں انہوں نے ایک جملہ فرمایا۔ جس کا میرے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ کہ ''میں اپنی شخصیت کو دیکھوں یا مسلک کی حفاظت کروں''۔

[روزنامہ اسلام یکم فروری ۲۰۰۴ء]

## ⑤ ایک خطیب صاحب کی بے جا تنقید اور حضرت کی فنائیت

چکوال شہر کی ایک مسجد میں جھنگ سے ایک خطیب صاحب لائے گئے تھے۔ چونکہ وہ جھنگ سے آئے تھے اس لیے مزاج بھی جھنگ سے متعلقہ باقی خطباء کی مانند جارحانہ تھا۔ حسب توقع انہوں نے اپنی تقریر میں حضرت پر ذاتی حملے کیے۔ اور انہیں شدید بے جا تنقید کا نشانہ بنایا۔ لوگوں نے سمجھایا کہ یہاں حضرت سے بے کراں محبت کرنے والے خالص نظریاتی لوگ بستے ہیں۔ وہ آپ کی اس حرکت پر آپ کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ لیکن خطیب صاحب نے اپنی اصلاح کرنے کے بجائے اُلٹا حضرت کو جا کر شکایت لگائی۔ کہ آپ کے متعلقین مجھے دھمکیاں دیتے ہیں۔ حضرت نے اپنے متعلقین کو سمجھا دیا۔ کہ وہ احتیاط کریں۔ مگر خطیب صاحب نے دوبارہ پھر حضرت پر تنقید کی۔ لوگوں نے اس دفعہ مزید سختی سے سمجھایا۔ خطیب صاحب پھر حضرت کے پاس پہنچ گئے۔ حضرت نے خطیب صاحب کو مشورہ دیا۔ کہ آپ لوگوں کے جذبات سے مت کھیلیں۔ آپ ہی باز آ جائیں۔ لیکن خطیب صاحب نے سہ بارہ ایسا ہی کیا۔ اب کی دفعہ لوگوں نے خطیب صاحب کی خوب خبر لی۔ اور خطیب صاحب شکایت لیے پھر حضرت رحمہ اللہ کے آستانے پر۔

اب کی دفعہ حضرت رحمہ اللہ نے خطیب صاحب کو سمجھانے کے ساتھ ساتھ اُنہیں ایک رقعہ بنام تھانیدار بھی دیا۔ حضرت رحمہ اللہ نے رقعہ میں تھانیدار کو اُن لوگوں کو گرفتار کرنے کو کہا تھا جنہوں نے خطیب صاحب کو زدوکوب کیا تھا۔ حالانکہ یہ لوگ حضرت رحمہ اللہ کے اپنے چاہنے والوں میں سے ہی تھے۔ اور انہوں نے حضرت رحمہ اللہ کی محبت میں ہی ایسا کیا تھا۔ لیکن اس مرد قلندر نے اپنے ہی لوگوں کو گرفتار کروانے کا حکم

ے دیا۔ جب ان لوگوں کو اپنے گھروں پر پولیس کے چھاپوں کا علم ہوا۔ تو وہ علاقہ کے ایم پی اے کے
ہمراہ تھانے پہنچ گئے۔ اور پوچھا کہ ہمیں کیوں گرفتار کرنا چاہتے ہو؟ تو تھانیدار نے حضرت کا رقعہ دکھا دیا۔
یہ لوگ چونکہ حضرت کے شیدائی تھے چنانچہ انہوں نے فوراً کہا کہ ٹھیک ہے۔ اگر حضرت نے خود ہماری
گرفتاری کا حکم فرمایا ہے۔ تو بغیر کسی حیل وحجت کے بسر وچشم حاضر ہیں۔

## ⑥ مسلک وعقیدہ کو ترجیح حاصل ہے نہ کہ ذات کو

ایک مرتبہ غالباً ''چتال'' نامی قصبہ میں حضرت کے زیر انتظام مدارس کی ایک شاخ میں ایک ایسے خطیب صاحب کا تقرر ہوا جو شاید حضرت ؒ سے کچھ ذاتی بغض رکھتے تھے۔ حضرت ؒ جب اس شاخ کے دورے پر تشریف لے گئے۔ تو خطیب صاحب نے حضرت ؒ سے سلام لینا بھی گوارا نہ کیا۔ لوگوں نے حضرت ؒ سے خطیب صاحب کی معزولی کی درخواست کی۔ باوجود اس کے کہ حضرت اس کا حق رکھتے تھے۔ اور خطیب صاحب حضرت ؒ کی طرف سے تنخواہ دار بھی تھے۔ حضرت ؒ نے فرمایا ''ان کو میری ذات سے کوئی گلہ ہے۔ لیکن عقیدۃً تو بہرحال یہ ٹھیک ہیں۔ مسلک وعقیدہ کو ترجیح حاصل ہے نہ کہ ذات کو''۔ چنانچہ حضرت ؒ نے انہیں معزول نہیں فرمایا۔

## ⑦ ذاتی دفاع بھی گوارا نہ کیا

ماہنامہ ''نقیب ختم نبوت'' ملتان (شمارہ جون ۱۹۹۰ء) میں مولانا قاضی شمس الدین صاحب کی طرف سے حضرت ؒ پر ذاتی حملے کیے گئے۔ حضرت کے محبین میں سے ایک بزرگ مخدوم العلماء، حضرت مولانا امین شاہ صاحب مخدوم پور والے، فاضل دیوبند خلیفہ مجاز حضرت مولانا پیر سید خورشید احمد شاہ صاحب (خلیفہ حضرت مدنی) نے اِس کا جواب ضخامت اور متانت کے ساتھ تحریر فرمایا۔ لیکن حضرت نے اس کو صرف اِس لیے شائع کرنے سے منع فرما دیا۔ کہ یہ میری ذات پر حملوں کا جواب ہے۔ اگرچہ حضرت ؒ اپنے دفاع میں اِس ضخیم جواب کی طباعت کا حق رکھتے تھے۔ چنانچہ پھر مولانا امین شاہ صاحب کے اصرار پر ایک چھوٹا سا کتابچہ بنام ''جاہلانہ جسارت'' شائع کیا گیا۔ جس میں محض مقصد کی بات تھی نہ کہ حضرت ؒ کا ذاتی دفاع۔

## مقامِ صدیقیت حضور ﷺ کی قربت کا اظہار ہے

مقامِ صدیقیت حضور خاتم النبیین ﷺ کی قربت کا اظہار ہے۔ اور یہ زندگی کا سنتوں کے مطابق ہونے سے عبارت ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ سے حضرت کی یہ قُربت اُن کی پوری زندگی سے عیاں ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آپ کی پوری زندگی، جو کہ ۹۰ سال پر محیط ہے، سنتوں کی پیروی سے درخشاں وتاباں نظر آتی ہے۔ بطور مثال چند باتیں حسب ذیل ہیں۔

① سرکارِ دو عالمؐ کی پیروی میں حضرت نے ہمیشہ مال ومتاع جمع کرنے سے احتراز کیا۔ اور کوئی ذاتی جائیداد نہیں بنائی۔

② سرورِ دو جہاں کی اتباع میں آپ پر پوری عمر کبھی زکوۃ واجب نہیں ہوئی۔ حالانکہ آپ کا تعلق ایک اعلیٰ زمیندار گھرانے سے تھا مگر آپ فطرتاً نہایت سخی تھے۔

③ رسولِ رحمت کے اسوہ کی اتباع میں، عید کے موقع پر غرباء، یتماء، فقراء اور مساکین کو خصوصی انعام واکرام سے نوازا کرتے تھے

④ حضرت نے کبھی مدرسے یا اپنی تنظیم سے تنخواہ وصول نہیں کی۔

⑤ ہر سال جداگانہ طور پر حضورؐ کے نام کی قربانی دیا کرتے تھے۔

⑥ آپ نے بچیوں کی شادی میں بھی جو بنیادی وصف ملحوظِ خاطر رکھا وہ صرف اور صرف دینداری تھا۔ نکاح اور جہیز کے معاملات بھی مسنون طریق پر انجام پائے۔

⑦ علماء کی دلجوئی فرمایا کرتے تھے۔ سرگودھا کے ایک قاری صاحب نے حضرت کے کسی جاننے والے کا حوالہ دے کر قرض مانگا۔ حضرت نے اعتماد کرتے ہوئے متعلقہ جاننے والے سے تحقیق کیئے بغیر قرض دے دیا۔ جو کہ آج تک ادا نہ کیا گیا۔

⑧ نبی الملاحم کے طریق پر آخری دم تک جہاد کی سرپرستی فرمائی۔ اور مختلف جہادی قافلے خود روانہ فرمائے۔

⑨ نبی اقدسؐ کی پیروی کرتے ہوئے دور دراز دشوار گزار پہاڑی علاقوں میں دین کی تبلیغ اور عقائد کی اصلاح کی خاطر سرگرداں رہے۔

⑩ حضرت کو جب بھی قرض لینے کی حاجت ہوتی تو وہ بھی سنت سمجھ کر لیتے۔ کبھی بھی اپیل نہیں کی۔

⑪ ذکر واذکار کے ساتھ تعلیم وتعلم کے لیے مدارس کی تعمیر وترقی اور ترویج کو ترجیحاً عملی جامہ پہنایا۔

۲۔ ایک دفعہ حضور ﷺ ایک مرتبہ مسجد نبوی میں تشریف لائے۔ تو ذکر اور تعلیم کے دو حلقوں میں سے تعلیم کے حلقے کو پسند فرمایا۔ اور اسی حلقے میں تشریف فرما ہوئے۔

(۱۱) اسی طرح حضور ﷺ نے آخر عمر تک باطل کا رد اور فتنوں کا تعاقب فرمایا۔ مثلاً جیش اسامہ کی روانگی وغیرہ۔ اسی طرح حضرت نے بھی آخر عمر تک باطل کے خلاف اپنے قلم کو مسلسل متحرک رکھا۔ علالت کے دوران بھی حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ اور حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری کے دفاع میں "حق چار یار رضی اللہ عنہم" کے خصوصی نمبر کا اجرا فرمانے والے تھے۔

(۱۲) نبی پاک ﷺ سے حضرت کی یہ صدیقیت والی قربت، وقت ارتحال بھی واضح نظر آتی ہے۔ سیرۃ المصطفیٰ جلد سوم مؤلفہ مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ میں حضور ﷺ کی وفات کی منظر کشی کرتے ہوئے ان امور کی نشاندہی کی گئی ہے۔ آقا کے اِس دیوانے کو بھی کم وبیش ایسی ہی موت نصیب ہوئی۔ مثلاً حضرت کا سوموار کے دن داعی اجل کو لبیک کہنا، سحری کا وقت ہونا، بخار کی شدت کو فرو کرنے کے لیے پیشانی پر پانی سے بھیگی پٹیاں رکھنا، مسواک کے ساتھ وضو کرنا، ذکر واذکار اور یادالٰہی میں لگے رہنا، چہرے کو قبلہ رُخ کرنے کے لیے کہنا، وصال سے چند ساعتیں قبل کلمہ شریف پڑھنا اور پھر آخرکار اپنے خالق حقیقی سے جاملنا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون.

## ایک انوکھی بات

حضرت نے ۹۰ سالہ طویل عمر پائی۔ اِس دوران میں حضرت متعدد مرتبہ شدید بیمار ہوئے۔ اور آخر میں تو حضرت کئی سال تک، ضعف، علالت اور شدید بیماری میں مبتلا رہے مگر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سنت کے مطابق عین آخر میں وصیت کی جس طرح سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عین وفات کے وقت وصیت فرمائی تھی۔ یہ یقیناً عشق صحابہ رضی اللہ عنہم اور وکالتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کا ثمرہ تھا۔ اور پھر یہ صدیقیت کے سرخیل اعظم سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، کہ جن کی قربت رسول کا کوئی ثانی ہو ہی نہیں سکتا، سے بھی ایک گونہ تعلق اور وابستگی کا اظہار ہے۔

## عہد بہ عہد سوانحی خاکہ

حضرت کے عالمانہ، محققانہ، مدبرانہ اور مجاہدانہ دورِ حیات کا مختصر احاطہ مسطورہ ذیل سوانحی خاکہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ یہ خاکہ تاریخی اعتبار سے عہد بہ عہد مرتب کیا گیا ہے۔

① حضرت کی تاریخ ولادت اکتوبر ۱۹۱۴ء مطابق ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ اور مقام ولادت بھیں تحصیل چکوال ہے۔

② ... ابتداء میں اپنے والد سلطان المناظرین حضرت مولانا کرم الدین دبیر سے فارسی کتب سکندر نامہ تک، صرف ونحو کی بعض ابتدائی کتابیں اور کچھ ترجمہ قرآنِ مجید پڑھا۔

③ ... ۱۹۲۴ء میں گورنمنٹ ہائی سکول چکوال سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔

④..... ۱۹۳۰ تا ۱۹۳۳ء تین سال بھیں کے پرائمری سکول میں پڑھایا۔

⑤ ۱۹۳۳ء تا ۱۹۳۴ء اشاعتِ اسلام کالج لاہور سے ماہر تبلیغ کورس پاس کیا۔

⑥ ۱۹۳۶ تا ۱۹۳۷ء دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ ضلع خوشاب سے موقوف علیہ تک پڑھا۔

⑦..... ۱۹۳۸ء میں والد صاحب کے مکتوب بنام حضرت مدنی رحمہ اللہ کی بناء پر علم کے گہوارے دارالعلوم دیوبند کی طرف رختِ سفر باندھ لیا۔ اور والد صاحب کا ایک اور عریضہ بنام حضرت شیخ الادب رحمہ اللہ لے کر شوال ۱۳۵۶ھ دارالعلوم داخل ہوئے۔

⑧ ..... ۱۹۳۸ء مطابق ۱۳۵۶ھ میں جبکہ حضرت دارالعلوم دیوبند میں زیرِ تعلیم تھے۔ آپ کے بھائی مولانا منظور حسین شہید رحمہ اللہ نے خدام الاسلام کے نام سے ایک تحریک شروع کی۔ جو کہ خاکساروں کی عسکری تنظیم کے مقابلہ میں قائم کی گئی تھی۔ اور اِس کا نام آپ کے والد صاحب رحمہ اللہ نے تجویز کیا۔ چنانچہ ستمبر ۱۹۳۹ء میں حضرت اپنے بھائی مولانا منظور حسین کے نام خط میں تحریکِ خدام الاسلام کو منظم کرنے اور اس کی اصلاح کے بارہ میں اپنے موقف کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''خدام الاسلام کی جتنی تعداد ہو چکی ہے۔ اس میں اصلاح کی زیادہ کوشش کرنی چاہیے۔ ظاہری و باطنی حیثیت سے وہ شریعت کے عامل بن جائیں۔ اس کے سوا مسلمان کی کوئی کامیابی نہیں''

[ہفت روزہ ''شاہ مراد'' ۲۸ مارچ ۱۹۹۰]

پھر اسی ستمبر کے مہینے میں ہی حضرت نے دارالعلوم سے واپسی پر خدام الاسلام کے تحت، اپنے بھائی کی معیت میں علاقہ میں تنظیمی دورے شروع کر دیئے۔ مسلمانوں کو عزت دلائی، سکھوں اور ہندوؤں کا بائیکاٹ کروایا، سکھوں سے ٹکر لی اور اُن کی مذہبی جلوس میں رکاوٹ ڈالی۔ باوجود اس کے کہ حضرت کے ساتھ ۴ یا ۵ افراد ہی تھے۔ لیکن انہوں نے جرات سے اُن کے پورے جلوس کو منتشر کر دیا۔

انگریزوں کی اسلام دشمنی سے مسلمانوں کو آگاہ کرتے ہوئے ان میں ایک جذبہ پیدا کیا۔ حضرت کے علاقے ''بھیں'' میں مسلمانوں کی ایک دکان بھی نہ تھی۔ دونوں برادران نے مسلمانوں کی دکانیں کھلوائیں، ہندوؤں کی زمینیں کاشت کرنا چھڑوائیں اور ہر سو ہندوؤں اور سکھوں کا معاشی بائیکاٹ کروایا۔ [ہفت روزہ ''شاہ مراد'' چکوال ۲۵ اپریل ۱۹۹۰ء]

(۹) ستمبر ۱۹۳۹ء، مطابق شعبان ۱۳۵۸ھ میں دارالعلوم دیوبند سے سندِ فراغت حاصل کی۔ اور دورہ حدیث شریف کے سالانہ امتحان میں تیسری پوزیشن حاصل کی۔

شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ علامہ شمس الحق افغانی، مفتی محمد شفیع، علامہ شبیر احمد عثمانی، مولانا قاری محمد طیب صاحب، حضرت شیخ الادب رحمۃ اللہ علیہ مولانا اعزاز علی، اور مولانا میر مبارک شاہ صاحب، سے کسب فیض کیا۔ اور حضرت مولانا اشرف علی تھانوی سے بھی ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ اور اُن کے حلقہ، درس میں بیٹھ کر ملفوظات سنے۔ حضرت خود فرماتے ہیں.....

''بخاری شریف اور ترمذی شریف شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھیں۔ ترمذی شریف دن کو اور بخاری شریف رات کو پڑھاتے تھے۔ درسِ بخاری میں تو حضرت کی روحانیت کا کچھ ایسا اثر محسوس ہوا۔ کہ دل ذھل گئے ترمذی شریف میں حنفیت کے دلائل ہوتے تھے اور بندہ کو تقلید شخصی کے بارے میں شرح صدر حضرت کے درس کے فیضان سے ہی ہوا تھا۔ وللہ الحمد''

[ماہنامہ ''حق چاریار'' فروری ۲۰۰۰ء]

(۱۰) دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے فوراً بعد ستمبر ۱۹۳۹ء میں ہی اپنے وطن موضع بھیں ضلع چکوال میں حضرت کی زندگی کا کٹھن، پُر خطر، صعوبتوں، ابتلاؤں، مشقتوں، تکلیفوں اور آزمائشوں والا دور شروع ہوتا ہے۔ جو کہ آخر دم تک جاری رہا۔ مگر آپ کی شخصیت ہمیشہ قطعاً غیر متزلزل اور غیر مصلحت پسند ثابت ہوئی۔ آپ نے اپنے علاقے کے اردگرد مختلف دشوار گزار پہاڑی راستوں کا سفر پیدل یا گھر اونٹوں پر طے کیا۔ اور اہل علاقہ کو جو کہ رفض و بدعت کی تاریکیوں میں ڈوبے ہوئے تھے۔ قرآن و سنت کے حقیقی نور سے منور فرمایا۔

(۱۱) جون ۱۹۴۱ء میں جبکہ حضرت کی عمر صرف ۲۷ برس تھی۔ آپ کو مع اپنے تین رفقاء کے بیس سال قید بامشقت کی سزا ہوئی۔

(۱۲) چنانچہ ۱۹۴۱ء تا ۱۹۴۹ء آپ اس انگریزی دور حکومت میں، راولپنڈی، جہلم، لاہور اور ملتان کی

جیلوں میں اسیر رہے۔

⑬ ..... اِسی دوران میں ۱۹۴۲ء میں آپ کے بڑے بھائی غازی مولوی منظور حسین شہید ہو گئے۔ پھر والدہ انتقال فرما گئیں اور پھر ۱۷ جولائی ۱۹۴۶ء میں والد صاحب بھی اِس دارِ فانی سے کوچ فرما گئے۔ یہ بہت ہی صبر آزما مراحل تھے۔

⑭ ..... ۱۹۴۹ء میں رہائی کے فوراً بعد بھیں چکوال میں مدرسہ اظہار الاسلام کی بنیاد رکھی۔

⑮ ..... ۲۹ فروری ۱۹۵۲ء میں امدادیہ مسجد پنڈی روڈ چکوال میں شعبہ کتب کے مدرسہ کی بنیاد رکھی۔

⑯ ..... ۱۹۵۳ء کی تحریکِ ختمِ نبوت میں مجاہدانہ کردار ادا کیا۔ اور ردِ مرزائیت میں جہلم میں کی گئی تاریخی تقریر کی بنیاد پر گرفتار ہوئے۔

⑰ ..... ۱۹۵۴ء میں قید و بند کی کلفتیں برداشت کرنے کے بعد سنٹرل جیل ساہیوال سے رہا کر دیئے گئے آپ ختمِ نبوت کے اسیران جیل میں سے رہا ہونے والے آخری شخص تھے۔

⑱ ..... ۲۸ جنوری ۱۹۵۵ء کو امدادیہ مسجد پنڈی روڈ چکوال میں موجود شعبہ کتب کو وسعت دیتے ہوئے جامعہ عربیہ اظہار الاسلام کی بنیاد رکھی۔ جو حضرت کی برکت سے گذشتہ ۵۰ برس سے ابھی تک تشنہ گانِ علم کو سیراب کر رہا ہے۔ اب تک اِس جامعہ کے تحت ۵۰ کے قریب بیرونی شاخیں اور کئی مساجد باطل کی بادِ سموم سے نبرد آزما ہیں۔

⑲ ..... ۱۹۵۵ء میں ہی آپ کل پاکستان جمعیت علماء اسلام ضلع جہلم کے امیر مقرر ہوئے۔ پھر جب ایوبی دور میں جمعیت پر پابندی لگا دی گئی۔ تو آپ نظام العلماء پاکستان ضلع جہلم کے امیر اور مرکزی مجلسِ شوریٰ کے رُکن بنے۔

⑳ ..... ۱۴ جولائی ۱۹۶۰ء کو چکوال میں جامعہ اہل سنت تعلیم النساء قائم کیا۔ جہاں سے اب تک سینکڑوں بچیاں قرآنِ مجید اور شعبہ فاضلات کی اسنادِ فراغت لے چکی ہیں۔

㉑ ..... ۱۹۶۲ء میں جمعیت علماءِ اسلام راولپنڈی ڈویژن کے امیر مقرر ہوئے۔

㉒ ..... ۲۲ جون ۱۹۶۲ء میں حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ پاکستان تشریف لائے تو مماتی فتنہ کے اٹھائے ہوئے قضیہ کے حل کے لیے حضرت قاری صاحب نے راولپنڈی میں حضرت مولانا قاری محمد امین صاحب (فاضل دیوبند) کی مسجد میں جو مشہور تاریخی عبارت مرتب فرمائی۔ اُس مجلس میں اُن کے ہمراہ حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا قاضی

عبداللطیف جہلمی ؒ اور حضرت قاضی صاحب ؒ بذات خود تشریف فرما تھے۔

(23) ۱۹۶۵ء میں جمعیت کے شمالی صوبہ پنجاب کے نائب امیر مقرر ہوئے......

(24) ۱۹۶۹ء میں تحریکِ خدامِ اہل سنت والجماعت کی بنیاد رکھی۔

(25) ۱۹۷۰ء کی دہائی اور اس کے بعد کے عرصہ میں آپ نے بیسوں کتب اور سینکڑوں مقالات ومضامین تالیف فرمائے۔ اور بیش بہا علمی وتحقیقی، تنقیدی واصلاحی کام کیا۔ جس میں اکابرینِ دیوبند کی نہج پر عقائد باطلہ اور فرق باطلہ کی منہ توڑ اور پرزور سرزنش اور گوشمالی کی گئی۔

(26) ۱۹۸۰ء میں دارالعلوم دیوبند کے صد سالہ اجلاس میں خصوصی شرکت فرمائی۔ اور اکابرین کے مزارات پر حاضری کا شرف حاصل کیا۔

(27) ۱۹۸۹ء میں عقائد باطلہ کی تردید اور عقیدہ خلافتِ راشدہ کے پرچار کے لیے لاہور سے ماہنامہ ''حق چار یار'' کا اجرا فرمایا۔

(28) ۱۸ اکتوبر ۱۹۹۸ کو شریف برادران کے دورِ حکومت میں، جبکہ آپ اپنی عمر کے ۸۴ برس گزار چکے تھے، سخت پیرانہ سالی شدید ضعف وعلالت اور جاں گسل نقاہت کے باوجود اس قلندر صفت مردِ مجاہد کو قتل اور دہشت گردی کے ایک جھوٹے مقدمے کی بنیاد پر سنٹرل جیل اڈیالہ راولپنڈی میں محبوس کر دیا گیا۔ لیکن نومبر ۲۰۰۲ء کو آپ اپنے ۴۵ جانثار ساتھیوں سمیت ہائی کورٹ سے باعزت طور پر بری کر دیے گئے۔

(29) ۱۴ جولائی ۲۰۰۱ء میں حضرت کی اہلیہ محترمہ انتقال فرما گئیں۔ حضرت نے خود جنازہ پڑھایا۔ جنازے سے قبل حضرت نے مسلک اہل سنت والجماعت کا معنی ومفہوم سمجھایا۔ اور مزید فرمایا۔ کہ چونکہ ہم سنی ہیں۔ اس لیے چاہے خوشی ہو یا غمی ہمیں بہر حال سنتوں پر عمل پیرا ہونا ہے۔ اور خلافِ سنت تمام امور وعوامل کا لازمی تارک بننا ہے۔

(30) اور پھر آخر کار راہِ حق کا یہ کوہِ گراں، عشقِ رسولؐ سے شادماں، شانِ صحابہؓ کا پاسباں اور مسلکِ حق کا ترجماں، ہجری اعتبار سے ۹۰ برس اور عیسوی اعتبار سے ۹۳ برس تک باطل کی تند وتیز بادِ مخالف سے تادمِ واپسیں مردانہ وار ٹکرانے کے بعد ۲۶ جنوری ۲۰۰۴ء بروز سوموار صبح ۵ بجے بوقت سحری ہمیشہ کے لیے ہماری نظروں سے اوجھل ہو گیا ......

واہ! گل چینِ اجل کیا خوب تھی تیری پسند

پھول وہ توڑا جو ویراں کر گیا سارا چمن

## اکابرین کی تعبیرات پر بلاکم وکاست پختگی

حضرت کی ایک انفرادیت جس کی وجہ سے بہت سے اپنے پرائے تمام عمر حضرت سے نالاں رہے۔ یہ تھی کہ آپ تمام عمر اکابرینِ دیوبند کی تعبیرات، تشریحات اور نظریات پر بلاکم وکاست پختہ رہے۔ حضرت کا یہ اعتماد قطعاً غیر متزلزل تھا۔ آپ اکابرین کے نظریات میں کسی بھی ادنیٰ کمی بیشی کے روادار نہ تھے اور اس کی وجہ اکابرین دیوبند کا قرآن وسنت اور ادلہ شرعیہ پر مبنی وہ مسلک برحق ہے۔ جو ''المہند علی المفند'' کی صورت میں مدون ہوکر ایک تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس حوالے سے حضرت کی پختہ کاری اور جامعیت کا یہ عالم تھا۔ کہ آپ مشاجراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے باب میں اپنے ناقدین کو زبانِ حال سے یہ چیلنج کیا کرتے تھے۔ کہ'' آپ میری کوئی بات ایسی ثابت نہیں کرسکتے جو اکابر کے موقف سے ہٹ کر ہو اور بے حوالہ ہو''

اگر چہ آپ دورِ حاضر کے علماء حق میں انتہائی قابل اعتماد شخصیت تھے مگر پھر بھی آپ اپنے اکابر کے اتنے پختہ پیروکار اور شیدائی تھے کہ دوران تقریر و تحریر قرآن کی کسی آیت کا ترجمہ بھی اپنے پاس سے نہیں فرمایا کرتے تھے۔ بلکہ صرف اکابر کا کیا ہوا ترجمہ ہی کیا کرتے تھے۔ مثلاً ماہنامہ ''حق چار یارؓ'' ''حضرت اکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نمبر میں حضرت قاضی صاحب کا مضمون ملاحظہ فرمائیں تو یہ بات واضح ہوجائے گی۔

## حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سختی اور حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا مسکت جواب

کسی شخص نے حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے روبرو حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اکابرین کے عقیدے اور نظریات کی بابت حد سے زیادہ سختی اور شدت کا گلہ کیا۔ تو حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے طرز عمل کی بہترین ترجمانی کرتے ہوئے نہایت ہی دوراندیش، بصیرت افروز اور مسکت جواب عنائیت فرمایا۔ کہ

''اگر حضرت قاضی صاحب ایسا نہ کرتے تو آدھی دیوبندیت، مودودیت اور بقیہ آدھی خارجیت کا شکار ہوتی۔'' [ماہنامہ حق چار یار حضرت اوکاڑوی نمبر صفحہ ۲۶۸]

## تربیت و پرداخت کا خاص انداز

ضلع چکوال کی اکثریتی آبادی شیعہ ہے۔ اور مسلمانوں اور شیعوں کے خاندانی روابط کچھ اس طرح

ہیں۔کہ کسی کا بھائی شیعہ ہے۔تو بہن سنی ہے۔ماں شیعہ ہے تو باپ سنی ہے۔احکام ومسائل کے بارے میں سنیوں کا سب سے قابل اعتماد واحد مرجع حضرت کی ذاتِ گرامی ہی تھی۔ چنانچہ جن دنوں یہ ناکارہ حضرت کے مرکزی دفتر چکوال میں مقیم اور خدمت پر مامور تھا۔وہاں اکثر اس طرح کے فون آیا کرتے تھے کہ مثلاً ہمارے ہاں فوتگی ہوگئی ہے، مرنے والا شیعہ تھا۔اب کیا ہمارے لیے اُس کا جنازہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ تب حضرت نے خاص انداز سے تربیت فرمائی کہ" دیکھو اس طرح کے معاملات میں ہم اگر شروع میں ہی اُن کو یہ جواب دے دیں کہ شیعہ کافر ہے۔اور کافر کا جنازہ نہیں پڑھایا جاسکتا۔تو لوگ متنفر ہوجائیں گے۔لہٰذا تدبر اور فراست کا تقاضا یہی ہے۔کہ اپنی بات بھی کہہ جائیں یعنی مسئلہ بھی صحیح بتائیں اور لوگ متنفر بھی نہ ہوں۔تو ایسی صورت حال میں آپ خود سائل سے استفسار کریں۔کہ دیکھیں شیعہ کا قرآن، آذان، نماز، روزہ، زکوۃ حج غرض یہ کہ ہر شے ہی سنیوں سے مختلف ہے۔اس لیے سنیوں اور شیعوں کا بھی بھلا کوئی جوڑ ہوسکتا ہے؟ اس انداز سے اگر سمجھائیں تو لوگ بات سمجھ بھی جائیں گے اور متنفر بھی نہیں ہونگے۔

## حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی شفقتیں اور ذرہ نوازیاں

حضرت کا رُعب ودبدبہ اور وجاہت اپنی جگہ، حضرت کی شخصیت میں شفقت افزائی اور ذرہ نوازی کا عنصر بھی بدرجہ اتم موجود تھا۔حضرت نے قراء حضرات کو طلباء کی پٹائی کرنے سے منع فرما رکھا تھا۔ہاں اتنی سی اجازت تھی کہ اگر تربیت کی خاطر کچھ سزا دینی بھی پڑے تو چہرے پر مت ماریں کیونکہ حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔

جو علماء دور دراز سے سفر کر کے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے پاس زیارت وملاقات کے لیے آتے تھے۔حضرت اُن کا عالم ہونے کے ناطے بہت اکرام فرمایا کرتے تھے۔ بلکہ از راہِ شفقت اُنہیں کرایہ بھی عنایت فرمادیا کرتے تھے۔ بہت سے علماء کرام جو حضرت کی زندگی میں ہی وفات پاگئے تھے۔حضرت کی طرف سے باقاعدہ اُن کے پسماندگان کے لیے وظیفہ مقرر تھا۔

بعض طلباء گھر جانے کے بہانے سے چھٹی لے کر پنڈی میں سیر وتفریح کر کے واپس آجاتے تھے۔اس ناکارہ نے بہت دفعہ حضرت سے صحیح صورتحال کے بارے میں عرض کیا۔لیکن اگر طالب علم دوبارہ پھر حضرت سے چھٹی کی درخواست کرتے تو حضرت نہ صرف یہ کہ از راہِ تعطف دوبارہ چھٹی عنایت فرمادیا

کرتے تھے بلکہ گھر آنے جانے کا کرایہ بھی دے دیا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ مخدوم پور سے ایک فقیر صفت شخص آیا۔ اور اُس نے حضرت سے اِسم ذات کا وظیفہ مانگا۔ حضرت نے محض از راہِ شفقت بلا تامل عنایت فرما دیا۔ حالانکہ ان معاملات میں لوگوں کا اپنے ہی خاص لوگوں کے لیے بھی بخیل ہونا بہت معروف امر ہے۔

حضرت اپنے کارکنان کے ساتھ شفقتِ پدری سے پیش آنے میں بہت حریص تھے۔ کارکنوں کی دلجوئی، دیکھ بھال، اُن کی تربیت، مقدمات کی پیروی، جیلوں میں انتظام ضروریات شدیدہ، یہ سب کچھ حضرت خود اپنی نگرانی میں فرمایا کرتے تھے۔ مثلاً شریف برادران کے بنائے ہوئے کیس میں ضروریات حافظ عبدالوحید حنفی اور دیگر کارکنان کو جیل میں بہم پہنچائی جاتی رہی۔ اسی طرح ''بھر پور'' نامی قصبہ والے کیس میں جملہ ۳۲ گرفتار شدگان کے لیے کھانا اور دیگر ضروریات زندگی کی اشیاء ۴، ۵ ماہ تک جیل میں پہنچائی جاتی رہیں۔

اِس ناکارہ کو بھی کافی عرصہ حضرت سے فیوض و برکات سمیٹنے کا موقع ملا۔ حضرت کو انتہائی قریب سے دیکھا۔ عموماً ہوتا یہ ہے۔ کہ ''دور کے ڈھول سہانے'' کے مصداق کسی سے جتنا دور رہیں۔ دل میں اُس کی عزت و مقام اتنا ہی زیادہ راسخ رہتا ہے۔ لیکن جب قریب سے قریب تر آتے چلے جائیں یہ مقام و مرتبہ اس قدر کم ہوتا چلا جاتا ہے۔ لیکن خدا گواہ ہے۔ کہ یہ ناکارہ حضرت کے جتنا قریب ہوا۔ حضرت کی شخصیت کو اتنا ہی زیادہ اعلیٰ و ارفع پایا۔

ایک مرتبہ حضرت بیان فرما رہے تھے۔ کہ بجلی چلی گئی۔ سخت گرمی تھی۔ میں نے چھپ چھپا کر حضرت کو پنکھا جھلنے کی کئی بار کوشش کی۔ لیکن حضرت نے منع فرما دیا۔ حضرت کی شفقت اس ناکارہ کے لیے سرمایہ افتخار ہے۔ یقیناً ہماری حیثیت حضرت جیسے کوہِ گراں کے مقابل ایک ذرہ کی سی ہے۔ بلکہ شاید بذات خود یہ تقابل بھی حضرت کی شان میں گستاخی ہو۔ لیکن پھر بھی حضرت اس ناکارہ کی یہ حیثیت جانتے ہوئے بھی شفقت فرماتے رہے مثلاً حضرت نے احقر کو اپنی مولفہ کتب ''مودودی مذہب'' اور ''علمی محاسبہ'' کی تصحیح اور نظر ثانی کا شرف بخشا۔ مجھ جیسے علم و عمل سے بے بہرہ کے لیے حضرت کا یہ اعتماد کسی قارونی سرمایہ سے کم نہیں۔ اِسی طرح حافظ عبدالوحید حنفی صاحب کو لکھے گئے اپنے ایک مکتوب گرامی میں بھی حضرت نے شفقت بھرے انداز میں اِس ناکارہ کا ذکر فرماتے ہوئے اپنے اعتماد کا اظہار کیا۔

جب راقم چکوال میں موجود مرکزی دفتر میں خدمت پر مامور تھا۔ اس دوران اکثر یہ خیال گزرتا۔

کہ رات کو زیادہ دیر تک بیدار رہا جائے تاکہ اگر کام وغیرہ ہو یا فون آئے تو حضرت کو تکلیف نہ کرنی پڑے۔ لیکن حضرت مشفقانہ انداز میں رات کو جلدی سونے کا فرما دیا کرتے تھے۔

ایک دفعہ رمضان المبارک میں حضرت سے کراچی جانے کے لیے اجازت چاہی تو حضرت نے لکھ کر بھیجا۔ کہ فی الحال کراچی کے حالات ٹھیک نہیں ہیں۔ لہٰذا ابھی سفر مت کریں۔ اور دوسری اہم بات یہ کہ رمضان میں سفر کرنا، رمضان کی برکات سے محرومی کا باعث بنے گا۔

ایک مرتبہ احقر نے حضرت سے ایک وظیفہ پوچھا حضرت نے بتا دیا میں نے درخواست کی کہ حضرت خود اپنے دستِ مبارک سے تحریر فرما دیجیے۔ تو حضرت نے باوجودیکہ سخت علیل تھے خود اپنے دستِ مبارک سے تحریر فرما کر بھجوا دیا۔

چکوال میں اقامت کے دوران میں ایک مرتبہ میں اپنے بڑے برخوردار ۱۲ سالہ محمد احسن کو اوکاڑہ سے اس غرض سے چکوال ساتھ لے آیا۔ کہ حضرت کی خدمت میں رہ کر گھر کے چھوٹے موٹے کام کر دیا کرے گا۔ اِسی دوران عید کے موقع پر حضرت نے محمد احسن کو بوٹ اور کپڑے عنایت فرمائے۔ میں نے درخواست کی۔ کہ حضرت بچے کو لانے کا مقصد محض خدمت تھا۔ اگر بچے کو یہ چیزیں دی گئیں تو اس کے دِل میں کہیں لالچ پیدا نہ ہو جائے۔ تو حضرت نے انتہائی شفقت بھرے انداز میں ایک تحریر لکھ بھیجی کہ ''یہ لالچ کا ذریعہ نہیں بلکہ یہ بچوں کا حق ہے۔ جو اُنہیں ضرور ملنا چاہیے''

الحمد للہ اِس ناکارہ کو فخر ہے۔ کہ اس کی تین نسلوں نے حضرت کی خدمت کا شرف حاصل کیا۔ میرے والد ماجد حضرت مولانا مفتی عطاء اللہ صاحب، میں خود اور میرا بیٹا ہم تینوں کو حاصل یہ شرف ہمارے خاندان کے لیے باعث افتخار ہے۔

غرض حضرت سے وابستہ بہت سی یادوں کے بے حساب انمٹ نقوش دِل و دماغ میں ثبت ہیں۔ لیکن اصل مقصد حضرت کی جامع الصفات والکمالات ہستی کا ذکر کر کے اُن کی مسلکی پختگی، اُن کے زہد و رع، للّٰہیت، مصلحت ناپسندی، وکالتِ صحابہؓ اور حب اہلبیتؓ وغیرہ جیسی مسنون صفات کو عمر بھر اپنے سینے سے لگائے رکھنے کی ترغیب دلانا ہے۔ دعا ہے قسام ازل ہمیں ایسا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم۔

❁❁❁❁

# دل کی باتیں دل ہی میں رہ گئیں

حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب حسینی رحمہ اللہ ☆

حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمہ اللہ حضرت قائد اہل سنت کے پرانے وفادار اور عقیدت مند تھے۔ موصوف حضرت اقدس رحمہ اللہ کے حوالہ سے اپنی یاداشتیں ترتیب رہے رہے تھے کہ وقت مقررہ آن پہنچا اور یوں............

دل کی باتیں دل ہی میں رہ گئیں

حق تعالیٰ مغفرت فرمائیں اور جنت الفردوس نصیب ہو............ [رشیدی]

قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نور اللہ مرقدہ کا سانحہ ارتحال عوام وخواص کے لیے ایک ناقابل تلافی نقصان ہے۔ دنیا ایک ولی کامل، مربی و رہنما سے محروم ہوگئی۔ بلاشبہ آپ اسلاف کا بہترین نمونہ تھے اور مرجع خلائق تھے۔ ہر خاص وعام علماء بھی آپ سے رہنمائی حاصل کرتے تھے۔ مسلک حقہ اہل سنت والجماعت کے لیے آپ ایک سند مانے جاتے تھے۔ چاروں طرف سے علماء تشریف لاتے اور اپنے اپنے اشکالات پیش کرتے لیکن حضرت نور اللہ مرقدہ کے سامنے خاموش ہوکر مطمئن ہوکر جاتے۔ بنیادی مسئلہ پر جس کا تعلق عقیدہ یا عمل سے تھا آپ گہری نظر رکھتے۔

حضرت قاضی صاحب نور اللہ مرقدہ کی مفصل سوانح عمری تو اہل علم واہل ذوق جو ہر فن میں ماہر ہو لکھے گا۔ یہ عاجز چند ٹوٹے پھوٹے الفاظ پیش کر رہا ہے۔ ورنہ ۱۹۶۱ء سے لے کر ۲۰۰۴ء تک تقریباً ۴۳ سال حضرت نور اللہ مرقدہ کے دامن سے وابستہ رہا اگر سب واقعات لکھے جائیں تو ایک کتاب بنتی ہے۔ چند الفاظ لکھ کر اپنا نام حضرت نور اللہ مرقدہ کے خادمین میں لکھوانا چاہتا ہوں تاکہ قیامت میں حضرت نور اللہ مرقدہ کی خادمیت میں جگہ مل جائے اور نئی نسل حضرت نور اللہ مرقدہ سے استفادہ حاصل کرسکے۔

---

☆ بانی جامعہ حنفیہ اشرف العلوم، ہرنولی

اور سینہ کی باتیں صفحۂ قرطاس پر محفوظ ہو جائیں اور نئی نسل کے لیے دعوت و عمل کا کام دیں تا کہ اسلاف کے تذکرے اور ان کے واقعات ارشادات بعد والوں کے لیے اسوہ اور نمونہ بن سکیں۔

## دین کے کام کو ترجیح

پچھلے سالوں میں جب شہر کے سیاسی حضرات نے یہ رائے قائم کی کہ احقر کو ہرنولی شہر کا ناظم بنایا جائے۔ احقر نے ان حضرات کو حضرت نور اللہ مرقدہ سے اجازت کی شرط لگائی کیونکہ مجھے حق الیقین تھا کہ حضرت نور اللہ مرقدہ اجازت نہ دیں گے اور وہ حضرات کہتے تھے کہ ہم چند منٹوں میں حضرت نور اللہ مرقدہ کو قائل کر لیں گے وہ حضرات ایک پانچ رکنی وفد لے کر چکوال حضرت نور اللہ مرقدہ کے پاس پہنچے اور ایک صد افراد کے دستخط بھی لے کر گئے اور اپنے اپنے دلائل پیش کیے کہ اچھے لوگوں کو حکومت پہنچانا چاہیے وغیرہ۔ حضرت نور اللہ مرقدہ نے ایک گھنٹہ دلائل دے کر ان کو لاجواب کیا جس سے وہ واپسی پر حیران تھے کہ ہم نے حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کو قریب سے اب دیکھا ہے۔ یہ تو ہر لحاظ سے جامع مانع شخصیت ہیں اور نیز بندہ کی طرف ایک مکتوب بھی لکھا کیونکہ ان احباب کو حضرت نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں جب گئے تھے میں نے کہا تھا کہ حضرت نور اللہ مرقدہ سے لکھوا کر لانا حضرت نور اللہ مرقدہ نے تحریر فرمایا......

سلام مسنون!

فیصلہ وہی ہے جو فون پر بتلا دیا تھا یعنی (الیکشن میں کھڑا نہیں ہونا) زیادہ آدمیوں کے دستخطوں کی وجہ سے فیصلہ نہیں بدلا جا سکتا یا مدرسہ رکھو اور مولوی محمد یعقوب صاحب کو حسب سابق دین مسلک کا کام کرنے دو یا مدرسہ بند کر دو اور مولوی صاحب کو ممبر بناؤ۔ بہتر ہوگا کہ کسی اور آدمی کو کھڑا کرو اور اس کے لیے کوشش کرو، یہ ممبری وغیرہ کچھ نہیں پہلے ممبروں کا حال کیا ہوا۔ سیاست تو بدلتی رہتی ہے۔ ممبری تو معمولی ہے حکومتوں کا بھی حشر کیا ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو اتباع سنت اور مسلک حق پر قائم رہنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ
۹/ رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ

ہر پہلو پر نظر اور دین کو ہر بات پر مقدم کرنے کے حوالہ سے میں نے یہ ایک واقعہ لکھا ہے۔

## حضرت کی کرامت

جب بندہ نے ۱۹۶۱ء میں ایم بی ہائی سکول کلور کوٹ سے میٹرک پاس کیا اور ۱۹۶۳ء میں چکوال داخلہ کے لیے گیا تو اس وقت کنبہ کے تمام افراد اور شہر کے معززین اور والدین سمیت سب اس عاجز سے سخت ناراض تھے۔ میں چھپ کر بغیر اجازت کے گھر سے نکلا اور حضرت نوراللہ مرقدہ کی خدمت میں مدنی جامع مسجد چکوال میں پہنچا اور اپنے سارے حالات بتلائے تو حضرت نوراللہ مرقدہ نے شفقت کا ہاتھ اس ناکارہ پر رکھا اور فرمایا گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ آپ علم دین سیکھنے کے لیے نکلے ہیں، اللہ آپ کا حامی و ناصر ہے۔ سب راضی ہو جائیں گے۔ جب دو ماہ کے بعد عیدالاضحیٰ کی چھٹیوں پر بندہ نے گھر آنے سے انکار کیا کہ گھر والے روک لیں گے اور پڑھنے نہ دیں گے۔ حضرت نوراللہ مرقدہ نے حکماً کرایہ دے کر فرمایا کہ آپ گھر جائیں سب راضی ہو جائیں گے۔ ایسا ہی ہوا کہ بمع والد گھر کے سب افراد راضی ہو گئے اور چھٹیوں کے بعد سب نے خوشی سے پڑھنے کی اجازت دی یہ میرے حضرت نوراللہ مرقدہ کی کھلی کرامت تھی۔

## مذہبی غیرت وحمیت

ہمارے حضرت نوراللہ مرقدہ مشن میں اتنے مضبوط اور ٹھوس تھے کہ اپنے متعلقین کا غیر مذہب والوں کے پاس پڑھنا بھی گوارہ نہیں کرتے۔ آج ہمارے اندر یہ بڑی کمزوری ہے کہ ہم ظاہری سطح پر پڑھائی دیکھتے ہوئے اپنے بچوں کو داخل کرا دیتے ہیں۔ پڑھائی تو ہو جاتی ہے لیکن عقیدہ نہیں بنتا اور اس کا بڑا نقصان ہوتا ہے۔ اگر عقیدہ بن جائے علم کم بھی ہو تو کامیابی ہے اس پر ہمارے حضرت نوراللہ مرقدہ کی بڑی نظر ہوا کرتی تھی۔

۱۹۶۶ء میں جب یہ عاجز ناکارہ چکوال امتحان دے کر فارغ ہوا تو راولپنڈی مولانا غلام اللہ خان کے پاس دورہ تفسیر کی اجازت طلب کی۔ کیونکہ طلباء میں راولپنڈی کی تفسیر کا بڑا چرچا تھا لیکن حضرت نوراللہ مرقدہ نے منع فرما دیا اور شیخ الحدیث والتفسیر حضرت درخواستی نوراللہ مرقدہ کے پاس جانے کا فرمایا۔ ساتھ ساتھ سفارش نامہ بھی لکھا۔ یہ عاجز ناکارہ مخزن العلوم پہنچا سفارش نامہ دکھلایا، حضرت درخواستی نوراللہ مرقدہ نے فوراً داخل کر لیا اور شفقت فرمائی کیونکہ جہلم و چکوال سے جو طلباء دورہ تفسیر کے لیے جاتے حضرت درخواستی ان سے بڑی محبت فرماتے۔ یہ صرف حضرت جہلمی نوراللہ مرقدہ اور حضرت قاضی صاحب نوراللہ مرقدہ سے تسلی کی بنا پر تھا اور یہ دونوں حضرات بھی حضرت درخواستی نوراللہ مرقدہ

سے بڑی محبت واحترام کرتے تھے۔ اس طریقہ سے حضرت قاضی صاحب نور اللہ مرقدہ سے مجھے ایک فتنہ سے بچالیا۔

## حضرت کی سرپرستی

۱۹۶۹ء میں تحریک خدام اہل سنت کی بنیاد رکھی گئی، حضرت نور اللہ مرقدہ کچھ وجوہات کی بنا پر جس کا تذکرہ دوسرے حضرات کریں گے۔ جمعیت علماء اسلام سے علیحدہ ہوگئے اور ان دنوں میں حضرت نور اللہ مرقدہ نے جامعہ حنفیہ اشرف العلوم ہرنولی میں اس عاجز کو کام کرنے کا حکم دیا۔ نئے سرے سے بنیاد رکھی گئی۔

حضرت نور اللہ مرقدہ خود سرپرست مقرر ہوئے دورہ حدیث نہ ہونے کی وجہ سے حکم فرمایا۔ مقصد دین کا کام کرنا ہے۔ اللہ رب العزت موقع دیتا ہے۔ دورہ حدیث بھی ہو جائے گا۔ ۱۹۶۵ء میں ہرنولی کی مرکزی عیدگاہ میں عید پڑھانے کا موقع اللہ رب العزت سے حضرت نور اللہ مرقدہ کی دعا سے دیا۔ اب تک بفضلہ تعالیٰ عیدگاہ خطابت اس عاجز ناکارہ کے ذمہ ہے۔

پھر اللہ رب العزت کے فضل اور حضرت نور اللہ مرقدہ کی دعا سے دورہ حدیث بھی ہوا۔ وفاق المدارس کا امتحان بھی ہوا اور اب تک جامعہ حنفیہ اشرف العلوم کا انتظام واہتمام وخادمیت اس عاجز کے ذمہ ہے۔ جب بھی کوئی حالات واقعات پیش ہوئے۔ حضرت نور اللہ مرقدہ کی طرف رجوع کیا۔ مشورہ لیا، دعا کرائی اور وظیفہ حاصل کیا۔ مشکل سے مشکل کام بفضلہ تعالیٰ حل ہوگیا۔ یہ حضرت نور اللہ مرقدہ کی دعا کا اثر اور کرامات ہیں۔

آہ! دل کی باتیں دل ہی میں رہ گئیں

### حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا......

سنی علمائے اسلام خواہ کسی جمعیۃ اور جماعت سے تعلق رکھتے ہیں ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ مروّجہ جمہوریت کے تصور سے بالاتر ہو کر اسلامی نظامِ حکومت کے لیے جدوجہد کریں اور وہ کتاب وسنت کے ساتھ قرآن کی موعودہ خلافتِ راشدہ کی پیروی کی بھی قوم کی دعوت دیں اور اسی بنیاد پر سیاسی میدان میں قدم رکھیں۔ [ماہنامہ حق چاریارؓ، ص۹ دسمبر ۱۹۹۱ء]

# محبتوں کا تاج محل

مولانا محمد الیاس صاحب گھمن ☆

سمجھ میں نہیں آ رہا، انہیں کیا کہہ کر مخاطب کروں۔ بلاشبہ وہ دین کا درد سینے میں لیے مسلم نوجوانوں
کے سرپرست تھے۔ بے شک وہ گناہوں میں ڈوبے ہوؤں کے لیے رشد و ہدایت کا روشن مینارہ تھے، بلا
ریب وہ اس راہ کا سنگ میل تھے جسے محبوب حقیقی کا قصد کیے ہوئے راہروانِ باصفا طے کیے جا رہے ہیں،
یقیناً وہ اس دور کے وہ چراغ مصطفوی ﷺ تھے جو ازل سے تا امروز شرار بولہبی سے ستیزہ کار رہا ہے، مانا
ہوں وہ تقدیس مذہب و ملت کے لیے ہر دور میں جبر کی آندھیوں کے سامنے استقامت کا وہ کوہِ گراں بن
کر رہے کہ بڑے سے بڑا جابر وقت ان سے ٹکرا کر پاش پاش ہوتا گیا، کون سا فتنہ ہے جس کے آگے
انہوں نے سدِ سکندری کھڑی نہ کی، مگر یہ تو آپ کی شخصیت کے وہ پہلو ہیں کہ اعداء کو بھی ان کے اقرار
سے مفر نہیں، میرے لیے وہ ان سب سے بڑھ کر ایک شفیق ترین باپ بھی تھے اور مخلص ترین مربی بھی۔

انہوں نے میرا ہاتھ اس وقت تھاما، جب سب اپنے بھی ہاتھ چھڑا لیتے ہیں اور پرانے تعلق اور دیرینہ
رفاقتوں والے نام تک بھول جاتے ہیں، جیسے مٹی کے تیل میں مٹی کا نام تک نہیں ہوتا۔

۱۹۹۶ء میں جب مجھے کمشنر سرگودھا، آنجہانی تجمل عباس کے جھوٹے مقدمہ قتل میں ملوث کیا گیا تو
حضرت رحمۃ اللہ علیہ ہی تھے جو آگے آئے اور مجھ پر اتنی شفقت فرمائی کہ شاید کوئی سگا باپ بھی نہ کر سکے۔ میرا
ایمان ہے کہ اس کیس سے (بظاہر عالم اسباب میں ناممکن) باعزت رہائی میں میرے مالک کریم کے
لطف و کرم کے ساتھ ساتھ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مربیانہ توجہات اور پدرانہ بے لوث کاوشوں اور
آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نالہ ہائے نیم شب کا بھی دخل ہے۔

---

☆ سرپرست مرکز اہل سنت و جماعت ۸۷ جنوبی لاہور روڈ، سرگودھا

یہاں پر ملحوظ رہے کہ اس کیس میں میری نامزدگی، گرفتاری اور بعدازاں رہائی تک حضرت ؒ سے بالمشافہ یا ٹیلی فونک ملاقات تک نہ تھی۔ صرف غائبانہ تعارف تھا۔ دوم یہ کہ ہر چند میرا کبھی بھی سپاہ صحابہؓ کے ساتھ جماعتی تعلق نہیں رہا مگر یہ کیس بوجوہ سپاہ صحابہؓ کے حوالے سے ہی تھا اور سپاہ والوں کے خدام اہل سنت سے صرف تنظیمی اور ترتیبی (نہ کہ نظریاتی) اختلاف کے باوجود، اس پرآشوب دور میں بھی حضرت ؒ نے جس انداز میں میرے ساتھ تعاون فرمایا، باوجودیکہ یہ تمام معاملات مابینی و بینہ و بین اللہ ہیں، مگر اتنا ضرور کہوں گا کہ حضرت ؒ کے بعد ان کی کوئی مثال نظر نہیں پڑتی۔

۲۰۰۲ء میں جیل سے رہائی کے بعد جب میں پہلی مرتبہ حضرت ؒ کی زیارت کے لیے حاضر ہوا۔ بغیر اطلاع دیے اور بغیر وقت لیے ہی حضرت ؒ کے ہاں جا پہنچا۔ ناظم دفتر عبدالوحید حنفی سے عرض مدعا کیا۔ انہوں نے جب حضرت ؒ کو اطلاع کی تو حضرت ؒ نے فوراً شرف باز یابی بخشا، بڑی دیر تک محبت سے گفتگو فرماتے رہے اور جب تک میں خود نہ اُٹھا حضرت ؒ نے چلے جانے کا اشارہ تک نہ فرمایا۔

حضرت کی ان محبتوں اور شفقتوں کو نہ صرف دنیا میں اپنے لیے مایۂ صد افتخار سمجھتا ہوں بلکہ "فاؤلئک مع الذین" کے پیش نظر حشر میں بھی نجاتِ دائمی کا سبب گردانتا ہوں۔

بلاشبہ حضرت ؒ سے فیض کے اتنے چشمے پھوٹے کہ شاید ہمالہ کے سلسلہ ہائے کوہ سے اتنے رواں نہ ہوئے ہوں گے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ حضرت ؒ کے صاحبزادے مولانا ظہور الحسین دامت برکاتہم مرکزی امیر خدام اہل سنۃ والجماعۃ کی حفاظت فرمائیں اور انہیں حضرت ؒ کے نقشِ قدم پر چلاتے ہوئے "والذین امنوا واتبعتھم ذریتھم بایمان الحقنا بھم ذریتھم" کا مصداق بنا دیں۔ آمین

آخر میں پھر کہوں گا کہ جہاں میری عقیدتوں کا محور میرے حضرت ؒ تھے، اُس سے کہیں فزوں تر وہ میری محبتوں کا تاج محل تھے۔

**وللناس فیما یعشقون مذاھب.**

❀❀❀❀

# اعلیٰ روحانی نسبتوں کے حامل

مولانا محمد زاہد صاحب ☆

بہت بچپن کی بات ہے میں نے اپنے گھر میں ''آفتاب ہدایت'' نامی ایک کتاب دیکھی تھی، اس کتاب میں اہل رفض کے ساتھ اختلافی مسائل میں اہل السنت والجماعت کا نقطۂ نظر بڑے مدلل انداز میں بیان کیا گیا تھا۔ اسلوب بیان طعن و دشنام آمیز کی بجائے ناصحانہ تھا، زبان و بیان میں وضوح اور سادگی تھی اس زمانے میں اس کتاب اور اس کے مصنف سے ایک خاص لگاؤ پیدا ہو گیا تھا، جب مزید کچھ شعور بڑھا تو ایک بزرگ شخصیت یادگار سلف حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کا نام نامی کانوں میں پڑنے لگا اور پتہ چلا کہ رد رفض اور عظمت صحابہؓ آپ کا خاص موضوع ہے اور یہ کہ مذکور کتاب موصوف کے والد گرامی کی ہے، یہ حضرت قاضی صاحبؒ سے راقم الحروف کی ابتدائی غائبانہ شناسائی تھی۔

حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے شاگرد رشید اور خلیفہ مجاز تھے، آپ کو اخلاص وللّٰہیت اور غیرت وحمیت اپنے علمی و روحانی شیخ سے ورثے میں ملی تھی چنانچہ کئی مرتبہ کلمۂ حق کہنے کی پاداش میں قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں اس طرح اپنے شیخ کی طرح سنت یوسفی پر عمل پیرا ہونے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔

آپ کی زندگی کا بیشتر حصہ عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم و اہل بیت رضی اللہ عنہم کے بیان و اشاعت میں گزرا، شیعہ اور سنی مسلک صدیوں سے موجود ہیں، ان میں اگرچہ صرف عملی اور جزوی اختلافات نہیں بلکہ اصولی اختلافات ہیں، تاہم کسی بھی مسلک کو بالکلیہ ختم نہیں کیا جا سکتا، دو کام ایسے ہیں اگر ان پر صحیح معنی میں عمل ہو جائے تو ان اختلافات کے باوجود دونوں مسلک بقائے باہمی کے انداز میں رہ سکتے ہیں، ایک تو یہ کہ ہر مسلک کو اپنے اپنے عقیدہ و مذہب کے مطابق عبادت کرنے کی اجازت ہو، لیکن یہ عبادت راستوں اور چوراہوں کی بجائے عبادت خانوں میں ہی ہو اور دوسرا یہ کہ ایک دوسرے کے

---

☆ استاذ الحدیث جامعہ امدادیہ فیصل آباد

بزرگوں اور اسلاف کے بارے میں سب وشتم اور توہین آمیز انداز بیان سے گریز کیا جائے۔ اہل بیت رضی اللہ عنہم کی محبت وعظمت بھی اسی طرح ہمارے ایمان کا جزو ہے جیسے دیگر صحابہ کرام، خلفاء راشدین اور امہات المؤمنین رضی اللہ عنہم کی، اس لئے کوئی سنی اہل بیتؓ کے بارے میں کوئی نازیبا بات کہنے کا تصور نہیں کر سکتا، دوسرا فریق بھی اس معاملے میں احتیاط کا پہلو اختیار کرلے۔ یہ دو کام اگر ہو جائیں تو دونوں مسلکوں کے درمیان شدید تنازعات کا جو سلسلہ ہمارے ملک میں چلتا رہتا ہے اس سے کافی حد تک بچاؤ ہو سکتا ہے۔ حضرت قاضی صاحب قدس اللہ سرہ نے رافضیت کے بارے میں عملی جدوجہد کو غیر ضروری جذباتی نعروں اور ملکی سطح کے فرقہ وارانہ ہیجان وقتل وغارت گری تک نہیں پہنچنے دیا۔

ایسا دینی کام جس میں کسی غلط نقطۂ نظر کی تردید بھی کرنا پڑے اس میں عموماً تین قسم کی بے اعتدالیاں ہو جاتی ہیں، ایک تو یہ کہ کسی خاص گروہ یا مسلک کے خلاف طبیعت میں ایسی ضد پیدا ہو جاتی ہے کہ اس کے خلاف جو بات بھی کی جائے درست معلوم ہوتی ہے خواہ وہ خود اپنے اسلاف کے نقطۂ نظر کے خلاف کیوں نہ ہو، دوسرے یہ کہ اس طرح کی محنت کو، خواہ کتنا ہی خلوص کے ساتھ ہو، ایسا رنگ دے دیا جاتا ہے جس سے ہلا گلا اور شور شرابا تو خوب ہوتا ہے لیکن آخر میں جب نفع ونقصان کا حساب کرنے بیٹھیں تو پتہ چلتا ہے کہ اتنی محنت وقربانی کے باوجود کچھ حاصل نہیں کر پائے، تیسرے بعض لوگوں کو غیر ضروری ''مصلحت پسندی'' کا عارضہ لاحق ہو جایا کرتا ہے حضرت قاضی صاحبؒ کی جدوجہد بظاہر ان تینوں بے اعتدالیوں سے مبرّا تھی۔

آپ نے عمر کا زیادہ حصہ اگرچہ زیادہ تر رفض وتشیع کی تردید میں صرف کیا، لیکن آپ کی اس ساری سعی وکوشش کی عمارت محض ایک فرقے سے نفرت کے منفی جذبے پر استوار نہیں تھی بلکہ اس کی جڑیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، خلفاء راشدین، امہات المؤمنین، اہل بیتؓ کی محبت اور اہل السنت والجماعت کے متوارث ومتواتر عقیدے کے ساتھ بے پناہ لگاؤ اور تعلق سے پھوٹتی تھیں، آپ کو کسی سے نفرت وبغض بھی تھا تو اس کا منشا بھی یہی محبت تھی، اس لئے آپ کے ہاں ایسا نہیں تھا کہ رافضیت کے خلاف جو بات بھی کہی جائے اسے خوش آمدید کہا جائے۔ بلکہ آپ ہر ایسی بات کو قرآن وسنت اور عقیدۂ سلف کی کسوٹی پر پرکھتے تھے، اگر وہ بات اس معیار پر پوری نہ اترتی، اگرچہ وہ رافضیت کی ردّ سے جذبے سے کہی گئی ہوتی آپ صرف یہ نہیں کہ اسے قبول نہ فرماتے بلکہ اس کی مکمل ومدلل تردید فرماتے، اس لئے کہ آپ کا مطمح نظر محض کسی فرقے کی تردید کی بجائے وہ صراط مستقیم اور راہ اعتدال تھی جس پر امت کا سواد اعظم عہد رسالت

مآب ﷺ سے آج تک چلا آ رہا ہے، اس راہِ اعتدال سے اگر رافضیت کی تردید ہٹتی ہے تو وہ بھی اسی طرح غلط ہے جس طرح خود رافضیت۔ چنانچہ جب بعض حضرات کی طرف سے ایسی تحریریں سامنے آئیں جن سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کا وہ مقام و مرتبہ سامنے نہیں آ رہا تھا جس کا سوادِ اعظم قائل رہا ہے تو اگرچہ وہ تحریریں اپنے ہی مسلک کے حضرات کی تھیں پھر بھی آپ نے ان کی تردید پر پورا زورِ تحقیق و بیان صرف فرمایا۔

اسی طرح آپ میں بے جا ''مصلحت پسندی'' نام کی کوئی چیز نہیں تھی، اس لئے جس سے بھی جو بات ایسی سرزد ہوتی جسے آپ خلافِ حق یا خلافِ صواب سمجھتے، کہنے والا اپنا ہوتا یا پرایا، اس پر بے لاگ تبصرہ فرماتے، چنانچہ آپ کی سرپرستی میں نکلنے والا ماہنامہ ''حق چار یار رضی اللہ عنہم'' اسی مقصد کے لیے وقف تھا، ہوسکتا ہے کہ بعض مواقع پر بعض اہل فکر کو آپ کے اسلوب سے اختلاف بھی ہو جاتا ہو لیکن اس بات کی گواہی شاید آپ کے کٹر مخالف بھی دینے پر مجبور ہوں گے کہ آپ کے قول اور ضمیر میں فاصلہ نہیں تھا، آپ نے جو کچھ کہا اور لکھا وہ اپنے ضمیر کی آواز پر کہا اور لکھا، اس میں کسی ذاتی مفاد کا کوئی عنصر نہیں تھا۔

حضرت قاضی صاحبؒ کی وفات سے صرف بہت بڑا خلاء پیدا نہیں ہوا بلکہ ایک عہد کا خاتمہ ہوا ہے، آپ پاکستان میں شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ کے غالباً آخری خلیفہ تھے، ایسے لوگوں کا وجود اب عنقا ہوتا چلا جا رہا ہے جو باطل نظریات کے خلاف سینہ سپر ہونے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ روحانی نسبتوں کے حامل اور ذوقِ ذکر و عبادت سے آشنا ہوں۔ جن کی ذاتی زندگی اتباعِ سنت، اخلاص و للّٰہیت، رجوع و انابت الی اللہ، اخلاقِ نبوت میں بزرگانِ سلف کا نمونہ ہو، بہر حال حق تعالیٰ ہر نعمت کا بدل پیدا کرنے پر قادر ہیں، ان کی رحمت سے کبھی مایوس بھی نہیں ہونا چاہیے۔

حضور اقدس ﷺ نے ایک دعا تعلیم فرمائی ہے، '' اذا اردت بقوم فتنة فتوفنی الیک غیر مفتون'' یعنی اے اللہ جب کسی قوم پر آپ فتنہ نازل کرنے والے ہوں تو مجھے فتنے میں ڈالے بغیر ہی اپنے پاس بلا لینا، جب بھی کسی بزرگ شخصیت کا انتقال ہوتا ہے تو ڈر سا محسوس ہونے لگتا ہے کہ ان کے حق میں کہیں یہ دعا قبول نہ ہو گئی ہو اور کہیں ان کی وفات کسی طرح کے فتنے کا پیش خیمہ نہ ہو، آج کل جس طرح ملک کا وقار، سالمیت اور اس کے اہم مفادات و اثاثے خطرات میں گھرے ہوئے ہیں اس کے پیش نظر بہت کثرت اور تضرع کے ساتھ دعاء کی ضرورت ہے'' اللھم لاتحرمنا اجرہ ولا تفتنا بعدہ''

حق تعالیٰ حضرتؒ کی مساعی و حسنات کو قبول فرمائیں اور سیئات سے درگزر کر کے کروٹ کروٹ قبر میں آرام و راحت نصیب فرمائیں۔ [بشکریہ ماہنامہ الصیانہ، لاہور]

# علم وعمل کا مجسم نمونہ

مولانا عبدالقیوم حقانی ☆

ممتاز عالم دین، یادگار اسلاف، وکیلِ صحابہؓ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب خلیفۂ اجل حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ بھی ۲۶ جنوری کی صبح کو چکوال میں انتقال فرما گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

حضرت قاضی صاحب صبر ورضا کے پیکر اور علم وعمل کا مجسم نمونہ تھے۔ انہوں نے پوری زندگی قرآن وسنت کی تدریس، تبلیغ اور اعلائے کلمۃ الحق میں گزار دی۔ وہ یقیناً اپنے اسلاف کا نمونہ تھے۔ وہ اسلاف جن کا شمار ہندوستان کی تاریخ میں ایک مرکزی حیثیت کا حامل ہے۔ جن کے دم قدم سے قافلہ اہل جنوں ہر دور میں دینِ حقہ کا علم بردار بن کر طاغوتی طاقتوں کے خلاف نبرد آزما رہا اور جور وجفا کی انتہا جن کے پائے استقلال میں کبھی لغزش پیدا نہ کر سکی۔

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مجھ گناہ گار کا بھی طویل عرصہ تک تعلق رہا۔ کون سا واقعہ بیان کروں اور کسے فراموش کروں کہ ہر واقعہ ان کی عظمت کی بین دلیل ہے۔ گو میں نے باضابطہ طور پر حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی کتاب نہیں پڑھی، مجھے ان سے تلمذ کی نسبت حاصل نہیں رہی، لیکن میں نے آغازِ تدریس وتحریر اور افتاء کا کام ان کے زیر سایہ کیا۔

مجھے ان کی علمی زندگی سے مسلسل جو درس ملتا رہا۔ شاید اس کی تفصیل کے لیے ایک مستقل کتاب ہی کی ضرورت ہو، ان کا اخلاص، جود وکرم، نظر کی غیر معمولی بلندیاں، اصاغر نوازی اور مہربانیاں میری زندگی کے روشن چراغ ہیں۔ اب بھی تنہائی میں جب ان کے حسنِ سلوک اور ان کی ہمت افزائیوں کے واقعات سوچتا ہوں، تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مجھ گناہ گار سے جو دینی خدمت ہو رہی ہے۔ وہ محض والدہ مرحومہ کی دعاؤں اپنے اکابر، اساتذہ ومشائخ اور حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فیض نظر کا صدقہ ہے۔ ایک

---

☆ مہتمم جامعہ ابوہریرہ، خالق آباد، نوشہرہ۔

دفعہ فرمایا حقانی صاحب! میں نے سنا ہے کہ تم لکھنے پڑھنے کا خاص ذوق رکھتے ہوں، مضمون لکھا کرو، حیران تھا کہ حضرت تک یہ اطلاع کس نے پہنچائی ہے۔ تسلیم کے سوا چارہ ہی کیا تھا، تو میں نے تحریری زندگی کی بسم اللہ حضرت کے حکم پر ایک مضمون بعنوان ''طلاق ثلاثہ'' لکھا۔ حضرتؒ نے فرمایا آغاز کار طلاق ثلاثہ سے کوئی نیک فال نہیں ہے، ''خلافت راشدہ'' پر لکھو۔ چنانچہ خلافت راشدہ پر لکھا، جو ماہنامہ الحق میں شائع ہوا۔ خود حضرت قاضی صاحبؒ نے اپنی قلم سے تصحیح فرمائی، پھر طلاق ثلاثہ والا مضمون بھی روزنامہ جنگ اور پھر ماہنامہ الحق میں بھی شائع ہوا۔

یہی پہلے مقالے تھے، جو حضرت قاضی صاحبؒ کے ارشادگرامی کی تعمیل میں لکھے گئے، پھر تحریر کے ساتھ ایسا رشتہ قائم ہوا کہ آج الحمدللہ گناہ گار کی ۵۶ سے زائد کتب شائع ہو چکی ہیں۔ اور ایڈیشن کے ایڈیشن بحمداللہ نکل چکے ہیں۔ احقر دو سال تک قاضی صاحبؒ کی مدنی مسجد میں درس و تدریس کے علاوہ حضرت کی عدم موجودگی میں جمعہ کی خطابت، جمعرات کا درس اور حضرتؒ کی معیت میں ضلع بھر کے چھوٹے بڑے اجتماعات سے خطاب بھی کرتا رہا اور حضرتؒ کی توجہ سے بھرپور تربیت حاصل ہوتی رہی۔ حضرت قاضی صاحبؒ کی زندگی کا سب سے اہم کام اپنے اکابر کے عقیدے کی ترویج و اشاعت، ناموسِ صحابہؓ اور حق کا دفاع تھا، جو انہوں نے انتہائی مشکل اور نامساعد حالات میں بھی بڑی کامیابی کے ساتھ سرانجام دیا۔ انہوں نے ہر تکلیف برداشت کی۔ ہر غم اپنایا، اپنوں کی ناراضگی بھی برداشت کی، لیکن فروغ حق کے مشن اور صحیح عقیدے پر آنچ نہیں آنے دی۔ خصوصاً صحابہ کرامؓ کی شان کے خلاف چلنے والی زبان اور قلم کو انہوں نے لگام ڈالی۔

وہ جانتے تھے کہ نبوت اور امت کے درمیان وسیلہ اور رابطہ صحابہؓ ہی کی جماعت ہے، اگر یہی جماعت مشکوک قرار دے دی گئی تو نبوت کی ساری عمارت زمین بوس ہو جائے گی۔ انہوں نے اپنے لئے خود ایک مشکل راہ چن لی تھی اور بڑے حوصلہ کے ساتھ ساری زندگی اس راہ پر چلتے رہے۔ فقر و غربت کے باوجود سخاوت ان کا طرۂ امتیاز رہا۔ علماء اور طلبہ علوم نبوت کے قدردان تھے۔ سیاسی زعماء اور بڑے بڑے لیڈروں سے ہمیشہ بے اعتنائی برتی۔ میں نے ایک دفعہ انہیں اپنے علاقے کی دعوت دی، جو انہوں نے فوراً قبول فرمائی۔ ہم اکٹھے ڈیرہ اسماعیل خان کلاچی، چودھوان اور لکی مروت گئے۔ ہفتے بھر کا یہ سفر اور اس کے تجربات و مشاہدات میرے لیے بالکل نیا تجربہ تھا۔ حضرت کا کھانا پینا بہت معمولی ہوتا تھا۔
یہ غالباً اپریل ۱۹۸۰ء کا زمانہ تھا۔ حضرت مولانا عبداللطیف جہلمی بھی شریک سفر تھے۔ دن کہیں

رات کہیں چھوٹی چھوٹی بستیوں میں قیام رہتا۔ وعظ کی مجلسیں منعقد ہوتیں۔ میں نے ان کی تقریریں سنیں، ان کی تحریریں پڑھیں۔ حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے انتہائی فقر و فاقہ کی زندگی بسر کی۔ ان کی زندگی ایک کھلی داستان ہے، جو بیان کی جائے تو صفحات نہیں کتابیں بھی متحمل نہیں۔ حضرت قاضی صاحبؒ جیسے لوگ صرف پیدا ہوتے ہیں، مرتے نہیں کیونکہ ان کا مشن مؤقف، کردار، قربانی وایثار اور عمل سے بھرپور زندگی انہیں زندہ رکھتی ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ان کی زندگی کے روشن نقوش سے اپنے مستقبل کا تعین کریں۔ اللہ کریم حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے، ان کے درجات بلند فرمائے، سیئات سے درگزر فرمائے۔

[بشکریہ ماہنامہ القاسم، نوشہرہ]

❀❀❀❀

## جنگ جمل وصفین میں اہل سنت کا عقیدہ

حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ لکھتے ہیں......

جمہور اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ جنگِ جمل وصفین میں قرآن کے چوتھے موعودہ خلیفہ راشد حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ حق وصواب پر تھے اور گو فریق ثانی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی رائے بھی بوجہ مجتہد صحابی ہونے کے حق کے دائرہ میں تھی لیکن اس قضیہ میں ان سے اجتہادی غلطی ہوگئی اور اجتہادی غلطی قابل مذمت امر نہیں ہے کیونکہ اس پر حسب حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ایک اجر ملتا ہے۔ [کشف خارجیت ص ۱۸]

# فنا فی الصحابہ اور فنا فی الشیخ رحمۃ اللہ علیہ

✍ مولانا قاری محمد اسحٰق صاحب ☆

بندہ کو ۱۹۸۸ء میں شیخ العرب والعجم حضرت اقدس مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین مرجع الخلائق حضرت اقدس مولانا محمد اسعد صاحب دامت برکاتہم سے بیعت ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس کے ڈیڑھ دو سال بعد حضرت اقدس لاہور جامعہ مدنیہ تشریف لائے۔ بندہ زیارت و ملاقات کے لیے حاضر ہوا، اپنے حالات بتائے۔ حضرت اقدس نے حضرت قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے کا فرمایا۔ بندہ حضرت کے حکم کے مطابق سال میں تین چار مرتبہ حاضر ہوتا رہا۔ حضرت اقدس قاضی صاحب نور اللہ مرقدہ بہت خوشی کا اظہار فرماتے اور ہمیشہ شفقت و محبت کا معاملہ فرماتے۔

اس وقت حضرت قاضی سے متعلق دو باتیں ذہن میں آ رہی ہیں کہ حضرت قاضی صاحب فنا فی الصحابہ رضی اللہ عنہم اور فنا فی الشیخ تھے۔ جو حضرات حضرت قاضی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے ہیں۔ انہوں نے یہ دیکھا اور محسوس کیا ہوگا کہ مسجد اور دفتر وغیرہ میں جہاں صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق لکھے ہوئے چارٹ چسپاں ہیں۔ ساتھ ہی شیخ الاسلام حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ کے چارٹ بھی چسپاں ہیں۔ بندہ جب پہلی مرتبہ حضرت قاضی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اپنے معمولات کے متعلق عرض کیا تو اس پر پابندی اور محنت کا فرمایا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم سے متعلق حضرت قاضی صاحب کا مختصر سا فرمان ''جو صحابہ رضی اللہ عنہ کا نہیں وہ ہمارا نہیں۔ جو صحابہ رضی اللہ عنہ کا دشمن، ہمارا دشمن ہے'' صحابہؓ میں فنائیت کا پتا دیتا ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم سے متعلق ماہانہ رسالہ کا نام حق چار یار رضی اللہ عنہم تجویز فرمایا۔ تحریر و تقریر میں صحابہ کرامؓ کا دفاع مقصد ہوتا، آپ کی خصوصیت ہے کہ بیک وقت رافضیت اور خارجیت کے خلاف کام کیا اور کسی موقع پر بھی کسی ایسی شخصیت کا سہارا نہیں لیا جس کا کسی طرح بھی کسی باطل تحریک و جماعت سے تعلق ہو۔

---

☆ صدر مدرس شعبہ تحفیظ القرآن جامعہ خیر المدارس، ملتان

## صحابہؓ سے عقیدت کی انتہاء

۲۰۰۲ء اپریل میں ''خدمات دارالعلوم دیوبند کانفرنس'' پشاور میں ہوئی۔ اس میں شرکت کے لیے بندہ حضرت مولانا رشید میاں صاحب زیدمجدہم کی محبت کی بدولت قافلہ مدنی میں شامل ہوگیا۔ جو اس کانفرنس کے روح رواں مخدوم العلماء حضرت اقدس مولانا اسعد مدنی صاحب دامت برکاتہم کی قیادت میں روانہ ہوا۔ جہاز سے جانا تھا ائیر پورٹ پہنچ کر معلوم ہوا پشاور جانے والی پرواز منسوخ ہے۔ حق تعالی محترم رشید میاں صاحب کو اپنی شایانِ شان جزاء خیر نصیب فرمادیں۔ پرواز منسوخ ہونے پر پھر کوشش کی کہ دو گاڑی والوں کو تیار کیا جائے جو اس قافلہ کو پشاور لے جائے۔ جب بائی روڈ جانا طے ہوا تو حضرت اقدس نے رشید میاں کو کہا کہ حضرت قاضی صاحب سے بھی ملتے جائیں۔ رشید میاں نے کہا ٹھیک ہے۔ ایک دو ساتھیوں نے کہا کہ حالات ٹھیک نہیں اس پر حضرت نے فرمایا کہ اگر امکانی باتوں کو دیکھنا ہوتا تو پاکستان میں کیوں آتے۔ عشاء کے قریب روانگی ہوئی۔ چکوال کے قریب والے انٹر چینج کلر کہار سے باہر نکلے تو حضرت قاضی صاحب کے سنی خدام فورس والے حضرت اقدس کے استقبال کے لیے جھنڈے لیے موجود تھے۔ وہ حضرت والا کی گاڑی کے آگے چلتے رہے۔ کچھ دیر میں مدنی مسجد پہنچے تو حضرت قاضی صاحب بھی مسجد کے ساتھ والے مدرسہ کے صحن میں انتظار فرمارہے تھے۔ کرسی پر بیٹھے تھے۔ حضرت والا کی آمد پر کھڑے ہوکر استقبال کیا۔ ملنے ملانے کے بعد حضرت نے حضرت قاضی صاحب سے فرمایا کہ ابھی ہمیں عشاء پڑھنی ہے۔ حضرت اور خدام نے وضو کیا۔ عشاء پڑھی بیٹھک میں حضرت قاضی صاحب دسترخوان لگائے حضرت کا انتظار فرمارہے تھے۔ حضرت نے کھانا شروع فرمایا، باتیں بھی ہوتی رہیں۔ اس وقت ایک بات تو یہ دیکھنے کی تھی کہ دونوں ایک دوسرے پر فدا ہوئے جارہے ہیں۔ حال احوال ہونے کے بعد حضرت قاضی صاحب نے حضرت اسعد مدنی سے فرمایا کہ اس کانفرنس کے بڑے آپ ہیں۔ اس کانفرنس میں قاضی حسین احمد صاحب آرہا ہے۔ یہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے دشمن ہیں۔ ہمارا اس سے کیا تعلق آپ ان کو سمجھائیں ایک صاحب اخبار لیے بیٹھے تھے۔ انہوں نے قاضی حسین احمد والی خبر پڑھ کر سنائی۔ اس پر حضرت نے فرمایا وہ تو آج ہو کر چلے گئے۔ اب کہنے سے کیا ہوگا۔ پھر حضرت اسعد مدنی نے حضرت قاضی صاحب سے فرمایا کہ آپ نے مودودی سے متعلق جو کتاب لکھی ہے وہ اگر ہوں تو دو چار دیدیں۔ دیکھیں ایسے موقع پر حضرت قاضی صاحب نے دفاع صحابہ رضی اللہ عنہم سے متعلق بات کہہ دی۔ یہ عقیدت کی انتہا نہیں تو کیا ہے؟

## باطل پر گرفت اور گہری نظر تھی

حضرت اقدس مولانا حامد میاں صاحب نوراللہ مرقدہ مہتمم جامعہ مدنیہ لاہور خلیفہ مجاز شیخ العرب والعجم شیخ الاسلام حضرت مدنی کی خدمت میں بندہ حاضر ہوا۔ حضرت مولانا حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ قاضی حسین احمد آئے تھے۔ حضرت مولانا حامد میاں صاحب رحمہ اللہ سے ان عبارات کا ذکر کیا جو مودودی صاحب نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق غلط تحریر کی ہیں تو قاضی صاحب نے کہا کہ ہمیں ان غلط عبارات سے اتفاق نہیں جب قاضی حسین احمد صاحب چلے گئے تو حضرت مولانا حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے حضرت قاضی مظہر حسین صاحب سے رابطہ کیا اور قاضی حسین احمد صاحب سے جو بات ہوئی۔ اس کا ذکر کیا تو حضرت قاضی مظہر حسین صاحب نے فرمایا کہ قاضی حسین احمد صاحب سے یہ بات تحریر کراتے، اگر وہ تحریر کر دیتا پھر پتہ چلتا کہ وہ اپنی بات میں سچا ہے یا نہیں۔ حضرت مولانا قاضی صاحب کی اس بات پر بہت حیران ہو رہے تھے کہ باطل پر کیسی گرفت اور نظر ہے۔

اپریل میں حضرت مولانا قاضی ظہور الحسین صاحب زید مجدہم اور حضرت مولانا قاری خبیب عمر صاحب زید مجدھم جامعہ خیر المدارس تشریف لائے تو اساتذہ کرام کی مجلس میں باتیں ہو رہی تھیں کہ حضرت قاضی رحمہ اللہ اور ہمارے کام کا طریقہ لڑائی جھگڑے والا نہیں بلکہ افہام وتفہیم والا ہے۔ اس پر بندہ نے عرض کیا شاید کہ پاکستان میں واحد جگہ ہو کہ شیعہ اور سنیوں کے درمیان دیوار ہے مگر لڑائی نہیں کچھ عرصہ قبل سنیوں اور شیعوں کے درمیان ایک مکان تھا جو حضرت قاضی صاحب نے خرید کر مدرسہ میں شامل کر لیا۔ اب سنیوں اور شیعہ کے درمیان صرف دیوار ہے۔ اس پر حضرت قاضی ظہور صاحب زید مجدہم نے فرمایا یہ مکان شیعہ عورت کا تھا۔ شیعوں نے بھی کوشش کی کہ ہم خرید لیں مگر اس عورت نے ان کو دینے سے انکار کیا اور انکار یہ کہہ کر کیا کہ تم نے میرے ہم مذہب ہوتے ہوئے مجھے ستایا اور انہوں نے مجھے کبھی ستایا نہیں۔ اس لیے مکان حضرت قاضی صاحب کو دوں گی۔ سبحان اللہ مذہبی مخالفت کے باوجود حقوق ہمسائیگی کا بھی کتنا خیال رکھا گیا۔ اس بات پر سب اساتذہ کو تعجب اور حیرانگی ہوئی یہ بھی ایک مثالی بات ہے۔ شاید کہ ایسا بھی پاکستان میں کہیں نہ ہو۔

دوسری بات ان حضرات نے یہ فرمائی کہ حضرت قاضی رحمہ اللہ صاحب نے سنیت پر اپنی محنت فرمائی کہ چکوال، جہلم اور اس کے قرب وجوار میں دیوبندی سنی کہلاتے ہیں اور بریلوی اہل بدعت یا بریلوی

کہلاتے ہیں۔ چنانچہ طلباء کی جماعت کا نام سنی تحریک طلبہ اور نوجوانوں کی تنظیم کا نام سنی خدام فورس رکھا۔ اور جب حضرت قاضی صاحب کسی دوسری جگہ جماعتی پروگرام پر تشریف لے جاتے تو جماعت کے رکن بھی ساتھ ہوتے۔ اس قافلے کا نام بھی سنی قافلہ ہوتا۔ اس سنی قافلہ کی بھی عجیب شان ہوتی۔ دو ایک موٹر سائیکلوں والے آگے آگے ہوتے۔ ان کے پاس سپیکر بھی ہوتا وہ راستہ بناتے جاتے کہیں اعلان وغیرہ کی ضرورت ہوتی، وہ بھی سپیکر والے کرتے جاتے۔ حضرت قاضی صاحب کی گاڑی کے ساتھ سنی فورس والوں کی گاڑی ہوتی، باقی گاڑیاں پیچھے ہوتیں۔ یہ بھی فرماتے سنا کہ سنی ست ہے۔ فکر نہیں کرتے دشمن ہوشیار ہے۔ عمر کے آخری چند سالوں میں دو صدمے بہت زیادہ پریشان کن تھے۔ مگر جیسے صدمہ بڑا تھا صبر بھی زبردست دیکھنے میں آیا۔ شیخ الاسلام حضرت مدنی قدس سرہ کے حالات میں صدمات پر مثالی صبر دیکھا گیا کہ کسی موقع پر بھی حرف شکایت زبان پر نہیں آیا۔ اس طرح حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی اہلیہ محترمہ کا وصال ہوا، بندہ کچھ دنوں کے بعد حاضر ہوا۔ افسوس کا اظہار کیا۔ بس اللہ کی مرضی ورضا بالقضا کا نمونہ تھے۔ چکوال میں ایک موقع پر ڈی ایس پی کو سازش کے تحت حکومت نے قتل کروا کر حضرت پر ڈال دیا حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کو اعانت قتل میں گرفتار کیا۔ جماعت کے اہم اہم کارکنوں کو اور حضرت کے بعض قریبی رشتہ داروں کو بھی گرفتار کیا گیا۔ حضرت کے نواسہ کو بھی قاتل بنایا گیا۔ سازش سازش ہی ہوتی ہے۔ حقیقت نہیں ہوتی چنانچہ جب حضرت اور حضرت کے ساتھیوں کے بے گناہ ہونے کی اپیل دائر کی گئی۔ فرعون دماغ جج نے اپیل پھاڑ دی اور یہ کہا کہ یہ لوگ ڈی ایس پی کے قاتل ہیں، میں ان کی بات ہی نہیں سنتا۔ خیر اپیل دوبارہ دائر ہو گئی اور سماعت شروع ہوئی۔ حقیقت واضح ہونے لگی تقریباً چھ ماہ کے بعد حضرت کو رہا کر دیا گیا پھر بری بھی ہو گئے۔ آہستہ آہستہ سب ہی باعزت بری ہو گئے ۔ یہ کتنا بڑا صدمہ تھا۔ پھر بڑھاپے میں یہ صدمہ پیش آیا جب قویٰ جواب دے چکے ہوتے ہیں۔ کمزوری کی وجہ سے قوت برداشت جواب دے جاتی ہے۔ حضرت قاضی صاحب قدس سرہ نے اپنے مرشد کامل کی نسبت سے خندہ پیشانی سے سب برداشت کیا اور سب کو سہارا دیا اور حکومتی سازشوں نے منہ کی کھائی۔

## مدنی نسبت کا لحاظ

حضرت کا اپنے متعلقین کے لیے یہ اصول تھا کہ آنے سے پہلے فون پر رابطہ کر کے اجازت لیں، اجازت ہو حاضر ہو جائیں ورنہ نہ آئیں مگر مجھے یہ نہیں فرمایا کہ پہلے اجازت لیں پھر آئیں۔ ایک مرتبہ

ایسا ہوا کہ بندہ حاضر ہوا تو حضرت گھر سے نکل کر ویگن میں سوار ہونے والے تھے۔ دو چار قدم حضرت کے ساتھ چلا جب ویگن کے پاس پہنچے فرمایا میں تو میانوالی فوتگی پر جا رہا ہوں۔ صرف اس روز یہ فرمایا کہ اگر پہلے رابطہ کر لیتے تو یہ تکلیف نہ ہوتی۔ بندہ کی ہمیشہ یہ کوشش رہی کہ ایسے وقت میں حضرت کی زیارت وملاقات کے لیے حاضری دوں کہ جس وقت میں حضرت کی عمومی ملاقات کا وقت ہوتا کہ میری وجہ سے حضرت کے کام میں خلل یا تکلیف نہ ہو، جب بھی حاضر ہوا محبت اور شفقت ہی کا معاملہ فرمایا اور اکثر بیشتر یہی فرماتے کہ ذکر کی پابندی کریں اور حضرت اقدس کے بتائے ہوئے معمولات کی پابندی کا ہی فرمایا۔ درمیان میں پانچ یا چھ سال حاضری کم ہوئی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ جانشین شیخ الاسلام حضرت اقدس مولانا محمد اسعد صاحب دامت برکاتہم کے فرمان پر حضرت قاضی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ اس وقت حضرت شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمہ اللہ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب رحمہ اللہ کا پتہ نہیں تھا۔ جب ان کے ساتھ ملنا جلنا ہوا تو بندہ نے حضرت اقدس مولانا محمد اسعد صاحب دامت برکاتہم سے اجازت چاہی کہ حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب قریب ہیں ان کے پاس چلا جایا کروں اور حضرت قاضی صاحب کی خدمت میں بھی حاضری دیتا رہوں گا۔ حضرت اقدس نے اجازت عنایت فرمائی۔ اس اجازت کا بندہ نے حضرت قاضی کو بتایا اور ساتھ ہی یہ عرض کیا کہ بندہ آپ کی خدمت میں بھی حاضری دیتا رہے گا۔ اس پر حضرت نے فرمایا کہ ذکر اور معمولات کے متعلق مولانا رحمت اللہ صاحب سے ہی پوچھنا، یہ اصولی بات تھی جس کو تصوف کی اصطلاح میں توحید مطلب کہتے ہیں۔ جس کا مطلب ہے ذکر وغیرہ کے متعلق ایک ہی سے پوچھیں۔ دو یا زائد سے نہیں۔ اس دوران آنا جانا کچھ کم ہوا بالکل موقوف نہیں ہوا لیکن حضرت سے جب بھی ملا، حضرت نے خوشی کا اظہار ہی فرمایا اور بندہ کا حال پوچھ کر حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کا حال بھی پوچھتے، بلکہ مدرسہ اور اساتذہ کے حالات بھی پوچھتے، حضرت کی طبیعت ہوتی تو بندہ کی ہمشیرہ ٹیکسلا سے آگے بھوئی گاڑ رہتی ہیں۔ ان کے حالات بھی پوچھتے۔ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ اور مولانا رحمت اللہ صاحب رحمہ اللہ کی آپس میں ملاقات نہیں ہوئی۔ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ نے چکوال سے کسی کو بھیجا تھا مگر ان کی بھی مولانا رحمت اللہ صاحب رحمہ اللہ سے ملاقات نہیں ہوئی۔ اتفاق سے حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب رحمہ اللہ گھر پر نہیں تھے۔ حضرت قاضی صاحب نے مولانا رحمت اللہ صاحب رحمہ اللہ کے نام رسالہ بھی جاری کیا۔ حضرت مولانا جالندھری رحمہ اللہ اور حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ کے شاگرد بھی تھے۔ اس لیے بندہ تو حاضر ہوتا ہی تھا۔ حضرت مولانا بھی ادھر

ادھر کے اسفار کو جاتے یا واپس ہوتے ہوئے بندہ کے پاس خیر المدارس بھی تشریف لاتے۔ ایک مرتبہ مولانا رحمت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ چند روز پہلے حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خواب میں زیارت ہوئی تو مولانا نے فرمایا کہ ملتان آ ؤ تو ملے بغیر نہیں جانا۔ اس لیے مزار پر حاضری دے کر آ رہا ہوں۔

۱۴۲۱ھ کو حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ خالق حقیقی کو جا ملے اور ہمیں یتیم کر گئے۔ حضرت مولانا کے وصال کے بعد حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات و زیارت کے لیے حاضر ہوا۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا کی وفات سے متعلق حالات دریافت فرمائے۔ پھر پانچ سال کے بعد ذکر سے متعلق دریافت فرمایا اور کچھ اضافہ بھی فرمایا اور ایک دو باتوں کے متعلق فرمایا کہ فی الحال یہ نہ کریں۔ یہ شفقت کی انتہاء تھی کہ پانچ سال کے بعد بغیر لیت ولعل کے پھر سے ذکر کا سلسلہ شروع فرما دیا۔ حتیٰ کہ مجھے دوبارہ عرض بھی نہیں کرنا پڑا۔ دراصل حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نظر اس پر تھی کہ یہ نہ اپنی مرضی میرے پاس آیا نہ ہی اپنی مرضی سے مولانا رحمت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا بلکہ جو ہم سب کے بڑے اور قابل احترام ہیں یعنی جانشین شیخ الاسلام یہ ان کے حکم اور اجازت کا پابند ہے۔ اس سے حضرت کے مزاج میں وسعت اور بڑوں کا کس قدر لحاظ فرماتے تھے۔ سمجھنے میں آتا ہے۔

رمضان ۱۴۲۴ھ کے آخری جمعہ کو بندہ حاضر ہوا کہ حضرت کا بیان بھی سن لوں گا اور زیارت و ملاقات بھی ہو جائے گی۔ مگر پتہ چلا کہ حضرت کافی علیل ہیں۔ جمعہ کا بیان نہیں فرمائیں گے۔ بہت مایوسی ہوئی۔ جمعہ سے فارغ ہو کر بندہ لیٹ گیا۔ ابھی لیٹا ہی تھا کہ حافظ عبدالوحید صاحب تشریف لائے کہ چلو حضرت کی ملاقات ہے۔ اس سے بہت خوشی ہوئی حضرت کی ملاقات و زیارت کی سعادت حاصل ہوئی۔ نقاہت کافی تھی حال پوچھنے کے بعد فرمایا ٹھہرنا ہے یا جانا ہے۔ بندہ نے عرض کیا ہفتہ دوپہر تک ٹھہروں گا۔ فرمایا اچھا آرام کرو۔ ہفتہ کے روز دوپہر کو بندہ بیٹھک کے ساتھ والے دفتر میں حاضر ہوا کہ ملاقات و زیارت ہو سکے تو ٹھیک ورنہ اجازت لے کر سفر کروں۔ جیسے ہی دفتر پہنچا ان حضرات نے فرمایا کہ حضرت کی چٹ مل گئی۔ بندہ نے عرض کیا چٹ تو نہیں ملی۔ ان حضرات نے فرمایا کہ حضرت نے آپ کو بلوایا ہے۔ بندہ کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ الحمد للہ زیارت و ملاقات ہو گئی کیا معلوم تھا کہ یہ آخری ملاقات ہو گی۔ واپس اوپر والے دفتر پہنچا تو حافظ عبدالوحید صاحب نے حضرت قاضی صاحب کی تحریر کردہ چٹ مجھے عنایت فرمائی۔ اس پر تحریر فرمایا حضرت کے الفاظ نقل کر رہا ہوں......

## قاری محمد اسحاق صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ

اللہ بندہ بیمار ہے اور ایسا عارضہ ہے کہ بعض دفعہ ملاقات بھی نہیں کرسکتا اندر تشریف لائیں۔ صرف مصافحہ ہوسکتا ہے مجھے آپ کا یاد ہی نہیں رہا تھا۔ والسلام......

خادم اہل سنت مظہر حسین غفی عنہ ۲۷/رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ۔

بس یہ آخری ملاقات تھی وفات حسرت آیات کی اطلاع پر بندہ جب صبح درس گاہ پہنچا تو پہلے حضرت مولانا محمد عابد صاحب زید مجدہ نے خبر دی اس کے چند منٹ بعد حضرت مولانا محمد نعیم صاحب زید مجدہم نے اطلاع دی۔ مولانا محمد نعیم صاحب سے بندہ نے عرض کیا کہ سفر کا کچھ سوچیں۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ کی کوشش پر گاڑی کا انتظام ہوگیا اور روانہ ہوگئے۔ حضرت کی وفات کا صدمہ تو تھا ہی دوسری فکر یہ ہوئی کہ اللہ کرے کسی طرح جنازہ میں شریک ہوجائیں مگر جو اللہ کو منظور چونکہ بھیں کا راستہ معلوم نہیں تھا۔ پوچھتے ہوئے کچھ دیر ہوگئی بس جیسے ہی قریب پہنچے تو سلام پھر گیا۔ صدمہ پر صدمہ تھا پھر آخری زیارت لحد میں اتارنے کے بعد ہوئی۔ بس ایسا محسوس ہورہا تھا کہ مسکرا رہے ہیں اور ابھی کچھ ارشاد فرمائیں گے۔ حق تعالیٰ شانہ حضرت کے درجات بلند فرمائیں اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔

آمین یارب العالمین۔

# سنیت کے پیغامبر

مولانا ڈاکٹر محمد الیاس فیصل ☆

## اہل السنۃ والجماعۃ

ارشاد نبوی: (ترجمہ) ''میری امت کے تہتر فرقوں میں سے جنتی فرقہ وہ ہے جو میری سنت اور صحابہؓ کے منہج پر ہوگا۔'' امت اسلامیہ میں آج تک یہ طبقہ اہل السنۃ والجماعۃ کے نام سے متعارف ہے، ماضی قریب میں برصغیر پاک و ہند میں علماء دیو بند کی اصلاحی تحریک اسی سلسلہ کی ایک کڑی اور حقیقی ترجمان ہے، لیکن بعض اہل بدعت نے اہل سنت و جماعت اور سنی جیسے مبارک لقب کو اپنے اوپر چسپاں کرنے کے لیے اتنا پروپیگنڈہ کیا کہ عامۃ الناس کے علاوہ بہت سے پڑھے لکھے لوگ بھی غلط فہمی میں مبتلا ہونے لگے۔ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ ان اکابر میں سے تھے جنہوں نے ان حالات کا صحیح ادراک کیا اور اپنے اصلی تعارف ''اہل السنۃ والجماعۃ'' کو تنظیمی، تحریری اور تقریری اسٹیجوں سے متعارف کرانے کی بھرپور کوشش کی، حضرت قاضی صاحب کے اس مشن کو وسیع تر بنیادوں پر پوری قوت کے ساتھ آگے بڑھانا ہم سب کی ذمہ داری ہے۔

## فتنوں کا مقابلہ

حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ نے ملک وملت کے خلاف اٹھنے والے مختلف فتنوں کا بھرپور مقابلہ کیا اور اس کے خاطر خواہ نتائج کے لیے جو عناصر بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ ان کا اہتمام کیا۔ مثلاً......

ا۔ مخالف کے دلائل کا علمی تجزیہ

ب۔ جو لوگ غلط فہمیوں کا شکار ہو چکے ہیں ان کی اصلاح اور غلط فہمیوں کے ازالہ کی کوشش۔

---

☆ ص۔ب ۳۴۷ المدینہ المنورہ

ج۔ اپنے متعلقین کی تعمیری ذہن سازی تاکہ وہ کسی بھی محفل میں اپنے موقف کو اعتماد کے ساتھ پیش کریں اور دلائل کی قوت کے ساتھ مخالف کو قائل کریں یالا جواب کردیں۔
د۔ بوقت ضرورت متعلقہ حکام وعمائدین کو بھی ان فتنوں کی سرکوبی کے لیے متوجہ کرنا اور اس سلسلہ میں مناسب اقدامات کرنا۔
ہ۔ اپنے اصولی موقف کو پیش کرنے کے لیے تحریر وتقریر کو کام میں لانا اور عوام وخواص کے ساتھ قریبی رابطہ رکھنا۔
و۔ خلوص وللہیت کے سہارے اپنے موقف پر قائم رہنا اور قدم بڑھانا اور کسی دباؤ یا لالچ کو خاطر میں نہ لانا۔

ہمیں بھی اپنی علمی وعملی زندگی میں ان رہنما اصولوں کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے۔

## جامعیت

علماء دیوبند کی بہت سی تنظیمیں مختلف فتنوں کے خلاف معرکہ آراء ہیں، ماضی قریب میں یوں محسوس ہونے لگا ہے کہ ان میں بعض حضرات کا مزاج یوں بن گیا ہے کہ وہ اپنے مدمقابل فتنہ کے علاوہ دوسرے فتنوں کے مقابلہ کی تمام تر ذمہ داری دوسری تحریکوں پر ڈال دیتے ہیں یا پھر دیگر فتنوں کو فتنہ ہی نہیں سمجھتے۔ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ ان اکابر میں سے تھے جن کی جدوجہد میں وسعت اور جامعیت تھی۔ ان کا بنیادی مشن خلفاء راشدین اور صحابہؓ کی عظمت کو اجاگر کرنا۔ ان کا دفاع کرنا اور شیعی افکار کی تردید تھی۔ لیکن انہوں نے اپنے محدود وسائل کے ساتھ ملک وملت کے خلاف ہونے والی مختلف سازشوں اور فتنوں کا مردانہ وار بھرپور مقابلہ کیا۔

اس پس منظر میں ہمیں بھی چاہیے کہ کسی ایک فتنہ کے خلاف بھرپور سرگرم ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ دوسرے فتنوں سے آنکھیں موند لیں، اور ان کے مقابلہ کے لیے اپنے آپ کو علمی بنیادوں پر تیار نہ کریں اور بوقت ضرورت اس سلسلہ میں اپنا کردار ادا نہ کریں۔

## بامقصد زندگی

حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ نے اپنی زندگی اسلام کی خدمت کے لیے وقف کر رکھی تھی، پیرانہ سالی و جسمانی کمزوری کے عالم میں بھی آپ کی دینی خدمات وسرگرمیاں، مہمانوں سے ملاقات، جلسوں

میں حاضری اور خدام کی خوشی وغمی میں شرکت کے لیے سفر کا سلسلہ جاری رہا اور ہر مجلس میں آپ کی گفتگو کا محور دینی وتحریکی موضوعات ہوتے۔ جس میں اخلاص ومحبت، ہمدردی واپنائیت، خندہ پیشانی اور مسکراہٹ کی چاشنی شامل رہتی

نگہ بلند سخن دلنواز جاں پرسوز
یہی ہے رخت سفر میر کارواں کے لیے

ہمیں بھی ہمہ وقت وہمہ تن اپنے دین کی خدمت کے لیے سرگرم رہنا چاہیے۔

## حضرت قاضی صاحب حرمین شریفین میں

حرمین شریفین سے ہمارے اکابر کو خصوصی لگاؤ ہے۔ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ نے بھی شوق زیارت کی تکمیل بلکہ اس کو اور بڑھانے کے لیے حرمین شریفین میں بارہا حاضری دی اور یہ سلسلہ پیرانہ سالی میں بھی جاری رہا۔ حضرت کی کتابوں کے حوالہ سے طالب علمانہ شناسائی تو بچپن سے تھی جب کہ پہلی ملاقات مدینہ منورہ میں ہوئی۔ میرے دوست صاحبزادہ محمد طیب مدنی بھی ہمراہ تھے۔ اس ملاقات میں حضرت رحمہ اللہ نے مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے متعلق اہل السنۃ والجماعۃ کا معتدل موقف بیان فرمایا۔ میں نے بعض معاصر تنظیموں کے حوالہ سے پوچھا کہ ہمارے ہاں بعض تنظیمیں اور جماعتیں قائم ہوتی ہیں کچھ دینی کام ہوتا ہے اور پھر ان کی بعض قیادتیں ان تنظیموں کو ذاتی مفادات کی بھینٹ چڑھا دیتی ہیں۔ میں نے اس کی کچھ مثالیں بھی پیش کیں اور وجہ بھی چاہی تو حضرت نے اپنے عملی تجربہ اور علمی بصیرت کی بنا پر فرمایا کہ ''یہ قیادتیں مسلسل تنظیمی عمل کا نتیجہ نہیں ہوتیں بلکہ وقتی حالات کی پیداوار ہوتی ہیں، لہٰذا کچھ ایسے ناپختہ لوگ بھی آگے آجاتے ہیں۔''

پھر قاضی صاحب رحمہ اللہ جب بھی مدینہ منورہ سے آتے ہم زیارت کے لیے حاضر ہوتے، ہم نے دیکھا کہ ملاقات کرنے والے عوام ہوں یا خواص حضرت حسب حال اُن سے نظریاتی واصلاحی گفتگو ضرور کرتے تاکہ یہ ملاقات جانبین کے لیے دنیا وآخرت میں بھلائی کا سبب بنے۔

## اکابر سے حقیقی تعلق

گزشتہ عرصہ میں ایک رسالہ بعنوان ''اکابر کا مسلک ومشرب'' شائع ہوا جس میں بعض رسوم و بدعات کو اکابر دیوبند کی طرف منسوب کرنے کی کوشش کی گئی، حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ نے اس کی

تردید میں مرکزی کردار ادا کیا اور حرمین شریفین کے سفر کے دوران حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب مہاجر مدنی رحمہ اللہ کے خلفاء و متعلقین خصوصاً حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہی صاحب رحمہ اللہ اور مولانا اسمٰعیل بدات صاحب مدظلہ سے خصوصی ملاقاتیں اور تبادلۂ خیالات کرتے تاکہ اِس صورت حال کے پس منظر میں حقیقی عوامل سامنے آئیں اور ان کی روشنی میں مناسب اقدامات کیے جاسکیں اور ماہنامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم کے قارئین کو اُس سے آگاہ کریں۔ باوجودیکہ اس رسالہ کے مرتبین و ناشرین سے حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کو ایک خاص تعلق تھا لیکن قاضی صاحب نے یہ سبق دیا کہ اصولوں کی روشنی میں تعلقات کی نوعیت تو متعین ہوسکتی ہے لیکن انہیں تعلقات پر قربان نہیں کیا جاسکتا۔

حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کے انتقال سے علمی و مسلکی حلقہ میں جو خلا پیدا ہوا ہے اُسے پُر کرنا تو مشکل ہے لیکن عزم و ہمت کے ساتھ اُن کے مشن کو آگے بڑھانا ہم سب کی ذمہ داری ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق سے نوازیں اور قاضی صاحب رحمہ اللہ کو اعلیٰ درجات عطاء فرمائیں۔ آمین۔

❀❀❀❀

# بصیرت کے روشن چراغ

مولانا مفتی محمد رضوان صاحب تھانوی ☆

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیک وقت عالم، صوفی، مجاہد، قائد، عابد وزاہد اور فنافی اللہ بزرگ تھے۔

آپ ایک طرف اپنے ٹھوس اور مضبوط علم کی روشنی میں امت کی صحیح رہنمائی فرماتے، تو دوسری طرف شرعی تصوف اور صحیح سلوک میں ایک کامل مربی و مصلح کی حیثیت سے لوگوں کی اصلاح فرماتے، اور حق گو مجاہد کی شانِ عالی بھی اپنے اندر رکھتے تھے، اور ساتھ ہی جہاں کہیں اور جب بھی امت کو کسی اجتماعی معاملہ میں رہنمائی کی ضرورت ہوتی تو اپنی خداداد صلاحیتوں کے جوہر دکھاتے ہوئے قائدانہ کردار ادا فرماتے اور قیادت وسیادت کے فریضہ کو بحسن وخوبی نبھانے کا اہتمام فرماتے، آپ کے چہرہ مبارک سے عبادت وزہد، تقویٰ وتورع اور فنائیت وتواضع کے آثار جھلکتے تھے۔

اور اسی کے ساتھ ساتھ ایک خوبی یہ تھی کہ آپ اپنے اسلاف واکابرین کے مسلک ومشرب کی اعتدال کے ساتھ ترجمانی کی عظیم نعمت سے بہرہ ور تھے۔

آپ کو جہاں کہیں اپنے اکابرین کے مسلک وذوق سے انحراف نظر آتا فوراً اس پر تنبیہ فرماتے اور اس بارے میں کسی رورعایت کے روادار نہ تھے۔

آپ کی حق گوئی وصاف گوئی کا دائرہ دوسروں تک محدود نہ تھا، بلکہ اپنے مسلک اور سلسلے کے حضرات میں بھی آپ جہاں کہیں نشیب وفراز اور کمی وکوتاہی محسوس فرماتے، بغیر کسی لومۃ لائم کے خوف اور بغیر کسی لیت ولعل کے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ ادا فرماتے۔ بڑی بڑی تحریکوں اور جماعتوں کے قائدین وعمائدین میں جہاں آپ کو صراطِ مستقیم سے تجاوز اور حدِ اعتدال سے خروج محسوس ہوجاتا موقع پر اس کا مؤاخذہ فرماتے۔

---

☆ مدیر ادارہ غفران، راولپنڈی

کسی بڑے کی بڑائی، سردار کی سرداری، چوہدری کی چوہدراہٹ، صدر کی صدارت، وزیر کی وزارت آپ کی حق گوئی میں رکاوٹ اور حائل نہیں بنتی تھی۔

آپ نے کبھی کسی فرد، یا تحریک، جماعت سے کسی ایسے عمل میں سودے بازی اور ساز باز نہیں کی جس کو آپ غلط سمجھتے ہوں، اور اگر کبھی کسی فرد یا تحریک سے کسی وجہ سے تعلق اور ربط بھی تھا تو اختلاف ہونے کی صورت میں فوراً اس سے کنارہ کشی اختیار کر لیتے۔

بعض جن حضرات سے آپ کے شروع میں دیرینہ اور گہرے تعلقات و مراسم تھے، جب ان کی طرف سے ''اصلاحِ مفاہیم'' نامی کتاب میں موجود نظریات غیر معتدلہ کی تائید کرنے اور ان سے رجوع نہ کرنے کی صورتحال سامنے آئی تو تمام تعلقات و مراسم کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ان کو بروقت متنبہ فرمایا، اور جب ان کی طرف سے مثبت اور قابل اطمینان جواب سامنے نہ آیا، تو آپ نے ان سے نہ صرف علیحدگی اختیار فرمائی بلکہ دلائل و براہین کے ساتھ ان کے غیر معتدل نظریات کی تردید بھی فرمائی۔

جن حضرات نے آپ کی زندگی میں ماہنامہ ''حق چار یارؓ'' مستقل اور پابندی کے ساتھ مطالعہ کیا ہے، وہ بخوبی اس بات کو جانتے ہیں کہ آپ کے اس رسالہ میں بغیر کسی لومۃ لائم کے ڈر کے جو احقاقِ حق و ابطالِ باطل پر مشتمل مضامین برملا شائع ہوتے تھے، وہ حق گوئی اور بے باکی کی صفت میں اپنی نظیر آپ تھے۔ بعض وہ اہم امور جو بالکل سرد خانے میں پڑے ہوئے نظر آتے تھے، حضرت رحمہ اللہ کے حکم سے رسالہ کی زینت بن کر ''جاء الحق وزھق الباطل'' کا مصداق بنتے تھے۔ آپ کی جہدِ مسلسل اور محنتِ شاقہ نے مسلک حقہ کو بیرونی اور اندرونی حملوں اور خطروں سے پاک و صاف کرنے میں اہم کردار ادا فرمایا، اس اعتبار سے آپ کی مساعی جمیلہ و خدماتِ کریمہ صدیوں تک یاد رکھی جائیں گی۔

اس دور کا المیہ یہ ہے کہ عام طور پر بڑے بڑے صاحب علم وفضل حضرات بھی حق گوئی، صاف گوئی اور احقاقِ حق و ابطالِ باطل کی نعمت و دولت سے محروم ہیں، اگر یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موصوف رحمہ اللہ کے ذریعہ سے حق گوئی و بے باکی اور صداقت و شجاعت کے میدان میں ایک بڑی جماعت کا کام لیا ہے اور آپ کی تنہا ذات نے ایک بڑی جماعت کی طرف سے احقاقِ حق و ابطالِ باطل کے فرض کفایہ کی ذمہ داری انجام دی ہے تو شاید اس میں کوئی مبالغہ نہ ہو۔

موجودہ دور کے عام علماء میں کتمانِ حق، مداہنت، تملق اور چاپلوسی کا جو ایک عمومی مرض پیدا ہو گیا ہے۔ ان علماء کے لئے آپ کی ذات ایک بڑی عبرت و بصیرت گاہ سے کم نہیں۔

آپ نے عملی طور پر اگرچہ سیاست میں حصہ نہیں لیا۔ لیکن حکمرانوں اور سیاست دانوں کی غلط روش اور ناز یبا طرز عمل کی نشاندہی اور اصلاح کے لئے برابر آپ کی کوششیں جاری رہیں۔

مختلف مواقع پر ضرورت پڑنے پر آپ نے سیاسی شخصیات اور پارٹیوں کے میدان میں آنے پر ان کے انتخاب کی نشاندہی بھی دوسرے کے مقابلہ میں غنیمت یا کم مضر ہونے کی حیثیت سے فرمائی۔

آپ کی دوربین نظر اکثر مستقبل کے ان خطرات وخدشات کو بھی محسوس کر لیتی تھی، جو ایک بڑی جماعت کو بھی غیر معمولی غور وفکر کرنے کے بعد سمجھنا مشکل ہوتے تھے، اس طرح آپ پر یہ مثل صادق آتی تھی ''قلندر ہر چہ گوید، دیدہ گوید''۔ یعنی کہ قلندر جو کچھ کہتا ہے وہ دوراندیشی، باریک بینی اور حکمت وبصیرت کی روشنی میں دیکھ کر کہتا ہے۔

آپ کی ذاتِ گرامی جامع الکمالات، جامع الصفات اور جامع بین الاضداد تھی۔ آپ نے اولاً حضرت مدنی رحمہ اللہ سے براہِ راست اور پھر حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے خلیفہ خاص ''حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب امرتسری رحمہ اللہ'' سے اکتسابِ فیض کیا تھا، جس کے نتیجہ میں آپ کو مدنی اور تھانوی دونوں سلسلوں کا لحاظ ہوتا تھا، باوجودیکہ آپ حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے براہِ راست خلیفہ تھے، مگر ساری زندگی حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے ذوق کا پورا پورا احترام فرماتے تھے، آپ جب کبھی مندرجہ بالا ہر دو بزرگانِ دین کا ذکرِ خیر فرماتے تو عام طور پر ادباً حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا تذکرہ پہلے فرماتے اور حضرت مدنی رحمہ اللہ کا تذکرہ بعد میں فرماتے، اور جب قرآن مجید کی کسی آیت کا ترجمہ وتشریح فرماتے تو حوالہ کے لئے حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی بیان القرآن کو اوّلیت اور سبقت حاصل ہوتی۔ آپ نے عمر بھر قیام پاکستان کے حوالہ سے ہر دو اکابرین (حضرت تھانوی وحضرت مدنی رحمہما اللہ) کی آراء کو احترام کی نظر سے دیکھا، اور اس سلسلہ میں افراط وتفریط کے داغ سے اپنے دامن کو محفوظ رکھا، جو آپ کے عالی حوصلہ اور وسیع الظرف ہونے کے ساتھ ساتھ اکابرین کے ساتھ تعلق ومحبت اور ان کے باہمی اجتہادی اختلاف کے محاسن پر نظر ہونے کی واضح نشانی تھی، اور یہ بات عام طور پر مندرجہ بالا ہر دو اکابرین ''حضرت تھانوی وحضرت مدنی رحمہما اللہ'' کے سلسلے سے تعلق رکھنے والے حضرات میں کم ہی نظر آتی ہے، کہیں افراط اور کہیں تفریط میں ابتلاء نظر آتا ہے، اس اعتبار سے آپ کی شخصیت موجودہ دور کے کم ظرف اور راہِ اعتدال سے ہٹنے والے حضرات کے حق میں عبرت وبصیرت کے لئے روشن چراغ کی حیثیت رکھتی ہے۔

آپ کی خدمات کا مرکزی ہدف اگرچہ لوگوں کے دلوں میں صحابہ کرام اور خصوصاً خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین کی محبت وعظمت کا پیدا کرنا، ان مقدس ہستیوں کے نقش قدم پر چلنا، ان ستاروں سے دین ودنیا کے تمام شعبوں میں رہنمائی حاصل کرنے کی کوشش کرنا، اور اس کے برخلاف اہل تشیع اور اہل رفض کے باطل نظریات واعمال کی تردید کرنا تھا، لیکن اس رنگ کے غالب ہونے کے باوجود آپ کی خدمات کا دائرہ اس سے کہیں زیادہ وسیع تھا، تقریری وتحریری ہر دو میدانوں میں آپ کی صلاحیتیں برابر استعمال ہوتی رہیں، دین کی خدمت کے لئے آپ نے اپنے آپ کو پوری طرح وقف کیا ہوا تھا، آپ کسمپرسی کے دور میں پیدل، بیل گاڑی اور گھوڑے تانگے پر دور دراز کا سفر کر کے تبلیغی دوروں پر پہنچتے، اور مجمع کی کمی، زیادتی سے قطع نظر کر کے وعظ ونصیحت کا سلسلہ جاری رکھتے، نصف صدی سے زیادہ پر محیط وسیع عرصہ میں آپ کی خدمات اور حلقۂ اثر کا دائرہ بہت وسیع ہوگیا تھا، آپ نے دین کا پیغام پہنچانے کا فریضہ بحسن وخوبی انجام دینے میں جس قسم کی مشکلات ومصائب کا سامنا کیا اور جس طرح دیہاتی ماحول کے ان پڑھ اور جاہل طبقے کو مسلک حق کی طرف متوجہ کیا، اس کی ایک لمبی داستان ہے، ہر سال پابندی کے ساتھ مختلف مقامات پر آپ کی سرپرستی اور نگرانی میں سنی جلسے اور اجتماعات منعقد ہوتے اور آپ بیماری، ضعف، پیرانہ سالی، اور معروفیت کے باوجود ان میں بنفس نفیس شرکت فرما کر رونق افروز ہوتے اور اپنے مواعظ وملفوظات سے لوگوں کو مستفید فرماتے، اور جب آپ ضعف اور بڑھاپے کے باعث زیادہ اسفار سے معذور ہوگئے، اس وقت بھی اپنے مقام پر رہتے ہوئے تعلیم وتبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا اور آپ کے مصمم ارادوں، عالی ہمت اور بلند حوصلوں کے سامنے کوئی عذر حائل نہ ہوسکا۔

آپ کی زیر نگرانی وزیر سرپرستی منعقد ہونے والے جلسوں اور اجتماعات میں دین کے اہم شعبوں سے لوگوں کو روشناس کرانے کا عنصر عام طور پر دیکھنے میں آتا تھا، دیگر عام تحریکات کی طرح دین کے دیگر شعبوں کو نظر انداز کر کے کسی ایک شعبہ پر انحصار کا مزاج نہ تھا، اور اسی کا نتیجہ تھا کہ آپ کے فیض یافتہ اور تربیت یافتہ حضرات میں دین کا کوئی خاص شعبہ منتقل ہونے کی بجائے دین کے جملہ عمومی شعبوں کا رنگ چڑھا ہوا نظر آتا ہے، عقائد ونظریات اور اعمال میں اصلاح آپ کے نمایاں کارناموں میں سے ہے۔

آپ کو لوگوں کے عقائد ونظریات میں بگاڑ پیدا ہونے کی خاص فکر دامن گیر رہتی تھی، جب کبھی کوئی فتنہ عقائد ونظریات کے راستہ سے امت میں داخل ہونا چاہتا آپ اس پر ایسی کاری ضرب لگاتے جس سے اس کی چولیں ہل جاتی تھیں۔

آپ قولی تبلیغ کے ساتھ فعلی تبلیغ کے بھی داعی اور علمبردار تھے، بعض اوقات قولی تبلیغ کے بجائے فعلی تبلیغ زیادہ مؤثر اور دیرپا مفید ہوتی ہے۔

فعلی تبلیغ کی ایک جھلک آپ میں اس طرح مشاہدہ کی جاسکتی تھی کہ موسم گرما ہونے کے باوجود آپ بعض اوقات چمڑے کے موزے پہن کر ردِ رفض کی عملی تبلیغ فرماتے۔ اور آپ کی قولی و عملی تبلیغ کی بدولت چکوال اور قرب وجوار کے جہالت کی تاریکی سے بھرے علاقہ میں ہر طرف توحید وسنت کے ستارے روشن ہوگئے، جہالت و بدعات، رفض والحاد کے بادل چھٹ گئے۔

آپ نے ردِ رفض کے علاوہ، ردِ بدعت، ردِ غیر مقلدیت اور ردِ مماتیت وغیرہ جیسے موضوعات پر بھی کارہائے نمایاں انجام دیئے۔

آج کل کی عام تحریکات اور جماعتوں میں خاص طور پر اس چیز کی کمی محسوس کی جاتی ہے کہ کسی خاص تحریک اور جماعت کے ساتھ وابستہ ہوجانے کے نتیجہ میں متعلقہ افراد کی کسی ایک یا زیادہ چیزوں میں تو نظریاتی یا عملی اصلاح ہوجاتی ہے، لیکن دین کے دوسرے بہت سے اہم اور ضروری پہلوؤں میں کمی وکوتاہی کا مشاہدہ ہوتا ہے اور دین کے دوسرے شعبوں کو نظر انداز کردینے اور ان سے بالکلیہ سکوت اختیار کرلینے کے نتیجہ میں اصلاحی پہلو کے مقابلہ میں اس سے بڑا شیطانی حملہ نظریاتی یا عملی شکل میں کسی دوسری طرف سے ظاہر ہوجاتا ہے اور ''حفظت شیئا وغابت عنک اشیاء '' ''کہ آپ نے ایک چیز کو محفوظ کیا اور کئی چیزوں کو نظر انداز کردیا'' والا معاملہ سامنے آتا ہے۔

حضرت موصوف رحمہ اللہ کی جامع نظر نے اس طرح کی دیگر عام تحریکات وجماعتوں میں مروج کوتاہیوں سے بھی حفاظت کا انتظام فرمایا۔ اور دیگر تحریکات وجماعتوں کو اپنے کام کو ہمہ گیر بنانے اور وسعتِ نظر پیدا کرنے کے لئے آپ ایک عملی نمونہ بن گئے، آپ نے فرقِ باطلہ کی تردید میں بھی ہمیشہ سنجیدہ طرزِ عمل پر قائم رہنے کو ترجیح دی۔ اور اعتدال جو دین واسلام کا اہم ستون ہے اس کے ساتھ وابستگی کا اہتمام فرمایا۔ چنانچہ ردِ رفض پر بعض دوسری رائج تحریکات کے غیر سنجیدہ اور جذباتی طرزِ عمل کو آپ سخت نقصان دہ اور غلط قرار دیتے تھے۔ اور بہت عرصہ پہلے ان کے مضر نتائج وعواقب کی نشاندہی فرماچکے تھے، جو بعد میں دنیا نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ بھی کئے۔ حضرت موصوف کا طرزِ عمل نہایت محتاط اور معتدل اور دیگر مروجہ تحریکات سے جدا تھا، آپ کے طریقۂ کار میں کفر وغیرہ کے جذباتی نعروں کے بجائے دلیل اور حجت اور افہام وتفہیم کا رنگ غالب تھا، اسی وجہ سے آپ کی تحریک کے اثرات زیادہ

مثبت ثابت ہوئے۔ اس میں شک نہیں کہ ردِ رفض اور احیائے مسلک اہل سنت کے سلسلہ میں آپ کی خدمات ایک نمایاں اور امتیازی حیثیت کی حامل اور امت مسلمہ کی ایک اہم ترین ضرورت ہے۔

اس کے علاوہ رد بدعت میں بھی آپ کا طرز عمل عام دوسری تحریکات کے مقابلہ میں خاصہ معتدل، سنجیدہ اور اقرب الی السنۃ تھا، جس کے بہت مثبت اور گہرے اثرات معاشرے پر پڑے۔ بعض دیگر تحریکات کے جارحانہ طرز عمل سے اگرچہ بعض بدعات کا تو ازالہ ہو گیا ہو لیکن بہت بڑے طبقہ میں ضد اور اشتعال کی فضا بھی پیدا ہوئی اور خود ان تحریکات کا طرز عمل بھی بدعت سے خالی نہ تھا۔ آپ کی مساعی جمیلہ اور محنتِ شاقہ کی بدولت شرک و بدعات کے چھائے ہوئے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں توحید وسنت کے غلغلے روشن ہوئے اور بے شمار افراد شرک و بدعات کی گمراہیوں اور ضلالتوں سے تائب ہو کر توحید وسنت کے متوالے بن گئے۔ آپ زندگی میں کئی مرتبہ جیل میں بھی پابندِ سلاسل ہوئے۔

آخری مرتبہ ایام مرض میں گرفتاری کی صورت میں بغرض علاج کمپلکس ہسپتال اسلام آباد میں داخل تھے، اس موقع پر بندہ نے بھی متعدد مرتبہ ملاقات وزیارت کا شرف حاصل کیا، اور اس موقع پر حضرت کے معاملات وملفوظات اور ارشادات کا سلسلہ بدستور جاری تھا، دوست واحباب سے ملاقات بھی جاری تھی، آنے والے حضرات کے مختلف سوالات کے جوابات بھی مرحمت فرما رہے تھے، اس ایک واقعہ سے حضرت کی استقامت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

آپ کا نورانی چہرہ اور پھر مخاطب کے ساتھ خوش کن رویہ مخاطب کو پہلی نظر دیکھ کر دل گواہی دیتا تھا کہ آپ واقعی اللہ کے ولی اور نہایت شفیق ہیں۔

راقم نے ویسے تو حضرت موصوف رحمہ اللہ کا بہت پہلے نام سن رکھا تھا اور ملاقات کے شرف کے بغیر غائبانہ طور پر حضرت کی تحریرات اور تصنیفات کی بدولت واقف اور آپ کی شانِ باکمال کی دل میں بندہ گہری عظمت ومحبت رکھتا تھا، لیکن حضرت رحمہ اللہ سے ملاقات کی پہلی مرتبہ سعادت اس وقت حاصل ہوئی جب حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذی صاحب رحمہ اللہ سے ملاقات کے لئے ساہیوال سرگودھا جانا ہوا، اس سفر میں پہلے سے قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ سے بھی زیارت وملاقات کا ارادہ تھا، جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے پورا فرمایا۔ پہلی مرتبہ کی یہ ملاقات حضرت سے ان کے دولت خانہ میں ہوئی اور حضرت نے بطور خود تفصیلی تعارف سنا، تعارف میں بندہ کا حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب جلال آبادی رحمہ اللہ کے ہاں ہندوستان میں قیام اور تعلیم حاصل کرنے کا بھی ذکر آیا، جسے حضرت نے توجہ کے

ساتھ سنا اور حوصلہ افزائی کے کلمات ارشاد فرمائے۔ اسی مجلس میں تھوڑی دیر بعد حضرت مولانا عبداللطیف جہلمی صاحب رحمہ اللہ بھی تشریف لائے، ان کے سامنے حضرت نے اپنی تواضع کی صفت کا مظاہر فرماتے ہوئے بطور خود بندہ کا بڑھ چڑھ کر تعارف کرایا، جس پر حضرت مولانا عبداللطیف جہلمی صاحب رحمہ اللہ نے بھی خوشی کا اظہار فرمایا۔

ایک موقعہ پر حضرت رحمہ اللہ کے مرکزی مدرسہ چکوال میں سالانہ ۱۲ ربیع الاول کی سیرت النبی کانفرنس تھی، جس میں بندہ بھی مدعو تھا اور اس کانفرنس میں حضرت مولانا امین اوکاڑوی صاحب رحمہ اللہ بھی شریک تھے۔ حضرت مولانا امین اکاڑوی صاحب رحمہ اللہ کے بیان کے بعد بندہ کا بھی بیان ہوا۔ بیان کے بعد واپسی کی اجازت لینے اور رخصت ہونے کے لئے حضرت کی خدمت میں دولت خانہ پر حاضری ہوئی، تو حضرت نے بندہ کی حوصلہ افزائی فرمائی اور فرمایا کہ آپ کا بیان میں نے یہاں موجود رہتے ہوئے سنا ہے، ماشاء اللہ بہت اچھا بیان فرمایا ہے۔ اس سے اندازہ ہوا کہ حضرت میں چھوٹوں کی حوصلہ افزائی کرنے اور ہمت بڑھانے کا مادہ بھی بہت اعلیٰ وارفع ہے۔ آپ کی اپنے چھوٹوں کی حوصلہ افزائی اور ہمت افزائی کی بدولت بے شمار چھوٹے کہیں سے کہیں پہنچ کر ترقی سے ہمکنار ہو گئے۔

اس موقع پر حضرت نے یہ بھی فرمایا کہ ۱۲ ربیع الاول کو خاص کر کے ہمارے ہاں جلسہ کا انعقاد ایک انتظامی مسئلہ ہے اور خاص ضرورت اور مصلحت کے پیش نظر اس تاریخ کو جلسہ کے انعقاد کا انتظام کیا جاتا ہے۔

کسی شرعی وجہ کے پیش نظر اس دن کو خاص نہیں کیا جاتا، اور وہ وجہ یہ ہے کہ عام طور پر اس تاریخ میں اہل بدعت بڑے بڑے جلسے اور جلوسوں کا انتظام کرتے ہیں اور سرکاری سطح پر بھی چھٹی ہوتی ہے۔ اس موقع پر اکثر لوگ اہل بدعت کے جلسوں میں شرکت کرتے ہیں یا پھر بیکار فضول پھرتے ہیں۔ ہم اس تاریخ کو جلسہ کر کے ایک تو لوگوں کو بدعات میں شرکت سے بچاتے ہیں اور دوسرے لوگوں کی چھٹی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کو دین کی تبلیغ و تعلیم کے لئے جمع کرتے ہیں۔

ایک مرتبہ چکوال کے قریب بھلہ نامی گاؤں مین سالانہ جلسہ میں بندہ بھی بیان کے لئے مدعو تھا ، حضرت کا بیان عصر کے بعد ہونا تھا اور بندہ نے عصر سے پہلے راولپنڈی واپسی کے لئے سفر کرنا تھا، تو حضرت نے قیام گاہ پر بندہ کو امام بنا کر نماز ادا فرمائی اور بندہ واپس آ گیا، اس موقعہ پر بھی خلوت میں حضرت نے بندہ سے حضرت جلال آبادی رحمہ اللہ کے معمولات کے متعلق کچھ سوالات فرمائے اور توجہ کے ساتھ ان کے جوابات سماعت فرمائے، جس سے بندہ کو اندازہ ہوا کہ آپ کو اپنے اکابرین سے خاص

لگاؤ اور انسیت ہے، اس موقعہ پر جو ڈرائیور ہمیں چکوال تک اپنی خاص گاڑی سے چھوڑنے کے لئے آئے تھے، ان کا کہنا تھا کہ حضرت قاضی صاحب آج سے پچاس سال پہلے چکوال سے پیدل، یا بیل گاڑی وغیرہ سے سفر کر کے یہاں آتے تھے اور اس وقت یہاں مجھ سمیت دو افراد ہی حضرت کا وعظ سنتے تھے اور اہل بدعت و اہل رفض کی جانب سے مخالفت بھی بہت تھی، لیکن حضرت ہمیشہ پابندی سے ہر سال تشریف لاتے رہے اور آج سینکڑوں افراد کا مجمع آپ کا بیان سنتا ہے اور ہر سال بڑا جلسہ ہوتا ہے۔

حضرت موصوف رحمہ اللہ کے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد جو خلاء پیدا ہو گیا ہے اس خلاء کا پر ہونا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ حضرت کے وصال کے بعد بعض منکرات پر نکیر کا میدان خاموش ہو گیا ہے، باطلین کے غلط نظریات کی تردید کا چراغ گل پڑ گیا ہے۔

زمانہ منتظر ہے کہ حضرت موصوف کے نقش قدم پر چل کر اور آپ کو نمونہ تصور کر کے آگے بڑھا جائے اور باطل کے سامنے سد سکندری کا کردار ادا کیا جائے۔

حضرت کے تربیت و فیض یافتہ افراد کی کمی نہیں جو حضرت رحمہ اللہ کے مزاج و مزاق کو سمجھ کر اس کے مطابق آپ کے مشن کو آگے بڑھانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ امید ہے کہ حضرت رحمہ اللہ کے مشن کو آگے بڑھانے میں یہ حضرات اپنی صلاحیتوں کو استعمال کر کے بروئے کار لائیں گے۔

اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائیں۔

❀❀❀❀

# ایک بابرکت انسان

مناظر اسلام علامہ عبدالغفار تونسوی ☆

سرمایہ اہل سنت، یادگار اسلاف، ولی کامل حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت اقدس شیخ مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز میرے والد بزرگوار امام اہل سنت حضرت علامہ محمد عبدالستار تونسوی دامت برکاتہم کے مخلص دوست اور ایک ہی مرکز رشد و ہدایت سے علمی و روحانی طور پر تربیت یافتہ تھے۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہایت سادہ، سنجیدہ، زیرک اور بابرکت انسان تھے۔ ان کی زندگی، اسلاف کا نمونہ تھی۔ کئی بار حضرت اقدس کی خدمت میں حاضری کے مواقع ملے۔ آپ کو مخلص و شفیق پایا۔

اکابر علماء دیوبند کے صحیح ترجمان تھے۔ پوری زندگی فرق باطلہ خصوصاً رفض و مودودیت، مماتیت و خارجیت کا تبلیغی اور تحریری انداز میں سلف صالحین کے طرز پر رد کرتے رہے۔ مشکلات و مصائب میں بھی مسلک حقہ دیوبند پر قائم رہے۔ سنی قوم کی راہنمائی کے لئے کافی کتابیں لکھیں۔ جس کی بناء پر رہتی دنیا تک آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام روز روشن کی طرح چمکتا رہے گا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت اقدس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دینی خدمات قبول فرمائے۔ اور ان کے درجات بلند فرمائے۔

آمین

---

☆ صدر تنظیم اہل سنت پاکستان، ملتان

# اتباع سنت کے پیکر

تحریر: حافظ محمد اکبر شاہ بخاری ☆

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ اس وقت اکابر علماء محققین میں سے تھے اور اپنے علم و فضل، اوصاف و اخلاق اور تبحر علمی کے اعتبار سے جامع الکمالات شخصیت تھے، آپ یکم اکتوبر ۱۹۱۴ء بمطابق ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ کو مولانا ابوالفضل محمد کرم الدین دبیر رحمہ اللہ کے گھر بمقام ''بھیں'' ضلع چکوال میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم اپنے والد سے ہی حاصل کی جو بڑے جید عالم اور مناظر تھے۔ ۱۹۲۸ء میں گورنمنٹ ہائی سکول چکوال سے میٹرک کا امتحان پاس کیا، اس کے بعد تین سال اپنے آبائی گاؤں میں بطور ٹیچر پرائمری سکول میں پڑھایا، ۱۹۳۴ء میں اشاعت العلوم الاسلامیہ کالج سے ماہر تعلیم و تبلیغ کا کورس پاس کیا۔ ۱۹۳۶ء میں دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ سے دورۂ حدیث شریف موقوف کرنے کے بعد ۱۹۳۸ء میں دارالعلوم دیوبند چلے گئے۔ جہاں وقت کے نامور علماء و مشائخ اساتذہ کرام سے فیض علمی و روحانی حاصل کیا، آپ کے اساتذہ حدیث میں شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ، شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی امروہی رحمہ اللہ، شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ، مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ، حکیم الاسلام قاری محمد طیب قاسمی رحمہ اللہ اور علامہ شمس الحق افغانی رحمہ اللہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اس دوران حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ سے بھی فیض روحانی حاصل کرتے رہے اور حضرت رحمہ اللہ کی خدمت اقدس میں تھانہ بھون حاضری دیتے رہے۔ مگر باقاعدہ حضرت مدنی قدس سرہ سے بیعت و خلافت کا شرف حاصل کیا۔ دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد واپس چکوال آ کر تعلیم و تدریس اور دعوت و تبلیغ کا کام شروع کیا اور باطل تحریکوں کے خلاف شمشیر برہنہ ثابت ہوئے۔ شرک و بدعات اور جہالت و رسومات کے خلاف آپ نے علی الاعلان جہاد کیا اور کلمۂ حق بلند کیا۔

---

☆ ناظم مجلس صیانۃ المسلمین، جام پور

۲۸ جنوری ۱۹۵۵ کو امدادیہ جامع مسجد پنڈی روڈ پر جامعہ عربیہ اظہار الاسلام کی بنیاد رکھی اور ۱۴ جولائی ۱۹۶۰ء کو جامعہ اہل سنت تعلیم النساء قائم کیا جہاں سے ہزاروں کی تعداد میں طلباء اور طالبات قرآن وحدیث کی تعلیم حاصل کر چکے ہیں، علاوہ ازیں متعدد مقامات پر ملک بھر میں دینی تعلیم کے مدارس ومکاتب قائم کیے۔ ۱۹۶۹ء میں حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ نے تحریک خدام اہل سنت کی بنیادی رکھی اور اس تحریک کے ذریعے باطل نظریات کی مکمل کر تردید کی اور عوام وخاص میں اس تحریک کے ذریعے ذہنی انقلاب برپا کر دیا۔ ۱۹۸۹ء میں ایک دینی جریدہ ماہنامہ ''حق چاریار رضی اللہ عنہم'' جاری کیا جواب تک جاری ہے۔ علاوہ ازیں درجنوں تصانیف مختلف موضوعات پر تالیف کیں، جنہوں نے مسلمانوں کے اندر فتنوں کے تعاقب کا جذبہ پیدا کیا۔ مرزائیت، رافضیت اور خارجیت کے فتنوں کا آپ نے خصوصیت سے ڈٹ کر مقابلہ کیا اور کئی بار قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں۔

بہر حال حضرت قاضی صاحب قدس سرہ ساری حیات تعلیم وتدریس، تبلیغ وارشاد، اصلاح وفلاح کی خدمت سرانجام دیتے رہے، ایک مرد حق، عظیم مجاہد اسلام، محقق ومصنف، مناظر ومتکلم، عارف وشیخ اور ایک یادگار تھے۔ اتباع سنت کا پیکر، تواضع وسادگی اور اخلاق وعادات میں سلف صالحین کی یادگار تھے۔ افسوس کہ اتنی خوبیوں اور کمالات والی شخصیت ۲۶ جنوری ۲۰۰۴ء بمطابق ۳ ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ بروز سوموار ہزاروں عقیدت مندوں کو سوگوار چھوڑ کر اپنے خالق حقیقی سے جاملی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

ہزاروں افراد نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور خادم علم دین متین کو ان کے گاؤں میں سپرد خاک کیا۔ اس طرح آج ہم ایک جید عالم دین، عظیم مفسر ومحدث، ایک عظیم مجاہد وقائد اہل سنت کے سایۂ مبارک سے محروم ہو گئے۔ حق تعالیٰ شانہ حضرت رحمہ اللہ کے درجات بلند فرمائیں اور ان کے مقدس مشن کو ہمیشہ جاری وساری رکھیں۔ آمین (بشکریہ ماہنامہ الصیانۃ لاہور، فروری ۲۰۰۴ء)

❀❀❀❀

# اک عالم جری اور مردِ حق آگاہ

مولانا جمیل احمد بالاکوٹی ☆

دریائے جہلم کے بہاؤ کی طرف بائیں جانب جی ٹی روڈ پر واقع سرائے عالمگیر ایک قدیم تاریخی قصبہ ہے کسی زمانے میں بادشاہوں کی گزرگاہ اور سرائے رہا ہے۔ اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں مسجد اور سرائیں بنوائی تھیں۔ جو مرور ایام کی نذر ہو گئی ہیں۔ مسجد باقی ہے اور تعمیر نو کے کئی مراحل سے گزر چکی ہے۔ اسی مسجد میں بندہ سے قبل حضرت والد مرحوم مولانا عبداللطیف بالاکوٹی خطیب تھے۔ جو دیو بند کے فاضل تھے۔ اس زمانے میں جی ٹی روڈ لاہور، راولپنڈی کا واحد راستہ تھا۔ لہٰذا جب بھی علماء دیو بند کے سلسلہ کی کسی بھی علمی، دینی، سیاسی ہستی کا یہاں سے گزر ہوتا خواہ کچھ دیر کے لیے سہی قیام ضرور ہوتا۔ اس طرح بندہ کو اپنے بچپن میں بہت سارے بزرگوں کی زیارت کے حصول کا موقع ملتا رہا۔

بعض کا تعلق حضرت والد صاحب کے ساتھ گہرا تھا۔ ان کی آمد زیادہ ہوتی ان میں نمایاں بلکہ سب سے نمایاں نام حضرت قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ والد مکرم حضرت مولانا عبداللطیف بالاکوٹی جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم میں حضرت مولانا عبداللطیف جہلمی رحمۃ اللہ علیہ کے جامعہ میں مدرس تھے۔

حضرت قاضی رحمۃ اللہ علیہ جب بھی جہلم آتے والد مرحوم کی گزارش پر سرائے عالمگیر ضرور تشریف لاتے۔ جمعیت علماء اسلام کی سیاسی جدو جہد اور تحریک ختم نبوت کے دوران حضرت رحمۃ اللہ علیہ اکثر تشریف لاتے تھے۔ غالباً ۱۹۷۳ یا ۱۹۷۴ء میں حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حکومت کی طرف سے ضلع بدر کر دیا گیا، اس وقت چکوال ضلع جہلم کی ایک تحصیل تھی جبکہ سرائے عالمگیر کا ضلع گجرات، حضرت نے ضلع بدری کے اکثر ایام سرائے عالمگیر میں گزارے۔ یہاں سے جہلم تین کلومیٹر کے فاصلے پر ہے اس طرح ضلع جہلم میں کام کے لئے کارکنوں کو ہدایات جاری کرنے میں آسانی رہتی، حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب بھی تشریف لائے

☆ خطیب جامع مسجد سرائے عالمگیر، جہلم

والد صاحب مرحوم منبر و مصلی حضرت کے حوالے کر دیتے۔ چنانچہ خطبہ جمعہ کے علاوہ درس قرآن بھی ہوتا اس طرح لوگوں کی خوب ذہن سازی ہوتی۔ اس وقت بندہ کا بالکل بچپن کا زمانہ تھا قیام و طعام کے سلسلہ میں حضرت کی خدمت کا موقع تو بہت ملتا حضرت بھی شفقت فرماتے تھے لیکن پہچان صرف اس حد تک تھی کہ والد محترم کے ایک دوست عالم دین ہیں اور ہمارے ہاں مہمان ہیں۔ جب دینی تعلیم میں قدم رکھا تو رفتہ رفتہ حضرت کے نام اور کام سے تعارف اور حضرت کے علمی مقام سے آگاہی ہوئی۔

حضرت نے سیاسی پلیٹ فارم پر بھی بہت کام اور نمایاں کردار ادا کیا لیکن جب دیکھا کہ سیاست ''مصلحت پسند'' ہے اور دشمنان اسلام شاطر و عیار، اسلام کی بنیادوں پر حملہ کرتے ہیں۔ اصحاب رسول ﷺ کو جو معیار حق ہیں غیر معتبر و غیر معتمد ثابت کرنے کی نارو او ناپاک کوشش کی جا رہی ہے۔ تردید میں آواز اٹھائی جائے تو اسے دبانے کے لیے اختلاف سے بچنے اور اتحاد قائم رکھنے کی دلربا نصیحت اور حالات کی نزاکت کا لحاظ رکھنے کی ہدایت کی جاتی ہے۔ تو حضرت قاضی رحمۃ اللہ علیہ نے سیاست سے کنارہ کش ہو کر خود کو دین خالص کی حفاظت و بقاء اور اشاعت و ابقاء کے لیے وقف کر دیا۔

اپنے استاذ المکرم اور شیخ المعظم حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے راہِ اعتدال اور صراط مستقیم پر مضبوطی سے قائم رہنے کا جو سبق سیکھا عمر بھر اس سے وفا کی اور کسی مفاد و مصلحت کو آڑے نہ آنے دیا۔ شیعیت، رافضیت کا فتنہ جتنا خطرناک ہے اتنا قدیم اور گھمبیر بھی۔ اس نے کئی بہروپ اختیار کر رکھے ہیں۔ بعض لوگ رافضیت سے اختلاف رکھنے کے باوجود اس کے پروپیگنڈے سے غیر شعوری طور پر متاثر ہوئے اور بعض شعوری طور پر بعض نے دینی حمیت و غیرت کی پرواہ کیے بغیر رافضیت کے بارے میں نرم گوشہ اختیار کیا۔ کچھ اصحاب رضی اللہ عنہم رسول ﷺ اور قرون اولیٰ مشہور لها بالخیر کے بارے میں شکوک و شبہات کا شکار ہوئے اور ان کی کمزوریاں نکالنے کی سعی نامبارک میں لگ گئے۔ بعض رافضیت کے رد میں افراط تفریط کا شکار ہوئے اور جادۂ اعتدال سے تجاوز کر گئے۔ حضرت قاضی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سب پر گرفت کی اس سلسلہ میں قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا طریق یہ تھا کہ بات کو دیکھتے کہ حق ہے کہ ناحق و غلط۔ اگر خلاف حق ہے تو کہنے والا اپنا ہو یا بیگانہ حضرت کی گرفت سے نہ بچ سکتا۔ اس کی تردید اور مسلک حق کا دفاع حضرت اپنا فرض سمجھتے، چنانچہ ہر باطل و غلط نظریہ کے خلاف آپ نے محاذ قائم کیا۔ جس مسلک کا قرون اولیٰ سے سواد اعظم قائل رہا ہے اس مسلک اعتدال سے سر مو انحراف حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ایک آنکھ نہ بھاتا اس کی سرکوبی اور مضبوط گرفت تک چین سے نہ بیٹھتے۔ چنانچہ ہر باطل

کی تردید کرتے۔ بر وقت تردید کرتے، حالات کی نزاکت، وقت کی مصلحت، جماعتی تعلق ذاتی قرابت، دیرینہ رفاقت کوئی چیز بھی حق گوئی کے راستے میں رکاوٹ نہ بنتی جو بات دل میں ہوتی زبان وہی بولتی قلم وہی لکھتا۔ زبان و دل کی رفاقت کا قلندرانہ طریق حضرت کی زندگی کا طرۂ امتیاز تھا۔ آپ کی زندگی کا اکثر حصہ فرق باطلہ کی تردید میں گزرا ہر فتنہ کی سرکوبی میں آپ کا کردار ہراول دستہ کا تھا۔ لیکن آپ نے کبھی مخالفت برائے مخالفت کی راہ اختیار نہیں کی اور نہ ہی رد میں کسی کی ذات پر رکیک حملے کیے ہیں لیکن مضبوط اور وزنی علمی عقلی اور نقلی دلائل سے مخالف کا رد کیا آپ کی تنقید وتردید مخالف کو زیر کرنے کے مقصد سے نہیں بلکہ اس جذبہ پر مبنی ہوتی تھی کہ راہ صواب سے بھٹکا ہوا مخالف سیدھی راہ آجائے اور حق بات کو قبول کرلے۔ چنانچہ وہ اپنی تحاریر میں ترغیب کا پہلو بھی اختیار کرتے اور راہ حق اختیار کرنے کی دعوت بھی دیتے۔

حضرت قاضی صاحب کی وفات سے ایک نہ پر ہونے والا خلا پیدا ہو گیا ہے۔ عالم اسلام ایک ایسے عالم جری، اور مرد حق آگاہ سے محروم ہو گیا ہے جس کی آواز اور مؤثر آواز ہر فتنہ کے خلاف اٹھتی، بروقت اٹھتی، اور بروقت اٹھتی، جو اپنی ذات پر ہر حملہ ہر ستم سہہ سکتا تھا لیکن دین حق اور صراط مستقیم پر ایک آنچ بھی برداشت نہ کرتا۔ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ اپنے اس نظریہ پر آخر دم تک مضبوطی سے قائم رہے، آخری ایام میں جب مرض اور نقاہت ضعف کا غلبہ تھا۔ احقاق حق اور ابطال باطل کا فریضہ سرانجام دینے سے اس وقت بھی غافل نہیں ہوئے رحلت سے کچھ عرصہ قبل کی تحاریر اس بات پر شاہد ہیں۔ گو آج حضرت رحمہ اللہ ہم میں موجود نہیں لیکن فتنوں کے خلاف اتنا تحریری مواد اور نمونہ عمل چھوڑ گئے ہیں کہ اس کی موجودگی اور روشنی میں ہر باطل کا تعاقب کیا جا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں اور ان کی خدمات کو شرف قبولیت سے نوازیں۔

❀❀❀❀

# انقلابی مجالس

مولانا مفتی محمد اعظم ہاشمی ☆

اٹھتے جاتے ہیں اب اس بزم سے ارباب نظر
گھٹتے جاتے ہیں مرے دل کو بڑھانے والے

علم وعمل، زہد وتقویٰ، صبر واستقامت، تدبر وتفکر، فہم وفراست جیسی صفات عالیہ اور اخلاق فاضلہ کتب کے آئینہ میں بکثرت ملیں گے مگر وہ مردانِ خدا جنہوں نے اپنے جسم خاکی پر ایسی ہی صفات علمیہ و عملیہ سجا کر رضائے مولیٰ اور مخالفت نفس میں زندگی گزار کرامت کے سامنے اسے بطور نمونہ پیش کیا بہت ہی کم ہیں۔ اُنہی ہادیان اخلاق میں سے گلستانِ مدنی کا مہکتا ہوا پھول چہکتا ہوا عندلیب اور محبت صحابہ و اہل بیت کرام کا درس دینے والے عظیم انسان سلسلہ چشتیہ کے گہرے نقوش مریدین کے دلوں پر ثبت کر کے دار فانی سے دار باقی کی طرف چل بسا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

احقر اپنے شیخ ومربی کے سانحہ ارتحال پر مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے منظوم کلام جو انہوں نے اپنے شیخ صلاح الدین زرکوب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر کہا تھا پیش کرتا ہے......

اے زہجر اں درفراقت آسماں بگریستہ
دل میان خون نشستہ عقل وجان بگریستہ

یعنی آپ کی جدائی میں آسمان رویا، دل لہو میں ڈوب گیا اور عقل وجان نے خوب آنسو بہائے اور یہ حقیقت تو احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم میں بھی ہے کہ مؤمن کی موت پر آسمان بھی روتا ہے۔ زمین بھی روتی ہے (تفسیر مظہری سورۃ دخان پ ۲۵) مگر واحسرتاہ شو مئی قسمت حضرت اقدس کی تمام مجالس میں شرکت کا موقع نہ ملا اور جن میں شرکت ہوئی ہے وہ کبھی بھول نہیں سکتیں۔ چنانچہ آپ کی مجالس

---

☆ مدرس جامعہ حقانیہ ساہیوال (سرگودھا)

میں جہاں ذکر الٰہی، ذکر رسول، ہوتا تھا وہیں پر وہ ذکر صحابہ واہل بیت عظام سے بھی معمور ہوتی تھیں۔ اب کہیں بھی صحابہ کرام واہل بیت عظام کا تذکرہ پڑھنے یا سننے میں آتا ہے تو فوراً حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس یاد آتی ہے۔ بقول کسے......

جب سامنے ساغر آتا ہے اک ہوک سی اٹھتی ہے دل میں
ساقی کی ادا یاد آتی ہے، محفل کا خیال آجاتا ہے

## انقلابی مجالس

حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین قدس سرہ کی مجالس میں عام طور پر چار مسائل بکثرت سننے میں آتے۔ ① صحیح عقائد اہل سنت والجماعت کی حفاظت کرو اور انہیں سیکھو، سکھاؤ۔

② مسئلہ عصمت انبیاء کرام علیہم السلام ③ مسئلہ حیات انبیاء کرام علیہم السلام ④ عظمت صحابہ و اہل بیت، نمبرا۔ کے بارے حضرت اقدس فرماتے تھے کہ ہمارے اپنے سنی بھائی اس معاملہ میں سستی نہ کیا کریں۔ عقائد صحیحہ کو اہمیت دیں۔ نمبر۲۔ حضرت اقدس فرمایا کرتے مودودی نے انبیاء کرام علیہم السلام کی عصمت پر حملہ کر کے اپنی آخرت خراب کی ہے۔ تم انبیاء کرام کو ہی معصوم مانو اور صحابہ کرام کو محفوظ مانو جب کہ رافضی اپنے بارہ اماموں کو معصوم گردانتے ہیں جو سراسر شریعت میں غلط ہے۔ نمبر۳۔ پر فرماتے گستاخ انبیاء فرقہ مماتی جو اشاعت التوحید والسنۃ کے لیبل سے مشہور ہے۔ ان سے بچو کہ احادیث صحیحہ اور اکابر کی تحقیق کے خلاف چل رہے ہیں۔ اس لیے یہ سنی بھی نہیں ہیں اور دیوبندی بھی نہیں ہیں بلکہ بدعتی ہیں۔ نمبر۴۔ پر فرماتے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مخالفت کر کے کتنے لوگ رافضی بن چکے ہیں اور اہل بیت عظام کی مخالفت کر کے کتنے لوگ خارجی بن چکے ہیں، لہٰذا صحیح سنی رہنے کی کوشش کرتے رہو۔ اصلی سنی رہنے میں ہی کامیابی ہے۔ چونکہ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کا خاص موضوع عظمت صحابہ تھا اس لیے ذیل میں عظمت صحابہ کرام پر چند احادیث اور اقوال ائمہ ملاحظہ ہوں۔

## صحابی سے بغض رکھنے والا اللہ کی نظر میں

نبی کریم ﷺ نے فرمایا یقیناً اللہ تعالیٰ سے بندہ کا ایسی حالت میں ملنا کہ اس پر بندوں کے گناہوں کا بوجھ ہو، یہ بہتر ہے۔ اس بات سے کہ وہ بغض رکھتا ہو۔ میرے کسی صحابی سے کیونکہ یہ ایسا گناہ ہے جو قیامت کے دن نہیں بخشا جائے گا۔ الفاظ حدیث یہ ہیں......

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لان یلقی اللہ عبد بذنوب العباد خیرلہ من ان یبغض رجلا من اصحابی فانہ ذنب لایغفرلہ یوم القیمۃ [نزھۃ المجالس ج ۲ باب فضائل الصحابہ]

نبی علیہ السلام کے پاس ایک میت لائی گئی تاکہ آپ اس پر نماز جنازہ پڑھیں لیکن نبی علیہ السلام نے اس پر نماز جنازہ نہیں پڑھی تو صحابہ کرام کے پوچھنے پر نبی علیہ السلام نے فرمایا یہ شخص عثمان رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا تھا اللہ بھی اس سے بغض رکھتے ہیں۔عبارت یہ ہے......

اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بجنازۃ رجل ...... قال انہ کان یبغض عثمان فابغضہ اللہ [ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۱۲]

یعنی میرے صحابی عثمان رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا ہے تو اللہ اس سے بغض رکھتے ہیں اور آپ علیہ السلام نے عملاً بغض فرمایا یعنی اس کا جنازہ نہ پڑھا، عبرت عبرت (آخرت میں شفاعت رسول سے بھی محروم)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا میری شفاعت مؤمن کو نصیب ہوگی مگر اس شخص کو نصیب نہیں ہوگی جس نے میرے صحابہ کو گالی دی (یعنی بغض رکھا) عبارت یہ ہے قولہ علیہ السلام شفاعتی مباحۃ الالمن سبّ اصحابی رواہ فی الحلیۃ [تفسیر مظہری ج ۱۰ ص ۱۳۴]

## امام مالک کی نظر میں

مظاہر حق شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے......

من البغض الصحابۃ وسبھم فلیس لہ فی المسلمین حق [ج ۴ ص ۵۷۸]

امام مالک فرماتے ہیں جو شخص صحابہ کرام سے بغض رکھے اور ان کو برا کہے اس کے لیے مسلمانوں کی جماعت میں ہونے کا کوئی حق نہیں ہے۔

## امام احمد کی نظر میں

علامہ میمونی فرماتے ہیں کہ مجھے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے ابوالحسن! جب تو کسی شخص کو دیکھے کہ وہ صحابہ کرام میں سے کسی کو برائی کے ساتھ ذکر کر رہا ہے تو تو سمجھ لے کہ اُس کا اسلام مشکوک ہے۔عبارت یہ ہے......

قال المیمونی ...... اذا رأیت رجلا یذکر لاحد من الصحابۃ بسوء فاتھمہ علی الاسلام [البدایہ والنھایہ ج ۸ ص ۱۳۹]

## صاحب شرح مواقف کی نظر میں

علم عقائد کی معتبر کتاب شرح مواقف میں ہے کہ صحابہ کرام کی تعظیم واجب ہے اور ان کو طعن کرنے سے رکنا بھی واجب ہے۔ عبارت یہ ہے......

یجب تعظیم الصحابة والکف عن مطاعنهم...... [المبحث السابع ج ۲ ص ۳۰۳]

## علامہ ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں

تفسیر معارف القرآن ج ۳ ص ۴۰۰ آیت والسابقون الاولون (پ ۱۱) کے تحت فرماتے ہیں۔

اس آیت میں حق جل شانہ نے صحابہ کرام کے لیے بلا کسی شرط کے اپنی رضا اور مغفرت اور جنت کا وعدہ فرمایا۔ بخلاف تابعین کے یعنی (صحابہ کرام) کے بعد میں آنے والوں کے لیے یہ قید لگا دی کہ بشرطیکہ وہ مہاجرین اور انصار (صحابہ) کا اتباع کریں اور اعمال اور افعال میں ان کے طریقہ پر چلیں (ازالۃ الخفاء) یہی بات احقر نے اپنے شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے بارہا سنی تھی کہ قیامت تک آنے والے مسلمانوں کی بخشش موقوف ہے صحابہ کرام کی اتباع پر بغیر صحابہ کرام کی اتباع کیے کوئی جنت میں نہیں جائے گا۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو تمام صحابہ کرام انصار و مہاجرین کی پیروی کی توفیق عطا فرمائے۔

صحابہ کرامؓ کے حوالہ سے یہ معلومات یہ سب حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کا پڑھایا ہوا سبق ہے۔ اللہ دین کی سمجھ عطا فرمائے۔

آمین بحرمۃ سید المرسلین

## اہل بیت کی عظمت کو گھٹانے والے

حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں......

جو لوگ حب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عنوان قائم کر کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیتؓ حضرت علی المرتضیٰ، حضرت فاطمۃ الزہرا اور امام حسن اور امامِ حسین رضی اللہ عنہم کی صحیح شرعی عظمت کو گھٹاتے ہیں وہ بھی صراطِ مستقیم سے ہٹے ہوئے ہیں ان میں اور روافض میں مقصد اور نتیجہ کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں۔ اگر یہ لوگ اہل سنت ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں تو یہ ان کا تقیہ ہے۔

[دیباچہ شہادت امام حسینؓ و کردار یزید، ص ۱۸]

# ایک عہد ساز شخصیت

مولانا محمد اسماعیل فیض ☆

بعض شخصیات ایسی ہوتی ہیں جو تنہا اپنی ذات میں انجمن اور ادارہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ انہیں شخصیات میں وکیل احناف، امام اہل سنت والجماعت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نور اللہ مرقدہ کا شمار ہوتا ہے۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے بے پناہ خوبیوں سے مالا مال کیا تھا، وفور علمی کے ساتھ طویل العمری کی دولت سے نوازا اور فتن کی سرکوبی کے لیے ہمت و جرأت عطا فرمائی۔

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنی قدس سرہ سے روحانی رشتہ اور خلافت کی بنیاد پر احقاق حق اور ابطال باطل کے فریضہ کی انجام دہی میں آخری سانس تک ہمہ تن مصروف رہے۔ باطل کے خلاف آپ کے پاس تحریر و تقریر کی دو دھاری تلوار تھی، جس کی ضرب کاری ہر موقعہ پر بھرپور ہوتی تھی۔ آپ اس شخصیت پرستی کے دور میں بھی شخصیات کو نظریات پر قطعاً ترجیح نہیں دیتے تھے۔

آپ کے لیے اہل سنت والجماعت احناف علماء دیوبند کے اجماعی مسلک سے سر مو بھی انحراف نا قابل برداشت تھا۔ چنانچہ نسبت دیوبند اختیار کرنے والوں سے اگر اجماعی عقیدہ کے خلاف کوئی بات سامنے آتی تو آپ کی غیرت ایمانی کا جوش قابل دید ہوتا، فوراً آپ کا قلم حرکت میں آتا اور حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ و حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کی بھرپور ترجمانی فرماتے۔

احقاق حق کے معاملہ میں آپ کبھی بھی مرعوبیت اور نام نہاد مصلحت کا شکار نہیں ہوئے۔ خواہ مقابل کتنی ہی قدآور اور نامور شخصیت کیوں نہ ہو۔ آپ الحب للہ والبغض للہ کے عملی پیکر تھے۔ مسلک حق کی توضیح و ترجمانی میں آپ اتھارٹی کی حیثیت رکھتے تھے۔

---

☆ مدرس دار العلوم مدنیہ رسول پارک، ملتان روڈ، لاہور

اس پرفتن دور میں جس طرف سے بھی کسی فتنہ نے سر اٹھایا تو آپ نے علمی طور پر اس کا بھرپور طریقہ سے محاسبہ و مناظرہ کیا، آپ کی سیاسی فکر اور طریقہ کار سے اختلاف کی گنجائش تو ہو سکتی ہے لیکن مسلکی طور پر ہرگز نہیں۔ آپ کا اختلاف بھی للہیت کی بناء پر ہوتا۔

شخصیات کے تفردات اور انفرادی آراء و تشریحات کی آمیزش سے علماء حق کے اجماعی عقیدہ کی حفاظت آپ کے علمی محاسبات کی بناء پر قائم رہی۔ اس معاملہ میں آپ رحمہ اللہ اس قدر متحرک اور متیقظ تھے کہ علماء و مشائخ کی نظریں آپ کی طرف ہوتیں۔

کہیں اگر جادۂ حق سے سرمو تجاوز ہوا تو اہل علم اس بات کے منتظر ہو جاتے کہ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ اس فتنہ کی سرکوبی فرمائیں گے۔ چنانچہ آپ رحمہ اللہ بھی اپنی مسند اور نسبت کی لاج رکھتے ہوئے خالص علمی انداز میں مدلل و مفصل طور پر محاسبہ فرماتے اور افکار سلیمہ کو جلاء بخشتے۔

آپ عمومی طور پر ہر باطل کی سرکوبی تو فرماتے ہی رہتے لیکن مودودیت، مماتیت، سبائیت اور خارجیت آپ رحمہ اللہ کے خصوصی موضوعات میں شامل تھے۔ خلافت راشدہ، حق چار یار رضی اللہ عنہم کا مقدس نعرہ آپ نے کوچہ کوچہ متعارف کرایا۔

آپ کی قیادت محض جذباتی نہیں بلکہ انتہائی مربیانہ تھی، کارکنوں کی فکری تربیت پر خصوصی توجہ فرماتے یہی وجہ ہے کہ آپ سے وابستہ کارکن پختہ و ٹھوس نظریات کے حامل ہیں، گزشتہ برسوں میں جب ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم کی آڑ میں ملک کے اندر تشدد کی ایک لہر چلی ہوئی تھی جس نے بہت ساروں کو اپنی لپیٹ میں لیا اور مسلکی و ملکی طور پر بے حد نقصان پہنچایا تو ایسے نازک دور میں بھی آپ کے جماعتی کارکن بھیڑ چال کا شکار نہیں ہوئے اور خالص علمی اندازِ میں تحفظ ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم کا فریضہ ادا کیا۔ یقیناً یہ آپ کی عمدہ تربیت کا اثر تھا۔

آپ کا شمار عالمی شخصیات میں ہوتا تھا۔ علماء و مشائخ آپ کے قدر دان اور آپ کے تصلب دینی کے معترف تھے۔ سیدی و مرشدی حضرت سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم آپ سے کافی محبت رکھتے۔ گزشتہ برس عزیز محترم مولانا زاہد حسین رشیدی کے ختم بخاری کے موقع پر خدام اہل سنت والجماعت کے چند علماء کرام جامعہ مدنیہ میں شریک ہوئے تو حضرت شاہ صاحب کی خدمت عالیہ میں بھی زیارت کے لیے حاضر ہوئے۔ راقم اس وقت حضرت کی خدمت میں موجود تھا۔ آپ نے تعارف ہونے پر ان علماء کا بے حد اکرام کیا اور جب یہ حضرات رخصت ہونے لگے تو فرمایا کہ حضرت قاضی صاحب

دامت برکاتہم کی خدمت میں میرا اسلام کہنا اور پھر دوبارہ استفسار فرمایا کہ آپ میں سے کون یہ ذمہ داری سرانجام دے گا؟ ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت میں یہ ذمہ داری نبھاؤں گا تو آپ نے اطمینان کا اظہار فرمایا۔ گویا یہ رسمی سلام نہیں تھا بلکہ تعین فرما کر ذمہ لگایا کہ حضرت کی خدمت میں میرا اسلام پہنچانا ہے۔

جب حضرت قاضی صاحب قدس سرہ کے انتقال کی خبر پہنچی تو ان دنوں باوجودیکہ آپ کی طبیعت ناساز تھی اور اسفار کا سلسلہ کافی عرصہ سے منقطع تھا لیکن آپ نے خصوصی طور پر طویل سفر اختیار کر کے جنازہ میں شرکت فرمائی۔

راقم نے اپنے مربی ومحسن استاذ العلماء حضرت مولانا محب النبی صاحب دامت فیوضھم کی معیت میں سفر اختیار کیا۔ راستہ میں کچھ تاخیر ہونے لگی تو حضرت مولانا کی بے چینی قابل دید تھی اور اسی حسرت کا اظہار فرماتے رہے کہ کہیں صلوٰۃ جنازہ میں شرکت سے رہ نہ جائیں۔ جب صلوٰۃ جنازہ پڑھ کر فارغ ہوئے تو انتہائی عقیدت مندانہ لہجہ میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے صلوٰۃ جنازہ میں شرکت ہوگئی۔ جو ہمارے لیے بہت بڑی سعادت ہے۔ یقیناً آپ عالم ربانی تھے اگر آپ کے سفر آخرت میں شرکت سے رہ جاتے تو زندگی بھر افسوس رہتا۔

حضرت قدس سرہ کے اوصاف حمیدہ اور محاسن جلیلہ کا احاطہ راقم کی قدرت میں نہیں ہے۔ آپ کی خدمت میں ہمہ وقت حاضر باش بھی شاید اس خدمت کو کما حقہ ادا نہ کرسکیں۔

انتہائی عجلت میں یہ چند سطور اپنی عاقبت سنوارنے کے لیے تحریر کر دی ہیں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

❀❀❀❀

# حق وصداقت کے مظہر

مولانا محمد نواز بلوچ ☆

محترم ومکرم جناب حافظ زاہد حسین رشیدی صاحب زید مجدکم

جناب والا!

آپ کا مکتوب گرامی اس سے قبل ملا تھا۔ لیکن اس فکر نے کچھ نہ کرنے دیا کہ میرے جیسا طالب علم اتنے بڑے متبحر عالم جو شیخ العرب مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہوں وہ شیخ العرب والعجم جن کے بارے میں بقول استاذی مفتی محمد عیسیٰ صاحب گوجرانوالہ، حضرت شیخ التفسیر امام الاولیاء مولانا احمد لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ میرا جی چاہتا ہے کہ داڑھی کو کنگھی کرتے وقت جو بال جھڑتے ہیں یہ بال میں اس موچی کو دوں جو سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے جوتے بناتا ہے تاکہ وہ دھاگے کی جگہ میرے یہ بال استعمال کرے۔ ان کا وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم فاتح مذاہب باطلہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت کا عمامہ باندھنا ان کے مقام کا مظہر ہے۔ تو میرے جیسا طالب علم ان کے بارے میں کیا تحریر کر سکتا ہے؟ لیکن جب آپ کا دوبارہ مکتوب گرامی آیا ہے تو شرمندگی سے بچنے کے لیے کچھ معروضات عرض کیے دیتا ہوں۔ دنیا میں ولادتیں بھی ہو رہی ہیں اور اموات بھی۔ ولادت کے بعد موت سے کوئی بھی مستثنیٰ نہیں ہے عالم میں ہر کلیہ سے کچھ نہ کچھ مستثنیات نکلتے ہیں لیکن جس کلیہ سے کوئی بھی مستثنیٰ نہیں ہے وہ **کل نفس ذائقة الموت** کا کلیہ ہے لیکن سب کی موت یکساں نہیں ہوتی، کسی کی موت صرف اس کے ماں باپ یا خاندان کے لیے ہوتی ہے۔ کسی کی موت سے شہر کا شہر سوگوار ہو جاتا ہے اور کسی کی موت پر صوبہ اور ملک روتا ہے لیکن جب ایسا عالم ربانی دنیا سے اٹھتا ہے تو یقیناً پورے عالم کے لیے موت کا اشارہ ہوتا ہے جس کے لیے کہا گیا ہے۔ **موت العالم موت العالم** تو ایسے عالم کا اٹھ جانا پورے عالم کا اٹھ جانا ہوتا ہے کیونکہ ایسی روح نکل جاتی ہے کہ جس سے پورے عالم پر ایک پژمردگی چھا جاتی ہے اور حضرت

---

☆ جنرل سیکرٹری پاکستان شریعت کونسل پنجاب

مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ جس طرح نام کے مظہر تھے اسی طرح نفسِ صفات کے مظہر تھے گویا اسم با مسمیٰ تھے۔ حضرت شیخ مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ بڑے اسماعیلی علم نکات تھے۔ عرصہ دراز تک تدریس بھی کرتے رہے۔ ان کے عقیدہ و عمل میں بلا کی پختگی تھی۔ تقویٰ اور طہارت کی بلندی، مشائخ سے محبت اور خصوصی تعلق کی بنا پر شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے اپنے حلقہ بیعت میں داخل کیا اور ساتھ ہی خلافت سے نوازا۔ حالانکہ حضرت شیخ کے گنے ہی تلامذہ تھے۔ جنہیں یہ اعزاز حاصل نہ ہوا تحصیل علم سے فراغت کے بعد اپنے والد گرامی کی مسند کو زینت بخشی کافی عرصہ بھیں میں رہے۔ پھر اس پروگرام کو لے کر چکوال منتقل ہو گئے۔ دفاعِ صحابہ رضی اللہ عنہم اور رد رفض جو آپ کے والد کا مشن تھا ساری عمر اس مشن پر نہایت استقامت و بہادری سے کام کرتے رہے اور اس میں ذرہ بھر فرق نہ آنے دیا بلکہ اس کام کو آگے بڑھایا۔ آپ شروع ہی سے اپنے مشائخ اور اکابر اور بھائی منظور حسین شہید مرحوم کی طرح جذبہ جہاد سے سرشار تھے۔ طلباء و علماء اور عوام کے لیے دفاعی تربیت کے زبردست حامی تھے۔ علماء دیوبند کے عقائد اور ان کی حقانیت ان کے دل میں اس قدر گھر کر گئی تھی اور آپ کو اس سلسلہ میں اتنا شرح صدر ہوا کہ حضرت اس کے داعی بن گئے۔ اپنے اکابر کے عقائد اور طریقہ کار اور اصل ماخذ سے استنباط و استخراج کرنے میں اس قدر مہارت تامہ حاصل ہوئی کہ حضرت کو اس میں اجتہاد کا درجہ حاصل تھا اور اس سلسلے میں ذرہ بھر بھی رواداری کے قائل نہ تھے اور اپنے اکابر کے پروگرام اور نظریات کو آگے بڑھانے کے لیے تصانیف و تالیف کی بھرمار کر دی۔ حتیٰ کہ اس سلسلے میں معیار بن گئے کہ جس کا عقیدہ قاضی صاحب رحمہ اللہ کے خلاف ہو وہ سنی دیوبندی نہیں۔ جب مودودی صاحب نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تنقید کا راستہ اپنایا تو قاضی صاحب اس فتنہ پر شمشیر برہنہ ہو کر ٹوٹ پڑے اور عملاً، عملاً اور لفظاً و معناً اس کا رد کیا اور بڑے وثوق اور اعتماد سے اس پر قائم رہے۔ یہاں تک کہ جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ اسی طرح دیوبندی جماعت میں مماتیت کے عنوان سے ایک فتنہ اٹھا تو وکیل اہل سنت ترجمان حنفیت نے ان کی سرکوبی کی اور ایسا تعاقب کیا جس سے مماتیت کے ایوانوں میں لرزہ طاری ہو گیا اور حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کا نام ان کے لیے موت کا پیغام بن گیا۔ نیز دیوبندی جماعت میں ایک اور فتنہ اٹھا جس کا نام دیوبندی بریلوی اتحاد تھا۔ صوفی محمد اقبال مرحوم مدینہ منورہ نے ایک بہت بڑے شاطر اور حیلہ ساز شخص محمد علی مالکی کے ہاتھ پر بیعت کی جو کہ مولوی احمد رضا خاں بریلوی کے سلسلہ کا مجاز خلافت ہے اور یہ یاد رہے کہ صوفی محمد اقبال باقاعدہ عالم نہ تھے جس بنا پر محمد علی مالکی سے متاثر ہو گئے اور

اس کی کتاب اصلاح مفاہیم کا اردو ترجمہ کرایا۔ جس میں مروجہ میلاد، قیام، عرس، قوالی وغیرہ جیسی بدعات کو سراہا گیا اور ان کو اتحاد ملت کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ نیز اصحاب قبور سے براہ راست مانگنا اور حاجت طلب کرنا جائز قرار دیا گیا۔ کئی علماء اس کی اس تدبیر شیطانی سے متاثر ہوئے مگر حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ نے اس فرقہ جدیدہ پر تن تنہا کئی وار کیے اور اپنے مجلہ حق چار یار میں ان عقائد باطلہ کا خوب رد کیا اور کہا کہ یہ عقائد اہل بدعت کے ہیں اور ایسے عقائد رکھنے والا شخص بدعتی ہے اور کہا کہ اہل قبور سے مانگنا کہ ہماری حاجت پوری کرو اگر جائز ہے تو پھر شرک کس چیز کا نام ہے؟ نیز فرمایا کہ یہ عقائد رکھنے والا شخص دیوبندی نہیں ہو سکتا ہم ایسے شخص کو سابق دیوبندی کہیں گے۔ چنانچہ آپ کی مسلسل محنت اور مساعی جمیلہ سے یہ فتنہ فرو ہوا اور جن کے لیے ہدایت مقدر تھی انہوں نے اپنا توبہ نامہ شائع کیا۔ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ نے تدریس وتعلیم، بیعت وارشاد، تصنیف وتالیف اور مواعظ کے ذریعے اہل سنت والجماعت اور اپنے اسلاف اکابر ومشائخ کے علوم وافکار کو پھیلایا اور عام کیا اور بطور مشن اس پر اپنا سارا زور صرف کیا اور اس کو اپنا سرمایہ حیات سمجھا اور امت محمدیہ کے لیے اسے راہ نجات قرار دیا۔ ایک بڑے طبقے کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے طفیل ہدایت دی اور گمراہی سے بچالیا۔

رحمة الله تعالیٰ رحمة واسعة فی الدنیا والاخرة نیز آپ نے علماء کی آبرو کو قائم رکھا حالات نے بڑی بڑی سیاسی ومذہبی قلابازیاں کھائیں لیکن حضرت کے پائے استقامت میں ذرہ بھر بھی لغزش نہ آئی۔ حضرت نے کئی ادوار حکومت دیکھے کسی دور میں کسی حاکم کے سامنے نہ جھکے اور نہ ان سے تعلق وابستہ کرنے کی کوشش کی بلکہ ہمیشہ ان سے مجتنب اور دور دور رہے۔ حضرت مدنی رحمہ اللہ اور حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے طریقہ کار کو اپنے لیے مشعل راہ بنایا کیونکہ آپ ان کے نظریات کے سچے وارث تھے۔ راہ حق میں قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں لیکن اپنے مسلک وموقف پر آنچ نہ آنے دی۔ نہ خوف کھایا نہ للچائے۔ یہی علماء حق کا طرہ امتیاز ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں اپنے خاص جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے محبین اور متبعین وعامة المسلمین کو ان کے اختیار کردہ راستے پر گامزن ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العلمین۔

❀❀❀❀

# اڈیالہ جیل کی ملاقات

جناب محمد اسرار بخاری ☆

اخبار پر نظر پڑتے ہی چند لمحوں تک بے یقینی کی کیفیت رہی۔ یہ کیسے ممکن ہے؟ لیکن یہ ممکن ہو چکا تھا قتل جیسے سنگین جرم میں وقت کا ولی پابند سلاسل ہو کر حوالہ زندان کیا جا چکا تھا۔ ذہن میں ایک پریشانی کی لہر اٹھی۔ یا اللہ برسوں سے مختلف بیماریوں کا شکار اور ۹۰ سال کی عمر میں کوئی قتل کر سکتا ہے؟

بعض حکام نے خصوصی اجازت سے ذریعہ ملاقات کی راہ ہموار کی۔ راولپنڈی کی اڈیالہ جیل کے سپرنٹنڈنٹ جناب عمر دراز کے آفس میں اگر چہ میں ان سے گفتگو میں مصروف تھا لیکن ذہن حضرت قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف لگا ہوا تھا کہ زندان کے شب و روز اور جواں سالہ نواسے اخیار الحسن کو سنائی جانے والی سزائے موت نے اعصاب کو بہت نڈھال کر دیا ہوگا۔ وہیل چیئر کی آواز سے خیالات کا سلسلہ ٹوٹا تو حضرت نظر کے سامنے تھے ان کی متوقع حالت کے بارے میں قائم سارے تصورات آن واحد میں بکھر گئے۔ چہرے پر حزن و ملال کی بجائے بلا کا اطمینان آویزاں تھا۔ وہی شفقت آمیز ملائمت، جیسے اپنے گھر میں ہوں۔ حال احوال پوچھنے کے دوران میں نے انتہائی جذباتی طور پر اظہار ہمدردی کیا۔ حسن نواسے کی سزا پر بہت افسوس ہوا اور ساتھ ہی نگاہیں بے اختیار چہرے پر پریشانی تلاش کرنے لگیں لیکن چہرے پر پھیلی اطمینان کی کیفیت جوں کی توں تھی اور پھر اس کے جواب میں جو الفاظ سماعت سے ٹکرائے وہ مشیت ایزدی کے سامنے سر جھکانے کا غیر معمولی مظاہرہ تھا ''جو اللہ کی مرضی'' دل نے گواہی دی ان حالات میں ایسی بات وہ کر سکتا ہے جو واقعی خدا کی سچی شناخت رکھتا ہو۔

اڈیالہ جیل میں دو گھنٹے سے زائد جاری رہنے والی اس ملاقات میں ان کے کسی ایک جملے سے یہ تاثر نہیں ملا کہ موجودہ صورتحال ان کے لئے ذرا بھی پریشان کن ہے۔

---

☆ بیورو چیف لاہور، ہفت روزہ تکبیر، کراچی

کہتے ہیں چکوال سے تعلق رکھنے والے لیفٹیننٹ جنرل (ر) مجید ملک نے اس وقت اپنی پارٹی کے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف سے ملاقات کر کے قاضی صاحب کو کم از کم ضمانت پر رہا کرنے کی اپیل کی تھی اس کے جواب میں میاں شہباز شریف نے بڑی برہمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ جنرل صاحب یہ نہیں ہوسکتا۔ جب تک میں وزیر اعلیٰ ہوں قاضی مظہر حسین جیل سے باہر نہیں آ سکتے۔

یہ بات مجھے سپرنٹنڈنٹ جیل کے دفتر میں موجود ایک آفیسر نے بتائی۔ جن کا تعلق چکوال کے کسی گاؤں سے تھا۔ اس آفیسر نے بڑے تشویش آمیز انداز میں جو بات کہی اس وقت میں اس آفیسر کا حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے جذباتی وابستگی کی بنا پر جذباتی ردِّ عمل سمجھا تھا لیکن بعد کے واقعات نے بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا۔ اس نے کہا تھا ''یاد رکھیں قاضی مظہر حسین اس دور کے بہت بڑے ولی اللہ ہیں جن حکمرانوں نے انہیں ہتھکڑیاں پہنوائی اور جیل میں ڈالا ہے مجھے ڈر ہے ان کا کیا انجام ہوگا؟

جناب میاں نواز شریف کی حکومت کا خاتمہ، جیل میں جانا، سزائے موت کا حکم سنایا جانا اور وطن کی مٹی سے دوری کیا یہ سب میاں شہباز شریف کی طرف سے اللہ کے اس ولی کو حوالۂ زندان کرنے کا خمیازہ ہے؟ کیا اس جیل آفیسر کے الفاظ مستقبل کی پیشین گوئی تھی؟ ان سوالوں پر سوچا تو جا سکتا ہے تاہم ان کا جواب وہی دے سکتا ہے جسے خدا نے ایسی قدرت عطا کر رکھی ہو۔

❀❀❀❀

# چند قابل تقلید صفات

تحریر: حضرت مولانا نور اشرف ہزاروی ☆

ہمارے پیر و مرشد حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نور اللہ مرقدہ، شیخ العرب و العجم سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے اجل خلفاء اور تلامذہ میں سے تھے، جنہوں نے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے تعلیمی فیض کے ساتھ مدارج سلوک میں بھی کمال حاصل کیا اور حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے خلعت خلافت کے اعزاز سے نواز کر خواص و عوام کے لیے رہبری کی سند عطا فرمائی، حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے اعتماد پر پورے اترتے ہوئے ایک عظیم مصلح اور راہنما ثابت ہوئے۔

## چند نمایاں خصوصیات

یوں تو اللہ تعالیٰ نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو بہت سی خصوصیات سے نوازا تھا لیکن چند خصوصیات آپ میں بہت نمایاں تھیں مثلاً خلوص۔ خلوص وللّٰہیت کا یہ حال تھا کہ آپ کسی کی خوشامد پر نہ خوش ہوتے اور نہ ہی کسی ملامت کی پرواہ کرتے تھے۔ آپ نے ذاتی مفاد کو ہمیشہ دینی مفاد پر قربان کیا۔

پرواہ نہیں جو زمانہ خلاف ہے
راستہ وہی چلوں گا جو صاف ہے

## محنت اور جفاکشی

ضلع چکوال کے قریہ قریہ میں اور دیگر اضلاع میں آپ نے پیدل و سوار مذہب اہل سنت والجماعت کے عقائد حقہ سے لوگوں کو روشناس کرایا۔ آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت سے دلوں کو معمور کیا اور بدعات و رسومات کا بڑی حکمت کے ساتھ قلع قمع کرنے کی کوشش کی جس میں خاطر خواہ کامیابی حاصل کی۔ پیرانہ سالی اور علالت کے باوجود آپ کی شبانہ

---

☆ استاد حدیث جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام، جہلم

روز محنت پر جواں سال تندرست حضرات کو رشک ہوتا اور تعجب کرتے۔

## اعتدال

کبھی جذبات سے مغلوب ہو کر یا کسی مخالفت میں حد اعتدال سے تجاوز نہ کرتے۔ عصمت انبیاء علیہم السلام اور مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم، فسق یزید جیسے اہم موضوعات پر آپ نے قلم اٹھایا اور ایسی خوبی کے ساتھ ان مسائل کو صاف کیا کہ محققین علماء کرام نے تائیدی تبصرے لکھے کہ آپ نے مذہب اہل سنت کی ترجمانی کا حق کر دیا۔

## سنت کی پیروی

آپ کی نمایاں خصوصیات میں سے اتباع سنت کا یہ حال تھا کہ دیکھنے والا آپ کو فنافی الرسول ﷺ سمجھتا، زندگی کے کسی پہلو میں سنت سے سرِ مو تجاوز نہ کرتے، جب حضور اکرم ﷺ کا ذکر فرماتے تو عقیدت ومحبت کا عجیب حال آپ پر طاری ہوتا۔ مختصر جملوں میں عقیدت ومحبت کے پھول نچھاور کرتے جاتے۔

## عظمت صحابہؓ

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ محبت اور ان کی عظمت کا اندازہ اس سے لگایا جائے کہ کوئی بیان، کوئی درس آپ کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تذکرے سے خالی نہ ہوتا۔ آپ کا ماہانہ درس قرآن کئی بار سننے کا موقع نصیب ہوا کبھی کوئی درس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تذکرے کے بغیر ختم نہ ہوتا تھا، خصوصاً خلافتِ راشدہ موعودہ فی القرآن کو بڑی اہمیت اور وضاحت کے ساتھ بیان فرماتے خلافت کے مسئلہ پر آیت تمکین اور آیت استخلاف آپ کا موضوع ہوتیں جن کا مفہوم بڑی خوبی سے ذہن نشین کراتے تھے۔

## آپ کی مجلس

جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ مجلس میں ہر شخص کو حصہ دیتے تھے یعنی ہر ایک سے حال احوال دریافت فرماتے یا کوئی ضروری بات اور نصیحت فرماتے، حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی مجلس بھی مجلسِ نبوی کا نمونہ ہوتی تھی ہر ایک سے حال دریافت فرماتے اور ایسی محبت ومسکراہٹ سے حال پوچھتے کہ دل کھینچ لیتے تھے۔

## حق گوئی:

حق گوئی میں آپ نے کبھی کسی کی پرواہ نہ کرتے خواہ اپنا ہو یا بیگانہ۔ اسی لیے بعض اپنے بھی آپ کی حق گوئی کی وجہ سے آپ سے ناراض ہو جاتے تھے۔

## اصول پر کاربندی

آپ نے جو موقف بھی اختیار کیا اس میں دفع الوقتی سے کبھی کام نہ لیا بلکہ شریعت اور اصولوں کی پاسداری کو ہمیشہ ملحوظ رکھا۔ اسی لیے آپ کے موقف متضاد نہ ہوتے تھے کہ آج ایک موقف اختیار کیا کل دوسرا۔

## اسلاف پر اعتماد

آپ اپنے موقف اور تحقیق میں اسلاف کی تحقیق سے سر مو تجاوز نہ ہوتے تھے۔ بلکہ ہمیشہ اس بات پر زور دیتے تھے کہ اپنے بزرگوں کی تحقیق پر اعتماد کرو۔ آپ نے جن موضوعات پر بھی قلم اٹھایا وہ اسلاف خصوصاً اکابرین دیوبند کے حوالوں سے بھرپور ہیں۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

❀❀❀❀

# قائد اہل سنت اور حضرت اوکاڑوی

مولانا محمود عالم صفدر اوکاڑوی ☆

وقت کے عظیم محقق و مدقق، علوم تصوف کے بحر بیکراں، حضرت مدنی کی عظیم ترین یادگار، میدان تصنیف کے شہسوار، علم کلام کے علمبردار، قلم و قرطاس کے بے تاج بادشاہ، اشعری دہر، ماتریدی عصر، غزالی زماں، جنید وقت، امین الملۃ والدین، امام المتکلمین، زبدۃ الاتقیاء والصالحین، سلطان الاولیاء، امام الملۃ البیضاء، محی السنۃ، قاطع البدعۃ، مرجع السالکین، قدوۃ المحدثین، زبدۃ المفسرین، سلسلہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے دریکتا، شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی کے چشمہ روحانی کے قاسم، آپ کے خلیفہ مجاز، مظہر شریعت وطریقت، وکیل صحابہ، قائد اہل سنت، حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین نور اللہ مرقدہ وبرد اللہ مضجعہ تحریک خدام اہل سنت والجماعت کے بانی اور امیر اپنے ہزاروں مریدوں، فیض یافتہ تلامذہ کو اس اندھیر دنیا میں چھوڑ کر دار الفناء سے دار البقاء کی طرف رخت سفر باندھ گئے ہے...... انا للہ وانا الیہ راجعون.

ہمیں سو گئے داستاں کہتے کہتے

قائد اہل سنت اس دور کی ان چند ممتاز و یگانہ ہستیوں میں شمار ہوتے ہیں جنہوں نے اسلام اور اہل سنت والجماعت کے خلاف اٹھنے والے فتنوں کا مقابلہ نہایت جوانمردی اور استقامت سے کیا۔ تحریر و تقریر کے میدان میں انہیں ہمیشہ ناکوں چنے چبوائے۔ حق تعالیٰ شانہ نے انہیں غیر معمولی ذہانت اور ذکاوت سے نوازا تھا ان کا وجود حق جل جلالہ کی شان عطاو جود وسخا کا عظیم نشان تھا۔ حضرت قائد اہل سنت غیر معمولی ذہانت اور ذکاوت میں اسلاف کی یادگار ہونے کے علاوہ فنا فی العلم ہونے میں بھی اکابرین کا نمونہ تھے۔ حق تعالیٰ نے آپ کو تمام کمالات ظاہری اور باطنی سے بھرپور نوازا تھا۔

---

☆ برادر زادہ وکیل احناف مولانا محمد امین صاحب صفدر اوکاڑوی

ان کمالات میں سے ہر کمال اپنی جگہ پر نمایاں تھا۔ مگر یہ کمال اور یہ سعادت بھی آپ کے حصہ میں آئی کہ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ کے آپ اجل خلیفہ بنے۔ حضرت مدنی کے چشمہ روحانی سے فیض حاصل کرنے کے لئے متلاشیان معرفت باری تعالیٰ کو آپ کے دست حق پرست پر ہاتھ رکھنا پڑتا۔ حفاظت مسلک حق میں مدبرانہ کارنامے، تعلیم و تصنیف اور سلوک کی زریں خدمات اظہر من الشمس ہیں۔ گویا ان کی ایک زندگی میں بہت سی خوبیاں جمع تھیں۔ وہ ان عالی مرتبت افراد میں سے تھے جن کے متعلق کہا گیا ہے بااللیل رھبان و بالنہار فرسان.

آپ کی حیات کے اتنے مختلف گوشے ہیں کہ ہر ایک گوشہ مستقل مضمون و مقالہ کا محتاج ہے مگر اس کے باوجود یہ کہنا پڑیگا...... حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔ اور نہ آئندہ آنے والی نسلیں اس کا یقین کر سکیں گی کہ اس پرفتن دور میں بھی ایسی فوق العادۃ شخصیت تھی۔ ایسی جامع شخصیت کا وجود بس اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ تھا۔

اس عظیم شخصیت کے واقعات و حالات تاریخ کے درخشندہ ابواب بن جائیں گے اور تاریخ کا طالب علم ان واقعات پر آ کر رک جائے اور اس کے قلب کی تار ہل جائے اور وہ اس کی روشنی میں صراط مستقیم پر چلتا ہوا باب جنت تک پہنچ جائے۔ اس غرض کو لئے ہوئے یہ ناکارہ بھی مخمل میں ٹاٹ کی پیوند کاری کے لئے حاضر ہے اور اپنے مرشد اور شیخ کی حسین یادوں کو مختصر کرنے کی کوشش میں ہے......

تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را

گاہے گاہے باز خواں ایں قصہ پارینہ را

شوال ۱۴۱۴ھ کی ایک دوپہر میں طلب علم کے لئے جامعہ خیر المدارس ملتان پہنچا۔ جامعہ کے جنوبی گیٹ سے داخل ہو کر لڑکوں سے پوچھتا ہوا حضرت تایا جان (رئیس الناظرین حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی نور اللہ مرقدہ) کے کمرے میں پہنچا۔ علیک سلیک کے بعد حضرت نے پوچھا کہ خیریت سے آیا ہے؟ بندہ نے گزارش کی کہ داخلہ لینا ہے۔ اگلے دن درجہ فارسی سال اول میں داخلہ کا ہو گیا اور بندہ کی رہائش بھی حضرت تایا جان کے کوارٹر میں ہی طے پائی۔ حضرت تایا جان رحمہ اللہ کی مجالس میں ایک شخصیت کا تذکرہ کچھ اس انداز سے کیا جاتا تھا کہ جس کو سن کر یہ بات سامعین کے ذہن میں راسخ ہو جاتی کہ وہ ایک ہمہ گیر شخصیت ہے جسے خدا نے صرف فن تصوف کا ہی امام نہیں بنایا بلکہ تردید مذاہب باطلہ کا مجدد بھی بنایا ہے۔ وہ شخصیت ایک ایسا شجر سایہ دار ہے جس کے سائے تلے حاملان علوم نبوت،

وارثان انبیاء محنت و جفاکشی، مجاہدات و صبر آزما مشکلات کا سامنا کرتے کرتے تھک کر کچھ دیر ستانے کے لئے آلیتے ہیں۔ اس شجرہ طیبہ کی چھاؤں ایسی پیاری ہے کہ چند لمحوں میں سب تھکاوٹ کافور ہو جاتی ہے اور پھر مجاہدین ملت نئے ولولے اور حوصلے کو لیکر فرقہائے باطلہ کے سامنے جہاد بالسنان اور جہاد باللسان کے لئے سینہ سپر ہو جاتے ہیں۔ وہ ایک ایسا چشمہ فیض ہے جس کا ایک ایک قطرہ سالکین طریقت، طالبین معرفت کی حیات روحانی کے لئے آب حیات ثابت ہوتا ہے۔ خداتعالیٰ نے منازل روحانیہ اس کے لئے مسخر کر دیں ہیں، وہ خود بھی ان کی سیر کرتا ہے اور اس کی وجہ سے سینکڑوں نہیں ہزاروں لوگ اس لذت سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ وہ ایسا ساقی ہے جو معرفت باری عزاسمہ کی مے خود بھی پیتا ہے اور جام کے جام آتش عشق میں سوز دشدہ مخلوق خدا کو بھی پلاتا ہے۔ وہ ایسا شخص ہے جو معرفت کے سمندر اپنے قلب مبارک میں سمیٹے ہوئے ہے اس کے باوجود اس کی خاموشی اس شعر کا مصداق ہے

کہہ رہا ہے شور دریا سے سمندر کا سکوت
جس کا جتنا ظرف ہے اتنا ہی وہ خاموش ہے

اس کا قلم جب فتنوں کی تاک میں چلتا ہے تو کوئی اس کی کاٹ کی تاب نہیں لاسکتا، اس کی زبان جب فتنوں کی سرکوبی کے لئے اپنی قوت گویائی کام میں لاتی ہے تو مذاہب باطلہ کی عمارتیں زمین بوس ہوتی دکھائی دیتی ہیں۔ وہ جب ھل من مبارز کا نعرہ لگا کر میدان مناظرہ میں اترتا ہے تو مقابل دم دبا کر بھاگنے میں ہی عافیت سمجھتے ہیں اور اگر کوئی میدان میں آنے کی جرأت کر ہی لیتا ہے تو اس کی ایک ہی کاری ضرب کے بعد دشمن ہتھیار پھینک کر الامان الامان کی صدائیں لگا کر امن کی بھیک مانگنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ رافضیت کے سورما ہوں یا خارجیت کے مداحین، اس کے ہاتھوں رسوا ہوئے ہیں۔ مودودی ہوں یا مماتی اس کی تحریروں کی وجہ سے ان کے تابوت لاشوں سمیت زمین میں دفن ہو گئے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کا علم اس عظیم شخصیت کے ہاتھوں میں بلند ہوا۔ خلافت راشدہ حق چار یار رضی اللہ عنہم کا نعرہ پھر سے دیوانوں کے قلوب کو گرمانے لگا۔ عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم پر لگائے گئے رفض کے دھبے اور اس عظیم جماعت پر لگائے گئے الزامات واتہامات کی بیخ کنی ہوئی اور عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم کا حسین چہرہ یوں نکھر کرامت کے سامنے آیا جیسے شبنم سے گل گلاب نکھرتا ہے۔ عصمت انبیاء علیہم السلام پر ایسا لکھا کہ قلوب مسلمین سے مودودی کی پھینکی ہوئی سیاہی اترتی چلی گئی اور وہ قلوب حب انبیاء علیہم السلام کے نور سے جگمگانے لگے۔

جب گجراتی فتنہ اٹھا اور اس فتنہ نے معتزلہ کے طریق پر چلتے ہوئے اور ان کے اعتراضات

چڑاتے ہوئے توحید کی آڑ میں حیات انبیاء علیہم السلام فی القبور کا انکار کر ڈالا اور ساری امت کو، چودہ سو سالہ محدثین اور مفسرین کو، امت کے مایہ ناز متکلمین کو، ملت بیضاء کے مورخین کو، صوفیاء، اولیاء اور اتقیاء کو کافر اور مشرک گردانا، المہند جیسی علم کلام کی کتاب نا قابل اعتبار قرار دیا، محدثین کے اصولوں کو روند ڈالا، اجماع امت کا وقار مجروح کیا اور گجرات میں بیٹھ کر عالم اسلام پر اپنی توپ سے کفر کے گولے داغنے شروع کئے، اکابرین ملت کی پگڑیاں اچھالنے کی کوشش کی تو وہ مرد قلندر میدان میں اترا اور گجراتی فسادیوں کا ایسا پیچھا کیا کہ انہوں نے اپنی بلوں میں گھسنے میں ہی عافیت جانی۔

خارجیت کا فتنہ بہت ہی خطرناک فتنہ تھا جو بظاہر حب صحابہ رضی اللہ عنہم کی آڑ میں تھا مزید یہ کہ ایک عظیم الشان شہرہ آفاق شخصیت کی اولاد اس فتنہ کا صرف شکار ہی نہ ہوئی بلکہ مبلغ اور داعی بن بیٹھی (انا للہ وانا الیہ راجعون) ان حالات میں اس فتنہ کی سرکوبی بظاہر اپنوں سے ٹکرانا تھا۔ اس میں بڑی ہمت اور بلا خوف لومۃ لائم مزاج اور پہاڑ جیسے حوصلہ کی ضرورت تھی، یہ سعادت بھی اس عظیم شخصیت کے حصہ میں آئی کہ اس نے ''کشف خارجیت'' اور ''خارجی فتنہ'' لکھ کر امت محمدیہ کو بغض اہل بیت کی اندھیر کھائیوں میں گرنے سے بچالیا۔

اس شخص نے جس میدان میں بھی قدم رکھا نہایت پھونک پھونک کر رکھا، جادہ اعتدال کو ہاتھ سے نہ جانے دیا، صراط مستقیم پر گامزن رہا، اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اتنا آگے نکل گیا کہ اس میدان کے دوسرے سوار اس کی گرد پا کو پانا بھی سعادت جاننے لگے اور کیوں نہ جانتے کیونکہ یہ ہی اس کا حق تھا کہ اس کے قدموں کی خاک کو آنکھوں کا سرمہ، اس کے نعلین مبارک کو سر کا تاج بنایا جاتا۔

یہ تھا وہ نقش جو میرے قلب کی لوح پر حضرت رئیس الناظرین رحمہ اللہ کی مجلس کی برکت سے جاگزیں ہوا۔ پھر جوں جوں وقت گزرتا گیا یہ بڑھتا ہی گیا پھر ایک وقت آیا کہ آتش عشق تیز تر ہو رہی ہے مگر اس پر پانی ڈالنے والا نہ رہا، میرے تایا جان مرحوم اللہ کو پیارے ہو گئے

سنے کون ہائے صدائے دل ملے کس آہ شفائے دل
وہ جو بیچتے تھے دوائے دل وہ دکان اپنی بڑھا گئے

اب تو یہ حالت ہے ..

ما ہر چہ خواندہ ایم فراموش کردہ ایم
الا حدیث یار کہ تکرار می کنم

بندہ حضرت تایا جان رحمہ اللہ سے بار بار گذارش کرتا کہ جہلم یا چکوال کے جلسہ میں مجھے ساتھ لے جائیں تاکہ میں بھی حضرت رحمہ اللہ کی زیارت کرلوں لیکن حضرت تایا جان ساتھ نہ لے جاتے۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ عموماً جہلم یا چکوال کا جلسہ درمیان ہفتہ کو ہوتا جو کہ پڑھائی کا دن ہوتا۔ سبق سے ناغہ حضرت کو برداشت نہ تھا۔ یہاں تک کہ جب بندہ کے تایا محمد اسلم مرحوم فوت ہوئے تو حضرت نے فرمایا کہ تو نے جاکر کیا کرنا ہے، تو سبق پڑھ یہ اہم ہے۔ حضرت کی اس سختی کی وجہ سے بندہ حضرت تایا جان کی زندگی میں حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی زیارت و ملاقات اور حضرت کی قدم بوسی سے محروم ہی رہا۔

شوال ۱۴۲۱ھ میں یہ سوچ کر کہ حضرت تایا جان رحمہ اللہ کے شیخ و مرشد کی قدم بوسی کرنی چاہئے، شاید کچھ اضطرابی روح کو تسکین مل جائے۔ چکوال کے لئے عازم سفر ہوا۔ حضرت تایا جان کے بیٹے قاری محمد معاویہ صاحب بھی میرے ہمسفر تھے۔ جب ہم مدنی جامع مسجد میں پہنچے تو جمعرات کا دن تھا اور عشاء کا وقت حضرت درس قرآن کریم ارشاد فرما رہے تھے۔ یہ پہلی زیارت تھی جو بندہ کو اس امام وقت کی نصیب ہوئی۔ درس کے بعد مصافحہ ہوا حضرت نے خود ہی پوچھا کہ مولانا امین صفدر رحمہ اللہ کے گھر سے مہمانوں نے آنا تھا۔ حضرت کو فون پر اطلاع کی جا چکی تھی۔ حضرت نے جوں ہی پوچھا ہم آگے بڑھے اور مصافحہ کیا، بیعت کی درخواست کی جو حضرت نے کمال شفقت فرماتے ہوئے منظور فرمالی۔ اپنے قلب کی سیاہی کی وجہ سے اس انعام کی کم ہی امید تھی، رات وہیں رہے صبح واپسی ہوئی، یوں حضرت رحمہ اللہ کے بارے میں سنا ہوا حق الیقین سے عین الیقین تک جا پہنچا۔ کیونکہ مشہور ہے......

مشک آنست کہ خود بوید نہ کہ عطار

## حضرت قاضی صاحب کا مرتبہ

رئیس المناظرین حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی نے ابتداً شیخ التفسیر سلطان العارفین حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ سے بیعت کی۔ حضرت تایا جان کا شیخ التفسیر رحمہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت ہونے کا

واقعہ آپ نے اپنے حالات میں لکھا ہے جو کہ تجلیات صفدر جلد اول کے شروع میں شائع ہو چکا ہے اور حضرت اوکاڑوی کی یاد میں الخیر کا جو خصوصی نمبر شائع ہوا ہے اس میں ہمارے تایا جان محترم و مکرم پروفیسر میاں محمد افضل صاحب زید مجدہ نے بھی اپنے مضمون میں تحریر فرمایا ہے۔

بندہ قند مکرر کے طور پر اس کو زیب قرطاس کرتا ہے......

مولانا افضل صاحب لکھتے ہیں کہ بھائی صاحب رحمہ اللہ نے جب خدام الدین میں حضرت لاہوری رحمہ اللہ کا یہ بیان پڑھا کہ آنکھیں دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ظاہر کی آنکھیں اور باطن کی آنکھیں۔ جب دل کی آنکھیں کھل جاتی ہیں تو آدمی حلال و حرام میں تمیز کر سکتا ہے اس پر صاحب قبر کے احوال بھی منکشف ہو جاتے ہیں۔ تو آپ کچھ سکول کے ساتھیوں کو ساتھ لے کر حضرت کا امتحان لینے لاہور پہنچے اور حرام و حلال پھل ملا کر حضرت کی خدمت میں پیش کر دیے آپ نے حرام و حلال پھل علیحدہ علیحدہ کر دیے۔ اس وقت

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

کے مصداق بھائی صاحب حضرت لاہوری رحمہ اللہ کے گرویدہ ہو گئے اور نوبت صرف بیعت تک ہی نہ پہنچی بلکہ حضرت نے انجیل برنباس پر مقدمہ لکھنے کا حکم صادر فرمایا، اس آزمائش سے جب کامیاب ہوئے تو حضرت لاہوری کی توجہات خاصہ کا مہبط بن گئے۔ [الخیر خصوصی نمبر ص ۱۰۶]

سلطان العارفین حضرت لاہوری رحمہ اللہ سے حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ کا تعلق گہرا سے گہرا ہوتا چلا گیا آپ نے حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی بہت سی عمدہ صفات اپنے اندر جذب کیں، آپ کا تواضع و انکساری، زہد و تقوی، علم و حلم، جرأت و شجاعت، بلند ہمتی و وسعت ظرفی، اعراض عن الدنیا اور احقاق حق اور ابطال باطل میں اپنے پیر و مرشد حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی چلتی پھرتی تصویر تھے۔ رات کو سونے سے قبل اکثر حضرت لاہوری رحمہ اللہ کے ملفوظات کا مطالعہ کر کے سوتے تھے۔ کبھی فرماتے میں تو حضرت لاہوری رحمہ اللہ کے لئے عار ہوں۔

ہمارے شرح عقائد کے سبق میں جو ہمیں جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا شبیر الحق کشمیری دامت برکاتہم نے پڑھائی۔ حضرت کشمیری جب سبق پڑھا چکے تو انہوں نے حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ اور حضرت لاہوری کا یہی واقعہ سنایا اور فرمایا کہ ابھی ایسے لوگ موجود ہیں جنہوں نے حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی کرامات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے تم ان کی (حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ) کی زیارت کر لو شاید پھر یہ بھی نہ رہیں۔ ہماری درجہ جلالین کی درسگاہ جامعہ خیر المدارس میں حضرت تایا جان قدس سرہ کی درسگاہ سے متصل تھی، میں ویسے تو بحمد اللہ صبح اٹھنے سے رات چارپائی پر لیٹ کر محو خواب ہونے تک حضرت کی زیارت وقفہ وقفہ سے کرتا رہتا، صبح حضرت رحمہ اللہ ہی مجھے نماز کے لئے بیدار فرماتے۔ عموماً حضرت مطالعہ میں ہوتے تو پنسل میرے ہاتھ یا ماتھے پر آہستہ سے مارتے اور فرماتے......

محمود اٹھ نماز دا ٹائم ہو گیا وا۔

بندہ اکثر پہلی آواز پر ہی اٹھ کھڑا ہوتا اور سب سے پہلے جس چہرے پر نظر پڑتی وہ حضرت رئیس المناظرین رحمۃ اللہ علیہ کا ہنستا مسکراتا چہرہ ہوتا۔ آج بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی آواز کی لذت تڑپاتی ہے......

آیا ہی تھا خیال کہ آنکھیں چھلک پڑیں
آنسو کسی کی یاد کے کتنے قریب تھے

خیر بات چل رہی تھی حضرت قاضی صاحب نور اللہ مرقدہ کے روحانی مقام کی، حضرت تایا جانؒ کا حضرت لاہوریؒ سے تعلق تو قدرے واضح ہو گیا۔ جب حضرت لاہوریؒ انتقال فرما گئے تو حضرت تایا جان نے مولانا عبیداللہ انور رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ سے بیعت کی درخواست کی۔ مولانا نے فرمایا میں آپ کے قابل نہیں ہوں۔ آپ حضرت اقدس مولانا عبداللطیف جہلمی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چلے جائیں۔ حضرت تایا جان حضرت جہلمیؒ (حضرت لاہوریؒ کے اجل خلفاء میں سے تھے) کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت جہلمیؒ نے باوجود ماہ فضل وکمال ہونے کے فرمایا آپ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چلے جائیں۔

آہ! کیسے تھے یہ لوگ، کس قدر تھی ان میں تواضع اور خود کو نمایاں نہ کرنے کا شوق۔ زمین جیسی تواضع، پہاڑوں جیسی مضبوطی، آسمانوں جیسی بلند ہمتی تھی۔ اپنے سے دوسروں کو بہتر سمجھنا، حالانکہ ان کے پاس شیخ التفسیر امام لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت تھی۔

امام الاولیاء، سلطان الاتقیاء حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید خاص حضرت اقدس مولانا سید امین شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے بارے میں عاجز نے بارہا سنا ہے کہ حضرت بار بار اصرار کے باوجود بیعت نہ لیتے تھے بلکہ فرماتے حضرت قاضی دامت برکاتہم کے بیعت ہو جاؤ میں سفارش کر دوں گا۔

چنانچہ حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا عبداللطیف جہلمی نور اللہ مرقدہ کے فرمان پر حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے چشمہ روحانی سے اپنا تعلق جوڑ لیا اور یوں دن دوگنی رات چوگنی ترقی ہوتی گئی۔

گویا سلطان المناظرین کی طرف جب حضرت قائد اہل سنتؒ کی روحانی توجہات ہوئیں تو حضرتؒ کی ترقی بڑھتی گئی۔ آپ کی روحانیت دوآتشہ ہو گئی۔ ایک حضرت لاہوریؒ کا فیض آپ کے قلب مبارک تک پہنچ رہا تھا، دوسرا حضرت شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مدنیؒ کا فیض بواسطہ قائد اہل سنتؒ حضرت اوکاڑویؒ کو پہنچ رہا تھا۔

حق تعالیٰ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ، حضرت تایا جان رحمہ اللہ اور ہمارے سب اکابر کے درجات بلند فرمائیں۔ اور ہمیں ان کے نقش پا پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں....

تمنا مختصر سی ہے مگر تمہید طولانی

# وہ جو بیچتے تھے دوائے دل

کتبہ مولانا مخلص عبداللہ ☆

جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے اس وقت میری عمر آٹھ سال کے لگ بھگ تھی جب مجھے پتہ چلا کہ ہمارے گاؤں بلکسر میں معراج النبی ﷺ کے موضوع پر بعد نماز ظہر جلسہ ہو رہا ہے جس میں حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب چکوال تشریف لا رہے ہیں (حضرت آتے تو ہر سال ہی ہوں گے لیکن مجھے اس وقت شعور نہ تھا) میں معصوم سی سوچ لے کر اجتماع میں بیٹھ گیا کہ ابھی کوئی جبہ، کلاہ پہنے شخصیت نمودار ہوگی اور خوب سر لگا کر تقریر کرے گی، لیکن میری تمام سوچوں کے برعکس کیا دیکھتا ہوں کہ نہایت سادہ لباس میں رومال باندھے ایک شخص مجمع میں سے اٹھ کر منبر پر بیٹھ گیا۔ ہاتھ میں قرآنِ پاک لیا اور سادہ الفاظ میں قرآنِ پاک پڑھ کر تقریر کرنے لگ گیا۔ میں نے سوچا کہ جن قاضی صاحب کا اعلان ہو رہا تھا وہ تو شاید تشریف نہیں لائے ان کی جگہ یہ باباجی آکر تقریر کرنا شروع ہو گئے ہیں لہٰذا میں اٹھ کر چلا گیا یہ میری پہلی ملاقات تھی جو حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی۔ تو جوں جوں عمر بڑھتی گئی عقل و شعور آتا گیا اور حضرت کے ساتھ عقیدت و محبت بڑھتی چلی گئی۔ یہ عقیدت اس وقت عروج پر پہنچی جب میٹرک پاس کرنے کے بعد میں نے ۱۹۸۳ء میں گورنمنٹ کالج چکوال میں داخلہ لیا۔ ان دنوں کالج میں سنی تحریک الطلبہ کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ اور سنی تحریک الطلبہ کا پندرہ روزہ اجلاس ہوتا تھا جس میں حضرت اقدس رحمہ اللہ درس دیا کرتے تھے۔ ان دروس میں حضرت اقدس مذہب اہل سنت والجماعت کے بنیادی مسائل میں سے ایک مسئلہ پر تفصیل سے روشنی ڈالتے اور اس مسئلہ میں اہل سنت والجماعت کا دیگر فرقوں کے ساتھ اختلاف بیان فرماتے اور اپنے عقیدہ کے بارے میں قرآن و سنت اور دیگر فرقہ کی کتابوں سے دلائل بیان فرماتے ساتھ ساتھ دیگر فرقوں کی طرف سے اعتراضات کے جوابات بھی ارشاد فرماتے۔ حضرت کے بیان کا یہ انداز بڑا علمی، نہایت آسان، روحانیت سے بھرپور، دل پر اثر کرنے والا، دلائل

---

☆ خطیب جامع مسجد حنفیہ، بلکسر

وبراہین سے لبریز، دل روز و پر سوز ہوتا جس سے ہر سننے والا متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا۔ حضرت نے ہم نوجوانوں کی تربیت واصلاح کے لیے جس جانفشانی سے محنت فرمائی وہ حضرت کا کمال تھا۔

حضرت جی رحمہ اللہ کی ساری زندگی کا معمول رہا ہے چھوٹے قصبوں اور ڈیروں پر چند بوڑھے بیٹھے ہوتے اور حضرت کا وعظ گھنٹوں جاری رہتا۔ نہ تھکتے تھے نہ مایوس ہوتے۔ نہ کثیر مجمع کی خواہش ہوتی نہ خود نمائی کی فکر ہوتی۔ دنیا کی بے رغبتی کا یہ عالم تھا کہ ہمارے نزدیک چکوال کے ایک دیہات میں عرصہ دراز سے سالانہ جلسہ ہوتا ہے۔ حضرت کے ضعف اور بیماری کی بنا پر عمر کے آخر سالوں میں بندہ کو اس جلسہ کی ذمہ داری نبھانا پڑی تو معلوم ہوا کہ آج تک ان لوگوں نے حضرت جی کی اور نہ کسی دوسرے جماعتی مبلغ کی کوئی خدمت کی ہے۔ اس کے باوجود حضرت دوسرے جلسوں کی نسبت زیادہ انہماک اور فکر سے ہر سال بذات خود تشریف لے جاتے اور دیگر مبلغین کو حکم فرماتے اور پوری زندگی کسی کے سامنے اس کا ذکر نہ کیا۔ حالانکہ جلسہ کرانے والے لاکھوں کے مالک ہیں۔ لیکن حضرت جی نے کبھی ان کے سامنے اشارہ تک نہ فرمایا کہ علمائے کرام کا یا جلسہ کا خرچ ہوتا ہے۔

مسلک حق کی صحیح ترجمانی، اکابرین کا طرز، مؤقف کی سختی، انداز کی نرمی، بڑے سے بڑے مخالف کے لیے بھی کبھی بداخلاقی یا گستاخی کا جملہ زبان پر نہ لانا حضرت کی امتیازی شان تھی۔ خودنمائی حضرت کے پاس نہ تھی، اس پیرانہ سالی میں بھی کبھی کسی سے پاؤں نہ دبوائے ہاتھوں پہ بوسہ نہ دینے دیا۔ ایک دفعہ رمضان شریف میں مدنی جامع مسجد میں ختم قرآن کی تقریب سے خطاب فرمایا اور حسب عادت وعظ کے بعد مدنی مسجد سے ملحقہ پلاٹ میں تشریف لائے اور احباب کے ساتھ بیٹھ گئے۔ حافظ اللہ یار صاحب حضرت کے پرانے عقیدت مندوں اور خادموں میں سے ہیں۔ نہایت عقیدت کے ساتھ حضرت جی رحمہ اللہ کے مونڈھے دبانے کی غرض سے پشت مبارک کی طرف بیٹھ گئے۔ جوں ہی شانوں پر ہاتھ رکھا۔ حضرت نے تکیہ سے ٹیک لگائی ہوئی تھی فوراً سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور سختی سے فرمایا یار رہنے دو مجھے اس کا چسکا نہیں۔

پیرانہ سالی میں لمبے لمبے سفر فرماتے لیکن کبھی تھکاوٹ کا نام نہ لیا۔ آرام کرنے کا کہہ کر کسی ساتھی کو کمرے سے باہر نہ نکالا کبھی کمرہ بند نہ کرایا۔ کھانے کے لئے کبھی کوئی چیز طلب نہ کی۔ جو کچھ کسی نے دیا اس میں نقص نکالا اور نہ ہی کھانے سے انکار کیا۔ کسی ساتھی کی دل شکنی نہ کی۔ تقریر انتہائی سادہ ہوتی۔ بڑے بڑے علمی مسائل بھی اپنے آسان الفاظ سے سمجھاتے کہ عام سطح کا آدمی بھی آسانی سے سمجھ لیتا۔

مجھے حضرت جی رحمہ اللہ کے ساتھ وفات کے صرف دو دن قبل ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ شدید

بیماری اور عمر شریف کے اس حصہ میں بھی جونہی مجھے اندر جانے کی اجازت ملی، کیا دیکھتا ہوں کہ چہرہ انور ہشاش بشاش ہے اور بیماری کا چہرہ پر کوئی اثر نہیں ہے۔ آپ تکیہ سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ میں نے مصافحہ کیا۔ حضرت میری طرف دیکھ کر مسکرائے، میں نے اپنا نام بتایا تو عادت شریفہ کے مطابق ہاتھ اوپر اٹھایا اور فرمایا ''میں نے پہچان لیا ہے خیریت ہے۔'' میں ایک لمحہ کے لئے کھڑا رہا کیونکہ گفتگو کرنے اور بیٹھنے کی اجازت نہیں تھی لہٰذا الٹے قدموں پیچھے ہٹا اور پھر دروازہ بند ہوگیا۔ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ سے آخری ملاقات کا یہ منظر مجھے زندگی بھر نہ بھولے گا۔

اتوار کا دن درمیان میں گزرا۔ سوموار کے وقت ابھی اٹھنے کی تیاری کر رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی، جونہی میں نے فون اٹھایا تو حافظ سلطان محمود صاحب کی آواز سنائی دی، ''مخلص صاحب حضرت جی کی وفات ہوگئی ہے آپ فوراً چکوال پہنچ جائیں۔

خبر کا سننا تھا کہ دل بجھ گیا اور دنیا روٹھ گئی۔ ہمت جواب دے گئی۔ کوشش کر کے اٹھا۔ سب سے پہلے حضرت والد صاحب مدظلہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ مصلیٰ پر بیٹھے ذکر میں مشغول تھے قریب بیٹھ گیا۔ پوچھنے پر بتایا۔ کہ حضرت جی کی وفات ہوگئی ہے اور میں ابھی چکوال جا رہا ہوں آپ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ ایک لمبا سانس لیا اور فرمایا اعلان کر کے جانا۔ میں نے گاڑی منگوائی اور چکوال کی طرف روانہ ہوگیا۔ راستہ میں آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور دل بار بار کہہ رہا تھا اب میری اصلاح کون کرے گا؟

سنے کون ہائے صدائے دل
ملے کس سے آہ شفائے دل

وہ جو بیچتے تھے دوائے دل
وہ دکان اپنی بڑھا گئے

❀❀❀❀

# قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کی ...... یادگار نگارشات

ترتیب! حافظ عبدالوحید حنفی ☆

## تعلیم وتربیت کے چار طریقے

خداوند عالم نے نسل انسانی کی تعلیم وتربیت اور رشد وہدایت کے لیے وحی نبوت کا جو مقدس سلسلہ ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام سے جاری فرمایا تھا وہ تکمیل دین واتمام شریعت کے ساتھ ساتھ خدا کے آخری نبی سرور کائنات محبوب خدا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات قدسی صفات پر ختم ہوگیا۔

آفتاب نبوت کے روپوش ہونے کے بعد اشاعتِ اسلام اور حفاظت دین کی خدمت حق تعالیٰ نے امتِ محمدیہ کے اہل ایمان کے سپرد کردی۔ رسول خدا ﷺ نے اپنے تیئس سالہ زمانہ وحی ورسالت میں انسانوں کی تعلیم وتربیت کے لیے جو چار قسم کے فرائض انجام دیئے تھے۔ سلسلہ نبوت کے ختم ہونے کے بعد قیامت تک ان فرائض کی ادائیگی علمائے دین اور حاملانِ شریعت کا مقدس نصب العین ہوگا۔

ہادی عالم ﷺ نے (۱) تلاوتِ آیات قرآن (۲) تزکیہ نفوس۔ (۳) تعلیم کتاب اللہ (۴) تعلیم حکمت دین کے ذریعہ اپنی ناخواندہ اور گمراہ قوم کی اصلاح فرمائی۔''

[دوسالہ روئیداد مدرسہ اظہار الاسلام ۱۹۵۵ء ص ۲]

## فرائض نبوت

آنحضرت ﷺ نے تعلیم دین اور اصلاح امت کے لیے چار قسم کے طریقے اختیار فرمائے۔ حسب ذیل آیت ان پر مکمل روشنی ڈالتی ہے......

**هو الذى بعث فى الاميين رسولا منهم يتلوا عليهم آياته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة وان كانوا من قبل لفى ضلل مبين .**

---

☆ ناظم دفتر جامعہ عربیہ اظہار الاسلام، چکوال

ترجمہ۔ وہ اللہ ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں ان ہی میں سے ایک رسول کو مبعوث فرمایا جو
ان کو خدا کی آیات پڑھ کر سناتے ہیں۔ اور ان کو پاک کرتے ہیں اور ان کو قرآن کی اور حکمتِ
دین کی تعلیم دیتے ہیں اور بے شک وہ لوگ اس سے پہلے بڑی کھلی گمراہی میں مبتلا تھے
اس آیت نے تصریح کردی کہ ہادی عالم ﷺ نے (۱) تلاوت آیات (۲) تزکیہ نفوس۔
(۳) تعلیم کتاب اللہ۔ (۴) تعلیم حکمت دین کے ذریعہ اصلاح فرمائی۔

حضور ﷺ نے سب سے پہلے اس گمراہ قوم کو قرآن مجید کی آیات سنائیں جو ان کی زبان ہی میں نازل ہوا تھا۔ قرآنی آیات کے ذریعہ ان کو مشرکانہ عقائد اور جاہلانہ افعال رسوم سے نجات دلائی۔ اپنے فیض صحبت سے ان کے نفوس کو پاک اور ان کے قلوب و ارواح کو ایمان وعرفان کی روشنی سے منور فرمایا۔

کتاب اللہ کے مضامین عالیہ کی ان کو تعلیم دی اور دین خداوندی کی حکمتوں کے دروازے ان پر کھول دیئے۔'' [ دوسالہ روئیداد ۱۹۵۵ء، صفحہ ۳ ]

## درس گاہ نبوی اور اصحاب صفہؓ

'' آنحضرت ﷺ پر ایمان لانے والوں میں یوں تو کوئی فرد بھی ایسا نہ تھا جو ایمان و عمل صالح کو اُخروی نجات کا ذریعہ سمجھنے کے باوجود اپنے آپ کو تعلیم قرآن اور سنت نبوی کا محتاج نہ سمجھتا ہو۔

گو ہر ہر صحابی قرآن وسنت سے استفادہ کرنا اپنی زندگی کا مقصود حقیقی جانتا تھا۔ مگر اصحاب رسول میں سے ایک جماعت ایسی بھی تھی جنہوں نے دینوی ومعاشی ضروریات و وسائل سے کنارہ کش ہو کر بارگاہ نبوت کی حاضر باشی اور علوم وحی کے حصول کو ہی اپنا مخصوص نصب العین بنالیا تھا۔ درسگاہ نبوی کے طلبہ کی یہ جماعت اصحاب صفہ کے نام سے یاد کی جاتی ہے۔

مسجد نبوی سے متصل ایک جھونپڑے میں اُن کا قیام رہتا تھا۔ کسب معاش کی فکر سے وہ آزاد تھے۔ لیکن وہ بے کار نہیں تھے۔ بلکہ کار نبوت اور وراثتِ علم کی عظیم ذمہ داریاں انہوں نے قبول کرلی تھیں۔ وہ مخزن نبوت سے ان جواہرات کو جمع کر رہے تھے جنہوں نے قیامت تک اہل اسلام کو مالا مال کرنا تھا۔

درسگاہ نبوی کے ان مخصوص طلبہ کی معاشی ضروریات کی کفالت ان اصحاب رسول کے سپرد تھی جن کو حق تعالیٰ نے مالی وسعت عطا فرمائی تھی اور جو صحبت نبوی اور علوم وحی سے استفادہ کرنے کے ساتھ ساتھ زراعت وتجارت وغیرہ کے کاروبار میں بھی مشغول رہتے تھے اور ان کا یہ کسب معاش تقویت دین اور اعانت مجاہدین کی ضرورت کی نیت سے تھا۔

ان کے نزدیک کسب مال ذریعہ مقصود تھا نہ کہ خود مقصود۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے اس کمال دین کی خودخبر دی ہے۔

رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله واقام الصلوة وايتاء الزكوة.
یعنی ''وہ ایسے مرد ہیں کہ تجارت اور خرید وفروخت اُن کو ذکرالٰہی اور نماز اور زکوٰۃ سے غافل نہیں کرتی۔''

یہ وہ صفت کاملہ ہے جو صحابہ کرامؓ کو حضور اکرم ﷺ کی تعلیم وتربیت وجہ سے حاصل ہوئی تھی۔ ان کے قلوب پر محبت حق غالب آ چکی تھی۔ ان کے دماغ مشرکانہ تصورات سے خالی ہو چکے تھے ان کی روحیں حلاوت ایمانی اور ذکرالٰہی سے لبریز ہو چکی تھیں۔

محبوب خدا ﷺ کی صحبت نے ان کے قلوب کو غیراللہ کے تعلق سے آزاد کر دیا تھا۔

اصحاب رسول ﷺ نے حسب استعداد آفتاب نبوت کے فیوض وانوار سے اقتباس کیا اور باقی امت کے لیے نجوم ہدایت ثابت ہوئے۔

رحمت للعالمین ﷺ کے اصحاب کے لیے سب سے بڑا مخصوص انعام یہ تھا کہ ان کی زندگی میں ہی ان کے قلبی اخلاص اور اعمال صالحہ کی بنا پر علام الغیوب خدا نے اُن کو جنت کی بشارت اور اپنی رضامندی کی سند عطا فرمادی۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ (اللہ اُن سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے) اور بلاشبہ یہ شرف وفضیلت امت محمدیہ میں سوائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اور کسی کو حاصل نہیں اور حقیقت یہ ہے کہ ہر صحابی کا کمال کمالات نبوت کا عکس ہے اور ہر ہر صحابی کا وجود خاتم النبیین ﷺ کی نبوت کا ایک مستقل معجزہ ہے۔ [دوسالہ روئیداد مدرسہ اخبار الاسلام ۱۹۵۵، صفحہ ۴]

## ایک معلم کو نصیحت

معلوم ہوا ہے کہ آپ طلبہ کو بہت مارتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ آپ بچوں کو لٹا کر ڈنڈے ان کے پاؤں کے تلووں پر مارتے ہیں اور وہاں نشان بھی پڑتے ہیں۔ یہ مسئلہ حقوق العباد سے تعلق رکھتا ہے اور شرعاً استاد کو مارنے کا حق ہی نہیں۔

(۲) میں نے کہیں پڑھا تھا کہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ تھانہ بھون کے مدرسہ میں اس معلم قرآن کو طلبہ کے سامنے کان پکڑوائے تھے۔ جنہوں نے طلبہ کو زدوکوب کیا تھا۔ میں عموماً یہ واقعہ بیان کرتا رہتا تھا۔ لیکن اس دفعہ سنی کانفرنس بھیں ۲۶۔۲۷ محرم ۱۴۱۹ھ میں لاہور

کے ایک پروفیسر صاحب بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ جو عالم بھی ہیں اور جامعہ اشرفیہ میں پڑھاتے ہیں۔ وہ میرے پاس بیٹھے رہے۔ انہوں نے جلسہ میں تقریر بھی کی تھی۔ ان کی غیر موجودگی میں قاری شیر محمد صاحب (لاہور) نے بتایا کہ جن کو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے طلبہ کے سامنے کان پکڑوائے۔ تھے وہ ان پروفیسر صاحب کے دادا تھے۔ جن کو خلیفہ اعجاز الحق کہتے تھے۔

وہ معلم قرآن بھی تھے۔ موذن بھی تھے۔ اور مہمانوں کو کھانا کھلانے کی خدمت بھی ان کے سپرد تھی۔

حضرت تھانوی نے جب کان پکڑنے کا حکم دیا تو بلا خوف انہوں نے پکڑ لیے۔ اور اس وقت چھوڑے جب حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے کان چھوڑنے کا حکم دیا۔

میں نے احباب سے کہا کہ یہ ہے اصلاح نفس۔ اور کمال یہ ہے کہ انہوں نے کوئی ناگواری ظاہر نہیں کی۔ اور حسب سابق خدمات انجام دیتے رہے۔

(۳) آپ جو بچوں پر اس طرح تشدد کرتے ہیں تو آپ کی انسانیت بگڑی ہوئی ہے۔ اور درندگی کی صفت غالب ہے۔ اور میری دیانتدارانہ رائے یہ ہے کہ آپ تعلیم قرآن کا سلسلہ بالکل ترک کردیں۔ اور کوئی دوسری ملازمت یا مزدوری کر کے زندگی گذاریں۔

اگر آپ اسی طرح پہلے بھی تشدد کرتے رہے ہیں تو بجائے ثواب کے آپ نے حقوق العباد کی خلاف ورزی کر کے گناہ اکٹھے کیے ہیں۔ سابقہ گناہ سے توبہ کریں۔

اور ظالم کی مدد حسب ارشاد نبوی ﷺ یہ ہے کہ اس کے ہاتھ کو ظلم سے روک دیا جائے

والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ مدنی جامع مسجد چکوال ۱۰ جون ۱۹۹۸ء

## دینی مدارس کی ضرورت

جس طرح انسانی بدن کے لیے اغذیہ وادویہ کی ضرورت ہے۔ اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ انسانی قلب وروح کو دینی علوم وشرعی اعمال صالحہ کی حاجت ہے۔

بغیر دین کے مسلمان زندہ نہیں رہ سکتا۔ مسلمان کی دنیا دین سے علیحدہ ہو تو سراسر ہلاکت ہے۔ حقیقتاً انسانی ساری زندگی کی تہذیب واصلاح ہی کے لیے پروردگار عالم نے انبیائے کرام علیہم السلام کے ذریعہ دینی علوم وقوانین نازل فرمائے ہیں۔

اگر ارض خاکی سے انسان اپنی ہمت وکوشش کے مطابق طرح طرح کی نعمتیں حاصل کرلیتا ہے۔تو قرآن مجید اور احادیث رسول ﷺ میں بھی اس کے لیے ایسے خزائن وذخائر محفوظ ہیں جن سے وہ اپنی بساط کے مطابق معنوی اور اخروی نعمتوں سے دامن بھر سکتا ہے۔اگر دینی وشرعی علوم زندہ نہ رہیں تو دین محض تصور وخیال بن کر رہ جائے۔

## دارالعلوم دیوبند

اس آخری دور زوال میں جبکہ انگریزوں نے مسلمانوں کی قوت وعظمت پامال کر کے متحدہ ہندوستان پر اپنا پورا حاکمانہ تسلط حاصل کرلیا تھا۔اکابر علماء نے دینی علوم واعمال کی حفاظت کے لیے اسلامی مدارس کی بقاء کو غنیمت سمجھا۔

حجۃ الاسلام قاسم العلوم حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہٗ نے دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھی۔دیوبند اُس وقت کے صلحاء واولیاء کا مرکز توجہ بن گیا تھا۔دارالعلوم نے ہزاروں علماء فضلاء پیدا کیے جنہوں نے اکناف عالم میں کتاب وسنت کے انوار کو پھیلایا۔جس سے شرک وبدعت کی ظلمات کافور ہونے لگیں۔ [روئیداد ۱۹۵۵ء]

## دارالعلوم دیوبند کی عظمت

دارالعلوم اب اسلامی دنیا میں کسی تعارف کا محتاج نہیں رہا۔حسب ضرورت ماہنامہ دارالعلوم دیوبند سے ہی چند سطریں درج کی جاتی ہیں جو دارالعلوم کی صحیح عظمت پر کافی روشنی ڈالتی ہیں۔

دیوبند صرف کسی ایک لٹریچر،ایک رسالہ،ایک اخبار ایک ادارہ،ایک مرکز اور اس کی چند شاخوں کا نام نہیں۔بلکہ وہ روح ہے جس نے گذشتہ سو برس میں ایشیاء،یورپ،اور افریقہ کی دور دراز تک بستیوں میں ایک دینی زندگی اسلامی روح۔صالح کردار۔ایک صاف شفاف ذہنیت۔ایک نہ مٹنے والا جذبہ۔شکست نہ کھانے والی ہمت اور آگے بڑھنے والا حوصلہ پیدا کیا ہے۔''

[از دو سالہ روئیداد ۱۹۵۵ء ص ۱۰]

## دین کی سلامتی سنت کے بجالانے میں ہے

ارشاد امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی۔

''اس ضعف اسلام کے زمانہ میں دین کی سلامتی سنت کے بجالانے میں اور دین کی خرابی بدعت کے حاصل کرنے میں ہے۔ بدعت خواہ کوئی ہو اس کو اس کدال کی طرح جانتا ہوں جو اسلام کی بنیاد کو گراتی ہے۔ اور سنت کو روشن ستارے کی مانند جانتا ہوں جو گمراہی کی تاریک رات میں راہ دکھلاتا ہے۔ علمائے وقت کو اللہ تعالیٰ توفیق دیں کہ وہ بدعت کو اچھا نہ کہیں اور کسی بدعت پر عمل کرنے کا فتویٰ نہ دیں۔ اگرچہ وہ بدعت ان کی نظر میں سفیدیٔ صبح کی طرح روشن دکھائی دے کیونکہ سنت کے علاوہ شیطانی فریب کاریوں کو دوسرے کاموں میں بڑا دخل حاصل ہے......

اس وقت بدعات کی کثرت کی وجہ سے جہان دریائے ظلمت کی طرح دکھائی دیتا ہے۔ اور اس دریائے ظلمت میں سنت کی قلیل قلیل روشنی تاریک رات میں چمکنے والے جگنوؤں کی طرح محسوس ہوتی ہے۔

اور بدعت کا عمل اس ظلمت کو زیادہ اور نور سنت کو کم کرتا ہے۔ اور سنت پر عمل کرنا اس ظلمت کو کم اور نور کو زیادہ کرتا ہے۔ پس جو چاہتا ہے بدعت کی ظلمت کو بڑھائے اور جو چاہتا ہے سنت کی روشنی کو زیادہ کرے، وہ سنت پر عمل معمول زندگی بنالیں۔ الخ (مکتوبات مجدد دفتر دوم مکتوب ۲۳)

[سالانہ روئیداد ۱۹۵۵ء ص ۷]

## علماء و مجددینِ امت

''صحابہ و خلفائے راشدینؓ کے زمانہ میں تو اسلام علم و عمل اور قوت و شوکت کے اعتبار سے سب ادیانِ باطلہ پر غالب تھا۔ اس کے بعد اگرچہ وہ عروج کی حالت باقی نہ رہی تاہم ہر زمانہ میں علمائے حق اور وارثانِ رسول ﷺ، غازیانِ اسلام اور مجاہدینِ امت نے اسلام کی حفاظت کے لیے ہر ممکن کوشش کی۔ سلاطین کے ظلم و عدوان کے خلاف ہر زمانہ میں سرفروش علمائے ربانی صدائے حق بلند کر کے دار و رسن کو قبول کرتے رہے۔

اگر کسی ملحد و زندیق نے امت میں علمی و اعتقادی گمراہی پھیلانے کی کوشش کی تو علمائے حق نے اپنی علمی و عملی قوتوں کو حمایت حق میں صرف کر دیا۔ فقہاء و مجتہدین، مفسرین و محدثین، مبلغین و صوفیائے کرام نے ہر زمانہ میں حسب ضرورت کتاب و سنت کی ہی مختلف صورتوں میں علمی و عملی، اخلاقی و روحانی خدمات انجام دیں۔

امام اعظم ابوحنیفہ ہوں یا امام شافعی، امام غزالی ہوں یا علامہ رازی مولانا روم ہوں یا جنید بغدادی، قطب الاقطاب شیخ عبدالقادر جیلانی ہوں یا خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، امام ربانی مجدد الف ثانی ہوں یا حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی ہوں یا قطب الارشاد مولانا رشید احمد گنگوہی یہ سب امت کے ان محسنین و مصلحین میں سے ہیں جنہوں نے اپنی علمی وروحانی قوتوں سے محبوب خدا ﷺ کی سنت وشریعت کی حفاظت فرمائی۔ رحمتہ اللہ علیہم اجمعین۔

[از روئیداد سالانہ ۱۹۵۵ء ص ۸]

## مقام فکر

آیت (رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ......اللہ اُن سے راضی ہوگیا وہ اللہ سے راضی ہوگئے) کی روشنی میں یہ نتیجہ نکالنا کچھ مشکل نہیں ہے کہ عرب کے ان گمراہ انسانوں کو ظلمتِ کفر وشرک سے نکال کر ایمان وہدایت کی روشنی میں لانے کا جو کامیاب طریقہ حضور ہادی عالم ﷺ نے اختیار فرمایا تھا وہی طریقہ قیامت تک اصلاح امت کے لیے مفید ہوگا۔ اعتقادی وعملی امراض کا جو علاج بھی طریق نبوی کے خلاف ہوگا اس میں بجائے شفاء کے ہلاکت ہوگی۔

رسول کریم ﷺ نے لوگوں کو پروردگار عالم کی توحید اور عبادت کی طرف دعوت دی اور اس دعوت کا ذریعہ حق تعالیٰ کا مقدس کلام قرآن تھا۔ قرآن نے اپنے اعجازی اثرات سے بڑے بڑے مخالفین کو مطیع کرلیا۔ قرآن ہی وہ نسخہ شفا تھا جس نے صدیوں کے امراض شرک وکفر کا ازالہ کردیا۔ قرآن پاک کا عملی نمونہ رسول خدا ﷺ کی ذات اقدس تھی جس نے اپنے اخلاق کریمانہ، انوار نبوت اور فیوض وبرکات سے ہزاروں قلوب وارواح کو اپنی طرف جذب کرلیا۔ خدائے کائنات کے بعد مومنین اولین، مہاجرین وانصار کے لیے محبوب خدا ﷺ کی ذات ہی محبوب ومطلوب تھی۔ حضور ﷺ کی سنت ہی ان کے لیے رضائے الٰہی کا نشان تھی۔ اور حق یہی ہے کہ حضور ﷺ کی ذات ہی قیامت تک کے اہل ایمان کے لیے حصول جنت اور رضامندی باری تعالیٰ کا ذریعہ ہے۔ اطاعت خدا، اطاعت رسول سے وابستہ ہے۔ **من یطع اللہ والرسول فقد اطاع اللہ** قرب ومعیت، انس ومحبت خداوندی وغیرہ مدارج عالیہ بغیر اتباع رسول حاصل نہیں ہوسکے۔ **قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ**۔ (اے میرے پیغمبر فرمادیجیے کہ اگر تم اللہ کی محبت چاہتے ہو تو میری اتباع کرو۔ اللہ تم سے محبت کریں گے)

پس کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ ﷺ ہی دین وایمان کا اصل سرچشمہ ہے۔

کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ کا مفہوم وخلاصہ یہی ہے حق تعالیٰ کی توحید کے منافی جو عقیدہ ونظریہ ہوگا وہ سراسر باطل اور آخرت میں عذاب ابدی کا باعث ہوگا۔

اور سنت مصطفوی ﷺ کے خلاف جو بھی عمل ہوگا وہ بدعت وجہالت اور قابل خسران ہوگا۔

ذکر وفکر اور تصوف وسلوک کی وہی منازل مقبول ہیں جو سنت مبارکہ کے خلاف نہ ہوں۔"

[از روئیداد مدرسہ اظہار الاسلام ۱۹۵۵ء ص ۶]

## آئینہ وفا

ایک طرف رحمت للعالمین خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی فیض یافتہ جنتی جماعت صحابہ کرام ہے کہ رب العلمین نے قرآن حکیم میں ان سے راضی ہونے اور ان کے لیے جنت تیار رکھنے کا واضح اعلان فرمادیا ہے۔ دوسری طرف وہ لوگ ہیں جو اس جنتی جماعت کے خلاف اپنا مشن جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ہم نہ مسلم لیگ کے حامی ہیں نہ ایم آر ڈی وغیرہ کے۔ ہم سب کو اس آئینہ وفا میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ سیاسی لیڈر ہوں یا دانشوران قوم۔ حزب اقتدار ہو یا حزب اختلاف۔ علماء ہوں یا مشائخ۔ اپنی زندگیوں کا جائزہ لے لیں کہ آیا وہ صرف اپنی ذات اور پارٹی کا تحفظ کر رہے ہیں۔ یا جنتی جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کی قرآنی عظمتوں کا تحفظ بھی ان کی زندگی کے پروگرام میں شامل ہے۔

وما علینا الا البلاغ

❁❁❁❁

# معتدل مزاج عالم دین

مولانا قاری ظفر اقبال صاحب ☆

بندہ کو مع چند رفقاء حج کے لیے جانا تھا سفر سے قبل حضرت کی زیارت کا شدید داعیہ تھا۔ ساتھ ہی حضرت کی ناسازی طبع کی مسلسل خبریں مل رہی تھیں۔ اس لیے ہمت نہ ہوتی تھی کہ بغیر پیشگی اجازت کے حاضر ہو کر باعث بار خاطر ہوں۔

محترم مولانا جمیل الرحمن صاحب کو کہہ رکھا تھا کہ اجازت لے کر مطلع فرمائیں لیکن حضرت کی بیماری شدید ہوتی گئی بالآخر حضرت نے اپنی غائبانہ دعاؤں کے ساتھ اجازت سفر فرمائی کہ میں آپ کے لئے دعا کروں گا۔ آپ میرے لئے! ہم نے اول جملہ کو غنیمت جانا باقی کیا ہم اور کیا ہماری دعائیں۔

مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد مدرسہ صولتیہ (یادگار مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمہ اللہ) پر اچانک نظر پڑی زیارت کا شوق ہوا۔ دوسرے یا تیسرے دن احقر اپنے رفیق حج محترم جمیل احمد صاحب کے ساتھ مدرسہ حاضر ہوا۔ مولانا مفتی شیر محمد صاحب سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے ملتے ہی اس حادثہ فاجعہ کی خبر سنائی صدمہ کی انتہا نہ رہی۔ کیونکہ جن کے ساتھ عقیدت ہوتی ہے اور آدمی جن کی زندگی کو ضروری جانتا ہو۔ ان کی جدائی سے ایسا ہی صدمہ ہوتا ہے۔ تقریب فہم کے لیے ایک مثال عرض کرتا ہوں۔ حضرات صحابہ کرام جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت پر جیتے تھے ان پر وفات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے جو حالات آئے وہ کسی صاحب مطالعہ سے مخفی نہیں۔ ہمارے لیے ان نائبین رسول وارثان انبیاء کا وجود ہی نعمت عظمیٰ ہے۔ ان کا دنیا سے جانا عقیدت مندوں کے لیے جو قیامت برپا کرے گا۔ وہ بالکل ظاہر ہے اللہ تعالیٰ حضرت سیدی حضرت قاضی صاحب کی خدمات دینیہ کو قبول فرمائے۔ اور ان کے جاری کردہ مشن کو تا دیر ہم خدام کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

---

☆ شیخ الحدیث جامعہ حنفیہ تعلیم اسلام، جہلم

حضرت رحمہ اللہ ایک ایسے خاندان کے چشم و چراغ تھے جو علم و زہد کے ساتھ مجاہدات سے بھی آشنا تھا حضرت کی زندگی میں بھی یہ صفات ہمیشہ جھلکتی تھیں۔ حضرت کے والد ماجد ایک ثقہ عالم اور مناظر تھے اور جرأت ہمت میں اپنی نظیر آپ تھے ان کا لقب شیر پنجاب تھا۔ مرزا قادیانی کے ساتھ مقدمات لڑے اور اسے عدالتوں میں ایسا ذلیل کیا کہ اس کی نظیر نہیں ملتی۔ ان مقدمات کی کاروائی ''تازیانہ عبرت'' کے نام سے مطبوع موجود ہے۔ اس طرح رافضیوں کے خلاف ایک لاجواب کتاب تحریر فرمائی جس کا صحیح جواب آج تک شیعہ سے نہ بن پڑا۔ اس کا نام ''آفتاب ہدایات'' ہے۔

حضرت قاضی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے زور قلم عطاء فرمایا تھا جس مسئلہ پر بھی قلم اٹھایا لاجواب لکھا اور اہل حق کی ترجمانی کا حق ادا فرمایا اور علم و تحقیق کے دریا بہائے۔ بلا مبالغہ کیا جا سکتا ہے کہ رد رفض میں امام اہل سنت مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمہ اللہ کی تحقیق کو عقائد اہل سنت اور رد شیعہ میں آخری تحقیق جانا جاتا ہے اور آپ کو امام اہل سنت کہا جاتا ہے۔ آپ ان کے صحیح جانشین ثابت ہوئے اور وکالت اہل سنت والجماعت کا حق ادا کر کے امام اہل سنت بنے۔ رد شیعہ پر آپ کا لٹریچر ایک بہت بڑا ذخیرہ ہے۔ موجودہ دور میں جن مسائل پر گفتگو کی ضرورت تھی آپ نے ان پر ترجمانی کا حق ادا فرمایا۔

## فتنہ مودودیت

مودودیت دراصل شیعیت کی ذیلی شاخ ہے۔ جس کے فتنہ ہونے کا ادراک سب سے پہلے حضرت مدنی رحمہ اللہ کے قلب باصفا نے فرمایا اور ''مودودی دستور و عقائد کی حقیقت'' کے نام سے ایک کتاب تحریر فرمائی۔ علاوہ ازیں آپ کے مکتوبات شریفہ میں خاصا مواد اس پر موجود ہے۔ حضرت لاہوری رحمہ اللہ نے بھی ''علمائے حق کی مودودیت سے ناراضگی کے اسباب'' نامی ایک رسالہ تحریر فرما کر امت کو اس فتنہ سے بچایا۔ حضرت قاضی صاحب ان دونوں حضرات سے چونکہ روحانی فیض پانے والے تھے اور سلف پر اعتماد کامل رکھتے تھے۔ آپ نے مودودیت کا ایسا تعاقب فرمایا کہ ان کی بنیادوں میں زلزلہ بپا کر دیا۔ مودودی مذہب، کھلی چھٹی، علمی محاسبہ، وغیرہ ایسی تحقیقی کتب تحریر فرمائیں کہ آج تک ان کو اعتماد کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ چنانچہ مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ نے الاستاذ المودودی میں اسی کتاب پر اعتماد فرمایا ہے۔

## خارجیت، یزیدیت

گزشتہ صدی کا ایک فتنہ جو اگرچہ نیا نہیں تھا۔ تاہم جس پیرایہ میں ظاہر ہوا تھا۔ یقیناً نیا تھا۔ وہ خارجیت اور یزیدیت ہے۔ اس کا نیا روپ چونکہ رد روافض تھا اس لیے بہت سے لوگ صحیح العقیدہ بھی ان

کے لیے نرم گوشہ رکھتے تھے اس مسئلہ پر قلم اٹھانا انتہائی مشکل تھا۔ کیونکہ یہ وہ بحث ہے علمبرداروں نے اپنی جائے پناہ حضرت امیر معاویہ ؓ کو بنا رکھا تھا۔ جیسا کہ شیعہ محبت اہل بیت ؓ کے دعویدار ہیں۔ حالانکہ دونوں کذب بیانی سے کام لیتے ہیں۔ اور اہل بیت پر تسلسل سے تبرا کر رہے ہیں۔ اور اس ضمن میں حضرت علی ؓ کی خلافت کو نام نہاد خلافت کہنا، حضرت حسین ؓ کی صحابیت کا انکار کرنا ان جرائم میں ملوث ہو رہے تھے۔ اس مسئلہ میں گفتگو کے لیے ایک ثقہ عالم و ترجمانیت کی ضرورت تھی تا کہ مسلک حق کی صحیح ترجمانی ہو اور خلافت راشدہ کے آخری تاجدار کی شان میں بھی کمی نہ ہو اور حضرت امیر معاویہ ؓ کاتب الوحی کی شان میں غلو یا بے ادبی نہ ہو۔ چنانچہ یہ قرعہ حضرت قاضی صاحب ؒ کے نام نکلتا ہے۔ آپ مسلک کے لحاظ سے انتہائی پختہ اور سلف کے مذہب کے معتدل المزاج فی المسلک عالم تھے۔ اس مسئلہ میں بھی ترجمانی کا حق ادا فرمایا اور رہتی دنیا تک اپنی کتب یادگار کے طور پر چھوڑ گئے ہیں۔

## حیات انبیاء کرام

ہمارے دور کا عظیم مسئلہ عقیدۂ حیاۃ الانبیاء ؑ بھی ہے۔ جس کے تمام اہل سنت صرف قائل ہی نہیں بلکہ پورے شدومد کے ساتھ مثبت بھی ہیں۔ انہوں نے جہاں معتزلہ کے باقی عقائد کا رد کیا وہاں ان کے نظریہ انکار حیات کا بھی بخوبی رد کیا ہے۔ دارالعلوم دیوبند کے معرض وجود میں آنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس سے جو خدمات لی ہیں ان کو دیکھ کر علماء نے یہ رائے ظاہر فرمائی کہ دیوبند کی حیثیت ایک مجدد کی ہے اور مجدد کبھی ایک شخصیت ہوتی ہے اور کبھی ایک ادارہ۔ اس نے کوئی شعبہ دین ایسا نہیں چھوڑا جس کی آبیاری نہ کی ہو اور کوئی فتنہ ایسا نہیں ہوا جس نے سر اٹھایا ہو اور انہوں نے اس کی سرکوبی نہ فرمائی ہو۔ اس لیے آج اٹھنے والا ہر فتنہ اگر کسی سے خوف محسوس کرتا ہے تو وہ صرف علمائے دیوبند ہی ہیں۔ بلکہ دور حاضر کے حالات نے تو یہ ثابت کیا ہے کہ عالم کفر اگر کسی کو اپنا حریف جانتا ہے تو وہ صرف علماء دیوبند ہی ہیں۔ حضرت قاضی صاحب بھی دیوبند کے سپوت تھے۔ انہوں نے جہاں باقی فتنوں کا مقابلہ کیا وہاں اس فتنہ کے مقابلہ میں بھی بہترین کارکردگی دکھائی۔ بلکہ بقول ایک بزرگ کے کہ اس وقت مسئلہ حیاۃ الانبیاء کو زندہ رکھنے والے اگر کوئی ہیں تو وہ حضرت قاضی صاحب اور ان کے متوسلین ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ حضرت کا مزاج فتنوں کے بارے میں صدیقی مزاج تھا۔ ہر فتنہ کو فتنہ جانا کسی فتنہ کے ساتھ ذاتی وسیاسی مفاد کے لیے کبھی صلح نہ کی۔

## اصلاح الناس کا طریق کار

اللہ تعالیٰ نے انبیاء ؑ کی بعثت اصلاح عامہ کے لیے فرمائی ہے۔ ان کی محنت کا محور انسان

ہوا کرتے ہیں چیزیں نہیں ہوا کرتیں کہ انسان کو اسفل السافلین سے نکال کر ایسی رفعت و بلندی کا مالک بنایا کہ وہ رشک ملائک بن گیا۔ ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے طریقہ نبویہ کے مطابق اپنے کام کا آغاز اصلاح الناس سے فرمایا۔ اعتدال کے ساتھ ایسی جہد مسلسل کی کہ اس کے نتیجہ میں رسم و رواج بلکہ شرک و بدعات میں پڑے ہوئے انسان توحید و سنت کے علمبردار بن گئے۔ یا اللہ مدد۔ شان رسالت زندہ باد اور خلافت راشدہ حق چار یار رضی اللہ عنہم کے مبارک اعلانات ان کی زبان پر آ گئے۔

## دفاع صحابہ رضی اللہ عنہم

حضرت کا سب سے بڑا کارنامہ دفاع صحابہ رضی اللہ عنہم ہے۔ یہ کام اللہ تعالیٰ نے بہت سے لوگوں سے لیا اور بہت سی جماعتوں نے یہ کام کیا۔ ہمارا مشن ان کی ناقدری کرنا نہیں ہے لیکن میرا مقصود یہ ہے کہ جس اعتدال سے آپ نے دفاع صحابہ رضی اللہ عنہم کا فریضہ سرانجام دیا ہے وہ یقیناً آپ ہی کا حصہ ہے ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء آپ کی محنت سے لوگوں کے ذہنوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دینی مقام بیٹھا اور اس کی اہمیت پیدا ہوئی کہ وہ حضرات قرآن و سنت، دین اسلام کی بنیاد اور نجوم ہدایت ہیں۔ حق و صداقت کی علامات ہیں۔ ان کی اتباع کے بغیر کوئی راہ راست نہیں پا سکتا۔

اس مشن کی اہمیت کے پیش نظر عمر کا کثیر حصہ اسی مقدس مشن میں صرف فرمایا ہے۔ آپ کی کوئی تحریر و تقریر کوئی مجلس اس ذکر خیر سے خالی نہ ہوتی تھی۔ بلکہ اس مشن کو جاری رکھ کر بقول شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ امت پر عائد فرض کفایہ ادا فرمایا ہے۔

اس مشن کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنائے رکھا۔ یہاں تک کہ خالق حقیقی سے جا ملے اور بقول مولانا عبدالرحمن اشرفی کہ حضرت عبدالقادر رائپوری رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے آخری کلمہ یہ نکلا تھا کہ جس نے دفاع صحابہ رضی اللہ عنہم کیا وہ کامیاب ہوا۔

## اتباع سلف رحمۃ اللہ علیہ

حضرت کے کام کی رعنائی اور کمال یہ ہے کہ اپنے تمام مشن میں اتباع سلف کا دامن نہیں چھوڑا۔ سلف کے مسلک کو ہمیشہ حرز جان بنائے رکھا اور اپنے اکابر کے اعتماد کو کبھی ٹھیس نہیں پہنچائی۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ پر جو اعتماد فرمایا تھا آپ نے آخر دم تک اس کی لاج رکھی اللہ تعالیٰ حضرت کے متوسلین کو آپ کے نقش پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائے اور خلد بریں میں اللہ تعالیٰ آپ کو درجات عالیہ نصیب فرمائے۔ آمین

# کچھ یادیں......کچھ باتیں

مولانا صوفی محمد شریف صاحب ☆

حضرت اقدس کے ساتھ رفاقت کی ابتداء ۱۹۵۶ء میں ہوئی۔ جنرل محمد ایوب کے دور میں حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا عبداللطیف صاحب جہلمی رحمۃ اللہ علیہ، جمعیت علمائے اسلام کی طرف سے ضلع میانوالی اور بھکر کے دورہ پر تشریف لائے۔ پہلا پروگرام ہرنولی شہر میں ہوا۔ جس میں حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت جہلمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خطاب میں لوگوں کو جمعیت علمائے اسلام میں شامل ہونے کی دعوت دی۔ اور مختلف مسائل پر خطاب فرمایا اگلی صبح نواں جنڈ انوالہ تشریف لے گئے، جہاں حافظ عباس صاحب کی مسجد میں جلسہ عام ہوا۔ جس میں حضرت قاضی صاحبؒ اور حضرت جہلمی صاحبؒ نے خطاب فرمایا اور لوگوں کو جمعیت میں شامل ہونے کی دعوت دی۔ رات کا قیام جنڈ انوالہ میں ہی فرمایا۔ حضرت قائد اہل سنت نے صبح کو درس قرآن پاک دیا۔ ناشتہ کے بعد دریا خان کے لیے روانگی ہوئی۔ دریا خان شہر میں جامع مسجد گلزار میں جلسہ عام ہوا حضرت مولانا شیخ غلام یٰسین صاحب جو کہ گلزار مسجد کے خطیب تھے۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قیام گاہ پر تشریف لائے اور عرض کیا۔ حضرت یہاں مسئلہ حیات النبیؐ پر خطاب نہ فرمائیں۔ کیونکہ ہمارے شہر کے اندر اس مسئلہ پر کوئی بحث نہ ہے۔ یہ سن کر حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہمارا کوئی ارادہ مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرنے کا نہ تھا۔ کیونکہ آپ روک رہے ہیں۔ اس لئے اب ہم مسئلہ حیات النبیؐ ضرور بیان کریں گے۔ قائد اہل سنت حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجاہد ملت جہلمی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ آپ نے مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بیان کرنا ہے۔ جلسہ انتہائی کامیاب ہوا۔ عوام بڑے خوش ہوئے۔ رات کا قیام بھی دریا خاں میں فرمایا۔ رات کو بندہ نے حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیعت ہونے کی درخواست پیش کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کلورکوٹ جو جانا ہے وہاں بیعت ہو جانا اگلے دن دار الھدیٰ بھکر میں پروگرام ہوا۔ بھکر سے کلور

---

☆ کلورکوٹ، ضلع بھکر

کوٹ تشریف لائے۔ دفتر جمعیت علمائے اسلام میں قیام فرمایا۔ بندہ نے پھر بیعت ہونے کی درخواست کی۔ حضرت نے فرمایا آپ حضرت مولانا احمد علی لاہوری صاحب سے بیعت ہو جائیں۔ لیکن بندہ اس دورہ میں حضرت سے بہت متاثر تھا۔ میں نے حافظ محمد طیب صاحب کلورکوٹ والوں کو واسطہ بنایا تو انہوں نے بیعت کے لیے حضرت سے میری سفارش فرمائی۔ ہمارے پر زور اصرار پر حضرت نے فرمایا وضو کر کے مسجد میں بیٹھیں۔ میں مسجد میں آ رہا ہوں۔ دفتر کے ساتھ ہی مسجد تھی۔ کچھ دیر کے بعد حضرت مسجد میں تشریف لے آئے۔ میرے ساتھ راؤ معصوم علی اور دیگر اصحاب بھی تھے۔ حضرت نے ہمیں بیعت فرمایا۔ حضرت سے تعلق کی ابتدا اس دور میں ہوئی۔ اس سے پہلے بندہ آزاد خیال کا مالک تھا۔ بیعت ہونے کے بعد دل کی دنیا ہی بدل گئی۔ حضرت سے تعلق کی ابتداء سے لے کر وفات تک آپ کے ہر حکم پر لبیک کہا۔ ہر دینی اور دنیوی معاملات میں حضرت سے مشورہ کے بعد آپ کے حکم کے مطابق قدم اٹھایا۔

ذیل میں حضرت قائد اہل سنت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے رفاقت کے چند اہم واقعات جو میرے ذہن میں محفوظ ہیں۔ بیان کروں گا......

## چکوال حاضری

مجھے حافظ محمد طیب صاحب نے مدرسہ نورِ ہدایت کی بنیاد رکھنے کے سلسلہ میں حضرت قاضیؒ کی خدمت میں بھیجا۔ میں مدنی مسجد چکوال میں حاضر ہوا۔ مدنی مسجد اس وقت چھوٹی سی پرانی مسجد تھی۔ یہ ۱۹۵۷ء کی بات ہے۔ مسجد کے ساتھ ہی دو حجرے تھے ایک حجرے میں حضرت کی رہائش تھی۔ اس وقت حضرت کی دوسری شادی نہ ہوئی تھی۔ مسجد میں حافظ غلام اکبر بچوں کو پڑھاتے تھے اور امامت کے فرائض سرانجام دیتے تھے۔ میں نے حافظ صاحب سے حضرت کے بارے میں دریافت کیا۔ حافظ صاحب نے بتایا کہ حضرت اڈھروال تشریف لے گئے ہیں۔ یہ قصبہ چکوال سے (۳/۴) کلومیٹر دور تلہ گنگ روڈ پر ہے۔ میں حضرت کو ملنے کے لیے اڈھروال پہنچ گیا۔ اڈھروال حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ہمشیرہ رہتی تھیں، حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی میں نے آنے کا مقصد بیان کیا۔ مجھے یاد ہے۔ حضرت نے اسی وقت گھر سے سویاں پکوا کر کھانے کے لیے عنایت فرمائیں۔ اس کے بعد حضرت نے فرمایا تم چکوال چلو میں وہیں آ رہا ہوں۔ حضرتؒ چکوال سائیکل پر تشریف لائے وہاں جناب سے تفصیلی بات ہوئی۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ کلورکوٹ میں ایک بڑا مدرسہ رحیمیہ حسینیہ جو ہے۔ تو دوسرے مدرسے کی ضرورت کیسے پیش آ گئی۔ میں

نے عرض کیا کہ کچھ ساتھی مدرسہ رحیمیہ کی انتظامیہ سے ناراض ہوکر دوسرے مدرسے کی بنیادی رکھ رہے ہیں۔ اس پر حضرت نے فرمایا۔ اگر ایسا ہے تو پھر میں نئے مدرسے کی بنیاد رکھنے کے لیے کلور کوٹ نہیں جاؤں گا۔ وہ ساتھی مدرسہ میں پڑھائی شروع کردیں۔ اگر اخلاص ہوا تو کام چلتا رہے گا۔ مدنی مسجد میں مغرب کی نماز ادا کی۔ مغرب کی نماز کے بعد حضرت حجرے میں تشریف لے آئے۔ کھانا آگیا۔ مجھے یہ علم نہیں کہ کھانا حضرت نے کہاں سے منگوایا۔ اس وقت حجرے میں حضرت کے صاحبزادے قاضی ظہور الحسین صاحب بھی موجود تھے۔ ہم نے مل کر کھانا کھایا، کھانے کے ساتھ ایک گلاس میں دودھ اور ایک گلاس میں پانی تھا۔ میں نے کھانے کے دوران پانی پینے کے لیے گلاس کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ تو آپ نے فرمایا آپ کے لیے دودھ ہے۔ آپ مہمان ہیں۔ کھانا کھانے کے بعد میں نے برتن دھونے کی کوشش کی۔ تو حضرت نے منع فرمایا، اور کہا کہ برتن میرا بیٹا ظہور الحسین دھوئے گا، پھر رات کو سونے کے لیے حجرے میں ایک ہی چار پائی تھی۔ جس پر حضرت رات کو آرام فرماتے تھے۔ ایک چار پائی حضرت نے پڑوسی سے منگوائی اپنے صاحبزادے سے فرمایا کہ جب محمد شریف نماز سے فارغ ہو جائے تو ان کو چار پائی پر لٹا دینا اور خود مسجد میں نیچے سو جانا، دوران ملاقات ان واقعات پر مجھے بڑا تعجب ہوا کہ دنیا میں ایسے پیر بھی ہیں۔ جو ایک ادنیٰ مہمان کا اتنا اکرام کرتے ہیں۔

## بلند پایہ علمی شخصیت

حضرت قائد اہلِ سنت رحمہ اللہ کے بارے میں بندہ کو شروع شروع میں ایک شبہ رہا۔ کہ ہمارے حضرت بلند پایہ کے متقی، پرہیز گار اور ولی ہیں۔ لیکن کوئی بڑی علمی شخصیت نہیں ہیں۔ کیونکہ بندہ نے علمائے کرام کی شعلہ بیان تقاریر سن رکھی تھیں اور ہمارے حضرت کے بیان سادہ سادہ ہوتے تھے۔ حضرت قاضی صاحبؒ ایک مرتبہ مدرسہ نور ہدایت کلور کوٹ کے سالانہ جلسہ پر تشریف لائے۔ تو دن میں حضرت کا ظہر کے بعد بیان ہوا۔ اس جلسہ میں بڑی بڑی شخصیات مولانا لعل حسین اختر، مولانا سید گل بادشاہ صاحب، صوبہ سرحد اور حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب رائے پوری وغیرہ تشریف لائے ہوئے تھے۔ بندہ نے درس قرآن پاک کے لئے مولانا لعل حسین اختر کو عرض کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کے ہوتے ہوئے ہم کیا درس دیں۔ اس طرح فرداً فرداً تمام شخصیات کو درس کے لیے کہا گیا۔ لیکن سب کا موقف تھا۔ کہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت قاضی مظہر حسینؒ کے ہوتے

ہوئے ہم درس دینے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ چنانچہ حضرت نے صبح کو ایسا مشکل اور دقیق درس دیا کہ علمائے کرام کی سمجھ میں تو آیا۔ مگر عوام کچھ نہ سمجھ سکے۔ درس کے بعد حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب حموکوی صاحب کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ آج تو فرشتے بھی حیران اور ششدر ہوں گے کہ کس شخصیت نے درس قرآن پاک دیا ہے۔ اور فرمایا میں اور حضرت قاضی صاحب مدظلہ دیوبند میں اکٹھے پڑھتے رہے ہیں۔ لیکن حضرت اس وقت تصوف کے آخری درجے پر فائز ہیں۔ مولانا حموکوی صاحب کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ آپ نے لوگوں سے اپیل کی۔ کہ جو لوگ کسی بزرگ سے بیعت نہیں ہیں۔ حضرت قاضی صاحبؒ سے بیعت ہو جائیں۔ یہ آپ کے لیے سنہری موقع ہے۔ حضرت قائداہل سنت ؒ کے درس کے بعد مجھے دل ہی دل میں بہت شرمندگی ہوئی۔ اس کے بعد میرا شبہ جاتا رہا۔ اور حضرت کے علمی مقام کا اندازہ ہوا۔ مجمع میں موجود اکثر لوگوں نے حضرت کے ہاتھ پر بیعت کی۔

## حضرت کی وعدہ وفائی

ایک دفعہ بندہ نے کلورکوٹ کے لئے حضرت کو دعوت دی۔ حضرت نے تاریخ عنایت فرمادی۔ مقررہ تاریخ پر چکوال سے میانوالی تشریف لائے اور میانوالی سے بذریعہ ٹرین کلورکوٹ تشریف لائے۔ ہم کلورکوٹ اسٹیشن پر حضرت کے استقبال کے لیے موجود تھے۔ جب حضرت اسٹیشن پر اترے تو حضرت کو شدید بخار تھا۔ ہم تانگے پر حضرت کو شہر لے کر آئے۔ اور ہم نے عرض کیا حضرت آپ کو سخت تکلیف تھی۔ آپ تشریف نہ لاتے۔ جواباً حضرت نے فرمایا مجھے کل ہی بخار ہوا ہے میں آپ کو اطلاع نہیں دے سکتا تھا۔ (اس وقت ٹیلی فون کی سہولت عام نہ تھی) اس لئے میں نے سوچا کہ وعدہ خلافی نہ ہو تو چلا آیا۔ حکیم محمد ادریس کے مکان پر قیام رہا۔ اور حکیم صاحب کا حضرت سے گہرا تعلق ہے۔ حکیم صاحب نے علاج فرمایا تو بخار کی شدت کم ہوگئی۔ رات کو حضرت نے خطاب فرمایا اور صبح کو درسِ قرآن پاک دے کر چکوال تشریف لے گئے۔ یہ تھی حضرت کی وعدہ وفائی۔

## جودوسخا کے مالک

حضرت قائداہل سنت ؒ کی ایک مرتبہ جامع رشیدیہ بھکر کے سالانہ جلسہ پر تشریف آوری تھی۔ آپ چکوال سے میانوالی تشریف لائے اور میانوالی سے بذریعہ ٹرین بھکر تشریف لائے۔ درمیان میں کلورکوٹ کا ریلوے اسٹیشن آتا تھا۔ ہم حضرت کی آمد کی اطلاع سن کر صبح کا ناشتہ چائے وغیرہ لے کر اسٹیشن

پر پہنچے۔ جب گاڑی اسٹیشن پر رکی۔ تو ہم نے حضرت کو ناشتہ وغیرہ کرایا۔ حضرت نے فرمایا کہ محمد شریف ۳۰۰/- روپے قرض چاہییں۔ میں نے ہتھیار خریدنا ہے اس لئے مجھے تین سو روپے بطور قرضہ درکار ہیں۔ میں نے عرض کی حضرت مل جائیں گے۔ میں نے اپنے ایک جماعتی ساتھی جناب طاہر منصور صاحب سے ۳۰۰/- روپے لے کر واپسی پر حضرت کو دیے۔ کچھ عرصہ کے بعد حضرت نے یہ رقم واپس کر دی۔ ایک وہ وقت تھا کہ حضرت کی تنگ دستی کا یہ عالم تھا کہ ہتھیار خریدنے کے لیے رقم نہ تھی۔ پھر ہم نے حضرت کا وہ وقت بھی دیکھا کہ آپ نے ہزاروں بیواؤں، غریبوں، مسکینوں، یتیموں کی کفالت کی۔ جس کے چند نمونے ذیل میں درج کیے جاتے ہیں......

حضرت مولانا خدایار صاحب ضلع بھکر، تحریک خدام اہل سنت کے مرکزی مبلغ تھے۔ سخت بیمار ہو گئے۔ اس بیماری میں چند روز بعد دنیا سے رخصت ہو گئے۔ انتقال کے وقت ان کی عمر تقریباً ۴۰ سال تھی۔ ورثاء میں ۵/۴ بچے اور ایک بیوہ چھوڑی۔ مولانا کے انتقال کے بعد حضرت ان کے گھر تشریف لائے۔ یہ تقریباً ۱۹۸۵ء کی بات ہے۔ حضرت نے مولانا خدایار کی قبر پر حاضری دی۔ اور لواحقین سے تعزیت فرمائی۔ مجھ سے پوچھا کہ متوفی کے گھر کے حالات کیسے ہیں۔ میں نے عرض کی حضرت ان کے دو بھائی پٹواری ہیں تو یہ ان شاء اللہ بچوں کو سنبھال لیں گے۔ کوئی پریشانی والی بات نہیں ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ کوئی کسی کا بھائی نہیں ہے مشکل حالات میں۔ حضرت نے فرمایا مولانا کے بچوں کا خرچہ ہم بھیجیں گے ان شاء اللہ۔ اس موقع پر بھی حضرت نے کچھ رقم مولانا خدایار کی بیوہ کو دی۔ اس کے بعد مسلسل ۱۵ سال مولانا خدایار کے بچوں کا خرچہ میری معرفت پہنچاتے رہے۔

اسی طرح ہماری جماعت کے مرکزی نعت خواں اور شاعر جناب صوفی عبدالمجید خدامی صاحب بیمار ہوئے۔ جو تقریباً ایک سال بیمار رہے۔ حضرت نے ان کی بیماری پر وقفہ وقفہ سے تقریباً مجموعی طور پر ۳۵ ہزار روپے میری معرفت خدامی صاحب کو پہنچائے۔

اسی طرح مولانا عبدالحمید صاحب فاروقی جن کا انتقال غالباً ۱۹۹۵ء میں ہوا۔ ان کے جنازے پر حضرت تشریف لائے۔ آپ کے حکم سے مولانا عبداللطیف صاحب جہلمیؒ نے جنازہ پڑھایا۔ اور حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ نے اپنی موجودگی میں فاروقی صاحب کو دفن کیا۔ آپ آخر تک قبر پر تشریف فرما رہے۔ اور اپنے ہاتھوں سے قبر پر مٹی ڈالی۔ کیونکہ فاروقی صاحب سے حضرت کا بڑا پیار تھا۔ فاروقی صاحب کی پرورش اور تربیت حضرت نے خود فرمائی۔ وہ ایک مخلص جماعتی عالم تھے۔ انہوں نے جماعت

کی نشر و اشاعت میں بہت کام کیا۔ اللہ ان کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔ حضرت نے فاروقی صاحبؒ کے بچوں کے لیے ماہانہ ۵۰۰/- روپے وظیفہ مقرر کیا۔ جو الحمد اللہ حضرت کی وفات کے بعد بھی جاری ہے۔ اس طرح خدا جانے کتنے غریب گھرانے ہوں گے۔ جن کے حضرت نے وظیفے جاری کیے ہوئے تھے۔ اور یہ وظائف حضرت کی وفات کے بعد بھی جاری و ساری ہیں۔

## خلاف شریعت کام پر برہمی

ڈیرہ اسماعیل خان میں آئین شریعت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں لاکھوں کی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ علاقہ غیر سے قبائلی سردار قافلوں کی شکل میں ڈھولوں کے ساتھ آئے۔ جلسہ گاہ میں آکر خٹک ڈانس بھی کرتے رہے۔ کانفرنس کی کاروائی شروع ہوئی۔ کانفرنس میں جمیعت علمائے اسلام کے تمام قائدین موجود تھے۔ حضرت قاضیؒ صاحب بھی شریک ہوئے۔ حضرت کی قیام گاہ جلسہ کے مقام سے کافی دور تھی۔ جب حضرت کو یہ بتایا گیا کہ قبائلی سردار ڈھولوں کی تاپ کے ساتھ شریک ہوئے۔ اور جلسہ گاہ میں خٹک ڈانس بھی کیا۔ اور اخباری نمائندے مقررین کے فوٹو لیتے رہے۔ تو اس پر حضرت نے بہت افسوس اور دکھ کا اظہار کیا۔ کانفرنس سے آخری خطاب حضرت قاضیؒ صاحب کا ہوا۔ خطاب کے لیے حضرت جب اسٹیج پر پہنچے تو اخباری نمائندے فوٹو لینے کے لیے آگے بڑھے تو حضرت قاضیؒ صاحب نے اپنے چہرہ مبارک پر پردہ ڈال لیا۔ اور سٹیج سیکرٹری کو بلایا۔ اور فرمایا ان اخباری نمائندوں کو کہہ دو کہ میری فوٹو لینے کی کوشش نہ کریں۔ سٹیج سیکرٹری نے لاؤڈ سپیکر پر اعلان کیا۔ کہ پنجاب سے آئے ہوئے ہمارے بزرگ حضرت قاضی مظہر حسین، خلیفہ حضرت مدنیؒ کی کوئی اخباری نمائندہ فوٹو لینے کی کوشش نہ کرے۔ یہ حضرت کا حکم ہے۔ حضرت سپیکر پر تشریف لائے اور خطاب شروع فرمایا۔ سب سے پہلے علمائے کرام کو تنبیہ فرمائی۔ اور فرمایا یہی آئین شریعت لاؤ گے ملک میں کہ ڈھول بج رہا ہے۔ جلسہ گاہ میں خٹک ڈانس ہو رہا ہے اور اخباری نمائندے علمائے کرام کے فوٹو لے رہے ہیں یہی آئین شریعت کے نمونے ہیں۔ خدا کے بندو! اتنی بھی بات نہیں کہہ سکتے۔ کہ فوٹو شریعت میں حرام ہے۔ کہ ہماری فوٹو نہ لیں، اس کے باوجود اگر کوئی فوٹو لیتا ہے تو یہ ان کا جرم ہے آپ تو بری الذمہ ہو جائیں گے۔ اس کے بعد آپ نے آئین شریعت کے حوالے سے تفصیلی خطاب فرمایا۔

## احتیاط کا عالم

قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے مدنی مسجد کو وسیع کرنے کے لیے جنوبی مکان کا سودا کیا اور بیانہ بھی ان کو دے دیا۔ اتفاق سے مالک مکان فوت ہو گیا۔ اس کے بچے نابالغ اور یتیم تھے۔ حضرت نے وہ مکان واپس کر دیا۔ جبکہ متوفی کے وارثان نے کہا کہ ہم اس پر خوش ہیں کہ مسجد کو وسیع کریں۔ اور یہ مکان لے لیں۔ لیکن حضرت نے فرمایا کہ ہم اس مکان کو شرعاً نہیں لے سکتے۔ کیونکہ متوفی کے بچے نابالغ ہیں، یہ تھا حضرت کی احتیاط کا عالم، حضرت نے فرمایا کہ ہم اس چھوٹی مسجد میں گزارہ کر لیں گے۔ لیکن نابالغ یتیم کا مکان اس میں شامل نہیں کر سکتے۔

## تبلیغی کاوشیں

ایک مرتبہ قائدِ اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ پٹی والا کے سالانہ جلسہ پر تشریف لائے۔ بھول کر روڑی پلی پر اتر گئے۔ جبکہ آگے نارووالی پلی پر اترنا تھا۔ روڑی پلی پر ایک بیلدار سے ملاقات ہوئی۔ اتفاق سے وہ بیلدار حضرت کا مرید تھا۔ وہ بہت خوش ہوا کہ اللہ نے حضرت کی ملاقات و زیارت جنگل بیابان میں کرا دی۔ حضرت نے اس سے کہا میں نے پٹی والا جانا ہے۔ تو بیلدار نے کہا حضرت پٹی والا کے لیے اگلی پلی پر اترنا تھا۔ جو یہاں سے تقریباً ۴/۳ میل ہے۔ بیلدار نے حضرت سے دریافت کیا کہ آپ سائیکل چلا لیتے ہیں؟ حضرت نے اثبات میں جواب دیا بیلدار نے حضرت کو اپنی سائیکل دے دی۔ چنانچہ حضرت نے سائیکل پر سوار ہو کر ۴/۳ میل تنہا سفر کیا۔ اور اگلی پلی پر آ گئے۔ ہم وہاں حضرت کے انتظار میں کھڑے تھے۔ وہاں سے ہم حضرت کو اونٹ پر سوار کر کے پٹی والا لے گئے اسی طرح حضرت نے دینی تبلیغ کے لیے بڑے بڑے طویل سفر طے کیے۔ ۱۵/۱۵، ۱۶/۱۶ میل چل کر حضرت نے دیہاتوں میں دین کا پیغام پہنچایا۔

## بے نفسی کی انتہا

ایک دفعہ ہم نے سالانہ سنی کانفرنس میں حضرت کو کلور کوٹ دعوت دی۔ جو تحریک خدام اہلِ سنت کے زیر اہتمام تھی۔ جب سنی کانفرنس کے اشتہار شائع کیے گئے۔ اشتہار میں حضرت کے نام کے ساتھ امام اہلِ سنت لکھ دیا گیا۔ جب ہم نے اشتہار چکوال بھیجا تو حضرت نے امام اہل سنت پر روشنائی پھیر کو چکوال میں اشتہار لگوائے۔ اور مجھے خط لکھا کہ آپ کو کس نے کہا میرے نام کے ساتھ امام اہل سنت لکھیں؟

میرے نزدیک تو امام اہل سنت ایک ہی ہیں۔ مولانا عبدالشکور لکھنوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (افسوس یہ ہے کہ میرے نام حضرت کے جو خطوط تھے وہ مولانا محمد یعقوب ہرنولی والے مطالعہ کے لیے لے گئے۔ ان میں یہ خط بھی شامل تھا عرصہ دراز ہوگیا انہوں نے مجھے وہ خطوط واپس نہیں کیے، حال ہی میں مولانا محمد یعقوب صاحب کا انتقال ہوگیا ہے اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اور درجات بلند فرمائے امین) چنانچہ حضرت سنی کانفرنس میں تشریف لائے۔ مجھ سے پھر دریافت فرمایا کہ میرے نام کے ساتھ آپ نے امام اہل سنت کیوں لکھا؟ میں نے عرض کی کسی اشتہار پر لکھا ہوا دیکھا تھا اس لئے میں نے بھی لکھ دیا۔ آئندہ ایسا نہ ہو گا۔ حضرت اپنی تعریف میں کسی کو ایک لفظ بھی نہیں کہنے دیتے تھے۔ یہ مبالغہ آرائی نہیں۔ بلکہ بہت سے واقعات اس پر گواہ ہیں۔ اسی طرح ایک دفعہ قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۹۷ء میں جنڈانوالہ ضلع بھکر تشریف لائے۔ یہ حضرت کی ہمارے علاقے میں آخری تشریف آوری ثابت ہوئی۔ پھر بوجہ علالت تشریف نہ لا سکے۔ جلسہ گاہ سے کچھ فاصلے پر حضرت کی قیام گاہ تھی۔ مسجد میں عبدالمجید خدامی نے حضرت کی شان میں نظم شروع کی۔ ابھی پہلا مصرع ہی پڑھا تھا۔ کہ حضرت تک آواز پہنچ گئی۔ حضرت نے اسی وقت مولانا فرزند علی صاحب کو بھیجا کہ اسے منع کرو میرے متعلق نظم نہ پڑھے بلکہ خلفائے راشدین کی شان میں نظم پڑھے۔ چنانچہ مولانا فرزند علی صاحب نے آکر خدامی صاحب کو منع کر دیا۔ اور فرمایا کہ حضرت نے حکم دیا ہے کہ خلفائے راشدین کی شان میں نظم پڑھی جائے۔ خدامی کی نظم کے بعد حضرت نے شان صحابہ پر خطاب فرمایا۔ اور اپنے وعظ میں بھی فرمایا کہ آپ میری تعریف میں کچھ نہ کہا کریں بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور شانِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر نظمیں پڑھا کریں۔

## اہل حکومت کو تنبیہ

جنرل ضیاء الحق نے ملک میں ایک مجلس شوریٰ بنائی۔ چنانچہ حضرت مولانا عبداللہ صاحب شہیدؒ کی قیادت میں ایک وفد حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور شوریٰ میں شامل ہونے کی درخواست کی۔ لیکن حضرت نے شوریٰ میں شامل ہونے سے معذرت کر لی اور فرمایا کہ اگر میں شوریٰ میں شامل ہوا تو میرے بہت سے دینی کام رہ جائیں گے۔ میرا جنرل صاحب کو سلام کہہ دیں۔ اور شکریہ ادا کر دیں۔ ایک وقت وہ آیا کہ ظفر اللہ خان قادیانی کا انتقال ہوا۔ اس پر جنرل ضیاء الحق کا اخبارات میں بیان آیا۔ کہ ''اللہ ظفر اللہ خان کی مغفرت کرے'' اس پر حضرت قاضی رحمۃ اللہ علیہ نے شدید احتجاج کیا۔ اور مدنی جامع مسجد چکوال میں جمعہ

کے موقع پر ایک قرار دادِ مذمت منظور کرائی۔ جس کی اشاعت پورے ملک میں کی گئی۔ قرار داد کا متن یہ تھا ''جنرل ضیاء الحق صاحب نے ظفر اللہ خان قادیانی کے بارے میں مغفرت کے الفاظ کہہ کر ایک عظیم جرم کیا ہے کسی کافر کے بارے میں مغفرت کی دعا کرنا شرعاً منع ہے۔ جنرل صاحب اس پر توبہ استغفار کریں۔ اور پوری قوم سے معافی مانگیں''۔

## حضرت جہلمی رحمۃ اللہ علیہ کی عقیدت

ایک مرتبہ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا جہلمی رحمۃ اللہ علیہ صاحب ڈیرہ اسماعیل خان کے دورہ پر تشریف لائے، بندہ بھی ہمراہ تھا۔ ڈیرہ اسماعیل خان شہر میں ایک پروگرام ہوا۔ اس وقت حضرت جمعیت سے الگ ہو چکے تھے۔ ڈیرہ کے علماء نے ملاقات کی۔ اور علماء کے اتحاد کی بات کی۔ تو جواب میں مولانا جہلمیؒ نے فرمایا کہ ہم نے تو ان کو (حضرت قاضیؒ صاحب کی طرف اشارہ کر کے فرمایا) بڑا امان لیا ہے۔ جس کا جی چاہے ہمارے ساتھ آئے۔ اس کے بعد ڈیرہ کے مضافات میں کئی مقامات پر تشریف لے گئے۔ آخری پروگرام موسیٰ زئی شریف میں ہوا۔

## ذاتی مراعات قبول نہ کیں

قائد اہل سنت حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید کراچی سے تشریف لائے۔ حضرت سے ملاقات کی، اور عرض کی کہ حضرت میں آپ کے لیے انگلینڈ سے گاڑی لے کر آیا ہوں۔ قبول فرمالیں۔ لیکن حضرت نے فرمایا بھائی مجھے تو گاڑی کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارے پاس جماعت کی ویگن موجود ہے جہاں ضرورت پڑتی ہے ہم اس پر سفر کر لیتے ہیں۔ آپ اس گاڑی کو اپنی ضرورت میں استعمال کر لیں۔ اس ساتھی نے کافی اصرار کیا۔ لیکن حضرت نہ مانے۔ وہ ساتھی مجبور ہو کر چلا گیا۔ اس ساتھی نے گاڑی کو فروخت کر کے رقم حضرت کو بھیج دی۔ اور لکھا کہ حضرت میں گاڑی آپ کے لیے لایا تھا۔ رقم ارسالِ خدمت ہے، آپ کو اختیار ہے۔ آپ یہ رقم جہاں چاہیں خرچ کریں۔

حضرت قاضی صاحب کے پاس ایک مرتبہ کچھ ساتھی آئے، بندہ بھی مجلس میں موجود تھا، انہوں نے حضرت سے عرض کیا کہ حضرت آپ کے لیے ایک اچھا سا مکان بنوا دیتے ہیں اس تنگ جگہ میں (حضرت مدرسہ تعلیم النساء ہی میں رہائش پذیر تھے۔ اور آخر دم تک اسی مدرسہ کے حجرے میں قیام فرمایا) آپ کی صحت خراب ہو گئی ہے آپ کو ایک کھلا مکان تعمیر کرا دیتے ہیں، حضرت نے انکار فرما دیا

اور فرمایا کہ میں تو یہاں عارضی طور پر رہائش پذیر ہوں میرا اپنا مکان گاؤں میں موجود ہے۔ اس لیے مجھے مکان کی ضرورت نہیں ہے۔

## دارالعلوم دیوبند کا صد سالہ اجلاس

دارالعلوم دیوبند میں صد سالہ اجلاس منعقد ہوا، جس میں پاکستان کے ان علماء کو دعوت دی گئی جو دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہو کر آئے تھے۔ اس صد سالہ اجلاس میں قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بھی دعوت دی گئی۔ جانشین شیخ مدنیؒ حضرت مولانا سید محمد اسعد مدنی مدظلہٗ کے اصرار پر آپ دیوبند اس صد سالہ اجلاس میں شریک ہوئے حضرت کا تعارف مودودی صاحب کے نام جو کھلی چھٹی لکھی گئی۔ اس حوالے سے کرایا گیا کہ پاکستان سے کھلی چھٹی کے مصنف حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب تشریف لائے ہیں اس اجلاس کے موقع پر آپ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمود الحسن صاحب اسیر مالٹا، شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے مزارات پر حاضر ہوئے۔

## حضرت کی فراست

قصبہ بہاری تحصیل کلور کوٹ میں شیعہ اور اہل سنت کے درمیان ایک مناظرہ طے ہوا۔ فریقین کے درمیان مناظرے کی شرائط بھی طے ہوگئیں۔ لیکن شرائط میں اہل تشیع مار کھا گئے۔ اہل تشیع کی طرف سے مناظرے کی منسوخی کا اعلان ہو گیا کیونکہ مناظرے کی تاریخ طے ہو چکی تھی۔ اہل سنت کی طرف سے مناظر مولانا عبدالستار صاحب تونسوی تھے اور اہل تشیع کی طرف سے مولوی اسماعیل مناظر تھا۔ جب تونسوی صاحب نے سنا کہ مناظرہ منسوخ ہو گیا ہے انہوں نے اپنا پروگرام ملتوی کر دیا اور مطمئن ہو گئے تو حضرت قاضی صاحب نے تونسوی صاحب کو تحریر کیا کہ مناظرہ ہو یا نہ ہو آپ نے مقررہ تاریخ پر ضرور پہنچنا ہے لہٰذا علامہ عبدالستار صاحب تونسوی مقررہ تاریخ پر کلور کوٹ تشریف لائے۔ تو ہم تونسوی صاحب کو جمعیت علمائے اسلام کی جیپ میں قصبہ بہاری لے گئے۔ اس مناظرے میں خان محمد صاحب کمتر جو تنظیم کے مایہ ناز شاعر تھے، نے بھی آنا تھا۔ ہم ان کو لینے کے لیے علی خیل اڈے پر آئے۔ تو مولوی اسماعیل شیعہ مناظر اڈے پر بیٹھے تھے۔ وہ ہماری جیپ کے قریب آئے اور مجھ سے دریافت کیا کہ مجھے بہاری لے چلو گے؟ میں نے کہا آپ کو لے جائیں گے۔ بس وہ ہمارے ساتھ سوار ہوئے ان کو بہاری لے گئے جونہی ہم بہاری پہنچے تو اہل سنت عوام اور علماء حیران رہ گئے۔ کہ انہوں نے یعنی اہل تشیع نے تو مناظرہ منسوخ کر دیا تھا۔ اس وقت قائد اہل سنت سنی عوام کو یاد آئے کہ اگر قاضی صاحب کی یہ فراست نہ

ہوتی تو آج ہم ذلت درسوائی کا منہ دیکھتے، کیونکہ حضرت کے حکم کے مطابق ہمارے مناظر حضرت علامہ عبدالستار صاحب پہنچے ہوئے تھے، مناظرہ تو نہ ہوسکا کیونکہ اہل تشیع شرائط میں پھنسے ہوئے تھے۔ اہل تشیع اصرار کرتے رہے کہ نئے سرے سے شرائط طے کی جائیں لیکن تونسوی صاحب نے فرمایا کہ شرائط پہلے طے ہوچکی ہیں انہی شرائط پہ مناظرہ ہوگا۔ اہل تشیع میدان میں نہ آئے۔ ہمارا بہاری میں ایک تاریخی جلسہ ہوا۔ جس سے حضرت مولانا تونسوی صاحب نے خطاب فرمایا اور دورانِ تقریر فرمانے لگے کہ مولوی اسماعیل کو تو ہمارے صوفی محمد شریف صاحب خود اپنی جیب میں لے کر آئے ہیں تاکہ مناظرہ ہوجائے۔ اور دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہوجائے اور لوگوں کو حق اور باطل میں فرق نظر آجائے۔ لیکن آج شیعہ مناظر میرے مقابلے میں نہیں آرہا اور میدان چھوڑ کر بھاگ گیا ہے۔ چنانچہ حضرت قاضی صاحب کی فراست کی وجہ سے اہل سنت کے ایمان بچ گئے اور شیعہ کو رسوائی اور ذلت کا سامنا کرنا پڑا۔

## خلاصہ کلام

قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کے ان حالات وواقعات سے حضرت کی شخصیت نکھر کر سامنے آتی ہے یہ تو بندہ نے اپنے حوالے سے بیان کیے ہیں۔ خدا جانے ایسے مزید کتنے واقعات ہوں گے؟ ہمارے حضرت بہت سی صفات اور خصوصیات سے متصف تھے۔ حضرت بلند پایہ خطیب بھی تھے۔ نامور مصنف اور ادیب بھی تھے اور شاعر بھی تھے۔ جودوسخا کے مالک، اخلاق کے پیکر، شجاع وبہادر، عابد وزاہد، راہِ حق کے راہی، سلف کا نمونہ، غرض تمام صفات سے متصف تھے۔

حضرت کا اپنا ایک مزاج تھا آپ باطل فرقوں کے خلاف کسی بھی قیمت پر اتحاد کرنے کے لیے تیار نہ تھے۔ حضرت جب تک جمعیت سے وابستہ رہے باطل فرقوں کا تعاقب فرماتے رہے۔ پھر خدام اہل سنت کے اسٹیج سے باطل فرقوں کی تردید فرماتے رہے۔ آپ کسی مصلحت دھونس کو خاطر میں نہ لائے۔ چاہے اپنوں کو بھی ناراض کرنا پڑا مگر مسلک دیوبند اور مذہب حق اہل سنت والجماعت کے عقائد ونظریات کا ہمیشہ تحفظ کیا۔ اور اپنے مذہب حق پہ سب کچھ قربان کردیا ہمارے حضرت مجددانہ کردار کے حامل تھے۔

اب ضرورت اس امر کی ہے کہ حضرت ہمیں جو مشن دے گئے ہیں ہم اس پر صدق دل کے ساتھ کاربند رہنے کا عہد کریں اور حضرت کی روح سے وعدہ کریں کہ ہمیشہ تادم آخر آپ کے مشن کی پیروی کریں گے۔ اور اپنے مسلک عقیدے پر کوئی آنچ نہ آنے دیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے حضرت کی مغفرت فرمائے، ان کو انبیاء خلفائے راشدین اور سلف صالحین کی معیت نصیب فرمائے۔ آمین بحرمۃ سید المرسلین

# قلندرانہ صفات

کتبہ مولانا حافظ محمد شفیق صاحب ☆

قائد اہل سنت، پیر طریقت، واقف اسرار و رموز شریعت، رئیس الاتقیاء محافظ مسلک علمائے دیوبند، متکلم اسلام ماہر علوم عقلیہ ونقلیہ شیخ المشائخ امام اہل سنت وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ مجاز شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ) کی شخصیت محتاج تعارف نہیں اللہ تعالیٰ نے جو آپ کو اعلیٰ مقام و مرتبہ دیا ہے وہ مجھ جیسے کوتاہ کی سمجھ سے بہت بالا ہے اور اس کا تحریر میں احاطہ کرنا مشکل ہے۔

آپ کی سب سے اہم صفت تقویٰ تھی جس کی نظیر ملنا مشکل ہے جس کی ایک مثال یہ ہے کہ پانی جیسی چیز بھی آپ مدرسہ سے نہیں استعمال کرتے تھے بلکہ اپنے ذاتی مصرف کے لئے پانی الگ دوسری جگہ سے آتا تھا پانی جیسی چیز میں یہ احتیاط تھی تو دوسری چیزوں کے متعلق خود ہی اندازہ لگایا جاسکتا ہے آپ کتنی احتیاط کے مالک تھے اور اس وصف میں آپ کتنے ممتاز تھے۔

دوسری بڑی صفت آپ کی مسلکی استقامت ہے جس کی مثال شاید مشکل سے ملے یہ بھی آپ کی مدنی فیض کی وجہ سے بہت بڑی خصوصیت تھی ہر فتنہ کے خلاف چاہے خارجی ہو یا داخلی آپ نے اتنا کام کیا ہے کہ بہت سارے مل کر بھی اتنا نہیں کر سکتے خصوصاً مرزائیت اور رافضیت کے علاوہ خارجیت، یزیدیت، مودودیت کے رد میں وہ کام کیا جو بڑے بڑے جبال العلم سے بھی نہیں ہو سکا۔ کئی علماء یزیدیت کے فتنہ سے متاثر ہو گئے۔ حضرت اقدس کی تحریر و بیان سے اور متنبہ کرنے سے بچ گئے۔ جیسے شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ التفسیر حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے فتنہ مودودیت سے متنبہ کیا اور کئی علماء بچے اس طرح شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین حضرت قائد اہل سنت نے فتنہ خارجیت و یزیدیت سے متنبہ کیا تو کئی علماء نے اس فتنہ کو سمجھا اور اس سے محفوظ ہوئے۔ بہت سے علماء نے آپ کے

---

☆ مدرس جامعہ عربیہ اظہار الاسلام، چکوال

موقف کی تائید کی جس سے آپ کے موقف کی حقانیت معلوم ہوتی ہے اس سلسلہ میں فتنہ خارجیت حصہ اول و دوم اور کشف خارجیت اور دفاع حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کتب کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ یہ استقامت علی المسلک آپ کی ایسی خوبی ہے جس میں آپ ممتاز ہیں کئی مواقع آئے لیکن آپ نے کسی موقع پر لغزش نہیں کھائی۔

آپ آخر تک حضرات اکابرین دیو بند کے مسلک پر مضبوطی سے قائم رہے اور اسے سمجھاتے رہے۔ یہی استقامت علی المسلک کے خصوصی وصف بلکہ ممتاز وصف کی بدولت علماء دیو بند کا اصلی مسلک محفوظ اور افراط تفریط سے پاک رہا۔ (ازحمہ رزنہ)

تیسرا آپ کا بڑا وصف اور آپ کی خوبی جامع ہونا ہے یہ صفت بھی آپ میں اعلیٰ اور کمال درجہ میں موجود تھی۔ الحمد للہ آپ بیک وقت بہت سارے کاموں میں مصروف تھے۔ تدریس، تحقیق، تصنیف، اہتمام، خطابت، قیادت، سرپرستی، وغیرہ ذالک۔ بلا شبہ آپ مجاہدانہ، متکلمانہ، محدثانہ، مناظرانہ، مبلغانہ، مجددانہ، قلندرانہ اور مربیانہ صفات کے حامل تھے۔ اولئک آبائی فجئنی بمثلهم

تجدیدی شان تو آپ کی ظاہر ہے ہر فتنہ کا تعاقب آپ نے کیا ہر فتنہ پر آپ کی نظر تھی دیو بندیت میں خارجیت، یزیدیت اور مودودیت جیسے فتنہ داخل ہو رہے تھے آپ نے ان فتنوں کا بھرپور تعاقب کر کے دیو بندیت کو صاف شفاف رکھا جو بات حق ہوتی وہ آپ کو بلا خوف لومۃ لائم بیان فرماتے جس کی وجہ سے آپ کو کئی دفعہ جیل میں جانا پڑا گویا اس میں آپ نے حضرت شیخ الہند اور حضرت مدنی کی سنت کو زندہ رکھا۔

اللہ نے آپ کو قلندرانہ صفات سے بھی نوازا تھا اگر چہ حضرت نے اس چیز کا اظہار نہیں فرمایا چونکہ آپ میں تواضع جیسی صفت بھی اعلیٰ درجہ میں موجود تھی۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ چیز آپ کو حاصل تھی اور یہ چیز آپ کو حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے فیض سے حاصل ہوئی۔ جیسا کہ حضرت اقدس نے حضرت حکیم الامت کے ہاں جانے کے متعلق خود ارشاد فرمایا ... ایک دفعہ ہم چند ساتھی حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کی زیارت کے لئے دیو بند سے تھانہ بھون گئے جمعہ کے روز حضرت حکیم الامت نے قلندر کے موضوع پر ارشادات فرمائے تھے..... حضرت فرماتے ہیں کہ وہ میں نے قلم بند بھی کر لئے تھے اللہ تعالیٰ نے اسی مجلس کی برکت سے یہ شان آپ کو عطا فرمادی جیسے حضرت اقدس حضرت مدنی رحمہ اللہ کا نام عقیدت سے لیتے تھے اسی طرح حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کا بھی محبت سے ذکر فرماتے بلکہ پہلے حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کا اسم گرامی لیتے تھے یہ طریقہ آپ کا تقریباً ہمیشہ رہا اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے

آپ کو ان سب خوبیوں سے نوازا ہے جو آپ کے اکابر میں موجود تھیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھرپور کرامات سے بھی نوازا تھا اگرچہ ولی کامل کے لئے کرامتوں کا صدور ہونا ضروری نہیں۔ ان میں حضرت اقدس اخفاء فرماتے تھے کسی دوسرے سے بیان نہیں کر کرتے تھے اس لیے عام لوگوں میں حضرت اقدس کی کرامات کا علم کم ہوگا ویسے تو حضرت کی ساری زندگی کرامات سے بھرپور ہے۔ یہاں احقر ایک واقعہ بطور اشارہ کے ذکر کر دیتا ہے۔

حضرت اقدس مخدوم پور ضلع ملتان حضرت مولانا سید محمد امین شاہ صاحب کے ہاں جلسہ میں تشریف لے جا رہے تھے خوشاب سے آگے گاڑی جنگل میں خراب ہوگئی۔ سڑک بھی عام شاہراہ نہیں تھی ایک دن رات وہیں گزری دوسرے دن صوفی محمد رفیق آف ہرنولی فرماتے ہیں کہ میں ٹرک لے کر اس راستہ پر چلا گیا۔ پہلے بھی نہیں گیا مقصود راستہ دیکھنا تھا آگے دیکھتا ہوں کہ حضرت اقدس اور حضرت جہلمی رحمۃ اللہ علیہ موجود ہیں۔ صوفی صاحب ان کو وہاں سے لے مخدوم پور لے گئے شائد آخری اجلاس میں پہنچے۔ صوفی صاحب کہتے ہیں میرا اس دن جانا اتفاقی تھا۔ یہ حضرت اقدس کی کرامت سے ہی ہوا۔

حضرت اقدس کا زیادہ زور سنی ذہن بنانے، اہل سنت کی حقانیت سمجھانے پر ہوتا تھا۔ شان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم، شان صحابہ رضی اللہ عنہم، خصوصاً خلافت راشدہ کی حقانیت کا بیان یہ آپ کے خاص موضوع ہوتے تھے قدرتی بات ہے کہ آپ کا بیان باکرامت اور مثالی ہوتا تھا۔ پر مغز، نورانیت اور عشق رسول و صحابہ رضی اللہ عنہم سے پر ہوتا تھا۔ دو تین گھنٹہ سے عموماً زائد ہوتا مگر تھکاوٹ وغیرہ کے اثرات نہیں ہوتے تھے جوں جوں آپ بیان میں آگے چلتے بیان میں چاشنی اور لذت محسوس ہوتی جاتی۔ اکثر آپ فرماتے میرا دل بیان ختم کرنے کا نہیں ہوتا لیکن وقت کی وجہ سے ختم کرنا پڑتا ہے۔ اسی طرح عوام میں بھی آخر تک جوش و خروش رہتا تھا۔

پھر حضرت اقدس کے سمجھانے کا انداز بھی نرالا تھا۔ آپ مثبت انداز اور دلائل سے سمجھاتے سے تاکہ اگر فریق مخالف میں سے بھی کوئی آیا ہو تو وہ بھی سمجھے اس طرز انداز سے الحمد للہ بہت فائدہ ہوا۔

علماء اور طلباء ملنے آتے تھے ان کو بھی سنی ذہن اور مسئلہ خلافت راشدہ ضرور سمجھاتے تھے اور اکثر فرماتے دینی مدارس میں یہ بحث نہیں۔ اکثروں کو اس کا علم نہیں ہوتا۔ یعنی افسوس کرتے ہوئے یہ بات بتاتے اس لیے حضرت اقدس ذہن سازی کی ضرور کوشش کرتے۔ حقیقت بھی یہی ہے اکثر طلباء کو پتہ نہیں ہوتا۔ کہ خلافت راشدہ کے مصداق کون ہیں اور ان کی دلیل قرآن سے کیا ہے؟ حتیٰ کہ بعض کو آیت

استخلاف اور آیت تمکین کا بھی علم نہیں ہوتا بعض ایسے علماء بھی دیکھے ہیں جن کو المہند علی المفند پتہ نہیں ہوتا اب البتہ وفاق والوں نے نصاب میں یہ رکھی ہے۔

اسی طرح ایک اور عام بیماری کی طرف بھی اکثر حضرت اقدس قائد اہل سنت توجہ دلاتے کہ زندگی میں کسی کو بھی ولی نہیں کہنا چاہیے۔ اور نہ ہی حضرت اقدس اپنے نام کے ساتھ ولی لکھنے دیتے تھے۔ فرماتے ... موت تک کا علم نہیں ہاں زندگی کے بعد اگر اس کی زندگی اچھی گزری اور اچھی موت آئی تو پھر ولی کہہ سکتے ہیں۔ یہی بات احقر نے خیر العلوم حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری کے ملفوظات میں پڑھی ہے۔ آج کل حال یہ ہے کہ جس کسی نے دس پندرہ دن پگڑی باندھی وہ ولی بن جاتا ہے وہ خلافت سے بھی نواز دیا جاتا ہے اور اگر صاحبزادہ ہو تو پھر ولی ابن ولی عام لکھا ہوا اشتہاروں میں نظر آئے گا۔ اللہ ہی معاف فرمائے اور محفوظ فرمائے۔ الحمد للہ حضرت اقدس جیسی جامع شخصیت نے اتنا کام کیا جس کی نظیر ملنا مشکل ہے حضرت اقدس نے اپنے کاموں کو خود ہی فراستِ ایمانی سے تقسیم فرما دیا اور اس دنیا سے کامیاب تشریف لے گئے۔ سب سے مشکل اور اہم کام جماعتی ہے۔ اللہ تعالیٰ صاحبزادہ گرامی حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین صاحب اظہر کو حسن توفیق سے نوازیں۔ آمین بحرمۃ سید المرسلین

# حق چار یار رضی اللہ عنہم کا پرچار

✍ مفتی رشید احمد صاحب اوکاڑوی ☆

مجدد العصر پاسبانِ مسلک اہل السنت والجماعت حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مزاج کے حوالے سے بہت نرم اور حلیم تھے لیکن مسلک کے بارے میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا موقف اتنا ہی سخت تھا اور کسی بھی موقع پر آپ نے مسلک کے معاملہ میں لچک کا مظاہرہ نہیں کیا یہی وجہ تھی کہ فرق باطلہ ہمیشہ آپ سے خائف رہتے اور اس کا اظہار بھی کرتے جس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ مسلک کے بارے میں کس قدر پختہ ومتصلب تھے۔

اور فرق باطلہ اس بات کو سمجھتے تھے کہ اگر علمی وعملی میدان میں ان کا مقابلہ کرنے والی اور ان کو شکست دینے والی کوئی شخصیت ہے تو وہ حضرت قاضی رحمۃ اللہ علیہ صاحب کی شخصیت ہی ہے۔

حضرت قاضی رحمۃ اللہ علیہ نے مسلک حقہ اہل سنت والجماعت کے عقائد کا تحفظ بھی کیا اور اس کا پرچار بھی خوب کیا۔ بالخصوص عقیدہ خلافت راشدہ (یعنی موعودہ خلافت راشدہ چار یاروںؓ کی ہی ہے) کی اشاعت آپ کا عظیم مشن رہا۔ اس اظہار کے لیے آپ نے نعرۂ ''خلافت راشدہ۔ حق چار یارؓ'' عام فرمایا اور اس عقیدہ خلافت راشدہ حق چار یارؓ پر آپ نے قرآن وحدیث اور علماء اہل سنت والجماعت کے اقوال پیش کیے اور یہ ثابت کیا کہ خلافت موعودہ جو علی منہاج النبوۃ ہے وہ چار میں منحصر ہے۔ ذیل میں حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پیش نظر رہنے والے چند دلائل ذکر کیے جاتے ہیں۔

## ① امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب

**افضل الناس بعد النبين عليهم الصلاة والسلام ابوبكر الصديق ،ثم عمر بن الخطاب ثم عثمان بن عفان ذوالنورين ثم علي ابن ابی طالب المرتضیٰ رضوان الله**

☆ جامعہ محمودیہ عیدگاہ، اوکاڑہ

تعالٰی علیہم اجمعین

[الفقہ الاکبر مع شرح ملا علی قاری صفحہ ۱۰۹،۱۰۸ امام ابوحنیفہ المتوفی ۱۵۰ھ]

## ② امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب

(یقول) سمعت احمد بن حنبل رحمہ اللہ یقول فی الخلافۃ والتفضیل ابی بکر وعمر وعثمان وعلی عنھم.

[کتاب الاعتقاد صفحہ ۱۶۸ امام البیہقی المتوفی ۴۵۸ھ]

## ③ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا مذہب

سمعت احمد بن حنبل رحمہ اللہ وقیل فی الخلافۃ

قال. ابوبکر وعمر وعثمان وعلی رضی اللہ عنھم اجمعین.

[کتاب الاعتقاد صفحہ ۱۶۹ امام البیہقی المتوفی ۴۵۸ھ]

④ ... الخلافۃ بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اولا لابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ تفضیلا وتقدیما علی جمیع الامۃ، ثم العمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، ثم لعثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ثم لعلی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ وھم الخلفاء الراشدین والائمۃ المھدیون الذین قضوا بالحق وکانوا بہ یعدلون.

[متن العقیدۃ الطحاویہ صفحہ ۴ امام ابوجعفر الطحاوی الحنفی رحمہ اللہ المتوفی ۳۲۱ھ]

⑤ قال رسول صلی اللہ علیہ وسلم الخلافۃ فی امتی ثلاثون سنۃ ثم ملک بعد ذلک. قال لی سفینۃ امسک خلافۃ ابی بکر وخلافۃ عمر وخلافۃ عثمان وخلافۃ علی فنظرنا فوجدناھا ثلاثین سنۃ.

[کتاب الاعتقاد صفحہ ۱۶۷ امام البیہقی رحمہ اللہ المتوفی ۴۵۸ھ]

⑥ ...... یہی چاروں خلیفہ ہدایت یافتہ خلفاء راشدین ہیں۔

[لمعات الاعتقاد مترجم اردو تالیف امام موفق الدین ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ المتوفی ۶۲۰ھ]

⑦ ان خیر ھذہ الامۃ بعد نبیھا ابوبکر ثم عمر یثلثون بعثمان ویربعون بعلی رضی اللہ عنہم کمادلت علیہ الاثار. [عقیدہ واسطیہ صفحہ ۱۵۵ مع شرحہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ المتوفی ۷۲۸ھ]

⑧ ... ترتیب الخلفاء الراشدین رضی اللہ عنہم اجمعین فی الفضل کترتیب فی الخلافتہ

[شرح عقیدہ طحاویہ صفحہ ۴۸۴ امام ابن ابی العز الحنفی رحمہ اللہ المتوفی ۷۹۲ھ]

(١١) والامام لحق بعد رسول الله ﷺ عندنا وعند المعتزلة واكثر الفرق هو ابوبكر باجماع الصحابة ثم عمر باستخلاف ابی بكر له ثم عثمان بالبیعة بعد اتفاق اصحاب الشوری ثم علی رضی الله عنهم اجمعین

[صفحہ ۱۲۱ المسایرہ مع شرح مسامرہ امام کمال الدین بن الہمام المتوفی ۸۶۱ھ]

(١٢) فقال الامام لحق بعد رسول الله ﷺ ابوبكر رضی اللہ عنہ ثم عمر رضی اللہ عنہ ثم عثمان رضی اللہ عنہ ثم علی (رضی الله عنهم اجمعین)

[شرح مسایرہ لامام قاسم بن قطلوبغا الحنفی رحمہ اللہ صفحہ ۲۶۸ المتوفی ۸۸۱ھ]

(١٣) اعلم انه لا شک فی امامة الخلفاء الاربعة علی الترتیب المذکور امامة شرعیة وخلافة حقا لاجماع شرائط اهلیته الامة فی كل منهم.

[القول الفصل شرح فقہ اکبر صفحہ ۲۸۹ امام محی الدین محمد بن بہاء الدین المتوفی ۹۵۶ھ]

(١٤) وعلی رضی اللہ عنہ ختمت الخلافة الثابتة رابعة باشارة رسول ﷺ علی هذا الترتیب فی تلک المدة. [تحفۃ اللآلی صفحہ ۸۱ محمد بن سلیمان الحنفی الریحاوی المتوفی ۱۲۲۸ھ]

(١٥) علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رابع الخلفاء الراشدین

(الایمان والاسلام صفحہ ۳۴ مولانا ضیاء الدین الشیخ خالد البغدادی المتوفی ۱۲۴۲ھ)

(١٦) اجماع الامة وهو ان الصحابة رضی اللہ عنہم اجتمعت واتفقت علی خلافة ابی بكر ولم ینكر احد علی ذلک وخلافة عمر كان باستخلاف ابی بكر لم ینكر احد علی ذلک ثم خلافة عثمان وعلی كان باجماع الامة دل ان الخلافة ثابت لدلائل التی ذكرنا.

[تمہید لابی الشکور السالمی صفحہ ۱۷۳]

(١٧) وترتیب الخلفاء الراشدین رضی الله عنهم اجمعین فی الفضل كترتیب هم فی الخلافة. (ذب شرح طحاویہ صفحہ ۳۹۸ امام قاضی علی بن ابن ابی العز الدمشقی رحمہ اللہ)

(١٨) ..اعلم ان خلافة الائمة الاربعة ثابتة بالاجماع وكذا ترتیبهم فی الخلافة ایضاً.

[التعلیقات السنیہ صفحہ ۱۸۹ امام احمد بن جبران]

(١٩) دوستی چہار یار پیغمبر بایں ترتیب نگاہ باید کرد...... مذہب اہل سنت والجماعت آنست کہ چہار یار پیغمبر را فضیلت است ہمیں ترتیب باید۔ [شرح قصیدہ امالی صفحہ ۱۲۰۔۱۲۱ خوندہ درویزہ ننگرہاری رحمہ اللہ]

(۱۸) آدمیوں میں سب سے بزرگ بعد وجود مبارک حضرت رسول خدا ﷺ کے حضرت ابوبکر صدیق بن ابوقحافہ بعد ان کے حضرت عمر بن خطاب بعد ان کے حضرت عثمان بن عفان بعد ان کے حضرت علی المرتضیٰ بن ابی طالب ہیں رضی اللہ عنہم

[عقائد نظامیہ مترجم اردو صفحہ ۱۲۷ امام محمد فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ]

(۱۹) خلفاء راشدین ایک دوسرے سے علی ترتیب الخلافۃ افضل ہیں اگرچہ چاروں خلفاء سب صحابہ رضی اللہ عنہم سے بالاتفاق افضل ہیں۔ (عقائد اسلام ص ۲۳۳ مولانا عبدالحق حقانی المتوفی ۱۹۲۵ء)

(۲۰) بہرحال اپنے اپنے وقت میں خلفاء اربعہ کی خلافت علی الترتیب برحق ہونے میں کسی کو کلام نہیں۔ (عقیدہ وانی معانی صفحہ ۱۹ مولانا محمد حسن چکوالی ثم لاہوری)

(۲۱) ... حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پیغمبر صاحب ﷺ کے بعد ان کی جگہ پر بیٹھے اور دین کا بندوبست کیا اس لیے یہ خلیفہ اول کہلاتے ہیں تمام امت میں یہ سب سے بہتر ہیں ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ دوسرے خلیفہ ہیں ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تیسرے خلیفہ ہیں ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ چوتھے خلیفہ ہیں۔ (اہل السنت والجماعت صفحہ ۹۰ علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۷۳ھ)

یہ وہ حوالہ جات ہیں جن کی کتابیں ہمارے پاس موجود ہیں۔ یہ مجدد العصر حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مجددانہ کوشش کا ثمرہ ہی ہے کہ آج اہل سنت والجماعت کے ہر جلسہ میں چار یاروںؓ کی خلافت کا اظہار کیا جاتا ہے اور ''خلافت راشدہ حق چار یارؓ'' کا نعرہ گونجتا ہے۔

❁❁❁❁

# اب راہنما کوئی نہیں

مولانا محمد اسماعیل ریحان ☆

دنیا دار فانی ہے، یہاں ہمیشہ کوئی رہا ہے نہ رہے گا، ہر آنے والا اک دن چلا جاتا ہے اور کچھ دنوں بعد زمانے کی لوح سے اس کا نام ونشان تک مٹ جاتا ہے مگر اس فنا کے گھر میں آنے والے کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو یہاں کی چند ساعتوں پر مشتمل زندگی کو بقا کا ذریعہ بنالیتے ہیں وہ جب تک رہتے ہیں مردہ دل ان سے زندگی حاصل کرتے ہیں۔ اور جب دنیا سے رخصت ہوتے ہیں۔ تو ان گنت پرنم آنکھیں انہیں الوداع کہتی ہیں۔ دماغ ان کی باتوں کی خوشبو سے معطر رہتے ہیں اور سینوں میں دھڑکنے والے دل انہیں ہمیشہ یاد رکھتے ہیں، ان کا نام صدیاں گزرنے پر بھی زندہ رہتا ہے اور ان کا کام نسل در نسل جاری رہتا ہے۔

ایسی ہی خوش قسمت ہستیوں میں ایک نام حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ کا ہے جو پیر ۳ ذوالحجہ ۱۴۲۴ھ (۲۶ جنوری ۲۰۰۴ء) کو لاکھوں عقیدت مندوں کو تڑپتا چھوڑ کر خالق حقیقی سے جاملے۔ ان کی وفات ایک چلتے پھرتے ادارے کا اختتام ہے، ان کی موت ایک عہد کا خاتمہ ہے جو سراسر تعلیم و تدریس، وعظ و نصیحت، تصنیف و تالیف اور باطل قوتوں کی سرکوبی میں بسر ہوا ہے۔ ان کی قریباً نوے سالہ طویل زندگی کا ہر لمحہ اجلا اور روشن ہے ان کی زندگی کا ہر پہلو اپنے اندر ایک سبق اور نصیحت رکھتا ہے۔

حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ دارالعلوم دیوبند کے فیض یافتہ اور اکابر دارالعلوم کے جذبۂ حق گوئی کے سچے وارث تھے۔ انہوں نے اہل سنت و جماعت کے عقائد و نظریات کی ترجمانی میں اپنی عمر صرف کر دی اور اس سلسلے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کی۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے تحریک خدام اہل السنت والجماعت کی بنیاد رکھی اور اس کے ذریعے باطل قوتوں کے ایوانوں میں تہلکہ مچا دیا۔ ان کا جاری کردہ ماہنامہ ''حق چار یار رضی اللہ عنہم'' مسلک اہل السنت والجماعت کا بے باک ترجمان رہا

---

☆ کالم نویس ہفت روزہ ضرب مؤمن، کراچی

ہے اور اس کے وقیع مضامین سے عوام وخواص یکساں طور پر مستفید ہوتے آرہے ہیں۔

راقم نے حضرت قاضی مرحوم ومغفور کا نام پہلی بار اس وقت سنا جب میں مدرسہ اشرفیہ حسن ابدال میں درجہ ادنیٰ کا طالب علم تھا، ہمارے استاد محترم مولانا فضل محمود انور حضرت قاضی صاحب کا ذکر بڑی محبت وعقیدت سے کیا کرتے تھے۔ ماہنامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم بھی ان کے پاس آتا تھا۔ گاہے گاہے میں فارغ اوقات میں اس رسالے کا مطالعہ بھی کرنے لگا۔ یہ شغل بڑے درجات تک جاری رہا اور جیسے جیسے شعور میں پختگی آتی گئی میں حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی علمی عبقریت، بزرگی اور حق گوئی کا قائل ہوتا چلا گیا۔ امت کو درپیش نظریاتی وفکری مسائل کے گہرے ادراک اور آئے دن نمودار ہونے والے نت نئے فتنوں کی سرکوبی میں وہ اپنی مثال آپ تھے۔ میرا دورِ طالب علمی ہی تھا جب کہ خود مسلک دیوبند کے بعض خانقاہی حلقوں میں اہل بدعت وضلال سے مصالحت کا میدان ظاہر ہونے لگا۔ اس پر حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ نے کسی رو رعایت کے بغیر ''حق چار یار رضی اللہ عنہم'' میں جو مضامین لکھے اور اس فتنے کی روک تھام کے لیے جس صلابت فکر کا مظاہرہ کیا وہ انہی کا خاصہ تھا۔

باوجودیکہ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ سے اکتساب فیض کا یہ سلسلہ عرصے سے جاری تھا مگر حضرت کی زیارت کا شوق پورا نہ کر سکا، کئی بار سفر کا ارادہ کیا مگر ہر بار کوئی نہ کوئی رکاوٹ آڑے آگئی۔

گزشتہ سال راقم کو ہفت روزہ ضرب مومن کے لیے ایک تاریخی مضمون کے سلسلے میں اٹک اور کلر کہار کا سفر کرنا پڑا۔ کلر کہار کے سفر میں معروف صحافی اور ادارہ علوم اسلامی اسلام آباد کے مدرس ملک سعید نوابی بھی ہمراہ تھے۔ وہ چکوال کے قریب ہی ایک گاؤں سہگل آباد سے تعلق رکھتے ہیں اور چکوال کے دینی حلقوں میں ان کے وسیع تعلقات ہیں۔ چنانچہ ان کی ہمراہی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے واپسی میں ہم حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی زیارت کے لیے مدنی مسجد حاضر ہوئے۔

حضرت کے خادم خاص جنہیں حافظ صاحب کہہ کر مخاطب کرتے ہیں۔ بڑے تپاک سے ملے اور حضرت سے اجازت لے کر ہمیں ان کے حجرے میں لے گئے۔ حضرت رحمہ اللہ نے شدید علالت کے باوجود ہمیں ملاقات کی اجازت مرحمت فرمائی تھی جو ان کی ہم پر خصوصی شفقت تھی، باوجود اس کے کہ ہم بلا اطلاع چلے آئے تھے انہوں نے اس ملاقات کا اہتمام کرایا۔

حضرت رحمہ اللہ ہمیں دیکھ کر اپنے بستر پر تکیوں سے سہارا لے کر بیٹھ گئے۔ ہم سب سے مصافحہ کیا اور بڑی خندہ پیشانی سے گفتگو فرماتے رہے۔ ہفت روزہ ضرب مومن کی خدمات کو سراہا۔ کچھ نصیحتیں بھی

فرمائیں جو میرے حق میں وصیتیں ثابت ہوئیں اس لیے کہ یہ حضرت سے میری پہلی اور آخری ملاقات تھی۔ حضرت کی وصیتوں کا خلاصہ ''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت اور محبت کو دل میں بسائے رکھنا، ان کی عدالت وصداقت کا ہمیشہ پرچار کرتے رہنا اوران کے معاملے میں کسی قسم کی مداہنت اور مصالحت اختیار نہ کرنا'' پر مشتمل ہے۔ چونکہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت میں فنا ہو گئے تھے اس لیے آپ کی گفتگو میں بھی اس کا رنگ بہت نمایاں تھا۔ جب ہم رخصت ہونے لگے تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ہم سب کو دعاؤں کے ساتھ ساتھ اپنی گراں مایہ کتب کے ایک ایک سیٹ سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ حضرت کو ان شفقتوں کا شایانِ شان بدلہ عنایت فرمائے۔ (امین)

علم ومعرفت، تقویٰ واخلاص اوراخلاق ومدارات کے ایسے پیکر اب کہاں ملتے ہیں۔ ریت کے ہزاروں صحرا چھان کر کہیں کہیں ایسا گوہر ملتا ہے۔ ان گنت اندھیری راتیں گزار کر پروانوں کو ایسی شمع نصیب ہوتی ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کے بعد، اغراض پرستی اور مفادات بینی کی اس تاریک دنیا میں اندھیرے مزید بڑھ گئے ہیں۔ حق گوئی کا وہ جوہر جوان کی ذات میں تھا، اب ڈھونڈے نہیں ملتا۔ ان کی بزم سے وابستہ ہزاروں لاکھوں، سالکین ایک شفیق وہمدرد مربی سے محروم ہو گئے ہیں اور اہل السنت والجماعت کے کروڑوں افراد کے سر سے ایک بے مثل سرپرست کا سایہ ہٹ گیا ہے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کیا ہوئی۔ اکابر کی مسندیں یکے بعد دیگرے خالی ہوتی چلی گئیں۔ آہ! ہمیں حضرت قاضی صاحب کے سایہ شفقت سے محروم ہوئے ابھی چار ماہ بھی نہیں ہوئے تھے کہ ۲۴ ربیع الاول /۱۵ مئی کو تبلیغی جماعت کے عظیم داعی مولانا مفتی زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ بھی رخصت ہو گئے۔ پندرہ روز گزرے تھے کہ کراچی میں مولانا مفتی نظام الدین شامزئی رحمۃ اللہ علیہ دہشت گردوں کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔

چند روز پہلے ۲۷ جون کو ختم نبوت کے عالمی وکیل حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی داعی اجل کو لبیک کہہ گئے اور اسی ہفتے جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد کے بانی شیخ الحدیث حضرت مولانا نذیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی پیپلز کالونی فیصل آباد کے قبرستان میں اپنے شہید بیٹے مولانا محمد مجاہد مرحوم کے قریب گور کی ٹھنڈی خاک تلے جا سوئے۔

آج جب میں گزشتہ برس کے اس دن کا تصور کرتا ہوں۔ جب ہم حضرت قاضی صاحب مرحوم کے سامنے باادب بیٹھے ان کے مسکراتے ہوئے چہرے کو تک رہے تھے، تو محسوس ہوتا ہے کہ ان اکابر کی موجودگی ہمارے لیے کتنی بڑی نعمت تھی، کتنا عظیم سہارا تھی، ان کی شخصیات کتنے ناگہانی فتنوں کے آگے سد سکندری بن کر جمی ہوئی تھیں۔ آج تو یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے ہم مصائب، فتنوں اور آزمائشوں کے بے آب وگیاہ صحرا میں کھڑے ہیں اور ہمیں راہ بتانے والا کوئی نہیں۔

# قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ ایک معتمد علیہ شخصیت

ترتیب! ماسٹر منظور حسین ☆

رئیس عصر شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے مایہ ناز شاگرد اور خلیفہ مجاز قائد اہل سنت وکیل صحابہ مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نور اللہ مرقدہ کی تقریری، تحریری اور تبلیغی سرگرمیاں سنی عوام وخواص میں بہت مقبول رہی ہیں۔ آپ نے ساری زندگی اہل السنت والجماعت کے مسلک حق واعتدال کی ترجمانی فرمائی اور احقاقِ حق اور ابطال باطل کا فریضہ بلاخوف لومۃ لائم انجام دیا۔

چونکہ کاملین کے کمالات ومقامات کی تعیین کی اہلیت اہل کمال افراد ہی کو ہوتی ہے اور ہر فن میں ماہرین فن کی رائے کا ہی وزن ہوا کرتا ہے اس لیے ذیل میں حضرت قائد اہل سنتؒ کے بارے میں بطور نمونہ بعض اکابر علماء کی وہ آراء درج کی جاتی ہیں۔ جن میں انہوں نے آپ کے قلم حق کو مسلک اہل سنت وجماعت کا ٹھیک ٹھیک ترجمان قرار دے کر آپ کے موقف ومسلک کی تائید وتصدیق فرمائی ہے۔ جس سے آپ پر علماء حق کے اعتماد کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ ملاحظہ ہوں

## (۱) مبارک دھن (حضرت مدنی رحمہ اللہ)

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ اپنے گرامی نامہ میں آپ کو تحریر فرماتے ہیں......

''جس دھن میں آپ لگے ہوئے ہیں بہت مبارک دھن ہے۔ تمام جیل کی تکالیف پر پانی پھیر دینے والی ہے۔ اللھم زدفزد۔

کفر کافر را ودین دیندار را ذرہ دردت دل عطار را

یہ دھن اگر برسوں میں بھی حاصل ہو جائے بساغنیمت ہے۔ ذکر وشغل میں جو حصہ عمر عزیز کا صرف ہو جائے وہی زندگی ہے۔'' (مکتوبات شیخ الاسلام جلد ۲ صفحہ ۱۹۰)

---

☆ نائب مدیر ماہنامہ حق چاریارؓ لاہور

## آخری سب طرق کی تعلیم (حضرت مدنی ؒ)

ایک اور مکتوب گرامی میں ارشاد فرماتے ہیں......

''آپ کو جو تعلیم دی جا چکی ہے یہ آخری سب طرق کی تعلیم ہے اس پر کاربند رہیے اور اس میں ترقی اور مداومت رکھیے۔ استقامت اور کوشش سے آپ بڑے سے بڑے مقامات پر پہنچ سکتے ہیں۔''

[ایضاً جلد۴ صفحہ۱۱۵]

## قرب وحضور کی عظیم خوشخبری

ایک اور گرامی نامہ میں حضرت مدنی ؒ فرماتے ہیں کہ......

''اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس کریم کارساز بندہ نواز نے آپ کو قرب وحضور اور معیت کی نعمت وجدانی طور پر عنایت فرمائی ہے اور نسبت میں قوت اور ترقی عطا فرمائی۔

فللّٰہ الحمد والمنتہ اللھم زد فرد...... (ایضاً جلد۴ صفحہ۱۱۲)

لطائف مدرکہ ترقی پذیر ہونا نعمتِ عظیمہ ہے اللہ تعالیٰ اور زیادہ فرمائے'' (ایضاً جلد۴ صفحہ۱۱۳)

## مرتبہ احسان پر فائز ہونے پر خلافت سے سرفرازی

حضرت مدنی ؒ اپنے گرامی نامہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ......

''میں پہلے بھی غالباً آپ کو لکھ چکا ہوں کہ آپ کو اجازت ہے جو بھی آپ سے بیعت ہونے کی درخواست کرے اس کو بیعت کر لیا کریں۔ اور اشغال سلوک تلقین فرما دیا کریں اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا

[مکتوبات شیخ الاسلام جلد۲ صفحہ۲۵۴]

ایک اور مکتوب میں ارشاد فرمایا......

لوگوں کو ارشاد وہدایت کرتے رہیے۔ جو بھی آپ سے طالب رہنمائی ہو، ان شاء اللہ اس کو نفع پہنچے گا۔

[ایضاً جلد۴ صفحہ۱۱۵]

جو رشتہ دار ادھیڑ عمر والی بیعت ہونا چاہتی ہیں ان کو آپ خود کیوں نہیں بیعت کر لیتے؟ آپ نیابتاً میری طرف سے ان کو بیعت کر لیں۔'' [ایضاً جلد۴ صفحہ۱۱۹]

ایک اور گرامی نامہ میں ترغیباً اصرار فرماتے ہیں......

''اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جب کہ ملکہ حاصل ہو گیا ہے تو اس کو لعلیت کا درجہ دیجیے اور دوام حضوری کی کوشش کیجیے۔ اگر کوئی طالب راہ حق آئے اس کو اسلاف کا راستہ بتائیے۔ اگر چہ آپ اپنے کو اس لائق نہیں سمجھتے مگر جس پروردگار نے اس کو بھیجا ہے وہ اس کا کفیل اور مربی ہے۔ حضرت قطب عالم حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرۃ العزیز فرماتے ہیں...... ''اگر ایں روسیاہ گمراہ ہم سزاوار ایں امر عظیم نیست مگر امتثال امر بزرگاں نمود بیعت تبرکا می کند لہٰذا آں برگزیدہ کونین را نیز بطور یکہ ایں مدبر را از بزرگان خود اجازت دادہ می آید مناسب کہ ہر کدام کس طالب کہ رجوع نماید اخذ بیعت نمودہ تعلیم نام خدا نماید ہرگز انکار نہ کنند ہدایت کنندہ ہادی مطلق است آں را کہ خواہد فرستاد ہدایت ہم خواہد کرد''

[مکتوبات جلد ۴، ۱۲۴،۱۲۳]

## (۴)......توفیق الٰہی کی دستگیری (حضرت شیخ الادب رحمہ اللہ)

اعزاز العلماء شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی صاحب رحمہ اللہ اپنے ایک مکتوب میں حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کو تحریر فرماتے ہیں کہ

''جس راستے پر آپ خداوندی امداد سے چل رہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ توفیق الٰہی نے آپ کی دستگیری کی ہے۔ اور آپ کے حالات قابلِ غبطہ ہیں خدا کا شکر کیجیے''۔

[ماہنامہ حق چار یار صفحہ ۷ فروری ۲۰۰۰ء]

دوسرے مکتوب گرامی میں تحریر فرماتے ہیں کہ

آپ نے علم وعقل کی روشنی میں جس طرح صبر کیا ہے وہ نہ صرف قابلِ تحسین بلکہ لائق تقلید بھی ہے۔ خدا کرے کہ ہم ضعفاء بھی اسی صبر اثبات کا ثبوت دیں آمین...... آپ کے حالات قابلِ غبطہ ہیں...... بہت بڑی نعمت ہے کہ آپ مولائے حقیقی کی یاد میں مصروف ہیں اللہ تعالیٰ اس پر استقامت عطا فرمائے۔ آمین...... (ایضاً صفحہ ۷۴)

### علامت مقبولیت

ایک مکتوب میں تحریر فرمایا......

''اگر آپ ذکر کر لیتے ہیں تو خدا کا ہزار ہزار شکر کیجیے یہ علامت مقبولیت کی ہے۔'' (ایضاً صفحہ ۸۲)

## اور چاہتے کیا ہو؟ پیغمبری مل جائے

ایک گرامی نامہ میں حضرت شیخ الادب رحمۃ اللہ علیہ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو تحریر فرماتے ہیں

''جو حالات آپ نے تحریر فرمائے ہیں ان کے ہوتے ہوئے افسوس کرنا، آپ معاف کریں میرے نزدیک کفران نعمتِ الٰہیہ ہے۔ آپ ذکر قلبی بھی کرتے ہیں اور ذکر لسانی بھی۔ اور یہ بھی امید ہے کہ ذکر تمام بند پر مستولی ہو جائے۔ پھر جو آپ کا فرض منصبی ہے کہ گمراہوں کو راہ ہدایت پر لائیں، وہ بھی آپ ادا کرتے ہیں۔ اس کے بعد اب آپ اور کیا چاہتے ہیں؟ اب اور چاہتے کیا ہو؟ پیغمبری مل جائے؟ خدا کا شکر کیجیے آپ کی یہ حالت ہم جیسے ناکاروں کے لیے غبطہ کے قابل ہے۔ آپ نے جیل خانہ میں رہ کر قلب کی ایسی اصلاح کی جو ہم جیسے آزادرہ کر نہ کر سکے، ہماری حالتوں سے عبرت کیجیے اور خدا کا شکر کیجیے اور دعا کیجیے کہ خداوند عالم ہم جیسوں کو بھی توفیق عطا فرمائے اور اس کی مرضیات کو حاصل کریں۔ (ایضا ۷۳)

## خلافت مدنی رحمۃ اللہ علیہ عطا ہونا غیر مترقبہ نعمت

ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں......

''سنا کرتے تھے کہ بعض لوگ دریا کو ہضم کر لیتے ہیں اور ڈکار نہیں لیتے ایسے لوگ دیکھے نہ تھے۔ مگر ایسے لوگ دیکھے کہ حضرت مدنی مدظلہ کی خلافت حاصل کر لیتے ہیں اور کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہونے دیتے۔ معلوم نہیں آپ بھی ان میں ہیں یا نہیں؟ آپ کسر نفسی میں اس قدر متجاوز من الحدود ہو گئے ہیں کہ مجھ کو خوف ہے کہ آپ کفرانِ نعمت میں داخل نہ ہو جاویں۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت ہرگز ہرگز نااہل کے لیے نہیں ہو سکتی ہے۔ آپ خدا کا شکر کریں اور اس منصب کو غیر مترقبہ نعمت خیال کر کے مدارج میں ترقی کریں، وساوس وخطرات کو دل سے نکال دیں۔ شکر نعمت پر از دیادِ نعمت وعدہ خداوندی ہے۔

(ایضا صفحہ ۹۴)

## (۳)......قاضی صاحب ہمارے خاص آدمی ہیں (حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ)

جناب حاجی محبوب احمد عارف ہوشیار پوری تحریر فرماتے ہیں......

شیخ التفسیر قطب زماں حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ صاحب سے حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ جمعیت علمائے اسلام کی مجلسِ شوریٰ میں آپ نے حضرت قاضی

مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ کو شامل کیوں نہیں فرمایا؟ کیا آپ ان سے واقف نہیں؟

تو حضرت لاہوری رحمہ اللہ نے فرمایا ''میں قاضی صاحب سے خوب واقف ہوں۔ قاضی صاحب تو ہمارے خاص آدمی ہیں وہ ہمارے ہیں اور ہمارے ساتھ ہی رہیں گے۔ میں نے ان کی جگہ فلاں آدمی کو شوریٰ کا ممبر چن لیا ہے اگر وہ باہر رہتا تو ہمارے لیے پریشانی کا باعث ہوتا۔

(ماہنامہ تبصرہ لاہور حضرت ہزاروی رحمہ اللہ نمبر اپریل ۱۹۸۱ء)

## (۴)......سراپا اخلاص ومجسمہ للّٰہیت (حضرت ہزاروی رحمہ اللہ)

جناب محمود عارف صاحب تحریر فرماتے ہیں ..... حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمہ اللہ نے احقر سے فرمایا کہ ''میں نے حضرت قاضی صاحب کیساتھ دوران سفر مشاہدہ کیا ہے۔ کہ حضرت قاضی صاحب مدظلہ سراپا اخلاص اور مجسمہ للّٰہیت ہیں۔ (ایضاً ماہنامہ تبصرہ ہزاروی نمبر)

(ب) حضرت ہزاروی رحمہ اللہ اپنے ایک مکتوب میں حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کو تحریر فرماتے ہیں..... '' آپ کو ہر طرح مطاع ومقتدیٰ سمجھتا ہوں..... دل یہی کہتا ہے کہ آپ ہماری سرپرستی فرمائیں۔'' (کشف خارجیت صفحہ ۲۵۹)

## (۵)......قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ علمائے حق میں سے ہیں (حضرت بنوری رحمہ اللہ)

شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمد یوسف صاحب بنوری رحمہ اللہ سابق امیر مرکزیہ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان اپنے گرامی نامہ (بنام نعیم الیاس اعوان صاحب محررہ ۱۳ مارچ ۱۹۷۷ء) میں رقمطراز ہیں.....

''حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب بانی ادارہ خدام اہل سنت کو میں علماء حق میں سے سمجھتا ہوں۔''

## (۶)......حضرت قاضی صاحب ''حضرت مدنی کے صحیح جانشین (حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ)

یادگار اسلاف حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمہ اللہ سابق شیخ الحدیث جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک تحریر فرماتے ہیں کہ..... ''میرے نزدیک تحریک خدام اہل سنت والجماعت کا تعاون ہر مسلمان پر لازم ہے اہل السنت والجماعت کے عقائد کے تحفظ کے سلسلہ میں اس جماعت کی خدمات قابل صد تحسین ہیں۔ جماعت کے بانی اور امیر مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ شیخ الاسلام والمسلمین شیخ العرب والعجم امیر المومنین فی الحدیث مولانا سید حسین احمد المدنی قدس سرہ العزیز کے تلمیذ خاص اور آپ کے صحیح جانشین ہیں حضرت قاضی صاحب کا مجاہدانہ ولولہ، بے مثال عزم تاریخ کا ایک زریں باب ہوگا۔

## (۷)......اکابر دیوبند کا تحفظ ودفاع کرنے والا (مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

مخدوم العلماء والصلحاء حضرت مولانا پیر خورشید احمد صاحب کے خلیفہ مجاز پیر طریقت حضرت مولانا سید محمد امین شاہ صاحب دامت برکاتہم (مقیم مخدوم پور پہوڑاں ضلع خانیوال) نے فرمایا......

حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ کے اجل خلفاء میں سے حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے وصال سے چندروز پہلے بندہ سے تنہائی میں ارشاد فرمایا کہ......

''آج اکابر دیوبند اور عقائد دیوبند کا کوئی تحفظ اور دفاع کرنے والا پاکستان میں ہے تو وہ صرف حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب ہی ہیں اور کوئی نہیں ہے۔

## (۸)......خدام اہل سنت کے لیے پیر خورشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دعاء

مخدوم العلماء والصلحاء حضرت مولانا پیر خورشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ اعظم حضرت مدنی قدس سرۃ العزیز) تحریر فرماتے ہیں......

حضرت سیدی مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کی اٹھائی ہوئی تحریک خدام اہل سنت والجماعت کو مقبول فرمائے اور سنی مسلمانوں کو اس میں شمولیت کی توفیق عطا فرمائے......اور قدیمی لقب ''اہل السنّت والجماعت'' کو آپ حضرات پر چسپاں فرماوے اور سلف صالحین کے مبارک قدموں پر چلاوے......بخدمت اقدس ذوالمجد والکرم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین کو السلام علیکم عرض کریں اور خاتمہ بالایمان کی میرے لیے درخواست ہے''...... (بشارت الدارین صفحہ ۵۳۶)

## (۹)......قاضی صاحب مسلک اکابر پر مضبوطی سے قائم ہیں (حضرت حامد میاں رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ (مہتمم وبانی جامعہ مدنیہ لاہور وخلیفہ مجاز حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ) تحریر فرماتے ہیں......

''محترم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہم کی تحریرات بہت مفید ہوتی ہیں۔ مسلک اکابر اہل سنت (دیوبند) میں انھیں بحمد اللہ تصلب حاصل ہے۔ جماعت مودودی اور شیعوں سے انھیں اس درجہ بُعد ہے کہ وہ مصلحتاً عارضی طور پر ان سے سیاسی گٹھ جوڑ کے بھی قائل نہیں ہیں۔ مسلک اِکابر رحمہم اللہ پر مضبوطی سے قیام ہی کی وجہ سے وہ شیعوں کی طرح خوارج کو بھی غلط گردانتے ہیں ان کے نظریات کی

تردید کرتے ہیں۔ میں نے ان کی تحریر ''دفاع صحابہؓ'' کا متعدد جگہ سے مطالعہ کیا اس میں ان سب مسالک پر تھوڑی تھوڑی روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور فرقہ خوارج، یزیدیہ پر بھی رد کیا ہے۔

[مکتوب محررہ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ]

دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ...... حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہم کی تصنیف خارجی فتنہ حصہ اول کے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ متعدد مقامات کا مطالعہ کیا۔ مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد کے واقعات میں وہ حضرات اکابر دیوبند رحمہم اللہ کے مسلک وتحقیقات پر مضبوطی سے قائم ہیں...... حضرت قاضی صاحب مدظلہم کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے کہ انھوں نے فتنہ خارجیت اور یزیدیت پر قلم اٹھایا اور اکابر دیوبند سے لے کر حضرت مجدد صاحب رحمہم اللہ تک اکابر ہند کے اقوال، قرآن وحدیث، فقہ اور تاریخ کے حوالجات جمع کر کے ان فتنوں اور غلط خیالات کی تردید شروع کی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور توفیق مزید دے۔ [تائیدی تبصرے صفحہ ۱۱]

## قاضی صاحب رحمہ اللہ کی تحریرات مدلل

ایک دوسرے گرامی نامہ بنام مولانا محمد انور صاحب تحریر فرماتے ہیں......

''مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہم رد مودودیت اور رد شیعیت کے سلسلہ میں جو کام کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ مولانا کی تحریرات مدلل اور معقول ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی جو رد فرق باطلہ میں انھوں نے کی ہیں مشکور فرمائے اور ان کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔

[صفحہ ۳۵ ماہنامہ حق چاریارؓ اپریل ۱۹۹۹ء]

## (۱۰)...... پردوں میں چھپی حقیقت کو ظاہر کر دیا (علامہ افغانی رحمہ اللہ)

شیخ العلماء حضرت مولانا علامہ شمس الحق افغانی صاحب رحمہ اللہ مودودی تحریک کے خلاف حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی خدمات پر تحریر فرماتے ہیں......

(حضرت) مولانا قاضی مظہر حسین صاحب اور دیگر علماء حق نے پردوں میں چھپی ہوئی اس حقیقت کو عوام پر ظاہر کر دیا اور سعید روحوں کے لیے راہ ہدایت کھول دی فجزاهم الله خير الجزاء وصلى الله على خير خلقه محمد واله واصحابه اجمعين. (ہفت روزہ ترجمان الاسلام جون ۱۹۶۴ء)

## (۱۱)......آپ کی کتاب سے میں نے زیادہ نفع اٹھایا (حضرت نعمانیؒ)

بقیۃ السلف حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب رحمہ اللہ اپنے ایک گرامی نامہ میں تحریر فرماتے ہیں

''آپ کی مرسلہ کئی کتابوں سے استفادہ کیا خاص کر ''تحفہ خلافت'' (مؤلفہ امام اہل سنت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی رحمہ اللہ) اور ''دعوت اتحاد کا جائزہ'' (مؤلفہ حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ) سے میں نے زیادہ نفع اٹھایا۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔ [مکتوب ۱۸ رمضان ۱۴۰۹ھ]

## (۱۲)......آپ کے جذبہ ایمانی سے بہت خوشی ہوئی (حضرت مفتی محمود رحمہ اللہ)

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمہ اللہ (جامعہ قاسم العلوم ملتان) اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں......

''مخدوم محترم حضرت قاضی صاحب دام مجدکم العالی۔ سلام مسنون۔ مزاج گرامی! ...... آپ نے جس جذبہ ایمانی کے تحت جماعتی فیصلہ پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے اس سے بہت خوشی ہوئی، علماء کی باوقار اور مقدس جماعت میں ایسے افراد کی ضرورت ہے کہ وہ سختی سے جماعت کو اس مقصد پر پابند رکھے جس کے حصول کے لیے جماعت کا وجود عمل میں آیا۔''

## قاضی صاحب ہمارے بزرگ ہیں

دوسرے مکتوب گرامی میں رقمطراز ہیں......

محترم قاضی صاحب ہمارے بھی بزرگ ہیں۔ ہم نے الحمد للہ اختلاف رائے کے باوجود ہمیشہ احترام سے ان کا ذکر کیا ہے۔ کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ جماعتی اختلاف پیدا ہو جانے کے بعد ہم نے کوئی کلمہ ان کے خلاف زبان سے نکالا ہو۔ بہرحال ہم اب بھی ان کے نیازمند ہیں خدا وہ وقت نہ لائے جب ہم میں اور ان میں کدورت پیدا ہو۔ والعیاذ باللہ۔ (ماہنامہ حق چار یار حضرت جہلمی رحمہ اللہ نمبر صفحہ ۴۷)

## تمام مکاتب فکر ان کے ساتھ متفق ہیں

ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں......

قاضی صاحب موصوف جن مقاصد کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں اہل السنت والجماعت کے تمام مکاتب فکر اس سلسلہ میں ان کے ساتھ متفق ہیں''۔ [ترجمان اسلام لاہور صفحہ ۴ جلد ۱۹ شمارہ ۵۲]

(۱۳)......فتنوں سے نجات کے لیے اہم ذریعہ (حضرت مالک کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ)

شیخ التفسیر استاذ العلماء حضرت مولانا محمد مالک کاندھلوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب خارجی فتنہ کی تائید میں تحریر فرماتے ہیں......

امت کی فلاح وکامیابی اسی میں مضمر ہے کہ "اصحابی کالنجوم" کا اعتقاد کامل رکھتے ہوئے سفینہ اہل بیتؓ میں پناہ لے تب ہی وہ فتنوں کی موجوں سے ہدایت ونجات کے ساحل تک پہنچ سکتا ہے۔ اس مقصدِ عظیم سے ہمکنار بنانے کے لیے میں سمجھتا ہوں کہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کی کتاب ''خارجی فتنہ'' اہم ترین ذریعہ اور سامان ہے۔ حضرت مولف زید مجدہ نے اپنی اس تالیف میں بڑی کاوش سے ایسے حقائق جمع کر دیئے ہیں جو مختلف قسم کی کتابوں اور عبارتوں سے پیدا شدہ اوہام کو الحمدللہ دور کررہے ہیں۔ خداوند عالم مولف زید مجدہٗ کو جزاء خیر عطا فرمائے اور مسلمانوں کو اس تالیف کے ذریعہ نفع پہنچائے۔ آمین'' (تائیدی تبصرے صفحہ ۱۰)

(۱۴)......قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ امام اہل سنت کی مسند پر (حضرت مفتی جمیل احمد رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ (سابق صدر مفتی جامعہ اشرفیہ لاہور) کے بارہ میں مولانا سید معاویہ امجد شاہ صاحب تحریر فرماتے ہیں......

بندہ نے اپنے استاذ ومربی حضرت اقدس مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے بارہا سنا کہ حضرت قاضی صاحب اس وقت امامِ اہل سنت مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کی مسند پر فائز ہیں۔''

[ماہنامہ حق چاریارؓ صفحہ ۶۵ جلد ۲ شمارہ:۳]

نیز حضرت مولانا مفتی شیر محمد صاحب علوی (مفتی جامعہ اشرفیہ لاہور) کی درخواست پر حضرت مفتی جمیل احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ صاحب نے ''سلاسل طیبہ'' کے شجرات میں حسب ذیل اشعار کا اضافہ فرمایا۔ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ کی لکھی تحریر اب بھی ان کے پاس محفوظ ہے۔ چنانچہ حضرت شیخ مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے نام مبارک کی مخمس سے پہلے حضرت قائد اہل سنت کے نام کی مخمس میں تحریر فرمایا......

مجھ کو بھی کردے نمونہ اپنے مقبولین کا
ابرارو اہل علم وارباب صفا

مظہر علم لدنی مظہر نور خدا
مظہر اخلاق وآداب محمد مصطفیٰ

قاضی مظہر حسین مقتداء کے واسطے

## (۱۵)...... بلا خوف لومۃ لائم اظہارِ حق کرنیوالے (حضرت مولانا محمد شریف ؒ)

حضرت مولانا محمد شریف صاحب ؒ (سابق مہتمم جامعہ خیر المدارس ملتان وصاحبزادہ استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحب ؒ۔ جالندھری ؒ) تحریر فرماتے ہیں......

''جناب مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم، اکابر واسلاف میں سے ہیں آپ کے لیے اس سے مزید فضیلت کیا ہوسکتی ہے کہ مخدومنا وسیدنا واستاذ نا حضرت مولانا الحاج الشیخ حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہ کے خلیفہ مجاز ہیں۔ ان سے کثیر علماء صلحاء امت کو روحانی فیض پہنچ رہا ہے۔ نیز تحریک خدام اہل سنت والجماعت قائم کر کے آپ نے حضرات صحابہ کرامؓ واہل بیت عظامؓ کے حقیقی فضائل ومناقب اور مکارم اخلاق ومجاہدانہ کارناموں کو بذریعہ تحریر وتقریر دلائل وبراہین سے خوب واضح فرمایا اور جو لوگ حضراتِ شیخین وصحابہ کرامؓ کی تنقیص وبے ادبی کرتے ہیں ان کو مسکت وحوصلہ شکن جوابات دے کر بلا خوف لومۃ لائم اظہار حق کیا۔ اور اس سلسلہ میں قید وبند کی صعوبتیں بھی برداشت کرتے ہوئے جہاد فی سبیل اللہ کا اجر عظیم حاصل فرمایا۔ اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر سے نوازیں اور دنیا وعقبیٰ میں کامرانیوں سے سرفراز فرمائیں۔ آمین (ماہنامہ حق چاریار صفحہ ۵۳ تمبر ۹۹ء)

## (۱۶)...... محققِ اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ (قاضی زاہد الحسینی ؒ)

حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی صاحبؒ خلیفہ مجاز حضرت لاہوری ؒ ایک سائل کو تحریر فرماتے ہیں......

''اس مسئلہ کے لیے محقق اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین سے رجوع کریں'' دوسری جگہ قائد اہل سنت ؒ کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ......

''حضرت قاضی صاحب زید مجدھم کے متعلق اس قدر عرض کرسکتا ہوں کہ آپ کے علم وفضل، جہاد ومجاہدہ کے لیے یہ شہادت کافی ووافی ہے کہ قطب عالم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ العزیز

نے آپ کو خلافت سے سرفراز فرمایا۔ یہ فضل سب سے بڑا فضل اور سب سے بڑا شرف ہے۔
[ماہنامہ حق چار یارؓ صفحہ ۵۳ ستمبر ۹۹ء]

## (۱۷)......صحیح معنی میں اہل سنت کے ترجمان (مولانا عبدالرحیم اشعر رحمہ اللہ)

حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر صاحب رحمہ اللہ ناظم تبلیغ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان رقمطراز ہیں......
الحمد للہ! اس دور میں حضرت مخدوم ومکرم مولانا قاضی مظہر حسین صاحب صحیح معنی میں اہل سنت کے ترجمان ہیں......جس بات کو حق جانتے ہیں اس کی حقانیت کو وہ اپنے وابستگان کے اندر بھی پیدا کر چکے ہیں۔ ایسی مثالیں بہت کم ملتی ہیں کہ مسلمان جس تحریک کو حق جانے اس پر صحابہ کرامؓ کی طرح اپنے تن من دھن کو قربان کر دیں۔ الحمد للہ حضرت مدظلہ تعالیٰ کے اخلاص نے مخلصین کا ایک طبقہ پیدا کر دیا ہے جو باطل کے سامنے جھک نہیں سکتا۔ [ماہنامہ حق چار یارؓ ص ۴۶ نومبر ۹۹ء]

## (۱۸)......قائدِ اہل سنت وفاء القوم والملت'' (مولانا بشیر احمد پسروری رحمہ اللہ)

حضرت مولانا بشیر احمد پسروری رحمہ اللہ خلیفہ مجاز حضرت لاہوری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ ''میں خدام اہل سنت والجماعت میں کام کرنا سعادتِ عظمیٰ سمجھتا ہوں اور پیر طریقت حضرت علامہ قاضی مظہر حسین وفاء القوم والملت یقیناً قابلِ اعتماد ہیں۔'' [سلاسل طیبہ صفحہ ۲ او ماہنامہ حق چار یار صفحہ ۵۸ جلد ۱ شمارہ ۳]

## (۱۹)......مسلک دیوبند میں نہایت پختہ (مولانا مفتی عبدالشکور رحمہ اللہ)

یادگار اسلاف حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذی صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ کے بارہ میں جہاں تک مجھے علم ہے وہ مسلکِ دیوبند میں نہایت پختہ جامد اور متصلب ہیں اور ان کی تبلیغی خدمات قابلِ قدر بلکہ لائق تشکر ہیں۔'' (سلاسل طیبہ صفحہ ۱۳)

نیز تحریر فرماتے ہیں کہ ''مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم کا مقالہ ''دفاعِ صحابہ'' احقر نے حرفاً حرفاً سنا اس میں فاضل مصنف نے مذہب اہل سنت والجماعت کی ترجمانی کا حق ادا کیا ہے۔''
(نوٹ) حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی رحمہ اللہ (سابق مفتی جامعہ اشرفیہ لاہور) نے حضرت ترمذی صاحب رحمہ اللہ کی مندرجہ بالا تحریر پر ''افلا اکون عبداشکورا'' کے الفاظ تحریر فرما کر تصدیقی دستخط ثبت فرمائے۔ [تائیدی تبصرے صفحہ ۵۵]

ایک اور جگہ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ.....

حضرت قاضی صاحب موصوف کو مسلک اہل سنت والجماعت کی حقانیت کے اثبات کے سلسلہ میں خصوصی ذوق اور شغف حاصل ہے اور اپنے اکابر رحمہم اللہ کے ذوق کی حفاظت کا حضرت موصوف کو بے حد خیال ہے۔ (ماہنامہ حق چاریارؓ صفحہ ۱۰ جلد ۲۔ شمارہ ۱)

## (۲۰)......حالتِ احسان کے اعتبار سے بلند مرتبہ پر (مولانا حکیم سید علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت مولانا حکیم سید علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ مجاز حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری رحمۃ اللہ علیہ) تحریر فرماتے ہیں کہ ''تحریک خدام اہل سنت والجماعت خالص اسلامی تحریک ہے۔ اس تحریک کے قائد حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ العالی ایک بے لوث قائد ہیں۔ جو حالتِ احسان کے اعتبار سے بھی بلند مرتبہ پر ہیں..... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کی توقیر ایک مذہبی فریضہ ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ اس جماعت کے ذریعہ سے یہ خدمت لے رہے ہیں۔ حضرت قائد اور ان کے مخلص ہمنواؤں کا صرف ایک ہی مقصد ہے کہ سنتِ رسولؐ اور مقام صحابہ کرامؓ کا تحفظ کیا جائے۔ اسی وجہ سے کسی دور میں بھی وہ اس مقصد سے ہٹ کر نہ کسی سیاسی جماعت میں شامل ہوئے، نہ اس کی تائید کی۔''

(ماہنامہ حق چاریارؓ صفحہ ۵۲ ستمبر ۹۹ء)

## (۲۱)......قائد اہل سنت، انقلابی شخصیت (مولانا نذیر اللہ خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت مولانا نذیر اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ (فاضلِ دیوبند، سابق مہتمم مدرسہ حیات النبی گجرات) تحریر فرماتے ہیں.....

''صرف اتنا علم ہے کہ قضاء قدر نے احیائے ملت کے لیے اس انقلابی شخصیت (یعنی قائد اہل السنۃ) کو منتخب کیا ہے، اور اہل سنت ناجی فرقہ کو بیدار کرنے کے لیے حضرت والا کو امیر تحریک بنا دیا ہے..... حضرت والا شیخ الاسلام المدنی نور اللہ مرقدہ..... کی بصیرت سے مستفید ہو کر کام کر رہے ہیں..... حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم اور حضرت مولانا عبداللطیف صاحب دامت برکاتہم دونوں ہی مجاہد اس تحریک کے روحِ رواں ہیں..... بندہ ان کا پیروکار ہے۔ شائد (بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم) کے تحت "الحقنا بالصالحین" کی دعا قبول ہو۔'' (ماہنامہ حق چاریار صفحہ ۵۱ ستمبر ۹۹ء)

(۲۲)......قاضی صاحبؒ نے اہل حق کی ٹھیک ٹھیک ترجمانی کی (حضرت مولانا لدھیانوی رحمہ اللہ)

استاد العلماء حضرت مولانا مفتی محمد یوسف لدھیانوی صاحب رحمہ اللہ شہید ناموس ختم نبوت نے حضرت اقدس قاضی صاحب رحمہ اللہ کی کتاب (''خارجی فتنہ حصہ اول'') پر ماہنامہ بینات کراچی میں چھبیس صفحات کا مفصل تبصرہ تحریر فرما کر تحریر فرمایا......

''جناب مصنف نے اہل حق کے مسلک کی ٹھیک ٹھیک ترجمانی کی ہے...... جناب منصف کو حق تعالیٰ شانہ جزائے خیر عطا فرمائیں کہ انھوں نے اہل حق کی طرف سے یہ فرض کفایہ انجام دیا ہے......خلاصہ یہ کہ حضرت قاضی صاحب کے پیش کردہ اہل حق کے موقف و مسلک سے ہمیں نہ صرف اتفاق ہے بلکہ یہی ہمارا عقیدہ اور ایمان ہے۔'' [ماہنامہ بینات کراچی جنوری ۱۹۸۴ء]

(۲۳)......درویش صفت، فرشتہ سیرت'' (حضرت جہلمی رحمہ اللہ)

مجاہد ملت، خطیب جہلم حضرت مولانا عبداللطیف صاحب جہلمی رحمہ اللہ (خلیفہ مجاز حضرت لاہوری رحمہ اللہ) تحریر فرماتے ہیں......

حضرت موصوف (قائد اہل سنت رحمہ اللہ) زید مجدہٗ تحریک خدام اہل سنت والجماعت کے بانی اور امیر ہیں......اس عظیم کام کو ایک باعظمت اور درویش صفت انسان نے اس کے پورے حدود اربعہ کے ساتھ سمجھا اور ظاہری دنیوی وسائل کے فقدان کے باوجود اسی کام کو اپنی زندگی کا نصب العین بنالیا۔ اس دوران چند اللہ والے بھی اس کے ساتھ ہو لیے۔ اگر کوئی وسیلہ ہے تو یہ کہ صرف فرشتہ سیرت انسان، اہل سنت والجماعت اکابرین دارالعلوم دیوبند کے عقائد و نظریات، علم و عمل، فہم و بصیرت، شریعت و طریقت کا صحیح وارث، ان ہی جیسی للّٰہیت و تقویٰ کا صحیح مظہر، ان کی دیانت اور استقامت کا پیکر اور امین واقع ہوا ہے۔ اس کو علاوہ شرف تلمیذ سے نوازنے کے خلافتِ مجاز کی نسبت سے بہرور فرمایا گیا۔"ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء" آپ کی زیر سرپرستی میں یہ ماہنامہ حق چار یارؓ اہل سنت والجماعت علماء دیوبند کے مسلک حق کے تحفظ اور ان کے خلاف اٹھنے والے تمام فتنوں، جو شجرہ طیبہ کے دشمن اور اجاڑنے والے ہیں، ایک ایک کی نشاندہی کرتا اور دلائل و براھین کے ساتھ عام فہم انداز میں افراط و تفریط سے اجتناب کرتے ہوئے محض رضائے الٰہی کے لیے اور اپنا مذہبی فریضہ جانتے ہوئے بلاخوف لومۃ لائم رواں دواں ہے......

تحریک خدام اہل سنت کا وجود اور اس کے بانی وامیر کی نہایت مفید متعدد تصانیف ایسی خوشبو کی ایک مہک ہے جس میں نہ آمیزش غیر کا شائبہ ہے۔ اور نہ کسی صورت قابلِ قبول۔ ایسی خالص مہک سے جو محروم ہے، سوائے اس کی شومئی قسمت کے کیا کہا جائے؟ (ماہنامہ حق چار یارؓ صفحہ ۱۲ جنوری ۱۹۹۵ء)

## (۲۴)......اکابرین امت کے موقف کی ترجمانی (خواجہ خان محمد صاحب مدظلہم)

پیر طریقت حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہم امیر تحفظ مجلس ختم نبوت پاکستان تحریر فرماتے ہیں ......"یزید کے متعلق اکابرین امت کا موقف جس کی ترجمانی حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ العالی فرمارہے ہیں اس کو صحیح سمجھتا ہوں اللہ تعالیٰ اس پر قائم رکھے اور اسی زمرہ میں محشور فرمادے آمین"۔ [ماہنامہ حق چار یارؓ صفحہ ۶۶ جلد ۲۔ شمارہ ۱۱،۱۲]

## (۲۵)......قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کا قلم حق گو (شیخ الحدیث صاحب مدظلہم)

شیخ الحدیث استاذ العلماء حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر دامت برکاتہم کتاب "آفتاب ہدایت" کی تقریظ میں رقمطراز ہیں کہ......

مقدمہ مولف مرحوم (حضرت مولانا محمد کرم الدین صاحب دبیر رحمۃ اللہ علیہ) کے فرزند ارجمند ہمارے مخلص بزرگ اور شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی قدس سرہٗ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ کے قلم حق گو کا تحریر کردہ ہے۔"

[ماہنامہ حق چار یارؓ صفحہ ۴۶ اپریل ۹۹ء]

## (۲۶)......قائد اہل سنت اہلِ حق کے ترجمان (حضرت صوفی عبدالحمید صاحب مدظلہم)

حضرت مولانا صوفی عبدالحمید صاحب سواتی مدظلہم (مہتمم جامعہ نصرت العلوم گوجرانولہ) اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ ......

"میرے ناقص خیال میں اس پر ہمارے جیسے لوگوں کے تبصرے کی کوئی خاص ضرورت نہیں۔ جناب والا کا اسم مبارک اور نام نامی ہی سند کافی ہے۔ آپ اہلِ حق کے ترجمان اور سلف کے امین ہیں۔"

[کشفِ خارجیت صفحہ ۵۱۶]

(۲۷)......فرقِ باطلہ کے تعاقب کا خاص ملکہ'' (حضرت مولانا عبیداللہ صاحب مدظلہم)

جامع معقول ومنقول استاذ العلماء حضرت مولانا محمد عبیداللہ صاحب مدظلہم (مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور) کتاب خارجی فتنہ مولفہ قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کے بارہ میں تحریر فرماتے ہیں......

''میں نے خارجی فتنہ......کو جستہ جستہ پڑھا، حضرت قاضی صاحب زید مجدہ نے اہلِ حق کے مسلک کو مفصل اور مدلل بیان فرما کر تمام اہل سنت والجماعت پر احسان عظیم فرمایا۔ حضرت قاضی صاحب کو حق تعالیٰ نے فرق باطلہ اور افراط وتفریط میں مبتلاء افراد کے تعاقب کا خاص ملکہ عطا فرمایا ہے۔ خارجی فتنہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جس میں حضرت قاضی صاحب نے مولانا محمد اسحاق سندیلوی کے مسلک پر نہایت محققانہ انداز سے تنقید فرما کر مشاجرات صحابہؓ جیسے نازک مسئلہ کو واضح فرمایا۔

حق تعالیٰ حضرت قاضی صاحب کی سعی کو مشکور فرمائیں اور اس کتاب کو مقبول اور نافع بنائیں آمین۔ (تائیدی تبصرے ۱۲)

(۲۸)......قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کی مبارک سعی (علامہ تونسوی مدظلہم)

حضرت مولانا علامہ عبدالستار تونسوی صاحب دامت برکاتہم (صدر تنظیم اہل سنت پاکستان) تحریر فرماتے ہیں......

مکرم ومعظم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہٗ خلیفہ مجاز شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے اسلامی خدمات کے معاملہ میں مجاہدانہ کارنامے کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں بالخصوص تحفظ ناموسِ صحابہؓ کے سلسلہ میں موصوف کی سعی تاریخ کے خصوصی باب میں سنہری حروف میں لکھی جائے گی۔''

[ماہنامہ حق چاریار صفحہ ۵۴ ستمبر ۱۹۹۹ء]

(۲۹)......مسلک حق کی خوب ترجمانی (حضرت مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم)

سابق جسٹس شرعی عدالت پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے مکتوب گرامی میں (خارجی فتنہ حصہ اول پر) تحریر فرماتے ہیں......

تازہ کتاب ''خارجی فتنہ'' موصول ہوئی، سرسری طور پر دیکھی دل بہت خوش ہوا۔ آپ نے مسلک حق کی خوب ترجمانی فرمائی ہے، آج اس معاملے میں جو افراط وتفریط چل رہی ہے آپ نے اس سے ہٹ کر اعتدال کا جو راستہ اختیار فرمایا وہی علماء حق کا طریقہ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔ (محررہ ۹۵-۳-۱۴۰ھ)

## (۳۰)......اہل السنّت کی صحیح ترجمانی کی (سید نفیس شاہ صاحب مدظلہ)

رئیس الخطاطین حضرت سید انور حسین شاہ صاحب نفیس رقم مدظلہم (خلیفہ مجاز حضرت شاہ عبدالقادر رائپوری رحمۃ اللہ علیہ) کتاب خارجی فتنہ کی تائید میں تحریر فرماتے ہیں......

''اس فتنہ (خارجیت) کی بیخ کنی کے لیے اللہ تعالیٰ نے زبدۃ الصلحاء عمدۃ الصلحاء مولانا قاضی مظہر حسین دامت برکاتہم کو منتخب فرمایا ہے۔'' ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاءُ

حضرت قاضی صاحب مدظلہ نے کتاب ''خارجی فتنہ'' لکھ کر اہل السنّت والجماعت کی صحیح صحیح ترجمانی کی ہے اور خوارج ونواصب پر ضرب کاری لگائی ہے۔ اس کتاب کے مندرجات علماء دیوبند کے عقائد ونظریات پر مبنی ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی۔ حضرت سید احمد شہید۔ حضرت شاہ اسمٰعیل شہید۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی۔ حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہی اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس اللہ اسرارہم کے یہی عقائد ونظریات تھے اللہ تعالیٰ اس کتاب کو ہم سب کے لیے ذریعہ ہدایت اور حضرت مولف مدظلہم کے لیے ذخیرہ آخرت بنائے۔ (تائیدی تبصرے صفحہ ۲۸)

## (۳۱)......قائد اہل سنت علم وعمل کے مجسم پیکر (مولانا محمد عبداللہ شہید رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ (سابق خطیب مرکزی جامع مسجد اسلام آباد) تحریر فرماتے ہیں......

''میرے نزدیک حضرت قبلہ سیدی قاضی صاحب شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز ہیں۔ اور علم وعمل کے مجسم پیکر ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انھیں مسلک حقہ اہل سنت (دیوبند) کی خدمت کے لیے جذبہ جہاد اور اخلاص اور جمیع اوصاف حمیدہ سے نوازا ہے۔''ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاءُ اور موصوف سے مجھے عقیدت اور محبت ہے اسی کو اپنے لیے ذریعہ نجات سمجھتا ہوں۔''

[ماہنامہ حق چار یارؓ صفحہ ۴۵ نومبر ۱۹۹۹ء]

## (۳۲)......حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی دُور بین سوچ کی ترجمانی (مولانا محمد یوسف بنوریؒ)

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ (سابق مہتمم دارالعلوم سرحد پشاور) تحریر فرماتے ہیں......

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ العالی کی علمی اور تصنیفی خدمات قابل قدر ہیں جب بھی ان تصانیف کے مطالعہ کا موقع ملتا ہے روزمرہ ملالت کے باوجود پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔ پوری تصنیف نہ پڑھ سکوں تب بھی سطحی نظر دوڑائے بغیر تجسس کو تسکین حاصل نہیں ہوتی......ان کی افادیت مسلم ہے۔ پڑھنے سے حق کی نشاندہی اور مذہبی رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔ مدلل جوابات، قاری کے فہم وادراک کو بیدار کرنے والے پُرمغز خیالات، حقائق سے لبریز، مرقع تحریر حضرت قاضی صاحب مدظلہ العالی ہی کا طرہ امتیاز ہے۔ سنی کاز کے لیے ان کی موثر تگ ودو اور باطل قوتوں کا کامیاب تعاقب۔ اکابر کے خیالات وافکار۔ خصوصاً شیخ مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی دوربین سوچ کی صحیح ترجمانی ہے۔ (محررہ مکتوب ۱۴/۲/۱۴۰۴ھ)

## (۳۳)......سب کی طرف سے فرض کفایہ (صاحبزادہ محمد حسین انصاری مدظلہ)

حضرت مولانا ڈاکٹر صاحبزادہ محمد حسین صاحب انصاری مدظلہم (خلیفہ ارشد حضرت شاہ عبدالقادر رائپوری رحمۃ اللہ علیہ) تحریر فرماتے ہیں......

''اہل سنت اور صحابہ کرامؓ کی طرف سے مدافعت، اسلام کی بہت بڑی خدمت ہے......اور خوشی ہے کہ اس محاذ کو اس دور میں حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ العالی سنبھالے ہوئے ہیں۔ دراصل یہ کام ان کو اپنے آباؤ اجداد سے ورثہ میں ملا ہے۔ اور حضرت قاضی صاحب ہم سب کی طرف سے گویا کہ فرض کفایہ ادا کر رہے ہیں۔ [ماہنامہ حق چار یارؓ صفحہ ۵۹ نومبر ۱۹۸۹ء]

## (۳۴)......علم وعمل میں یکتائے زمانہ (مولانا مفتی صدیق الرحمٰن مدظلہم)

حضرت مولانا مفتی صدیق الرحمٰن صاحب مدظلہم (فاضلِ دیوبند) خطیب مرکزی جامع مسجد مری تحریر فرماتے ہیں......

میں نے اور قاضی صاحب نے دورہ حدیث دارالعلوم دیوبند میں حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ (اور دیگر اجل علماء زمانہ) سے ایک ساتھ پڑھا ہے......فراغت کے بعد انھوں نے اپنے علم وعمل اور تقویٰ کی بناء پر حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت حاصل کر لی اور دنیائے علم وعمل میں یکتائے زمانہ ہوئے......قاضی صاحب کی ذات کتاب نہیں بلکہ مجسمہء آفتاب ہدایت ہے۔

[ماہنامہ حق چار یار صفحہ ۵۹ نومبر ۱۹۸۹ء]

## (۳۵)......حدودِ دین میں اسلامی میزان کے نگران (مولانا غلام یٰسین مدظلہ)

حضرت مولانا غلام یٰسین صاحب مدظلہم (فاضل دیوبند) ملتان۔ تحریر فرماتے ہیں کہ...... حضرت قاضی مظہر حسین صاحب زید مجدہ وزاد اللہ شرفا وتکریما...... کا قدم اور قلم کسی بڑے سے بڑے عالم راسخ سے پیچھے نہیں۔ حضرت صاحب کی تصانیف نے نکرہ سے معرفہ کی طرف ممتاز فرمایا۔ علم ویقین کی شمع ہیں اور اسلامی عقائد و نظریات کے محافظ اور مذہبی راہنما ہیں...... ہمارے حضرت قاضی صاحب دیوبندی القلم۔ مدنی المذاق ہیں...... حضرت قاضی صاحب عقائد ونصوص اور حدودِ دین کے بارے میں اسلامی میزان کے نگران ہیں۔ توازن میں کمی وبیشی کے معاملہ میں اتنے غیور وحساس ہیں جتنے آپ کے اساتذہ اور مشائخ اور علمائے حق۔ وہ جب کبھی تحریف دین کی کوشش یا دین کی ترجمانی میں کوئی بے اعتدالی یا آزادی یا غلط اجتہاد دیکھتے ہیں تو برداشت نہیں کر سکتے۔

حدی را تیز تر می خواں چوں نغمہ کم یابی

وہ بتلانا چاہتے ہیں کہ خواہ کوئی ہماری جماعت کا آدمی ہی کیوں نہ ہو اور لوگوں میں اس کی بڑائی جس حد تک بھی مسلم ہو لیکن حق کا قدم جب درمیان میں آئے گا تو پھر کسی کا کوئی لحاظ نہیں کیا جائے گا۔''

[ماہنامہ حق چار یار صفحہ ۴۸ جلد ۸۔ شمارہ ۱]

## (۳۶)......علمائے دیوبند کی تعلیمات پھیلانے والے (مولانا ریاض احمد صاحب مدظلہ)

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم خلیفہ، مجاز شیخ الاسلام سیدی وسندی مولانا مدنی قدس سرہ العزیز کے محبوب خلفاء میں سے ہیں۔ بہت بڑے عالمِ دین اور صاحب ورع وتقویٰ ہیں سلسلہ چشتیہ صابریہ کے بہت بڑے مشائخ میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ بہت پختہ اور صاحب عزم مجاہدین کے سرخیل ہیں...... حضرت قاضی صاحب دامت برکاتہم ہمارے علمائے دیوبند کے صحیح ماننے والے اور ان کی تعلیمات کو تمام عالم میں پھیلانے والے ہیں...... بندہ تو ان کو ائمہ دین اور مشائخ عظام میں شمار کرتا ہے اور حضرت قاضی صاحبؒ کی اہل سنت والجماعت کی خدمت میں تمام سرگرمیوں کو صحیح اور احسن سمجھتا ہے۔

[ماہنامہ حق چار یارؓ صفحہ ۲۲ نومبر ۱۹۹۹ء]

## (۳۷)......اہم ترین فریضہ دینی ادا کرنے والے (مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ)

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم (مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک) تحریر فرماتے ہیں......

حضرت قاضی صاحب موصوف ایک اہم ترین فریضہ دینی ادا کر رہے ہیں اور ہر لحاظ سے ہماری تائید وتحسین اور دعائیں ان کے ساتھ ہیں۔ (ماہنامہ حق چار یارؓ صفحہ ۴۶ نومبر ۱۹۹۹ء)

## (۳۸)......فتنوں کے دور میں جائے پنا (زاہد الراشدی)

حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب مدظلہم (مدیر ماہنامہ الشریعۃ وخطیب مرکزی جامع مسجد گوجرانولہ) حضرت جہلمی رحمۃ اللہ علیہ نمبر میں رقمطراز ہیں......

وہ اہل سنت کے قافلہ عزم واستقامت سے وابستہ تھے اور سنی کہلاتے تھے، اس پر اصرار اور فخر کرتے تھے اور بلاخوف لومۃ لائم اس کا پرچار کرتے۔ اُن کے ہاں سنیت کا ایک متعین دائرہ تھا جس سے باہر نکلنا بلکہ اس دائرہ سے باہر دیکھنا بھی ان کے نزدیک گناہ تھا اس پر ان کی استقامت کا یہ عالم تھا کہ اسے پہاڑ جیسی استقامت قرار دیتے ہوئے بھی یوں لگتا تھا کہ جیسے کوئی محاورہ نہیں بولا جا رہا بلکہ ایک حقیقت واقعہ کا اظہار کیا جا رہا ہے

ان کے ''دائرہ سنیت'' کو میں اور میرے جیسے وہ کارکن جن کی تگ وتاز کا دائرہ دین وسیاست کے بہت سے شعبوں تک وسیع ہے ہمیشہ محدود دائرہ کہتے رہے ہیں اور اس نقطۂ نظر سے اب بھی وہ دائرہ محدود دکھائی دیتا ہے۔

لیکن سچی بات یہ ہے کہ جب چاروں طرف نظر دوڑا کر ایمان کی سلامتی کے حوالہ سے کوئی گوشہ عافیت تلاش کرنے کا خیال ذہن میں آتا ہے تو بارش کی طرح برسنے والے فتنوں اور ان کی حشر سامانیوں کے اس دور میں اس ''محدود دائرہ'' کے سوا کوئی اور جائے پناہ بھی دکھائی نہیں دیتی۔

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین مدظلہ اور حضرت مولانا عبد اللطیف جہلمی رحمۃ اللہ علیہ دونوں لازم وملزوم تھے۔ دونوں ہمیشہ اسی دائرہ میں سرگرم عمل رہے۔'' [حضرت جہلمی رحمۃ اللہ علیہ نمبر صفحہ ۱۶۲]

## (۳۹)......علماء دیوبند کے مسلک اعتدال کے امین (مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ)

حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب (مدیر ماہنامہ ''القاسم'' ومہتمم جامعہ ابوہریرہ نوشہرہ

سرحد) لکھتے ہیں......

وکیل صحابہؓ،اکابر علماء دیوبند کے مسلک اعتدال کے امین،تحریک خدام اہل سنت کے بانی حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ..... سب جانتے ہیں کہ حضرت قاضی صاحب موصوف اور ان کی برپاکردہ تحریک خدام اہل سنت نے دفاع صحابہؓ اور اتباع سنت کے نظریات کو فروغ دیا ہے۔ عظمت اور شانِ صحابہ رضی اللہ عنہم کو متعارف کرایا اور لادین سیاسی انقلابات کا راستہ روکا۔ فروغ علم کی تحریکوں کو شعلے دیئے ہیں۔ رافضیت کی ظالمانہ گرفت کو توڑا ہے۔ جاہل اور فکری کج عقیدہ لوگوں کو دفاع صحابہ رضی اللہ عنہم کے مشن کے لیے اُبھارا ہے۔ فکر وعمل اور دفاع صحابہؓ کے نئے آفاق تلاش کئے ہیں۔ سیاسی بصیرت اور انقلابی شعور کے نئے جزیرے دریافت کئے ہیں۔ ظلم کے مستحکم نظام کو متزلزل کیا ہے۔ افتادگانِ خاک کے ادھورے خوابوں کو کامل تعبیر بخشی ہے۔

درس وتدریس، تصنیف وتالیف اور تبلیغ ودعوت کا فریضہ بھی انجام دیا ہے اور ہزاروں مسلمانوں میں از سر نو ایمان وایقان کا جذبہ پیدا کیا ہے۔ عظمت صحابہؓ کا ولولہ تازہ کیا اور اعتدال میں رہ کر نظام خلافت راشدہ کے قیام کے لیے مضبوط بنیادیں فراہم کی ہیں۔

وہ جو شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے اجل خلفاء میں سے ہیں۔ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت درخواستی، حضرت مفتی محمود، حضرت غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کے قافلہ علم وعرفان کے روشن آفتاب ہیں۔ وہ جنہوں نے ہر دور میں جبر واستبداد، کفر وضلالت، رفض وعداوت صحابہؓ کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ ظلم وتشدد اور قید وبند کا نشانہ بنتے رہے مگر علم حق کی بلندیوں میں فرق نہ آنے دیا۔

آج پاکستان میں چار سو جو عظمت صحابہؓ اور نظام خلافتِ راشدہ کے ترانوں کا غلغلہ ہے اس میں دیگر متعدد عوامل اور محرکات کے برملا اعتراف کے باوصف بہت سا حصہ قاضی صاحب موصوف کی دھیمی اور معتدل مساعی کا ہے۔ جو عشروں سے اذہان وقلوب کی زمین کو اس فصل کے لیے ہموار اور تیار کر رہے ہیں......

اس دور میں کچھ خاک نشینوں کی یہ دولت
باقی رہے اسلام کی عظمت کے نشاں ہیں

[ماہنامہ حق چاریارؓ صفحہ ۴۴ جون ۲۰۰۰ء]

(۴۰)......قائد اہل سنت کا وجود مسعود امت کیلئے گرانقدر عطیہ (مولانا اللہ وسایا مدظلہ)

مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب دامت برکاتہم لکھتے ہیں کہ..... حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم کا وجود مسعود امت کے لیے اللہ رب کا گرانقدر عطیہ ہے۔ایسے حضرات سے ہی امت کی خیر و برکت وابستہ ہے۔اللہ رب العزت کا کرم ہے کہ حضرت قاضی صاحب دامت برکاتہم کا ہمیشہ سے طریقہ اکابر رحمہم اللہ والا رہا ہے اور کبھی بھی اعتدال کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔اس پر وہ پوری ملت کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں۔جو افراد یا ادارے اس عنوان سے کام کر رہے ہیں انھیں قبلہ حضرت قاضی صاحب دامت برکاتہم کی پالیسی اپنانا چاہیے۔

[ماہنامہ حق چار یارؓ صفحہ ۵۶ جلد ۱ شمارہ:۴]

(۴۱)......قائد اہل سنت رحمہ اللہ کا موقف درست اور علمائے دیوبند کے مطابق

(مفتیان کرام دار العلوم دیوبند)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارہ میں مولانا لعل شاہ صاحب بخاری اور حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی کتب سے عبارات نقل کر کے بندہ نے فیصلہ کے لیے دار الافتاء دار العلوم دیوبند میں بھیج کر عرض کیا کہ ہر دو حضرات میں سے کس کا موقف و مسلک، درست اور اہل سنت والجماعت علمائے دیوبند کے مطابق ہے؟ تو اس کے جواب میں چار مفتیان کرام دار الافتاء دار العلوم دیوبند کی مصدقہ حسب ذیل تحریر موصول ہوئی......

''قاضی مظہر حسین کا موقف درست اور اہل سنت والجماعت اور علمائے دیوبند کے مطابق ہے۔ اور بخاری لعل شاہ کا موقف اس باب میں غیر معقول اور شیعی مزاج کے مطابق ہے۔''

(۴۲)......قاضی صاحب نے مسلک اہل السنت کی ترجمانی فرمائی (ماہنامہ البلاغ کراچی)

ماہنامہ البلاغ کراچی کے شمارہ اکتوبر نومبر ۱۹۸۲ء میں تبصرہ نگار خارجی فتنہ پر لکھتے ہیں......

''مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نے دو حصوں میں ان خیالات پر تنقید کی ہے اور پہلے حصہ میں مشاجرات صحابہؓ کے بارے میں اکابر علمائے حق کے اقوال اور ان کے تحریری اقتباسات پیش کیے ہیں اور ہر طرح مسلک اہل السنت والجماعت کی ترجمانی فرمائی ہے۔

## (۴۳)......قاضی صاحب نے اہل سنت کی صحیح ترجمانی فرمائی (ماہنامہ الخیر ملتان)

اور ماہنامہ الخیر ملتان کے شمارہ فروری ۱۹۸۴ء میں تبصرہ نگار تحریر فرماتے ہیں...

''جس موضوع پر حضرت قاضی صاحب نے قلم اٹھایا ہے وہ جمہور اہل سنت کا مختار اور راجح موقف ہے۔ اس لیے مصنف نے عقلی اور نقلی دلائل اور اسلاف کی غیر مبہم عبارات وتصریحات کا کافی ذخیرہ اس سلسلے میں پیش کیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ قاضی صاحب موصوف نے اہل سنت کی صحیح صحیح ترجمانی فرمائی ہے۔

## (۴۴)......قاضی صاحب کے محکم دلائل کا رد ممکن ہی نہیں (ماہنامہ ضیائے حرم بھیرہ)

ماہنامہ ''ضیائے حرم بھیرہ (سرگودھا) کے شمارہ جولائی ۱۹۸۳ء میں تبصرہ نگار تحریر فرماتے ہیں کہ...... ''خارجی فتنہ'' میں مولانا قاضی مظہر حسین نے سندیلوی صاحب کے افکار ونظریات کا بھرپور انداز میں جائزہ لیا ہے۔ قاضی صاحب کے دلائل اتنے محکم ہیں کہ کسی سلیم الطبع شخص کے لیے ان کا رد کرنا ممکن ہی نہیں...... فی الحقیقت یہ کتاب ناصبیت کے سر پر گرز البرز کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کے پڑھنے سے معلومات میں اضافہ ہوتا ہے اور وہ تمام شبہات اور وسوسے دور ہو جاتے ہیں جو روافض ۔ خوارج اور نواصب کے زہریلے پروپیگنڈے سے بعض ذہنوں میں پیدا ہو گئے ہیں۔

## (۴۵)......ٹھوس علمی بنیادوں پر گفتگو (ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک)

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک کے شمارہ مارچ ۱۹۸۳ء میں تبصرہ نگار خارجی فتنہ پر لکھتے ہیں......

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نے بھی زیر تبصرہ کتاب میں ما انا علیہ واصحابی کے اصول کے پیش نظر اصلاً خوارج اور ضمناً اہل تشیع کا زبردست نوٹس لیا ہے۔ محمود احمد عباسی اور اس کے پیرو کاروں سے ٹھوس علمی بنیادوں پر گفتگو کی ہے۔

## (۴۶)......ملک کی عظیم مسلمہ شخصیت (ماہنامہ النصیحۃ پشاور)

ماہنامہ النصیحۃ چارسدہ (پشاور) کے مدیر تحریر فرماتے ہیں کہ ......

رسالہ (حق چار یارؓ) کی سرپرستی ملک کی عظیم مسلمہ شخصیت پیر طریقت وکیل صحابہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ خلیفہ اجل حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے ہیں۔ (شوال ۱۴۰۹ھ)

## (۴۷)......مجاہد ملت، ترجمان اہل سنت، (ماہنامہ سوغات کراچی)

ماہنامہ سوغات (بلوچی) کراچی کے مدیر ماہ شوال ۱۴۰۹ھ کے شمارہ میں لکھتے ہیں کہ......

''رسالہ حق چار یار رضی اللہ عنہم بھی ملک کی مشہور اور معروف دینی تنظیم تحریک خدام اہل سنت والجماعت کا ترجمان اور ملک میں خلافت راشدہ کے نظام کا داعی پرچہ ہے۔ جو ترجمان اہل سنت وکیل صحابہؓ حضرت اقدس مجاہد ملت مولانا الحاج قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ العالی (خلیفہ مجاز شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ) امیر تحریک خدام اہل سنت والجماعت کی زیر نگرانی حال ہی میں جاری ہوا ہے۔

## (۴۸)......حق گوئی کا فریضہ ادا کر رہے ہیں۔ (ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور)

ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور کے تبصرہ نگار ۱۴ تا ۲۱ اپریل ۱۹۸۹ء کے شمارہ میں لکھتے ہیں......

''اہل سنت کے لبادہ میں بہت سے ایسے گروہ بھی در آئے ہیں جن کا مشن اہل سنت کو ان کی اصل منزل اور شناخت سے محروم کرنا ہے۔ تحریک خدام اہل سنت پاکستان کے امیر اور شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز پیر طریقت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین دامت برکاتہم ایک عرصہ سے اہل سنت کو ایسی سازشوں سے بچائے ہوئے ہیں اور انھیں بے نقاب کر کے حق گوئی کا فریضہ ادا کر رہے ہیں۔

## (۴۹)......اکابر رحمہم اللہ کے مشن کے وارث (ہفت روزہ خدام الدین لاہور)

ہفت روزہ خدام الدین لاہور کے شمارہ ۱۸ مئی ۱۹۷۹ء میں لکھا ہے کہ ......

قاضی صاحب موصوف جو رفض وسبائیت کے سلسلہ میں مفید خدمات انجام دے رہے ہیں۔

اور نومبر ۱۹۸۲ء میں لکھا ہے کہ......

''مطرقۃ الکرامہ کے ابتدائیہ کے طور پر امیر تحریک خدام اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب زید مجدہم نے ایک انتہائی موثر و مدلل تحریر لکھی ہے۔

اور ۲۶ اگست ۱۹۸۳ء کے صفحہ ۲۴ پر لکھا ہے کہ ......

''ہمارے مخدوم مولانا قاضی مظہر حسین صاحب جو جماعت اسلامی کے معاملہ میں اپنے اکابر مولانا مدنی مولانا لاہوری۔ شیخ الحدیث اور مولانا غلام غوث ہزاروی قدس سرہ اسرار ہم کے مشن کے وارث ہیں۔''

## (۵۰)......مسلک اعتدال کے علمبردار، (ہفتہ وار لولاک فیصل آباد)

ہفت روزہ ''لولاک'' فیصل آباد زیر ادارت مولانا تاج محمود رحمہ اللہ کی جلد ۲۰ شمارہ نمبر ۱۲ میں تبصرہ نگار رقمطراز ہیں کہ ......

حضرت پیر طریقت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب چکوال......شیخ العرب والعجم حضرت مولانا السید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے خلیفہ مجاز ہیں۔ ملکِ عزیز میں رحمت عالم ﷺ کے صحابہ کرامؓ کی عزت وناموس کے تحفظ کے لیے تن من دھن کی بازی لگائے ہوئے ہیں۔ اپنے مشن میں اخلاص کے باعث ملک کے طول وعرض میں بے شمار ان کے مداح ومرید موجود ہیں۔ آپ نے خدام اہل سنت کے نام سے ایک تنظیم قائم کی ہوئی ہے۔ تنظیم کے کارکن اتنے مخلص ہیں کہ ان کو اپنے مشن کے ساتھ جنون کی حد تک لگاؤ ہے۔ وہ رات دن صبح وشام قریہ قریہ اپنے مشن کے علم کو لیے پھر رہے ہیں......

قاضی صاحب پر اللہ رب العزت کی بے شمار رحمتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مسلک اعتدال کے علمبردار ہیں۔ افراط وتفریط سے کوسوں دور رہتے ہیں۔ ہمیشہ اپنے بزرگوں، اکابر، اساتذہ سلف صالحین کے نظریات وعقائد کے ترجمان رہے ہیں۔ مسلک اعتدال سے کسی نے لغزش کی نہیں اور قاضی صاحب اس پر تیغ براں لے کر ٹوٹے نہیں۔

ہم نے اپنے ہوش میں دو بزرگوں کو دیکھا ہے۔ جنہوں نے جس بات کو حق سمجھا برملا دوٹوک کہا۔ ان کے ہاں مصلحت نام کی چیز کا تصور ہی نہیں۔ انھوں نے اپنے اپنے یمین ویسار کی پرواہ کیے بغیرہ جو حق سمجھا وہی کہا۔ زہر ہلال کو قند کہنے کی غلطی نہیں کی۔ ایک تھے حضرت مجاہد ملت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمہ اللہ مرحوم اور دوسرے پیر حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب۔ رحمۃ اللہ علیہ

خدا رحمت کند این عاشقاں پاک طینت را

حق تعالیٰ حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے درجات بلند فرمائیں اور ہم خدام کو آپ کے مبارک مشن پر قدم قدم چلنے کی توفیق عنایت فرمائیں آمین۔

❁❁❁❁

# بلند پایہ راہبر......شریعت وطریقت

جناب راجہ محمد شریف صاحب ☆

محترم حافظ زاہد حسین رشیدی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

والا نامہ موصول کیے ہوئے کئی دن گزر گئے مگر طبیعت کی ناسازی کے باعث آپ کے حکم کی تعمیل کرنے سے معذور رہا جس کے لیے میں دلی طور پر معذرت خواہ ہوں۔ جہاں تک حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کا سانحہ پیش آیا ہے وہ واقعتاً ایک بلندہ پایہ شریعت وطریقت سے محرومی ہوئی ہے۔ اِس جامع شخصیت نے موجودہ پرفتن دور میں مسلک حقہ کی سربلندی کا جھنڈا بلند وبالا رکھا اور اپنے موقف میں سرمو فرق نہ لاکر بے مثال ڈھٹائی کا ثبوت فراہم کیا۔ میں تو بہر حال کم علم ہونے کے ناطے ان کی مجاہدانہ، تعلیم دین سے بے لوث آراستہ زندگی، صراط مستقیم پر گامزن، وکالت صحابہ رضی اللہ عنہم پر سینہ سپر ہونے پر وہ موزوں الفاظ پیش نہ کرسکوں گا جو اِس کی صحیح ترجمانی کرسکیں اِس کے لیے تو وسیع علم کی ضرورت ہے۔ اِس ضمن میں مجھے ایک بات یاد آگئی ہے ایک مرتبہ حضرت مولانا علامہ خالد محمود مدظلہ نے مجھ سے فرمایا کہ میرے اندر عقیدہ، مسلک کی پختگی دو اہم شخصیات کی وجہ سے آئی ہے، ایک تو حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ چکوال والے تھے۔

حضرت اقدس چکوالی رحمۃ اللہ علیہ سے میری پہلی ملاقات ۱۹۶۱ء میں حضرت مولانا عبد اللطیف جہلمی رحمۃ اللہ علیہ کی جامع مسجد گنبد والی میں ہوئی۔ جب کہ اُس وقت حضرت جہلمی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت تقریباً ۸ یا ۹ سال کی جدائی کے بعد ہوئی تھی پھر یہ سلسلہ جنبانی چل پڑا۔ ۱۹ دسمبر ۱۹۶۱ء کو انگلینڈ چلا گیا اور وہاں سے ۱۹۶۶ء میں واپسی ہوئی تو اِس خادم نے اپنے گاؤں میں ایک تبلیغی جلسہ کا اہتمام کیا جس میں حضرت قاضی مظہر حسین

---

☆ ساکن بھنڈگراں، ضلع گجرات۔ تحصیل کھاریاں

صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا عبد اللطیف صاحب جہلمی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا نذیر اللہ خاں صاحب مدعو تھے۔ ہمارے گاؤں کو مودودیت دیمک کی مانند چاٹ رہی تھی۔ وہ اس لیے کہ ہمارے گاؤں میں ایک نائب صوبیدار ۱۹۴۳ء میں یہ اکائی جیل بنگلور (انڈیا) سے لے آئے تھے اور پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد جب پوری طرح مودودیت کا چہرہ عیاں نہیں ہوا تھا تو حلقہ کے مودودی اسلامی جماعت کے متاثرین نے حضرت مولانا محمد عبد اللہ آف ملکہ تحصیل کھاریاں فاضل دیوبند کو ۱۹۵۰ء کے الیکشن میں نامزد کروادیا۔ یہ شخصیت زہد وتقویٰ، علمی جواہر پاروں سے لیس تھی بدیں وجہ ان کا علاقہ کے اندر اچھا خاصا اثر تھا لہٰذا اس فتنے کو سنہری موقعہ ہاتھ آ گیا۔ بہرحال ہمارا جلسہ منعقد ہوا جو کہ ایوبی دور حکومت میں تھا۔ اس میں پہلے حضرت ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا اس کے بعد حضرت قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کا بیان شروع ہوا تو حضرت موصوف نے جیسا سا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر جو ہرزہ سرائی مودودی صاحب نے کی اس عبارت کا رد کیا جس پر موضع ننگریال کا ایک کالجیٹ لڑکا اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے سوال کر دیا۔ اس پر حضرت ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے کڑک انداز میں فرمایا کہ بیٹھ جاؤ تو کہاں سے مودودی کا متوالا آ گیا ہے تو اس پر حضرت قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نہیں حضرت! اس نے سوال کیا ہے ہمارا فرض بنتا ہے کہ اس کا معقول جواب دیویں۔ پھر کیا تھا کہ حضرت موصوف نے پہلے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ذوالنورین کے فضائل بڑے احسن طریقہ سے بیان فرما کر یوں گویا ہوئے..........

اے مودودی! تو سرور کائنات کے دوہرے داماد پر قلمی گستاخ رہا ہے۔ اے کاش تیری قلم ٹوٹ گئی ہوتی تمہارے ہاتھ شل ہو گئے ہوتے جو اس طرح کی بے بنیاد الزام تراشیاں اپنے قلمی فن کا مظاہرہ کر کے شیطان کو راضی اور رحمان یعنی اللہ تعالیٰ کو ناراض کرتا رہا۔ کاش کہ اس وقت ٹیپ ریکارڈنگ سسٹم ہر جگہ موجود ہوتا تو یہ بیان حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ریکارڈ ہو جاتا۔ تو حضرت کے ولولہ انگیز اور دل نشیں بیان سے بہت سے دیگر لوگ بھی مستفید ہو جاتے۔ بہرحال اس جلسہ نے ہمارے ہاں مودودیوں کی چولیں ہلا کر رکھ دیں۔ سازشوں سے تو اب بھی باز نہیں آتے مگر اس وقت ان کی وہ گت بنی کہ سالوں تک کچھ کہنے کے اہل نہ رہے۔ میں نے حضرت قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کو دودھ کھل کر پیتے دیکھا جلسے کے بعد بھی حضرات نے میری ہاں ہی رات بسر کی اور رات کو بھی حضرت جہلمی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہوا۔ ناشتہ سے قبل ہمارے ہاں ایک لڑکے ملک مسعود صاحب نے جو اس وقت کالج میں زیر تعلیم تھے۔

حضرت ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ کیا آپ اِسی لباس میں اسمبلی میں جاتے ہیں؟ تو اِس پر حضرت ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا نہیں لنگوٹ باندھ کر جاتا ہوں اِس پر قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ سمیت سبھی حضرات کھل کھلا کر ہنس دیے۔

دوسرا واقعہ یوں ہے اُوچھڑی ضلع اٹک میں ایک جلسہ منعقد ہوا تو واپسی پر حضرت قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت جہلمی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ میں بھی تھا۔ تو مجھے ایک بات یاد آ گئی کہ جب میں ۱۹۶۹ء میں انگلینڈ میں تھا تو اُن دِنوں حضرت علامہ خالد محمود مدظلہ کے ہاں میرا اکثر جانا آنا تھا یہ وہ وقت تھا جب چاند پر اُترنے کا بہت زیادہ شور وغوغا اور پراپیگنڈہ تھا تو علامہ صاحب موصوف نے مجھ سے فرمایا کہ لندن سے اُدھر برمنگھم میں میرے پاس ایک پاکستانی طالب علم آیا تھا اور بڑی پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا کہ وہ چڑھ گئے ہیں، وہ چڑھ گئے ہیں۔ تو علامہ صاحب نے فرمایا کہ کہاں چڑھ گئے ہیں؟ تو کہنے لگا کہ وہ چاند پر چڑھ گئے ہیں تو علامہ صاحب نے فرمایا کہ کاکا میں نے تو جانا نہیں ہے اگر آپ کو جانا ہے تو بصد خوشی چلے جایئے۔ اِس پر وہ برہم ہو گیا اور کہنے لگا کہ یہ لوگ چاند پر جا رہے ہیں اور مولوی صاحبان ہمیں استنجے کے مسئلے بتا رہے ہیں۔ اس پر علامہ صاحب موصوف نے فرمایا کہ چاند پر انسان چڑھ جاوے تو کیا پیشاب، پاخانہ بند ہو جاتی ہے؟ کہنے لگا کہ نہیں تو فرمایا پھر استنجے کا مسئلہ تو رہے گا اس کا چاند پر چڑھنے سے کیا تعلق ہے۔ جب میں نے یہ سارا واقعہ سنایا تو حضرت قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا عبداللطیف جہلمی رحمۃ اللہ علیہ خوب مسکرا کے۔

ووکنگ انگلینڈ والی تاریخی شاہجہان مسجد قادیانی سر ظفر اللہ خان (اُس وقت کے پاکستان کے وزیر خارجہ) کی وساطت سے ایک ہندوستانی مسلمان امام مسجد ہذا سے انگریزوں کے بل بوتے پر چھین لی گئی اور لاہوری مرزائیوں کے حوالے کر دی گئی۔ ۱۹۶۸ء میں جب مسلمانوں کی تعداد یہاں بڑھی تو کچھ ساتھیوں نے جن میں یہ احقر بھی شامل تھا حضرت مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ خالد محمود مدظلہ کے مشورے کے مطابق اِس کے حصول کے لیے تحریک چلائی۔ ایک رات لاہوری مرزائیوں کے کلرک کو نکال باہر کیا اور مسجد اور اس سے ملحقہ عمارات پر ہم لوگ قابض ہو گئے پولیس وغیرہ بھی مرزائیوں کی انگیخت پر آئی بہرحال کافی تگ ودو کے بعد مسجد واگذار ہو گئی۔ حضرت قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا عبداللطیف مدظلہ اِس ضمن میں رابطہ کرنے پر ہماری راہنمائی فرماتے رہے بلکہ حضرت مولانا عبد اللطیف جہلمی رحمۃ اللہ علیہ کا پہلا تبلیغی دورہ ۱۹۷۳ء میں اِس احقر نے انگلینڈ کا کروایا۔ حضرت جہلمی رحمۃ اللہ علیہ کا

زبردست دل سوز مسجد ہذا میں بیان ہوا اس کے اثرات الحمد للہ بہت ہی اچھے رہے۔ کوٹلہ عرب علی خان جمیل کمار یاں میں کئی مرتبہ حضرت قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت جہلمی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا نذیر اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ چاروں علماء حضرات تشریف لائے اور یہاں سب حضرات کے مفصل بیان ہوئے۔ حضرت قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کا بیان منفرد حیثیت کا حامل ہوتا تھا جو دلائل سے بھرپور اور عام فہم ذہنوں میں بھی اتر جاتا تھا۔

ایک مرتبہ یہ چاروں حضرات رحمۃ اللہ علیہم کوٹلہ عرب خان تحصیل کمار یاں میں تشریف لائے۔ منڈی کوٹلہ والی جامع مسجد میں، میں نے اور والد صاحب مرحوم و مغفور نے خان رحمت خان مرحوم سے جو اس وقت منڈی کے بانی ہونے کے ناطے خاصہ اثر رکھتے تھے، جلسہ کروانے کی اجازت طلب کی جو کہ خان صاحب مرحوم نے دے دی جب لوگوں کو پتہ چلا تو کچھ حضرات نے خان صاحب کو ورغلانا شروع کر دیا کہ آپ جلسہ نہ ہونے دیں کیونکہ یہاں مخالفت ہو جاوے گی مگر وہ اپنے اجازت نامہ پہ قائم رہے۔ چاروں حضرات خان صاحب کی اُس وقت کی دکان سے ملحقہ بیٹھک میں تشریف فرما تھے اتفاق سے حضرت جہلمی رحمۃ اللہ علیہ الگ بیٹھے ہوئے تھے ان کے پاس خان صاحب مرحوم نے آ کر رٹ لگا دی کہ مولانا کسی کے خلاف کچھ نہ کہنا وغیرہ۔ حضرت جہلمی رحمۃ اللہ علیہ نے بالآخر خان صاحب مرحوم سے فرمایا کہ کسی کے خلاف کہنے سے آپ کا کیا مطلب ہے؟ اگر ہم بے نمازی کے متعلق کچھ کہتے ہیں تو اس کی مخالفت ہو جاوے گی بے روزہ سے متعلق کچھ کہتے ہیں تو یہ اُس کے خلاف بات ہو جاوے گی اس پر یہ لاجواب ہو گیا تاہم یہ جلسہ بہت زیادہ کامیاب رہا اور سامعین حضرات بہت ہی زیادہ متاثر ہوئے۔ امام جامع مسجد جو کہ بریلوی مکتب فکر سے تعلق رکھتا تھا۔ جلسہ سے قبل ہی کچھ عرصہ کے لیے احتجاجاً غائب ہو گئے تو دوسرے جمعہ پر خان رحمت خان مرحوم نے گرج کر کہا کہ وہ اپنے مناظر کو لے آ دیں اور میں حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کی منت کر کے یہاں لے آؤں گا پھر دودھ کا دودھ پانی کا پانی نکھر کر آشکارا ہو جائے گا۔

میرے ایک دوست خواجہ محمد احسن ایڈووکیٹ مرحوم گجرات نے اپنی کوٹھی میں حضرت کا بیان رکھا جس کے لیے میں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے وقت لے کر دیا تھا۔ سامعین میں زیادہ تعداد وکلاء کی تھی بیان اس قدر گہرا اور علمی تھا کہ سبھی وکلاء و دیگر علمی شخصیات عش عش کر اٹھیں۔ یہ تھا حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا علمی مقام کہ تمام جلسہ میں سے کوئی ایک وکیل بھی (جن کے متعلق یہ کہنا بجا ہے کہ وکیل آں باشد کہ چپ نہ شد) بول نہ سکا

لیکن اس سے یہ غلط فہمی نہ ہو کہ حضرت کا ہر بیان ہی علمی اور گہرے انداز کا ہوتا تھا بلکہ حضرت ؒ ہر بیان سامعین کی حیثیت کو ملحوظ خاطر رکھ کر فرماتے تھے۔ ۱۹۶۷ء کا واقعہ ہے کہ میرے والد ماجد مرحوم نے جو کہ اگرچہ عالم نہیں تھے لیکن بہت زیرک اور سمجھ دار انسان تھے جامع مسجد گنبد والی میں حضرت قاضی صاحب ؒ کا سورۃ فاتحہ کے متعلق درسِ قرآن سن کر اپنے تاثرات اس طرح بیان فرمائے۔

''حضرت مرحوم ومغفور کا بیان بہت دلنشین تھا میں نے ایسا بیان آج تک کسی دوسرے عالم دین سے نہ سنا تھا اور میرا دل چاہتا تھا کہ حضرت ؒ اس درس کو اسی طرح جاری وساری رکھیں اور میں دیر تک اسی کو سنتا اور فیض یاب ہوتا رہتا۔'' کیونکہ جو دلائل اور تشریحات حضرت ؒ نے یہاں بیان فرمائیں وہ انہی کا حصہ تھا اس طرح میرے والد صاحب مرحوم ومغفور بہت ہی زیادہ متاثر اور محظوظ نظر آئے۔

میری حضرت قاضی مظہر حسین ؒ سے ذاتی ملاقاتیں چکوال میں ہوئیں جب بھی میں نے ملاقات کا موقع مانگا تو حضرت ؒ موصوف نے بخوشی تمام وقت عنائت فرمائے اور وہاں پر خاطر وتواضع میں اپنی مثال آپ ہی ثابت ہوئے۔ وہ اس قدر شفقت فرماتے تھے جس کا میں تصور بھی نہ کر سکتا تھا ان سے تعلق کی ایک طویل داستان ہے جس کو صفحۂ قرطاس پر ضبط میں لانا کم از کم میرے بس کا روگ نہیں ہے۔ وہ اس دور کے لاثانی علماء حق میں سے تھے ان کی دینی خدمات بسلسلہ مسلک حقہ تا قیامت مشعل راہ رہیں گی۔

آخر میں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی دینی مساعی جمیلہ کو قبول ومقبول فرما کر ان کے درجات کو بلند وبالا فرماوے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی نعمت سے بہرہ ور فرماوے اور ان کے مشن کو جاری وساری رکھنے کی توفیق ارزانی عطا فرماوے۔ آمین بحرمۃ سید المرسلین

## اکابر دارالعلوم دیوبند کی جامعیت

حضرت قائد اہل سنت ؒ لکھتے ہیں......

اکابر دارالعلوم (دیوبند) مجموعی حیثیت سے ایک مجدد کی شان رکھتے ہیں ان حضرات کو حق تعالیٰ نے علم وعمل کی جامعیت عطا فرمائی تھی وہ بیک وقت شریعت وطریقت کے معلم ومربی تھے۔ اہل السنت والجماعت کے چاروں روحانی سلسلوں کا فیض ان سے پھیلا ہے البتہ نسبت چشتیہ ان میں اہل اور غالب تھی۔ [سالانہ روئیداد یکم رجب ۱۹۹۶ء، ص:۱۰]

# اہل سنت کے مجاہد قائد

مولوی محمد امتیاز نسیم ☆

اللہ تعالیٰ کا نظام قدرت وحکمت بھی عجیب ہے۔ بعض حضرات بزمِ جہاں میں دیر سے آتے ہیں۔ مگر ان کو نشست صدیقین اوّلین کے پہلو میں دی جاتی ہے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے ''دلائل النبوۃ'' میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے:

''اس اُمت کے آخر میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جن کو اَجر اُمت کے پہلوں کا سا دیا جائے گا۔
یہ لوگ ''معروف'' کا حکم کریں گے۔ ''برائیوں'' سے روکیں گے اور اہل فتنہ سے لڑیں گے۔''

[مشکوۃ۔ص ۵۸۴]

یعنی ''المعروف'' کا حکم کرنا، ''المنکر'' سے روکتے رہنا اور فتنہ پردازوں سے برسرپیکار رہنا۔ یہی تین اوصاف ایسے ہیں جو پچھلوں کو پہلوں سے ملا دیتے ہیں۔ بلاشبہ علم وفضل، طہارت وتقویٰ، زہد و تقدس وغیرہ ایمانی اور انسانی اوصاف بھی نہایت گرانقدر ہیں۔ مگر ان سارے اوصاف سے آدمی مقبولیت عنداللہ میں اپنے ہمعصروں سے آگے نکل سکتا ہے اور اپنے زمانے کا مقتدا بن سکتا ہے۔ تاہم شمار اُس کا اسی زمانے میں ہوگا، جس میں وہ پیدا ہوا اور اس کے اجر وثواب اور درجات کا پیمانہ بھی اسی کے لحاظ سے متعین ہوگا۔ لیکن جو چیز قرونِ متاخرہ کے افراد کو قرونِ اُولیٰ کی شخصیت بنا دیتی ہے۔ وہ ''امر بالمعروف''، ''نہی عن المنکر'' اور ''اہل فتن سے جہاد'' ہے۔

المجاہد فی سبیل اللہ الشیخ الامام السید مولانا محمد یوسف البنوری الحسینی رحمہ اللہ بھی اُنہی ''لآخرون السابقون'' میں سے تھے۔ جنہیں بارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم لھم مثل اجر اولھم کے شرف وافتخار سے نوازا گیا اور جن کی پوری زندگی اہل فتن سے جہاد و پیکار میں گزری۔ [الامام المجاہد]

---

☆ معلم جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام، جہلم

یہ ہیں وہ گرانقدر کلمات جن کے ساتھ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نور اللہ مرقدہ نے حضرت مولانا سید محمد یوسف صاحب بنوری رحمہ اللہ کو ان کے اہل فتن کے ساتھ جہاد پر بجا طور پر خراجِ تحسین پیش کیا تھا۔ بلاشبہ حضرت بنوری رحمہ اللہ ان الفاظ کا حرف بحرف مصداق تھے۔

مندرجہ بالا کلمات وکیل صحابہؓ، ترجمان اہل حق، یادگارِ اسلاف، پیر طریقت، رہبر شریعت، جانشین شیخ العرب والعجم حضرت مدنی رحمہ اللہ، اہل سنت کے مجاہد قائد حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نور اللہ مرقدہ کی ذاتِ گرامی پر حرف بحرف صادق آتے ہیں۔ آپ بھی یقیناً اُن آخرون (پچھلوں) میں سے تھے جن کو حدیث مذکورہ میں مذکور تین اوصاف کی بنا پر سابقوں (پہلوں) کے اجر کی بشارت دی گئی ہے کیونکہ آپ کی ساری زندگی بھی ''امر بالمعروف'' نہی عن المنکر'' اور ''اہل فتن کے خلاف جہاد'' میں گزری۔

حضرت لدھیانوی رحمہ اللہ نے اپنے اسی مذکورہ مضمون میں اہل فتن کے ساتھ قتال و جہاد کرنے والے کے لیے چند ضروری اوصاف کا ذکر کیا ہے۔ جو مختصراً یہ ہیں..........

1. ''ایمانی حس'' جس کے ذریعے وہ ہر فتنے کی بو سونگھ کر اُسے پہچان لے۔
2. ''ایمانی غیرت'' جس کی بنا پر اس کے لیے فتنہ کی بو نا قابل برداشت ہو اور وہ بے قرار ہو کر پکار اُٹھے ''اینقص الدین وانا حیی'' کیا میرے جیتے جی دین میں قطع و برید کی جائے گی۔
3. ''بسالت و شجاعت'' جس کی بنا پر آدمی فتنے کی ہر آتشِ نمرود میں بے خوف و خطر کود پڑے اور نام نہاد مصلحتوں کو خاطر میں نہ لائے۔
4. ''علم و فضل کا ساز و سامان اور دلائل کا اسلحہ'' کہ اس کے بغیر کوئی جنگ لڑی نہیں جا سکتی۔
5. ''حق تعالیٰ سے قلبی تعلق''، اپنے ضعف و ناتوانی پر نظر'' اور ''بارگاہِ خداوندی سے پیہم التجا''۔

آیئے اب حضرت لدھیانوی رحمہ اللہ کی بیان کردہ ان علامات کی روشنی میں حضرت قائد اہل سنت کی زندگی کو دیکھتے ہیں۔ بحمد اللہ حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ مذکورہ تمام اوصاف سے بتمام و کمال متصف تھے۔

## ایمانی حس

اتنی تیز تھی کہ ہر فتنے کی بو دور ہی سے سونگھ لیتے۔ اور کوئی بھی فتنہ کسی بھی روپ میں ہوتا فوراً پہچان جاتے۔ خواہ وہ حب اہل بیتؓ کی آڑ میں سبائی فتنہ ہوتا یا حب معاویہؓ کی آڑ میں خارجیت و یزیدیت کا فتنہ، عمل بالقرآن کی آڑ میں انکار حدیث کا فتنہ ہوتا یا عمل بالقرآن والحدیث کی آڑ میں ترکِ تقلید کا فتنہ، حب

رسول ﷺ کی آڑ میں شرک وبدعات کا فتنہ ہوتا یا اشاعت توحید وسنت کے عنوان سے انکار حیات النبی کا فتنہ، وولاشیعہ ولاسنیہ اسلامیہ اور اقامتِ حکومتِ الٰہیہ کے خوش کن عنوانات کے پیچھے مودودی فتنہ ہوتا یا تنظیم فکر ولی اللہی کے نام سے اشتراکی فتنہ اور چاہے وُہ سیاسی اتحاد کے عنوان سے اہل حق کی قوت کو توڑنے کی سازش ہوتی یا اصلاح مفاہیم کے نام سے ماضی قریب کا دیوبندی، بریلوی نام نہاد اتحادی فتنہ، ہر فتنہ کو ہر روپ میں پہچاننا اور بروقت درست ادراک کرنا یہ حضرت قائد اہل سنت کی وہ خصوصیت تھی جو منجانب اللہ اُنہی لوگوں کو عطا ہوتی ہے جن کو اللہ تعالیٰ فتنوں کے خلاف جہاد کے لیے چن لیتا ہے۔ فتنوں کی خبر رکھنے کے باب میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ بالکل صحابیٔ جلیل صاحب السر حضرت حذیفہؓ کی سنت پر عمل پیرا تھے۔ جو ہر وقت نبی کریم ﷺ سے فتنوں کے بارے میں پوچھتے رہتے تھے۔ حضرت رحمہ اللہ بھی فتنوں کا بروقت ادراک فرما کر اُن سے خود بھی بچتے اور دیگر اہل سنت والجماعت کو بھی بچانے کی کوشش فرماتے رہتے۔

## غیرتِ ایمانی

اس اعلیٰ درجہ کی پائی تھی کہ جیسے ہی کسی فتنے کے بارے میں آگاہ ہوتے فوراً بے قرار ہو جاتے۔ فتنوں کے بارے میں کبھی بھی مطمئن ہو کر نہ بیٹھتے۔ بلکہ غیرتِ ایمانی اور سیمابی طبیعت کی بنا پر ہر فتنے کا اس وقت تک تعاقب فرماتے جب تک وہ اپنی موت آپ نہ مرجاتا یا کم از کم اُس کی اصل حقیقت عالم آشکارا نہ ہو جاتی۔ اسی غیرت ایمانی کے سبب آپ نام نہاد مصالح کی بنا پر اہل فتن کے ساتھ مذہبی اور سیاسی ہر طرح کے اتحاد سے ہمیشہ بیزار رہے اور ایسے ہر اتحاد سے واضح طور پر براءت کا اظہار فرماتے رہے۔ آپ ایک فتنے کا مقابلہ کرنے کے لیے کسی دوسرے فتنے سے اتحاد کی بودی منطق کے قطعاً قائل نہیں تھے۔ بلکہ اس کو اہل حق کے لیے ضرر رساں اور خاص طور پر عوام کے لیے زہرِ قاتل سمجھتے تھے۔ اسی لیے آپ نے فتنوں کے مقابلے میں مشکلات برداشت کر لیں مگر حق اور اہل حق کے چشمۂ صافی کو گدلا کرنا گوارا نہیں کیا۔ فتنوں سے نفرت میں حضرت آپ ﷺ کے اس ارشاد پر عامل تھے۔ جو حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے......

"فتنے قلوب کے سامنے اس طرح آئیں گے جیسے چٹائی میں ایک تنکا بنا جاتا ہے۔ سو جس دل نے ان کو جذب کر لیا، اُس پر سیاہ داغ اور جس دل نے ان سے تنفر کیا، اس پر سفید نشان لگتا جائے گا۔ یہاں تک کہ دِلوں کی دو قسمیں ہو جائیں گی۔ ایک (۱) سفید سنگ سفید کی طرح صاف ستھرا اور چکنا کہ رہتی دنیا تک کوئی فتنہ اِسے نقصان نہیں دے گا۔ دوسرا (۲) کالا بھجنگ

کوزہ کی مانند اُلٹا، یہ سوائے اپنی خواہش کے، جو اس میں رچ بس گئی ہے، نہ کسی بھلائی کو بھلائی سمجھے گا نہ کسی بدی کو بدی'' (مشکوٰۃ ص۴۶۱)

فتنے سے مذکورہ نفرت ہی کی بنا پر آپ کے متوسلین کے عقائد جتنے صاف ستھرے اور پختہ ہیں اتنے کسی اور کے نہیں دیکھے گئے۔

## شجاعت

شجاعت کا یہ عالم تھا کہ ہر فتنہ کے خلاف ہر قسم کی آتش نمرود میں بلا خوف وخطر کود پڑتے۔ اور اس بارے میں نام نہاد مصلحتوں اور بے جا اندیشوں کا کبھی شکار نہ ہوتے۔ جس موقع پر جس موقف کو اکابر کی تحقیقات کے مطابق پاتے، پورے شدومد سے اُس کا اظہار فرماتے اور اُسی پر ڈٹ جاتے۔ اس سلسلے میں بڑی سے بڑی شخصیت یا بڑی سے بڑی جماعت سے بھی ٹکرانا پڑتا تو ٹکرا جاتے اور کسی کو خاطر میں نہ لاتے۔ اَپنے موقف کی خاطر ہتھکڑیاں، جیلیں، بائیکاٹ، مخالفتیں برداشت کرنا آپ کی مجاہدانہ زندگی کا خاصہ بن چکا تھا۔ دینی غیرت وشجاعت کی بنا پر ہر فتنے کا بھرپور اور مؤثر تعاقب کرنے کی جو صفت اہلِ نظر کے نزدیک حضرت کی نمایاں خُوبی تھی وہی بعض نادان اپنوں کے ہاں ہدفِ تنقید ٹھہری۔ لہٰذا جہاں پہ آپ کو غیروں کی طرف سے، فتنہ پرور، فسادی، ناصبی، سبائی وغیرہ کہا گیا وہیں بعض نادان اپنوں کی طرف سے بھی، مظہرِ مباحث، غالی، متشدد اور تنگ نظر وغیرہ کے القاب سے نوازا گیا۔ اور ہر ذی شعور جانتا ہے کہ غیروں کے تیر برداشت کرنا آسان ہوتا ہے مگر اَپنوں کے نشتر سہنا خاصا مشکل ہوتا ہے۔ مگر حضرت کا حال تو یہ تھا......ع

نہ ستائش کی تمنا، نہ صلے کی پروا

بقول مولانا زاہد الراشدی حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا ''میں مسلک کو دیکھوں یا اپنی ذات کو''۔ مسلک کے بارے میں حضرت کی اسی مذکورہ حساسیت کا نتیجہ تھا کہ کسی فتنے کے بارے میں نرم گوشہ رکھنے والا آدمی بھی حضرت رحمہ اللہ کے ڈر سے اُس فتنے کی برملا تائید وحمایت سے گھبراتا تھا۔ بقول مناظر اسلام مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ اگر حضرت رحمہ اللہ بھی باقی چشم پوشی کرنے والوں کی طرح فتنوں کے بارے میں نرمی کا مظاہرہ کرتے تو آدھی دیوبندیت مماتیت میں اور آدھی یزیدیت میں تحلیل ہو جاتی۔ لہٰذا حفاظت وحمایت مسلک کی خاطر کسی کو بھی خاطر میں نہ لاتے ہوئے مسلک کو فتنوں کی آمیزش سے بچائے

رکھنا آپ کا وہ کارنامہ ہے جو آب زر سے لکھنے کے لائق ہے......

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے

## علم وفضل

اہل فتنہ کے خلاف جہاد کے میدان میں درکار علم وفضل کے ساز وسامان اور دلائل کے اسلحہ سے بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ بخوبی لیس تھے۔ خود ایک علمی گھرانہ کے چشم و چراغ اور سلطان المناظرین مولانا محمد کرم الدین دبیر رحمۃ اللہ علیہ جیسے محقق عالم کے نور نظر تھے۔ پھر طبیعت بھی قسام ازل سے علم دوست پائی تھی۔ ان پر مستزاد یہ کہ آپ کو حصول علم کی خاطر ایشیا کی عظیم اسلامی یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ جہاں پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ، مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ، علامہ محمد ابراہیم بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ، میاں سید اصغر حسین دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے نابغۂ روزگار علماء سے کسب فیض کیا۔ خاندانی خصوصیات، طبیعت کی موزونیت اور چوٹی کے اہل علم سے استفادہ، ان اُمور ثلثہ کے سنگم نے حضرت کو ایسا کندن بنا دیا تھا کہ حضرت نے زندگی بھر میں جس باطل پر بھی گرفت فرمائی۔ اُس کا پتہ پانی ہوگیا اور جواب میں اُس کی طرف سے تبرا بازی تو ہوئی مگر حضرت کے آہنی دلائل کا جواب کوئی نہ دے سکا۔ گویا......

خنجر اُٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

آپ کے علم وفضل اور فراست وتدبر کا لوہا اپنے تو اپنے غیر بھی مانتے تھے۔

## تعلق مع اللہ

ان اوصاف اربعہ کے ساتھ ساتھ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق مع اللہ بھی اعلیٰ درجہ کا تھا۔ حضرت شیخ مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے پائی ہوئی اس دولت کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ عام بھی کرتے رہتے۔ اپنے ضعف وناتوانی پر ہمیشہ نظر رہی اور صحابۂ کرامؓ کی مشہور صفت "رھبان باللیل و فرسان بالنھار" کے بمصداق دن اور رات کا اوّل حصہ اگر فتنوں کے ردّ میں تحریر وتقریر میں صرف ہوتا تو رات کا آخری حصہ اللہ تعالیٰ سے دعائیں والتجائیں کرتے ہوئے آہ وزاری اور نالۂ ہائے نیم شبی میں بسر ہوتا۔ گزشتہ دو سال سے جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام

جہلم کے سالانہ جلسہ میں بحمد اللہ حضرت رحمہ اللہ کی خدمت کا شرف حاصل کرنے والوں میں اس عاصی کا نام بھی شامل ہوتا۔ اپنی ان گناہگار آنکھوں سے حضرت کو سارا سارا دن ملاقات کے لیے آنے والے علماء کرام اور عوام کو مستفید فرماتے ہوئے دیکھا۔ رات کہیں ساڑھے بارہ بجے کے قریب آرام کا موقع ملتا۔ حضرت رحمہ اللہ کو جاگتا ہوا چھوڑ کر ہم حضرت رحمہ اللہ کے حکم کے مطابق آرام کے لئے چلے آتے۔ لیکن صبح وقت سحر جب اُٹھ کر جاتے تو حضرت کو پہلے سے ہی بیدار پاتے۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ حضرت کو بوقت تہجد جگانے کی ضرورت پیش آئی ہو۔ اس کے علاوہ بھی دن کو جس وقت کھانے وغیرہ کے وقفہ کی وجہ سے لوگوں کی آمد ورفت کم ہوتی۔ اس وقت بھی حضرت رحمہ اللہ تسبیحات میں منہمک رہتے۔ اللہ کے سامنے اپنی عاجزی کا اظہار اور اس سے دعا والتجا میں بھی حضرت اسلاف کی یادگار تھے۔ خود فرماتے ہیں............

مظہر بیچارہ کرتا ہے دُعا رب غفور
ہم گناہگاروں پہ ہو تیری رحمت کا ظہور

یہ تھا اہل فتن سے جہاد کے لیے درکار اوصافِ خمسہ کے حوالے سے حضرت قائد اہل سنت کی زندگی کا ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں سرسری سا جائزہ۔ اللہ تعالیٰ قلم کی لغزشوں کو معاف فرمائے۔ آخر میں راقم اثیم انتہائی ادب کے ساتھ حضرت قائد اہل سنت کے جملہ متوسلین سے بالعموم اور حضرات علماءِ کرام کی خدمت میں بالخصوص عرض کرتا ہے کہ ہمیں چاہیے کہ حضرت قائد رحمہ اللہ کی زندگی کو اپنے لیے مشعل راہ بنائیں اور جس طرح حضرت رحمہ اللہ ہر فتنہ کے خلاف ننگی تلوار تھے۔ اسی طرح ہم بھی حضرت کی پیروی میں فتنوں کا تعاقب کریں۔

❀❀❀❀

# فراستہ المومن

مولانا فرزند علی صاحب ☆

سیدی و مرشدی حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مورخہ ۳ ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ ۲۶ جنوری ۲۰۰۴ء صبح پونے پانچ بجے اس دنیا فانی سے انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو منور فرمائیں اور کروڑوں رحمتیں نازل فرمائیں آمین ثم آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ۔

اب ان کے جانشین صاحبزادہ مولانا قاضی محمد ظہور الحسین اظہر صاحب مدظلہ امیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان ہیں، اللہ پاک انہیں حضرت کا مشن مزید آگے بڑھانے کی توفیق عنایت فرمائیں آمین ثم آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ۔ ذیل میں حضرت کی زندگی کا ایک واقعہ تحریر کرتا ہوں جس سے حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی فراست وکرامت ظاہر ہوتی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

۸۶ء میں مولوی سعید احمد منکر حیات کی جنڈانوالہ (بھکر) خان سیف اللہ خان صاحب کی مسجد میں عشاء کی نماز کے بعد تقریر تھی۔ میزبانی اور انتظامی سلسلہ میں خان ایوب خان صاحب کی ذمہ داری تھی۔ چونکہ ہم خدام اہل سنت کے افراد جلسہ میں نہ گئے اور نہ ہی لاؤڈ سپیکر پر ان کے جلسہ کا اعلان کیا۔ جمعیت علماء اسلام جنڈانوالہ کے مولانا محمد یوسف صاحب وغیرہ نے جلسہ میں شرکت کی۔ دوران تقریر مولوی سعید احمد نے عقیدہ حیات النبی ﷺ کے خلاف زبان کھولی اور ساتھ ہی مناظرہ کا چیلنج بھی دے دیا۔ چونکہ مولانا محمد یوسف صاحب حیاۃ النبی ﷺ کے قائل ہیں انہوں نے چیلنج کو قبول کیا اور اسی رات گیارہ بجے میرے پاس مدرسہ قاسم العلوم میں تشریف لائے اور چیلنج قبول کرنے کا بتایا تو میں نے کہا کہ آپ اس کی تقریر میں کیوں گئے تھے؟ جبکہ آپ کو معلوم تھا کہ یہ مولوی سعید مماتی ہے اب آپ مناظرہ کے لیے کسی اچھے مناظر کا انتخاب کریں ان شاء اللہ ہم آپ کا تعاون کریں گے۔ مناظرہ کی شرائط طے کرنے کے لیے

---

☆ مدرسہ عربیہ قاسم العلوم، جنڈانوالہ، ضلع بھکر

جو تاریخ مقرر کی تھی اس سے ایک دن پہلے مولانا محمد یوسف صاحب نے علامہ خالد محمود صاحب اور دیگر علماء کو دعوت دی تھی۔ علماء تاریخ مقررہ پر جنڈانوالہ پہنچے۔ رات کو عشاء کے بعد سنہری مسجد کے پاس چوک میں علماء کی تقریریں ہوئیں خود احقر بھی تقریروں میں موجود تھا۔ اگلے روز سنی کانفرنس تھی احقر مع دیگر احباب کے گیارہ بجے دن چکوال دفتر میں پہنچ گیا۔ تو معلوم ہوا کہ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ میرا سخت انتظار کر رہے ہیں۔ میں سہم گیا کہ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ نے کسی بات پر گرفت نہ کر لی ہو۔ ڈرتے ڈرتے میں حضرت رحمہ اللہ کی خدمت عالیہ میں بھیں پہنچا۔ حضرت رحمہ اللہ رونق افروز تھے۔ مجھے دیکھتے ہی مسکرا دیئے اور اپنے پاس بٹھاتے ہوئے پوچھا کہ جنڈانوالہ میں مولوی سعید نے جو چیلنج دیا ہے آپ کا تعلق اس چیلنج کے ساتھ ہے؟ میں نے عرض کی کہ حضرت میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔ تو حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت مولانا محمد امین اوکاڑوی صاحب رحمہ اللہ موجود ہیں ان کی تقریر عشاء کے بعد ہونی تھی اب وہ ظہر کے بعد تقریر کریں گے۔ آپ مولانا کو اپنے ساتھ جنڈانوالہ لے جائیں کیونکہ وہ راستہ سے واقف نہیں ہیں۔ میں نے عرض کی کہ حضرت وہاں علامہ خالد محمود صاحب اور دیگر علماء موجود ہیں۔ مناظرہ کی شرائط طے کرنے کا پورا انتظام کر لیا گیا ہے۔ میں نے حضرت مولانا اوکاڑوی رحمہ اللہ کے جنڈانوالہ نہ جانے پر اصرار کیا تو حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ مسئلہ خدام اہل سنت کا نہیں بلکہ مسئلہ اہل سنت والجماعت کا ہے ظہر کی تقریر کے بعد آپ واپس جائیں اور مولانا محمد امین صاحب رحمہ اللہ کو ساتھ لے جائیں۔ ظہر کی تقریر کے بعد قاضی صاحب رحمہ اللہ کی گاڑی نے ہمیں تلہ گنگ پہنچا دیا اور ہمیں ساتھیوں نے میانوالی جانے والی کوچ میں سوار کر دیا اور حضرت رحمہ اللہ کی گاڑی واپس بھیں کے لیے روانہ ہوگئی۔ ہم رات کو میانوالی پہنچے تو ٹریفک جام ہو چکی تھی کوئی سواری نہ ملی۔ پھر ہم نے ایک کار میانوالی سے جنڈانوالہ کے لیے کرایہ پر لی اور رات کے ایک بجے مدینۃ العلوم مدرسہ میں جنڈانوالہ پہنچ گئے۔ صرف حافظ ربنواز صاحب مدرسہ میں موجود تھے میں نے علماء کے متعلق جو شرائط طے کرنے کے سلسلہ میں مدعو تھے پوچھا۔ تو حافظ صاحب موصوف نے بتایا کہ وہ تو اسی رات تقریر کر کے واپس چلے گئے تھے اور بتایا کہ مقامی علماء کا اجلاس مولانا حفظ الرحمٰن کے گھر اسی سوچ و فکر کے متعلق ہو رہا ہے کہ اب کیا کیا جائے؟ ہمارے پاس کوئی مناظر نہ ہے اور صبح کو شرائط طے کرنا ہے۔ محاذ مماتیوں کے لیے خالی ہے اور میرا عقل ٹھکانے آیا اب سمجھا کہ یہ ہے فراستہ المومن یا کرامت ولی یہ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی فراست یا کرامت تھی جو احقر نے پہلی دفعہ دیکھی، اگر حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ مولانا اوکاڑوی کو میرے ساتھ

نہ بھیجتے تو صبح کو اپنا مناظر نہ ہونے کی وجہ سے میدان ہار جاتے۔ لیکن بفضل تعالیٰ حضرت رحمہ اللہ کی فراست نے ہار کو کامیابی میں بدل دیا۔ جس کی تفصیل کچھ ایسے ہے کہ میں مولانا حفظ الرحمٰن کے گھر گیا جہاں علماء کی میٹنگ ہو رہی تھی حضرت مولانا محمد امین صاحب رحمہ اللہ کی آمد کی اطلاع دی تو فوراً علماء مدرسہ میں پہنچے بہت ہی خوش و خرم معلوم ہو رہے تھے بلکہ مولانا قاری فتح محمد صاحب نے تو حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ کی طرف لپکتے ہوئے خوشی میں عرض کی کہ حضرت آپ کی آمد سے ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ میں فضا میں پرواز کر رہا ہوں اور ذہن پر جو وزن تھا وہ کافور ہو گیا ہے ایک دوسرے کے حالات لینے کی بعد مشورہ ہوا کہ صبح ناشتہ کے بعد مدرسہ تعلیم القرآن میں جائیں گے کیونکہ وہاں کتابیں ہیں سہولت ہوگی۔ نیز علماء نے مشورہ کے دوران ہی بتایا کہ ہم نے مناظر کے لیے ایک آدمی ملتان اور دوسرا دوسری جگہ بھیجے ہوئے ہیں۔ صبح ناشتہ کے بعد علماء مدرسہ تعلیم القران میں چلے گئے اور وہ آدمی جو مناظر کی تلاش میں گئے ہوئے تھے ناکام واپس آ گئے۔ حضرت مولانا اوکاڑوی رحمہ اللہ نے کتابیں دیکھنا ہی شروع کیا تھا کہ فریق مخالف کے دو نمائندے مدرسہ پہنچ گئے کیونکہ فریق مخالف نے پورا تجسس کر لیا تھا کہ ان کا کوئی مناظر نہ ہے ہمارے لئے محاذ خالی ہے۔ لیکن حضرت مولانا اوکاڑوی صاحب رحمہ اللہ تو رات کے پیٹ میں ایک بجے جڑانوالہ مدرسہ میں پہنچ چکے تھے۔ فریق مخالف کو یہ معلوم نہ تھا۔ فریق مخالف کے نمائندوں نے کہا ہمارے علماء کو شرائط طے کرنے کی جگہ کے تعین کے بارے میں کوئی فکر نہیں ہے جہاں آپ کے علماء یا خان ایوب خان صاحب جگہ کا تعین کریں ہمیں منظور ہے۔ جب انہیں پتہ چلا کہ مولانا اوکاڑوی موجود ہیں تو ان کے چہرے فق ہو گئے کیونکہ ان کا گمان کیا یقین تھا کہ حیاتیوں کا کوئی مناظر نہیں ہے اور وہ کہتے ہیں کہ جو جگہ بھی تم مقرر کرو میں حاضر ہوں۔ یہ سن کر علماء ممات بھی حیران رہ گئے کہ یہ کیا ہو گیا ہے کیونکہ وہ اس زعم میں تھے کہ محاذ خالی ہے۔ نہ کوئی مناظر ہوگا نہ جگہ کا تعین ہوگا اس طرح حیاتیوں کو بہت بری شکست ہوگی بہر حال علماء ممات اب پھنس چکے تھے فرار کا کوئی راستہ نہ تھا۔ خان ایوب خان صاحب اور ان کے علماء نے حکیم دوست محمد خان کے گھر کی جگہ شرائط طے کرنے کے لیے مقرر کر دی اور خود ایوب صاحب مولانا محمد امین صاحب کو اور ہمیں اپنی گاڑی میں بٹھا کر جگہ مقررہ پر لے گیا۔ اب شرائط طے کرنے کی مجلس لگی۔ ابتدا میں خطبہ حضرت مولانا اوکاڑوی رحمہ اللہ نے پڑھا اور اپنا کلام المہند علی المفند سے شروع کیا جس پر ۸۵ علماء کی تصدیقات ہیں اور فرمایا کہ دونوں فریق اس دستاویز پر دستخط کر دیتے ہیں تاکہ جھگڑا ختم ہو جائے۔ لیکن سعیدی گروپ نے انکار کر دیا اور اس طرح وہ دیوبندیت سے خارج ہو گئے۔ پھر پوچھا کہ

یہ علماء جن کے المہند پر دستخط ہیں ان کے نزدیک مسلمان ہیں یا کافر، قرآن کے ماننے والے ہیں یا مخالف! تو کوئی جواب نہ دے سکے۔ پھر مولانا اوکاڑوی ؒ نے فرمایا کہ چلو اس فیصلہ پر دستخط کر دیں جس پر حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب ؒ کے سامنے مولانا غلام اللہ خان صاحب اور قاضی نور محمد صاحب نے دستخط کئے تھے۔ اس فیصلہ کی پابندی کرنا آپ کا جماعتی فرض ہے لیکن سعیدی گروپ نے اس فیصلہ پر بھی دستخط کرنے سے انکار کر کے اپنی جماعت اشاعت التوحید سے بھی خارج ہو گئے اور جب حضرت مولانا اوکاڑوی ؒ نے ان سے پوچھا کہ مولانا غلام اللہ خان اور قاضی نور محمد کا عقیدہ اسلامی ہے یا کفریہ۔ وہ قرآن کے مخالف تھے یا موافق تو اس کا بھی کوئی جواب نہ دیا۔ پھر اوکاڑوی نے فرمایا کہ میں نے اپنا موضوع المہند سے لکھا دیا ہے جس پر ۸۵ علماء کی تصدیقات ہیں آپ بھی اپنی کسی ایسی کتاب سے موضوع لکھیں جو آپ کی پوری جماعت کی مسلمہ عقائد کی کتاب ہو اور آپ کی جماعت کے کم از کم ۲۵ ذمہ دار علماء کی تصدیقات اس پر موجود ہوں۔ لیکن وہ بالکل ناکام رہے۔ مولوی یونس نے کہا یہ عبارت ندائے حق میں موجود ہے تو مولانا اوکاڑوی ؒ نے کہا کہ اس کتاب پر ۲۵ علماء کی تصدیقات کب ہیں۔ لیکن اس کے باوجود مولوی یونس وہ عبارت ندائے حق میں بھی نہ دکھا سکے۔ مولانا محمد امین صاحب ؒ نے فرمایا کہ یہودیوں، عیسائیوں، مرزائیوں اور شیعوں تک کے عقائد کی ایسی مسلمہ کتابیں موجود ہیں جن پر ان کی جماعت کو اعتماد ہے لیکن اس فرقہ کی کوئی ایسی کتاب عقائد کی موجود نہیں ہے جس میں ان کا یہ گمراہ کن عقیدہ درج ہو کہ انبیاء ؑ قبروں میں حیات نہیں ہیں اور جو ان کو حیات مانے وہ کافر ہے۔ مولانا اوکاڑوی نے جو حال فریق مخالف کا بنایا وہ دیکھنے سننے سے تعلق رکھتا ہے حالانکہ ان کے کئی علماء موجود تھے۔ اس کے بعد کتاب و سنت کی روشنی میں شرائط مناظرہ طے کرنے سے اس پارٹی نے انکار کر دیا اور ایوب خان صاحب نے اعلان کر دیا کہ کوئی مناظرہ نہ ہوگا اور مناظرہ کی شرائط طے نہ ہو سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت قاضی صاحب ؒ کی فراست سے اہل سنت کو کامیابی سے نوازا اور فریق مخالف کو رسوا کیا۔

اللہ تعالیٰ اہل سنت کو ہر محاذ پر کامیابی عنایت فرمائیں۔ آمین ثم آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ۔

❁❁❁❁

# اخلاص وللّٰہیت کے پیکر

مولانا قاری عطاء اللہ طارق ☆

جب سے خدا نے کائنات بنائی ہے اور انسان کو دست قدرت سے تخلیق فرمایا ہے اسی وقت سے اس رزم گاہ میں موت و حیات کا کھیل جاری ہے۔ موت و حیات کی اس کشمکش نے اب تک نہ جانے کتنے قافلے گم کیئے کتنوں کی قسمت کا فیصلہ کیا۔ کیسے کیسے حکیم و دانا اور فلاسفر و شعراء کو اپنا لقمہ بنایا۔ زندگی کے سٹیج پر کیسے کیسے اعلیٰ دماغ، حسین صورتیں، پر کشش چہرے، شان و شوکت کے مجسمے ابھرے بڑھے پھلے پھولے چمکے اور موت کی وادی میں کہیں ایسے کھو گئے کہ بعض تو اپنا نام و نشان ہی گم کر بیٹھے۔ ان کی ہستی کا کچھ پتہ نہیں اور بعض سعید ہستیاں اگر چہ پنجۂ موت کا شکار ہوئیں لیکن مری نہیں اور نہ ہی ایسے لوگوں پر موت آتی ہے وہ اپنے روشن اور اجلے کردار کی وجہ سے ہمیشہ زندہ رہتی ہیں۔ آنے والی نسلیں ان کے کردار، اقوال وافعال نظریات اور افکار سے برابر اسی طرح سیراب اور فیض یاب ہوتی ہیں جس طرح ان کی حیات میں۔ صرف آنے والوں کو ان کے وجود مسعود کی برکات کی کمی کا احساس تو ہوتا ہے لیکن ان کے افکار ونظریات گلشن حیات میں زندگی کا برابر ذریعہ بنتے رہتے ہیں۔ مردہ دلوں کو زندگی کی حرارت بخشتے ہیں۔ روحانیت کی جلا میں ان کی فکر برقی رو کا کام دیتی ہے۔ صلاح نفس میں ان کا کردار مینارۂ نور ہوتا ہے۔ ایسی ہی سعید ہستیوں میں سے قائد اہل سنت پیر طریقت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے جو اب اس دار فانی میں موجود نہیں ہیں۔

آپ کی شخصیت کا خلاء تو کبھی بھی پر نہیں ہوسکتا آپ کے وجود کی کمی کا ازالہ تو شاید ممکن نہیں لیکن آنے والوں کو جو مشن آپ نے دیا ہے جب تک وہ مشن زندہ ہے تو آپ بھی زندہ، آپ کا تذکرہ بھی باقی رہے گا۔

جس مشن، جس نظریئے اور فکر پر آپ نے کام فرمایا اپنی زندگی کی تمام تر توانائیاں صرف فرمائیں یہ آپ ہی کا حصہ تھا۔ موجودہ زمانہ میں قدرت نے دفاع صحابہ رضی اللہ عنہم کی اس عظیم تحریک کے لئے ایک

---

☆ مہتمم مدرسہ مدینہ تعلیم القرآن، جہلم

خاص نہج پر کام کرنے میں آپ کا انتخاب فرمایا۔ سنت اللہ یہی ہے کہ ہر زمانہ کے حالات اور تقاضے و ضرورت کے مطابق قدرت ایسے افراد کا چناؤ کرتی ہے جو اس ضرورت کو کما حقہ پورا کر دیتی ہے قصر اسلام میں باطل کی تیز و تند آندھیاں جہاں جہاں شگاف ڈالتی ہیں ایسی چند ہستیاں شگافوں کو مزاج اسلام کے عین مطابق اس طرح بھر دیتی ہیں کہ کوئی رخنہ باقی نہیں رہتا۔ حضور اکرم ﷺ کی پیشین گوئی کے علی الرغم دین حقہ کی صحیح تشہیر کرنے والی ایک جماعت قیامت تک باقی رہے گی جو بلا خوف لومۃ لائم مبتدعین کی بدعات، ملحدین کے الحاد الغین کے زیغ کا پردہ چاک کرتی رہے گی۔

بلا شبہ قائد اہل سنت موجودہ زمانہ کی ان چند مبارک ہستیوں میں سے ایک تھے جن سے قدرت نے منہاج نبوت کے مطابق دین حقہ کی سربلندی کا کام لیا۔ خدائے بزرگ و برتر کی ذات تکوینی طور پر جن لوگوں کا کسی خاص مقصد کے لیے انتخاب کرتی ہے تو پھر ان کو اس بلند مقصد کی تکمیل کے لیے امتیازی شان بھی عطاء کرتی ہے۔ وہ معاشرہ کا ایک فرد ہوتے ہوئے بھی عام لوگوں سے الگ تھلگ انفرادی حیثیت کے مالک ہوتے ہیں۔ اخلاق و عادات، کردار و گفتار میں نرالی شان رکھتے ہیں۔ ہمت، حوصلہ اور استقامت کا پہاڑ ہوتے ہیں۔ خودداری، حق گوئی، استغناء اور عزت نفس ان کا سرمایہ حیات ہوتا ہے۔ وہ، شکر، توکل اور رضاء کی سچی تصویر ہوتے ہیں۔ ان اعلیٰ خوبیوں اور صفات سے قدرت نے قائد اہل سنت رحمہ اللہ کو بڑی فراخدلی سے نوازا تھا میری یہ تحریر نہ تذکرہ ہے نہ سوانح سیرت نہ تاریخ نہ ملفوظات مرشد اور نہ ہی مقالات شیخ بس چند مشاہدات کی یادیں جن کو اپنے شیخ و مربی قائد اہل سنت کی نذر کر رہا ہوں۔

لاریب حضرت قاضی صاحب نور اللہ مرقدہ وقت کے عظیم محدث، مفسر، مورخ، مصنف، محقق، مرشد اور صوفی باصفاء تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے عاشق صادق عقائد اہل سنت کے حقیقی ترجمان تھے۔ آپ کے صحیفۂ زندگی کا ہر ورق زہد و ورع توکل و قناعت، صبر و شکر، ثبات و استقامت، استغناء و خودداری، شجاعت و شہامت، جود و سخاوت، جرأت و بہادری، بے خوفی و بے باکی کا آئینہ دار ہے۔

شیخ العرب والعجم حضرت مدنی رحمہ اللہ کی میراث علمی و روحانی کے حقیقی وارث اور سچے جانشین تھے نہ صرف باطنی طور پر بلکہ ظاہری طور پر بھی حضرت مدنی رحمہ اللہ کا عکس آپ کی زندگی میں صاف نظر آتا۔ تبحر علمی کے باوصف اپنے اکابرین کے ساتھ غیر متزلزل وابستگی اور گہری عقیدت اور فرق باطلہ کے تعاقب و ابطال میں قدم قدم پر علماء دیوبند کے آثار صالحہ کی پیروی یقین و اعتماد کی آپ میں اعلیٰ جھلک تھی۔

علم کا بحر بے کراں ہوتے ہوئے بھی اپنے اکابرین کے نقوش پا کو سفر زندگی کا نشان بنا دیا۔ یہ

آپ کی بے نفسی کی بین دلیل ہے۔ مزاج میں بلا کی سادگی، تواضع تھی۔ آپ تکلف سے کوسوں دور اپنے وقت کے صوفی، مرشد حق اور زاہد شب بیدار تھے۔ افق مشرق سے صبح کی پہلی پرکشش پھوٹنے والی کرنوں کی طرح معصوم سے چہرے سے انوار روحانیت جھلکتے تو عجیب منظر ہوتا۔ عقیدت مندوں کے جھرمٹ میں حضرت کی شخصیت ایک ایسی شمع محفل تھی جس کی زیارت سے دلوں کو سکون، باطن کو راحت اور روحانیت کی غذا میسر آتی آپ یقیناً ان لوگوں میں سے ایک تھے جن کو دیکھ کر خدا یاد آتا ہے۔ من کان لله کان الله له کا چلتا پھرتا نمونہ تھے۔

میرے والد گرامی قدر حکیم امانت اللہ قادری صاحب کو حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ سے گہری عقیدت والہانہ محبت اور کامل وابستگی تھی۔ عوام الناس کی طرح میرے والد صاحب کی ابتدائی زندگی بھی بس نام کے مسلمان کی سی زندگی تھی۔ پھر آپ کی زندگی میں اس وقت انقلاب آیا جب آپ نے وقت کے شیخ کامل، مرشد حق، عارف باللہ، ولی کامل حضرت شیخ احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست میں اپنا ہاتھ دیا شیخ کی نگاہ اثر نواز نے کام کیا۔ دل کی مردہ کھیتی میں بہار آ گئی روحانیت کو اپنی تشنگی کا شدت سے احساس ہوا اس احساس نے آپ کے دن کا چین اور رات کا سکون چھین لیا۔ کسی لمحہ اطمینان نصیب نہ ہوا عمر عزیز کی قیمتی سوغات کو بے کار مشاغل کی بھینٹ چڑھا دینے کا قلق ہر وقت دامن گیر رہنے لگا۔ ماضی کی قیمتی گھڑیوں کا ضیاع کانٹے کی طرح کھٹکنے لگا۔ تلافی مافات کا یہ اضطراب جب طلب صادق کے ساتھ دامن گیر ہوا تو اس امتزاج نے آپ کی تڑپ کو دو آتشہ بنا دیا۔ جذبہ نیک اور ارادہ صادق ہو تو منزل مل ہی جاتی ہے اور پھر حکیم صاحب کو اصلاح باطن، تزکیۂ نفس، تہذیب و اخلاق، صحتِ عقائد اور قدم قدم پر رہبری و راہنمائی کے لیے دو ہادی کامل میسر آ گئے ایک خطیب اہل سنت حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحب جہلمی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نور اللہ مرقدہ۔

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حکیم صاحب کی پہلی ملاقات ہی میلان طبع، کشش اور گہری عقیدت کا باعث بن گئی یہ کوئی قابل تعجب بات نہیں ہے اللہ والوں کی صحبت میں قدرت نے مقناطیس کی کشش رکھی ہے۔ جو ان کی صحبت پرتاثیر میں ایک دفعہ آ جائے پھر وہ انہیں کا ہو کر رہ جاتا ہے۔ اللہ والوں کی محبت ہر محبت پر غالب آ کر رہتی ہے۔ قصہ یوں ہوا کہ ایک دفعہ حضرت جہلمی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔ حکیم صاحب حسب معمول حضرت جہلمی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت و ملاقات کو آئے تو حضرت

جہلمی رحمہ اللہ نے قائد اہل سنت رحمہ اللہ کو حکیم صاحب کا تعارف کراتے ہوئے فرمایا کہ یہ ہمارے قریبی رفقاء میں سے ہیں علاقہ راولپنڈی کے موضع کری خدا بخش کے رہنے والے ہیں یہ بیمار ہیں ان کے لیے دعا فرمائیں۔ حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ نے یہ سنا تو اپنے کھانے کا برتن چھوڑ کر حکیم صاحب کے ساتھ کھانا شروع کر دیا۔ حکیم صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت قاضی رحمہ اللہ کی اس متواضعانہ اور متوکلانہ ادا نے میرے دل پر گہرا اثر کیا۔ یقین، اعتماد اور توکل علی اللہ کی ایسی مثال اس تکلف وتصنع اور من گھڑت نفاست کے زمانہ میں کہاں؟ علماء سے سن رکھا تھا کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک مریض کو جو کہ مرض جذام میں مبتلا تھا کھانا کھاتے دیکھا تو آپ ﷺ بھی اس کے ساتھ شریک گئے اور فرمایا کہ کھا میرا اپنے رب کی ذات پر بھروسہ ہے۔ اتباع سنت کی یہ جھلک جب حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی زندگی میں بچشم خود دیکھ لی تو یقین ہو گیا کہ یہی اقبال کا وہ مرد مؤمن ہے جس کی تاثیر نگاہ سے تقدیر بدل سکتی ہے۔ ایک مریض آدمی کے ساتھ حضرت قائد اہل سنت کے اس طرز عمل نے نہ صرف جسمانی مرض کے اضطراب پر سکون راحت اور دلجوئی کا مرہم رکھ دیا۔ بلکہ روحانی اور باطنی مرض کا معالجہ بھی کر دیا۔

میرے والد گرامی! اس واقعہ سے اس قدر متاثر ہوئے کہ آپ نے حضرت لاہوری رحمہ اللہ کے بعد اپنی تمام تر توجہات، جذبات، تصورات اور معتقدات کا محور ومرکز حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی شخصیت کو بنا لیا اور ایک وقت ایسا بھی آیا کہ والد صاحب کے لیے حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ سے ایک لمحہ کی جدائی کا تحمل بھی کوہ گراں سے کم نہ تھا۔ جذبات سے مجبور ہو کر والد صاحب نے تمام افراد خانہ کو ہمراہ لیا آبائی وطن کو خیر باد کہا اور کشاں کشاں سنت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ زندہ کرتے ہوئے حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے جوار میں ڈیرے ڈال دیئے۔ منزل مقصود تک وہی لوگ پہنچ پاتے ہیں جو اپنے نفس کی خواہشات کو قربان کرنے کی ہمت رکھتے ہوں۔ فنا فی الشیخ کی برکات سے آشنا ہوں۔ حضرت نے جب والد گرامی کی اس قربانی کو دیکھا تو آپ نے بھی اپنے مرید باصفا پر نوازشوں کی انتہاء کر دی۔ چونکہ والد صاحب ہم سب بہن بھائیوں کو بھی اپنے ہمراہ لے گئے تھے اس لیے آپ کی اس قربانی کی بدولت راقم کو بھی ایک عرصہ تک حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کو قریب سے دیکھنے، سننے اور آپ کی صحبت سے لطف اندوز ہونے کا موقع میسر آیا۔ الحمد للہ میرے لیے یہ سعادت مندی اور نیک شگون کی علامت ہے کہ میری دینی تعلیم کا آغاز حضرت رحمہ اللہ کے زیر سایہ آپ کے قائم کردہ دینی ادارہ مدرسہ اظہار الاسلام جامع مسجد مدنی چکوال سے ہوا۔

تقریباً پانچ سال تک میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے زیر سایہ ایک طالب علم کی حیثیت سے زیر تعلیم رہا۔ بہت قریب سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کو دیکھنے کا موقع ملا۔ شب و روز آپ کی مصروفیات و مشاغل درس و تدریس، ذکر و اذکار اوراد و وظائف، وعظ و ارشاد، دینی اسفار، تبلیغی امور، خطبات و ملفوظات، مہمانوں کی ملاقات و اکرام، دینی مسائل، تصنیف و تالیف، تحقیق و جستجو غرض کہ حضرت کی زندگی کا ایک ایک لمحہ خدمت دین کے لیے وقف تھا۔ للّٰہیت و تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ کسی خدمت پر کوئی معاوضہ نہیں بس ایک ہی دھن کے لیے وقف تھے کہ للّٰہیت و تقویٰ حاصل ہو جائے۔ استغناء خودداری اور استقامت تو حضرت میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ دین حق کی خاطر بڑی سے بڑی قربانی دینے کے لیے ہر وقت تیار نظر آتے اس راہ کی نزاکتوں پر خطر پگڈنڈیوں سے وہی شخص واقف ہو سکتا ہے جس کو یہ فریضہ ادا کرنے سے سابقہ پڑا ہو۔ حق کی بلندی کے لیے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو ان حالات کا مقابلہ کرنا پڑا جو اس راہ میں قدم رکھنے والوں کو پیش آیا کرتے ہیں۔ آپ نے پامردی، جرأت اور بہادری سے ان تمام مصائب کا خندہ پیشانی سے استقبال کیا جو آپ کو دین حق کی راہ میں پیش آئے۔ قید و بند کی صعوبتیں۔ مقدمات کی مشکلات۔ ضلع بندیوں اور نظر بندیوں کی تکالیف۔ اغیار کی چیرہ دستیاں، دشمنوں کے خطرات اور پھر اپنوں کے طعنے۔ سب آندھیاں اور طوفان اس کوہ استقلال سے ٹکراتی رہیں لیکن ان کے پائے استقلال میں کوئی لرزش پیدا نہ کر سکیں۔ باطل کی بپھرتی موجوں نے بارہا حق کی اس چٹان کے حوصلے کا امتحان لیا، ہمت کو پرکھا، تاہم اخلاص و للّٰہیت کا یہ پیکر آزمائش کی ہر گھڑی میں سرخرو ہو کر نکلا۔ کسی حاکم کی حکومت کسی بادشاہ کا نشۂ اقتدار، کسی صاحب ثروت کی دولت، کسی صاحب جاہ و مرتبہ کی جلالت اور کوئی لالچ، تحریص، ترغیب کبھی آپ کو حق کہنے سے باز نہیں رکھ سکی۔ فقر و درویشی کے ساتھ اپنے رب کی رضاء کے نشہ میں مخمور فقط اسی کی رحمت کے خواستگار تھے اسی کی خوشنودی کے متلاشی اسی کے فضل و احسان کے طلبگار تھے۔ آپ کی زندگی ایک مجاہدانہ زندگی تھی۔ لباس، بود و باش، نشست، برخاست چال ڈھال، وضع قطع، تقریر و خطابت سے ایک مجاہد کی مثال جھلکتی تھی۔ لا یخافون فی اللہ لومۃ لائم کا کامل نمونہ تھے۔ خلاف حق بات پر کسی طرح کی مصلحت کا شکار ہونا یا باطل کے ساتھ کسی وقتی ضرورت کے تحت ہی صرف نظر کرنا کم از کم آپ کی ذات میں اس کی گنجائش نہ تھی۔

بھٹو حکومت نے کلمہ اسلام کی تبدیلی کی ایک خطرناک سازش کرتے ہوئے جب شیعہ کے کلمہ کو نصاب تعلیم میں داخل کیا تو اس سازش کے خلاف سب سے پہلے جس مرد درویش نے آواز اٹھائی وہ

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے۔آپ نے ''پاکستان میں تبدیلی کلمہ اسلام کی ایک خطرناک سازش'' کے عنوان سے راتوں رات لاکھوں کی تعداد میں پمفلٹ شائع کر کے سرکاری ایوانوں سے لے کر بیابانوں تک پہنچا کر مسلمانوں کو خواب غفلت سے بیدار کیا اور بتایا کہ حکمرانوں نے کس طرح ان کے ایمان کی بنیاد اور پورے دین اسلام کی اساس پر ڈاکہ مارا ہے ......

دارا و سکندر سے وہ مرد فقیر اولیٰ

استقامت و جرأت کی طرح زہد و استغنا میں بھی آپ اپنی مثال آپ تھے۔آپ ایک خوددار غیور و جسور انسان تھے۔سخت غربت و افلاس، ناداری، تنگی اور عسرت کے زمانہ میں بھی اپنی ذات تو کجا کبھی مدرسہ کے لیے بھی دست سوال دراز نہیں کیا۔اعلیٰ درجے کا استغناء آپ کی خوبی نہیں بلکہ خصوصیت تھی، استغناء کی یہ صفت آپ پر اس قدر غالب تھی کہ نہ صرف بڑے لوگوں یا عوام الناس سے مستغنی تھے بلکہ تمام ترخرافات دنیا سے بھی مستغنی تھے۔جس مرد مجاہد نے زندگی کی آخری سانس تک ایک کھدر کا لباس اور چمڑے کی ایک کھلی جوتی استعمال کی ہو کون کہہ سکتا ہے کہ دنیا اپنی رنگینیوں کے ساتھ اس کو دھوکہ میں مبتلا کر سکتی ہے؟ جو شخص واجبی سی ضرورت کے علاوہ مباح حد تک بھی جسم کو آرام دینے کی روایت سے مستغنی ہو جائے تو اس کی بے نفسی اور زہد رشک ملائکہ نہیں تو اور کیا ہے۔آج جبکہ بے راہ قسم کے علماء، مشائخ اور گدی نشینوں نے اپنی پیری مریدی اور من گھڑت تقدس و مشیخیت کو پیٹ بھرنے اور سادہ لوح عقیدت مندوں کے اموال لوٹنے کا ذریعہ بنالیا ہے۔آج استغناء اپنانا تو اپنے آپ کو مشکلات کے منہ میں دھکیل دینا سمجھا جاتا ہے۔حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے سینکڑوں عقیدت مند، مریدین، مخلصین اور محبین کی ایک کثیر تعداد تھی جن کی فرمائش پر حضرت دور دراز کے علاقوں میں تبلیغی پروگراموں کے سلسلہ میں تشریف لے جاتے۔کئی دشوار گزار علاقے ایسے بھی ہوتے کہ جہاں ٹرانسپورٹ کا انتظام نہ ہوتا وہاں جائے مقررہ پر پیدل تشریف لے جاتے لیکن کسی جگہ نہ چندے کی اپیل ''نہ اپنی سفری ضرورتوں کا تذکرہ'' نہ لوگوں کی بے رخی کی شکایت، حد تو یہ ہے کہ پوری زندگی آپ نے کسی بھی مقصد کے لیے اپیل نہیں فرمائی جہاں بھی گئے صرف مشن کی بات کی۔دل میں تڑپ یہی تھی کہ عوام کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قرآنی شخصیات کا مقام و مرتبہ ذہن نشین ہو جائے اور سنی مذہب کی حقانیت اجاگر ہو جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صفت جو آپ کے اسوہ حسنہ میں پائی جاتی ہے وہ طویل الصمت ہونا یعنی طویل خاموشی ہے۔حضرت قاضی رحمۃ اللہ علیہ اس صفت میں بھی اتباع سنت کا کامل نمونہ تھے۔آپ کی مجلس میں بیٹھنے

والے بخوبی جانتے ہیں کہ آپ کی مجلس مجلس سکوت ہوتی طویل خاموشی چھائی رہتی، نو وارد سے حضرت حال احوال پوچھتے ''زیر لب تبسم فرماتے'' آنے والوں کو اس مسکراہٹ میں ایسا اپنائیت کا احساس ہوتا جیسے قلب میں ٹھنڈک سی پڑ گئی ہو۔ دین سے متعلق گفتگو فرماتے یا کوئی ضروری بات ہوتی تو نہایت اختصار جامعیت اور دھیمے انداز میں ارشاد فرما دیتے اور پھر ایک طویل خاموشی چھا جاتی۔ ایسے محسوس ہوتا جیسے یہاں کوئی موجود ہی نہیں ہے۔ آپ اکثر خاموش رہا کرتے تھے بلا ضرورت کبھی گفتگو نہ فرماتے۔ آنے جانے والوں کی دل جوئی فرماتے میں نے کبھی حضرت کو کھلکھلا کر ہنستے نہیں دیکھا۔ جب کبھی مسرت و خوشی ہوتی تو بس تبسم فرما دیتے۔ خوشی اور غم میں آپ کی ظاہر یہ حالت یکساں رہتی۔ حدود شرع کی پاسداری کا ہمیشہ خیال رکھتے صبر و شکر کی کیفیت غالب رہتی۔ ذاتی اور نجی زندگی کے معاملات میں نہ آپ کی کسی سے دوستی تھی نہ کسی سے دشمنی۔ بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ آپ کی ذاتی زندگی تھی ہی نہیں جو کچھ تھا خدائے بزرگ برتر کے لیے تھا۔ اور دین حقہ کی سربلندی اور مذہب اہل سنت والجماعت کی ترویج و اشاعت کے لیے...... یہی وجہ ہے کہ ایک طرف تو حضرت رحمہ اللہ نجی معاملات میں عفو و درگزر کا پیکر تھے اس معاملہ میں نہ کسی سے شکایت نہ شکوہ، نہ گلہ بس راضی برضاء حق، اور دوسری طرف دین کے معاملہ میں غیرت فاروقی کا کامل عکس تھے کسی بھی دشمن دین اور دشمن صحابہ رضی اللہ عنہم سے مصلحت و رواداری کے قائل نہ تھے۔

ایک دفعہ حضرت رحمہ اللہ فیصل آباد میں تبلیغی دورے کے لیے تشریف لے گئے۔ راقم بھی ہمراہ تھا تقریر کے بعد جب الگ نشست گاہ میں تشریف لائے تو فرمانے لگے کہ میری غیرت گوارا نہیں کرتی کہ کسی دین دشمن سے مصافحہ کروں۔ اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر شمشیر برہنہ تھے۔ کسی خوف و خطر کو اپنے مشن کی راہ میں رکاوٹ نہیں بننے دیا۔ آپ کا صحیفۂ زندگی ایسا گلدستہ ہے کہ جس میں گوناگوں خوبیوں اور اوصاف حمیدہ کے پھول دکھائی دیتے ہیں۔ جو آنے والوں کے عقیدہ و مسلک کی روح کو ایک عرصہ تک معطر کرتے رہیں گے۔ خدا تعالیٰ ہم خدام کو حضرت رحمہ اللہ کا مشن کمال وابستگی اور غیر متزلزل یقین کے ساتھ زندہ رکھنے اور زیادہ سے زیادہ پھیلانے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

❀❀❀❀

# دارالعلوم دیوبند......کے مایہ ناز فرزند

مولانا سید الامین انور حقانی ☆

گزشتہ سال عیسوی کی ابتداء اور سال ہجری کے آخری ایام میں یعنی (۳ ذی الحجہ اور ۲۶ جنوری ۲۰۰۴ء) کو دارالعلوم دیوبند کے مایہ ناز فرزند، ختم نبوت کے سرخیل، قابل رشک مصنف، شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی کے شاگرد خاص اور خلیفہ مجاز حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس دار فانی سے رخصت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ......

زبان پہ یا خدا یہ کس کا نام آیا
کہ میری نطق نے بوسے میری زبان کے لیے

قاضی صاحب ۱۹۱۴ء کو صوبہ پنجاب کے ضلع چکوال کے قصبہ ''بھیں'' میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر سے شروع کی۔ وسطی کتابیں اور باقی فنون دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ میں پڑھیں۔ ۱۹۳۶ء میں وہاں سے دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے۔ اور ۱۹۳۹ء میں دارالعلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی۔ انہوں نے دارالعلوم دیوبند میں وقت کے نامور علماء ومشائخ سے علمی وروحانی فیض حاصل کیا۔ آپ کے اساتذہ حدیث میں شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الادب مولانا اعزاز علی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ، قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ، علامہ شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ، خاص طور پر قابل ذکر ہیں......

اساتذہ ہم بدور بل شموس
کماۃ الحق اقبال الجود

روحانی فیض حاصل کرنے کے لیے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں تھانہ بھون تشریف لے جایا کرتے تھے مگر باقاعدہ بیعت وخرقۂ خلافت حاصل کرنے کا شرف شیخ الاسلام حضرت

---

☆ استاد دارالعلوم اسلامیہ چارسدہ

مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا۔ اس صورت میں قاضی صاحب مجمع البحرین کے مصداق بن گئے۔

قاضی صاحب کی زندگی کا سب سے اہم کام اپنے اکابر کے عقیدے کی ترویج و اشاعت ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم اور مسلک حق کا دفاع تھا۔ جو انہوں نے انتہائی کٹھن نامساعد حالات میں بڑی کامیابی کے ساتھ سرانجام دیا۔ ۱۹۴۱ء سے ۱۹۴۹ء تک انگریز کے دور حکومت میں راولپنڈی، جہلم، لاہور اور ملتان کے قید خانوں میں اسیر رہے......

حُبِسْنَا وَ اُوْذِیْنَا بِغَیْرِ خِدْیَمَۃٍ
فَمَا ذَنْبُنَا اِلَّا الدِّفَاعُ عَنِ الْحِمٰی

قاضی صاحب اپنے اکابر کی طرح جیلوں میں اسیر رہے۔ اور اپنے اساتذہ کی سنت کو زندہ کیا۔ اور ہمارے اکثر اکابر نے سنت یوسفی کو زندہ کیا۔ اور تقریباً تمام مع قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بزباں حال فرما رہے ہیں کہ ......

وما السجن للمظلوم الا عطیۃ
یمن بہا المولی علی عبد ن اصطفی

اور پھر اس پر صبر اور ثابت قدمی کے لیے دعا بھی فرما رہے تھے......

فیا رب ثبتا و صبرا علی البلاء
ویارب عونا و انتصرا من العدی

قاضی صاحب نے ۲۹ فروری ۱۹۵۲ء کو چکوال میں امدادیہ مسجد کے نام ایک جامع مسجد اور ایک مدرسہ جامعہ اظہار الاسلام کی بنیاد ڈالی۔ قاضی صاحب تعلیمی و تبلیغی معروفیت کا آغاز اپنے وطن چکوال سے کیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو تحریر و تقریر کی عمدہ صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ جن سے آپ نے اپنی دینی، تبلیغی، تالیفی اور اصلاحی خدمات میں بھرپور کام کیا۔ حق گوئی و بے باکی آپ کا ایسا وصف تھا۔ کہ بقیہ تمام اوصاف حمیدہ میں نمایاں تھا......

نشا پلا کہ گرانا تو سب کو آتا ہے
مزا تو جب ہے کہ گرتوں کو تھام لے ساقی

۱۹۵۲ء سے ۱۹۵۶ء تک کا زمانہ رد قادیانیت اور تحفظ ختم نبوت میں گزارا ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ کئی سال جمعیت علماء اسلام کے امیر رہے اور اس شعر کا مصداق بن گئے......

خوف حاکم، خوف عزت، خوف فخر و خوف جان
کر دیا سب کو فدائے خوف رب العالمین

اس کے بعد قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو احساس ہوا کہ موجودہ زوال پذیر عہد میں صحابہ رضی اللہ عنہم کو تنقید کا نشانہ بنانا اور ان کے اقوال، افعال، اعمال، کردار کو تختہ مشق بنانا بدبختوں کا معمول بنتا جا رہا ہے۔ تو انہوں نے ۱۹۶۹ء میں ''تحریک خدام اہل سنت'' کے نام سے ایک تنظیم کی بنیاد رکھ دی۔

اس تنظیم نے جو روشن کردار ادا کیا اب وہ تاریخ کا حصہ بن چکا ہے۔ اس تنظیم نے خلفاء راشدین کی حقانیت، نظام خلافت راشدہ کی ضرورت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صداقت کو جس انداز میں اجاگر کیا وہ ایک انوکھی حیثیت کی حامل ریکارڈ ہے۔ نبوت اور امت کے درمیان وسیلہ اور رابطہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہی کی جماعت ہے۔ اگر یہی جماعت مشکوک قرار دے دی گئی تو نبوت کی ساری عمارت زمین بوس ہو جائے گی۔ اسی خاطر حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ''حق چار یارؓ'' کے نام سے ۱۹۸۹ء میں ایک دینی جریدہ جاری کیا۔ یہ تحریک خدام اہل سنت کا ترجمان ماہنامہ ہے۔ گویا حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تقریر و تحریر سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دفاع کیا۔ گمراہ فرقوں کا تعاقب کیا۔ مسلک حق سے انحراف کرنے والوں کا بھرپور علمی محاسبہ کیا اور اس میں کسی قسم کی ناگواری کی کوئی پرواہ نہیں کی اور اہل سنت والجماعت کے تمام عوام اور خواص میں بیداری پیدا کرنے کے لیے انتھک کوشش کی اور بڑی حد تک کامیاب رہے......

قم باذن اللہ کہہ کر خلق کو زندہ کیا
پھونک دی مردوں میں روح ایمان بالیقین

راقم الحروف چونکہ اب درس و تدریس میں بالکل مکتب طفل ہے اور تدریس کی خدمت کا بوجھ اٹھا کر اکابرین کے نقش قدم پر چلنے کے لیے خدمت دین کی خاطر مصروف عمل ہے۔ اس سے پہلے ۱۹۹۷ء میں بندہ دیوبند ثانی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں درجہ سادسہ کا طالب علم تھا۔ کلاس میں دو ساتھی چکوال سے پڑھ کر آئے تھے۔ جن میں سے اب ایک ساتھی قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں مدرس ہے۔ مولانا عزیز الحق صاحب تاجک والے، جو کہ حضرت قاضی صاحب سے بیعت بھی ہیں۔ ان کی معیت میں ۱۲ ربیع الاول کے جلسہ میں قاضی صاحب کے بیان اور خطاب سے مستفید ہوا اور مصافحہ کا شوق بھی حاصل کیا اور ساتھ ہی ایک اور شرف حاصل کیا کہ مولانا محمد امین صفدر اکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان جو کہ رد غیر مقلدیت پر تھا بھی سنا اور ملاقات بھی ہوئی۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان پہلے پنجابی میں شروع کیا اور

شروع کرتے ہی خود نعرہ لگایا کہ خلافت راشدہ جواب ملا کہ ''حق چار یار ؓ'' پھر قاضی صاحب نے یکدم بیان اردو میں جاری رکھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فضل تھا کہ بیان سے مستفید ہوا۔

آہ کس قدر جلد یہ باتیں خواب وخیال ہوگئیں ......

ڈھونڈتی پھرتی ہیں آنکھیں آج ان ایام کو
آہ وہ راتیں کہاں اور ہائے ایسے دن کہاں
دیکھنے والوں نے کیا دیکھا بتائیں کس طرح
خواب کی تھی اِک کہانی خواب کا تھا اِک سماں

ہم اللہ تبارک وتعالیٰ سے دست بدعا ہیں کہ حضرت قاضی صاحب کو اعلیٰ علیین میں مقام دے۔ مغفرت فرمائیں اور سیئات معاف فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائیں۔

اور تحریک خدام اہل سنت کو کامیاب فرما کر حضرت قاضی صاحب کے لیے صدقہ جاریہ بنائیں۔
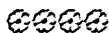
❀❀❀❀

# حق وصداقت کی......انمول مثال

مولانا نور حسین عارف مظہری ☆

اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں علمی جلالت وعظمت کی حامل نابغہ روزگار شخصیات پیدا فرمائیں۔ جنہوں نے اپنے خون وجگر سے سنت رسول کا احیاء فرمایا اور سنت کی دل آویز مہک سے اسلام کے متوالوں کے دل ودماغ کو معطر کیا۔

اپنے علوم ومعارف کے گراں قدر خزانوں سے ملت اسلامیہ کی آبیاری کی۔ اعلاء کلمۃ الحق کی خاطر اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر کفر وشرک بدعات ورسومات کی بادسموم سے سنت رسول کا تحفظ کیا طاغوتی قوتوں کے جبر واستبداد کے سامنے سینہ سپر ہوکر اُن کے ناپاک عزائم کو تہہ وبالا کر کے رکھ دیا۔

ان شخصیات کا زندگی بھر یہ طرۂ امتیاز رہا کہ اگر وہ ایک طرف درس وتدریس کے ذریعہ مربی خلائق ہیں تو دوسری جانب تصنیف وتالیف کے میدان کے شہسوار ہیں۔

اگر محراب ومنبر میں اُن کی صدائے حق گونجتی ہے تو دوسری طرف میدان کارزار میں اُن کی تیز دھار تلواروں کی چمک بھی نظر آتی ہے۔

اگر راتوں میں اُن کو عبادت وریاضت میں سوز وگداز کرتے ہوئے دیکھا گیا تو دن میں انہیں مخلوق خدا کے دلوں سے شرک وبدعات کی گندگی کو دور کرتے ہوئے پایا گیا۔

ان خوبیوں کی وجہ سے ہی زمانہ نے اُن کو ایک انمول موتی بنا دیا جس کی وجہ سے زمانہ کے اندر اچھی نگاہوں سے دیکھے گئے اور ان کے اخلاق عالیہ کو دیکھ کر بڑے بڑے سفاک زمانہ محبوب خدا بن گئے۔

ان مقدس ہستیوں میں قائد اہل سنت پیر طریقت رہبر شریعت وکیل صحابہؓ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی ایک ذات تھی جو حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے آخری بہار تھی۔ جن کی زندگی سنت رسول سے سرشار تھی۔ زہد وتقویٰ سے آباد تھی۔ توکل علی اللہ جن کی صدا تھی۔ امانت ودیانت

---

☆ خطیب جامع مسجد فضل، گوجرانوالہ

جن کی غذا تھی۔ مسکراہٹ میں سنت رسول جن کی ادا تھی۔ جن کی زندگی حق وصداقت میں ایک نمول مثال تھی۔ کفر وشرک کے ایوانوں کو زیر وزبر کرنے کے لیے جن کی کوشش لگاتار تھی۔ رافضیت وخارجیت کے لیے جن کی قلم تیز دھار تلوار تھی۔ پرچم اسلام کو بلند کرنا جن کی منزل مراد تھی۔ عظمت رسول وعظمت صحابہ واہل بیتؓ پر جن کی جان نثار تھی۔ مسلک اہل سنت کا پرچار کرنا جن کی شب وروز سوچ وبچار تھی۔ ہر سنی کو مسلک اہل سنت سے واقفیت کرانے کے لیے جن کی زندگی بے تاب تھی۔ ہر کارکن کی قدر دانی کرنا جن کی پرواز تھی۔

افسوس صد افسوس کہ وہ ہستی یوں جدا ہوئی کہ علم انگشت بدندان ہو کر دیکھتا رہ گیا اور حلم پر ایک یتیمی کی سی کیفیت طاری ہوگئی۔ دل نے کہا اب وہ ہستی تم سے قیامت کی صبح تک جدا ہوگئی۔ غم کو ہلکا کرنے کے لیے خوب رو لو۔ شاید کہ دل کے چکر میں آ کر ہم کچھ کر لیتے لیکن فوراً حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا وہ جملہ آنکھوں کے سامنے آ گیا جو انہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ارشاد فرمایا تھا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع نہ فرمایا ہوتا تو میں آپ کی وفات پر اتنا روتا کہ آنکھوں سے آنسو ختم ہو جاتے۔

بس ہم نے بھی اسی بات پر عمل کیا۔ گو ہمارے سینے حضرت قائد رحمہ اللہ کی جدائی کے غم سے چھلنی ہیں لیکن حضرت یعقوب نبی کی سنت فھو کظیم پر عمل کرنا اہل سنت کا ہمیشہ سے طرہ امتیاز رہا ہے۔ بندہ ناچیز بھی اُن سعادت مند لوگوں میں سے ایک ہے جنہوں نے حضرت قائد کے حضر وسفر کو قریب سے دیکھا۔

غالباً ۱۹۶۶ء کی بات ہے کہ بندہ ۱۳ سال کی عمر میں حضرت قائد کے مدرسہ اظہار الاسلام میں حضرت حاجی نادر خان صاحب کی کوشش سے حفظ قرآن کریم کے لیے داخل ہوا پھر تقریباً چار سال تک حضرت کے زیر سایہ رہ کر قرآن حفظ کیا۔ چونکہ میرا بچپن تھا حضرت کے گھر آنا جانا تھا آنے والے مہمانوں کے لیے اکثر میں بھی ناشتہ اور کھانا لایا کرتا تھا۔ اس وقت جو کچھ میں نے دیکھا تھا آج بھی میرے ذہن میں محفوظ ہے۔ حضرت کی عاجزی اور تقویٰ کی تصویر آج بھی میری آنکھوں کے سامنے موجود ہے۔

گو میں نے حضرت شیخ الاسلام شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کو نہیں دیکھا۔ لیکن اُن کی للّٰہیت، زہد وتقویٰ، مصائب پر صبر واستقامت، اتباع سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کی حق گوئی حضرت قائد رحمہ اللہ کی شکل میں دیکھی۔ حضرت جی اپنے شیخ حضرت مدنی رحمہ اللہ کی ایک کامل تصویر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے میرے قائد کو بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا۔ ایک خوبی یہ بھی تھی کہ جس بات کو حق سمجھا اُس پر ڈٹ گئے اور اس کا اظہار برملا فرمایا اور اس سلسلہ میں کسی فرد کی مخالفت کی ذرہ بھر پرواہ نہ کی۔ اسی

وجہ سے حضرت رحمہ اللہ کے بارے میرے استاد محترم مفسر قرآن حضرت صوفی عبدالحمید سواتی مدظلہ نے فرمایا تھا۔ آپ اہل حق کے ترجمان اور سلف کے امین ہیں۔ ۱۹۷۷ء میں بھٹو کے دور اقتدار میں نظام مصطفیٰ کے نام سے پاکستان میں بڑی زور و شور سے تحریک چلی ہر مسلک کے علماء ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوئے اور پاکستان قومی اتحاد کے نام سے ایک جماعت بنی حضرت مفتی محمود صاحب اس کے صدر تھے۔ میرے قائد حضرت جی رحمہ اللہ اس اتحاد سے الگ رہے اور فرمایا میں ایسے اتحاد میں شامل نہیں ہوں گا جس میں مودودی خاکساری وغیرہ گمراہ جماعتیں شامل ہوں کیونکہ میرے شیخ حضرت مدنی رحمہ اللہ نے ان جماعتوں کو گمراہ فرمایا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد اتحاد پارہ پارہ ہوگیا اور ہر ایک اپنی اپنی لکیر پر سفر کرنے لگا۔ ایک دن عصر کی نماز کے بعد جب کہ میں مدرسہ نصرت العلوم میں زیر تعلیم تھا استاذی المکرم حضرت مولانا عبد القیوم صاحب مدظلہ نے میری طرف مخاطب ہوکر فرمایا: مولوی چکوالوی حضرت قاضی صاحب مدظلہ نے قومی اتحاد میں شامل نہ ہوکر بڑی بصیرت سے کام لیا ہے۔ بالکل صحیح اور ٹھیک فیصلہ فرمایا ہے۔

اپنے اور اپنے اکابر کے مشن کو داغ دار نہیں کیا۔ اُس پر حضرت قاضی صاحب کی بصیرت کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔

پھر بآواز بلند فرمایا:

قاضی مظہر حسین کون ہے؟

جو نہ بکے اور نہ باطل کے سامنے جھکے اُس کو قاضی مظہر حسین کہتے ہیں۔

حضرت استاذی المکرم ابوداود شریف کا سبق پڑھاتے وقت کبھی کبھی فرمایا کرتے تھے۔ سنگیو جس نے حضرت مدنی کی جھلک دیکھنی ہو چکوال جا کر دیکھو۔ وہاں ایک بابا بیٹھا ہوا ہے جس کی گفتگو اور لباس سے حضرت مدنی کی جھلک نظر آتی ہے۔

حضرت قائد اہل سنت گوجرانوالہ مدرسہ نصرت العلوم میں آتے رہتے تھے۔ اور درس بھی ارشاد فرماتے۔ استاذی المکرم حضرت صوفی صاحب مدظلہ بڑی چاہت سے حضرت کا درس رکھتے تھے۔

ایک دفعہ حضرت مدرسہ میں تشریف لائے۔ جامع مسجد نور کے عقب میں مدرسہ تعلیم النساء کے اندر حضرت کا قیام تھا۔ جب رخصت ہونے لگے تو حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب مدظلہ استاذ الحدیث نے جلدی سے حضرت کے جوتے اٹھائے اور دروازے پر آ کر رکھ دیے پھر ایک جوتا اٹھایا اور اُس کے نیچے ہاتھ پھیرا اور پھر دونوں ہاتھ اپنے منہ پر پھیر کر فرمایا الحمد للہ جب میں نے یہ منظر دیکھا تو بے ساختہ

آنکھوں سے آنسو نکل پڑے کہ میرے حضرت کا علماء کے نزدیک اتنا مقام ہے کہ ایک عالم دین حضرت کے جوتے اٹھانے میں سعادت سمجھتا ہے۔

## حضرت قائد کی جرأت اور حق گوئی

حضرت کی جرأت اور حق گوئی کا یہ عالم تھا کہ چکوال کی زمین پر جو بھی فتنہ اٹھا اس کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ یا اللہ مدد کا نعرہ بلند کرتے ہوئے ہاتھ میں حق چار یار کا گرز لے کر ہر فتنے کو پاش پاش کر دیا جو پھر کبھی بھی سر نہ اٹھا سکا۔ میرا طالب علمی کا زمانہ تھا۔ مدنی جامع مسجد کے قریب گورنمنٹ گرلز ہائی سکول میں حوا کی بیٹیوں سے ڈانس کرایا جاتا تھا۔ حضرت کو علم ہوا تو سکول کی ہیڈ مسٹریس کو تحریری طور پر آگاہ کیا کہ یہ فعل اسلام کے خلاف ہے اس کو ختم کرو۔ حضرت کو تحریری جواب لکھا گیا کہ یہ سکول کا معاملہ ہے تمہیں اس میں دخل اندازی کا کوئی حق نہیں۔

حضرت نے جمعہ کے موقع پر خوب احتجاج کیا اور فرمایا یہ فعل ہرگز نہیں ہونے دیا جائے گا۔ پھر طلباء مدرسہ کو حکم دیا کہ اس کے خلاف جلوس نکالا جائے۔ ہم نے جلوس نکالا اور خوب احتجاج کیا۔ جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ وہ شیطانی فعل اپنی موت مر گیا۔

تھانہ چکوال کے قریب عیسائیوں کا گرجا ہے وہاں عیسائیوں کا سکول کھلا ہوا تھا جس میں مسلمان بچے بچیاں بھی پڑھتی تھیں۔ حضرت کب برداشت کر سکتے تھے کہ مسلمانوں کے بچوں کو عیسائی بنایا جائے چنانچہ حضرت کے حکم سے ہم نے جلوس نکالا ایک بینر ہم نے پکڑا ہوا تھا جس پر لکھا ہوا تھا مسلمان بہن بھائی گرجا سکول میں پڑھنا پڑھانا چھوڑ دو، ہم نے شہر میں جلوس نکالا چلتے چلاتے گرجا کے قریب پہنچے تو پولیس آ گئی اور کہا کہ اگر جان کی ضرورت ہے تو واپس چلے جاؤ ورنہ تم کو گولی مار دی جائے گی۔ اس جلوس میں حضرت سید عبد المالک شاہ اور ان کے بھائی سید عبد الغفار شاہ صاحب بھی شامل تھے جو اُن دنوں مدرسہ اظہار الاسلام مسجد امدادیہ میں زیر تعلیم تھے۔

تھانے دار نے ایک لکیر کھینچی اور کہا کہ جو بھی اس لکیرے سے آگے آئے گا اس کو گولی مار دی جائے گی حضرت شاہ صاحب نے سب سے پہلے اس لکیر کو عبور کیا ان کے پیچھے سب لکیر کو عبور کر گئے تھانہ دار حسرت کی نگاہوں سے دیکھتا ہی رہ گیا۔ الحمد للہ حضرت جی کی کوششوں اور دعاؤں سے ہم نے یہ قلعہ بھی فتح کر لیا۔ سب مسلمان بچوں نے گرجا سکول میں پڑھنا چھوڑ دیا۔ چکوال میں جہلم موڑ کے قریب حاجی احمد حسین صاحب مرحوم کے گھر کے پاس قادیانوں کی ایک مسجد تھی۔ ایک دفعہ اُن کا کوئی مبلغ

لاؤڈ سپیکر لگا کر برسرِ عام مرزائیت کی تبلیغ کر رہا تھا۔ حضرت نے فوراً احباب کو اطلاع دی پھر جلوس کی شکل میں وہاں گئے اور فرمایا جب تک مظہر حسین زندہ ہے اس وقت تک تم جھوٹے نبی کی تبلیغ نہیں کر سکتے۔ الحمد للہ حضرت کی جرأت سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے یہ فتنہ بھی ختم ہوگیا ان فتنوں کے علاوہ چکوال کی سرزمین پر بیسیوں فتنے اٹھے۔ لیکن حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کی جرأت سے تنکے کی طرح بہہ گئے۔

## حضرت کی کھانے میں سادگی

جب میں مدنی جامع مسجد میں حفظ کر رہا تھا اُن دنوں کا واقعہ ہے کہ استاد محترم حضرت حافظ اللہ یار مدظلہ نے مجھے باروچی کی شکایت کے لیے حضرت کے پاس بھیجا ساتھ دو روٹیاں بھی دیں جو جلی ہوئی تھیں کہ حضرت کو دکھاؤ کہ باورچی اس طرح روٹی پکاتا ہے جو کھانے کے قابل نہیں۔ میں وہ روٹیاں حضرت کے پاس لے کر گیا اور باروچی کی شکایت کی۔ اس وقت اپنے مطالعہ والے کمرہ میں بیٹھ کر کچھ تحریر فرما رہے تھے اور ساتھ کوئی چیز کھا رہے تھے۔ میں نے دیکھا چھابی میں گھر کی روٹی توے پر پکی ہوئی کا نصف حصہ تھا جو خشک تھا۔ حضرت وہ چبا رہے تھے جب میں نے باورچی کی شکایت کی تو حضرت نے وہ روٹیاں پکڑ کر دیکھیں اور فرمایا بھائی ان کو کیا ہے۔ پھر فرمایا بھائی جاؤ جا کر حافظ اللہ یار کو کہو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو تمہیں جلی سڑی روٹی تو مل رہی ہے۔ نا ایسے بھی تو اللہ کے بندے ہیں جن کو ایسی روٹی بھی نصیب نہیں ہے۔ پھر فرمایا میں بھی تو کئی دنوں کی پکی ہوئی خشک روٹی کھا رہا ہوں۔

## حضرت کا تقویٰ

ایک دن میں مدنی جامع مسجد کے دروازے پر کھڑا تھا کہ ایک آدمی آیا اُس کے ہاتھ میں گوشت تھا جو تقریباً ادھا کلو کے قریب ہوگا مجھے پکڑاتے ہوئے کہا کہ یہ مدرسہ میں دے دینا۔ میں نے گوشت پکڑ لیا اور بغیر کسی استاد کے مشورہ کے خود اپنے ذہن میں فیصلہ کرلیا کہ یہ گوشت حضرت کے گھر لے جانا چاہیے۔ چنانچہ میں نے وہ گوشت جا کر حضرت کے گھر آپا جی مرحومہ ومغفورہ کو دے دیا۔ انہوں نے بھی نہ پوچھا اور خیال کیا کہ حضرت جی نے منگوایا ہوگا۔ کیونکہ حضرت کے گھر کا سودا سلف میں ہی لا کر دیتا تھا۔

خیر گوشت پک گیا۔ جب حضرت کو کھانا پیش کیا گیا تو دیکھا یہ گوشت ہے آپا جی سے فرمایا یہ کہاں سے آیا ہے؟ آپا جی نے کہا آپ ہی نے تو نور حسین سے منگوایا ہے۔ حضرت نے فرمایا میں نے نہیں منگوایا۔ نور حسین کو بلاؤ۔ جب میں حضرت کے پاس آیا تو فرمایا یہ گوشت تو نے کہاں سے لا کر دیا ہے۔ میں نے

سب واقعہ عرض کر دیا۔ فرمایا کان پکڑ لو کچھ دیر بعد فرمایا کھڑے ہو جاؤ۔ جب میں کھڑا ہوا تو خوب غصہ فرمایا اور کہا یہ گوشت تو طلباء کا تھا۔ تو بغیر پوچھے یہاں کیوں لایا ہے۔ پھر فرمایا آئندہ تم نے ایسی حرکت کی تو سخت سزا ملے گی۔ پھر آپا جی سے پوچھا کہ گوشت کتنا تھا۔ انہوں نے عرض کی تقریباً آدھا کلو۔ حضرت نے مجھے ایک کلو کے پیسے دیئے اور فرمایا ابھی دفتر میں جاؤ۔ ناظم صاحب سے ان پیسوں کی رسید کٹوا کر مجھے دو۔ میں دفتر گیا اور وہاں سے رسید لے کر حضرت کو دی تو فرمایا یہ سب گوشت پکا ہوا لے جاؤ اور باورچی کو کہو شام کے سالن میں ڈال دے۔

اللہ اللہ یہ تھا میرے حضرت جی کا تقویٰ پھر کیوں نہ ایسی ہستی کی جدائی پر زمین و آسمان افسوس کریں۔

## حضرت کی کرامت

ویسے تو حضرت اکثر پروگراموں پر ہوتے تھے اگر جمعرات فراغت ہوتی تو مغرب کی نماز کے بعد پلاٹ میں تشریف لاتے صف بچھا کر بیٹھ جاتے ہم طلباء بھی چھٹی کی وجہ سے فارغ ہوتے۔ کوئی حضرت کے سر کی مالش کرتا اور کوئی ٹانگیں دباتا۔ حضرت ہمیں کوئی سفر کا واقعہ سنا دیتے۔ ایک دفعہ فرمایا کہ میں نے ایک سفر میں کئی دفعہ کنڈیکٹر کو کہا کہ بھائی میں نے نماز پڑھنی ہے وقت جا رہا ہے لہٰذا کسی جگہ بس کھڑی کر کے مجھے نماز پڑھنے دو لیکن اُس نے کوئی توجہ نہ دی۔ جب میں نے سختی سے کہا تو اُس کے ڈرائیور نے کہا ہم آگے لیٹ ہو گئے ہیں بس نہیں کھڑی ہو سکتی۔ نماز قضاء کر لینا یا پھر اتر جاؤ اور تسلی سے نماز پڑھ کر پیچھے والی بس میں آ جانا۔ خوشاب سے کافی پہلے ایک جگہ بس سواری اتارنے کے لیے کھڑی ہوئی تو میں بھی اتر گیا۔ لوٹا میرے پاس تھا ایک مکان سے پانی لیا اور وضو کرنے لگا۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ کنڈیکٹر بار بار کہتا ہے استاد جی چلو، استاد جی چلو۔ لیکن ڈرائیور بس چلاتا ہے چلتی نہیں نیچے اترا اور بس کو دیکھا پھر چلانے کی کوشش کی بس نہیں چلتی۔ اور کہتا ہے بس میں کوئی خرابی بھی نہیں اور چلتی بھی نہیں۔ اب سب سواریوں کی توجہ میری طرف ہو گئی کہ اس بزرگ نے بس کو بند کر دیا ہے۔ اتنی دیر میں میں بھی نماز سے فارغ ہو گیا اور بس میں سوار ہو گیا۔ جب سوار ہوا تو بس چل پڑی میں نے تو یہی سمجھا کہ یہ سب نماز کی برکت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے نصرت فرمائی لیکن سواریاں میری طرف دیکھتی اور آپس میں باتیں کرتیں کہ یہ کوئی بزرگ ہے جس نے بس کو بند کر دیا۔ کچھ دیر ہوئی کہ ایک آدمی جس نے چھوٹی چھوٹی داڑھی رکھی ہوئی تھی میرے پاس آیا مصافحہ کیا اور کہا آپ کا تعارف۔ میں نے کہا بھائی میں خدا کا بندہ ہوں میرا نام مظہر حسین ہے چکوال میں رہتا ہوں۔ وہ فوراً سمجھ گیا اور کہا اچھا آپ مولانا قاضی مظہر حسین چکوال والے

ہیں اُس نے کافی بات چیت کی اور پھر چکوال آنے کا وعدہ کیا۔ ایک دفعہ وہی آدمی جمعہ کے دن آیا جمعہ کے بعد ملاقات کی اپنا تعارف کرایا۔ پھر اپنے گاؤں کے لیے تاریخ لی (حضرت نے نام بتایا تھا مجھے اب یاد نہیں) اور وہاں بھرپور پروگرام ہوا اور اب تک ہوتا ہے۔

## حضرت کی خواب میں زیارت

ابھی حضرت کی وفات کو دو دن ہی ہوئے تھے کہ بدھ کو عصر کی نماز پڑھائی اور طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے چارپائی پر لیٹ گیا اور آنکھ لگ گئی کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت تشریف لائے چہرہ مبارک سنت رسول کی وجہ سے چمک رہا تھا۔ ہاتھ میں عصا پکڑا ہوا تھا اور گلابی رنگ کا جوڑا اور سر پر سفید کالی دھاریوں والا رومال بندھا ہوا تھا اور مجھے فرمایا بھائی نور حسین تو یہ بتا کہ تجھے ہدایت اور صراط مستقیم کس کی وجہ سے ملا ہے میری وجہ سے ہی تجھے خدا نے ہدایت دی ہے نا؟ میں نے عرض کیا جی حضرت آپ کی وجہ سے ہی خدا پاک نے مجھے ہدایت دی ہے۔ پھر فرمایا بھائی اس پر اب قائم رہنا وقت بہت نازک ہے اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ کچھ دنوں کے بعد چکوال حاضری ہوئی۔ حضرت صاحبزادہ قاضی محمد ظہور الحسین اظہر مدظلہ کی زیارت ہوئی۔ چھت کے اوپر بیٹھے کچھ اور بھی احباب زیارت کے لیے تشریف لائے ہوئے تھے۔ میں نے خواب کا ذکر کیا۔ تو حضرت صاحبزادہ صاحب مدظلہ نے فرمایا کہ اصل خواب کی تعبیر تو حضرت استاد شیخ الحدیث صاحب مدظلہ بتا سکتے ہیں (مراد حضرت استاد محترم مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ) لیکن میرے خیال میں اس کی تعبیر یہ ہے کہ آپ حضرت کے مشن کے ساتھ وابستہ رہیں اور جماعت خدام اہل سنت کے ساتھ تعلق رکھیں۔

## حضرت کی شفقت

بندہ کی آرزو تھی کہ حضرت میرا نکاح پڑھائیں۔ آخر وہ وقت آ گیا شادی کی تاریخ طے ہو گئی۔ میں اپنی دلی تمنا لے کر حضرت کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضرت آپ نکاح پڑھائیں ڈر بھی رہا تھا کہ حضرت کسی مجبوری کی وجہ سے انکار ہی نہ فرما دیں کیونکہ حضرت کے مشورہ کے بغیر ہی تاریخ مقرر کر لی تھی۔ حضرت نے سن کر فرمایا اچھا بھائی میں آؤں گا اگر صحت نے اجازت دی۔ میری خوشی کی انتہا ہی نہ رہی کہ حضرت نے قبول فرما لیا اب تو میں حضرت کے لیے ہر وقت دعائیں کرتا کہ خدا حضرت کو بیماری سے محفوظ فرمائے ورنہ میری خواہش پوری نہ ہو گی۔

آخر وہ دن آ گیا اور انتظار کی گھڑیاں ختم ہو گئیں کہ آج حضرت تشریف لائیں گے۔ بندہ کو سعادت مندی حاصل ہو گئی۔ اس وقت ٹیلی فون کا سلسلہ نہ تھا کہ معلوم کر لیتا حضرت کب چلیں گے۔ ساڑھے بارہ بجے کے قریب چند دوستوں کو لیا گاؤں کے باہر آ کر کھڑے ہو گئے۔ کچھ دیر کے بعد حضرت کی گاڑی دور سے نظر آ گئی ہم راستہ میں کھڑے ہو گئے جب گاڑی قریب آئی اور رُکی حضرت سے ملاقات ہوئی تو حضرت نے مسکراتے ہوئے فرمایا ''بھائی نور حسین تیری تے شادی اے تو ادے کدے پھر دا پیاں ایں''۔ حضرت نکاح والی جگہ تشریف لائے ساتھ حافظ عبدالوحید حنفی اور دیگر احباب تھے حضرت نے تقریباً پونا گھنٹہ خطاب فرمایا۔ جس کا موضوع تھا کلمہ اسلام میں تبدیلی کی خطرناک سازش۔ اس کے بعد دو بج کر بائیس منٹ پر حضرت نے خطبہ نکاح ارشاد فرمایا یوں بندہ کو وہ سعادت حاصل ہوئی جس پر آج بھی فخر کرتا ہوں۔

## حضرت صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں

اللہ تعالیٰ نے آپ کے کندھوں پر بہت بڑی امانت رکھی ہے جماعت کے ہر کارکن کی نظر آپ پر ہے۔ آپ نے ہی حضرت کے دینی مشن کو لوگوں تک پہنچانا ہے۔ لہٰذا ہر قدم سوچ سمجھ کر رکھنا تا کہ حضرت کے لگائے ہوئے شجر طیبہ کا کوئی پتہ مرجھا نہ جائے۔

حضرت کی طرح جماعتی احباب کو ساتھ لے کر چلیں تا کہ ہر رکاوٹ ڈالنے والی شیطانی سوچ ختم ہو جائے اور اتفاق و اتحاد والی فضا ہر سو چھا جائے۔ آپ اپنے آپ کو کبھی بھی تنہا نہ سمجھیں۔ جماعت کے ہر کارکن نے آپ کی محبت سے دل کو سرشار کیا ہوا ہے۔ بلکہ آپ کے اشارے پر خون کا آخری قطرہ بھی بہا دینا سعادت سمجھتا ہے۔ کیونکہ آپ کے جسم سے خدام کو حضرت کی خوشبو آتی ہے۔ خدا کرے آپ کی قیادت میں خدام کا پرچم اُسی طرح لہراتا ہوا نظر آئے جیسا کہ حضرت کی زندگی میں لہراتا ہوا نظر آتا تھا۔ اور خلافت راشدہ حق چار یارؓ کی گونج گلی کوچہ میں اسی طرح آتی رہے قیامت کی صبح تک ماند نہ پڑے۔ غرضیکہ حضرت نے جو باغ لگایا تھا اُس کی آبیاری اب آپ نے کرنی ہے اور اس طریقہ سے کرنی ہے کہ باغ کی کوئی کلی مرجھا نہ جائے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو استقامت نصیب فرمائے اور اپنے اکابر کے دینی مشن کی رکھوالی کرنے کی توفیق فرمائے۔

آمین ثم امین بجاہ النبی الکریم ﷺ

# مسلک دیوبند کے محافظ!

✍ حافظ عبدالجبار سلفی ☆

مسلک دیوبند کے بے لوث محافظ، سلوک وطریقت کے درخشندہ ستارے، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے خلیفہ وشاگرد، حنفی المشرب، اکابر واسلاف کا نمونہ، تقوی وطہارت، اور مختلف صفات سے باوصف۔ زبان وقلم کے بادشاہ، اپنی بات کے استدلال میں بے مثال، وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم، شمشیر بے نیام حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کی وفات حسرت آیات کا ام کرام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ایک شعر نوک زباں پر آ جاتا ہے۔

لو كانت الدنيا تدوم لواحد

لكان رسول الله فيها مخلدا

یعنی اس دنیا کے اندر کسی فرد واحد کو بھی ہمیشہ زندہ رہنے کی صلاحیت ہوتی تو یہ اعزاز میرے سرتاج، میرے آقا ومولی صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوتا کہ وہ ہمیشہ اس دنیا میں رونق افروز رہتے۔ حضرت اقدس کی ''ہشت پہلو'' شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ حضرت کا وجود علم وعمل کا جیتا جاگتا نمونہ تھا۔ آپ کی ہر سانس، ہر صدا، اور ہر جنبش قلم، علم وفضل کی ترقی، اسلام کی سربلندی، اور امت مسلمہ کی نشاۃ ثانیہ کے لیے بے تاب، اور سرگرم عمل تھی۔ مسلک دیوبند اور مذہب اہل سنت وجماعت کے دفاع کے لیے ننگی تلوار تھے اور اس میدان میں آپ نے تن تنہائی اداروں سے بڑھ کر کام کیا۔ مختلف فتنوں کے خلاف آپ نے تحقیقی مضامین کا ایسا ذخیرہ چھوڑا ہے کہ امت کو تشنگی کا شکوہ ہی نہ رہے۔ افسوس کہ موت نے ''ایسے گوہر آبدار'' کو ہم سے چھین لیا۔ جس کی اس ''مفلس'' سنی قوم کو کافی ضرورت تھی۔ ''گردشِ دوراں'' اور ''طوفانِ فنا'' نے ایک اور مشعل کو ہمیشہ کے لیے گل کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون.

حضرت اقدس رحمہ اللہ کا میدانِ تصنیف میں قلم کا یہ اعجاز تھا کہ جس موضوع پر بھی قلم اُٹھاتے۔ وہ

---

☆ خطیب جامع مسجد ختم نبوت، ملتان روڈ لاہور

سنی، تحقیقی، تاریخی اور تنقیدی جیسا بھی ''مغلق'' موضوع ہوتا آپ اس پر ایسے دلائل رقم فرماتے کہ موضوع کا حق ادا ہو جاتا...... فرقِ باطلہ کے تعاقب میں آپ نے مختلف کتابیں لکھ کر ان کو بے نقاب کیا ہے۔ خصوصاً شیعیت، خارجیت اور مودودیت کا مؤثر رد کیا اور اگر اس دوران کسی نے ''دیوبندیت'' کا لبادہ اوڑھ کر اکابرینِ دیوبند کے مسلک حق کے خلاف قدم اٹھایا تو حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ ان سے بھی غافل نہیں رہے۔ مسلک پر سختی سے کاربند تھے۔ راقم الحروف جب لاہور سے بیعت کرنے کی غرض سے چکوال گیا تو حضرت والا کی مجلس میں بیٹھ کر خود سنا ''کہ میں اکابر علماء دیوبند کا مردہ جامد، اور اندھا مقلد ہوں'' ......سبحان اللہ! بلاشبہ اسلاف سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی محبت قابلِ رشک بھی تھی اور قابلِ تقلید بھی۔ جن خوش قسمت حضرات کو حضرتِ اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی وہ جانتے ہیں کہ ان کی زندگی اتباعِ سنت کی ''تجلیات'' سے منور تھی۔ وہ اپنے ''شگفتہ قلم'' اور ''مشفقانہ تکلم'' سے شبانہ روز اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع میں مصروف رہتے تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی متواضع شخصیت اور ''شیریں گفتگو'' اپنی طرف کھینچتی تھی۔ اور ان کا ''حکیمانہ انداز'' تخاطب ونگارش قلوب میں گھر کرتا تھا۔ حضرت والا مختلف فتنوں کے متعلق انتہائی ''بے چین'' رہتے تھے، اور کسی شخصیت کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے ''مجاہدانہ جذبے'' سے ان کی سرکوبی کے لیے ''آمادۂ پیکار'' رہتے تھے۔ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ کا معاملہ ہو، یا حضرات صحابہ واہل بیت رضی اللہ عنہم کے تقدس کا معاملہ ہو۔ ہر میدان میں آپ رحمۃ اللہ علیہ سینہ سپر رہتے تھے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے معروف ''صاحبِ طریقت'' بھی تھے، ان کے ''سوز دروں'' نے بے شمار متلاشیانِ حق کے اطوارِ زندگی بدل ڈالے۔ عوام الناس میں ایک بہت بڑا ''سنجیدہ طبقہ'' حضرت کا عقیدت مند اور ''دلدادہ'' تھا۔ وہ اہل سنت کا ایک ''قیمتی اثاثہ'' تھے۔ وہ مردِ درویش اور مردِ قلندر تھے۔ مادی وسائل نہ ہونے کے باوجود ''ان کے نالۂ ہائے نیم شبی'' کی بدولت اسلام اور اہلِ اسلام کے مسائل ومشکلات کے لیے وقف تھی۔ اللہ پاک کی ذات ''قادر'' ہے جو ناممکن کو ممکن بنا سکتی ہے۔ مگر بظاہر اس قحط الرجال میں یوں نظر آتا ہے کہ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کا خلاء شاید کبھی پورا نہ ہو سکے۔ قادیانیت، رافضیت اور ''مماتیت'' آپ کا وجود برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ تمام مصالحت سے بے نیاز ہو کر ''فتنوں'' کے سامنے پوری جرأت سے ڈٹ جانے والا ''وہ چراغِ روشن'' گل ہو گیا......

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے، چمن میں دیدہ ور پیدا

حضرت کا شمار ''اکابرین'' میں ہوتا تھا۔ اکثر سنی جماعتوں کی قیادت حضرت والا سے مختلف امور میں مشورہ کرتی تھی۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے کو اہمیت دی جاتی تھی۔ مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ ''اصاغر'' کی بھی ''دلجوئی'' فرماتے تھے۔ ان کی پوری اصلاح فرماتے تھے۔ راقم الحروف کا یہ ذاتی تجربہ ہے'' کہ آج کل بڑے بڑے حضرات تکلفات اور تصنع و بناوٹ'' کی ''دلدل'' میں پھنس کر ''کبر و نخوت'' کے مریض بن جاتے ہیں۔ مگر حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کو ''پیکر عجز و نیاز'' کہہ دیا جائے تو بجا نہ ہوگا۔ راقم الحروف بیعت ہونے سے قبل آپ کی کتابوں سے متاثر ہوا تھا۔ خصوصاً آپ کی مشہور کتاب ''بشارت الدارین بالصبر علی شہادت الحسین'' نے تو انقلاب برپا کر دیا۔ یہ ردِ ماتم پر ایک لاجواب کتاب ہے۔ اور اسی موضوع پر آپ کی ایک مختصر مگر نہایت جامع کتاب ''ہم ماتم کیوں نہیں کرتے ہے'' جس میں اہل سنت کے نظریئے کو کتاب و سنت سے پیش کر کے ''رافضیت کے ایوانوں میں'' ہلچل'' مچا دی گئی ہے۔ آپ کی بزرگی اور تقویٰ کا معترف تو ''مخالف'' بھی تھا۔ چنانچہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے دامنِ ولایت سے وابستہ ہونے کی ٹھان لی، اور حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب مدظلہ آف بھکر (امیر جمعیت علماء اسلام صوبہ پنجاب) کی خدمت میں راقم حاضر ہوا، حضرت مدظلہ نے ''سفارشی'' رقعہ دیا اور ساتھ ہی تحریک خدام اہل سنت کے مبلغ مولانا قاری محمد عبیداللہ صاحب نے بھی ایک ''چٹھی'' دی اور راقم چکوال پہنچ گیا۔ جناب حافظ عبدالوحید حنفی صاحب نے ''انٹرکام'' پر بتلایا کہ لاہور سے مہمان آئے ہیں اور زیارت کے مشتاق ہیں۔ حضرت والا نے کمالِ شفقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اجازت مرحمت فرمائی۔ الحمدللہ زیارت ہوئی حضرت کے ہاتھ پر بیعت بھی ہوئی اور کافی دیر حضرت نصیحت فرماتے رہے۔ فرمایا کہ تمام فتنوں کے خلاف ڈٹ کر کام کرو۔ میں نے کہا حضرت میرے پاس آپ کی تصنیف ''کشفِ خارجیت'' نہیں ہے۔ تو فرمایا یہ کافی ساری کتابیں نایاب ہیں۔ اور پھر ساتھ ہی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ''دولت خانے'' پر موجود اپنی ذاتی کتاب ''کشف خارجیت'' نکالی اور میری طرف بڑھاتے ہوئے فرمایا، لو اس کو پڑھ لو۔ یہ تمہاری ہے۔ آج کے اس دور میں ''چھوٹوں'' سے اتنی شفقت، محبت اور پیار دینے والا ڈھونڈنے سے بھی ''کم ہی ملتا ہے۔''

## حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ فتنوں کے تعاقب میں!

دنیا میں جو بھی فتنہ پھیلتا ہے وہ اپنا ایک اثر ضرور دکھاتا ہے۔ پھر علماءِ حق آگے بڑھ کر اس فتنے کے

ساتھ ''چوکھی'' لڑائی لڑتے ہیں، حق و باطل کی کشمکش جاری رہتی ہے اور بالآخر حق کے سامنے نہ ٹھہرتے ہوئے باطل چاروں شانے چت ہو جاتا ہے۔ علماءِ دیوبند کا ہر دور میں یہ طرۂ امتیاز رہا ہے کہ انہوں نے فتنوں کی سرکوبی کرتے ہوئے حق کو واضح کیا اور اپنا فرض منصبی ادا کیا۔ اس دور میں حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے پوری للکار کے ساتھ ''باطل فتنوں'' کا تعاقب کیا ہے۔ آپ کی تقریریں تو بے شمار ہیں لیکن ذیل میں ہم آپ کی تصانیف کا مختصر اذکر کریں گے جو رہتی دنیا تک اہل باطل کے سروں پر تلوار کی طرح لٹکتی رہیں گی۔

①

۱۳۹۳ھ میں شیعوں نے ماتم کے جواز میں ایک کتاب بنام ''فلاح الکونین فی عزاء الحسین'' لکھی اور پورے ملک یہ کتاب تقسیم ہوئی۔ حسبِ عادت کتاب ہذا میں شیعہ حضرات نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بالخصوص خلیفۂ اول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر تبرا کیا۔ اس کتاب کی اشاعت کے بعد حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ بھلا چین سے کہاں بیٹھتے۔ چنانچہ ایک ضخیم اور لاجواب کتاب آپ نے اس کے جواب میں لکھی جس کا نام ''بشارۃ الدارین'' ہے۔ دنیائے رافضیت تا صبح قیامت اس کا جواب دینے سے عاجز ہے۔ لیکن اس کتاب کی موجودگی میں ایک ایسی کتاب کی ضرورت تھی جو مختصر ہوتی اور عوام الناس جسے بآسانی سمجھ پاتے۔ چنانچہ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے بیس صفحات پر مشتمل ایک کتابچہ بنام ''ہم ماتم کیوں نہیں کرتے؟'' لکھا اور یوں کم علم رکھنے والے حضرات کی تشنگی بھی دُور ہو گئی۔

②

جماعت اسلامی کے بانی ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے پوری امت کو حتی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور انبیاء کرام کو بھی آڑے ہاتھوں لیا ہے۔ جن کے متعلق شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بجا فرمایا ہے کہ مودودی صاحب جب ''تہذیب جدید اور الحاد و زندقہ'' کے خلاف قلم اٹھاتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ دارالعلوم دیوبند کا شیخ الحدیث گفتگو کر رہا ہے اور دوسرے ہی لمحے جب وہ اہل حق کے خلاف خامہ فرسائی فرماتے ہیں تو محسوس ہوتا ہے کہ مولانا نے مسٹر پرویز، یا غلام احمد قادیانی کا قلم کھینچ لیا ہے۔ [اختلاف اُمت اور صراط مستقیم، حصہ اوّل]

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ بھی مودودیت کو بہت بڑا فتنہ قرار دیتے تھے۔ اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا بالکل واضح اور بے لچک موقف تھا کہ مودودیت و شیعیت ایک سکے کے دو رُخ ہیں۔ چنانچہ آپ نے

تحریراً تقریراً اس فتنے کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی۔ چنانچہ ۱۹۵۸ء میں حضرت نے ایک کتاب ''مودودی جماعت کے عقائد و نظریات پر ایک تنقیدی نظر'' کے نام سے شائع کی جو بہت مقبول ہوئی اور اسی دوران آپ نے ایک اور کتاب ''مودودی مذہب'' شائع کی...... ان دو کتابوں کی اشاعت کے بعد ''قصر مودودیت میں گویا بھونچال آ گیا''......اور اگست ۱۹۶۱ء میں دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے سابق مدرس مولانا محمد یوسف صاحب نے ایک کتاب ''علمی جائزہ'' لکھی جس میں انہوں نے اپنی پوری طاقت سے مودودی صاحب کا دفاع کیا۔ پھر حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ''علمی جائزہ'' کے جواب میں تقریباً ساڑھے چار سو صفحات پر مشتمل کتاب ''علمی محاسبہ'' لکھی اور مودودی ''وکلاء'' کو چھٹی کا دودھ یاد دلا دیا......اس کے علاوہ ''عقیدہ عصمتِ انبیاء اور مودودی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور مودودی، کھلی چٹھی بنام مودودی صاحب، جوابی مکتوب بنام قاضی حسین احمد وغیرہ اہم اور شاہکار کتب ہیں۔

............۴............

وطنِ عزیز میں رافضیت کی طرح ''خارجیت'' کا فتنہ بھی ''بال و پر'' نکالے ہوئے ہے اور غالباً یہی گروہ یزید کا بھی ''بلا اُجرت'' وکیل ہے۔ آئے روز یہ طبقہ اپنے گمراہ کن نظریات پھیلاتا رہتا ہے۔ پاکستان میں فتنۂ یزیدیت کا بانی محمود احمد عباسی ہے اور عباسی ہی کے متاثرین میں سے مولانا محمد اسحاق سندیلوی صاحب (کراچی) بھی تھے، جنہوں نے عباسی مشن کو آگے بڑھایا، چنانچہ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے دو حصوں پر مشتمل ایک ضخیم کتاب ''خارجی فتنہ'' لکھی۔ جو علمی و تحقیقی حلقوں میں بہت ہی زیادہ پسند کی گئی۔ اس کتاب کا ایک فائدہ یہ بھی ہوا کہ اس پر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ماہنامہ ''بینات'' میں تبصرہ کیا جس کی وجہ سے مولانا اسحاق سندیلوی جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن سے مستعفی ہو گئے تھے۔ اسی کتاب کے متعلق حضرت مولانا سید انور حسین شاہ صاحب نفیس مدظلہ لکھتے ہیں......اس فتنے کی بیخ کنی کے لیے اللہ تعالیٰ نے زبدۃ العلماء عمدۃ الصلحاء مولانا قاضی مظہر حسین کو منتخب فرمایا ہے۔ حضرت مولانا محمد عبیداللہ صاحب (مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور) اس کتاب کے متعلق لکھتے ہیں...... حضرت قاضی صاحب زید مجدہ نے اہل حق کے مسلک کو مفصل اور مدلل بیان فرما کر اہل سنت و جماعت پر احسانِ عظیم فرمایا ہے۔ ۱۹۸۶ء میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور کتاب ''کشف خارجیت'' لکھ کر خارجیوں کو ناکوں چنے چبوائے۔ اس کے علاوہ ہر تقریر میں اور خصوصاً اپنے ماہنامہ جریدہ حق چار یار رضی اللہ عنہم میں قسط وار خارجیت کا تعاقب کرتے رہے۔

4

## فتنہ مماتیت کا تعاقب!

اہل سنت و جماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ بعد از وصال انبیاء علیہم السلام کی اپنی قبور میں وہ کیفیت نہیں ہوتی جو عام انسانوں کی ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"الانبیآء احیآء فی قبورھم یصلون ." انبیاء، اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔ چودہ سو سالوں میں کسی مسلمان نے اسی عقیدے کا انکار نہیں کیا حتی کہ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے تلمیذ حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ اپنی انفرادی رائے اور سوچ کے باوجود اس عقیدۂ حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار نہیں فرماتے۔ پاکستان میں اس فتنے کے سرخیل جناب سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری ہیں۔ چنانچہ شاہ صاحب اور جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ کے دیگر مبلغین خصوصاً مولوی احمد سعید چتروڑ گڑھی۔ ''بے باکی'' سے حیات فی القبر کا انکار کر کے علماءِ حق پر فتوؤں کی بوچھاڑ کرتے رہے۔ ان حالات میں جب علماء حق دفاعِ مسلک کا جذبہ لے کر میدان میں اترے تو حضرتِ اقدس رحمۃ اللہ علیہ علماءِ کرام کے گروہ کے گویا ''پیروکار'' تھے۔ آپ نے اپنی ہر تقریر، اور ہر بڑی کتاب میں اس پر روشنی ڈالی ہے اور ''کشف خارجیت'' ہی میں کچھ صفحات پر آپ نے اس فتنے کا تعاقب کیا۔ جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی صاحب نے اپنے فتوے پر دستخط کے بعد رجوع کیا تھا، یہ مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق تھا۔ حضرت مفتی صاحب نے کہا کہ یہ مسئلہ پیدا کر کے یہودیوں اور دین کے دشمنوں کے ہاتھ مضبوط کیے جارہے ہیں، اور مزید کہا یہ مسئلہ اہل سنت و جماعت میں شامل ہونے یا خروج کا معیار نہیں سمجھتا (حالانکہ تمام علماءِ کرام اس پر فتویٰ دے چکے ہیں کہ حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر اہل سنت و جماعت سے خارج ہے اور متعدد علماءِ حق کے یہ فتاویٰ ہم نے اپنی کتاب ''مناظرہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' کے اندر درج کر دیئے ہیں۔) چنانچہ جب آپ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ کے تن بدن میں آگ لگ گئی کہ اتنے بڑے ادارے کے اندر رہتے ہوئے اتنی غیر ذمہ داری کہ ایک اصولی مسئلہ کو نظر انداز کر دیا ہے۔ تو ماہنامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم دسمبر ۲۰۰۰ء کے شمارہ میں حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے انتہائی درد دل کے ساتھ تقریباً پندرہ صفحات پر مفتی صاحب کے اسی غلط نظریئے کا رد کیا..... آج ''شخصیت پرستی'' کے اس نازک دور میں اگر کوئی مسلک کو داؤ پر بھی لگا دے تو ''قد آور'' شخصیت ہونے کی وجہ سے ''صرف

نظر'' کر دیا جاتا ہے مگر حضرت رحمہ اللہ کے نزدیک سب سے پہلے ''مسلک کی آبرو'' ہوتی اور بارہا کہ حضرات کے منہ سے سنا کہ ہر ایک پر تنقید اچھی نہیں ہوتی۔ مصلحت سے کام لینا چاہیے وغیرہ...... مگر حضرت رحمہ اللہ کی ''مستقل مزاجی'' کی داد دیجئے کہ ''طعنوں کے نشتر چلتے رہے، تنقیدات کی آندھیاں چلتی رہیں'' مگر آپ ''استقامت'' کا کوہسار تھے اور اس موقعہ پر حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ کی وہ بات یاد آجاتی ہے جب کسی نے پوچھا کہ آپ کے حضرت قاضی صاحب سختی بہت کرتے ہیں تو مولانا اوکاڑوی رحمہ اللہ نے جواب دیا اگر قاضی صاحب سختی چھوڑ دیتے تو آدھی دیوبندیت ''مماتیت'' اور آدھی ''خارجیت'' کا شکار ہو جاتی...... مولانا اوکاڑوی رحمہ اللہ کی اس بات سے سو فیصد اتفاق کیا جا سکتا ہے ...... غرضیکہ کون سا فتنہ ہے جو حضرت رحمہ اللہ کی ''تلوار کی کاٹ'' سے محفوظ رہا۔ بلاشبہ آپ نے مسلک کی وکالت کا حق ادا کر دیا ہے، اللہ پاک مولانا مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ آپ کے خدام، متوسلین کو حضرت کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق نصیب کرے۔ آپ کے دینی مدارس، جماعت، اور ادارہ حق چار یار رضی اللہ عنہم کو دن دگنی رات چوگنی ترقی نصیب کرے اور اللہ کرے کہ حضرت رحمہ اللہ کی جدوجہد اور محنت کی برکت سے ''وطن عزیز میں نظام خلافت راشدہ'' کا نفاذ ہو اور تب تک بلکہ تا صبح قیامت یہ دھرتی ''حق چار یار رضی اللہ عنہم'' کے نعروں سے گونجتی رہے۔

آہ! گلچین چمن تجھ سے نادانی ہوئی
پھول وہ توڑا کہ گلشن بھر میں ویرانی ہوئی

❀❀❀❀

# لایخافون لومۃ لائم کی عملی تفسیر

مولانا محمد فاروق ہزاروی ☆

۲۶ جنوری ۲۰۰۴ء عالم اسلام کی نابغۂ روزگار شخصیت، پاکستان میں علمائے دیو بند کی حقیقی شناخت، وکیل صحابہ و اہل بیت جی جیؒ خلیفۂ مجاز حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی ؒ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین ؒ اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

آہ! ؒ یہ لفظ زبان لینے کو تیار ہے نہ قلم لکھنے کو۔ آج کیسے یہ الفاظ اُس ذات کے لیے نکلیں جو ہم مریدین و کارکنان جماعت کے لیے اپنے والدین سے زیادہ شفیق اور اپنے اساتذہ سے زیادہ رہنما تھی۔ ہمیں تو ہر لمحہ و لحظہ اس مربی کی ضرورت ہے لیکن شاید ذات عالی کو یہی منظور ہے۔ کل من علیہا فان

وہ میرے زمانہ طالب علمی کے آخری ایام تھے، جب ۷۳۔۱۹۷۲ء میں ختم نبوت کی تحریک پورے ملک میں شروع ہو چکی تھی۔ چونکہ جہلم تحریک خدام اہل سنت کا دوسرا بڑا مرکز ہے۔ لہٰذا حضرت جی ؒ کی قیادت میں تین بسوں پر مشتمل ایک قافلہ جلوس کی صورت میں جہلم آیا، وہاں حضرت ؒ کے صاحبزادے قاضی محمد ظہور الحسین اظہر کا بیان ہوا۔ حضرت جی ؒ نے معترضین کے اعتراضات کے اپنے علم و حکمت سے خوب دلائل کے ساتھ جوابات دیئے۔ میں بذاتِ خود وہاں موجود تھا۔ حضرت جی ؒ کے علم و حکمت سے پر جوابات سن کر حضرت ؒ کی عالمانہ حکمت اور عارفانہ فضیلت کا تہہ دل سے قائل ہو گیا اور فیصلہ کر لیا کہ آئندہ ان شاء اللہ تا حیات حضرت ؒ سے منسلک رہوں گا۔

حضرت ؒ سے منسلک ہونے سے پہلے بھی میں تحریک خدام اہل سنت و جماعت کا کارکن تھا کیونکہ مشفق و مربی استاذ محترم جناب حضرت مولانا عبد اللطیف صاحب جہلمی ؒ تحریک خدام اہل سنت و جماعت صوبہ پنجاب کے امیر تھے اور میں انہی کے لگائے گئے شجر سدا بہار (جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم) میں انہی کے زیر سایہ حصول علم کی کوشش میں مصروف تھا۔ حضرت جی ؒ سے بیعت ہونے کے

---

☆ ہری پور، ہزارہ

بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی کامل واکمل ولایت اور علمی شخصیت سے پوری طرح آگاہی ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ہر مرید وساتھی کی ایسی رہنمائی کی کہ ہم یہ سمجھتے ہیں اگر حضرت رحمۃ اللہ علیہ نہ ہوتے تو شاید ہی ہم اس پرفتن دور میں اسلاف کے حقیقی مسلک پر کاربند رہ سکتے۔

حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ پاکستان بننے کے بعد سے ۱۹۶۰ء تک جمعیت علمائے اسلام سے منسلک رہے۔ ۱۹۵۶ء میں جب جمعیت کی نشاطِ ثانیہ ہوئی اور حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کو امیر چنا گیا۔ اس وقت حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ضلع جہلم کا امیر مقرر کیا تھا۔ پھر جب ۱۹۵۸ء میں ایوب خان نے سیاسی جماعتوں پر پابندی لگا دی تو جمعیت کا نام تبدیل کر کے نظام العلماء رکھا گیا۔ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان بندی کی وجہ سے نظام العلماء کی قیادت مولانا شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کر دی گئی جنہوں نے حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی مجلس شوریٰ میں شامل کر لیا۔ جب ۱۹۶۲ء میں سیاسی جماعتیں بحال ہوگئیں تو حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ جمعیت علماءِ اسلام کے امیر مقرر ہوئے (اسی سال حضرت لاہوری وفات پا گئے تھے) حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کو شمالی پنجاب کا ناظم اعلیٰ اور ۱۹۶۵ء میں امیر مقرر کر دیا تھا۔ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کے زیر سایہ ۱۹۶۵ء سے لے کر ۱۹۷۰ء تک جمعیت علماء اسلام نے پنجاب میں ریکارڈ ترقی کی۔

۱۹۶۹ء میں جماعت اسلامی اور دیگر سیکولر جماعتوں سے اشتراک اور ۱۹۷۰ء میں متحدہ دینی محاذ (جس میں خاکسار تحریک بھی شامل تھی) حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کی جمعیت سے علیحدگی کے اسباب ہیں۔ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ نے بروقت قائدین جمعیت کو جماعتِ اسلامی اور خاکسار سے علمائے دیو بند کے نظریاتی اختلاف اور اپنے احتجاج سے آگاہ کیا۔ لیکن حوصلہ افزاء جواب نہ ملنے پر تحریک خدام اہل سنت و جماعت کی بنیاد رکھی اور پیر طریقت رہبر شریعت ولی کامل حضرت خورشید احمد رحمۃ اللہ علیہ کو امیر مقرر کر کے کام شروع کر دیا۔ اسی جماعتی پلیٹ فارم سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوری استقامت سے مسلک علمائے حق کا تحفظ اور پرچار کیا۔ اس پرفتن دور میں جب صبح وشام نئے نئے فتنوں کی یلغار تھی ہر باطل اور گمراہ فتنے کا پورا پورا تعاقب کیا۔

تحریک خدام اہل سنت کے قیام کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لایخافون لومۃ لائم کی عملی تفسیر بن کر جس نے بھی ذرہ بھر اسلاف کے مسلک سے روگردانی کی پوری پوری سرزنش کی اور خلیفہ مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہونے کا پورا پورا حق ادا کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے رفیق خاص حضرت جہلمی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ تحریک خدام اہل سنت و

جماعت چار طرفی جنگ لڑ رہی ہے۔ یعنی چاروں اطراف سے باطل کا مقابلہ کر رہی ہے اور کیوں نہ کرتی اس جماعت کی قیادت مجدد العصر قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں تھی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ردّ مودودیت میں بیسیوں کتب و رسائل تصنیف کیے۔ عالم اسلام کو اس باطل گروہ اور اس کی ریشہ دوانیوں سے خبردار کیا۔ خلفاءِ راشدین کی محبت تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اندر گھر کیے ہوئے تھی۔ خلفاء ثلاثہ کے خلاف کسی بھی فتنہ (رافضیت ہو یا مودودیت) نے جب بھی زبان و قلم چلائی تو حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا بھرپور جواب دیا۔ خلیفۂ چہارم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دفاع میں خارجی فتنہ کا بھرپور تعاقب کیا اور کشف خارجیت و خارجی فتنہ جیسی مقبول العصر کتابوں سمیت کئی دیگر کتب تصنیف کیں اور دفاع علی رضی اللہ عنہ کا کما حقہ حق ادا کر دیا۔ دفاع معاویہ رضی اللہ عنہ کے عنوان پر بھی کام کیا اور کاتب وحی پر دو کتابیں تصنیف کیں۔ رافضیت، مودودیت و خارجیت کے لیے ننگی تلوار '' خلافت راشدہ حق چار یار رضی اللہ عنہم '' کے نعرہ کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا۔ ہر محفل، ہر مجلس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین و معتقدین یہ نعرہ لگا کر خلفاء راشدین کی عظمت کا برملا اعلان کرتے ہوئے دشمنانِ صحابہؓ و اہل بیتؓ سے اعلان جنگ کرتے ہیں اور انہیں ذکر چار یار رضی اللہ عنہم سے ان کے منطقی انجام کی خبر دیتے ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مسلک علمائے دیوبند کا پوری طرح حق ادا کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اہل سنت کے ترجمان دین مبین کے مبلغ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے مداح تھے۔ علمائے حق کے مسلک سے پھر جانے، عالم اسلام کے اجماعی عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہو جانے کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مماتی برادری کو بھی آڑے ہاتھوں لیا اور اپنی پوری زندگی مسلک علمائے دیوبند کے اس بنیادی عقیدہ کا تحفظ اپنی تحریر و تقریر سے کیا۔ اپنے سپاہی حضرت علامہ امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کو اس بنیادی اسلامی عقیدہ پر تحقیقی و تصنیفی کام کرنے کے لیے منتخب فرمایا۔ حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے تحفظ کے لیے بیسیوں مناظرے کیے اور سینکڑوں تحریریں مرتب کیں۔ اس کے علاوہ پاکستان میں خصوصاً اور پورے عالم اسلام میں عموماً رواج پانے والی بدعتوں کے قلع قمع کی کوشش کیں۔ انگریز کے پروردہ فتنوں (جماعت المسلمین و غیر مقلدین) کا بھی تعاقب فرمایا، علماء حق کے قافلہ میں سے بھی کوئی لغزش کھا گیا تو اس کی بھی سرزنش کی اور اس کی غلطی کو درست فرمایا.........

حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ نے علماءِ حق کے مسلک کی ترجمانی کے لیے ایک مستقل ماہنامہ (حق چار یار رضی اللہ عنہم) لاہور سے اپنی سرپرستی میں شروع کروایا جو ابھی تک مسلک حق کی ترجمانی کرتا چلا آ رہا ہے اور ان شاء اللہ

مکتب دیوبند کے سپاہی اسے قیامت تک جاری و ساری رکھیں گے۔ حضرت جی ؒ صحیح معنوں میں اسلاف کی نشانی تھے۔ حضرت، نبی ؒ کے خلیفۂ مجاز اور ان کی شخصیت کے آئینہ دار تھے۔ ولایت و حکمت آپ ؒ کے چہرہ، لباس وضع وقطع حتیٰ کے ہر عمل سے ٹپکتی تھی۔ حضرت جی ؒ کی وفات تو عالم اسلام کا اتنا بڑا سانحہ ہے کہ اسے مدتوں بھلایا نہیں جا سکتا۔ آپ ؒ کا خلا شاید ہی پُر ہو سکے۔ بقول شاعر.....

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

اللہ تعالیٰ آپ ؒ کے مرقد منورہ پہ کروڑ ہا رحمتیں و برکتیں نازل فرمائے۔ آپ ؒ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ ہم مریدین اور آپ ؒ کے تمام احباب و اقرباء کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

❀❀❀❀

# صفات اکابر کے مظہر

جناب عمر فاروق سرگودھوی ☆

محترم قارئین! فانی دنیا میں کسی کو بقا نہیں لیکن خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو کامیاب زندگیاں گزار گئے۔ انہی کامیاب شخصیات میں ایک ایسے بھی بزرگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ خوبیاں، اور کمالات جو انسان کو حاصل ہوتی ہیں ہر ایک خوبی ان کو عطاء فرمائی تھی۔ اُن خوبیوں کی بناء پر بڑے بڑے اصحابِ فضل وکمالات اُن کے مرتبے سے آشنا اور اُن کے مقام سے باخبر تھے۔ ان کی خداداد ذہانت اور معاملہ شناسی کسی سے ڈھکی چھپی نہ تھی۔ یہ ایسے شخص تھے جنہوں نے زندگی کو خوب برتا تھا۔

ہم نے حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کی حکمت کو تو سنا تھا لیکن زیارت نہ ہوئی، حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کی فقاہت کا مطالعہ کیا لیکن زیارت سے محروم رہے، شیخ الہند رحمہ اللہ کی جرأت کو پڑھا لیکن ان کو دیکھ نہ سکے، حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی بصیرت ہمیں سنائی گئی لیکن ہم اُن سے بھی فیض حاصل نہ کر سکے، حضرت کشمیری رحمہ اللہ کی ذہانت کا مطالعہ کیا لیکن ان کو بھی نہ دیکھ سکے، حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی عزیمت کو بھی سنا لیکن اُن کی بھی زیارت نہ ہو سکی۔ حضرت الیاس رحمہ اللہ کی دعوت وتبلیغ کو بھی سنا لیکن اُن کو بھی دیکھنا نصیب نہ ہوا، شمس الحق افغانی رحمہ اللہ کا درس وتدریس بھی سنا لیکن دیکھ اُن کو بھی نہ سکے۔ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ کا زہد اور تقویٰ بھی پڑھا لیکن زیارت نہ کر سکے۔ لیکن ہم خوش نصیب ہیں کہ ہم نے حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کی حکمت، حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کی فقاہت، شیخ الہند رحمہ اللہ کی جرأت، حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی بصیرت، حضرت کشمیری رحمہ اللہ کی ذہانت، حضرت مدنی رحمہ اللہ کی استقامت، حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کی عزیمت، حضرت الیاس رحمہ اللہ کی دعوت وتبلیغ، حضرت عثمانی رحمہ اللہ کی پرہیزگاری، حضرت افغانی رحمہ اللہ کی تدریس اپنے محبوب قائد کی شکل میں دیکھی۔ الحمد اللہ

☆ متعلم جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم

بقول مولانا اوکاڑوی! اگر ہمارے قائد حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہ ہوتے تو بعض دیوبندی مماتی ہو جاتے اور بعض مودودی، ہمارے قائد اللہ تعالیٰ کے ایسے ولی تھے جن کے دل میں اللہ کے سوا کسی کی عظمت نہ تھی۔ وہ نہ تو مالداروں سے دبتے نہ شاہوں سے ڈرتے تھے۔ نہ سرمایہ داروں کی خواہش نہ اُن سے کوئی امید اور نہ تعریف کی آرزو تھی اور نہ ہی تنقید اور ملامت اُنہیں راہ استقامت سے ہٹا سکتی تھی۔ اللہ تعالیٰ پر کامل یقین اور توکل تھا۔ کسی کی محبت، دشمنی، وصل اور فراق سب اسی کی رضا کے لیے تھا جن کا اوڑھنا بچھونا علم تھا۔ صبح سے شام تک، مسجد سے درس گاہ تک، سفر سے حضر تک ہمارے قائد کا ہر ہر لمحہ علم و عمل اور مذہب اہل سنت و جماعت کی اشاعت کے لیے وقف تھا۔ ہمارے قائد کو نہ تو سیاست سے دلچسپی تھی نہ ہی جلسے جلوسوں کی گرم بازاری سے کوئی تعلق تھا، اُن کی مجلس، غیبت اور چغلی سے پاک ہوتی تھی۔

ایسے مربی جن کی شخصیت نے ہزاروں کی کایا پلٹ دی، اللہ کے باغی مطیع بن گئے۔ سنت کا مذاق اڑانے والے سنت سے محبت کرنے لگے۔ دُنیا کی محبت میں دیوانہ ہونے والوں نے استغناء کی چادر اوڑھ لی، بدنظری کرنے والوں نے عفت وحیاء کا سرمہ لگالیا۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر ایسی تھی جہاں میں دل کا درد بھی تھا اور اصلاح کی دعوت بھی، ایمانی پکار بھی تھی، جہادی للکار بھی، بعض سادہ لوح اپنوں کا احتساب بھی تھا اور دشمنوں کا جواب بھی اور تقریر سے ایسا کام کیا جس کی مثال قریب زمانہ میں ملنا مشکل ہے۔ اسی لیے تو جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا کہ آپ نے پورے پاکستان کا دورہ کیا لیکن تقریر کی غرض سے کبھی جہلم اور چکوال نہ گئے تو فرمانے لگے کہ وہاں میرے دو روحانی باپ کام کر رہے ہیں۔ میری کوئی ضرورت نہیں اور یہ ایک حقیقت تھی جس کو انہوں نے واضح فرمایا۔

انہوں نے اپنی زندگی ما انا علیہ واصحابی اور مذہب اہل سنت و جماعت کے لیے وقف کی تھی اور یہی سبق ہمیں دے کر ۲۶ جنوری بروز پیر ہم سے جدا ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون.

❀❀❀❀

# قائداہل سنت رحمۃ اللہ علیہ سے یادگار ملاقات

قاری حبیب الرحمٰن عابد ☆

اسلام آباد کی جامع مسجد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ میں مؤذن ہونے کے ناطے میری ملاقات مسجد ہذا کے خطیب مولانا عبدالستار صاحب سے ہوئی جو چکوال کے رہائشی تھے۔ ان کی زبانی یہ پتہ چلا کہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے شرعی تحفظ کا خاص جذبہ عطا فرمایا ہے۔ جو دفاع صحابہ رضی اللہ عنہم میں ہر وقت اپنے آپ کو قربان کرنے کے لیے تیار رہتے ہیں۔ دسمبر ۱۹۹۵ء میں اسلام آباد کو خیر آباد کہہ کے ہری پور لطیف گھی انڈسٹریز حطار میں امام مسجد کی ڈیوٹی پر تعینات ہوا تو وہاں کے سیکورٹی آفیسر حاجی محمد صدیق جو ریٹائرڈ کپتان ہیں قبلہ قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کے پکے مرید موجود تھے۔ وہ جب بھی حضرت کا ذکر کرتے تو اس عقیدت سے کہ ان کی آنکھوں سے برسات شروع ہو جاتی اور میں اکثر ان سے ماہنامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم کا مطالعہ کرتا تھا۔ وہ اکثر و بیشتر کہتے کہ حضرت کا ہم پر بڑا احسان ہے کہ ہماری بھٹکتی کشتی کو ساحل دکھایا اور ہمیں حقیقی معنوں میں اللہ تعالیٰ اور آپ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے حقیقی وابستگی دکھائی۔ ایک دن میں حسب معمول رات سو گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ خواب میں ایک بڑے شہر سے گذر رہا۔ وہاں سے آواز آ رہی تھی میں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کون سے حضرت تقریر کر رہے ہیں؟ لوگ آپ کی تقریر میں اس قدر محو تھے کہ آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ یہ قاضی مظہر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو امی عائشہ رضی اللہ عنہا کے فضائل بیان کر رہے ہیں۔ اس دن سے میرے دل میں ایک تڑپ سی پیدا ہوئی اور آپ سے ملاقات کا شوق پیدا ہوا۔ میں نے حاجی صدیق صاحب سے خواب بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ آپ ضرور حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کریں۔ چونکہ ان دنوں حضرت رحمۃ اللہ علیہ ڈی۔ ایس۔ پی چوہدری یوسف کے مقدمہ قتل میں ناحق گرفتار ہو کر اڈیالہ جیل میں بھیجے گئے۔ وہاں سے وفاقی وزیر صحت کی ذاتی دلچسپی سے کمپلیکس ہسپتال معائنہ کے لیے لائے

---

☆ خطیب جامع مسجد لطیف گھی انڈسٹری، حطار، ہری پور

گئے۔ جہاں خرابی صحت کی وجہ سے آپ کو ہسپتال میں علاج معالجہ کے لیے داخل کیا گیا۔ میں ہری پور سے سیدھا اسلام آباد جامع مسجد اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ میں اپنے ایک دوست قاری ہدایت اللہ جو وہاں موذن تھے کے پاس گیا کیونکہ وہ حضرت کے پرانے مریدوں میں سے تھے۔ انہیں بتایا کہ حضرت کمپلیکس ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ ان کی عیادت کرتے ہیں اور ساتھ ہی ملاقات کا شرف حاصل کرتے ہیں۔ ہسپتال پہنچنے پر پتہ چلا کہ ملاقات کا ٹائم نہیں ہے۔ آپ واپس چلے جائیں لیکن مایوس ہو کر جونہی گیٹ سے نکلنے لگے ایک شخص سے ملاقات ہوگئی۔ جس نے ایک خفیہ راستہ بتایا کہ وہاں سے آپ جا سکتے ہیں۔ وہاں ایک لال داڑھی مبارک والے ایک بزرگ زیر علاج ہیں جن کے ساتھ ایک باڈی گارڈ اور ایک پولیس ملازم بھی ہے۔ ہم مختلف راستوں سے ہوتے ہوئے حضرت کے کمرہ کے سامنے پہنچ گئے۔ وہاں دستک دینے پر آپ کے باڈی گارڈ نے دروازہ کھولا اور ہمیں دیکھ کر پوچھا کہ خیریت ہے؟ ہم نے کہا کہ حضرت کی تیمارداری کے لیے حاضر ہوئے ہیں۔ حضرت اپنی چارپائی کے ساتھ ہی اٹیچ باتھ میں گئے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد باہر تشریف لائے۔ انہیں دیکھتے ہی میری آنکھوں کے سامنے خواب والا منظر آ گیا۔ حضرت نے اپنی پیاری مسکراہٹ سے شفقت فرماتے ہوئے حال واحوال دریافت کیا۔ میرے دوست جو پہلے ہی حضرت کے مرید تھے نے میرا تعارف کراتے ہوئے عرض کی کہ یہ میرے دوست قاری حبیب الرحمٰن عابد جو ہری پور انڈسٹریل اسٹیٹ میں امام مسجد ہیں۔ آپ کی تیمارداری اور بیمار پرسی کے لیے حاضر ہوئے ہیں۔ حضرت نے دوران گفتگو ارشاد فرمایا کہ اس پرفتن دور میں جب کہ لوگ طرح طرح کے وسوسوں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ اس وقت دفاع صحابہ رضی اللہ عنہم کی اشد ضرورت ہے۔ اسی لمحے حضرت کے چیک اپ کے لیے ڈاکٹروں کی تین رکنی ٹیم کمرے میں داخل ہوئی۔ انہوں نے نہایت احترام سے حضرت کی مزاج پرسی کی تو حضرت نے انہیں کہا کہ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر میرا معائنہ کریں اور صحیح رپورٹ پیش کریں کہ اگر واقعی میں قابل علاج ہوں تو مجھے ہسپتال میں رکھا جائے ورنہ مجھے واپس اڈیالہ جیل بھیج دیا جائے۔

تھوڑے ہی عرصہ بعد جب آپ کو جیل سے باعزت گھر بھیج دیا گیا تو ہم نے حضرت سے ملاقات کے لیے وقت کی درخواست کی جو حضرت نے ہمیں عنایت کر دیا۔ ہم یہاں سے اپنے ساتھیوں، مرید عباس، محمد امین اور دھن فائبر کے اشفاق بٹ کے ساتھ چکوال پہنچے تو حضرت نے ہمیں بعد از نماز مغرب ملاقات کا شرف بخشا۔ جب ہم آپ کے حجرہ میں گئے تو حضرت گرم چادر لیے تشریف فرما تھے۔ ہر طرف

کتابیں ہی کتابیں تھیں۔ حضرت نے اپنے معمولات سے فراغت کے بعد ہمیں فرداً فرداً خیریت بتانے کا حکم فرمایا اور نہایت ہی شفقت اور محبت بھرے انداز میں ہماری باتیں سنی۔ ہم نے آپ کے دست حق پر بیعت کی خواہش کا اظہار کیا۔ آپ نے ہمیں بیعت کرنے کے بعد وظائف اور تسبیحات بتائیں اور ان پر پابندی کرنے کو کہا اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے فضائل عام کرنے کی تلقین کی۔ ہم نے رات وہاں چکوال ہی قیام کیا اور صبح واپس لوٹے تو راستہ میں ایک ساتھی سے ملاقات ہوئی اور حضرت کے متعلق مزید ایمان افروز باتیں سننے میں آئیں۔ جن میں سے خصوصی طور پر یہ کہ حضرت کے اکثر مریدین کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کے صدقے انہیں اپنے گھر کی حاضری اور اپنے محبوب کے در کی زیارت نصیب کرائی۔ تو ہمارے دل میں ایک عجیب سی کیفیت منڈلانے لگی۔ تب اللہ تعالیٰ نے ہم کو بھی اپنے گھر کا دیدار کرنے کے لیے بلالیا۔ میں اور مرید عباس اسی سال اللہ تعالیٰ کے مہمان ہوئے۔ حضرت کی زندگی میں دو ملاقاتیں ہوئیں اور پھر آخری وقت آپ سے ملاقات تب ہوئی جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا وکیل اپنے صحابہؓ کی طرف لوٹ کر جارہا تھا۔ حضرت کی رحلت کی اطلاع مجھے بروز سوموار اپنے گھر پر ملی۔ جب میں فجر کی نماز پڑھا کر آرام کررہا تھا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بہت بڑے بزرگ کا انتقال ہوگیا اور لوگ جوق در جوق جارہے ہیں۔ اچانک دروازہ پر دستک ہوئی تو پتہ چلا کہ آپ کا فون ہے۔ فون سنا تو حضرت کے انتقال کی خبر ملی۔ اطلاع تھی کہ دو بجے جنازہ ہے۔ پھر ہم ساتھی چکوال پہنچے تو ہر آنکھ اشکبار تھی اور لوگ جوق در جوق جنازہ گاہ کی طرف آرہے تھے۔ نمازِ جنازہ کے بعد جب آخری دیدار کیا تو آپ کا چہرہ چاندنی رات کی طرح چمک رہا تھا اور وکیل صحابہؓ اس شان سے بارگاہِ ایزدی میں حاضر تھے۔ جیسے سو رہے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور اپنی جوارِ رحمت میں جگہ نصیب کرے اور آپ کے مشن کو جاری وساری رکھے اور آپ کے لگائے ہوئے دینی پودے تاقیامت پھلوں اور پھولوں سے لدے رہیں اور خلافتِ راشدہ (حق چار یار رضی اللہ عنہم) کے جھنڈے لہراتے رہیں۔

❁❁❁❁

# متکلم بھی، مصنف بھی

مولانا عابد الرشید ☆

صفحۂ قرطاس پر ان سطور کو لکھتے ہوئے دل انتہائی بوجھل ہے۔ قلم لرزہ براندام ہے۔ ہاتھ شل ہوتے ہوئے محسوس کرتا ہوں۔ ہمت مجتمع نہیں ہو پاتی۔ روح غمزدہ ہے۔ دل بے قرار ہے۔ اسی اثنا میں حقائق کی دنیا اپنی پوری حشر سامانیوں کے ساتھ سامنے آجاتی ہے کہ ازل سے ابد تک سورج کی شعائیں اس عالم رنگ و بو کو منور کرتی رہیں گی۔ ستاروں کی چمک پھولوں کی مہک، بلبل کی چہک، سبزے کی لہک، غنچوں کی چٹک، چاند کی چاندنی، سمندر کی طغیانی، موجوں کی روانی، درندوں کی دھاڑ، سانپ کی پھنکار، گلوں کی مہکار، خزاں اور بہار، گردشِ لیل ونہار، دریاؤں کا شور، ندیوں کا جوار بھاٹا، دکھ اور سکھ، خوشی اور غم، یہ تمام اشیاء اس کائنات ارضی کا حصہ ہیں اور رہیں گی۔ لیکن اس کائنات ارضی میں ان تمام چیزوں کو بھی ثبات نہیں ہے۔ فنا ہر چیز کا مقدر ہے۔ بقاء صرف رب کائنات کے لیے ہے۔ بقولہ تعالیٰ **کل شئی ھالک الا وجھہ**۔ انسانی برادری میں انبیاء کرام علیہم السلام جیسے نفوس قدسیہ بھی وقت مقررہ پر عالم فنا سے عالم بقاء کی طرف تشریف لے گئے۔ حضرت اقدس رحمہ اللہ کی وفات کی اطلاع مدینہ منورہ کی فضاؤں میں نمازِ تہجد کے وقت عالی قدر حافظ محمد مسعود امام مسجد الرحمہ نے بذریعہ ٹیلی فون ان الفاظ کے ساتھ دی کہ............

وہ جو بیچتے تھے دوائے دل وہ دوکان اپنی بڑھا گئے

دل پر ایک عجیب سی چوٹ لگی۔ لیکن معاً یہ خیال آیا کہ حضرت اقدس رحمہ اللہ نے اللہ کے فضل سے دین کی خدمت جس دل جمعی اور لگن کے ساتھ کی ہے۔ اس پر ہمیں فخر بھی ہے اور ہمارے لیے مشعل راہ بھی ہے۔ وہ شفیق ہستی کہ جس کا ہر پل اتباع سنت میں گزرا۔ جو وقت کے ولی کامل بھی تھے اور عظیم مجاہد بھی۔ بہترین متکلم بھی اور بہترین مصنف بھی۔ جو رزم سے بھی آگاہ تھے اور بزم سے بھی آشنا۔ جن کا حوصلہ پہاڑوں سے زیادہ بلند تھا۔ اور جن کے پائے استقلال میں ذرا بھی لغزش نہیں آئی۔ نوے (۹۰)

---

☆ مہتمم دارالعلوم خلفاء راشدین، راولپنڈی

سال سے متجاوز عمر، بڑھاپا، بیماری اور اڈیالہ جیل کی سختیاں بھی آپ کے جذبوں کو سرد نہ کرسکیں۔ آپ شجاعت اور استقامت کے اعلیٰ معیار پر فائز تھے۔ چکوال کے ایک ''بیمار ذہن'' اسمبلی ممبر نے ایک مرتبہ اپنے آرام کے خلل اور نیند خراب ہونے کا بہانہ بنا کر تھانیدار کو حکم دیا کہ خصوصاً آذانِ فجر لاؤڈ اسپیکر میں نہیں ہونی چاہیے۔ ایک مسجد کی آذان مکمل نہیں ہوتی، دوسری شروع ہوجاتی ہے۔ یوں بیک وقت آذان کے شور وغل سے میری نیند خراب ہوتی ہے۔ چنانچہ تھانیدار کے حکم پر تمام اسپیکر مساجد سے اتار لیے گئے۔ لیکن آفرین ہے حضرت رحمہ اللہ کی شجاعت پر کہ ایک اسپیکر اترنے کے بعد دوسرا لگا دیا گیا، پھر تیسرا اور چوتھا۔ یہاں تک کہ اس کو مجبوراً یہ حکم واپس لینا پڑا اور پھر اس شخص کی اندھی موت نے یہ ثابت کر دیا کہ دین کے امور میں مداخلت اور اہل حق سے ٹکراؤ کا انجام کتنا بھیانک ثابت ہوتا ہے۔ حضرت رحمہ اللہ کے بے شمار کارناموں میں سے ایک یہ بھی ہے...... چکوال عیسائی گرجے میں مسلمان طالبات کو اسکول کی تعلیم کے بہانے اپنے مذہب سے غافل یا عیسائی بنانے کی مذموم سازش کی گئی حضرت رحمہ اللہ نے صدائے احتجاج بلند فرمائی۔ کہ عیسائی پادری تعلیم کے نام پر مسلمانوں میں جو بے راہ روی پھیلانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ حضرت اقدس رحمہ اللہ کی کاوشوں نے اس کا قلع قمع کر کے رکھ دیا۔ حضرت رحمہ اللہ نے زندگی بھر علماء دیوبند اہل سنت وجماعت کے مؤقف کی جس طرح آبیاری کی اور بعض اوقات اپنوں کی غلطیوں کی جن دلائل حقہ کے ساتھ اصلاح کی ہے یہ صرف حضرت رحمہ اللہ ہی کا خاصہ تھا۔ حضرت رحمہ اللہ کی زندگی کے بے شمار کارنامے ہیں۔ چند سطریں حضرت رحمہ اللہ کی حیات طیبہ پر اس غرض سے لکھی ہیں کہ شاید یہی ذریعہ نجات بن جائیں۔

## اصحابؓ بدر کی افضیلت

جس طرح رمضان تمام مہینوں سے اور قرآن تمام آسمانی کتب سے افضل ہے اسی طرح جنگ بدر بھی تمام اسلامی جنگوں سے افضل ہے کیونکہ اس جنگ میں خود حضور رحمۃ للعالمین ﷺ تشریف فرما تھے جو کائنات میں افضل ہیں اور پرچم نبوی ﷺ کے سایہ میں جن مومنین نے یہ عظیم جنگ لڑی ہے وہ بعد الانبیاء علیہم السلام تمام اولادِ آدم سے افضل ہیں اور انہی اصحاب رسول ﷺ کو غزوہ بدر کی نسبت سے اصحاب بدر بھی کہا جاتا ہے۔ مدظلہم [ماہنامہ حق چاریارؓ ص ۵، مئی ۱۹۸۹ء]

# حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی محبت آمیز مسکراہٹ

مولانا حافظ ظفر اقبال ☆

بندہ ناچیز نے جب سے ہوش سنبھالا ہے بحمد اللہ تعالیٰ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی قدم بوسی کا شرف اللہ تعالیٰ نے نصیب فرمایا، چونکہ ہمارے گاؤں جھاٹلہ تحصیل تلہ گنگ میں تقریباً ۳۸۔۳۹ سال سے سالانہ ''سنی کانفرنس'' منعقد ہوتی ہے جس کو تحریک خدام اہل سنت کے اہتمام اور حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی کا اعزاز حاصل ہوتا ہے۔ چونکہ حضرت کا قیام ہمارے ہی گھروں میں ہوتا تھا، تو خدمت کا موقع اس نابکار کو زیادہ سے زیادہ نصیب ہوتا۔ اس لیے حضرت بھی انتہائی شفقت سے پیش آتے تھے۔ بندہ جب دورہ حدیث سے فارغ ہوا تو دینی خدمت کے لیے مری جانے کا ارادہ کیا تو وہاں کے دوستوں کے کہنے پر بندہ نے عرض کیا کہ میں اپنے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے مشورہ کرنا چاہتا ہوں۔ جب حاضر خدمت ہوا تو فرمایا کہ رات کو ملاقات کروں گا۔ عشاء کے بعد حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ نے بیٹھک میں بلایا۔ یہ میری زندگی کی حضرت سے طویل ترین ملاقات تھی۔ تقریباً گھنٹہ سوا گھنٹہ صرف اس گنہ گار کے لیے حضرت بیٹھے رہے۔ بندہ کی حوصلہ افزائی فرمائی اور جماعتی مشن پر گفتگو فرماتے رہے۔ پھر فرمایا کہ بہتر ہوگا کہ تم استخارہ کرلو۔ سوا دس بج چکے تھے تو فرمایا کہ اب کافی دیر ہوگئی ہے آرام کرلو اور صبح جاتے ہوئے مجھے مل کر جانا۔ جب میں خدمت اقدس سے دعا کے بعد اٹھا تو ایک سو روپیہ مرحمت فرمایا کہ یہ کرایہ وغیرہ کے لیے رکھ لو۔ حسب حکم بندہ نے استخارہ کیا تو رات کو متعین جگہ تو نہیں بہرحال علاقہ مری کا نظر آیا۔ صبح عرض کیا تو فرمایا کہ فوراً وہاں آپ چلے جاویں اور اللہ کا نام لے کر کام شروع کردیں۔ اللہ مدد فرمائے گا۔ وہاں بندہ نے تقریباً چھ سال دو مختلف جگہوں پر کام کیا اور بحمد اللہ حضرت کی دعاؤں اور توجہات سے اللہ پاک نے خوب خوب دین کا کام لیا۔ کئی لوگوں کے عقائد درست ہوئے اور قرآنی تعلیم کو اللہ پاک نے وہاں جاری فرمایا۔ اللہ پاک قبول فرمائے۔ آمین

---

☆ بمقام جھاٹلہ ضلع چکوال

وہاں مودودی جماعت (جماعت اسلامی) غیر مقلدین اور بریلویوں کے ساتھ بندہ کا بیک وقت ٹکراؤ رہا ہے۔ لوگ کہتے تھے کہ بیک وقت سارے محاذوں پر کیوں لڑ رہے ہو تو میرا جواب یہ ہوتا تھا کہ میرے حضرت کا یہ مشن بلکہ طبیعت ہے کہ ہر باطل سے ٹکراتا ہے اور دین حق کو غالب کرتا ہے تو میں بھی ان کی اتباع میں ہر باطل سے ٹکراؤں گا اور الحمد للہ تینوں گروہ پسپا ہوئے اور حق غالب ہوا اور یہ فقط حضرت کی تربیت اور توجہ تھی ورنہ بندہ تو ''من آنم کہ من دانم'' کا کلی مصداق ہے۔ بالآخر جب بریلویوں کے متعدد مولویوں سے پالا پڑا تو ہر ممکن سمجھانے کی دلائل کی کوشش بندہ نے کی لیکن ان کی اور ان کے عوام کی ایک ہی رٹ تھی کہ ''میں نہ مانوں'' تو انہوں نے ایک پمفلٹ لکھ کر بندہ کو چیلنج دے دیا اور یہ بات پوری تحصیل مری میں پھیلا دی گئی۔ تو بندہ وہ پمفلٹ لے کر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا کہ اس میں مندرجہ ہمارے اکابر کی کتب کے حوالے ہیں۔ ان کا جواب چاہیے تو بعض کتب بندہ کے پاس تھیں۔ ایک کتاب حضرت اقدس نے اپنے پاس سے ہدیۃً عنایت فرمائی۔ جس کا نام ہے ''الانتباہ'' مولفہ شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور فرمایا کہ محنت کر کے کہ ان دو کتابوں سے رد کر دو اور اس مولوی کو یہ کہو کہ پہلے ان دو کتابوں سے اپنی دلیل مجھے دکھاؤ۔ باقی کتب میں بعد میں لاؤں گا۔ اور ان شاء اللہ وہ ان دو میں ہی جھوٹا ہو جائے گا اور اس کا جواب نہیں دے سکے گا اور واقعی حضرت کی ہدایت کے مطابق بندہ نے جواب لکھا اور تقسیم کر دیا۔ اب تک مری کے بریلوی اس کا جواب نہیں لکھ سکے۔

❀ وہیں کے متعدد ساتھیوں کو جو کہ وہاں کے معززین شمار ہوتے ہیں۔ بندہ بیعت کی غرض سے حضرت کی خدمت میں لایا تو بعض حضرات حضرت اقدس کی زیارت ہی کرنے کے بعد بول اٹھے کہ حافظ صاحب آپ ہمیں صحیح جگہ پر لے آئے ہیں۔ اس وقت بندہ کے ذہن میں ایک صحابی کا قول گھومنے لگا جب انہوں نے حضور ﷺ کی پہلی زیارت کے وقت کہا تھا (اور پھر ایمان لائے) کہ ھذا لیس بوجہ کذاب. جب میرے حضرت صحیح وارث رسول تھے اور متبع سنت تھے تو آپ کا چہرہ دیکھ کر نورانی نہ ہوتا۔

❀ متعدد مرتبہ اس بات کا تجربہ اس ناکارہ کو ہوا کہ کتنی ہی پریشانی اور ذہنی کوفت کیوں نہ ہوتی حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات و زیارت نصیب ہو جاتی آپ مسکراہٹ کے ساتھ صرف اتنا جملہ فرماتے کہ ''کے حال اے'' ''کم ٹھیک چلدا پیا اے'' بس وہ ساری تھکان اور بوجھ اور غم ایسے غلط ہو جاتا تھا کہ گویا پہلے سے تھا ہی نہیں اور جب تک خدمت اقدس میں رہتے، اٹھنے کو جی چاہتا ہی نہیں تھا۔ لیکن

حضرت کے قیمتی وقت کا احساس کر کے بہر حال اٹھنا پڑتا تھا۔

❀ تقریباً ایک سال پہلے کی بات ہے کہ بندہ اپنے ماموں کے ساتھ عید الفطر کے بعد ان کی بچی کا داخلہ لینے کے لیے حاضر ہوا۔ تو وہاں دفتر میں گوجر خان سے ایک نوجوان عالم تشریف لائے۔ انہوں نے حافظ عبدالوحید صاحب سے کہا کہ حضرت کی زیارت کرنی ہے۔ چونکہ ضعف تھا تو حافظ صاحب نے انٹرکام پر حضرت سے گفتگو کرائی تو وہ کہنے لگے کہ حضرت کچھ ضروری بات ہے جو آپ سے کرنی ہے۔ فرمایا کہ انٹرکام پر ہی بتا دو۔ تو انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی ہے اور میں نے کچھ مسائل پوچھے ہیں تو حضور ﷺ نے خواب میں حکم فرمایا ہے کہ چکوال قاضی مظہر حسین صاحب سے رابطہ کرو تمہارا مقصود تمہیں وہاں ملے گا تو میں حضور ﷺ کا فرستادہ ہوں۔ یہ کہنا تھا کہ حضرت ﷺ نے فوراً بلا لیا۔ ان کے ساتھ ہمیں بھی زیارت کی سعادت نصیب ہوگئی۔ لیکن چونکہ ان مولانا صاحب کی گفتگو علیحدگی میں ہوئی اس لیے اس کے متعلق ہمیں معلوم نہ ہو سکا۔ کہ حضور ﷺ نے کیا فرمایا: بہر حال اس وقت بندہ نے ماموں سے کہا کہ یہ ہیں ہمارے حضرت کہ جن کی طرف مراجعت کا حضور ﷺ حکم فرما رہے ہیں۔ ورنہ علماء تو بڑے بڑے اور بھی پاکستان میں ہیں۔

❀ بندہ کی جب شادی کا موقع آیا تو سسرال والوں کا اصرار تھا کہ نکاح مسجد کے مولوی صاحب پڑھائیں گے۔ جب کہ میری خواہش یہ تھی کہ تقریب نکاح میں حضرت اقدس ہوں۔ اس پر کچھ تکرار ہوا تو بندہ ڈٹ گیا بلکہ شادی سے ہی انکار کر لیا۔ جب یہ صورتِ حال بنی تو وہ مان گئے۔ میں نے کہا کہ کوئی آئے نہ آئے حضرت ضرور آئیں گے۔ اور یہ بھی کہا کہ جو دن حضرتِ اقدس فرما دیں گے وہ تاریخ رکھنی ہوگی کیونکہ ان کے اوقات مصروف ہوتے ہیں۔ میرے ساتھ نانا جان ملک حق نواز صاحب اور میرے ماموں جان حضرت کے ہاں گئے۔ تو نانا جان نے حضرت سے کہا کہ جی یہ (بندہ) یہ کہتا ہے کہ شادی ہی میں جب کروں گا جب میرے حضرت آئیں گے۔ تو حضرت اقدس مسکرا دیئے اور فرمایا کہ کل تو نہیں پرسوں میں آ جاؤں گا۔ اس طرح ۱۷ جون ۱۹۹۲ء بعد نماز ظہر کو حضرت جی نے بندہ ناکارہ کی انتہائی دل جوئی فرمائی اور تقریب نکاح میں بمع چند جماعتی احباب کے شرکت فرمائی۔ وہ دن بندہ کی زندگی کا خوشگوار ترین دن تھا۔

❀ میرے حضرت کے اوصاف حمیدہ کو ان کے عزیز واقرباء خوب لکھیں گے جو شب وروز ان کے

ساتھ رہے ہیں۔ میرے حضرت کا ایک عظیم وصف جو اُن کو اپنے اکابر سے بطور ورثہ کے ملا تھا یہ کہ انہوں نے کبھی مجمع کی قلت و کثرت کو نہیں دیکھا جیسا کہ عام واعظین و مقررین کا شیوہ ہے کہ مجمع کم ہو تو وہ تقریر ہی نہیں کرتے۔ ہم نے دورانِ طالب علمی ایک دفعہ حق چار یار کانفرنس بن والی مسجد (جھاٹلہ) میں رکھی اور حضرت کو مدعو کیا۔ حضرت تشریف لے آئے۔ ادھر بریلویوں نے شورش برپا کر دی کہ قاضی مظہر حسین اس دفعہ ہماری مسجد میں تقریر نہیں کر سکتا۔ مسجد کو تالا لگا دیا۔ جب ہمارے رشتہ داروں کو پتہ چلا تو انہوں نے ان کو کہا کہ تالا کھول دو۔ ورنہ ہم تالا توڑ دیں گے اور جلسہ کریں گے۔ پھر دیکھیں گے کہ کون ہمارے مقابلہ میں آئے گا۔ تو انہوں نے آرام سے تالا کھول کر دے دیا۔ لیکن شورش کی وجہ سے مجمع بہت کم تھا۔ چند لوگ تھے۔ لیکن حضرت نے حسب سابق اسی طرح تقریر کی کہ جس طرح بڑے مجمعوں میں فرمایا کرتے تھے۔ حضرت عام طور پر فرماتے رہتے تھے کہ قلت و کثرت کو نہ دیکھو بلکہ حق کو دیکھو وہ کس طرف ہے۔ اس دن بندہ حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے اس واقعہ کو یاد کر رہا تھا کہ صرف ایک آدمی کے لیے پورا وعظ دہرایا جو کہ دیر سے حضرت کے اختتام وعظ پر پہنچا تھا۔ کسی نے کہا کہ حضرت ایک آدمی کے لیے پورا وعظ دہرا دیا؟ تو فرمایا کہ پہلے بھی ایک ہی کے لیے وعظ سنایا اور اب بھی ایک ہی کے لیے دہرایا اور سنایا ہے۔ سبحان اللہ (یعنی اللہ جل جلالہ کے لیے)

❀❀❀❀

# حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ..........کی حقیقی تصویر

جناب نثار معاویہ صاحب ☆

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہ کے متعلق فرمایا تھا ''ہمارے اکابر دیوبند کے بفضل تعالیٰ کچھ کچھ خصوصیات ہوتے ہیں۔ چنانچہ شیخ مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے دو خداداد خصوصی کمال ہیں جو ان میں بدرجہ اتم ہیں۔ ایک مجاہدہ جو کسی دوسرے میں اتنا نہیں ہے۔ دوسرا تواضع، چنانچہ سب کچھ ہونے کے باوجود اپنے کو کچھ نہیں سمجھتے۔''

میں حضرت اقدس وکیل صحابہ رحمۃ اللہ علیہ مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نوراللہ مرقدہ کے چند واقعات تحریر کر رہا ہوں، جس سے واضح ہو جائے گا کہ حضرت مدنی نوراللہ مرقدہ کے یہ دونوں اوصاف حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ میں بعینہ موجود تھے۔ گویا کہ آپ حضرت مدنی نوراللہ مرقدہ کی حقیقی تصویر تھے۔

## پہلا وصف مجاہدہ

انگریز کے دور حکومت ۱۹۴۱ء میں حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ ایک آزمائش کے سلسلہ میں جیل گئے۔ وہاں انہوں نے دیکھا کہ ہندو، سکھ اور ہر مذہب والا اپنے مذہب پر جیل کے اندر بھی عمل پیرا ہے۔ لیکن مسلمانوں کو اذان دینے کی بھی اجازت نہیں تو جیل میں حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ نے اذان کہنی شروع کر دی۔ انہیں اس عمل سے باز رکھنے کے لیے ہر طرح سے کوشش کی گئی۔ حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ کو ڈنڈہ بیڑی لگا کر کال کوٹھڑی میں بند کر دیا گیا اور انہیں مختلف جیلوں میں بھیجا جاتا رہا لیکن حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ نے ہر سختی کو ہنس کر سہہ لیا لیکن ان کے پایۂ استقلال میں ذرہ بھر بھی لچک نہ آئی اور اذان کہنے سے باز نہ آئے۔

۳۰ اگست ۱۹۶۶ء کا دن چکوال کی تاریخ کا یادگار دن ہے۔ جب مرزا غلام احمد قادیانی کی ذریت اور ختم نبوت کے باغیوں نے حکومت کی سرپرستی میں اپنی عبادت گاہ پر لاؤڈ سپیکر لگا کر جلسہ کیا اور

☆ ساکن چکوال شہر

مسلمانوں کو چیلنج کیے گئے تو دنیا نے دیکھا کہ ختم نبوت ﷺ کے پروانے، حضور اکرم خاتم النبیین ﷺ کے حقیقی عاشق نے ان کافروں کے چیلنج کے جواب میں حضور اکرم ﷺ کے جذبہ عشق میں سرشار ہو کر چند ساتھیوں کو ساتھ لیا اور عصر کی نماز کے قریب مرزائیوں کی عبادت گاہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ پھر تو جس کو بھی معلوم ہوا وہ بھی دیوانہ وار حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کی پیروی میں ان کے ساتھ ہو لیا۔ غرضیکہ مرزائیوں کی عبادت گاہ تک پہنچتے پہنچتے اللہ تعالیٰ نے ختم نبوت ﷺ کے پروانوں کا ایک جم غفیر حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کے ساتھ کر دیا۔ وہاں پہنچے تو پولیس کے ڈی۔ ایس پی نے رکنے کا کہا اور آنے کا مقصد پوچھا۔ حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ نے فرمایا کہ مرزائی ہمیں لاؤڈ اسپیکر پر چیلنج کر رہے ہیں ہم ان کے مقابلہ کے لیے آئے ہیں۔ ہماری دینی غیرت کب گوارا کرتی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے باغی ہمیں اس طرح للکاریں اور ہم گھروں میں بیٹھے رہیں۔ مرزائیوں کو یہ جرأت کیسے ہوئی کہ لاؤڈ اسپیکر پر مسلمانوں کو چیلنج کریں۔ ڈی ایس پی منت سماجت کرنے لگا۔ حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ نے فرمایا کہ ان کے لاؤڈ اسپیکر اتار دیئے جائیں یا ہمارے ساتھ ان کا مناظرہ ہونے دیں۔ آپ درمیان سے ہٹ جائیں۔ اس نے کہا آپ صبر کریں میں ابھی ان کے لاؤڈ اسپیکر اتروا دیتا ہوں۔ پھر دنیا نے دیکھا کہ حکومتی سرپرستی کے باوجود مرزائیوں کو ذلیل و رسوا ہونا پڑا، پھر اس دن سے آج تک مرزائیوں کو لاؤڈ اسپیکر لگا کر جلسہ کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔

۱۹۶۸ء کا سال تھا اس وقت پاکستان میں انگریز کے خود کاشتہ پودے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی مرزائی جماعت کو کافر کہنا بہت بڑا جرم تھا اور مرزائیوں کو کافر کہنے والے کو آج کی اصطلاح کے مطابق بہت بڑا دہشت گرد سمجھا جاتا تھا، اس وقت بھی شمع ختم نبوت ﷺ کے پروانے تاریخ میں عشق کی لازوال داستانیں رقم کر رہے تھے۔ چکوال کی تاریخ میں بھی ایسا واقعہ پیش آیا جب حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کے رفقاء حافظ غلام اکبر صاحب، صاحبزادہ قاضی ظہور الحسین صاحب اظہر اور ناظم دفتر حکیم منیر اقبال صاحب (مرحوم) نے شہر کی در و دیوار پر ختم نبوت کے پروانوں کا ایمان افروز نعرہ ''مرزا غلام احمد قادیانی کافر ہے اور اس کو ماننے والے مرزائی کافر ہیں۔ لکھ دیا۔ پھر کیا تھا انتظامیہ کے ایوان میں بھونچال آ گیا، انہوں نے فوراً چکوال کے تمام مسالک کے علماء و مشائخ کا اجلاس سول کلب کی عمارت میں طلب کر لیا۔ حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ نے حافظ غلام اکبر صاحب کو بلا کر پوچھا کہ یہ کس نے لکھا ہے؟ کیونکہ انتظامیہ اس کارروائی سے سخت برہم ہے اور انہوں نے مجھے بھی بلایا ہے۔ حافظ غلام اکبر صاحب نے بتایا

کہ یہ ہم ہیچوں نے لکھا ہے۔ حضرت اقدس رحمہ اللہ نے فرمایا کہ انتظامیہ پوچھے تو میں کس کا نام لوں۔ حافظ محمد اکبر صاحب نے کہا کہ آپ میرا نام لے دیں کیونکہ حقیقت بھی یہی ہے کہ لکھا میں نے ہی ہے۔ صاحبزادہ قاضی ظہور الحسین صاحب اور میر اقبال صاحب ساتھ ضرور تھے۔ حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ نے فرمایا کہ آپ باہر ہی ٹھہریں ضرورت پڑی تو آپ کو بلالوں گا۔ حضرت اقدس رحمہ اللہ اکیلے ہی میٹنگ ہال میں تشریف لے گئے۔ اس وقت چکوال ضلع جہلم کی تحصیل تھی اور میٹنگ اے سی اور ڈی ایس پی نے بلائی تھی۔ انہوں نے علماء کے سامنے بڑے سخت لہجہ میں تقریر کی کہ یہ واقعہ شرپسندوں کی شرارت ہے۔ جس سے علاقے کا امن وسکون تباہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ہم ان شرپسندوں کے ساتھ سختی سے پیش آئیں گے۔ اپنی تحریر کے بعد انہوں نے علماء سے ان کی رائے معلوم کی سب علماء ومشائخ نے انتظامیہ کی ہاں میں ہاں ملائی کہ واقعی ایسے افراد کے ساتھ سختی سے نپٹا جائے تاکہ آئندہ کسی کو ایسا کرنے کی جرأت نہ ہو۔ یہ بڑی غلط حرکت ہے ہم اس کی شدید مذمت کرتے ہیں۔ حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ خاموش بیٹھے سب کی باتیں سنتے رہے۔ آخرکار اے سی حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ سے مخاطب ہوا کہ آپ خاموش ہیں۔ آپ نے اس واقعہ کے متعلق کچھ نہیں فرمایا۔ اسے شاید یہ معلوم نہ تھا کہ یہ درویش دوسرے علماء کی طرح نہیں بلکہ اس کی تربیت اسی ہستی نے کی ہے جو باطل انگریز کے سب سے بڑے باغی اور دشمن سمجھے جاتے تھے۔ وہ باطل کے سامنے جھکنے سے سر کٹانے کو ترجیح دیتے تھے۔ یہ مرد مجاہد اسی کاروان حریت کا سپاہی ہے۔ حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ نے فرمایا کہ لکھنے والوں نے میری اجازت کے بغیر لکھا ہے۔ میں ان کے متعلق آپ کو بتاؤں گا بھی نہیں لیکن انہوں نے جو لکھا ہے بالکل ٹھیک لکھا ہے۔ حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ نے تمام شرکاء سے پوچھا کہ کیا مرزائی کافر نہیں ہیں؟ سب نے کہا کہ کافر ہیں۔ حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ نے فرمایا تو پھر لکھنے والوں نے کیا غلط لکھا ہے؟ انہوں نے بالکل ٹھیک لکھا ہے۔ میں اس کی مکمل حمایت کرتا ہوں۔ حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کی جرأت اور بے باکی دیکھ کر شیعہ لیڈر کاظم رضا جعفری نے انتظامیہ کو کہا کہ جانے دیں یہ بچوں کی کارروائی ہے۔ حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ نے فوراً فرمایا کہ یہ بچوں کی کارروائی نہیں ایمان کا مسئلہ ہے۔ یہ بچوں کا کھیل نہیں جو کچھ ہوا ہے بالکل ٹھیک ہوا ہے۔ اے سی صاحب نے کہا کہ قاضی صاحب! انہوں نے تو میری کوٹھی کی دیواروں پر بھی لکھا ہے تو حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ نے فرمایا کہ اے سی صاحب کیا آپ کی کوٹھی کی دیواریں ختم نبوت ﷺ کے مسئلہ سے زیادہ مقدس ہیں؟ کہ وہاں کیوں لکھا، پھر کسی کو کوئی بات کرنے کی جرأت نہ

ہوئی جیسے سب کو سانپ سونگھ گیا ہو، سب پر واضح ہو گیا کہ

شاہین کا جہاں اور ہے کرگس کا جہاں اور

مارچ ۱۹۹۱ء میں شریف خاندان کے دور حکومت میں چکوال محکمہ ہائی دے میں ایک مرزائی ایکسیئن آیا اس نے تعصب کی وجہ سے اپنے ماتحت مسلمان عملہ کو بے جا تنگ کرنا شروع کر دیا اور اپنے کفریہ عقائد کی زبردستی کھلم کھلا تبلیغ شروع کر دی۔ عملہ نے تنگ آ کر ساری صورت حال سے حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کو آگاہ کیا۔ حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ نے مقامی انتظامیہ کو وارننگ دی کہ اس مرتد کو یہ جرأت کیسے ہوئی کہ مسلمانوں کو تنگ کرے جب کہ پاکستان کے آئین میں بھی مرزائی کافر قرار دیئے جا چکے ہیں۔ اس لیے اس مرتد کے ناپاک جسم سے چکوال کو پاک کیا جائے ورنہ ہم خود اس سے نمٹ لیں گے۔ مقامی انتظامیہ نے اعلیٰ حکام کو رپورٹ بھجوائی کہ اس شخص کے چکوال رہنے کی وجہ سے یہاں کے امن کو شدید خطرہ لاحق ہے۔ اس وجہ سے چکوال سے اس ایکسیئن کا تبادلہ کر دیا گیا لیکن اس نے تبادلہ کے خلاف ہائی کورٹ میں اپیل کر دی۔ اسی دوران شریف خاندان کے شہباز شریف صاحب کا ٹیلی فون مدنی مسجد کے دفتر میں آیا کہ میرے خاص آدمی آپ کے ہاں آ رہے ہیں ان کی ملاقات حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ سے کرائی جائے اور ان کی بات سنی جائے جب مذکورہ آدمی آئے (جن میں اس وقت بلدیہ لاہور کے کونسلر تھے جو بعد میں صوبائی اسمبلی کے ممبر بھی منتخب ہوئے) تو ان کی ملاقات جب حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ سے کرائی گئی تو آپ نے معمول کے مطابق انہیں حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان اپنے مخصوص انداز میں سمجھائی تو وہ بہت متاثر ہوئے کہنے لگے کہ ہم بھی عاشق رسول ﷺ ہیں ہم ہر سال عید میلاد النبی ﷺ کے جلوس بڑے اہتمام سے نکالتے ہیں چراغاں اور سبیلیں لگاتے ہیں (شاید ان کے نزدیک یہی عشق رسول ﷺ کی علامت ہو) حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ نے فرمایا کہ جس شخص کے دل میں عشق رسول ﷺ نہ ہو وہ مومن نہیں ہو سکتا۔ پھر انہوں نے کہا کہ ہمیں میاں شہباز شریف صاحب نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے آپ اس ایکسیئن کو معاف فرما دیں۔ وہ آپ کے پاس حاضر ہو کر معافی مانگے گا تاکہ اس کا تبادلہ دوبارہ چکوال ہو جائے کیونکہ وہ شریف خاندان کا بہت اہم آدمی ہے اور شریف خاندان کے حلقۂ انتخاب میں اس کا بڑا اثر و رسوخ ہے۔ حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ نے برجستہ فرمایا کہ آپ اچھے عاشق رسول ﷺ ہیں کہ ان کے باغی اور ختم نبوت ﷺ کے منکر کی سفارش کر رہے ہیں۔ میں اس سلسلہ میں آپ سے تعاون کرنے میں معذور ہوں۔

وہ صاف جواب سن کر حیران رہ گئے کیونکہ انہیں اس طرح صاف جواب کی توقع نہ تھی۔

جنوری ۱۹۹۳ء میں ہندوستان میں جنوبی ہندوؤں نے مسلمانوں کی تاریخی بابری مسجد کو شہید کر دیا انہی دنوں چکوال میں ''لکی ایرانی سرکس'' لگائے جانے کا اعلان ہونے لگا۔ ادھر مسلمان بابری مسجد کی شہادت کے سانحہ پر سراپا احتجاج تھے، ادھر یہ فحاشی کے پروگرام منعقد کرنے کے اعلان ہونے لگے۔ حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ نے جمعہ کے خطبہ میں فرمایا کہ یہ امور تو ویسے بھی ناجائز ہیں لیکن اس عظیم سانحہ کے بعد تو حکومت کو چاہیے تھا کہ نوجوانوں کو جہاد کی ترغیب دیتی نہ کہ ایسے پروگراموں کے انعقاد کی اجازت دے جس سے نوجوان فحاشی کی طرف راغب ہوں۔ لہٰذا انتظامیہ غیرت کے تقاضا اور حالات کی نزاکت کی وجہ سے ایسے فحاشی کے پروگرام کو منعقد کرنے کی اجازت نہ دے۔ ورنہ ہم خود اس کو روکیں گے۔ انتظامیہ نے حالات کو سمجھتے ہوئے، سرکس والوں کو کہہ دیا کہ ان حالات میں آپ کو چکوال میں سرکس لگانے کی اجازت نہیں دے سکتے۔ سرکس والوں نے لاہور مالک کو اطلاع دی اور تمام حالات سے آگاہ کیا۔ سرکس کا مالک چکوال آیا اور اس معاملہ کا کوئی حل نکالنے کے لیے حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ نے حالات کی مناسبت کے حوالہ سے اسے سمجھایا وہ بہت مطمئن ہوا اور کہنے لگا کہ میرا میاں نواز شریف صاحب اور ان کے خاندان سے بہت گہرا تعلق ہے لیکن جب بھی ان کی سیاسی مخالف جماعت برسر اقتدار آتی ہے تو اسے بھی جرأت نہیں ہوتی کہ میرے سرکس کے پروگراموں کو بند کر سکے ان کے دور اقتدار میں بھی میرا سرکس سارے پاکستان میں پروگرام کرتا رہتا ہے۔ اسے کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی۔ اب تو ویسے بھی یہاں شریف خاندان کی حکومت ہے لیکن میں آپ کی باتوں اور شخصیت سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ آپ کی مخالفت ذاتی یا سیاسی وجہ سے نہیں بلکہ خالص دین کی وجہ سے ہے۔ اس لیے میں اپنا ذاتی نقصان تو برداشت کر لوں گا لیکن آپ کی مخالفت کرنے سے جو مجھے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی صورت میں نقصان کا اندیشہ ہے اسے برداشت نہیں کر سکتا لہٰذا اس نے چکوال میں سرکس لگانے کا ارادہ بدل دیا اور سرکس کو لے کر کہیں اور چلا گیا۔

حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ اپنی زندگی کے آخری عشرے میں ایک بہت بڑی آزمائش میں مبتلا ہوئے جب اکتوبر ۱۹۹۸ء میں بعض لوگوں نے اقتدار کے نشہ میں سینہ زوری سے ایک حرام فعل (قوالی) کی محفل منعقد کرنا چاہی۔ حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ نے فریق مخالف اور انتظامیہ کو یہ بات سمجھائی کہ مروجہ قوالی (طبلہ، سارنگی، ساز کے ساتھ) سنی، شیعہ اور اہل حدیث سب کے نزدیک حرام ہے۔ آپ

اس پر اصرار نہ کریں اور باز رہیں، خواہ مخواہ انتشار پیدا نہ کریں۔ آپ قرآن خوانی، نعت خوانی کرالیں لیکن قوالی نہ کرائیں۔ بظاہر فریق مخالف اور انتظامیہ رضامند ہو گئے کہ ہم محفل میں ڈھولکی، طلبہ سارنگی کے استعمال کے بغیر صرف نعت خوانی کرائیں گے۔ لیکن جب اقتدار کا نشہ ہو اور پشت پر حکمرانوں کا ہاتھ ہو تو انسان اپنے آپ کو قادر مطلق سمجھنے لگتا ہے اور دوسروں کو چیونٹی سے بھی حقیر سمجھتا ہے۔ اسی طرح فریق مخالف نے وعدہ کی خلاف ورزی کی اور رات گئے، قوالی کی محفل شروع کر دی پھر لوگوں نے دیکھا کہ حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ کے خدام (جن کی تعداد ۴۰ یا ۵۰ ہوگی اور جن میں اکثریت چھوٹے طلباء کی تھی) نے جوں ہی قوالی کے پنڈال میں پہنچ کر ''نعرہ تکبیر، اللہ اکبر اور'' خلافت راشدہ حق چار یارؓ کا نعرہ لگایا تو اجتماع (جو ہزاروں کی تعداد میں تھا اور انہیں پولیس کی بھاری نفری کی امداد بھی حاصل تھی) کو ایسا محسوس ہوا کہ بہت بڑی جماعت ان کے پروگرام کو روکنے کے لیے آ گئی ہے۔ ان پر اتنی دہشت طاری ہوئی کہ سارا مجمع بھاگ کھڑا ہوا۔ یہ کہہ دوں تو بے جا نہ ہوگا کہ علامہ اقبال رحمہ اللہ کے اس شعر کی عملی تشریح کا اس دن نظارہ ہوا............

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

جب خدام نے سٹیج پر چڑھ کر طبلے سارنگی اور دیگر ساز و سامان کو توڑ پھوڑ دیا اور واپس ہو گئے تو کسی شر پسند نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہاں سے کچھ فاصلہ پر موجود پولیس کے ڈی ایس پی کو گولی مار کر ہلاک کر دیا چونکہ حکومت شریف خاندان کی تھی۔ انہوں نے اپنی توہین کا بدلہ لینے کے لیے (جو گزشتہ سطور میں تحریر ہے) مقامی انتظامیہ کو خصوصی ہدایات دیں کہ مقدمہ اس طرح مضبوط بنایا جائے کہ حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ ان کا خاندان اور ان کی جماعت بالکل نہ بچ سکے۔ بظاہر تو انہوں نے بہت مضبوط مقدمہ بنایا لیکن دنیا نے دیکھا کہ جب حق والے ثابت قدم رہے تو اہل اقتدار کی تدابیر الٹ ہو گئیں۔ حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ اور ان کے رفقاء اللہ تعالیٰ کی خصوصی مدد سے آزمائش کے بعد سرخرو ہو کر واپس آ گئے جب کہ اس ملک کے سیاہ و سفید کے مالک ہونے کے باوجود شریف خاندان پر اس ملک کی زمین تنگ ہو گئی اور انہیں ذلیل و رسوا ہونا پڑا، پہلے ملک کی جیلیں ان کا مقدر بنیں پھر فوجی حکومت سے معافی مانگ کر پاکستان ہی چھوڑ کر جانا پڑا۔ اس واقعہ سے لوگوں نے پراپیگنڈہ کیا کہ ملک میں قوالی اور دیگر ناجائز امور نہیں ہو رہے یہاں بھی اگر قوالی ہو جاتی تو کیا حرج تھا؟ حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ نے

اتنی پیرانہ سالی میں اپنے آپ کو اور جماعت کو آزمائش میں کیوں ڈالا؟ عرض کرتا ہوں کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بادشاہ وقت کو سجدۂ تعظیمی کرنے سے انکار کر دیا (حالانکہ علماء سوء نے اس کو جائز قرار دیا تھا) تو اس کی پاداش میں انہیں گوالیار کے قلعہ میں قید کر دیا گیا۔ ظاہر تو بات یہی تھی کہ اگر حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ بادشاہ کو سجدۂ تعظیمی کر دیتے تو اس ابتلاء سے بچ جاتے یہ بھی معمولی بات تھی کفر اور اسلام کا مسئلہ نہ تھا۔ ایسے ہی مواقع پر رخصت یا عزیمت کسی ایک کو اختیار کرنے کی اجازت ہے۔ لیکن علماء حق کا عموماً یہ شعار رہا ہے کہ ایسے مواقع پر عزیمت پر عمل پیرا ہو کر تاریخ میں اپنی حیثیت اجاگر کر جاتے ہیں۔ اسی لیے اس موقع پر حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی سنت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے عزیمت کی راہ اختیار فرما کر یہ ثابت کر دیا کہ جب باطل طاقت اور اقتدار پر بھروسہ کر کے حق کو دبانے کے لیے کوشاں ہوں اور اہل حق اسوۂ حسینی رضی اللہ عنہ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے باطل کے سامنے ڈٹ جائیں تو پھر اللہ تعالیٰ کی خصوصی مدد اور خوشنودی ان کے شامل حال ہوتی ہے۔

یوں تو حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کی ساری زندگی انہی قسم کے مجاہدانہ کارناموں سے بھری پڑی ہے لیکن نمونہ کے لیے چند واقعات تحریر کیے ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ میں شیخ العرب والعجم حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ کی مجاہدہ والی صفت بدرجہ اتم موجود تھی۔ کیونکہ پاکستان ایک اسلامی ملک ہے "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر" کی ذمہ دار حکومت ہے لیکن اگر کوئی حکومت کے نشے پر طاقت اور سینہ زوری سے علی الاعلان برائی کرنے بلکہ اس کو مسلط کرنے کی کوشش کرے تو حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ نے عزیمت پر عمل پیرا ہو کر ان منہ زوروں کو لگام ڈالنے کی لازوال روایت قائم کی ہے۔

## دوسرا وصف تواضع

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ کی دوسری صفت "تواضع" بھی حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ میں بدرجہ اتم موجود تھی۔ آپ کے عقیدت مند جلسوں میں آپ کے نام کے ساتھ مختلف القابات لگا کر (جیسا کہ آج کل رواج ہے) اعلانات کرتے تو حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ سختی سے منع فرماتے بلکہ دوران تقریر بھی اس کی پرزور مذمت فرماتے کسی کو بھی اپنی تعریف میں کچھ کہنے کی بالکل اجازت نہ دیتے۔ حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ عموماً تقریر کے دوران فرماتے تھے کہ "زندگی میں کسی کو بھی ولی اللہ مت کہو کیونکہ آج کل فتنوں کا زمانہ ہے نہ معلوم وہ کل کیا ہو جائے۔ البتہ وفات کے بعد

اس کے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ قیاس کیا جاسکتا ہے لیکن یقینی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا کیونکہ دل کا معاملہ خدا اور بندے کے درمیان ہے۔ کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ تقریر ختم فرما کر سٹیج سے نیچے تشریف لا چکے تو نعت خواں نے لوگوں کے اصرار پر نظم ''گل مظہر حسین مجاہد دین'' شروع کی تو اسی وقت آدمی کو بھیج کر سختی سے اسے بند کرا دیا۔ نعت خوانوں کو سختی سے اپنی تعریف میں نظمیں پڑھنے سے منع فرماتے تھے۔ اپنے نام کے ساتھ خادم اہل السنت کا لفظ اس طرح تحریر فرماتے گویا کہ نام کا جز ہو۔
دور دراز علاقوں میں پیرانہ سالی میں بھی جلسوں پر تشریف لے جاتے لیکن کبھی کھانے پینے یا دیگر ضروریات کے لیے منتظمین کو پریشان نہ کیا۔ سخت ٹھنڈا پانی اور سخت گرم چائے نوش فرمانا آپ کی عادت مبارکہ تھی۔ یخ ٹھنڈا دودھ سوڈا آپ کا مرغوب مشروب تھا لیکن کبھی خود کہہ کر میزبان سے طلب نہ کیا۔ جس طرح کا بھی دے دیا آپ نے نوش فرمایا۔ ایک دفعہ میانوالی کے قریب ایک جگہ جلسہ پر تشریف لے گئے رات کھانے کے بعد میزبان نے چائے کے متعلق پوچھا آپ نے فرمایا لے آئیں۔ یہ ناچیز بھی اس وقت ہمراہ تھا کسی خرابی کی وجہ سے بجلی بند تھی اور لالٹین جلائی گئی تھی۔ چائے آئی اور حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کو پیش کی گئی۔ ایک پیالی مجھے بھی چائے کی دی گئی۔ میں نے جوں ہی پہلا گھونٹ بھرا تو چائے سخت ترش محسوس ہوئی۔ میری نظریں فوراً حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کے چہرہ مبارکہ کی طرف اٹھ گئیں لیکن وہاں ناگواری کے کوئی تاثرات نہ تھے بلکہ دو معمول کے مطابق چائے نوش فرماتے رہے۔ پیالی خالی کر کے واپس لوٹا دی۔ اس ناچیز نے بھی دل پر جبر کر کے پیالی خالی کی۔ جب میزبان برتن اٹھا کر کمرے سے باہر گیا تو میں نے ان سے پوچھا کہ یہ کیسی چائے تیار کی ہے۔ جب روشنی میں چائے دانی کا ڈھکن اٹھا کر دیکھا تو دودھ کی پھٹکیاں بنی ہوئی تھیں گویا دودھ خراب ہو گیا تھا۔ میزبان بہت پریشان ہوئے انہوں نے اہل خانہ سے اس کے متعلق استفسار کیا تو معلوم ہوا (دیہاتوں میں عموماً دودھ مٹی کے برتن میں رکھتے ہیں۔ ویسا ہی مٹی کا برتن دہی جمانے کے لیے استعمال ہوتا ہے) چونکہ بجلی بند تھی۔ اہل خانہ نے جلدی میں غلطی سے اس برتن سے دودھ نکال کر چائے میں ڈال دیا، جس میں دہی جمانے کے لیے دودھ ڈالا تھا۔ جس وجہ سے چائے خراب ہوگئی۔ لیکن ایسی بدذائقہ اور خراب چائے ہونے کے باوجود حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ نے میزبان کو محسوس تک نہ ہونے دیا تاکہ وہ شرمندہ نہ ہوں۔
سخت گرمیوں میں دیہاتوں میں تشریف لے جاتے بجلی نہ ہونے کی وجہ سے میزبان کوشش کرتے کہ حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کو ہوا کی راحت پہنچانے کے لیے ہاتھ والی پنکھی استعمال کریں لیکن

حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ انہیں منع فرما دیتے۔ اپنی راحت کے لیے کسی کو تکلیف دینا گوارا نہ فرماتے اگر سفر اور تھکاوٹ کی وجہ سے کوئی پاؤں دابنے کی کوشش کرتا تو اس کی اجازت نہ دیتے۔ بلکہ فرماتے کہ مجھے اس کی عادت نہیں فرماتے ایسا کرنے سے آدمی سہل پسندی کا عادی ہو جاتا ہے۔ کسی محفل میں تشریف لے جاتے اور آدمی احتراماً کھڑے ہو جاتے تو سختی سے انہیں بیٹھ جانے کا فرماتے اور اس طرح کھڑے ہونے کو مناسب خیال نہ فرماتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ کی ہر سنت مطہرہ پر زندگی کے ہر شعبہ میں سختی سے عمل پیرا تھے۔ بڑھاپے اور کمزوری کے باوجود کسی کا سہارا لینا گوارا نہ تھا۔ اگر کوئی سہارا دینے کی کوشش کرتا تو منع فرما دیتے جب تک مسجد میں آتے رہے اپنے سہارے پر (خواہ کتنی تکلیف ہو) چل کر تشریف لاتے رہتے، آخری چند ماہ میں بڑی مشکل اور کافی اصرار کے بعد اس بات پر رضامند ہوئے کہ گھر کے دروازہ تک تشریف لاتے وہاں کرسی پر تشریف فرما ہوتے خدام کرسی اٹھا کر مسجد کے دروازہ تک لے آتے وہاں سے چل کر منبر تک تشریف لے جاتے۔ یہ بھی تب منظور فرمایا جب ضعف کی وجہ سے سیڑھیاں چڑھنا اور اترنا بہت گراں ہو گیا۔ اس دور میں آپ کی قوتِ ارادی بے مثال تھی غالباً ۶۴ سال کی عمر میں پہلی مرتبہ جب حج بیت اللہ کے لیے تشریف لے گئے تو مکہ مکرمہ میں غارِ ثور کی زیارت کے لیے پہاڑ کا مشکل ترین سفر پیدل طے فرمایا۔ جو لوگ ہمراہ تھے وہ بتاتے ہیں کہ حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ نے بڑی ہمت اور جذبہ سے پہاڑی سفر طے کیا۔ راستہ میں بعض نوجوان دشوار پہاڑی سفر کی وجہ سے آرام کی غرض سے بیٹھے ہوئے تھے۔ جب حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ پاس سے گزرے تو آپس میں باتیں کرنے لگے کہ دیکھو یہ کتنا بوڑھا آدمی کس طرح پہاڑی پر چڑھ رہا ہے۔ ہمیں جوانی کے باوجود بہت دقت محسوس ہو رہی ہے۔ جن لوگوں نے وہ پہاڑی دیکھی ہے انہیں معلوم ہے کہ کتنا دشوار راستہ ہے۔ لیکن حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ نے حضور اکرم ﷺ اور یارِ غار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سنت بھی غارِ ثور پر چڑھ کر پوری فرمائی۔ آپ عموماً فرمایا کرتے تھے کہ اگر اس غار پر نہ جاتا (جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے اور جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل کی دلیل ہے کیونکہ قرآن مجید میں اسی غار کے واقعہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضور اکرم ﷺ کا ثانی فرمایا ہے) تو زندگی بھر افسوس رہتا۔ جو بھی حاجی یا عمرہ کرنے والا حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ سے ملنے آتا تو آپ اس سے یہ ضرور پوچھتے کہ کیا غارِ ثور کے اوپر گئے ہو؟

جتنا ادب و احترام حضور اکرم ﷺ کا حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ فرماتے تھے کسی کی سوچ بھی

وہاں نہیں پہنچ سکتی۔ بڑھاپے اور ضعف کی وجہ سے آخری عشرہ میں حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ جب عمرہ کے لیے تشریف لے جاتے تو مجبوراً طواف عمرہ کے لیے اور حرمین شریفین میں آمد ورفت کے لیے وہیل چیر کا استعمال فرماتے لیکن جب بھی حضور اکرم ﷺ کے دربار اقدس میں حاضری کے لیے جاتے تو معمول یہ تھا کہ باب بقیع کے دروازہ تک وہیل چیر پر جاتے پھر اتر کر پیدل حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں لاٹھی کے سہارے کے بغیر جھکی ہوئی کمر کے ساتھ حاضر ہوتے اور مواجہہ شریف کے سامنے ستون کے ساتھ کھڑے ہو کر کافی دیر تک عرض و نیاز کرتے رہتے۔ چونکہ وہیل چیر ذاتی ہوتی اور مسجد نبوی ﷺ کی انتظامیہ کا قانون ہے کہ مسجد کے اندر صرف اس وہیل چیر کو جانے کی اجازت ہوتی ہے جو مسجد کی انتظامیہ خود فراہم کرتی ہے۔ یا جس کے پاس داخلہ کے لیے اجازت نامہ ہو۔ مسجد نبوی ﷺ کے دروازہ پر متعین سیکورٹی کے اہلکاروں نے جب حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کو اتنی مشقت سے اندر جاتے دیکھا تو انہیں خیال ہوا کہ شاید وہیل چیر پرائیویٹ ہے اس لیے اندر لے کر نہیں جاتے اور حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ اس بڑھاپے میں اتنی مشکل سے پیدل حاضری کے لیے تشریف لے جاتے ہیں۔ تو اہلکاروں نے حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کے خادم کو بلا کر کہا کہ آپ کو اجازت ہے کہ آپ انہیں آئندہ پرائیویٹ وہیل چیر پر ہی مسجد کے اندر حاضری کے لیے لے جایا کریں تاکہ انہیں تکلیف نہ ہو۔ لیکن جب دوسرے دن بھی حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ دروازہ پر اتر کر پیدل اندر تشریف لے گئے تو سیکورٹی اہلکاروں نے خادم کو بلا کر پوچھا کہ ہم نے آپ کو اجازت دی تھی کہ آپ انہیں اسی وہیل چیر پر اندر حاضری کے لیے لے جائیں پھر آپ انہیں وہیل چیر پر اندر کیوں نہ لے گئے؟ جب انہیں بتایا گیا کہ بات اجازت کی نہیں بلکہ شاید حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ اس کو بے ادبی خیال فرماتے ہوں کہ وہیل چیر پر بیٹھ کر حضور اکرم ﷺ کے دربار میں حاضری دیں وہ تکلیف کے باوجود پیدل چل کر کھڑے ہو کر حضور اکرم ﷺ کے دربار اقدس میں حاضر ہونا پسند فرماتے ہیں۔ یہ سن کر اہلکار بہت حیران ہوئے۔ یہی وجہ ہے کہ ۲۰۰۰ء کے بعد (جس کے آخری مہینوں میں آپ عمرہ پر تشریف لے گئے) حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ عمرہ کے لیے تشریف نہ لے گئے ساتھی اصرار کرتے تو آپ فرماتے کہ اب معذوری ہے۔ جسمانی عوارض تو حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کو پہلے بھی تھے لیکن میرے خیال میں بڑھاپے اور کمزوری کی وجہ سے پیدل زیادہ نہ چل سکنے کا جو عارضہ تھا حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ اپنے آپ کو اسی وجہ سے معذور خیال فرماتے تھے۔ حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ اپنے پاؤں پر چل کر حضور اکرم ﷺ کے دربار اقدس میں حاضر نہ ہو سکنے کو خلاف

ادب سمجھتے ہوں گے (وہیل چیر پر تو اب بھی دربار اقدس میں حاضری ہوسکتی تھی جس طرح دوسرے بزرگوں کا معمول ہے) اسی وجہ سے ساتھیوں کے اصرار کے باوجود عمرہ پر تشریف نہ لے گئے۔

حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ نے کبھی ایسا رویہ اختیار نہیں فرمایا، جس سے اپنی بڑائی ظاہر ہو بلکہ آپ کی ہر ادا اور گفتگو سے عاجزی کی جھلک ظاہر ہوتی تھی۔ آپ کی ایک تحریر ملی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے آپ کو حضور اکرم ﷺ کے حضور کیسے پیش فرماتے تھے۔ یہ تحریر آپ نے اپنے ایک خادم کو دی جب وہ حج بیت اللہ شریف کے لیے جانے لگا کہ جب مدینہ منورہ میں حضور اکرم ﷺ کے دربار میں حاضری ہو تو یہ تحریر پڑھ کر میری طرف سے سلام عرض کرنا، اس خادم کے مطابق کہ جب میں مکہ مکرمہ پہنچا تو حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ کی تحریر کو کھول کر پڑھا تو سٹپٹا کر رہ گیا کیونکہ اسے بہت گراں محسوس ہوا کہ ان الفاظ کو کس طرح اپنی زبان سے ایسی عظیم ہستی کی طرف سے منسوب کر کے حضور اکرم ﷺ کے دربار اقدس میں حاضری کے وقت ادا کرے۔ بہر حال اس نے علماء کرام سے رابطہ کیا، تحریر تو نہ دکھائی بلکہ معلوم کیا کہ اس قسم کی صورت حال ہو تو کیا کیا جائے۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ پر ضروری ہے کہ جب پہلی دفعہ دربار اقدس میں حاضری ہو انہی الفاظ کو پڑھ کر سلام عرض کریں پھر اس کے بعد جب بھی حاضری ہو تو ان الفاظ کو چھوڑ کر حضرت اقدس کی طرف سے سلام عرض کر سکتے ہو۔ خادم کے مطابق کہ یہ تو خدا ہی جانتا ہے کہ جب ان الفاظ کے ساتھ اپنی گناہ گار زبان سے حضور اکرم ﷺ کے دربار اقدس میں حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ کا سلام عرض کیا تو کیا کیفیت ہوئی؟ حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ کی وہ تحریر بھی پیش خدمت ہے۔

**بارگاہ رسالت علی صاحبہا الصلوۃ والسلام ہدیہ صلوۃ و سلام**

**من ارزل الخلائق واخبث الخبائث مظہر حسین غفر اللہ لہ**

**الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ**

**الصلوۃ والسلام علیک یا نبی اللہ**

**الصلوۃ والسلام علیک یا خیر خلق اللہ**

**الصلوۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ**

**الصلوۃ والسلام علیک یا سید ولد آدم**

**الصلوۃ والسلام علیک یا نبی اللہ**

الصلوۃ والسلام علیک یا رحمۃ اللعالمین

الصلوۃ والسلام علیک یا خاتم النبیین

الصلوۃ والسلام علیک یا شفیع المذنبین

حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ کا ہمیشہ یہ معمول رہا کہ جب بھی حج یا عمرہ کے لیے تشریف لے گئے تو احباب کو تحائف دینے کے لیے تمام خریداری مدینہ منورہ سے فرماتے تھے۔ اس کی ایک وجہ تو شاید یہ تھی جس طرح تمام اکابر دیوبند اس چیز کو متبرک خیال فرماتے تھے جس کی نسبت مدینہ منورہ سے ہوتی تھی کہ اس کو اس مقدس زمین کی ہوا لگی ہے اور دوسرا ایک عالم سے سنا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی کچھ یوں ہے۔ ''جس نے میرے شہر مدینہ منورہ میں اس نیت سے رقم خرچ کی کہ اس سے میرے شہر والوں کو فائدہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو صدقہ کا اجر دیں گے۔'' آپ کا یہ معمول بھی عشق رسول ﷺ کی انمول مثال ہے۔ سنت رسول اللہ ﷺ کی اتباع اور عشق رسالت ﷺ کی وجہ سے ہی اللہ تعالیٰ نے زندگی کے آخری لحات میں بھی حضور اکرم ﷺ کی زندگی کے آخری لحات سے مماثلت عطا فرمائی۔ حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ کو بھی آخری وقت شدید ترین بخار رہا اور ان کے ماتھے پر بھی اہل خانہ کپڑا پانی میں بھگو کر رکھتے رہے اور آخری وقت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مسواک طلب فرمائی اور آپ کا وصال بھی تہجد کے وقت اور پیر کے دن ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مدنی نوراللہ مرقدہ کی طرح حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ کو بھی انگریزی ثقافت سے سخت نفرت تھی۔ جب مسلمانوں کو ان کی نقالی کرتے دیکھتے تو بہت دکھ کا اظہار فرماتے جب اسکولوں میں چھٹی کے وقت چھوٹے چھوٹے بچوں کو شرٹ پتلون اور صلیب کا نشان ٹائی پہنے دیکھتے تو بہت رنجیدہ ہوتے فرمایا کرتے کہ یہ عیسائیوں کا مذہبی نشان ہے اور مسلمانوں کو اس کا احساس نہیں کہ وہ اسے صرف فیشن سمجھتے ہیں حالانکہ اس سے عیسائی عقیدہ کا پرچار ہوتا ہے۔ اس سے ان کے عقیدہ تثلیث (تین خدا ماننا) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پھانسی پر چڑھائے جانے کے عقیدہ کا اظہار ہے۔ حضرت مدنی نوراللہ مرقدہ کی پیروی میں ساری زندگی کھدر کا لباس استعمال فرمایا سخت گرمیوں میں بھی کھدر کا لباس استعمال فرماتے ہر ایک کو خندہ پیشانی سے ملتے جس سے بھی ملتے آپ کی مخصوص مسکراہٹ اس کے دل پر بہت اثر انداز ہوتی۔ ہر ایک کے ساتھ ایسی شفقت اور اپنائیت کا اظہار فرماتے کہ ہر کوئی سمجھتا کہ جتنی محبت اور تعلق حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ کو میرے ساتھ ہے کسی اور کے ساتھ نہیں۔ اگر حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ

کے سب متعلقین کو ایک جگہ اکٹھا کر کے اس بات کے متعلق پوچھا جائے کہ حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ کو کس کے ساتھ زیادہ محبت تھی تو یقیناً ہر ایک اس بات کو اپنے حق میں ثابت کرنے کے لیے ایسے ایسے واقعات سنائے گا کہ آپ کسی ایک کے حق میں فیصلہ کرنے میں یقیناً اپنے آپ کو بے بس محسوس کریں گے۔

مضمون بہت زیادہ طویل ہو گیا ہے اختصار کے ساتھ صرف چند واقعات ہی تحریر کیے ہیں ورنہ ابھی تو حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ کی زندگی کے کئی پہلو تحریر کرنے سے رہ گئے ہیں (شاید دوسرے حضرات اور علماء کرام ان پر روشنی ڈالیں) حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ کے حالات و واقعات اتنے ہیں اور دل کی حسرت بھی یہ ہے کہ انہیں بیان کرتے کرتے ہی اپنی بھی زندگی کی شام ہو جائے۔

آخر میں شکرانِ نعمت کے لیے عرض ہے کہ جتنا حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ نے اپنی خصوصی شفقت سے اس حقیر پر تقصیر کو نوازا ہے شاید ہی کسی کو نوازا ہو، جیسا کہ عرض کیا ہے حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ اپنے ذاتی کام میں کسی کی مدد نہیں لیتے تھے۔ جوتا پہنتے وقت اگر کوئی جوتا پہنانا یا سیدھا کرنا چاہتا تو منع فرما دیتے لیکن اس ناچیز کو کبھی بھی حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ نے منع نہیں فرمایا۔ ایک مرتبہ جمعے کے دن لاہور سے ایک ڈاکٹر صاحب حضرت کے ہاں مہمان آئے جمعہ کے بعد جب حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ مسجد سے باہر تشریف لائے تو ڈاکٹر صاحب نے مجھے کہا کہ حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ کے جوتے مجھے دیں میں پہنانے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے ان کے اصرار پر جوتے انہیں دے دیئے جب وہ جوتے پہنا رہے تھے تو حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ نے انہیں دیکھا تو فوراً مجھ پر شکایت آمیز نگاہ ڈالی لیکن شفقت کی وجہ سے زباں سے کچھ نہ فرمایا۔ حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ کے پاؤں میں جرابیں پہنانے کی سعادت گھر میں ان کی بیٹیوں کو حاصل ہوگی لیکن باہر (جب حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ سفر میں ہوتے) بارہا مرتبہ اس حقیر پر تقصیر کو پاؤں میں جرابیں پہنانے کی سعادت یوں نصیب ہوتی کہ حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ وضو فرما لیتے تو خود ہی پاؤں مبارک آگے بڑھا دیتے اور یہ ناچیز پاؤں میں جرابیں پہنا دیتا۔ اسی طرح حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ تشریف فرما ہوتے۔ میزبان اور دیگر بہت سے احباب موجود ہوتے لیکن جب حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ کو بیت الخلاء جانے کی حاجت ہوتی یا وضو فرمانا ہوتا تو اس ناچیز کو نام سے پکار کر فرماتے کہ پانی کا لوٹا بھریں اگر کبھی میں اس وقت پاس نہ ہوتا تو میرے متعلق پوچھتے اور مجھے بلواتے جوں ہی میں حاضر خدمت ہوتا تو مجھے پانی بھرنے کا فرماتے گویا کہ کسی اور سے ذاتی کام میں معاونت نہ لیتے بلکہ اس ناچیز کو ہی خدمت کے لیے نوازتے۔

آہ!! اب آنکھیں ایسی شفیق ہستی کی صورت دیکھنے کو اور کان ان کے عجیب و غریب لہجہ ہر ایک کو نام کے ساتھ خاص انداز میں "صاحب" کہہ کر پکارنے کو سننے کے لیے ہمیشہ ہمیشہ کو ترستے رہیں گے۔

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی وفات پر سید امین گیلانی صاحب نے یہ اشعار لکھے تھے۔ بخاری صاحب رحمہ اللہ پر لکھے گئے یہ اشعار اس وقت ہمارے بھی دل کی کیفیت کی ترجمانی کرتے ہیں۔ اس لیے معمولی تصرف اور سید امین گیلانی صاحب سے معذرت کے ساتھ وہ اشعار تحریر کر رہا ہوں۔

سکون زیست کی دولت لٹا کے بیٹھ گئے
ہم ایک گوہر یکتا گنوا کے بیٹھ گئے

وہ جب سے چہرہ انوار چھپا کے بیٹھ گئے
ہم اپنی پلکوں پہ شمعیں جلا کے بیٹھ گئے

ترس رہی ہیں نگاہیں آپ کی صورت کو
اب آ بھی جاؤ کہ سب لوگ آ کے بیٹھ گئے

قریب کر کے محبت سے ایک دنیا کو
عجیب بات ہے، خود دور جا کے بیٹھ گئے

وفا شعار تھے آپ، کیا ہوا خدا کے لیے
کیا اپنے یاروں سے دامن چھڑا کے بیٹھ گئے

ہمارا جی نہیں لگتا کہیں تمہارے بغیر
مگر ہیں آپ، کہ کہیں جی لگا کے بیٹھ گئے

زمیں پہ پھولوں میں کم ہوگئی تھی بوئے وفا
کہ اب فلک پہ ستاروں میں جا کے بیٹھ گئے

رواں رہے گا یونہی کارواں قاضی کا
عدو نہ سمجھیں کہ ہم دل بجھا کے بیٹھ گئے

تڑپ کے چاک گریباں کریں گے باطل کا
وہ یہ نہ سمجھے کہ ہم چوٹ کھا کے بیٹھ گئے

❁❁❁❁

# رأس الاتقیاء اور مرشد العلماء

مولانا مظہر حسین کاظمی ☆

سوموار کا دن تھا ۳ ر ذوالحجہ ۱۴۲۴ھ شام کو چار بجے راقم الحروف اپنے ایک مہربان دوست کو ملتان جنرل بس اڈے پر ملنے کے لیے گیا۔ علیک سلیک کرنے کے بعد اس نے بتلایا کہ آج صبح دس بجے فون آیا اور فون پر بتلایا گیا کہ آج وہ شخصیت اس دار فانی سے کوچ کر گئی ہے۔ جس کی تربیت شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے خاص طریقہ سے فرمائی تھی۔

آج وہ شخصیت اس دنیا سے رخصت ہوگئی جس کا قلم ہر اس آدمی کے خلاف لکھتا تھا جو مسئلہ حق سے انحراف کرنے والا ہوتا۔ وہ شخصیت آج دارالفناء سے دارالبقاء کی طرف چلی گئی ہے جس کی تحریر دشمنان اسلام کے خلاف ننگی تلوار کی حیثیت رکھتی تھی۔ آج وہ شخصیت رحلت فرما گئی ہے جس کی تقریر سن کر باطل پر سکتہ طاری ہو جاتا تھا۔

آج وہ شخصیت دنیا سے چلی گئی ہے جس نے پاکستان میں اس وقت تحفظ ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے تحریک بنائی جب دشمنان صحابہ رضی اللہ عنہم کھل کر صحابہ کرامؓ کے خلاف بکواس کر رہے تھے۔

آج وہ شخصیت اس دنیا سے آخرت کی طرف چلی گئی ہے جو کسی دور میں مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے شانہ بشانہ نظر آتی تھی۔

آج وہ شخصیت اس دنیا سے چلی گئی جو شیخ الادب مولانا اعزاز علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھتی تھی۔ آج کون شخصیت اس دنیا سے گئی ہے جو ایک وقت میں قادیانیت کے خلاف گفتگو کرتے ہوئے نظر آتے ہیں تو دلائل کا انبار لگا دیتے ہیں۔

آج وہ شخصیت اس دنیا سے گئی ہے جو کسی وقت میں تحریر و تقریر کے انداز میں روافض کے خلاف گفتگو فرماتے تو روافض کی جڑیں کھوکھلی کر کے رکھ دیتے۔

---

☆ ساکن کسوانہ تحصیل احمد پور سیال ضلع جھنگ

آج وہ شخصیت سنیوں کو یتیم کر کے چلی گئی جو کبھی مسئلہ خلافت پر گفتگو فرماتے تو مودودیت (جماعت اسلامی) اور یزیدیت کے بخیے ادھیڑ کر رکھ دیتے۔

آج وہ شخصیت اس دنیا سے چلی گئی ہے جو کبھی سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور اہل بیت اطہار کی حقانیت اور یزید کے فسق و فجور پر گفتگو فرماتے تو یزیدیت کے محلات لرز جاتے۔

آج وہ شخصیت اس دنیا سے رخصت ہوئی ہے۔ جو عقیدہ کے عظیم جز مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر دلائل کے ساتھ کلام فرماتے تو مماتیت کے محلات کو آگ لگ جاتی۔ آج وہ شخصیت اس دنیا سے گئی جس نے کبھی بھی تحقیق اکابرین کے علاوہ کسی کی بات کو قبول نہ کیا۔

آج وہ شخصیت اس دنیا سے چلی گئی ہے جو عقائد و نظریات میں ایسے پختہ تھے جب اپنے حضرات نے بھی کہا کہ نرمی اختیار فرمائیں تو حضرت نے نرمی نہ برتی۔

آج وہ شخصیت اس دنیا سے گئی ہے جس کے سامنے استاذ محترم امام المناظرین حضرت اقدس مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ بھی دوزانو ہو کر بیٹھتے تھے۔

آج وہ شخصیت رخصت ہوگئی ہے جو آخری وقت تک علماء حق کے کامل ترجمان کی حیثیت سے نظر آتے تھے۔

آج وہ شخصیت اس دنیا سے گئی ہے۔ جس نے کئی مرتبہ حج وعمرہ کی سعادت حاصل کی۔

آج وہ شخصیت اس دنیا سے رخصت ہوئی ہے جو چلنے میں تو فرد واحد نظر آتا تھا لیکن حقیقت میں ایک تنظیم تھی۔

آج وہ شخصیت اس دنیا سے رخصت ہوئی ہے جس نے زندگی کا بیشتر حصہ جیل کی کال کوٹھڑیوں میں گزارا۔

آج وہ شخصیت اس دنیا سے رخصت ہوئی جو کبھی شیعہ، مودودی اور دیگر باطل کے ساتھ اتحاد نہیں کرتے تھے۔

ان سب باتوں کا مصداق کون تھا جو حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے۔ جو وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم تھے۔ جو راس الاتقیا تھے۔ جو مرشد العلماء تھے۔ جو پیر طریقت تھے اور ولی کامل تھے۔ جو تحریک خدام اہل السنت والجماعت پاکستان کے بانی وامیر اول تھے۔ وہ تھے سیدی ومرشدی حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین صاحب چکوال والے رحمۃ اللہ علیہ...... جو انتقال فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

## شوق زیارت

راقم الحروف نے پہلے بھی حضرت مرشدی رحمہ اللہ کا نام گرامی ایک دو مرتبہ سنا ہوا تھا لیکن جب میں نے جامعہ خیر المدارس میں دورہ حدیث کیا اور فراغت کے بعد امام المناظرین استاذ محترم مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی رحمہ اللہ کے پاس جامعہ خیر المدارس میں ہی ایک سال کے تربیتی کورس کے لیے حاضر ہوا تو حضرت رحمہ اللہ کی کلاس میں روزانہ حضرت مرشدی رحمہ اللہ کا ذکر خیر ہوتا تھا۔

جب بار بار حضرت مرشدی رحمہ اللہ کا ذکر خیر سنا تو دل میں شوق پیدا ہوا کہ یا اللہ وہ دن دکھا دے جس دن حضرت رحمہ اللہ کی زیارت ہو سکے، بالآخر بندہ مدرسہ میں پڑھانے کے لیے کلورکوٹ ضلع بھکر میں متعین ہوا تو وہاں پر تحریک خدام اہل سنت والجماعت کے ساتھ رابطہ ہوتا گیا۔ تعلقات بڑھتے چلے گئے پھر مستقل ماہنامہ حق چار یار کا قاری بن گیا تو ایک موقع پر تحریک خدام اہل سنت والجماعت کے موجودہ امیر حضرت اقدس صاحبزادہ مولانا قاضی ظہور الحسین صاحب اظہر مدظلہ کلورکوٹ میں محترم صوفی محمد شریف صاحب کی بیٹی کا نکاح پڑھانے کے لیے تشریف لائے۔ تو صوفی صاحب نے راقم الحروف کا حضرت صاحبزادہ صاحب کو تعارف کروایا تو حضرت نے سنی کانفرنس بھیں میں شرکت کے لیے حکم فرمایا۔

جب حکم ملا تو اور زیادہ خوشی ہوئی۔ چلو اب تو حضرت کی زیارت یقینی ہوگئی ہے۔ بالآخر ہفتہ کا دن آ پہنچا کلورکوٹ سے ایک قافلہ کی صورت میں جس کی قیادت مولانا قاری محمد عبید اللہ صاحب فاروقی بھکر والے، اور حضرت صوفی صاحب فرما رہے تھے۔ بھیں کانفرنس میں پہنچے تو اور علماء و مشائخ کی زیارت ہوئی لیکن دل میں خواہش تھی کہ یا اللہ جلد ہی حضرت مرشدی رحمہ اللہ کی زیارت نصیب فرما دے۔ بالآخر حضرت رحمہ اللہ کے پاس مکان کے اوپر والے کمرے میں حاضر ہوا جہاں ایک کمزور جسم والے دراز قد وقامت والے ایک حسین عمر رسیدہ بزرگ تشریف فرما تھے جن کی گفتار اور اخلاق میں حضرت مدنی رحمہ اللہ کا کامل نمونہ چمک رہا تھا۔ حضرت مرشدی رحمہ اللہ کی خدمت میں اپنی بات پیش کی۔ حضرت نے اپنے دست اقدس سے چائے اور بسکٹ عنایت فرمائے کچھ دیر مجلس میں حاضر رہا۔

اسی موقعہ پر ایک صاحب حضرت مرشدی رحمہ اللہ کے داہنے کندھے کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے بتلایا کہ ایک علاقہ میں ایک مولوی صاحب کی تقریر تھی تو ہم نے اس کو کہا عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تقریر فرمائیں تو اس نے کہا کیا آپ خدامی تو نہیں ہیں؟ تو حضرت مرشدی رحمہ اللہ نے ہنس کر جواب عنایت فرمایا کہ کیا حیات کا عقیدہ صرف خدام کا عقیدہ ہے؟ بلکہ یہ تمام اہل سنت والجماعت کا ایک اجماعی عقیدہ ہے جو

ضروریات اہلسنت والجماعۃ میں شامل ہے۔ جو اس کا منکر ہو یا کسی تاویل سے بھی تو وہ اہل سنت والجماعت سے خارج ہو کر اہل بدعت میں شامل ہو جاتا ہے۔

اگلے دن دوسرا دن آیا اتوار کا تو حضرت مرشدی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس صوفی محمد شریف صاحب کی معیت میں حاضر ہوا۔ صوفی صاحب نے تعارف کروایا کہ یہ خدام کے پاپڑ فارم پر کلور کوٹ کے پولٹری فارم میں کام کرتا ہے اور حضرت اقدس سے بیعت کی خواہش بھی رکھتا ہے۔ تو حضرت مرشدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اپنا ہاتھ آگے کرو تو راقم الحروف نے حضرت اقدس کے دست اقدس میں اپنا ہاتھ دیا۔ حضرت مرشدی رحمۃ اللہ علیہ نے راقم الحروف کو بیعت فرما کر سلسلہ مدنیہ میں شامل فرمایا اللہ تعالیٰ ان کو دنیا اور آخرت میں جزائے خیر عنایت فرمائے۔ آمین

## آخری بات

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت اقدس مرشدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مبارک زندگی مذہب و ملت کی خدمات کے لیے وقف کر دی تھی اور انہوں نے سنی قوم پر جو احسانات فرمائے ہیں ان کو سنی قوم تا قیامت نہیں بھلا سکتی۔

دعا ہے کہ حق تعالیٰ جل شانہ امیر مرکزیہ حضرت اقدس مولانا صاحبزادہ قاضی محمد ظہور الحسین صاحب اظہر مدظلہ اور دیگر لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

اور اللہ تعالیٰ ہم سب کو تمام فتنوں سے محفوظ فرماتے ہوئے حضرت اقدس مرشدی رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کو عام کرنے کی توفیق دے۔

## غیر مسلک والوں سے اتحاد

حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں .....

جو افراد یا جماعتیں حضرات خلفائے راشدین امہات المومنین، اہل بیت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے افراط و تفریط میں مبتلاء ہیں اور اہل السنت والجماعت کے اجماعی مسلک کی پابندی نہیں کرتے ان سے اشتراک و اتحاد بھی مسلک کے لیے بہت زیادہ مہلک ہے۔ [روئیداد یکم رجب ۱۳۹۶ھ، ص ۳۹]

# سفینہ حق کا ناخدا ......چل بسا!

مولانا محمد عبداللہ ☆

کائنات کا ہر مربوط نظام، گردش لیل ونہار کا باقاعدہ تسلسل، موت وحیات کا لامتناہی سلسلہ اس امر کی نشان دہی کرتا ہے کہ اس دنیا میں کسی چیز کو بھی ثبات نہیں۔ صبح کو طلوع ہونے والا سورج پیغام لاتا ہے کہ نصف النہار کو پہنچ کر روبہ زوال ہونا اس کا مقدر ہے۔ چودھویں رات کا چاند اپنی پوری تابانی کے ساتھ پکار پکار کر کہتا ہے کہ بدر ہلال سے بدر منیر، بدر منیر سے بدر ہلال بننے کا یہ سلسلہ تا قیام قیامت جاری رہے گا۔

بالکل یہی کیفیت موت وحیات کی ہے۔ پیدا ہونے والا بچہ اپنی فانی زندگی پر اشکبار ہوتا ہے اور ہر جانے والا یہ احساس دلاتا ہے کہ یہ چند روزہ حیات مستعار گزار کر اسے بہر حال اس دنیا سے رخصت ہونا ہے۔ اس لیے ہر ذی شعور اور صاحب عقل سلیم اس بات کی پوری کوشش کرتا ہے کہ وہ مالک حقیقی کو راضی کرلے۔ اور اس کی زندگی اس کے ابنائے جنس سے ممتاز ہو اس کے دوست اور شاہراہ زندگی کے دیگر رفقاء اسے اپنے لیے روشنی کا مینار قرار دیں۔ اس کے نقش قدم پر چلنے کو اپنے لیے فخر سمجھیں۔ اسی جذبے نے دنیا میں بے شمار ایسی شخصیات کو جنم دیا جن کی زندگیاں واقعی دیگر انسانوں کے لیے نہ صرف قابل احترام بلکہ قابل تقلید بھی ہیں۔

یہ حقیقت بھی مسلمہ ہے کہ موت کی آنکھوں میں ہر چھوٹا، بڑا، عالم، جاہل ایک ہی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ نہ کسی بادشاہ سے مرعوب ہو کر اس کے ساتھ رعایت کرتی ہے اور نہ ہی کسی مفلس وقلاش کی بے کسی وبے بسی سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اس پر زیادتی کرتی ہے۔

دنیا میں انسان بڑی بڑی فتوحات کرتا ہے اور عظیم ترین فاتح کہلاتا ہے اس کی فوج اور بہادر سپاہی بڑی بڑی سلطنتوں کی اینٹ سے اینٹ بجا دیتے ہیں۔ بڑے بڑے ملکوں کو پامال کر کے وہاں کی تہذیب

---

☆ متخصص فی الفقہ الاسلامی، جامعہ علوم اسلامیہ، بنوری ٹاؤن، کراچی

وتمدن کے نشانات مٹا دیتے ہیں۔

لیکن موت کا یہ چنگل جب اس کی تنی ہوئی گردن کی طرف اٹھتا ہے تو نہ اس کے حواری اس کو بچا سکتے ہیں نہ بڑے بڑے شہ زور پہلوان اور جانباز سپاہی۔ موت کسی امیر وغریب، فقیر وشہنشاہ کے درمیان کسی قسم کا فرق نہیں چھوڑتی۔ لیکن اس کے باوجود بعض شخصیات ایسی بھی ہیں موت اپنی پوری تندہی وتیزی، جبر وقہر کے باوجود ان کی زندگی کو عوام سے نہیں چھین سکتی۔ ان کی حیات مستعار فنا پزیری کے باوجود موت کی اس دست وبرد سے محفوظ رہتی ہے اور عرصہ دراز تک ان کا تذکرہ نسلاً بعد نسلٍ عوام میں رہتا ہے۔

کیونکہ یہ شخصیتیں کچھ ایسے معیار قائم کر جاتی ہیں جو انسانی تہذیب وتمدن، مذہبی روایات اور قومی زندگی کا ایک اہم ترین حصہ بن جاتے ہیں۔ اس لیے قوم اگر چاہے بھی تو انہیں فراموش نہیں کر سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ ایسی زندگیوں کو کتابوں کی شکل میں الفاظ کا جامہ پہنا کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے محفوظ کیا جاتا ہے۔

لیکن ان مقدس ہستیوں کی داستان حیات محض اس لیے پیش نہیں کی جاتی کہ اس کی وجہ سے وہ معروف ہوں یا ان کی شہرت ہو بلکہ ان کی زندگیوں کے بلند کردار کو صفحہ قرطاس پر اس لیے نقش کیا جاتا ہے تاکہ قوم وملت اپنے اس عظیم رہنما کی زندگی کو اپنے لیے مشعل راہ جان کر دینی ودنیاوی کامیابی، کامرانی کی منزل سے ہمکنار ہو۔

کسی شخصیت کو بنانے میں ماحول۔ حالات اور واقعات ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ویسے تو قدرت ہر مولود کو فطری طور پر خوبیوں اور صلاحیتوں سے نوازتی ہے۔ اور اسے گوناگوں صفات سے آراستہ کر کے اس دار فانی میں بھیجتی ہے۔ وہ منصف حقیقی اپنے انصاف کے تقاضوں کے تحت ہر انسان کو انسانیت کے اصول ودیعت کرتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ان مخفی صلاحیتوں کے اظہار کے مواقع سب کو یکساں میسر نہیں آتے لیکن جن لوگوں کو سازگار ماحول اور حقیقی رہنما مل جاتا ہے وہ لوگ عظیم کہلاتے ہیں۔ جلال الدین کے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ بننے میں جہاں ان کی طبعی اور خلقی صلاحیتوں کو دخل ہے وہاں شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ کرم اور پاکیزہ صحبت کا اثر بھی ہے کچھ ایسی ہی کیفیت قائد اہل سنت حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین قدس سرہ کی ہے۔

قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے یکم اکتوبر ۱۹۱۴ء کو ضلع چکوال کے نواحی علاقہ بھیں میں وقت کے مشہور عالم دین ومناظر اہل سنت حضرت مولانا کرم دین دبیر رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں آنکھ کھولی۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی ۱۹۲۸ء میں گورنمنٹ ہائی سکول چکوال سے میٹرک کا امتحان اعلیٰ نمبروں سے پاس کیا۔ اور

باقاعدہ دینی تعلیم کے لیے دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ میں داخل ہوئے۔ پھر بخت نے یاوری کی اور آپ اعلیٰ تعلیم کے لیے عالم اسلام کے عظیم دینی ادارہ مرکز رشد وہدایت دارالعلوم دیوبند تک پہنچ گئے۔

آپ نے دارالعلوم دیوبند میں جن عظیم المرتبت اساتذہ کرام کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا ان میں شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ۔ مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ۔ شیخ الادب والفقہ مولانا اعزاز علی دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ۔ مولانا شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ۔ مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ (مفتی اعظم پاکستان) اور مولانا پیر مبارک علی شاہ قدس اللہ اسرارھم جیسے جہابذہ علم وفن اور اساطین امت شامل ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۳۹ء میں دورہ حدیث شریف مکمل کیا۔ اساتذہ کرام نے سند فراغت اور دستار فضیلت سے نوازا۔

سلوک واحسان اور اصلاح نفس کے لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اُستاذِ خاص امیر مالٹا مجاہد کبیر امام الزاھدین قطب الارشاد مدرس گنبد خضری حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ کا دامن فیض تھام کر کسب فیض کیا۔ شیخ محترم نے آپ کو خلعت خلافت سے نوازا۔

قائد اہل سنت کی شخصیت قافلہ ہستی کے لیے مشعل ہدایت اور منارہ نور تھی۔ ان کے وجود مسعود سے زہد وتقوی۔ تواضع وللہیت، یقین، معرفت، علم ودانش، مکارم اخلاق اور نیک کردار کی بنیادیں استوار تھیں۔ آپ کی حیات مستعار احقاق حق وابطال باطل میں صرف ہوئی۔ آپ کے جانے سے ایسا خلا پیدا ہوا ہے کہ مستقبل میں اس کے پر ہونے کی بظاہر کوئی صورت نظر نہیں آتی آپ اپنے دور کے نہ صرف جید عالم دین اور ممتاز رہنما تھے بلکہ آپ تواضع للہیت، خدا ترسی اور اتباع سنت کا بہترین نمونہ تھے

نگہ بلند سخن دلنواز جاں پر سوز
یہی ہے رخت سفر میرے کارواں کیلئے

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہمارے اس دور پر حرف بحرف صادق آرہا ہے کہ......

(ترجمہ) نیک لوگ یکے بعد دیگرے اٹھتے جائیں گے اور (انسانیت) کی تلچھٹ پیچھے رہ جائے گی جیسا کہ ردی جو، یا ردی کھجور رہ جاتی ہے حق تعالی ان کی کوئی پرواہ نہیں کرے گا۔

(البخاری ومشکوۃ صفحہ ۴۵۸)

حضرت اقدس! کاروان علم وفضل کے ان باقیات وصالحات میں سے تھے جنہیں دیکھ کر اطمینان ہوتا تھا کہ یہ دنیا ابھی اہل اللہ سے خالی نہیں ہوئی اور ابھی ہمارے دامن میں ایسے گنج ھائے گراں مایہ

موجود ہیں جن سے نہ صرف ہماری عظمت کا قومی بھرم قائم ہے بلکہ جو خود انسانیت کی آبرو اور اس کے چہرے کا غازہ ہیں۔ وہ خاندان ولی اللھی کے روحانی اثاثہ کے امین اور علماء سلف کی متاع عظمت کے وارث تھے۔

آپ اپنے تبحر علمی وسعت مطالعہ، سادگی، قناعت، زہد وتقوی کے لحاظ سے اسلاف دیو بند کا ایک جیتا جاگتا نمونہ تھے۔ مسلک حق کے حقیقی محافظ بلکہ اسلاف کی روایات کے پاسبان تھے.........

بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

آپ کی مجلس میں جو بھی آیا متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ دین کے متعلق شکوک شبہات لے کر آنے والے تسکین قلبی اور گوہر مقصود حاصل کر کے لوٹتے۔ آپ کا ہر ایک حرف جچا تلا ہوتا جیسے دل میں ترازو رکھا ہو اور بات کو معقول اصولوں کے پیرائے میں دل نشین کرا دیتے۔

وہ ایک روح دلفراز، ایک پیکر حسن خوبی، شرافت وثروت کا ایک دریا، جذبہ حق گوئی کا ایک پہاڑ، علوم شریعت کا ایک خزانہ تھے وہ صحیح معنوں میں قائد اہل سنت تھے۔ انہوں نے چٹائی پر بیٹھ کر مخلوق خدا کی بے لوث خدمت سے ان کے دلوں پر حکومت کی۔ انہوں نے اپنے علم وعمل حق گوئی وبے باکی جاں بازی وجان سپاری اور مخلصانہ قیادت سے اپنے مربی خاص شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمہ اللہ کی یاد تازہ رکھی۔

بات حضرت مدنی کی آگئی تو چلئے حضرت مدنی کے اوصاف جمیلہ کی ایک ادنی سی جھلک سے محظوظ ہوتے چلیں۔

ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہان پوری لکھتے ہیں............

حقیقت یہ ہے کہ حضرت مدنی رحمہ اللہ کے قلب دماغ میں اسلامی غیرت اور انسانی ہمدردی کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ قومی جذبات اور حریت پسندانہ خیالات رگ رگ میں رچے ہوئے تھے ضعف اور کمزوری کے باوجود ان کی ہمت مردانہ اور قومی احساس نے انہیں چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ خدمت وطن اور اشاعت دین کا جذبہ انہیں سیماب وار لیے پھرتا رہا اور اس راہ کی تمام مشکلیں ان کے لیے سہل تھیں۔ آزادی وطن کی جدوجہد کے لیے نہ انہیں عزت کا خیال تھا نہ راحت کا نہ عزیزوں کی پرواہ تھی نہ مال ودولت پیارا تھا۔ انہوں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے ہوئے ان دشوار گزار اور پرخطر راہوں میں طعن وتشنیع کے تیر بھی کھائے سب وشتم کی بوچھاڑ بھی برداشت کی۔ گالیوں اور لغو بیانیوں کے طوفان بھی سہے بلکہ اس سے بھی زیادہ سنا اور دیکھا۔ مگر ان کی زبان اعلائے کلمۃ الحق سے باز نہ رہی وہ بانگ دہل اپنے نظریات

کا اعلان کرتے رہے۔ (شیخ الاسلام۔ایک سیاسی مطالعہ صفحہ ۷۸)

قائد اہل سنت قدس سرہ بھی حضرت مدنی رحمہ اللہ کا پرتو تھے وہ مجموعہ کمالات تھے۔ ان کی حق گوئی وبے باکی، دینی حمیت وغیرت، جرأت وہمت اور استقامت واستقلال دیکھ کر خیر القرون کی یاد تازہ ہوتی تھی وہ اہل زیغ وضلال اور ملاحدہ وزنادقہ کے معاملے میں تیغ براں تھے۔ وہ دین ومذہب اور مسلک وشریعت کے معاملہ میں کسی لگی لپٹی رورعایت کے روادار نہ تھے۔ بلاشبہ وہ اس معاملہ میں بجا طور پر امام اہل سنت تھے۔ وہ جس بات کو حق اور سچ جانتے اسے بلاخوف لومۃ لائم کہتے لکھتے اور برسرمنبر بیان کرتے اور احقاق حق اور ابطال باطل کا ملکہ انہیں وراثت میں ملا تھا چنانچہ تحریک ختم نبوت کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت خود تحریر فرماتے ہیں کہ

> اس تحریک میں سینکڑوں علماء نظر بند ہوئے اور بندہ خادم علماء بھی سنٹرل جیل ساہیوال (سابق منٹگمری) میں تقریباً دس مہینے نظر بند رہا۔ بندہ کی رہائی ۱۴ جنوری ۱۹۵۴ء کو ہوئی۔ الحمدللہ تردید قادیانیت مجھے وراثت میں ملی ہے۔ میرے والد محترم مولانا کرم الدین دبیر رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا غلام احمد قادیانی کو عدالت کے کٹہرے میں ذلیل ورسوا کیا۔

(سوانح وافکار۔ قاضی احسان احمد شجاع آبادی صفحہ ۱۵)

یہی وجہ تھی کہ وہ جہاں اغیار خصوصاً روافض کے معاملہ میں سیف بے نیام تھے وہاں وہ اہل سنت کہلانے والے اسلاف بیزاروں کیلئے بھی ننگی تلوار تھے۔ متعدد ایسے حضرات جو اپنے کو اسلاف اہل حق کے خوشہ چین کہلاتے ہیں مگر جب مسلک اہل حق سے عدول کرتے نظر آتے تو انہوں نے نہایت خلوص، اخلاص اور پروقار طریقے سے ان کا بھی بھرپور تعاقب کیا۔ حضرت قائد اہل سنت فرماتے تھے کہ دین کے معاملہ میں مصلحت پوشی دیانت اور امانت کے خلاف ہے اور واقعۃً ان کا یہ ارشاد سو فیصد صحیح تھا

انہوں نے جہاں پرویزیت، بریلویت، مماتیت، مودودیت کا تعاقب کیا اور قادیانیت ورافضیت کے کفر کا پردہ چاک کیا وہاں انہوں نے خارجیت کو بھی بے نقاب کیا۔

وہ فرماتے تھے کہ جن امور کے بارے میں ہم اغیار پر تنقید کرتے ہیں اور انہیں غلط سمجھتے ہیں وہ اپنوں کے معاملہ میں کیسے جائز ہو سکتے ہیں۔ دراصل وہ دین کے صاف وشفاف چہرہ پر کسی قسم کی کوئی گرد وغبار برداشت کرنے کے روادار نہ تھے۔

وہ اپنے استاد شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمہ اللہ کے صحیح جانشین تھے ان کی تمام عمر جد وجہد سے عبارت

تھی ۔ جہاں انہوں نے انگریز کے خلاف بغاوت کے جرم میں قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں وہاں انہوں نے قادیانیت کے خلاف جہاد میں حصہ لے کر سنت یوسفی کی یاد تازہ کی۔ چنانچہ جہاں ایک طرف ۱۹۴۱ء سے ۱۹۴۹ء تک جہلم، ملتان اور راولپنڈی کی جیلوں میں پابند سلاسل رہے تو وہاں ۱۹۵۳ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت میں بھی آپ پس دیوار زنداں رہے۔

حتیٰ کہ پیرانہ سالی اور ضعف کے عالم میں جب عمر ۸۵ سال سے متجاوز تھی تو آپ نے حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کی یاد تازہ کرتے ہوئے تحفظ اصحاب رسول ﷺ کی خاطر جیل کی کال کوٹھری کو آباد کیا اور اس کے ویرانے کو صدائے حق سے معمور فرمایا ..........

عشق میں ان کے کوہ غم سر پہ لیا جو ہو سو ہو
عیش ونشاط زندگی چھوڑ دیا جو ہو سو ہو

حضرت قائد اہل سنت قدس سرہ صرف گفتار کے نہیں بلکہ کردار کے بھی غازی تھے۔ دین ومذہب اور ملک وملت کے تحفظ کی شاید ہی کوئی تحریک ایسی ہوگی جس میں آپ نے بھرپور قائدانہ کردار نہ ادا کیا ہو۔ خصوصاً تحریک خدام اہل سنت کی داغ بیل ڈال کر آپ نے روافض کے پھیلائے ہوئے جال کو تار عنکبوت کی طرح توڑ ڈالا۔ آپ نے شہر شہر قریہ قریہ اور دور دراز دیہاتوں میں پہنچ کر پیغام حق کو عام کیا اس کے علاوہ کتابیں لکھیں تقریریں کیں مناظرے اور مباحثے کئے اور دینی مراکز ومدارس قائم فرمائے۔

خصوصاً خلافت راشدہ کے پیغام کو عام کرنے اور لادین صحافت کے تار پود بکھیرنے کے لیے ماہنامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم کا اجراء فرمایا۔ غرض کوئی میدان ایسا نہیں جہاں آپ نے لازوال خدمات انجام نہ دی ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی سوچ وفکر اور آپ کی تقریر وتحریر مسلک حقہ اہل سنت والجماعت کی آئینہ دار ہوتی تھی۔

حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ مسلک اور ذوق میں اکابر واسلاف کے قدم بقدم تھے۔ یہی وجہ تھی کہ ان پر تمام اہل علم وتحقیق بھرپور اعتماد کرتے تھے۔ وہ قلندرانہ جرات اور ایک ایسے یقین کے مالک تھے جنہیں دیکھ کر ترجمان حقیقت پکار اٹھتے تھے..........

ہوا ہے گو تند وتیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے
وہ مرد درویش جس کو حق نے دیئے ہیں انداز خسروانہ

مگر آہ..... آج یہ لکھتے ہوئے کلیجہ منہ کو آتا ہے کہ قافلہ حق کے روح رواں، اکابر علماء دیوبند کے

سچے جانشین، اسلاف کی روایات کے امین اور وکیل صحابہ حضرت قائد اہل سنت قدس سرہ ۳ ذوالحجہ ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۶ جنوری ۲۰۰۴ء پیر اور منگل کی درمیانی شب بوقت سحر پونے پانچ بجے جب رات کے اندھیرے چھٹ رہے تھے اور آفتاب نہار طلوع ہونے کیلئے انگڑائیاں لے رہا تھا تو زہد و تقوی علم و عمل کا آفتاب زبان حال سے یہ کہتے ہوئے کہ..

مجھ سا مشتاق نہ پاؤ گے جہاں میں ہرگز
گرچہ ڈھونڈو گے چراغ رخ زیبا لے کر

اور زبان قال سے کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا. آہ......

سفینہ حق کا ناخدا چل بسا

کہنے والے نے سچ کہا!

**لو کانت الدنیا تدوم لواحدا**

**لکان رسول اللہ فیھا مخلدا**

قائد اہل سنت رحمہ اللہ اگرچہ جسمانی طور پر ہمیں داغ مفارقت دے گئے مگر وہ اپنی تاریخ اور کردار کے آئینہ میں ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ سنی قوم کے دلوں سے ان کی یاد کبھی محو نہیں ہو گی اور کیسے ہو سکتی ہے۔

جی ہاں وہ.....سرخ سفید رنگ، بیضوی چہرہ، خوبصورت آنکھیں، کشادہ پیشانی، دلکش خدو خال، مخضب ریش، آنکھوں میں حیا، طبیعت میں گداز، رخ روشن پر اسلام کی چہاردہ صد سالہ روایات کی تابندگی کا پرتو، ایک پیکر حسن و جمال، ایک مجسمہ خوبی و رعنائی، ایک سراپا اخلاص وللہیت۔ علم و معرفت کا سرچشمہ، رشد و ھدایت کا منبع، شریعت و طریقت کا مرکز۔ حسن ظاہری و باطنی کا جامع۔ ایک منارہ نور جس کی ضیا پاشیوں سے فکر و نظر کا دامن منور اور دلوں کی دنیا جگمگاتی۔ جس کا سینہ معرفت الہی کا گنجینہ اور دل انوار و تجلیات کا خزینہ تھا۔

بڑی ناشکری، ناسپاسی اور بے مروتی ہو گی اگر ہم آپ رحمہ اللہ اور آپ کے مشن کو بھلا دیں، جی نہیں ایسا کبھی نہیں ہو سکتا اور ہاں جب تک ہمارے جسم میں جان ہے اس گلشن کی آبیاری اپنے خون سے کرتے رہیں گے

ہم راہ وفا کے رہرو ہیں
منزل ہی پہ جا کر دم لیں گے

❀❀❀❀

# صراط مستقیم .... کے چراغ

کلمہ جناب ضیاء اللہ خان ☆

میرے پیر و مرشد پیکر شریعت و طریقت یادگار اسلاف، قائد اہل سنت، وکیل صحابہؓ، خلیفہ مجاز و شاگرد رشید شیخ العرب والعجم سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ امیر تحریک خدام اہل سنت والجماعت پاکستان مورخہ ۲۶ جنوری بروز پیر صبح ۵:۳۰ بجے اس دار فانی سے کوچ فرما گئے۔

اور یوں دارالعلوم دیوبند کی تاریخ کا ایک درخشندہ باب ختم ہو گیا۔

آپ نے ایسی سرزمین پر آنکھ کھولی جو ایک طرف شرک و بدعت سے بنجر ہو چکی تھی تو دوسری طرف اس پر کفر و الحاد کے پہاڑ کھڑے تھے۔ اللہ رب العزت نے آپ کے ذریعہ سے اس سرزمین کو شرک و بدعت سے پاک کر کے عقائدِ حقہ سے زرخیز کر دیا۔ آپ کی شخصیت و کردار اور ذہن سازی سے کفر و الحاد کے پہاڑ سرنگوں ہو گئے۔ آپ نے مسلک علماء دیوبند اہل سنت و جماعت کی صحیح معنوں میں ترجمانی ہی نہ کی بلکہ اس کا تحفظ بھی کمال جرات اور بے باکی سے کیا۔ آپ نے ہمیشہ مسلک کو شخصیت پر ترجیح دی۔ آپ مسلک علماء دیوبند کا لبادہ اوڑھ کر خارجیت۔ مماتیت اور بریلویت پھیلانے والوں کے لیے شمشیر بے نیام ثابت ہوئے آپ نے اس بات کی قطعاً کوئی پروانہ کی کہ اس طرح سے میرے مخلص رفقاء عقیدت رکھنے والے تحریک میں مرکزی حیثیت کے حامل لوگ میرا ساتھ چھوڑ دیں گے۔ یہ آپ کی شخصیت کا ایک انفرادی پہلو تھا کہ آپ نے ہر باطل فتنے کا محاسبہ اور تعاقب کیا اور یوں آپ نے علماء دیوبند اہل السنت والجماعت کے تشخص کو قائم رکھنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تھی اور اس انفرادی پہلو کو برقرار رکھتے ہوئے آپ نے جمعیت علماء اسلام کو چھوڑ کر خالصتاً مذہبی جماعت تحریک خدام اہل سنت کی بنیاد رکھی۔ جمعیت علماء اسلام میں آپ کو ایک مرکزی حیثیت حاصل تھی باقاعدہ جمعیت کے منشور پر آنجناب کے دستخط موجود ہیں۔ یہ جماعت چونکہ علماء دیوبند اہل سنت والجماعت کے عقائد و نظریات کی نگہبان تھی

---

☆ ابن مولانا عبدالعلیم خانؒ برادر حضرت جہلمیؒ

اس لیے آپ کو اس بات کا بڑا رنج تھا کہ کاش یہ جماعت اپنا الگ تاریخی تشخص برقرار رکھتی آپ پورے انشراح صدر سے فرماتے کہ یہ جماعت اس طرح پاکستان کی سب سے بڑی مذہبی جماعت کا مقام حاصل کر لیتی لیکن بدقسمتی سے ہمارے بڑے مدبر قسم کے علماء پاکستان کی جمہوری سیاست کے گرداب میں ایسے پھسلے کہ ایک دوسرے سے بچھڑتے چلے گئے جس کا فائدہ دوسری مذہبی اور سیاسی جماعتوں کو ہوا۔ حال میں قائم ہونے والے سیاسی اتحاد میں بھی جمعیت علماء اسلام سرفہرست ہے حضرت والا نے متحدہ مجلس عمل کے بارے میں ایک نجی محفل میں فرمایا کہ اس سے علماء کا وقار تو ضرور بلند ہوا ہے لیکن اس سے عقائد ونظریات کے لیے خطرات موجود ہیں۔ آپ کی یہ بات الہامی معلوم ہوتی ہے۔ اس میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ موجودہ حالات میں مجلس عمل کا جو کردار ہے وہ اس بات کی غمازی کر رہا ہے جو حضرت والا نے فرمائی۔ اس مجلس عمل میں جہاں شیعہ موجود ہیں وہاں شیعہ نما جماعت اسلامی بھی ہے اور یہی دو طبقات ایسے ہیں جو ہمیشہ آستین کا سانپ ثابت ہوئے۔ اور یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ وہ دشمن زیادہ خطرناک ثابت ہوتا ہے جو دوست کے روپ میں سامنے آئے۔ دعا ہے اللہ رب العزت ہمارے علماء کو جو سیاست کو دین پر ترجیح دے رہے ہیں عقل سلیم عطا فرمائے۔ اور انہیں علماء دیوبند کے نقش قدم پر چلائے آپس میں اتفاق واتحاد دے۔ آمین۔ اقبال نے فرمایا تھا............

جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

حضرت قائد اہل سنت کو اللہ رب العزت نے دو عظیم نعمتوں سے نوازا تھا۔ ایک دارالعلوم دیوبند میں بحیثیت متعلم دوسالہ حاضری اور دوسری شیخ العرب والعجم حضرت مدنی قدس سرہ سے بیعت وتوسل۔ دارالعلوم دیوبند ایک ایسا مدرسہ ہے جس کی تاریخ پوری ایک صدی پر محیط ہے۔ یہ مدرسہ جس جگہ پر قائم ہے۔ وہاں سے جب امام المجاہدین سید احمد شہید رحمہ اللہ کا گزر ہوا تو فرمایا کہ ''مجھے یہاں سے علم کی خوشبو آتی ہے۔'' مولانا محمد علی جوہر کے سامنے اس مدرسہ کے بنیادی اصول رکھے گئے تو مولانا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا کہ ''یہ اصول الہامی معلوم ہوتے ہیں'' اسی مدرسہ کے بارے میں موج کوثر'' کا مصنف رقم طراز ہے کہ اس مدرسہ کی مثال عالم اسلام میں مشکل سے ملے گی۔''

بے شک یہ ایک ایسی عظیم الشان نعمت عظمیٰ تھی۔ ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک رہے گی جس سے شریعت وطریقت۔ جہاد وانفاق فی سبیل اللہ کے ایسے چشمے پھوٹے کہ قافلہ انسانیت اپنی تشنگی دور کرتا چلا گیا۔ اسی طرح حضرت شیخ العرب والعجم حضرت مدنی رحمہ اللہ کی شخصیت بھی ایک عظیم نعمت سے کم نہ تھی آپ

جامع صفات وکمالات کے مالک تھے یوں تو دارالعلوم دیوبند نے بڑے بڑے قیمتی ہیرے پیدا کئے لیکن آپ ان میں ''کوہ نور'' کی حیثیت رکھتے تھے آپ نے برصغیر پاک وہند کی سیاست میں بھی بڑے بڑے انقلابی کام کیے انگریز کے جبر واستبداد کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ اسیر مالٹا رہے۔ بہرحال یہ وہ نعمت عظمیٰ تھی جس کے انوارات سے اب بھی دنیا سیراب ہو رہی ہے۔

یہ ایک فی الواقعہ حقیقت ہے کہ اللہ رب العزت کی طرف سے آزمائش انسان کے مقام اور مرتبہ وحیثیت کے مطابق آتی ہے۔ جیسا کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بڑی سے بڑی آزمائشیں آئیں اسی طرح تابعین اور تبع تابعین کو بھی بڑے کٹھن اور دشوار گزار راہوں سے گزرنا پڑا۔ کسی کو راہ حق میں جان دینی پڑی تو کسی کو قید وبند کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں۔ کسی کو کوڑے کھانے پڑے۔ اس کے بعد بزرگانِ دین اور اولیاء امت کی تاریخ بھی اس بات کی شاہد ہے کہ ان پر بڑی بڑی آزمائشیں آئیں لیکن یہ لوگ جبلِ استقامت کا نمونہ ثابت ہوئے۔

اسی طرح علماء حق علماء دیوبند کی تاریخ بھی آزمائشوں سے بھری پڑی ہے۔ جنگ آزادی ہو یا تحریک خلافت، تحریک ریشمی رومال ہو یا تحریک ختم نبوت ہو یا تحریک ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم سب کے بانی اور روح رواں یہی علماء حق علماء دیوبند تھے۔ جنہوں نے باطل قوتوں کا مقابلہ بے سروسامانی میں بھی ڈٹ کے کیا جنگ آزادی کے موقع پر جب علماء کی باہمی مشاورت ہوئی تو کچھ علماء کا موقف یہ تھا کہ اس وقت ہم انگریز کے مقابلہ میں کمزور ہیں لہذا جنگ کے لیے توقف کیا جائے۔ لیکن اس وقت بانی دارالعلوم دیوبند مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک تاریخ ساز جملہ کہا کہ ''کیا ہم ۳۱۳ سے بھی کم ہیں۔'' ان کا یہ کہنا تھا کہ پھر مسلمانانِ ہند نے برصغیر کی تقدیر بدل دی۔ اور پاکستان کی تحریک اپنے منطقی انجام کو پہنچ گئی۔

حضرت قائد اہل سنت پر بھی ایک آزمائش عین جوانی کے عالم میں پیش آئی اور آپ کو آٹھ ۸ سال قید بامشقت کاٹنا پڑی۔ ابھی آپ جیل میں تھے کہ آپ کے بڑے بھائی مولوی منظور حسین شہید کر دیئے گئے۔ اس کے بعد آپ کے والدِ گرامی جناب مناظر اسلام حضرت مولانا کرم دین دبیر رحمۃ اللہ علیہ کی دل سوز خبر بھی آپ کو جیل میں ہی ملی آپ کے لیے یہ دونوں بہت بڑے صدمے تھے لیکن آپ نے صبر و استقامت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ آپ نے قید بامشقت جیسے حالات میں بھی جیل میں اذان دی حضرت والا فرماتے کہ مجھے اس جرم میں چکیوں میں رکھا جاتا اور میری سزا میں اضافہ کر دیا جاتا۔ اس کے باوجود میں پانچوں وقت اذان دیتا رہا۔ اذان سے اقبال کا یہ شعر یاد آ جاتا ہے.........

دی اذانیں ہم نے کبھی مغرب کے کلیساؤں میں
اور کبھی افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں

اس اسیری ہی کے دوران آپ کو گردوں کی تکلیف ہوئی جس پر ڈاکٹروں نے آپریشن کر کے آپ کا ایک گردہ جو ناکارہ ہو چکا تھا نکال دیا۔ آپ کے لیے یہ بھی ایک بڑی آزمائش تھی۔ لیکن آپ اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ثابت قدم رہے آپ کے پایہ استقامت میں ذرہ بھر بھی لغزش نہ آئی۔ پھر آپ پر ایک ابتلاء مین پیرانہ سالی میں آیا آپ کو ڈی۔ایس۔پی چکوال کے قتل میں ملوث کر کے جیل بھیج دیا گیا۔ اس دوران آپ بوجہ علالت ہسپتال کمپلیکس زیر علاج رہے۔ حضرت والا فرمایا کرتے کہ

''حضرت مدنی ؒ کے توسل سے حق تعالی نے جیل میں اپنے خاص فضل وکرم سے قلبی اطمینان بخشا۔''

حضرت والا کے مندرجہ بالا حالات پر اگر ایک طائرانہ نظر ڈالیں تو یقیناً یہ کہنا بے جانہ ہوگا کہ آپ کا مقام ومرتبہ بہت بلند وبالا تھا۔ آپ نے صراط مستقیم پر چلنے کے لیے صحیح معنوں میں اہل سنت کی رہنمائی فرمائی۔ آپ صراط مستقیم کا چراغ تھے۔ آپ اسی مقصد کے پیش نظر ایک طویل عرصہ تک اپنے ماہنامہ حق چار یار ؓ کے اداریہ میں صراط مستقیم کے عنوان سے مضمون لکھتے رہے تاکہ لوگ سیدھے راستے پر چل کر دین ودنیا کی عافیت حاصل کر سکیں۔ اپنے بنیادی عقائد کی اصلاح کی طرف رجوع کر لیں۔ آپ ہر سنی کو حضور اکرم ﷺ اور صحابہ ؓ کی محبت میں سرشار دیکھنا چاہتے تھے آپ کی خواہش تھی کہ ہر سنی نوجوان صحابہ کا سپاہی بن جائے۔ اپنے آخری ایام میں آپ شیخ الہند ؒ اسیر مالٹا پر مضمون لکھ رہے تھے لیکن علالت کے باعث اسے مکمل نہ کر سکے اور یوں یہ سیدھے راستے کا ایک چراغ بجھ گیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

❀❀❀❀

# لاہور دے سنگی اگے آ جاؤ

حاجی امجد حسن صاحب ☆

قانونِ فطرت ہے کہ کائناتِ رنگ وبُو میں کسی شے کو ثبات نہیں۔ دوام نہیں۔ ہر چیز فانی ہے سوائے اللہ جلّ جلالہ کے۔ کل نفس ذائقة الموت کے اٹل قانون کے مطابق ہر زندہ ہستی کی آخری منزل موت ہے آج جو اس دنیا میں آیا ہے اسے کل جانا ہے۔ لیکن کچھ ہستیاں ایسی عظیم صفات و اعمال سے متصف ہوتی ہیں کہ جن کا دنیا سے پردہ فرمانا انفرادی اور اجتماعی نقصان ہوتا ہے۔ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ کا شمار ایسی ہی عظیم ہستیوں میں ہوتا ہے۔ حضرت رحمہ اللہ کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جو زندگی کی حقیقت سمجھ لینے کے بعد اس عزیمت سے زندگی گزارتے ہیں کہ موت بھی ان پر ناز کرتی ہے۔

مہتمم دار العلوم دیوبند حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ نے حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی صاحب رحمہ اللہ کی وفات کے بارے فرمایا تھا کہ ''حضرت ممدوح صاحب رحمہ اللہ کی وفات اس صدی کا سب سے الم ناک سانحہ اور ایک عظیم علمی نقصان ہے۔ جس کی تلافی بظاہر اسباب مشکل ہے ایسی جامع ہستیاں دیر سے بنتی ہیں اور جب اٹھ جاتی ہیں تو ان کی جگہ لمبی مدت تک خالی رہتی ہے۔''

عالمِ اسلام کے ممتاز عالمِ دین مولانا ابوالحسن علی ندوی صاحبؒ نے اپنے طویل تعزیتی بیان کے آخر میں ارشاد فرمایا کہ ''مولاناؒ کی وفات سے علم و سیاست کی بزم میں جو جگہ خالی ہوئی ہے اس کا افسوس کرنے والے اور اس خلا کو محسوس کرنے والے بہت ہیں لیکن اخلاق و انسانیت کی صفِ اوّلین اور شہ نشین میں جو جگہ خالی ہوئی ہے اس کا احساس کرنے والے شاید کم ہیں۔ شاید اس لیے کہ انسانیت کو کوئی ایسا مرتبہ نہیں سمجھا جاتا کہ کسی بزرگ یا عالم کو اس معیار سے جانچا جائے اور کسی مردِ کامل کے اٹھ جانے سے کوئی خلا محسوس کیا جائے مگر میرے نزدیک آدمیت کے اس قحط، انسانیت اور انحطاطِ عام کے دور میں مولانا مدنی صاحب رحمہ اللہ کا حادثہ وفات ایک بڑا اخلاقی خسارہ اور انسانی حادثہ ہے۔''

---

☆ ملتان روڈ لاہور

## ایک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خاموش ہے

جو تاثرات حضرت قاری طیب صاحب رحمہ اللہ اور حضرت مولانا ابوالحسن ندوی صاحب رحمہ اللہ نے حضرت مدنی صاحب رحمہ اللہ کے بارے میں ارشاد فرمائے۔ وہ بالکل حضرت قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ پر صادق آتے ہیں۔ کیونکہ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ اپنے مرشد کی بالکل سچی تصویر تھے۔ اور ہادی کل حضور رحمتہ اللعالمین ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے شیدائی تھے۔ شفقت ورحمت، حلم وتواضع، علو وکرم، جود ونوازش، ایثار واخلاص، خدمت ومدارات کے حسن وپاکیزگی نے حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی شخصیت کو انتہائی دلآویز بنا دیا تھا۔ آپ دینِ حنیف کی شمعِ جاوداں، حریمِ چشتیاں کا چراغ تھے۔ آپ کے دن علوم معارف کی خدمت واشاعت سے روشن اور راتیں ذکرِ وخشیتِ الٰہی سے پرنور تھیں۔ حضرت مرشدی قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ وہ بندۂ عظیم، انسانیت کی آبرو، عرفان وایقان کے تجلی، شریعت کے ہادی، طریقت کے مرشد اور میدانِ عمل میں جرات وہمت کا کوہِ گراں تھے۔ وہ خطیبِ شعلہ بیاں کہ جس نے مسلمانوں کے سینوں میں خاص طور پر خلفاءِ راشدین اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی چنگاریاں روشن کیں۔ حضرتؒ ان لوگوں میں سے تھے جو زندگی کو خدا کی دی ہوئی امانت سمجھ کر اس طرح گزارتے ہیں کہ تمام عمر اس امانت میں خیانت نہ کرنے کا احساس دامن گیر رہتا ہے۔ آپ میں یہ مومنانہ صفات بدرجہ اتم موجود تھیں۔ حضرت مدرسوں اور تصنیفات کی شکل میں صدقہ جاریہ کے ایسے تناور اور سدابہار درخت پیچھے چھوڑ گئے ہیں کہ جن سے ان کے جانے کے بعد زادِ راہ میں اضافہ ہوتا رہے گا۔

حضرت سے میری ملاقات اس طرح ہوئی کہ حضرت مولانا مدنی صاحب رحمہ اللہ کے ایک مرید اور حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کے پیر بھائی جناب عبدالغفار مجاہد صاحب رحمہ اللہ سکھر سے تشریف لائے۔ آپ مسجد نور نسبت روڈ لاہور میں ہی نماز ادا فرماتے۔

ہمارے علاقے میں مجاہد صاحب تو کسی سے واقف نہیں تھے۔ مگر کافی نمازی ان کے پاس بیٹھنے لگے اور کچھ ساتھیوں نے ان سے بیعت کے لیے عرض کیا میں نے بھی بیعت کا ارادہ ظاہر کیا تو حضرت نے فرمایا کہ مجھے بیعت وغیرہ کی اجازت نہیں ہے۔ ہاں البتہ آپ لوگ چکوال چلے جائیں۔ اور حضرت قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ سے بیعت ہو جائیں۔ ہم تین ساتھیوں نے پروگرام بنایا اور ۱۳ اپریل ۱۹۷۸ بروز جمعرات ۴ بجے کے قریب چکوال پہنچ گئے۔ مدنی مسجد پہنچنے پر معلوم ہوا کہ دفتر ساتھ ہی اوپر ہے۔ دفتر میں پہنچے تو عبدالوحید حنفی صاحب بڑے تپاک سے ملے۔ تعارف وغیرہ کے بعد کھانے کے

بارے میں پوچھا۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اطلاع دی گئی۔ نماز عشاء کے بعد کھانا کھایا اور حنفی صاحب نے ہمارے بستر مسجد کے باہر جو برآمدے یا بالکونی وغیرہ بنی ہوئی ہے وہاں لگا دیے۔ حضرت قاضی صاحبؒ نے ہمیں بلوایا۔ ہم تین ساتھیوں میں حافظ طاہر صاحب اور جناب سعید صاحب ﴿جو دونوں اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں﴾ بارلیش تھے اور سعید صاحب کا تبلیغی جماعت سے بہت گہرا تعلق تھا۔ ہم مرشدی حضرت قاضی صاحبؒ سے ملنے گئے حضرت کھڑے ہو کر گلے ملے اور پیار سے بٹھایا حال احوال پوچھا۔ سفر وغیرہ کے متعلق پوچھا۔ کچھ دیر بعد فرمایا۔ ٹھیک ہے آپ آرام کریں۔ میں حضرت کے قریب ہوا اور بیعت کا ارادہ ظاہر کیا۔ حضرتؒ کچھ دیر خاموش رہے پھر فرمایا کس نے بھیجا ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ گکھر سے حضرت عبدالغفار مجاہد صاحب جو حضرت مدنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہیں انہوں نے بھیجا ہے۔ حضرتؒ نے خاموشی اختیار فرمائی اور پھر فرمایا کہ آگے آجائیں اور پھر حضرتؒ نے ہمیں بیعت فرمالیا۔ تیسرا کلمہ، استغفار اور درود پاک کی ایک ایک تسبیح صبح و شام پڑھنے کی تلقین کی۔ دفتر میں آکر بتایا کہ بیعت ہو گئے ہیں تو حنفی صاحب بہت حیران ہوئے۔ شاید حضرتؒ عام بیعت نہیں فرماتے تھے۔ اس لیے حنفی صاحب نے فرمایا کہ یہ خصوصی بیعت ہوئی ہے۔ جب حضرت صاحبؒ جمعہ کا بیان فرما رہے تھے تو میرے دل میں خیال آیا کہ اب میں بیعت ہو گیا ہوں اب میں ولی بن جاوں گا۔ اسی وقت حضرتؒ نے بیان کے دوران فرمایا کہ ''انسان کو ولی بننے کے چکر میں نہیں پڑنا چاہیے بس دین پر چلنے کی کوشش کرنی چاہیے۔''

نماز جمعہ کے بعد حضرتؒ مسجد میں ہی تشریف فرما ہوئے اور بہت سے لوگ بیٹھے ہوئے تھے اور اپنے اپنے مسائل پوچھ رہے تھے اور ایک آدمی بڑا سا پنکھا ہاتھ میں لیے جھل رہا تھا۔ ہم ذرا دور بیٹھے تھے۔ حضرتؒ نے بڑی ہی دلآویز مسکراہٹ اور پیارے لہجے میں ہماری طرف دیکھ کر فرمایا............

''لاہور دے سنگی اگے آجاؤ''

یہ جملہ حضرتؒ کے منہ مبارک سے اتنا اچھا لگا کہ آج تک اس کی گونج اور مٹھاس اپنے کانوں میں محسوس ہوتی ہے۔ ہم حضرتؒ کے قریب چلے گئے پھر حضرتؒ نے حال احوال پوچھا اور فرمایا کہ رہیں گے یا جانے کا ارادہ ہے؟ ہم نے جانے کا ارادہ ظاہر کیا اور اسی وقت اجازت بھی لے لی اور حضرتؒ کے چلے جانے کے بعد ہم بھی لاہور کی طرف چل پڑے۔

کیونکہ میں سٹیٹ بنک آف پاکستان میں نوکری کرتا تھا۔ اس لیے نہ وقت ملتا تھا نہ جلدی سے چھٹی ملتی تھی۔ ۱۹۷۹ء میں پھر حضرتؒ سے ملنے گیا اور ۱۹۸۰ء ۱۹۸۱ء میں جہلم کے جلسہ میں ملاقات ہوئی۔

۱۹۸۰ء میں داڑھی رکھی اور ۱۹۸۱ء میں صاف کرادی۔ کیوں کہ ہمارا گھرانہ دینی گھرانہ نہیں تھا۔ اس لیے بہت مجبور ہو کر ایسا کرنا پڑا۔ وہی شادی وغیرہ کا مسئلہ جو پاکستان میں ہوتا ہے۔ ایک دوست کے مجبور کرنے پر اس سانحہ کا ذکر حضرت صاحب رحمہ اللہ سے بذریعہ خط کر دیا۔ حضرت صاحبؒ ناراض ہوئے۔ اگر میرے دوست مجھے نہ کہتے تو میں کبھی حضرت صاحب رحمہ اللہ سے اس سانحہ کا ذکر نہ کرتا۔ حضرتؒ کی ناراضگی کی وجہ سے ۱۹۸۱ء سے ۱۹۹۵ء تک حضرت صاحب رحمہ اللہ کو بس کبھی کبھی خط لکھتا رہا حال احوال لکھتا رہا۔ مگر ملنے نہیں گیا۔ شرم بہت آتی تھی کہ کیسے سامنا کروں گا۔

۱۹۹۵ء میں اہلیہ کے بیمار ہونے پر حضرت صاحب کو خط لکھا اور پھر مسلسل رابطہ ہو گیا۔ لیکن حضرت صاحب رحمہ اللہ سے ملنے نہیں گیا۔ جب حضرت صاحب رحمہ اللہ کو خط لکھتا تھا تو دو دن بعد ایسے محسوس ہوتا تھا کہ حضرت صاحب رحمہ اللہ میرے ساتھ پھر رہے ہیں اور ساری باتیں حضرت صاحب رحمہ اللہ کو بتا رہا ہوں کئی کئی دن ایسی کیفیت میں گزرتے تھے۔ جون ۱۹۹۷ء میں اہلیہ کا انتقال ہو گیا اور اسی سال اگست میں ان کی چھوٹی ہمشیرہ سے میرا دوسرا نکاح ہوا۔ پھر ۱۹۹۹ء میں اللہ تعالیٰ نے داڑھی رکھنے کی توفیق عطا فرمائی اور اسی سال بھیں کے جلسہ میں شامل ہوا۔

بھیں میں حضرت صاحب رحمہ اللہ کی ایک طویل عرصہ کے بعد زیارت کی اور جب حضرت رحمہ اللہ صبح کے وقت درس کے لیے تشریف لا رہے تھے اور اوپر سے اتر کر گاڑی میں بیٹھے تو میں نے صحت سے اندازہ لگایا کہ حضرت بمشکل ۱۰، ۱۵ منٹ ہی بیان کریں گے۔ مگر میری حیرت کی انتہا ہو گئی جب حضرت رحمہ اللہ نے اڑھائی گھنٹے سے زیادہ بیان فرمایا اور یہ بات دل میں پکی ہوئی کہ علماءِ دیو بند بات مکمل کیے بغیر بیان ختم نہیں کرتے۔ پھر ظہر سے پہلے حضرت صاحب رحمہ اللہ کی زیارت کے لیے میں اوپر گیا۔ سلام عرض کیا۔ حضرت رحمہ اللہ نے حال پوچھا۔ نہ حضرت رحمہ اللہ نے پوچھا کہ میں کون ہوں نہ میں نے بتایا اور اجازت لے کر لاہور واپس آ گئے۔ پھر اسی سال جہلم کے جلسہ میں گیا اور حضرت صاحب رحمہ اللہ کی زیارت کی۔ اسی سال رمضان سے پہلے حضرت رحمہ اللہ سے ٹیلیفون پر رابطہ کیا اور ملنے کی اجازت مانگی جو حضرت رحمہ اللہ نے کمال کرم سے مرحمت فرمائی۔ کیونکہ ۱۹۹۵ء سے مسلسل رابطہ تھا۔ اس لیے حضرت صاحب رحمہ اللہ ''امجد حسن'' کے نام سے بخوبی واقف ہو چکے تھے۔ مقررہ دن ہم چار ساتھی حضرت صاحب رحمہ اللہ سے ملنے چکوال کے لیے چلے تو راستے میں گاڑی خراب ہو گئی۔ پہلے تو ٹھیک کرانے کی پوری کوشش کی لیکن مکینک کو سمجھ نہیں آئی آٹھ بجے چکوال رابطہ کیا تو حضرت رحمہ اللہ نے خود ہی ٹیلیفون سنا اور محسوس ہوا کہ شدت سے

انتظار رہے۔ جب میں نے بتایا کہ گاڑی خراب ہوگئی ہے تو حضرتؒ نے پوچھا ہم لوگ کہاں ہیں؟ بتایا کہ ہم پنڈی بھٹیاں ہیں اور اب صبح ہی ملاقات ہوگی۔ حضرتؒ نے فرمایا۔ ٹھیک ہے۔ لیکن مکینک نے کہا کہ گاڑی چکوال نہیں جاسکتی واپس چلے جائیں۔ لاہور واپس ہوئے اور رات ایک بجے آہستہ آہستہ گھر واپس آگئے۔ اگلے دن صبح آٹھ بجے حضرت صاحبؒ کو چکوال ٹیلیفون کیا۔ حضرتؒ نے خود ہی ٹیلیفون سنا اور میں نے عرض کی کہ گھر واپس چلے گئے تھے کہ گاڑی بالکل خراب ہوچکی تھی۔ حضرتؒ نے بھیں کے جلسہ میں آنے کی تلقین کی۔ ۲۰۰۰ء میں بھیں کے جلسے میں گیا۔ اور حضرتؒ سے ملاقات ہوئی۔ اب میں نے بتایا کہ میں امجد حسن لاہور سے آیا ہوں تو حضرتؒ نے چشمہ لگا کر مجھے دیکھا اور فرمایا نظر کمزور ہے اس لیے پہچاننے میں مشکل ہوتی ہے۔ پھر حضرتؒ نے پوچھا کب آئے؟ میں نے عرض کیا ابھی آئے ہی ہیں۔ پھر پوچھا کیسے آئے ہیں۔ میں نے عرض کیا اپنی گاڑی پر آئے ہیں۔ اور بھی تین ساتھی تھے تو حضرتؒ مسکرائے۔ شاید چند ماہ پہلے والا واقعہ گاڑی خراب ہونے کا یاد آگیا ہو پھر ایک صاحب کو اشارہ کیا ان کو کھانا کھلاؤ۔ اگلے دن حضرتؒ کا پراثر بیان ہوا۔ اس دن لاہور سے دو ساتھی جو میرے ساتھ تشریف لے گئے تھے۔ جناب دلبر حسین نظامی صاحب اور محمد عاصم سعید صاحب حضرتؒ سے بیعت ہوگئے۔

ایک دفعہ حضرتؒ سے اجازت لیے بغیر ہم پانچ ساتھی حضرتؒ سے ملنے چکوال۔ جمعرات کو گئے اگلے دن جمعہ تھا۔ حضرتؒ کو جمعہ کی صبح اطلاع دی گئی حضرت صاحبؒ نے فرمایا بتا کر کیوں نہیں آئے۔ عمر فاروق صاحب نے حضرت صاحبؒ کو بتایا کہ ہمارا ٹیلیفون خراب تھا۔ حضرت صاحبؒ نے جمعہ کے بیان کے بعد فرمایا مجھے معلوم ہے کہ لاہور سے مہمان آئے ہوئے ہیں۔ جمعہ کے بعد ملاقات ہوگی۔ جمعہ کے بعد حضرت صاحبؒ کی طرف سے کھانے کا بلاوا آگیا اور کھانے کے بعد حضرتؒ سے کافی دیر ملاقات رہی۔

۲۰۰۰ء میں جہلم جلسہ تھا میں اور حافظ عبدالرحیم جلسے میں گئے۔ وہاں ایک صاحب سٹیج سیکرٹری کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ حافظ عبدالرحیم صاحب اور ان کی آنکھوں آنکھوں میں بات ہوئی۔ پھر بالمشافہ ملاقات پر یہ دونوں جامعہ اسلامیہ کے ہم جماعت نکلے۔ باتوں باتوں میں، میں نے کہا حضرت مولانا حافظ الیاس صاحبؒ سے ہماری ملاقات رہی ہے۔ وہ اللہ کو پیارے ہوگئے۔ تو سٹیج سیکرٹری صاحب نے فرمایا وہ میرے والد صاحب تھے۔ یہ صاحب حافظ رشید احمد الحسینی تھے۔ اس جلسہ میں

حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تجدید بیعت کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔

۲۰۰۱ء میں حج بیت اللہ کی سعادت اللہ تعالیٰ نے نصیب فرمائی۔ حج پر جانے سے پہلے حافظ رشید احمد صاحب نے حضرت سے ملاقات کے لیے وقت لیا اور ہم چار ساتھی لاہور سے چکوال پہنچے اسی دن مفتی شیر محمد صاحب بمعہ ساتھیوں کے تشریف لائے۔ حضرت مفتی صاحب بھی حج پر تشریف لے جارہے تھے۔ میری فلائٹ شاید ۲۱ فروری ۲۰۰۱ء تھی جبکہ شیر محمد صاحب کی فلائٹ ۲۲ فروری تھی۔ مکہ میں ایک دن مدرسہ صولتیہ میں حضرت سے ملاقات بھی ہوئی تھی۔

ہم جمعرات کے دن چکوال گئے تھے۔ درس میں بھی شریک ہوگئے۔ عشاء کے بعد حضرت مرشدی رحمۃ اللہ علیہ نے کھانے پر بلوالیا۔ ابھی ہم چائے پی رہے تھے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اپنے حجرہ مبارکہ سے تشریف لے آئے۔ اور بہت دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ حج کی برکات کے بارے میں بہت باتیں بتائیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ہمیں اور بھی وقت دیتے لیکن ہم جو لاہور سے گئے ہوئے تھے ہمیں اونگھ آنی شروع ہوگئی تو حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں دیکھ کر فرمایا ''اب آپ لوگ آرام کریں۔''

اسی ملاقات میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ جب میں حج یا شاید عمرہ پر گیا تو غارِ ثور دیکھنے گیا کیونکہ اس غار کا ذکر قرآن پاک میں ہے اور اگر میں غارِ ثور نہ دیکھتا تو ساری عمر افسوس رہتا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ غارِ حرا میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی نازل ہوئی لیکن قرآن میں اس کا ذکر نہیں مگر غارِ ثور کا ذکر ہے۔

جب حج سے واپسی پر میں نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کسی مسئلہ میں ایک چھوٹی سی چٹ لکھی تو اس کے جواب میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے لکھا حاجی امجد حسن اور جب میں نے ٹیلیفون کیا تو پوچھا۔ کون! میں نے عرض کیا حضرت میں لاہور سے امجد حسن بول رہا ہوں تو حضرت نے فوراً فرمایا حاجی امجد۔ میں نے عرض کیا جی میں ہی ہوں مجھے یقین ہوگیا کہ اللہ نے میرا حج قبول کرلیا ہے۔

المختصر حضرت رحمۃ اللہ علیہ میرے لیے کیا تھے اسے الفاظ کا لبادہ اوڑھانا بہت مشکل ہے۔ انتہائی پرخلوص اور عظیم رہنما۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ایسی ہستی تھے جن کا ہر ہر جملہ ہر بات بغیر کسی تردد وہچکچاہٹ کے حرفِ آخر جانا اور فرضِ اولین سمجھا جائے۔

دستورِ زمانہ ہے کہ کسی شخصیت کے چلے جانے سے کام نہیں رکتے مگر وہ خلا کبھی پر بھی نہیں ہوتا جو کہ اس شخصیت کا خاصہ رہا ہو۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے ہر ملنے والا یہ ہی سمجھتا رہا ہے کہ حضرت اسی سے زیادہ پیار کرتے ہیں۔ طوالت کے خوف سے بس آخری ملاقات کا ذکر کرتا ہوں۔

۳ ذوالحجہ کو صبح یونائیٹڈ بنک سے بھیں والے جاوید صاحب کا ٹیلیفون آیا کہ حضرت مرشدی رحمہ اللہ کا انتقال ہوگیا ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ ہم چار ساتھی اپنی گاڑی میں چکوال روانہ ہوگئے۔ گاڑی نے راستے میں بہت تنگ کیا۔ یہاں تک کہ جب چکوال پہنچے تو حضرت صاحب رحمہ اللہ کو بھیں لے جا چکے تھے۔ بھیں پہنچے تو لوگ نمازِ جنازہ پڑھ کر واپس آ رہے تھے۔ بہت افسوس ہوا۔ قبرستان پہنچے لحد میں جناب حافظ زاہد حسین صاحب رشیدی اترے ہوئے تھے اور میرے شیخ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ قبر میں کمبل میں لپٹے ہوئے تھے۔ اللہ نے حضرت رحمہ اللہ کا چہرہ مبارک دیکھنا نصیب فرمایا۔ ایسا روشن اور پرسکون چہرہ زندگی میں پہلے کبھی کسی کا نہیں دیکھا۔ حضرت رحمہ اللہ سے پہلی ملاقات اس طرح ہوئی کہ حضرت رحمہ اللہ نے کھڑے ہو کر گلے لگایا اور آخری ملاقات ایسی کہ قبر مبارک میں لپٹے ہوئے تھے۔

حضرت مولانا قاضی صاحب رحمہ اللہ کی زندگی اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی نمونہ تھی۔ زندگی کے ہر قدم پر سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جھلکتی نظر آتی۔ آپ رحمہ اللہ سچے عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپ رحمہ اللہ کی وفات سے ملک بیک وقت مذہبی، علمی، سیاسی اور تحریکی شخصیت سے محروم ہوگیا۔ آخر میں دعا گو ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت رحمہ اللہ کو اعلیٰ علیین میں بلند مقام عطا فرمائیں۔ ان کے مرقد پر کروڑہا رحمتیں نازل فرمائیں اور ہمیں حضرت صاحب رحمہ اللہ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ ﴿آمین ثم آمین﴾

❀❀❀❀

| | |
|---|---|
| جب تک ہے یہ پرچم پیارا قاضیؒ زندہ ہے | جب تک ہے یہ حق کا نعرہ قاضیؒ زندہ ہے |
| اس نے زندہ رکھی اہل بیت کی آن | اس لیے مظہر حسین ہمارا قاضی زندہ ہے |
| جب تک ہیں بیلات کے تارے پیارے پیارے | جب تک ہے یہ دن ہمارا قاضی زندہ ہے |
| تجھ کو دیکھ کے آئے چین ظہور حسین | اطہر کر لو نظارہ قاضی زندہ ہے |

مطیع الرحمٰن اطہر ہاشمی

# مہمان نوازی اور سادگی کے پیکر

جناب مفتی وقار احمد ★

انسان کی زندگی میں بعض مرتبہ کچھ ایسے واقعات پیش آتے ہیں اور وہ کچھ ایسے صدموں سے دوچار ہوتا ہے کہ اگر وہ ساری زندگی بھی ان کو بھولنا چاہے تو بھلا نہیں سکتا۔ ایسا ہی ایک صدمہ خلیفہ مجاز حضرت مولانا حسین احمد مدنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم، قائد اہل سنت و جماعت، بانی و امیر اول تحریک خدام اہل السنت والجماعت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سانحہ ارتحال کا ہے۔ جو کہ پوری اُمت خصوصاً اہلیان چکوال کے لیے ایک ایسا صدمہ ہے کہ جسے شاید صدیوں تک بھلایا نہ جا سکے۔

پاکستان بلکہ اس سے پہلے متحدہ ہندوستان کی تاریخ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا بہت کم ہوا کہ دینی مدارس سے فارغ التحصیل علماء نے اپنے علاقوں کو مرکز بنا کر دینی خدمات انجام دی ہوں۔ عام طور پر حوادث زمانہ نے انہیں اس کا موقعہ نہ دیا۔ لہٰذا وطن سے دور رہ کر علم و عرفان کی شمع کو جلائے رکھا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے ہی علاقے میں رہ کر دین کی محنت کا کام کرنا ایک ایسی دشوار گذار گھاٹی ہے جسے عبور کرنا دل گردے کا کام ہے۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان عظیم اور جلیل القدر شخصیات میں سے ہیں جنہوں نے اس مشکل کٹھن ذمہ داری کو تادم آخر بطریق احسن انجام دیا۔ اس مقصد کے لیے آپ نے بے پناہ قربانیاں دیں، لوگوں کے طعن و تشنیع کا سامنا کیا حتیٰ کہ ہتھکڑیوں اور بیڑیوں کا زیور پہن کر جیلوں کی تنگ و تاریک کوٹھڑیوں میں زندگی کے قیمتی ترین دس سال گزار دیئے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی اسی محنت کا اثر ہے کہ آج الحمدللہ چکوال میں علماء دیوبند سے تعلق رکھنے والا ایک بہت بڑا طبقہ خواہ وہ دعوت و تبلیغ کے کام میں لگا ہوا ہے یا مدارس میں درس و تدریس کے فرائض سرانجام دے رہا ہے یا مجاہدین کی جماعتوں میں شامل ہو کر جہاد کے عظیم فریضے کی تکمیل میں مصروف ہے، ان کی نظریہ سازی اور اخلاقی تعمیر میں بالواسطہ یا بلاواسطہ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بے لوث محنت کا

---

☆ دارالافتاء دارالعلوم، کراچی

ضرور دخل ہے۔ اگرچہ حضرت والا کی شخصیت متعدد صفات کا مجموعہ تھی جنہیں احاطۂ تحریر میں لانا مجھ جیسے تہی دامن کے بس کی بات نہیں......

لفظ بیگانہ بھلا کیا ترجمانی کر سکیں
شوق بے اندازہ، پیچیدہ میرے دل میں ہے

تاہم ان کی پاکیزہ صفات میں سے مشتے از خروارے کے طور پر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی صرف دو اہم صفات کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

## مہمان نوازی

ذوالحجہ ۱۴۲۳ھ میں بندہ اپنے ایک ساتھی حافظ اسحاق صاحب کے ساتھ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے وقت لے کر ان کی ملاقات وزیارت کے لیے مدنی جامع مسجد چکوال حاضر ہوا۔ اس وقت شدید بارش ہو رہی تھی سردی بھی خوب تھی۔ سب سے پہلے ہم تحریک خدام اہل سنت والجماعت کے دفتر جو کہ مدنی جامع مسجد کے احاطہ میں واقع ہے پہنچے۔ جناب عبدالوحید حنفی صاحب نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے ہماری حاضری کی اجازت مانگی لیکن ہمیں اس کی اطلاع نہ ملی ہم کچھ دیر کے لیے وہیں دفتر میں حنفی صاحب کے ساتھ باتوں میں مشغول ہو گئے۔ ابھی پانچ منٹ بھی نہ گزرے ہوں گے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے انٹرکام پر حنفی صاحب کو کہا کہ جو مہمان آئے تھے وہ ابھی تک نہ پہنچ سکے۔ شاید راستے میں بارش کی وجہ سے دقت پیش آ رہی ہو۔ میں یہ منظر دیکھ کر حیران ہوا کہ وقت کی اتنی عظیم شخصیت کو ہم جیسے عام انسانوں کا اتنا خیال اور فکر ہے۔ اس کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں سب سے پہلی حاضری دی۔ سادگی اور دنیاوی تکلفات سے پاک کمرہ دیکھ کر عجیب حیرت و مسرت ہوئی اور دل کو ایسا سکون اور لطف حاصل ہوا کہ شاید زندگی میں اس سے پہلے کبھی ایسا سکون میسر نہیں ہوا۔ میں چونکہ جامعہ دارالعلوم کراچی سے حاضر ہوا تھا اس لیے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے تمام اکابر جامعہ کی خیریت دریافت کی اور وہاں کے احوال کے بارے میں پوچھا۔

## حافظہ

اس زیارت وملاقات کے تقریباً دس ماہ بعد بندہ گزشتہ رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ میں دوبارہ زیارت وملاقات کے لیے حاضر ہوا تو حنفی صاحب نے تعارف کرانا چاہا مگر حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ باوجود اتنے ضعف کے کہ پانچ ہفتوں سے جمعہ کے بیان کے لیے بھی تشریف نہ لا سکے تھے۔ بندہ کو دیکھتے

ہی فرمایا کہ یہ تو فلاں گاؤں (یعنی ہمارے گاؤں منوال کا نام لے کر فرمایا) سے تعلق رکھتے ہیں اور ذوالحجہ میں بھی ان سے ملاقات ہوئی تھی۔ میں یہ سن کر حیران ہو گیا اتنی عمر میں اور پھر سخت ضعف اور بیماری کے باوجود حضرت رحمہ اللہ کا حافظہ اتنا قوی کہ دس ماہ پہلے والی ملاقات کو اتنی تازگی سے بیان فرما رہے ہیں کہ جیسے کل کی بات ہو۔ سبحان اللہ۔ حضرت رحمہ اللہ کی بے شمار علمی، عملی، اصلاحی و تبلیغی خدمات کا تذکرہ تو اہل علم ہی کریں گے۔ تاہم مجھے حضرت والا رحمہ اللہ کے ساتھ جو مختصر مگر یادگار رفاقت نصیب ہوئی اس سے میرے دل پر نقش ہونے والی چند باتیں حوالہ قلم کر دی ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی بال بال مغفرت فرمائے ان کی قبر کو نور سے بھر دے۔ ان کے جاری کردہ علم و عرفان کا فیض دنیا کے کونے کونے تک پہنچائے اور تمام عالم اسلام کو اور خصوصاً اہلیانِ چکوال کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے آمین۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

## جناب محمد شریف اخونزادہ، مانسہرہ

تلاش مرشد کے لیے میں نے کئی حضرات کو دیکھا۔ متعدد مرتبہ استخارہ کیا۔ آخر ایک مرتبہ خواب میں حضرت مدنی رحمہ اللہ سے بیعت ہوا۔ جس کی تعبیر ایک عالم نے یہ بتائی کہ حضرت مدنی رحمہ اللہ کے کسی خلیفہ سے بیعت ہو جاؤ۔ چنانچہ میں حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں ۹ ربیع الاول ۱۴۱۷ھ بروز جمعہ حاضر ہو گیا۔ درخواست پیش کی تو فرمایا۔ میں بوڑھا اور بیمار ہوں آپ ٹیلی فون کر لیتے۔ میں نے گزارش کی میں تو حضرت مدنی رحمہ اللہ کی عقیدت کی وجہ سے آیا ہوں۔ کہ آپ اُن کے خلیفہ ہیں۔ تو چہرہ کھل اٹھا۔ فرمایا ''ہاں ٹھیک ہے سب کچھ وہی تھے۔'' چنانچہ میرے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا اور بیعت فرمالیا۔

# اسلاف کی مکمل تصویر

قاری محمد انور حسین انور ☆

۲۶ جنوری صبح بعد نماز فجر درس قرآن دینے کے بعد مدرسہ فاروقیہ اہل سنت والجماعت کی مسجد میں طلباء کی تدریس میں مصروف تھا کہ گھر سے میرے بیٹے محمد طلحہ انور نے مسجد میں جا کر اطلاع دی کہ کسی نے فون پر بتایا ہے کہ حضرت جی کی وفات ہوگئی۔ بچوں کو چھٹی دی اور خود گھر پہنچا اور فون اٹھاتے ہوئے چکوال کا نمبر لیا مگر مصروف ملا جس سے اور بے چینی بڑھی جیسے کوئی قیامت صغریٰ واقعی گذر گئی ہو۔ پھر جامعہ حنیفیہ تعلیم الاسلام جہلم کے مہتمم مولانا قاری خبیب احمد عمر مدظلہ کے موبائل پر رابطہ کیا۔

حضرت جہلمی کے السلام علیکم کہنے پر صرف وعلیکم السلام کہہ سکا۔ اس سے زیادہ کچھ پوچھنے کی ہمت نہ ہوئی اور بے اختیار آنسوؤں کی لڑی لگ گئی۔ حضرت جہلمی مدظلہ، صورتحال کو سمجھ گئے اور خود ہی تفصیل بیان فرمادی کہ واقعی حضرت جی ہم سے جدا ہوگئے اور ۲ بجے چکوال کالج گراؤنڈ میں نماز جنازہ ہوگی۔ بہت مختصر وقت میں دوستوں سے رابطہ ہوا ایک گاڑی سپیشل لے کر ہم چکوال پہنچ گئے اور حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین ولی کامل بقیۃ السلف محدث زمان فقیہ دوراں وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی۔

مجھے پہلی مرتبہ حضرت اقدس کی زیارت کا موقعہ ۱۹۷۱ء میں ملا۔ ان دنوں میں مدرسہ امداد العلوم وحدت کالونی لاہور استاد محترم مولانا قاری رضی الرحمٰن صاحب مدظلہ کے پاس تجوید اور ابتدائی کتب میں زیر تعلیم تھا۔ جامع مسجد نواب دین کرم آباد لاہور میں برادرم مفتی شیر محمد علوی نے سنی کانفرنس کا انعقاد کرایا۔ اس کانفرنس میں تلاوت قرآن مجید کی سعادت بھی اس گناہگار کو حاصل ہوئی۔ جبکہ مولانا قاری عبدالحمید فاروقی رحمۃ اللہ علیہ جو اس وقت نعت خوان تھے نے کلام پیش کیا۔

مجھے آج بھی یاد ہے تلاوت کے بعد جب راقم مائیک سے واپس ہونے لگا تو حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ نے

---

☆ مہتمم مدرسہ مظہر العلوم، جامع مسجد عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ مآزاد کشمیر

پوچھا کہ آپ سے پھر ملاقات ہوگی؟ تو میں نے عرض کیا کہ حضرت صبح کا ناشتہ آپ کا محترم قاری رضی الرحمٰن صاحب مدظلہ کے گھر پر ہے اور میں وہیں موجود ہوں گا، حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا خوبصورت بیان سنا جو محمد رسول الله والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم الخ کی روشنی میں تھا۔ صبح قاری رضی الرحمٰن صاحب مدظلہ کے گھر ناشتہ کے لیے تشریف لائے تو ان کے ہمراہ قاری اظہار احمد صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ آپ نے فرمایا کہ پہلے قاری صاحب تلاوت سنائیں گے۔ پھر ناشتہ کریں گے۔ قاری صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں تلاوت فرمائی۔ پھر ناشتہ شروع ہوا۔ ناشتہ کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے استاد محترم قاری رضی الرحمٰن صاحب مدظلہ سے فرمایا کہ ''انور مجھے چکوال کے لیے دیدیں'' آپ نے فوراً جواب دیا کہ ٹھیک ہے چند دنوں تک بھیج دیا جائیگا۔ شعبان کا مہینہ تھا ۲۰ شعبان کو استاد محترم قاری صاحب مدظلہ نے اپنی جیب سے کرایہ دیتے ہوئے حکم فرمایا کہ چکوال حضرت قاضی صاحب کے پاس چلے جاؤ۔ احقر چکوال مدنی جامع مسجد میں پہنچا تو دفتر سے چٹ حضرت جی کے گھر بھیجی گئی۔ نماز عصر کے وقت حضرت جی تشریف لائے۔ دفتر میں ملاقات ہوئی ارشاد فرمایا کہ بہت اچھا ہوا کہ آپ آگئے۔ صبح ہی سے آپ مکی مسجد محلہ عثمان آباد میں بطور مدرس کام شروع کر دیں۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت میں تو کتابیں پڑھنا چاہتا ہوں۔ حضرت جی نے فرمایا کہ ٹھیک ہے صبح وشام مکی مسجد میں تدریس اور امامت کرانے کے ساتھ مدرسہ اظہار الاسلام کے شعبہ کتب جو مسجد امدادیہ متصل ڈگری کالج چکوال میں قائم ہے۔ میں بطور متعلم بھی داخلہ لے لیں۔ حضرت کے حکم سے تدریس وامامت کے ساتھ ساتھ مدرسہ اظہار الاسلام چکوال مولانا محمد یعقوب صاحب جالندھری رحمۃ اللہ علیہ سے کتابیں بھی پڑھنا شروع کر دیں۔

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بے انتہا شفقت حاصل رہی۔ ۱۹۷۲ سے لے کر ۱۹۷۴ تک تین سالوں کی سالانہ سنی کانفرنس کے دنوں میں جامع مسجد اہل سنت کھیں میں امامت کے فرائض بھی حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ نے میرے ذمہ رکھے تھے۔ حضرت جی نور اللہ مرقدہ کی ایک کرامت جو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی کہ ۱۹۷۳ء میں ''دولہ'' ضلع چکوال کے مقام پر ایک شیعہ ذاکر خادم حسین گوجرانولہ نے مجلس پڑھتے ہوئے بڑھک ماری کہ مذہب صرف شیعہ ہے۔ سنی مذہب کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔ گاؤں کے سنی دوستوں نے اس کا گھیراؤ کر لیا اور گاؤں کے شیعوں سے لکھوالیا کہ ذاکر مذکور گاؤں میں پابند رکھیں گے۔ اور سنی علماء کے ساتھ مناظرہ ہوگا۔ جماعتی ساتھی چکوال پہنچ گئے۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے حکم فرمایا کہ جاؤ اور مولانا نذیر احمد مخدوم مدظلہ کو لے کر آؤ۔ چکوال سے روانہ ہوا مخدوم صاحب مدظلہ کے گھر

پہنچا۔ انہیں لے کر ساڑھے گیارہ بجے واپس چکوال آ گیا۔ قبل نماز ظہر جیپ میں حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ اور مخدوم صاحب کے ہمراہ راقم الحروف اور حافظ عبدالوحید حنفی صاحب ''دولہہ'' کے لیے روانہ ہو گئے۔ گاؤں میں پہنچے تو حضرت اقدس نے میری اور حنفی صاحب کی ڈیوٹی لگائی کہ مسجد میں اعلان کر دیں کہ سنی علماء پہنچ چکے ہیں اور نماز ظہر کے فوراً بعد مناظرہ ہوگا۔ ہم دونوں نے مسجد میں اعلان کر دیا اور نماز باجماعت کے بعد مناظرہ کی تیاری ہونے لگی۔ تو شیعہ ذاکر نے مناظرہ سے انکار کر دیا۔ ہماری طرف سے بار بار چیلنج کے بعد مقامی شیعوں نے ذاکر کو جب مجبور کیا تو اس نے یہ شرط لگا دی کہ جس کمرہ میں موجود ہوں اس کے دروازے میں بیٹھوں گا۔ باہر نہیں نکلوں گا۔ وہ مکان چونکہ مسجد کے متصل تھا اور جگہ کے اعتبار سے مسجد اونچی جگہ تھی۔ جبکہ وہ مکان کافی گہری جگہ تھا۔ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ اس شرط پر راضی ہو گئے سنی عوام کا مجمع مسجد کے صحن میں بیٹھ گیا۔ جبکہ دو کرسیاں اس مکان کے سامنے چھت پر لگا دی گئی۔ ایک پر حضرت اقدس تشریف فرما ہوئے جبکہ دوسری کرسی پر مولانا نذیر احمد مخدوم صاحب بیٹھ گئے جب کہ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کی کرسی کے پیچھے راقم الحروف کھڑا ہو گیا۔ جبکہ مخدوم صاحب کی کرسی کے پیچھے عبدالوحید حنفی صاحب کھڑے ہو گئے۔ آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا جو حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے میں نے سورۃ فتح کا آخری رکوع تلاوت کیا۔ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات پر مناظرہ طے فرمایا کہ جس مذہب کا کلمہ قرآن سے ثابت ہو جائے وہ سچا اور جس مذہب کا کلمہ قرآن سے ثابت نہ ہو وہ جھوٹا۔ آغاز ہوا۔ مخدوم صاحب نے سنی مذہب کا کلمہ لا الہ الا اللہ، محمد رسول اللہ قرآن سے ثابت کیا۔ شیعہ مجتہد نے جوابی طور پر اصل موضوع کی بجائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر طنز کرنا شروع کر دیا تھا۔ ایک دفعہ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ نے مخدوم صاحب کو فرمایا کہ آپ کہہ دیجئے کہ کسی صحابی رضی اللہ عنہ کے بارے میں گستاخانہ انداز اختیار نہ کرے۔ اس کے باوجود ذاکر نے دوسری بار جب اصل موضوع سے ہٹ کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر تنقید شروع کی تو حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ نے خود مخاطب ہو کر فرمایا کہ ''او کتے کسی صحابی رضی اللہ عنہ کے بارے میں اب اگر توہین آمیز لفظ استعمال کیا تو تمہاری زبان کھینچ دیں گے''۔ اس پر وہ ایسا بہکا کہ ہاتھ اٹھا کر اپنی آنکھوں کے سامنے اس طرح کرتا کہ گویا آنکھیں چندھیا گئی ہوں اور کرسی سے پیچھے کی طرف ہوا کہ کرسی ہی الٹ گئی اور وہ گر گیا۔ اسی حالت میں اٹھ کر دروازہ سے اندر ہوتے ہی دروازہ بند کر دیا۔ اور گاڑی کا بندوبست کر کے وہاں سے بھاگ گیا۔ ہمارا الحمد للہ رات کو بھی جلسہ ہوا اور کامیاب واپس لوٹے۔

سال ۱۹۷۲ء کی بات ہے کہ اظہار الاسلام ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر مولوی محمد فاضل صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تھے۔ جن سے بڑے اچھے تعلقات تھے میں نے ادیب اردو کا امتحان دینے کی خواہش کا اظہار کیا ہیڈ ماسٹر صاحب نے مجھے بتائے بغیر میرا داخلہ بھیج دیا۔ تعلیمی بورڈ سرگودھا تھا جبکہ قریب ترین سنٹر گجرات تھا اچانک رول نمبر پہنچا تو میں حیران رہ گیا جب ہیڈ ماسٹر مولوی محمد فاضل صاحب سے بات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ رول نمبر آ گیا ہے آپ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھ لیں اور امتحان میں چلے جائیں۔ میں نے کہا کہ نہیں اگر حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کو پتہ چل گیا تو سخت خفا ہونگے مجھے بتائے بغیر مولوی فاضل صاحب نے حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کو چٹ بھیجی کہ انور نے داخلہ بھیجا ہے اب رول نمبر آ گیا ہے امتحان کے لیے جانا چاہتا ہے۔ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی چٹ پر لکھ بھیجا کہ قاری صاحب کو بیٹھک میں بھیج دیں۔ جب چٹ واپس آئی تو میں پریشان ہوا ہیڈ ماسٹر صاحب سے گلہ بھی کیا کہ آپ نے یہ چٹ کیوں بھیجی۔ انہوں نے کہا کہ باقی باتیں بعد میں آپ پہلے بیٹھک میں پہنچیں حضرت جی آ چکے ہوں گے ......

کانپتے ہوئے بیٹھک میں پہنچا۔ تھوڑی دیر میں حضرت جی مسکراتے ہوئے بیٹھک میں داخل ہوئے میں نے فوراً عرض کیا کہ حضرت جی غلطی ہو گی۔ فرمایا کیا ہوا۔ آپ نے بہت اچھا کیا داخلہ بھیجا۔ مجھے یقین نہیں آ رہا تھا کہ حضرت جی فرما رہے ہیں۔ حضرت جی نے ۔/۶۰ روپے تھماتے ہوئے فرمایا کہ یہ تنخواہ کے علاوہ ہیں خرچہ کے طور پر واپس آئیں گے تو تنخواہ پوری ملے گی۔ ساتھ ہی ایک رقعہ عطا فرمایا کہ یہ رقعہ مولانا نذیر اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دینا ہے اور رہائش ان ہی کے پاس رکھنی ہے میں پیسے اور رقعہ لے کر جب باہر نکلا تو میری خوشی کی انتہا تھی تیاری کی اور دوسرے روز صبح چکوال سے گجرات کے لیے روانہ ہو گیا۔ گجرات پہنچا تو جامع مسجد حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم گجرات کو تلاش کر کے وہاں پہنچا مسجد کے متصل حضرت مولانا نذیر اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی رہائش تھی وہاں پہنچا۔ مولانا نذیر اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے واقفیت پہلے سے تھی۔ کہ جہلم چکوال ان کا آنا جانا ہوتا رہتا تھا شام کو مجھے فرمایا کہ چائے بنا لیتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں فرمایا پھر چائے بناؤ۔ میں نے چائے بنائی۔ چائے پیتے ہوئے وہ رقعہ جو حضرت جی نے دیا تھا مولانا کو پیش کیا۔ مولانا نے رقعہ پڑھنے کے بعد فرمایا کہ بھائی اب تم میرے مہمان ہو گئے ہو۔ حضرت جی نے لکھا ہے کہ آپ کے مہمان ہونگے۔ آج چائے بنا لی آئندہ چائے میں خود بنایا کروں گا۔ رول نمبر سلپ دیکھی تو فرمایا کہ آپ کا سنٹر تو میرے ہی سکول میں ہے۔ مولانا نذیر اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سائیکل رکھی ہوئی تھی۔ ناشتہ کے بعد سائیکل پر مجھے بیٹھا کر سکول لے جاتے اور پیپر ختم ہونے پر اپنے سائیکل پر بیٹھا کر واپس لے آتے۔ اس دوران کئی بار میں نے عرض کیا کہ حضرت

چائے میں بناتا ہوں۔ فرماتے حضرت قاضی صاحب نے آپ کو بطور مہمان میرے پاس بھیجا ہے اور مہمان کی خدمت کی جاتی ہے مہمان سے خدمت کرائی نہیں جاتی۔ امتحان کے بعد چکوال واپسی ہوئی۔ چکوال قیام کے دوران کئی بار حضرت جی سے بیعت کی درخواست کی حضرت جی فرماتے ہیں کہ کسی وقت انشاء اللہ بیعت کرلی جائے گی۔

۱۹۷۳ء دوران رمضان غالباً ۲۱ رمضان المبارک جمعہ کا دن تھا حضرت جی جمعہ کی نماز کے بعد وضو کرنے والی جگہ کے قریب تشریف فرما ہوتے۔ دراز سے آنے والے حضرت ملاقاتیں کرتے۔ میں رضائی لپیٹ کر حضرت جی کے پیچھے رکھ کر سہارا دے بیٹھا ہوا تھا کہ میری طرف نظر فرمائی اور فرمایا کہ یہاں کسی اور کو بیٹھاؤ اور خود ادھر سامنے آؤ میں حاضر ہوا تو فرمایا کہ چلو آج تمہیں بیعت کرتا ہوں۔ پھر خداوند عالم نے وہ سعادت بخشی کہ آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہونا نصیب ہوگیا۔ حضرت جی رحمہ اللہ کی بے حد شفقت ہمیشہ حاصل رہی غالباً ۱۹۸۶ء میں جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام کے سالانہ جلسہ پر حاضری تھی۔ نماز مغرب کے بعد اس کمرے میں حاضری ہوئی جہاں حضرت اقدس تشریف فرما ہوا کرتے تھے میرے ساتھ ساتھی کے دوست بھی تھے۔ ملاقات ہوئی فرداً فرداً تمام احباب کا تعارف کرایا۔ جس پر حضرت جی اپنی مخصوص مسکراہٹ کے ساتھ سب سے خیریت دریافت فرماتے رہے۔ کچھ دیر بعد جب میں نے اجازت چاہی تو فرمایا کہ اپنے مدرسہ کا نام لکھ کر مجھے دیدیں تا کہ اظہار الاسلام چکوال کی شاخ کے طور پر شمار ہو جائے۔ بے حد خوشی ہوئی کہ اس قدر قبولیت اور حضرت جی کی شفقت اللہ کا خصوصی کرم اور مہربانی ہے۔ میں نے مدرسہ فاروقیہ اہل سنت والجماعت مکی مسجد ہل کا نام لکھ کر دیا۔ تادم تحریر اظہار الاسلام کی طرف سے شائع ہونے والے اشتہارات اور سالانہ روئیداد میں مدرسہ فاروقیہ کا نام شاخ کے طور پر آتا رہا۔ ہمارے حضرت جی رحمہ اللہ اس دور کی وہ عظیم شخصیت تھی جن پر اکابرین امت کو فخر تھا۔

مسلک سے مضبوط وابستگی اور اصلاح کے سلسلہ میں پختہ شرائط ان کا ایک خاص وصف تھا۔ علمائے دیوبند سے گہری عقیدت ان کے کمال کی سب سے بڑی دلیل ہے واقعی وہ اسلاف کی مکمل تصویر تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حضرت جی کی رحلت امت مسلمہ کے لیے اس صدی کا سب سے بڑا نقصان ہے۔ اللہ تعالیٰ تلافی کی بہتر صورت پیدا فرمائیں۔

❀❀❀❀

# حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی مجسم یادگار

مولانا حافظ طاہر اقبال ☆

''اگر ہم دفاع صحابہ رضی اللہ عنہم اور خلافتِ راشدہ کے عقیدے کا تحفظ نہیں کریں گے۔ تو پھر ہم غدار ہیں ہم کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اپنے آپ کو سنی دیوبندی کہیں'' یہ الفاظ اس شخصیت کے ہیں جو شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی مجسم یادگار تھی یعنی سیدنا و مرشدنا حضرت حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت اقدس قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت ایسی دلنواز، ایسی حیرت افروز اور ایسی باغ و بہار شخصیت تھی کہ اس کی خصوصیات کا ایک مختصر مضمون میں سمانا مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے مرشد حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح دیگر کمالات کے علاوہ مجاہدہ، تواضع، حق گوئی و بے باکی کے خصوصی کمالات سے نوازا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ساری زندگی خلوص وللّٰہیت، زہد و تقویٰ، عجز و انکساری، قرآن وسنت کی خدمت، مسلک حق کی صحیح ترجمانی، بہادری اور دلیری اور قربانیوں سے بھرپور ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر و تقریر اور نظریات میں دینی اعتبار سے وہ تصلب تھا جو حضراتِ علماء دیوبند کا طرہ امتیاز رہا ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ مسلک حق کی ترجمانی کے سلسلے میں علامہ اقبال مرحوم رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر کی تصویر اور عملی تفسیر تھے......

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی انفرادی زندگی میں جتنے نرم خو، خلیق اور شگفتہ تھے۔ باطل نظریات کے بارے میں اتنے ہی شمشیر برہنہ تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اس معاملہ میں نہ کسی مداہنت یا نرم گوشے کے روادار تھے اور نہ کسی قسم کی مصالح کو اہمیت دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے باطل فرقوں اور باطل نظریات کی تردید میں آپ سے بڑا

---

☆ متخصص فی الفقہ الاسلامی، دار العلوم کراچی

کام لیا، یزیدیت کا فتنہ ہو یا رافضیت کا، مماتیت کا فتنہ ہو یا مودودیت کا، حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ ان سب کے تعاقب میں پیش پیش رہے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی رگ وپے میں عشق صحابہ رضی اللہ عنہم سرایت کر چکا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ ساری ساری رات دفاع صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے مضامین لکھتے، میلوں سفر کر کے مسلمانوں کے دلوں کو اپنی تقاریر کے ذریعے عشقِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے گرماتے، جب کبھی بھی کسی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے اس سلسلے میں درخواست پیش کی آپ رحمۃ اللہ علیہ فوراً تیار ہو جاتے اور مشکل سے مشکل حالات میں اور مخالف ترین ماحول میں بھی جا کر نہایت مثبت انداز میں حضراتِ صحابہ کرامؓ، امہات المومنینؓ، اور دیگر مسائل پر بیان فرماتے۔ آپ کی ہر تقریر وتحریر میں عشق صحابہؓ کی جھلک ضرور موجود ہوتی تھی۔ آپ اپنے بیانات اور درسِ قرآن میں قرآنی آیات کی روشنی میں عظمتِ صحابہؓ اور دفاعِ صحابہؓ کے مشن کو ثابت فرماتے۔

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی رگ وپے میں اس بات کا یقین واعتماد پیوست تھا کہ اکابر علماء دیوبند اس دور میں "ماانا علیہ واصحابی" کی عملی تفسیر تھے اور ان کا فہم دین اس دور میں خیر القرون کے مزاج ومذاق سے سب سے زیادہ قریب تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تمام اکابرینِ دیوبند سے والہانہ عقیدت ومحبت تھی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرات علماء دیوبند کے مسلک کی صحیح ترجمانی اور حفاظت کو اپنی زندگی کا اصلی مقصد بنایا ہوا تھا۔ اگرچہ ہم نے حضراتِ اکابرینِ کو نہیں دیکھا۔ لیکن ان کی اکثر خوبیاں حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی حیات طیبہ میں نظر آتی تھیں۔ اس کے علاوہ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے بے شمار پہلو ہیں جن پر لکھنے کو دل چاہتا ہے لیکن ......

داماںِ نگہ تنگ وگلِ حسن تو بسیار

اس لیے اب آخر میں بندہ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے چند اقوال قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ایک مرتبہ درسِ قرآن میں ارشاد فرمایا......

''اصل تو قرآن ہے اس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں، حدیث اس کی تفسیر ہے یہ بنیادی علوم ہیں اور ان کا نچوڑ فقہ ہے۔ دین اور قرآن کاروبار نہیں بلکہ مقصدِ حیات ہیں۔''

فرمایا...... ''طالب علمی مجاہدہ ہے، نظم وضبط کا خیال طالبعلمی میں نہ ہوا تو کہاں ہوگا؟''

فرمایا...... ''عمل کی قبولیت کے لیے دو شرطیں ہیں: ایمان اور اخلاص''۔

فرمایا...... ''صحابہ رضی اللہ عنہم کے جو مشاجرات ہیں یہ ایسا نازک موڑ ہے یہیں سے فرقے بنے اور اللہ نے اہل سنت والجماعت کو صحیح حق کی توفیق عطا فرمائی، صحابہؓ کے جو مشاجرات ہوئے تو ہم نے یہ دیکھا ہے کہ یہ عام لوگ نہیں تھے صحابہؓ تھے۔ بعض کا اجتہاد صحیح تھا اور بعض کا اجتہاد خطا تھا، ایک طرف حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے اور ایک طرف حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، اہل سنت کا اجماع ہے کہ قرآن کے چوتھے موعودہ خلیفہ کو اللہ نے صحیح اجتہاد کی توفیق دی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے خطا ہوئی، یہ آخری فیصلہ ہے''۔

فرمایا...... ''الحب فی اللہ و البغض فی اللہ'' یہ ایمان کامل کی نشانی ہے، صحابہؓ کو اللہ نے یہ بلند مقام دیا تھا کہ جس سے محبت کی ایمان کی وجہ سے، اللہ کی رضا کے لیے کی، جس سے دشمنی کی ایمان کی وجہ سے، ایمان کے تقاضا کی وجہ سے''۔

فرمایا...... ''اصل فتنوں کی جڑ سلف پر عدم اعتماد ہے''۔

فرمایا...... ''ہر وہ طریقت جو شریعت کو رد کرے وہ زندیقیت ہے، میزان شریعت ہے، کشف بھی حجت نہیں خواب بھی حجت نہیں''۔

فرمایا...... ''سب طلبہ علماء حضرت مدنی رحمہ اللہ کا رسالہ ''مودودی دستور عقائد کی حقیقت'' پڑھیں''۔

فرمایا...... ''اصلاح قرآن مجید سے، سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی پیروی سے ہوگی''۔

فرمایا...... ''روح کے علاج کے لیے یہ قرآن روحانی معالج ہے''۔

اللہ تعالیٰ حضرت اقدس قدس سرہ کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور ہم سب مسلمانوں کو حضرت اقدس رحمہ اللہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

❀❀❀❀

# ایک مہربان ذات

مولانا عبدالقدوس صاحب ☆

حضرت اقدس مرحوم کا برما کے مظلوم مسلمانوں کے ساتھ تقریباً عرصہ دس سال سے رابطہ رہا۔ آپ برما کے مظلوموں کے لیے ایک مہربان ذات تھے۔ حضرت سے ہماری ملاقات ایک وفد کی شکل میں ہوئی تھی۔ حضرت اقدس سے جب برما کے موضوع پر تعارف ہوا اور حضرت مدنی رحمہ اللہ کے تلامذہ اور خلفاء کا تذکرہ ہوا تو برما میں موجود علمائے کرام کے حسب ذیل اسماء سامنے آئے۔ مولانا مفتی محمد سلطان صاحب مرحوم، مفتی اعظم مولانا منیر احمد صاحب مرحوم اور مولانا مظفر احمد صاحب مدظلہ العالی۔ یہ حضرت مدنی رحمہ اللہ کے خلیفہ ہیں۔ اس ملاقات سے لے کر آخر تک برمی مہاجرین مجاہدین کے ساتھ حضرت اقدس کی ہمدردی اور تعاون جاری رہا، ایک دفعہ میں نے حضرت سے کہا حضرت دعا فرمائیں ہماری حالت کمزور ہے۔ حضرت نے فرمایا دین حق کا کام کرتے جاؤ اللہ تعالیٰ آسانیاں فرمائیں گے اور پھر ایک لفافہ ہاتھ میں دیا۔ یہ مہاجرین کی تعلیم اور دیگر ضروریات میں صرف کریں۔ میں نے دیکھا دس ہزار روپے ہیں تو میں نے رسید بنا کر حضرت کو پیش کی۔ اس طرح حضرت سے جب بھی ملاقات ہوتی حضرت ضرور شفقت فرمایا کرتے۔

## آخری ملاقات

جب حضرت کی زیادہ علالت کی اطلاع ملی تو میں ملاقات کے ارادہ سے پنجاب آیا اور حضرت اقدس کی خدمت میں جمعہ کے ٹائم پہنچا۔ نماز جمعہ کے بعد جب لوگوں کا ہجوم کم ہوا تو میں اندر گیا اور حضرت سے ملاقات کی۔ حضرت اپنی چارپائی پر تشریف رکھے ہوئے تھے۔ جب میں نے کہا کہ حضرت برما کے مظلوم مسلمانوں کے لیے دعا فرمائیں۔ حضرت نے پھر اور قریب کیا فرمایا حالات کیسے ہیں؟ میں

---

☆ امیر جمعیۃ خالد بن ولید الخیریہ ارکان برما

نے کہا حضرت عیسائیوں کی دعوت عام ہے ان کے وسائل زیادہ ہیں۔ مسلم بچوں کو عیسائی بنانے میں مصروف ہیں۔ حضرت نے دعا فرمائی اور فرمایا کام کرتے جاؤ ہمت کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے رہیں۔ ان شاء اللہ فتح مسلمانوں کی ہوگی۔ یہ آخری ملاقات اور آخری دعا تھی۔ اس کے بعد میں کراچی چلا گیا۔ تقریباً ۲۰۔۲۲ دن بعد اخبار پر نظر پڑی کہ قائد اہل سنت وکیل صحابہؓ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

دل بہت رویا اور دعاء مغفرت اور تلاوت کی، پھر اس بات کی خوشی بھی ہوئی کہ حضرت سے کچھ دن پہلے ملاقات ہوئی اور دعا لینے کا موقع ملا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

❀❀❀❀

# وقت کے انور شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ

مولانا حافظ محمد عمر عثمانی ☆

خدام اہل سنت کو اپنے کتنے عظیم المرتبت اور جید علماء کرام کے داغ مفارقت کے شدید صدمے سہنے پڑے۔ ابھی ولی کامل مولانا حافظ محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ، مولانا حافظ حکیم محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ اور پاسبان مسلک اہل سنت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ قائد اہل سنت کے شیدائی شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز مولانا عبداللطیف جہلمی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر بہت سارے علمائے کرام کے فراق کے زخم ملنے نہ پائے تھے کہ ہم خدام اپنے عظیم قائد، اکابر علمائے اہل سنت کے قدر دان، دارالعلوم دیوبند کے فاضل، شرک کی نجاستوں اور ظلمتوں میں توحید کے علمبردار اور سنت کے منارہ نور، عقیدہ ختم نبوت کے نقیب، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمتوں کے پاسبان، عقیدہ عصمت انبیاء اور عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے محافظ، قطب الارشاد مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے شیدائی اور شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز، قائد اہل سنت، وکیل صحابہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ جیسی ہستی سے محروم ہو گئے......

پی گئی کتنوں کا خون تیری یاد
غم تیرا کتنے کلیجے کھا گیا

## ولادت باسعادت

پنجاب کے ایک معروف گاؤں بھیں ضلع چکوال میں ایک دیندار گھر آباد تھا۔ اس دیندار گھرانے کی نگرانی ایک ایسی ہستی کر رہی تھی۔ جس کو اپنے بیگانے رئیس المناظرین کہتے ہیں (مولانا محمد کرم الدین رحمۃ اللہ علیہ) یکم اکتوبر ۱۹۱۴ء ۱۰ ذوالحجہ ۱۳۳۲ھ کو اس علمی ماحول میں حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔ حضرت نے ایسے پاکیزہ ماحول میں آنکھیں کھولیں جہاں کا ذرہ ذرہ قال اللہ اور قال الرسول سے منور

---

☆ خطیب جامع مسجد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جھانلہ، تلہ گنگ

تھا۔ سن شعور تک پہنچنے سے پہلے پہلے نیک والدین بے جا لاڈ پیار سے بگاڑنے اور بھوتوں چڑیلوں اور پریوں کی سنسنی خیز اور مافوق الفطرت کہانیاں سنانے کے بجائے معصوم ذہن میں علمی مقام ومہارت اور عملی طہارت کی طرف توجہ دلاتے رہے اور اس طرح گویا کہ آغاز ہی میں زندگی کے اصل مقصود کی طرف واضح رہنمائی ہوگئی تھی۔

## عظیم خاندان کے سپوت

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ ایک عظیم علمی خاندان کے سپوت تھے۔ آپ کے والد ماجد رئیس المناظرین فخر اہل سنت حضرت مولانا محمد کرم الدین دبیر رحمہ اللہ گورداسپور کی عدالت میں مرزا قادیانی کے گلے میں رسوائی کے ہار ڈالنے والے ایک بلند قامت اور باوقار شخصیت تھے۔ آواز گرج دار تھی بہت ذہین وذکی تھے۔ آپ کو خداداد حاضر جوابی کا ملکہ حاصل تھا۔ قادر الکلام شاعر تھے۔ تخلص دبیر تھا۔ عربی، فارسی، اردو کے علاوہ پنجابی زبان میں بھی فی البدیہہ اشعار کہتے تھے۔ آپ کے اندر مناظرانہ صلاحیت، علمی مہارت، عملی طہارت، جرأت، بہادری اور حاضر جوابی جیسی بے شمار خوبیاں تھیں جو کہ مستقل عنوان سے لکھنے کے قابل ہیں۔

حاضر جوابی کے تو سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ بھی معترف تھے۔ چنانچہ مرزا بشیر الدین آنجہانی (ابن مرزا قادیانی ملعون) کے خلاف ایک تقریر کی بنا پر امیر شریعت سید عطاء اللہ بخاری رحمہ اللہ کے خلاف ایک سنگین مقدمہ چلا تھا۔ جس میں امیر شریعت نے حضرت قاضی رحمہ اللہ کے والد ماجد کو بطور گواہ طلب کیا تھا۔ سنی دیوبندی مسلک کے ایک مشہور واعظ مولانا اللہ داد گجراتی رحمہ اللہ فرماتے تھے۔ حضرت بخاری نے کئی مرتبہ یہ واقعہ سنایا جب مرزا کے وکلاء مولانا کرم الدین پر جرح کرتے میں سوچتا کہ اس کا کیا جواب دیں گے لیکن جب جواب دیتے تو میں حیران رہ جاتا۔ مولانا کرم الدین دبیر رحمہ اللہ نے ردّ قادیانیت، رد رافضیت کے لیے ساری زندگی وقف کر رکھی تھی۔ اس میں بھی لچک نہیں رکھتے تھے گویا کہ یہ چیزیں آپ کو خاندانی وراثت میں ملی تھیں۔ آپ کے چچازاد بھائی مولانا محمد حسن فیضی رحمہ اللہ نے ایک بے نقطہ قصیدہ لکھ کر سیالکوٹ جا کر مرزا قادیانی کے سامنے پیش کیا کہ مرزا خود جواب دیں۔ جس سے مرزا سخت گھبرایا اور سمجھ نہ سکا۔ قصیدہ میں کیا لکھا ہے جواب نہ دے سکا۔ حضرت قاضی کے خاندان کو اللہ رب العزت نے بے شمار خوبیاں عنایت فرمائیں تھیں۔ حضرت قاضی کے والد گرامی مولانا محمد کرم الدین دبیر رحمہ اللہ کو ہر مناظرے

میں نمایاں فتح حاصل ہوتی تھی۔

عیسائیوں اور پنڈتوں سے بھی مناظرے کیے۔ غیر مقلدین سے بھی آپ کے تقلید شخصی پر مناظرے ہوئے۔ میر پور چک رجھاوی گجرات میں تقلید شخصی اور فرقہ ناجیہ کے موضوع پر غیر مقلدین کے مشہور مناظر مولوی ثناء اللہ مناظرے سے ہوئے۔ تیسرا مناظرہ منصور پور ضلع ہوشیار پور میں مولوی محمد یوسف غیر مقلد سے ہوا۔ اس میں بھی حضرت قاضی رحمہ اللہ کے والد کو نمایاں فتح نصیب ہوئی۔ چک رجھاوی والے مناظرے میں تو مولوی ثناء اللہ نے اعلان کیا کہ آئندہ مولوی کرم الدین سے تقریری مناظرہ نہیں کروں گا۔ مولانا کرم الدین رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ حضرت قائد اہل سنت سے فرمایا تھا کہ بیٹا میں کسی سے مرعوب نہیں ہوتا تھا۔ بے شک آپ نہ کسی سے دبتے نہ کسی کے سامنے جھکتے تھے۔ ذلک فضل الله یوتیه من یشاء. [خصوصی اشاعت شیخ الادب نمبر صفحہ ۲۲]

## تعلیمی ماحول

قائد اہل سنت حضرت قاضی رحمہ اللہ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم کے سایہ شفقت میں شروع کی۔ بہت جلد ہی دینی عصری علوم کے منازل طے کرتے ہوئے ۱۹۲۸ء میں ہائی سکول چکوال سے میٹرک اور ۱۹۳۴ء میں اشاعت اسلام کالج سے ماہر تبلیغ کورس پاس کیا۔ ۱۹۳۷ء میں دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ سے دورہ حدیث تک علوم دینیہ کی پیاس بجھائی۔ یہ وہ دور تھا جب برصغیر کی عظیم درسگاہ دارالعلوم دیوبند کا شہرہ آسمان کی بلندیاں چھو رہا تھا۔ دارالعلوم دیوبند کی دینی علمی خدمات کسی سے مخفی نہیں۔ رئیس المناظرین مولانا محمد کرم الدین دبیر رحمہ اللہ، دارالعلوم دیوبند کی خدمات سے متاثر ہو کر اپنے عظیم فرزند ارجمند حضرت قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کو اعلیٰ تعلیم کے لیے ۱۹۳۸ء میں ایک رقعہ شیخ الادب مولانا اعزاز علی رحمہ اللہ کی خدمت میں دے کر بھیجا۔ دارالعلوم کا پاکیزہ ماحول عملی جذبہ، علمی محافل سب کا سب عظیم سعادت مندی تھی۔ لیکن حضرت قاضی رحمہ اللہ کی قسمت کے کیا کہنے۔ دارالعلوم کے اپنے انوارات کے علاوہ ایسے اساتذہ کی صحبت حاصل ہوئی جن کی عظمت اور توقیر پر زمانہ رشک کرتا ہے۔ مولانا اعزاز علی رحمہ اللہ اور مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ جیسے لوگ۔ ۱۹۳۹ء میں دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد اس فیض لاریب، برکات، انوارات کو سمیٹ کر اپنے علاقہ میں منتقل ہو گئے۔ جو کہ جہالت کی اندھیر نگری اہل بدعت اور روافض کی آماجگاہ تھی۔

## خدام اہل سنت کی بنیاد

یاد رہے ۱۹۶۹ء حضرت قاضی نے تحریک خدام اہل سنت کی بنیاد رکھی۔ حضرت قاضی نوراللہ مرقدہ اپنے علاقہ میں پیدل میلوں میلوں سفر طے کر کے قریہ قریہ بستی بستی دن رات درس قرآن، سنی کانفرنس کے عنوانات سے اپنے پروگراموں کو عام کیا اور وہ علاقہ جو جہالت اور بدعات کی آماجگاہ تھا۔ آج وہ علاقہ اس مردقلندر کی شب روز محنت، اخلاص وللہیت کے نتیجے میں دیوبندیت کا مضبوط قلعہ سمجھا جاتا ہے۔

## دو عظیم نعمتیں

اللہ رب العزت نے حضرت قاضی رحمہ اللہ کو دو ایسی نعمتیں عطا فرمائیں جن پر لوگ رشک کرتے ہیں ایک دارالعلوم دیوبند میں بحیثیت متعلم حاضری اور حضرت مدنی رحمہ اللہ کی بیعت اور خلافت دوسری وہ رومال جو ترک والوں نے دیوبند بھیجا تھا۔ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص مبارک رکھی ہوئی تھی۔ حضرت قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کی پیشانی اور آنکھوں پر لگایا گیا جس کا اثر وفات کے بعد بھی چہرہ مبارک پہ رہا۔ جو ہر دیکھنے والا محسوس کرتا تھا۔

## حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے مشابہت

حضرت قائد اہل سنت حضرت مدنی رحمہ اللہ کی حقیقی تصویر تھے۔ حضرت مدنی کی پیدائش بھی اکتوبر میں ہوئی اور قائد اہل سنت کی پیدائش اکتوبر میں ہوئی۔ حضرت مدنی رحمہ اللہ نے ہمیشہ کھدر پہنا (ماہنامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم ستمبر ۱۹۹۹ء) حضرت قاضی رحمہ اللہ نے بھی ہمیشہ کھدر استعمال کیا۔ حضرت مدنی رحمہ اللہ کی جب تک صحت ٹھیک تھی خود اپنے ہاتھ سے کام کرتے (جولائی ۱۹۹۹ء حق چار یار رضی اللہ عنہم) حضرت قاضی صاحب بھی کسی سے کام لینا پسند نہیں کرتے تھے۔

مولانا احتشام الحق کاندھلوی فرماتے ہیں۔ میں نے ایک مرتبہ حضرت مدنی رحمہ اللہ سے سلام کیا اور ہاتھ کا بوسہ لینے کی کوشش کی۔ حضرت مدنی رحمہ اللہ کا چہرہ سرخ ہوگیا اور ہاتھ زور سے کھینچ لیا۔ (حق چار یارؓ، اکتوبر ۱۹۹۹ء)

اسی طرح کا واقعہ سالانہ سنی کانفرنس بھیں پر احقر نے خود دیکھا حضرت مولانا حافظ محمد الیاس رحمہ اللہ نے حضرت قائد اہل سنت کے ہاتھ کا بوسہ لینا چاہا جب حضرت قاضی صاحب گاڑی میں

تشریف فرما تھے۔ حضرت قاضی رحمۃ اللہ علیہ نے زور سے ہاتھ کھینچ لیے اور ہاتھ کا بوسہ نہیں لینے دیا۔ یہ تھے ہمارے اکابر جو ہر کام میں سنت نبوی کو سامنے رکھتے تھے۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ بھی بڑے مہمان نواز تھے۔ حضرت قاضی کی بھی مہمان نوازی کسی سے مخفی نہیں۔

علامہ خالد محمود صاحب کے تاریخی جملہ پر اپنی معروضات لپیٹتا ہوں۔ حضرت علامہ نے حضرت کے جنازہ سے قبل فرمایا! ''آج وقت کے علامہ انور شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ چلے گئے''۔

❀❀❀❀

## حسن علی کلور کوٹی، واہ کینٹ

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جانثار صحابہ کرامؓ کے سچے اور وفادار سپاہی تھے۔

## جناب محمد اکرم، موہڑہ کورچشم چکوال

اللہ رب العزت جانشین قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین صاحب اظہر دامت فیوضہم کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم رکھیں اور ان کی قیادت میں ہمیں حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کی تکمیل کی توفیق نصیب فرمائیں۔

## محمد طیب، مزمل، معاویہ، اعوان برادران، مری

ہم لورہ لئی خدام اہل سنت کے شرکاء کی طرف سے حضرت قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات دینیہ اور آپ کی جرأت وعظمت کو سلام پیش کرتے ہیں اور تادم زندگی ان کے مشن کو آگے بڑھانے کا عزم کرتے ہیں۔

# صاحب کشف بزرگ

مولوی مہر محمد صاحب ☆

بیعت ہونے سے پہلے میں ایک زمیندار قسم کا آدمی تھا اور معمولی علم رکھتا تھا۔ ایک دفعہ حضرت صاحب کلور کوٹ پٹی والا میں تشریف فرما ہوئے تو میں اور میرا ایک ساتھی محمد خان جو کہ حسن والا کا رہائشی تھا۔ ہم دونوں نے حضرت جی کے ساتھ رات گزاری اور بیعت ہونے کی درخواست کی۔ حضرت جی نے حکم دیا کہ جاؤ استخارہ کرو۔ ہم دونوں نے مسجد جا کر دو رکعت نفل استخارہ ادا کی اور دعا مانگی اور واپس آ کر حضرت جی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت جی نے ہمیں اپنی بیعت میں لے لیا۔

بندہ اُس دن سے لے کر حضرت جی کے وصال تک آپ کے ساتھ رہا اور حضرت جی کی برکت اور دعا سے دینی کتابیں پڑھتا رہا اور جب موقع ملتا حضرت جی کی خدمت کرتا رہا۔

جب حضرت جمعیت علمائے اسلام کے شمالی پنجاب کے امیر تھے۔ اس وقت لاہور میں ایک کانفرنس ہوئی جس میں میانوالی کے ساتھیوں کے ساتھ میں لاہور پہنچا اور کانفرنس میں حضرت جی کے ساتھ بیٹھا رہا۔ جب جلسہ ختم ہوا تو حضرت جی نے بندہ کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ پٹی والا (کلور کوٹ) سے ساتھی لے کر محرم کے موقع پر چکوال میں اڈھروال کے مقام پہنچ جانا میں اڈھروال ہوں گا۔ اس وقت حضرت جی کے شہر چکوال داخلہ پر پابندی تھی اور اڈھروال چکوال سے دو اڑھائی کلومیٹر کے فاصلے پر ایک چھوٹا سا گاؤں تھا۔ وہاں حضرت جی کے بہنوئی رہتے تھے۔ ہم پٹی والا (کلور کوٹ) سے چند آدمی اڈھروال پہنچ گئے۔

شام کو حضرت جی نے ہمیں چکوال شہر بھیج دیا۔ دوسرے دن میں نے دیکھا کہ ہمارے ساتھی محمد اعظم خان اور صاحبزادہ ظہور الحسین دامت برکاتہم دونوں نوجوان تھے۔ یوں چلے کہ پورے شہر کا گشت لگایا اور بڑی دلیری سے بزبان حال بتا رہے تھے۔ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ پر پابندی ہے تو کیا ہوا ہم موجود ہیں۔

---

☆ امام مسجد حق چاریارؓ، میانوالی

## صاحب کشف بزرگ

حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ صاحب کشف بزرگ تھے۔ جس کا اندازہ ذیل کے دو واقعات سے لگایا جا سکتا ہے۔

ایک دفعہ میں چکوال گیا اور حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی ملاقات کے بعد جب گھر واپسی کے لیے اجازت لی تو حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے کچھ رقم دی۔ مجھے یاد نہیں کہ وہ کتنی تھی اور فرمایا کہ یہ رقم غلام خواجہ خان پٹی والا کو دے دینا۔ میں اس کے گھر گیا تو معلوم ہوا کہ وہ کلورکوٹ گئے ہوئے ہیں۔ میں کلورکوٹ گیا تو مجھے نہ مل سکے۔ میں گھر واپس آ رہا تھا کہ دیکھا کہ غلام خواجہ خان تھانہ کلورکوٹ سے شہر کی طرف آ رہے ہیں۔ تھانہ کلورکوٹ شہر سے مشرق کی طرف تقریباً دو کلومیٹر ہے۔ ان سے ملاقات راستے میں ہوگئی۔ سلام دعا کے بعد میں نے اسے وہ رقم جو حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے دی تھی اسے دی اور حضرت جی کے دعا سلام بھی دیئے۔ وہ یہ سن کر بڑا خوش ہوا اور رقم لے لی۔ اس کے پاس کوئی رقم وغیرہ نہ تھی صرف تن پر کپڑے تھے اور کندھے پر ایک چادر تھی۔ وہ رقم لے کر بہت خوش ہوا۔ بعد میں مجھے سمجھ آئی کہ حضرت جی کو کشف ہوا تھا۔

میں ایک مسجد میں امام تھا۔ اس بارے حضرت جی کو معلوم بھی تھا، چند وجوہات کی وجہ سے میں وہ مسجد چھوڑ کر ایک دوسری مسجد میں منتقل ہوگیا۔ اور حضرت جی کو اس بارے نہیں بتایا تھا کہ میں نے وہ مسجد چھوڑ دی ہے۔ کچھ دنوں بعد میں سنی کانفرنس کے سلسلہ میں چکوال گیا تو حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے علیحدگی میں مجھ سے پوچھا کہ دوسری مسجد کے لوگ کیسے ہیں؟ میں نے حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کو بتایا کہ سادے قسم کے لوگ ہیں۔ دیوبندی اور بریلوی کے چکروں میں نہیں ہیں۔ جب میں یہ باتیں بتا رہا تھا تو میں نے سوچا کہ حضرت جی کو کیسے پتہ چل گیا ہے کہ میں دوسری مسجد میں آ گیا ہوں۔ مجھے شک ہوا کہ یہ بات مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بتائی ہوگی۔ واپسی پر جب مولانا محمد یعقوب سے ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے ذکر کیا کہ آپ نے حضرت جی کو کیوں بتایا کہ میں دوسری مسجد میں چلا گیا ہوں تو انہوں نے کہا کہ میں نے ایسی کوئی بات حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ سے نہیں کی میں حیران ہوا کہ مولانا محمد یعقوب صاحب کے علاوہ کسی کو معلوم نہیں تھا اور مولانا صاحب کہہ رہے ہیں کہ میں نے حضرت جی کو نہیں بتایا تو مجھے یہ بات سمجھ آ گئی کہ حضرت جی کو کشف ہوا اور انہیں بتانے سے پہلے پتہ چل گیا کہ میں پہلی مسجد چھوڑ کر دوسری مسجد میں منتقل ہوگیا ہوں۔

# عالم اسلام کے...... عظیم سپوت

تحریر: مولانا مفتی محمد الیاس صفدر ☆

۲۰۰۴ء/۲۵/۵ کو میرے سامنے ملک کی عظیم ہستی قائد اہل سنت وکیل صحابہ حضرت مولانا مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ مجاز شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ) کی تصویر بیٹھی تھی اور میں اس تصویر کی آنکھیں دیکھتا اور کبھی پیشانی۔ رخسار دیکھتا اور کبھی چہرے کی جوانی۔ چہرے پر انوارات کی بارش کی بوندیں محسوس کرتا پھر۔ یوں بھی محسوس کرتا کہ حضرت میری طرف دیکھ کر مسکرا رہے ہیں۔

خوشی کے احساسات جو میرے اندر جذب تھے ان کو قلم کی نوک پر لانے سے قاصر ہوں۔

ابر شفق، مہتاب، ستارے بجلی، نغمے شبنم، پھول

اس دامن میں کیا کیا ہے ہاتھ وہ دامن آئے

حضرت چائے نوش فرمائیں گے! تصویر نے مسکرا کر جواب دیا۔ کیوں نہیں!۔

ساتھ میں کچھ اور احباب بھی تھے۔ جنہوں نے ہمارے جامعہ شریفیہ سرگودھا روڈ فیصل آباد کا نظارہ بھی کیا۔ خوشی کا اظہار فرمایا جامعہ دیکھ کر جب تشریف لائے تو چائے تیار ہو چکی تھی ایک چائے کا کپ میں نے حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصویر کے سامنے رکھ دیا۔

احباب اور تصویر چائے نوش فرمانے لگے۔ چائے کے ساتھ کچھ لوازمات دستر خوان پر تھے۔ اس تصویر نے ان لوازمات دستر خوان سے بھی شوق فرمایا۔

میں پھولے سے سمانہیں رہا تھا۔ خوشی کی انتہا ہو رہی تھی۔ آسمان کی طرف بار بار نگاہیں اُٹھا کر اس کی قدرت کے نظارے اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہا تھا۔ پھر میری تصویر پر نظر اُٹھی تو تصویر مجھ سے کچھ کلام چاہتی تھی۔ جب میں نے اپنی قوت سماعت و بصارت کو متوجہ کیا تو زباں حال سے کہہ رہی تھی۔

---

☆ پرنسپل جامعہ شریفیہ سرگودھا روڈ، فیصل آباد

ہم کو مٹا سکے! یہ زمانے میں دم نہیں
ہم سے ہے زمانہ! زمانہ سے ہم نہیں

تصویر قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین صاحب جانشین قائد اہل سنت وکیل صحابہؓ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ امیر خدام اہل سنت پاکستان نے فرمایا ......

ماہنامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم قائد اہل سنت نمبر شائع کرنا چاہتا ہے۔

دل میں خواہش ہوئی کچھ لکھوں کیونکہ دنیا میں اس عظیم ہستی نے اپنے قلم سے ہر باطل فرقہ کا احتساب کیا ہے۔ بلکہ آپ کے بے باک قلم نے تو اپنوں کی کمزوریوں کو بھی برداشت نہیں کیا۔

اگر کسی نے حالات وواقعات سے سمجھوتہ کرنے کی کوشش کی آپ کے قلم نے بے نیام تلوار کا کام کیا آپ مسلک حقہ اہل سنت کے پاسبان تھے۔ سیاست کا میدان ہو یا مذہب کا آپ نے بے خوف وخطر ناموس صحابہؓ واہل بیتؓ کی حفاظت کی۔ یہی وجہ تھی۔ زمانے کے جید علماء وفضلاء آپ کی صف میں کھڑے ہوئے گھبراتے تھے۔ اور آپ کی سپاہیانہ زندگی نے اپنی جماعت کو آرام اہل سنت کے بجائے خدام اہل سنت بنایا۔ تحریک خدام اہل سنت پاکستان کو حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کی وجہ سے دینی وسیاسی وسماجی حلقوں میں بڑی اہمیت حاصل تھی۔ کارکنانِ تحریک کا جذبہ ایمانی دیدنی ہے۔ ان کے دل عشق مصطفیٰ اور عشق صحابہ رضی اللہ عنہم سے منور ہیں۔ نظام خلفائے راشدین کے لیے اپنی جوانیاں لگانے کے لیے بر سر بکفن ہیں۔

اور چار دانگ عالم میں خلفائے راشدین کی عظمت کا ڈنکا بجا دیا۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اہل سنت کی طرف سے وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم کے خطاب سے نوازے گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عفت اور عصمت وعظمت کی جنگ منکرین صحابہ اور سے لڑتے رہے۔

## آپ نے تمام زندگی اسلام کا دفاع کیا

فتنہ قادیانیت، فتنہ مودودیت، فتنہ مماتیت، فتنہ رافضیت (شیعیت) پر علمی تحقیقی کتابیں شائع کیں اور تازہ بتازہ مضامین ماہنامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم میں شائع فرماتے رہے آپ کے مضامین میں روایتی مضمون نگاری کے بجائے وکالت صحابہ رضی اللہ عنہم کی چھاپ دور سے نظر آتی تھی۔ ایک دانش ور نے مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ کے بارہ میں کہا تھا کہ یہ ایک شش جہتی شخصیت تھے۔ ان کا دماغ کئی دماغوں کا ایک دماغ تھا۔

اور جو کہ اہل سنت کے تو ہمہ جہت شخصیت تھے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی کئی دماغوں کا ایک دماغ عطا فرمایا تھا۔

اس کے جلووں کو سراپا دیدہ ین کر دیکھئے
ہو سکے تو روح کو محو تماشا کیجئے

آپ کا سینہ عشق رسول ﷺ اور عشق صحابہؓ سے منور تھا ختم نبوت سے والہانہ عقیدت تھی۔ فرق باطلہ کا تعاقب ان کی زندگی کا مشن تھا۔

پاکستان میں جتنی بھی دینی مذہبی تحریکیں پیدا ہوئیں آپ نے ان کی قیادت فرمائی۔ اگر قیادت نہ فرمائی تو دعاؤں سے نوازا ان کی زندگی کا مشن نظام خلافت راشدہ تھا۔ تمام زندگی اسی مشن کی تکمیل میں گذری۔ چکوال کے علاقہ میں منکرین صحابہ رضی اللہ عنہم سے تمام زندگی نبرد آزما رہے۔ اور حکمرانوں کے ظلم واستبداد کا بھی شکار رہے۔ سینکڑوں بار جیل کی صعوبتیں برداشت کیں یہ سلسلہ یک روزہ نہ تھا بلکہ عالم شباب سے عالم پیری تک چلتا رہا۔ تمام زندگی آپ کے پائے استقامت میں ذرا بھی جنبش نہ آئی۔

اب تو حکمرانوں اور سیاست دانوں کے ظلم واستبداد کی انتہا ہو گئی تھی۔ عالم علالت میں کمزور ونحیف جسم کے ساتھ وفات سے کچھ عرصہ قبل بھی جیل کی سلاخوں کی صعوبت دی گئی۔ آخر کار صحابہؓ کا ترجمان اور سپاہی ظلم سہتا ہوا صعوبتیں جھیلتا ہوا۔ خلافت راشدہ کے نظام کے لیے جان جوانی نچھاور کرتا ہوا اس دار فانی سے دار بقاء کو سدھار گیا

نہ تھی پر یہ خبر ہوں گے الگ بھی تیرے داماں سے

جب پورے ملک کے ٹیلی فون کی گھنٹیاں بجنے لگیں۔ تو آسمانوں کی فضاء منجمد ہو گئی۔ ہر طرف ہو کا عالم تھا۔ چار اطراف میں قیامت کا سماں تھا۔ ملک کے ہر شہر سے قافلے صدائے خلافت راشدہ حق چار یارؓ اٹھائے ہوئے ساکت زبانوں سے چکوال کی طرف جا رہے تھے۔ اعلان ہو رہا تھا۔ ہم عالم اسلام کے عظیم سپوت سے محروم ہو گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے

❁❁❁❁

# چار یار رضی اللہ عنہم کے یار

کلمہ مفتی محمد ایوب سعدی ☆

غالباً ۱۹۷۸ء کا زمانہ تھا علاقہ لکی مروت کے قدیم اور مایۂ ناز دینی ادارے دار العلوم الاسلامیہ لکی مروت میں آج کل کے نصاب تعلیم کے مطابق میں تقریباً چوتھے درجے کا طالب علم تھا۔ کیونکہ اس وقت عالیہ کے علاوہ تحتانی درجات میں وفاق کی طرف سے کوئی درجہ بندی نہیں تھی۔ ہر کوئی اپنی پسند کی ترتیب چلاتے تھے۔ علاقہ مروت وہ علاقہ ہے کہ پاکستان میں چلنے والی تحریکیں یا فتنے جب دوسرے صوبوں اور علاقوں میں پرانے ہو جائیں اور تقریباً پاکستان کی سطح پر ان کی تشہیر ہو جائے تو اچانک اس تحریک یا فتنے کی ایک لہر علاقہ مروت میں بھی آتی ہے۔ تو جب لوگ اس تحریک وغیرہ کی قیل وقال اور بحث و تمحیص میں مشغول ہوتے ہیں کہ ادھر دوسرے علاقوں میں دوسری تحریک آغاز کرتی ہے۔ کچھ علاقہ کے اس روایت کے مطابق اور کچھ حصول تعلیم کے ابتدائی مراحل کی وجہ سے ہم تحریکوں کی طرح تحریکِ خدام اہل سنت سے بھی ناواقف تھے۔ کہ اچانک حضرت مولانا عزیز الرحمن صاحب مدظلہ (خلیفہ پیر طریقت حضرت علامہ مولانا فضل احمد صاحب نور اللہ مرقدہ) کی خصوصی دعوت پر وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم قائد خدام اہل سنت خلیفہ مجاز حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ حضرت علامہ مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جلسے کے مہمان خصوصی قائد خدام اہل سنت ہی تھے۔ ہماری قائد اہل سنت کے ساتھ یہ پہلی ملاقات تھی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ مدہم نیلے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور ایک خاص قسم کی کیفیت کے ساتھ سر پر رومال باندھے ہوئے تھے جس کے اطراف دونوں طرف کنپٹیوں پر لٹکے ہوئے تھے۔ بتایا گیا کہ یہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور خلیفہ مجاز ہیں۔ اور رومال کے باندھنے کی یہ ترتیب حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی ترتیب ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ انتہائی سادگی کے پیکر اور الــفــقــر فــخــری کے صحیح مصداق تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اپنی گاڑی میں تشریف لائے ہوئے تھے جس کو ہم اس وقت اپنے علاقہ کی اصطلاح میں ٹویوٹا کہتے تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی گاڑی

---

☆ رئیس جامعہ عربیہ سراج العلوم لکی مروت (سرحد)

پر ہر طرف لکھا ہوا تھا، خلافت راشدہ، حق چار یار رضی اللہ عنہم ہم دیکھتے تو تھے لیکن مفہوم سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ یا تو اس وجہ سے کہ ہم چھوٹے بچے تھے اور یا اس وجہ سے کہ اب تک کانوں میں اس نعرے کی گونج نہیں آئی تھی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے چند ساتھیوں کو عشاء سے پہلے کھانا کھلایا گیا۔ دستر خوان پر پیش کیا گیا۔ کھانا حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے شایان شان تو نہیں تھا لیکن علاقہ مروت کے پسماندہ علاقہ کی حیثیت کے مطابق کچھ پر تکلف نظر آتا تھا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اپنی نشست گاہ سے اس کمرے میں تشریف لانے والے تھے جس میں دستر خوان بچھایا گیا تھا۔

اپنے ذوق کے مطابق ہاتھ دھونے کے وقت پانی ڈالنے کی سعادت میں نے حاصل کی۔ کوشش کر رہا تھا کہ جگ اور گلاس لے کر اپنے معزز مہمانوں کو پانی پلانے کی سعادت بھی میں حاصل کر سکوں لیکن مجھ سے چونکہ دوسرے بڑے طلباء بھی موجود تھے اس وجہ سے یہ خدمت ان کو سپرد کی گئی۔ عشاء کی نماز کے بعد دار العلوم کی مسجد کے صحن میں جلسہ شروع ہوا۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے لیے ایک کرسی اور میز کا اہتمام کیا گیا۔ درویش صفت شخصیت تواضع اور انکساری کا تاج پہنے ہوئے کرسی پر جلوہ افروز ہوئی۔ حمد وثناء کے ساتھ خطبہ شروع کیا اور آیت کریمہ **محمد رسول الله و الذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم** [الایۃ] کو اپنے خطاب کا موضوع بنایا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ رضی اللہ عنہم کی معیت کو اپنے انوکھے انداز میں بیان فرماتے، مولانا عزیز الرحمٰن صاحب نے ایک طالب علم کو تربیت دی تھی جو موقع کی مناسبت سے نعرہ لگاتا۔ خلافت راشدہ، جواب ملتا تھا حق چار یار رضی اللہ عنہم۔ سامعین کا میدان ارادت بہت وسیع تھا۔ بیان صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں عموماً اور چار یار رضی اللہ عنہم کے بارے میں خصوصاً موضوع پر اپنی مثال آپ تھا۔ اجتماع میں حق چار یار رضی اللہ عنہم کی صدا انوکھی بھی تھی، نرالی بھی تھی۔ پہلے پہل تو اجتماع میں غیر مانوس ہونے کی وجہ سے خلافتِ راشدہ کا جواب حق چار یار رضی اللہ عنہم سے بہت کم اور دھیمی آواز سے ملتا تھا لیکن جب سادہ لوح لوگوں کے سمجھ میں آ گیا تو نعرے کا جواب علاقہ مروت کے جذباتی جوش وخروش کے ساتھ ملتا تھا۔ ہمارے علاقے میں مروجہ بریلوی اور شیعہ نہ ہونے کے برابر تھے۔ شیعوں کا صرف ایک ہی گھر لکی مروت شہر کے اندر تھا جن کے ساتھ لوگوں کی عقیدت اس وجہ سے تھی کہ وہ اپنے آپ کو بخاری کہلاتے تھے غالباً لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ یہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نسل سے ہیں۔ لکی مروت کے ایک قبرستان میں شیعوں کا ایک دادا پرانے زمانے کا مدفون ہے۔ ہمارے سادہ لوح لوگ انہی لوگوں کے پاس جاتے تھے ان سے تعویذ وغیرہ لیتے تھے اور ان

سے عقیدت اور احترام کا یہ عالم تھا کہ لوگ ان کو شکرانے کے طور پر سالانہ متعین حصے دیتے تھے۔ اسی ایک گھر کا امام باڑہ اپنا تھا اسی کے اندر بغیر لاؤڈ سپیکر کے اذانیں دیتے تھے۔ لیکن بہت کم لوگوں کو یہ پتہ چلتا تھا کہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ وخلیفة بلا فصل بھی کہتے جاتے ہیں اگر کچھ لوگ سنتے بھی تھے تو لاعلمی کی وجہ سے اس کا مفہوم نہ سمجھ سکتے تھے اور شاید خیال کرتے تھے کہ یہ تو پیر ہیں اور بزرگ ہستیاں ہیں شاید ان کا یہ کوئی مخصوص ذکر ہو۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بیان سننے سے لوگوں پر شیعہ فرقے کا صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ بغض وعداوت کا راز کھل گیا۔ شیعوں کے ساتھ بہت سے لوگوں کا عقیدت اور احترام کا رشتہ کٹ گیا۔ اور جن لوگوں کی شیعوں کے ساتھ عقیدت تو نہیں تھی لیکن متنفر بھی نہیں تھے وہ خوب متنفر ہو گئے اور اسی طرح ان کے سالانہ شکرانے کم ہوتے گئے۔ حتیٰ کہ لوگ شیعوں کو کافر سمجھ کر دیکھتے تھے اور آج تک لکی مروت میں شیعوں کا وہی ایک گھر ہے، محدود شیعہ اپنی مشن کو آگے نہ بڑھا سکے۔ اور جو طلباء اور اہل علم حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے فیض سے خوشہ چینی کے لیے دامن پھیلائے ہوئے تھے۔ ان میں سے بعض چلتے پھرتے اپنے دوستوں کے ساتھ ملاقات کے وقت سخن گوئی کے انداز میں نعرہ لگاتے تھے، خلافتِ راشدہ جواب ملتا تھا حق چار یار رضی اللہ عنہم۔ بعض خطیبوں کو تو ممبروں پر ایک نیا اور دلچسپ موضوع فراہم ہوا۔

رات گزارنے کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ فقریان قبرستان میں تشریف کے لیے وہاں پر ان کے محبوب بھائی حضرت مولانا قاضی منظور حسین شہید رحمۃ اللہ علیہ کی قبر ہے۔ ہم تو طالب علم تھے اسباق میں مشغول ہو گئے لیکن حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کئی میزبان چلے گئے اور قبرستان سے واپسی پر وہ رخصت ہو گئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اس دورے کا اثر یہ تھا کہ علاقہ مروت میں حق چار یار رضی اللہ عنہم کے مشن کی بنیاد ڈالی گئی۔ کچھ عرصہ بعد شیعوں نے امام باڑہ پر لاؤڈ سپیکر لگایا لیکن استاذ المحترم حضرت مفتی حمید اللہ صاحب (جو آج کل جامعہ اشرفیہ لاہور میں رئیس دار الافتاء اور استاد حدیث بھی ہیں) کی قیادت میں لوگ جمع ہو گئے اور زبردستی سے شیعوں کو لاؤڈ سپیکر اتارنے پر مجبور کیا اور تا حال ان کا لاؤڈ سپیکر بند ہے۔

فراغت کے بعد میرا بھی دو تین مرتبہ چکوال میں آنا جانا ہوا اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی سعادت نصیب ہوئی، حضرت رحمۃ اللہ علیہ لکی مروت کے ساتھ اپنے محبوب بھائی مولانا قاضی منظور حسین شہید رحمۃ اللہ علیہ کی خاص نسبت کی وجہ سے لکی مروت کے مہمان کا نام سنتے ہی بہت خوش ہوتے تھے۔ مولانا عزیز الرحمٰن صاحب فرمایا کرتے تھے کہ حضرت صاحب (رحمہ اللہ) کی مہمان نوازی اور سخاوت کا یہ عالم ہے کہ جب کوئی مہمان ان کے پاس ان کی زیارت کی غرض سے آتے ہیں تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ ان کو آنے

جانے کا کرایہ اور خرچہ دیتے ہیں۔

میں بذات خود ایک دفعہ چکوال آیا تھا دفتر میں حاضر ہوا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی خواہش ظاہر کی۔ حضرت صاحب سے فون پر رابطہ کیا گیا کہ لکی مروت سے ایک مولانا صاحب آپ سے ملاقات کے خواہش مند ہیں۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بلا تاخیر ملاقات کی اجازت مرحمت فرمائی اور تقریباً ۱۵ منٹ تک ملاقات نصیب ہوئی اور پھر دفتر میں آیا دفتر سے سنا کہ آج شام حضرت کا بیان ہوگا۔ میں بیان سننے کی غرض سے ٹھہر گیا تو اس دوران ایک مولانا صاحب نے مجھ سے اڈریس لے لیا، اور اس وقت سے آج تک حق چار یار رضی اللہ عنہم کا رسالہ اعزازی طور پر جامعہ عربیہ سراج العلوم آتا رہتا ہے۔ شاید حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے اس اعزاز اور اکرام کی تلقین ہوگئی ہو۔ رسالے میں باقی اہم مضامین کے علاوہ **اھدنا الصراط المستقیم** اور ارشادات وکمالات کے دو اہم مضامین گوہر نایاب کی حیثیت رکھتے ہیں۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا بیان شام کو ہونے والا تھا میں تھوڑی سی دیر کے لیے مسجد اور مدرسہ میں خود پھرتا رہا ہر ایک دیوار حق چار یار رضی اللہ عنہم کے مشن کی داعی معلوم ہوتی تھی۔ مجھے پشتو، اردو، عربی کے اشعار سے چونکہ گہری دلچسپی ہے اس لیے صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان میں لکھے گئے چند اشعار دیکھ کر میں نے اپنے نوٹ بک میں محفوظ کر لیے جو کہ ہدیۂ قارئین ہیں۔

صحابہ کا پرچم اٹھائے چلا چل — قدم آگے آگے بڑھائے چلا چل

صدیقؓ حسنِ عکسِ جمال محمد است — فاروقؓ ظل و جاہ جلال محمد است

عثمانؓ ضیاء شمع کمالِ محمد است — حیدرؓ بہار باغِ خصالِ محمد است

میں نے دل میں کہا کہ واہ واہ حضرت (رحمہ اللہ) تو چار یار رضی اللہ عنہم کے یار ہیں۔

**فالحمد اللہ علی ذالک.**

حضرت کے وصال کے بعد الحمد اللہ ان کے صحیح جانشین اور لخت جگر حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین اظہر تحریک خدام اہل سنت کی ذمہ داری سنبھال کر اپنے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کو زندہ رکھنے کے لیے اور آگے بڑھانے کے لیے عزم کئے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی عمر اور ان کی کوششوں میں برکت ڈالے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو چار یار رضی اللہ عنہم کے یار کا مرتبہ نصیب فرما کر اعلیٰ علیین میں منعم علیہم اور احسن رفقاء کے ساتھ جگہ عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی کریم ﷺ

❀❀❀❀

# اٹھا جو میر میخانہ

مولانا محمد انور مظہری ☆

حضرت اقدس قائد اہل سنت وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نور اللہ مرقدہ سے میرا تعارف غالباً ۱۹۹۸ء کے اواخر یا ۱۹۹۹ء کے اوائل میں ہوا۔ جب کراچی میں فتنہ غیر مقلدیت سے ٹکراؤ ہوا تو مفتی رشید احمد اوکاڑوی سے بھرپور تعاون حاصل ہوا اور انہی سے تحریکِ خدام اہل سنت والجماعت پاکستان کا تعارف حاصل ہوا اور حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے افکار ونظریات اور حضرت کے جامع مشن سے آگاہی حاصل ہوئی۔ چونکہ تحریک کے اغراض ومقاصد خالص نظریاتی تھے اس میں کسی قسم کی سیاسی آمیزش نہیں تھی۔ اس لیے فی الفور شمولیت کی سعادت حاصل ہوئی۔ کراچی میں اس سے قبل تحریکِ خدام اہل سنت والجماعت کا نہ تو کوئی باقاعدہ دفتر تھا اور نہ اس پلیٹ فارم سے کوئی کام۔ اس لیے کچھ ہی عرصہ میں مولانا رشید احمد اوکاڑوی کی ایماء پر چند ساتھیوں کے ساتھ تحریک خدام اہل سنت والجماعت کا (حلقہ کراچی) دفتر کھول لیا۔ جس کی ذمہ داری بھی دوستوں نے احقر کے ناتواں کاندھوں پر ڈال دی اور امین ملت حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی نور اللہ مرقدہ نے اولاً احقر کے ذمہ حلقہ کراچی کی ذمہ داری کو برقرار رکھا اور ثانیاً حضرت اقدس قائد اہل سنت حضرت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا کے اس فیصلے کی توثیق فرمائی۔

تحریک میں شمولیت کے بعد ہمہ وقت دل میں خواہش رہتی کہ کسی طور بانی تحریک وکیل صحابہؓ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی سعادت حاصل ہو۔ بالآخر چند ماہ بعد ہی اللہ رب العزت نے دل کی خواہش کو قبول فرمایا۔ اور ۱۹۹۹ کے اواخر میں ہی بارادہ زیارت کے چکوال کا سفر ہوا۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی اجل خلافت تھی یا ساتھیوں سے سنی ہوئی حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کی وہ علمی وعملی جدوجہد کہ جس کی وجہ سے قلب پر ایک مرعوبیت کی کیفیت طاری تھی۔ لیکن پہلی ہی ملاقات

---

☆ ایڈمنسٹریشن سوسائٹی، کراچی

میں حضرت اقدس ﷫ کی انمول شفقت کا وہ خزانہ حاصل ہوا کہ دل مسرور ہو گیا اور بے اختیار شہر چکوال کا وہ سفر جو صرف زیارت کی غرض سے تھا سفر ارادت میں بدل گیا۔ حضرت اقدس ﷫ کی شخصیت گویا کہ اپنے اندر ایسی مقناطیسی کشش سموئے ہوئے تھی جو زائرین کے دلوں کو موہ لے۔ حضرت سے بیعت اصلاح کا تعلق قائم ہوا تو حضرت نے خوب پند و نصائح فرمائے مجھے آج بھی بخوبی یاد ہے کہ جب حضرت اقدس ﷫ گفتگو فرماتے تو گویا کہ الفاظ کو موتیوں کی صورت میں بکھیرتے۔ پہلی ہی ملاقات میں اس انداز سے گفتگو فرمائی کہ گویا برسوں کی شناسائی ہو۔ انتہائی متانت، شرافت، بزرگی، اخلاص وللّٰہیت اور دین کا درد تو صرف ایک نظر دیکھنے سے ہی ناظر پر عیاں ہو جاتا۔

حضرت اقدس ﷫ کی پوری زندگی کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ ایک جہد مسلسل ہے۔ جذبہ صادق اور دین کی ایسی تڑپ کہ ساری زندگی احیائے دین کی جدوجہد میں صرف فرما دی۔ فتنہ رافضیت ہو یا فتنہ خارجیت و ناصبیت، مودودی فتنہ ہو یا مماتی، مسئلہ ختم نبوت ہو یا مسئلہ دفاع صحابہ ﷺ غرض مسئلہ خارجی فتنوں کا ہو یا داخلی فتنوں کا حضرت اقدس ﷫ نے تحریر و تقریر اور جہاد و تبلیغ کے تمام اوصاف کے ساتھ رد باطل فرمایا اور شمشیر برہنہ لے کر باطل کی سرکوبی کی اور ظاہر ہے کہ احیائے دین کے لیے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔

پیرانہ سالی کے باوجود دور دراز کا سفر فرما کر مسلک اہل سنت کا دفاع فرمانا اور باطل کے مقابلہ میں سینہ سپر ہو جانا اکابر اہل سنت والجماعت کی شان رہی ہے اور اس میدان میں حضرت اقدس ﷫ اپنے اسلاف کا مکمل نمونہ تھے

سن ۲۰۰۴ء اس حوالہ سے انتہائی غم والا سال ہے کہ اس سال کے اوائل میں دنیائے اسلام کا یہ عظیم جرنیل، مجاہد، مجدد، مربی، ایک شفیق باپ، ایک عظیم راہنما اس فانی دنیا کو چھوڑ کر خالق حقیقی سے جا ملا اور خدام اہل سنت کو یتیم چھوڑ گیا ہے......

اٹھا جو میر میخانہ تو میخانے پر کیا گزری
صراحی کا ہوا کیا حال پیمانے پر کیا گزری

❀❀❀❀

# حق چار یار رضی اللہ عنہم کی گونج

مولانا عبدالمجید توحیدی ☆

حضرت قائد اہل سنت بلا شبہ مسلک حقہ کے حقیقی ترجمان تھے۔ تاحیات جس چیز کو قرآن وسنت کی روشنی میں صحیح سمجھا اس کو بلا جھجک بیان کیا تحریر فرمایا۔ طالب علمی دور میں ہی حضرت قائد اہل سنت کی تحریریں پڑھنے کو ملیں۔ ماہنامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم، دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا میں پڑھ لیتا تھا۔ کتابوں میں ''حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے نادان حامی'' سب سے پہلے پڑھنے کو ملی، غالباً ۱۹۹۴، ۱۹۹۳ء کی بات ہے کہ ملک غلام علی کی کتاب پر پورے ملک میں بحث چلی۔ حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے اس فتنے کا بھر پور تعاقب کیا۔ مولانا محمد معاویہ شاہ صاحب مخدوم پوری سے دو عدد حق چار یار رضی اللہ عنہم وصول کیے جو کہ اس موضوع پر نمبر کی حیثیت رکھتے تھے مطالعہ کیا۔ ان میں حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے مسلک حقہ کی ترجمانی کا حق خوب ادا کیا۔ ان تحریروں کو پڑھ کر اشتیاق پیدا ہوا کہ حضرت کی زیارت کا شرف حاصل ہو۔ ۱۹۹۷ء میں جامعہ مدینۃ العلم فیصل آباد میں دورہ حدیث میں شریک ہوا تو وہاں شرکاء حدیث کے سامنے حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ ہوتا تھا۔ دورہ حدیث کے بعد مولانا سید عبدالکریم شاہ صاحب چکوال تشریف لے گئے تو حضرت کی زیارت کے اسباب بن گئے، چنانچہ رات ہم نے استاد گرامی کی معیت میں گزاری، اور صبح مدنی مسجد جہاں قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کا مسکن تھا پہنچے۔ حضرت نے رقعہ تحریر فرمایا کہ فیصل آباد سے علماء آئے ہیں آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کے خادم نے بتایا حضرت اس وقت ناشتہ فرما رہے ہیں۔ ہم نے سمجھا بڑے لوگوں کی طرح حضرت کا مزاج ہوگا انتظار کرنا پڑے گا۔ مگر چند منٹ ہی گزرے تھے کہ حضرت قائد اہل سنت تشریف لائے کمر جھکی ہوئی ''نورانی چہرہ'' مہمان خانہ میں بیٹھ گئے۔ ساتھیوں سے فرداً فرداً نام پوچھا۔ اس قافلے میں مولانا قاری محمد طیب صاحب، مولانا محمد نعیم، مولانا محمد اسلم قاسمی خطیب فیصل آباد، راقم الحروف، اور بھائی محمد اسامہ شامل تھے۔ حضرت قائد اہل

☆ مہتمم جامعہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، مظفر گڑھ

سنت ؒ نے بڑی محبت سے پیار سے فتنوں کے بارے میں روشنی ڈالی۔ حضرت کی خدمت میں بیٹھنے والے جانتے ہیں کہ حضرت قائد اہل سنت ؒ کس تڑپ کے ساتھ اصحاب رسول ﷺ کا دفاع فرمایا کرتے تھے۔ راقم الحروف جمعیت المجاہدین (عالمی) کی صوبہ پنجاب کی ذمہ داری پر کام کر رہا تھا ساتھیوں نے تعارف کرایا۔ اس وقت افغانستان کی سرزمین پر طالبان کی اسلامی حکومت کا عروج تھا۔ طالبان کے بارے میں حضرت قائد اہل سنت ؒ نے چند اہم باتیں فرمائیں۔ فرمایا طالبان کو چاہیے کہ روافض کو اپنی صفوں میں نہ گھسنے دیں یہ لوگ اسلامی حکومت کو نقصان دیں گے۔ انہوں نے فرمایا میرے تک یہ باتیں پہنچی ہیں کہ چند شیعہ لوگ طالبان حکومت میں شامل ہیں۔ طالبان کو آگاہ کریں۔ کہ ان سے ہوشیار رہیں۔ حضرت قائد اہل سنت ؒ نے سب ساتھیوں کو جوابی مکتوب، جو کہ قاضی حسین احمد امیر جماعت اسلامی کے خط کا جواب ہے۔ عنایت فرمایا۔ واقعی جوابی مکتوب پڑھنے سے آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ مولانا محمد اعظم طارق شہید ؒ کا تذکرہ بھی اس دوران ہوا حضرت قائد اہل سنت ؒ نے فرمایا وہ میرے پاس تشریف لائے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ ملی یکجہتی کونسل میں روافض کے ساتھ کیوں بیٹھے تھے؟ تو مولانا اعظم طارق صاحب نے اس کے جواب میں کہا میں ملی یکجہتی کونسل کے خلاف تھا، چائے کے ساتھ ساتھ ساتھیوں کی تواضع کی گئی۔

ساتھی حیران تھے حضرت اس عمر میں بھی فتنوں کے بارے میں آگاہ فرما رہے ہیں۔ فرمایا آپ لوگ علماء اس طرف توجہ دیں۔ حضرت قائد اہل سنت ؒ نے شیخ الادب نمبر کے بارے میں بتایا کہ جلد آرہا ہے خط و کتابت کے چند نمونے دکھائے۔ دوسری ملاقات کے لیے مظفر گڑھ سے بندہ نے اسپیشل سفر کیا حاجی عبدالغنی صاحب جو کہ ہائیر سیکنڈری سکول کے وائس پرنسپل ہیں ہمراہ تھے۔ انہوں نے بھی حضرت کی ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا۔ چنانچہ ہم چل پڑے۔ پھر مولانا سید عبدالکریم شاہ صاحب کی خدمت میں پہنچ گئے کہ حضرت قائد اہل سنت ؒ سے ملنا ہے۔ حضرت شاہ صاحب نے رقعہ تحریر کر دیا مظفر گڑھ سے علماء آئے ہیں آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ حضرت قائد اہل سنت ؒ کی طبیعت ٹھیک نہ تھی۔ بہر حال جلد ہی حضرت کے کمرہ خاص میں ملاقات کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضرت قائد اہل سنت ؒ نے متحدہ مجلس عمل کے بارے میں اپنے تحفظات کا اظہار فرمایا اور اصحاب رسول کی عظمت بیان فرمائی۔ فرمایا ''صحابہ ؓ کی جماعت حضور اکرم ﷺ کی نبوت کی عینی گواہ ہے اگر صحابہ ؓ کی جماعت نعوذ باللہ مجروح ہوگئی تو نبوت والا مقدمہ کمزور ہو جائے گا۔'' حضرت قائد اہل سنت ؒ نے

فرمایا" آپ ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کی کتاب کا مطالعہ کیا کریں۔ اردو ترجمہ بھی تین جلدوں میں شائع ہو چکا ہے اور" مودودی دستور اور عقائد کی حقیقت" اور حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کی تصنیف کا مطالعہ کریں۔" حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ سے بندہ نے بیعت ہونے کی درخواست کی حضرت نے فرمایا آپ خط لکھ دینا جواب مل جائے گا۔ مگر شومی قسمت کہ دو عدد خط تحریر کئے مگر ناسازی طبع کی بناء پر آپ ان کا جواب نہ دے سکے۔ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ تشریف لے گئے مگر ان کا مشن زندہ اور تابندہ ہے اور ان شاء اللہ زندہ اور تابندہ رہے گا۔ اللہ تعالیٰ حضرت صاحبزادہ گرامی قدر قاضی محمد ظہور الحسین اظہر صاحب امیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان اور دیگر جماعتی احباب کو دن دگنی اور رات چوگنی ترقی عطاء فرمائے۔ حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی پوری زندگی ہمیں سبق دیتی ہے کہ مصلحتوں کو بالا طاق رکھ کر اپنا ہو یا پرایا اس کے سامنے دین حقہ کا پرچم کمال جرأت سے لہرائیں۔

اللہ تعالیٰ حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے مشن کے لیے پوری سنی قوم کو کھڑا فرمادیں اور حضرت کا دیا ہوا نعرہ حق چاریار رضی اللہ عنہم پوری دنیا میں گونجے۔ آمین بجاہ النبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

❀❀❀❀

## مولانا عاشق حسین، منارہ ضلع چکوال

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ نے عمر بھر توحید کا علم" یا اللہ مدد" کے نعرہ کے ذریعہ بلند فرمایا۔ اصلی کلمہ اسلام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے حقیقی کلمہ اسلام کا تحفظ کیا اور" خلافت راشدہ حق چاریار رضی اللہ عنہم" کے ذریعے خلفاء اربعہ کی موعودہ خلافت کا پرچار فرمایا۔

# وہ آخرت کے بندے

کتبہ مولانا محمد احمد انور ☆

اللہ تعالیٰ نے تخلیق ارواح کے وقت شاید ان روحوں کی بھی تعین فرمادی تھی جو اللہ تعالیٰ کے محبوب پیغمبروں کے جانشین اور وارث بنیں اس دنیا میں اور ان کے اندر ایسی صفات پیدا فرمادیں جو ایک وارث نبی میں ہونی چاہئیں۔ اور زمانہ کے مرور نے ثابت کیا کہ ایسے لوگ ہر نبی کو میسر آئے مگر آنحضور ﷺ کی امت میں سے جن نفوس مقدسہ سے وراثت انبیاء جیسے عظیم منصب کے لئے منتخب کیا گیا ہے ان کی شان ہی کچھ اور ہے۔ **علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل** ''میرے امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں'' (اوکما قال) ایسے چیدہ چیدہ علماء ہر دور میں موجود رہے ہیں کیونکہ جس نبی کی نبوت کا زمانہ جتنا لمبا ہوتا ہے تو اس زمانہ تک اس نبی کی تعلیمات حقیقی صورت میں ضرور موجود رہتی ہیں اگر وہ تعلیمات اپنی حقیقی صورت سے مٹ جائیں تو اس نبی کی صحیح تعلیم و تربیت امت تک کیسے پہنچے گی اور عمل کرنا تو دشوار ہی ہو جائے گا۔

اسی منصب جلیل کے لئے اللہ تعالیٰ نے قائد اہل سنت حضرت قاضی مظہر حسین نور اللہ مرقدہ کو پیدا فرمایا اور واقعتاً اس پرفتن دور میں جس طرح انہوں نے ثابت قدمی اور حق گوئی کا مظاہرہ کیا اس کی مثال قریب قریب بہت کم ملتی ہے۔ حضرت قاضی رحمہ اللہ کی پوری زندگی گویا ایک میدان جہاد میں گزری ہے راست گوئی کو اللہ تعالیٰ نے ان کی سرشت میں ڈالا تھا۔ اور ہر نت نئے پیدا ہونے والے فتنوں کو سمجھنا اور پھر ان کا علمی تعاقب کرنا حضرت رحمہ اللہ کا ہی حصہ تھا۔ کمال تو یہ ہے کہ تصلب فی الدین کا حق ادا کر دیا۔ کبھی بھی انہوں نے پروا نہیں کی کہ اپنے ناراض ہوتے ہیں یا پرائے بس **لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق** ''مخلوق کی اطاعت خالق کی نافرمانی میں نہیں'' پر ان کی زندگی میں واضح طور پر عمل ہونا

---

☆ فاضل دارالعلوم کراچی، جامعہ اشرفیہ مانکوٹ

معلوم ہو رہا ہے چنانچہ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ کے واسطہ سے بطریق اتم احقاق و ابطال باطل کا ملکہ نصیب ہوا۔ نوے سالہ زندگی میں حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سوائے آخرت کے کسی چیز کو نہ بنایا۔

اور یہ ایک اجلی حقیقت ہے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اگرچہ چند ہی سہی مگر ایسے پختہ لوگ تیار کئے جو اپنی زندگی میں کہ ہر ایک ان میں سے باطل کی مکاریوں پر ہر وقت خوردبین لگائے بیٹھتا ہے یہ نہیں ہو سکتا کہ باطل اپنے بطل کا اظہار کرے اور اس پر گرفت نہ ہو۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جس وقت میں حق کی آواز کو بلند کیا ہے اگر نہ کرتے تو جہاں میں نہ معلوم کتنے عوام تو کجا علماء بھی فاسد نظریات کی بھینٹ چڑھ چکے ہوتے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے لب و لہجہ میں جہاں جلال ٹپکتا تھا۔ وہیں روحانیت کی ایسی آمیزش تھی جو حضرت شیخ الاسلام مدنی نور اللہ مرقدہ کی طرف سے ودیعت رکھی جا چکی تھی جو ان کے جلالی انداز کو مشفقانہ طرز میں بدل دیتی تھی اور نہیں تو کم از کم ان کی تحریرات کو پڑھ کہ قبول حق کا جذبہ ضرور پیدا ہوتا تھا اور دین کی حقیقی روح ضرور سامنے آتی تھی۔ بندہ ساری زندگی مشتاق ہی رہا کہ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دیدار سے مشرف ہوا اور امید ہے کہ یہ دلی عقیدت ہی باعث نجات ہو جائے گی۔ ان شاء اللہ۔ جب انتقال کی خبر سنی تو...... خیر المدارس سے ایک قافلہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے جنازہ کے لئے روانہ ہوا۔ بندہ بھی اس میں شریک تھا۔ تمام آتے جاتے راستے میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے محاسن کا تذکرہ ہوتا رہا ہمارا مقصد ہی کچھ ایسا تھا جب وہاں چکوال مرکز میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ بھیں گاؤں میں لے کر چلے گئے ہیں جب وہاں پہنچے تو تدفین کے بعد دعا ہو رہی تھی اس صورت حال میں اشکبار آنکھوں کے ساتھ شریک ہوئے مغرب کی نماز ادا کی۔ وہیں قبرستان سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے آبائی گھر گئے تو حیرت کی انتہا نہ رہی کہ ایسا عظیم انسان اس سادے سے گھر کا رہائشی تھا۔ حضرت قاضی ظہور الحسین مدظلہ سے تعزیت کر کے واپس مرکز چکوال میں پہنچے تو اتنا سادہ ماحول دیکھ کہ متاثر ہوئے بغیر نہ رہے۔ چند بوڑھے جاں نثار لوگ موجود تھے۔ بے حد تواضع اور اکرام سے پیش آئے۔ بے حد اکرام و اعزاز ہوا۔ دعاء مغفرت کر کے بڑی حسرتوں سے واپس لوٹے۔ اللہ تعالیٰ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بار بار مغفرت فرمائے...... آمین

❁❁❁❁

# ایک انقلاب آفرین شخصیت

از قلم قاضی غلام محمد چاولی، ایم۔اے ☆

بڑی مدت کے بعد بھیجتا ہے ساقی ایسا مستانہ
بدل دیتا ہے جو بگڑا ہوا دستور مے خانہ

پوری انیسویں صدی اور بیسویں صدی کا ربع اول برصغیر پاک و ہند کے لیے اس حوالہ سے ایک عہد آفرین دور ہے کہ اس دور میں ایسے تاریخ ساز انسانوں نے جنم لیا جنہوں نے اپنے علم و عمل اور جہد مسلسل سے تاریخ کا دھارا موڑ دیا۔ ان عبقری انسانوں نے گم کردہ راہوں اور ظلمت و جہالت میں دربدر کی ٹھوکریں کھانے والے انسانوں کی ایسی راہ نمائی کی کہ ان لوگوں کا تعلق اللہ تعالیٰ اور رسول پاک ﷺ سے جوڑ کر ان کو فلاح دارین کی سعادت سے ہمکنار کرنے کے بعد وہ خود ایسے زندۂ جاوید ہوگئے کہ تاریخ کا ایک حصہ بن گئے۔ ان قدوسی صفات شخصیات کے سرخیل اور حدی خواں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ہیں۔ جن کے بارے میں کیا خوب کہا گیا ہے......

تیرے آتے ہی جنازہ اٹھ گیا بدعات کا
کون اندازہ لگائے تیرے محسوسات کا

اسی طائفہ منصورہ میں سید احمد شہید، شاہ اسماعیل شہید، شیخ الہند مولانا محمود حسن، حکیم الامت حضرت تھانوی، شیخ العرب والعجم سید حسین احمد مدنی، محدث کبیر مولانا انور شاہ کشمیری، مولانا عزیز گل، سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور حضرت لاہوری رحمہم اللہ تعالیٰ شامل ہیں۔

وہ صورتیں الٰہی کس دیس میں بستیاں ہیں
اب جن کے دیکھنے کو آنکھیں ترستیاں ہیں

اسی قافلۂ حریت و صدق و صفا کے مرد قلندر وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی نوے سالہ زندگی گزار کر اپنے خالق حقیقی کو مل چکے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون مجاہدین اور

---

☆ پرنسپل ہائر سیکنڈری سکول، بھگوال

غازیانِ اسلام کی سرزمین چکوال ہمیشہ اپنے آپ پر نازاں و فرحاں رہے گی کہ حضرت قاضی صاحب کی ولادت باسعادت اس کی ایک مردم خیز بستی بھیں میں ہوئی۔ اس سے قبل یہ بستی فاتح رفض و قادیانیت حضرت مولانا کرم الدین صاحب دبیر رحمہ اللہ مولانا حسین فیضی رحمہ اللہ مجاہد اسلام غازی منظور حسین شہید رحمہ اللہ جیسی نابغہ روزگار ہستیوں کو جنم دے چکی تھی۔ بقول غالب..........

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم
تو نے وہ گنج ہائے گراں مایہ کیا کیے

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نے علوم ظاہری کی تکمیل دارالعلوم دیوبند میں کی۔ جہاں آپ کی باطنی صلاحیتوں کا ادراک کرتے ہوئے شیخ العرب والعجم سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے اپنی خلافت سے نوازا، اور پھر اپنے آپ کو حضرت مدنی رحمہ اللہ کے رنگ میں ایسا رنگا، گویا......

من تو شدم تو من شدی

کے مصداق بن گئے۔

ساری عمر اپنے مؤقف پر اس طرح ڈٹے رہے کہ ہمالیہ بھی شرما جائے۔ سادگی، اخلاص، جرأت و مردانگی کی ایک مثال بن گئے۔ خصوصاً اپنے عظیم شیخ سے نسبت کی وجہ سے اپنے عقیدہ پر ایسی استقامت دکھائی کہ جس کی مثال موجودہ دور میں ڈھونڈنا مشکل ہے۔

## چکوال شہر میں آمد

قیام پاکستان کے بعد جب حضرت جیل سے رہا ہو کر چکوال (۱۹۴۹ء) میں تشریف لائے تو اس وقت یہ علاقہ رسم و رواج، تعصب و عناد اور بدعات میں بُری طرح مبتلا تھا۔ عوام الناس کو توحید خالص کی طرف بلانا گویا اپنے آپ کو ایک مصیبت میں مبتلا کرنا تھا۔

اور ان کے اپنے بقول اس شہر میں جب عقیدہ و عمل کی بات کرتے تو اپنے بھی بیگانے ہو جاتے اور نظریں پھیر لیتے۔ حضرت جی کے جہد مسلسل، علم و عمل اور اخلاص و للّٰہیت کی بدولت دیہاتوں میں توحید الٰہی کا پیغام پہنچا اور وہ لوگ جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی عظمت تھی اور رسول پاک ﷺ کی شریعت مطہرہ کی طرف میلان رکھتے تھے۔ جلدی آپ کے ہمنوا بن گئے۔ اور پھر وہ بستیاں جن میں کسی عالم ربانی کا پیغام حق لے جا کر جانا گویا موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔ وہاں پر بھی دعوت حق کو

پہنچانے کی خاطر مردانہ وار تشریف لے جاتے رہے۔

یہ آپ کے جہد مسلسل اور محنت شاقہ کا ثمر ہے کہ علاقہ چکوال میں ہر گاؤں بستی اور ڈھوک پر بھی خدامِ اہل سنت کے سالانہ جلسے باقاعدہ ہوتے ہیں۔ اس خاص علاقہ میں خدام کے اتنے پروگرام ہوتے ہیں کہ شاید ہی ملک کے کسی حصہ میں کسی بھی جماعت کے اتنے جلسے ہوتے ہوں، اپنی تقریر میں سامعین کی تعداد آپ کے مدنظر نہ ہوتی۔ ایک دفعہ ڈھوک آجڑی تحصیل چکوال میں سامعین کی تعداد نہ ہونے کے برابر تھی۔ مگر آپ نے اسی جوش وخروش اور جذبہ سے بیان فرمایا جس طرح ہزاروں کے مجمع میں بیان فرماتے۔

فرمایا کرتے تھے کہ تقریر کا، تحریر کا، آنے کا صرف ایک ہی مقصد ہے کہ صحابہ کرام ﷺ کی محبت سُنیوں کے سینوں میں کوٹ کوٹ کر بھر دی جائے۔

ایک دفعہ راقم کی موجودگی میں آپ کا ایک کٹر مخالف جو کہ کئی وجوہ سے آپ کا مخالف تھا اس کے بھائی نے اس سے پوچھا کہ ''یا اللہ مدد'' کا نعرہ کس کی ایجاد ہے؟ تو اس مخالف نے جواب دیا کہ سچی بات یہ ہے کہ اللہ پاک کے قرآن کے بعد قاضی مظہر حسین صاحب نے اس نعرہ کو پوری دنیا میں پھیلا دیا ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے......

مُشک آنست کہ خود بوید نہ کہ عطار بگوید

ایک دفعہ فرمایا کہ میرے نام کے ساتھ القاب نہ لگایا کرو اور نہ ہی غلو کیا کرو خدام نے نعرہ لگانا شروع کر دیا ''جب تک سورج چاند رہے گا۔ قاضی تیرا نام رہے گا'' تو سختی سے منع فرما دیا اور کہا کہ ''قاضی'' کی بجائے ''سنی'' کہا کرو۔ ''وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم'' کے لقب کے بارے میں کہا کہ اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ البتہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقدمہ میں، میں ایک چھوٹا سا وکیل ہوں اور بغیر فیس کے یہ مقدمہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضاء حاصل کرنے کے لیے بڑی محنت اور تیاری کے ساتھ لڑ رہا ہوں۔ فرمایا کہ خادم بنو۔ ''خادم'' لفظ جامع ہے اور اپنے نام کے ساتھ خادم اہل سنت لکھا کرو اور پنجابی لفظ میں کہا کہ ''جھکیا'' (شرم) نہ کرو۔ الحمد للہ میں نے ہائی کورٹ لاہور میں ضمانت نامہ داخل کراتے وقت اپنے نام کے ساتھ خادم اہل سنت لکھا ہے۔

عقیدہ تحفظ ختم نبوت کے متعلق فرمایا کہ اس کی حفاظت میرے ذمہ دو طرح سے ہے۔ ایک تو بحیثیت مسلمان اس کی حفاظت کرنا میرا فرض ہے۔ دوسرا یہ مسئلہ ہمارا خاندانی ہے۔ اللہ پاک کے فضل سے ہمارا خاندان پوری ایک صدی سے مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی اور اس کی جھوٹی امت سے ہر محاذ پر جنگ کر رہا

ہے اور کرتا رہے گا، چاہے میرا کوئی بھی ساتھ نہ دے۔ اس وقت عملی طور پر آپ اس شعر کی تصویر تھے۔

باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحان ہمارا

اب چکوال کی ہر بستی اور ہر قریہ میں علمائے حقہ کے نام لیوا اور پروانے موجود ہیں۔ دیہاتوں میں رسم و رواج دم توڑ رہے ہیں اور لوگ اہل سنت و جماعت سے نسبت ہونے پر فخر کا اظہار کرتے ہیں۔

اور جب بھی اس مجاہد ملت نے کسی بھی مخالفِ شریعت فرد یا گروہ کا تعاقب کیا اور آنے للکارا تو قوم کے فرزندوں نے اس مردِ قلندر کی آواز پر لبیک کہی اور جس کا نظارہ عوام تحریک ختم نبوت ﷺ، تحریک تحفظ مقام صحابہ ﷡ میں بارہا دیکھ چکے ہیں۔ حضرت کی وفات حسرتِ آیات کی خبر علاقہ میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی اور انسانوں کے ایک ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر نے اپنے محبوب قائد کو جس طرح آہوں اور سسکیوں کے نہ تھمنے والے سیلاب میں سپردِ خاک کیا۔ اُس کی مثال چکوال کی تاریخ میں ملنا مشکل ہے۔

حضرت کے آخری دیدار کے وقت چہرہ مبارک کھلا ہوا تھا اور اس پر عجب نور برس رہا تھا۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ حضرت سو رہے ہیں۔ موت کے آثار چہرے پر مطلق نمایاں نہیں تھے۔ جب میں نے چہرۂ مبارک دیکھا تو معاً اقبال کا یہ شعر زبان پر آ گیا............

نشان مرد مومن با تو گویم
چو مرگ آید تبسم برلب اوست

(ترجمہ! مردِ مومن کی نشانی میں بتاتا ہوں جب موت اس پہ آتی ہے، اس کے لبوں پر تبسم ہوتا ہے)

❀❀❀❀

# ملت اسلامیہ کے عظیم محسن

جناب محمد بنارس صدیقی ☆

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک متقی، صاحب استقامت، ہمہ گیر شخصیت کے حامل انسان تھے۔ دین حق کے لیے آپ کی خدمات سنہری حروف میں لکھنے کے قابل ہیں۔ آپ پوری زندگی اللہ تعالیٰ کی رضا کو مدنظر رکھ کر دین محمدی ﷺ کی خدمت میں مصروف رہے۔ آپ نے تحریر و تقریر سے توحید باری تعالیٰ، شانِ رسالت، شان صحابہؓ و اہل بیتؓ اور مسئلہ خلافت راشدہ کی اہمیت کو واضح فرمایا۔ آنجناب کی وفات پوری سنی قوم کے لیے ایک عظیم سانحہ ہے انا للہ وانا الیہ راجعون اللہ تعالیٰ آپ کی حسنات کو قبول فرمائیں اور سیئات کو معاف فرمائیں آمین۔

قائد اہل سنت مذہب اہلسنت والجماعت کے عظیم سرخیل تھے۔ آپ عالم باعمل اور سچے عاشق رسول تھے۔ سنت رسول ﷺ پر خود عمل کرتے اور مریدین کو تلقین فرماتے رہتے تھے۔ عام تقاریر میں داڑھی رکھنے پر زور دیتے اور عموماً فرمایا کرتے تھے کہ انگریز کے برصغیر میں آنے سے پہلے داڑھی رکھنے کا رواج تھا۔ انگریز آیا تو مسلمان بھی داڑھی منڈوانے لگے۔ اسی طرح فرماتے تھے کہ چھوٹے بچے پتلون اور شرٹ میں ملبوس ٹائی لگائے جا رہے ہوتے ہیں تو بہت دکھ ہوتا ہے۔ اللہ سب کو ہدایت دے۔ غرض اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ہر کام میں سنت رسول ﷺ کو مقدم جانتے تھے۔

آپ کا انداز بیان سادہ اور عام فہم تھا۔ تصنیف و تالیف میں بھی آپ نے سادہ اور آسان انداز میں موقف عام مسلمانوں تک پہنچایا۔ آپ کی تقریر و تحریر سے اس پرفتن دور میں بے شمار لوگوں کو ہدایت و رہنمائی ملی۔ عام مصنفین اور مورخین کے برعکس قاضی صاحب کا انداز تحریر نرالا تھا۔ آپ فرق باطلہ کا رد فرماتے تھے شیعہ ہو یا خارجی یا ناصبی آپ نے تینوں کو فرق باطل ہی لکھا۔ اسی طرح معتزلہ ہوں یا اہل بدعت دونوں کو اہلسنت والجماعت سے خارج سمجھا۔ آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے وکیل تھے کسی صحابی رسول ﷺ پر

---

☆ بمقام بھلہ، تحصیل و ضلع چکوال

ذرا سا اعتراض آپ برداشت نہ فرماتے، یہی وجہ ہے کہ جب خلافت وملوکیت اور دیگر کتب میں جماعت اسلامی کے امیر مودودی صاحب نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اعتراض تحریر کیے تو قائد اہلسنت نے مودودی مذہب اور دیگر تصانیف تحریر فرما کر اس فرقہ کے نظریات سے عام مسلمانوں کو آگاہ فرمایا۔ اسی طرح جب اپنے علماء کرام میں سے بھی کسی نے علماء دیوبند کے نظریہ سے اختلاف کیا تو آپ نے فوراً ان کی تردید فرمائی اور ثابت کیا کہ عمل وہی اللہ تعالیٰ کے ہاں قابل قبول ہے جو سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہو۔ عبادات مستحبہ میں تداعی چونکہ شریعت کے خلاف ہے اور علماء دیوبند کے مسلک کے موافق نہیں اس لیے محفل ذکر ہو یا عورتوں کی جماعت خلاف سنت عمل ہیں اس سے اجتناب کیا جائے۔

حضرت قائد اہلسنت بہت ہی خوش اخلاق اور محبت وشفقت کے پیکر تھے۔ جب بھی لوگ ملنے جاتے تو چہرہ انور پر مسکراہٹ ہوتی اور احوال پوچھنے میں پہل فرماتے۔ آپ رحماء بینھم کی عملی تصویر تھے۔ دینی اقدار کی پامالی پر بلاخوف لومۃ لائم نکیر فرماتے تھے۔ اور پوری شدت کے ساتھ اپنی بے زاری کا اظہار فرماتے۔ ایک دفعہ حضرت جی کو فرماتے سنا ''مجھے کہا جاتا ہے کہ تم متعصب ہو۔ سخت لہجے میں فرمانے لگے بھئی صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں متعصب ہوں۔ جو صحابہ رضی اللہ عنہم کا نہیں وہ ہمارا نہیں۔'' وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم کا لقب اپنے لیے پسند فرماتے تھے اس کے علاوہ ولی کامل وغیرہ تعریفی القاب ناپسند فرماتے تھے۔ آپ ولایت کے اعلیٰ درجے پر تھے لیکن اپنے پیر ومرشد حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح اپنے آپ کو چھپائے رکھا۔ میں نے اپنی ۴۵ سالہ زندگی میں حضرت جی جیسا اخلاص تقویٰ اور استقامت والا شخص نہیں دیکھا۔

حضرت قاضی صاحب نے ضعف اور پیرانہ سالی کے باوجود اپنے آپ کو دین حق کی سربلندی کے لیے وقف کر رکھا تھا۔ خدمت دین کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ مسلسل علالت کی وجہ سے کمزوری اس قدر تھی کہ حضرت جی کو پیدل چلنا دشوار تھا اور کرسی پر اُٹھا کر سٹیج پر لایا جاتا۔ اور جب تقریر شروع فرماتے تو تین گھنٹے کا بیان فرما دیتے اور دین کے تمام پہلوؤں پر سیر حاصل بیان فرماتے۔ خصوصاً سنی کانفرنس بھیں اور جامعہ حنیفہ تعلیم الاسلام جہلم کے سالانہ جلسہ پر درس خلافت راشدہ بہت اہم ہوتا تھا۔ پورے ملک سے سنی مسلمان درس سننے آتے اور استفادہ حاصل کرتے۔ سامعین دو تین گھنٹے بیان اس لگن اور شوق سے سُنتے تھے کہ اُکتاہٹ یا تھکاوٹ محسوس نہ کرتے تھے۔ آپ نے تقریر اور تحریر سے

دیہاتی اوران پڑھ لوگوں کو دین کے بنیادی اور اہم مسائل اس طرح سمجھائے کہ جاہل اہل علم بن گئے۔

حضرت قائد اہلسنت پاکستان کی مروجہ جمہوری سیاست سے بہت نالاں تھے۔ آپ شروع میں جمعیت علماء اسلام پاکستان میں مختلف عہدوں پر کام کرتے رہے لیکن بالآخر جمعیت علماء اسلام سے الگ ہو گئے اور ایک خالص مذہبی تنظیم، ”تحریک خدام اہلسنت والجماعت“ کی بنیاد رکھی۔

اس تحریک نے توحید ورسالت، عظمت صحابہ، ختم نبوت وعقیدہ خلافت راشدہ کے تحفظ وفروغ کے لیے تحریری اور تقریری طور پر کوششیں جاری رکھیں اور الحمدللہ ایک منظم جماعت بن گئی۔ تحریک کا ہر کارکن اپنے امیر محترم کا بہت احترام کرتا۔ گھر میں بیٹھے بھی کسی کارکن کی جرأت نہ ہوتی کہ دینی احکام میں ذرا سی لاپرواہی کرے۔ حضرت کا دینی اور علمی رعب کارکنوں پر سایہ کی طرح تھا۔ اور کارکن یقین رکھتے تھے کہ حضرت جی کی ناراضگی پر اللہ میاں ناراض ہو جائیں گے۔ کئی جذباتی تحریکوں نے خدام اہلسنت پر یلغار کی لیکن وہ ناکام رہیں۔ تحریک کے کارکنوں نے بوڑھے جرنیلوں کی قیادت میں ہی رہنے کو ترجیح دی۔

قائد محترم کو اپنے پیرخانہ سے بہت عقیدت ومحبت تھی۔ ایک دفعہ دارالعلوم دیوبند کی ڈیڑھ صد سالہ تقریبات کے موقع پر نوائے وقت میں ایک کالم لکھا گیا جس میں حضرت مولانا سید اسعد مدنی مدظلہ پر کئی اعتراض کئے گئے۔ میں نے اخبار کا ٹکڑا حضرت جی کو دکھایا۔ حضرت جی نے پڑھ کر فرمایا کہ کیوں کیا بات ہے۔ میں نے کہا حضرت جی میں مولانا سید اسعد مدنی مدظلہ سے بیعت ہوں اخبار والے ان کے خلاف اعتراض لکھ رہے ہیں اگر اجازت ہو تو میں آپ کی بیعت ہو جاؤں۔ حضرت بہت غصہ میں ہو گئے اور فرمانے لگے کہ اخبار والے بکواس لکھتے ہیں ان کی باتوں پر یقین نہ کیا کرو۔ حضرت مولانا اسعد مدنی مدظلہ بہت باعمل اور تقوی والے بزرگ ہیں آپ ان سے بیعت ہیں تو ٹھیک ہے۔ مجھ سے بیعت کی ضرورت نہیں۔ میں بہت نادم ہوا۔ اور اللہ سے معافی مانگی اور آئندہ کے لیے صحافیوں اور کالم نگاروں کی تحریروں پر یقین نہ کرنے کا تہیہ کر لیا۔ اللہ حضرت قائد محترم کی دینی خدمات کو قبول فرمائیں اور آپ کے درجات بلند فرمائیں اور آنجناب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں۔

❀❀❀❀

# دین وشریعت کے پرجوش مبلغ

حافظ محمد عمران فاروق ☆

دارالعلوم دیوبند کے فاضل، اہل سنت کے خادم، علوم دینیہ کے خدمت گزار، خطابت کے شاہسوار، ملت اسلامیہ کے غم خوار، دین وشریعت کے پرجوش مبلغ، حمیت دین کے پیکر، دین حق کے نغمہ خواں، شرک کی نجاستوں میں توحید کے حدی خواں، بدعتوں کی ظلمتوں میں سنتوں کے منارہ نور، عقیدہ ختم نبوت ﷺ کے نقیب، عقیدہ حیات النبیؐ کے محافظ، صحابہ رضی اللہ عنہم کی عظمتوں کے پاسباں، مسلک اہل سنت کے پشتیبان، اکابر علمائے اہل سنت کے قدرداں، طلبائے علوم دینیہ کے مشفق ومربی، اسلاف کی جراتوں کے نشان، حریت پسند علماء کے لشکر کا جاں نثار سپاہی، حضرت مدنی رحمہ اللہ کے خلیفہ مجاز وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم، قائد اہلسنت، بانی وامیر تحریک خدام اہلسنت والجماعت پاکستان حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ ۳ ذوالحجہ ۱۴۲۴ھ بمطابق 26 جنوری 2004 بروز پیر 90 سال کی عمر میں اپنے ہزاروں عقیدت مندوں قدردانوں، اور اعزہ واقربا کو مغموم، اُداس، افسردہ اور سوگوار چھوڑ کر سفر آخرت پر روانہ ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ چکوال شہر سے ایک ایسی برکت اُٹھ گئی جس کا وجود مسعود اس شہر کے لیے وجہ فخر ومباہات تھا۔

پکارتی ہیں فرقتیں کہاں گئیں وہ محبتیں
زمین نگل گئی انہیں یا آسمان کھا گیا

ہر دور اور ہر ملک میں علمی جلالت اور عظمت شان کی حامل ہستیاں پیدا ہوتی رہیں، جو علوم اور معارف کے بیش قیمت خزانہ سے ملت کو نوازتی رہیں۔ ایسی ہی یگانہ اور فرزانہ ہستیوں میں دارالعلوم دیوبند کے تربیت یافتہ علمائے اہل سنت کا شمار ہوتا ہے۔ ان علمائے اہل سنت کا ہمیشہ سے یہ طرہ امتیاز رہا۔ کہ ان کے عمل کی جولان گاہ کبھی ایک نہیں رہی۔ وہ بیک وقت مختلف میدانوں میں شہسوار رہے ہیں۔ اگر

---

☆ مہتمم جامعہ عربیہ اظہار الاسلام چکوال

وہ ایک طرف درس وتدریس میں مشغول ہیں۔ تو دوسری طرف تصنیف وتالیف میں ان کے قلم فیض رقم اپنی جولانی دکھلاتے رہے! اگر ان کے وعظ وخطابت، دعوت وارشاد اور منبر محراب سے صدائے حق وصداقت گونجتی رہی۔ تو وہ میدان حرب وضرب میں جاں سپاری وجاں بازی کی داد تحسین بھی حاصل کرتے رہے ہیں۔

غرض علماء اہل سنت علماء دیوبند شریعت وطریقت، دین وسیاست وقیادت سب کے جامع تھے۔ اس جامعیت نے انہیں ابنائے زمانہ کی نگاہ میں بہت بلند مقام عطا کیا۔ ان کی عظمت وجلالت کے سامنے سب سرنگوں رہے۔

اسی قافلہ صدق ووفا کے ایک راہ رو اور ایک مرد فرید قائد اہل سنت وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نور اللہ مرقدہ بھی تھے۔ جن کی خلوتیں ذکر اللہ سے منور اور جلوتیں اتباع سنت وشریعت میں معروف تھیں۔

موصوف کی زاہدانہ اور مجاہدانہ زندگی جہد مسلسل اور علم وعمل، زہد وتقویٰ، استغناء وتوکل، عفت وپاک بازی، راست گفتاری وحق گوئی کی ایک ایسی کتاب تھی۔ جس کی ہر سطر آنے والی نسلوں کے لیے درس عمل اور جس کے اُبھرے ہوئے نقوش بہترین نمونہ تھے۔ آپ نے اس لادینی اور مادی دور میں جس طرح دینی، علمی، اخلاقی اور روحانی عظمتوں کو پروان چڑھایا۔ اور انسانیت کی جن قدروں کو اُجاگر کیا دنیا ان پر ہمیشہ فخر کرے گی۔

باقی رہنے والی ذات صرف اللہ کی ہے۔ دنیا کی ہر شے خواہ کتنی ہی دلکش ودلربا، کتنی ہی پُر بہار اور زندگی افروز اور ہر دلعزیز کیوں نہ ہو۔ بالآخر اسے ایک نہ ایک دن یہاں سے جانا ہے۔ یہ مسلّم اور بین حقیقت ہماری نظروں سے اس طرح اوجھل ہوگئی ہے۔ جیسا کہ یہ کوئی حقیقت ہی نہ ہو۔ اس کا نتیجہ یہ کہ آج میں جو کچھ لکھ رہا ہوں۔ اس بات پر یقین کر لینے کو جی چاہتا ہے۔ اور نہ ہی دل اس بات پر آمادہ ہے اور وہ ہے۔ اپنے مربی ومشفق قائد وکیل صحابہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ کی وفات حسرت آیات اور دنیا سے جدا ہونے کا المناک واقعہ۔ جانتے ہیں کہ یہ روح فرسا واقعہ پیش آچکا ہے۔ مانتے ہیں کہ یہ دنیا فانی ہے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا اُٹھ جانا یقینی ہے اور واضح ہے۔ لیکن دل میں رہ رہ کر اٹھنے والی اس ہوک کا کیا کریں جو حضرت کے نام کے ساتھ مدظلہ کی بجائے رحمۃ اللہ علیہ لکھتے وقت دل پر لرزہ، ہاتھوں میں کپکپاہٹ اور جسم میں جھرجھری پیدا کر دیتی ہے۔ ہر وقت سامنے رہنے والی اس دلکش تصویر کو کیا کہوں۔ جس

کے بارے میں رہ رہ کر یہ محسوس ہوتا ہے جیسے وہ ابھی سامنے سے مسکراہٹوں کے پھول بکھیرتی نمودار ہوگی۔ تب غموں کے سارے بادل چھٹ جائیں گے اور یہ ڈراونا خواب جو مسلسل کافی عرصہ سے آنکھوں کے سامنے ہے ختم ہو جائے گا۔ وہ آواز جس نے ہر موڑ پر اہل علم کی، اپنے اور پرایوں کی ڈھارس بندھائی، کیسے یقین کرلیں کہ وہ اپنے جیتے جی سنائی نہیں دے گی۔ اس دنیا سے نہ جانے کتنے افراد ہر روز سفر عقبیٰ پر روانہ ہوتے ہیں۔ لیکن ایسے لوگ بہت کم ہیں کہ جن کی وفات پر ملک کے ہر کونے میں ہر مسلمان برابر کا مغموم ہو۔ زندگی میں کبھی کسی واقعہ کے تسلیم کرنے سے کلیجہ اس طرح نہیں ٹوٹا جیسا کہ اس واقعہ کے تسلیم کرنے سے ٹوٹ رہا ہے کہ جس منور چہرے کا دیدار غم و تشویش کا مداوا تھا۔ اب زندگی بھر کے لیے ہم سے روپوش ہو چکا ہے۔ جس مبارک وجود کی ڈھارس پر ہم وقت کے ہر طوفان سے لڑ سکتے تھے۔ اب اس کا سایہ سر سے اُٹھ چکا ہے۔ زندگی اب تک جس ذات کے گرد گھومتی تھی وہ نہیں رہی۔ علم و فضل کی وہ محفل اُجڑ گئی۔ اصلاح و ارشاد کی وہ مسند ویران ہوگئی۔ دین کا وہ آفتاب روپوش ہوگیا۔ دینی بصیرت کا سرچشمہ چھن گیا۔

وکیل صحابہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک فرد کا نام نہیں تھا۔ بلکہ ایک نہایت حسین اور دلاویز پیکر کا نام تھا جس کا وجود خاکی تھا مگر صفات ملکوتی۔ آپ انتہائی منکسر المزاج، متواضع اور خلیق تھے۔ آپ مخاطب کے مقام مرتبہ کا لحاظ رکھتے تھے۔ لیکن اس سے ہرگز بے جا مرعوب نہیں ہوتے تھے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت ایسی دلنواز، ایسی بصیرت افروز، ایسی باغ و بہار، اور ایسی بھاری بھرکم شخصیت تھی کہ ان کی خصوصیات کا تذکرہ ایک مختصر مضمون میں سمانا صرف مشکل ہی نہیں بلکہ مشکل ترین ہے کہ ان کی ذات اسلاف کی مجسم یادگار تھی۔ ان کی پاکیزہ طبیعت، اکابر و اسلاف سے ان کا شغف، دین کے لیے ان کا جذبہ اخلاص، زندگی میں نفاست، سادگی اور بے تکلفی کا امتزاج، ان کا ذوق مہمان نوازی، ان کی باغ و بہار شجاعت سے بھرپور علمی محفلیں الغرض ان میں سے کون سی چیز ایسی ہے؟ جسے بھلایا جا سکتا ہو۔

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شمار پاکستان کے ان عظیم المرتبت علماء میں ہوتا ہے۔ جن کو حق تعالیٰ نے شجاعت و بہادری کا حظ عظیم عطا فرمایا۔ جنہوں نے ہمیشہ حق و صداقت کا علم بلند رکھا، جو دین اسلام کی اشاعت و ترویج کے لیے ہمہ وقت کوشاں و سرگرداں رہے۔ جنہوں نے دین اسلام کو ہی اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا۔ جنہوں نے ناموس رسول صلی اللہ علیہ وسلم و اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خود کو وقف رکھا۔ جنہوں نے عقائد اور حمیت دینی کے نام پر ہر قسم کی نرمی، مصلحت اور سودے بازی سے اجتناب کیا، بلکہ حمیت دین پر نرمی اور کمزوری کو ضمیر فروشی اور بزدلی سے تعبیر فرمایا۔ دین اور اہل دین کی طرف اٹھنے والے ہر جابر کے پنجہ

استبداد کو قوت بازو سے توڑنا اپنا وطیرہ حیات بنایا۔ راہ حق میں زندگی سے زیادہ موت اور جھکنے سے زیادہ کٹنے کو عزیز رکھنے کا درس انقلاب دیا۔ جن کی سرگرمی عمل کا طنطنہ ہمیشہ قائم رہا۔

آج اُس آفتاب کو مٹی تلے چھپا دیا گیا۔ وہی مٹی جو ہر کسی کو اپنی گود میں لے لیتی ہے خواہ صالح ہو یا طالح۔ نیک ہو یا بد، عالم ہو یا جاہل، امیر ہو یا فقیر، امام ہو یا مقتدی۔

وہ پھول چنا میرے گلستان سے اجل نے
جس پھول کی خوشبو سے معطر ہے جہاں آج
وہ اسوہ اسلاف کی رخشندہ علامت
اے خاک بتا ! تو نے چھپائی ہے کہاں آج

آج اجل نے گلستان سے ایک اور پھول چن لیا جسے سپرد خاک کرنے کے لیے ہزاروں لوگ جمع ہیں وہ تشنگان علم جو مدارس کی آبرو ہیں۔ وہ مشائخ جو پُر ہول سناٹے میں ٹمٹماتے چراغ ہیں۔ عوام اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والوں کا ہجوم تھا جو امڈا چلا آرہا تھا۔ ایک کشش ثقل تھی۔ جو انہیں اپنی طرف کھینچ رہی تھی۔ حضرت جی رحمہ اللہ کی زیارت کرنے والوں کی کثرت کی وجہ سے نماز جنازہ میں تاخیر بھی ہوگئی۔ جنازہ حق چار یار رضی اللہ عنہم کے فلک شگاف نعروں کی گونج میں گورنمنٹ گراونڈ پہنچا۔ لوگوں کی زبانوں پر جانے والے کے محاسن اور فضائل کا تذکرہ تھا اور خدمات کی تعریف و توصیف، آخر ایسا کیوں نہ ہوتا کہ خدمات کا دائرہ پورے ۵۰ سال پر محیط تھا۔ گویا...... نصف صدی کا قصہ ہے دو چار برس کی بات نہیں۔ کوئی مرحوم کے رعب اور دبدبے کا تذکرہ کر رہا تھا کہ جس کے سامنے بڑوں بڑوں کو دم مارنے کی جرات نہ ہوتی تھی اور کوئی علمی استحضار کی تعریف میں رطب اللسان تھا۔ کوئی تواضع اور سادگی پر فدا ہو رہا تھا۔ کسی کی زبان پر اس ابتلاء کا ذکر تھا جس میں زندگی بھر مبتلا رہے۔ مگر نہ صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹا، نہ پائے استقامت میں لغزش آئی۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت اقدس رحمہ اللہ کے درجات بلند فرمائیں اور آپؒ کی مرقد کو نور سے بھر دیں آمین اور اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت اقدس رحمہ اللہ کے بتائے ہوئے نقش قدم پر تاحیات چلنے کی توفیق عطا فرمائیں آمین اور اللہ تعالیٰ جانشین وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم صاحبزادہ حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین صاحب مدظلہ کو حضرت اقدس رحمہ اللہ کے بتائے ہوئے مشن (ما انا علیہ واصحابی) کو تاقیامت آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائیں۔ امین بجاہ النبی الکریم

# برصغیر کی...... عظیم شخصیت

✍ حافظ محمد عثمان حیدری ☆

قائد اہل سنت وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نور اللہ مرقدہ وجیہہ وشکیل اور بارعب شخصیت کے مالک، خوش الحان، بہترین مقرر، خدمت دین کے جذبہ سے سرشار، عالم باعمل، متبع سنت، اسلاف پر اعتماد کرنے والے، علمائے حق کی راہ پر گامزن، نڈر بے باک اور اظہار حق کے معاملے میں دوٹوک اور بالکل بے خوف تھے۔ اس فرض کو ادا کرتے ہوئے کسی ملامت کی پرواہ نہ کرتے حق بات کہتے چاہے کچھ بھی ہو جائے دل کی بات کا اظہار ببانگ دہل کرتے............

ہزار خوف ہو لیکن زبان ہو دل کی رفیق
ازل سے رہا ہے قلندروں کا طریق

قائد اہل سنت میں دین حق کے لیے حمیت، حمایت اور جہاد کا جذبہ غیر معمولی تھا۔ اسی جذبۂ جہاد کی بنا پر حق وصداقت کے لیے سینہ سپر رہتے جو بات مسلک اہل سنت کے خلاف ہوتی اس کے خلاف ڈٹ جاتے۔ دین کی حمایت ونصرت اور حفاظت ونگہبانی کے لیے کسی سے بھی ٹکر لینے سے گریز نہ کرتے۔

قائد اہل سنت نے اپنے آپ کو صرف منبر ومحراب تک ہی محدود نہ رکھا بلکہ ایک عالم حق گو کی شان کے مطابق حق وباطل کے معرکے میں ننگی شمشیر رہے۔

چنانچہ امام الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر نقب لگانے والوں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے دشمنوں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور انبیاء معصومین علیہم السلام پر تنقید کرنے والے مودودیوں، عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منکروں، شرک وبدعت کرنے والوں اور حجیت حدیث کے منکروں کے خلاف سنی قوم کی رہنمائی کا حق بڑی جرأت کے ساتھ ادا کیا۔ اس راستہ میں حوادثات ومصائب کا پوری عزیمت اور جرأت سے مقابلہ کرتے ہوئے تسلیم ورضا اور صبر واستقامت کا شاندار مظاہرہ کیا۔

---

☆ بستی حق چار یار رضی اللہ عنہم موہنا (چکوال)

یہی وجہ تھی کہ جب خطاب کرتے تو لوگ ان کے خطاب میں ایمان کی حرارت محسوس کرتے۔ قائد اہل سنت کے بیانات بڑے سادہ سے انداز میں ہوتے اور ہر کسی کو سمجھانے کی کوشش کرتے۔ اس لیے آپ کی خطابت کا اثر ہوتا.......

دل سے نکلتی ہے جو بات اثر رکھتی ہے

قائد اہل سنت کی طبیعت میں علمائے اہل سنت کے لیے تواضع تھی۔ طلباء کے لیے بے حد شفقت تھی مدرسین جامعہ کا دل سے احترام کرتے۔ لباس سادہ پہنتے، عزیز و اقارب کے حقوق کا خیال اور صلہ رحمی کے تقاضوں سے خوب باخبر تھے۔

قائد اہل سنت نے قلم کے ذریعے بھی امت کی مثبت خدمت کی۔ ساری زندگی قلم سے اور زبان سے اصحاب نبوت ﷺ کا تذکرہ کرتے رہے اور فرماتے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ شخصیات ہیں جنہوں نے حضور اکرم ﷺ کا زمانہ پایا حضور اکرم ﷺ کی زیارت کی حضور اکرم ﷺ کے پیچھے نمازیں پڑھیں۔ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ مل کر جہاد کیا۔

قائد اہل سنت کی شخصیت کا یہ پہلو بھی منفرد رہا کہ اپنے اکابر علمائے اہل سنت والجماعت کے مسلک سے ہٹ کر کبھی سوچا تک نہیں۔ مخالفتوں کے طوفان اُٹھے مگر کیا مجال کہ اس مردِ قلندر نے کبھی پلٹ کر دیکھا ہو۔ زندگی بھر ایک ہی بات پر ڈٹے رہے کہ اکابرین کے نقش قدم پر چلنا۔

میرے والدِ محترم صوفی محمد خان صاحب نے تقریباً ۴۰ برس قائد اہل سنت کی رفاقت میں گزارے میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کا حضرت جی رحمہ اللہ سے تعلق کس طرح اور کب قائم ہوا۔ تو فرمانے لگے ........... ۱۹۶۵ء کی بات ہے کہ میں نے اپنے گاؤں میں دکان بنائی اور ساتھ ہی مسجد میں نمازیں بھی پڑھاتا تھا۔ گاؤں کے ایک بزرگ فرمان علی صاحب رحمہ اللہ بھی نماز کے لیے مسجد میں آتے تھے۔ ان کے ساتھ میرا خاصا تعلق تھا۔ انہی دنوں میں سنی کانفرنس آ گئی۔ کانفرنس میں شرکت کے لیے ہم دونوں پیدل گاؤں ہرڑ سے بھیں گئے۔ حضرت جی رحمہ اللہ کے ساتھ صوفی شیر خان صاحب بھی تھے اور یہ حضرات بازار سے گزر رہے تھے دونوں کی نورانی شکلیں اور سرخ داڑھیاں تھیں دونوں کے ہاتھ میں چھڑیاں تھیں فرمان علی صاحب نے میرا تعارف حضرت جی سے کروایا۔ حضرت جی نے مجھے اس وقت ایک نظر بھر کر سر سے پاؤں تک دیکھا۔ اور فرمایا کہ اور آدمیوں کو ساتھ کانفرنس پر لایا کرو اور خود بھی چکوال آیا کرو۔ اس وقت حضرت جی رحمہ اللہ جمعیت علمائے اسلام میں تھے۔ بیعت بھی انہی دنوں میں کی۔ جب بیعت کے لیے عرض

کی تو فرمانے لگے جمعہ کے دن آنا۔ اسی طرح ہر جمعہ کو اگلے جمعہ کا کہتے رہے پھر ایک جمعہ کو ایک دن اپنے پاس بٹھا کر میرا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا اور بیعت فرمائی۔

حضرت جی ؒ کی اجازت سے سڑک پر ہوٹل بنایا ہے۔ ہوٹل پر اس وقت کوئی شیعہ نہ چائے پی سکتا تھا اور نہ ہی پانی پینے کی اُسے اجازت تھی۔ اگر کوئی آ جاتا تو اسے باہر نکال دیتا تھا۔ کیونکہ حضرت جی ؒ نے ہمارے ذہنوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت کوٹ کوٹ کر بھر دی تھی۔ اس لیے یہ گوارا نہ تھا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا کوئی دشمن میرے ہوٹل سے چائے یا پانی پیئے۔

١٩٦٨ء میں تبلیغی جلسے ہوتے بہت کم لوگ حضرت جی ؒ کے ساتھ ہوتے۔ ہمارے گاؤں ہرڑ میں سے صوفی محمد خان صاحب مرحوم، نور حسن صاحب اور میں حضرت جی ؒ کے ساتھ ہوتے۔ ١٩٦٨ء میں ہوٹل کے ساتھ ہی مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ مسجد کے سنگِ بنیاد میں حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب ؒ، حضرت مولانا عبداللطیف شجاع آبادی، حضرت مولانا عبداللطیف صاحب جہلمی ؒ، حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب (تلہ گنگ) حضرت مولانا عبدالحمید صاحب فاروقی (تلہ گنگ) یہ حضرات موجود تھے۔ پہلا جلسہ ہرڑ میں اسی دن ہوا۔ جس دن مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ جلسہ ہمارے گھر میں ہوا۔ تقریباً ٤٠ یا ٥٠ آدمی جمع ہو گئے تھے۔ سکندر خان ؒ اس وقت زندہ تھے۔ کہنے لگے کہ اس سے پہلے کبھی بھی یہاں جلسہ نہیں ہوا۔ بلکہ ایک بڑا مشہور میلہ لگتا تھا۔ جو کہ ہم چند ساتھیوں نے مل کر بند کرا دیا تھا۔ اُس دن سے آج تک الحمدللہ سنی سالانہ کانفرنس جاری ہے۔ اس کے بعد حضرت جی ؒ کے ساتھ بہت زیادہ آنا جانا شروع ہو گیا۔

جب پہلی دفعہ شیخ العرب والعجم سید حسین احمد مدنی ؒ کے فرزند ارجمند حضرت مولانا سید اسعد مدنی صاحب مدظلہٗ چکوال تشریف لائے تو ہم استقبال کے لیے گاڑی لے کر راولپنڈی گئے۔ حضرت جی ؒ اور حضرت مولانا عبداللطیف صاحب جہلمی ؒ شہر سے باہر استقبال کے لیے ہمارے گھر (بستی حق چار یار رضی اللہ عنہم) تک تشریف لائے۔ جس وقت ہم حضرت مولانا اسعد مدنی صاحب مدظلہٗ کو لے کر (بستی حق چار یارؓ) پہنچے تو ان کا والہانہ استقبال کیا گیا پھر یہ حضرات تھوڑی دیر ہمارے گھر ٹھہرے رخصت ہونے سے پہلے حضرت مولانا سید اسعد مدنی صاحب نے دعا فرمائی۔ اس کے بعد چکوال تشریف لے گئے اور وہاں بیان فرمایا پھر اس کے بعد جہلم تشریف لے گئے۔

میرا نکاح بھی حضرت جی نے پڑھایا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے چار بیٹے عنایت فرمائے۔ ان

کے نام بھی حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ نے خلفائے راشدین کے اسمائے مبارکہ پر رکھے۔ محمد ابوبکر، محمد عمر، محمد عثمان، محمد علی۔
یہ چند باتیں میں نے والد محترم سے سنیں اور تحریر کر دیں۔

اب عرض کرتا ہوں کہ یہ عظیم شخصیت کہ جسے دنیا قائد اہل سنت وکیل صحابہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کے نام سے یاد کرتی ہے یہ ہم سے کس طرح رخصت ہوئے۔

۲۶ر جنوری ۲۰۰۴ء کی رات تھی راقم الحروف جامعہ عربیہ اظہار الاسلام میں تھا کہ اسباق سے فراغت کے بعد حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کی دینی خدمات کے حوالے سے کلاس کے ایک ساتھی کے ساتھ گفتگو ہو رہی تھی کہ اسی اثناء میں تقریباً ساڑھے بارہ بج گئے۔ جس کے بعد سو گئے اذان فجر کے بعد ایک طالب علم کرے میں آیا تو روتے ہوئے کہنے لگا جلدی اٹھو آج مدرسہ یتیم ہو گیا۔ کہ قائد اہل سنت ہمیں چھوڑ کر چلے گئے۔ یہ بات سننی تھی کہ جسم کے تمام اعضاء اپنا کام کرنا چھوڑ گئے۔ چند لمحوں کے لیے بے حس و حرکت پڑا رہا آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکل پڑے پھر بڑی مشکل سے اٹھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ جدھر دیکھا علوم نبوت کے وارث، اس اصحاب نبوت کے سچے وکیل کی جدائی پر رو رہے تھے۔ آنسو تھے کہ تھمتے نہ تھے۔ نماز فجر کے بعد پورے شہر میں کہرام مچ گیا خبر مشہور ہو گئی۔ مساجد میں اعلانات شروع ہو گئے۔ کہ آج برصغیر کی عظیم شخصیت اس دنیا سے انتقال کر گئی ہے آج یہ دھرتی باعمل وباکردار اور بے باک عالم دین سے محروم ہو گئی ہے۔ قائد اہل سنت کی وفات نے کہرام مچا دیا۔ یہ دن بڑی مشکل سے گزرا جس کو دیکھو اشک بار ہے۔ نماز ظہر ایک بجے ادا کی اس کے بعد قائد اہل سنت کے جسد خاکی کو مدنی مسجد کے پلاٹ میں رکھا گیا۔ زیارت کرائی جا رہی ہے میں جس وقت قائد اہل سنت کی چارپائی کے قریب کھڑا تھا آنکھیں پرنم تھیں نگاہیں چہرہ انور پر مرکوز تھیں۔ ایسے محسوس ہوتا تھا کہ قائد اہل سنت فرما رہے ہوں ........

شاد رہو اے دُنیا والو! یاد دُعا میں رکھنا
ہم تو چلے اس دیس جہاں بسے ہیں یار پُرانے

اس کے بعد جنازہ کالج گراؤنڈ لایا گیا راستے میں لوگ اپنے محبوب قائد پر پھولوں کی پتیاں نچھاور کرتے رہے۔ ٹریفک کا نظام معطل ہو کر رہ گیا۔ اتنا بڑا جنازہ چکوال کی تاریخ میں پہلے کبھی کسی کا نہیں ہوا۔ راستے میں خدام اہل سنت کے کارکن فلک شگاف نعرے لگا رہے تھے۔ جب جنازہ کالج گراؤنڈ میں پہنچا تو وہاں ہر طرف سر ہی سر نظر آ رہے تھے۔ یہ چکوال کے ایک خطیب کی ہی رحلت نہ تھی بلکہ یہ ایک مرد درویش اور مرد مجاہد کی رحلت تھی۔ جس نے دین حق کی خدمت میں تقریباً ۵۵ سال اس شہر میں گزارے

اور ایک خلقت اس کے زیرِ سایہ آ کر جمع ہو گئی آج وہ شخص اس شہر سے رخصت ہوا کہ جس کا زہد وتقویٰ جس کی شجاعت و بے باکی کا جذبہ بے مثال تھا۔ جنازے کے بعد لوگوں کو کالج گراؤنڈ میں محبوب قائد کی زیارت کروائی گئی۔ پورے شہر میں سوگ کا سا سماں رہا۔

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رُت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

پھر قائد اہل سنت کے آبائی گاؤں بھیں میں جنازہ ایک بہت بڑے جلوس کی صورت میں لایا گیا۔ جہاں نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد جسدِ خاکی کو قبرستان میں لایا گیا۔ میں نے آخری دیدار اس وقت کیا جب قائد اہل سنت کو لحد میں اُتار چکے تھے۔ کانپتے ہوئے ہاتھوں کے ساتھ مٹی ڈالی ادھر محبوب قائد کا محبوب چہرہ غروب ہوا ادھر آفتاب دنیا بھی غروب ہو چکا تھا۔ پھر آنکھوں میں آنسو لیے ہوئے ڈگمگاتے ہوئے قدموں کے ساتھ واپس چکوال کی طرف آئے۔

یوں تو دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہونا ہی بڑی بات ہے مگر آپ ان چند حضرات میں سے تھے جنہوں نے دارالعلوم کی فکر کو زندہ رکھا اور آپ کو دیکھ کر اسلاف کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ آپ کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے..........

دریا میں یوں تو ہوتے ہیں قطرے ہی قطرے سب
قطرہ وہی ہے کہ جس میں دریا دکھائی دے

اکابر کے ادب واحترام کو جب کتابوں میں پڑھتا ہوں تو دل میں یہی خیال آتا تھا کہ اب کاغذ کتاب پر لکھنے کی باتیں ہی ہیں۔ قربِ قیامت ہے اب صرف کہنے کی باتیں ہیں لیکن جب قائد اہل سنت کی خدمت میں حاضر ہوتا تو کاغذات پر اکابر کے ادب واحترام کے نقوش مجسم نظر آتے۔

قائد اہل سنت کی زیارت سے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور اکابرین علمائے دیوبند کی یادیں تازہ ہو جاتی تھیں۔ اس بڑھاپے میں عزم جواں رکھنے والا بزرگ دن رات دین کے لیے ان تھک محنت وکوشش میں مصروف رہنے والے کی موت نے صرف جسمانی اولاد کو ہی نہیں بلکہ اہل اسلام کو یتیم کر دیا۔

آخر میں یہی کہتا ہوں۔ امام الاولیاء، بانی تحریک خدام اہل سنت والجماعت، قائد اہل سنت، وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی قابل تقلید اور ان کی موت قابل رشک تھی..........

ہمیں سو گئے داستاں کہتے کہتے

# عظیم باپ کے...... عظیم بیٹے

جناب قاضی محمد اسرائیل صاحب ☆

انگریز کا دور اقتدار ہے اس کا خود کاشتہ پودا ابھی ٹہنی کی شکل اختیار کر رہا ہے۔ مرزا غلام احمد کی گندگی کی بدبو ابھی پھیل رہی ہے۔ ایک مرد حق صدائے حق بلند کرتا ہے۔ اور اس کی یلغار اتنی تیز تھی کہ مرزا غلام احمد برداشت نہ کر سکا۔ اپنے آقا انگریز سے مشورہ کیا کہ اب میں کیا کروں؟ میرے اوپر اس انداز میں یلغار ہو رہی ہے کہ میں اس کی مدافعت نہیں کر سکتا۔ انگریز کے مشورے پر عدالت میں ہتک عزت کا دعویٰ کیا گیا لیکن جب جہلم کی عدالت میں مرزا غلام احمد نے رسوائی دیکھی تو یہاں سے کیس گورداسپور منتقل کرایا مرزا غلام احمد قادیانی کا خیال تھا کہ میں کیس جیت جاؤں گا۔ مگر اس مرد قلندر کی یلغار انگریز کی عدالت میں بھی اس کو بچا نہ سکی اور مرزا غلام احمد پر جرمانہ ہو گیا۔ یہ مرد مجاہد سرزمین چکوال کے ایک گاؤں میں رہتے تھے مناظر بھی کمال کے تھے۔ اکابر علماء دیوبند کے مناظر مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کے دلائل کو سن کر اور مولانا حسین احمد مدنی کے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ترانے سن کر اپنے فرزند کو دیوبند بھیجا اور پھر دیوبندی بنکے ہو کر رہ گئے ان کا نام ''مولانا کرم الدین دبیر رحمۃ اللہ علیہ'' تھا۔ جو مرزا غلام احمد قادیانی پر قہر ربانی بن کر نازل ہوئے۔

## آفتاب آمد

اسی مرد قلندر نے دوسری ضرب قلم کی اس فرقہ پر لگائی جنہوں نے اپنا کلمہ جدا کیا، اذان جدا کی، جنازہ جدا کیا، سب کچھ جدا کیا۔ تو مولانا نے اس میدان میں بھی قدم رکھا اور مایہ ناز کتاب لکھی ''آفتاب ہدایت'' اس میں مولانا نے ثابت کیا کہ رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی سچا دین لے کر آئے اور وہ ہی دستور قرآن کی مبارک شکل میں موجود ہے۔ رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہونے والے لوگ

☆ ساکن، گزنگی، مانسہرہ

اصحاب رسول ﷺ ہیں۔ان سے بیر بدبختی کی علامت ہے۔ان کی غلامی نجات کی نشانی ہے۔اس کتاب میں ان لوگوں پر ایسی ضرب لگا گئے کہ قیامت کی صبح تک سر نہیں اٹھا سکتے۔جن پر اللہ نے فضل کیا وہ ہدایت پا گئے۔

## گستاخ رسول کو جہنم رسید کر دیا

حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کے ایک عظیم بھائی غازی منظور حسین شہید رحمۃ اللہ علیہ نے راجپال ہندو کو جہنم رسید کیا۔اور خود جامِ شہادت پا گئے۔یہ مرد قلندر جیل میں سنت یوسفی زندہ کر رہے تھے بھائی کے جنازہ میں بھی شامل نہ ہو سکے۔

## والد کا جنازہ

حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ جیل کی فضاؤں کو آباد کر رہے تھے کہ وہ دنیا کا عظیم انسان جس نے مرزا غلام احمد کو انگریز جج سے جرمانہ کرایا تھا۔وصال فرما گئے۔اور آپ ان کے جنازہ میں بھی شامل نہ ہو سکے۔

## والدہ کا جنازہ

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیل میں مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد تازہ فرما رہے تھے کہ جن کے قدموں میں اللہ نے جنت کو رکھا ہے والدہ محترمہ، وہ بھی اس عارضی زندگی کو چھوڑ گئیں اور جنت میں ٹھکانہ بنا لیا۔تین بہت بڑے حادثات مثل صبر ایوبی بن کر برداشت کر گئے۔

## تحریک ختم نبوت

تحریک ختم نبوت میں حضرت قائد رحمۃ اللہ علیہ نے وہ کردار ادا کیا کہ اپنے والد محترم کی یاد تازہ کر دی۔جیل میں تحریک شروع ہو گئی تو گلشن اسلام جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم میں مرزا قادیانی اور اس کی نالائق اولاد پر عظیم والد کا عظیم بیٹا آسمانی بجلی بن کر کڑکا اور خود گرفتار ہو کر عاشقان رسول ﷺ کے باغ کا ایک عظیم پھول بن گیا۔

## آج عاشق صادق کا پتہ چل گیا

جب مرزائیوں کے خلاف محاذ گرم ہوا تو چکوال میں کسی مرد قلندر نے ایوبی دور میں در و دیوار پر مرزائیوں کے خلاف لکھائی کر دی۔انتظامیہ نے علماء کو بلا کر تفتیش شروع کر دی کہ یہ لکھائی کس نے کی ہے؟ سب نے بات کو اِدھر اُدھر کرنا چاہا اور کہا جس نے لکھا ہے اس کو پکڑا جائے۔اس وقت عظیم باپ

کے عظیم بیٹے کے غیرت مند ایمانی خون نے جوش مارا اور آپ نے بزبان حال یہ کہا...... کہ تف ہے ان مولویوں پر جو منبر ومحراب سے عشق رسول ﷺ کے نعرے بلند کرتے ہیں اور اگر کوئی عاشق صادق اپنے جذبات کا اظہار کر دے تو اس کو سزا دلوانے کی باتیں کرتے ہیں۔ مجھے یہ تو معلوم نہیں کہ یہ کس نے لکھا ہے لیکن اگر معلوم ہو جائے تو میں مذکورہ عاشق صادق کے ہاتھ چوم لوں گا۔

## گولی منظور ہے مگر مرزائیوں کا جلسہ نہیں ہوگا

چکوال شہر میں جب مرزائیوں کو انتظامیہ نے جلسہ کی اجازت دے دی تو ایک مرد مجاہد اپنی مسجد سے تلوار لے کر نکلا اور اعلان کر رہا تھا مسلمانو! تمہاری غیرت کہاں گئی؟ مرزائی سپیکر پہ اپنی آواز بلند کر رہے۔؟ جب جلسہ گاہ کے قریب گئے تو پولیس افسر نے کہا: ان کو جلسہ کی اجازت ملی ہوئی ہے۔ لکیر لگا کر کہا اس سے آگے جو آئے گا گولی لگے گی یہ مرد مجاہد بول اٹھا۔ میں گزر رہا ہوں ہے کوئی گولی چلانے والا چلائے گولی۔ ہم تو نام محمد ﷺ پہ جان دینا سعادت سمجھتے ہیں......

جفا کی تیغ سے گردن وفا شعاروں کی
کٹی ہے برسر میداں مگر جھکی تو نہیں

ناموس رسالت پہ مرجانا اصل میں جینا ہے۔ اس مرد مجاہد نے قلم کے ساتھ بھی اہل باطل کو للکارا۔ جب بھی کوئی مسلک کے خلاف کام کرتا تو حضرت کا قلم چل پڑتا۔ اہل سنت کے حقوق کی نگہبانی کرتا رہا۔ آپ زندگی بھر اہل حق کے حقوق کا دفاع کرتے رہے۔ قلم بھی چلتا رہا زبان بھی بولتی رہی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی وکالت کرتے رہے۔ دیوبند کے مسلک کے پاسبان رہے۔ اگر اپنوں میں سے بھی کوئی دیوبند کے مسلک کے خلاف ذرا بھی راستہ سے ہٹا تو حضرت کی زبان بول پڑی قلم چل پڑا۔ یہ مرد مجاہد حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے۔ قافلہ حق کے حدی خوان تھے۔ آپ کے ذہن میں خیال آئے گا یہ اسلام کا ہیرو۔ دیوبند کا فاضل، وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم، ترجمان اہل سنت اور حضرت مدنی کے خلیفہ مجاز کون ہو سکتے ہیں؟

زبان بول پڑی کہ یہ اسلام کے عظیم راہنما پیر طریقت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

❁❁❁❁

# داعی دین اور ماحیٔ فتن

مولانا عبدالمستعان اٹکی ☆

۳ ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ بروز پیر داعی دین، ماحی فتن، قائدِ اہل سنت وکیلِ صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس دنیائے فانی سے رخصت ہوگئے۔ اور ہم خدام اپنے شیخ کی محبت سے محروم ہوگئے۔

ہزاروں غم سہے لیکن نہ آیا آنکھ میں آنسو
ہم اہلِ ظرف پیتے ہیں چھلکایا نہیں کرتے

اس دور میں ہر طرف فتنوں کا راج بھی ہے اور عروج بھی۔ ظلم وفساد ساری دنیا پر حکمرانی بھی کررہا ہے اور من مانی بھی۔ نئے نئے فتنے سر اٹھا رہے ہیں۔ اسلامی عقائد اور اعمال کو بگاڑنے کی سرتوڑ کوششیں ہورہی ہیں۔ ان حالات میں اپنے عقیدے کا تحفظ کرنا اور ایمان بچانا انگاروں پر چل کر منزل پر پہنچنے کے مترادف ہے۔ ان عالمی فتنوں سے پورے عالم میں جو بدحواسی پھیلی اس حالت میں سارے جہان سے غافل ہو کر اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑنا ممکن سا بن چکا ہے۔

ان حالات میں شیطانی دھوکے اور فتنوں کے طوفان میں ڈوبنے سے بچنے کے لیے کسی مضبوط سہارے کی ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ نفس وشیطان کی غلامی سے بچنے کے لیے اور اپنے رب سے تعلق جوڑنے کے لیے میں نے حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ سے ۱۹۹۴ء میں اصلاحی تعلق قائم کیا۔

اس کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں جامعہ عربیہ اظہار الاسلام میں ابتداء سے لے کر جلالین تک کتابیں پڑھیں۔ جہاں استادِ محترم مولانا قاری جمیل الرحمٰن صاحب موجود تھے۔ جن میں بندہ نے ایک استاد کی شفقت، ایک باپ کی مہربانی، ایک دوست کی محبت، ایک محسن کی ہمدردی اور ایک مربی کی نگرانی پائی۔

---

☆ فاضل دارالعلوم کراچی

دوران تعلیم تقریباً آٹھ سال تک حضرت رحمہ اللہ کے دروس القرآن میں بیٹھنے کا شرف حاصل ہوا۔ جو شب جمعہ میں بعد از مغرب حضرت رحمہ اللہ ارشاد فرماتے تھے۔ حضرت رحمہ اللہ کے درس میں توحید و رسالت اور شان صحابہ رضی اللہ عنہم پر بیان ہوتا تھا۔ حضرت رحمہ اللہ کی ذات جیسی جامع صفات تھی۔ آپ کا درس بھی ایسے ہی جامع ہوتا تھا۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت شان اور مرتبہ و مقام حضرت رحمہ اللہ کے درس میں ہی سمجھ آیا۔ چونکہ صحابہ کرامؓ کی ناموس کا تحفظ اصل میں اسلام کا تحفظ ہے۔ اس لیے آپ رحمہ اللہ نے کسی بھی موقع پر اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و رفعت کے تذکرے کے بغیر بات کرنا مناسب نہیں جانا۔ گویا کہ وہ زبان حال سے یہ فرما رہے ہوتے کہ ......

اسلام کی عظمت کے مینارے ہیں صحابہؓ
چاند ہیں محمدؐ تو ستارے ہیں صحابہؓ

اکثر اوقات درس میں فرمایا کرتے تھے کہ طلباء قرآن مجید کا ترجمہ و تفسیر تو پڑھتے ہیں لیکن امتحان کے لیے، اگر سمجھ کر پڑھیں تو ان کو صحابہ کرامؓ کی شان، آیتِ استخلاف اور آیتِ تمکین خوب سمجھ میں آ جائے۔

کراچی آنے کے بعد جب بھی تعطیلات میں چکوال جانا ہوتا یا بذریعہ فون حضرت رحمہ اللہ سے بات چیت ہوتی تو خیر و عافیت دریافت کرنے کے بعد بطور نصیحت فرماتے "عقیدہ کی محنت کرو، سُنی ذہن بناؤ اور مسلکِ علماء دیوبند سے وابستہ رہو۔"

میرے حضرت رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا اور بہت سے جامع اوصاف کے ساتھ متصف کیا تھا۔ آپ بیک وقت ایک بہترین مصنف، بہترین واعظ اور دینی غیرت اور ایمانی بصیرت رکھنے والے عظیم مجاہد تھے۔ عام اہلِ علم کی حالت یہ ہے کہ ان کے کام کا ایک محدود دائرہ ہوتا ہے، ان کی اپنی ایک دنیا ہوتی ہے، وہ اسی میں محدود رہتے ہیں، اس دنیا سے باہر کیا ہو رہا ہے وہاں جھانکنے کی بھی زحمت گوارا نہیں کرتے لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس رحمہ اللہ کو ایسی بیدار مغزی اور ایمانی بصیرت عطا فرمائی تھی کہ بہت جلد فتنہ کو پہچان لیتے تھے اور جہاں کہیں مسلک کے خلاف کوئی آواز اٹھتی، دین کے خلاف کوئی فتنہ اٹھتا، آپ کا قلم اسلام اور مسلک کے دفاع کے لیے متحرک ہو جاتا اور اس فتنہ کا مقابلہ کرتا، دلائل و براہین کے اتنے انبار لگا دیتے کہ اس فتنہ کو خاموش کر دیتے۔ آپ کے قلم سے نکلنے والی تحریریں اس پر شاہد عدل ہیں۔ حضرت کو ان فتنوں سے حد درجہ بغض اور نفرت تھی اور یہ آپ کے مضبوط

ایمان کی دلیل تھی۔

حضرت مولانا یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جگہ تحریر فرمایا......

''حق تعالیٰ شانہ نے زائغین کے برپا کردہ فتنوں کو ایمان کے جانچنے اور پرکھنے کے لیے کسوٹی بنایا ہے یعنی اسے ان فتنوں سے تنفر ہے یا ان کی طرف کشش؟ جس شخص کے دل میں ایمان جتنا قوی، جتنا مضبوط اور جتنا صحت مند ہوگا اسے فتنوں سے اسی قدر نفرت اور بغض وعداوت ہوگی اور اس کی نسبت سے کشش ہوگی۔''

حضرت لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ اہلِ فتنہ سے قتال کو ''ایمان'' کا بلند ترین مرتبہ قرار دیتے تھے اور فتنوں کا مقابلہ کرنے کے لیے پانچ اوصاف کا حامل ہونا ضروری قرار دیا کرتے تھے۔ وہ پانچ اوصاف یہ ہیں......

1. ایمانی حس:۔ یعنی دل میں ایمان اتنا راسخ اور مضبوط ہو کہ فوراً فتنے کی بو سونگھ لے۔
2. ایمانی طاقت:۔ یعنی وہ قوت کہ فتنہ کی بو اس کے لیے ناقابل برداشت ہو۔
3. بسالت وشجاعت:۔ جو آتشِ نمرود میں کودنے اور اپنے وقت کے بڑے سے بڑے فرعون سے ٹکر لینے پر آمادہ کرے۔
4. علم وفضل کا ساز وسامان اور اسلحہ:۔ جس کے ذریعہ علمی جنگ لڑی جاسکے۔
5. حق تعالیٰ سے قلبی تعلق:۔ اپنے ضعف وناتوانی پر نظر اور بارگاہ خداوندی سے پیہم التجاء۔

ان پانچ اوصاف کو بیان کرنے کے بعد حضرت لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ حضرت بنوری نوراللہ مرقدہ کے بارے میں لکھتے ہیں......

''حضرت قدس سرہ کو اللہ تعالیٰ نے ان تمام اوصاف سے مزین فرمایا تھا جو فتنوں کے سامنے سینہ سپر ہونے کے لیے درکار ہیں، ان کی ''ایمانی حس'' اتنی تیز تھی کہ نہ صرف دور سے فتنہ کو محسوس کر لیتی تھی بلکہ اس کی باریک سے باریک رگوں کو بھی ٹٹول لیتی، ''ایمانی غیرت'' ایسی پر جوش تھی کہ انہیں ہمہ دم فتنوں کے خلاف بے قرار اور آتش پا رکھتی ''شجاعت وجرأت'' ایسی تھی کہ بڑے بڑے فراعنہ سے ٹکرا دیتی، علم وفضل، فہم وفراست، عقل وتدبر اور سیادت ووجاہت میں آپ کی برتری عرب وعجم میں مسلم تھی اور حق تعالیٰ شانہ سے رشتۂ قلب ایسا قوی، مضبوط اور استوار تھا کہ آسمان سے رحمتِ الٰہی کو کھینچ لاتا تھا، وہ ہر کام سے پہلے اللہ تعالیٰ سے اتنی دعائیں، اتنی التجائیں، اتنے استخارے کرتے اور نالہ ہائے نیم شبی میں اتنی سسکیاں بھرتے کہ مالکِ رؤف ورحیم کو ان پر ترس آجاتا۔ وہ جب بھی میدانِ جہاد میں

اتر تے تو اسی کی رضاء کے لیے اور اس کے بھروسے پر۔ پھر ان کا قلبی تعلق مرکزِ تجلیاتِ الٰہی، کعبۂ مشرفہ اور معدنِ انوارِ نبوت روضۂ مطہرہ سے ہمیشہ پیوست رہتا۔'' (خاص بنوری نمبر رحمۃ اللہ علیہ)

آپ ان الفاظ کو بار بار پڑھیے، حضرت لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اگرچہ یہ الفاظ اپنے شیخ کے لیے تحریر فرمائے تھے لیکن اگر آپ میرے مرشد حضرتِ اقدس مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا مطالعہ کریں تو واضح نظر آئے گا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کو بھی انہی اوصاف سے متصف فرمایا تھا اور یہ تمام الفاظ آپ رحمۃ اللہ علیہ پر بھی حرف بحرف صادق آتے ہیں جس طرح حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ پر صادق آتے تھے۔

دورِ حاضر کے فتنوں کے تعاقب میں اور مسلکِ اعتدال یعنی مسلکِ علماء دیو بند کی نشاندہی میں انہوں نے جس طرح بے نظیر خدمات سرانجام دیں وہ اُنہیں کا حصہ ہیں۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ذات ایسی ہمہ جہت، کثیر الفوائد، جامع اور بابرکت تھی کہ اس کی مثال خال خال ہی ملتی ہے..... یہ ان ہستیوں میں ایک ہستی تھیں جو اہلِ آسمان کے لیے قابلِ رشک اور اہلِ زمین کے لیے باعثِ رحمت ہوتی ہیں۔ جب ایسے عالمِ باعمل دنیا سے رخصت ہوتے ہیں تو زمین کا ایک بڑا خطہ ان کی برکات سے محروم ہو جاتا ہے، اسی لیے کہا جاتا ہے.....

**موتُ العالمِ موتُ العالم**

❁❁❁❁

## قاری مظہر حسین عثمانی، تلہ گنگ

حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ گو ہم سے جدا ہو گئے ہیں لیکن ان کی یادیں ہماری زندگی کا سرمایہ ہیں اور ان کا مشن، ان کی فکر ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے۔

# صحبت شیخ کا اثر

✍ حافظ خدا بخش ☆

جب سے میں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا نام سنا مجھے ان کی زیارت کا بے حد شوق ہوا اور دن بدن یہ تڑپ بڑھتی گئی۔ بالآخر اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ خوش قسمت لمحہ آ گیا جس کا انتظار تھا اور حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت، مصافحہ اور مجلس بھی میسر ہوگئی۔ میں پہلے میر پور آزاد کشمیر درجہ حفظ میں پڑھاتا تھا ان دنوں جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم کا سالانہ جلسہ تھا اور ہم نے بھی وہاں جانا تھا۔ بھائی محمد عثمان نے مجھے بتایا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف لائیں گے زیارت بھی کر لینا اور بیعت بھی ہو جانا۔ بہر حال نماز ظہر کے بعد ہمارا قافلہ میر پور سے روانہ ہوا اور تقریباً چار بجے جامعہ حنفیہ پہنچ گیا حضرت کی زیارت کے لیے دل اتنا کھنچا جا رہا تھا کہ ایک لمحہ کی تاخیر بھی ناقابل برداشت تھی لیکن فوراً زیارت نہ ہو سکی کیوں کہ بھائی محمد عثمان جلدی ملے نہیں اور میں ان کے بغیر حضرت کے پاس نہیں جا سکتا تھا اور نہ ہی مجھے پتہ تھا کہ حضرت کہاں ہیں اور زیارت و بیعت کا وقت بھی ہے یا نہیں۔ خیر تھوڑی دیر کے بعد بھائی محمد عثمان ملے تو میں بڑا خوش ہوا کہ اب رہبر مل گیا ہے۔ چنانچہ ہم دونوں کھانے کے بعد جامعہ کی اوپر والی عمارت کی طرف گئے دروازے پر پہرے دار نے ہماری تلاشی کے بعد اوپر جانے دیا چونکہ میں پہلے جگہ سے واقف نہ تھا اس لیے بھائی صاحب نے بتایا کہ حضرت اس کمرہ میں ہیں۔ بس جونہی میری نظر ان کے نورانی چہرہ پر پڑی فوراً میں پہچان گیا کہ یہی حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ پھر مصافحہ کیا اور میرا مختصر تعارف کروایا گیا کہ یہ جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا کا پڑھا ہوا ہے اور میر پور میں جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام کی شاخ میں پڑھاتا ہے۔ حضرت قاضی صاحب نے دعا دی اور خوش ہوئے اور فرمایا کہ ماشاء اللہ حقانیہ کا فیض کشمیر تک پہنچ چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ مزید ترقی فرمائے۔ امین۔

---

☆ مدرس جامعہ حقانیہ ساہیوال (سرگودھا)

حضرت قاضی صاحب کو دیکھنا ہی تھا کہ میرا عجیب حال ہو گیا۔ تھوڑی دیر اس اللہ والے کی مجلس سے واقعی بڑا لطف و سرور آیا۔ جیسے روح کو تازگی، ایمان کو تقویت، آخرت کی فکر، توجہ الی اللہ، اتباع سنت نیکیوں سے محبت اور گناہوں سے نفرت میرے دل میں جاگزیں ہو گئی۔

پھر صبح حضرت قاضی صاحب نے بیان فرمایا میں دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ حضرت کتنے ضعیف العمر ہیں بس آدھ پون گھنٹہ بیان فرمائیں گے لیکن حضرت نے مسلسل تقریباً تین گھنٹے بیان فرمایا اور ایسا جامع بیان کہ تمام موضوعات رد رافضیت، بریلویت، مودودیت وغیرہ پر مشتمل تھا۔ جس سے میں بڑا حیران ہوا در حقیقت یہ اللہ والوں کی کرامت، اخلاص اور اصلاح امت کی فکر کا نتیجہ ہے۔ دوسری بار حضرت کی زیارت کا شرف مدنی مسجد چکوال شہر میں ہوا۔ حضرت اس وقت کافی بیمار بھی تھے اور کمزوری بھی تھی۔ تو ہم عشاء سے پہلے مدرسہ اظہار الاسلام سے آئے اور پتہ چلا کہ حضرت رحمہ اللہ درس قرآن دیں گے۔ مجھے بھائی محمد عثمان نے کہا کہ آپ اسٹیج کے پاس بیٹھ جائیں۔ جب حضرت رحمہ اللہ درس سے فارغ ہوں گے تو ملاقات ہو جائے گی۔ حضرت رحمہ اللہ نے تقریباً گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ درس دیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں۔ درس کے بعد حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جو لوگ ملاقات کے لیے آئے ہیں وہ صرف ملاقات کرلیں اور یہ بھی فرمایا کہ صحت خراب ہے پہلے فون کر لیا کریں۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ ملاقات ہوگی یا نہیں اگر ملاقات نہ ہوئی تو آپ کو ایسے تکلیف ہوگی۔ میں نے دل میں سوچا کہ بزرگوں کی صحبت کا اثر ہے کہ ہر ہر بات سمجھاتے ہیں۔ پھر حضرت رحمہ اللہ اپنی آرام گاہ میں تشریف لے گئے۔ صبح جمعہ تھا میں نے مناسب سمجھا کہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں چلو جمعہ مبارک ادھر ہی پڑھ لیتا ہوں۔ چنانچہ جمعہ پر حضرت رحمہ اللہ نے بیان فرمایا حضرت رحمہ اللہ ہمیشہ اپنے بیانات میں مسلمانوں کو ہر فتنہ کے بارے میں آگاہ فرماتے تھے اور اس بات پر زور دیتے تھے کہ اس بات پر عمل کرو کہ جس پر صحابہ رضی اللہ عنہم نے عمل کیا ہے۔ وہ ہمارے لیے حجت اور دلیل ہیں کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ "وہ لوگ کامیاب ہیں جنہوں نے میری پیروی کی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اچھا برتاؤ کیا یعنی ان کی باتوں پر عمل کیا۔" ایسا نہیں کہ ہم صرف ان باتوں پر عمل کریں جو صرف قرآن و حدیث میں آئی ہیں بلکہ ان باتوں پر بھی عمل کریں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہمیں بتائی ہیں کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ستاروں کی مانند ہیں تم جس کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ گمراہ نہیں ہو گے"۔

❁❁❁❁

# کل اور آج

مولوی خبیب احمد گھمن ☆

جیسے کل کی بات ہو! ملتان سے مجاہدین اور طلباء استاذ محترم مولانا شمشاد احمد صاحب دامت برکاتہم کی سر پرستی میں چکوال کی طرف روانہ ہوتے ہیں دل و دماغ میں حضرت اقدس قائد اہل سنت پیر طریقت حضرت قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا شوق جنون کی حد تک ہے۔ سوچ میں پڑے ہیں کہ کب ہمارا سفر ختم ہو اور حضرت کی زیارت نصیب ہو۔ آخر ایک وقت آتا ہے کہ تلہ گنگ پہنچ کر جناب قاری سعید صاحب جو کہ مُقرر، خطیب اور نڈر مجاہد ہیں۔ ان کو ساتھ لے کر چکوال پہنچ جاتے ہیں۔ مدرسے میں پہنچتے ہیں معلومات کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ حضرت ان شاء اللہ بعد نماز عشاء اپنی مسجد میں درسِ قرآن دیں گے۔ تھوڑا سا وقت باقی ہے سوچا کہ کیوں نہ اس وقت کو مزید قیمتی بنالیں۔ حافظ پیر غلام حبیب احمد رحمۃ اللہ علیہ کی آخری آرام گاہ پر پہنچ کر دعا کرلیں۔ فاتحہ خوانی کریں۔ واپس ہوتے ہیں تو اذانِ عشاء کی آواز کانوں میں پڑتی ہے۔ سب نے کہا جلدی چلیں حضرت تشریف لانے والے ہوں گے۔ چلیں تا کہ آگے جگہ نصیب ہو اور قربت میسر ہو۔ چنانچہ تیز تیز قدموں سے واپس آتے ہیں اور وضو کرنے کے بعد مسجد میں داخل ہوتے ہیں مگر انتظار ایسا کہ سیکنڈ منٹ اور منٹ گھنٹے معلوم ہونے لگے۔ آخر نماز کے لیے تکبیر ہوتی ہے جماعت سے فراغت کے بعد حضرت منبر پر تشریف لاتے ہیں۔ حضرت کو دیکھتے ہی دلی کیفیت تبدیل ہو جاتی ہے۔ ایک ہی نظر سے دیکھنے میں پتہ چلتا ہے کہ واقعی یہ مسند اسی شخصیت کا حق ہے۔ حضرت نے درس شروع فرمایا۔ درس کیا تھا۔ علم و عرفان کے موتیوں کی پرانوار بارش تھی۔ علم و عرفان کے خزانے نچھاور ہو رہے تھے۔ انداز بہت نرالا تھا۔ کبھی سوچتا ہوں کہ ہم ایک مجلس میں حاضر ہوئے تو یہ حالت ہے۔ جو لوگ سالہا سال سے اس شفقت کے سایہ تلے جوان ہوئے۔ ان کا کیا عالم ہوگا؟ جس کو دیکھ کر دل کی کیفیت یہ ہے کہ بیان سے باہر ہے۔ قلم لکھنے سے قاصر ہے۔ آخر جو لوگ حضرت

---

☆ متعلم جامعہ باب العلوم، کہروڑ پکا

کے مرید ہوں گے۔شاگرد ہوں گے متعلقین اور خدام ہوں گے ان کی کیا کیفیت ہوگی؟ درس ختم ہوا تو واپسی ملتان کا عزم کیا کیونکہ اصل مقصد ہی حضرت کی زیارت تھی۔

آج صبح تقریباً سات بجے کا وقت ہے استاذ محترم مولانا منیر احمد صاحب دامت برکاتہم نے ایک عجیب وغریب خبر سناتے ہیں۔خبر کیا ہے بجلی بن کر گرتی ہے استاذ محترم نے فرمایا بھائی! حضرت قاضی صاحب کا انتقال ہوگیا ہے۔اور ہم جنازہ پر جارہے ہیں میں نے بھی التجاء کی مگر نامنظور۔آخر علماء والا جواب کہ آپ طالب علم ہیں پڑھیں۔بہرحال کیا کرتے حسرت کے ساتھ ہاتھ ملتے رہ گئے۔پورے مدرسے کی عجیب حالت وکیفیت تھی ہر طالب کی زبان پر تھا کہ اکابر جارہے ہیں۔قحط الرجال ہے۔وقت گزرتا گیا کیونکہ اسے تو گزرنا ہے۔آخر ایک دن استاذ محترم نے فرمایا کہ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بستی بھیں میں جو کہ حضرت کا آبائی گاؤں ہے وہاں پر سالانہ کانفرنس منعقد ہورہی ہے۔جس میں مجھے بھی چلنا ہے۔میں نے درخواست کی تو حضرت نے منظور فرمالی۔

سفر شروع ہوتا ہے۔چکوال پہنچتے ہیں۔بھیں جانے کے لیے مدرسہ میں پہنچ کر تھوڑی دیر کے لیے رکے۔میں مدرسہ کی مسجد میں اکیلا چلا گیا۔مسجد کے درودیوار کو دیکھتا ہوں۔منبر کو دیکھتا ہوں۔مصلیٰ امامت کو دیکھتا ہوں۔مدرسہ کی بے رونق درسگاہ کو دیکھتا ہوں۔کانفرنس میں پہنچ کر اسٹیج کو دیکھتا ہوں۔پھر ماضی میں جھانک کر دیکھتا ہوں تو ایک منظر کل کا اور ایک آج کا دونوں کو دیکھ کر خیال آتا ہے......

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویران کرگیا

وہ گیا جس کے جانے پر مسجد کے درودیوار روتے ہیں۔مسجد کا منبر ومحراب روتا ہے۔مصلیٰ امامت روتا ہے۔مدرسہ کی چٹائیاں اور مسند تدریس روتی ہے طالب علم ہیں تو وہ بھی اداس۔مرید ہیں تو وہ پریشان حال۔امت ہے تو وہ نڈھال ایسا کیوں نہ ہو۔

کیونکہ آج مُصلّٰی تو موجود ہے مگر مُصلّی نہیں۔منبرومحراب موجود ہیں مگر واعظ اور خطیب نہیں۔مقتدی ہیں مگر امام نہیں۔عوام موجود ہے قائد نہیں۔مرید ہیں تو مرشد نہیں۔مدرسہ ہے مگر مدرس نہیں۔مسند تدریس تو ہے مگر خالی۔طالب علم موجود ہیں مگر شفیق استاذ نہیں۔درس قرآن کا حلقہ ہے مگر درس دینے والا نہیں۔سالانہ کانفرنس کا اسٹیج موجود ہے مگر صدارت پر براجمان ہونے والی شخصیت نہیں۔تنظیم موجود ہے مگر قائد نہیں۔اصلاح کرانے والے شوق سے آرہے ہیں مگر مصلح نہیں۔تربیت

کرانے والے جوق در جوق آرہے ہیں مگر مربی نہیں۔ یہ ہی تو ہیں جن کے لیے کہا گیا کہ شہر کو ویران کر گیا۔ بلکہ میں تو کہتا ہوں حضرت صرف اپنے شہر کو نہیں بلکہ پوری امت کو اکیلا چھوڑ گئے۔ جو آتا ہے وہ جانے کے لیے آتا ہے۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جن کے جانے کے بعد ان کی جگہ لینے والے ہزاروں نظر آتے ہیں۔ ایک ڈاکٹر کی سیٹ خالی ہوتی ہے تو ڈاکٹر موجود ہیں اور درخواست پر درخواست دے رہے ہیں۔ ایک سائنسدان جاتا ہے تو کئی سائنسدان اس کی جگہ لے لیتے ہیں۔ ایک سیاستدان جاتا ہے تو اس کی جگہ لینے والے ہزاروں پیدا ہو جاتے ہیں۔ ایک وزیر جاتا ہے تو اس کی وزارت سنبھالنے والے کئی آجاتے ہیں۔ ممکن ہے کہ وہ پہلے سے بھی اچھے ہوں مگر مجھے تو حضرت کے جانے کے بعد نعم البدل تو کیا کوئی بدل بھی نظر نہیں آتا۔ شاید انہی کے لیے کہا گیا ہے......

موت العالِم موت العالَم

کون سنبھالے گا اس نڈھال امت کو؟ کون للکارے گا ہر باطل فرقے کو ان کے انداز میں؟ کون جرأت کرے گا اتنی؟ کہاں سے شجاعت لاویں گے ان کے انداز والی؟

کانفرنس کے لیے بھی پہنچتے ہیں۔ سیدھے حضرت کی آخری آرام گاہ پر جا کر فاتحہ پڑھتے ہیں تو آنسو گر پڑتے ہیں اور سنبھالنے سے بھی نہیں سنبھلتے۔ دعا کرتے ہیں اے اللہ! ہمیں بھی صاحب قبر کی نسبت عطا فرما...... علم و عمل میں، شجاعت و بہادری میں۔ باطل کے خلاف ڈٹ جانے میں۔ اخلاص وللٰہیت میں۔ آمین ثم آمین.

## صحابہ معصوم نہیں محفوظ تھے

حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ لکھتے ہیں......

غیر نبی معصوم تو نہیں البتہ محفوظ ہو سکتے ہیں یعنی ان سے گناہ سرزد ہو سکتا ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل شامل حال ہو جائے تو وہ گناہوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ البتہ اس سے گناہ کا احتمال ختم نہیں ہوتا۔ قرآن کے موعودہ خلفائے راشدین، اصحاب بدر، اصحاب بیعت رضوان، عشرہ مبشرہ اور اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسلام لانے کے بعد محفوظ رہے ہیں اور اگر بطور شاذ و نادر کسی صحابی سے کوئی گناہ سرزد ہوا ہے تو اس کو رحمت خداوندی سے کامل توبہ کی بھی توفیق مل گئی ہے اور شرف صحابیت کا یہی وہ ممتاز مقام ہے جو غیر صحابی کے لیے ضروری نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی وفات کامل ایمان پر ہوئی ہے اور وہ براہ راست جنت میں جائیں گے۔ [کشف خارجیت ص ۱۷۲]

# دو عظیم نسبتیں

کتبہ مفتی رضوان المصطفیٰ ☆

جب بھی حضرت کے نام کو دیکھتا ہوں لفظ "حسین" کے ساتھ ذہن دو عظیم شخصیتوں کی طرف چلا جاتا ہے۔
ایک شخصیت ماضی بعید کی جنہیں حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ شہید کربلا کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اور دوسری شخصیت ماضی قریب کی جن کو شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

حضرت کی زندگی ان دونوں شخصیات سے کافی حد تک مناسبت رکھتی ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے کربلا کے اندر زندگی قربان کرنے سے جس طرح یزیدیت سے بیزاری ظاہر ہوتی ہے اسی طرح رافضیت اور خارجیت کی جڑیں بھی کھوکھلی ہوتی ہیں اور خلفاء راشدین کی خلافت پر مہر تصدیق ثبت ہوتی ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے والد ماجد حضرت علی رضی اللہ عنہ اور باقی اہل بیت اگر خلفاء راشدین کی خلافت کو تسلیم نہ کرتے تو کربلا کی طرح کئی معرکے پہلے ہو چکے ہوتے۔ حضرت کی زندگی بھی اسی میں گذری یزیدیت کی تردید، رافضیت وخارجیت کی جڑوں کو کاٹنا اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی خلافت کے ڈنکے بجانا......

ڈنکے ہمیشہ جس نے اصحاب کے بجائے

اور خاص طور پر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی صفت صبر کی جھلک حضرت میں نمایاں تھی۔ بڑی سے بڑی مصیبت کو مسکرا کر برداشت کیا۔ دوسری شخصیت حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ ان کی زندگی میں چند باتیں خصوصیت کا درجہ رکھتی ہیں مثلاً باطل کے سامنے ڈٹ جانا۔ اسی لیے آپ نے وقت کے فرعون انگریز سے پنجہ آزمائی کی اسی طرح جس بات کو حق سمجھا اس پر ایسے ڈٹ گئے کہ کسی قسم کی مخالفت کی پروا نہیں کی۔ خاص طور پر عشق صحابہ رضی اللہ عنہم اور مسلکِ حق کا دفاع باوجود سیاسی رہنما ہونے کے جوب کیا۔

---

☆ مدرس جامعہ عربیہ اظہار الاسلام، چکوال

سب سے اہم بات کہ تمام علمی اور سیاسی مصروفیات کے باوجود روحانیت کے بلند مقام پر فائز تھے۔ امام التبلیغ مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ''جس دریا کا ایک پیالہ بھی ضبط کرنا مشکل ہے۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سات سمندر چڑھائے ہوئے ہیں۔ پھر بھی ضبط موجود ہے کیا مجال ساغر چھلک جائے۔'' اور حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے اثنا درس میں فرمایا۔ ''مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اس زمانہ کے اولیاء اللہ کے امام ہیں۔''

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی اِن خصوصیات کی جھلک حضرت میں نظر آتی ہے جس کو باطل سمجھا ہمیشہ ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ عشق صحابہ رضی اللہ عنہم تو حضرت کی خاص پہچان تھی۔ حضرت کی ساری زندگی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت سمجھاتے سمجھاتے گذر گئی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کا وکیل ہونا باعث فخر سمجھتے تھے۔ ماسٹر منظور حسین صاحب کے نام ایک مکتوب میں فرمایا ''البتہ وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم لکھنے میں کوئی حرج نہیں ہر سنی کو وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم بننا چاہیے۔''

[ماہنامہ حق چار یارؓ مارچ ۱۹۹۷ء]

آپ صحابہ رضی اللہ عنہم کی عظمت کے لیے اکثر شیعوں کو جھنجھوڑتے رہتے تھے ایک تقریر میں فرمایا ''اور یہی بات میں سمجھاتا ہوں سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں اور اسی بات کا دکھ ہوتا ہے کہ آج قرآن حدیث کو تو مانتے منواتے ہیں۔ لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مانتے تو ہیں منواتے نہیں یہ کوتاہی ہے کہ نہیں؟ بھائی سارا قرآن مان لو ساری حدیث، سنت مان لو اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس طرح نہ مانو کہ جس طرح ان کی شان ہے تو قرآن و حدیث تم تک کیسے پہنچے گا؟ [ماہنامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم اپریل ۲۰۰۴ء]

فرمایا...... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شرعی عظمت کو سمجھو۔ تحریک خدام اہل سنت والجماعت سنی مذہب کی حفاظت کے لیے کھڑی کی گئی ہے اور خصوصاً سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان پاک اور محبوب صحابہؓ جن سے اللہ راضی ہوگیا کی عزت اور عظمت اور حرمت کی حفاظت کے لیے جاری کی ہے ہمارا فرض ہے کہ نہیں؟ او بھائی! جن پر اللہ راضی ہوگیا ان پر تم راضی ہو کہ نہیں؟ ان کی عظمت کی حفاظت تمہارا فریضہ ہے کہ نہیں؟

[حق چار یار رضی اللہ عنہم مارچ ۲۰۰۴ء]

اسی طرح مسلک حق کا دفاع اپنے شیخ کے نقش قدم پر عمر بھر کرتے رہے مسلک کی خاطر بڑے

بڑے اور بہت قریبی لوگوں سے علیحدگی اختیار کی لیکن مسلک پر سودے بازی نہیں کی۔

اسی طرح روحانیت کے اندر بہت بلند مقام پر فائز تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز شیخ الحدیث مولانا حبیب الرحمٰن صاحب نے فرمایا کہ جس طرح حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی روحانیت کو سیاسی اور علمی مصروفیات کے ذریعے چھپائے رکھا۔ اسی طرح حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی روحانیت کو مسلکی دفاع اور دفاع صحابہ رضی اللہ عنہم کے کام کے ذریعے چھپائے رکھا۔ جس طرح لوگوں نے پہلے بزرگوں کو نہیں پہچانا اسی طرح حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو بھی نہیں پہچان سکے۔ پہلے بزرگوں کی طرح حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی قدر بھی لوگوں کو کچھ عرصہ بعد آئے گی۔

❀❀❀❀

## قاری محمد اشرف، ٹیکسلا

خدام اہل سنت خوش نصیب ہیں جن کے مسلک و مذہب کا مضبوط رشتہ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے وابستہ رہا۔ آپ نے راہِ حق و صداقت میں ایسے نقوش چھوڑے ہیں جو سدا چمکتے رہیں گے۔

## قاری محمد فیاض الرحمٰن، کراچی

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ تمام عمر باطل کے سامنے سینہ سپر رہے اور ببانگ دہل کفر کی سازشوں کو بے نقاب کرتے رہے...... آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی

# مقام صحابہؓ میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں

مولانا توصیف احمد صاحب ☆

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ ہمہ صفت، گوناگوں خوبیوں کا مرقع، اہل حق کے دل کا سرور، اور آنکھوں کے نور تھے۔ حضرت کی شخصیت، کردار، کارناموں اور خدمات دینیہ کا چند اوراق پر نقشہ کھینچنا اور ان کا احاطہ کرنا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ترین ضرور ہے۔ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ صرف میدان تصنیف و تالیف، تصوف و خطابت کے شہسوار ہی نہ تھے بلکہ آپ نے دینی، مذہبی اور تعلیمی دنیا میں ایسے یادگار نقوش چھوڑے ہیں جو رہتی دنیا تک حاملین قرآن وسنت کی راہنمائی کرتے رہیں گے۔ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی دیگر خدماتِ جلیلہ پر تو حضرات خلفاء اور آپ کے ہمعصر مشائخ علمائے کرام ہی قلم اٹھائیں گے۔ میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جس محبوب ترین مشغلہ کا اور دینی غیرت وحمیت سے لبریز پر جوش ولولہ انگیز معرکہ کا تذکرہ کرنا ہے وہ ہے عظمتِ صحابہؓ اور ان کے تحفظ کے لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یادگار خدمات، چونکہ ناموسِ صحابہؓ کا عنوان داستانِ اسلام کا مقدمہ اور کتاب شریعت کا عنوان ہے۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سینکڑوں مواقع پر مقام صحابہؓ خصوصاً خلفائے راشدین، رضی اللہ عنہم مسئلہ خلافت، ازواج مطہراتؓ و اہل بیتؓ عظام کی اسلام میں حیثیت وعظمت کو اجاگر فرمایا اور گستاخانِ صحابہؓ تبرا باز گروہ کی خوب خوب خبر لی، اس سلسلہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی معرکۃ الآراء تصنیف ''بشارت الدارین'' تبرائی ٹولہ کے لیے پیغامِ موت ثابت ہوئی، یہ کتاب ایک شیعہ ذاکر کے تبرا کے جواب میں لکھی گئی ہے۔ جو کہ لاجواب کتاب ہے۔ اب تک ابن سبائی ٹولہ میں سے کوئی بھی اس کا جواب نہ دے سکا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مشن کیوں اختیار کیا۔ اس لیے کہ آپ کے نزدیک اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم وہ خوش نصیب لوگ ہیں۔ جنہیں حضرات انبیاء علیہم السلام کے بعد پوری کائنات پر فضیلت حاصل ہے اور ان کا انتخاب

☆ فاضل جامعہ اشرفیہ، لاہور

بھی براہ راست رب العالمین نے فرمایا۔ جیسا کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ نے مجھے اپنے لیے اور صحابہ کرام کو میرے لیے چن لیا۔ اور کمال اور انہیں غلبہ اسلام کے مشن کی تکمیل کا ذریعہ بنا کر بعثت نبوی ﷺ کے مقاصد کو پورا کیا گیا یہ ہی وہ مقدس جماعت ہے جنہیں امام الانبیاء فخر الاولین والآخرین جیسی شخصیت استاذ و مربی سالار و قائد کی شکل میں نصیب ہوئی، اور قرآن جیسی مقدس کلام کو لسانِ نبوت سے سن کر اپنے سینوں میں محفوظ کرنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ یہی وہ کائنات کا قیمتی سرمایہ ہیں جنہیں میدان بدر میں کھڑا کر کے نبی پاک ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر فرمایا تھا۔

"اللھم ان تھلک ھذا العصابة لاتعبد ابداً"

''اے اللہ اگر میری یہ پونجی میدانِ جنگ میں دشمنوں کے ہاتھوں لٹ گئی تو پھر قیامت تک تیری چوکھٹ پر جھکنے والا کوئی نہ ہوگا۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ واحد راستہ اور پل ہیں جو امت کو نبوت کے ساتھ ملانے کا کام دیتا ہے۔ تبھی تو قرآن کہتا ہے "امنوا کما امن الناس" کبھی فرماتا ہے "فان امنوا بمثل ما امنتم به فقد اھتدوا" صحابہؓ کی راہ راہِ ہدایت اور ان کے راہ سے انحراف سوائے نفاق، ضلالت و گمراہی کے کچھ نہیں ہے اور صحابہ کرامؓ اربوں کھربوں انسانوں میں سے اس لحاظ سے معزز اور امتیازی حیثیت کے حامل ہیں کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ نے انہیں "رضی الله عنهم و رضوا عنه" کا تمغہ دے دیا اور ساتھ ساتھ "واعدلھم جنت تجری تحتھا الانھار خالدین فیھا ابدا" کی شہادتیں بھی نصیب ہوئی اور قرآن نے انہیں "مؤمنون حقا" "ھم المفلحون" "ھم المھتدون" ھم الراشدون" ھم الفائزون اور "اولئک حزب الله" کے تمغے دیئے کہ جنہیں دنیا کی کوئی طاقت ان سے چھین نہیں سکتی۔

دشمنانِ اسلام نے جب دیکھا کہ میدانِ جنگ میں اب لشکر اسلام کی تاب لانے اور مجاہدین کے جوتوں کی نوک سے اپنا تاج و تخت بچانے کی کوئی صورت نہیں نکل رہی تو انہوں نے عبداللہ بن ابی منافق اور عبداللہ بن سبا یہودی کے دیئے ہوئے سبق کو پھر سے دہرانا شروع کر دیا اور اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام میں گھس آئے اور انہیں انتشار کے ذریعے پسپا کرنے کی سازشوں میں مصروف ہو گئے۔

ان یہودیوں نے گزشتہ چودہ صدیوں میں اسلام کے وجود پر وہ ضرب کاری کی ہے اور ملت اسلامیہ کو جن عظیم صدمات سے دوچار کیا۔ تاریخ شاہد ہے کہ اسلام کی تعلیمات ازل تک راہنمائی کرنے والی نہ ہوتیں اور اس آخری شریعت کا حفاظت کا ذمہ خود ذات قدیر و بصیر نے نہ لیا ہوتا تو نہ جانے کب

سے سبائی فتنہ اور اس جیسے اسلام دشمن طبقے، دین کا حلیہ بگاڑنے میں کامیاب ہو گئے ہوتے۔

چنانچہ عبداللہ بن سبا کی تمام تر تگ و تاز اور جد و جہد کا مقصد حضرات صحابہؓ کی عظمت و تقدس کی شفاف چادر کو داغدار کرنا تھا جب کہ سبائی ٹولہ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے خلاف بھرپور پروپیگنڈہ کیا۔ اور دوسری طرف ناموس صحابہؓ کے علمبردار اور مداح صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت اور زیادہ جوش وجذبہ کے ساتھ آگے بڑھی اور عظمت صحابہؓ کے نعرہ بھی بلند کرتی رہی اور اپنے خون سے صحابہ کرامؓ کی اُلفتوں کا قصیدہ لکھتی رہی۔

میرے مربی و مرشد میرے شیخ و مقتدیٰ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ اس کارواں کے سالار اور میر کارواں تھے۔ جس نے دنیا بھر میں اصحابؓ رسول ﷺ ازواجِ مطہراتؓ کی عظمت کے گن گائے اور دشمنوں کی طرف سے اٹھائے گئے اعتراضات کا جواب دینے کے ساتھ ساتھ خود دشمنوں کے بدنما چہروں سے نقاب اٹھا کر امت مسلمہ کو ان کی حقیقتوں سے آگاہ کر دیا۔

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تحقیق و تصنیف کے ذریعے سبائیت کے تابوت میں جو کیل ٹھونکے ہیں ان شاء اللہ العزیز وہ رہتی دنیا تک کی سازشوں کو دفن کرنے کا باعث بنیں گے۔

حضرت اقدس رحمہ اللہ کا سینہ شیخ العرب والعجم حضرت مدنی قدس سرہ کی طرح حب صحابہؓ و اہل بیتؓ سے اس قدر لبریز تھا کہ اگر کسی گوشہ سے کوئی ایک حرف اس مقدس جماعت کے خلاف پڑھنے یا سننے میں آتا تو آپ کا مقدس قلم سرپٹ دوڑتا۔ اور میدان تحقیق و تاریخ سے ایسے ایسے گوہر نایاب اور بحر دلائل سے وہ انمول موتی لا کر تحریر میں سمو دیتا جن کی تابانی اور حسن لاثانی سے دشمن بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔ چنانچہ آپ رحمہ اللہ کی عظمت صحابہؓ پر خدمات لائق صد تحسین ہیں۔

آخر میں اللہ پاک سے التجا ہے کہ اے اللہ ہمیں حضرت جی رحمہ اللہ کے مقدس مشن کو آگے چلانے کی توفیق عطا فرما اور حضرت اقدس رحمہ اللہ کو جنت کے اعلیٰ مقام میں جگہ نصیب فرما اور حضرت رحمہ اللہ کے جانشین، بعد ہم سب کو حضرت رحمہ اللہ کے مشن پر کاربند رہنے کی توفیق نصیب فرما۔ آمین

❀❀❀❀

# سنی ملت کا ایک مجاہد

قاضی عبدالعزیز ضیاء ☆

پیر طریقت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ نے عقائد اہل سنت والجماعت کی تبلیغ اور تحفظ کے لیے مختلف شعبوں کی بنیاد رکھی۔ حضرت رحمہ اللہ نے سکولوں اور کالجز کے طلبہ میں عقیدہ اہل سنت والجماعت کے فروغ کے لیے سنی تحریک الطلبہ کا قیام فرمایا۔ ۱۹۸۵ء کے بعد راقم کو سنی تحریک الطلبہ چکوال کی صدارت کا شرف حاصل ہوا۔ طلبہ کو آرگنائز کرنے کے لیے اپنی استطاعت کے مطابق کیا گیا۔ مختلف علاقوں میں یونٹوں کا قیام عمل میں لایا گیا۔ تنظیم حد درجہ متحرک ہوگئی۔ طلبہ کے اکثر و بیشتر اجلاس میں حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ بڑے مدلل، مدبرانہ انداز میں خطاب فرماتے تھے۔ جو طلبہ کے شعور میں روحانی و وجدانی کیفیت پیدا کر دیتے تھے۔ آپ طلبہ سے انتہائی شفقت کے ساتھ پیش آتے کیونکہ حضرت کی یہ سوچ تھی کہ یہ نوجوان جنہوں نے آگے جا کر ملک کے مختلف شعبوں کی باگ ڈور سنبھالنی ہے۔ ان کے ذہن میں دین کی سربلندی اور عقیدہ خلافت راشدہ کا جذبہ اُجاگر کیا جائے تو آگے چل کر یہ ملک کو حقیقی معنوں میں سنی اسٹیٹ بنانے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

۱۹۸۵ء میں سنی تحریک الطلبہ کی طرف سے ایک بہت بڑا استقبالیہ دیا گیا۔ جس میں ایک ہزار کے قریب طلبہ نے شرکت کی۔ قومی و صوبائی اسمبلوں کے انتخابات قریب تھے۔ جس میں حضرت صاحبؒ نے قومی اسمبلی کے آزاد امیدواروں جن میں جنرل (ر) عبدالمجید اور صوبائی اسمبلی کے لیے چوہدری لیاقت علی خان کی حمایت کا اعلان کیا۔ یہ دونوں امیدوار بھاری اکثریت سے کامیاب ہوئے۔ ان کی کامیابی میں حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کا بڑا عمل دخل تھا۔

پانچ دفعہ سال اول کے طلبہ میں استقبالیہ دیا گیا، جس میں طلبہ کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ ہم نے استقبالیہ میں حضرت رحمہ اللہ کے مشورہ کے بغیر تحریک نظام خلافت راشدہؓ کے بانی ڈاکٹر معظم علی کو دعوت

---

☆ نائب صدر مسلم لیگ یوتھ ونگ پنجاب، چکوال

نامہ ارسال کر دیا۔ ڈاکٹر صاحب دعوتی کارڈ پر استقبالیہ میں تشریف لے آئے۔ حضرت صاحب کو پتہ چلا۔ تو آپ نے فرمایا کہ بتانا تھا ایسے مہمان کے لیے انتظامات کرنا ہوتے ہیں۔ ہمیں یقین نہیں تھا کہ ڈاکٹر صاحب دعوتی کارڈ پر تشریف لے آئیں گے۔ حضرت صاحب کو بتایا کہ جناب حافظ عبدالوحید صاحب نے انتظامات کر دیئے ہیں۔ اس میں خاص بات کہ حضرت صاحب نے ڈاکٹر صاحب سے تقریر بھی کرائی اور اپنے خطاب کے آغاز میں ڈاکٹر صاحب کو پورا احترام واعزاز دیا۔

راقم کو ۱۹۹۸ء میں مسلم لیگ یوتھ ونگ کی طرف سے ۱۸ روزہ قومی پرچم مارچ میں جانے کا اتفاق ہوا۔ یہ قافلہ بائی اور خیبر سے چاغی بلوچستان گیا۔ راستے میں حضرت کے مشن عقیدہ خلافت راشدہ کا نشان، خان پور (سندھ)، دلبدین، (بلوچستان) کے پہاڑی مقام پر نمایاں طور پر ''حق چار یار رضی اللہ عنہم'' لکھا ہوا دیکھا۔

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے دینی مشن میں کامیاب وکامران زندگی گزار گئے۔ ان کے دینی عقائد کی پختگی کا مشن ان شاء اللہ جاری وساری رہے گا۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حضرت مولانا قاضی ظہور الحسین اظہر صاحب کو امیر مقرر کر کے اپنی بصیرت سے صحیح فیصلہ فرمایا ہے۔ جناب قاضی ظہور الحسین صاحب میں جرأت مندانہ اور بہترین قائدانہ اوصاف موجود ہیں۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

❂❂❂❂

# رضائے خداوندی کے متلاشی

جناب صوفی محمد سلیم صاحب ☆

عاجز محمد سلیم کو امیر تحریک خدام اہل السنت والجماعت پاکستان نے حکم دیا کہ حضرت قاضی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و واقعات جو کچھ تمہیں یاد ہیں لکھو۔ چنانچہ عقیدت مندوں میں نام لکھوانے کے لیے کچھ ٹوٹی پھوٹی سطریں تحریر کر رہا ہوں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

حضرت سے غالباً ۱۹۷۰ء میں با قاعدہ تعارف ہوا۔ ان دنوں عاجز کراچی میں نوکری کرتا تھا وہاں دو کتابیں آفتاب ہدایت (مصنفہ حضرت مولانا کرم الدین دبیر) اور مودودی مذہب ملیں۔

راقم نے دونوں کتب کا بغور مطالعہ کیا آنکھیں کھلیں سنتے اور تھے جو چیز سامنے آئی وہ اور تھی باپ اور بیٹے دونوں سے عقیدت و محبت ہوگئی۔ حضرت مولانا کرم الدین رحمۃ اللہ علیہ تو ۱۹۴۶ء میں دار فانی سے کوچ کر چکے تھے مگر میں نے آفتاب ہدایت کتاب پڑھ کر انہیں زندہ پایا، اس پر حضرت قاضی رحمۃ اللہ علیہ کا لکھا ہوا مقدمہ بھی پڑھا اور کہیں کہیں حواشی بھی دیکھے۔ محبت بڑھتی گئی حتیٰ کہ مجھ سے نہ رہا گیا میں چھٹی لے کر گھر آیا اور اپنے بڑے بھائی محمد عجائب کو لے کر چکوال حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کے لیے روانہ ہوگیا۔ جیسے جیسے چکوال قریب آتا گیا عقیدت و محبت نے دل میں جگہ بنالی جو کبھی نہ نکلنے والی تھی۔ جوں ہی چکوال بس سے اترے مدنی مسجد پہنچ کر دو تین آدمیوں سے معلوم کیا کہ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ابھی مل جائیں گے؟ جواب ملا حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے آرام کا وقت ہے ابھی ملاقات مشکل ہے۔ اس وقت دوپہر کا وقت تھا اور بندہ نے بڑھ کر صوفی صاحب سے پوچھا۔ اتنے میں قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ دروازے سے مسجد میں داخل ہوگئے۔ صوفی صاحب کہنے لگے حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ سامنے ہیں

---

☆ خطیب جامع مسجد بلال ڈھڈیال، چکوال

راقم الحروف کو محبت وعقیدے تو پہلے سے ہو چکی تھی بڑھ کر اسلام علیکم کہا۔ جواب میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے وعلیکم السلام فرمایا اور مسجد میں بیٹھے اور صوفی صاحب کو حکم دیا کہ پنکھا چلا دو۔ حضرت نے مجھ سے پوچھا کہ تم نے دینی تعلیم حاصل کی ہے؟ عاجز نے جواب دیا کچھ کی ہے۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے میں حضرت مولانا احتشام الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھانوی کا مرید تھا ان کے بتائے وظائف کرتا تھا اور ان سے گہرا تعلق تھا۔ فرمایا آج یہیں قیام کرو گے؟ تو ہم نے جواب دیا کہ واپس جانے کا ارادہ ہے۔ یہ حضرت سے پہلی ملاقات تھی۔

راقم کے استاد ایک پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے کر گئے مجھے بیعت کرانے کے لیے بنک کے کوئی بڑے آفیسر تھے۔ ناظم آباد کراچی میں رہتے تھے۔ استاد صاحب نے مجھے ارشاد فرمایا کہ آج ایک بڑی شخصیت سے ملاقات کرتے ہیں ہم جب ان کے گھر پہنچے۔

ہم اندر کمرے میں داخل ہوئے تو ایک آدمی تینوں میں سے زیادہ عمر رسیدہ نظر آ رہے تھے خصوصیت سے ان کے ساتھ ملاقات ہوئی سلام کلام ہوا۔ عاجز کو بتایا گیا کہ پیر صاحب عبد المعبود رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو عمر میں بہت زیادہ ہیں۔ میرے استاد صاحب نے عرض کیا کہ میں آپ کے پاس یہ لڑکا لایا ہوں اسے قبول فرمالیں۔ فرمانے لگے بندہ حج کرنے جا رہا ہے۔ جب واپس آؤں گا تو بیعت کرلوں گا۔ مجھ سے پوچھا کہ تمہارا علاقہ کون سا ہے؟ میں نے عرض کی چکوال۔ تو فرمانے لگے وہاں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تشریف رکھتے ہیں۔ ان سے بیعت ہو جاؤ۔ دل میں عقیدت پہلے بھی تھی ان پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جملے نے سونے پر سہاگے کا کام کیا پھر جب عاجز چھٹی آیا تو بیعت ہو گیا۔ مجھے اتنا یاد آ رہا ہے کہ حضرت قاضی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے خط لکھا کہ میں نے تجھے اپنی بیعت میں شامل کرلیا ہے۔ وہ خط محفوظ نہ رہا اس دوران راقم الحروف دو سال کے لیے جدہ سعودی عرب چلا گیا۔ وہاں بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے کے ساتھ خط وکتابت جاری رہی۔ ایک دفعہ میں نے عرض کی کہ اگر حرمین شریفین آنا ہو تو میرے پاس آئیں۔ فرمانے لگے میں وہاں مہمانی کے لیے نہیں جاتا کہ کھانا آج اس کے گھر ہے۔ کل دوسرے کے گھر۔ بہر حال حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں عبادت تھی، اللہ کی رضا مندی مطلوب تھی، نہ کہ دعوتیں یا دنیاوی شان وشوکت۔

## معتدل پالیسی

مدرسہ اظہار الاسلام چکوال میں عاجز کی تقرری بطور نائب ناظم ۱۹۸۱ء کو ہوئی۔ دو سال حضرت جی رحمہ اللہ کے درس قرآن اور تقاریر سے زیادہ مستفید ہوا۔ بالآخر والد صاحب مرحوم کی بیماری کی وجہ سے رخصت چاہی۔ اس دوران گاہے بگاہے تقریر کے لیے جانا ہوتا تھا میری باتوں سے بعض لوگ محظوظ ہوتے۔ اور میری ڈیوٹی جمعہ پڑھانے کے لیے تھوہا بہادر لگی، ان دنوں زبیر شاہ مرحوم بڑے زوروں پر تھے۔ اہل سنت والجماعت کی مخالفت میں آگے آگے تھے۔ عاجز نے جمعہ پر تقریر کی اور رضا خانی امت کی علمی حیثیت واضح کی جس سے رضا خانی مجبور ہوکر چکوال آئے اور مولوی زبیر شاہ مرحوم کو لے گئے اور جوابی تقریر کے لیے کہا گیا۔ شاہ صاحب نے تقریر کی۔ اس کے بعد عاجز کو سختی سے منع کر دیا گیا کہ آئندہ سٹیج پر رضا خان یا بریلوی کا نام لے کر تردید نہیں کرنی عقیدہ بتا دینا ہے۔ عوام سادہ ہیں علماء ان کو خراب کرتے ہیں اور حضرت رحمہ اللہ کی اس پالیسی سے آج گاؤں کے گاؤں دیوبندی اہل سنت والجماعت بن چکے ہیں۔ پالیسی معتدل تھی جس سے زیادہ نفع ہوا۔

## صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تحفظ

ایک دفعہ حضرت صاحب رحمہ اللہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا خارجی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو غلط کہتے ہیں حالانکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت راشدہ قرآنی موعودہ خلافت ہے۔ مودودی نظریہ یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی ایک غلطی ہوئی ہے جسے غلط کہنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں تو مودودی نظریہ شیعہ نظریہ میں ہے۔ صرف نام کی تبدیلی ہے کام اور عقیدہ دونوں کا ایک ہے۔ فرمایا...... ہم حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا دفاع کرتے ہیں اور اجتہادی خطا ماننے کی وجہ سے ہی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا دفاع ہوتا ہے۔ فرمایا... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جو لوگ تاریخ کے معیار پر پرکھتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ قرآن نے ان کو رضا مندی کی سند عطاء فرما دی ہے۔ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ اور آپس میں شیر و شکر تھے۔ کوئی رنجش نہیں تھی قرآن نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقام بیان کرتے ہوئے فرمایا اشداء علی الکفار رحماء بینھم کفار پر سخت تھے اور آپس میں رحم دل تھے۔

## وفات حسرت آیات

میں صبح سویرے سکول جا رہا تھا راستے میں پادشہان سے اعلان فوتیدگی سنا۔ وہیں سے واپس چل دیا۔ ہر آدمی اپنی جگہ پریشان حال تھا مگر اللہ کے قانون کو کون روک سکتا ہے۔

مجھے ایک واقعہ یاد آیا ہے کہ مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ صاحب فوت ہوئے۔ وہ کچھ کراچی حاضری ہوئی وہاں مسجد میں حضرت مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ دیر وعظ فرمایا۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد مفتی کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو کسی عالم نے خط لکھا کہ تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فوت ہوگئے ہیں۔ اگر مسئلہ پوچھنا پڑا تو کس سے پوچھیں گے؟ مفتی صاحب کفایت اللہ نے جواب میں لکھا کہ مولوی صاحب آپ کو مسئلہ بتانے کے لیے ہم جیسے کئی مفتی موجود ہیں۔ اگر ہمیں ضرورت پڑی تو ہم مسئلہ کس سے پوچھیں گے۔ یہی صورت حال حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد کی ہے بڑے بڑے علماء بھی حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ کرتے نظر آتے تھے۔ اب وہ کدھر جائیں؟

## صاحبزادہ گرامی سے توقعات

حضرت مولانا محمد قاضی ظہور الحسین صاحب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند ہیں اور لائق فرزند ہیں۔ اور حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے علمی وارث بھی ہیں۔ موجودہ سالانہ کانفرنس بھیں میں درس قرآن دیا اور دلائل و براہین کی روشنی میں خلافت راشدہ کا اثبات کیا۔ رافضیت و خارجیت کا پردہ چاک کیا۔ قاضی صاحب کا وسیع مطالعہ ہے۔ بالغ نظری ہے۔ شجاعت و دلیری سے بات کرتے ہیں۔ تقریر میں ربط تیرتا ہے۔ بے ربطی نہیں ہوتی۔ امید و دعاء ہے کہ حضرت قاضی رحمۃ اللہ علیہ نے جو عہدہ تفویض کیا اس پر پورے اتریں۔ ایک ولی اللہ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ حقیقت کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ نظر آ رہا ہے کہ صاحبزادہ صاحب جلد ہی اعلیٰ مقام حاصل کرلیں گے۔ اس لیے کہ ان میں جذبات کم سنجیدگی زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نظر بد سے بچائے۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مدرسہ تعلیم النساء، واظہار الاسلام و دیگر مدرسہ کی شاخیں حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی علم دوستی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں حضرت کے لیے صدقہ جاریہ بنائیں۔ آمین

# قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی محنت کا اثر

جناب ماسٹر محمد یوسف ☆

احباب کا تقاضا ہے کہ سیدی مرشدی شیخ طریقت وشریعت یادگارِ سلف وکیلِ صحابہ رضی اللہ عنہم نمونہ اکابر علمائے دیوبند اور اہل سنت و جماعت کے حقیقی خادم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین قدس سرہ کے حالاتِ زندگی پر تحریری یاداشت لکھوں۔ الحمد للہ حضرت اقدس رحمہ اللہ سے طویل رفاقت نصیب ہوئی۔ 1948 سے لے کر شب آخر تک تقریباً چون سال حضرتِ والا کے ہمراہ گزارے۔ سفر وحضر درس و تدریس اور تبلیغی اسفار میں خدمت کا موقع ملا۔

ملک میں باطل فرقوں پر مرزائی، خارجی، مودودی اور شیعہ فرقہ کی یلغار کا دفاع اور اہل سنت والجماعت کا تحفظ آپ کی زندگی کا گویا مشن تھا۔ تقریر وتحریر کے ذریعے اسی میں زندگی گزار دی سال ہا سال جمعیت علمائے اسلام کے ساتھ رہ کر کام کیا۔ جمعیت علمائے اسلام سے علیحدگی کے بعد تحریک خدام اہل سنت کے تحت آخر تک سنی مذہب کے تحفظ کا فریضہ انجام دیا۔

## 1948ء سے پہلے علاقہ چکوال

چکوال کا علاقہ سینکڑوں دیہات پر مشتمل ہے زمین اکثر بارانی ہیں لوگ محنتی اور جفاکش ہیں۔ مذہبی طور پر اکثریت سنی مذہب کی پیروکار ہے۔ تبلیغ نہ ہونے کی وجہ سے کئی دیہات میں کئی گھر شیعہ ہو گئے۔ سالانہ مجالس اور ماتمی جلوس وغیرہ سے کئی دیہات شیعوں کی لپیٹ میں آ گئے۔ اہل سنت والجماعت کا علاقہ بھر میں کوئی مدرسہ یا مبلغ نہ تھا۔

سنی پیر روایتی انداز میں سال کے بعد دیہات کا دورہ کرتے۔ دم وغیرہ کرتے اور شرینی لے کر چلے جاتے۔ جمعہ کی نماز عربی خطبہ تک محدود تھی۔ کہیں کہیں مساجد میں ناظرہ قرآن مجید پڑھانے کا ہی

---

☆ ساکن بھیں، چکوال

انتظام تھا۔ ان حالات میں حضرت قاضی صاحب نے محلہ کی مسجد میں نماز فجر کے بعد درس قرآن مجید شروع فرمایا۔ محلہ کے احباب کے علاوہ گاؤں کے لوگ بھی درس میں آنے لگے۔ اور یہ سلسلہ چکوال آنے تک جاری رہا۔ بھیں کی جامع مسجد میں جمعہ کا سلسلہ شروع تھا۔ آپ نے نماز جمعہ سے پہلے تقریر کا سلسلہ شروع فرمایا جس میں قرآن وسنت کی روشنی میں مذہب اہل سنت والجماعت کے مسائل دلائل کے ساتھ آسان طریقہ سے سمجھائے، بدعات کا رد، عظمتِ صحابہ رضی اللہ عنہم، توحید و رسالت کی عظمت کا تذکرہ خصوصیت سے بیان فرماتے۔ باطل فرقوں کی تردید بھی دلائل سے فرماتے تھوڑے ہی عرصہ میں اہل سنت کے اندر بیداری کی لہر پیدا ہوگئی مسجد نمازیوں کے لیے تنگ ہوگئی اور اس کی توسیع کی گئی۔ فاروقی مسجد کے ساتھ ایک مکان میں مدرسہ اظہار الاسلام کی بنیاد رکھی گئی۔ ایک مدرس کی تبدیلی کے بعد مولانا عزیز الرحمٰن صاحب ہزاروی مدرس مقرر ہوئے۔ طلبا کو کتابیں اور بسترے مہیا کیے گئے۔ اور کھانا وغیرہ کے لئے گھر میں ہی بندوبست کرادیا۔ مقامی احباب میں سے راقم الحروف، صوفی سلطان، صوفی نور خان مرحوم اور چند دوسرے احباب نے ترجمہ قرآن مجید شروع کیا۔ مولانا عزیز الرحمٰن حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور پختہ عالم دین تھے۔ تحریک ختم نبوت میں حضرت صاحب کے گرفتار ہونے کے تھوڑے عرصہ بعد مولانا یہاں سے چلے گئے۔

ابھی مدرسہ کو جاری ہوئے تھوڑا عرصہ ہی گزرا تھا۔ کہ تحریک ختم نبوت بھی چل پڑی تھی۔ حضرت قاضی صاحب نے علماء کے ہمراہ گاؤں، گاؤں ختم نبوت کی عظمت اور مرزائی فتنہ کی ریشہ دوانیوں کو بے نقاب کیا اور علاقہ بھر میں مرزائیوں کے خلاف نفرت پھیل گئی۔

تحریکِ ختم نبوت کے لئے گرفتاریاں ایک منظم طریقہ پر شروع کی گئیں۔ ضلع جہلم سے پہلے جمعہ پر حضرت مولانا عبداللطیف صاحب رحمۃ اللہ علیہ خطیب جامع مسجد گنبد والی جہلم نے نمازِ جمعہ کے بعد جلوس کی شکل میں احباب سمیت گرفتاری دی۔ دوسرے جمعہ پر حضرت مولانا حکیم سید علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ڈومیلی والوں نے گرفتاری دی۔ شاہ جی مسجد میں جارہے تھے۔ کہ پولیس نے تھانے لے جاکر گرفتار کرلیا۔

تیسرے جمعہ پر حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تقریر کے بعد گرفتاری دی اور کئی ماہ تک جیل میں رہے۔ میں نے جیل میں ایک عریضہ لکھا۔ جس کے جواب میں فرمایا۔ کہ تمہارا وہاں پر کام کرنا ضروری ہے۔ اسی مکتوب گرامی کا ایک جملہ زندگی سنوانے کے لیے کافی ہے فرمایا۔

مرضیٔ مولا از ہمہ اولیٰ

معلوم ہوا کہ رضائے الٰہی ہی مقصودِ زندگی ہے حضرت اقدس کو تمام زندگی اسی جملہ کی عملی تفسیر پایا۔ حضرت مدنی رحمہ اللہ کی وفات کی خبر سن کر۔ حضرت لاہوری رحمہ اللہ کے رخصت ہونے پر، حضرت جہلمی رحمہ اللہ کی جدائی پر، حضرت مولانا نذیر اللہ خان صاحب رحمہ اللہ کی وفات پر جیل میں ہمشیرہ صاحبہ کی وفات پر، قتل کیس میں تمام مدرسہ اور احباب کی گرفتاری پر، مقدمۂ قتل میں ساتھیوں کو سزا ہونے پر، اخیار الحسن کے سزائے موت کا حکم سننے پر، اور ہائی کورٹ سے سب کے سب بری ہونے پر دیکھا۔ کہ حضرت اقدس مجسمہ صبر و رضا ہیں۔ ذلک فضل اللہ (الآیۃ)............

تبلیغی کام پر بات ہو رہی تھی۔ اس سلسلہ میں گاؤں گاؤں تبلیغی جلسوں، اور سنی کانفرنسیں شروع ہوئی۔ جو عموماً 9 بجے دن سے نماز عصر تک ہوا کرتیں۔ ان میں ملک بھر کے جید علماء کرام اور نعت خوان مدعو ہوتے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ چند سالوں اہل سنت کو مذہب سے لگاؤ پیدا ہو گیا اور حق و باطل میں فرق سمجھ میں آنے لگا۔ حضرت جی کا تبلیغی کام افراط و تفریط سے ہٹ کر خالص اصلاحی طرز پر چلتا رہا۔ دلائل سے بدعات کا رد، دلائل سے عظمت صحابہؓ، دلائل سے خلافتِ راشدہ کا اثبات، دلائل سے کلمہ اسلام کا تحفظ اصلی اور نقلی میں فرق اور دلائل سے ہی صحابۂ کرام کا معیارِ حق ہونا ثابت فرماتے۔ تبلیغی کام میں حضرت جی کے بنیادی معاون اور رفیقِ کار حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحب رحمہ اللہ خطیب جامع مسجد گنبد والی جہلم تھے۔ جنہوں نے اس عظیم کام میں دن رات ایک کر رکھا تھا۔ حضرت جہلمی رحمہ اللہ کے اخلاص وللٰہیت کا یہ عالم تھا، کہ کبھی کرایہ وغیرہ یا سفر خرچ کی کمی بیشی یا ہونے نہ ہونے کا ہم نے سنا تک نہیں۔ سواری ہے یا پیدل، سائیکل پر جانا ہے یا تانگہ پر یہ سوال کبھی نہ سنا، گاڑی اور کار کا کوئی مطالبہ نہیں دیکھا گیا۔

حالانکہ آپ طبعاً نازک مزاج تھے۔ لیکن دینی کاموں میں قدم راسخ اور ولولہ مجاہدانہ تھا۔ آواز قدرتاً بلند اور دل کو موہ لینے والی تھی۔

غرض حضرت قاضی صاحب تبلیغی کام عظمتِ صحابہ کرامؓ اور ردِ شیعت جو علاقہ میں تقابل کی وجہ سے بھی ضروری تھا خوب کیا اور اس کے علاوہ اہل سنت کے نظریات سے ہٹ کر جو فتنہ ملک یا علاقہ میں اٹھا آپ نے دلائل سے اس کا رد فرمایا۔

جماعت اسلامی کے امیر ابو الاعلیٰ مودودی صاحب نے عصمت انبیاء۔ عظمت صحابہؓ اور خلافت راشدہ کے خلاف گمراہ کن نظریات کتابوں میں پھیلائے تو آپ نے ان کا مکمل رد فرمایا۔ اور کئی کتابیں تصنیف فرمائیں۔ اسی طرح خارجیت کے جراثیم ملک بھر میں پھیلے ہوئے تھے۔ محمود احمد عباسی نے خلافت

وملوکیت لکھ کر اس فتنہ کا کھلم کھلا پرچار کیا۔ اور جب مولانا محمد اسحاق صدیقی صاحب اس فتنہ کا شکار ہوئے اور اندیشہ تھا۔ کہ وہ علما جن کا گہرا مطالعہ نہیں ہے متاثر ہوں گے تو آپ نے ایک اہم کتاب '' خارجی فتنہ حصہ اول'' شائع فرمائی۔ جس کی تائید ملک بھر کے اکابر علمائے اہل سنت نے کی۔ پھر '' خارجی فتنہ حصہ دوم'' تحریر فرمائی۔ خارجیوں کی طرف سے کئی رسائل اور کتابیں شائع کی گئیں آخر آپ نے '' کشف خارجیت'' لکھ کر اس فتنہ کی مکمل سرکوبی کی۔ علماء اہل سنت والجماعت خصوصاً اور احباب اہل سنت عموماً حضرت اقدس قدس سرہ کی اس عظیم علمی تصنیف کا بغور مطالعہ فرمائیں۔

## مرزائیت

مرزا غلام قادیانی آنجہانی نے انگریز کی سرپرستی میں نبوت کا دعویٰ کیا اور ہزاروں لوگ اس کے دجل کا شکار ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس ملعون کی سرکوبی کے لیے حضرت مولانا محمد کرم الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ دبیر (والد ماجد حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ) کو میدان میں آنے کی توفیق عطا فرمائی آپ نے مرزا قادیانی کو انگریز کی عدالت میں رسوا کیا۔

مرزا قادیانی کو قید اور جرمانی کی سزا ہوئی جس کی مکمل روداد '' تازیانۂ عبرت'' میں چھپ چکی ہے۔

53 اور 72 کی ختم نبوت کی تحریکوں میں حضرت قاضی صاحب نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا حتیٰ کہ مرزائی سرکاری طور پر غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔ جہلم شہر کے کئی مرزائی گھرانے اور چکوال شہر کے چند مرزائی گھر مسلمان ہو گئے۔ جامع مسجد خاتم النبیین جہلم انہیں مرزائی گھرانوں کے مسلمان ہونے پر حضرت جہلمی کی تحویل میں دے دی گئی جس کو نئے انداز میں شاندار طور پر تعمیر کیا گیا۔

## تبلیغی کام میں تسلسل

حضرت قاضی صاحب نے بے سروسامانی کے عالم میں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد پر امدادیہ مسجد متصل گورنمنٹ کالج 1955ء میں مدرسہ عربیہ اظہار الاسلام کی ابتداء فرمائی۔ مسجد شہری آبادی سے باہر واقع تھی۔ حاجی احمد حسین صاحب مدرسہ کے ناظم تجویز ہوئے۔ حاجی صاحب مرحوم بڑے مدبر دیانت دار اور جفاکش تھے۔ جمعہ کی نماز کے لئے دیہاتوں سے احباب سائیکلوں پر اور پیدل چکوال پہنچ جاتے۔ حضرت قاضی صاحب طویل بیان فرماتے۔ تھوڑے عرصہ میں مسجد کا وسیع ہال نمازیوں سے بھر جانے لگا۔

جمعہ کے لیے موجودہ مدنی مسجد کے محلہ والوں کا ایک دفعہ حضرت قاضی صاحب کی خدمت میں

حاضری کا اتفاق ہوا تو انہوں نے جمعہ شہر میں پڑھانے کی پیش کش کی۔ حضرت قاضی نے ان سے فرمایا کہ آپ کو بہری وجہ سے تکالیف آئیں گی میں نے تو کام کرنا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ پھر آپ چھوڑ کر چلے جائیں۔ اس لئے خوب سوچ لیں۔ وہ کہنے لگے کہ ہم فیصلہ کر کے آئے ہیں آپ تشریف لے آئیں اور جمعہ شروع فرمائیں۔ آپ رضامند ہو گئے اور جمعہ مدنی مسجد میں شروع ہو گیا۔ کتابی شعبہ امدادیہ مسجد میں قائم رہا۔ اور آج ماشاء اللہ پونے دو صد طلبا شعبۂ کتب میں زیر تعلیم ہیں اور حضرت مولانا قاری جمیل الرحمن صاحب کی سرپرستی میں جامعہ عربیہ اظہار الاسلام کا شعبہ کتب ترقی پذیر ہے۔ مدرسہ کے اساتذہ اور طلبہ شہر کی کئی مساجد اور ملحقہ دیہات میں امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

## شعبۂ تعلیم النساء

نامساعد مالی حالت کے باوجود حضرت اقدس قدس سرہٗ نے صوفی شیر زمان صاحب کے مکان کے بالائی حصہ میں تعلیم النساء کا شعبہ حفظ قائم فرمایا جس کو بہت جلد ترقی نصیب ہوئی۔

شعبہ حفظ میں سینکڑوں طالبات علاقہ بھر کے علاوہ سرحد اور دور دراز علاقوں سے داخلہ کے لیے آنے لگیں۔ مدنی مسجد کے عقب میں جگہ پر چار منزلہ عمارت تعمیر ہو گئی وہاں منتقلی کے ساتھ ہی خالد منزل کی وسیع عمارت خرید کر تعلیم النسا شعبہ کے حوالے کر دی گئی۔ ماشاء اللہ تعلیم النساء کا شعبہ جس کی ترقی حضرت اقدس کی اہلیہ مرحومہ کے حسن انتظام اور محنت کا مرہون منت ہے اس وقت ساڑھے چار صد کے قریب طالبات زیر تعلیم ہیں۔ شعبہ حفظ کے علاوہ تجوید اور وفاق المدارس کے تحت کتابی شعبہ کی طالبات بھی زیر تعلیم ہیں۔ جس کا انتظام حضرت اقدس کے داماد مولانا حافظ زاہد حسین صاحب رشیدی کے سپرد ہے۔ حافظ صاحب ماہنامہ حق چار یارؓ کے ایڈیٹر بھی ہیں۔

مدنی جامع مسجد میں شعبہ حفظ قرآن مجید ہے شہر کی کئی مساجد میں ناظرہ اور حفظ کے شعبے قائم ہیں جہاں سینکڑوں طلباء زیر تعلیم ہیں۔ شہر کے علاوہ کئی دیہات میں حفظ و ناظرہ قرآن مجید کی تعلیم کا باقاعدہ انتظام ہے۔ یہ سب حضرت قاضی صاحب کی محنت کا اثر ہے۔

## جمعیۃ علمائے اسلام اور تحریک خدام اہل سنت

جمعیۃ علمائے اسلام کا منشور اور پالیسی اہل سنت والجماعت کے عقائد و نظریات کا تحفظ تھا۔ اس کے ساتھ چند جماعتوں کا اشتراک عمل بھی رہا۔ لیکن بعد میں سیاسی اتحاد کو وسعت دینے کے لئے جماعت

اسلامی اور خاکسار تحریک کو بھی شامل کیا گیا۔ حضرت قاضی صاحب مرکزی شوریٰ کے رکن تھے۔ اور مرکزی شوریٰ کا اجلاس ڈھاکہ میں طلب کیا گیا تھا۔ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ مودودی اور خاکسار کے ساتھ اتحاد سے ناخوش تھے۔ میں ان دنوں مڈل سکول چکوال میں پڑھاتا تھا۔ ترجمان اسلام میں اجلاس کی خبر پڑھی تھی۔

سکول سے چھٹی کے بعد چکوال گیا حضرت صاحب سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ میں مودودی اتحاد کی وجہ سے بنگال کے اجلاس میں نہیں جارہا۔ فرمایا علمائے اسلام میں کام کرنے کا مقصد اہل سنت کے حقوق کا تحفظ اور ان کی سیاسی ساکھ بحال کرنا ہے۔ مودودی جماعت سے ہمارا اصولی اختلاف ہے۔ ان کی شمولیت سے وہ مقاصد حاصل نہیں ہوسکتے اور یہ جماعتی منشور کے بھی خلاف ہے۔ اس لئے میں نے مولانا شمس الدین صاحب ناظم جمعیۃ علمائے اسلام کو استعفیٰ دینے اور حاضر نہ ہونے کی اطلاع دے دی ہے فرمایا! ٹھہرو میں تحریر لاتا ہوں پھر حضرت اقدس نے وہ خط جو مولانا کو لکھا تھا۔ مجھے دیا فرمایا کہ پڑھ لو۔ میں نے خط پڑھا اس میں اسی اختلاف کی اطلاع تھی۔ ان دنوں حضرت قاضی صاحب مدنی مسجد کے اندر ایک چھوٹے سے حجرے میں قیام پذیر تھے۔

تحریک خدام اہل سنت کی ابتدا اہل سنت والجماعت کے حقوق کے تحفظ کے لئے حضرت پیر خورشید احمد صاحب خلیفہ حضرت مدنی رحمہ اللہ کی سرپرستی میں ہوئی۔ لاہور مرکزی اجلاس ہوا جس میں حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ تحریک کے امیر اور بعد میں حضرت جہلمی رحمہ اللہ صوبہ پنجاب کے امیر تجویز ہوئے۔

تحریک خدام اہل سنت کے امیر کی حیثیت سے آپ نے ملک میں اور خصوصاً علاقہ چکوال کی سیاست میں اتنا حصہ لیا جس سے سنی مذہب اور سنی مسلمانوں کو فائدہ پہنچے اور دوسرے فرقے کے افراد جو قلیل تعداد میں ہیں۔ ان کی سیاسی برتری قائم نہ ہو۔

افسوس کہ اہل سنت کے سیاسی زعماء نے اہل سنت کے ووٹ تو لئے لیکن اہل سنت کے حقوق کا تحفظ نہیں کیا۔ بہرحال حضرت قاضی صاحب نے دائیں اور بائیں بازو کی حمایت کی بجائے سنی مذہب کو بحال رکھنے کی فکر اپنائی۔ جس کے بحمد للہ اچھے اثرات مرتب ہوئے۔ باطل کی یلغار سے سنی افراد اور سنی موقف محفوظ رہا۔ ان شاء اللہ تحریک خدام اہل سنت جانشین قائد اہل سنت رحمہ اللہ حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین صاحب اظہر مدظلہ کی قیادت اسی موقف کو اپناتے ہوئے اہل سنت والجماعت کی خدمت کا فریضہ سرانجام دیتی رہے گی۔ اللھم آمین

# عقائد حقہ کے اندر پختگی

تحریر مولانا محمد عثمان ☆

تاریخ اسلام کے ہر دور میں علمائے حق نے دین کی حفاظت، کفر والحاد اور شرک و بدعت کے مقابلے کے لیے اپنی زندگیاں وقف کیں اور اس مقصد کے لیے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔

علمائے دیو بند کی دینی، علمی اور سیاسی خدمات اظہر من الشمس ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس آخری دور میں حضرات علمائے دیو بند سے اپنے دین کی جو خدمت لی ہے اور انہیں زندگی کے ہر شعبے میں جن علمی، دینی اور سیاسی کارناموں کی توفیق بخشی کسی بھی معقول انسان کو ان کا اعتراف کیے بغیر چارۂ کار نہیں۔

انہی علماء سے فیض یافتہ ایک عظیم ہستی حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ ضلع چکوال کے ایک قصبہ موضع بھیں میں ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۳۶ھ کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی دینی تعلیم اپنے والد مناظر اعظم مولانا کرم الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ دبیر سے حاصل کی۔ پھر موقوف علیہ تک دار العلوم عزیزیہ بھیرہ ضلع سرگودھا میں پڑھتے رہے ۱۹۳۸ء میں دار العلوم دیو بند تشریف لے گئے جہاں وقت کے نامور اساتذہ کرام و علمائے دین سے فیض حاصل کیا۔ جن میں شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم دار العلوم دیو بند امام ادب حضرت مولانا اعزاز علی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا پیر مبارک شاہ رحمۃ اللہ علیہ، اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی رحمۃ اللہ علیہ تھانوی جیسی باکمال شخصیات شامل ہیں۔ آپ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خلافت سے سرفراز فرمایا۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا حق ادا کر دیا۔ ۱۹۵۵ء میں کل پاکستان جمعیت علماء اسلام ضلع جہلم کے امیر مقرر ہوئے۔ صدر ایوب کے مارشل لاء دور میں جمعیت پر پابندی لگی تو نئی جماعت نظام العلماء پاکستان کے ضلع جہلم کے امیر مقرر ہوئے۔ ۱۹۶۲ء میں جمعیت علمائے اسلام

☆ مدرس مدرسہ حنفیہ تعلیم القرآن، میرپور، آزاد کشمیر

راولپنڈی ڈویژن کے امیر مقرر ہوئے۔ ۱۹۶۵ء میں جمعیت علمائے اسلام پنجاب شمالی کے نائب امیر بنائے گئے۔

## حضرت جہلمی رحمہ اللہ سے مثالی تعلق

حضرت قاضی رحمہ اللہ صاحب نے جمعیت کو خیر آباد کہنے کے بعد ۱۹۶۹ء میں تحریک خدام اہل سنت والجماعت کی بنیاد رکھی۔ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ حضرت جہلمی رحمہ اللہ نے مل کر کام کرنا شروع کیا۔ حضرت جہلمی رحمہ اللہ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کے لئے جماعتی سطح پر دائیں بازو کی حیثیت رکھتے تھے۔ حضرت رحمہ اللہ کو حضرت جہلمی رحمہ اللہ پر مکمل اعتماد تھا۔ اسی بناء پر انہیں اپنی جماعت کے لئے صوبہ پنجاب کی امارت سپرد فرمائی۔ ملک پاکستان اور آزاد کشمیر کے مختلف اضلاع میں یہ دونوں شخصیتیں مل کر دینی اور تبلیغی دورے کیا کرتی تھیں۔

حضرت قاضی رحمہ اللہ کو جس طرح حضرت جہلمی رحمہ اللہ پر مکمل اعتماد تھا اسی طرح حضرت جہلمی رحمہ اللہ کو حضرت قاضی رحمہ اللہ پر مکمل طور پر اعتماد تھا ایک دفعہ جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام مدنی مسجد جہلم میں ایک دینی پروگرام ہو رہا تھا سامنے اسٹیج پر یہ دونوں شخصیتیں تشریف فرما تھیں حضرت جہلمی رحمہ اللہ نے بیان کے دوران حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اس مرد قلندر اور مرد درویش کو ہم نے ٹٹول کر دیکھا ہے خلوص، تقویٰ، للّٰہیت اور سادگی ان کی رگ رگ میں پیوست ہے سب سے بڑی بات عقائد حقہ کے اندر پختگی ہے جس کا پرچار یہ بلا خوف لومۃ لائم کرتے ہیں ہمیں ان پر مکمل اعتماد ہے۔

## حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ فتنوں کے تعاقب میں

یوں تو علمائے دیوبند سے فیض یافتگان میں سے ہر کسی نے کسی نہ کسی فتنہ کا زبان اور قلم سے رد کیا ہے لیکن اس موڑ پر آکر دیکھا جائے تو یہ بات مانے بغیر چارہ کار نہیں رہتا کہ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ ہی وہ شخصیت تھے جنہوں نے ہر آنے والے فتنہ کا زبان اور قلم سے رد کیا۔ خواہ وہ فتنہ پرویزیت ہو یا قادیانیت، فتنہ یزیدیت ہو یا خارجیت، فتنہ مودودیت ہو یا رافضیت، فتنہ مماتیت ہو یا فتنہ غیر مقلدیت، اس پر واضح اور بین ثبوت حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی تصانیف اور خاص طور پر ماہنامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم ہے جس میں سرفہرست حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کا مضمون ہوتا ہے جس میں باطل

مذہب والوں میں سے کسی کے بارے میں قلم میں لچک نہ ہوتی تھی، پھر تو پھر اگر اپنے لوگوں میں سے بھی خاص طور پر علماء حضرات میں سے کوئی بھی سیدھی راہ سے ہٹ کر دوسرے رخ پر چل پڑا تو حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسے بھی معاف نہیں کرتے تھے۔ روزنامہ اسلام میں مولانا راشدی صاحب کا کالم دیکھا۔ جس میں مولانا فرما رہے ہیں کہ ایک دفعہ میں خود حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ حضرت آپ کی شخصیت بہت بڑی ہے آپ ہمارے جیسوں کے خلاف مضمون نہ لکھا کریں ہم آپ کے بیٹوں کی جگہ ہیں اگر ہم سے کوئی غلطی ہو جائے تو اپنے پاس بلا کر ڈانٹ دیا کریں جیسے باپ اپنے بیٹوں کو ڈانٹتا ہے ہمیں اپنا مد مقابل نہ بنایا کریں۔ تو حضرت نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اپنی شخصیت کو دیکھوں یا مسلک کا دفاع کروں؟ مولانا فرماتے ہیں کہ میرے پاس اس کا کوئی جواب نہ تھا۔ خلاصہ یہ کہ مسلک کے معاملہ میں کسی کو معاف نہ کرتے تھے۔

## حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تائید

آخر میں طلبہ دینی مدارس کے فائدہ کے لئے حضرت مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ صاحب کراچی والوں کا ایک بیان ماہنامہ حق چار یار محرم الحرام فروری ۲۰۰۴ء سے نقل کرتا ہوں۔ طلبہ کرام اسے پڑھیں اور اپنے عقائد کو بچانے کے لئے مماتی مدرسوں سے دور رہیں۔

بقول حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذی جب حضرت مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں یہ بات آئی کہ ایک طالب علم آٹھ سال تک ہمارے مدارس میں پڑھتا ہے ہمارے ہی مدارس طلبہ کو ہر قسم کی سہولتیں بھی فراہم کرتے ہیں۔ مختلف اساتذہ کرام علماء عظام سے علم حاصل کرتے ہیں جو علم و عمل کے پہاڑ اور معقول و منقول کے ماہر ہوتے ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ وہ دو مہینے کسی دوسری جگہ دورۂ تفسیر پڑھنے سے ان کا ہم مسلک ہو جاتا ہے؟

تو حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بھائی اصل بات یہ ہے کہ ہمارے ہاں طالب علم کو صرف کتاب پڑھائی جاتی ہے جس فن اور موضوع کی کتاب ہے استاد طالب علم کو وہی پڑھا رہا ہے کتاب تو محنت سے پڑھا دی جاتی ہے جس میں محنتی طالب علم ماہر بن جاتا ہے لیکن مسلک نہیں پڑھایا جاتا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ طالب علم مدرسہ سے فارغ ہونے کے بعد علوم فنون میں تو خوب ماہر ہو جاتا ہے مگر اکابر کے مسلک مزاج اور ذوق کا اسے کچھ پتہ نہیں ہوتا دوسرے حضرات ایک دو ماہ میں صرف تفسیر نہیں پڑھاتے

بلکہ اس مختصر وقت میں تفسیر تو پڑھانا ممکن ہی نہیں بلکہ وہ حضرات تعلیم کے نام پر اپنا مسلک پڑھاتے ہیں۔
طالب علم کے ذہن میں اپنے نظریات اور مسلک کو ڈالا جاتا ہے اس کی خصوصی تربیت اس دوران ہوتی ہے
اس لئے اس مختصر مدت میں وہ انہی کا ہو جاتا ہے جو چیز آٹھ دس سال کے عرصہ میں اسے دینی دی گئی تھی وہ دو
ماہ میں اڑ گئی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ان کے رنگ میں رنگا جاتا ہے۔ اس لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ
طالب علم کو صرف کتاب نہیں پڑھانی چاہیے بلکہ کتاب کے ساتھ اس کو اکابر رحمہم اللہ کا مسلک و مشرب ان
کے عقائد و نظریات بھی پڑھائے جائیں اور اکابر رحمہم اللہ کا ذوق و مزاج بھی سکھایا جائے اس کے لئے ملک
کے بڑے ادارے اگر اہتمام کریں تو جلد فائدہ کی امید ہے۔ اس بیان میں مکمل طور پر حضرت قاضی
صاحب رحمہ اللہ کی تائید ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے۔ اور ہم کو ان
کے ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

❁❁❁❁

## محسن اللہ خان خدامی، جہلم

قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ اور مجاہد ملت حضرت مولانا عبداللطیف صاحب جہلمی رحمہ اللہ آپس میں جس طرح محبت و تعاون کا تعلق رکھتے تھے اسے دیکھ کر رحماء بینهم کی عملی تفسیر اس دور میں نظر آتی تھی۔

# بندۂ تسلیم و رضاء

کتبہ مفتی محمد صدیق ☆

احقر مدرسہ میں سبق پڑھانے کے لئے جانے کی تیاری کر رہا تھا کہ اچانک دروازے پر دستک ہوئی باہر جا کر معلوم کیا تو مدرسہ کے طلباء نے قیامت برپا کر دینے والی خبر سنائی کہ چکوال سے ٹیلی فون کے ذریعے اطلاع ملی ہے کہ قائد اہل سنت وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ داغ مفارقت دے گئے ہیں۔

حضرت والا شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سے تھے ظاہری علوم کی تکمیل کے بعد حضرت تزکیہ باطنی کے لئے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے رجوع فرمایا اور ان سے اصلاح قلبی کے سبق حاصل کئے۔ حضرت کی تربیت کا اثر آپ پر چڑھتا گیا۔ حتی کہ آپ حضرت کی تربیت میں کامیاب و کامران ہوئے تو حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو طریقت میں مجاز بنایا۔ پھر کیا تھا حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے تمام عمر علم ظاہر اور علم باطن کے پھیلانے میں صرف کر دی۔

ماشاء اللہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا جو فیض حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کو نصیب ہوا۔ اس کا نتیجہ یہ تھا کہ آپ نے اشاعت دین کے تمام شعبوں میں بڑی خدمات انجام دیں۔

علم ظاہر کی تعلیم و اشاعت کے لئے آپ نے چکوال شہر میں مدرسہ عربیہ اظہار الاسلام کی بنیاد رکھی اور علاقہ بھر میں تیس سے زائد اس کی شاخیں طلباء اور طالبات کی دینی و علمی پیاس بجھا رہی ہیں۔

علم باطن اور تزکیہ نفس کے سلسلے میں حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے متعلقین کی تعداد ہزاروں میں ہے جنہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور اپنے نفس کی اصلاح کروائی۔

دینی تعلیمات کو عام کرنے کے لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وعظ و تقریر کا ایک طویل سلسلہ شروع کر رکھا تھا۔ ملک بھر میں سنی عوام کو بیدار کرنے کے لئے آپ سینکڑوں اجتماعات سے خطاب فرماتے تھے۔

---

☆ مدرس مدرسہ حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم چمن، تلہ گنگ

حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خاص مشن تحفظ ناموس اصحاب رسول ﷺ، نظام خلافت راشدہ کا نفاذ اور مذہب اہل سنت علماء دیوبند کے عقائد کا پرچار اور تحفظ تھا۔ اسی پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ساری عمر صرف کر دی حتیٰ کہ اپنی صحت و بیماری کا بھی خیال نہیں کیا۔ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ ظلم سہے لیکن اپنے مشن کو نہ چھوڑا۔

جو بات بھی علماء دیوبند کے مسلک کے خلاف سمجھتے اس کے خلاف ڈٹ جاتے دیگر علماء سے سبقت لے جاتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مؤقف اور طریق کار ہمیشہ بے لچک ہوتا اور پھر اس سلسلے میں کسی نتیجہ کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔

تصانیف و تالیف میں بھی آپ نے بڑی خدمات انجام دیں۔ مرزائیت، شیعیت کے علاوہ مودودیت کا بھی رد کرتے ہوئے آپ نے کئی کتابیں و رسائل لکھے۔

اتنا بڑا علمی مقام رکھنے کے باوجود حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کیمیا گر کا اثر تھا کہ آپ خالصتاً بندہ تسلیم و رضاء بن گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی بلند ہمتی اولوالعزمی، مجاہدانہ کردار، استقامت علی الدین کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ محرمات تو ایک طرف مشتبہات سے بھی کوسوں دور رہتے تھے۔ لیکن موت ایسی اٹل حقیقت ہے جس سے کسی کو انکار نہیں رہا ہے۔ اللہ جل شانہ حضرت کو اعلیٰ مقام نصیب فرمائیں اور ان کے فیض سے ہماری دنیا و آخرت بہتر فرمائیں۔

چکوال میں تھا جو نور کا مینار بجھ گیا
روشن تھے جس سے کوچہ و بازار بجھ گیا

## دلائلِ نبوت میں سے ایک زبردست دلیل

حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں......

حقیقت یہ ہے کہ اصحابِ رسول ﷺ کی جماعتِ مقدسہ رسولِ اکرم ﷺ کے دلائلِ نبوت میں سے ایک زبردست دلیل ہے اور ہر ہر صحابی معجزاتِ محمدیہ میں سے ایک ایک معجزہ کی شان رکھتا ہے کیونکہ انبیائے کرام علیہم السلام کے علاوہ صحابی رسول ﷺ کی شان مقبولیت و محبوبیت، نور خلوص و تقویٰ اور مومنانہ ہمت و استقامت اور کسی فرد بشر میں نہیں پائی جاتی۔ رحمۃ اللہ علیہ (سنی مؤقف ص ۵۱)

# سفینہ اہل سنت کا ناخدا چل بسا

تحریر حافظ محمد الطاف منہاس ☆

یہ نومبر ۱۹۰۲ء کی بات ہے جب مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے حواری...... اس مرد درویش کی اذانِ حق سن کر بڑبڑا اٹھے۔ مرزا قادیانی ہتک عزت کا دعویٰ لے کر عدالتی دہلیز پر جا پہنچا اور مقدمہ جہلم کی عدالت سے گورداسپور منتقل کرا لیا...... گورداسپور کی عدالت بجی ہوئی ہے۔ مرزا قادیانی باوجود مدعی ہونے کے مجرم کی حیثیت سے عدالت میں کھڑا ہے اور وہ مردِ حق پرست بھی دلائل کی بھرپور یلغار سے مرزا کو نکیل ڈال رہا ہے...... انگریز جج بھی انگشت بدنداں ہے کہ آج تک عدالت میں بڑے بڑے مقدمے اور بڑے بڑے مجرم آئے مگر یوں رسوائی کے دریا میں غوطے کھاتا بے بس مجرم میں نے آج پہلی مرتبہ دیکھا ہے بالآخر اس مرد درویش نے مرزا جی کو دلائل کی رسی سے جب خوب گھسیٹ لیا تو انگریز جج نے انگریزی نبی کو جرمانے و ہرجانے کی سزا کا اعلان سنا دیا......

گورداسپور کی عدالت میں قادیانی کے گلے میں رسوائی کا ہار ڈالنے والا مرد درویش ''آفتاب ہدایت'' لکھ کر رافضیت کے محل میں نقب لگانے والا مرد قلندر جسے اپنے بیگانے رئیس المناظرین مولانا کرم الدین دبیر رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے جانتے اور مانتے ہیں۔ چکوال شہر سے ۱۳ کلومیٹر شمال مشرق میں واقع قصبہ بھیں کے رہنے والے تھے۔ دیوبندی بریلوی مسلک کے لوگ آپ کے علمی مقام اور مناظرانہ صلاحیت کے گردیدہ اور معترف ہیں۔ آپ علمی مہارت، عملی طہارت، مناظرانہ پیچ وخم، جرأت، بہادری، دلیری جیسی بے شمار خوبیوں کے مالک تھے جو کہ مستقل عنوان ودیوان میں لکھنے کی متقاضی ہیں۔ آپ نے انہی خوبیوں کی نہج پر اپنی اولاد کی تربیت کی یہی وجہ ہے کہ آگے چل کر آپ کے صاحبزادگان مستقل عنوان کی حیثیت اختیار کر گئے آپ ہی کے لائق فرزند شہید ختم نبوت غازی منظور حسین شہید رحمۃ اللہ علیہ ہیں جنہوں نے راجپال ہندو افسر کو واصل جہنم کیا بعد ازاں کئی مروت کے جنگلات میں مرتبۂ شہادت پر فائز ہو گئے۔ آج بھی ان کی

---

☆ ساکن چکنلوک، چکوال

بنوں روڈ پر مرقد مبارک ہر گزرنے والے کو درسِ حریت دے رہی ہے۔ مولانا کرم الدین رحمہ اللہ کے ہاں اکتوبر ۱۹۱۴ء کو جس طفلِ بامراد کی پیدائش ہوئی یہی آگے چل کر قوم خودار میں صورِ انقلاب پھونکنے والے قائد اہل سنت وکیلِ صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کہلائے۔ میری ان سطور میں موضوع سخن یہی عظیم شخصیت ہے۔ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی کے سایۂ شفقت میں شروع کی اور بہت جلد ہی دینی وعصری علوم کی منازل طے کرتے ہوئے ۱۹۲۸ء میں ہائی سکول چکوال سے میٹرک اور ۱۹۳۴ء میں اشاعتِ اسلام کالج سے ماہر تبلیغ کورس پاس کرلیا۔ ۱۹۳۷ء میں دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ سے دورہ حدیث شریف تک علوم دینیہ کی پیاس بجھائی...... یہ وہ دور تھا جب برصغیر کی عظیم علمی درسگار دارالعلوم دیوبند کا شہرہ آسمان کی بلندیاں چھور ہا تھا......

دارالعلوم دیوبند کے فیضِ لاریب کو مالک کل مکان نے یہ شرف بخشا ہے کہ اس نے برصغیر میں بالخصوص اور پوری دنیا میں بالعموم جہالت کے پردوں کا طلسم توڑا اور توحید ورسالت کے چراغ جلائے ہیں۔ اور اس حقیقت کو بھی زمانہ جھٹلانے سے قاصر ہے کہ اس ٹکسال سے نکلنے والے ہر سکے نے دنیا سے اپنا آپ منوایا......اور ظلم واستبداد کے تندوتیز طوفاں میں بھی علمِ حق سرنگوں ہونے دیا اور نہ گرنے دیا...... اگرچہ اس طائفہ حق شناس کے راستوں کو مسدود کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا گیا مالٹا کے جزیرے سجائے گئے......خون کی ندیاں رواں کی گئیں......حوصلے پابند سلاسل کیے گئے...... جذبے آہنی زنجیروں میں جکڑے گئے......حتیٰ کہ کئی منچلے جرمِ حق گوئی کی پاداش میں سولیوں کی نظر کردیئے گئے مگر اس تمام کے باوجود نہ تو یہ کارواں ظلمات کی بہتی نیہ کے آگے رکا اور نہ ہی میر کارواں وعدہ معاف گواہ بنے۔ یہی وجہ ہے کہ دیوبند کا نام آتے ہی تاریخ کے صفحات مارے ادب کے اپنے قرطاس کو قلم کی نوک کے آگے سجدۂ تعظیمی بجالانے پر مجبور کردیتی ہے......دارالعلوم دیوبند کی انہی دینی وعلمی خدمات سے متاثر ہو کر مولانا کرم الدین دبیر رحمہ اللہ نے اپنے ہونہار فرزند ارجمند حضرت قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کو اعلیٰ تعلیم کے لئے ۱۹۳۸ء میں ایک رقعہ بنام شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی رحمہ اللہ دے کر دارالعلوم بھیج دیا اور دارالعلوم کا پاکیزہ ماحول......علم کی محافل......عمل کا جذبہ......سب کا سب عظیم سعادت مندی تھی لیکن حضرت قاضی صاحب کی قسمت کے کیا کہنے کہ ان ساری سعادتوں کے ساتھ ساتھ ان اساتذہ کی صحبت و قربت نصیب ہوئی جن کی عظمت وتوقیر پر زمانہ رشک کرتا ہے۔ بالخصوص حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ جن کے نام پر تاریخ برصغیر کی طریقت وسیادت کو مان وناز ہے۔ جن کی صحبت سے فیض پانے

والے مریدین، شاگرد متوسلین برصغیر کے سارے گلے کو اپنے رنگ میں رنگ گئے۔ گویا کہ قاضی صاحب نے عمر دینیہ کے ساتھ طریقت واسلوب کے سبق بھی پڑھنے شروع کر دیئے۔ ۱۹۳۹ء میں دارالعلوم دیو بند سے فراغت کے بعد اس فیض لاریب ان برکات وانوارات کو سمیٹ کر اپنے ملاتے میں منتقل ہو گئے۔ ابھی دو سال کا عرصہ ہی گزرا تھا کہ رافضیت کے اکسانے پر ایک شخص نے ذاتی نوعیت کے جھگڑے کو بنیاد بنا کر آپ پر حملہ کر دیا آپ نے دفاعی وار کیا جو یدموسوی ثابت ہوا اور وہ شخص ہلاک ہو گیا۔ ۱۹۴۱ء میں آپ کو اسی مقدمہ کی بنیاد پر عمر قید کی سزا سنادی گئی۔ آپ کی اسیری پنجاب کی مختلف جیلوں میں گزری جو آٹھ سال کے عرصے پر محیط تھی اس دوران جہاں برصغیر کی تقسیم کا واقعہ رونما ہوا وہیں امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بھی زمانے کے ایام کی گردش آنکھ مچولی کھیلتی رہی، جہاں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو بیعت وخلافت سے نوازا اور آپ ان کے خلیفہ مجاز بن گئے۔ وہاں اس سعادت وعظمت کے ساتھ ساتھ ہی اسی اسیری کے دوران آپ کے والد گرامی حضرت مولانا کرم الدین دبیر رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کی والدہ محترمہ کا انتقال اور غازی منظور حسین رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت جیسے دلخراش واقعات بھی رونما ہوئے۔ مگر اس مردِ قلندر نے خندہ پیشانی سے فیصلِ صادق کے فیصلوں کو قبول کیا..... ۱۹۴۹ء میں رہائی کے بعد نئے عزم اور ولولے سے اپنے آبائی علاقہ چکوال (جو کہ جہالت کی اندھیر نگری اور اہل بدعت ورفض کی آماج گاہ بنا ہوا تھا) میں دینی مسلکی جدوجہد کا آغاز کیا..... اسی دوران ۱۹۵۳ء میں ختم نبوت کی تحریک چلی۔ عشاق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سر بکف ہو کر میدانِ کارزار میں کود پڑے پورے ملک کے علماء نے جیل بھرو مہم کا اعلان کر کے جیلیں آباد کرنی شروع کر دیں..... حضرت والا نے بھی جہلم کی مشہور دینی درسگاہ گلشن جہلمی جامعہ حنفیہ میں قادیانیت کے شجر نامراد پر بانداز تقریر زوردار آرا چلا کر اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کر دیا اس دوران آپ کی اسیری کا اکثر حصہ منٹگمری (ساہیوال) جیل میں گزرا..... حضرت والا کو جہاں باری تعالیٰ نے علم وعمل سے نوازا وہاں پر آپ کو جرأت و بے باکی، ہمت و بے خوفی بھی اپنے خاندان سے ورثے میں ملی تھی۔ ایوبی دور میں جب قادیانیت کے خلاف بولنا یا لکھنا جرمِ عظیم تصور کیا جاتا تھا چکوال شہر میں کسی منچلے جیالے نے قادیانیت کے خلاف لکھائی کر کے شہر کے درودیوار کر گرمادیا اس واقعہ سے انتظامیہ میں کھلبلی مچ گئی۔ بسیار کوشش کے باوجود جب مطلوبہ شخص گرفتار نہ ہو سکا تو انتظامیہ نے مذکورہ واقعہ کی مذمت کی اور ذمہ دار کو قرار واقعی سزا دینے کا مطالبہ کیا مگر جب حضرت والا سے پوچھا گیا کہ اس واقعہ میں آپ اپنے مدعا سے مطلع کریں تو حضرت والا بزبان حال یوں گویا ہوئے.........

''کہ تف ہے ان مولویوں پر جو منبر و محراب سے عشق رسول ﷺ کے نعرے بلند کرتے ہیں اور اگر کوئی عاشق صادق اپنے جذبات کا اظہار کر دے تو اس کو سزا دلوانے کی باتیں کرتے ہیں...... مجھے یہ تو معلوم نہیں کہ یہ کس نے لکھا ہے لیکن اگر معلوم ہو جائے تو میں مذکورہ عاشق صادق کے ہاتھ چوم لوں گا۔''

۱۹۶۵ء میں جب جہلم روڈ چکوال شہر میں واقع احمدی فرقہ کے لوگوں نے سپیکر پر حکومتی اجازت نامے کے ساتھ جلسہ کرنے کا اعلان کیا تو عین جلسے سے چند لمحے قبل حضرت والا اپنی مسجد سے تلوار لے کر نکلے اور بازار سے آواز لگاتے ہوئے گزرے کہ ''لوگو! تم کس لئے زندہ ہو کہ تمہارے ہوتے ہوئے ختم نبوت کے ڈاکو لاؤڈ سپیکر پر آزادی سے لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔ تلوار لہراتے بپھرے ہوئے شیر کی گرج سن کر شہر کے تاجروں نے بازار بند کر دیئے اور حضرت کے ساتھ ہو لئے آپ ایک بڑے جلوس کی شکل میں جب مذکورہ جگہ پہنچے تو ضلعی انتظامیہ کے افسرانِ بالا آڑے آ گئے اور ایک لمبی لکیر کھینچ کر کہنے لگے کہ جماعتِ احمدیہ والوں نے اجازت لے کر اس جلسے کا انعقاد کیا ہے لہٰذا اگر کسی نے اس لکیر کو کراس کرنے کی کوشش کی تو اسے گولی سے اڑا دیا جائے گا۔ خالد دینا حال کراچی میں کفن لہرانے والے حسین احمد مدنی ؒ کا یہ روحانی فرزند لکیر کراس کر کے افسران کو (بزبان حال) یوں مخاطب ہوا...... ''اے بھتہ خورو! اگر ہمت ہے تو ختم نبوت کے در کے اس پہرہ دار پر گولی چلاؤ'' ! انتظامیہ منہ تکتی رہی اور آپ نے نہ صرف جلسہ بند کروا دیا بلکہ پھر چکوال کی تاریخ میں آج تک قادیانیوں کا اعلانیہ جلسہ نہ ہو سکا۔ حضرت والا جس طرح طبیعت کے انتہائی نرم...... شفیق و مہربان...... سادگی و تقویٰ کے پیکر اور حد درجہ مہمان نواز تھے ویسے ہی عقیدے اور مسلک کے اعتبار سے فولادی چٹان تھے...... اپنوں بیگانوں کی پرواہ کئے بغیر مسئلہ حق کو نہ صرف بیان کرنا بلکہ بغیر لگی لپٹی کے بیان کرنا حضرت والا کا عمر بھر کا وطیرہ رہا بعض معاصرین کا خیال ہے کہ حضرت والا اپنے مؤقف کے اعتبار سے انتہائی سخت تھے لیکن صاحب فراست لوگ جانتے ہیں کہ نفس پرستی اور مصلحت پسندی کے اس دور میں جب کہ ہر خاص و عام حقیقت حال بیان کرنے سے عاری اور اظہار حق و صدات سے چشم پوشی اختیار کر کے مصلحت کی منقش چادر کا سہارا لیتا ہے ان حالات میں وہ مردِ قلندر عقیدے اور مسلک کے دفاع میں سخت مؤقف اپنائے ہوئے تھا اور وہ یقیناً اس میں حق بجانب تھا وگرنہ مسلک کا دفاع یقیناً خطرے سے خالی نہ تھا...... یہی وجہ ہے کہ جماعتِ اسلامی کے ساتھ ایک سیاسی اتحاد کی بناء پر آپ نے جمعیت علمائے اسلام سے استعفیٰ دے کر ۱۹۶۹ء میں اہل سنت والجماعت کے فکری و ذہنی شعور کو بیدار کرنے کے لئے...... یارانِ مصطفیٰ ﷺ کی عظمت کو عام کرنے کے

لئے ...... مسلک حقہ علمائے دیوبند کا دفاع کرنے کے لئے "تحریک خدام اہل سنت والجماعت" کی بنیاد رکھی اور پھر ساری زندگی اپنے پروگرام ومنشور اور جماعتی ماٹو، یا اللہ مدد، اصلی کلمہ اسلام اور نعرۂ حق چار یار رضی اللہ عنہم کو لے کر بستی بستی، قریہ قریہ، لیل ونہار...... پیدل میلوں میلوں کا سفر کر کے ...... سائیکل پر جا کر ...... درسِ قرآن سنی کانفرنس کے عنوان سے اپنے پروگرام کو عام کیا اور وہ علاقہ جو جہالت کی آماجگاہ تھا۔ اس مرد قلندر کی محنت وکاوش اخلاص وللّٰہیت کے نتیجے میں آج وہ علاقہ دیوبندیت کا مضبوط قلعہ سمجھا جاتا ہے......

یہ مرد درویش نصف صدی سے زائد مذہب ومسلک کی پاسداری کر کے ...... مختلف موضوعات پر کتب تصانیف کر کے اپنے لاکھوں مریدین متوسلین کو داغ جدائی دے کر ۲۶ جنوری ۲۰۰۴ء کو منوں مٹی تلے جا بسا۔ چکوال کی تاریخ نے پہلی مرتبہ آج کسی جنازے کا ہجوم یوں دیکھا تھا کہ جس میں علماء، صلحاء سیاسی زعماء، تاجر برادری اور تمام شعبۂ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے لاکھوں چاہنے والوں نے شرکت کی۔

اس مرد قلندر کو شہر سے آبائی قصبے میں لے جایا گیا تو میت کے دیدار کے لئے ہزاروں کا ہجوم تھا اور جس طرح دیہات کے لوگوں بالخصوص چک ملوک کے سنی مسلمانوں نے اپنے محبوب قائد کو الوداع کیا وہ منظر یقیناً قابلِ دید اور قابلِ تحسین تھا...... یوں سفینۂ اہل سنت کے اس ناخدا کو اپنے والد گرامی کے پہلو میں اپنے آبائی قصبہ بھیں میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ [بشکریہ ماہنامہ خلافت راشدہ فیصل آباد مارچ ۲۰۰۴]

❂❂❂❂

# بے مثال وکیل

جناب قاری عالم زیب صاحب ☆

وکیل صحابہؓ، دشمنان دین و صحابہؓ کے خلاف سیف بے نیام، پیکر حلم و حیا، صاحب عزم و عزیمت، قلزم علم و حکمت، بقیۃ السلف، حجۃ الخلف، حضرت قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس صدی کی ان عظیم شخصیتوں میں سے ایک تھے کہ جب وہ شخصیت دنیا سے اٹھ جائے تو پھر اس کی نظیر دوبارہ کم ہی پائی جائے اور جو خلا اس کے جانے کے بعد پیدا ہو وہ بمشکل پُر ہو سکے......

آئے عشاق گئے وعدہ فردا لے کر
اب نہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لے کر

یوں تو دنیا میں علماء اور خطباء کی کمی نہیں لہک لہک کر اور طرز یں لگا لگا کر بیان کرنے والے بھی بہت ہیں اور اہل علم بھی بہت ہیں۔ شریں بیاں مقررین کو بھی سنا اور واعظین کو بھی لیکن ان سب میں ایک کمی شدت سے محسوس ہوئی۔ "مدح صحابہؓ" اس کمی کو قائد اہل سنت حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پورا کیا۔

حضرت قائد رحمۃ اللہ علیہ آیت تمکین پر درس دیتے تھے جس میں صحابہؓ کا خوب ذکر ہوتا۔ اور صحابہ کرامؓ پر لگائے جانے والے الزامات کا بڑا پائیدار اور مسکت جواب ہوتا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے جن لوگوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لعن طعن کیا ہے۔ دراصل وہ لوگ دین کو بدنام کر رہے ہیں کیونکہ دین کو سب سے زیادہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سمجھا ہے۔ اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم داغدار ہو گئے تو دین کیسے محفوظ رہیگا۔ صحابہ کرامؓ نے قرآن کو اترتے دیکھا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کو دیکھا ہے۔"

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دفاع ان کے فضائل اور ان کی مدح کو اپنا مشن بنایا۔ اس کے علاوہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ہر باطل فرقہ کے خلاف تقریراً، تحریراً کام کیا اور ہر جدید فتنہ کا تعاقب کیا لیکن حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کسی خاص فرقہ کو اپنا ہدف نہیں بنایا بلکہ ہر اس جماعت اور اس شخص کا تعاقب کیا۔ جس

☆ مانسہرہ، حال مقیم لاہور

نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مقدس ہستیوں کو اپنی تنقید کا نشانہ بنایا اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ طرۂ امتیاز تھا کہ اگر اپنے ہم مسلک علماء میں سے بھی کسی نے اکابر علماءِ دیوبند کے مؤقف سے ذرا بھی ہٹنے کی کوشش کی تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بروقت ان کو تنبیہ کی۔ بصورت دیگر خوب تعاقب کیا۔ یہ پرواہ نہیں کی کہ یہ اپنا ہے۔ ناراض ہو جائے گا۔ خواہ حالات کیسے ہی ہوں۔ حضرت نے ہمیشہ دین کو مقدم رکھا۔ گویا حضرت رحمۃ اللہ علیہ لایخافون لومۃ لائم۔ کی حقیقی تصویر تھے۔ حضرت نے دفاعِ صحابہؓ پر باوجود ضعف کے جتنا کام کیا ہے یہ انہی کی شان کے لائق تھا۔

## حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی احتیاط

حضرت قائد رحمۃ اللہ علیہ باوجود جید عالم اور مصنف ہونے اور ماہر عربی دان ہونے کے کوئی بات اکابرین علماءِ دیوبند کے حوالہ کے بغیر نقل نہیں فرماتے تھے۔ حتیٰ کہ قرآن کریم کی کسی بھی آیت کا ترجمہ اپنے الفاظ میں نہیں کیا بلکہ وہ بھی اکابرین ہی کے الفاظ میں پیش کیا۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ دامنِ اکابرین سے وابستہ اور انہی کے مؤقف کو پیش کرتے رہے۔ حقیقتاً حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرزندِ دارالعلوم دیوبند نے مدرسہ سے فراغت لے کر زندگی کی آخری سانس تک دین متین کی خدمت کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی مدح بیان کی۔

صحیح معنیٰ میں اس وراثت کا حق ادا کر دیا جس کا تقاضا اس مدرسہ کے ہر عالم فاضل سے کیا جاتا ہے۔ حضرت اکابرین کے مخلص سپاہی اور ان کی سچی تصویر تھے۔ حضرت نے اکابرین اور خاص طور پر اپنے مرشد حضرت حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ساری زندگی باطل کے خلاف جہاد میں گزار دی۔ حق تعالیٰ آپ کی خدمات دینیہ قبول فرمائیں۔

آمین بحرمۃ سید المرسلین۔

❀❀❀❀

# صحابہ رضی اللہ عنہما کی محبت میں مستغرق

✍ جناب ضیاء الدین عباسی ☆

چکوال شہر وہ مقام ہے جہاں کی مدنی مسجد میں قائد اہل سنت وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم تحریک خدام اہل سنت پاکستان کے بانی و امیر حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے آخری خلیفہ مجاز حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ قال اللہ اور قال الرسول کی صداء امت کو سناتے رہے۔ قائد اہل سنت ساری زندگی مسلک حق علماء دیوبند کی ترجمانی کرتے رہے۔ پاکستان کے اندر جو بھی فرقہ آگے قدم بڑھاتا حضرت قائد اہل سنت اس کی ایسی بیخ کنی کرتے کہ باطل فرقہ کا احیاء رک جاتا۔ آپ تمام باطل فرقوں کے خلاف ننگی تلوار تھے۔ آپ نے مختلف موضوعات پر کتب تصنیف کیں جو علماء اور عوام دونوں کے لیے مفید ہیں۔ بھیں چکوال کا وہ گاؤں ہے جہاں اہل سنت کے قائد پیدا ہوئے۔ اسی سرزمین پر ہر سال محرم میں ''سنی کانفرنس'' منعقد کراتے تھے۔ جس میں ملک بھر سے علماء حضرات تشریف لاتے۔ تقاریر کرتے اور حضرت قائد اہل سنت سے استفادہ کرتے۔ ملک کے مشہور مناظر وکیل احناف حضرت مولانا محمد امین صفدر رحمۃ اللہ علیہ قائد اہل سنت کے مرید تھے۔ ہر سال تا زندگی سنی کانفرنس میں شریک ہوتے تھے اب ان کی جگہ مفتی محمد انور صاحب آتے ہیں۔

۲۰۰۱ء میں دارالعلوم دیوبند کانفرنس جو پشاور میں منعقد ہوئی۔ اس موقع پر نامور علماء نے حضرت قائد اہل سنت کی خدمت میں حاضری دی جن میں ہندوستان کے نامور عالم دین اور حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند حضرت مولانا سید اسعد مدنی دامت برکاتہم بھی شامل تھے۔ حضرت قائد اہل سنت نے سید اسعد مدنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی تصانیف ہدیۃً پیش کیں۔

حضرت قائد اہل سنت ساری زندگی دین کی خدمت کرتے رہے بارہا مرتبہ پابند سلاسل ہوئے جیل میں گرفتار افراد پر سخت پابندی تھی کہ وہ اذان وغیرہ جیل کے اندر نہیں دے سکتے ہیں۔ حضرت قائد اہل سنت نے جیل میں اذان دے کر نماز پڑھی۔ جیل سپرنٹنڈنٹ نے کہا آپ کو پتا ہے جیل میں اذان دینے کی کتنی سخت سزا ہے؟ جیل سپرنٹنڈنٹ سے فرمایا کہ میں اپنا ایمان جیل کی ڈیوڑھی میں نہیں رکھ کر آیا بلکہ

ساتھ لے کر آیا ہوں۔

مولانا نور محمد آصف صاحب بتاتے ہیں ایک دفعہ چکوال میں قادیانیوں کا جلسہ ہو رہا تھا۔ قادیانی مبلغ تقاریر کر رہے تھے۔ حضرت قائد اہل سنت تقاریر رکوانے کے لیے اکیلے قادیانیوں کے جلسہ گاہ کی طرف دوڑ پڑے۔ راستے میں جو مسلمان بھی ملتا اس سے سوال کرتے ختم نبوت پر ایمان ہے؟ وہ آدمی کہتا میرا ایمان ہے۔ آپ فرماتے ختم نبوت کا تحفظ کرو اسی طرح پورا جتھا تیار ہو گیا پھر پولیس کو علم ہو گیا تو انہوں نے مرزائیوں کا پروگرام برخاست کر دیا اور چکوال کی تاریخ میں مرزائی ہمیشہ کے لیے ذلت و خواری کا شکار ہو کر شہر چکوال سے پسپا ہو گئے۔

حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ ساری زندگی اہل السنت والجماعت اور سنی مذہب کی ترجمانی کرتے رہے۔ یا اللہ مدد کا نعرہ پاکستان میں متعارف کرایا۔ جب کفر کی منڈیوں میں جعلی کلمہ برآمد ہوا آپ نے اصلی کلمہ اسلام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی خوب نشر و اشاعت کی۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف تبرا بازی خصوصاً خلفائے راشدین کے خلاف شروع ہوئی تو حضرت قائد اہل سنت نے خلفائے راشدین رضی اللہ عنہما کے دفاع میں ماہنامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم کا اجراء کیا۔ یہ رسالہ ۱۹۸۹ء میں جاری ہوا پاکستان بھر میں اس رسالہ کا اپنا ہی انداز ہے جو مسلمانوں کو صحابہ کرامؓ کی حقیقی محبت دے رہا ہے۔

حضرت قائد اہل سنت حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی آخری نشانی تھے ان کے بعد حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی خلیفہ مجاز پاکستان میں موجود نہیں رہا۔ آپ کو حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے بہت زیادہ انس اور محبت تھی۔ ہر بات میں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے تذکروں کو چھیڑ دیتے تھے۔ بہادری اور شجاعت میں آپ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی مثال تھے جو بات حق سمجھتے تھے پھر اس پر ڈٹ جاتے تھے۔ باطل کے آگے جھکنا تو حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے سیکھا ہی نہیں تھا۔

حضرت قائد اہل سنت صحابہ کرام رضی اللہ عنہما کی محبت میں مستغرق رہے۔ دین متین کی جو خدمت حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے کی اس کا فیض ان شاء اللہ تا قیامت جاری رہے گا۔

حضرت اقدس کمزوری اور بڑھاپے کے باوجود بھی دینِ متین کی خدمت سے غافل نہیں رہے۔ جو علماء کرام زیارت کے لیے حاضر ہوتے تھے انہیں قیمتی مشوروں سے نوازتے تھے۔

بالآخر اہل سنت کا یہ آفتاب ۹۰ سال کی عمر میں ۲۶ جنوری ۲۰۰۴ء بمطابق ۳ ذی الحج ۱۴۲۴ھ کو صبح پونے پانچ بجے اللہ جی کا ورد کرتے ہوئے اپنے خالق حقیقی سے جا ملا۔

"اللھم اغفرہ وارحمہ وادخلہ فی جنت النعیم"

آسمان تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے

# قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی چند کرامات

جناب ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب ☆

پہلی بار حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ کو ڈومیلی میں تبلیغی جلسہ کے سلسلہ کے دوران دیکھا۔ یہ جلسہ ۱۹۶۶ کو ڈھوک درواں میں ہوا تھا۔ جس میں حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ حضرت مولانا حکیم سید علی شاہ گیلانی رحمہ اللہ اور حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحب رحمہ اللہ نے رات کو تقریریں کی۔ رات بارہ بجے جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ اس وقت بندہ کی عمر بارہ سال کے قریب تھی۔ حضرت رحمہ اللہ کی داڑھی کالی تھی۔ خوبصورت چہرہ اور ۶ فٹ اور ۵ انچ کا جوان دیکھ کر خدا یاد آتا تھا۔ صبح کی نماز کے بعد حضرت نے درس دیا تھا۔ مسجد بھری ہوئی تھی۔ رات کو مفتی محمد شریف صاحب نے اعلان کیا تھا۔ قاضی صاحب کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ اس لیے صبح کی نماز کے بعد تقریر فرمائیں گے۔

اس زمانے میں جہلم سے دو بسیں ڈومیلی کے لیے آیا کرتی تھیں۔ صبح جہلم کے لیے روانہ ہوتیں۔ اور شام کو واپس ڈومیلی آتی تھیں۔ ڈومیلی کا علاقہ بہت دشوار گزار علاقہ تھا۔ اکثر لوگ پیدل چلا کرتے تھے۔

پہلی ہی زیارت سے حضرت کے ساتھ محبت پیدا ہو گئی تو ۱۹۷۰ میں مدرسہ اظہار اسلام میں داخل ہو گیا۔ وہیں اظہار الاسلام ہائی سکول میں میٹرک کیا۔ وہاں ہی قرآن مجید پڑھا۔ اور ۱۹۷۷ میں حضرت کے ہاتھ پر بیعت ہوا۔

بندہ نے پہلی دفعہ ۱۹۷۲ میں کنڈ پاری میں جلسہ رکھا۔ حضرت رحمہ اللہ نے شرکت فرمائی حضرت مولانا عبداللطیف صاحب رحمہ اللہ اور حافظ عبدالحمید صاحب رحمہ اللہ تلہ گنگ والے تشریف لائے اس زمانے میں بریلویت کی مخالفت زوروں پر تھی۔ اکثر لوگ ان بزرگوں کو وہابی کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ ہمارے علاقہ میں ایک بزرگ تھے۔ جو بڑی عمر کے تھے جن کا نام مہر خان تھا۔ انہوں نے حضرت قاضی

---

☆ سوہاوہ ضلع جہلم

صاحب کا نام سنا تو بڑی خوشی سے تشریف لائے کہنے لگے کہ یہ مولانا کرم الدین صاحب رحمہ اللہ کے بیٹے ہیں۔ جن کو شیر پنجاب کہا جاتا تھا۔ بڑے دلیر آدمی تھے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو شکست فاش دی اور جہلم کی عدالت میں اس کے خلاف جھوٹی نبوت کا مقدمہ لڑا۔ بندہ تین سال چکوال میں رہا۔ حضرت بہت شفقت فرمایا کرتے تھے۔ حضرت کے اندر عاجزی اور انکساری بہت زیادہ تھی۔ جو قابل تعریف تھی۔ اس زمانے میں حضرت عصر کی نماز کے بعد مدرسہ کے دفتر میں تشریف رکھا کرتے تھے۔ ہر ایک کی بات سنتے اور اس پر عمل کرواتے تھے۔

اپریل ۱۹۷۸ کو ہم نے منڈیاں میں جلسہ رکھا۔ جس میں حضرت رحمہ اللہ کو بھی دعوت دی۔ حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحب، مولانا خدایار صاحب رحمہ اللہ حضرات علماء کرام تشریف لائے۔ اتفاق سے ذوالفقار علی بھٹو کو سزائے موت کا حکم ہو گیا تھا ملکی حالات خراب تھے۔ ہم نے سپیکر کا استعمال کیا۔ پولیس کے اہلکار وہاں پہنچ گئے۔ جس میں ایک شیعہ تھا اور دوسرا نام نہاد سنی انہوں نے سپیکر بند کرا دیا۔ گاڑی کے دوستوں نے ان کو کافی سمجھایا مگر وہ نہ مانے۔ آخر انہوں نے سپیکر بند کرا دیا۔ حضرت کی تقریر کے دوران کافی گڑبڑ کی ہمارے ایک ساتھی نے علیحدہ بلا کر خاموشی سے واپس سوہاوہ بھیج دیا۔

پولیس کے آدمی جب چلے گئے تو ظہر کی نماز کے بعد حضرت جہلمی رحمہ اللہ کی تقریر شروع ہوئی۔ خدا کی شان رات کو پولیس سٹیشن سوہاوہ میں ایس پی جہلم کا چھاپہ پڑا۔ جس اہلکار نے زیادہ گڑبڑ کی وہ معطل ہو گیا۔ اور لائن حاضر ہوا۔ اور دوسرا آدمی اس رات دل کا دورہ پڑنے سے ہلاک ہو گیا۔ مجھے تیسرے دن اس بات کی خبر ہوئی تو میں نے کہا کہ یہ ہمارے پیر و مرشد قاضی مظہر حسین کی گستاخی کا نتیجہ ہے کہ ان دونوں نے حضرت کی تقریر کے دوران خرابی پیدا کی تھی۔

بندہ جب چکوال میں پڑھتا تھا۔ تو میرے والد صاحب مرحوم نے حضرت کو ایک خط لکھا۔ خط میں حسن ظن کی بنا پر لکھ دیا کہ آپ وقت کے مجدد ہیں۔ خط پڑھنے کے بعد مجھے بلایا اور فرمایا یہ رقعہ والد صاحب کو دینا اور کہنا کہ اس قسم کے القاب نہ لکھا کریں اور رقعہ میں لکھا۔ کہ بندہ عاجز اور گنہگار ہے۔ اور اس قابل نہیں ہے۔ میں نے یہ رقعہ اپنے والد صاحب کو دیا۔ والد صاحب ذرا شرمندہ ہو گئے۔

حضرت اپنے وقت کی عظیم ہستی تھیں۔ ملک یا شہر میں کوئی کام خلاف شرع سنتے یا دیکھتے۔ تو فوراً اس کی تردید فرماتے۔ اور کھل کر مسئلہ بیان فرماتے۔ انبیاء علیہم السلام کی عظمت کا مسئلہ ہو یا صحابہ کرامؓ کے ناموس کا آپ فوراً میدان عمل میں آجاتے۔ تقریر کے ذریعے اس کی تردید فرماتے۔

① گورنمنٹ گرلز ہائی سکول چکوال میں اس وقت کی ہیڈ مسٹریس نے جوان بچیوں کو ڈانس سکھانے کے لیے ایک پیریڈ رکھا ہوا تھا۔ حضرت کو جب اس بات کا علم ہوا تو آپ نے شدید احتجاج کیا۔ اور ہیڈ مسٹریس کی طرف لکھا کہ اس قسم کے خرافات بند کیے جائیں۔ حضرت کے شدید احتجاج پر ہیڈ مسٹریس کی ٹرانسفر ہوگئی اور یہ بے حیائی ختم ہوگئی۔

② چکوال شہر میں عیسائیوں کا ایک مشنری سکول چلاتا تھا جو تحصیل آفس کے قریب تھا، یہ واقع ۱۹۶۹ء کا ہے۔ اس سکول میں مسلمان لڑکے اور لڑکیاں پڑھتے تھے۔ مسلمان بچوں اور بچیوں کو عیسائی بنایا جاتا تھا۔ ایک منظم طریقہ سے کام ہوتا تھا حضرت کو جب اس بات کا علم ہوا تو آپ نے اس پر خوب احتجاج کیا اور سکول بند کرا دیا۔ عیسائی مدرسۃ البنات کی خدمت صفائی کرنے سے انکاری ہوگئے۔ تو مدرسہ کے ایک مخلص ساتھی نے اس کی ذمہ داری سنبھال لی۔

③ ۱۹۷۲ء میں قاضی محمد ظہور الحسین صاحب نے بسلسلۂ روزگار ایک ویگن خریدی، ان کا خیال تھا تبلیغی کام بھی چلائے جائیں گے۔ اور روزگار بھی ہوگا۔ حضرت صاحب کو جب علم ہوا تو آپ نے ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ آپ نے منیر اقبال ناظم مدرسہ کو یہ پیغام دیا۔ کہ ظہور الحسین کو کہہ دیں کہ ہمارا یہ منصب نہیں ہے اللہ نے تمہیں جو دین کا علم دیا ہے اور جتنا دیا ہے اس پر عمل کریں۔ اور محنت کریں اللہ روزی دے گا۔ قاضی ظہور الحسین صاحب کو جب معلوم ہوا کہ حضرت ناراض ہیں تو انہوں نے فرمانبرداری میں رہ کر گاڑی بیچ دی۔ حضرت کو یہ احساس ہوا کہ میرا بیٹا دنیاداری میں پڑ کر بے کار ہو جائے گا۔ قاضی ظہور الحسین صاحب اپنے عظیم باپ کی فرمانبرداری میں کام کرتے رہے، جو آج ہمارے قائد اور رہبر ہیں۔

④ ۱۹۷۲ء میں کنڈیاری میں جب جلسہ ہوا۔ اس مقام پر میلہ لگتا تھا۔ ایک قبر تھی۔ اور ہر سال ہاڑھ کی پانچ تاریخ کو وہاں میلہ ہوتا تھا وہاں سایہ دار درخت تھے۔ پانی کا کنواں تھا۔ اور اس جگہ کھلا میدان تھا۔ اور پورے علاقہ کے وسط میں تھا۔ ساتھیوں نے مشورہ دیا کہ وہاں جلسہ کا انتظام کیا جائے۔ قبر کے متولی سے ہم نے اجازت لے لی اور ضروری سامان بھی ہم نے ان سے لے لیا۔ اس متولی نے بھی جلسہ سنا۔ خدا کی شان اس متولی کے دماغ میں کوئی ایسی بات آئی کہ اس نے سو سال پرانا میلہ مکمل ختم کرا دیا۔ کئی سال ہوئے ہیں اب وہاں میلہ نہیں لگتا۔ اور متولی ہمارے ہر سال جلسے میں شرکت کرتا ہے۔ یہ بھی حضرت کی کرامت تھی۔

⑤ اسی طرح حضرت کی ایک اور پر اثر آمد کا ذکر کروں گا۔ کہ ۱۹۷۸ء میں جب کنڈ یاری میں جلسہ رکھا گیا حضرت نے تاریخ دے دی۔ گاؤں میں مشورہ ہوا ایک دوست نے کہا کہ علماء کے کھانے کا انتظام میں کروں گا۔ لیکن علماء کھانا کھائیں گے میرے گھر میں۔ بندہ نے اس کی یہ بات منظور کر لی۔ اس جلسہ میں مولانا قاضی عبداللطیف اور مولانا خدایار صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی شرکت فرمائی۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کھانا کھانے کے بعد وہاں دعا کی اور ظہر کی نماز باجماعت بھی وہاں ان کے گھر میں ہوئی۔ خدا کی شان اس میرے ساتھی کے گیارہ بچے بچیاں ہیں۔ سب نیک ہیں۔ اور پانچ بچے باریش اور نمازی ہیں۔ اور ایک بچہ حفظ کر رہا ہے۔ اور سب باپ کے فرمانبردار ہیں۔ یہ گھر ہمارے پورے گاؤں میں شرک و بدعت کا گڑھ تھا۔ اور اب وہاں سب راہ سنت پر چل رہے ہیں......

ایں سعادت بزور بازو نیست

❀❀❀❀

## جناب فتح خان اعوان، کٹاس، جہلم

خواب میں حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آنجناب نے فرمایا دفتر والوں سے تعلق رکھو، مذہب حق اہل سنت و جماعت، یا اللہ مدد، خلافت راشدہ۔ حق چار یارؓ اور اصلی کلمہ اسلام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے لیے محنت کرو۔

# جمعیت علماء اسلام کے معمار

جناب محمد اکبر صاحب ☆

مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے اپنے اخباری تعزیتی بیان میں حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کو جمعیت علماء اسلام کے بانی حضرات میں سے قرار دیا تو چکوال کے ایک اخبار نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جمعیت کا ''بانی'' لکھ دیا۔ وہ لوگ جنہوں نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو گذشتہ پینتیس برس سے جمعیت میں نہ دیکھا وہ حیران ہوئے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا جمعیت سے کیا واسطہ وہ تو اپنی جماعت ''خدام اہل سنت'' کے بانی اور امیر تھے۔ دونوں باتیں جمعیت کے بانیوں میں سے ہونا اور بانی ''خدام اہل سنت'' ہونا درست ہیں۔ چالیس پچاس برس اور اس سے کم عمر لوگوں کی حیرانی بھی بجا ہے ......

ان لمحوں کو معلوم کہاں یہ صدیاں کیسے بیتی ہیں

۱۹۵۶ء میں جمعیت علماء اسلام کا قیام عمل میں آیا۔ اس جمعیت میں کراچی سے پشاور تک مغربی پاکستان کے دیوبندی علماء اور سارے مشرقی پاکستان کے ہم خیال علماء شامل ہوئے۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ امیر اور حضرت مولانا غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ ناظم اعلیٰ مقرر ہوئے۔ تنظیم میں حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مجلس شوریٰ کے ممبر اور امیر ضلع جہلم تھے۔ قیام کے ساتھ ہی حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ جمعیت کی ترقی کے لیے سرگرم عمل ہوئے۔ ۱۹۵۷ء کا سال جنگ آزادی ہند ۱۸۵۷ء کا صد سالہ تھا جو جمعیت علماء اسلام بڑے زور شور سے منا رہی تھی۔ اسی سلسلے میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں گیارہ مئی ۱۹۵۷ء (وہ دن جب ہندوستان افواج نے میرٹھ کی چھاؤنی میں انگریز کے خلاف علم بغاوت بلند کیا) کو چھپڑ بازار چکوال میں رات کو جلسہ عام منعقد کیا گیا۔ جس میں حضرت مولانا عبدالحنان ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ امیر جمعیت علماء اسلام راولپنڈی ڈویژن نے خطاب فرمایا۔ حضرت مولانا عبداللطیف صاحب جہلمی رحمۃ اللہ علیہ نے جمعیت کے قیام کے اغراض و مقاصد بیان کئے۔ مولانا عبدالحنان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر جنگ آزادی

---

☆ ایڈووکیٹ، چکوال

میں علماء حق (جنہوں نے مابعد دارالعلوم دیو بند قائم کی) کے اعلیٰ اور ارفع کردار پر ایک شاہکار تھی۔ جس کو اہالیانِ چکوال نے بے حد پسند کیا۔ بس حضرت قاضی صاحب ؒ نے اپنے آپ کو جمعیت علماء اسلام کی ترویج و ترقی کے لیے وقف کر دیا۔ اپنے جمعۃ المبارک کے خطبات اور تقاریر میں اکابرین علمائے دیو بند کے کارناموں کے تذکرے، انگریزی استبداد کے خلاف ان کی نبرد آزمائی کے قصے اور صبر و استقلال کی سچی تاریخی کہانیاں بیان کرنے لگے۔ حضرت ؒ کے مدرسہ اظہار الاسلام کے سالانہ جلسوں میں قائدین جمعیت کا ورود ہونے لگا۔ ۱۹۵۸ء میں مولانا غلام غوث ہزاروی ؒ اور مولانا سید گل بادشاہ امیر جمعیت علماء اسلام صوبہ سرحد تشریف لائے۔ اس کے بعد تقریباً ایک عشرہ تک چکوال شہر میں حضرت صاحب ؒ کی قیادت اور انتظام میں جو بھی جلسہ ہوا اس میں جمعیت کے مرکزی قائدین حضرت درخواستی ؒ وغیرہ تشریف لاتے رہے۔ اس طرح حضرت صاحب ؒ نے علاقہ کے لوگوں کو دینی شخصیات سے متعارف کرایا۔ یہاں تک کہ مولانا ہزاروی ؒ جیسی شخصیت نے حضرت ؒ کی معیت میں ایک ہفتہ دیہات کا تبلیغی دورہ سخت سردیوں کے موسم میں کیا۔ جس کی روداد ہزاروی صاحب ؒ نے اپنے اخبار ترجمانِ اسلام میں بیان کی تھی۔

جو علماء اور ان کی جماعتیں براہ راست جمعیت علماء اسلام میں شامل نہیں ہوئی تھیں وہ بالواسطہ طور پر جمعیت کے ساتھ معاون تھیں اور سیاسی وابستگی کا عہد کیے ہوئے ان میں ''تنظیم اہل سنت'' جس کے امیر علامہ دوست محمد قریشی ؒ اور ''تحریک ختم نبوت'' جس کے قائدین قاضی احسان احمد شجاع آبادی ؒ اور مولانا محمد علی جالندھری ؒ قابل ذکر ہیں۔ بدیں وجہ یہ علماء اور جماعتیں حضرت صاحب ؒ کو گوارا تھیں۔ جلسوں اور کانفرنسوں میں جمعیت کے علماء کے ہمراہ ان کو بھی مدعو کرتے۔ علماء دیو بند میں سے جو حضرات جمعیت میں شامل نہیں ہوئے یا شامل ہو کر نکل گئے یا جنہوں نے جمعیت کی موجودگی میں کوئی دوسری جمعیت بنالی یا عدم تعاون کا اظہار کیا وہ حضرت ؒ کے خیال میں ریوڑ سے الگ ہونے والی بکری کی طرح تھے اور اکابرین کے مسلک سے الگ اپنی راہ اختیار کرنے والے تھے۔ حضرت صاحب نے ایسے لوگوں کو ایک عرصہ تک بلکہ پورے عشرہ تک تعمیری تنقید کا نشانہ بنایا۔ اور اپنے جلسوں اور کانفرنس وغیرہ میں ان کو مدعو نہ کیا۔

حقیقتاً حضرت صاحب جمعیت کے نہ صرف بانی لوگوں میں سے تھے بلکہ معمار تھے۔ تقریباً دس برس تک جمعیت کی تعمیر جاری رکھی۔ اس خدمت اور وفاداری کے عوض خود بھی بڑا مقام پایا۔ ملک کے طول و

عرض میں نیک نامی اور شہرت حاصل کی۔ اکابرین ملت اور علماء کرام کی نظر میں واجب الاحترام ٹھہرے۔
جمعیت سے وابستگی کے عہد میں ایک بار حضرت صاحب کی گرفتاری کے خلاف چکوال شہر میں ہڑتال ہوئی تو ایسی ہوئی کہ تمام بازار اور دکانیں مکمل طور پر پورے دن کے لیے بند رہیں اور کسی خریدار کو ساگ کے پتے تک دستیاب نہ ہو سکے۔ مخالفین بھی ہڑتال کے حق میں تھے۔

جب الیکشن ۱۹۷۰ء کے انعقاد کے آثار پیدا ہونے لگے تو جمعیت علماء اسلام نے بھی دیگر سیاسی جماعتوں کی طرح انتخابات میں حصہ لینے کی تیاریاں شروع کر دیں۔ سیاسی جماعتوں میں الحاق و اتحاد ہونے لگے۔ جمعیت علماء اسلام کی اتحادی جماعتوں میں ''خاکسار تحریک'' بھی تھی۔ حضرت صاحب کے نزدیک خاکسار تحریک سے اتحاد ایک دینی جماعت کے لیے نازیبا تھا۔ حضرت صاحب نے شوریٰ میں اختلاف کیا۔ شوریٰ متفق نہ ہوئی تو حضرت صاحب رحمہ اللہ نے جمعیت علماء اسلام کو خیر باد کہہ دیا۔

اس کے باوجود ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں حصہ لیا۔ اپنا آزاد امیدوار کھڑا کیا۔ اسی الیکشن میں تحصیل چکوال کی صوبائی نشست پر پیپلز پارٹی کے امیدوار کے مقابلہ میں کونسل مسلم لیگ کے امیدوار کی مدد کی جو جیت گیا۔ حضرت صاحب کے خیال میں پیپلز پارٹی قادیانی نواز جماعت تھی اس لیے اس کے امیدوار کو شکست سے دو چار کرنا ضروری تھا۔ حضرت صاحب رحمہ اللہ کو اندیشہ تھا کہ پیپلز پارٹی کی حکومت میں قادیانی برسرِ اقتدار آ جائیں گے۔

جمعیت علماء اسلام سے علیحدگی کے بعد حضرت صاحب نے اپنی جماعت ''تحریک خدام اہل سنت'' قائم کی۔ الیکشن جس سطح پر بھی ہو حصہ ضرور لیتے تھے۔ نیک اور سنی العقیدہ امیدوار کی حمایت کرتے تھے۔ ان کی حمایت حاصل کرنے کے لیے امیدواران کے سامنے دوزانو رہتے اور ووٹ کی بھیک مانگتے تھے۔ لیکن حضرت اقدس رحمہ اللہ کے پیش نظر ہمیشہ سنی ملت کے مفادات ہوا کرتے تھے۔ حق تعالیٰ آنحضرت کی جملہ خدمات دینیہ کو شرف قبولیت سے نوازیں۔ آمین

❀❀❀❀

# تقویٰ کا سورج ڈوب گیا

حافظ محمد رضوان اللہ ☆

اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں کچھ لوگوں کا انتخاب کر کے ان سے اپنے عالی دین کا کام لیا ہے خواہ اس کی کوئی صورت بھی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان ہستیوں سے چمنستان اسلام کے برگ وگل کی حفاظت کروائی ہے۔ مزید برآں یہ کہ بعض لوگوں کا تو یہ تعارف بن جاتا ہے کہ یہ باغ اسلام کے محافظ ہیں۔

مجھے فخر ہے کہ اس دور کے اندر یہ امتیاز علماء دیوبند کو ہی حاصل رہا ہے کہ انھوں نے قصر محمدی کی طرف اٹھنے والی ہر ناپاک نگاہ کو جھکنے پر مجبور کر دیا۔ اور عقائدِ اسلام پر ڈاکہ ڈالنے والوں کا علمی تعاقب کر کے ان کو دم دبا کر بھاگنے پر مجبور کر دیا۔

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی انھی موتیوں کی لڑی کا ایک قیمتی موتی تھے۔ جن کے متعلق بابانگ دھل یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ ایسے لوگ صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں......

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

جی ہاں! قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت ایک ایسی ہمہ گیر حیثیت رکھتی تھی گویا وہ اپنی ذات میں ایک فرد نہیں ایک انجمن تھے، ایک تحریک تھے۔ ایک مضبوط جماعت تھے۔ ایسی جماعت کہ جس کے بانی بھی خود کارکن بھی خود۔ خادم بھی خود اور مخدوم بھی خود ہی تھے۔

قحط الرجال کے اس دور میں وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم، ترجمان مسلک حق مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کی اس دارفانی سے روانگی سے تمام دینی حلقے روحانی طور پر یقیناً یتیم ہوگئے ہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے سانحہ ارتحال سے اس تاریکی کے اندر مزید اضافہ ہوگیا جو علم وفضل، زہد وتقویٰ اور شریعت وطریقت کی جامع شخصیات کی جدائی کے باعث روز بروز بڑھتا جارہا ہے اور اب حال یہ ہے کہ دور دور تک روشنی کی ایک کرن تک نظر نہیں آتی۔ مجھے وہ خلاء پُر ہوتا نظر نہیں آتا جو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی جدائی سے پیدا ہوگیا ہے۔ وہ

---

☆ متعلم جامعہ قاسمیہ رحمان پورہ، لاہور

یادیں ہی ہمارا قیمتی اثاثہ ہیں جو حضرت کے ساتھ وابستہ ہیں۔

## پہلی ملاقات

حضرت رحمۃ اللہ علیہ راقم کا غائبانہ تعارف تو بہت عرصہ سے تھا اور بالخصوص اس وقت تو قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات اور زیارت کا شوق دوچند ہوگیا جب حضرت کی کتاب ''جوابی مکتوب'' کا مطالعہ کرنے کا موقع ملا۔ یہ کتاب امیر جماعت اسلامی قاضی حسین احمد کے حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نام خط کا مفصل و مدلل جواب ہے۔اس کتاب نے بندہ پر قاضی صاحب کے بارے میں متاثر کن اثرات مرتب کیے۔اورزیارت کا شوق بھی بڑھ گیا۔

انھی دنوں سالانہ سنی کانفرنس بھیں انعقاد پذیر ہونے والی تھی۔کانفرنس میں شرکت کے لیے راقم کے مدرسہ سے بھی قافلہ روانہ ہوا۔ میں بھی اس قافلے میں شریک ہوگیا۔دل کا حال یہ تھا کہ بلیوں اچھل رہا تھا کہ آج ایک دیرینہ خواہش پوری ہونے کا وقت آ گیا ہے۔

استادگرامی مولانا حافظ شاہ محمد صاحب کی قیادت میں قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا اور قریب سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔جو وقت ان کی صحبت میں گذارا اس کو سرمایۂ حیات خیال کرتا ہوں۔

## صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی وکالت

اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سیرت و کردار کے اعتبار سے اتنے اعلیٰ وارفع مقام پر کھڑے تھے اور وہ ایسے مبارک، مطہر و معطر حضرات تھے کہ ان کی صداقت، عدالت، سخاوت و شجاعت اور زہد و تقویٰ کی بلاخوف وخطر قسم کھائی جاسکتی ہے۔

میں بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ جب بھی کسی دشمن یا مارِ آستین نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس مقام و مرتبے پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کی تو میرے قائد سر پر کفن باندھ کر نکل کھڑے ہوئے اور دشمن کو آہنی ہاتھوں لیتے ہوئے وکالت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا واقعی حق ادا کر دیا۔اور دشمن اپنے زخم چاٹنے پر مجبور ہوگیا۔اور وہ وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم کے آگے نہ ٹھہر سکا۔

خارجی فتنہ کے نام سے قاضی صاحب نے جو کتاب تصنیف فرمائی اس نے علماء کرام سے انتہائی زیادہ داد تحسین وصول کی۔ یہ کتاب حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی وہ کاوش تھی کہ جس کی وجہ سے بہت سارے اوہام

جو اذہان میں پل رہے تھے وہ ختم ہو گئے۔

جامع المعقول والمنقول مولانا عبیداللہ صاحب دامت برکاتہم (مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور) لکھتے ہیں کہ......

''میں نے خارجی فتنہ مؤلفہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کو جستہ جستہ پڑھا۔ حضرت قاضی صاحب نے اہل حق کے مسلک کو مفصل و مدلل بیان فرما کر تمام اہل سنت والجماعت پر احسان عظیم فرمایا۔ حضرت قاضی صاحب ؒ کو حق تعالیٰ نے فرق باطلہ اور افراط وتفریط میں مبتلا افراد کے تعاقب کا خاص ملکہ عطا فرمایا ہے......الخ

## سانحہ ارتحال

بالآخر یہ عظیم انسان دینی حلقوں کو افسردہ چھوڑ کر ۳ر ذوالحجہ ۱۴۲۶ھ بمطابق ۲۶ر جنوری ۲۰۰۴ء کی صبح کو سفر آخرت پر روانہ ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

راقم اثیم کو قاضی صاحب کے جنازے میں شرکت کرنے کا موقع ملا۔ حضرت کے چہرے کو دیکھ کر واقعی ایمان تازہ ہونے لگا۔ اور معلوم ہو گیا کہ واقعی کسی اللہ والے کا چہرہ ہے......

ہر چشم کو پرنم کرتا ہوا وہ لاکھوں کا محبوب گیا
سب اہل صفاء یہ کہتے ہیں تقویٰ کا سورج ڈوب گیا

❀❀❀❀

**مولانا سرفراز احمد، کشمیر**

میری گزارش ہے کہ تمام خدام اہل سنت اپنے قائد جیسے حوصلہ کے ساتھ خدام کے سنی پرچم کو اٹھائے ہوئے مذہب اہل سنت و جماعت کی ترویج واشاعت کے لیے کمربستہ ہو جائیں۔

# قاضی مظہر......قاضی مظہر

حافظ محمد نصر اللہ ناصر ☆

موت اس کی ہے کرے زمانہ جس کا افسوس
یوں تو دنیا میں سبھی آئے ہیں مرنے کے لیے

اچانک صبح آٹھ بجے ٹیلی فون کی گھنٹی بجی رسیور اٹھا کر بات ہی کرنے پایا تھا کہ بہت ہی افسوس ناک اطلاع ملی۔ یہ ہمارے پیرو مرشد قائد اہل سنت وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت قاضی صاحبؒ کی وفات کی خبر تھی جسے سنتے ہی اک کہرام مچ گیا۔ تمام مدرسہ ویران نظر آنے لگا۔ دل بے چین ہو گیا آنکھیں اس عظیم مجاہد ملت کو تلاش کرنے لگی اب کہاں زیارت ہوگی، کبھی وہ وقت بھی تھا چکوال حضرت اقدسؒ کی زیارت کے لیے حاضر ہوتے زیارت ہو جاتی فون پر ملاقات ہو جاتی اور دوبارہ حضرت اقدسؒ کی زیارت و ملاقات کی آس لے کر بوجھل قدموں سے واپس آتے لیکن اب تو آخری زیارت کے لیے آنکھوں میں آنسو رواں تھے۔ حضرت اقدسؒ کے جنازہ میں شرکت کی تیاری ہوگئی۔ خواہش تھی حضرت اقدسؒ کے چہرے کا دیدار نصیب ہو جائے جلد ہی تمام مساجد میں حضرت اقدسؒ کی وفات کے اعلانات ہو گئے۔ شہر میں حضرت اقدسؒ کے متعلقین و مریدین جامعہ حنفیہ اشرف العلوم رجسٹرڈ میں جمع ہو گئے گاڑیوں کا انتظام ہو گیا۔ دوران سفر ذہن میں عجیب عجیب سوالات ابھر رہے تھے۔ ماضی کے گزرے ہوئے حالات و واقعات ذہن میں گردش کر رہے تھے۔ حضرت اقدسؒ کا گلاب نما مسکراتا چہرہ آنکھوں کے سامنے بار بار آ رہا تھا۔ انہیں خیالات میں تین گھنٹے طویل سفر طے ہو گیا۔ جوں ہی اس شہر چکوال میں پہنچے جہاں حضرت قاضی صاحبؒ جلوہ افروز ہوتے تھے وہاں کے لوگوں نے تجہیز و تکفین کے بعد حضرت اقدسؒ کے جسم اطہر کو مدرسہ اظہار السلام میں زیارت کے لیے رکھ دیا تھا لوگوں کا ہجوم تھا۔ آہیں اور سسکیاں نکل رہیں تھیں اپنے پرائے سب ہی آنسو بہا رہے تھے۔ بعض لوگ تو دھاڑیں مار کر رو رہے تھے ایک دوسرے کو صبر کی تلقین

---

☆ ابن مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہرنولی

کرتے تو خود بھی رو دیتے۔ اڑھائی بجے نماز جنازہ کالج گراؤنڈ میں پڑھائی جانی تھی ڈیڑھ بجے کے قریب حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے جسم اطہر کو مدرسہ اظہار الاسلام سے گاڑی کے ذریعے نعروں کی گونج میں کالج گراؤنڈ میں لے جایا گیا ......

| | |
|---|---|
| ہمارے قائد ہمارے رہبر | قاضی مظہر قاضی مظہر |
| سچے قائد سچے رہبر | قاضی مظہر قاضی مظہر |

❁❁❁❁

## قاری نقیب احمد، دیر

حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے اہل سنت والجماعت کے عقائد و نظریات کی صحیح تشریح اور درست ترجمانی کے لیے اپنی زندگی وقف کی ہوئی تھی۔ اس حوالہ سے آپ دنیا بھر میں مشہور تھے۔ آپ کی درجنوں کتابیں اور بیسیوں رسائل کے مختلف مضامین اس کا واضح ثبوت ہیں۔

## قاری فضل الرحمٰن، جہلم

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ جب بھی کوئی آیت یا حدیث تلاوت فرماتے تو اس کی تشریح اکابر علماء دیوبند کے حوالہ سے کیا کرتے تھے۔ جس سے آپ کی بے نفسی اور اپنے اکابر پر اعتماد و محبت کا پتا چلتا ہے۔

# ایک نایاب گوہر

قاری دلدار احمد صدیقی ☆

امام اہل سنت، تاجدار تصوف، پیر طریقت، قائد ملت اسلامیہ، غزالی زماں، مجسمۂ شرافت، مرشد کامل حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ اس صدی کے نامور عالم دین، مصلح، محقق، ولی کامل اور سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم و عاشق صحابہؓ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ظاہری و باطنی خوبیوں سے نوازا تھا۔ وجیہہ شکل وصورت، باوقار پرانوار چہرہ، سرخ وسفید رنگت، باحیا آنکھیں، کے حامل تھے۔ علم و دانش، فہم وفراست میں اپنے اکابر علماء دیو بند خصوصاً شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی حقیقی تصویر تھے۔ حضرت والا یقیناً اپنی خداداد صلاحیتوں اور کردار کی روشنی میں بہت سی علمی، دینی، سیاسی، روحانی نسبتوں کے حامل تھے۔ گویا تمام خوبیوں کے ساتھ اپنی ذات میں ایک عزم، ایک ارادہ، ایک تحریک، ایک انجمن، اور ایک عہد تھے۔ ایسے ہی باکردار لوگ اور باصفا ہستیاں جب دنیا میں موجود ہوتی ہیں تو دنیا والوں کے لیے سایۂ رحمت ہوتی ہیں اور جب یہ لوگ دنیائے فانی سے رخصت ہوتے ہیں تو ''موت العالم موت العالم'' کا مصداق بنتی ہیں اور ان کے کوچ کر جانے کے بعد تاریخ ان جیسی نابغۂ روزگار ہستیوں کو اپنی پیشانی کا جھومر اور اپنے صفحات کا عنوان قرار دیتی ہے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ بلاشبہ ایک نایاب گوہر تھے، میں ایک ادنیٰ سا علماء کا خادم ان کی زندگی کے کون کون سے پہلوؤں پر روشنی ڈالوں، کون کون سی خوبیاں لکھوں۔

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی تو بچپن ہی سے اپنے بڑوں سے سنتے تھے۔ جب کچھ ہوش سنبھالا اور علمی میدان میں قدم رکھنے کی توفیق نصیب ہوئی۔ کتابوں سے پالا پڑا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کا مطالعہ تو نشے کی حد تک ہو گیا، جونہی ماہ نامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم آتا سب سے پہلے حضرت ہی کا مضمون پڑھتا اور اس انتظار میں ہوتا کہ اس مہینے جانے کون سے قصر باطل پر حق کے ''میزائل'' برسے ہیں۔

---

☆ ساکن، لاہور

حضرت کا مضمون پڑھ کر ساری الجھنیں دور ہو جاتیں۔ اب جب حضرت کی کتابیں اور حالات پڑھے، علماء کی محفلوں میں جا کر حضرت کی تعریفیں سنیں تو زیارت کا شوق اُبھرا۔ اور اس سوچ میں پڑ گیا کہ جیسے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کے حصول کے لیے اللہ پاک نے ذریعہ بنایا تھا۔ ایسے ہی ملاقات کے لیے بھی کوئی ذریعہ بنا دے۔ بندۂ ناچیز کا آبائی علاقہ کروڑ ضلع لیہ ہے اور عرصہ پندرہ سال سے لاہور میں مقیم ہے۔ لاہور ہی میں مقیم نوجوان واعظ اور مسلکی جذبے سے سرشار مولانا عبدالجبار سلفی سے ملاقات ہوئی۔ جب تعلق کا رشتہ مضبوط ہوا تو پتہ چلا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور شیدائی ہیں۔ پس مولانا موصوف کے ہمراہ چکوال حاضر ہوا اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے مشرف ہوا اور بلاشبہ وہ لمحات میری زندگی کے حسین ترین لمحات تھے۔ بس یہی پہلی اور آخری ملاقات تھی۔

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ دین حنیف کے سچے راہی، پاکیزہ خیالات کے مالک، اور اپنے اسلاف اور اکابر کے صحیح جانشین تھے۔ ان جیسی ہستیوں کی امت مرحومہ کو ہر آڑے وقت میں رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے اور ایسی ہی پاکیزہ صفت ہستیاں بعد میں آنے والوں کے لیے قابل تقلید ہوتی ہیں۔

الحمدللہ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا گلشن آباد ہے اور آپ کا فیض جاری ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک جاری رہے گا۔ آپ کے مریدین مخلص آپ کے مشن کے امین اور آپ کی امنگوں کے ترجمان ہیں اور آپ کے مشن کو آگے بڑھانے میں رات دن کوشاں ہیں۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جس طرح ڈٹ کر استقامت کا پہاڑ بن کر اہل سنت کی وکالت اور ترجمانی کی ہے وہ بلاشبہ بے مثال ہے۔ مصلحت آپ کے نزدیک کوئی چیز نہیں تھی۔ بلاخوف حق کا اظہار کرتے اور اس پر ڈٹ جاتے، ساری زندگی وہ یہی درس دیتے رہے۔ اور یہی ان کا نصب العین رہا۔ اللہ کرے کہ ہم بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی اتباع میں ڈٹ کر تمام تر فتنوں کا تعاقب کریں اور مسلک حق پر مضبوطی سے قائم رہیں۔

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کا داغِ رحلت اور غم جدائی صرف حضرت کے خاندان کے افراد ہی کو نہیں سہنا پڑا بلکہ کراچی سے پاراچنار تک پھیلے ہوئے ان کے لاکھوں عقیدت منداور چاہنے والے دل گرفتہ و غم زدہ ہیں۔

موت اٹل حقیقت ہے ہر ایک نے اپنے وقت پہ جانا ہے لیکن حضرت رحمۃ اللہ علیہ جیسے لوگ خوش قسمت ہیں کہ جو عارضی دنیا میں موت کے آنے سے قبل اپنے مقصد حیات کی تکمیل کے لیے جدوجہد کرتے ہیں اور نتائج سے بے نیاز ہو کر اپنی منزل کی جانب رواں دواں رہتے ہیں اور یقیناً ایسی ہستیاں آنے والی نسلوں کے لیے مینارۂ نور ثابت ہوتی ہیں۔ اللہ پاک حضرت والا کو جنت میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے اور ہم بے سہاروں کو صبر جمیل عطا فرما کر دین حق اور صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

# فنافی الشیخ

حافظ عمر فاروق ☆

حضرت اقدس وکیل صحابہؓ پیر و مرشد مولانا قاضی مظہر حسین نور اللہ مرقدہ کے متعلق آج ہر طرف سے یہ صدا سنائی دے رہی ہے کہ آپ شیخ العرب والعجم سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی تصویر تھے۔ حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ پر شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کا جو رنگ چڑھا تھا وہ کسبی نہیں تھا بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی عطاء فرمایا گیا تھا۔ ذیل کے واقعہ سے میرے مدعیٰ کو بخوبی سمجھا جاسکتا ہے۔ آپ واقعی فنافی الشیخ تھے۔

حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ کے حالات زندگی سے پتہ چلتا ہے کہ آپ مالٹا کی جیل میں قید تھے تو آپ کے والد محترم، بھائی صاحب، اور دیگر کئی عزیز رشتہ داروں کا انتقال ہوگیا۔ حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کے حالات بھی پڑھیں تو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی طرح آپ کا بھی امتحان اسی طرح لیا کہ آپ بھی جیل میں تھے کہ آپ کے والد محترم حضرت مولانا کرم الدین دبیر نور اللہ مرقدہ اور بھائی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر کئی رشتہ داروں کا انتقال ہوگیا اور جس طرح حضرت مولانا مدنی نور اللہ مرقدہ نے صبر کا مظاہرہ کیا اسی طرح حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کے پایۂ استقلال میں بھی ذرہ بھر لرزش نہ آئی۔ حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ کا بھتیجا مالٹا کی جیل میں خطوط سے گھر والوں کی خیریت جاننے کے لیے بے تاب تھا لیکن حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ نے وہ خط جن میں مختلف اعزہ و اقارب کے فوت ہوجانے کی خبریں تھیں پڑھ کر بند کر کے رکھ دیئے اور تلاوت قرآن پاک میں مشغول ہوگئے۔ جس طرح پہلے تلاوت فرما رہے تھے۔

حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کے پہلے جیل کے حالات کا علم تو نہیں ہے۔ لیکن ۱۹۹۸ء میں جب شریف خاندان کی شرافت کی بھینٹ چڑھ کر بے گناہ جیل میں ڈالے گئے تو ان ہی دنوں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی

---

☆ معلم جامعہ عربیہ اظہار الاسلام، چکوال

ہمشیرہ صاحبہ انتقال فرما گئیں۔ والد صاحب (نثار معاویہ) بتاتے ہیں کہ ظہر سے پہلے حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ کو ملاقات کے لیے بلایا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ وہیل چیئر پر سپرنٹنڈنٹ کے کمرہ میں ملاقات کے لیے گئے۔ واپسی پر والد صاحب کی چکی کے پاس وہیل چیئر رکوا کر فرمایا کہ نثار صاحب آج فلاں فلاں آدمی ملاقات کے لیے آئے تھے۔ سب رہائی کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان شاء اللہ بہتر ہوگا۔ پھر اپنی چکی میں چلے گئے۔ سارا دن گزر گیا اسی طرح ساری رات گزر گئی۔ صبح جب سب ساتھی ناشتہ کر چکے تو ہیڈ وارڈر کو کہہ کر سب ساتھیوں کو اپنے پاس بلایا اور سب سے حال احوال پوچھا اور ناشتے کے متعلق پوچھا کہ کرلیا ہے۔ پھر درس کی صورت میں بیان فرمایا جس میں صبر کی تلقین فرمائی۔ آخر میں فرمایا کہ کل ساتھی آئے تھے۔ انہوں نے بتلایا تھا کہ آپ کی ہمشیرہ صاحبہ انتقال فرما گئی ہیں۔ یہ ہے حضرت مدنی نوراللہ مرقدہ کی صحبت کا رنگ اور مماثلت حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ اپنے شیخ حضرت مدنی نوراللہ مرقدہ کی ذات میں اس قدر فنا تھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے ہر موڑ میں ہر کام میں حضرت مدنی نوراللہ مرقدہ کا عکس واضح طور پر نظر آتا ہے.....

ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

✿✿✿✿

## جناب محمد دوریز، نیلہ چکوال

میری حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ عقیدت کا عالم یہ تھا کہ میں نیلہ سے ۵۰ کلومیٹر کا سفر سائیکل پر طے کر کے جمعہ پڑھنے چکوال حاضر ہوتا تھا۔ مجھے یاد نہیں پڑتا کہ کبھی چکوال جانا ہوا ہو اور حضرت کی خیریت دریافت نہ کی ہو۔

# بے مثال شفقت

حافظ اصغر ندیم ☆

حضرت اقدس کی جدائی کا غم بے حد ہے۔ اللہ پاک حضرت کے درجات مزید بلند فرمائے اور ہم جیسے کمزور لوگوں کو بھی حضرت اقدس کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جیسے ہی حضرت کی رحلت کی خبر ملی آنکھوں سے آنسو دل پر قیامت طاری ہوگی۔ بندہ کا حضرتؒ سے روحانی تعلق ۱۹۹۷ء میں جامعہ اشرف العلوم ہرنولی کے سالانہ جلسہ پر ہوا۔ جس میں قائد اہل سنت تشریف لائے اسی جلسہ میں حضرت سے بیعت ہوا اور پھر وقت گزرتا رہا۔ ۲۰۰۰ء میں نے چکوال مدرسہ اظہار الاسلام امدادیہ مسجد پنڈی روڈ میں داخلہ لیا۔ ہر جمعرات کو حضرت کے درس اور جمعہ میں شرکت کی سعادت حاصل ہوتی رہی۔ حضرت اقدس کی بالخصوص طلبا سے رحم دلی اور شفقت بے مثال تھی۔ جب بھی حضرت کی زیارت کے لیے بندہ حاضر ہوتا۔ حضرت دعاؤں سے نوازتے اور بڑی محبت سے احوال حالات پوچھتے اور فرماتے تھے کہ کوئی بھی مسئلہ ہو تو بے جھجک بتانا۔ حضرت کا درس بھی تاریخی درس ہوا کرتا تھا جس وقت بندہ کو چکوال کا پانی راس نہ آیا جس کی وجہ سے بندہ اکثر بیمار رہنے لگا تو حضرت کو درخواست لکھی کہ مسئلہ اس طرح ہے۔ حضرت نے ۱۰۰ روپے بھی ارسال فرمائے اور ساتھ لکھا بیٹے یہ تمہارا کرایہ ہے۔ حضرت کی وہ تحریر اب بھی بندہ بطور برکت اپنے پاس رکھتا ہے۔ حضرت اقدس اکثر درس میں فرمایا کرتے تھے کہ ”بھائی جو صحابہؓ کا نہیں وہ ہمارا کیسے ہوسکتا ہے۔“

حق کے معاملہ میں حضرت کی گرفت نہایت ہی سخت تھی۔ جس میں بھی ذرہ سی لچک دیکھتے تو فوراً گرفت کر لیتے تھے۔ چاہے اپنا ہو یا پرایا کوئی بھی ہوتا ہر ایک پر نظر رکھتے۔ ہر اخبار کا مطالعہ فرمایا کرتے اور اخبار میں متعلقہ جگہ کاٹ کر جمعہ کے اجتماع میں دکھایا کرتے تھے۔

---

☆ خطیب جامع مسجد فاروقیہ، کلورکوٹ

اللہ نے حضرت کو ہر میدان میں وہ مقام بخشا جو کسی اور کو حاصل نہیں۔ چاہے خطابت کا میدان ہو یا مناظرہ کا، باطل کو للکارنے کا یا تصنیف کا میدان ہو۔ حضرت نے ہر میدان میں بہت ہی احسن انداز میں کام فرمایا۔ جس وقت حضرت جمعرات کو درس دیا کرتے تھے جو کچھ طالب علم ساتھی حضرت سے سوال کرتے تھے حضرت ایسے تسلی بخش جواب عنایت فرماتے کہ ہر ایک کا دل مطمئن ہو جاتا۔ جس وقت بندہ چکوال میں پڑھتا تھا تو بندہ نے ایک خواب دیکھا جس وقت وہ خواب حضرت کو بتایا گیا تو حضرت نے فرمایا کہ اس خواب میں آپ کو یہ بتلایا گیا ہے کہ عقیدہ حیات النبی ﷺ کے متعلق اسلاف اور بالخصوص علماء دیوبند کی تحقیق پر یقین رکھنا اور ساتھ ہی حضرت نے فرمایا کہ اپنی تحقیق پر مت چلنا بلکہ اپنے اسلاف کی تحقیق پر یقین رکھنا۔ میرے حضرت کو اللہ نے ہر فن میں ملکہ عطا فرمایا تھا۔ دعا ہے کہ اللہ عزوجل حضرت اقدس مولانا قاضی محمد ظہور الحسین صاحب کو صبر و تحمل سے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

❀❀❀❀

## جناب محمد اسلم حیدری، چکوال

اللہ والوں پر کسی نہ کسی رنگ کا غلبہ ہوتا ہے حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ پر ''دفاع صحابہؓ'' اشاعت مذہب اہل سنت اور فتنوں کے رد و ابطال کا غلبہ تھا اور یہ فریضہ آپ نے غلو اور جذبات سے ہٹ کر بڑی ہوش مندی سے سرانجام دیا۔

# ایک یادگار ملاقات

کاوش جناب منظور احمد ☆

عرصہ دراز سے ایک خواہش تھی کہ حضرت قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ کی زیارت کی جائے کیونکہ اللہ والوں کی زیارت بھی بڑے اجر کا درجہ رکھتی ہے اور میں نے ایک کتاب میں پڑھا کہ "جو شخص کسی عالم دین کو دیکھے اور دیکھ کر خوش ہو کہ اس شخص کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کا علم عطا کیا ہے تو اس عمل پر بھی اس کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور حضرت قاضی رحمہ اللہ صاحب تو حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے خلفاء میں سے آخری یادگار تھے۔ مختصر یہ کہ مئی ۲۰۰۳ء میں حضرت کی خدمت میں حاضری اور زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ میرے ساتھ ایک نوجوان (حافظ عبدالرحمٰن) بھی تھا۔ ان دنوں حضرت کی ناسازیٔ طبع کی بنا پر ملاقات مشکل تھی۔ ایک جمعہ کو حاضری ہوئی لیکن خرابی صحت کی بنا پر حضرت جمعہ کی نماز نہ پڑھا سکے۔ اگلے جمعہ کو دوبارہ حاضر ہوئے تو الحمدللہ حضرت قاضی صاحب ہی نے جمعہ کا بیان فرمایا۔ نماز کے بعد ہم مسجد سے ملحقہ ان کے حجرے میں گئے اور اجازت ملنے پر ہم اندر گئے۔ سلام کیا حضرت نے بڑی محبت سے جواب دیتے ہوئے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ ہم نے محترم حافظ عمر اسد صاحب کے حوالے سے اپنا تعارف کرایا کہ ان کے پڑوسی ہیں۔ پھر حضرت نے کچھ مزید تعارفی سوالات کیے۔ دوران گفتگو حضرت نے اپنے ٹریڈ مارک شان صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں چند جملے ارشاد فرمائے۔

ان کے چہرے پر ایک عجیب نورانیت دیکھی، سادہ لباس اور دھیمے لہجے میں انتہائی متانت سے ان کا بات کرنے کا انداز ہمیشہ یاد رہے گا۔ پھر حضرت کے ایک خادم چائے اور بسکٹ لے آئے۔ ان کی اس مہمان نوازی نے بہت بھی متاثر کیا کہ طبیعت کی خرابی کے ان دنوں میں صرف ملاقات کے چند لمحات کا مل جانا ہی غنیمت تھا۔ اس کے بعد ہم دعا کی درخواست کر کے رخصت ہوئے اس ولی اللہ کے ساتھ دس پندرہ منٹ کی یہ ملاقات یقیناً میرے لیے ایک سرمایہ ہے اور تاحیات یاد رہے گی۔ اللہ تعالیٰ حضرت قاضی رحمہ اللہ کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں ان کے مشن کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

---

☆ محلہ پیر بخاری، تلہ گنگ

# حسینیت کے علمبردار

مولانا محمد الیاس مظہری ☆

کل نفس ذائقۃ الموت کے قانون کے تحت ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ اسی ضابطہ کے تحت میرے پیرومرشد، عاشق رسول، وکیل صحابہؓ ترجمان اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ فاضل دیوبند خلیفہ مجاز شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ بھی رحلت فرما گئے۔ آپ نے ساری عمر باطل قوتوں کے خلاف کام کیا اور کسی باطل، ظالم اور جابر حکمران کے آگے نہیں جھکے۔ آپ دل کے اندر بہت خوف خدا رکھنے والے انسان تھے۔ پاکستان کے اندر جس فتنے نے بھی سر اٹھایا آپ نے ان کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ جو ایک مرتبہ ان کی مجلس میں آ جاتا یا ان کی تقریر سن لیتا یا آپ کو دیکھ لیتا تو وہ گرویدہ ہو جاتا ایک مرتبہ میں اپنے ساتھ چکوال ایک دوست قاری عبد الجبار مجاہد کو ملاقات کے لیے لے گیا۔ جس وقت حضرت مولانا مظہر حسین صاحبؒ سے ملاقات کی اور جمعۃ المبارک کا خطاب سنا اور آپ کی محنت دیکھی تو قاری صاحب بہت متاثر ہوئے۔

جب چکوال حاضری ہوتی مدرسہ کے بارے میں پوچھتے تھے اور تعلیم کے بارے میں دریافت فرمایا کرتے۔ ارشاد فرماتے کہ مدارس میں ہر سال کتنے طلباء کرام فارغ التحصیل ہوتے ہیں لیکن مدارس میں سنی عقیدہ خلافت راشدہ۔ حق چار یار رضی اللہ عنہم نہیں سمجھایا جاتا اگر یہ سمجھا دیا جائے تو پاکستان سے رافضیت ختم ہو جائے۔

اس مرد قلندر نے وہ کام کیا جو پوری جماعت نہیں کر سکتی۔ میں حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی کرامت ہی کہہ سکتا ہوں کہ وہ اتنے کام کیسے کر لیتے تھے۔ تبلیغی اسفار، مہمانوں سے ملاقات، مدرسہ اظہار الاسلام کا نظام اور جامع مسجد مدنی کی خطابت، شب جمعہ کا درس، تحریک خدام اہل سنت کی امارت، ہر باطل فرقہ پر نظر، خطوط کے جوابات، ہر وقت عظمت صحابہؓ کے ترانے زبان پر جاری، پھر حق بات کہنے پر جیل و قید

---

☆ جامع مسجد القادریہ، علی پور چٹھہ، گوجرانوالہ

بند کی صعوبتیں برداشت کرنا اور ثابت قدم رہنا..... وغیرہ ذالک

حضرت اقدس رحمہ اللہ اپنے تمام خدام کو یہ سبق دے گئے کہ حق کے اوپر ڈٹ جانا باطل کے آگے نہ جھکنا مصیبت اور تکلیف میں صبر کرنا یہی حسینیت ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کی قبر پر انوارات کی بارش نازل فرمائے اور ہم تمام خدام کو جو وہ پیارا مشن، یا اللہ مدد۔ اصلی کلمہ اسلام۔ اور خلافت راشدہ۔ حق چار یار رضی اللہ عنہم دے کر گئے ہیں اس پر ثابت قدم رکھے اور اس مشن پر موت دے۔

آمین بجاہ النبی الکریم

❀❀❀❀

## مولانا معین الحق، لاہور

حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی وفات حسرت آیات پر وہی جذبات رکھتا ہوں جو آغا شورش کاشمیریؒ نے مولانا ابوالکلام آزادؒ کی مرقد پر پیش کئے۔

کئی دماغوں کا ایک انسان میں سوچتا ہوں کہاں گیا ہے
قلم کی عظمت اجڑ گئی ہے زبان کا زور بیان گیا ہے
تیری جدائی میں مرنے والے وہ کون ہے جو حزیں نہیں ہے
مگر تیری مرگ ناگہاں کا مجھے ابھی تک یقین نہیں ہے
عجب قیامت کا حادثہ ہے کہ اشک ہے آستین نہیں ہے
زمین کی رونق چلی گئی ہے افق پہ مہر مبین نہیں ہے
تیری لحد پہ خدا کی رحمت تیری لحد پہ سلام پہنچے

# علماء کے مصلح

حافظ محمد اجمل ☆

وہ سحر جس سے لرزتی ہے شبستان وجود
ہوتی ہے اک بندہ مومن کی اذان سے پیدا

یوں تو بہت سارے واقعات دنیا کے اندر رونما ہوئے ان میں سے بعض واقعات تو نوید ہوتے ہیں جو قلوب واذہان کو معطر کر کے مسرت کی کیفیات سے دوچار کرتے ہیں۔

اور بعض ایسے حادثات بھی وقوع پذیر ہوتے ہیں کہ جن کی وجہ سے ایک خاندان یا ایک قریہ، ایک شہر کا نہیں بلکہ پورے معاشرے کی قیمتی متاع اور بے مثال خزانہ اور لازوال دولت لٹ جاتی ہے اور ان کی وجہ سے ایک خاندان کے افراد نہیں بلکہ پوری قوم وملک کے افراد کو داغ مفارقت سے دوچار ہونا پڑتا ہے، جس کی بنا پر پوری بنی نوع انسان، حرمان وحسرت کو اپنے دامن میں سموئے ہوئے نوحہ کناں ہوتی ہے۔

جبکہ ان جیسے افراد کو پیدا ہونے کے لیے صدیاں لگتی ہیں یہی وہ شخصیات ہوتی ہیں کہ جو ایک فرد نہیں بلکہ پوری انجمن ہوا کرتے ہیں انہی کے دم سے پوری جماعت کی رونقیں وابستہ ہوتی ہیں۔ قوموں کے عروج وزوال، ترقی اور سعادت کی لگامیں انہی کے ہاتھوں میں ہوا کرتی ہیں اور ہر وقت کے جابر وظالم کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنا ان کا شیوہ ہوتا ہے۔

یہ تخت پر ہوں یا تختہ پر پابند سلاسل ہوں یا بیڑی انکا زیور ہو۔ حق بات کرنا ان کی گھٹی میں شامل ہوتا ہے۔ مصلحت پسندی کو ترک کر کے ارباب حل وعقد سے ٹکرانا ان کے موقف میں شامل ہوتا ہے۔ در حقیقت موت العالم، موت العالم کا صحیح معنوں کے اندر مصداق یہی ہوتے ہیں انکی قدر ومنزلت مرتبہ و مقام ان کی حیات جاودانی کے اندر تو ہمیں معلوم نہیں ہوتا لیکن جب یہ اس دار فانی سے کوچ کر جاتے ہیں تو پھر ہمیں اپنی غفلت کا احساس ہوتا ہے۔

---

☆ متعلم جامعہ قاسمیہ، رحمان پورہ، لاہور

مر جائے انسان تو بڑھ جاتی ہے قیمت
زندہ رہے تو جینے کی سزا دیتی ہے دنیا

اگر ان کے بارے راقم یہ کہے کہ یہ مرا نہیں کرتے بلکہ رخ بدلتے ہیں تو حق بجانب ہوگا''۔ انہی شخصیات میں سے محقق العصر، خلیفہ مجاز شیخ العرب والعجم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ بھی ہیں، جن کی شخصیت کی وجہ سے پوری انجمن آباد تھی۔ موصوف نے تمام عمر دین متین کی خدمت میں گزاری خصوصاً عقائد اہل سنت والجماعت پر جو خدمات سرانجام دیں وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں ان کے بارے میں مولانا حافظ شاہ محمد صاحب مہتمم جامعہ قاسمیہ فرمایا کرتے ہیں کہ حضرت نے عوام کی نہیں بلکہ علماء کی بھی اصلاح فرمائی ہے۔ حضرت شاہ محمد صاحب اپنے درس وتقریر اور وعظ کے اندر حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کا ذکر خیر اس انداز سے فرماتے ہیں کہ میری راہنمائی اور میری اصلاح حضرت قاضی صاحبؒ نے فرمائی اگر میرا ہاتھ حضرت کے ہاتھ میں نہ ہوتا تو پتہ نہیں میں آج کیا ہوتا، بر سبیل تذکرہ حضرت اقدس کی وفات کے بعد راقم نے روزنامہ اسلام کے اندر عظیم مذہبی سکالر مولانا زاہد الراشدی صاحب مدظلہ کا مضمون پڑھا جس کے اندر حضرت نے تحریر کیا کہ حضرت قاضی صاحب کی وفات کے بعد ہم اپنے آپ کو یوں محسوس کرنے لگے ہیں جیسا کہ ہم یتیم ہوگئے ہیں کیونکہ اگر میں کوئی بھی تقریر یا تحریر لکھا کرتا تو اس بات کا اندیشہ رہتا تھا کہ کوئی جملہ غلط نہ لکھ دوں ایسا نہ ہو کہ گرفت ہو جائے۔ لیکن آج ہمیں پوچھنے والا اور ہماری اصلاح اور گرفت کرنے والا کوئی نہیں رہا''۔ واقعتاً حضرت رحمہ اللہ نے بہت سارے فرق باطلہ کی تردید کی ہے۔ اپنی تقریروں اور تحریروں کے ذریعہ بڑے موثر انداز کے اندر ان کے خلاف آواز اٹھائی ہے۔ خصوصاً۔ رافضیت، قادیانیت، مودودیت، مماتیت، اور بریلویت کے خلاف دلائل کی روشنی میں رسائل اور کتب تحریر فرمائیں۔ راقم کی نظر میں حضرت کی سب سے نمایاں صفت یہ تھی کہ انہوں نے عوام الناس میں رسائل کے ذریعے عقائد حقہ سمجھائے اور ان کا اکابر علماء دیوبند سے گہرا تعلق وابستہ کیا، اور ان کو اسلاف کی تعلیمات پر عمل کرنے کے لیے وصیت اور نصیحت فرمائی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات نے حضرت کو اس قدر ہمت اور طاقت نصیب فرمائی تھی کہ حضرت پیرانہ سالی کے اندر بھی دینی، ملی، قومی خدمات سرانجام دیتے ہوئے داعی اجل کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس دار فانی سے دار آخرت کی طرف کوچ فرما گئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ذات ہم سیاہ کاروں کو بھی حضرت کی تقلید کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور حضرت نے جو مشن جاری کیا تھا اور جس جماعت کا علم بلند کیا تھا ہمیں بھی اس کا ایک ادنیٰ کارکن بنائے۔ اللھم آمین

# آدابِ شریعت اور ہمارے مرشد

مولوی سید اسعد معاویہ ☆

قائد اہل سنت وکیل صحابہ و اہل بیت رضی اللہ عنہم، حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قائم کردہ مدرسہ اظہار الاسلام پنڈی روڈ چکوال ۲۰۰۰ء سے ۲۰۰۳ء تک والد گرامی سید عصمت شاہ کاظمی صاحب کے حکم سے ابتدائی درجہ کتب پڑھنے کی سعادت حاصل رہی۔ اس دو سالہ دور میں حضرت کے جمعرات کے درس اور دیگر بیانات سننے کا بارہا موقع ملا۔

## شیخ زادہ سے ادب کا معاملہ

جمعیت علماء اسلام کی دعوت پر شیخ الاسلام ہمارے دادا مرشد مولانا حسین احمد مدنی ؒ کے جانشین و صاجزادہ ہندوستان سے تشریف لائے۔ تو حضرت کو ملنے وہ چکوال علماء کے ہمراہ تشریف لائے۔ حضرت کو جب مولانا اسعد مدنی کی آمد کی اطلاع ہوئی۔ نقاہت اور پیرانہ سالی کے باوجود مسجد کے صحن میں تشریف لے آئے۔ مولانا اسعد مدنی کو دیکھو تو معلوم پڑتا تھا۔ کہ وہ حضرت سے عمر میں بہت چھوٹے ہیں۔ اور صحت مند بھی ہیں۔ لیکن حضرت جی مولانا اسعد مدنی صاحب کے سامنے دوزانوں ہشاش بشاش باادب ہو کر کافی دیر تک بیٹھے رہے۔

یوں معلوم ہوتا تھا کہ خود حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی ؒ تشریف فرما ہیں اور ان کے سامنے ان کا شاگرد رشید بیٹھا ہوا ہے۔

صاحب ہدایہ کے بارے میں سنا ہے کہ ایک مرتبہ دوران درس کئی مرتبہ اٹھے اور پھر بیٹھے۔ پھر اٹھے پھر بیٹھے، شاگردوں نے دیکھ کر عرض کی استاد محترم کیا ماجرا ہے؟ تو صاحب ہدایہ فرمانے لگے کہ میرے استاد محترم کا ایک معصوم بچہ گھر سے کھیلتے کھیلتے باہر آتا تھا۔ میں ادباً کھڑا ہو جاتا تھا۔ یہی ادب تھا جو ہمارے

---

☆ ابن مولانا سید عصمت شاہ کاظمی، حافظ آباد

حضرت جی کو بہت اونچا لے گیا۔

ایک مرتبہ حضرت مسجد سے نکل رہے تھے میرے دو ساتھی عمر فاروق معاویہ اور عثمان معاویہ نے حضرت کو تھاما ہوا تھا۔ قسمت میں حضرت جی کو جوتا پہنانے کی سعادت آئی۔ میں نے دایاں پاؤں پہلے رکھ دیا تو حضرت نے پاؤں کھینچ لیا اور فرمانے لگے اگر ہم لوگ ان آداب کا خیال نہ کریں گے تو اور لوگوں کا کیا حال ہوگا کیونکہ مسجد سے نکلتے وقت بایاں پاؤں پہلے نکالتے ہیں۔ پھر دائیں پاؤں میں جوتا پہنا جاتا ہے۔

## مخالفین کا ذکر

ہمارے حضرت قاضی صاحبؒ نے سب کو پتہ ہے کہ اہل سنت والجماعت کے مختار نظریات وعقائد کے خلاف نظریات رکھنے والے کو کبھی معاف نہیں کیا، ہر فتنہ کی نشاندہی کرنا اور نقلی، عقلی دلائل سے باطل نظریات کا رد کرنا آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔ مودودیت، مماتیت، رافضیت، یزیدیت، خارجیت، انکار حدیث، انکار فقہ اور اہل بدعت سب کے رد میں حضرت نے تقریریں بھی کیں مضامین بھی لکھے۔ کتابیں بھی لکھیں سخت اور مضبوط گرفت کی۔ اس کے باوجود مخالف کا نام اچھے الفاظ سے لیتے۔

ان کے مرتبے کے مطابق شائستہ القاب استعمال فرماتے۔ اور اکثر تقریروں میں وضاحت بھی فرما دیتے کہ میں سخت القاب اور گالی گلوچ کا قائل نہیں ہوں۔ البتہ مرزا قادیانی یا پرویزی وغیرہ جس کا معاملہ واضح کفر والا تھا۔ ان کے لیے وہ کلمات تحسین مولانا یا صاحب وغیرہ نہ بولتے۔ لیکن بے ہودہ گفتگو اور گالی گلوچ سے مکمل پرہیز فرماتے۔ شرعی حکم کے مطابق جہاں مناسب ہوتا گمراہ وغیرہ کے الفاظ استعمال فرماتے۔

## طالب علمی کے دور میں

حضرت مولانا سید امین شاہ صاحب رحمہ اللہ نے ہمیں ایک دفعہ سنایا۔ کہ حضرت دارالعلوم دیوبند میں میرے کمرہ کے ساتھی تھے۔ طلبہ جیسا کہ طالب علموں کی عادت ہوتی ہے۔ گپ شپ بھی لگاتے شور شرابا بھی کرتے۔ لیکن حضرت قاضی صاحبؒ ایام طالب علمی میں بھی نہ صرف ان چیزوں سے پرہیز کرتے بلکہ دوسرے ساتھیوں کو بھی وقتاً فوقتاً اس سے منع فرماتے اور اکثر ہم درس ساتھیوں کا نام ان کی غیر موجودگی میں ادب سے لیتے۔ اسی ادب کا اثر تھا۔ عام طلبہ جو حضرت سے عمر میں بڑے تھے۔ وہ بھی آپ رحمہ اللہ کا نام ادب سے لیتے تھے۔ بلکہ قاضی صاحب رحمہ اللہ کی غیر موجودگی میں بھی آپ کو "چکوال والے مولوی صاحب" کہا جاتا۔ یا مولوی مظہر حسین صاحب کے الفاظ سے ذکر کیا جاتا۔

اللھم اغفرہ وارحمہ آمین

# آبروعلماء دیوبند

شرکاء دورہ حدیث شریف ☆

اللہ تعالیٰ کی سنت جاریہ کے مطابق ہر دور میں مخلص، باعمل اور باکردار علماء پیدا ہوتے رہے جو آئینہ اسلام سے شکوک وشبہات کی گرد صاف کر کے لوگوں کو گمراہی سے بچاتے رہے۔

برصغیر پاک وہند کی نامور شخصیات میں سے ایک شخصیت موجودہ صدی کے مجدد، مجاہد ملت، اسوۃ الصلحاء، نابغۃ العصر، جامع المحاسن، پیر طریقت، رہبر شریعت، قائد اہل سنت، ترجمان مسلک حق، محافظ مسلک اہل سنت والجماعت، مخدوم العلماء، آبروعلماء دیوبند، نمونہ اسلاف، مرشد کامل حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ حضرت کی ساری زندگی احقاق حق وابطال باطل میں گزری۔ آپ کے علم وعمل کا تو زمانہ معترف تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ اخلاص وللّٰہیت، عاجزی وانکساری، شرافت وعظمت، تقویٰ وتدین، زہد واستغناء، درویش مزاجی، جرأت وحق گوئی، توکل علی اللہ، جیسی صفات عالیہ سے بھی آپ متصف تھے۔ حق بات یہی ہے کہ رب تعالیٰ نے آپ کو کمالات وخوبیوں کا مجموعہ بنایا تھا۔ حضرت ایک بے مثل مبلغ اور لاثانی داعی حق تھے۔ چار چار گھنٹے بغیر پہلو بدلے بغیر تھکان بولتے تھے۔ آپ کی تقریر نہایت مدلل ومؤثر ہوتی۔ مخاطبین وسامعین کو سمجھانے کی حق تعالیٰ نے فوق العادت قوت عطا فرمائی تھی۔ اسلام کے بنیادی عقیدہ خلافت راشدہ کو سمجھانے میں آپ یکتا تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی پوری زندگی میں سب سے زیادہ محنت اسی عقیدہ پر کی اور آج ہر سنی کی زبان پر ہے "خلافت راشدہ، حق چار یارؓ "

ایسے وقت میں جب کہ اسلام کو مٹانے کی کوششیں ہو رہی ہیں اور مسلک اہل سنت والجماعت فتنوں کی زد میں ہے۔ نت نئے نئے فتنے جنم لے رہے ہیں۔ ان حالات میں اہل سنت والجماعت کو آپ جیسے نڈر، بیباک، جرأت مند، مخلص، بزرگ، زیرک قائد اور مصلح کی ضرورت تھی۔ آپ اپنے چاہنے والوں

---

☆ جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام، جہلم

کو ہمیشہ کے لیے روتا چھوڑ کر چلے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت کے دل میں رب ذوالجلال کے علاوہ کسی کی عظمت نہ تھی۔ حضرت کو نہ تعریف کی آرزو تھی اور نہ ہی تنقید و ملامت کی پرواہ، کوئی چیز انہیں جادۂ مستقیم سے نہ ہٹا سکتی تھی۔ کسی سے محبت و دشمنی وصل و فراق سب اللہ کی رضا کے لیے ہی تھا۔

حضرت کی کیمیا اثر نظر نے ہزاروں کی کایا پلٹ دی۔ ہم خوش نصیب ہیں کہ ہم نے ان کی زیارت کی ان کی مجلس میں ہمیں بیٹھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ان کی تقاریر سننے کا موقع ملا لیکن ہم بدنصیب ہیں جیسے حضرت سے استفادہ کرنا چاہیے تھا ایسا نہ کر سکے۔ چشمہ صافی بہتا رہا مگر ہم پیاسے ہی رہے۔ ماہ تاباں ایک جہان کو منور کرتا رہا مگر ہم نے اپنی آنکھیں بند رکھیں۔ اس گلستان سے عالم مہکتا رہا مگر ہم اس سے گل چینی نہ کر سکے۔

حضرت کی زندگی قابل تقلید نمونہ ہے۔ حضرت کی سرپرستی اور دعائیں ہمارے لیے بہت بڑا قیمتی سرمایہ تھیں جن سے ہم آج محروم ہیں۔

اللہ تعالیٰ حضرت کے نقش قدم پر چلنے کی اور ان کے مشن کو پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے۔

❀❀❀❀

## حق چار یارؓ کی اصطلاح

حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں......

بے شک تمام اصحاب و یارانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برحق ہیں لیکن ہم حق چار یارؓ تو خلافت راشدہ کے جواب میں کہتے ہیں اور ہر صحابی کو خلافت نہیں ملی اور گو حضرت حسن رضی اللہ عنہ بھی برحق خلیفہ ہیں اور ان کی صلح کے بعد بالاتفاق حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی برحق خلیفہ ہیں مگر یہ دونوں حضرات مہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے نہیں اور قرآنِ حکیم کی آیت تمکین اور آیت استخلاف میں اللہ تعالیٰ نے مہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے خلافت عطاء کرنے کا وعدہ فرمایا اور مہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہم میں صرف چار یارؓ کو ہی خلافت ملی۔ [خارجی فتنہ حصہ اول ص ۵۴۰]

# لائق صد تحسین خدمات

حافظ محسن اللہ خان ☆

حضرت قائد اہل سنت ؒ کی پاکیزہ زندگی مذہب حق اہل سنت والجماعت اور مسلک علماء دیوبند ؒ کے دفاع اور اشاعت میں گزری ہے۔ اس ضمن میں آپ کی خدمات لائق صد تحسین و مبارک باد ہیں۔

حضرت اقدس ؒ کے مقام عالی کو معلوم کرنے اور آپ کے علم و فضل جہاد و مجاہدہ کے لیے یہ شہادت کافی وافی ہے کہ آپ ؒ کو شیخ الاسلام حضرت اقدس سید حسین احمد ؒ نے خلافت سے سرفراز فرمایا اور جن کے بارے میں حضرت اقدس قطب زمان مولانا لاہوری ؒ نے ایک موقع پر فرمایا کہ میں قاضی صاحب سے خوب واقف ہوں۔ قاضی صاحب تو ہمارے خاص آدمی ہیں وہ ہمارے ہیں اور ہمارے ساتھ ہی رہیں گے۔ حضرت اقدس ؒ نے اہل سنت کو مذہب اہل سنت والجماعت کا بھولا ہوا سبق صرف سمجھایا ہی نہیں بلکہ ان کو یہ مشن دیا کہ اس مقدس سبق کو پوری دنیا میں پھیلاؤ اور سمجھاؤ۔ اس کا مشاہدہ حضرت کی تقریر اور تحریر سے کیا جاسکتا ہے۔ اس لیے کہ حضرت ؒ کی جو بھی تقریر یا تحریر میرے کانوں نے سنی اور آنکھوں نے دیکھی ہے۔ اس میں آپ ؒ نے موقع اور محل کے مطابق اہل سنت والجماعت کا کسی نہ کسی انداز سے ضرور تذکرہ کیا ہے۔

حضرت قائد اہل سنت ؒ نے اس عنوان کو اپنی زندگی کا مقصد اعظم بنایا تھا۔ اس طرح حضرت قائد اہل سنت نے اگر ایک طرف اصلی کلمۂ اسلام کا سبق دیا جس وقت جعلی کلمہ منظر عام پر آیا اور پورے ملک میں الیوم اکملت لکم دینکم کا پرچار کر کے واضح کر دیا کہ مسلمانوں کا وہی کلمہ ہے جو چودہ سو سالوں سے چلا آرہا ہے۔ تو دوسری طرف آپ نے ہم کو حق چار یارؓ کا مقدس نعرہ

---

☆ متعلم جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام، جہلم

بھی یاد کرایا جس کو سن کر اگر ایک طرف رافضیت اور شیعیت راہ فرار اختیار کرتی ہے تو دوسری طرف خارجیت اور مودودیت کی بنیادیں کھوکھلی ہو جاتی ہیں۔ حضرت اقدس اور حضرت جہلمی رحمہما اللہ نے اس نعرہ حق چاریارؓ پر بہت محنت کی۔

حضرت اقدس نے قرآن و حدیث کی روشنی میں یہ بھی واضح فرمایا کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی توقیر اور تکریم ایک مذہبی فریضۂ مقدسہ ہے۔ جس کے بغیر دین اسلام کا قائم رہنا ناممکن اور محال ہے اور یہ بات سب کی زبانوں پر ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرات خلفائے راشدین، صحابہ کرامؓ اور اہل بیت عظامؓ کے حقیقی فضائل و مناقب اور مجاہدانہ کارناموں کو بذریعہ تقریر و تحریر دلائل و براہین کے ساتھ خوب واضح فرمایا بلکہ اس کا حق ادا کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک طرف اگر حضرات صحابہ کرامؓ کی توقیر و تکریم ان کی عزت و ناموس کے لیے بھرپور محنت کی تو دوسری طرف حضرات شیخین کریمین اور صحابہ کرامؓ کی تنقیص اور توہین کی جرأت کرنے والوں کو ایسا مسکت، منہ توڑ اور حوصلہ شکن جواب عنایت فرمایا کہ ابناء ابلیس کو سر اٹھانے کی جرأت نہیں ہوئی۔ خواہ وہ رافضیت و شیعیت کی شکل میں ہوں یا کہ مودودیت اور خارجیت کی شکل میں ہوں۔ اور حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ میں یہی سمجھتا ہوں کہ صحابہ کرامؓ کو مانو بھی اور منواؤ بھی۔ آخر میں یہی کہا جاسکتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تحفظ ناموس صحابہؓ کے لیے جو سعی کی ہے وہ قیامت کی صبح تک ان شاء اللہ العزیز سنہری حروف کے ساتھ تاریخ کے اوراق پر لکھی جائے گی۔

حضرت اقدس ہم کو جو مشن دے گئے ہیں اگر ہم اس پر چلے تو ان شاء اللہ العزیز قیامت کے دن حضرت کے جھنڈے تلے ہوں گے۔ اللہ رب العزت ہم سب کو حضرت کے مقدس مشن کو آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

❁❁❁❁

# ایک جاذب نظر شخصیت

✍ حافظ آصف محمود ☆

جب سے میں نے ہوش سنبھالا مولانا حافظ شاہ محمد صاحب زید مجدھم کو اپنا راہبر اور مقتدیٰ پایا۔ اس کو حسن قسمت کہیے یا حسن اتفاق۔

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جمعہ کے وعظوں میں اور مدرسہ کے ماہوار اجلاس میں اکثر حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے علمی اور مجاہدانہ کارناموں کو سنتا رہتا تھا۔ ان کی ہمت و جرأت کے واقعات سن کر ایک عجیب سی تڑپ دل میں اٹھتی، ایک خواہش دل میں انگڑائی لیتی کہ ایسے عالم کی زیارت ضرور کرنی چاہیے کہ جن کی تعریف و توصیف ہمارے مہتمم صاحب بیان فرماتے ہیں۔

چنانچہ حضرت قاضی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا اشتیاق بڑھا مگر ایک عرصہ تک میں اس خواہش کو عملی جامہ نہ پہنا سکا! وقت برق کی رفتار سے گزرتا رہا۔ جب ثانیہ میں داخلہ لیا تو دوستوں کے ہمراہ پہلی مرتبہ سنی کانفرنس بھیں جانے کی توفیق نصیب ہوئی۔ بھیں ایک گھر کی بالائی منزل میں حضرت جلوہ افروز تھے۔ میں بھی دوستوں کے ہمراہ حضرت کی زیارت و مصافحہ کے لیے حاضر ہوا۔ حضرت پر جیسے ہی نظر پڑی...... بس انہی میں منہمک ہو کر رہ گیا۔ کئی لمحات تک تو آنکھیں جھپکنا بھی بھول گیا۔ ایسی جاذب نظر شخصیت آج تک نہیں دیکھی تھی۔ میں تو مزید فیوض و برکات سمیٹنا چاہتا تھا مگر حضرت کے خدام کے کہنے سے نہ چاہتے ہوئے بھی کمرے سے باہر آ گیا۔

مگر ایک غیبی کشش مجھے پھر کھینچ کر حضرت کے پاس لے گئی۔ حضرت کے چہرے پر جہاں شفقت کا دریا موجزن تھا وہاں ہیبت اور عظمت کا دریا بھی سیل رواں تھا۔ جو ہر ناظر کے دل میں اپنا وقار خود بٹھا رہا تھا۔ اگلے روز حضرت کا روح پرور اور ایمان افروز طویل بیان سن کر دل مزید باغ باغ ہو گیا۔

---

☆ معلم جامعہ قاسمیہ رحمان پور، لاہور

پھر اس کے بعد حضرت کی زیارت کا سلسلہ چلتا رہا کبھی برادر مکرم کی معیت میں اور کبھی مولانا شاہ محمد صاحب کی معیت میں۔

مگر ہر مرتبہ ایک نئی کشش اور جاذبیت محسوس کی۔ حضرت کی یہ عجیب کرامت دیکھی کہ حضرت کو جتنی مرتبہ دیکھا اتنا ہی مزید زیارت کا اشتیاق بڑھا۔ بالآخر ۲۶/ جنوری ۲۰۰۴ء کی صبح حضرت شاہ صاحب کے درسِ قرآن کے بعد ناظم جامعہ قاری محمد اشرف نے آ کر استاذ مکرم کو حضرت کے وصال کی دلخراش ہی نہیں بلکہ دل شکن خبر سنائی۔ آہ!

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی
اک شخص سارے جہاں کو ویراں کر گیا

❀❀❀❀

## حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا......

فرقہ اثناعشریہ والے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ وغیرہ چند صحابہ رضی اللہ عنہم کے علاوہ باقی تمام جماعتِ صحابہؓ کے مخالف ہیں اور خلفائے اربعہ میں سے پہلے تین خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی خلافتِ راشدہ بلکہ ان کے ایمان و اخلاص کے بھی منکر ہیں۔ العیاذ باللہ ......اور خارجی فرقہ کے لوگ چوتھے خلیفہ راشد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت اور ان کے ایمان و اخلاص کے منکر ہیں۔

اور چونکہ اہل السنّت والجماعت ان چاروں خلفاء کو برحق مانتے ہیں بلکہ ان کی خلافت کو حسبِ آیت تمکین اور حسبِ آیت استخلاف قرآن کی موعودہ خلافتِ راشدہ تسلیم کرتے ہیں۔ اس لیے قرآن کی اس موعودہ خلافتِ راشدہ کے مصداق چار یارؓ کی حقانیت کا "**حق چار یارؓ**" کے الفاظ سے اعلان و اظہار کرتے ہیں اور چار یارؓ یا حق چار یار کی اصطلاح تحریک خدام اہل سنت نے وضع نہیں کی بلکہ صدیوں سے یہ اصطلاح اہل السنّت والجماعت میں مقبول و مشہور ہے۔ [ماہنامہ حق چار یارؓ جلد ۱، شمارہ ۱، ص ۲]

# ملفوظات حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ

✍ مولوی محمد اشرف مخدوم پوری ☆

جس طرح حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ عقائد میں اہل السنت والجماعت کے صحیح پاسبان تھے اسی طرح حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ تصوف میں صوفیائے کرام کے کشف وکرامات احوال ومقامات تصرفات واشارات کے بھی عظیم ترجمان تھے۔ عقائد وتصوف دونوں پہلوؤں میں حضرت اقدس نے افراط وتفریط کو چھوڑ کر مسلک اعتدال کو اختیار کیا۔ بے شک آپ کی ذات حجۃ الاسلام تھی۔ میں اپنے مرشد ومربی حضرت مولانا سید امین شاہ صاحب مدظلہ مخدوم پوری کا مشکور ہوں جنہوں نے مجھے چکوال تعلیم حاصل کرنے کے بھیجا۔ ذیل میں حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کے چند ملفوظات نقل کیے جاتے ہیں......

- علم سے مقصود عاجزی ہے مبلغ کو حکمت وبصیرت اور جوش کی بجائے ہوش کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر ایک من علم ہو تو دس من عقل کی ضرورت ہوتی ہے۔
- جس سماع میں مزامیر ہوں بالاتفاق ناجائز ہے باقی شرائط کے ساتھ جائز ہے۔
- حضرت سلطان باہو رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ سماع سننے سے کشف قلوب بھی ہو جاتا ہے اور کشف قبور بھی ہو جاتا ہے لیکن اس سے باطن کا نور جل جاتا ہے۔
- ولایت کا کوئی درجہ شریعت سے مستثنیٰ نہیں الا یہ کہ کوئی مجذوب ہو یا غلبہ حال میں شطح ظاہر ہو۔
- حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ طریقت اور حقیقت دونوں شریعت کی لونڈیاں ہیں۔
- حب جاہ ایک مخفی روحانی بیماری ہے جو اس میں مبتلا ہو اس کو خود ہی علم نہیں ہوتا۔ پھر مثال بیان فرمائی جس طرح گندگی تالاب کی تہہ میں جم جاتی ہے اور ہمیں نظر نہیں آتی۔ پانی ناپاک ہوتا ہے اور ہم اسے پاک سمجھتے ہیں۔ یہ تمام روحانی بیماریوں میں سب سے آخر میں نکلتی ہے اور بالکل نکل جاتی

---

☆ متعلم جامعہ عربیہ اظہار الاسلام، چکوال

ہے تو ولی درجہ صدیقیت پر فائز ہو جاتا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تو صدیق اکبر تھے۔

- درود شریف رحمتوں کا خزانہ ہے صوفیائے کرام نے جو کچھ حاصل کیا درود شریف سے کیا۔
- بریلویت جہالت کا نام ہے ان کو نرمی سے سمجھانا چاہیے۔
- طالب لذت طالب خدا نہیں ہوتا۔ ایک روح کی لذت ہے اور ایک نفس کی لذت ہے۔
- حدیث پاک میں ہے حب الدنیا راس کل خطیئة دنیا ہاتھ میں ہونی چاہیے دل میں نہیں۔
- امام غزالی رحمہ اللہ نے لکھا ہے ہمارا نفس بھی پکار پکار کر انا ربکم الاعلی کہہ رہا ہے۔ فرق اتنا ہے فرعون نے زبان سے کہا.........
- بدعقیدہ لوگوں سے دور رہنا چاہیے چونکہ صحبت کا اثر ہوتا ہے ان کی کتابیں عام آدمی نہ پڑھے۔
- جو قوی ہوتا ہے وہ اثر ڈالتا ہے اور جو ضعیف ہوتا ہے وہ قبول کرتا ہے۔
- جس طرح مجنوں لیلیٰ کی محبت میں اپنے کو لیلیٰ کہتا تھا۔ انا الحق کا مطلب ہے حق ہے میں نہیں ہوں۔
- حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ جس طرح لوہے کو آگ میں ڈالا جائے تو وہ گرم ہو کر سرخ ہو جاتا ہے اگر اس کو زبان دی جائے اور وہ کہدے میں آگ کا انگارہ ہوں تو اس میں کیا تعجب ہے۔ یہی حقیقت مسئلہ وحدت الوجود کی ہے حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے اس کا نام وحدت الشہود رکھا۔
- نہ اپنی تعریف آپ درست ہے نہ کوئی دوسرا منہ پر تعریف کرے، یہ کبر کا بیج ہے۔
- اپنی تعریف آپ کرنا درست نہیں لیکن ضرورت کے وقت جائز ہے جس طرح سید الشہداء حضرت امام حسین نے میدان کربلا میں کی ہے۔
- حضرت مدنی رحمہ اللہ سے کسی نے سوال کیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جھگڑنے کے باوجود رحماء بینھم کیسے تھے؟ فرمایا۔ صحابہ کرام کے جھگڑے نفس کے لیے نہ تھے اللہ کے لیے تھے۔
- اللہ کی قدرت ہر چیز میں ہے پھر فرمایا۔ صوفیا نے لکھا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مظہر اتم ہیں۔
- مجاہدہ نفس سے غیر مسلم کا نفس بھی صاف ہو جاتا ہے لیکن پاک نہیں ہوتا۔ جس طرح پیشاب سے گندگی صاف ہو جاتی ہے پاکی حاصل نہیں ہوتی۔ لیکن مؤمن کا نفس پاک بھی ہوتا ہے اور صاف بھی ہوتا ہے کسی غیر مسلم کے ہاتھ پر خرق عادت فعل ظاہر ہو تو یہ استدراج ہے۔

- حیات انبیاء کا انکار مسئلہ حاضر ناظر کا ردعمل ہے۔
- حق والوں سے پہاڑ بھی ٹکرائے گا تو ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔
- حضرت مرزا جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مرید پنکھا جھل رہا تھا۔ حضرت مرزا صاحب نے فرمایا آہستہ جھلو جب اس نے آہستہ کیا تو فرمایا کیا بیمار ہیں تیز جھلو۔ فرمایا مشائخ اسی طرح اصلاح کرتے ہیں یہ خلاف نفس بات لاتے ہیں اور بار بار کرتے ہیں جس سے مرید کی اصلاح ہوتی ہے۔
- ایک دفعہ ایک منافق نے یہودی کے ساتھ حضور علیہ السلام سے فیصلہ کروایا، پھر وہ منافق فیصلہ خلاف ملنے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ آپ فیصلہ کریں حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھر گئے اور تلوار لا کر سر قلم کر دیا۔ فرمایا جس کو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ منظور نہیں ہے اس کا فیصلہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تلوار کرے گی۔ فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس نے سمجھا نہیں تھا۔ انہوں نے یہ سمجھا کہ میں مسلمان ہوں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مزاج جلالی ہے۔ حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا غصہ صرف اللہ کے لیے ہوتا تھا۔
- حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ قرآن پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اونچا اور صدیق رضی اللہ عنہ اکبر آہستہ۔ آپ نے پوچھا تو صدیق نے فرمایا اللہ کو سنانا مقصود ہے وہ آہستہ بھی سن لیتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ لوگوں کو بیدار کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے معاملہ برعکس کر دیا۔ فرمایا یہ اصلاح ہے خلاف نفس کرو اس کو فنافی الارادہ کہتے ہیں۔
- تصوف یہ ہے کہ اپنے ساتھ سوء ظن اور دوسرے کے ساتھ حسن ظن رکھا جائے۔
- کسی سے اچھائی کی توقع نہ رکھو۔ احسان اللہ کے لیے کرو پھر ان شاء اللہ کسی سے جھگڑا نہیں ہوگا۔
- اگر نفس کو نیکی میں نہیں لگاؤ گے تو یہ تمہیں برائی میں لگا دے گا۔
- محققین صوفیاء کے نزدیک ایسا علم اور سخاوت جو تکبر کے ساتھ ہو اس سے وہ جہل اور بخل بہتر ہے جو تواضع کے ساتھ ہو۔

❁❁❁❁

# تم یتیم ہو گئے

کتبہ مولوی محمد عثمان معاویہ ☆

یہ ایک ۳ ذوالحجہ ۱۴۲۴ھ ۲۶ جنوری ۲۰۰۴ء بروز سوموار کی اداس سحر تھی۔ فضا میں غیر معمولی افسردگی کے آثار نمایاں تھے۔رات کے وقت تمام ساتھی معمول کے مطابق سو گئے۔صبح کو نماز فجر کے وقت اچانک بھائی ابرار نے بیدار کرتے ہوئے تمام ساتھیوں کے شانے جھنجھوڑ دیئے۔اور کہا کہ امدادیہ والو آج ''تم یتیم ہو گئے ہو''۔تمام طلباء نے کہا کیا مطلب؟ تو اس پر بھائی ابرار نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ قائد اہل سنت وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نور اللہ مرقدہ، اس دارالفناء سے دارالبقاء کی طرف چل بسے۔کہنے والے نے کہہ دیا۔لیکن سننے والوں نے اتنے غمزدہ لہجے میں انا اللہ پڑھی لگتا تھا کہ انہیں قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کے چلے جانے کا اتنا دکھ نہیں۔جتنا اپنے یہاں رہ جانے کا صدمہ ہے۔

## قائد اہل سنت کی شخصیت

قائد اہل سنت حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ، کی شخصیت خود اس قدر ہمہ گیر،اور ہزاروں خوبیوں کا مرقع تھی۔ان میں سے ایک ایک وصف ایسا ہے جسے بیان کرنے کے لیے کئی صفحات کی ضرورت ہے۔آپ نہ صرف اعلیٰ پایہ کے خطیب ومقرر تھے بلکہ ایک باذوق مصنف،شاعر،ادیب بھی تھے،اور تاریخ اسلام میں دنیا بھر میں انفرادی مقام رکھنے کے باعث قائد اہل سنت کا لقب آپ کے نام کا جزو ثانی بن چکا تھا۔ایک عظیم قائد اور لیڈر بھی تھے۔اور نوجوانوں کے دلوں میں بسنے والے ایک محبوب ترین راہنما بھی تھے۔قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ جب تک اس دنیا میں رہے۔بانگ دہل کفر کو للکارتے رہے۔

---

☆ متعلم جامعہ عربیہ اظہار الاسلام، چکوال

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ ذہانت، دانائی، جرأت ، استقامت واستقلال میں اپنی مثال آپ تھے۔ قائد اہل سنت نور اللہ مرقدہ، کو قدرت نے اپنی طرف سے کچھ ایسے اوصاف سے نوازا تھا۔ جو بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتے ہیں۔

حضرت اقدس قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عظیم صفت یہ تھی کہ جب بھی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت کو بیان کرتے تو یوں لگتا تھا۔ کہ انسان تو انسان در و دیوار بھی جھوم رہے ہیں۔ ایسی ہی مقدس ہستیوں کے لیے یہ پوچھنا پڑتا ہے...

یارب وہ ہستیاں کس دیس میں بستی ہیں
اب جن کے دیکھنے کو آنکھیں ترستی ہیں

چمن کی زینت بن کر اور گلشن کو مہکا کر آپ کی پاکیزہ سعید روح بہشت کی روحوں سے جا ملی۔ وہ عظمت و سربلندی کی خلعت زیب تن کر کے ایک ایسی دنیا میں جا چکے۔ جہاں ہماری آنکھیں انہیں نہیں دیکھ سکتیں۔ ہمارے کان اس کی آواز سننے سے محروم ہیں...

ہمیں سو گئے داستاں کہتے کہتے

اس سانحۂ ارتحال پر آنسو بہانے کی ضرورت نہیں بلکہ ان کے مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی ضرورت ہے۔

❁❁❁❁

## حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا......

اللہ تعالیٰ جب اپنی رضاء کی بشارت دیتا ہے تو اس سے دوام ہی مقصود ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی ایسے شخص سے راضی ہونے کا اعلان نہیں کرتا جو بعد میں اس کو ناراض کرنے والا ہو، لہٰذا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بیعتِ رضوان کے سلسلہ میں یا دوسرے مواقع پر جو "رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ" کی قرآنی سند دی گئی ہے تو یہ اسی بنا پر ہے کہ وہ اس کے بعد کوئی ایسا فعل نہیں کریں گے جو اس کی ناراضگی اور غضب کا سبب بن سکے۔ [کشف خارجیت ص ۱۷۲]

# سو گئے آخر زمانے کو جگانے والے

کلمہ حافظ محمد افضال ☆

قرآن مجید کے فیصلے کے پیش نظر جو بھی بنی آدم اس دنیا میں آیا ہے اس نے اس ضابطہ کے تحت اس جہان فانی سے کوچ کرنا ہے۔ کل من علیها فان (الایۃ)

تاہم کچھ شخصیات رحلت کے بعد دل و دماغ میں اپنے ہزاروں کارناموں اور یادوں کو چھوڑ جاتی ہیں جس کی وجہ سے مدتوں لوگوں کی زبانیں ان کا تذکرہ خیر کرتی رہتی ہیں۔ جس کی وجہ سے یہ مبارک شخصیات مر کے بھی زندہ رہتی ہیں انہی مبارک اور خوش نصیب شخصیات میں سے ایک عظیم شخصیت قائد اہل سنت وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ آپ فاضل دیو بند اور حضرت شیخ العرب والعجم سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خصوصی شاگرد ہونے کے ساتھ ساتھ ان کے خلیفہ مجاز بھی تھے آپ کی زندگی مجموعہ محاسن تھی، آپ کی تحریر میں بے پناہ تاثیر اور تقریر میں علم کا سمندر موجزن تھا قلم و زبان پر قابو تھا پوری دنیا ان کی علمی سخاوتوں سے بہرہ ور تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہر میدان میں قائدانہ کردار ادا فرمایا۔ یوں تو آپ ہر میدان کے شاہسوار تھے مگر دین کے خلاف اٹھنے والے فتنوں اور تحریکوں کے خلاف خصوصاً ننگی تلوار تھے۔ ان کا یہی وصف انہیں اپنے ہم عصر علماء اور شخصیات سے نمایاں کرتا ہے۔ نہ علماء کی کمی ہے نہ ہی اساتذہ تفسیر و حدیث کی، خانقاہیں بھی ذکر و فکر کی روایتی آوازوں سے گونجتی نظر آئیں گی۔ مگر مسجد و مدرسہ منبر و محراب سے اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے دشمنوں کو حق کی آواز میں للکارنے والا عالم جلیل اور علماء حق کا صحیح وارث اب نظر نہیں آئے گا۔ جس کی آواز سے دین حنیف کے چمن میں بہار آئی۔ دور حاضر میں فتنوں کے تعاقب اور مسلک علماء دیو بند کی نشاندہی میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ اقدس نے جس طرح بے نظیر خدمات سرانجام دیں یہ آپ ہی کا حصہ تھیں۔ آپ بہت

☆ متعلم جامعہ عربیہ اظہار الاسلام، چکوال

ہی متواضع شخصیت کے حامل تھے۔ چہرۂ مبارک پر ہمیشہ مسکراہٹ ہوتی تکلیف اور بیماری کے باجود کبھی چہرے سے کمزوری اور تھکاوٹ کا احساس نہیں ہونے دیتے تھے۔ آپ بے پناہ پیار و محبت سے امت کو اس کا بھولا ہوا سبق یاد دلاتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تحفظ کو اپنا نصب العین بنایا۔ جس کی وجہ سے وکیل صحابہ رحمۃ اللہ علیہ جیسا مبارک لقب ملا۔ نہ ہی اپنی تعریف برداشت کرتے اور نہ اپنے نام کے ساتھ کوئی لقب لگانے دیتے جو اللہ والوں کی شان رہی ہے ہمیشہ اپنے نام کے ساتھ خادم اہل سنت لکھتے تھے مگر وکیل صحابہ رحمۃ اللہ علیہ کے لقب سے خوش ہوتے اور فرماتے تم سب بھی وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم بنو۔ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے قلم میں بلا کی روانی، طوفان کی تیزی اور تلوار کی کاٹ تھی انہوں نے جس باطل فرقے کے خلاف بھی قلم اٹھایا لکھنے کا حق ادا کر دیا وہ نہایت ہی عجیب انداز میں باطل پر گرفت فرماتے یہاں تک کہ باطل عاجز آ جاتا۔ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے اکابرین کی یادیں تازہ ہو جاتیں۔

۲۰۰۰ء میں راقم الحروف قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد بیعت کی غرض سے قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کے خدمت میں مدنی جامع مسجد چکوال، مولانا رشید احمد صاحب الحسینی اور باقی چند ساتھیوں کے ساتھ حاضر ہوا۔ بیعت کی درخواست کی جو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قبول فرمالی۔ اسی سال بندہ نے مدرسہ قاسمیہ حضرو میں درس نظامی پڑھنا شروع کر دیا۔ یہ یقیناً آپ سے اس پہلی ملاقات کا اثر تھا آپ سے محبت تو پہلے سے تھی لیکن اب تو اس عقیدت اور محبت میں اور بھی اضافہ ہونے لگا۔ ۲۰۰۱ء کے اواخر میں راقم الحروف اپنے استادوں کے مشورے سے مدرسہ اظہار الاسلام چکوال میں تعلیم اور اصلاح کی غرض سے حاضر ہوا اور ثانیہ عامہ میں داخلہ لیا۔ جمعرات کا انتظار شدت سے ہوتا اس لئے کہ آپ جمعرات کے دن درس قرآن مجید اور جمعہ کے بیان کے لئے تشریف لاتے پھر بعد از نماز جمعہ ہم سب آپ رحمۃ اللہ علیہ سے مصافحہ کرتے اس ضعف اور بیماری کی حالت میں بھی آپ پابندی سے درس و جمعہ کے بیان کے لئے تشریف لاتے عقائد کی اصلاح فرماتے۔ توحید شان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم، شان صحابہ رضی اللہ عنہم اور خصوصاً عقیدہ خلافت راشدہ پر دو، دو گھنٹے بیان فرماتے۔ یہ باتیں دیکھ کر ہر آدمی یہ تصور کرتا کہ یہ صرف اور صرف اللہ رب العزت کی خصوصی مدد ہے۔ گزشتہ سال جامعہ ھذا کے طلباء کا مشکوٰۃ شریف کا ختم تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس میں تشریف لائے مشکوٰۃ شریف کی آخری حدیث پڑھائی۔ اور درس قرآن مجید دیا یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا آخری درس تھا۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ درس کے لئے تشریف نہ لا سکے۔

آخری ملاقات میں آپ رحمۃ اللہ علیہ سے میں نے عرض کی کہ تکبر کے بارے میں کوئی وظیفہ ارشاد فرما

دیں۔ آپ نے گنہگار کا ہاتھ اپنے مبارک ہاتھوں میں لیا اور فرمایا کہ ''بندہ کس طرح تکبر کر سکتا ہے؟ صرف اپنی خلقت پر غور کرے یہ تو محتاج ہی محتاج ہے۔ پانی نہ ملے تو مرجائے گا کھانا نہ ملے تو تب بھی مر جائے گا۔ بیمار ہوتا ہے تو بستر پر لیٹ جاتا ہے گویا کہ انسان عاجزی کا مجسمہ ہے'' اس دن آپ رحمہ اللہ کی طبیعت بہت زیادہ خراب تھی شدید بیماری کے پیش نظر میں نے اجازت چاہی پیاری سی مسکراہٹ کے بعد فرمایا کوئی خیال آئے تو لاحول ولا قوۃ الا باللہ کی ایک تسبیح پڑھ لیا کرو۔ اس شدید بیماری میں بھی آپ ہر چھوٹے بڑے سے محبت و شفقت سے حال احوال پوچھتے رہے۔ اور اپنی نیک دعاؤں کے ساتھ رخصت کرتے رہے میں پلٹا تو آنکھوں میں محبت چھلک آئی کیا معلوم تھا کہ عاشق رسول ﷺ وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم سے ہماری یہ آخری ملاقات ہوگی۔ ۲۶ جنوری ۲۰۰۴ء بروز سوموار صبح تقریباً ۵ بجے ایک ساتھی نے خواب غفلت سے بیدار کیا اور خبر سنائی کہ پیر طریقت رہبر شریعت وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب ہمیں چھوڑ کر چلے گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

مر گئے تو یہ کتبے پہ لکھا جائے گا
سو گئے آخر زمانے کو جگانے والے

❀❀❀❀

## حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ نے فرمایا......

تاریخ کی روایات شرعی حجت نہیں ہوتیں۔ اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور خلفاء کے متعلق جو ایمان و اعتقاد رکھو وہ کتاب و سنت کی روشنی میں ہو۔ قرآن اور حدیث کی روشنی میں ہو۔ مؤرخین نے مختلف اور متضاد روایتیں جمع کر دی ہیں۔ اس لیے تم ان میں جتنا پڑو گے اتنا ہی گمراہی کا شکار ہوگے یعنی تاریخ معیار نہیں۔ جو روایت کتاب و سنت کے مطابق ہو وہ قبول کر لو۔ اگر خلاف ہے رد کر دو خواہ لکھنے والا کوئی بھی ہو۔ [ماہنامہ حق چار یارؓ، نومبر ۲۰۰۴ء، ص ۲۲]

# علماء دیوبند کی پہچان

محمد عابد الحسینی ☆

کل من علیھا فان ہر ایک کے لئے فنا ہے۔ جو بھی آیا ہے اس نے جانا ہے لیکن بعض ہستیاں ایسی ہوتی ہیں کہ دنیا سے جا کر بھی دنیا میں باقی رہتی ہیں۔ وہ مر کر بھی زندہ رہتی ہیں۔ ان کا نام اور کارناموں کا ڈنکا ہر سو بجتا رہتا ہے۔ ان کے لگائے ہوئے چمن میں آنے والی بہار ان کے باقی رہنے کا پتہ دیتی ہے۔

انہی مبارک ہستیوں میں سے ایک ہستی حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نام نامی سے جانی جاتی ہے۔ یہ ہستی نہ صرف یہ کہ انبیاء کے وارثین کے گروہ میں ایک ممتاز مقام رکھتی ہے بلکہ دین مصطفوی کی بقاء کے لئے خدائی انتظام ہے۔ قلب کو پاک کرنے والے سلسلۂ تصوف کی بڑی ہستیوں میں سے ایک ہے۔ جو ہمیں بروز سوموار پونے ۵ بجے سحری کے وقت اس فانی دنیا میں چھوڑ کر اپنے رب کے ہاں چلے گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون......

آپ کے انتقال کی خبر میرے لئے صاعقہ آسمانی سے کم نہ تھی۔ آخر وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم، قائد اہل سنت، ولی کامل، بانی امیر تحریکِ خدام اہل سنت والجماعت کا دنیا سے چلے جانا کچھ معمولی بات نہیں۔ کیونکہ آج کل کے پرفتن دور میں صحیح رہنمائی مسلک اعتدال اور مسلک علماء دیوبند کی صحیح ترجمانی اگر کوئی ہستی کر رہی تھی تو وہ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ہی ذات تھی۔

آپ کے انتقال کی خبر جب میرے کانوں میں پڑی تو میرے ہوش وحواس ہی گم ہو گئے۔ اور مجھے اس خبر کی صداقت میں شبہ ہو گیا۔ اساتذہ کرام سے تصدیق کروائی تو حالت دگرگوں ہو گئی۔ اگر میں اپنے غم کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے الفاظ میں بیان کروں تو مبالغہ نہ ہوگا۔

---

☆ متعلم مدرسہ قاسمیہ، حضرو ضلع اٹک

صبت علی مصائب لو انها
صبت علی الایام صرن لیا لیا

حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ فقط ایک شخص ہی کا نام نہ تھا بلکہ وہ علماء حق، علماء دیوبند کی پہچان بن گئے تھے۔ کہ ان کے نام سے مسلک اہل سنت والجماعت کو پہچانا جاتا تھا۔ ان کے نام سے فتنے دبے ہوئے تھے۔ حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے ہر فتنے کو قلم کے ذریعے دلائل کے زور سے ہر میدان میں شکست دی۔ حضرت قائد نہ صرف یہ کہ عالم دین تھے بلکہ آپ عارف باللہ بھی تھے۔ آپ کے متوسلین بھی آپ کے تعلق کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے قلبی لگاؤ محسوس فرماتے تھے اور فرماتے ہیں۔ اگر مریدین کو حق تعالیٰ کی معرفت مل گئی تو خود پیر صاحب کا مقام کیا ہوگا۔ اندازہ لگانا مشکل ہے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ بڑے شفیق تھے۔ اپنوں کے ساتھ تو ہر کوئی شفقت کرتا ہی ہے غیروں کے ساتھ بھی آپ شفقت کر کے اپنا بنا لیتے تھے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے حضرت کو جنت الفردوس میں اعلیٰ و ارفع مقام عطا فرمائے۔ اور ہمیں ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطاء فرمائے ...... آمین۔

❀❀❀❀

## حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا......

غالباً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بے وفائی اور حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی اتباع نہ کرنے ہی کا یہ نتیجہ ہے کہ پاکستان میں اب تک کوئی صحیح اسلامی آئین مرتب ہی نہیں ہوسکا اور نہ کسی حکومت کو استحکام مل سکا ہے۔ اگر علمائے اہل سنت والجماعت کھلم کھلا بغیر خوف لومۃ لائم عظمتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور عقیدہ خلافت راشدہ پر محنت کرتے، اس کی تبلیغ اور اس کے تحفظ میں کوشش کرتے تو آج سنی مسلمانوں کی ایک ایسی مضبوط جماعت میدانِ عمل میں آجاتی کہ جس کو کوئی حکومت نظر انداز نہیں کرسکتی بلکہ کوئی حکومت ان کے تعاون کے بغیر قائم نہیں ہوسکتی تھی لیکن اس بنیاد پر اجتماعی طور پر محنت نہیں کی گئی جس کے نتائج سامنے ہیں۔ [ماہنامہ حق چار یارؓ ص ۴۸، جون/ جولائی ۱۹۸۹ء]

وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ (القرآن)
روحانی امراض کا علاج
شیخ العرب والعجم شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی
کے آزمودہ اوراد و وظائف
مسمیٰ بہ
عملیاتِ مدنی
و دیگر مجرب عملیات بہ اجازت
حضرت مولانا پیر قاضی محمد ظہور الحسین اظہر صاحب
جانشین قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ
مؤلفہ
مولانا قاری عطاء اللہ طارق بن حکیم امانت اللہ قادری دامت برکاتہم
ملنے کا پتہ
مکتبہ مظہریہ جامع مسجد مدنی جادہ روڈ جہلم شہر پاکستان
فون: 0541-620698
نئے اضافوں کے ساتھ جدید ایڈیشن جلد آرہا ہے

باب ٦
یادگار
قراردادیں
ارباب حکومت کو وقتاً فوقتاً مختلف مسائل
پر پیش کی جانے والی چند قراردادیں
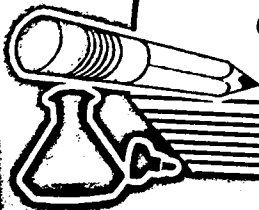
شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ' کے فیوضات اور خلافت کے امین، بقیۃ السلف، یادگار اسلاف، قطب الارشاد وکیل صحابہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نور اللہ مرقدہ مجدد وقت تھے، جنہوں نے بلاخوف لومۃ لائم سنت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے تمام باطل فتنوں کے خلاف پیہم جنگ لڑی، عقائد اہل السنت والجماعت کے تحفظ کے لئے کبھی بھی مصلحت کا دامن تھامنا گوارا نہ فرمایا۔ عقائد اہل السنت والجماعت کے دفاع کو ہمیشہ اپنی ذات سے مقدم سمجھا، آئمہ اہل السنت اور اکابرین علمائے دیوبند کے افکار سے سرمو بھی انحراف نہ فرمایا۔

"الحب للہ والبغض للہ" اور اشداء علی الکفار رحماء بینہم" کی عملی تفسیر تھے، دشمنان صحابہؓ کے ساتھ "اتحاد یا رواداری" یہ الفاظ ہی آپ کی لغت میں نہیں تھے۔ غیرت صحابہؓ میں منفرد حیثیت کے حامل تھے، جس میں کوئی بھی آپ کا ثانی نہیں۔ آپ کا وجود اہل السنت والجماعت کے لئے عموماً اور ہم خدام کے لئے خصوصاً رحمت کا سایہ تھا، مگر افسوس صد افسوس وہ سایہ ہمارے سروں سے اٹھ گیا ہے۔

خاکروب آستانہ مظہری

**نثار معاویہ**

فون گھر: 52173

○○○○○

# قرار داد خلافتِ راشدہ

بخدمت جناب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر پاکستان

سلام مسنون

عرض آنکہ

مسند اقتدار پر فائز ہونے کے بعد آپ نے قیام پاکستان کے اصل مقصد کے تحت کئی بار پاکستان میں اسلامی نظامِ حکومت قائم کرنے کا وعدہ کیا، اور عموماً مسلمانان پاکستان کا بھی یہی مطالبہ ہے کہ پاکستان میں نظام مصطفیٰ (یعنی نظام اسلام) جلدی نافذ کر دیا جائے۔لہٰذا اس سلسلے میں حسب ذیل امور قابل لحاظ ہیں......

① ......ملک عرب میں خود خاتم النبیین حضرت محمد رسول ﷺ نے جو حکومتِ الٰہیہ قائم فرمائی تھی اس کے کارکن لاکھوں کی تعداد میں وہی اصحاب رسول ﷺ تھے جن کو براہِ راست حضور ﷺ کی تربیت نصیب ہوئی تھی۔جن کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مقدس میں خیر امت (یعنی سب امتوں سے بہتر جماعت) ہونے کا عظیم شرف عطا فرمایا ہے۔اور جن کو رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ سے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کی خصوصی اعلیٰ سند عطا کی گئی ہے۔یہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مقدس جماعت حضور اکرم ﷺ اور مابعد کی امت کے مابین کتاب وسنت کے پہنچانے میں ایک واحد واسطہ ہے۔

② ......نبی کریم للعالمین خاتم النبیین ﷺ کے بعد حسب وعدۂ خداوندی خلفائے راشدین امام الخلفاء حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضور کی خلافت (جانشینی) کا بلند منصب نصیب ہوا۔اور ان برحق خلفاء میں سے خصوصاً پہلے تین خلفاء حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت تو اتنا عظیم الشان اور بے نظیر ہے کہ تقریباً ۲۵ سال کے قلیل عرصہ میں پرچم اسلام نے اقوام عالم کو مسخر کر لیا۔قیصر و کسریٰ کی صدیوں کی استبدادی حکومتیں نیست و نابود کر دی گئیں۔اسلامی عدل وانصاف کے نور سے فضائیں منور ہو گئیں۔اور آسمانی برکات سے انسانیت مالا مال ہو گئی۔لہٰذا مندرجہ بالا حقائق کے پیش نظر سواد اعظم کے اہم مطالبات حسب ذیل ہیں......

مطالبہ ① ......چونکہ قیامت تک کی امت مسلمہ کے لئے خلافت راشدہ کا نظام ایک مثالی معیاری اور

بے نظیر نمونہ ہے جو محبوب خدا حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی اتباع میں نافذ کیا گیا تھا۔اس لئے پاکستان میں کتاب وسنت پر مبنی اسلامی نظام حکومت کے لئے نظام خلافت راشدہ کی پیروی کا واضح اعلان کر دیا جائے۔

مطالبہ ②......سرکاری سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں ایسا نصاب دینیات نافذ کیا جائے۔ جس میں قرآن وسنت کے ساتھ خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقدس تذکرے موجود ہوں تاکہ مسلم طلبہ اپنے اسلاف کے بےنظیر اسلامی کارناموں پر فخر کرسکیں اور ان کی اتباع میں خدام مت مخلص مسلمان بننے کی کوشش کریں۔

(ب) نصاب دینیات میں شیعہ کلمہ اور شیعہ اذان کے یہ الفاظ بالکل حذف کر دیئے جائیں۔ جن کا نبی اکرم رحمت اللعالمین، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت رضی اللہ عنہم سے کوئی ثبوت نہیں مل سکتا یعنی علی ولی الله وصی رسول الله وخلیفته بلا فصل۔علاوہ ازیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لئے خلیفہ بلافصل کا اعلان بالکل خلاف حقیقت ہے اور ملت اسلامیہ کے عقیدہ خلافت راشدہ کے خلاف ایک کھلا چیلنج ہے۔

مطالبہ ③......چونکہ پاکستان میں اکثریت سنی حنفی مسلمانوں کی ہے اس لئے اجتہادی اور فروعی مسائل واحکام میں فقہ حنفی بطور پبلک لاء نافذ کی جائے۔اور شیعوں کے اس مطالبہ کو بالکل مسترد کر دیا جائے کہ پاکستان میں فقہ جعفری کو بھی فقہ حنفی کے مساوی پبلک لاء کا حق دیا جائے۔کیونکہ......

(ا) حسب عقیدہ حضرت علی المرتضیٰ سے بھی فقہ جعفری کے قانونی نفاذ کا کہیں بھی کوئی سراغ نہیں ملتا۔اور موجودہ دور گو شیعہ عقیدہ میں امام مہدی کا دور امامت ہے لیکن وہ خود صدیوں سے غائب ہیں اس لئے ان کے حکم کے تحت فقہ جعفری کے نفاذ کی کوئی صورت نہیں اختیار کی جاسکتی۔

(ب) متحدہ ہندوستان میں صدیوں تک مسلم حکومتیں قائم رہی ہیں لیکن ان میں بھی ہمیں فقہ جعفری کے قانون کا کوئی سراغ نہیں ملتا۔

(ج) مشہور شیعہ عالم مولوی محمد بشیر آف ٹیکسلا ضلع راولپنڈی نے تو فقہ جعفری کی اصطلاح ہی کو ناجائز قرار دے دیا ہے۔چنانچہ انہوں نے مورخہ ۱۱رمئی گورنمنٹ محمد علی ہائی اسکول میں جو تقریر کی ہے اس کے ٹیپ کردہ الفاظ یہ ہیں ''قیاس وہ کرے جس پر نہ وحی ہو نہ الہام۔کبھی نہ کہنا فقہ جعفری، جس نے فقہ جعفری کہا اس نے فقہ حنفی اور امام جعفر صادق اور امام ابوحنیفہ کو ایک بنا دیا کہ وہ بھی مجتہد تھے۔کبھی یہ لفظ نہ کہنا، فقہ جعفری، تم کہو فقہ شیعہ''۔بہرحال فقہ جعفری ہو یا فقہ شیعہ۔جب ان کے ائمہ معصومین کے

دور امامت میں بھی اس کے قانونی نفاذ کا ثبوت نہیں ہے تو پاکستان میں اس کے نفاذ کا کیونکر جواز ہو سکتا ہے؟ لہٰذا

جنرل محترم سے ہمارا یہ پرزور مطالبہ ہے کہ خلافت راشدہ کے معیاری دور کی پیروی میں اسلامی نظام حکومت قائم کر کے پاکستان کو ایک مثالی اسلامی مملکت بنا کر اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔

(والسلام)

منجانب: تحریک خدام اہل سنت چکوال ضلع جہلم پاکستان

۱۷ جمادی الثانیہ ۱۳۹۸ھ

۲۵ مئی ۱۹۷۸ء

.....

# قرارداد صداقت

## بطور پبلک لاء فقہ جعفری نہ نافذ کی جائے

بخدمت جناب صدر مملکت محمد ضیاء الحق صاحب چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر پاکستان

فقہ جعفری کے نفاذ کے سلسلہ میں آل پاکستان شیعہ کنونشن (میانوالی) منعقدہ ۱۲،۱۳ اپریل ۱۹۷۹ء مفتی جعفر حسین صاحب سابق شیعہ رکن اسلامی مشاورتی کونسل پاکستان نے یہ اعلان کیا تھا کہ اگر حکومت نے ۳۰ اپریل تک شیعہ مطالبات کو تسلیم نہ کیا تو وہ مشاورتی کونسل کی رکنیت سے مستعفی ہو جائیں گے۔ چنانچہ انہوں نے حسب اعلان یکم مئی کو اپنا استعفیٰ صدر مملکت کو ارسال کر دیا ہے اور آج ۴ مئی کو شیعہ قوم یوم احتجاج منا رہی ہے۔ حالانکہ صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق صاحب نے شیعہ مطالبات کے تحت شیعہ وفد کی ملاقات کے لئے ۵ مئی کی تاریخ مقرر کر دی تھی۔ ان حالات میں نماز جمعہ کے موقع پر مدنی جامع مسجد چکوال میں سنی مسلمانوں کا یہ اجتماع شیعہ قوم کی حالیہ احتجاجی کارروائیوں کو ملک کے موجودہ بحرانی حالات میں اضافہ کا سبب تصور کرتا ہے اور شیعہ مجوزہ ایجی ٹیشن کو انتہائی خطرناک قرار دیتا ہے۔

②..... مسلمانان اہل سنت کا یہ اجتماع شیعہ قوم کی طرف سے پاکستان میں فقہ جعفری کو بطور پبلک لاء نافذ کرنے کے مطالبہ کو بالکل غیر معقول اور ناجائز قرار دیتا ہے کیونکہ .....

(ا) ملک میں دو متضاد قوانین کا نفاذ بالکل بے معنی اور اشتعال انگیز ہے۔

(ب) شیعہ مذہب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لے کر امام غائب حضرت مہدی تک مجوزہ بارہ امام انبیائے سابقین علیہم السلام سے افضل ہیں۔ حالانکہ آج جس فقہ کو فقہ جعفری کہا جاتا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی باوجود اقتدار اعلیٰ (منصب خلافتِ راشدہ) پر فائز ہونے کے اس فقہ جعفری کا قانون نافذ نہیں کیا بلکہ آپ نے اسی اسلامی قانون کو نافذ رکھا جو سابق خلفائے راشدین (خلفائے ثلثہ) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے اپنے اپنے دور خلافت میں نافذ کیا تھا اور نہ ہی گیارہویں امام حضرت حسن عسکری کے دور امامت تک۔ کسی امام کے دور میں فقہ جعفری کے قانونی نفاذ کا کوئی نام ونشان ملتا ہے۔

(ج) گو شیعہ مذہب کی بنیاد آخری اور بارہویں امام حضرت مہدی کا قیامت تک دور امامت ہے لیکن آپ خود صدیوں سے غائب ہیں اور غیبت کبریٰ کے زمانہ میں تو آپ سے کسی کی بھی ملاقات نہیں ہوسکتی اس لئے نہ ہی خود امام غائب فقہ جعفری کو بلاواسطہ نافذ کر سکتے ہیں اور نہ ہی کسی نائب امام تک ان کا حکم پہنچنے کا کوئی یقینی ذریعہ ہے۔ حالانکہ شیعہ مذہب میں اسلامی قانون یا خود امام معصوم نافذ کرسکتا ہے یا ان کے حکم سے ان کا نائب۔ لہٰذا شیعہ مذہب کے اصول پر شیعہ قوم کا یہ مطالبہ ہی بالکل بے بنیاد ہے۔

۳......انگریزی دور اقتدار سے پہلے تقریباً ۸۰۰ سال تک متحدہ ہندوستان میں فقہ حنفی کا قانون رہا ہے، اور اب پاکستان میں بھی بطور پبلک لاء کے (خلافتِ راشدہ پر مبنی) فقہ حنفی کا نفاذ ہی صحیح اور راہ حق ہے اس لئے مدنی جامع مسجد چکوال میں سنی مسلمانوں کا یہ اجتماع صدر مملکت کے حسب ذیل سابقہ بیان کی بھرپور تائید کرتا ہے کہ ''چونکہ ملک میں سنی مسلمانوں کی اکثریت ہے اس لئے پاکستان میں صرف فقہ حنفی کا نفاذ ہوگا اور ملک میں ہر فقہ کے علیحدہ قوانین کا نفاذ ممکن نہیں''

(بحوالہ نوائے وقت لاہور ۱۶ فروری ۱۹۷۹ء)

۴......سنی مسلمانوں کا یہ اجتماع ۱۲، ۱۳ اپریل ۱۹۷۹ء کی پاکستان شیعہ کنونشن بھکر میں شیعہ مقررین کی دلآزار اور اشتعال انگیز تقریروں کے خلاف پرزور احتجاج کرتا ہے اور سنی علماء ومشائخ بھکر کی حسب ذیل قرارداد کی پرزور تائید کرتا ہے کہ ''یہ اجلاس آل پاکستان شیعہ کنونشن میں ہونے والی دل آزار اور فتنہ انگیز تقاریر اور نعرہ بازی کی مذمت کرتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس کنونشن کے منتظمین اور گستاخ مقررین کو عبرتناک سزا دی جائے۔ فقہ جعفری کے نام پر جو ڈھونگ رچایا گیا ہے اس نے ان لوگوں

کے خطرناک عزائم کو بے نقاب کر دیا ہے۔ مقررین نے نفاذ فقہ جعفریہ کے مطالبہ کے نام پر فقہ حنفی اور امام اعظم ؒ کی سخت توہین کی۔ صحابہ کرام ؓ کے خلاف رسوا زبان استعمال کی گئی۔ یہاں تک کہ فخر الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے گھرانے کو بھی معاف نہیں کیا گیا۔ مقررین نے فساد کی آگ بھڑکانے کی پوری کوشش کی۔ اس کنونشن نے اس علاقہ میں جو اثرات چھوڑے ہیں ان کے پیش نظر اگر ان لوگوں کے خلاف کاروائی نہ کی گئی اور انہیں اس سنگین جرم کی سزا نہ دی گئی تو اس سے فتنہ پرور لوگوں کے حوصلے بلند ہوں گے۔ جن کے نتائج خطرناک برآمد ہو سکتے ہیں'' (بحوالہ ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۲۷ اپریل ۱۹۷۹ء)

منجانب:

خادم اہل سنت قاضی مظہر حسین غفرلہ، خطیب مدنی جامع مسجد چکوال ضلع
جہلم و بانی و امیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان
۶ جمادی الثانیہ ۱۳۹۹ھ، ۴ مئی ۱۹۷۹ء

❀......❀......❀......❀

## تائیدی قرارداد

بخدمت جناب صدر مملکت محمد ضیاء الحق صاحب چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر پاکستان

۲۵ ربیع الاول۔ مدنی جامع مسجد چکوال میں نماز جمعہ کے موقعہ پر سنی مسلمانوں کا یہ اجتماع صدر مملکت کے اس بیان کی بھرپور تائید کرتا ہے کہ چونکہ ملک میں سنی مسلمانوں کی اکثریت ہے اس لئے پاکستان میں صرف حنفی فقہ کا نفاذ ہوگا۔ اور ملک میں ہر فرقہ کے لیے علیحدہ قوانین کا نفاذ ممکن نہیں۔

(بحوالہ نوائے وقت لاہور ۱۶ فروری ۱۹۷۹ء)

② ...... چونکہ حنفی سنی قانون اصولی طور پر نظامِ خلافت راشدہ پر مبنی ہے اس لئے اہل السنّت والجماعت کا یہ اجتماع صدر مملکت کے بیان کی روشنی میں اس امر کا پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ نظام خلافت راشدہ کی اتباع کا دوٹوک اعلان کر کے سنی حنفی فقہ کی بنیاد کا تحفظ کیا جائے۔

③ ...... فقہ حنفی اور خلافت راشدہ کا اصل لا اصلی کلمہ اسلام لا اله الا الله محمد رسول الله ہے۔ جو نبی کریم رحمت للعالمین خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے دور رسالت اور پھر دور خلافت راشدہ سے لے کر آج تک اجماعی طور پر ملت اسلامیہ تسلیم کرتی چلی آ رہی ہے۔ لیکن اس کے برعکس شیعہ فرقہ نے اپنا مخصوص کلمہ وضع کر لیا ہے۔ جس میں وہ لا اله الا الله محمد رسول الله کے ساتھ علی ولی الله وصی

رسول الله وخليفته بلا فصل کا اضافہ ایمان کے لئے ضروری قرار دیتے ہیں اس لئے سنی مسلمانوں کا یہ اجتماع صدر مملکت سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ ایک قانون کی طرح ایک ہی اجماعی اور اصلی کلمۂ اسلام کے نفاذ کا اعلان کر کے اس کے خلاف ہر قسم کے کلمۂ اسلام وایمان کو قانوناً ممنوع قرار دیا جائے۔

④......اذان شعار اسلام ہے اور دورِ رسالت، دور خلافت راشدہ سے لے کر آج تک حرمین شریفین اور عالم اسلام میں ایک ہی اذان نماز اجماعی طور پر چلی آرہی ہے لیکن شیعہ فرقہ کی اذان بھی اس سے مختلف ہے جس میں علی ولی الله وصی رسول الله وخليفته بلا فصل کا اضافہ کیا جاتا ہے اس لئے اہل سنت کا یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ وحدت قانون، وحدت کلمہ اور وحدت اذان کے تحفظ کے لئے شیعوں کی اذان نماز کو ممنوع قرار دے کر سواد اعظم اہل السنّت والجماعت کو مطمئن کیا جائے۔

منجانب!

خادم اہل سنت قاضی مظہر حسین غفرلہ، خطیب مدنی جامع مسجد چکوال ضلع
جہلم وبانی وامیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان
۲۵ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ، ۲۳ رفروری ۱۹۷۹ء

۞......۞......۞......۞

## قرارداد مذمت

مرتد ظفر اللہ قادیانی آنجہانی کا جنازہ......صدر جنرل ضیاء الحق اور وزیر اعظم جونیجو کی طرف سے پیغامات تعزیت اور دعائے مغفرت...... یہ ساری کاروائی خلاف اسلام اور عقیدہ ختم نبوت کے منافی ہے......
بغیر توبہ کے شفاعت محمدی ﷺ نصیب نہیں ہوسکتی

### (۱)......۶ ستمبر ۱۹۸۵ء مدنی جامع مسجد

اخباری تفصیلات کے مطابق مرتد ظفر اللہ قادیانی آنجہانی یکم ستمبر کو لاہور میں موت کا شکار ہوا۔ حکومت کی اجازت سے ۳ ستمبر کو پولو گراؤنڈ لاہور میں اس کی نماز جنازہ پڑھی گئی جس میں دس ہزار افراد نے شرکت کی......ان میں سے زیادہ تر افراد نے سینوں پر سیاہ فیتے اور کلمہ طیبہ کے بیج لگا رکھے تھے۔ کلمہ طیبہ کا ایک بیج سر ظفر اللہ خان کے جسد کے گرد لپٹی ہوئی سفید چادر پر بھی لگایا گیا تھا۔ تابوت کے اوپر ایک سبز وسیاہ چادر ڈالی گئی تھی۔ جس پر قرآنی آیات اور کلمہ طیبہ لکھا ہوا تھا۔ (بحوالہ مشرق لاہور ۴ ستمبر ۱۹۸۵ء)

نماز جنازہ میں شریک بہت سے افراد نے کلمہ طیبہ کے بیج لگا رکھے تھے اور اس کا ورد بھی کر رہے تھے۔

(۲) صدر ضیاء الحق۔ وزیر اعظم محمد خان جونیجو اور گورنر پنجاب لیفٹیننٹ جنرل غلام جیلانی خان نے اپنے الگ الگ تعزیتی پیغامات میں چوہدری محمد ظفر اللہ خان کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔ پیغامات میں مرحوم کی روح کو اللہ تعالیٰ کے جوار رحمت میں جگہ دینے اور مرحوم کے پسماندگان کے لئے صبر جمیل کے لئے دعا کی۔ (جنگ لاہور ۳ ستمبر ۱۹۸۵ء)

(۳) وفاقی کابینہ نے چوہدری محمد ظفر اللہ خان کی وفات پر گہرے افسوس کا اظہار کیا۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ کابینہ کی جانب سے سوگوار خاندان کو تعزیتی پیغام بھیجا جائے

(جنگ لاہور ۴ ستمبر ۱۹۸۵ء)۔

(۴) نوائے وقت راولپنڈی ۳ ستمبر ۱۹۸۵ء میں مرتد ظفر اللہ خان کے متعلق لکھا ہے:۔ کہ لیکن ہر دور میں ان کی اولین وفاداری اپنی قادیانی جماعت کے لئے وقف اور مخصوص رہی اسی وجہ سے وزیر خارجہ ہونے کے باوجود قائداعظم کی نماز جنازہ میں شامل نہیں ہوئے تھے اور پوچھنے پر یہ جواب دیا تھا کہ انہیں مسلمان حکومت کا کافر وزیر یا غیر مسلم حکومت کا مسلمان وزیر سمجھا جا سکتا ہے۔

## شرعی حکم

امت مسلمہ کا اس پر اجماع ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی دجال، کذاب اور مرتد تھا۔ اس کو نبی یا ولی ماننے والے بھی (قادیانی ہوں یا لاہوری مرزائی) کافر ہیں۔

(۲)...... ۱۹۵۳ء میں ظفر اللہ مرتد کو وزارت خارجہ سے ہٹانے اور مرزائیوں کو کافر قرار دینے کے لئے ایک تاریخی تحریک امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی مجاہدانہ سرگرمیوں کے تحت چلی تھی جس کے صدر حضرت مولانا ابوالحسنات صاحب (لاہور) تھے۔ اس کے بعد ذوالفقار علی بھٹو کے دور حکومت میں ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی نے قادیانی اور لاہوری مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا تھا۔ پھر اس کے بعد موجودہ صدر مملکت جنرل ضیاء الحق صاحب نے بھی اپنے نافذ کردہ قادیانی آرڈیننس میں مرزائیوں کو غیر مسلم (کافر) قرار دے کر ان پر اسلام، کلمہ اسلام، اذان اور نماز وغیرہ اسلامی اصطلاحات کے استعمال پر پابندی لگا دی۔ علاوہ ازیں یہ بھی ملحوظ رہے کہ قادیانیوں کے نزدیک کلمۂ اسلام اور قرآن میں محمد رسول اللہ سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی ہی ہے۔ العیاذ باللہ۔

چنانچہ خود مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم۔ اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۹ مطبوعہ ربوہ تیسرا ایڈیشن)۔

(۳)... کافر کے لئے دعائے مغفرت ناجائز ہے اور مرتد کے لئے تو نہ ہی بیمار پرسی جائز ہے۔ اور نہ تعزیت اور دعائے مغفرت، ظفر اللہ خان شروع میں مسلمان تھا۔ پھر مرزا قادیانی دجال کو نبی ماننے کی وجہ سے مرتد ہوگیا اور موت تک اپنے کفر وارتداد پر قائم رہا۔

(۴)... ظفر اللہ خان مرتد کی لاش کی چادر پر کلمہ طیبہ لکھنا اور جنازہ پڑھنے والوں کا کلمہ طیبہ کے بیج لگانا اور کلمہ طیبہ کا ورد کرنا جنازہ کی آڑ میں قادیانیوں کا یہ مظاہرہ جنرل ضیاء الحق کے نافذ کردہ آرڈیننس کے لئے ایک کھلا چیلنج تھا۔ گویا کہ ظفر اللہ کی لاش بھی صدر کے ختم نبوت آرڈیننس کی دھجیاں بکھیر رہی تھی۔

(۵)... ظفر اللہ خان اپنے کفر میں اتنا پختہ تھا کہ اس نے بانی پاکستان محمد علی جناح کی نماز جنازہ بھی اس لئے نہیں پڑھی کہ وہ ان کو کافر سمجھتا تھا۔ حالانکہ بانی پاکستان نے ان کو پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ بنایا تھا۔

(۶)... مرزائیوں نے صدر مملکت کے اسلامی ریفرنڈم کا بھی مکمل بائیکاٹ کیا ہے۔

## قرارداد مذمت

ان حالات میں مدنی جامع مسجد میں نماز جمعہ کے موقعہ پر سنی مسلمانوں کا یہ عظیم اجتماع .....

(۱)... صدر مملکت جنرل ضیاء الحق کی طرف سے مرتد ظفر اللہ کی بیمار پرسی، کھلے میدان میں نماز جنازہ کی اجازت پھر اس مرتد کے لئے تعزیت اور دعائے مغفرت وغیرہ افعال کی شدید مذمت کرتا ہے۔ کیونکہ یہ افعال شریعت محمدیہ ﷺ کے خلاف اور اسلام کے بنیادی عقیدہ ختم نبوت کے منافی ہیں۔

(۲)... صدر مملکت نے مرتد ظفر اللہ کو یہ اعزازات دے کر اپنے ہی نافذ کردہ قادیانی آرڈیننس کو مجروح کیا ہے، ظفر اللہ جیسے مرتد اور جہنمی شخص کے لئے مراعات واعزازات رحمۃ اللعالمین خاتم النبیین شفیع المذنبین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے عظیم ترین منصب ختم نبوت سے بے وفائی کے مترادف ہیں۔

(۳)... یہ اعزازات حضرت صدیق اکبر اور دوسرے خلفائے راشدین حضرت فاروق اعظم، حضرت عثمان ذوالنورین، حضرت علی المرتضیٰ اور جماعت صحابہ کرام ؓ کے اجماعی فیصلہ کے خلاف ہیں۔ جنہوں نے مسیلمہ کذاب وغیرہ جھوٹے نبیوں اور ان کے پیروکاروں سے جہاد بالسیف کر کے ان کا

قتل قتل کر دیا تھا۔

اگر مرتد توبہ نہ کرے تو شریعت اسلامیہ اس کو زندہ رہنے کا حق نہیں دیتی۔

(۴) یہ وہی آؤٹ لائی پارٹی ہے جس نے مولانا اسلم قریشی کو شہید کیا تھا۔

(۵) صدر ضیاء الحق کے اس طرز عمل نے سنی مسلمانوں کو زیادہ مایوس کر دیا اور آئندہ کے لئے کوئی توقع نہیں رہی کہ وہ اپنے دور اقتدار میں صحیح طور پر اسلامی نظام حکومت قائم کر سکیں گے۔

(۶) سنی مسلمانوں کا یہ اجتماع صدر مملکت، وزیر اعظم اور ارکان حکومت سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اپنے اس خلاف شریعت طرز عمل سے خلوص قلب سے توبہ کریں اور پاکستان کے کروڑوں سنی مسلمانوں سے بھی واضح طور پر معذرت کریں جنہوں نے اسلامی ریفرنڈم کے حق میں پورے جوش و خروش سے حصہ لے کر جنرل صاحب کو پانچ سال کے لئے صدر بنایا ہے۔

(۷)..... اگر جنرل ضیاء الحق صاحب اپنے اس خلاف شرع طرز عمل سے توبہ نہیں کریں گے تو پھر قیامت میں ان کو حضور رحمۃ للعالمین خاتم النبیین ﷺ کی شفاعت کیونکر نصیب ہو سکے گی؟

وما علینا الا البلاغ۔

نہ جا اس کے تحمل پہ کہ ہے بے ڈھب گرفت اس کی
ڈر اس کی دیر گیری سے کہ ہے سخت انتقام اس کا

منجانب:
خادم اہل سنت قاضی مظہر حسین غفرلہ، خطیب مدنی جامع مسجد چکوال ضلع جہلم وبانی وامیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان
۲۰ ذی الحجہ ۱۴۰۵ھ بمطابق ۶ ستمبر ۱۹۸۵ء

# قدرت خداوندی کا عظیم کرشمہ
## درخت کے تنا پر چار یار رضی اللہ عنہم کے نام

۷ مئی ۱۹۸۲ء بروز جمعہ۔ مدنی جامع مسجد چکوال میں نماز جمعہ کے موقع پر سنی مسلمانوں کا یہ عظیم اجتماع خالق کائنات حکیم وعلیم قادر مطلق خدائے برتر کی بارگاہ الوہیت میں اس خرق عادت پر نذرانہ حمد و شکر پیش کرتا ہے کہ اس نے اپنی قدرت وحکمت کے تحت اپنے محبوب اعظم رحمت للعالمین خاتم النبیین

حضرت محمد ﷺ کے چاروں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے اسمائے مبارکہ اوپر نیچے حسب ذیل الفاظ کے ساتھ شیخوپورہ کے میونسپلٹی باغ کے ایک برنے (مزل) کے درخت کے تنا پر پیدا فرمائے ہیں۔

ابوبکر صدیق

عمر فاروق

عثمان

علی

(۲)...... مسلمانانِ اہل سنت کا یہ اجتماع خداوندِ عالم کی قدرت کے اس عظیم کرشمہ کی بنا پر حضور رحمت للعالمین خاتم النبیین ﷺ کی بارگاہ رسالت میں ہدیہ صلوٰۃ وسلام پیش کرتا ہے جن کی تربیت و فیضان سے ان خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کو یہ بلند مقام نصیب ہوا ہے۔

(۳)...... اہل سنت کا یہ اجتماع تمام سنی مسلمانوں کی خدمت میں ہدیہ تبرک پیش کرتا ہے جن کے عقیدہ خلافت راشدہ کی قدیر وعلیم خدا نے اس کرامت کی صورت میں تائید وتصدیق فرمائی۔

(۴)...... سنی مسلمانوں کا یہ اجتماع خدام اہل سنت کو خصوصی طور پر مبارک باد دیتا ہے جنہوں نے ایک مستقل تحریک کے ذریعہ پاکستان میں خلافت راشدہ اور ''حق چاریار رضی اللہ عنہم'' کی گونج پیدا کی ہے۔

(۵)...... مسلمانان اہل السنت والجماعت کا یہ اجتماع صدر مملکت جناب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب چیف مارشل ایڈمنسٹریٹر آف پاکستان کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتے ہوئے ان سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے حق میں اس عظیم الشان کرامت کے ظہور کے بعد ان مبارک ناموں کی خصوصی طور پر حفاظت کا انتظام فرمائیں اور اس بارکرامت درخت کو پاکستان کے مخصوص آثار مبارکہ میں شمار فرمائیں۔

(نوٹ) اس درخت کے تنا پر چار یار رضی اللہ عنہم کے ناموں کا فوٹو روزنامہ نوائے وقت لاہور (مورخہ ۳ مئی ۱۹۸۲ء) اور روزنامہ لاہور میں شائع ہوگیا تھا جن کے بعد تحریکِ خدام اہل سنت پاکستان کے امیر کے علاوہ حضرت مولانا عبداللطیف صاحب مہتمم جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم وامیر تحریکِ خدام اہل سنت صوبہ پنجاب نے چند خدام سنی تحریکِ الطلبہ کے ہمراہ فیصل آباد کے جلسہ سنی تحریک الطلبہ سے واپسی پر کل ۶ مئی بروز جمعرات اس درخت کی زیارت کر کے اس امر کی تصدیق کی ہے کہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے اسمائے مبارکہ محض قدرت خداوندی کے تحت اس درخت کے تنا کی چھال ہی سے ابھر

کر آئے پھر ان میں کسی انسانی تصرف کا کوئی دخل معلوم نہیں ہوتا۔ اور شیخوپورہ کے نوجوان بڑے ایمانی جوش اور ہمت سے اس ریحان قدرت کی حفاظت کر رہے ہیں۔ والسلام

مخاطب! خادم اہل سنت قاضی مظہر حسین عفی عنہ، خطیب مدنی جامع مسجد
چکوال ضلع جہلم و بانی و امیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان
۱۲ رجب ۱۴۰۲ھ ۷ مئی ۱۹۸۲ء

.....

# پانچ اہم سنی قراردادیں

بخدمت وزیر اعظم پاکستان
ذوالفقار علی صاحب بھٹو

۲ دسمبر ۱۹۷۶ء کمیٹی باغ چکوال میں نماز عید الاضحیٰ کے موقعہ پر مسلمانان اہل السنت والجماعت نے حسب ذیل قراردادیں پاس کیں

## قرارداد ①

مسلمانان اہل السنت والجماعت کا یہ عظیم الشان اجتماع حکومت پاکستان سے پر زور مطالبہ کرتا ہے کہ سرکاری اسکولوں میں صرف سواد اعظم اہل السنت والجماعت کا نصاب دینیات نافذ کیا جائے جیسا کہ ایران میں صرف شیعہ دینیات سرکاری اسکولوں میں نافذ ہے اور وہاں سنی مسلمان اپنے بچوں کی مذہبی تعلیم کا پرائیویٹ طور پر انتظام کرتے ہیں۔

(ب) سرکاری اسکولوں میں نافذ کردہ شیعہ دینیات کو بالکل منسوخ کیا جائے کیونکہ اسلامیات لازمی حصہ شیعہ برائے جماعت نہم دہم میں امامت کو توحید و رسالت کی طرح اصول دین میں شامل کیا گیا ہے جس سے یہ لازم آتا ہے کہ توحید و رسالت کے منکر کی طرح شیعہ عقیدہ امامت کا منکر بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے اور اس بناء پر سوائے شیعہ امامیہ کے دور رسالت سے لے کر آج تک تمام امت مسلمہ ''غیر مسلم'' قرار پاتی ہے۔ نیز کتاب مذکورہ میں عقیدہ امامت کی جو تشریح کی گئی ہے اس سے ملت کا اجماعی اور بنیادی عقیدہ ختم نبوت مجروح ہوتا ہے۔

## قرارداد ۲

شیعہ بذریعہ لاؤڈ سپیکر اپنی اذانوں میں حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے لئے خلیفۂ بلا فصل کا اعلان کرتے ہیں جس سے یہ لازم آتا ہے کہ سواد اعظم کے مسلمہ پہلے تین خلفائے راشدین امام الخلفاء حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، خلیفہ سوم حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ العیاذ باللہ خلفاء برحق نہیں ہیں اس سے کروڑوں سنی مسلمانوں کی سخت دل آزاری ہوتی ہے اور شیعہ مذہب میں ''**علی ولی اللہ وصی رسول اللہ وخلیفتہ بلا فصل**'' کے الفاظ اذان کا جز نہیں ہیں۔

(ملاحظہ ہو تحفۃ العوام اور من لا یحضرہ الفقیہ وغیرہ)

اس لئے اہل السنت والجماعت کا یہ اجتماع حکومت سے شدید مطالبہ کرتا ہے کہ مذکورہ کلمات کے بذریعہ لاؤڈ سپیکر اعلان پر فوری طور پر پابندی لگا کر پاکستان کے کروڑوں سنی مسلمانوں کو مطمئن کیا جائے۔

## قرارداد ۳

شیعوں کے ماتمی جلوسوں کی وجہ سے ہر سال کئی مقامات پر سنی شیعہ فرقہ وارانہ تصادم ہوتا ہے حالانکہ شیعوں کے نزدیک بھی مروجہ ماتمی جلوس نہ فرض وواجب ہیں اور نہ سنت ومستحب اور اگر وہ اس کو عبادت ہی قرار دیں تو عبادت کی جگہ گلیاں کوچے نہیں بلکہ ہر فرقہ کی اپنی اپنی عبادت گاہیں ہیں، اس لئے سنی مسلمانوں کا یہ اجتماع حکومت سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ شیعہ ماتمی جلوسوں پر مکمل پابندی عائد کر کے ماتمی رسوم کی ادائیگی کے لئے ان کو امام باڑوں میں پابند کر دیا جائے۔

(ب) اور خصوصاً سنی مساجد کے سامنے مروجہ افعال ماتم کا مظاہرہ سنی مذہب میں صریح مداخلت اور احترام مسجد کے خلاف ہے کیونکہ اہل السنت والجماعت کے نزدیک مروجہ ماتم وتعزیہ حرام ہے اس لئے مسلمانان اہل سنت کا یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ خصوصی آرڈیننس کے ذریعہ سنی مساجد کے سامنے شیعوں کے ماتمی مظاہرہ (نوحہ خوانی سینہ کوبی اور زنجیر زنی وغیرہ) پر مکمل پابندی لگا کر مسجد کی حرمت کا تحفظ کیا جائے۔

## قرارداد ۴

محرم اور چہلم کے ایام میں ٹیلیویژن پر ماتمی مجلسوں اور جلوسوں کے جو ہنگامے دکھائے جاتے ہیں اور اس کے ذریعہ ماتمی پروگراموں کو ملک کے گوشے گوشے میں پہنچایا جاتا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ

تمام پاکستان شیعوں کا اامباڑہ بن گیا ہے حالانکہ یہ کاروائی مسلمانان اہل سنت والجماعت کے لئے ناقابل برداشت ہے اس لئے سنی مسلمانوں کا یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ بذریعہ ٹی وی ماتمی مظاہروں پر پابندی لگا کر سواد اعظم اہل سنت کے مذہبی حقوق کا تحفظ کیا جائے۔

قرارداد ⑤

سنی مسلمانوں کا یہ اجتماع بعض دینی مدارس اور مساجد کو محکمہ اوقاف کی تحویل میں دینے کے خلاف شدید احتجاج کرتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ سنی مساجد اور مدارس میں مذہب اہل السنت والجماعت کی تعلیم و تدریس کی آزادی کو برقرار رکھا جائے اور جن دینی تعلیمی اداروں کو حکومت بذریعہ محکمہ اوقاف اپنی تحویل میں لے چکی ہے ان کو فوری طور پر واگذار کر کے سواد اعظم اہل سنت کو مطمئن کیا جائے۔ والسلام

منجانب! خادم اہل سنت قاضی مظہر حسین غفرلہ، خطیب مدنی جامع مسجد چکوال ضلع جہلم و بانی و امیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان

۱۰ ذی الحجہ ۱۳۹۶ھ، ۲ دسمبر ۱۹۷۶ء

❁......❁......❁......❁

## تیرہویں سالانہ سنی کانفرنس بھیں کی اہم سنی قراردادیں اور مبارکبادیں

بخدمت جناب صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق صاحب چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر پاکستان

سنی کانفرنس بھیں میں اہل السنت والجماعت کا یہ عظیم اجتماع جناب صدر مملکت کی خدمت میں مندرجہ ذیل امور پر مبارکبادیں پیش کرتا ہے............

① پاکستان میں صحابہ رضی اللہ عنہم آرڈیننس نفاذ جس میں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم، امہات المومنین رضی اللہ عنہن (ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن) اہل بیت رضی اللہ عنہم اور تمام صحابہ کی شان میں جو شخص صراحتاً یا اشارتاً و کنایتاً بھی توہین و گستاخی کرے گا۔ اس کو تین سال قید یا جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔

② چار ارب انسانوں کی نمائندہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں اسلام کی حقانیت، حضور خاتم

العلمین ﷺ کی ختم نبوت خلیفۂ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت، مہاجرین و انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی متحدہ اسلامی حکومت آیات وحدیث کی روشنی میں ثابت کرنا۔

③ یکم نومبر ۱۹۸۰ء کے سات روزہ اسکاؤٹوں کے عظیم اجتماع میں خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ذوالنورین، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور عاشق رسول حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ناموں پر علیحدہ علیحدہ پانچ بڑے گیٹ بنانا۔

④ مرزا بشیر الدین آف ربوہ آنجہانی کے ترجمہ قرآن کو ضبط کرنے کا حکم دینا۔

⑤ عبوری آئین میں قادیانی اور لاہوری مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دینا۔

⑥ تخریبی لٹریچر تقسیم کرنے والوں میں سے خصوصاً حکیم نورالدین بھیروی آنجہانی کے پوتے پروفیسر احمد کو گرفتار کرنا۔

## قراردادیں

① دجال وکذاب مرزا قادیانی آنجہانی اور اس کے پیروکاروں کا تمام لٹریچر ضبط کیا جائے۔

② چاروں خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، خلیفہ سوم حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور خلیفہ چہارم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی عقیدت واتباع کی تصریح کے ساتھ اسلامی حکومت کا واضح اعلان کیا جائے۔

③ شیعہ (ماتمی) جلوسوں پر پاکستان بھر میں مکمل پابندی عائد کی جائے۔

④ کم از کم فوری طور پر مساجد کے احترام کے تحفظ کی خاطر شیعہ ماتمی جلوسوں کے سنی مساجد کے دروازوں اور گلیوں میں ماتم اور نوحہ ومرثیہ خوانی کو ممنوع قرار دے کر خاموشی کے ساتھ جلدی گزرنے کا فوری طور پر آرڈیننس نافذ کیا جائے۔

⑤ سابق کمشنر راولپنڈی کی رپورٹ کی بنیاد پر مدنی جامع مسجد چکوال ضلع جہلم کی تنگ گلی سے شیعہ ماتمی جلوس کے روٹ کو تبدیل کر کے سواد اعظم اہل السنت والجماعت کو مطمئن کیا جائے۔ والسلام

منجانب! خادم اہل سنت قاضی مظہر حسین غفرلہ، خطیب مدنی جامع مسجد چکوال ضلع جہلم وبانی وامیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان

۲۴ محرم ۱۴۰۲ھ ۲۲ نومبر ۱۹۸۱ء

# شریعت بل

## سینیٹرز قاضی عبداللطیف اور مولانا سمیع الحق کی جانب سے

## سینیٹ کے اجلاس میں پیش کردہ نفاذ شریعت بل

اسلام آباد میں (جنگ نیوز) سینیٹرز قاضی عبداللطیف اور مولانا سمیع الحق نے ۱۳ر جولائی ۱۹۸۵ء کو منعقدہ سینٹ اجلاس میں نفاذ شریعت بل ۱۹۸۵ء پیش کیا۔ بل پہلے قائمہ کمیٹی اور بعد ازاں، ۱۰ر نومبر ۱۹۸۵ء کو منتخب کمیٹی بھیج دیا گیا۔ اس کمیٹی نے ۱۲ر دسمبر ۱۹۸۵ء کو اپنی رپورٹ ایوان میں پیش کی۔ ۲۶ر جنوری ۱۹۸۶ء کو یہ بل منتخب کمیٹی کی پیش کردہ صورت میں سینٹ کے زیر غور لایا گیا۔ سینٹ نے یہ فیصلہ کیا کہ اس بل پر رائے عامہ حاصل کرنے کے لئے اسے مشتہر کیا جائے جو شخص ادارہ انجمن یا کوئی تنظیم اس بل کی تمام یا اس کی کسی دفعہ پر رائے کا اظہار کرنا چاہے وہ اپنی رائے سیکرٹری سینٹ سیکرٹری بینک دولت پاکستان بلڈنگ اسلام آباد کو زیادہ سے زیادہ ۲۵ر اپریل ۱۹۸۶ء تک ارسال کر دیں۔ مکمل بل حسب ذیل ہے............

چونکہ قراردادِ مقاصد کو جو کہ سابقہ دستاویز میں بطور تمہید کے رکھی گئی تھی، جناب صدر مملکت نے اپنے صدارتی اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے دستور مستقل کا حصہ قرار دے دیا۔ اور چونکہ قرارداد مقاصد میں اس ملک کا حاکم اعلیٰ تشریعی اور تکوینی دونوں حیثیتوں سے رب العالمین خالق کائنات کو تسلیم کیا گیا کہ یہاں قرآن وسنت کا قانون زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی اور نافذ ہوگا، اور چونکہ موجودہ ریفرنڈم اور انتخابات میں عوام نے صدر مملکت اور پارلیمنٹ کو شریعت کے عملی نفاذ کے لیے منتخب کیا ہے۔ لہٰذا اب حسب ذیل قانون وضع کیا جاتا ہے............

### مختصر عنوان، وسعت اور آغاز نفاذ:

یہ ایکٹ نفاذ شریعت ایکٹ ۱۹۸۵ء کے نام سے موسوم ہوگا۔

① یہ پورے پاکستان پر وسعت پذیر ہوگا۔ یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔

② تعریف: اس ایکٹ میں شریعت سے مراد............ (الف) دین کا وہ حصہ طریقہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعے سے اپنے بندوں کے لئے مقرر کیا

ہے۔(ب)شریعت کا اصل ماخذ قرآن پاک اور سنت رسول ﷺ ہے۔(ج) کوئی حکم یا ضابطہ جو اجماع امت سے ثابت اور ماخوذ ہو، شریعت کا حکم متصور ہوگا (د) ایسے احکام کے مسلمہ اور مستند فقہاء (مجتہدین) نے قرآن پاک سنت رسول ﷺ اور اجماع امت کے قیاس واجتہاد کے ذریعے مستنبط کر کے مدون کئے ہیں شریعت کے احکام متصور ہوں گے۔

## ③ کوئی مقننہ شریعت کے خلاف قانون نہیں بنائے گی

مقننہ کوئی ایسا قانون یا قرارداد منظور نہیں کر سکے گی جو شریعت کے احکام کے خلاف ہو۔ اگر ایسا کوئی قانون یا قرارداد منظور کر لی گئی تو اسے وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کیا جا سکے گا۔

## ④ عدالتیں شریعت کے مطابق مقدمات کا فیصلہ کریں گی

ملک کی عدالتیں تمام امور ومقدمات میں شریعت کے مطابق فیصلہ کرنے کی پابند رہیں گی۔

## ⑤ وفاقی شرعی عدالت کا دائرہ اختیار

وفاقی شرعی عدالت کا دائرہ اختیار سماعت وفیصلہ بلا استثناء تمام امور ومقدمات پر حاوی ہوگا۔

## ⑥ شریعت کے خلاف احکامات دینے پر پابندی

انتظامیہ کا کوئی بھی فرد بشمول صدر مملکت اور وزیر اعظم شریعت کے خلاف کوئی حکم نہیں دے سکے گا

## ⑦ عدالتی عمل اور احتساب

حکومت کے تمام عمال بشمول صدر مملکت اسلامی قانون عدل کے مطابق احتساب سے بالاتر نہیں ہوں گے۔

⑧ حذف کردی گئی۔

## ⑨ غیر مسلم کو تبلیغ کی آزادی

غیر مسلم باشندگان مملکت کو اپنے ہم مذہبوں کے سامنے مذہبی تبلیغ کی آزادی ہوگی اور انہیں اپنے شخصی معاملات کا فیصلہ اپنے مذہبی قانون کے مطابق کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

## ⑪ ججوں کی تربیت کے انتظامات

علوم شرعیہ اور اسلامی قانون کی تعلیم اور ججوں کی تربیت کا ایسا مؤثر انتظام کیا جائے گا کہ مستقبل میں

علوم شرعیہ اور خصوصاً اسلامی قانون کے ماہر جج تیار ہو سکیں۔

## ⑫ قرآن وسنت کی تعبیر

قرآن وسنت کی وہی تعبیر معتبر ہوگی جو اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور مستند مجتہدین کے علم اصول تفسیر اور علم اصول حدیث کے مسلمہ قواعد اور ضوابط کے مطابق ہو۔

## ⑬ عمال حکومت کے لیے شریعت کی پابندی

انتظامیہ عدلیہ مقننہ کے ہر فرد کے لئے فرائض شریعت کی پابندی اور محرماتِ شریعت سے اجتناب کرنا لازم ہوگا۔

## ⑭ ذرائع ابلاغ کی تطہیر

تمام ذرائع ابلاغ کو خلاف شریعت پروگراموں فواحش اور منکرات سے پاک کیا جائے گا۔

## ⑮ حرام کی کمائی پر پابندی

حرام طریقوں اور خلاف شریعت کاروبار کے ذریعہ دولت کمانے پر پابندی ہوگی۔

## ⑯ بنیادی حقوق کا تحفظ

شریعت نے جو بنیادی حقوق باشندگان ملک کو دیئے ہیں ان کے خلاف کوئی حکم نہیں دیا جائے گا۔

## بیان اغراض ووجوہ

مملکت خداداد پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے۔ اس کی بنیاد اسلام کے نظریہ پر قائم ہے۔ اس مسودہ قانون کی غرض وغایت اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور ملک کے اسلامی نظریہ کا استحکام ہے۔ اہل ملک کو جو بلا امتیاز عرصہ سے اس نظام کے لئے بے چین ہیں مطمئن کرنا ہے۔ ملک میں صحیح اسلامی معاشرہ کے ذریعہ امن وامان اور اسلامی مساوات قائم کرنا ہے۔

## تحریک خدام اہل سنت پاکستان کی ترمیمی تجاویز

مجوزہ شریعت بل کے اصل مقاصد سے ہمیں اتفاق ہے لیکن پاکستان میں چونکہ مسلمانان اہل السنت والجماعت کی عظیم اکثریت ہے۔ اس لئے ان کے شرعی اصول وحقوق کے تحفظ کے لئے ہماری

ترمیمی تجاویز حسب ذیل ہیں......

① پاکستان کو سنی اسٹیٹ قرار دیا جائے جیسا کہ اکثریت کی بنا پر ایران کو شیعہ اسٹیٹ قرار دیا گیا ہے۔

② چونکہ خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی قائم کردہ حکومت الٰہیہ کا کامل و جامع نمونہ خلفائے راشدین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، خلیفہ سوم حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور خلیفہ چہارم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا نظام خلافت راشدہ ہے جو قرآنی وعدہ کے تحت قائم ہوا ہے۔ اور رسول کریم ﷺ نے بھی اپنی سنت کے ساتھ ان کی سنت کی اتباع کو لازم قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے...... علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین (مشکوٰۃ شریف) یعنی تم پر میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کی اتباع لازم ہے۔ اس لئے مجوزہ شریعت بل نمبر ② کی دفعہ (ج) کے تحت یہ عبارت لکھی جائے......

کتاب و سنت کے بعد خلفائے راشدین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، خلیفہ سوم حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور خلیفہ چہارم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی اتباع لازم ہوگی اور جو حکم یا ضابطہ ان سے ثابت یا ماخوذ ہو شریعت کا حکم متصور ہوگا۔

③ دفعہ (د) کے تحت سابقہ دفعہ (ج) کی یہ عبارت لکھی جائے......کوئی حکم یا ضابطہ جو اجماع امت سے ثابت یا ماخوذ ہو شریعت کا حکم متصور ہوگا۔

④ سابقہ دفعہ (د) کو حذف کر کے اس تحت یہ عبارت لکھی جائے...... چونکہ پاکستان میں سنی حنفی مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ اس لئے بطور پبلک لاء فقہ حنفی کا نفاذ ہوگا۔ جیسا کہ ایران میں بطور پبلک لاء فقہ جعفری نافذ ہے۔

⑤ اس کے بعد دفعہ (ر) کے تحت یہ لکھا جائے......اقلیتی مسلم فرقوں کے شخصی معاملات کے فیصلے ان کے اپنے فقہی مسلک کے مطابق کئے جائیں گے۔

⑥ نمبر ⑫ قرآن و سنت کی تعبیر کے تحت یہ عبارت لکھی جائے......قرآن و سنت کی وہی تعبیر معتبر ہوگی جو خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، اہل بیت رضی اللہ عنہم عظام اور اہل السنت والجماعت کے مستند مجتہدین کے علم اصول تفسیر اور علم اصول حدیث کے مسلمہ قواعد و ضوابط کے مطابق ہو۔

منجانب!

تحریک خدام اہل سنت پاکستان

قائد اہل سنتؒ نمبر
باب ۶
منظوم
خراج عقیدت
شعراء کرام کا حضرت قائد اہل سنتؒ کے حضور نذرانۂ محبت
ترتیب و نظر ثانی شاعر اسلام حافظ نور محمد انور لاہور
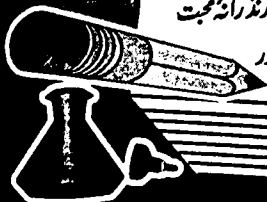
عقیدہ حیات النبی ﷺ زندہ باد
یا اللہ مدد
خلافت راشدہ حق چاریارؓ
فیضان نظر: حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ
اللہ کے فضل وکرم سے بذریعہ نبض امراض کی صحیح تشخیص اور مکمل علاج کیا جاتا ہے
طبیب حاذق قاری محمد اسحاق بدر
روغن حاذق
لمبے، گھنے اور خوبصورت بالوں کا راز کمزور، بے رونق اور گرتے ہوئے بالوں کے لئے انتہائی مجرب
خمیرہ حاذق
نیند کیلئے نشہ آور ادویات سے نجات دماغی کمزوری، ذہنی انتشار اور بے خوابی کا غیر مضر اور مؤثر علاج
روغن سائش
ضعف دماغ، نسیان، نزلہ کیرا اور دماغی محنت سے پیدا شدہ تھکاوٹ کا انتہائی مؤثر اور کامیاب علاج
خالص شہد
سو فیصد خالص گارنٹی کے ساتھ، جنگلی اور فارمی دونوں قسم کا شہد تھوک و پرچون دستیاب ہے
اوقاتِ مطب: صبح 9 بجے تا 1 بجے دن
مطبِ حاذق سبزی منڈی روڈ اوکاڑہ
Ph: 526125 Mob: 0300-6955356

# وہ ہیں ناموس صحابہؓ کے محافظ

حضرت مولانا سید محمد امین شاہ صاحب مدظلہ

سوز دل لبوں پہ فغاں ہوتی ہے
میرے آگے جو حضرت کی داستاں ہوتی ہے

بخدا ہیں وہ عالم رفعت کے آفتاب
ناپید وہاں ستاروں کی درخشاں ہوتی ہے

لاریب وہ ہیں ناموس صحابہؓ کے محافظ
ان کی طائر نظر کعبہ کی نگہباں ہوتی ہے

ہو جاتا ہے وجود ان کا راہ حق کی علامت
ہوس رسی جو باہم دست و گریباں ہوتی ہے

لہراتا ہے فضا میں حق چار یارؓ کا علم
جب دجل کی سیاست عدم کو رواں ہوتی ہے

حق چار یارؓ کا ترانہ ممیز باطل ہے
اس ترانہ ہی سے خدام کی پہچاں ہوتی ہے

محمد امین صحابہؓ کی رضا ہے حق کی رضا
ان کی حب سے لازم جنت رضواں ہوتی ہے

# عقیدت کے چند پھول

حضرت مولانا حافظ محمد الیاس صاحبؒ

مظہر صدق و صفا مخدومِ ما
سو طرح سے جان ہے ان پر فدا

شیخ اقدس حضرت مدنیؒ کا نور
ان کے قلب سے جس کا ظہور

کر رہا ہے ظلمتوں کو چاک چاک
ہے ہویدا مثل نور صبح پاک

پیکر اخلاص ہے ان کا وجود
قابل صد رشک ہے ان کا صعود

منبر و محراب تا دار و رسن
ہر جگہ ثابت قدم اور سر بلند

سنیت کا نور پھیلاتے ہیں آپ
پرچم اصحاب لہراتے ہیں آپ

نعرہ "حق چار یارؓ" ان کا شعار
لا رہا ہے دین کی ہر سو بہار

رافضی کہنہ ہو یا نو ہو عجیب
خارجی ہو یا مماتی بے نصیب

ان کی تیغ کلک کا نخچیر ہے
جو کوئی بھی مسلکاً بے پیر ہے

ہیں وکیل اصحابؓ کے مظہر حسینؒ
معرکہ صبر میں مظہر حسین

وہ صنم آباد میں تکبیر حق
عرصۂ پیکار میں شمشیر حق

سب صحابہؓ کی محبت کے امین
حب اہل بیتؓ کے درِ ثمین

استقامت میں ہمالہ شرم سار
آسماں کی رفعتیں ہیں جاں نثار

دیکھتے ہیں جب کبھی متبسما
غنچہ دل کھلتا ہے مثل چمن

آپ ہیں قلب حزیں کے غمگسار
شفقتیں ہیں آپ کی مثل بہار

آپ کی یادوں سے دل روشن ہوا
مرحبا صد مرحبا صد مرحبا

(ماہنامہ حق چاریارؓ اکتوبر ۱۹۹۷ء)

# کیا پوچھتے ہو زندگی مظہر حسینؒ کی


✍ جناب سید امین گیلانی


کیا پوچھتے ہو زندگی مظہر حسین کی
واضح تھی حق و راستی مظہر حسین کی

تھی اہل شر سے دشمنی مظہر حسین کی
تھی اہل حق سے دوستی مظہر حسین کی

اللہ ہے گواہ کہ باطل کے سامنے
گردن کبھی نہیں جھکی مظہر حسین کی

درویش تھا وہ شخص مگر اہل درد نے
تسلیم کی ہے خواجگی مظہر حسین کی

ہوں رافضی کہ خارجی یا منکر حیات
حق کی دلیل رائے تھی مظہر حسین کی

تھا اُس کی جان ختم نبوت کا مسئلہ
محنت تھی اُس پر ہر گھڑی مظہر حسین کی

بجھ کر بھی کب بجھا ہے چراغ اس کی زیست کا
اب بھی ہے دل میں روشنی مظہر حسین کی

ایثار ہو، سلوک ہو، تقویٰ ہو علم ہو
مانی ہے سب نے برتری مظہر حسین کی

آؤ امین عہد کریں اپنے دل سے ہم
ہم بھی کریں گے پیروی مظہر حسین کی
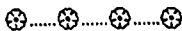
❁......❁......❁......❁

# مظہرِ نورِ حق

کلام: شیخ الحدیث مولانا حبیب الرحمٰن صاحب سومرو

مظہر نور حق چل بسے عالم بقاء
ماہ ذی الحجہ میں ہوا محبوب سے لقاء

پھول مرجھا گئے گلشن ویراں ہوا
غم فرقت میں یہ دل اسیراں ہوا

ذکر اللہ ہی کے جلوہ میں حضور حق گئے
قفس عنصر سے نکل کر جناب حق گئے

ناسوت میں رہ کر بھی وہ تھے ملکوت میں
دل سے وہ دلبر گئے تھے مقامِ جبروت میں

آہ بجھ گئی شمع ہر طرف اندھیرا ہوا
اور بزم بالا میں آج پھر سویرا ہوا۔

❁....❁....❁....❁

# آہ! قاضی مظہر حسینؒ

کلام حافظ نور محمد انور

اللہ کا ہو لطف و عطا تجھ پہ ہمیشہ
حق گوئی و بے باکی سدا تیرا تھا کردار

فرخندہ و تابندہ تیرا قلب و جگر تھا
حافظ تھا خدا تیرا محمد تھا سرکار

خالدؓ سا اگر جوش تھا تو حیدری تھی ہمت
ہر دشمن دین کے لیے تھا حق کی تلوار

آئے نہ کبھی تجھ پہ شب و روز کی گردش
تو نیک تھا مخلص تھا اچھے تھے تیرے اطوار

رہیں یاد تیری سب کو تیرے خلق کی باتیں
تھا چھوٹوں بڑوں میں تیرے خلق کا پرچار

حق تیرا نگہدار تھا حاصل تھا سکون تجھ کو
ہر لحہ رہے خام مخلص تھا وفا دار

تو مسلک دیو بند اور صحابہ کا تھا خادم
اے قاضی مظہر ملت کا تھا حق کا پرستار

# دیگر

گلستان صحابہ کا تھا مہکتا ہوا اک پھول
خوشبو سے تھی محفل ملت ہوئی سرشار

دنیا میں میسر تھی تجھے علم کی دولت
عقبیٰ میں کریں تیری شفاعت سرکارؐ

اسلام کا دامن کبھی چھوٹا ہے نہ چھوٹے
اور گلشن دین کا رہا ہر دور میں نگہدار

آباد رہے تو تیرے مقدر کا ستارہ
ہر بے کس و مجبور کا تا زیست رہا غم خوار

روشن ہو سدا تیری قسمت کا ستارہ
اپنے تو کیا غیر بھی ہوتے تیرے طرف دار

نور کی دعا حق میں ترے شام و سحر ہو
راضی ہو خدا تجھ پہ اور سید ابرار

❀ ❀ ❀ ❀

# ستارا

جناب انجم نیازی

سورج نہیں رہا وہ ستارا نہیں رہا
کشتی رکے کہاں کہ کنارا نہیں رہا
دنیا بھری پڑی ہے مگر اس کے باوجود
لگتا ہے جیسے کوئی ہمارا نہیں رہا
محفل اجڑ گئی ہے رکوع و سجود کی
وجد آفریں تھا جس کا اشارا نہیں رہا
رہتی تھی جس کے لب پہ تبسم کی اک مٹھاس
تھی جس کی ذات سب کا سہارا نہیں رہا
جوشِ عمرؓ تھا جس کے جاہ و جلال میں
ہر لمحہ جس نے ڈٹ کے گزارا نہیں رہا
آئے گا کون مرنے صحابہؓ کے نام پر
ہر دل میں جوش جس نے ابھارا نہیں رہا
ہر لفظ میں تھی جس کے ہدایت کی روشنی
سب سے بلند تھا جو منارا نہیں رہا
تھی وقف جس کی جان صحابہؓ کے واسطے
حق چاریار جس کا تھا نعرہ نہیں رہا
پوچھیں گے کس سے بات رسالت مآبؐ کی
انجم جو میری جاں سے تھا پیارا نہیں رہا

# رأس المحققین حضرت قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ

از جناب عبدالستار مجم

داعیٔ قرآن و سنت حضرت مظہر حسین — ماحیٔ الحاد و بدعت حضرت مظہر حسین
راہیٔ راہِ حقیقت حضرت مظہر حسین — ہادیٔ علم شریعت حضرت مظہر حسین
قاسم در طریقت حضرت مظہر حسین — عالم دنیا رسالت حضرت مظہر حسین
عمر بھر کرتے رہے تبلیغ حب مصطفٰے — تھے امام اہل سنت حضرت مظہر حسین
آپ عشق مصطفٰے میں غرق رہتے روز و شب — آپ تھے فیض نبوت حضرت مظہر حسین
بیعت کرتے رہے اصحابؓ و آلؓ پاک کی — بانٹتے تھے علم و حکمت حضرت مظہر حسین
ٹانکتے تھے گوہر تحقیق ہر مضمون میں — جھوم اٹھتی تھی صداقت حضرت مظہر حسین
گونجتے تھے زمزمے حقانیت کے چار سو — گوش بر آواز خلقت حضرت مظہر حسین
سر بلند کرتے رہے ہیں پرچم اسلام کو — قلب باطل پر تھے ہیبت حضرت مظہر حسین
عمر بھر لڑتے رہے اعدائے آل اصحابؓ سے — شرک پر تھے کاری ضرب حضرت مظہر حسین
ہر طرف گونج اٹھا تیرا نعرۂ حق چار یارؓ — سر بگشتی ہے رذالت حضرت مظہر حسین
اب بھی کفر و شرک لرزاں ہے تیری تحقیق سے — اب بھی ترساں ہے ضلالت حضرت مظہر حسین
آپ تھے فیض حسین احمد کا ایک مینار نور — آپ تھے نور بصیرت حضرت مظہر حسین

کر دیئے باطل کے جھنڈے تو نے ہر سو سرنگوں
مجم اہل حق کے دل کو مل گیا بے شک سکوں

# قائد اہل سنت کو سلام پہنچے

رشحہ قاری محمد اسحاق حافظ سہارنپوری

قائد اہل سنت کو پہنچے سلام
مرتسم قلب پر ہو گیا جن کا نام

جو ہیں اسلاف کے جانشین بالیقین
جن کا ثانی ہماری نظر میں نہیں

جن کا ہر لمحہ مصروف اسلام ہے
خدمت دین ہی جن کا ہر کام ہے

ہر گھڑی جن کو ہے فکرِ دینِ خدا
ہیں جو اک عاشق صادق مصطفیٰ

ہیں وکیلِ صحابہؓ جو اس دور میں
بات ایسی کہاں کسی اور میں

جن کا مسکن ہے اک شہر چکوال میں
مطمئن قلب ہے جن کا ہر حال میں

علم کی تیغ براں ہے جن کا قلم
جن کے ہاتھوں میں ہے صدق وحق کا علم

جو ہیں شیخینؓ پر جان و دل سے فدا
کر رہے ہیں محبت کا جو حق ادا

جو ہیں اس دور میں برہان حق
جن کو حاصل ہے فیضان وعرفانِ حق

جو ہیں شیخ مدینہ کی وہ یاد گار
جن کی صحبت سے ملتا ہے دل کو قرار

ہم نے آنکھوں سے گو جن کو دیکھا نہیں
پھر بھی محسوس ہوتے ہیں دل کے قریں

معتقد ان کے ہیں ہم دل و جان سے
ان کے ہم ہو گئے ان کے احسان سے

فیض پاتے ہیں ہم ان کے افکار سے
روشنی ملتی ہے ان کے انوار سے

حرزِ جان اُن کی ہر بات کرتے ہیں ہم
اپنے دامان مقصد کو بھرتے ہیں ہم

ہے خداوند سے یہ ہماری دعا
عمر سو سال پوری ہو ان کو عطا

ہو ملاقات ان سے ہماری کبھی
ہم پہ ہو جائے یہ فضلِ باری کبھی

ختم کرتے ہیں اب ہم اپنا کلام
ان کو اک بار پھر بھیجتے ہیں سلام

(ماہنامہ حق چاریارؓ اپریل ۱۹۹۴ء)

# میر کاروان مظہر حسین

جناب بے چین رجپوریؒ

اللہ اللہ! ذاتِ پاک تر زباں مظہر حسین
مایہ نازش ہیں میرِ کارواں مظہر حسین

واہ! یہ نسبت تہ دل خود کو رکھتے ہیں رجوع
ہر نفس سمت مکین لا مکاں مظہر حسین

قلبی و جانی حضوری سے بجہد و انہاک
گلشن دیں کے ہیں ہردم پاسباں مظہر حسین

غفلتوں کی نیند سے بیدار کرنے کے لیے
ہیں سراپا صبح صادق کی اذاں مظہر حسین

بہہ رہا ہے فی المشارق صد تموّج دمبدم
علم و دانش کے ہیں وہ دریا رواں مظہر حسین

صحابہ کی وکالت کر رہے ہیں دل سے مدام
جد و کد میں ہیں نہایت کامراں مظہر حسین

حملہ کرتا ہے یہ عظمتِ صحابہؓ گر کوئی
ڈھال ہوتے ہیں بصد عزم جواں مظہر حسین

دیدنی ہوتا ہے بر مدح صحابہؓ اُن کا جوش
ہوں بجذب خاص جب رطب[1] اللساں مظہر حسین

مستند حجت کی بحثوں سے حریفوں کو سدا
ہوتے ہیں غرقاب[2] حیرت کن میاں مظہر حسین

سست نبضیں ہو چلی ہیں پگھلے جاتے ہیں بدن
ہیں حریفوں کے لیے برقِ تپاں مظہر حسین

بارگاہِ ایزدی سے یہ دعا بیچین کی
پائیں طولِ عمر با امن و اماں مظہر حسین

(ماہنامہ حق چاریار مئی ۱۹۹۴ء)

---

[1] رطب اللسان، تر زباں [2] غرقاب حیرت کن، حیرت کے پانی میں ڈبونے والا

# نذرانۂ عقیدت

کلام ظہور احمد نسیمی انبالوی

اے حصارِ دین حق کے پاسباں مظہر حسین
گلشنِ اسلامیہ کے باغباں مظہر حسین

اے خطیب بے بدل شیریں زباں مظہر حسین
خوش طبیعت خوب سیرت خوش بیاں مظہر حسین

دیکھ کر جرأت، دلیری اور بے باکی تری
ششدر و حیران ہیں پیر و جواں مظہر حسین

دینِ حق کے واسطے تیری عزیمت دیکھ کر
جھومتے ہیں یہ زمین و آسماں مظہر حسین

آتشِ نمرود میں کودا تو بے خوف و خطر
روح ابراہیم کی ہے شادماں مظہر حسین

ہو کے پابند سلاسل دین حق کے واسطے
تو نے پائی ہے حیاتِ جاوداں مظہر حسین

قصر ملت کی جہاں میں پاسبانی کے لیے
چن لیا قدرت نے تجھ کو پاسباں مظہر حسین

مکتب دیں جاری کر کے تو نے ملت کے لیے
کر دیا ہے فیض کا چشمہ رواں مظہر حسین

سرزمینِ پاک کے شاہیں جوانوں کے لیے
ہے سبق آموز تیری داستاں مظہر حسین

ہے نسیمی کی دعا یہ رزم گاہِ دہر میں
ہو نگہباں تیرا رب دو جہاں مظہر حسین

(ماہنامہ حق چار یار جنوری، فروری ۱۹۹۲ء، ص ۶۴)

⚙......⚙......⚙......⚙
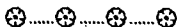
# آہ! قاضی مظہر حسینؒ

کلام: قمر حجازی اوکاڑا

علم و دانش ، فکر کی تنویر تھے مظہر حسینؒ
چلتی پھرتی ، علم کی تفسیر تھے مظہر حسینؒ

مذہب حقہ کی خاطر وقف کی اپنی حیات
دین مصطفوی کی اک شمشیر تھے مظہر حسینؒ

راہبر تھے اہل سنت کے ، صحابہؓ کے وکیل
تیرگی میں روشنی تھے مظہر حسینؒ

آپ لکھتے ہی رہے ہر فتنہ کے خلاف
صاحب توقیر تھے تحریر تھے مظہر حسینؒ

شریعت نبی کے وہ پابند تھے طریقت کے امام
سالکوں اور عالموں کے رہبر تھے مظہر حسینؒ

وہ خلافت راشدہ کا چاہتے تھے ہر نظام
کرتے اِس موضوع پر تقریر تھے مظہر حسینؒ

ہر مصیبت میں کیا تھا آپ نے صبر جمیل
گو بظاہر غم زدہ دل گیر تھے مظہر حسین

ہر حق پرست ناز کرتا رہے گا قمر
وہ قاسم و مدنی کی سراپا تصویر تھے مظہر حسین

❀.....❀.....❀.....❀

# قاضی مظہر حسینؒ

پروفیسر بشیر احمد بشیر، بھکر

منقسم کرتے رہے ہیں روشنی ، مظہر حسینؒ
تھے امیر کاروانِ آگہی ، مظہر حسینؒ
تھا رواں اُن کے لہو میں جذبۂ عشق رسولؐ
اور سمجھتے تھے اِسی کو زندگی ، مظہر حسینؒ
جذب بچپن ہی میں کر لی تھیں پدر کی خوبیاں
تھے حقیقت میں ولی ابن ولی ، مظہر حسینؒ
جب تلک زندہ رہے ، اللہ کے ہو کر رہے
تھے شناسائے رموزِ بندگی ، مظہر حسینؒ
تذکرہ اُن کا مسلسل ہو رہا ہے کو بہ کو
مر کے زندہ ہو گئے ہیں اور بھی ، مظہر حسینؒ
عظمت یارانؓ پیغمبر بیان کرتے ہوئے
بات جو کرتے تھے ، کرتے تھے کھری ، مظہر حسینؒ
نوچ کر ہر فتنۂ دوراں کے چہرے سے نقاب
کر گئے اس کی عیاں بد صورتی ، مظہر حسینؒ
ہو کے پنجہ آزما باطل کے ہر اک روپ سے
دے گئے حق سے ثبوتِ دوستی ، مظہر حسینؒ
وہ مجاہد بھی تھے ، عالم بھی تھے اور عارف بھی تھے
تھے نشانی واقعی اسلاف کی ، مظہر حسینؒ

# اے حصار دین حق کے پاسبان

کلک جناب ظہور احمد نسیمی

اے حصار دین حق کے پاسباں مظہر حسینؒ
گلشن اسلامیہ کے باغباں مظہر حسینؒ

اے خطیب بے بدل، شیریں زباں مظہر حسینؒ
خوش طبیعت، خوب سیرت، خوش بیاں مظہر حسینؒ

دیکھ کر جرأت و دلیری اور بے باکی تری
ششدر و حیران ہیں پیرو جواں مظہر حسینؒ

دین حق کے واسطے تیری عزیمت دیکھ کر
جھومتے ہیں یہ زمین و آسماں مظہر حسینؒ

آتش نمرود میں کودا تو بے خوف و خطر
روح ابراہیم کی ہے شاداں مظہر حسینؒ

ہو کے پابند سلاسل دین حق کے واسطے
تو نے پائی ہے حیات جاوداں مظہر حسینؒ

قصر ملت کی جہاں میں پاسبانی کے لیے
چن لیا قدرت نے تجھ کو پاسباں مظہر حسینؒ

مکتب دیں کر کے جاری تو نے ملت کے لیے
کر دیا ہے فیض کا چشمہ رواں مظہر حسینؒ

سر زمین پاک کے شاہیں جوانوں کے لیے
ہے سبق آموز تیری داستاں مظہر حسینؒ

ہے نسیمی کی دعا یہ رزم گاہ دہر میں
ہو نگہباں تیرا رب دو جہاں مظہر حسینؒ

عابد شب زندہ دار و زاہد تقویٰ شعار
مکعۂ دور سعادت قاضیؒ مظہر حسینؒ

ایک شمشیر برہنہ ایک سیف بے نیام
بہر فتنہ و ضلالت قاضیؒ مظہر حسینؒ

وہ لبیب نکتہ سنج وہ اک طبیب درد دل
حامل وصف طریقت قاضیؒ مظہر حسینؒ

جن کے دم سے تھا یہاں قائم حسینی غلغلہ
وہ شہ اقلیم عظمت قاضیؒ مظہر حسینؒ

برق خاطف بر سر اعداء اصحابؓ نبیؐ
مادح عہدِ خلافت قاضیؒ مظہر حسینؒ

آہ فانی ہم سے رخصت ایک مرد حق ہوا
افتخار قوم و ملت قاضیؒ مظہر حسینؒ

⊛......⊛......⊛......⊛

# ترجمان اہل سنت قاضی مظہر حسینؒ

مولانا حافظ محمد ابراہیم فانی

ترجمان اہل سنت قاضیؒ مظہر حسینؒ
اک نشانِ عزم و ہمت قاضیؒ مظہر حسینؒ

بہر باطل تیغ براں ایک مرد بت شکن
صاحب ایثار و جرأت قاضیؒ مظہر حسینؒ

اک مجاہد سر بکف اک واقف و دانائے راز
حامئ دین و شریعت قاضیؒ مظہر حسینؒ

جن سے لرزاں دشمن دیں جن سے ترساں تھا عدو
وہ شہیر با شہامت قاضیؒ مظہر حسینؒ

جس کا مسلک تھا دفاعِ چار یاران رسولؐ
عاشق نور نبوت قاضیؒ مظہر حسینؒ

ماوی ارباب فضل و مرجع اہل تقیٰ
پیکر زہد و قناعت قاضیؒ مظہر حسینؒ

بحرِ زخّارِ علوم و مظہر صدق و صفا
مظہر حق و صداقت قاضیؒ مظہر حسینؒ

# مناجات بحوالہ وفاتِ حسرت آیات

از جناب محمد یاسر کلیم

اے سزا وارِ ثناء اے خالقِ کون و مکاں
تیری ہر مخلوق تیری حمد میں رطب اللساں

ہوں درود ان پر ہزاروں جو ہیں محبوبِؐ خدا
رحمت اللعالمیں یعنی محمد مصطفیٰ

گرچہ عاصی ہوں تری الفت کا دم بھرتا ہوں میں
بعد حمد و نعت کے یہ التجا کرتا ہوں میں

میرے رہبر میرے مرشد حضرتِ مظہر حسینؒ
وہ مجاہد پاسبانِ دینِ ربُّ المشرقین

زندگی جن کی تھی وقف خدمتِ دینِ متین
تھے سراپا سنت آن رحمت اللعالمینؐ

جن کو تو نے علم و عرفاں سے کیا تھا سرفراز
جن پہ افشا تھے شریعت کے سبھی سربستہ راز

جن کی ہر تحریر راہِ خلد کا اِک سنگِ میل
وہ ابو بکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ کے وکیل

حب اہل بیتؓ و اصحابؓ نبیؐ جن کا شعار
گونج اٹھا جن کے دم سے نعرہ حق چار یارؓ

قوم کو سمجھا گئے مفہوم استخلاف کا
راستہ دکھلا گئے اصحابؓ کا اسلاف کا

آج تیرے وصل کو تیرے حضور آئے ہیں وہ
چھوڑ کر عاشق لاکھوں ناصبور آئے ہیں وہ

واسطہ دیتا ہوں تیری کبریائی کا تجھے
خوب ہے ادراک میرے بے نوائی کا تجھے

ہوں تیری رحمت سے وہ فردوس میں مسند نشیں
ہوں مشرف وصل حق سے یا الہ العلمین

جانشین حضرت اقدسؒ ظہور اظہر ہوئے
میرے مرشد کی بصیرت کا حسیں مظہر ہوئے

ہوں تری نصرت سے وہ ہر امتحاں میں سرخرو
دین حق دنیا میں پھیلاتے رہیں وہ چار سو

ہو دعا مقبول میری خالق ارض و سما
تو الہ العلمیں ہے میں کلیم بے نوا

۞ ۞ ۞ ۞

# قائد ملت تیرے کردار پر صد آفرین

قاضی عبدالحلیم کلاچیؒ

قائد ملت ترے کردار پر صد آفرین
شیخ مدنیؒ کی نیابت پر تجھے صد آفرین

آفریں صد آفریں جرأت پہ تیرے آفریں
اہل سنت والجماعت پر ہزاراں آفریں

ضیغم اسلام ہے اور دین کی تصویر ہے
شیخ مدنیؒ کی سیاست کی پچی تعبیر ہے

یادگار اہل حق ہے اس زماں میں تیری ذات
اہل باطل نے ہمیشہ تجھ سے ہی کھائی ہے مات

مظہر نور خدا ہے منبع فیض و کرم
نام تیرا صفحۂ تاریخ میں ہو گا رقم

ظلمت شب وستم میں تو چراغ ونور ہے
تو صحابہؓ کے مخالف پر غضب کا صور ہے

ہادیٔ دین وشریعت کا سچا عاشق ہے تو
ہر صحابیؓ کی سچائی پر سچا قائل ہے تو

رحم کھاتا ہے جہاں میں ہر غریب ومیر پر
رچی لگتی ہے تیری ہر بات شاب وپیر پر

حامیٔ دین متین ہے اور وقار دیو بند
اہل باطل کے لیے تیرا قلم مثل کمند

ساری دنیا میں جمایا سکہ ہے اسلام کا
ہر گلی کوچہ میں پھیلا ہے نور ایمان کا

یا الٰہی ہر قدم ان کا جہاں اٹھنے لگے
پھول استقبال میں ان کے وہاں گرنے لگے

ناز ہے مدنیؒ جماعت کو تیرے اخلاص پر
تو نے واضح کر دیا حق آج خاص وعام پر

⊛.....⊛.....⊛.....⊛

# رثآء الشیخ مولانا القاضی مظہر حسین (رحمۃ اللہ علیہ)

المؤسس لحرکۃ "خدام اہل السنۃ والجماعۃ"

تحریر مولانا محمد عطاء الحق صاحب قلبی

يَا الْعَيْنَانِ دَمْعًا لِلًا وَابِلٍ — عَلٰى اَمْوَاتِ اَحْرَارٍ كَوَامِلٍ !

حَبُّوا لِلّٰهِ فِى اللّٰهِ وَحْدَهُ — وَمَا مَالُوا اِلٰى شُغْلٍ شَاغِلٍ

فَعَاشُوا عَيْشَ اَبْرَارٍ وَّاَحْرَارٍ — وَمَاتُوا مَوْتَ اَخْيَارٍ عَوَامِلٍ

مَقَامَاتُ الْهُدٰى وَالْجُوْدِ وَالتُّقٰى — مَحَارِيْبُ الْاَمَاثِلِ وَالْاَفَاضِلِ

سَمِعْنَا اَنَّهُ الْقَاضِىُّ مَظْهَر — حُسَيْن قَدْ اِرْتَحَلَ رِحْلَ الرَّوَاحِلِ

حَلَمْتَ الدِّيْنَ يَا قَاضِىّ، مُنَادِيًا، — مُنَاصِحًا، مُبَارِزًا، مُقَابِلٍ

مَوْلٰنَا ! كَشَفْتَ الرَّفْضَ وَالْخُرُوْج — بِاِظْهَارِ الْحَقَائِقِ وَالدَّلَائِلِ

عَلٰى اَعْدَآءِنَا سَيْفًا مُعَلَّقًا — وَخُلُقًا كَامِلًا، سَهْلًا وَّ عَامِلٍ

بِاسْتِغْنَآءِ قَلْبٍ عَاشَ فِى الدُّنٰى — نَحٰى عَنْ بَحْرِهٖ نَحْوَ السَّوَاحِلِ

وَلِلْاَحْرَارِ فَخْرَانِ، مُتُوْنُ — الْكَوَامِلِ، بُطُوْنُ الْحَوَامِلِ

فَعِشْتَ عَابِدًا، حُرًّا، مُرَاجِعًا — تَقِيًّا، زَاهِدًا، بَرًّا مُفَاضِلٍ

مُكَارِمًا، فَعَالِمًا وَّ عَامِلًا — كَذٰلِكَ يَجْمَعُ الْعَبْدُ الْفَضَائِلِ

نَزَلْتَ اللَّحْدَ فِى صُوْرَةِ النَّزِيْلِ — فَسَاحَتُنَا نِعْمَ النَّوَازِلِ

فَيَا اللّٰهُمَّ اَكْرِمْهُ بِجَنَّةٍ — وَاِنْعَامٍ عَظِيْمٍ غَيْرِ زَائِلٍ

وَيَا اللّٰهُ غْفِرْ قَلْبِيًا مَعًا،

اَنَا الْعَاجِزُ الْمِسْكِيْنُ سَائِلٍ !

(ترجمہ و تشریح صفحہ آئندہ پر ملاحظہ فرمائیں۔ رشیدی)

# رثاء الشیخ مولانا القاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ

✍ مولانا عطاء الحق قلبی

**اَیَا الْعَیْنَانِ دَمْعًا لِّلَا رَامِلٖ  عَلٰی اَمْوَاتِ اَحْرَارٍ کَوَامِلٖ !**

**ترجمہ** ...... اے (میری) دو آنکھو! آزادمنش کاملین کی اموات پر بیوگان کے لیے خوب اشکباری کرو۔

**تشریح** ...... یوں تو ہر انسان کی "رحلت" کا پسماندگان کی آنکھوں پر حق ہوتا ہے۔ مگر آزاد صفت کاملین (جو ہر زمانے میں تھوڑے ہوتے ہیں) کا حق پچھلوں پر بہت زیادہ ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے آشیانے کی بجائے پورے چمن کی پاسبانی میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ لہٰذا ان کے ارتحال پر ان کے لیے، ان کے پسماندگان کے لیے اور ان کے باقیاتِ صالحات کے لیے زیادہ افسوس کرنا چاہیے ......

مت سہل جانو ، انہیں ، پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے کوئی انساں نکلتے ہیں

**حَیُوْ لِلّٰہِ فِی اللّٰہِ وَحْدَہٗ  وَمَا مَالُوْا اِلٰی شُغْلٍ شَاغِلٖ**

**ترجمہ** ...... (وہ آزاد لوگ) جنہوں نے اللہ کی رضا جوئی میں زندگی بسر کی، خدائے واحد کی محبت اور عشق میں ایسے فنا رہے کہ (پھر زندگی بھر) کسی دنیادار کے شغل کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔

**تشریح** ...... یہ حریت پسند، اللہ تعالیٰ ہی کے لیے زندہ رہے! دنیا کے جائز کاموں کی طرف بھی متوجہ نہ ہوئے۔ کیونکہ سراپا عشق ہونے نے ان کو دوسری طرف دیکھنے نہ دیا۔ ان کے اردگرد، دائیں بائیں بہت کوششیں کی گئیں کہ انہیں راہِ حق سے ہٹا دیا جائے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی ذات کے مقدس عشق نے اُدھر دیکھنے کی فرصت ہی نہ دی۔ الغرض انہوں نے سیر "الی اللہ" سیر "للہ" اور سیر "فی اللہ" کے دلکش مناظر میں زندگی کو قیمتی بنایا۔

**فَعَاشُوْا عَیْشَ اَبْرَارٍ وَّاَحْرَارٍ  وَمَاتُوْا مَوْتَ اَخْیَارٍ عَوَامِلٖ**

**ترجمہ** ..... سو انہوں نے نیکوکار آزاد لوگوں کا میون اختیار کیا! اور موت، عمدہ کام کرنے والے صالحین کی پسند کی۔

**تشریح** ..... ان کی ''آزادمنشی'' اللہ تعالیٰ کو اتنی پسند آئی کہ زندگی تو زندگی ہے اللہ تعالیٰ نے ان کی وہ حالت جو ان کے اختیار کی بھی نہیں ہوتی یعنی ''موت'' ان کی حسب منشا صالحین کاملین کی روش پر بھیجی۔ پس وہ حسب آیت وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ دنیا سے اس حال میں چلے کہ صالحین کاملین کی صفوں میں اللہ تعالیٰ سے جا ملے گویا ع ''خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے'' کا ماحول تھا۔

مَقَامَاتُ الْهُدٰى وَالْجُوْدِ وَالتُّقٰى      مَحَارِيْبُ الْاَمَاثِلِ وَالْاَفَاضِلِ

**ترجمہ** ..... وہ آزاد طبع لوگ ہدایت، سخاوت اور تقویٰ کے عالی مقامات ہیں اور ہم عصر علماء اور فضلاء کے لیے محراب ہیں!

**تشریح** ..... یعنی وہ حریت پسند، دنیوی رسم و رواج اور رکھ رکھاؤ سے تو آزاد ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے غلام ہوتے ہیں۔ ان کے ہاں ہدایت، سخاوت اور تقویٰ کے دریا بہہ رہے ہوتے ہیں۔ وہ ہدایت کے روشن مینار سمجھے جاتے ہیں اور دوسرے فاضلین پر محراب کی طرح شدت تواضع و ترحم کی وجہ سے جھکے ہوتے ہیں۔ ان کی یہی صفتیں لوگوں کو کشاں کشاں ان کے پاس لاتی ہیں اور وہ ''مقاماتِ ہدایت'' کے طور پر معروف ہو جاتے ہیں (اس لیے ایسے احرار، ابرار، اخیار کے جانے پر آنکھوں کو خوب آنسو بہانا چاہیے)

فائدہ! یہاں تک شاعر نے بطور تمہید اور تقریب کے اہل علم و فضل کی اموات پر افسوس کیا ہے۔ اب ''عام'' سے ''خاص'' کی طرف انتقال کرتے ہوئے، شاعر اپنے ممدوح کی موت کا تذکرہ کرتا ہے......

سَمِعْنَا اَنَّهُ الْقَاضِيُّ مَظْهَر      حُسَيْن قَدْ اِرْتَحَلَ رِحْلَ الرَّوَاحِلِ

**ترجمہ** ..... ہم نے (یہ افسوس ناک خبر) سنی کہ (حضرت مولانا) قاضی مظہر حسین (دنیا سے) رحلت کرنے والوں کی طرح رحلت فرما گئے ہیں۔

**تشریح** ..... شاعر نے اپنے ممدوح کی وفات کا تذکرہ بھی کیا ہے اور تعزیت بھی کی ہے کہ موت سے کسی کو بھی چھٹکارا نہیں، دیگر لوگوں کی طرح ممدوح موصوف نے بھی رحلت فرمائی ہے۔

**فائدہ** ..... پھر فرط جذبات میں ''غیب'' سے ''خطاب'' کی طرف روئے سخن پھیرتے ہوئے کہتا ہے....

خَدَمتَ الدِّیْنَ یَا قَاضِیّ ، مُنَادِیًا، مُنَاصِحًا ، مُبَارِزًا ، مُقَابِلٖ

**ترجمہ** ..... اے (ہمارے مولانا) قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ، آپ نے دین کی خدمت مختلف انداز سے کی۔ وعظ و نصیحت سے اور مقابلے مناظرے سے بھی۔

**تشریح** ..... مطلب یہ کہ ہمارے ممدوح نے دین کی خدمت ہر طرح سے کی ہے۔ پکار پکار کر بھی، خیر خواہی سے بھی۔ مقابلے اور مناظرے سے بھی! غرض جس طرح ضرورت پڑی اُس طرح دین کی ضرورت پوری کی۔ گویا ساری زندگی اس شعر سے عبارت تھی.....

مذہب کی محبت میں اِن آشفتہ سروں نے
وہ قرض چکائے ہیں جو واجب بھی نہیں تھے!

اَمَوْلیٰنا ! کَشَفْتَ الرِّفْضَ وَ الْخُرُوْج بِـاظْهَـارِ الْحَقَائِقِ وَالدَّلَائِلٖ !

**ترجمہ** ..... اے ہمارے مولانا! آپ نے رافضیت اور خارجیت کے (مزعومہ غلط عقائد ونظریات کو) حقائق اور دلائل کی روشنی میں رد کیا۔

**تشریح** ..... پہلے شعر میں حضرت کی دینی مجموعی خدمات کا ذکر تھا۔ اس شعر میں فرق باطلہ کی تردیدی خدمات کا تذکرہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آپ نے جہاں دین اسلام کی خدمت کی وہاں دین اسلام کے خلاف اٹھنے والے فتنوں اور تحریکوں کا تعاقب بھی کیا۔

اور وہ تعاقب بھی حقیقت پسندی اور دلائل ساطعہ اور براہین قاطعہ سے کیا۔

**فائدہ** ..... اس شعر میں حضرت کی تصانیف، بالخصوص "کشف خارجیت" وغیرہ کی طرف اشارہ ہے۔ حضرت کا امتیاز تھا کہ انہوں نے احقاقِ حق اور ابطالِ باطل میں کبھی بھی عصبیت کو مائل نہیں ہونے دیا۔ جیسا کہ آنے والے شعر میں ہے......

عَلٰی اَعْدَآءِ نَا سَیْفًا مُعَلَّقًا وَخُلُقًا کَامِلًا ، سَهْلًا وَّ عَامِلٖ

**ترجمہ** ..... آپ ہمارے اعداء کے مقابلے میں لٹکی ہوئی تلوار ثابت ہوئے اور کامل اور عمدہ اخلاق کے مالک تھے اور جو کہتے تھے اس پر عمل بھی کرتے تھے۔

**تشریح** ..... دین اسلام کی خدمت کے جذبے میں، آپ نے فقط رافضیت و خارجیت ہی کے خلاف کام نہیں کیا بلکہ دیگر فتنوں کی سرکوبی بھی کی۔ مثلاً فتنۂ ارتداد و مرزائیت وغیرہ...... پھر اتنا عظیم الشان

کام بڑے اخلاق سے سرانجام دیا۔ (نِعْمَ اَخُو العِملس)

بِاَسْعَنَا بِقَلْبٍ عَاشَ فِي الدُّنَى نَحِي عَنْ نَحْوِ وَنَحْوَ السَّوَاحِل

ترجمہ آپ دنیا میں دل کی غنا کے ساتھ زندہ رہے (اور) کناروں کی مانند دنیا کے دریا سے کنارہ کش رہے۔

تشریح اتنے عظیم الشان کام کرنے کے لیے لوگوں کو طرح طرح کی مشکلات درپیش ہوتی ہیں۔ ایمان کی کمزوری مخلوق کے آگے جھکنے پر مجبور کر دیتی ہے۔ سوائے خواص کاملین کے جو کسی صورت مخلوق کے آگے اپنی کمزوری کا اظہار نہیں کرتے۔ آپ بھی انہی خواص میں سے تھے۔ اپنی کمی اور عجز کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے سامنے رکھا اور دنیا میں رہ کر بھی دنیاداری سے بچے رہے۔

یہ استغنا ہے پانی میں، نگوں رکھتا ہے ساغر کو
تجھے بھی چاہیے مثل حباب آبجو رہنا!

وَلِلْاَحْرَارِ فَخْرَانِ، مُتُوْنُ الْكَوَاهِلِ، بُطُوْنُ الْحَوَامِلِ

ترجمہ اور آزاد لوگوں کے لیے دو چیزیں قابل فخر ہوتی ہیں۔ (۱) بہادر لوگوں کی پشتیں اور (۲) عصمت زا خواتین کے پیٹ!

تشریح — آزاد صفت کاملین نجیب الطرفین واقع ہوئے ہوتے ہیں۔ اس لیے اُن میں مندرجہ ذیل فضائل و اخلاق جمع رہتے ہیں —

فَعِشْتَ عَابِدًا، حُرًّا، مُرَاجِعًا تَقِيًّا، زَاهِدًا، بَرًّا مُفَاضِلِ

مُكَارِمًا، فَعَالِمًا وَ عَامِلًا كَذٰلِكَ يَجْمَعُ الْعَبْدُ الْفَضَائِلِ

ترجمہ — آپ نے عبادت والی زندگی گزاری۔ آزاد زندگی! آپ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی جانب رجوع میں رہے۔ آپ متقی، پرہیزگار، فاضل، خوش خو اور عالم باعمل تھے۔ بندہ اسی طرح فضائل جمع کر لیتا ہے۔ (مطلب واضح ہے)

نَزَلْتَ اللَّحْدَ فِي صُوْرَةِ النَّزِيْلِ فَيَا حَبَّذَا بِنِعْمَ النَّوَازِلِ

ترجمہ — آپ ایک معزز مہمان کی صورت میں لحد میں پہنچے۔ آپ کیا ہی اچھے مہمان تھے۔

فَيَا اللّٰهُمَّ اَكْرِمْهُ بِجَنَّةٍ وَاِنْعَامٍ عَظِيْمٍ غَيْرِ زَائِلِ

**ترجمہ** ..... پس اے اللہ تعالیٰ! آپ ان کا اکرام جنت الفردوس سے کریں۔ اور جنت کے نہ زائل ہونے والے عظیم انعامات سے ان کو نواز دیں۔ آخر میں ناظم، برسم توسل بالصالحین ممدوح کے ساتھ اپنا ذکر کر کے اپنی مغفرت کی دعا کر کے قصیدے کو ختم کرتا ہے۔

وَيَا اللّٰهُ غَفِّرْ قَلْبِيَا مَعًا ، اَنَا الْعَاجِزُ الْمِسْكِيْنُ سَائِلٌ !

**ترجمہ** ..... اور اے اللہ تعالیٰ حضرت کے ساتھ (ان کے طفیل) قلبی کو بھی بخش دے۔ میں عاجز اور مسکین تیرے در کا سائل ہوں.....

تیرا در ہو، میرا سر ہو، میرا دل ہو، تیرا گھر ہو
تمنا مختصر سی ہے ، مگر تمہید طولانی!

⊛.....⊛.....⊛.....⊛
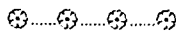
## حق چار یارؓ ایک مثبت اعلانِ حق

حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ لکھتے ہیں.....

چونکہ آیت تمکین میں مہاجرین صحابہ کے متعلق تمکین و اقتدار ملکی کا اعلان ہے اور مہاجرین اوّلین میں سے صرف چار یارؓ ہی منصب خلافت پر فائز ہوئے ہیں۔ یعنی امام الخلفاء حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم۔ ان چار میں سے کسی کو اس آیت کے مصداق سے نکال نہیں سکتے اور جو خلفاء مہاجرین اوّلین میں سے نہیں ہیں ..... وہ برحق خلفاء تو ہیں لیکن مہاجرین اوّلین میں سے نہیں ہیں۔ وہ آیت تمکین کا مصداق نہیں قرار دیئے جا سکتے اس لیے قرآنی موعودہ خلافتِ راشدہ انہی چار میں منحصر ہوگی کوئی پانچواں خلیفہ ان میں شامل نہیں ہو سکے گا لہٰذا خلافتِ راشدہ سے مراد قرآن کی موعودہ خلافتِ راشدہ ہے اور ان کے جواب میں **حق چار یارؓ** کہنا بطور اقتضاء النص قرآنی خلافتِ راشدہ کی حقانیت کا اعلان ہے اور یہ ایک مثبت اعلانِ حق (نعرہ) ہے قطع نظر اس کے کہ اس کی زد کس پر پڑتی ہے۔ [خارجی فتنہ حصہ دوم ص ۶۴۳]

# شانِ مظہر

نتیجہ جناب محمد آصف رضا

جہانِ باطل پہ ایک دہشت، ہمارے مرشد کا نامِ مظہر
جو راہِ حق سے ہٹ گئے ہوں اُن کو، وہیں پہ لانا ہے کامِ مظہر

تمام باطل کے سر پہ ہر دم، وہ تیغ بن کر لٹک رہا ہے
بنا ہے خدامِ اہلِ سنت کے نام سے جو نظامِ مظہر

صحیح عقیدے سے ہٹنے والوں کو دشمنی کا پیام پہنچے
مگر جو پختہ عقیدے والے ہیں اُن کو پہنچے سلامِ مظہر

یہ دورِ حاضر پیارے مدنیؔ کے زیرِ احسان دبا ہوا ہے
عجب نرالی، بڑی مثالی ہیں شان والے امامِ مظہر

کلامِ اسلاف ہی سنا کر، ہمیں تو مسرور کر رہے ہیں
مگر جو فتنے ہیں اُن کے دل میں کھٹک رہا ہے کلامِ مظہر

جو راہِ حق پہ چلے، ہے انساں، سو حق کو انساں ہی جانتے ہیں
جو راہِ باطل پہ چل کے حیواں بنیں، نہ جانیں مقامِ مظہر

اوکاڑویؒ ، جہلمیؒ ، گئے اور ترمذی بھی گئے ہیں لیکن
نہ خوش ہوں دشمن، کہ سیف حق سے بھری ہوئی ہے نیامِ مظہر

نکال پایا نہ پھر اُسے کوئی مستیٔ جامِ حق سے، جس نے
شرابِ باطل کو ترک کر کے، پیا ہے اِک بار جامِ مظہر

جو المہند میں اہلسنۃ والجماعۃ کے ہیں عقائد
وہی ہیں اصلی، وہی ہیں ناجی، یہی تو ہے بس پیامِ مظہر

اے دارِ مظہر کے سب مکینو! یہ جھولیاں تم سمیٹنا مت
کہ خوب انوارِ حق کی بارش برستی ہے بامِ مظہر

ہمیں نہیں شوقِ بادشاہی، یہ نسبتیں ہی فخر ہیں اپنا
غلامِ آقاؐ ، غلامِ حنفیؒ ، غلامِ مدنیؒ ، غلامِ مظہرؒ

ہمارے تاریک رات دن میں، ہے مظہریت کی روشنی اب
سو صبحِ مظہر رہے فروزاں ، سدا منور ہو شامِ مظہر

۞......۞......۞......۞

# مدح قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ

نتیجۂ فکر مولانا فضل الرحمٰن، بہاولپور

علم کے تھے بادشاہ — قاضیٔ مظہر حسین
عمل کے تھے شہنشاہ — قاضیٔ مظہر حسین

ذکرِ حق فکرِ خدا — ان کا زاد و راحلہ
فقرا کے تھے آشنا — قاضیٔ مظہر حسین

زہد و تقویٰ ان کا تھا — سلف کا عکسِ جمیل
مقتدا و مہتدیٰ — قاضیٔ مظہر حسین

مظہرِ حسین تھے — عاملِ ثقلین تھے
عاشق خیر الوریٰ — قاضیٔ مظہر حسین

اسوۂ اسلاف تھے — قدوۂ اخلاف تھے
خدام کے تھے رہنما — قاضیٔ مظہر حسین

اہل سنت کے امام — مدنی آقا کے غلام
حق کے میرِ قافلہ — قاضیٔ مظہر حسین

دیوبند کے خوشہ چیں — عاشق مدنی حسین
نقش پائے صوفیا — قاضیٔ مظہر حسین

عالموں کے تاجور سالکوں کی راہ پر
گروہِ اولیاء قاضیؒ مظہر حسین

نعرۂ حق کا مدعا قاضیؒ مظہر حسین
حق پرستی کا جنون رفض و بدعت سرنگوں

حنفیوں کا پیشوا قاضیؒ مظہر حسین
اہلِ بیت مصطفیٰ کا غلامِ بے ریا

خادم اصحاب تھا قاضیؒ مظہر حسین

افضل ناداں کو
ترے مدح خوان کو
چاہیے تری دعا
قاضیؒ مظہر حسین

⊛......⊛......⊛......⊛
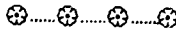
## صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پیروی مابعد کی امت پر لازم ہے

حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ لکھتے ہیں.....

جماعت صحابہؓ مابعد کی امت کے لیے معیارِ حق ہے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حق کے متبع اور محافظ تھے ان کا باہمی اختلاف اعتقادی اور اصولی نہیں بلکہ فروعی اور اجتہادی ہے اور حضور خاتم النبیین ﷺ نے بھی اپنے معجزانہ ارشاد "ما انا علیہ واصحابی" میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پیروی مابعد کی امت پر لازم کر دی ہے یعنی میری امت کے وہ لوگ جنت میں جائیں گے جو میرے اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے طریق پر ہوں گے۔[صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور مودودی ص ۵]

# حضرت قائد اہل سنت نور اللہ مرقدہٗ

مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی

تھے سنت کے عاشق شریعت کے رہبر — مرے شیخ مظہر، مرے شیخ مظہر
تھے بحر طریقت کے ماہر شناور — مرے شیخ مظہر، مرے شیخ مظہر
وہ درویش انساں وہ شیخ معظم — وہ جانِ تمنا وہ حسن مجسم
تھے مخلص سراپا وہ غیرت کے پیکر — مرے شیخ مظہر، مرے شیخ مظہر
وہ اسلاف کے اپنے نور نظر تھے — وہ اخلاف میں اپنے شمس و قمر تھے
وہ اِخلاص وتقویٰ کے تھے لعل و گوہر — مرے شیخ مظہر، مرے شیخ مظہر
بلا شک وہ تھے شیخ مدنیؒ کے پالے — پلیدوں سے تھے وہ کہاں ڈرنے والے
رہے ایک لمحہ نہ باطل سے دب کر — مرے شیخ مظہر، مرے شیخ مظہر
سنا ان کا جب نعرہ حق چار یارؓ — لگی چلنے باطل کے سینے پہ آری
اِدھر خارجی کانپتے دیکھے تھر تھر — مرے شیخ مظہر، مرے شیخ مظہر
ترے بن مجھے چین حضرت کہاں ہے — کہ ویران اب میرے دل کا جہاں ہے
جدائی میں میں تیری رہتا ہوں مضطر — مرے شیخ مظہر، مرے شیخ مظہر
تری مشعلِ رہ سراسر تھی ہستی — یہ دنیائے دل اس پہ ہے ناز کرتی
کمالات حقہ سے ہے عقل ششدر — مرے شیخ مظہر، مرے شیخ مظہر
نفاست کے پیکر فراست میں یکتا — تھے اسلاف کے زیرِ نقش کف پا
نظافت شرافت سخاوت کے خوگر — مرے شیخ مظہر، مرے شیخ مظہر

ترے جام عرفاں کے قربان ساقی | بڑھے جس سے رندوں کا ایمان ساقی
پلاتے تھے جب جام پہ جام بھر کر | مرے شیخ مظہر، مرے شیخ مظہر
کبھی تو یہ باطل سے آزاد ہو گا | وطن میرا اسلام سے شاد ہو گا
پڑھا جائے گا اس میں قرآن گھر گھر | مرے شیخ مظہر، مرے شیخ مظہر
اے خدام کے خادموں اور جیالو | اٹھو اہل سنت کا پرچم سنبھالو
طریق ہدایت یہی ہے سراسر | مرے شیخ مظہر، مرے شیخ مظہر
خدایا! تو اس قاسمی پر کرم کر | اسے بھی میسر وہ نقش قدم کر
جو حق و صداقت کا ہر دم ہو مظہر | مرے شیخ مظہر، مرے شیخ مظہر

❁......❁......❁......❁
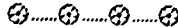
## عقیدہ عصمت انبیاء اور اہل سنت والجماعت

حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں......

اہل السنت والجماعت کے عقیدے میں معصوم وہ ہے جس سے گناہ کا صدور محال ہوتا ہے اور راجح اور قوی مسلک یہ ہے کہ پیدائش سے لے کر وفات تک انبیائے کرام علیہم السلام صغیرہ اور کبیرہ ہر قسم کے گناہوں سے پاک ہوتے ہیں۔ اگر قرآن مجید کسی نبی علیہ السلام کی طرف معصیت یا ذنب وغیرہ کو نسبت کی گئی ہے تو اس سے مراد ذلت (لغزش) اور ترک اولیٰ ہے جو عصمت کے منافی نہیں اور مسئلہ عصمت انبیاء کی بحث بندہ نے مفصل و مدلل ''علمی محاسبہ'' میں کر دی ہے وہاں ملاحظہ فرمایئے۔ [کشف خارجیت ص ۴۷۱]

# رحلت قائد پر

مطیع الرحمٰن اطہر ہاشمی

دیو بند آسماں ہے قاضی ہے اس کا تارہ — ہمیں فخر ہے یہ اطہر مظہرؒ ہے پیر ہمارا

دیو بند کے چمن پر سرتاپا ہم فدا ہیں — گلہائے باغِ دیو بند انعامِ کبریا ہیں

برصغیر کو جس نکہت سے ہے سنوارا

اصحاب مصطفیٰ کی الفت میں غرق مظہر — پیغمبر خدا کی الفت میں غرق مظہر

پھیلا دیا جہاں میں حق چار یارؓ نعرہ

رخصت ہوا جہاں سے جانِ جہان یارو — جاری رہے گا لیکن اس کا ہی فیضان یارو

نقش قدم نہ چھوٹے ان کا کبھی خدارا

برحق ہے موت یارو اس پر بھی کیا گلہ ہے — مدنیؒ کا تھا وہ پیارا مدنی سے جاملا ہے

لیکن تری جدائی کے صدمے نے ہم کو مارا

خدام کے چمن پر چھائی ہوئی خزاں ہے — وہ خوشبوئیں وہ رونق وہ روشنی کہاں ہے

جس نے مرے سخن کو اک نظر سے سنوارا

قاضی ظہور تیری صورت ہے اس کی صورت — ہوتی رہے گی پوری دیدار کی ضرورت

کرتے رہیں گے سنی مظہر کا یوں نظارہ

اے جانے والے تجھ سے پیمان ہے ہمارا — تیرے مشن پر مریں گے اعلان ہے ہمارا

ہرگز نہیں کریں گے تری سوچ سے کنارا

❁❁❁

# خدام اہل سنت کا وہ میر کارواں

جناب قاری ظفر اقبال

نہ جھکا ہے نہ بکا ہے نہ ڈرا ہے ہر زماں
اس کی جرأت کے گواہ ہیں یہ زمین و آسماں
کی ہے حق کی ترجمانی جس کا نام مظہر حسینؒ

علم میں تھا وہ سمندر اور ولایت کا بادشاہ
ذکر سے چہرہ منور دیکھا ہم نے جا بجا
ذاکر قلبی لسانی جس کا نام مظہر حسینؒ

شیخ مدنیؒ کا وہ عکس اور خلیفہ انہی کا تھا
تھا علم میں اُن کا پیرو اور عمل بھی انہی سا تھا
شیخ مدنیؒ کی جانفشانی جس کا نام مظہر حسینؒ

دین حق کے واسطے ظلم سہتا ہی رہا
پہنچ کر وہ جیلوں میں بھی حق کہتا ہی رہا
کی ہے اس نے حق رسانی جس کا نام مظہر حسینؒ

تھا میرا پیر طریقت اور سنت کا پاسبان
تھا خدام اہل سنت کا وہ میر کاروان
تھی عجب اس کی زندگانی جس کا نام مظہر حسینؒ

جانشین تھا اہل حق کا اور حق کا وہ سفیر
مال و دولت بادشاہت اس کی نظروں میں حقیر
تھا وہ اِک عالم ربانی جس کا نام مظہر حسینؒ

تھا وہ قائد اہل سنت اور وکیل اصحابؓ کا
عاشق سچا وہ تھا حضرت رسالت مآبؐ کا
زندگی پائی جاودانی جس کا نام مظہر حسینؒ

اس کی تحقیق حق کو کوئی ٹھکرا سکتا نہ تھا
اس جیسی فہم و فراست کوئی پا سکتا نہ تھا
ہر محقق کی سلامی جس کا نام مظہر حسینؒ

مسکراہٹ اس کی دیتی غم کو تھی مٹا
بوجھ سر پر ہزاروں من کا کر دیتی تھی فنا
ملتی تھی واں شادمانی جس کا نام مظہر حسینؒ

چھپتا تھا باطل ہمیشہ ہر زماں اور ہر جگہ
اس ''وارِ قلم'' کی باطل تاب لا سکتا نہ تھا
ہو بڑھاپا یا جوانی جس کا نام مظہر حسینؒ

خارجی ہو رافضی ہو یا کہ مودودی ہی ہو
کافروں میں ہو یہودی یا کہ مرزائی ہی ہو
سمجھایا تحریری لسانی جس کا نام مظہر حسینؒ

# گلشن خدام پر چھائی خزاں

جناب ماسٹر محمد یوسف

چل بسے سینوں کے میر کارواں — گلشن خدام پر چھائی خزاں
زندگی بھر اہل سنت کے لیے — وقف کر رکھا تھا اپنا جسم و جاں
عظمت اصحاب پر زورِ بیاں — رک نہ سکتا تھا یہ اک سیلِ رواں
ردّ بدعت میں تھا ملکۂ راسخہ — مدحت سنت پہ نورانی بیاں
رحمتیں برسیں تری صبح و مسا — اے خدائے ذوالجلال و مہرباں
حضرتِ مدنیؒ کے روحانی سپوت — صبر و استقلال کے کوہِ گراں
زہد و تقویٰ میں کمال اخلاص تھا — علم و عرفاں کے تھے بحر بے کراں
سن ترپن (۵۳) میں چلی تحریک جب — نو ماہ تک جیل کاٹی مرحبا زور بیاں

رحمتیں برسیں تری ان پہ سدا یا رب
قبر میں ترے فضل سے ہو تری منزل آساں

❁ ❁ ....❁.... ❁
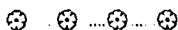
# شام وسحر باتیں تیری

تحریر مولانا خلیل احمد مینی

روز و شب باتیں تری شام و سحر باتیں تری
یاد آتی رہیں گی ہم کو عمر بھر باتیں تری

تاب سخن کہاں ہے لب کو تیرا نام لوں
کرتی ہے دل سے مری چشم تر باتیں تری

باتیں تیری اے دلبر موتی موتی گوہر گوہر
کیسے دل کو لگنے والی تھیں اے مظہر باتیں تری

دھیرے دھیرے اک اک لفظ جرعہ جرعہ کانوں سے
پی کر بھرا دل کا سمندر مینا و ساغر باتیں تری

فتنوں نے جب بھی سر اٹھایا قلم ترا ہی فاتح پایا
قلم تیرا پھر خنجر براں اور تیغ مکرر باتیں تری

بکھرے بکھرے دل کے ٹکڑے نکھری نکھری شانِ صحابہؓ
عشق تھا ان کا دل کے اندر ان کی تھیں اکثر باتیں تری

ہوتا خلیل کوئی میرے سرہانے گاتا جائے جوان کے ترانے
سنتا میں پھر میٹھی میٹھی ارفع و اعلیٰ باتیں تری

# الوداع

آرزومند سعد

آنکھوں سے چلے تو قطرے بنے
دل سے چلے تو راز بنے
حضرت کی وفات کا غم ایسا
آنسو بے سہارا دل سے چلے

آنسو تھمتے نہیں گرتے ہیں قدم
گویا آج آیا ہو روز قیم
وکیل صحابہؓ رخصت جو ہوئے
سنی پہ لگا کچھ گہرا زخم

اصحابؓ نبیؐ کے پروانے
عشاق نبی کے دیوانے
قربان گئے اس نعرے پر
چار ہی یارؓ میرے افسانے

تعاقب کیا میرے مرشد نے
فتنوں کو دبایا قائد نے
اور دین مبین کو ظاہر کیا
مدنی کے خلیفہ راشد نے

فرشتے کھڑے ہیں عظمت سے
رضوان بھی آیا ہے جنت سے
حوریں بھی منتظر اُن کی
آسمان سجا ہے رحمت سے

رضوان سجا لے جنت کو
دربان سمجھ لے عظمت کو
تقدیر نے کیا کچھ ایسا ستم
سعدی سے اُٹھایا شفقت کو

۞......۞......۞......۞

# تیرا مشن ہم سنائیں گے

جناب قمر عباس خدامی

اے قاضی مظہرؒ تیرا ہم مشن سنائیں گے
تیرا مشن تیرا جھنڈا عالم میں لہرائیں گے

کردار کا تو غازی مدنی کی نشانی تھی
حق بات بیاں کرنا تیری ریت پرانی تھی
جو نعرہ دیا تو نے دنیا کو سنائیں گے

مسلک کی حفاظت میں تو لکھنوی جیسا تھا
اور کفر کے خرمن پہ تو غزنوی جیسا تھا
تیرے حوصلے کو قائد سینے سے لگائیں گے

اصحابؓ کی عظمت کا شیدائی دیوانہ تھا
اصحابؓ ستارے ہیں یہ اُس کا ترانہ تھا
جو سبق دیا تو نے ہم وہ نہ بھلائیں گے

۞......۞......۞......۞

# جرأت بخاری کا عینی گواہ

جناب محمد عثمان

ہو گیا ہے جدا ہم سے آہ! بے تاج بادشاہ
کردار مدنیؒ کا اخلاص و جرأت بخاری کا عینی گواہ

ہم آہ آہ کریں یا منائیں یومِ سیاہ
نہیں نہیں وہ جنت کا طالب جنت میں لے چکا ہے پناہ

ساری زندگی وہ توحید کا چرچا کرتا رہا عام
شرک و بدعت کا قاضی پہیہ کرتا رہا جام

چاہتا تھا وہ ملک میں خلافت کا نظام
اسی اک لگن اسی ایک محنت میں رہتا تھا صبح و شام

مرا قائد ایک پھول تھا یا کہ علمؔ کا آفتاب
جو کچھ بھی تھا حضرت مدنیؒ کا تھا انتخاب

سرکاری ملا کا کرتا رہا وہ ہمیشہ احتساب
ناداں کرتا ہے کیوں اعتراض میرے قائد کی زندگی کھلی ہے کتاب

❁....❁....❁....❁

# نور پھیلاتی رہیں تعلیمات آپ کی

حافظ محمد معاویہ عثمانی

حضرت جی معمور ہو کر برکتوں سے حیات آپ کی — نور پھیلاتی رہیں دنیا میں تعلیمات آپ کی

کوشاں ہے صبح و شام اسلام کے لیے — وقف ہیں اسلام کے لیے خدمات آپ کی

والد محترم ہیں مناظر اسلام شیخ محترم کے — ہے ان ہی کی دعاؤں سے روشن حیات آپ کی

رہتے ہیں ہمیشہ رضا الٰہی کے طلبگار — ہے اس کے لیے سب ریاضت آپ کی

ہیں با اصول بھی با کردار بھی با حیا بھی — قابل رشک ہیں صفات آپ کی

سادگی کو سمجھتے ہیں حسن انسانیت — مزین ہے سادگی سے طبیعت آپ کی

مدحت سرا سبھی ہیں آپ کے حسن اخلاق کے — کرتی ہے مسحور دلوں کو گفتار آپ کی

کیوں نہ نازاں ہو وہ اپنی قسمت پر — میسر ہو جسے عالیشان محبت آپ کی

کیوں ڈرتے ہو آلام و مصائب دنیا سے — رہتی ہو ہر دم جس پر بصارت آپ کی

دعا گو ہو اللہ سے کہ سدا رہے — محفوظ بہر شر سے حیات آپ کی

خدا کی کروڑوں رحمتوں کا ہو نزول آپ پر — ہر دم رہے شاد و آباد ذات آپ کی

اس خاکسار عثمانی کو بنا دیا شاعر

ہاں یہ حضرت سب ہے محنت آپ کی

⊛......⊛......⊛......⊛
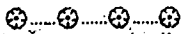
# صحابہؓ کی وکالت پر قربان تھا

پروفیسر قاضی غلام محمد چاولی

وہ ہر دم صحابہؓ کی وکالت پہ قربان تھا
نسبت صحابہؓ جس کا ایمان تھا

عمر عزیز وقف کر دی تھی آقا کی حرمت کے لیے
اہل باطل و فرنگی نبوت کے لیے مبلغ براں تھا

اسلاف کا اسوہ اس کے مد نظر تھا
جس میں اوصاف ملائک تھے وہ انسان تھا

دجل و تلبیس کے اس پر فتن دور میں
وہ اہل دل ، صاحب عرفان تھا

کرتا رہا منقبت اصحابؓ احمدؐ اور ان کی آلؓ کی
جس کا ہر عمل شاہ امم پر ایقان تھا

وقت وداع جم غفیر کے آنسوؤں کی لڑی نے
دی شہادت اس امر کی عظیم انسان تھا

اس خاطی و عاصی ان کی نگہ التفات تھی
کسب اس وارث علم انبیاء کا یہ احسان تھا

❁....❁....❁....❁

# خاموش تھے خدام اور آنسو زار، زار

کلام حاجی غلام عباس ایم۔اے

بوقت سحر جب ہوا حضرتؒ کا وصال
قابلِ دید تھا چہرۂ اقدس کا جمال
رُخِ اقدس تھا مثل کندن تابدار
میں بھی مانتا ہوں یہ حقیقت کہ تھا ایسا ہی تابدار
خبر مرگ حضرتؒ کی پل بھر میں پھیل گئی
ریڈیو اور ٹی وی کے چینل پر بھی فوراً آ گئی
سن کے یہ خبر حزیں آنے لگے خدام قطار اندر قطار
خاموش تھے خدام اور آنسو زار زار
پہلی نماز جنازہ قاری خبیب احمد عمر کی اقتدا میں ہوئی ادا
یہ ہیں حضرت جہلمیؒ کے جانشین اور ہیں صاحب باوفا و باحیا
پھر یہ جسد خاکی حضرتؒ بھیں ہائی سکول لے جایا گیا
بے انتہا وسعت کے پھر اِسے بھی تنگ ہی پایا گیا
دوسری نماز جنازہ قاضی ظہور صاحب کی اقتدا میں ہوئی ادا
یہ ہیں حضرتؒ کے جانشین اور مجسمۂ پیکر صبر و رضا
پھر حضرتؒ کے جسد خاکی کو قبرستان لے جایا گیا
اور والدِ گرامی حضرت دبیرؒ کے پہلو میں دفنایا گیا
پھر لحد میں اترے رشیدی و ظاہر و اخیار
جسد خاکی کو رکھا لحد اندر مگر آنکھوں سے جاری آنسو تھے زار زار
عاجز یہ کرتا ہے دعا بصد رنج و ملال
جنت الفردوس میں ہو ٹھکانا اے میرے پروردگار

یہ اپنا اپنا مقدر ہے کوئی دنیا پر کوئی عقبیٰ میں
مظہرؔ تیری زندگی بھی آخرت کی رہنمائی ہے

پیر طریقت ، پیر شریعت ، جان ملت ، عالم دیں
دین سے ہٹ کر جس کو پیارا نہ بیٹا نہ بھائی ہے

عالم بنا جہد مسلسل عامل رب کی مرضی سے
یہ آمیزش نبیوں کی وراثت تیرے جلووں میں سمٹ آئی ہے

عالم تو ہزاروں دنیا میں پر علم کی حفاظت مشکل ہے
"علمی محاسبہ" پڑھ کے دیکھ جو حضرت نے چھپوائی ہے

اے باطل تو نے دیکھی ہی نہیں صداقت کی اک جھلک
تیرا کلیجہ پھٹ جائے جب دیکھے کیسی پذیرائی ہے

کاش یہ سورج نہ ڈھلتا یہ منظر بس ابھی نہ تکتا
اب تو مقدر سے ہو گی ایسی ہستی تک رسائی ہے

خالی دامن پر حسرت دل اِس آس پہ زندہ ہے حسینؔ
کبھی ان کی شفاعت ہو جائے یہ بھی خدامی سپاہی ہے

❁.....❁.....❁.....❁

# میرے قائد جیسا کوئی نہیں

[illegible]

اصحابؓ نبیؐ کا گن گایا میرے قائد جیسا کوئی نہیں
ہے رتبہ ان کا بتلایا میرے قائد جیسا کوئی نہیں

تھا جب تک دم میں دم ان کا تعریف صحابہ کرتے رہے
باطل کی قوتیں ہر ایک سے ہر دم لڑتے رہے
وہ تھے سینوں کا سرمایہ میرے قائد جیسا کوئی نہیں

اصحاب نبیؐ پہ جیتے تھے اصحابؓ نبیؐ پہ مرتے تھے
جو حق بات ہوتی کہہ دیتے ہرگز نہ کسی سے ڈرتے تھے
جینے کا سلیقہ سکھلایا میرے قائد جیسا کوئی نہیں

سن کر گرج میرے قائد کی باطل پہ ہیبت چھائی تھی
حق کے معیار اصحابؓ نبیؐ آواز یہ ہر سو لگائی تھی
مسئلہ یہ سب کو سمجھایا میرے قائد جیسا کوئی نہیں

باطل کے لیے برسر میدان وہ اک برہنہ شمشیر تھی
محمودؒ و مدنیؒ کی وہ زندہ اک تصویر تھی
باطل کو جس نے للکارا میرے قائد جیسا کوئی نہیں

جو فتنہ اختر اٹھتا تھا اس کو وہ مار بھگاتے تھے
سچ بات وہ بتلاتے تھے حق بات وہ سمجھاتے تھے
وہ رحمت کے تھے سایہ میرے قائد جیسا کوئی نہیں

# شانِ مظہرؒ

صوبیدار (ر) غلام حسین

اے ارضِ بھیں خوش قسمتی تیرے ذروں میں سمائی ہے
تیرے اندر وہ ہستی ہے جو صحابہؓ کی شیدائی ہے

وکیلِ صحابہؓ، وکیلِ رسالتؐ، توحید کا وہ داعی ہے
ہر بھولے بھٹکے کو راہ دکھلائے وہ جنت کا راہی ہے

تو کیا جانے عظمت اُس کی اے دنیا کے طالب
صحابہؓ اہلِ بیتؓ کی محبت اس کی رگ رگ میں سمائی ہے

بوڑھی عمر میں جیلیں کاٹیں حق سے منہ نہیں موڑا
سچی بات پہ ڈٹ جانا یہ اس کی ستھرائی ہے

جس طرح طارق، ابن قاسم اور داستانِ خالدؓ لہو کو گرماتی ہیں
میرے پیر نے جان پہ کھیل کے عملی بات سکھلائی ہے

زندگی تو دراصل اسی کی ہے جو خالق کا پیارا ہے
اور اپنے پیاروں کو آزمانا یہ اس کی نتھرائی ہے

جس نے اپنی ذات کی خاطر ایک اینٹ بھی نہیں خریدی تھی
اللہ پاک نے اس کے سر پہ صحابہؓ کی محبت برسائی ہے

نئے نئے فتنوں کے اس دور میں وہ
روافض و بدعت کے زور میں وہ
ہر دشمن دیں کے سامنے وہ
پتھر کی اک سخت چٹان تھا

آخری سفر کے لیے جب تیار تھا
وصل یار کے لیے بیقرار تھا
چہرہ کتنا پر انوار تھا
فرشتہ صفت وہ جو انسان تھا

تو اقبال اتنا پریشان نہ ہو
کہ گلشن میں ایک دن بہار آئے گی
سینچا ہے خون جگر دے کر اس کو
وہ گلشن کا کتنا قدر دان تھا

❀.....❀.....❀.....❀

# عقیدت کے پھول

کلام جناب اقبال ملک

صورت سے دیکھو یا سیرت سے دیکھو
کردار سے دیکھو بصیرت میں دیکھو
جرأت میں دیکھو یا عظمت میں دیکھو
اسلاف کا وہ انمٹ نشان تھا

جو دیکھو تو لگتا تھا لاغر سا انسان
مگر عزم ہمت کا کڑیل جوان تھا
وہ لگتا تھا مدنیؒ کی تصویر سچی
دیو بند کی عظمت کا واضح نشان تھا

وہ ختم نبوت کا بے لوث خادم
یاران نبوت کا پکا محافظ
حرم نبی کا وہ پاسبان تھا
بڑا اس کا محکم یقین ایمان تھا

# جب قائد بلائیں گے

حاجی محمد نواز تارڑ

قائد کے فرمان پر لبیک کہتے جائیں گے
حاضر ہوں گے حکم پر جب قائد ہمیں بلائیں گے
دیو بند کے ہیں روشن ستارے ہمیشہ جگمگائیں گے
التماس کریں گے حکومت سے سنی حقوق منوائیں گے
بیعت رضوان کی طرح قائد کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ آئیں گے
لوگوں کو سمجھائیں گے اپنا نام لکھائیں گے
جمع ہو کر پرچم تلے مل جل کر اسے اٹھائیں گے
ہم بلند کریں گے پرچم کو مدنی مسجد پر لہرائیں گے
جو مطالبہ چل رہا ہے ہم پھر قرار داد دہرائیں گے
پہلے والا فیصلہ بھی عدلیہ کو پھر دکھلائیں گے
حق کے لیے میدان کی طرف اپنے قدم بڑھائیں گے
جب ضرورت قوم کی ہو گی دشمن سے ٹکرائیں گے
کسی وقت بھی دشمن سے خوف نہ کھائیں گے
کفر کے طوفان کا رخ ان شاء اللہ موڑ بھگائیں گے
پر امن رہنے کی کوشش ہو گی مگر شرائط رکھائیں گے
مٹ کر بھی محافظ ہم نئی تاریخ بنائیں گے

# رخصت ہوئے دنیا سے وکیل صحابہؓ

قاضی محمد ضیاء الحق

رخصت ہوئے دنیا سے ''وکیل صحابہؓ'' — ہر سنی ہے غم گین کہ غمخوار تھے قاضیؒ

دبیرؒ کے فرزند و برادرِ منظورؒ — والد اظہر جرأت اظہار تھے قاضیؒ

اک مدت کیا حضرتِ مدنیؒ نے جسے تیز — حق کی وہ چمکتی ہوئی تلوار تھے قاضیؒ

پابند سلاسل رہے اور نظر بند — جیلوں کے مؤذن غازی و جرار تھے قاضیؒ

ہر فتنہ باطل کو کچلنے کا تھا جذبہ — دیو بند کی عظمت کے علمدار تھے قاضیؒ

شیعہ ہوں کہ مرزائی مودودی خوارج — ہر ایک کی سرکوبی کو تیار تھے قاضیؒ

انگریز سے پرویز تلک حکام کے منہ پر — حق کی بات کہی مجاہد جی دار تھے قاضیؒ

دیو بند کی تابندہ روایات کے مظہر — بندہ مومن راہبر احرار تھے قاضیؒ

اصحابؓ محمدؐ کے وکیل مخلص — اور حبِ صحابہؓ سے سرشار تھے قاضیؒ

بے باک مقرر و مصنف و محقق — میدان سیاست کے بھی شاہسوار تھے قاضیؒ

موقف تھا اٹل جس میں ذرا بھی نہ لچک تھی — بس عزم مجسم بڑے خود دار تھے قاضیؒ

وہ پیکر اخلاص تھے، اسلاف کی تصویر — اللہ کے ولی محسن و غم خوار تھے قاضیؒ

مظہر تھے وہ کردارِ حسینؓ ابن علیؓ کے — عصری یزیدوں سے برسرپیکار تھے قاضیؒ

تھے سنی مسلمانوں کے قائد و مرشد — خدام کی تحریک کے سالار تھے قاضیؒ

چکوال کی دھرتی پہ اللہ کا کرم تھے — غازی گفتار نہیں صاحب کردار تھے قاضیؒ

حق کا قلم آخری دم تک رکھا اونچا — گرچہ بہت عرصہ سے بیمار تھے قاضیؒ

وہ مظہرِ اسلام مظہرِ ایمان و یقین تھے

حق کی ضیا صاحب اسرار تھے قاضیؒ

# گل مظہر حسین مجاہد دی سُنڑ

جمعدار فرمان علی مرحوم

گلِ مظہر حسین مجاہد دی سُنڑ جیہڑا پاک قرآن بیان کرے ۔۔۔ جے تو عمل کریں تو پک سمجھیں رب مشکل سب آسان کرے

گل مظہر حسین مجاہد دی سُنڑ

مسجد وچ تے قاضی ہے وچ میدان دے غازی ہے ۔۔۔ لا دیندا سر دی بازی اے ہر منکر نوں اعلان کرے

گلِ مظہر حسین مجاہد دی سُنڑ

مظہر پیر طریقت دا رکھے قائم قدم حقیقت دا ۔۔۔ اے پاک پوش شریعت دا تلقین توحید دا دان کرے

گل مظہر حسین مجاہد دی سُنڑ

جتھے مظہر حسین چا پیر دھرے شیطان جاندا نس دور پرے ۔۔۔ رب رحمت دی برسات کرے ایہ راز نیاز رحمان کرے

گل مظہر حسین مجاہد دی سُنڑ

ایہ سنت جماعت رسول دی اے ایہ اصحابہ مقبول دی اے ۔۔۔ ایہ پابند اسی اصول دی اے جیویں نبیاں دا سلطان کرے

گل مظہر حسین مجاہد دی سُنڑ

تو چھوڑ دے دعویٰ دنیا دا نشر بن گن سچیاں سنیاں دا ۔۔۔ پھر دیکھ مراداں پنیاں دا پورے مطلب پاک قرآن کرے

گل مظہر حسین مجاہد دی سُنڑ

تو پاک قرآن چھوڑ نہیں پھر اور کسے دی لوڑ نہیں ۔۔۔ منہ حق دی طرفوں موڑ نہیں رب پاک چا پاکستان کرے

گل مظہر حسین مجاہد دی سُنڑ

مومن رب بن ڈردا نہیں ، وہ تقیہ ہرگز کردا نہیں ۔۔۔ مارے رب بن مومن مردا نہیں، رب جینوں مسلمان کرے

گل مظہر حسین مجاہد دی سُنڑ

میدان ہے صوفیاں بچیاں دا، اتھے کم نہیں کوڑیاں کچیاں دا    کھیڈ نہیں ایہ بچیاں دا، سر صدقے جو قربان کرے

گل مظہر حسین مجاہد دی سُنو

جدوں ہوسی دن قیامت دا کھل جاسی بھید امانت دا    رکھیں خیال توں اپنی ضمانت دا تینڈی مدد اتھے کیہڑا خان کرے

گل مظہر حسین مجاہد دی سُنو

فرمان علی دا بھل نہیں ایہ دوث تینڈے دا مل نہیں    تو در در اُتے رُل نہیں تیرا شان انسان سبحان کرے

گل مظہر حسین مجاہد دی سُنو

⚙......⚙......⚙......⚙

## صحابہ کرامؓ اور موعودہ خلفائے راشدین سب حق اور معیار حق ہیں

حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں......

چونکہ از روئے قرآن مہاجرین و انصار اور ان کے متبعین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنتی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی رضامندی کی سند عطاء فرمادی ہے۔ وہ سب حق ہیں اور ان سے حق ہی ملتا ہے۔ ان کے مابین فروعی اور اجتہادی اختلافات رونما ہوئے ہیں ان کو حق و باطل کا اختلاف نہیں کہہ سکتے کیونکہ صحیح بخاری کی حدیث کے مطابق اجتہادی خطاء میں بھی مجتہد کو ایک ثواب ملتا ہے۔
لہٰذا صحابہ کرام اور قرآن کے موعودہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم سب حق اور معیار حق ہیں ان پر تنقید و جرح کرنا اور ان کو معیار حق قرار نہ دینا دینِ اسلام کی خدمت و تعمیر نہیں بلکہ تفریق و تخریب ہے۔ [صحابہ کرامؓ اور مودودی ص ۱۱۱]

# جو یادگار اسلاف تھا

محمد عمران فاروق، چکوال

جو ہمارا کاروان تھا جاتا رہا
جو ہمارا قائد تھا مہربان تھا جاتا رہا

اب رہی کسی گفتار میں لذت نہیں
جو بہت شیریں زبان تھا جاتا رہا
اب کہیں آتا نہیں دل کو سرور
جو لطف کا بوستان تھا جاتا رہا
چہرہ انور سے غائب حزن و غم
جو خندہ رخ ہر زمان تھا جاتا رہا
روز و شب تبلیغ میں محو خیال
جو اسلام کا پاسبان تھا جاتا رہا
وہ توحید وختم نبوتؐ کے ذکر میں
جو دائما رطب اللسان تھا جاتا رہا
وہ نقیب عظمت صحابہؓ وہ میر قافلہ
جو قائد ہر پیر و جوان تھا جاتا رہا
وہ نعرہ حق چار یارؓ بتانے والا
جو یادگار اسلاف تھا جاتا رہا
وہ مدنیؒ شیخ کی مسند سے مستفید
جو مبلغ قرآن تھا جاتا رہا
اب کہاں ہے وہ اسلام کا خطیب
جو خدام کے درمیان تھا جاتا رہا

# خادم دین محمد مصطفیٰ مظہر حسین

کلیم حزین چکوالوی

خادمِ دینِ مصطفیٰ مظہر حسین
ہے فدائے امتِ خیرالوریٰ مظہر حسین

استقامت حضرت شبیر کی ہے اس کا وصف
پیرو پسر علی مرتضیٰؓ مظہر حسین

قوتِ باطل اسے ہرگز جھکا سکتی نہیں
خوشہ چیں ہے حنبلؒ مغفور کا مظہر حسین

کلمۂ حق کی شہادت اس کو وجہِ اِفتخار
خوفِ استبداد سے ماورا مظہر حسین

پیرویٔ سنت اسلاف کی پاداش میں
ہے گرفتارِ بلا واحسرتا مظہر حسین

ہاں کریگا مجلس و مقتل میں بھی اعلانِ حق
کھڑکھڑا کر آہنی زنجیر پا مظہر حسین

اس جری کو دیکھ کر کیسے نہ آئے برملا
ہر مسلمان کے لبوں پر مرحبا مظہر حسین

ہمنوا اس کا حزیں ہونا سعادت ہے بڑی
حضرت شبیرؓ کا ہے ہمنوا مظہر حسین

۞ ... ۞ ... ۞ ... ۞

قائد اہل سنت نمبر
باب 8
عکس تحاریر
چند یادگار مکاتیب کے انمول عکس

پرانے اور نئے خطباء اور مقررین کیلئے خوشخبری
سیرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر ایک سو (100) تقریریں ایک سو (100) خطبات
مولانا عبدالرؤف چشتی دیوبندی کی ۲۰ سالہ خطابت کا نچوڑ
خطبات چشتی
(چار جلدوں میں)
خطیب پاکستان
حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ
نے اپنے مدرسہ کے طلباء سے فرمایا!
کہ جس نے خطیب بننا ہو وہ خطبات چشتی
کا مطالعہ کرے، اللہ تعالیٰ نے مولانا چشتی
کو خطابت کی بے شمار خوبیوں
سے نوازا ہے
فن خطابت سیکھنے والوں کیلئے بے نظیر کتاب "خطبات چشتی"
طلباء کیلئے حسین تحفہ، سیرت کے موضوع پر جمعہ پڑھانا آسان ہو گیا
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی عبدالرحمٰن اشرفی لاہور
شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان کراچی۔ حضرت مولانا علامہ خالد محمود (پی ایچ ڈی لندن)
حضرت مولانا قاری حنیف جالندھری ملتان۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا نذیر احمدؒ فیصل آباد
حضرت مولانا قاری عبدالحی عابد لاہور۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا قاری محمد الیاس فیصل آباد
اور دیگر علماء کی تقاریظ سے مزین سب نے خطبات چشتی کو خطباء، طلباء کیلئے مفید قرار دیا۔
نوٹ: "خطبات سیرت" خطبات چشتی کے نام سے چھپ گئے ہیں آج ہی خرید کیجئے
خطبات چشتی کی خصوصیات
ایک خطبے کا دوسرے خطبے کے ساتھ حسین ربط
عربی، فارسی، اردو، پنجابی برموقع اشعار سے مزین
مشکل واقعات انتہائی آسان ترین انداز میں
ہر خطبہ میں نیا مواد اور نئے واقعات
ملنے کا پتہ: جامعہ مدینۃ العلم چشتیہ رفیع کالونی
نزد رفیع فلور مل صمد پورہ روڈ اوکاڑہ

آئین تحفظ ختم نبوت
زندہ باد

یا اللہ مدد

نظام خلافت راشدہ
زندہ باد

کلمہ اسلام کی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

خلافت راشدہ
حق چار یارؓ

حضرت ابوبکر صدیقؓ
حضرت عمر فاروقؓ
حضرت عثمان غنیؓ
حضرت علی المرتضیٰؓ

حوالہ نمبر ______
تاریخ ______

در بارگاہ رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

ھدیہ صلوٰۃ و سلام۔

من اَرْذَلِ الخلائق و اَخْبَثِ الخبائث منظور حسین غفر اللہ لہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی الرحمۃ
الصلوٰۃ والسلام علیک یا خیر خلق اللہ
الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ
الصلوٰۃ والسلام علیک یا سید ولد آدم
الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ
الصلوٰۃ والسلام علیک یا رحمۃ للعالمین
الصلوٰۃ والسلام علیک یا خاتم النبیین
الصلوٰۃ والسلام علیک یا شفیع المذنبین۔

شائع کردہ: تحریک خدام اہل سنت والجماعت پاکستان

اُختنا المحترمہ سلمہا اللہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ - مکتوب مرغوب کاشفِ احوال ہوا -
الحمد للہ - آپ کو صبر و استقلال عطا ہوا ہے - اہلِ ایمان کا یہی شیوہ ہے
کہ ہر حالت میں متوکل علی اللہ رہے - یہ محض خدا کی رحمت ہے کہ ان مصائب میں
ہم ضعفاء کو صبر عنایت فرمایا ورنہ ہم کیا ہیں بے اختیار و بے بس -
ولا حول ولا قوۃ الا باللہ - آئندہ بھی اسی کی بارگاہ سے امیدِ رحمت رکھتے ہیں -
موت کا تو کوئی علاج ہی نہیں - لہٰذا زندگی مصیبت موجودہ بھی ایک دن
ان شاء اللہ زائل ہو جائیگی اور مخاوف کے داغ مٹ جائیں گے -
راقم اپنے اندر کوئی کمال نہیں رکھتا - سراپا غافل و عاصی ہے - اور
اصلاحِ نفس میں بہت زیادہ کاہل - لیکن بایں ہمہ اتنا ہی عرض کرتا
ہے - کہ ہماری مصیبت ہمارے ہی اعمالِ سیئہ کا نتیجہ ہے - وما ابری
نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء - اور باوجود سزا ہونے کے یہ
مصیبت ہمارے لئے سراسر رحمتِ الٰہیہ ہے - کیونکہ سزا سے مقصود بھی تنبیہ
کا اصلاح ہی ہے - بہر لحاظ سے ہمارے لئے یہ طالبِ رحمت ہے اور
آپ کیلئے اور ہمارے جملہ احباب و متعلقین کیلئے بھی - اپنے ہی اسباب
سے غم تو بالفعل کھلا رہیں - ہماری نجات کا وقت مقرر ہے - اس کے مطابق
باذن اللہ ضرور واقع ہوگا - البتہ محض دعا میں کوئی مضائقہ نہیں -
رحمہ اب تک بہت راحت سے دن گزرے ہیں اور آئندہ بھی ان شاء اللہ
فضلِ خداوندی سے امیدوار ہیں - واللہ غالب علی امرہ -
اس وقت آپ کی محبت یہی ہے کہ والد مرحوم کے غم کو دل میں جگہ
نہ دیں - اور اگر کسی امر میں بے اختیار ایسا خیال آ بھی جائے

(۴)

توحید و مشیت خداوندی کا مراقبہ کریں کہ اللہ جل شانہ نے قدر میں
میں اور حکم بھی۔ اس کو قدرت تھی کہ والد صاحب کا سایہ اور زیادہ مدت
کیلئے ہمارے سر پر رہتا۔ لیکن ان کی حکمت بالغہ یہی تھی کہ ان کو ہم سے
جدا کر کے اس دار فانی کے مصائب سے نجات دی جائے۔ اس میں ہم کو
تردد ہرگز نہیں کرنا چاہئے۔ باقی دیگر معاملہ میں اللہ تعالیٰ خود دستگیری
فرمانے والے ہیں۔ وہ خود ہمارے ضعف کو جانتے ہیں۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔
ان شاء اللہ آپ خیال کریں کوئی خاص ملال لاحق نہیں ہوگا۔
اس وقت آپ کا کام یہی ہے کہ احکام شرع کے ماتحت گھریلو مشاغل
کو جاری رکھیں۔ حتی الوسع معاملات میں مخلوق سے نظر اٹھانے کی کوشش
کریں۔ کیونکہ مخلوق کی ہر پریشانی کو آدمی برداشت نہیں کر سکتا۔ البتہ اپنی
سے حسن خلق کا برتاؤ کرنا ضروری ہے جبکہ اپنے ضروری مشاغل دینیہ
میں خلل انداز نہ ہوں۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔
میرا خیال بھی ہے کہ ایک دفعہ ملاقات ہو جائے تاکہ آپ کی مزید تسلی
ہو اور عزیز کی تمنا بھی پوری ہو۔ لیکن کچھ دن اور صبر کریں۔
میں خود آپ کو لکھوں گا۔ جب تک باپردہ مستورات کی ملاقات
کا خاص انتظام نہ ہو۔ ملاقات مشکل ہے۔ نیز ان دنوں شہروں
میں فسادات کا بھی سخت خطرہ ہے۔ بہرحال میری اطلاع کا انتظار کریں۔
نیز میرا ارادہ ہے کہ جائیداد کی تقسیم کیلئے دیوبند سے افتاء منگوا لیا
اور تمام بھائی بہنوں میں شرع کے مطابق جائیداد تقسیم کی جائیگی۔
یہ ضروری فریضہ ہے۔ لوگوں نے اس کو بالکل چھوڑ رکھا ہے۔ نیز اپنے اور

(۳)

بھیجا جائے گا۔ جو قرضہ والد صاحب پر باقی رہ گیا ہے اس کی فہرست تیار کریں اور آپ اپنا
حساب بھی کریں۔ بحکم شرع میت کے ترکہ میں سے پہلے قرضہ ادا کرنا ضروری ہے اس
کے بعد وارثوں میں جائداد تقسیم ہوتی ہے۔ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ۔
قاضی محمد حنیف صاحب کے خط سے معلوم ہوا تھا کہ رمضان کے بعد والد مرحوم
کے چالیسویں کی رسم ادا کی جائیگی۔ یہ خلاف شرع رسمیں ہیں۔
دن معین کر کے ایصال ثواب ضروری سمجھنا بدعت و گناہ ہے۔ ہرگز اس رسم
کو ادا نہ کیا جائے۔ اسی طرح آئندہ کیلئے مرزا صاحب اور والد صاحب وغیرہ
کا کسی قسم کا عرس نہ قائم کیا جائے۔ تاکید ہے اس میں طرح طرح کے
مفاسد ہیں۔ بندہ ان رسموں کو کسی طرح برداشت نہیں کرسکتا۔
ایصال ثواب کے متعلق پہلے بھی لکھ چکا ہوں۔ کہ صدق و اخلاص سے خدا کی
راہ میں صدقہ کر کے اس کا ثواب بخشنا جائز ہے۔ بشرطیکہ خلاف شرع
رواج نہ ہو جائے۔ سوا لاکھ آیت کریمہ۔ یا درود شریف یا کلمہ طیبہ
کا لاکھ پڑھ کر والد مرحوم کو ایصال ثواب کر سکتے ہیں۔ پڑھنے والے بے طمع
اور نیک لوگ ہوں تو بہتر ہے۔ اس کے ساتھ کھانے کا انتظام کرنا ضروری
نہیں۔ اگر نقد یا طعام یا کپڑے کا صدقہ کرنا ہو تو بغیر کسی اہتمام کے
کسی اور دن کیا جا سکتا ہے۔ مسلمانوں نے خواہ مخواہ تکلفات کو اختیار کر
لیا ہے ورنہ شریعت میں بہت آسانی رکھی ہے۔ چوتھا چالیسواں نہ کیا جائے
تو ملامت کرتے ہیں۔ اور اگر کوئی مسلمان نماز روزہ نہ ادا کرے تو کوئی تنبیہ
نہیں کی جاتی۔ مردوں اور عورتوں میں سے کئی بالکل تارک نماز ہیں
ان پر کوئی انکار نہیں کرتا۔ عورتوں میں تو نماز کی پابندی کم ہی ہوتی ہے۔
یہ زمانہ بے دینی اور مخالفت شرع کا ہے۔ رسوم و بدعات سے بالکل

(۴)

اجتناب کرنا اور صوم وصلوٰۃ اور دیگر فرائض اسلام کی پابندی
بلکہ مسلمانوں کو تلقین کرنا بہت ضروری ہے - موت وحیات اور شادی غمی
کی رسوم کو مطابق شریعت کے ادا کرنا لازمی ہے - بدعت کو مٹانے اور سنت
پیغمبر اسلام علیہ التحیۃ والسلام کو خود زندہ کرنے میں بڑا ثواب ہے اور یہی
کمال ایمان ہے - مشکوٰۃ شریف کی احادیث کا مطالعہ کریں .
خداوند کریم ہم کو شریعت مقدسہ کی اتباع کی توفیق واستقامت نصیب فرمائیں۔
اَلْاِسْتِقَامَۃُ فَوْقَ الْکَرَامَۃِ -

ماہ رمضان کافی تو ادا نہیں ہوا - البتہ دنیوی حیثیت سے روز عید اچھی طرح
منایا گیا - بفضلہ تعالیٰ چار پانچ قسم کا کھانا میسر ہوگا - احباب کی تسلی ہوگی -
نماز عید بھی پڑھی گئی اور انصاری کا کافی اجتماع ہوگیا -

محمد اکبر بخیریت ہیں - ان کے گھر میں سب مستورات بیمار ہیں - محمد اسلم کا خط
بھی مل گیا تھا - ایک ضروری بات محمد اکبر کی طرف سے عرض کی جاتی ہے
اور میرے نزدیک بھی اس کا انجام دینا بہت ضروری ہے - غلام حسنین
کی وفات کے بعد اہل وعیال پریشانی میں ہوں گے - دونوں لڑکیوں کا
شریعت کے مطابق نکاح ہو چکا ہے - محمد اسلم کی موجودگی میں ان کو
گھر سے آنا چاہیئے وہ والدہ اسلم کے پاس ہی رہیں - ان کا گھر اب
یہی ہے - محمد اکبر کو اس کا بڑا فکر ہے کہ سسرال والے کوئی خرابی نہ کریں
اس کا جلد انتظام کرنا چاہیئے - علاوہ ازیں یہاں ان کی تربیت اچھی ہو جائے گی
چھوٹی عمر میں گھر سے مانوس ہو جائیں گی - نیز آپ کے پاس پڑھتی رہیں گی
پڑھنے سے بچہ صاحبہ بھی یہاں ہی ہوں گے تو وہ بہت خوش رہیں گی -
چھوٹی لڑکیوں کا پرفتن علاقے میں رہنا ہرگز مناسب نہیں

قائد اہل سنت نمبر
باب 9
آئینہ تصاویر
آبائی گھر سے مرقد مبارکہ تک حیات مستعار
کے مختلف گوشے کیمرہ کی آنکھ سے

حضرت قائد اہل سنتؒ کا آبائی گھر (جائے ولادت، 20 اکتوبر 1914ء)

گورنمنٹ ہائی سکول چکوال، جہاں سے میٹرک پاس کیا (1928ء)

دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ کے مختلف مناظر، جہاں مشکوٰۃ شریف تک کتب پڑھیں (1937ء)
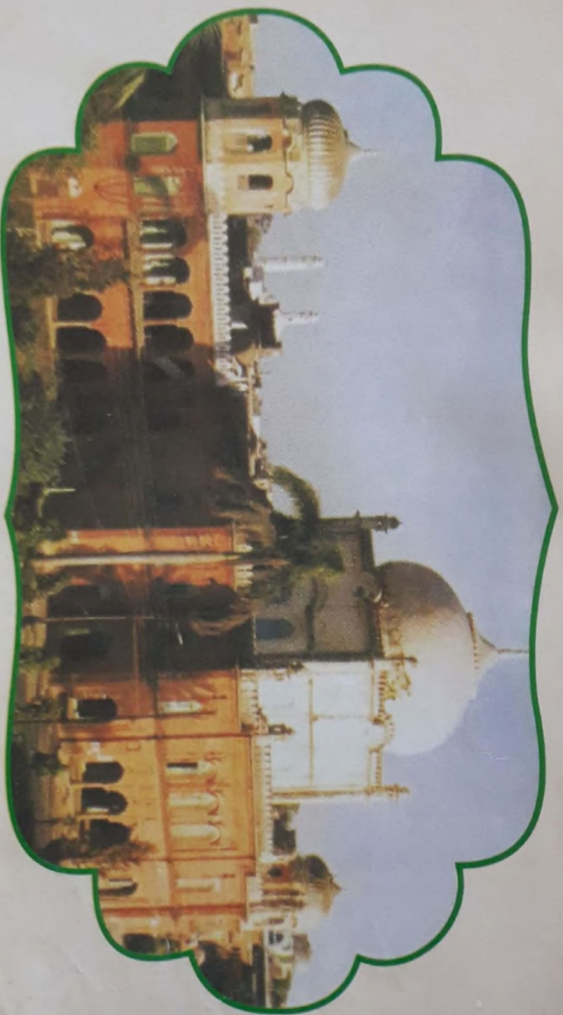
مرکز رشد و ہدایت دار العلوم دیو بند، جہاں دورۂ حدیث مکمل کیا (1939ء)
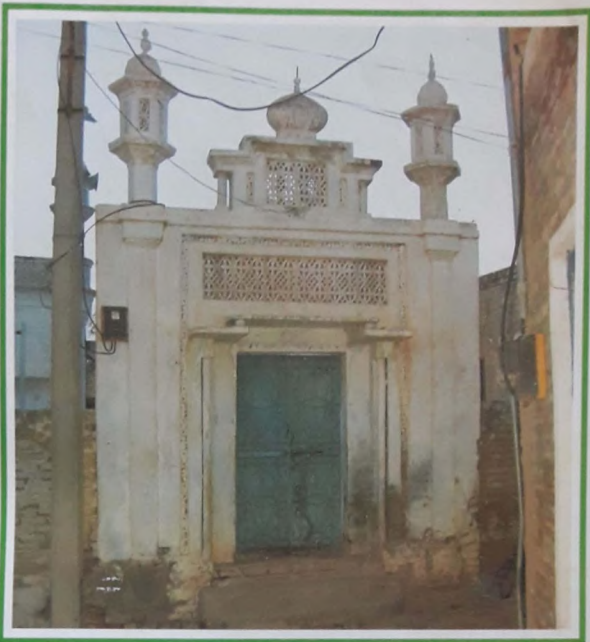
فاروقی مسجد بھیں دیو بند سے واپسی پر جہاں مدرسہ اظہار الاسلام کی بنیاد رکھی (مئی 1952ء)

مرکزی مسجد اہل سنت بھیں جہاں جمعہ پڑھانا شروع کیا (1949ء)

امدادیہ مسجد چکوال، جہاں حضرت مدنیؒ کے ارشاد پر مدرسہ اظہار الاسلام کی ثانیاً بنیاد رکھی (1955ء)

مدنی مسجد چکوال، جہاں اہل محلہ کے اصرار پر خطابت و درس شروع فرمایا (1958ء)

مرکزی دفتر تحریک خدام اہل سنت پاکستان، خدام اہل سنت کی بنیاد رکھی گئی (1969ء)

جامعہ اہل سنت تعلیم النساء کی پرشکوہ عمارت، جسے تادم آخر شرف سکونت بخشا (بنیاد 1960ء)

خواب گاہ کے دو مختلف مناظر

مزار پرانوار اور اگلی جانب آپ رح کے والد گرامی رح کی مرقد مبارکہ (وفات 26 جنوری 2004ء)

قائد اہل سنتؒ نمبر
باب 10
منظوم کلام
توحید۔ رسالت۔ مدح صحابہؓ اور مختلف موضوعات
پر مشتمل قائدِ اہل سنتؒ کا منتخب کلام

ہم
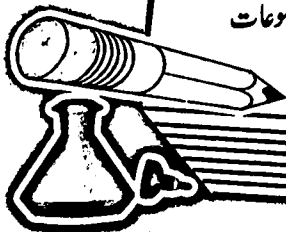
امام اہل سنت مجدد العصر سلطان العارفین غزالی دوراں رئیس المتکلمین
اسوۃ الصلحاء قدوۃ العلماء حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کو
دورِ حاضر کے کٹھن جان لیوا حالات میں حقیقتاً

**مجددانہ کردار ادا کرنے پر سلام پیش کرتے ہیں**

**اور ادارہ حق چاریارؓ کو مبارک باد پیش کرتے ہیں**

جنہوں نے قبلہ حضرت مجدد العصرؒ کی حیات طیبہ سے سنی عوام کو روشناس کرانے کے لئے

## خصوصی نمبر کی اشاعت کا انتظام کیا

## منجانب

- حضرت مولانا مفتی عطاء اللہ صاحب مدظلہٗ
- مولانا مفتی غلام مصطفٰے صاحب
- حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب
- ڈاکٹر محمد آصف رضا صاحب
- حضرت قاری محمد ابراہیم صاحب
- راؤ عادل امیر صاحب
- حضرت قاری محمد یونس صاحب
- ڈاکٹر راؤ شمس ہادی صاحب
- حضرت قاری محمد اسحاق غازی صاحب
- راؤ ذوالفقار احمد صاحب
- حضرت مولانا حافظ محمد افضل صاحب
- راؤ زبیر اختر صاحب
- حکیم قاری محمد اسحاق بدر صاحب
- جناب عبدالوکیل قاسمی

# مناجات بحضور قاضی الحاجات جل شانہ

(تحریر قیام مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ ۱۴۰۱ھ)

در پہ ہے تیرے اک گدا ــــ بے سہارا بے نوا
تجھ کو ہمیشہ ہے بقا ــــ فانی ہیں سب تیرے سوا
رحم کی ہو نظر خدا ــــ سب کا تو ہی مشکل کشا
قلب و نظر کو دے شفاء ــــ باطن ہو میرا پر ضیاء
میری یہی ہے التجاء ــــ اپنا بنا لے اے خدا
عکس وہ تیری صفات کا ــــ جلوہ ہو تیری ذات کا
حب رسول مصطفےٰؐ ــــ دل میں مرے رہے سدا
تو جلوہ نمائے مصطفےٰؐ ــــ ذات ہے تیری کبریا
فضل سے اپنے کر عطا ــــ جلوہ رسولؐ پاک کا
جلوہ ہو یارؓ غار کا ــــ ثانی جو ہے مزار کا
جلوہ عمرؓ کا بھی دکھا ــــ مظہر ہے جو جلال کا
عثمانؓ خلیفہ پر حیا ــــ چوتھے علیؓ ہیں مرتضےٰ
چاروں خلیفہ بالھدیٰ ــــ وعدہ یہ ہے قرآن کا
سارے صحابہؓ باوفا ــــ سب ہیں نجوم اھتدا
آپ کی پاک ازواجؓ کا ــــ سارے ہی اہل بیتؓ کا
سنی کو پیرو تو بنا ــــ سب کو ملے تیری رضا

مظہر ہے کرتا یہ دعا
ہم کو ملے تیرے رضا

(ماہنامہ حق چاریارؓ ۱۹۹۱ء)

# شریعت مصطفےٰ کی جان سے عزیز

ہے اسی کے نام سے میرے سخن کی ابتدا
قادر مطلق ہے جو دی جس نے توفیق کلام

بعد اس کے سرور کون و مکاں کی ذات پر
گنبد خضرا میں پہنچے صد درود صد سلام

اور ہیں آلؓ نبیؐ ازواجؓ بھی جنتی
ہیں ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و علیؓ برحق امام

اور صحابہؓ کی جماعت بھی ہے سب معیارِ حق
مل چکی قرآن میں ہے ان کو رضوان دوام

مسئلہ ختم نبوت کا ہے ایمان کا مدار
سب مسائل سے بلند و بالا ہے اس کا مقام

پاسداری دین کی کر لی تو پھر ہے خوش نصیب
پرچم حق کو بلند و بالا کر تو صبح و شام

سوشلزم، دہریت، الحاد کا رخ پھیر دو
ووٹ لینے کے لیے پھرتے رہیں وہ بے لگام

وہ شریعت بل کے جس نے قوم میں بویا نفاق
حکمرانوں نے کیا برباد ہے ملکی نظام

ہے شریعت مصطفیٰؐ کی مال اور جان سے عزیز
زندگی فانی ہے تم اس پر رہو ثابت مدام

بالیقین فانی ہے یہ سب دنیوی جاہ و جلال
گر ہو ایمان و عمل تو ہے یہی نعمت تمام

جھوٹ اور بہتان کے بت ہوں گے سارے پاش پاش
حق کے آگے کب ٹھہر سکتا ہے باطل بد نظام

انتخابی فتح لیکن آخری منزل نہیں
ملتجی اپنی جماعت کا ہے اسلامی نظام

مظہر ناکارہ کی تو ہے یہی ہر دم دعا
ملکِ پاکستان میں نافذ ہو بس شرعی نظام

(ماہنامہ حق چار یارؓ ستمبر ۱۹۹۳ء)

# ختم نبوت کے مجاہد

۱۹۷۰ء کے الیکشن میں پیپلز پارٹی نے چکوال کی ایک صوبائی سیٹ پر مرزائی کو ٹکٹ دیا۔ حضرت قائد اہل سنت کو جب بتایا گیا کہ چکوال میں اُس مرزائی امیدوار نے کیمپ لگایا ہے۔ حضرت نے جوش ایمانی میں چند اشعار کہے جو سپیکر پر منادی کرنے والے ساتھی نے کیمپ کے سامنے پڑھے اشعار سنتے ہی مرزائی کیمپ اکھاڑ کر غائب ہو گئے وہ اشعار قارئین کے لیے پیش خدمت ہیں

آ گئے ختم نبوت کے مجاہد آ گئے
آ گئے میدان میں حق کے مجاہد آ گئے

تیغ باطل کند ہو جائے گی اک للکار سے
آ گئے شیر خدا کے اب مجاہد آ گئے

جھوٹ اور بہتان کے بت ہوں گے سارے پاش پاش
بت گرد ہٹ جاؤ راہ سے بت شکن اب آ گئے

دین کی بتی کو روشن کر مسلماں ہر جگہ
ظلمت باطل کے چھٹ جانے دن اب آ گئے

کفر کے ایوان میں اک زلزلہ آنے کو ہے
آ گئے میدان میں سنی مجاہد آ گئے

منکر ختم نبوت اور تلوار علیؓ
یہ تعلق ہو نہیں سکتا کبھی رب کی قسم

تھی وہ تلوار علیؓ در سایۂ ختم الرسل
اور یہ جھوٹی نبوت کے صنم خانوں میں ہے
ذوالفقار حیدری تھی ہاتھ میں شبیر کے
منکر ختم نبوت کو یہ کیسے مل گئی؟
حیدری تلوار کو کرتا ہے تو بدنام کیوں
کیا یہی اسلام ہے اور وفاداری تیری
اک طرف ختم الرسل اور اک طرف جھوٹا نبی
اے مسلماں دیکھ لے ہے کس طرف ابن علیؓ

(۱۳/اپریل، ۱۹۹۷ء)

❁......❁......❁......❁
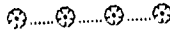
## حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا......

اہل السنت والجماعت ایک ایسا عنوان ہے جس کے ذریعے اسلام حقیقی کا حصول آسان ہو جاتا ہے کیونکہ دین اسلام وہی ہے جو حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا ہے اور قرآن و سنت کو بلاواسطہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کرنے والے چونکہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں اس لیے سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جماعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنے سے ہی دین حق کی صحیح نشان دہی ہو سکتی ہے۔ اسی بنا پر حضور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ما انا علیہ واصحابی ارشاد فرمایا ہے۔ یعنی میری امت میں سے وہی لوگ آخرت میں نجات پائیں گے جو میری اور میرے اصحاب رضی اللہ عنہم کی پیروی کریں گے۔ [ماہنامہ حق چار یارؓ، جنوری ۱۹۹۱ء، ص ۶]

# حق چار یار رضی اللہ عنہم

روز نامہ نوائے وقت راولپنڈی ۴ مئی ۱۹۸۲ء میں ایک خبر شائع ہوئی کہ شیخوپورہ کے میونسپل باغ میں برنے کے درخت پر خلفائے راشدین کے اسمائے گرامی ابھر آئے ہیں۔ برنے کے درخت پر قدرتی طور پر واضح الفاظ میں اور بہت حد تک بالترتیب ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان، علی۔ عربی رسم الخط میں نمایاں نظر آتے ہیں۔

اخبارات کی ان خبروں کے بعد حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب اور مولانا عبد اللطیف صاحب جہلمی مع جماعتی رفقاء ۶ مئی ۱۹۸۲ء کو شیخوپورہ تشریف لے گئے۔ اس موقع پر آپ نے جو اشعار کہے نذر قارئین ہیں (سالانہ روئیداد مدرسہ ۱۹۸۲ء ص ۱۶)

شیخوپورہ میں آئی ہے کیا بہار ابھر آئے درخت پہ نام چار رضی اللہ عنہم

یہ عجیب حق کا ہے شاہکار ہے شجر بھی مظہر چار یار رضی اللہ عنہم

چمن چمن کلی کلی خوش بہار دیکھو جا کے جلوۂ چار یار رضی اللہ عنہم

یہ رسول پاک کے جانثار ہیں خلیفہ خاص یہ چار یار رضی اللہ عنہم

ہیں صدیق رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ ایسے تاجدار کہ نبی کی ان کو ملی مزار

وہ غنی رضی اللہ عنہ ہیں عثمان رضی اللہ عنہ نامدار ہیں علی رضی اللہ عنہ بھی صاحب ذوالفقار رضی اللہ عنہ

ہے درخت کی بھی یہی پکار

بولو دم بدم حق چار یار رضی اللہ عنہم

(٭)......(٭)......(٭)......(٭)

# شانِ حسین رضی اللہ عنہ

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نے زمانۂ طالب علمی میں ''شانِ حسین'' کے عنوان سے ایک نظم لکھی جو اس وقت بعض مذہبی رسائل میں بھی شائع ہوئی۔ چند اشعار ہدیہ قارئین ہیں......

کس کے سیما سے نمایاں تھا ولایت کا نشاں؟
کس کے چہرہ کی چمک مثلِ چراغاں تاباں؟

کس کے دم سے ہوئی عالم میں حقیقت عریاں؟
کس کے سینہ میں منور تھا چراغ عرفاں؟

جو نواسہ تھا محمد کا، علیؓ کا پیارا
حضرت فاطمہؓ کی آنکھ کا جو تھا تارا

خوف دشمن کا نہ اعداء کی ستم گاری کا
تیغ و خنجر کا نہ باطل کی جفا کاری کا

چینی و رومی و ہندی کا نہ تاتاری کا
قلب مومن میں بھروسہ تھا فقط باری کا

گرز توحید سے دشمن کے صنم کو توڑا
راہِ حق میں بخوشی جاہ و حشم کو چھوڑا

# مسلم سے!

مسلم خوابیدہ! یہ غفلت؟ تساہل الحذر؟ — بستر راحت پہ تو اب تک پڑا ہے بے خبر
لُٹ چکی ہے دولتِ اسلام تیرے ہاتھ سے — مٹ گیا ہے تیرے دل سے جذبۂ علم و ہنر
کیا تجھے کچھ یاد ہے اسلاف کا طرزِ عمل — مسلموں نے کس طرح کی زندگی اپنی بسر
کونسی ملت کا تو ہے فرد کس کا ہے غلام — اپنی حالت سے بھی ناواقف ہے ناداں اسقدر
تو مسلماں تھا تیری فطرت میں تھا جاہ و جلال — قیصر و کسریٰ کے ایوانوں میں تھا تو جلوہ گر
سارے عالم میں بجا ڈنکا تیرے اسلام کا — تیری پیشانی پہ ظاہر تھا نشان تابندہ تر
تو مربی تھا زمانہ تھا تیرے زیرِ نگیں — پاؤں تیرے چومتی تھی دولت و فتح و ظفر
تو خدا کا تھا خدا ہی پر بھروسہ تھا تجھے — جز خدا پیش دگر جھکتا نہیں تھا تیرا سر
تیرا آقا ہادئ اسلام ہے خیرالانام — وجہ تخلیق دو عالم، باعثِ خیرالبشر
پیشوا تیرے وہ کیسے پیکر اسلام تھے — یعنی خالدؓ، حیدرؓ و عثمانؓ، بوبکرؓ و عمرؓ
لیکن اب حالت ہے یہ اقوام دنیا میں کجا؟ — وسعتِ دنیا میں بھی ممکن نہیں تیرا گزر
شیشۂ دل زنگ آلودہ ہوا ہے اس قدر — اب نظر آتا نہیں کچھ امتیازِ خیر و شر
تیری ہستی پردۂ ظلمت میں کیسی گم ہوئی — بہر دریوزہ گری پھرتا ہے تو اب دربدر
کیوں گرفتارِ حوادث ہے؟ نہیں معلوم کیا ہے؟ — تو نے چھوڑی اتباع ہادئ جن و بشر
توڑ زنجیر تساہل چھوڑ افسردہ دلی! — اٹھ عمل پیرا ہو اب اسلام کے احکام پر

یا خدا مسلم کو پھر اسلام کا پابند کر
یہ دعائے نیم شب ہے مظہر خستہ جگر

[رسالہ عارف اکتوبر ۱۹۳۷ء]

فضل حق میری نصیحت ہے یہی از درد دل
راہِ حق پر گامزن رہنا بہ ہمت صبح و شام

دنیوی اسباب پر نازاں نہ ہو جانا کبھی
قبضۂ قدرت میں ہیں سب ملک سارے تمام

دولت و عزت ہے دنیا کی یہ فانی بے وفا
اقتدار دنیوی کو ہے نہیں حاصل دوام

ہیں فرائض دین کے جو روزہ و حج و زکوٰۃ
کر نماز پنجگانہ کی بھی پابندی مدام

سرورِ کونین کی سنت پہ رہ ثابت قدم
کر رضائے حق کی خاطر خدمتِ ملک و عوام

مظہرِ ناکارہ اب آخر میں کرتا ہے دُعا
ملکِ پاکستان میں نافذ ہو بس شرعی نظام

❁.....❁.....❁.....❁

## حقیقی اسلام کے لیے اہل السنّت والجماعت کا عنوان

حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں......

اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی وہ جنتی جماعت ہے جو قرآن و حدیث کی روشنی میں واجب الاحترام اور حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اور مابعد کی امت میں ایک مؤثر اور برحق شرعی واسطہ ہے اس لیے اسلام حقیقی کی صحیح نشان دہی کے لیے اہل السنّت والجماعت کے عنوان سے نسبتِ رسول اور نسبتِ جماعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار و اعلان کیا جاتا ہے۔ [سنی موقف ص ۴۳]

# ہدیۂ تبریک

## بخدمت مرزا افضل حق صاحب ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب

ہے اُسی کے نام سے میرے سخن کی ابتدا — قادرِ مطلق ہے جودی جس نے توفیق کلام

بعد اس کے سرورِ کون ومکاں کی ذات پر — گنبدِ خضرا میں پہنچے صد درود و صد سلام

کامیابی ہو مبارک مرزا افضل حق تجھے — فضل حق سے ہوگئی حاصل تجھے فتح عوام

تیرے گھر والوں، بزرگوں اور سب احباب کو — ہو مبارک، صد مبارک تو ہوا ہے نیک نام

سیٹ صوبائی پہ تھا اک معرکہ ہنگامہ خیز — حق تعالیٰ کی مدد سے ہوگیا تو شادکام

سوشلزم ، دہریت ، الحاد کا گٹھ جوڑ تھا — اور تھی مرزائیت بھی ساتھ ان کے بے لگام

سایۂ ختم الرسل میں تو نے جب لی ہے پناہ — نصرتِ حق آسماں سے ہوگئی نازل تمام

مسئلہ ختم نبوت کا ہے ایماں کا مدار — سب مسائل سے بلند و بالا ہے اس کا مقام

اور صحابہؓ کی جماعت بھی ہے سب معیارِ حق — مل چکی قرآن میں ہے ان کو رضوانِ دوام

اور ہیں آل نبیؐ، ازواج بھی سب جنتی — ہیں ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ برحق امام

دین کی بنیاد پر تھا یہ ہمارا اتحاد — رب تعالیٰ کی مدد سے جو ہوا مقبولِ عام

پاسداری دین کی کری خوشا تیرا نصیب — دین کی بتی جلالی پالیا اونچا مقام

آگئے خدام اہل سنت آخر جوش میں — بت شکن جب آگئے تو بت گرے اوندھے تمام

جھوٹ اور بہتان کے بھی ہوگئے بت پاش پاش — سامنے حق کے نہیں باطل کو رہ سکتا قیام

انتخابی فتح لیکن آخری منزل نہیں — ملتجی اپنی جماعت کا ہے اسلامی نظام

سوشلزم ، دہریت ، الحاد کا رُخ پھیر دو
ووٹ لینے کے لیے پھرتے رہیں وہ بے لگام

وہ شریعت بل کہ جس نے قوم میں بویا نفاق
حکمرانوں نے کیا برباد ہے ملکی نظام

ہے شریعت مصطفےٰ کی مال اور جاں سے عزیز
زندگی فانی ہے تم اُس پر رہو ثابت قدم

بالیقیں فانی ہے یہ سب دنیوی جاہ و جلال
گر ہو ایمان و عمل تو ہے یہی نعمت تمام

جھوٹ اور بہتان کے بت ہوں گے سارے پاش پاش
حق کے آگے کب ٹھہر سکتا ہے باطل بد نظام

انتخابی فتح لیکن آخری منزل نہیں
منتہیٰ اپنی جماعت کا ہے اسلامی نظام

مظہر ناکارہ کی تو ہے یہی ہر دم دعا
ملک پاکستان میں نافذ ہو بس شرعی نظام

(۱۶ ستمبر ۱۹۹۳)

۞......۞......۞......۞

# سوشلزم، دہریت، الحاد کا رُخ پھیر دو

ستمبر ۱۹۹۳ء الیکشن کے ایام میں حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نے فیصلہ فرمایا کہ پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ دونوں کی بوجہ شرعی نظام نافذ نہ کرنے کے حمایت نہ کی جائے۔ بلکہ کسی آزاد امیدوار کو ووٹ دیے جائیں۔ اس موقع پر آزاد امیدوار راجہ ثناء الحق نے حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کو ہر طرح اعتماد دلایا کہ اگر وہ کامیاب ہوگیا تو شرعی نظام کے نفاذ میں سرتوڑ کوشش کرے گا۔ اس موقع پر حضرت مولانا نے جو اشعار کہے تھے۔ چند ہدیہ قارئین کئے جارہے ہیں......

اے ثناء الحق ، ثناء حق ہمیشہ کر بیاں
وادیٔ پر خار میں بھی یاد رکھو حق کا پیام

کامیابی کامرانی ہو ثناء الحق تجھے
نصرتِ حق تجھ کو حاصل ہو ، رہے تو شاد کام

دین کی بنیاد پر تجھ سے ہمارا اتحاد
رب تعالیٰ کی مدد ہو ، تو ہو مقبولِ عوام

پاسداری دین کی کر لی تو پھر خوش نصیب
پرچم حق کو بلند و بالا کر تو صبح و شام

سیٹ قومی کی ہے یہ ہے معرکہ ہنگامہ خیز
حق تعالیٰ کی مدد سے تیرا ہو اونچا مقام

# رواں ہے قافلہ حق کا

صدر ایوب خان کے ظالمانہ دورِ حکومت میں جمعیت علمائے اسلام پاکستان کے ایک احتجاجی جلوس پر ۱۹۶۸ء میں پولیس نے لاٹھی چارج کرتے ہوئے جب حضرت مولانا عبید اللہ انور ؒ کو شدید زدوکوب کیا اور ظلم وستم کا بازار گرم کیا۔ اس سے متاثر ہو کر حضرت قائد اہل سنتؒ نے ایک طویل نظم لکھی جس کے چند اشعار ہدیۂ قارئین ہیں......

اٹھا اسلام کا پرچم رواں ہے قافلہ حق کا
جو ہر افرادِ ملت کو پیام حق سناتا ہے

امیر کارواں ہیں حضرت درخواستیؒ اس کے
جلو میں جن کے ہر راہی قدم آگے بڑھاتا ہے

کوئی طبقہ نہیں ہے مطمئن تم سے اگر سمجھو
تو ناحق زور بازو ہر کسی کو کیوں دکھاتا ہے

مخالف ہیں اگر علماء، تو ہیں ناراض وکلاء بھی
وہ کالج کا جواں بھی مشتعل میداں میں آتا ہے

سیاست داں صحافی اور مزدور کساں سارے
نہیں تم سے کوئی راضی نہ کوئی خوف کھاتا ہے

تو مولانا عبید اللہ انور پر جفا کر کے
حق و انصاف کا دعویٰ بتا کسے سناتا ہے

❀......❀......❀......❀

دعویدارانِ محبت نے بھلا کیا سیکھا
تعزیہ سازی کا بس ایک تماشا سیکھا

بت پرستی کا یہ اک طرز نرالا سیکھا
ہاء و ہو، شور و شر و گریہ و غوغا سیکھا

ان خرافات کو کب رکھتا روا ہے اسلام
ہے برا فعل یہ، الحاد ہے، بدعت ہے حرام

امتیازِ حق و باطل تھا دکھایا اُس نے
دین فطرت پہ مسلماں کو چلایا اُس نے

جہل و بدعت کے اسیروں کو چھڑایا اس نے
ڈنکا توحید کا عالم میں بجایا اُس نے

تخت و دولت، نہ حکومت کا وہ شیدائی تھا
مظہر حق تھا، شہادت کا وہ خود داعی تھا

(بشارت الدارین، ص ۳۵)

❁.....❁.....❁.....❁

# احمد حسن کی یاد میں

داغِ فرقت دے گیا ہم کو عزیز احمد حسن
عمر لو میں جسکو حق نے کی عطا عقل کہن

باپ کی آنکھوں کا تارا والدہ کا نور عین
بھائیوں کے لیے تھا جو باعث تسکین و چین

عمر چودہ سال تھی یا اس سے کچھ بیش و کم
موت کی منزل میں اس نے جب رکھا اپنا قدم

پہنچا یہ فخر الحسن کو صدمہ ہے بس جانکاہ
لیک جز رب کے کوئی نہیں جائے پناہ

ہے بڑا مسعود سب سے صاحب عقل و ذکا
اس سے چھوٹا ہے قمر رکھتا ہے جو شرم و حیا

سب سے چھوٹا طارق ہوشیار و دانا خوش مزاج
اس سے زاہد ہے بڑا سادہ جبیں ماں کا چراغ

تھا بڑا زاہد سے احمد جو گیا خلد بریں
دارِ فانی سے چلا وہ چھوڑ کر سبکو حزیں

کل نفس ذائقه الموت جب اعلان ہے
موت سے بچ جائے آخر کون وہ انسان ہے

اس تماشہ گاہِ عالم میں ہو شاہ یا کہ گدا
موت کے پنجہ سے چھٹکارا نہ کوئی پائے گا

موت احمد کے لیے ثابت ہوئی آبِ حیات
موت سے پہلے نہ کی اس نے کوئی دنیا کی بات

دنیوی آلائشوں سے پاک ہو کر رہ گیا
کچھ تکدر تھا تو تپ نے اس کو زائل کر دیا

اس کے اوصاف و محاسن ہم سے جو مستور تھے
موت سے آ کر وہ ہم پہ آشکارا کر دیئے

پیارے احمد ہاں بتا کیا دیکھتا تھا تو وہاں
بھائیوں کو چھوڑ کر پھر بھاگتا تھا تو کہاں

گھوڑیاں لائے تھے جنت سے فرشتے تیرے پاس
تو بڑھاتا ہاتھ اپنے جا رہا تھا ان کے پاس

روح احمد نے دیا گویا ہے سب کو یہ پیام
مرنے سے پہلے ہی کر لو جینے والو نیک کام

میرے ابا میری اماں میرے سب بھائی عزیز
فانی دنیا کو نہ رکھنا دل سے تم عزیز

ذکر حق و پیروی مصطفیٰ دائم رہے
حب اصحابِ نبیؐ و آل بھی قائم رہے

مظہر آشفتہ دل آخر یہ کرتا ہے دعا
اے میرے مولا میرے حاجت روا واحد خدا

# تحفظ اسلام پارٹی کا انتخابی موقف

رحمٰن کا پیغام ہو میں خادم اسلام ہوں
مقصود خیر انام ہوں ہمدرد خاص و عام ہوں

پرچم ہے میرا عالی شاں
کلمہ میرا اصلی نشاں

قرآن پہ ایمان ہے توحید میری جان ہے
سنت میں میری شان ہے یہی دین اور ایمان ہے

پرچم ہے میرا عالی شاں
کلمہ میرا اصلی نشاں

ہر دم خدا کا نام لو عشق نبی کا جام لو
عقل و خرد سے کام لو کلمے کا پرچم تھام لو

پرچم ہے میرا عالی شاں
کلمہ میرا اصلی نشاں

جھوٹے فسانے چھوڑ دو اور سب بتوں کو توڑ دو
اِلحاد کا رُخ موڑ دو باطل کا بھانڈا پھوڑ دو

پرچم ہے میرا عالی شاں
کلمہ میرا اصلی نشاں

تو فکر جیت ہار نہ کر خدائے وحدہٗ سے ڈر

تو پاکستان میں کر نظر      خلفائے راشدینؓ پر

پرچم ہے میرا عالی شاں
کلمہ میرا اصلی نشاں

تارے ہیں اصحابؓ نبی      جن کو بشارت ہے ملی
جنت خدا نے ان کو دی      ان کے ثنا خواں سب ولی

پرچم ہے میرا عالی شاں
کلمہ میرا اصلی نشاں

صدیق اکبرؓ یار غار      فاروق اعظمؓ جاںنثار
عثمانؓ علیؓ حق کے شعار      سب مان لو حق چاریارؓ

پرچم ہے میرا عالی شاں
کلمہ میرا اصلی نشاں

ہے ووٹ سب کا امتحاں      مقصد ہے کیا دل میں نہاں
ہے یہ دعاء رب جہاں      مظہر ہو حق کا پاسباں

پرچم ہے میرا عالی شاں
کلمہ میرا اصلی نشاں
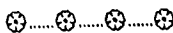
❀……❀……❀……❀

# خدام اہل سنت میدانِ عمل میں

خدام اہل سنت ہیں ہم سنت کو پھیلائیں گے
ہم اللہ واحد کے بندے توحید کی شمع جلائیں گے

ہم شاہِ رسل کی امت ہیں جن پہ ہے نبوت ختم ہوئی
ہم منکر ختم نبوت کو بس کافر ہی ٹھہرائیں گے

وہ ساقی کوثرؐ، شافعِ محشر، جانِ جہاں، محبوب خدا
ہم ختم نبوت کی خاطر ہر باطل سے ٹکرائیں گے

اصحابِ نبیؐ، ازواج نبیؐ اور آلِ نبیؐ پر ہم قرباں
ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ کی شانیں ہم سمجھائیں گے

یہ چاروں خلیفہ برحق ہیں اور حسن حسینؓ بھی ہیں پیارے
جنت کے جوانوں کے سید ہم ان کی راہ دکھلائیں گے

سب یار نبیؐ کے پیارے ہیں اور دین کے روشن تارے ہیں
یہ سب حق کے چمکارے ہیں ہر جا یہ چمک دکھلائیں گے

فرمان رسول اکرمؐ ہے ما انا علیہ واصحابی
میرے اور میرے صحابہؓ کے پیرو ہی جنت جائیں گے

قرآن کا جلوہ سنت میں اور سنت کا ہے صحابہؓ میں
ہم ان کی تابعداری میں باطل سے خوف نہ کھائیں گے

اے مسلم تو مایوس نہ ہو، رکھ سچے خدا پر اپنا یقین
اسلام تو دینِ فطرت ہے ہم فطرت ہی منوائیں گے

مزدور و کساں حیران ہیں کیوں، اسلام سراسر رحمت ہے
قرآن کے سایہ میں رہ کر ہم آزادی دلوائیں گے

اسلام ہے دین اس خالق کا، انسان کو جس نے پیدا کیا
ہر ذرہ ذرہ پیدا کیا ہم اس کی حمد سنائیں گے

یہ دنیا عالم فانی ہے سب خلقت آنی جانی ہے
ازلی ابدی ہے ہمارا خدا ہم اس کا حکم چلائیں گے

تھا پاکستان کا مطلب کیا، بس لا الہ الا اللہ
میدان عمل میں آ کر ہم یہ مطلب حل کرائیں گے

اے پاکستان کے باشندو! آئینِ شریعت لازم ہے
ہم مسلم ہیں اللہ کے لیے اسلام کا ڈنکا بجائیں گے

خدام اہل سنت کا ہے مظہر بھی ادنیٰ خادم
ہم دین کی خاطر ان شاء اللہ پرچم حق لہرائیں گے

(ماہنامہ حق چار یارؓ لاہور، اکتوبر ۱۹۸۹ء)

❀......❀......❀......❀

## حضرت قائدِ اہل سنتؒ نے فرمایا۔۔۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ کی صحبت میں ایمان لانے والا اگر ایک ساعت اس کو حضور ﷺ کا دیدار نصیب ہوا، پھر حاضری نصیب نہ ہوئی وفات ہوگئی، تو اس ایک لمحہ کے دیدار کے اثر سے اس کا قلب اتنا صاف اور منور ہو جاتا ہے کہ آج سو سال بھی کوئی صوفی، بزرگ، مجاہدہ کرے تو اس کے دل میں وہ نورانیت پیدا نہیں ہوسکتی۔ (حق چاریارؓ اگست 2004ء)

قائد اہل سنت نمبر
باب ۱۱
معاصر اخبارات وجرائد
کا خراجِ تحسین
وفات حسرت آیات پر مختلف ماہناموں
اور روزناموں کا خراج عقیدت
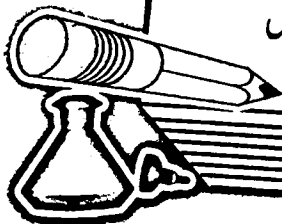
اصلی کلمہ اسلام لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

# حضرت قائد اہل سنتؒ نے فرمایا!

☆ مولانا جہلمی (مولانا عبداللطیف صاحبؒ) آخری دم تک تاج وتخت، ختم نبوت کے محافظ رہے، مولانا مرحوم مودودی جماعت کو ایک مستقل فتنہ سمجھتے تھے، مولانا اپنے مسلک وموقف حق پر مضبوطی سے قائم رہے، اور حق پر ڈٹ جانا ہی مولانا مرحوم کی دینی زندگی کا طرۂ امتیاز تھا۔ رحمۃ اللہ علیہ (ماہنامہ حق چار یارؓ جہلمی نمبر)

☆ اگر علمی اور تحقیقی حیثیت سے مولانا اوکاڑوی مرحوم (مولانا محمد امین صفدرؒ) کی تبلیغی زندگی کا جائزہ لیا جائے، تو یہ حقیقت تسلیم کرنی پڑتی ہے، کہ انہوں نے مثبت اور منفی دونوں پہلوؤں سے دین حق اور علمائے حق کے حقوق کے تحفظ کا فریضہ بطریق احسن انجام دیا۔ (ماہنامہ حق چار یارؓ اوکاڑوی نمبر ص ۳۵)

[ماهنامه انوار مدینه، لاهور ذی الحجه ۱۴۲۴ھ]

# "موت العالم موت العالم"

## حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ وفات پاگئے

گزشتہ ماہ کی ۲۶ تاریخ کو چکوال میں حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ طویل علالت کے بعد وفات فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ العزیز کے خلیفہ تھے۔ آپ "تحریک خدام اہل سنت" کے بانی اور امیر تھے۔ حق کا بانگِ دہل اظہار آپ کا خصوصی امتیاز تھا، باطل کے لیے آپ کی ذات شمشیرِ برہنہ کی حیثیت رکھتی تھی۔ دین حق کی خاطر بڑی سے بڑی قربانی کے لیے آپ ہمہ وقت تیار رہتے تھے، متعدد بار قید و بند کی صعوبتیں بھی اٹھانا پڑیں۔ اس پیرانہ سالی میں بھی آپ کی استقامت قابل رشک تھی۔ آپ کی وفات سے پیدا ہونے والا خلاء بہت دیر میں پُر ہوگا۔ پاکستان میں آپ حضرت شیخ العرب والعجم قدس سرہ العزیز کے آخری خلیفہ تھے۔ اس اعتبار سے یہ حادثہ مزید اندوہناک ہوگیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے وجود سے وابستہ برکات کے سلسلہ کو اپنے فضل و کرم سے جاری و ساری رکھے۔ آپ کے اہل خانہ اور دیگر وابستگان کو ہر قسم کی محرومی سے بچائے رکھے آمین۔ جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہ حامدیہ میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے لیے ایصال ثواب اور دعاء مغفرت کرائی گئی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ [ادارہ]

❀......❀......❀......❀
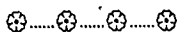
[ماهنامه الحسن لاهور، فروری ۲۰۰۴ء]

## بزم مدنی کا ایک چراغ اور بجھا

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ کے خلیفہ اور ممتاز عالم دین حضرت مولانا قاضی مظہر حسین قدس سرہ زندگی کی نوے بہاریں گزار کر مورخہ ۲۶ جنوری ۲۰۰۴ء اتوار اور پیر کی درمیانی شب چکوال میں انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحوم برصغیر کے چند ان علماء کرام میں سے ایک تھے جنہوں نے ساری زندگی اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر گزار دی۔ مولانا مرحوم نے درسگاہی نظام کے ساتھ ساتھ خانقاہی سلسلہ بھی قائم کر رکھا تھا۔ آپ کے مریدین کی تعداد لاکھوں میں ہے۔ حضرت قاضی صاحب قدس سرہ کا انتقال امت مسلمہ کے لیے ناقابل تلافی نقصان ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔

حضرت کے بارے میں تفصیلی معلومات آئندہ اشاعت میں پیش کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ (ان شاء اللہ)

قارئین سے حضرت کی مغفرت اور ان کے پسماندگان کے صبر جمیل کے لیے دعا کی درخواست ہے۔

❁......❁......❁......❁
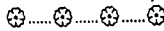
**[ماهنامه الهدی خیر پور سنده، مارچ ۲۰۰۴ء]**

## اناللہ وانا الیہ راجعون

تحریک خدام اہل سنت کے بانی وامیر حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ صاحب ایک مجاہد عالم دین اور اکابر علماءِ دیوبند کے مسلک کے ترجمان تھے۔ انہیں شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ مجاز ہونے کا اعزاز بھی حاصل تھا۔ فتنہ رافضیت کے خلاف ان کی خدمات کا دائرہ بہت وسیع رہا۔ انہوں نے تحریک خدام اہل سنت کے نام سے تنظیم قائم کی جس کے چکوال، جہلم، راولپنڈی اور گجرات کے اضلاع میں خاصے اثرات موجود ہیں۔ نیز ساری زندگی تحریر وتقریر کے ذریعے باطل فرقوں کے خلاف جدوجہد میں مصروف رہے۔ تا آنکہ ۲۶/ جنوری ۲۰۰۴ء کی صبح کو ۹۰ سال کی عمر میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند حضرت قاضی ظہور الحسین اظہر کو ان کا جانشین اور تحریک خدام اہل سنت کا سربراہ مقرر کیا گیا ہے۔

❁......❁......❁......❁

[ماهنامہ حق نوائے احتشام کراچی، مارچ ۲۰۰۴ء]
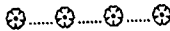
# پاکستان میں حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے آخری خلیفہ

# حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی چل بسے

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے ممتاز شاگرد، اجل خلیفہ، نمونہ اسلاف، دارالعلوم دیوبند کے قابل ترین فاضل، ختم نبوت کے سرخیل، حامی السنۃ، ماحی البدعۃ، ترجمان حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ و اکابرین دیوبند، یادگار سلف الصالحین، قابل رشک مصنف، مدلل تحریر و اثر انگیز تقریر کے مالک بانی تحریک خدام اہل سنت اور ماہنامہ حق چار یار سمیت بہت سے رسالوں کے مدیر اعلیٰ و سرپرست حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۳/ ذوالحجہ ۱۴۲۴ھ/ ۲۶/ جنوری ۲۰۰۴ء بروز پیر اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ إنا للہ وإنا إلیہ راجعون۔

اس میں شک نہیں کہ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال پرملال سے جو خلاء پیدا ہوا ہے۔ اس کا پر کرنا نہایت مشکل ہوگا۔ ایسی عظیم الصفات ہستی تو صدیوں میں پیدا ہوتی ہے۔ کیوں نہ ہو کہ ہماری معلومات کے مطابق قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پاکستان میں حضرت مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے آخری خلیفہ تھے۔ ارکان برما میں حضرت مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے آخری خلیفہ حضرت مولانا پیر مظفر احمد ٹینگوی، فاضل دارالعلوم دیوبند (۱۹۵۶ء)، شیخ الحدیث جامعہ ریاض العلوم بوسیدنگ ہیں اور بنگلہ دیش میں حضرت مولانا عبدالحق صاحب آف درگا پور ضلع سونام گنج سمیت چند حضرات ہیں۔

قاضی رحمۃ اللہ علیہ صاحب یکم اکتوبر ۱۹۱۴ء کو ضلع چکوال کے معروف قصبہ بھیں میں پیدا ہوئے، قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد حضرت مولانا قاضی کرم الدین دبیر رحمۃ اللہ علیہ ممتاز عالم دین تھے۔ جن کی ایک معتدبہ زندگی قادیانیت کی تردید میں صرف ہوئی، تفصیل کے لیے کتاب ''تازیانہ عبرت'' کا مطالعہ کیا جائے۔

قاضی رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم اپنے گھر میں حاصل کر کے ۱۹۲۸ء میں گورنمنٹ ہائی اسکول چکوال سے میٹرک پاس کیا۔ پھر دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ چلے گئے، وسطی کتابیں وہیں پڑھ کر ازہر ہند دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے اور ۱۹۳۹ء میں سند فراغت حاصل کی۔

قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ میں حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا شمس الحق

الثانی رحمۃ اللہ علیہ، صاحب فتح الملہم حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الادب حضرت مولانا محمد اعزاز علی رحمۃ اللہ علیہ، مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ، حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا پیر مبارک شاہ رحمۃ اللہ علیہ جیسے اساطین وقت و ائمہ زمانہ شامل ہیں۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے کسب فیض اور شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے خرقہ خلافت حاصل کرنے کا شرف حاصل ہے۔ اس لیے قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ''مجمع البحرین'' کے مصداق تھے۔ ۱۹۴۱ء سے ۱۹۴۹ء تک انگریز کے دور حکومت میں راولپنڈی، جہلم، لاہور اور ملتان کے قید خانوں میں اسیر رہے۔ ۲۹/فروری ۱۹۵۲ء کو قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فراغت کے بعد پاکستان تشریف لا کر چکوال میں امدادیہ مسجد میں ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالی، یہ مدرسہ آج پاکستان کے صف اول کے مدارس میں شامل ہے۔

قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۵۲ء سے ۱۹۵۶ء تک کا زمانہ رد قادیانیت اور تحفظ ختم نبوت میں گزارا اور ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ تفصیل کے لیے کتاب ''تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء'' ملاحظہ ہو۔ ۱۹۵۵ء میں کل پاکستان جمعیت علماء اسلام ضلع جہلم کے امیر مقرر ہوئے۔ ۱۹۶۲ء میں جمعیت علمائے اسلام راولپنڈی ڈویژن کے امیر مقرر ہوئے۔ اس کے بعد جب قاضی رحمۃ اللہ علیہ کو احساس ہوا کہ موجودہ زوال پذیر عہد میں صحابہ رضی اللہ عنہم کو تنقید کا نشانہ بنانا اور ان کے اقوال، افعال، اعمال اور کردار و گفتار کو تختہ مشق بنانا بدبختوں کا معمول بنتا جا رہا ہے تو انہوں نے ۱۹۶۹ء میں ''تحریک خدام اہل سنت'' کے نام سے ایک عظیم الشان تنظیم کی بنیاد ڈالی۔ پھر ۱۹۸۸ء میں تنظیم کا ترجمان ماہنامہ ''حق چاریار رضی اللہ عنہم'' جاری فرمایا۔ قلیل مدت میں اس تنظیم اور ترجمان نے جو روشن کردار ادا کیا وہ اب تاریخ کا حصہ ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ماہنامہ ''حق چاریار رضی اللہ عنہم'' کے مضامین پرمغز، مقالات جاندار اور علمی مباحث دلائل سے مزین ہوتے ہیں۔

اس رسالہ نے خلفاء راشدین کی حقانیت، نظام خلافت راشدہ کی ضرورت اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی صداقت کو جس انداز میں اجاگر کیا اور چار دانگ عالم میں پھیلایا یہ ایک نادر الشال تاریخی ریکارڈ ہے۔

قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکتوبر ۱۹۸۸ء کو نواز شریف دور حکومت میں آخری مرتبہ گرفتار ہوئے اور سنت یوسفی کا نمونہ پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

❁......❁......❁......❁

[ماھنامہ البلاغ کراچی، مارچ ۲۰۰۴ء]

## حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سانحۂ ارتحال

۳/ ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ موافق ۲۶/ جنوری ۲۰۰۴ء پیر کے روز شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ کے خلیفہ ارشد اور تحریک خدام اہل سنت والجماعت کے بانی و امیر مولانا قاضی مظہر حسین صاحب بھی تمام علمی ودینی حلقوں کو افسردہ چھوڑ کر سفر آخرت پر روانہ ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مولانا مرحوم ۱۰/ ذی الحجہ ۱۳۳۳ھ بمطابق یکم اکتوبر ۱۹۱۴ء کو مولانا محمد کرم الدینؒ کے گھر ''بھیں'' ضلع چکوال میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ سے ہی حاصل کی جو بڑے جید عالم دین تھے، اس کے بعد اپنے تعلیمی مراحل طے کرتے ہوئے بالآخر میں دارالعلوم دیوبند چلے گئے، جہاں وقت کے نامور علماء ومشائخ سے علمی وروحانی فیض حاصل کیا، آپ کے اساتذہ حدیث میں شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی، شیخ الادب مولانا اعزاز علی، شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی، مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع، حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب قاسمی اور علامہ شمس الحق افغانی (رحمہم اللہ تعالیٰ) خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ملاقات کی خاطر تھانہ بھون حاضر ہوتے رہے اور روحانی فیض حاصل کرتے رہے مگر باقاعدہ بیعت وخلافت کا شرف حضرت مدنی قدس سرہ سے حاصل کیا۔

دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد آپ نے اپنی تعلیمی وتبلیغی مصروفیت کا آغاز اپنے وطن چکوال سے کیا اور پوری زندگی وہیں اسی مبارک کام میں مشغول رہے، اللہ تعالیٰ نے حضرت کو تقریر وتحریر کی عمدہ صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ جن سے آپ نے اپنی دینی، تبلیغی، تالیفی اور اصلاحی خدمات میں بھرپور کام لیا۔

۱۹۶۹ء میں حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تحریک خدام اہل سنت کی بنیاد رکھی اور امیر مقرر ہوئے۔ ۱۹۸۹ء میں ایک دینی جریدہ ماہنامہ ''حق چاریارؓ'' جاری کیا جو کہ الحمدللہ اب تک جاری ہے، نیز مختلف موضوعات پر درجنوں کتابیں تالیف فرمائیں، جامعہ عربیہ اظہار الاسلام اور جامعہ اہل سنت تعلیم النساء بھی آپ کے یادگار کارنامے ہیں، اور ان شاء اللہ یہ سب کام آپ کے لیے آپ کے اعمال نامے میں باقیات صالحات اور صدقات جاریہ ہیں۔

حضرت قاضی صاحب کی وفات کا سانحہ صرف آپ کے متعلقین کے لیے ہی صدمہ نہیں ہے بلکہ ملک کے تمام علمی و دینی حلقوں کے لیے بڑا اندوہناک واقعہ ہے۔

ادارہ ''البلاغ'' اور دارالعلوم کراچی کے اساتذہ و طلبہ بھی حضرت رحمہ اللہ کے متعلقین کے ساتھ اس صدمے میں شریک ہیں، کہ ایک عالم ربانی کی وفات سے امت علم و فضل کے قیمتی اثاثے سے محروم ہو جاتی ہے، اور بلاشبہ حضرت کی وفات سے بہت بڑا خلا پیدا ہوا ہے۔ قارئین البلاغ سے بھی بارگاہ الٰہی میں اس دعاء کی درخواست ہے کہ مولائے کریم حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی کامل مغفرت فرمائیں ان کو درجات عالیہ سے نوازیں، پسماندگان، تلامذہ اور دیگر عقیدت مندوں کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائیں اور حضرت رحمہ اللہ کے جاری کردہ دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائیں۔

آمین یارب العالمین۔

⊙....⊙....⊙....⊙
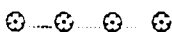
**[ماهنامه الهادی کراچی، مارچ ۲۰۰۴ء]**

## حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کا سفر آخرت

اکابر کی یادگار نمونہ اسلاف امام اہل سنت حضرت مدنی رحمہ اللہ کے خلیفہ مجاز حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین صاحب بروز پیر مورخہ ۲۶ جنوری ۲۰۰۴ء سحری کے وقت سفر آخرت پر روانہ ہو گئے۔ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ حضرت مدنی رحمہ اللہ کے تلمیذ خاص اور خلیفہ مجاز تھے۔ ساری زندگی خدمت دین میں گزار دی۔ بڑی استقامت کے ساتھ دین کی خدمت کرتے رہے نامساعد حالات سے گزرتے رہے۔ باطل فرقوں کے خلاف مسلسل برسرپیکار رہے توحید، رسالت، ختم نبوت، حجیت حدیث اور تحفظ ناموس صحابہؓ کا مشن زندگی بھر جاری رکھا۔ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتے رہے۔ اظہار حق و تردید باطل میں کبھی نہ گھبرائے اور نہ کسی کی ملامت کی پرواہ کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو طویل زندگی سے نوازا تھا۔ نوے سال کی طویل عمر میں جان جان آفرین کے سپرد کی۔ آخرت کے مسافر کو آخر منزل ہی مل گئی اور قرار آ ہی گیا۔ آپ رحمہ اللہ نے تحریر و تقریر کے ذریعے خوب خدمت اسلام کی۔ تصوف میں آپ نمایاں مقام رکھتے تھے۔ واصلان حق میں سے تھے۔ آپ رحمہ اللہ کی وفات سے دینی حلقوں میں بڑا خلا واقع ہوا

ہے جو شاید صدیوں میں پر نہ ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اپنے قرب کے اعلیٰ ترین مدارج نصیب فرمائے اور خطایا سے درگزر فرمائے۔ آمین۔

⚝ ⚝ ⚝ ⚝

[ماہنامہ الرشید لاہور، فروری ۲۰۰۴ء]

## حضرت مولانا قاضی مظہر حسین کا انتقال

۲۶ جنوری ۲۰۰۴ء جب محترم مولانا ظفر اللہ شفیق تشریف لائے تو بتایا کہ قاضی مظہر حسین چکوال والے انتقال کر گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

احقر کا کئی دفعہ خیال ہوا کہ چکوال جانا چاہیے اور حضرت قاضی صاحب کی زیارت کرنا چاہیے کہ شیخ العرب العجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک بڑے خلیفہ وہی پاکستان میں ہیں۔ جب اچھی عمر اور صحت تھی تو جانہ سکا اور اب ضعف اور کمزوری لاحق ہے۔ راولپنڈی کی لائن سے ہٹ کر جانا مشکل ہوتا تھا۔ ورنہ چکوال میں دو بزرگوں کی زیارت اور جگہ دیکھنے کا بڑا خیال پیدا ہوتا رہا۔ بہر حال زیارت مقدر میں نہ تھی کہ آپ کا وصال ہو گیا۔ موت سے پہلے وصیت لکھوائی کہ مولانا جمیل الرحمٰن مدنی مسجد کے خلیب اور لڑکوں کے مدرسہ کے مہتمم ہوں گے۔ لڑکیوں کا مدرسہ زاہد حسین کے اہتمام میں ہوگا جو سب سے چھوٹے داماد ہیں۔ قاضی ظہور الحسین جماعت کا کام کرتے رہے گیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی امداد فرمائیں۔

یہ بڑی اچھی روایت ہے ورنہ آج کل تو تدفین کے بعد جانشینی کی پگڑی باندھی جاتی ہے یا پھر والد ماجد خود ہی اپنی خانقاہ یا جامعہ کا اہتمام بیٹے کے سپرد کر دیتے ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔ خال خال ایسی مثالیں کم ہیں کہ ایسا نظام کر دیا جائے جو قابل رشک ہو۔ قاضی صاحب مرحوم بڑے سلجھے ہوئے انسان تھے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ بعض لوگوں کو ہمیشہ ان کی ذات میں الجھاؤ نظر آتا رہا۔ میں نے اگرچہ زیارت نہیں کی لیکن ہمیشہ ذہن اچھا ہی رہا اور احقر ویسے بھی اپنے آپ کو مسلک حق کے کام کرنے والوں کا ہمیشہ نیاز مند اور خادم ہی سمجھتا رہا۔ اللہ تعالیٰ اسی پر خاتمہ بالخیر کرے۔ آمین۔

⚝......⚝......⚝......⚝

[ ہفت روزہ خدام الدین لاہور، فروری ۲۰۰۴ء ]

# حضرت قاضی مظہر حسین صاحب کا انتقال

قائد اہل سنت وکیل صحابہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ (خطیب مدنی جامع مسجد چکوال مہتمم جامعہ عربیہ اظہار الاسلام، امیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان) ۹۰ سال کی عمر میں ۲۶ جنوری بروز پیر پونے پانچ بجے سحری کے وقت دنیا سے رخصت ہو گئے۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید اور خلیفہ مجاز تھے۔ پہلی نماز جنازہ اڑھائی بجے کالج گراؤنڈ چکوال جب کہ دوسری نماز جنازہ سہ پہر ۴ بجے آبائی گاؤں بھیں میں ادا کی گئی۔ بعد ازاں غروب آفتاب سے قبل تدفین عمل میں آئی۔

اللهم اغفره وارحمه وادخله فی جنت النعیم.

⁂.....⁂.....⁂.....⁂

[ ماہ نامہ نور علی نور کراچی، محرم ۱۴۲۵ھ ]

# حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سانحہ ارتحال

انا للہ وانا الیہ راجعون

جانے والوں کی یاد آتی ہے
جانے والے نہیں آتے

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین قدس سرہ العزیز شمالی پنجاب کے شہر چکوال میں سکونت رکھتے تھے۔ آپ عالم حق نوا اور مرشد کامل تھے، شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ومجاز بیعت تھے۔ دین حق کے ابلاغ وتحفظ خصوصاً ناموس رسالت اور عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم کے تحفظ ودفاع میں آپ کی جدوجہد کا فیض پاکستان ہی میں نہیں دنیا میں اقصائے مشرق سے انتہائے مغرب تک پھیل چکا ہے۔

جماعت اسلامی کے بانی مودودی صاحب نے سیاسی مقاصد کے لیے جب ''خلافت وملوکیت'' جیسی رسوائے زمانہ کتاب شائع کی تو خلیفۂ راشد سیدنا عثمان ذوالنورینؓ، رسول اللہ ﷺ کے برادر نسبتی کاتب وحی حضرت امیر معاویہ ؓ اور دیگر اکابرین امت کی وکالت میں جن اہل علم نے اضطراب قلبی کے ساتھ اظہار حق کا فریضہ ادا کیا حضرت قاضی صاحب ان کے ہراول دستہ میں تھے، لاہور سے شائع ہونے والا ماہنامہ حق چار یارؓ اور تحریک خدام اہل سنت حضرت قاضی صاحب کی فیض رساں یادگاریں ہیں۔

⊛......⊛......⊛......⊛

**[ماهنامه الجمعية راولپنڈی، فروری ۲۰۰۴ء]**

## تحریک خدام اہل سنت کے بانی امیر مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کا سانحہ ارتحال

تحریک خدام اہل سنت کے بانی امیر اور شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے خلیفہ مجاز مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ بھی رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۲۶ جنوری کو الجمعیۃ کے ادارتی صفحے کی کاپی طباعت کے لیے پریس میں جا چکی تھی کہ ان کے انتقال پرملال کی خبر موصول ہوئی۔ چنانچہ طباعت روک کر اس خبر فاجعہ کو شامل اشاعت کیا جارہا ہے۔ حضرت قاضی صاحب مرحوم ظلمت کے اندھیروں میں ایک چراغ تھے۔ انہوں نے اپنی ۹۰ سالہ بھرپور زندگی میں وکالت صحابہؓ کا حق ادا کردیا۔ آپ کی پوری زندگی حق کی خاطر صعوبتوں اور تکالیف سے مزین ہے۔ آپ پوری زندگی علم وعمل کی تصویر بنے رہے اور باطل تحریکوں کے خلاف شمشیر بے نیام کا کردار ادا کیا۔ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ سے شرف ملاقات کے علاوہ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ، علامہ شمس الحق افغانی رحمہ اللہ، مولانا شبیر احمد عثمانی، مفتی محمد شفیع، مولانا قاری محمد طیب، مولانا اعزاز علی رحمہ اللہ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ جولائی ۱۹۴۱ء سے ۱۹۴۹ء تک انگریز دور حکومت میں راولپنڈی، جہلم اور ملتان کی جیلوں میں اسیر رہے۔ ۱۹۵۳ء میں مرزائیت کے خلاف تقاریر کے جرم میں گرفتار ہوئے۔ یوں آپ نے اپنی مجاہدانہ زندگی کے دس سال جیل میں گزارے۔ آپ ۱۹۵۵ء میں جمعیت علماء اسلام ضلع جہلم اور ۱۹۶۲ء میں جمعیت علماء اسلام راولپنڈی ڈویژن کے امیر مقرر ہوئے۔ اور ۱۹۶۹ء میں تحریک خدام اہل سنت کی بنیاد رکھی۔ آپ نے اپنے پسماندگان میں ایک بیٹا قاضی ظہور الحسین اور ۶ بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ ۲۶ جنوری کو سحری کے وقت آپ کا انتقال ہوا۔ کالج گراؤنڈ چکوال میں مولانا قاری

خبیب احمد عمر نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کو اپنے آبائی گاؤں میں اپنے والد مولانا کرم دین کے پہلو میں سپرد خاک کیا گیا۔ قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ، مرکزی ناظم عمومی مولانا عبدالغفور حیدری مدظلہ اور دیگر قائدین جمعیت نے ان کی وفات پر گہرے دکھ کا اظہار کرتے ہوئے دعا کی ہے کہ اللہ کریم انہیں بلند درجات اور لواحقین کو صبر جمیل سے نواز دے۔ آمین

۞......۞......۞......۞

**[ماهنامه لولاک ملتان، محرم ۱۴۲۵ھ]**

## مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ بھی آخرت کو سدھار گئے

۲۶/ جنوری ۲۰۰۴ء بروز پیر صبح سحری کے وقت تحریک خدام اہل سنت کے بانی ''شیخ طریقت'' مجاہد فی سبیل اللہ، یادگار اسلاف حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی انتقال فرما گئے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون.

۹۰ سال کی عمر پائی۔ گزشتہ کچھ عرصہ سے کمزور ہو گئے تھے۔ لیکن معمولات میں کوئی فرق نہ آنے دیا۔ گزشتہ سے پیوستہ سال عیدالفطر کے اگلے روز برطانیہ سے آئے ہوئے مہمان حضرت مولانا محمد ایوب سواتی صاحب کی مساعدت کے لیے راقم الحروف کو چکوال آپ کی خدمت میں حاضری کا موقع ملا۔ شفقت و محبت سے اپنی چارپائی پر بٹھایا۔ دیر تک عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کام کی تفصیلات پوچھتے رہے۔ تحریری و تقریری کام کی رپورٹ پر شگفتہ مزاج ہو گئے۔ ڈھیروں دعاؤں سے نوازا اور حقیقت یہ کہ محبتوں کی بارش کر دی۔ افسوس کہ ان کی موت نے ہم سے دعاؤں کا سہارا چھین لیا۔ آخری دنوں میں اطلاع ملی کہ صاحب فراش ہیں۔ آج افسوس ناک خبر سنی کہ کل انتقال ہو گیا اور شام تک تدفین کا عمل بھی مکمل ہو گیا۔ ان کی تقریباً پون صدی کی خدمات قابل قدر و قابل رشک ہیں۔ مدتوں ان کا خلا پر نہ ہو سکے گا۔ آپ کے جانشین اور اکلوتے صاحبزادے حضرت مولانا قاضی ظہور الحسین صاحب مدظلہ ہم سب کی طرف سے تعزیت کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائیں۔ آمین......ثم آمین! [تفصیل مقالات و مضامین میں پڑھیے]

۞......۞......۞......۞
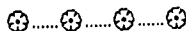
[ماھنامہ الصیانۃ لاھور، فروری ۲۰۰۴ء]

# آہ! حضرت قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید اور خلیفہ مجاز تھے، آپ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے پاکستان میں آخری خلیفہ تھے، آپ کو اخلاص وللہیت اور غیرت وحمیت اپنے علمی وروحانی شیخ سے ورثے میں ملی تھی چنانچہ کئی مرتبہ کلمہ حق کہنے کی پاداش میں قید وبند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں۔ اس طرح اپنے شیخ کی طرح سنت یوسفی پر عمل پیرا ہونے کی سعادت سے بہرہ یاب ہوئے۔ گزشتہ ماہ آپ کا انتقال ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

[تفصیل کے لیے مقالات ومضامین ملاحظہ فرمائیں]

❁......❁......❁......❁
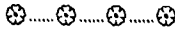
[ماھنامہ الفاروق کراچی، صفر ۱۴۲۵ھ]

# اناللہ وانا الیہ راجعون

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز، دارالعلوم دیوبند کے تربیت یافتہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ قضائے الٰہی سے گزشتہ دنوں وفات پاگئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا قاضی مظہر حسین صاحب ۱۹۱۴ء میں ضلع چکوال میں پیدا ہوئے۔ زندگی بھر باطل تحریکوں کا تعاقب کیا، صعوبتیں جھیلیں، جیلیں کاٹیں، مگر مرتے دم تک راہِ حق سے سرمو انحراف نہ کیا۔ یہاں تک کہ ۲۶ جنوری ۲۰۰۴ء کو ۹۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کی مغفرت فرمائے ان کے درجات بلند فرمائے۔ عزیز واقارب، خدام اور عقیدت مندوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

[ماهنامه ندائے شاهی مراد آباد انڈیا، اپریل ۲۰۰۴ء]

## عقیدہ میں تصلب، نظریہ کی پختگی

حج سے تین چار روز قبل ۳ ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ احقر حرم شریف سے نماز فجر پڑھ کر مدرسہ صولتیہ پہنچا تو مولانا مفتی شیر محمد صاحب علوی مفتی جامعہ اشرفیہ لاہور نے باچشم تر یہ افسوس ناک خبر سنائی کہ پاکستان میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہ کے آخری خلیفہ، بقیۃ السلف، قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ کا ابھی کچھ دیر قبل اپنے وطن چکوال ضلع جہلم پاکستان میں وصال ہو گیا ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ عقیدہ میں تصلب، نظریہ کی پختگی، اظہار حق اور صفات صحابہؓ وسلف صالحین کی عظمت وعقیدت کے معاملہ میں اپنا منفرد مقام رکھتے تھے۔

[تفصیل کے لیے مقالات ومضامین دیکھیں]
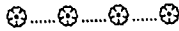
[ماهنامه بینات کراچی، محرم الحرم ۱٤۲۵ھ]

## قاضی صاحب راہیٔ عالم آخرت ہو گئے

تحریک خدام اہل سنت کے بانی وامیر، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ قدس سرہ کے تلمیذ رشید وخلیفہ مجاز، ماہنامہ حق چار یارؓ کے بانی ومدیر، جامعہ تعلیم النساء چکوال کے بانی ومدیر، جامعہ عربیہ اظہار الاسلام چکوال کے مدیر ومہتمم، جامع مسجد مدنی چکوال کے خطیب، اکابر علماء دیوبند کے سچے جانشین، اسلاف کی روایات کے امین اور وکیل صحابہؓ، امام اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب قدس سرہ ۳/ ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۶/ جنوری ۲۰۰۴ء پیر اور منگل کی درمیانی شب صبح پونے پانچ بجے راہی عالم آخرت ہو گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

ان لله ما اخذ وله ما اعطى و كل شئى عنده باجل مسمى.

[تفصیل کے لیے مقالات ومضامین دیکھیں]

[ماهنامه الخير ملتان، مارچ ۲۰۰۴ء]

# حق کا ترجمان رخصت ہو گیا

الحمدلله وسلام على عباده الذين اصطفىٰ.

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے

یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے

مولانا محمد علی جوہر مرحوم کا یہ شعر ہمارے دور میں کسی شخصیت کی حق گوئی و بے باکی، دینی غیرت و حمیت، تصلب فی الدین اور کسی مصلحت کے بغیر کلمہ حق کہنے پر صادق آتا ہے۔ تو وہ مناظر اہل سنت وکیل صحابہؓ، ترجمان مسلک حق حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کی شخصیت تھی۔ افسوس کہ حق کا یہ ترجمان ۳/ ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ، ۲۶/ جنوری ۲۰۰۴ء کو اپنی شعوری زندگی میں تقریباً ستر برس تک حق کی منادی کرتے ہوئے دنیا سے رخصت ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

[تفصیل کے لیے مقالات ومضامین دیکھیں]

❁......❁......❁......❁
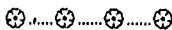
[ماهنامه القاسم اکوڑہ خٹک، مارچ ۲۰۰۴ء]

# ممتاز عالم دین کا انتقال

ممتاز عالم دین، یادگار اسلاف، وکیل صحابہؓ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب خلیفہ اجل حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ بھی ۲۶/ جنوری کی صبح کو چکوال میں انتقال فرما گئے۔

انا لله وانا اليه راجعون.

حضرت قاضی صاحب صبر ورضا کے پیکر اور علم وعمل کا مجسم نمونہ تھے۔

[تفصیل کے لیے مقالات ومضامین دیکھیں]

❁......❁......❁......❁
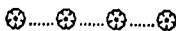
[ماهنامه نصرة العلوم گوجرانواله، مارچ ٢٠٠٤ء]

# موت العالم موت العالم کا مصداق

۳/ ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ بمطابق ۲۶ جنوری ۲۰۰۴ء بروز سوموار صبح ہی صبح بذریعہ ٹیلی فون یہ دل فگار خبر ملی کہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ انتقال فرما گئے ہیں۔ بے ساختہ زبان سے انا للہ وانا الیہ راجعون کا ورد جاری ہوا۔ قحط الرجال کے اس دور میں قاضی صاحب رحمہ اللہ اور ان جیسی نابغۂ روزگار ہستیوں کا یکے بعد دیگرے اٹھ جانا یقیناً موت العالم موت العالم کا مصداق اور علامات قیامت کا پے در پے اظہار ہے۔ [تفصیل کے لیے مقالات ومضامین دیکھیں]

[ماهنامه خلافت راشده فیصل آباد، مارچ ٢٠٠٤ء]

# عقیدہ اور مسلک میں فولادی چٹان

جس طرح حضرت والا رحمہ اللہ طبیعت کے انتہائی نرم، مشفق، مہربان، سادگی وتقویٰ کے پیکر اور حد درجہ مہمان نواز تھے۔ ویسے ہی عقیدے اور مسلک کے اعتبار سے فولادی چٹان تھے۔ اپنوں، بیگانوں کی پرواہ کیے بغیر لگی لپٹی کے بیان کرنا حضرت والا کا عمر بھر وطیرہ رہا۔ بعض معاصرین کا خیال ہے کہ حضرت والا اپنے موقف کے اعتبار سے انتہائی سخت تھے۔ لیکن صاحب فراست لوگ جانتے ہیں کہ نفس پرستی اور مصلحت پسندی کے اس دور میں جب کہ ہر طرف خاص و عام حقیقت حال بیان کرنے سے عاری اور اظہار حق وصداقت سے چشم پوشی اختیار کر کے مصلحت کی منقش چادر کا سہارا لیے ہوئے ہے۔ ان حالات میں وہ مرد قلندر عقیدہ اور مسلک کے دفاع میں سخت موقف اپنائے ہوئے یقیناً حق بجانب تھا۔ وگرنہ مسلک کا دفاع خطرہ سے خالی نہ تھا۔ [تفصیل کے لیے مقالات ومضامین دیکھیں]

۞......۞......۞......۞
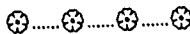
**[ماهنامه الهدیٰ هرنولی، جنوری، فروری ۲۰۰۴ء]**

## خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

قانون خداوندی ہے کل من علیھا فان (الایۃ) ہم خدام اہل سنت کے لیے آخری سہارا، امیر مرکزیہ بانی تحریک خدام اہل سنت، شیخ العرب والعجم حضرت سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی پاکستان میں آخری نشانی اور خلیفہ مجاز، ہمارے پیر و مرشد و مربی، یادگار سلف، قدوۃ الاولیاء، وکیل صحابہؓ ترجمان اہل سنت، محافظ مسلک علماء دیوبند، حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی ہم سے جدا ہو کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون......

❁......❁......❁......❁
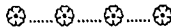
**[ماهنامه النصحیة چارسده، اپریل ۲۰۰۴ء]**

## حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز رخصت ہو گئے

سال عیسوی کی ابتداء اور سال ہجری کے آخری ایام میں یعنی ۳/ ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ بمطابق ۲۶ جنوری ۲۰۰۴ء کو دارالعلوم دیوبند کے مایہ ناز فرزند، ختم نبوت کے سرخیل، قابل رشک منصف، شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی کے شاگرد خاص اور خلیفہ مجاز حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس دار فانی سے رخصت ہو گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

زبان پہ یا خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ نطق نے بوسے لیے میری زبان سے

[تفصیل کے لیے مقالات ومضامین دیکھیں]

❁......❁......❁......❁

[روزنامہ اسلام، راولپنڈی، ۲۷ جنوری ۲۰۰۴]

# تحریک خدام اہل سنت پاکستان کے امیر مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ انتقال کر گئے۔

تحریک خدام اہل سنت پاکستان کے امیر، مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز، بانی و مہتمم جامعہ عربیہ اظہار الاسلام چکوال حضرت مولانا قاضی مظہر حسین کو گزشتہ روز ان کے آبائی گاؤں بھیں ضلع چکوال میں ہزاروں اشکبار آنکھوں کی موجودگی میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

مولانا قاضی مظہر حسین کا ۹۰ سال کی عمر میں ۲۶ جنوری کو صبح سحری کے وقت انتقال ہو گیا تھا۔ قاضی مظہر حسین نے نصف صدی سے زائد عرصہ دعوت و تبلیغ، تصنیف و تدریس اور مناظرہ و تحقیق کے ذریعے اہل سنت کی ترجمانی کی۔ مولانا قاضی مظہر حسین کا جنازہ دن ۲ بجے مدنی جامع مسجد چکوال سے اٹھا۔ نماز جنازہ کالج گراؤنڈ میں ادا کی گئی۔ جس میں مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے تقریباً ۳۰ ہزار افراد نے شرکت کی۔ نماز جنازہ مشہور عالم دین مولانا قاضی عبداللطیف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے مولانا قاری خبیب احمد عمر نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں میانوالی، گوجرانوالہ، کراچی، اسلام آباد، راولپنڈی، گجرات، لاہور، جہلم، میرپور آزاد کشمیر، اٹک، پشاور اور ملک کے دیگر علاقوں سے علماء و مشائخ طلباء اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ نماز جنازہ کے بعد جسد خاکی بھیں لے جایا گیا۔ جہاں دوسرے جنازہ کے بعد مولانا قاضی مظہر حسین کو ان کے آبائی قبرستان میں اپنے والد مولانا کرم دین دبیر رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

❁......❁......❁......❁
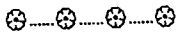
[روزنامہ جنگ راولپنڈی اسلام آباد، ۲۷ جنوری ۲۰۰۴ء]

# خدام اہل سنت کے امیر قاضی مظہر حسین انتقال کر گئے

چکوال (نمائندہ جنگ) تحریک خدام اہل سنت کے امیر قاضی مظہر حسین مختصر علالت کے بعد انتقال کر گئے۔ مرحوم کی عمر ۹۰ برس تھی۔ ان کا شمار برصغیر کے چند بڑے علماء میں ہوتا تھا۔ ان کی نماز جنازہ

گورنمنٹ کالج گراؤنڈ میں ادا کی گئی۔ جس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ انہیں آبائی گاؤں بھیں میں سپردخاک کردیا گیا۔

❁......❁......❁......❁

**[روزنامہ اساس راولپنڈی، ۲۷ جنوری ۲۰۰۴ء]**

## تحریک خدام اہل سنت کے امیر کا انتقال

مختصر علالت کے بعد تحریک خدام اہل سنت کے امیر قاضی مظہر حسین انتقال کر گئے۔

**انا للہ و انا الیہ راجعون.**

ان کا شمار برصغیر کے چند بڑے علماء میں ہوتا تھا۔ نماز جنازہ گورنمنٹ کالج چکوال میں ادا کی گئی۔ جس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ موضع بھیں والد گرامی مولانا کرم الدین کے پہلو میں شام ٦ بجے سپردخاک کردیئے گئے۔

❁......❁......❁......❁

**[روزنامہ خبریں اسلام آباد، ۲۷ جنوری ۲۰۰۴ء]**

## مولانا قاضی مظہر حسین انتقال کر گئے

ممتاز عالم دین، امیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان گزشتہ روز انتقال کر گئے۔ ان کی عمر تقریباً ۹۳ برس تھی۔ ان کی نماز جنازہ گورنمنٹ کالج کے وسیع و عریض گراؤنڈ میں ادا کی گئی۔ آپ ۱۹۱۴ء کو ضلع چکوال میں پیدا ہوئے اور دارالعلوم دیوبند مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر مشائخ سے فیض حاصل کیا۔

❁......❁......❁......❁

**[روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی، اسلام آباد، ۲۷ جنوری ۲۰۰۴ء]**

## تحریک خدام اہل سنت کے امیر انتقال کر گئے

مرحوم کی عمر تقریباً ۹۰ برس تھی اور ان کا شمار برصغیر کے چند بڑے علماء کرام میں ہوتا تھا۔ نماز جنازہ

میں ۳۰ ہزار افراد نے شرکت کی۔ بعد ازاں انہیں آبائی گاؤں بھیں میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

۞......۞......۞......۞
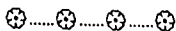
**[روزنامہ اوصاف اسلام آباد، ۲۷ جنوری ۲۰۰۴ء]**

## تحریک خدام کے امیر قاضی مظہر حسین کا انتقال

تحریک خدام اہل سنت کے امیر قاضی مظہر حسین مختصر علالت کے بعد انتقال کر گئے۔ جن کا شمار برصغیر کے چند بڑے علماء کرام میں ہوتا تھا۔ نماز جنازہ پہلے گورنمنٹ کالج چکوال کے گراؤنڈ بعد ازاں آبائی گاؤں بھیں ادا کیا گیا۔ ایس ایس پی چوہدری محمد زمان لنگڑیال نے چکوال کے نماز جنازہ میں خود بھی شرکت کی۔ اور حفاظتی اقدامات کا جائزہ لیتے رہے۔

۞......۞......۞......۞
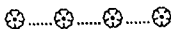
**[روزنامہ اسلام کالم (۱) تحریر! مولانا زاھد الراشدی]**

## حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ سے وابستہ چند یادیں

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب پاکستان میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے آخری خلفاء میں سے تھے اور ان کے بعد ہمارے علم کے مطابق پاکستان میں اب ایسے کوئی بزرگ باقی نہیں رہے جنہیں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے روحانی سلسلہ میں خلافت سے نوازا ہو۔ بنگلہ دیش میں دو تین بزرگ ابھی موجود ہیں جن میں سے ایک بزرگ حضرت مولانا عبدالحق صاحب آف درگاہ پور ضلع سونام گنج کا میں ایک کالم میں تذکرہ کر چکا ہوں۔

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین ۱۹۱۴ء کے دوران ضلع چکوال کے گاؤں بھیں میں پیدا ہوئے۔ عیسوی حساب سے شمار کیا جائے تو وفات کے وقت ان کی عمر نوے برس بنتی ہے لیکن اگر ہجری سن کا اعتبار کیا جائے تو دو اڑھائی برس بڑھ جائیں گے اور ان کی عمر ترانوے برس شمار ہوگی۔

حضرت قاضی صاحب کے والد محترم حضرت مولانا کرم الدین دبیر رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے بڑے علماء میں سے تھے اور ان کی شہرت دور دراز تک تھی۔ انہوں نے قادیانیت اور روافض کے خلاف اہل سنت

کے موقف کے دفاع میں نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ قادیانیوں کے ساتھ ان کی عدالتی معرکہ آرائی ''تازیانہ عبرت'' کے نام سے چھپ چکی ہے جب کہ ردّ روافض پر ان کی معرکۃ الآ راء کتاب ''آفتاب ہدایت'' نے خاصی شہرت حاصل کی ہے وہ اپنے دور کے معروف مناظر اور واعظ تھے اور انہوں نے بہت سے مناظروں اور مباحثوں میں حصہ لیا۔ مولانا قاضی مظہر حسین نے ابتدائی دینی تعلیم اپنے والد محترم سے حاصل کی۔ گورنمنٹ ہائی سکول چکوال سے ۱۹۲۸ء میں میٹرک کیا۔ اس کے بعد دار العلوم عزیزیہ بھیرہ میں درس نظامی کی تعلیم پائی اور ۱۹۳۹ء میں دار العلوم دیوبند میں دورہ حدیث مکمل کر کے سند فراغت حاصل کی۔ ان کے اساتذہ میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے علاوہ علامہ شمس الحق افغانی رحمہ اللہ، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی رحمہ اللہ، حضرت مولانا علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ، حضرت مولانا اعزاز علی رحمہ اللہ اور حضرت مولانا پیر مبارک شاہ رحمہ اللہ جیسے اکابر ہیں۔

میرے والد محترم حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم کا سن ولادت بھی ۱۹۱۴ء ہے جب کہ انہوں نے دار العلوم دیوبند میں دورۂ حدیث ۱۹۴۱ء میں کیا ہے اور ان کے بخاری شریف کے استاذ بھی شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ ہیں۔

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب، حضرت مولانا عبد اللطیف جہلمی رحمہ اللہ اور حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہم کا دینی، تعلیمی اور مسلکی امور میں ابتداء سے ہی ساتھ رہا۔ تینوں فضلائے دیوبند تھے اور حضرت مدنی کے شاگرد تھے۔ اس لیے ذوق و مشرب مشترک تھا اور علماء دیوبند کے مسلک کی ترویج اور دینی تعلیمات کے فروغ کے لیے تینوں بزرگوں کا باہمی تعاون و اعتماد اشتراک و رابطہ اس حد تک آگے بڑھا کہ خاندانی تعلقات اور رشتہ داریاں بھی قائم ہو گئیں۔ میرے چھوٹے بھائی مولانا عبد الحق خان بشیر جو گجرات کی مسجد امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے خطیب ہیں۔ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کے داماد ہیں جب کہ حضرت مولانا عبد اللطیف جہلمی رحمہ اللہ کے بڑے فرزند مولانا قاری خبیب احمد عمر جو ان کے جانشین بھی ہیں میرے بہنوئی ہیں۔ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کے فرزند مولانا قاضی ظہور حسین صاحب اور مولانا قاری خبیب احمد عمر مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کے فاضل اور والد محترم مولانا محمد سرفراز خان صفدر کے شاگرد ہیں۔

اس طرح مسلکی رفاقت اور تعلیمی ربط و مشاورت نے تینوں خاندانوں کو باہمی رشتوں سے منسلک کر دیا اور بحمد اللہ تعالیٰ یہ باہمی ربط و اعتماد مسلسل آگے بڑھ رہا ہے۔

ہمارے طالب علمی کے دور میں حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ اکثر مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ میں تشریف لایا کرتے تھے اور ہمیں ان کی صحبت سے فیض اٹھانے کا موقع ملا کرتا تھا بلکہ مجھے اپنی تربیت و اصلاح میں بھی ان سے بہت استفادہ کا موقع ملا ہے۔ اس سلسلہ میں ایک واقعہ کا تذکرہ مناسب ہوگا......

طالب علمی کے ابتدائی ایام میں ''صاحبزادگی'' کے جراثیم چند برس تک میرے دماغ پر بھی مسلط رہے۔ میرے کپڑے عام درزی سے نہیں سلتے تھے۔ استری کیے بغیر رومال کندھے پر رکھنے کا روادار نہیں ہوتا تھا، نمائشی چشمہ ہر وقت آنکھوں پر ہوتا تھا، سر پر قراقلی اور ہاتھ میں چھڑی کا تکلف بھی پال رکھا تھا۔ دوسری طرف تحریر و تقریر اور تنظیمی کاموں کا ذوق بھی تھا۔ مدرسہ نصرۃ العلوم میں طلبہ کی پہلی یونین ۱۹۶۳ء میں بنی تھی۔ جس کے صدر مولانا سید عطاء اللہ شاہ شیرازی رحمہ اللہ تھے۔ جو نصرۃ العلوم کے فاضل ہوئے اور مدرسہ کے سکول میں ایک عرصہ تک ٹیچر رہنے کے بعد گزشتہ سال وفات پاگئے ہیں۔ میں اس یونین کا سیکرٹری تھا۔ ہم ہر جمعرات کو عشاء کے بعد طلبہ کے اجتماع کر کے تقریریں کیا کرتے تھے۔ ایک بار حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ جمعرات کو ہمارے ہاں تشریف لائے ہوئے تھے۔ ہم نے ان سے طلبہ کے ہفتہ وار اجلاس میں شرکت کی درخواست کی جسے انہوں نے قبول کر لیا۔ میں نے اس محفل میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ کی جد و جہد کے حوالہ سے تقریر کی دوسرے روز صبح ناشتہ کے وقت میں حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ انہوں نے رات کی میری تقریر کا ذکر چھیڑ دیا اور تعریف کی کہ......

''تمہارا ذوق اچھا ہے لیکن ساتھ میرے لباس اور ہیئت کذائیہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ ایسے نہیں رہتے تھے۔''

قاضی صاحب نے یہ جملہ کچھ اس انداز سے کہا کہ مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میرے دل سے کوئی چیز نکل کر اڑ گئی ہے اور اس کے بعد سے آج تک میری صورت حال یہ ہے کہ گھر والے اپنی طرف سے ہر طرح کے تکلفات کا اہتمام کرتے ہیں لیکن میرے دل میں بحمد اللہ کبھی کسی تکلف کا داعیہ پیدا نہیں ہوا اور صاحبزادگی کا وہ بت جو میرے قلب و دماغ میں اس سے قبل خاصی جگہ گھیرے ہوئے تھا اس مرد درویش کی ایک ہی ضرب سے ریزہ ریزہ ہو گیا۔ جمعیۃ علماء اسلام پاکستان میں میری عملی سرگرمیوں کا آغاز ہوا تو حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ اور حضرت مولانا عبد اللطیف جہلمی رحمہ اللہ دونوں بزرگ جمعیت میں

شامل تھے اور جمعیۃ کے اہم رہنماؤں میں شمار ہوتے تھے۔ بعد میں دونوں بزرگ یکے بعد دیگرے جمعیت سے الگ ہوگئے اور جمعیت کی سیاسی پالیسیوں کے ساتھ ان کا بعد بڑھتا گیا جبکہ میں جمعیت کی پالیسیوں کے ساتھ مسلسل پیش رفت کی حالت میں تھا لیکن اس کے باوجود میری نیازمندی اور ان کی شفقت میں کبھی کمی نہیں آئی۔ میں کبھی کبھی زیارت اور دعاء کے لیے حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری دیا کرتا تھا اور مجھے اس بات کا ڈر بھی ہوتا تھا کہ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے میرا کوئی نہ کوئی بیان سنبھال رکھا ہوگا جس پر مجھ سے جواب طلبی ہوسکتی ہے اور اکثر ایسا ہوجاتا تھا۔ ان کے ریکارڈ میں سے میرا کوئی بیان یا تحریر ملاقات کے وقت اچانک نکل آتی اور مجھے اس کی وضاحت کرنا پڑتی۔ بزرگوں کے حوالہ سے میرا معمول یہ ہے کہ بحث سے گریز کرتا ہوں اگر ایک آدھ مرتبہ کی وضاحت سے غلط فہمی دور کرسکوں تو کوشش کرلیتا ہوں لیکن اگر اس سے بات نہ بنے تو خاموشی سے ان کی بات سنتا رہتا ہوں اور اسے ان کی شفقت اور محبت کے باعث ان کا حق سمجھتا ہوں۔

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بھی میرا معاملہ ایسا ہی تھا۔ ان کی خدمت میں حاضری پر میں بہت کچھ سنتا تھا اور کچھ نہ کچھ عرض بھی کردیا کرتا تھا۔ ہمیشہ شفقت فرماتے، دعاؤں اور نصیحتوں سے نوازتے اور ایمان وزندگی کی حفاظت کے لیے وظائف کی تلقین بھی فرماتے تھے۔ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کی جدوجہد دین کے ہر شعبے میں تھی لیکن دو باتوں کو ان کے نزدیک سب سے زیادہ اہمیت حاصل تھی اور ان کی تگ ودو کا اکثر وبیشتر حصہ انہی دو امور کے گرد گھومتا تھا، ایک اہل سنت کے مذہب وعقائد کی ترویج اور دوسرا علماء دیوبند کے مسلک کا تحفظ، ان دو حوالوں سے وہ کسی مصلحت یا لچک کے روادار نہیں تھے اور کسی کو رعایت دینے پر آمادہ نہیں ہوتے تھے۔ ان کے نزدیک عقائد اور ان کی تعبیرات کے باب میں اکابر علماء دیوبند کی تصریحات ہی فائنل اتھارٹی کی حیثیت رکھتی تھیں کسی بھی حلقہ یا شخصیت کی طرف سے اس سے ہٹ کر کوئی بات سامنے آتی تو کسی جھجک کے بغیر اس کی تردید کردیتے تھے اور اس معاملہ میں ان کے ہاں کوئی ترجیحات یا پروٹوکول نہیں تھا۔ ایک بار انہوں نے مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں ان کی کسی تقریر یا تحریر پر گرفت کرتے ہوئے ایک پمفلٹ شائع کردیا اس کے بعد کسی مرحلہ پر میری ان کے ہاں حاضری ہوئی تو میں نے عرض کیا کہ حضرت ضیاء الرحمٰن فاروقی یا میرے جیسے لوگوں کے خلاف آپ پمفلٹ شائع نہ کیا کریں۔ ہم آپ کے بچے ہیں ہماری کسی بات میں غلطی دیکھیں تو خود بلا کر ڈانٹ دیا کریں، سمجھا دیا کریں۔ ہم اس سطح کے لوگ نہیں ہیں کہ آپ ہمیں اپنے

خلاف حریف بنائیں یہ آپ کی شخصیت اور مقام کے خلاف ہے اس کے جواب میں انہوں نے ایک جملہ فرمایا جس کا میرے پاس کوئی جواب نہیں تھا کہ ......

''میں اپنی شخصیت کو دیکھوں یا مسلک کی حفاظت کروں''

آج حضرت مولانا قاضی مظہر حسین ؒ ہم سے رخصت ہوگئے ہیں تو میں اس حوالہ سے بھی غمزدہ ہوں کہ اب ہم سے جواب طلبی کرنے والا کون ہوگا؟ ہماری غلطیاں کون نکالا کرے گا، اور کس کی خدمت میں حاضر ہوتے وقت ہمارے دل میں ڈر ہوگا کہ فلاں بات کے بارے میں اگر انہوں نے پوچھ لیا تو ہم کیا جواب دیں گے؟ اللہ تعالیٰ اپنی جوار رحمت میں ان کے درجات بلند سے بلند فرمائیں اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دیں، آمین یارب العالمین۔

❀......❀......❀......❀

**[روزنامہ اسلام کالم (۲)......تحریر/ مولانا محمد ازہر]**

## وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم کی رحلت

قحط الرجال کے اس دور میں شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی کے خلیفۂ ارشد اور تحریک خدام اہل سنت والجماعت کے بانی وامیر، وکیل صحابہؓ، ترجمان مسلک حق مولانا قاضی مظہر حسین نور اللہ مرقدہ بھی تمام علمی، دینی حلقوں کو افسردہ چھوڑ کر ۳ ذوالحجہ ۱۴۲۴ھ ۲۶ جنوری ۲۰۰۴ء کی صبح کو سفر آخرت پر روانہ ہوگئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

قاضی صاحب کی رحلت سے اس تاریکی میں مزید اضافہ ہوگیا جو علم وفضل، زہد وتقویٰ اور شریعت وطریقت کی جامع شخصیات کی جدائی کے باعث دن بدن بڑھتی جارہی ہے اور دور دور تک روشنی کی کوئی کرن نظر نہیں آتی۔ ہمارے اس دور کا بہت بڑا المیہ ہے کہ دین کے مختلف شعبوں میں کام کرنے والی ایسی شخصیات جنہیں اپنے اخلاص وللٰہیت، رسوخ فی العلم اور استقامت کی وجہ سے مرجع کا درجہ حاصل ہے، کی جدائی کے بعد ان کی جگہ لینے والا کوئی نہیں ہوتا، ہر جانے والا اپنے بعد ایک مہیب خلاء چھوڑ کر جارہا ہے جس کے بظاہر پر ہونے کے اثرات کہیں نظر نہیں آتے۔ یہ صورتحال ہمارے علمی وعملی مستقبل کے لیے شدید خطرے کی گھنٹی ہے۔ دارالعلوم دیوبند نے علم وعمل، زہد وورع، تقویٰ وتدین، اخلاص وعزیمت، صبر واستقامت، فضل وکمال، جرأت وحق گوئی، اتباع سنت اور فوق العادت صفات وکمالات کا حامل جو

قافلہ حق تیار کیا تھا قاضی مظہر حسین اس قافلہ کے فرد فرید تھے۔ آپ کے تصلب فی الدین، استقامت علی الشریعۃ، حق گوئی اور باطل کے خلاف مزاحمت پسندی دیکھ کر اکابر علماء دیوبند کے مذہب تیاد فتنوں کے خلاف مزاحمت و حقانیت اور باد تند و تیز کی گزرگاہوں میں شہادت حق کا چراغ روشن کرنے کی روایتیں سمجھ میں آجاتی ہیں۔

قاضی صاحب یوں تو سراپا نمونہ اسلاف اور جامع الصفات ہستی تھے مگر آپ کی زندگی کے دو پہلو ایسے تابناک، روشن اور غالب تھے کہ آپ کی تمام دینی تبلیغی، تالیفی اور اصلاحی خدمات میں ان کا رنگ نمایاں ہے۔ ان میں پہلا وصف دینی غیرت وحمیت، اور باطل و گمراہ فرقوں کا تعاقب اور ان کے خلاف زبان و قلم کا پوری قوت کے ساتھ استعمال تھا۔ حق تعالیٰ نے آپ کو تحریر و تقریر دونوں پر ید طولیٰ عطا فرمایا تھا۔ آپ سامعین اور قارئین دونوں کو اپنی گرفت میں لے لیتے تھے اور ان میں حق اور باطل اور غلط اور صحیح کے درمیان فرق کرنے والی صلاحیتوں کو اجاگر کر دیتے تھے۔ آپ نے عمر بھر جس چیز کو حق سمجھا اسے مصلحت و مداہنت کی رعایت کئے بغیر ہانگ دہل بیان فرمایا اور اس راہ میں کسی بڑی سے بڑی شخصیت یا تعلق، واسطہ کو مانع نہیں بننے دیا۔ اس سلسلہ میں آپ نے جہاں قادیانیت، پرویزیت، رافضیت اور بہائیت جیسے فتنوں کے کفر و الحاد اور زیغ و ضلالت کو برملا بیان فرمایا، وہاں اہل سنت والجماعت کے عقائد اور مسلک حق سے انحراف کرنے والے افراد، جماعتوں اور گروہوں کا بھرپور علمی تعاقب کیا اور اس بات کی قطعاً پروا نہیں کی کہ ان کے اقدام سے کچھ افراد یا گروہ ناراض ہو جائیں گے، ان کی پوری زندگی کم وبیش اس شعر کی تصویر بن کر رہ گئی تھی......

اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش
میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

جیسے عرض کیا ہے کہ قاضی صاحب باطل و ملحد فرقوں کے لیے تو تیغ براں تھے ہی، لیکن وہ ایسے افراد جو خود کو اہل سنت والجماعت یا دیوبند کی طرف منسوب کرتے ہوئے بعض خود ساختہ عقائد و نظریات کو علمائے دیوبند کے نظریات قرار دیتے تھے، کی پوری قوت سے تردید فرماتے تھے۔ ان کا موقف اس سلسلے میں یہ تھا کہ اگر ایسے افراد یا گروہوں سے صرف نظر کیا جائے تو اس سے مسلک حق مجروح ہوتا ہے۔ لہٰذا شکوک وشبہات کو دور کرنے اور صحیح اور غلط کو خلط ملط ہونے سے بچانے کے لیے ان کی مدلل تردید ضروری ہے۔ احکام شریعت کا اتباع اور مسلک حق کی حفاظت آپ کے نزدیک تمام مصلحتوں سے بالاتر تھی۔ اپنے اسی

تصلب وحق پرستی کی بدولت آپ نے اپنے بعض مخلص احباب ورفقاء کی جدائی کو برداشت کیا مگر عقیدہ وعمل پر کوئی آنچ نہ آنے دی۔

جماعت اسلامی کے بانی مولانا ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم اگرچہ خود کو علماء دیوبند کی طرف منسوب نہیں کرتے تھے تاہم ان کی جماعت کو اہل سنت والجماعت ہی کا گروہ سمجھا جاتا ہے۔ اہل علم جانتے ہیں کہ مودودی صاحب بہت سے عقائد ومسائل میں انفرادی رائے رکھتے تھے جو مسلک اہل سنت والجماعت کے مطابق نہیں تھی۔ قاضی صاحب نے اس موضوع پر مستقل کتاب تالیف فرمائی اور ان اصول وعقائد اور مسائل کی نشاندہی کی جو مسلک اہل سنت والجماعت کے خلاف ہیں، بالخصوص مسئلہ عصمت انبیاء علیہم السلام اور خلفاء واصحاب رسول ﷺ کے معیار حق ہونے کے بارے میں مودودی صاحب کی فکری لغزش کا علمی وتحقیقی تعاقب کیا اور یہ واضح کیا کہ یہ سمجھنا یا کہنا کہ داؤد علیہ السلام کے عمل میں خواہش نفس کو دخل تھا، نبوت سے پہلے موسیٰ علیہ السلام سے بہت بڑا گناہ ہوگیا تھا، یونس علیہ السلام نے فریضۂ رسالت کی ادائیگی میں کوتاہیاں کی تھیں، نوح علیہ السلام میں جاہلیت کا جذبہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی سے خود غلطیاں کرائی ہیں، ابراہیم علیہ السلام کو توحید میں شک رہا، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا نے زبان درازی کی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد کی خلافت میں ملوکیت آگئی تھی، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیاسی اغراض کے لیے کتاب وسنت کی خلاف ورزی کی تھی، فاتح مصر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مخلص نہ تھے، احادیث رسول قابل یقین نہیں۔ موجودہ حالات میں چوروں اور زانیوں کو شرعی سزائیں دینا ظلم ہے، وغیرہا عقائد اہل سنت والجماعت کے مسلک کے قطعی خلاف ہیں۔ اس سلسلہ میں قاضی صاحب کو نرمی اور مصلحت بینی کے مشورے بھی دیئے گئے مگر انہوں نے کسی کا مشورہ قبول نہیں کیا اور تند وتیز ہواؤں میں حق کا چراغ فروزاں رکھا، بلکہ جیسے جیسے دوسرے حلقے مصلحتوں کا شکار ہوتے گئے قاضی صاحب کے موقف میں سختی اور تصلب آتا گیا اور انہوں نے اپنی تحریک اور جدوجہد کا یہ اصول طے کر دیا کہ......

لوا راخ نرمی رن چوں ذوق نغمہ کم یابی
حدی را تیز تر میخواں چوں محمل راں گراں بینی

قاضی صاحب کا دوسرا نمایاں ترین وصف ان کی فنائیت وتواضع، بےنفسی وانکساری تھا جو درحقیقت تمام اخلاق حمیدہ اور اوصاف حسنہ کا منبع ہے۔ بلاشبہ تواضع اور بےنفسی میں آپ اپنے شیخ ومرشد شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی قدس سرہ کا عکس جمیل تھے۔ اپنے متعلقین، احباب، رفقاء، تلامذہ اور

مریدین سے بھی اس طرح معاملہ فرماتے کہ آپ کی شان عبدیت وفنائیت صاف جھلکتی، چند سال قبل احقر کو بغرض زیارت ودعا حاضری کا اتفاق ہوا، ضعف وعلالت کے باعث ان کی کمر جھک چکی تھی، جسم بھی نحیف ونزار تھا۔ علالت کا ضعف اس پر مستزاد تھا، مگر نہایت بشاشت، خندہ روئی اور شفقت کا معاملہ فرمایا، خیر المدارس اور ماہنامہ "الخیر" کے بارے میں دریافت فرماتے رہے، آخر میں احقر نے دعا کی درخواست کی اور جانے کی اجازت چاہی، اس پر ارشاد فرمایا کہ کھانا کھا کر جائیں۔ میں نے ادب سے معذرت کی مگر وہ گھر تشریف لے گئے اور تھوڑی دیر بعد بنفس نفیس جھکی کمر کے ساتھ سالن روٹی اٹھائے ہوئے تشریف لائے، انہیں اس حالت میں دیکھ کر سخت ندامت اور صدمہ ہوا کہ میں ان کے لیے تکلیف کا سبب بنا، مگر انہوں نے بڑی محبت سے کھانے کا حکم فرمایا۔ نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر وہ بابرکت کھانا کھایا جس کے انوارات عرصہ تک محسوس ہوتے رہے۔ ان کی تواضع وفنائیت کا یہ نقش ابھی تک دل میں تازہ ہے۔

آخر میں تحدیث نعمت کے طور پر عرض ہے کہ تین ہفتے قبل ادارہ خیر المعارف (شاخ خیر المدارس ملتان) کے ایک استاذ اور قاضی صاحب کے مرید قاری احمد یار ان کی خدمت میں گئے تو ان سے مدرسہ کے حالات دریافت فرمائے۔ احقر کے بارے میں ذکر فرمایا "میں روزنامہ اسلام میں ان کے مضامین پڑھتا رہتا ہوں، اچھا لکھتے ہیں" قاری صاحب کا بیان ہے کہ جس وقت انہوں نے یہ فرمایا، اس وقت بھی روزنامہ اسلام آپ کے سامنے رکھا ہوا تھا۔ قاضی صاحب جیسی خدارسیدہ اور نمونہ اسلاف ہستی کے یہ الفاظ روزنامہ اسلام اور احقر کے لیے سعادت ہیں۔

دعا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ قاضی صاحب کو اعلیٰ علیین میں مقام رفیع عطاء فرمائیں، اپنے قرب خاص سے نوازیں اور انبیاء وصدیقین اور شہداء وصالحین کی رفاقت نصیب فرمائیں (آمین)

[یکم فروری ۲۰۰۴ء]

۞......۞......۞......۞
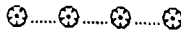
**[روزنامہ اسلام لاہور کالم (۲) تحریر/ حافظ عبدالجبار سلفی]**

## آہ! حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی رخصت ہو گئے!

مورخہ ۲۶ جنوری بروز سوموار یہ خبر دینی حلقوں پر صاعقہ آسمانی بجلی بن کر گری کہ پاکستان میں شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے واحد خلیفہ مجاز اکابرین دیوبند کی نشانی 'رہبر کامل' وکیل

صاحب ؒ بلبل علم و عمل، گلشن تقویٰ کے مہکتے پھول، شمشیر اسلام حضرت اقدس مولانا مظہر حسین ہم سب کو بے آسرا اور تنہا چھوڑ کر دار فانی سے دار بقاء کی طرف اور مخلوق سے منہ توڑ کر اپنے خالق حقیقی کے پاس چلے گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون.

زمانہ بڑے شوق سے سن رہا تھا
ہمیں سو گئے داستاں کہتے کہتے

بلاشبہ رواں سال کی ابتداء میں نا قابل تلافی سانحہ ہے' موت سے کسی کو انکار یا دستگاری نہیں ہر ایک نے یہاں سے جانا ہے مگر اللہ جنت نصیب کرے حضرت قاضی صاحب ؒ کو کہ وہ زمانے کو رلا کر بچھڑ گئے۔

راقم الحروف صبح کی نماز کے بعد درس قرآن سے فارغ ہوا تھا کہ محترم قاری دلدار احمد صدیقی نے اچانک یہ خبر سنائی کہ مولانا قاضی مظہر حسین انتقال فرما گئے۔ یہ خبر سن کر گھڑی بھر کے لیے سکتہ کی کیفیت طاری ہوگئی' زبان بولنے سے' کان سننے سے دل و دماغ سوچنے سے اور پاؤں حرکت کرنے سے رک گئے۔ اس کے بعد مکمل تحقیق ہوئی تب بھی دل و دماغ اپنے اندر اس خبر کو جگہ دینے کے لیے تیار نہ تھے' بالآخر آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے' دل و دماغ سے ندا آئی کہ قیامت قائم ہوگئی کیونکہ حضرت کے وصال کے بعد ہر ایک چیز فضول لگ رہی تھی۔

''قاضی مظہر حسین'' محض ایک شخص کا نام نہیں تھا' یقیناً وہ اپنی ذات میں ''انجمن'' تھے' وہ محض ''پھول'' نہیں تھے ''پھولوں'' کا گلشن تھے۔

حضرت قاضی صاحب ؒ ۱۹۱۴ء میں چکوال کے ایک گاؤں ''بھیں'' میں پیدا ہوئے تھے۔ (حضرت ؒ کے مفصل حالات ہم نے روزنامہ اسلام ۱۱ دسمبر کے شمارے میں درج کر دیے ہیں) مختلف مراکز سے علم حاصل کرنے کے بعد آپ مایہ ناز علمی یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے اور مولانا سید حسین احمد مدنی ؒ سے بخاری شریف پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے دل میں حضرت مدنی ؒ کی بے حد عقیدت تھی۔ راقم الحروف نے حضرت ؒ کی محفل میں بیٹھ کر خود سنا تھا کہ حضرت مدنی ؒ کا درس سن کر دل ڈھل جایا کرتے تھے۔

واپس آئے اور آپ ہمہ تن خدمت دین میں مصروف ہوگئے' دینی مدارس کا جال بچھایا اور جمعیت

علماء اسلام پنجاب کے امیر مقرر ہوئے' مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ اور مولانا غلام غوث ہزاروی رحمہ اللہ آپ پر بہت اعتماد کرتے تھے۔

حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کے دل میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ وہ فرماتے تھے کہ صحابہؓ نبوت کے عینی گواہ ہیں اگر صحابہؓ کو اہمیت نہ دی گئی تو پورے دین سے اعتماد اٹھ جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے سیاسی طور پر ایسے لوگوں سے ''اشتراک'' کیا جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تنقید کرتے تھے تو حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ نے دلبرداشتہ ہوکر جمعیت علماء اسلام سے استعفیٰ دیدیا حالانکہ مفتی محمود رحمہ اللہ کا فیصلہ خلوص پر مبنی تھا اور حضرت مفتی محمود رحمہ اللہ بھی صحابہ رضی اللہ عنہم کے پروانے تھے مگر قاضی صاحب رحمہ اللہ وقتی اشتراک'' کو بھی برداشت نہ کرسکے۔ یہاں سے آپ کی اخلاص کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آج کل اکثر آدمی ''شہرت'' کے مریض ہیں، خود کو ''نمایاں'' کرنے کے لیے وہ کتنے ''پاپڑ بیلتے'' ہیں، عہدوں کا لالچ ہوتا ہے مگر حضرت مرحوم رحمہ اللہ کے دل کے اندر ان ''فانی'' چیزوں کی کوئی قدر نہ تھی۔

قاضی صاحب رحمہ اللہ کی کس کس ادا کا ذکر کیا جائے گا، وہ بڑے عظیم انسان تھے اور پوری عظمت کے ساتھ زندگی گزار کر ''سوئے عقبیٰ'' روانہ ہوگئے۔

کسی کی مخالفت کی پرواہ کیے بغیر وہ مسلک حق کی وکالت کرتے تھے، فتنہ سبائیت، فتنہ منکرین حدیث، فتنہ پرویزیت، فتنہ مماتیت، فتنہ مرزائیت کے خلاف انہوں نے جو روشن کارنامے سرانجام دیئے رہتی دنیا تک وہ یادر ہیں گے۔

حضرت ہر خاص و عام میں مقبول تھے یہی وجہ ہے کہ جب آپ کا جنازہ اٹھا تو ہر آنکھ اشکبار تھی، جنازے میں ''تاحد نگاہ انسان ہی انسان تھے'' علماء وطلباء، امراء وغرباء، ڈاکٹر و وکلا، غرضیکہ ہر طبقہ کے لوگ آپ کے جنازے میں نظر آرہے تھے۔ حق چار یارؓ کے نعروں کی گونج میں آپ کی میت کو گورنمنٹ کالج چکوال لایا گیا یہاں پر آپ کی نماز جنازہ حضرت مولانا قاضی ظہیب احمد عمر نے پڑھائی، بعدازاں آپ کو اپنے آبائی گاؤں ''بھیں'' لے جایا گیا یہاں پر دوسری نماز جنازہ ہوئی اور پھر ہزاروں آہوں اور سسکیوں میں آپ کو سپرد خاک کردیا گیا۔

آسمان تیری لحد پر شبنم افشانی کرے

❀......❀......❀......❀

[روزنامہ چکوال نامہ، کالم (۱) ...... تحریر ( جاوید اقبال ملک ]

## تاریخ ساز شخصیت ...... قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین خلیفہ مجاز شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی فاضل دارالعلوم دیوبند تھے۔ آپ اکتوبر ۱۹۱۴ء بمطابق ۱۰ ذی الحج ۱۳۳۳ھ بمقام بھیں ضلع چکوال میں پیدا ہوئے۔ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین نے ابتدائی عربی، فارسی، قرآن وحدیث اور فقہ کی تعلیم والد ماجد حضرت مولانا کرم الدین صاحبؒ سے حاصل کی۔ اور ساتھ ساتھ دنیاوی علوم میں گورنمنٹ ہائی سکول چکوال سے میٹرک کیا۔ اس کے بعد دو سال تک گورنمنٹ پرائمری سکول بھیں میں بچوں کو تعلیم دینے کے بعد اشاعت اسلام کالج لاہور میں داخلہ لیا اور دو سال تک ۱۹۳۳ء اور ۱۹۳۴ء میں اس ادارے میں تعلیم حاصل کی اور پنجاب یونیورسٹی میں فاضل عربی کے امتحان میں اول پوزیشن حاصل کر کے کامیابی حاصل کی۔ اس کے بعد دینی علوم وفنون کی تکمیل کے لیے جامعہ عزیزیہ بھیرہ میں داخل ہوئے اور علوم وفنون پڑھے اور ۱۹۳۶ء اور ۱۹۳۷ء میں دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ سے موقوف تک پڑھنے کے بعد ۱۹۳۸ء تا ۱۹۳۹ء میں دارالعلوم دیوبند سے شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی، حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب استاد الحدیث دیوبند اور دوسرے بڑے بڑے مشائخ دیوبند علامہ شبیر احمد عثمانی، حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند، حضرت علامہ اعزاز علی صاحب اور حضرت مولانا پیر مبارک صاحب نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند سے فیض حاصل کیا۔ اور تادم آخر مختلف دینی محاذوں پر قابل قدر خدمات انجام دیتے رہے۔

حضرت قبلہ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پسماندگان میں ایک بیٹا ( قاضی ظہور الحسین صاحب ) اور چھ بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ قاضی ظہور الحسین صاحب اب حضرت قبلہ کی وصیت کے مطابق تحریک خدام اہل سنت والجماعت پاکستان کے امیر ہیں اور بہت ہی اعلیٰ پائے کے عالم وفاضل اور ہر دلعزیز شخصیت کے مالک ہیں۔

میں اکثر سوچتا ہوں کہ ہمارے جیسے لوگ یوں ہی دنیا میں آتے ہیں اور وقت ضائع کر کے چلے جاتے ہیں ایک یہ شخص تھا کہ ایک تحریک تھا جس نے اپنی ساری زندگی ایک جہد مسلسل میں گزار دی اور حقیقت تو یہ ہے کہ اپنا نام امر کر گیا۔

نئی بات ہے کہ یہ جنازے استصواب کی حیثیت رکھتے ہیں۔ کہ خلق خدا اپنے خدا کے سامنے جانے والے کے بارے میں کیا شہادت پیش کرتی ہے۔ چکوال شہر نے جو منظر ۲۶ جنوری ۲۰۰۴ء کو وکیل صحابہؓ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین کی نماز جنازہ کا دیکھا وہ ایک عوامی استصواب سے کم نہ تھا۔ بھون چوک سے کاٹن گراؤنڈ تک لوگ ہی لوگ تھے پولیس کی بھاری نفری چوکس تھی یقیناً اتنے بڑے ہجوم کو کنٹرول کرنا بڑی مہارت کا کام ہے۔ بالکل اسی طرح حضرت قبلہ کے آبائی گاؤں بھیں میں لوگوں کی کثیر تعداد نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔

اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کی مغفرت کرے اور ان کے بیٹے حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین صاحب کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین

## قابل ستائش:

حضرت قاضی صاحب کے جنازے کے موقع پر لوگوں کی کثیر تعداد کو کامیابی سے کنٹرول کرنے پر یقیناً ایس ایس پی چکوال چوہدری خان زمان لنگڑیال، اے ایس پی چکوال اشفاق احمد صاحب اور دیگر پولیس کے اہلکار، ٹریفک پولیس اور ضلعی حکومت مبارکباد کی مستحق ہے۔

[ یکم فروری ۲۰۰۴ء ]

۞ ...... ۞ ...... ۞ ...... ۞
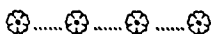
**[روزنامہ چکوال نامہ کالم (۲) ...... ...... تحریر: ابن یوسف]**

# موتُ العالِم، موتُ العالَم

جب میں نے ہوش سنبھالا تو میرے آبائی گاؤں جھاٹلہ تحصیل تلہ گنگ میں دوروزہ سالانہ سنی کانفرنس منعقد ہوتی تھی۔ ہر سال جولائی کے مہینے میں اس کانفرنس کے انعقاد سے قبل اس کے اشتہارات پورے علاقے میں دیواروں پر چسپاں کئے جاتے تھے۔ جن پر نمایاں حروف میں ایک عظیم مذہبی شخصیت کا نام لکھا ہوتا تھا اور پھر سنی کانفرنس کے شروع ہونے پر ایک ویگن کو جس پر تحریک خدام اہل سنت والجماعت کا پرچم لگا ہوا ہوتا تھا۔ مسجد بن والی کے سایہ دار پیپل کے درختوں کے نیچے پہنچتے ہی سارا مجمع لپک کر گھیر لیتا تھا۔ جس کی فرنٹ سیٹ پر ایک بزرگ شخصیت سے ملنے کے لیے ہر شخص بے تاب ہوتا تھا۔

میں نے بھی انہی کانفرنسوں کے دوران اس عظیم شخصیت کو دیکھا اور وقت کے ساتھ ساتھ اس شخصیت کے ساتھ میری عقیدت بڑھتی چلی گئی۔ یہ عظیم شخصیت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ کی تھی۔ جنہوں نے آخری وقت تک اس سالانہ سنی کانفرنس کی سرپرستی فرمائی اور سرزمین تلہ گنگ کے عوام کو دینی مسائل وعلوم سے آگاہ کیا۔ جس کے نتیجے میں آج میرے گاؤں سمیت پوری تحصیل تلہ گنگ میں اس شخصیت کے چاہنے والوں کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ اور یہ ہزاروں لوگ گذشتہ روز اپنے عظیم قائد ومبلغ کی وفات پر دل گرفتہ تھے اور اس روز ہر شخص ان کے جنازے میں شرکت کے لیے چکوال کی طرف رواں دواں تھا۔

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی کے خلیفہ مجاز بھی تھے۔ جمعیت علمائے اسلام پاکستان کے مرکزی امیر اور متحدہ مجلس عمل کے سیکرٹری جنرل مولانا فضل الرحمٰن کی چکوال آمد کے موقع پر مجھے ان کے ہمراہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین کے ہاں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس موقع پر جے یو آئی پنجاب کے امیر مولانا محمد عبداللہ اور دیگر اکابرین بھی ہمراہ تھے۔ ہم سب لوگ ملاقات کے لیے مدنی جامع مسجد کے عقب میں واقع حضرت مولانا قاضی مظہر حسین کی رہائش گاہ پر پہنچے تو ان کے مریدین اور عقیدت مندوں کی ایک بڑی تعداد پہلے ہی وہاں موجود تھی۔ ہمیں ایک بیٹھک میں بٹھایا گیا۔ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین شدید علالت کے باعث بیٹھک کے اندر ایک کمرے میں موجود تھے۔ جس کے تنگ ہونے کے باعث ہمیں صرف ان کی زیارت کی سعادت حاصل ہوئی جب کہ مولانا فضل الرحمٰن اور دیگر مہمانوں نے چالیس منٹ تک حضرت مولانا قاضی مظہر حسین سے ملاقات کی۔ اس موقع پر مولانا فضل الرحمٰن نے قاضی مظہر حسین سے درخواست کی کہ وہ ہماری رہنمائی کے ساتھ ساتھ ماضی کی طرح جے یو آئی پر اپنا دست شفقت رکھیں۔ اس کے جواب میں قاضی مظہر حسین نے فرمایا کہ اللہ رب العزت آپ کو دین کی خدمت کی توفیق دے۔ میری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ اس آخری ملاقات سے قبل اپنی زندگی میں مجھے سینکڑوں مرتبہ اس عظیم مذہبی شخصیت سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا اور میں نے ہر مرتبہ انہیں بے حد شفیق اور مہربان پایا۔

۱۹۹۱ء کے بلدیاتی انتخابات کے موقع پر میں نے روزنامہ جنگ کے اپنے ایک کالم میں ضلع چکوال کے اندر سیاسی حوالے سے تحریک خدام اہل سنت والجماعت کی سیاسی پوزیشن کا جائزہ لیتے ہوئے یہ تجویز پیش کی کہ اس جماعت کو بھی عملی سیاست میں آنا چاہیے۔ اس کالم کی اشاعت کے چند ہفتے بعد حضرت

مولانا قاضی مظہر حسین سے جہانلہ میں ایک تفصیلی ملاقات ہوئی جس میں میرے سیاسی تجزیئے کے حوالے سے حضرت نے اتفاق کرتے ہوئے یہ عندیہ دیا کہ اس مرتبہ جماعت کچھ علاقوں میں اپنے حمایت یافتہ امیدوار سامنے لائے گی اور پھر انتخابی عمل میں تحریک خدام اہل سنت والجماعت کے حمایت یافتہ متعدد امیدوار کامیابی سے ہمکنار ہوئے۔ تاہم ان انتخابات میں پہلی مرتبہ تحریک خدام اہل سنت کی اہمیت اور حیثیت ضلع چکوال میں نمایاں طور پر ابھر کر سامنے آئی۔ اسی اثناء میں ایک مرتبہ اس وقت کے ایم۔ این۔ اے راجہ محمد افسر مرحوم نے اسلام آباد میں ملاقات کے دوران حضرت مولانا قاضی مظہر حسین سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی۔ جس کے نتیجے میں میں نے چکوال آکر حضرت سے رابطہ کیا تو انہوں نے کمال مہربانی کرتے ہوئے راجہ محمد افسر ایم۔ این۔ اے سے ملاقات کی۔ جس میں راجہ محمد افسر نے زکوٰۃ کے مسئلے پر حضرت سے مفید معلومات حاصل کیں اور یہ ملاقات کرانے پر راجہ محمد افسر مرحوم ہمیشہ میرے ممنون رہے اور جب بھی ان سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے حضرت سے ملاقات کا تذکرہ کیا کہ اس کے نتیجے میں مجھے دینی علوم بالخصوص زکوٰۃ کے معاملات پر بے حد مفید معلومات حاصل ہوئیں۔ اپنی چالیس سالہ قربت کے دوران میں نے محسوس کیا کہ حضرت مزاج کے حوالے سے جتنے نرم اور حلیم تھے۔ دین اور فقہ کے معاملے میں ان کا موقف اتنا ہی سخت تھا اور وہ دینی علوم کے معاملے میں لچک کے قائل نہیں تھے۔ یہی وجہ تھی کہ دینی مسائل پر انہوں نے کبھی لچک کا مظاہرہ نہیں کیا جس کے نتیجے میں ان کے اکثر علماء کرام سے اختلاف بھی کرتے رہے۔ اکثر مواقع پر بات چیت کے دوران وہ سیاست سے بیزاری کا اظہار کرتے تھے۔ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین آج ہمارے درمیان نہیں لیکن ان کی جلائی ہوئی شمع ہمیشہ روشن رہے گی۔ ان کے ہزاروں شاگرد اور درجنوں تصانیف مدتوں تک ان کے مریدین اور عقیدت مندوں کے لیے روشنی کا چراغ بن کر انہیں اپنی تابناکیوں سے منور کرتی رہے گی۔

❀......❀......❀......❀

# اخبارات آزاد کشمیر

مدرسہ عربیہ قاسم العلوم نعمان پورہ کے ناظم مولانا قاری محمد انور نے مجاہد آزادی شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنی کے پاکستان میں آخری خلیفہ مولانا قاضی مظہر حسین آف چکوال کی وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ان کی موت سے پاکستان کے دینی علمی اور روحانی حلقوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ مولانا قاری محمد انور نے کہا کہ مرحوم مسلک اہل سنت والجماعت حنفی دیوبندی کے مینارہ نور تھے۔ جنہوں نے آخری دم تک مسلک حق کی حفاظت کی اور باطل فرقوں کی سرکوبی کے لیے اپنی پوری توانائیاں خرچ کی ہیں۔ جن کے ہزاروں شاگرد اور مرید اس وقت ملک و بیرون ملک میں اپنے مشن کی تعلیم و تدریس میں مصروف ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مرحوم نے اس دور کے سب سے بڑے فتنہ مودودیت کو بے نقاب کرنے میں جو تاریخی اور نمایاں کارنامہ انجام دیا ہے وہ آنے والی نسلوں کے لیے راہ حق کی راہنمائی کرتا رہے گا۔ حضرت کی وفات پر مدرسہ عربیہ قاسم العلوم نعمان پورہ میں قرآن خوانی کر کے مرحوم کو ایصال ثواب کیا گیا۔

❁ …… ❁ …… ❁ …… ❁
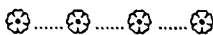
باب 12
قائد اہل سنت نمبر
اخباری بیانات
مذہب و مسلک کی حفاظت کے لئے مختلف
اخبارات میں کلمۂ حق کی ادائیگی کے چند نمونے
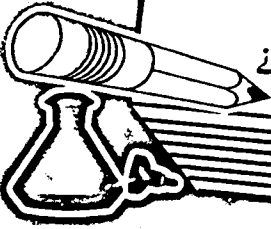
## حضرت قائدِ اہل سنتؒ نے فرمایا۔۔۔

آگ کے ساتھ بیٹھو تو آگ کا اثر، پانی کے ساتھ پانی کا اثر، ہوا کے ساتھ ہوا کا اثر، خاک کے ساتھ خاک کا اثر، یہ اربعہ عناصر کا اثر ہے، دو چیزیں آپس میں مل جائیں تو ایک کا دوسرے پر اثر ہوتا ہے، تو اللہ کی کائنات میں سب سے بڑی ذات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہے۔ تو آپ کی صحبت کا اثر ہوگا یا نہیں؟ جیسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں ایسے ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنگت کا بھی کوئی اثر ہوگا (حق چار یارؓ اگست 2004ء)

[روزنامہ جنگ راولپنڈی، اسلام آباد]

# پاکستان میں صرف حنفی فقہ کا نفاذ ہی ہوسکتا ہے

## ہر فرقے کے لئے علیحدہ قوانین کا نفاذ ممکن نہیں

چکوال ۳ / مارچ (پ ر) تحریک خدام اہل سنت پاکستان کے بانی و امیر اور تحفظ اسلام پارٹی کے رہنما مولانا قاضی مظہر حسین نے ایک بیان میں صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق کے اس بیان کی بھرپور تائید کی کہ ''چونکہ ملک میں سنی مسلمانوں کی اکثریت ہے اس لئے پاکستان میں صرف حنفی فقہ کا نفاذ ہوگا اور ملک میں ہر فرقہ کے لئے علیحدہ قوانین کا نفاذ ممکن نہیں'' مولانا نے کہا کہ صدر مملکت کے اس اعلان سے ہمیں خوشی ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ چونکہ حنفی سنی قانون اصولی طور پر نظام خلافت راشدہ پر مبنی ہے اس لئے اہل سنت والجماعت کے مطالبہ کے پیش نظر نظام خلافت راشدہ کی اتباع کا اعلان کر کے سنی حنفی فقہ کی بنیاد کا تحفظ کیا جائے۔ مولانا نے کہا کہ دین کی اصل بنیاد کتاب اللہ کے بعد سنت رسول اللہ ہے سنت سے مراد حضور ﷺ کا وہ طریقہ اور عمل ہے جن کا حضور ﷺ نے حکم دیا ہے یا جن کی ترغیب دی ہے یا جن سے منع نہ کیا ہے۔ سنت رسول کا مفہوم شرعاً بہت وسیع اور جامع ہے اور قرآنی احکام پر عمل کرنے کا صحیح اور کامل نمونہ حضور کی سنت مقدسہ ہے۔ مولانا نے کہا کہ جس طرح حضور کی سنت کتاب اللہ کے علوم و احکام کے حصول کا واسطہ اور ذریعہ ہیں اسی طرح جماعت مصطفیٰ بھی مابعد کی امت تک سنت مصطفیٰ کو علمی و عملی ہر حیثیت سے صحیح طور پر پہنچانے کا واحد ذریعہ ہے اگر جماعت مصطفیٰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شریعت و سنت کے حصول کے لیے شرعی واسطہ تسلیم نہ کیا جائے تو پھر دین کامل اور شریعت محمدیہ ﷺ کے مکمل طور پر حاصل کرنے کا عالم اسباب میں اور کوئی ذریعہ نہیں اسلامی قانون کے نفاذ اور جاری کرنے اور چلانے کے لئے حضور کی معاون و مددگار یہی مقدس جماعت مصطفیٰ تھی۔ حضور ﷺ کی جماعت جیسی نہ پہلے جماعت ہوئی ہے اور نہ آئندہ پیدا ہوگی۔ نظام مصطفیٰ کا نقشہ ہمیں جماعت مصطفیٰ ہی سے ملا ہے۔ حضور ﷺ کے بعد اسی مقدس جماعت نے حضور ﷺ کے نافذ کردہ اسلامی قانون کے جلوے خلافت راشدہ کے پرچم تلے فتوحات اسلامیہ کے ذریعے ایران، مصر، شام، عراق، افریقہ اور کابل قندھار تک پھیلائے اس لئے اگر ہم دیانتداری سے اسلامی قانون جاری کرنا چاہتے ہیں تو ہمارے لئے بھی اسلامی نمونہ وہی ہے جو خلافت راشدہ کا ہے۔ مولانا نے کہا کہ فقہ حنفی اور خلافت راشدہ کا اصل اصول کلمہ طیبہ

ہے اور یہی قیام پاکستان کے وقت نعرہ لگایا گیا تھا۔ یہی اصلی کلمہ اسلام حضرت محمد ﷺ کے دور رسالت اور دور خلافت راشدہ سے لے کر آج تک اجتماعی طور پر ملت اسلامیہ تسلیم کرتی چلی آئی ہے اور اس سے ملت اسلامیہ کی وحدت قائم ہے لیکن آج بعض لوگوں نے اس کلمۂ اسلام کے الفاظ میں اضافہ کر کے چند جملے بڑھا دیئے ہیں اس لئے ضروری ہو گیا ہے کہ قانوناً اصلی کلمۂ اسلام کا تحفظ کیا جائے اور اس میں اضافہ قانوناً ممنوع قرار دیا جائے۔ مولانا نے کہا کہ ہماری تحریک کا مقصد مروجہ سیاسی محاذات اور گردوپیش کے خطرات سے بالاتر ہو کر مذہب اہل سنت والجماعت کی بنیاد پر سنی مسلمانوں کو متحد ومنظم کرنا ہے۔ [۳ مارچ ۱۹۷۹ء]

⊛ ...... ⊛ ...... ⊛ ...... ⊛

## زکوٰۃ کمیٹیوں کی نوعیت صرف دنیوی اور سیاسی نہیں بلکہ دینی اور شرعی ہے

### نظام زکوٰۃ وعشر پر مکمل ایمان نہ رکھنے والوں کو ان میں نمائندگی نہ دی جائے

چکوال ۹ راگست (پ ر) تحریکِ خدام اہل سنت پاکستان کے بانی وامیر حضرت مولانا قاضی مظہر حسین نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ زکوٰۃ کمیٹیوں میں شیعوں کی رکنیت ختم کردی جائے۔ انہوں نے ایک بیان میں کہا ہے کہ متعدد مقامات سے یہ اطلاعات آئیں ہیں کہ زکوٰۃ کمیٹیوں میں بعض ایسے افراد کو بھی ممبر بنایا گیا ہے جن کی دیانت وامانت قابل اعتماد نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ حقیقت مخفی نہیں ہے کہ مجوزہ کمیٹیوں کی نوعیت صرف دنیوی اور سیاسی نہیں بلکہ خالص دینی اور شرعی ہے کیونکہ مثل نماز کے زکوٰۃ بھی ایک عبادت ہے جس کا حکم قرآن حکیم میں ہے اور سورۃ الحج کی آیت تمکین میں نظام صلوٰۃ اور زکوٰۃ کو قرآن کے موعودہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے فرائض میں شمار کیا گیا ہے ''یعنی یہ مہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہم ایسے لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو زمین میں تمکین واقتدار دیں تو وہ نماز قائم کریں گے اور زکوٰۃ دیں گے اور ہر معروف (نیکی) کا حکم دیں گے اور ہر منکر (برائی) سے روکیں گے'' مولانا نے کہا کہ اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ افضل الخلفاء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خلافتِ نبوت پر متمکن ہونے کے بعد جب بعض لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا (حالانکہ وہ کلمہ اسلام، نماز، روزہ اور حج کا انکار نہیں کرتے تھے) تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے جہاد کیا اور دور رسالت اور دورِ خلافتِ راشدہ میں انہیں لوگوں کو تحصیل زکوٰۃ پر مامور کیا جاتا تھا جو فرض زکوٰۃ کے معتقد ہوتے تھے لیکن یہ امر انتہائی تعجب خیز

ہے کہ زکوۃ کمیٹیوں میں شیعوں کو بھی ممبر بنایا جارہا ہے جو اعتقاداً زکوۃ کے منکر نہیں ہیں لیکن وہ شیعہ مذہب کی بنیاد پر صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹر آف پاکستان کے نافذ کردہ قانون زکوۃ کو صحیح نہیں تسلیم کرتے۔ مولانا قاضی مظہر حسین نے مفتی جعفر حسین صدر تحریک نفاذ فقہ جعفریہ پاکستان کے بعض بیانات کا حوالہ دیتے ہوئے کہا ان کے بقول فقہ جعفریہ کے مطابق ۹ چیزوں پر زکوۃ واجب ہے۔ سونے، چاندی اور نوٹوں پر زکوۃ واجب نہیں بلکہ سکوں پر ہے اور پھر یہ کہ شیعوں سے زکوۃ وصول شدہ رقم شیعوں پر ہی صرف ہو سکتی ہے۔ عشر بھی زمین پر سرے سے واجب نہیں یہ صرف اس سرکاری زمین پر ۱۰ فیصد لگتی ہے جو مزارعین کو پٹہ پر دی جائیں۔ مفتی جعفر حسین نے کہا کہ فقہ جعفریہ کے نزدیک نقدی پر قطعاً کوئی زکوۃ نہیں جبکہ سونے چاندی کی صورت میں سکے نہ ہوں تو زکوۃ کا کوئی جواز نہیں مفتی جعفر حسین نے بتایا کہ صوبہ پنجاب سے اہل تشیع نے ان کی اپیل پر اب تک بیس سے پچیس کروڑ روپیہ بنکوں سے نکلوایا ہے'' قائد تحریک فقہ جعفریہ پاکستان علامہ مفتی جعفر حسین مجتہد نے شیعان پاکستان کو ہدایت کی وہ کسی بھی زکوۃ کمیٹی کا رکن نہ بنیں اور زکوۃ و عشر کمیٹیوں کی تشکیل کا بائیکاٹ کر دیں۔ کیونکہ فقہ جعفریہ میں عشر کا کوئی جواز نہیں'' مولانا قاضی مظہر حسین نے ان مذکورہ بیانات کی طرف توجہ دلانے کے بعد کہا یہ بھی ملحوظ رہے کہ مفتی جعفر حسین کے مندرجہ بیانات کو شیعہ سپریم کونسل پاکستان کی مکمل تائید حاصل ہے جو تمام شیعہ علماء وزعماء پر مشتمل ہے اور اس میں کسی شیعہ عالم کا اختلاف نہیں ہے۔ مولانا قاضی مظہر حسین نے کہا ہے کہ یہ خالص مذہبی اور شرعی مسئلہ ہے اس لئے زکوۃ کمیٹیوں کی تشکیل اسلامی اصول وضوابط اور تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے صدر مفتی جعفر حسین کے واضح بیانات کے پیش نظر ہونی چاہیے۔ انہوں نے کہا زکوۃ کمیٹی میں مروجہ رواداری اور وسعت قلبی کا کوئی دخل نہیں ہو سکتا کہ محض شیعوں کو ان کی دلداری کے لئے اس شرعی نظام کا نمائندہ بنا دیا جائے جس کے وہ اپنے مذہب کی بنیاد پر منکر ہیں اور سوائے سونے چاندی کے سکوں کے ان کے نزدیک کرنسی نوٹوں اور سونے چاندی کے ڈھیروں پر بھی زکوۃ نہیں ہے اور نہ ہی ان پر عشر لازم آتا ہے۔ مولانا نے کہا کہ اگر شیعوں کو زکوۃ کمیٹی کا ممبر بنانا ضروری ہو تو پھر حکومت کو چاہیے کہ پاکستان میں سونے اور چاندی کے سکے رائج کردے (۲) یا صدر تحریک نفاذ فقہ جعفریہ پاکستان مفتی جعفر حسین سے یہ واضح اعلان کرادے کہ وہ صدر مملکت کے نافذ کردہ قانون زکوۃ کو تسلیم کرتے ہیں اور سونے چاندی کی زکوۃ اور نجی زمینوں کا عشر ادا کریں گے اگر ان دو صورتوں میں سے حکومت کوئی صورت اختیار نہ کرے تو پھر زکوۃ کمیٹی کی سطح پر بھی شیعوں کو ممبر بنانا شرعی اصول وضوابط کے خلاف ہے۔ اس

طریق کار سے زکوٰۃ کمیٹیوں میں انتشار پیدا ہوگا جس کی وجہ سے عملاً زکوٰۃ کمیٹیاں ناکام ہوجائیں گی اور اسلامی قانون کے مخالفین ومنکرین اور کمیونسٹ واشتراکی لوگوں کو اسلام کو بدنام کرنے کا ایک زریں موقعہ مل جائے گا۔ مولانا نے کہا کہ جس طرح کسی کیمونسٹ کو کسی اسلامی قانون کی نمائندگی کمیٹی کا ممبر نہیں بنایا جا سکتا اور فرض نماز کے منکر کو نماز کا امام یا مقتدی نہیں بنایا جا سکتا اسی طرح جب تک شیعہ علماً صدر مملکت کے نافذ کردہ قانون زکوٰۃ کو واضح طور پر تسلیم نہ کریں شیعوں کو نظام زکوٰۃ کا محصل اور محافظ قرار نہیں دیا جا سکتا انہوں نے زکوٰۃ کمیٹی کے صدر کے نام ایک پیغام بھیجا ہے۔ مولانا نے کہا اسلام کے نام پر دو متضاد قوانین کا نفاذ بالکل بے معنی ہے۔ بطور پبلک لاء صرف فقہ حنفی کا قانون نافذ کیا جائے دوسرے اقلیتی مسلم فرقوں کی شخصی معاملات کے فیصلے ان کے اپنے فقہی مذہب کے مطابق کئے جانے کی علماء نے اجازت دی ہے لیکن پبلک لاحنفی فقہ کے مطابق نافذ کیا جائے اور خلافت راشدہ کے معیاری دور کی پیروی میں قرآن و سنت پر مبنی اسلامی نظام حکومت قائم کر کے پاکستان کو ایک مثالی مملکت بنا کر اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔ [۱۰/اگست ۱۹۷۹ء]

❁......❁......❁......❁

## سنت مطہرہ سے وابستہ ہو کر مسلمان دنیا میں سربلند ہو سکتے ہیں۔

### صدر مملکت خلافت راشدہ کے اتباع کی تصریح کے ساتھ اسلامی نظام کا دوٹوک اعلان کریں

[قاضی مظہر حسین]

چکوال ۳/دسمبر (نامہ نگار) تحریک خدام اہل سنت پاکستان کی دسویں سالانہ سنی کانفرنس یہاں سے ۱۵ کلومیٹر دور قصبہ بھیں میں شروع ہوگئی۔ اضلاع جہلم، سرگودھا، میانوالی، ڈیرہ اسماعیل خان، ملتان، راولپنڈی، آزاد کشمیر، پشاور، گجرات، اٹک اور ایبٹ آباد اور دور دراز مقامات سے تعلق رکھنے والے متعدد علمانے بھی اجلاس میں شرکت کی۔ تحریک کے بانی مولانا قاضی مظہر حسین نے پہلے روز جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ یکم محرم کو صدر مملکت جنرل ضیاء الحق نے جس نظامِ اسلام کا اعلان کیا ہے وہ ناکافی ہے اس میں خلافتِ راشدہ کی پیروی کا ذکر نہیں۔ حالانکہ کتاب وسنت پر مبنی نظام اسلام کا کامل اور جامع نمونہ خلافتِ راشدہ کا نظام ہے۔ انہوں نے کہا کہ خلافتِ راشدہ کا نظام حضرت صدیق اکبرؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علی المرتضیٰؓ نے نافذ فرمایا تھا اس لئے جنرل ضیاء الحق

نظام خلافتِ راشدہ کے اتباع کی تصریح کے ساتھ اسلامی نظام حکومت کا دوٹوک اعلان کر دیں۔ خلافتِ راشدہ امتِ مسلمہ کے لئے وہ معیاری نمونہ حکومت ہے جو اللہ تعالیٰ کے قرآنی وعدۂ خلافت کے تحت خلفائے راشدین نے نافذ فرمایا تھا۔ انہوں نے کہا کہ آج کل پاکستان میں جس قدر فسادات برپا ہیں ان سے امتِ محمدیہ ﷺ کو بچانے کے لئے اگر کوئی نسخہ شفا ہوسکتا ہے تو وہ ارشادِ نبوی کا نظام ہے سنتِ مطہرہ کے دامن سے وابستہ ہوکر مسلمان دنیا میں سربلند ہو سکتے ہیں۔ محض اسلام کا دعویٰ دنیوی اور اخروی ذلت سے نہ بچا سکے گا۔ [۳۱ دسمبر ۱۹۷۸ء]

❁......❁......❁......❁
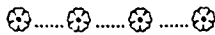
## قرآن وسنت کے منافی اسلامی نظام قبول نہیں کیا جائے گا

**خلفائے راشدین کی معیاری خلافت قیامت تک امت مسلمہ کے لئے ایک کامل نمونہ حکومت الٰہیہ ہے۔**

چکوال ۵ فروری (پ ر) پاکستان تحفظ اسلام پارٹی کے رہنما اور تحریک خدام اہل سنت پاکستان کے بانی مولانا قاضی مظہر حسین نے گزشتہ روز سرکال مائر کے مقام پر ایک سنی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ایسا اسلامی نظام قابل قبول نہیں ہوگا۔ جو قرآن وسنت کے مطابق نہ ہو۔ کیونکہ آج تک اسلامی حکومت کے اعلان کے ساتھ خلافت راشدہ کی اتباع کا کہیں ذکر نہیں کیا گیا۔ مولانا نے کہا کہ صحیح اسلامی نظام حکومت وہی ہوسکتا ہے جو امام الانبیاء والمرسلین خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد اصحاب رسول ﷺ کی معاونت اور نصرت سے چاروں خلفائے راشدین امام الخلفاء حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، خلیفہ سوم حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور خلیفہ چہارم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے اپنے دورِ خلافت میں قائم فرمایا تھا۔ مولانا نے کہا ان چار خلفاء کی خلافت راشدہ خداوند عالم کی عطا کردہ وہ موعودہ خلافت خاصہ ہے۔ جس کا ذکر قرآن مجید کی سورۃ الحج کی آیت تمکین اور سورۃ النور کی آیت استخلاف میں فرمایا گیا ہے۔ انہوں نے کہا خلفائے راشدین کی یہی وہ معیاری خلافت ہے جو اللہ تعالیٰ کی خصوصی نصرت سے قائم کی گئی تھی اور جو قیامت تک امت مسلمہ کے لئے ایک کامل اور مقبول ترین نمونہ حکومت الٰہیہ ہے۔ بانی تحریک مولانا قاضی مظہر حسین نے کہا کہ پاکستان کے سنی علماء ومشائخ اور سنی لیڈران سیاست کی خدمت میں میری خصوصی عرضداشت یہی ہے کہ آپ گرمجوشی سے صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق سے خلافت راشدہ کا نظام نافذ کرنے کا مطالبہ کریں تو

کوئی وجہ نہیں کہ جنرل موصوف اس مطالبہ کو نظر انداز کر دیں۔ مولانا نے کہا مسلمانان پاکستان کے لئے یہ بڑا آزمائشی وقت ہے کہ وہ کائنات کے قرآنی وعدے کے مطابق خلفائے راشدین کی خلافت راشدہ سے اپنی شرعی وفاداری کا ثبوت دیتے ہیں یا عملاً بے وفائی کر کے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو دعوت دیتے ہیں۔ مولانا نے کہا کہ اگر جنرل محمد ضیاء الحق صاحب پاکستان میں خدا کا پسندیدہ اسلامی نظام حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے کامل مثال اور نمونہ خلافت راشدہ کا وہ نظام ہے جو خاتم النبیین رحمت للعالمین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد (قرآن مجید پارہ ۱۸ سورۃ النور رکوع سات کی آیت خلافت کے تحت) حسب وعدہ خداوندی خلفائے راشدین نے قائم فرمایا تھا۔ [۲۱ فروری ۱۹۷۹ء]

❁ ...... ❁ ...... ❁ ...... ❁

## خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا دور اسلامی نظام کا صحیح اور کامل نمونہ ہے
## قرآن وسنت پر مبنی قوانین خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی اتباع میں بنائے جائیں
## (مولانا قاضی مظہر حسین)

چکوال ۲۳ دسمبر (پ ر) ادارہ خدام اہل السنت والجماعت پاکستان کی گیارہویں سالانہ تبلیغی سنی کانفرنس بھیں کے آخری اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا قاضی مظہر حسین بانی ادارہ خدام اہل سنت پاکستان وخطیب جامع مسجد مدنی چکوال نے کہا کہ قرآن وسنت کے اصولوں کے تحت خلفائے راشدین کا قائم کردہ نظامِ حکومت ہر دور میں اسلامی حکومت کا ایک معیاری نمونہ ہے جس کو خلافت راشدہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اب حکومت کا کام ہے کہ وہ اپنا نظام قرآن وسنت پر مبنی خلفائے راشدین کی اتباع میں بنائے۔ اسلامی نظام کا صحیح اور کامل نمونہ وہی نظام حکومت ہے جو خلفائے راشدین خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، خلیفہ سوم حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور خلیفہ چہارم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے نافذ فرمایا تھا ان میں کوئی اصولی اختلاف نہیں ہے۔ البتہ اپنے اپنے دور خلافت میں چاروں خلفاء نے اجتہادی اور فروعی مسائل میں اپنے اپنے اجتہاد کی روشنی میں عمل کیا جو محلِ اعتراض نہیں ہوسکتا۔ انہوں نے کہا کہ نظام خلافت راشدہ قیامت تک کے لئے ایک مثالی، کامل ومکمل نظام حکومت ہے۔ جس کی پیروی میں مسلم ممالک نظامِ شریعت نافذ کرسکتے ہیں۔ مولانا قاضی مظہر حسین نے کہا کہ مسلمانانِ اہل سنت والجماعت صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق چیف مارشل لاء

ایڈمنسٹریٹر کے اس خط کی پرزور تائید کرتے ہیں جو انہوں نے ۲۴ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ کو چودھویں صدی ہجری کے آخری سال کی تاریخی خوشی کے موقع پر تحریر کیا تھا۔ اسی خط کی روشنی میں پرزور اپیل کرتے ہیں کہ وہ خلافتِ راشدہ کی تصریح کے ساتھ پاکستان میں اسلامی نظامِ حکومت قائم کر کے اپنا اسلامی فریضہ ادا کریں انہوں نے شہادت حسین رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ نواسۂ رسول ﷺ جگر گوشہ بتول جنت کے جوانوں کے سردار حضرت امام حسین علیہ السلام دین و شریعت کے علمبردار تھے۔ آپ نے یزیدی اقتدار کے مقابلہ میں جس مؤقف کو حق سمجھا اس پر ثابت قدم رہ کر جام شہادت نوش فرمایا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کی مقدس زندگی کا مقصد عظیم حضور اکرم خاتم النبیین ﷺ کی سنتِ جامعہ اور شریعت مقدسہ کی اتباع و حفاظت تھا۔ آپ خلوص و تقویٰ کے پیکر تھے۔ آپ کی زندگی میں تلاوت قرآن ذکر و نماز اور صبر و استقامت کے انوار نمایاں ملتے ہیں۔ تمام مسلمان خلاف شرع امور سے خود بچیں اور دوسرے بھائیوں کو بھی بچائیں۔ سنی کانفرنس میں جن دوسرے علماء نے خطاب کیا۔ ان میں مولانا عبداللطیف جہلمی، مولانا عبداللہ خطیب اسلام آباد، مولانا امین شاہ مخدوم پور ملتان، مولانا خدایار بھکر، مولانا عزیز الرحمان راولپنڈی، مولانا اللہ یار قاضی ملتان، مولانا قاری شیر محمد لاہور، مولانا عبدالحی سرگودھا، مولانا قاری حسن شاہ لاہور اور مولانا محمد فیروز لاہور شامل ہیں۔ [جنگ راولپنڈی ۲۴ دسمبر ۱۹۷۹]

❀......❀......❀......❀

## کسی شیعہ کو زکوٰۃ کمیٹی کا ممبر نہ بنایا جائے

## ملک میں خلافت راشدہ کا نظام نافذ کیا جائے [مولانا قاضی مظہر حسین]

چکوال ۵ راگست (پ ر) تحریک خدام اہل سنت پاکستان کے بانی و امیر مولانا قاضی مظہر حسین نے ایک بیان میں صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق سے اپیل کی ہے کہ کسی شیعہ کو زکوٰۃ کمیٹی کا ممبر نہ بنایا جائے انہوں نے کہا ہے کہ حکومت نے جو زکوٰۃ کمیٹیاں قائم کرنے کا سلسلہ شروع کیا ہوا ہے اس میں کئی مقامات پر شیعوں کو بھی زکوٰۃ کمیٹی میں شامل کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ مفتی جعفر حسین صدر تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کا یہ بیان شائع ہو چکا ہے کہ شیعہ مذہب میں کرنسی نوٹوں اور سونا چاندی پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ زکوٰۃ صرف سونے چاندی کے برابر سکوں پر لازم آتی ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ شیعہ کی زکوٰۃ صرف شیعہ پر ہی خرچ کی جا سکتی ہے۔ مفتی جعفر حسین زکوٰۃ کمیٹیوں کا بائیکاٹ کرتے ہوئے یہ اعلان بھی کر چکے ہیں کہ کوئی

شیعہ زکوٰۃ کمیٹی میں شامل نہ ہو اور کوئی شیعہ حکومت کو زکوٰۃ نہ دے۔ مفتی جعفر حسین کی اپیل پر شیعوں نے تقریباً ۲۵ کروڑ کی رقم بنکوں سے نکلوائی ہے۔ مولانا قاضی مظہر حسین نے کہا ہے کہ اس کے باوجود بعض افسران زکوٰۃ کمیٹیوں میں شیعوں کو بھی شامل کر رہے ہیں۔ مولانا قاضی مظہر حسین نے اہل سنت والجماعت سے بھی پر زور اپیل کی ہے کہ جہاں کہیں زکوٰۃ کمیٹی میں شیعہ فرد کو شامل کیا جائے وہاں کے سنی ارکان زکوٰۃ کمیٹی سے احتجاجاً مستعفی ہو جائیں۔ مولانا نے کہا کہ سارے پاکستان میں شیعہ، حکومت نے جو زکوٰۃ کا نظام جاری کیا ہے کہ علی الاعلان بائیکاٹ کر رہے ہیں تو پھر رواداری کی کیا ضرورت ہے انہوں نے کہا کہ علامہ خمینی نے ایران میں شیعہ قانون جاری کر دیا ہے اور صرف مجتہدین کو وہاں لیا جا رہا ہے سنی کو نہیں لیا جا رہا تو تمہیں یہاں کیا پڑی ہے؟ تم بھی کھلم کھلا کہہ دو کہ صدر صاحب دو قانون ہم برداشت نہیں کر سکتے کہ دو اسلام ہوں۔ پرسنل لاء کی اجازت علماء نے دے دی ہے کہ اپنے گھر میں کوئی وراثت یا نکاح وغیرہ کا معاملہ ہے لیکن ملکی جو جرائم ہوں گے ان کی سزا جدا جدا ہو تو جس طرح شیعہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ ان کے مذہب میں چور کی سزا کلائی سے ہاتھ کاٹنا نہیں صرف چار انگلیاں کاٹنا ہے تو پھر ہندو جو پاکستان میں شہری ہیں اور عیسائی، مرزائی بھی کل یہ مطالبہ کریں گے کہ ان کے مذہب میں یہ سزا نہیں ہے یہ ہے تو پھر کس کس کو راضی کرو گے۔ مولانا نے کہا ہم قرآن وسنت پر مبنی اسلامی نظام جو خلافتِ راشدہ کے دور میں نافذ رہا ہے دو ٹوک اعلان کا جو مطالبہ کر رہے ہیں یہ ایک حقیقت ہے کہ خلافتِ راشدہ کے دور میں صحیح اسلامی نظام جاری ہوا اور دنیا میں اسلام کا ڈنکا بجایا گیا۔ مولانا نے کہا حکومت کے لئے بھی سوچنے اور سمجھنے کا وقت ہے ایسا نہ ہو کہ ناجائز دوسروں کی دلداری کرنے سے پاکستان کی سالمیت کو ہی خطرہ لاحق ہو جائے۔

[۱۶ اگست ۱۹۷۹ء]

# قرآن اور شرعی احکام کا کامل ترین نمونۂ عمل حضور ﷺ کی سنت جامعہ ہے

## کتاب اللہ پر ایمان رکھنے والوں پر لازم ہے کہ وہ اعتقادی اور عملی فتنوں کا سد باب کریں

چکوال ۲۷ رجنوری: امیر خدام اہل سنت پاکستان مولانا قاضی مظہر حسین نے مونا کے مقام پر ایک تبلیغی سنی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے سیرت النبی ﷺ بیان کرتے ہوئے کہا کہ تمام دینی اور شرعی عقائد و اعمال، انفرادی اور اجتماعی ملکی اور بین الاقوامی قوانین کی ماخذ کتاب اللہ کے بعد سنت رسول اللہ

ہے بلکہ کلام الٰہی (قرآن مجید) کے الفاظ وکلمات کا ثبوت بھی حضور ﷺ کی سنت وحدیث پر ہی موقوف ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ میں جن اہل ایمان کو بلا واسطہ زیارت نبوی کی نعمت عظمیٰ نصیب ہوئی ان کو ایمان بالقرآن بھی ایمان بالرسول کے واسطہ ہی سے نصیب ہوا ہے مراد خداوندی کے تحت قرآن حکیم کی تعلیم وتفسیر اور تشریح کا ثبوت بھی رسول اللہ ﷺ کی حدیث وسنت پر ہی مبنی ہے اور قرآن اور شرعی احکام کا کامل ترین نمونہ عمل بھی حضور ﷺ کی سنت جامعہ ہی ہے انہوں نے کہا کتاب اللہ اور سنت رسول پر یقین وایمان رکھنے والے مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ ھادیٔ اعظم رسول اکرم ﷺ کی سنت مقدسہ کے ساتھ اپنے ایمانی اور روحانی تعلق کا بلا خوف لومۃ لائم کھلم کھلا اظہار کر کے ان سب اعتقادی اور عملی فتنوں کا سد باب کریں جو اسلام کے نام پر سادہ لوح ناواقف مسلمانوں کو راہ حق صراط مستقیم سے ہٹا کر کفر د باطل اور الحاد وزندقہ کے جہنمی راستوں پر چلانے کی کوشش کر رہے ہیں انہوں نے کہا حقیقت یہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت مقدسہ سے نسبت کی بناء پر تمام اہل اسلام رحمت للعالمین خاتم النبیین کی شاہراہ سنت پر گامزن ہو کر فلاح دارین حاصل کر سکتے ہیں حضور ﷺ کی سنت اور اسوۂ حسنہ کی اتباع ، اللہ تعالیٰ کی محبت اور اطاعت اور جنت کے حصول کی پیروی کو شرعاً حجت تسلیم کرنا ایمان کی علامت اور اس کا انکار عدم ایمان کی نشانی ہے۔ انہوں نے کہا جماعت رسول ﷺ کے تمام افراد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم، رسالت محمدیہ ﷺ کے چشم دید گواہ ہیں مومنین کاملین کی یہی وہ جنتی جماعت ہے جن کو رب العالمین نے اپنی حکمت بالغہ کے تحت عالم اسباب میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غلبہ دین کا ذریعہ بنایا ہے اس لئے سنت رسول سے نسبت کے اظہار کے بعد جماعت رسول اللہ ﷺ سے نسبت کا اظہار بھی ضروری ہے تا کہ اس دین کامل اور راہ جنت کی پوری پوری نشاندہی ہو جائے جو مابعد کی امت کو حضور ﷺ اور آپ کی جنتی جماعت رضی اللہ عنہم کے واسطہ سے ملا ہے۔ مولانا نے کہا رسول ﷺ نے پرچم رسالت کے سایہ میں اپنی مجاہدانہ سرفروشیوں سے نصرت خداوندی کے تحت کفار کی جنگی قوتوں کی پاش پاش کر کے اصلی کلمہ اسلام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ڈنکا بجادیا۔ [۲۹ جنوری ۱۹۷۹ء]

❀......❀......❀......❀

## حضور ﷺ کو جو خصائص ملے وہ کسی پیغمبر کو عطا نہیں کئے گئے

## خلفائے راشدین کے دور میں بڑی بڑی جاہ وجلال رکھنے والی قومیں پرچم اسلام کے سامنے جھک گئیں

چکوال ۱۲؍ مارچ (پ ر) شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ سابق شیخ الحدیث دارالعلوم دیو بند کے خلیفہ مجاز و خدام اہل سنت والجماعت پاکستان کے امیر مولانا قاضی مظہر حسین نے یہاں مدنی مسجد میں جلسہ سیرت النبی ﷺ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تمام پیغمبر عیب سے پاک اور معصوم ہیں اور اپنے اپنے درجہ میں کامل ہیں۔ ہر نبی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے امت کی ہدایت کے لئے حسب ضرورت کمالات نبوت دے کر مبعوث فرمایا ہے لیکن اس آخری امت کے لئے رب العالمین نے حضور ﷺ کو خاتم النبیین بنا کر مبعوث فرمایا ہے اب کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہوگا اس لئے خالق کائنات نے آنحضرت ﷺ کو نبوت و رسالت کے سارے کمالات عطا فرما دیئے ہیں۔ نہ صرف سیرت بلکہ صورت میں بھی حضور ﷺ سب سے اعلیٰ شان رکھتے ہیں۔ معجزات محمدی ﷺ انبیائے سابقین علیہم السلام کے معجزات سے افضل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اعظم ﷺ کو ملائکہ اور انبیاء وغیرہ ساری مخلوق سے زیادہ علم عطاء فرمایا ہے۔ آنحضرت ﷺ کو جو خصائص عطا کئے گئے ہیں وہ اور کسی کو نہیں عطا کئے گئے۔ عالم دنیا، عالم برزخ اور عالم آخرت وغیرہ تمام جہانوں میں حضور ﷺ ہی کو سیادت و امامت حاصل ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے ''میں قیامت کے دن تمام اولاد آدم کا سردار ہوں گا اور مجھے فخر نہیں ہے اور میرے ہاتھ میں اللہ کی حمد کا جھنڈا ہوگا اور مجھے فخر نہیں ہے اور حضرت آدم اور تمام انبیاء میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور مجھے فخر نہیں ہے۔ (مشکوۃ شریف)'' مولانا قاضی مظہر حسین نے کہا کہ علاوہ ازیں نبی کریم رحمت للعالمین خاتم النبیین ﷺ کو قیامت میں تمام بنی آدم کے لئے شفاعت کبریٰ کا مقام نصیب ہوگا۔ آنحضرت ﷺ ہر اعتبار سے رسول کامل ہیں۔ خالق کائنات نے اپنی مخلوق میں آپ ﷺ جیسا باکمال نہ پہلے پیدا کیا ہے اور نہ آئندہ پیدا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے (قرآن مجید پارہ ۲۶ سورہ الفتح رکوع ۴ آیت ۲۸ میں) فرمایا۔ ''اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا ہے تاکہ وہ اللہ اس سچے دین کو باقی تمام ادیان (باطلہ) پر غالب کر دے اور اللہ کافی ہے اس کی گواہی دینے والا''۔ مولانا قاضی مظہر حسین نے کہا اس عظیم قرآنی پیشنگوئی کے وقوع میں بھی کوئی

اہل عقل وانصاف انکار نہیں کرسکتا کہ اسلام نے اپنے ظہور کے بعد بڑی بڑی ابلیسی طاقتوں کو زیر و زبر کر دیا۔ مولانا نے کہا کہ خلفائے راشدین کے ایام خلافت میں غلبۂ دین اور عروج اسلام کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ قیصر وکسریٰ کی سلطنتیں نیست و نابود ہوگئیں۔ بڑی بڑی جاہ وجلال رکھنے والی قومیں پرچم اسلام کے سامنے جھک گئیں اور ایک پسماندہ عرب قوم نے توحید وسنت کا نور اطراف عالم میں پھیلا دیا۔ [۱۳مارچ ۱۹۸۰ء]

ززز...... ززز...... ززز...... ززز

## جرأت ایمانی پر صدر مملکت کو مبارکباد

چکوال ۵/اکتوبر (پ ر) تحریک خدام اہل سنت پاکستان کے بانی وامیر مولانا قاضی مظہر حسین نے یہاں سنی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کے مسلمانان اہل سنت والجماعت، صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق کو اس عظیم مقام پر فائز ہونے پر مبارکباد پیش کرتے ہیں، جو ان کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں ملتِ مسلمہ کے قریباً ۹۰ کروڑ افراد کے واحد نمائندہ کی حیثیت سے نصیب ہوا ہے۔ مولانا نے کہا کہ جنرل اسمبلی میں جس ایمانی جرأت کی بناء پر جنرل محمد ضیاء الحق نے اسلام کی دعوت اقوام عالم کے سامنے پیش کی ہے اور اسلام کے بنیادی عقیدہ کی بنا پر انہوں نے سرور کائنات حضرت محمد ﷺ کے آخری نبی ﷺ ہونے کا واضح طور پر اعلان کیا ہے اور پھر دورِ حاضر کے اہم شرعی تقاضا کے تحت انہوں نے سن ہجری کی تاریخ بیان کرتے ہوئے حضرت فاروق اعظم کا تذکرہ ''اسلام کے خلیفہ دوم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ'' کے پرعظمت الفاظ سے کیا ہے۔ اس بناء پر وہ تمام عالم اسلام کی طرف سے لاکھ لاکھ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ مولانا قاضی مظہر حسین نے کہا کہ سنی مسلمانوں کی طرف سے جنرل ضیاء الحق کو ان کے اس عظیم اسلامی کارنامے پر بھی مبارکباد پیش کی جاتی ہے جو انہوں نے حضور خاتم النبیین رحمت للعالمین امام الانبیاء والمرسلین ﷺ کی فیض یافتہ تمام جماعت مقدسہ کی شرعی عظمت کے قانونی تحفظ کے لئے آرڈیننس نافذ کیا کہ جو شخص براہ راست یا بالواسطہ امہات المومنین رضی اللہ عنہن، اہل بیت علیہم السلام، خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقدس ناموں کی بے حرمتی کرے گا۔ تو اسے تین سال تک قید یا جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جائیں گی اور ان مقدس ہستیوں کے خلاف توہین آمیز الفاظ استعمال کرنے والوں کو وارنٹ کے بغیر گرفتار کیا جاسکے گا۔ [۱۶اکتوبر ۱۹۸۰ء]

# تحریک خدام اہل سنت نے شریعت بل کے لئے متعدد تجاویز پیش کردیں

## ملک میں بطور پبلک لاء فقہ حنفی کا نفاذ ہونا چاہیے

چکوال (پ ر) تحریک خدام اہل سنت پاکستان نے شریعت بل میں بعض ترامیم تجویز کی ہیں۔ اور اس سلسلے میں اپنی تجاویز اور نقطۂ نظر سے سینٹ سیکرٹریٹ کو باضابطہ طور پر آگاہ کر دیا ہے۔ تحریک خدام اہل سنت پاکستان کے بانی و امیر حضرت مولانا قاضی مظہر حسین آف چکوال کے بیان کے مطابق شریعت بل میں تحریک خدام اہل سنت کی طرف سے جو تجاویز پیش کی گئی ہیں وہ یہ ہیں۔

① پاکستان کو سنی اسٹیٹ قرار دیا جائے جیسا کہ اکثریت کی بنا پر ایران کو شیعہ اسٹیٹ قرار دیا گیا ہے۔

② مجوزہ شریعت بل کی دفعہ ۲ کی شق (ج) کے تحت یہ عبارت لکھی جائے۔

کتاب و سنت کے بعد خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کا اتباع لازم ہوگا اور جو حکم یا ضابطہ ان سے ثابت یا ماخوذ ہو شریعت کا حکم متصور ہوگا۔

شق (د) کے تحت یہ عبارت لکھی جائے۔ کوئی حکم یا ضابطہ جو اجماع امت سے ثابت ہو ماخوذ ہو شریعت کا حکم متصور ہوگا۔

③ چونکہ پاکستان میں سنی حنفی مسلمانوں کی عظیم اکثریت ہے۔ اس لئے بطور پبلک لاء فقہ حنفی کا نفاذ ہوگا جیسا کہ ایران میں بطور پبلک لاء فقہ جعفریہ نافذ ہے۔

④ اقلیتی مسلم فرقوں کے شخصی نزاعات کے فیصلے ان کے اپنے فقہی مسالک کے مطابق کئے جائیں۔

⑤ قرآن و سنت کی تعبیر کے تحت یہ عبارت لکھی جائے..........

قرآن و سنت کی وہی تعبیر معتبر ہوگی جو خلفائے راشدین، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم اور اہل السنت والجماعت کے مستند مجتہدین کے علم اصول تفسیر اور علم اصول حدیث کے مسلم قواعد و ضوابط کے مطابق ہو۔

[۱۷ جولائی ۱۹۸۶ء]

# قبلہ اول کی بے حرمتی مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنے کے مترادف ہے

## اسرائیل کی بڑھتی ہوئی جارحیت کا فوری نوٹس لیا جائے

## اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل سے مطالبہ

راولپنڈی ۱۵ اپریل (نامہ نگار) تحریک خدام اہل سنت پاکستان کے امیر اور ممتاز عالم دین مولانا قاضی مظہر حسین نے ایک بیان میں مسجد اقصیٰ کے حالیہ واقعہ کی شدید مذمت کی ہے اور اسے مسلمانوں کے خلاف کھلی جارحیت قرار دیا ہے۔ عبادت میں مصروف نہتے مسلمانوں پر اسرائیلی گولیوں کی بوچھاڑ تمام بین الاقوامی اصولوں کی خلاف ورزی ہے۔ قبلہ اول کی بے حرمتی مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنے کے مترادف ہے قاضی مظہر حسین نے کہا کہ قبلہ اول کی حفاظت مسلمانوں کا مذہبی فریضہ ہے اور اس کی ادائیگی کے لئے اسرائیلی جارحیت کے خلاف اعلان جہاد کرنا چاہیے۔ انہوں نے اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل سے مطالبہ کیا کہ وہ بڑھتی ہوئی اسرائیلی جارحیت کا نوٹس لیں اور اس کے خلاف مناسب کاروائی کریں۔ حالیہ ہڑتال پر تبصرہ کرتے ہوئے قاضی مظہر حسین نے کہا کہ ملک بھر میں صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کی اپیل پر منظم ہڑتال اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ پاکستان کے تمام مسلمان اسرائیلی جارحیت کے خلاف متحد ہیں اور انہیں ناکام بنانے کے لئے عملی کام کرنا چاہتے ہیں۔ تحریک خدام اہل سنت کے امیر نے اسلامی ممالک کے تمام سربراہان سے اپیل کی ہے کہ وہ باہمی اختلافات ختم کر کے متحد ہو کر اسرائیلی جارحیت کا مقابلہ کرنے کے لئے متحد ہو جائیں اپنے تمام اقتصادی وسائل کو اسرائیل کے خلاف استعمال کریں۔ قاضی مظہر حسین نے اعلان کیا کہ اگر اسرائیل کے خلاف اعلان جہاد کیا گیا تو تحریک اس مقصد کے لئے لاکھوں رضا کار دے گی۔ جو اسرائیل کے خلاف جنگ کریں گے۔ قاضی مظہر حسین نے شہداء کے لئے دعائے مغفرت بھی کی۔ [۱۶ اپریل ۱۹۸۲ء]

❁......❁......❁......❁

## قرآن پاک کا غلط ترجمہ کرنے پر قادیانی جماعت کے خلاف مقدمہ قائم کیا جائے

چکوال ۱۵ ر جولائی (نامہ نگار) تحریک خدام اہل سنت پاکستان کی چکوال شاخ نے مرزا بشیر الدین محمود قادیانی کے محرف اور غلط ترجمہ قرآن کو ضبط کرنے کے احکام پر گورنر پنجاب کا شکریہ ادا کیا ہے کہ جن پانچ سرکردہ قادیانیوں کے خلاف مقدمہ کیا گیا ہے ان میں قادیانی جماعت کے موجودہ سربراہ کو بھی شامل کیا جائے۔ مدنی جامع مسجد میں نماز جمعہ کے اجتماع میں اتفاق رائے سے منظور کی جانے والی قرارداد پر اظہار خیال کرتے ہوئے قاضی مظہر حسین امیر تحریک خدام اہل سنت والجماعت (پاکستان) نے کہا کہ ملزمان مذکور نے اپنے گمراہ کن نظریات کے مطابق قرآن کریم کا غلط ترجمہ کر کے بے حرمتی کا ارتکاب کیا ہے ایسا کرنا کتاب ہدایت میں بم رکھنے کی جسارت سے بھی زیادہ سنگین جرم ہے اور اس طرح غلط ترجمہ کی اشاعت کے ذریعہ مسلمانان عالم کو گمراہ کرنے کی سازش کی گئی ہے قرارداد میں یہ بھی کہا گیا کہ ملزمان مذکور کے خلاف ۲۹۵ الف کی بجائے ۲۹۵ ب کے تحت مقدمہ قائم کیا جائے۔ [۱۶ جولائی ۱۹۸۲ء]

❁ ...... ❁ ...... ❁ ...... ❁
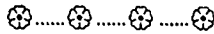
## صحابہ رضی اللہ عنہم آرڈیننس پر عمل درآمد کے لیے نئے مؤثر اقدامات کئے جائیں

## فلاح وکامرانی کے لئے اسوۂ حسنہ کا اتباع ضروری ہے، دارالعلوم امینیہ راولپنڈی میں اجتماع سے قاضی مظہر حسین کا خطاب

راولپنڈی ۲۳ اپریل (نامہ نگار) تحریک خدام اہل سنت پاکستان کے بانی وامیر اور ممتاز عالم دین مولانا قاضی مظہر حسین نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم آرڈیننس پر مؤثر عمل درآمد کے لئے انتظامی مشینری کو واضح طور پر ہدایات دی جائیں کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے بارے میں ایسا لٹریچر ملک میں موجود ہے جس سے ان مقدس ہستیوں کی توہین کا پہلو نکلتا ہے وہ دارالعلوم امینیہ میں نماز جمعہ کے ایک اجتماع سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ دور میں جب عوام مادہ پرستی کی طرف مائل ہیں۔ اور سکون قلب کے بھی متلاشی ہیں۔ موجودہ ترقی یافتہ دنیا کی تمام آرام وآسائش انہیں سکون قلب مہیا نہیں کر سکتیں۔ یہ مقصد صرف اس وقت حاصل ہو سکتا ہے جب مسلمان اسلام کے زریں اصولوں پر عمل پیرا ہو کر عبادت الٰہی میں مشغول ہوں اور زندگی کے ہر موڑ پر اسلامی اصولوں اور

حضور نبی اکرم ﷺ کے اسوہ حسنہ کو مدنظر رکھیں۔ انہوں نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ مسلمان موجودہ دور میں اپنی تخلیق کے بنیادی مقصد کو بھول چکے ہیں جس کی وجہ سے مصائب و آلام نے انہیں آ گھیرا ہے انہوں نے بیت المقدس کی مثال دیتے ہوئے کہا کہ مسلمانوں کے قبلہ اول کو ہمارے اسلاف نے آزاد کرایا تھا۔ لیکن آج ہماری نااہلی کی وجہ سے یہ اہم مقام پھر یہودی کنٹرول میں ہے۔ افغانستان میں اسلام کے پیروکاروں پر ایسے ستم روا رکھے جا رہے ہیں کہ وہ لاکھوں کی تعداد میں اپنا وطن چھوڑنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ دنیا کے دیگر حصوں میں بھی مسلمان مختلف مسائل کا شکار ہیں۔ ان تمام مسائل کا حل یہ ہے کہ ہم حقیقی معنوں میں مسلمان ہو جائیں۔ انہوں نے زور دے کر کہا کہ سنتِ رسول ﷺ کی پیروی سے تمام مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ پر اظہار خیال کرتے ہوئے قاضی مظہر حسین نے کہا کہ ہم صدر ضیاء الحق کی ان کوششوں کو تحسین کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اس عمل سے قیام پاکستان کا بنیادی مقصد پورا ہوگا۔ انہوں نے زکوٰۃ آرڈیننس کے علاوہ دیگر اسلامی قوانین کا خاص طور پر ذکر کیا ہے اور مطالبہ کیا کہ ملک میں خلافت راشدہ کا نظامِ حکومت قائم کیا جائے۔ سیاست کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ پاکستان میں سیاست کا مقصد اقتدار پر قبضہ کرنا ہے۔ موجودہ حکومت نے وہ اسلامی قوانین رائج کئے ہیں جن کے بارے میں سیاست دانوں نے قوم سے متعدد وعدے کئے اور انہیں پورا بھی نہیں کیا۔ [۲۴ر اپریل ۱۹۸۳ء]

❁ ...... ❁ ...... ❁ ...... ❁
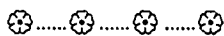
## خلفائے راشدین کا دور اسلامی نظام کا صحیح اور کامل نمونہ ہے

### قرآن وسنت پر مبنی قوانین خلفائے راشدین کی اتباع میں بنائے جائیں۔ قاضی مظہر حسین

چکوال (ڈاک سے) پاکستان تحفظ اسلام پارٹی کے رہنما اور تحریک خدام اہل سنت پاکستان کے بانی و امیر مولانا قاضی مظہر حسین نے کسرال کے مقام پر ایک عظیم سنی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جنرل محمد ضیاء الحق ۱۲ ربیع الاول کو پاکستان میں اسلامی نظام حکومت قائم کرنے کا جو اعلان کریں گے اس سے کوئی مسلمان بھی اختلاف نہیں کر سکتا۔ انہوں نے کہا کہ قرآن وسنت کے اصولوں کے تحت خلفائے راشدین کا قائم کردہ نظام حکومت ہر دور میں اسلامی حکومت کا ایک معیاری نمونہ ہے۔ جس کو خلافت راشدہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اب حکومت کا کام ہے کہ قرآن وسنت پر مبنی قانون خلفائے

راشدین کی اتباع میں بنائے۔ نظام اسلام یا نظام مصطفےٰ ﷺ کا صحیح اور کامل نمونہ وہی نظام حکومت ہے جو خلفائے راشدین نے نافذ فرمایا تھا۔ ان میں کوئی اصولی اور دینی اختلاف نہیں ہے۔ البتہ اپنے اپنے دور خلافت میں ہر ایک خلیفہ نے اجتہادی اور فروعی مسائل میں اپنے اپنے اجتہاد کی روشنی میں عمل کیا۔ جو محل اعتراض نہیں ہوسکتا۔ مولانا نے کہا کہ اگر خلفائے راشدین کے دور حکومت کو حضور ﷺ کے قائم کردہ نظام رسالت یا نظام مصطفےٰ کی پیروی میں ایک مثالی اور معیاری دور حکومت نہ تسلیم کیا جائے۔ تو پھر پاکستان میں کتاب وسنت پر مبنی صحیح نظام حکومت کا قیام کیونکر ممکن ہوسکتا ہے۔ کیا آج مسلمانوں کی کوئی جماعت ایسی بھی ہوسکتی ہے جو بلا واسطہ نبی کریم ﷺ کی تعلیم وتربیت سے فیض یافتہ جنتی جماعتِ صحابہ رضی اللہ عنہم اور خلفائے راشدین سے بھی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں کامل ہو؟ اصلی کلمۂ اسلام کا تحفظ آپ پر لازم ہے۔ مولانا نے کہا کہ اگر ہم شریعت کے نظام کا نفاذ چاہتے ہیں تو پھر حضور کی جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کی اتباع کر کے اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کریں جن کو بذریعہ وحی اللہ تعالیٰ نے اپنی رضامندی کی سند عطا فرمائی ہے۔

اجتماع نے ہاتھ اٹھا اٹھا کر نعروں کی گونج میں اس مطالبہ کی تائید کی۔ سنی اجتماع کے دو اجلاس ہوئے۔ پہلے اجلاس میں مولانا خدایار بھکر اور مولانا حافظ عبدالحمید اور مولانا سید محمد قاسم شاہ آف سرگودھا نے خطاب کیا آخری اجلاس سے مولانا قاضی مظہر حسین نے خطاب کیا۔ [۸ فروری ۱۹۹۷ء]

❁ ...... ❁ ...... ❁ ...... ❁

## نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ اسلامی تعلیمات کا مکمل عملی نمونہ ہے
## ملک میں جلد مکمل اسلامی نظام نافذ کیا جائے۔ قاضی مظہر حسین

راولپنڈی ۲۲ جنوری (نامہ نگار) ممتاز عالم دین اور تحریک خدام اہل سنت پاکستان کے بانی امیر مولانا قاضی مظہر حسین نے کہا ہے کہ اسلام مکمل ضابطۂ حیات ہے اور حضور نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ اس کا عملی نمونہ ہے جس پر گامزن ہوکر مسلمان دینی اور دنیوی فلاح حاصل کرسکتے ہیں۔ وہ کلیام اعوان میں منعقدہ سیرت کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے۔ سیرت النبی ﷺ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے انہوں نے کہا اس سے پہلے پیغمبر مخصوص علاقوں کے لئے آتے تھے لیکن پیغمبر آخر الزمان نہ صرف آخری پیغمبر ہیں بلکہ سب جہانوں کے لئے رحمت ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے سادہ زندگی قرآن حکیم کے

مطابق بسر کر کے امت مسلمہ کے لئے سادگی اور اطاعت خداوندی کا عملی نمونہ پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ اسلام تمام موجودہ مسائل کا حل پیش کرتا ہے انہوں نے ملک میں نفاذ اسلام کی کوششوں کو سراہتے ہوئے مطالبہ کیا کہ ملک میں مکمل طور پر اسلامی نظام نافذ کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ایک جاہل قوم کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرایا۔ خلافت راشدہ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں جنت کی بشارت دی ہے اس لئے ہمیں سب کا احترام کرنا چاہیے۔ [۲۳ جنوری ۱۹۸۲ء]

⚘......⚘......⚘......⚘

## اسلامی ملک میں کسی عورت کا سربراہ مملکت ہونا رسول اکرم ﷺ کے ارشاد مبارک کے خلاف ہے۔ [قاضی مظہر حسین]

پھالیہ ۱۱ دسمبر (نامہ نگار) تحریک خدام اہل سنت پاکستان کے بانی امیر مولانا قاضی مظہر حسین نے کہا ہے کہ مسلم ملک کی عورت سربراہ نہیں ہو سکتی۔ رسالت مآب ﷺ کا ارشاد ہے کہ وہ قوم کبھی بھی فلاح نہیں پا سکتی جو اپنے امور مملکت کسی عورت کے سپرد کر دے۔ اس حدیث نبوی کی بنا پر ۱۹۵۱ء کراچی کے ۳۱ علماء نے دستور پاکستان کی اساس بنانے کے لئے متفقہ طور پر جو بائیس اسلامی نکات منظور کئے تھے ان میں نکتہ نمبر ۱۲ میں رئیس مملکت کا مسلمان مرد ہونا ضروری ہے۔ ستمبر ۱۹۶۹ء میں جمعیت علمائے سلام نے بھی عورت کے سربراہ مملکت ہونے کے عدم جواز کی دوبارہ تصدیق کر دی تھی۔ اسلام میں عورت کے لئے نہ نبوت ہے اور نہ خلافت۔ جمعیت علمائے اسلام کے مذکورہ اسلامی منشور میں پاکستان کے نظام حکومت کی دفعات کے تحت نمبر ۷ میں یہ بھی لکھا ہے کہ سربراہ مملکت کا مسلمان ہونا اور پاکستان کی ۹۸ فیصد مسلمان اکثریت اہل سنت کا ہم مسلک ہونا ضروری ہے۔ ۱۶ اور ۱۹ نومبر ۱۹۸۸ء کے حالیہ انتخابات کے سلسلہ میں اسلام جمہوری اتحاد اور پیپلز پارٹی کے مابین وزیر اعظم کے بارے میں جو نزاع پایا جاتا ہے اور پیپلز پارٹی کی طرف سے بے نظیر کو وزیر اعظم بنانے پر صدر پاکستان غلام اسحاق خان پر دباؤ ڈالا گیا ہے۔ یہ رسول پاک ﷺ کے ارشاد مبارک کے خلاف ہے اور ۳۱ علماء کے متفقہ فیصلہ کے بھی منافی ہے اور سواد اعظم اہل سنت والجماعت کے جمہوری حقوق کے بھی خلاف ہے چونکہ بے نظیر شیعہ فرقہ سے بھی تعلق رکھتی ہے اس لئے قومی اسمبلی کے منتخب سنی اراکین کے لئے عموماً اور جمعیت علمائے اسلام اور جمعیت علمائے

پاکستان کے منتخب اراکین کے لئے خصوصاً لازم ہے کہ وہ ارشاد رسالت ﷺ کے مطابق اور سواد اعظم اہل سنت کے حقوق کے حصول کے لئے ہر ممکن کوشش کر کے بے نظیر کو ناکام بنائیں اور اتحاد کا ووٹ نہ دیں۔

[۱۲ دسمبر ۱۹۸۸ء]

⊛.....⊛.....⊛.....⊛

## موجودہ سیاسی ڈھانچہ سب سے بڑی تخریب کاری ہے

### علماء دھڑوں میں بٹنے کی بجائے مصالحت کا کردار ادا کریں: [قاضی مظہر حسین]

چکوال یکم جون (نمائندہ نوائے وقت) تحریک خدام اہل سنت پاکستان کے بانی امیر مولانا قاضی حسین نے کراچی اور حیدر آباد میں ہونے والے مظالم پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے اس کا ذمہ دار مروجہ سیاست کو قرار دیا ہے اور الزام عائد کیا ہے کہ موجودہ سیاسی ڈھانچہ سب سے بڑی تخریب کاری ہے جس کا شکار پوری قوم بنی ہوئی ہے انہوں نے پاکستان کی سلامتی کی دعا کی اور کہا کہ علماء کی سیادت قرآن وسنت کے تابع ہے۔ انہوں نے علماء پر زور دیا کہ وہ دو دھڑوں میں نہ بٹیں بلکہ مصالحت اور ثالثی کا کردار ادا کریں اگر شریعت کے خلاف کوئی بھی کام ہو تو علماء کا فرض ہے کہ وہ بلا تفریق سیاسی دھڑے بندی سے بالاتر ہو کر اس پر تنقید کریں۔ تاریخ گواہ ہے کہ علماء حق نے ہمیشہ حق گوئی اور ثالثی کا کردار ادا کیا ہے۔

[۲ جون ۱۹۹۰ء]

⊛.....⊛.....⊛.....⊛

## جہاد کشمیر میں شریک مسلمانوں کو حریت پسند نہیں مجاہدین کہا جائے

[قاضی مظہر حسین]

تلہ گنگ (نامہ نگار) تحریک خدام اہل سنت پاکستان کے بانی امیر مولانا قاضی مظہر حسین نے کشمیری مسلمانوں کی جدوجہد آزادی میں بھارتی فوجوں کے خلاف برسر پیکار مجاہدین کی بھرپور تائید و حمایت کرتے ہوئے اخبارات سے اپیل کی ہے کہ جہاد کشمیر میں شریک مجاہدین کو حریت پسند کی بجائے مجاہدین کہا جائے محض حریت پسند تو کوئی غیر مسلم بھی ہو سکتا ہے جو بیرونی تسلط سے آزادی کی جنگ لڑ رہا ہے۔ مولانا قاضی مظہر حسین نے کہا کہ احتجاجی جلوس نکالنا اور پتلے جلانا اسلامی تہذیب کا حصہ نہیں ہے اور

نہ صرف جلوس نکال کر کشمیر کو آزاد کرایا جا سکتا بلکہ اس وقت ضرورت اس امر کی ہے کہ قوم کو عملی جہاد کے لئے تیار کیا جائے تا کہ جذبہ ایمانی سے کشمیر کو آزاد کرانے کے بعد وہاں صحیح معنوں میں اسلامی ریاست قائم ہو سکے۔ انہوں نے کہا پاکستان میں مروجہ سیاسی نظام فرنگی طرز حکومت کی باقیات ہے جس میں حقیقی فلاحی اسلامی نظام کے قیام کا تصور محال ہے انہوں نے کہا کہ دس ہزار مجاہدین اسلامی نے مکہ فتح کیا اور آج ہم کروڑوں کی تعداد میں دنیا کے کونے کونے میں پھیلے ہوئے ہیں اور قبلۂ اول کو کافروں سے آزاد نہیں کرا سکتے۔ [۲۲ فروری ۱۹۹۰ء]

❁......❁......❁......❁
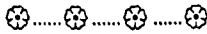
[روزنامہ صداقت، کراچی]

## خلافت راشدہ کی پیروی میں اگر کوئی نظام حکومت قائم ہوگا

## تو اسے اسلامی حکومت اور حکومت الٰہیہ سے تعبیر کیا جا سکتا ہے ورنہ نہیں

چکوال یکم مارچ (پ ر) پاکستان تحفظ اسلام کے رہنما اور تحریک خدام اہل سنت پاکستان کے بانی امیر مولانا قاضی مظہر حسین نے مدنی جامع مسجد چکوال میں ایک عظیم اجتماع سے سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت سب سے بڑا مسئلہ پاکستان میں نظام حکومت کا ہے۔ ۱۲ ربیع الاول کو صدر مملکت نے قانون اسلام کا جو اعلان کیا ہے اس میں ایک اصولی خامی جو رہ گئی ہے اس بنا پر ان کا اعلان نامکمل ہے صدر صاحب دوٹوک واضح خلافت راشدہ کے نظام کی ابتداء کا اعلان کریں انہوں نے کہا کہ ہر شرعی عبادت جو ہم کرتے ہیں اس کا طریقہ پرکھنے کا یہی ہوتا ہے کہ حضور اور حضور کے صحابہ رضی اللہ عنہم اور خلفائے راشدین نے وہ عبادت کیسے کی؟ اس طرح اگر پاکستان میں ہم شریعت کا نام قائم کرنا چاہتے ہیں تو یہ بھی ہمیں سنت رسول ﷺ اور سنت خلفائے راشدین سے ملے گا کیونکہ یہ نظام وہاں ہی سے چلا ہے انہوں نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خلافت راشدہ عطا کرنے کی پیشن گوئی فرمائی تھی وہ پیشین گوئی قرآنی وعدہ کے مطابق خلفائے راشدین کے دور خلافت میں پوری ہوئی۔ حضرت رسول کریم ﷺ نے بھی ان خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی پیروی کا تاکیدی حکم دیا ہے ''تم پر لازم ہے میری سنت کی پیروی اور میرے خلفائے راشدین کی سنت کی پیروی جو ہدایت یافتہ ہوں گے'' (مشکوٰۃ شریف) آج اگر خلافت راشدہ کی پیروی میں کوئی نظام حکومت قائم ہوگا اور چاروں خلفائے

راشدین رضی اللہ عنہم کے برحق ہونے کی نشاندہی کی جائے گی تو اس کو اسلامی حکومت اور حکومت الٰہیہ سے تعبیر کیا جاسکتا ہے ورنہ نہیں اس بنا پر ہمارا مطالبہ تھا اور ہے کہ اگر آپ دیانتداری سے اسلامی نظام اور قرآن و سنت پر مبنی حکومت الٰہیہ کا قیام چاہتے ہیں تو پھر نظام مصطفٰے کے ساتھ جماعت مصطفٰے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور خلفائے راشدین کی اتباع کا دوٹوک اعلان کیا جائے۔ مولانا نے کہا کہ تحریک خدام اہل سنت خلافت راشدہ اور حق چار یار رضی اللہ عنہم کی گونج کو جو سارے ملک میں پھیلانے کی کوشش کر رہی ہے وہ بھی اسی اہمیت پر مبنی ہے کہ مسلمان خلفائے راشدین کے اس شرعی مقام سے واقف ہو جائیں اور ان کے خلاف دوسرے نظریات و معتقدات سے ملک و ملت کو بچانے کی کوشش کریں۔ ہماری تحریک کا یہی مشن ہے اور ہماری یہی دعوت ہے انہوں نے کہا کہ اصل کامیابی اور فلاح اس میں ہے کہ مسلمان کو راہ حق پر چلنے کی توفیق مل جائے قرآن وسنت کے اصولوں کے تحت خلفائے راشدین کا قائم کردہ نظام حکومت ہر دور میں اسلامی حکومت کا ایک صحیح کامل اور معیاری نمونہ ہے۔ مولانا نے کہا کہ صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے یہ بیان دیا ہے کہ ملک میں دو قانون نہیں چل سکتے ملک میں چونکہ اکثریت سنی مسلمانوں کی ہے اس لئے پاکستان میں بطور پبلک لاء صرف حنفی فقہ کا نفاذ ہوگا ہم جنرل ضیاء الحق کے بیان کی تائید کرتے ہیں اور مبارک باد دیتے ہیں۔ جس طرح یہ جرأت مندانہ اعلان کیا ہے اسی طرح یہ مومنانہ اعلان بھی کر دیں کہ اصلی کلمہ اسلام کا تحفظ کیا جائے گا۔

[۳ مارچ ۱۹۷۹ء]

**[روزنامہ مشرق، لاہور]**

# تحفظ ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم آرڈیننس پر سختی سے عمل درآمد کرایا جائے

## پاکستان کو سنی سٹیٹ قرار دیا جانا چاہیے: [قاضی مظہر حسین]

چکوال ۷ راگست (پ ر) متحدہ سنی محاذ پاکستان کے رہنما اور تحریک خدام اہل سنت پاکستان کے بانی امیر مولانا قاضی مظہر حسین نے صدر ضیاء الحق اور وزیر اعظم محمد خان جونیجو کو متحدہ سنی محاذ کی طرف سے آٹھ نکاتی سنی مطالبات کی فہرست ارسال کی ہے جس میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ پاکستان کو سنی سٹیٹ قرار دیا جائے۔ مدنی جامع مسجد میں ایک بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مولانا قاضی مظہر حسین نے مطالبہ کیا کہ قرآن وسنت کے بعد قرآن کے چاروں موعودہ خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی پیروی میں اسلامی نظام حکومت نافذ کرنے کا دوٹوک اعلان کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ صدر مملکت کے نافذ کردہ تحفظ ناموس صحابہ آرڈیننس پر سختی سے عمل درآمد کرایا جائے اور اس آرڈیننس کی خلاف ورزی کرنے والوں کو عبرت ناک سزا دی جائے۔ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین نے جو سنی مطالبات حکومت کو پیش کئے ہیں وہ حسب ذیل ہیں...... سنی فقہ حنفی بطور پبلک لاء نافذ کی جائے، تحفظ ناموس صحابہ آرڈیننس پر سختی سے عمل درآمد کرایا جائے قرآن سنت کے مطابق خلفائے راشدین کی پیروی میں نظام اسلام نافذ کیا جائے۔ [۱۸ اگست ۱۹۸۵ء]

۞...... ۞...... ۞...... ۞

## پاکستان کو سنی سٹیٹ قرار دیا جائے۔ [قاضی مظہر حسین]

## ہمیں پرائیویٹ شریعت بل کے اصل مقاصد سے مکمل اتفاق ہے

چکوال (نامہ نگار) تحریک خدام اہل سنت پاکستان کے بانی امیر مولانا قاضی مظہر حسین نے ایک بیان میں کہا ہے کہ مجوزہ شریعت بل کے اصل مقاصد سے ہمیں اتفاق ہے لیکن چونکہ پاکستان میں سنی حنفی مسلمانوں کی اکثریت ہے اس لئے ان کے شرعی اصول وحقوق کے تحفظ کے لئے ہماری ترجیحی تجاویز یہ ہیں کہ پاکستان کو سنی سٹیٹ قرار دیا جائے اور بطور پبلک لا فقہ حنفی نافذ کی جائے جیسا کہ اکثریت کی بنا پر ایران کو شیعہ سٹیٹ قرار دیا گیا ہے اور بطور پبلک لاء وہاں فقہ جعفری نافذ ہے اور اقلیتی مسلم فرقوں کے شخصی معاملات کے فیصلے ان کے اپنے فقہی مسلک کے مطابق کئے جائیں گے۔ مولانا قاضی مظہر حسین نے کہا کہ چونکہ خاتم النبیین حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قائم کردہ حکومت الہیہ کا کامل و جامع نمونہ خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نظام خلافت راشدہ جو قرآنی وعدہ کے تحت قائم ہوا اور جن کی اتباع کو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لازم قرار دیا اس لئے قرآن وسنت کے بعد خلفائے راشدین کی اتباع لازم ہے اور جو حکم یا ضابطہ ان سے ثابت یا ماخوذ ہو شریعت کا حکم متصور ہوگا اور کوئی حکم یا ضابطہ جو اجماع امت سے ثابت یا ماخوذ ہو وہ بھی شریعت کا حکم متصور ہوگا اور قرآن وسنت کی وہی تعبیر معتبر ہوگی جو خلفائے راشدین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اہل بیت رضی اللہ عنہم عظام اور اہل سنت والجماعت کے مستند مجتہدین کے علم اصول تفسیر اور علم اصول حدیث کے مسلمہ قواعد وضوابط کے مطابق ہو۔ [۳ جون ۱۹۸۷ء]

# ملک بھر کے علمائے کرام متحد ہو کر ملکی سیاست کو قرآن وسنت کے سانچے میں ڈھالنے کے لیے اپنا کردار ادا کریں

## ملک بھر میں خلافت راشدہ کا نظام نافذ کیا جائے۔ اہل سنت راہنما قاضی مظہر حسین کا بیان

چکوال (نمائندہ خصوصی) تحریک خدام اہل سنت پاکستان کے بانی امیر مولانا قاضی مظہر حسین نے یہاں ایک جلسۂ عام سے خطاب کرتے ہوئے کراچی اور حیدر آباد میں ہونے والے قتل وغارت پر اظہار افسوس کرتے ہوئے کہا ہے کہ سب سے بڑی تخریب کاری آج کل کی مروجہ سیاست ہے جس میں ساری قوم ڈوبی ہوئی ہے اور ملک میں خانہ جنگی کے خطرات منڈلا رہے ہیں انہوں نے ملک بھر کے علمائے دین سے پرزور مطالبہ کیا ہے کہ وہ دودھڑوں میں تقسیم ہونے کی بجائے آپس میں متحد ہو جائیں بلکہ ملکی سیاست کو قرآن وسنت کے مطابق ڈھالنے میں اپنا بھرپور کردار ادا کریں انہوں نے کہا علماء حق نے ہر دور میں حق گوئی کی ہے اور موجودہ وقت کے علماء کو چاہیے کہ وہ حق بات کہیں اور ملک میں خلفائے راشدین کے قانون کے انعقاد کے لئے اپنا بھرپور کردار ادا کریں اور اگر حکومت خلاف شریعت کام کرے تو اس پر بھی تنقید کریں اور اگر حزب اختلاف شریعت کے خلاف کام کرے تو اس کے محاسبے کے لئے بھی بھرپور طریقے سے ان کے خلاف مہم چلائی جائے۔ آخر میں انہوں نے حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کی حق گوئی اور جرأت مندی کی مثال دیتے ہوئے علماء کو اس کی پیروی کرنے کی تلقین کی ہے۔

[۴ جون ۱۹۹۰ء]

❁...... ❁...... ❁...... ❁

[روزنامہ "مرکز" اسلام آباد]

# مروجہ سیاست اور جمہوریت سے کبھی اسلام نہیں آسکتا

## چاروں خلفائے راشدین کا نظام قیامت تک آنے والے مسلمانوں کے لیے بہترین نمونہ ہے: [قاضی مظہر حسین]

چکوال (نمائندہ مرکز) تحریک خدام اہل سنت پاکستان کے بانی وامیر مولانا قاضی مظہر حسین نے یہاں ۱۹ ویں سالانہ سنی کانفرنس کے آخری اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حکومتِ پاکستان یہاں

صحیح اسلامی نظامِ حکومت نافذ کر کے پاکستان کو اس کا گہوارہ بنائے۔ اور منکرات شرعیہ کا سدِ باب کر کے قیام پاکستان کے اصلی مقصد کی تکمیل کرے مولانا قاضی مظہر حسین نے کہا ہے کہ ہم یزیدی نہیں حسینی ہیں۔ امام حسین علیہ السلام جنت کے جوانوں کے سردار ہیں وہ اپنے موٴقف حق پر آخر دم تک جمے رہے وہ نہ دبے نہ جھکے۔ مروجہ سیاست اور جمہوریت پر تبصرہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ مروجہ سیاست اور جمہورت سے یہاں اسلام نہیں آسکتا جس سیاست میں امیدوار ہر چور ڈاکو بدکار شرابی کے ووٹ کا محتاج ہو۔ کیونکہ ایک ووٹ پر ہار جیت ہوسکتی ہے اور جس جمہوریت میں ہر چور ڈاکو، بدکار، شرابی کو بھی ووٹ دینے کا بھی حق ہو اور ممبر بننے کا بھی کیا اسلام کی یہ سیاست ہے؟ اسلام کا اگر الیکشن ہوسکتا ہے تو اس میں ووٹ لینے والے پر بھی پابندی ہوگی کہ نمازی ہو، اور شریعت کا پابند ہو۔ یہ اسلامی سیاست ہے۔ انہوں نے کہا کہ سب سے زیادہ دین کو تباہ کرنے والی اسلام کو نقصان پہنچانے والی یہ مروجہ سیاست ہے جتنی تباہی اور تفریق ووٹوں سے ہوتی ہے۔ اتنی اور کسی چیز سے نہیں۔ یہ نفس کی ہار جیت کی جنگ ہوتی ہے۔ کاش کہ یہی لوگ دین کے لئے کوشش کرتے۔

مارشل لاء کا معنیٰ یہ ہے کہ ''پورا کنٹرول'' حکمرانی کا طریقہ یہی ہے آج ایسا حکمران نہیں ملتا جو ڈنڈا چلائے خدا کے واسطے طریقہ یہی ہے۔ حکمرانی کا انہوں نے کہا کہ درہ فاروقی مشہور ہے۔ فاروقِ اعظم کے ہاتھ میں درہ ہوتا تھا جب تک کوئی حلال و حرام سے واقف نہیں ہوتا تھا دکان نہیں کرنے دیتے تھے۔ حج کے موقع پر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ گورنروں کو سامنے بٹھا کر عوام سے پوچھتے تھے۔ کہ ان پر کسی کو کوئی اعتراض ہے تو بتاؤ۔ عدل وانصاف کا یہی تقاضا ہے۔ جس کو شکایت ہو سامنے بیان کرے یہی خلافت راشدہ ہے جس کے جلوے ہم دیکھنا چاہتے ہیں۔ مولانا نے کہا کہ ملک میں رشوت تخریب کاری، دہشت گردی اور دھماکوں کا زور ہے۔ جو حکومت کی انتہائی کمزوری کا کھلا ثبوت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے چاروں خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ قرآن کے موعودہ خلفاء ہیں۔ ان کا نظامِ حکومت قیامت تک کے مسلمانوں کے لئے ایک معیاری نمونہ ہے ان کی اقتداء میں کتاب وسنت کا نظامِ حق نافذ کر کے حکومت اپنا اسلامی فریضہ سرانجام دے۔ مولانا نے کہا کہ پاکستان میں سوادِ اعظم اہل سنت کی عظیم اکثریت ہے۔ اور ماضی کی شاندار تاریخ کی بنا پر پاکستان کو سنی اسٹیٹ قرار دیا جائے۔ جیسا

کہ ایران میں شیعوں کو اکثریت کی بنا پر وہاں کی حکومت کو شیعہ اسٹیٹ قرار دیا گیا ہے۔ مولانا قاضی مظہر حسین نے کہا کہ انگریزی دور استبداد سے پہلے متحدہ ہندوستان میں صدیوں فقہ حنفی بطور پبلک لاء نافذ رہی۔ اب بھی پاکستان میں سنی حنفی مسلمانوں کی عظیم اکثریت ہے۔ اس لئے بطور پبلک، فقہ حنفی لاء نافذ ہونا چاہیے۔

پاکستان میں مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دیا جا چکا ہے۔ مرزائیوں کا شائع کردہ لٹریچر ضبط کر کے حضور خاتم النبیین ﷺ کے منصب ختم نبوت کا مکمل تحفظ کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ رسول پاک سرور کائنات ﷺ کی مقدس جنتی جماعتِ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم امہات المومنین رضی اللہ عنہن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم واہل بیت رضی اللہ عنہم کے خلاف شائع کردہ ہر وہ لٹریچر ضبط کر لیا جائے۔ جس میں ان کی تنقیص وتوہین پائی جاتی ہو اور ان گستاخانِ صحابہ رضی اللہ عنہم کو سنگین سزا دے کر اسلام کا تحفظ کیا جائے۔ [۲۴ ستمبر ۱۹۸۷ء]

❀......❀......❀......❀

قائد اہل سنت نمبر
باب 13
تاریخہائے ولادت و وفات
مختلف اہل علم کے قلم سے

# حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حقانیت

حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں......

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ایک جلیل القدر صحابی ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سالے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے یہ دعا فرمائی ہے۔"اللهم اجعله هاديا ومهديا" [ترمذی شریف]
اے اللہ! معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہدایت دینے والا اور ہدایت پانے والا بنا دے۔ اس میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بہت بڑی فضیلت پائی جاتی ہے کیونکہ اول تو آپ صحابی ہیں اور آپ کے لیے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصی دعا فرمائی ہے۔ علاوہ ازیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا آپ سے صلح کر لینا اور آپ کو اس وقت کی وسیع مملکت اسلامیہ کا خلیفہ تسلیم کر لینا اور پھر امامِ کربلا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا ۱۹ یا ۲۰ سال حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کو تسلیم کیے رکھنا اور آپ کی طرف سے سالانہ وظیفہ قبول کر لینا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی حقانیت اور خلافتِ حقہ کی ایک زبردست شہادت ہے۔ [مودودی مذہب پاکٹ سائز، ص ۴۷]

# تواریخ وفات ...... حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ

از مولانا قاری خلیل احمد تھانوی ☆

○...... آہ چھبیس جنوری کو مولوی مظہر حسین واصل بحق ہوئے — ۲۰۰۴ء

+۳۸۱ +۱۳۶۵ ۲۵۸

○...... پیدائش انیس سو چودہ محبوب عالم مظہر حسین — ۲۰۰۴ء

+ ۵۳۲ +۱۹۹ ۱۲۷۳

○...... ہائے الحاج مولوی مظہر حسین — ۱۴۲۴ھ

+ ۵۹ ۱۳۶۵

○......وصال شد وکیل صحابہ مولانا مظہر حسین — ۲۰۰۴ء

+ ۴۳۱ +۱۷۲ ۱۴۰۱

○......خلیفہ محدث کبیر امام مولانا حسین احمد مدنی — ۲۰۰۴ء

+ ۷۲۵ + ۷۸۴ +۲۰۱ ۲۸۵

○...... مہتمم جامعہ اظہار الاسلام چکوال از ہم جدا — ۲۰۰۴ء

+ ۵۲۵ +۱۳۱۸ ۶۱

○......جامع کمالات بانی انجمن خدام اہل سنت — ۲۰۰۴ء

+۶۰۶ +۶۳ ۱۳۳۵

○......صاحب عرفان مولانا مظہر حسین صاحب — ۲۰۰۴ء

+ ۵۰۲ +۱۲۸ ۱۳۷۴

---

☆ لاہور

O...... رفیع المکان مولانا مظہر حسین صاحب ۲۰۰۴ء

+۵۰۲ +۱۲۸ ۱۳۷۴

O...... بیت قاضی صاحب ۱۴۲۴ھ

+۴۱۲ ۱۰۱۲

O...... آرام گاہ ولی زماں قاضی صاحب ۱۴۲۴ھ

+۲۶۸ +۱۴۴ ۱۰۱۲

O...... جائے امان قاضی فاضل دیوبند ۲۰۰۴ء

+۱۰۶ +۹۱۱ ۹۸۷

O...... مزار ہادی انجمن قاضی صاحب ۱۴۲۴ھ

+۲۴۸ +۱۶۴ ۱۰۱۲

O...... فانما قال جل مجدهٗ، والله غفور رحیم ۲۰۰۴ء

+۳۸۸ ۱۶۱۶

O...... میگوید فبشره بمغفرة ۲۰۰۴ء

۹۰ + ۱۹۱۴

O...... فقد قال جل اسمه، انا اعطینک الکوثر ۱۴۲۴ھ

۴۵۴ + ۹۷۰

O......وقال الله جل قوله، واتممت علیکم نعمتی ۲۰۰۴ء

۳۷۷ + ۱۶۲۷

O......قد قال الله جل کلامه، فاولئک لهم الدرجات العلٰی ۱۴۲۴ھ

۴۳۰ + ۹۹۴

# تاریخ ہائے ولادت ووفات

حافظ ضیاء الرحمٰن جالندھری ☆

پیر کے دن صبح سویرے جہاں اس دار فانی میں سورج طلوع ہوا وہاں اس عالم اسلام کا ایک سورج ہمیشہ کے لیے غروب ہوگیا......

افسوس صد افسوس پیر کے دن صبح سویرے جامعہ خیر المدارس ملتان کی جامع مسجد سے کسی طالب علم نے یہ اعلان کیا کہ مناظر اسلام ترجمان اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب چکوال والے گزشتہ رات قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

ذیل میں حضرت اقدس قاضی صاحب کی تاریخہائے وفات، ولادت ذکر کی جاتی ہیں۔

| | | |
|---|---|---|
| ۱ | قال الولی: خلقه فقدره | ۱۳۳۲ھ |
| ۲ | ولادت مظہر حسین مدنی چکوالویؒ ہے | ۱۹۱۴ء |
| ۳ | ولادت مبارک ابن مولانا محمد کرم دینؒ | ۱۳۳۲ھ |
| ۴ | ولادت ادیب ابوظہور الحسین صاحب چکوالویؒ | ۱۹۱۴ء |
| ۵ | علامہؒ کا سال فراغت | ۱۹۳۹ء |
| ۶ | علامہ مولانا دیوبندی چکوالوی صاحبؒ فاضل اجل دار العلوم دیوبند | ۱۹۳۹ء |
| ۷ | مولانا چکوالوی صاحبؒ شاگرد و خلیفہ مولانا حسین احمد المدنیؒ | ۲۰۰۴ء |
| ۸ | دا مولانا چکوالویؒ مہتمم اظہار الاسلام | ۲۰۰۴ء |
| ۹ | بسم الله السبوح المتين الرحمن الرحيم | ۱۴۲۴ھ |
| ۱۰ | قال الشهيد: سلام عليه يوم ولد ويوم يموت ويوم يبعث حيًا | ۲۰۰۴ء |
| ۱۱ | قال الله المهيمن البصير: فان الجنة هی الماوٰی | ۱۴۲۴ھ |

☆ جامعہ خیر المدارس، ملتان

| ۱۲ | ولقد قال الله المحيب المليك: نرفع درجات من نشاء | ۲۰۰۴ء |
|---|---|---|
| ۱۳ | قال الواسع: انه من عبادنا المخلصين | ۱۴۲۴ھ |
| ۱۴ | قال: لقد خلقنا الانسان فی احسن تقويم | ۲۰۰۴ء |
| ۱۵ | قال الواحد المحمود: وادخلی جنتی | ۱۴۲۴ھ |
| ۱۶ | وهو: ذلك لمن خشی ربه | ۲۰۰۴ء |
| ۱۷ | رضی الله الحامد الحق عنه | ۱۴۲۴ھ |
| ۱۸ | كنت مناقبا مت شهيد | ۱۴۲۴ھ |
| ۱۹ | مولانا عاش سبآ قامات شهيدا | ۱۴۲۴ھ |
| ۲۰ | گلستان طوبیٰ قاسم العلوم دار العلوم دیو بند | ۱۴۲۴ھ |
| ۲۱ | آہ! بجھ گیا چراغ عاقب (ﷺ) | ۱۴۲۴ھ |
| ۲۲ | آج علامہ قاضی صاحبؒ انتقال کر گئے | ۲۰۰۴ء |
| ۲۳ | آج ہے ہی کو بارغم اٹھانا پڑا | ۲۰۰۴ء |
| ۲۴ | آہ! آج وصال سوموار تین ذی الحجہ چودہ سو چوبیس ہجری | ۲۰۰۴ء |
| ۲۵ | وصال جناب چکوالویؒ کا پیر چھبیس جنوری دو ہزار چار عیسوی | ۱۴۲۴ھ |
| ۲۶ | آج کل عمر اکیانوے سال گیارہ ماہ تیئس دن ہے | ۱۴۲۴ھ |
| ۲۷ | جی آپؒ کی عمر کے کل دن بتیس ہزار پانچ سو پچانوے ہے | ۱۴۲۴ھ |
| ۲۸ | اب ہم کو جام غم پینا پڑا | ۱۴۲۴ھ |
| ۲۹ | گلباز مظہر حسین نور الله مرقده | ۲۰۰۴ء |
| ۳۰ | وفات ضیاء الاحناف بن مولانا کرم الدینؒ | ۲۰۰۴ء |
| ۳۱ | از قلم الداعی ضیاء الرحمٰن بن محمد سعید جالندھری | ۲۰۰۴ء |

# قطعہ سالِ وفات

مولانا حافظ محمد ابراہیم فانی

دین مصطفیٰ پہ صد آفریں فدا ہوا
مولانا مظہر حسین ہم سے اب جدا ہوا
۱۴۲۴    ۲۳    + ۱۴۰۱

قدسیوں کے قافلے کہہ رہے ہیں ہر طرف
سوئے جناں اب رواں مرد حق ادا ہوا

زاہد شب زندہ دار واعظِ شریں سخن
راہی خلد بریں بفضل خدا ہوا

حامئ سنت تھے وہ ماحئ بدعات و شرک
جو ہیں اہل حق تمام ان کا مقتدا ہوا

فانی بیچارہ وہ واقف و دانائے راز
خدمت دیں کے طفیل امام الہدیٰ ہوا

ابشروہ بالفوز و بالمغفرۃ ۲۰۰۴ء

❁.....❁.....❁.....❁

# فضل خدا سے باقی جو مظہر حسین ہے

رشحۂ فکر جناب عبدالکریم صابر

پہلا پرچہ (ماہنامہ حق چار یارؓ) موصول ہونے پر مندرجہ ذیل قطعات تاریخ ہو گئے تھے۔

ان پر خدائے پاک کا فضلِ عظیم ہے
دنیا میں جس کا پھیلا ہوا فیضِ عام ہے
ان پر نگاہِ خاص شہ مشرقین ہے
ہر ایک دل میں جس کا بڑا احترام ہے
فضلِ خدا سے "باقی جو مظہر حسین ہے"

۱۴۱۰ھ

عبد الشکور لکھنویؒ باقی نہیں تو کیا
ہے ان کے نام نامی میں ایک دلکشی عجیب
"مظہر حسین نام لطافت کلام ہے"

۱۴۱۰ھ

(ماہنامہ حق چار یار فروری ۱۹۹۱ء)

❁ ... ❁ ... ❁ ... ❁

# تاریخ ہائے وفات

مولانا حافظ محمد ابراہیم فانی

ان کی یوں فرقت پہ آج — دل بہت رنجور ہے

بہر تاریکیٔ شب — اک چراغِ نور ہے

ہائے وہ بحق نگہ — تربت میں مستور ہے

۱۹۶ — ۱۸۰۸ — ۲۰۰۴

نابغۂ عصر آہ آنکھوں سے یوں دور ہے

۱۴۲۴ھ

آئی یہ فانی صدا مولا کا مغفور ہے

۱۴۲۴ھ

(بقیہ ص: 1358)

میں کوٹ کر بھری گئی ہے اور اس سے کتنے زہریلے جراثیم، دین میں پیدا کیے گئے ہیں۔ کیا آپ کتاب اور سنت کو اس عقیدہ کے بعد ثابت کر سکتے ہیں اور کسی زندیق وملحد پر اتمام حجت کا راستہ کھول سکتے ہیں جبکہ ہر دو طریقہ روایت، درایت کا مدار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی پر ہے اور وہ معیار اور مدار حق نہ رہے اور نہ تنقید سے ہی بالاتر رہے اور نہ ان کی ذہنی غلامی جائز رہی۔ ظاہر ہے کہ تنقید کسی برائی ہی کی وجہ سے ہوتی ہے تو جب ان میں خرابیاں اور برائیاں موجود ہیں تو ان کی روایت کا کیا اعتبار ہے اور اسی طرح ان کی درایت کا کیا اعتبار ہوگا اور علیٰ ہذا القیاس ان کے طریقہ پر چلنا یعنی ذہنی غلامی بھی اگر صحیح نہیں ہے تو خیر القرون ہونا اور "کنتم خیر أمة اخرجت للناس" اور امة وسطا" وغیرہ آیات کو کس طرح تسلیم کیا جا سکتا ہے؟ تمام وہ احادیث صحیحہ جو کہ گوناگوں فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھری ہوئی ہیں سب بے کار ہو جاتی ہیں، کیونکہ سلب کلی کا مصداق بجز اس کے نہیں ہو سکتا۔

افسوس صد افسوس کہ بہت سے علماء اور فارغین دار العلوم بھی مودودی صاحب کی تلبیسات کے شکار ہو رہے ہیں، آپ بھی اس جماعت کی تنظیم اور ڈسپلن کی تعریف کرتے ہوئے اس میں شرکت کی خواہش کر رہے ہیں یا تردد میں ہیں۔ جس طرح چکڑالوی، قادیانی، مشرقی نے نیا دین اور نیا اسلام بنایا ہے اسی طرح مودودی صاحب نے نیا اسلام بنایا ہے، سابقین مجددین کی تجدیدات کو لات مار کر اپنی تجدیدات کو سب سے بالاتر فرماتے ہیں اور تمام اہل سنت والجماعت کے متفقہ اصول کو ٹھوکر مارتے ہیں۔ تمام علماء اور اہل طریقت حتیٰ کہ حضرت مجدد سرہندی اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اور اکابر علم وطریقت میں کیڑے نکال کر سب کی انتہائی تذلیل وتوہین کرتے اور سب سے نفرت دلاتے ہیں، بہر حال سوچئے اور سمجھئے اور اسلاف کرام کے طریقہ پر چلیے، واللہ معکم اینما کنتم.

مولانا عبداللہ صاحب درخواستی سے میں واقف نہیں اور نہ ان کے اصول سے واقف ہوں، اس لیے کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا۔ اگر ان کے اصول واعمال اسلاف اہل سنت والجماعت کے مطابق ہوں تو ان کا ساتھ دیجیے۔ آپ مودودیوں کی تنظیم اور جدوجہد کو سراہتے ہیں۔

محترما! قادیانیوں اور عیسائیوں کی تنظیم وجدوجہد اس سے بدرجہا بالاتر ہے پھر کیا حکم دیں گے؟

جو رشتہ دار ادھیڑ عمر والی بیعت ہونا چاہتی ہیں ان کو آپ خود کیوں نہیں بیعت کر لیتے۔ آپ نیابتاً میری طرف سے ان کو بیعت کر لیں اور امور بیعت پر عہد لے کر تسبیحات ستہ تلقین فرما دیں۔

والسلام

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ ۲۳ شوال ۱۳۷۳ھ

باب 14

قائد اہل سنتؒ نمبر

# مکتوباتِ اکابر
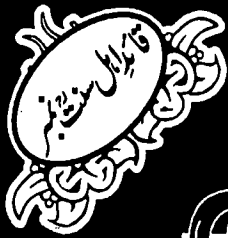
حضرت قائد اہل سنتؒ کے نام چند یادگار خطوط
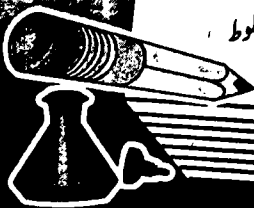
# مکتوباتِ گرامی

## شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

①

جناب مولانا مظہر حسین صاحب چکوال، پاکستان کے نام

محترم المقام زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا والا نامہ مورخہ ۱۲ شعبان موصول ہوا تھا، حضرت شیخ الادب صاحب کے ذریعہ سے جواب بھیج دیا تھا۔ ذکر لسانی ہمیشہ اپنی کثرت سے اور مداومت سے ذکر قلبی جس کا مرکز زیر پستان چپ چار انگل ہے، اور ذکر روحی کی طرف جس کا مرکز زیر پستان راست ہی منجر ہوتا ہے مگر ہم کو لطائف کے جاری کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اس میں مسافت طویل ہے۔ بہر حال ۲۵ ہزار ذکر لسانی پر مداومت فرمایئے اور جس قدر اس میں زیادتی ممکن ہو عمل میں لاتے ہوئے قلبی ذکر کی طرف بھی توجہ فرمایئے یعنی قلب جو کہ بائیں پستان سے چار انگل نیچے ہے تصور کیجیے کہ اس سے لفظ اللہ برابر نکلتا ہے۔ ذات مقدسہ چونکہ محبوب قلب ہے اور حسب قاعدہ من احب شیئا اکثر ذکرہ قلب بے چینی کے ساتھ محبوب حقیقی کو یاد کر رہا ہے۔ اس میں ذکر لسانی کو کوئی دخل نہ دیجیے۔ فقط دھیان اور تصور ہوگا اور خیال ہی خیال میں ذکر کرتے ہوئے کم از کم دو ہزار روزانہ خواہ ایک ہی مجلس میں یا متعدد مجالس میں اس کو پورا کیجیے جو حرکت سینہ میں محسوس ہوتی ہے سلطان الاذکار کا مقدمہ ہے، اللہ تعالیٰ روز افزوں ترقی عطاء فرمائے۔ اور ماسوی اللہ سے کلی انقطاع نصیب ہو۔ آمین۔

حصول زیارت مقدسہ مبارک ہو۔ آنکھ بند ہونا غالبًا اشارہ اس طرف ہو کہ ذکر میں انہاک کیجیے اور اغیار سے انقطاع کیا کیجیے۔

مستری سردار محمد صاحب سے بھی سلام مسنون کہہ دیں میں ان کو غائبانہ بیعت کیے لیتا ہوں ان کو

اتباع شریعت کی تاکید اور تسبیحات ستہ کی تعلیم کر دیجیے۔

اس زمانہ کے قطب الارشاد اور مجدد کو میں نہیں جانتا، مجھ جیسا ناکارہ اور نالائق کس طرح جان سکتا ہے؟

والسلام

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ

سلہٹ، ۸ رمضان المبارک ۱۳۶۴ھ

(۲)

محترم المقام زید مجدکم ...... جس دھن میں آپ لگے ہوئے ہیں بہت مبارک ہے۔ تمام جیل کی تکالیف پر پانی پھیر دینے والی ہے، اللھم زد فزد ......

کفر کافر را و دیں دیندار را

ذرہ دردت دل عطار را

یہ دھن اگر برسوں میں بھی حاصل ہو جائے بسا غنیمت ہے۔ ذکر و شغل میں جو حصہ بھی عمر عزیز کا صرف ہو جائے وہی زندگی ہے......

ہر نفس بہرت مسیحائیست چست

گر نداری پاس او از جہل تست

ایں چنیں انفاس خوش ضائع مکن

غفلت اندر شہر جاں شائع مکن

حضرات چشتیہ قدس اللہ اسرارہم تمام لطائف کو قلب ہی میں مندرج مانتے ہیں، اور اسی طرف توجہ کرنے سے تمام لطائف کو طے کرتے ہیں۔

میرے محترم! یہ سب لطائف وسائل اور ذرائع ہیں انوار وغیرہ بھی مقاصد اصلیہ نہیں ہیں۔ وصل اور فراق بھی مقصد اصلی نہیں ہے ......

وصال و قرب چہ خواہی رضاء دوست طلب

کہ حیف باشد ازو غیر ازیں تمنائے

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن کے درجہ پر کوئی ولی نہیں پہنچ سکتا ان کی شان میں فرمایا جاتا ہے "یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا" معیت اور دوام حضور بڑی چیزیں اور انعام عظیم ہیں، مگر مقصود اصلی رضا خداوندی ہے اگر شہنشاہ کی دربارداری اور حاضر باشی حاصل ہو جائے اور معاذ اللہ رضا شاہی نصیب نہ ہو تو خسارہ ابدی ہے اور اگر رضا شہنشاہی حاصل ہو تو دوری مسافت اور غیر حاضری دربار کوئی چیز نہیں۔ بسا اوقات مجرمین بھی دربار میں حاضر ہوتے ہیں مگر اُن کی یہ حاضری خوش نصیبی نہیں سمجھی جاتی۔ طلب رضاء خداوندی اور اس کا حصول سلوک ثانی ہے جس سے مراتب اولیاء اللہ کی عظمت حسب مراتب ہوتی ہے اس کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں۔ انوار، کیفیات، مکاشفات، الہامات وغیرہ کے لیے فرماتے ہیں: ''تلک خیالات تربی بہا اطفال الطریقۃ" یہ وسائل ہیں مقاصد نہیں۔ کسی سے بھی دل نہ لگائیے اور کسی مقام پر قرار نہ پکڑیے بلکہ ہمیشہ آگے بڑھتے رہیے۔ قبض و بسط لوازمات بشری ہیں۔ بسط میں شکر گزاری ہے۔ "لئن شکرتم لا زیدنکم" اور قبض میں استغفار کی کثرت اور عدم مایوسی لازم ہے۔ حضور دائم بلا کیف وکم کی جدوجہد کرتے ہوئے رضا وخوشنودی کے خواہاں رہیں۔ جس کے لیے اتباع سنن سید المرسلین ﷺ ازبس ضروری اور لازم ہے: "قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ". اسی سے محبوب خداوندی بنتا ہے .... ھنیئا لارباب النعیم نعیمھم.

خوابہائے مختلفہ اور کیفیات متنوعہ مبارک اور امید افزا ہیں شکر کیجیے اور ذاتِ منزھہ عن جمیع الحوادث والنقائص متصفۃ بجمیع صفات الکمال الذی لیس کمثلہ شیء کا دھیان دائم ہونے کے لیے کوشاں رہیے۔ انوار اور ذوات الانوار غیر ہیں ان سے دل نہ لگائیے۔ والذین ھم علیٰ صلاتھم دائمون. کی نعمت حاصل کیجیے ......

ہر آنکہ غافل از وے یک زمان است

ہماں دم کافر است اما نہان است

مبادا غافلی پیوستہ باشد

در اسلام بروے بستہ باشد

اس راہ میں غفلت بھی گناہ ہے اس سے بار بار توبہ اور استغفار ہونی چاہیے۔ رزقنا اللہ وایاکم.

پڑھانے میں اگرچہ توجہ الی الغیر ہوتی ہے، مگر اس سے نسبت میں قوت ہوتی ہے، اور نشر واشاعت دین اور وظیفہ نبویہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ) کی جو کہ تبلیغ وہدایت ہے ادائیگی ہوتی ہے، اس

لیے اس کے ادا کرنے میں حسب استطاعت کوشش کیجیے۔ وضو جب ٹوٹ جائے اور وضو کرنے میں دقت ہو تو ان اشیاء کی ادائیگی کے لیے جن میں وضو لازم نہیں ہے تیمم کر لیا کیجیے اگرچہ پانی موجود ہو جیسا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے جواب سلام کے لیے تیمم فرمایا تھا، توجہ الی اللہ میں استغراق ضروری نہیں ہے۔ لا تدرکه الابصار وھو یدرک الابصار بے کیف اور بے کم کی طرف قلبی توجہ ہونی چاہیے

ہست رب الناس را با جان ناس
اتصالے بے تکیف بے قیاس

حجابات اور انوار اور کیفیات اور لطائف کے متعلق مندرجہ بالا مضمون میں جواب آ گیا۔ حضرت سید آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ خاص حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے ان تفصیلات کو جن کو مجدد رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں ترک کر دیا تھا۔ آپ توجہ الی الذات بلا کیف ہی کو مدار سلوک قرار دیتے ہیں۔

جیل سے رہائی کے لیے ظاہری کوشش میں کوئی حرج نہیں۔ توکل اور اعتماد اللہ ہی پر رہنا چاہیے کامیابی ہو تو فبہا ورنہ کبیدہ خاطر نہ ہونا چاہیے۔ رضاء دوست جس میں ہو وہی عبد کا مقصد ہے اسی میں خوش رہنا چاہیے میں بھی دعا کرتا ہوں۔ اپنے رفقاء کو جو بھی لائق ہوں مرید ذکر تعلیم دیتے رہیے۔

والسلام
ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ
ربیع الثانی ۱۳۶۸ھ

(۳)

محترم المقام زید مجدکم۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

والا نامہ باعث سرفرازی ہوا تھا، مگر عدیم الفرصتی کی وجہ سے جواب میں تاخیر ہوئی معاف فرمائیں۔ آپ کی خیر و عافیت معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی، تلاشی کا واقعہ صرف ایک اشتہار قربانی کے متعلق ہوا تھا، جس میں کوئی چھپانا مقصود نہیں تھا، اس کو حکام نے قابل اعتراض سمجھا اور اہل دار العلوم اس کو قابل اعتراض نہیں سمجھتے تھے بہرحال تقدیرات الٰہیہ میں جو کچھ تھا وہ پیش آیا ...فالی اللہ المشتکی

میرے محترم! مقصود اصلی سلوک سے احسان ہے (ان تعبد الله کانک تراهٗ (الحدیث) یعنی سالک میں ملکہ راسخہ پیدا ہو جائے، یہ مبداء ہے اور باعتبار نہایت کے رضاء باری عز اسمہ کا حصول ہے......

یہ کوشش کرنا کہ اللہ تعالیٰ سے محبت صادقہ پیدا ہو جائے، اور وہ بڑھتے بڑھتے اتنی ہو جائے کہ ماسوا کا تعلق قلبی منقطع ہو جائے، یہ اور اس کے مؤیدات و ذرائع سب کے سب وسائل ہیں ریاضات اور اصلاح اخلاق بھی اسی قسم سے ہیں، متقدمین صوفیہ اصلاح اخلاق کو مقدم سمجھتے ہیں اور بسا اوقات اس میں سالہا سال خرچ کر دیتے ہیں، جس کے نتیجہ میں بسا اوقات وصول الی اللہ سے پہلے موت آجاتی ہے، اور انسان کو محرومی کی حالت میں دنیا سے سفر کرنا پڑتا ہے، متاخرین نے اس میں تدبر سے کام کیا، وہ وصول الی اللہ اور توجہ الی الذات المقدسہ کو مقدم فرماتے ہیں، اور اس رابطہ میں انہماک کرا کر حضور دائم کو پیدا کرتے ہیں اور اس ہی ملکہ کو رسوخ و قوت دیتے ہیں، اور جس کی وجہ سے اخلاق ذمیمہ اور رزائل ایک ایک کر کے زائل ہو جاتے ہیں بہر حال آپ توجہ الذات المقدسہ میں ہمیشہ کوشاں رہیں خواہ الی الذات المحضہ کی طرف یا باعتبار صفۃ من صفاتہ الکاملہ، اور الذین ھم علیٰ صلواتھم دائمون کا حال قائم رکھیں۔

انسان کے اعمال میں نقائص کا ہونا فطری امر ہے، مگر انسان کا فریضہ ہے کہ نقائص کے ازالہ میں کوشاں رہے اور ایاک نستعین ہر نماز میں اخلاص سے کہتا رہے جناب رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں (دعائیں) ماعرفناک (۱) حق معرفتک ولا عبدناک حق عبادتک او کما قال) غرضیکہ اپنی طرف سے جد و جہد اعمال کی تتمیم و اخلاص کی تکمیل ہمیشہ جاری رہنی چاہیے اور بارگاہ خداوندی میں اقرار بالتقصیر کے ساتھ جو کہ واقعی امر ہے، معافی کی درخواست ہمیشہ جاری رہنی چاہیے اور قبولیت کی امید رکھتے ہوئے ہر وقت خائف عن غضبہ تعالیٰ بھی رہنا ضروری ہے، الایمان بین الخوف والرجاء.

میں پہلے بھی غالباً آپ کو لکھ چکا ہوں کہ آپ کو اجازت ہے، جو بھی آپ سے بیعت ہونے کی درخواست کرے اس کو بیعت کر لیا کریں اور اشغال سلوک تلقین فرما دیا کریں اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا، اتباع سنت کا ہمیشہ اور ہر امر میں خیال رکھیں، علاوہ مراقبہ معلومہ کے دوسرے اذکار کی ضرورت اگرچہ

---

(۱) نہ ہم تجھ کو پوری طرح پہچان سکے۔ اور نہ جس طرح تیری عبادت کرنی چاہیے اس کا حق ادا کر سکے۔

اب نہیں ہے، مگر تائید اور تقویت کے لیے جون ساز کر مناسب سمجھیں کرتے رہا کریں، صراط مستقیم اور امداد السلوک کو زیر مطالعہ رکھیں۔

خواب سب اچھے ہیں اور امید افزاء تعویذوں کی بھی اجازت دیتا ہوں، القول الجمیل میں سے لکھ دیا کریں، یا مقصود کے مطابق کوئی آیت لکھ دیا کریں، قرآن شریف کا ترجمہ پڑھانا بھی تبلیغ ہے، بہر حال جس قدر ممکن ہو انسانوں اور بالخصوص مسلمانوں کی اصلاح اور ہدایت میں بلا طمع کوشاں رہیں، دعوات صالحہ سے فراموش نہ فرمائیں، واقفین پرسان حال سے سلام مسنون عرض کر دیں، آپ کا لفافہ کار آمد نہ ہونے کی وجہ سے واپس ہے۔

والسلام

حسین احمد غفرلہ

۷ ربیع الاول ۱۳۶۹ھ

(۴)

اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس کریم کارساز بندہ نواز نے آپ کو قرب وحضور اور معیت کی نعمت وجدانی طور پر عنایت فرمائی اور نسبت میں قوت اور ترقی عطا فرمائی۔ فللہ الحمد والمنۃ اللھم زد فزد.

محترما! توجہ الی الذات المقدسۃ المنزھۃ عن سایر سمات النقص والزوال وعن المادۃ والمثال المتصفۃ بالکمال والجلال، کو جس قدر ممکن ہو بڑھایئے اور حضور دائم پیدا کیجیے۔

لطائف مدرکہ کا ترقی پذیر ہونا نعمت عظیمہ ہے اللہ تعالیٰ اور زیادہ فرمائے۔ ذاتِ مقدسہ بے مثل اور بے مثال ہے۔ اسی طرف دھیان متوجہ رہنا چاہیے......

اے برتر از قیاس وگمان وخیال و وہم

وزہرچہ گفتہ اند و شنیدیم وخواندہ ایم

لیس کمثلہ شئی، اس کی شان ہے، لم یکن لہٗ کفوا احدٌ اس کی آن ہے وہی مقصود انس وجان ہے اس سے غافل ایک دم نہ ہونا چاہیے......

یک لحہ را غافل تو ازاں شاہ نہ باشی

شاید کہ نگاہے کند آگاہ نہ باشی

ذلک فضل الله یوتیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم.

اس توجہ دائمی کے ساتھ مرضیات حق کو ہمیشہ تلاش کرنا اور اس میں منہمک رہنا اعلیٰ ترین مقصد انسانی ہے جس کے لیے درحقیقت جناب سید الانام علیہ وعلیٰ الہ وصحبہ اکمل التحیة والسلام کے سنن وآداب کی زیادہ سے زیادہ پیروی کرنا اشد ضروری ہے ......

قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی، آلایة ۔ارشادگرامی ہے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مطمع نظر یہی تھا۔ یبتغون فضلا من الله ورضوانا ۔اس کی دلیل ہے۔اسی کی جدوجہد میں ہمیشہ لگے رہیے یہی دُھن ہماری دن ورات رہنی چاہیے۔

میں دُعاء کرتا ہوں میرے پاس آنا اور رہنا کوئی ضروری نہیں ہے۔ میں اسلاف کرام کا بدنام کرنے والا اور نفس اور خواہشات کا بندہ ہوں اللہ تعالیٰ فضل فرمائے تو نجات کی اُمید کرسکتا ہوں۔

''عدل کرے تو تُلیاں فضل کرے تو چھٹیاں۔'' بزرگانِ پنجاب کا صحیح مقولہ ہے۔

سودہ گشت از سجدۂ راہِ بتاں پیشانیم
چند برخود تہمت دین مسلمانی نہم

لوگوں کی تبلیغ اور نصائح بآلایات القرآنیہ اور بالاحادیث النبویۃ علیٰ صاحبہا الف الف سلام وتحیۃ میں مشغول رہنا بہت بڑی کامیابی ہے......مگر اس راہ میں مشکلات اور تکالیف کا پیش آنا ناگزیر ہے۔انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو جبکہ یہ حوادث پیش آتے رہے تو ہم کو اور آپ کو کب اس سے چھٹکارا ہوسکتا ہے۔صبر جمیل پر سہارا کرنا اور الطاف ربانیہ کا امیدوار رہنا ازبس ضروری ہے، جب کہ فرعون جیسے مدعی الوہیت کے سامنے ''فقولا لہ قولا لینا''.اور بدبختانِ عرب کے مقابل ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة کا ارشاد ہے تو ہم ناکاروں کو ابناء زماں کے مقابل بدرجہ اتم اس پر چلنا ضروری ہوگا۔غمگین اور مایوس نہ ہوئیے۔

ع...... سرزنش ہا گر کند خار مغیلاں غم مخور

اخلاص اور سچی ہمدردی کو ہاتھ سے جانے نہ دیجیے۔مجادلات اور فضول بکواس سے حتی الوسع اجتناب فرمائیے۔اس زمانہ میں مناظرہ حقیقی نہیں ہوتا۔نفس پرستی اور خودنمائی مقصود ہوتی ہے۔کہہ دیجیے کہ ہم نے حق بات ظاہر کردی۔ہمارا فریضہ صرف تبلیغ اور واضح کردینا ہے ماننا نہ ماننا تمہارا کام ہے۔ ہاں اگر سخت ضرورت پیش آجائے تو اولاً اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیجیے اور اس سے استمداد باطنی کرنے

کے بعد میدان مناظرہ میں قدم رکھیے اور اس کی بے نیازی سے مطمئن نہ ہوجیے۔ ولو شاء ربک ما فعلوہ فذرھم وما یفترون کو کبھی ذہن سے نہ نکالیے۔ ہدایت اور اضلال دونوں اس کے اختیار میں ہیں۔ یضل من یشاء ویھدی من یشاء وقال سبحانہ وتعالیٰ ولو اننا نزلنا الیھم الملائکة وکلمھم الموتی وحشرنا علیھم کل شئی قبلا ما کانوا لیومنوا الا ان یشاء اللہ ولکن اکثرھم یجھلون۔ اس لیے تنگ دل نہ ہوجیے یہ اس کی شئون ہیں"اقام العباد فیما اراد" اس لیے ہر ایک کو ہم میں سے ہمیشہ اس سے ڈرتے رہنا اور اسی کی استمداد اور ہدایت چاہنا ازبس ضروری ہے۔ "وکذلک زینا لکل امة عملھم" اس کی شانِ بے نیازی ہے۔"افامنوا مکر اللہ فلا یا من مکر اللہ الا القوم الخاسرون"۔

آپ کو جو تعلیم دی جاچکی ہے یہ آخری سب طرق کی تعلیم ہے اس پر کاربند رہیے اور اسی میں ترقی اور مداومت جاری رکھیے، استقامت اور کوشش سے آپ بڑے سے بڑے مقامات پر پہنچ سکتے ہیں۔ الاستقامة فوق الکرامة اتباع سنت ...... سینہ کا انہماک اور توجہ الی الذات المقدسہ تمام ترقیات کی مفتاح ہیں اسی میں لگے رہیے۔ بزرگانِ دین مولانا محمد حسن صاحب امرتسری یا مولانا خیر محمد صاحب یا مولانا عبدالمالک صاحب وغیرہ حضرات سے آداب اور احترامات کے ساتھ ملیے۔ کسی کی بے ادبی، غیبت یا حضور میں عمل میں نہ لایئے اور نہ کسی کو حقارت سے دیکھیے یہ حضرات اور دیگر بزرگان تو بڑے ہیں ہی کسی عامی مسلمان کو بھی حقارت سے نہ دیکھیے۔ اگر کوئی عمل اس کا غلط ہو اس پر گرفت کیجیے مگر اس کی حقارت قلب میں ہرگز نہ لایئے۔ صراطِ مستقیم اور امدادالسلوک کو زیرِ مطالعہ رکھیے۔ مولانا خورشید احمد صاحب ساکن قصبہ عبدالحکیم ضلع ملتان بھی مجاز ہیں اگر ممکن ہو تو ان سے ملاقات جاری رکھیے۔ لوگوں کو ارشاد و ہدایت کرتے رہیے جو بھی آپ سے طالب رہنمائی ہو، انشاء اللہ اس کو نفع پہنچے گا۔ سردار محمد صاحب میاں خان صاحب اور ماسٹر عبدالمجید صاحب کی حسب استعداد و ترقی تعلیمات جاری رکھیے۔ میاں فیروز دین صاحب کو آپ خود بیعت کر کے تلقینات جاری رکھیے۔ تسبیحات ستہ وظیفہ ہیں۔ ذکر مقدم از وظائف ہے۔ ذکر اسم ذات پاس انفاس وغیرہ حسب فرصت و ترقی تعلیم کرتے رہیں۔ جو شخص بھی بیعت کا خواہشمند ہو اس کو رد نہ کریں۔ حضرت گنگوہی قدس سرہٗ العزیز کے

مکتوبات میرے پاس بالکل نہیں ہیں۔ پہلی جنگ عمومی میں میں مالٹا میں قید ہو گیا ترکی حکومت نے جملہ قلمی کاغذات ضائع کر دیے۔

والسلام

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ

دیوبند، ۲ ذیقعدہ ۱۳۶۹ھ

⑤

ہر دو ہمشیروں سے بعد از سلام مسنون کہہ دیجیے کہ میں نے ان کو بیعت کر لیا ان کو تسبیحات ستہ صبح و شام بتا دیجیے اور اتباع شریعت کی تاکید کر دیجیے۔ عورتوں کی طبیعت ضعیف ہوتی ہے۔ ذکر کی زیادتی سے اور امور خانہ داری سے بسا اوقات عاجز ہو جاتی ہیں۔ اس لیے ان کی تعلیم میں اسم ذات کے ذکر لسانی پر اکتفاء کیجیے۔ گیارہ ہزار جو آپ نے بتا رکھا ہے مناسب ہے۔ بڑی ہمشیرہ صاحبہ کو بھی حسب حکم بیعت کر لیا۔ ان کو پاس انفاس کی مداومت کی تاکید کر دیں اور ذکر قلبی میں "اللہ ھو" روزانہ دو ہزار کا تصور باندھیں۔ قریب کے قصبہ میں مدرسہ قائم کرنا مناسب ہے، بشرطیکہ اس کی طرف توجہ تام کی جائے، آپ اور آپ کے احباب مشورہ اور استخارہ کر کے انجام دیں۔ حضرت مولانا حسین علی صاحب مرحوم کے متوسلین میں تشدد بہت زیادہ ہے جو کہ غلط درجہ تک پہنچ جاتا ہے۔ یسرا ولا تعسرا وبشرا ولا تنفرا وتطاوعا ولا تختلفا اور الدین یسر وا حب الدین الی اللہ الحنیفیۃ السمحۃ البیضاء الحدیث کے خلاف ہے۔ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے مکتوب انوار القلوب کے بالکل مخالف ہے اگرچہ بریلویوں کے غلو کا جواب اسی طرح ہوتا ہے۔

والسلام

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ

۲۴ ذی الحجہ ۱۳۷۰ھ

⑥

نظر بندی کا علم فقط اس خط سے ہوا۔ اگرچہ عرصہ دراز سے کوئی والا نامہ نہیں آیا تھا مگر یہ خیال نہ تھا۔ حق تعالیٰ آپ حضرات کے اس دینی جہاد کو قبول فرمائے اور باعث کفارہ سیئات اور ترقی درجات

کرے آمین۔

محترما! اس دورِ فتن میں دین کو پکڑنا قبض علی الجمر کا مرادف ہے سوچ سمجھ کر کام کرنا چاہیے۔ اگر تعلیمات دینیہ کا مشغلہ ہو تو زیادہ مفید اور ضروری معلوم ہوتا ہے ورنہ تبلیغی جماعت کا پروگرام انسب ہے کم از کم سلفِ صالح کے قدم بقدم تو رہنا نصیب رہتا ہے۔ جو جماعتیں نئی نئی زرق برق پوشاک میں نمودار ہو رہی ہیں ان کی چمک دمک میں محو ہو جانا انتہائی خطرناک ہے۔ مودودیوں کی گمراہی سے آپ غالبًا بالکل ناواقف ہیں آپ فرماتے ہیں جماعت اسلامی کے معاملہ میں بندہ اکثر متردد رہتا ہے کیا اس جماعت کی مخالفت کرنا ضروری ہے۔ یا نظام اسلامی کے پیش نظر ان سے اتفاق کیا جائے۔ یا توقف وسکوت بہتر ہے۔'' آپ اس قدر غافل کیوں ہیں؟ ان کی کتابوں کو تنقیدی اور گہری نظر سے دیکھیے۔ وہ تو چودہ سو برس والے طریقہ اسلامیہ کے علاوہ ایک نیا اسلام بنا رہے ہیں، جس میں ہر پروفیسر، ہر گریجویٹ، ہر عربی زبان سے شدُ بُد رکھنے والا مجتہد مطلق ہے۔ یہی نہیں کہ اس کو اجتہاد کرنا جائز ہے بلکہ اس پر اجتہاد کرنا اس قدر ضروری اور لازم ہے جیسا کہ سانس کے لیے ہوا اور پیاس کے لیے پانی ضروری ہے۔ اس اسلام میں بڑے سے بڑے صحابی پر بھی اعتماد کلی نہیں ہے۔ اگر چہ وہ خلیفہ اول ہی کیوں نہ ہو عام صحابہ رضی اللہ عنہم تو کسی شمار وقطار میں نہیں ہیں اور جب کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اور ارباب قرن اول اس حال میں ہوئے تو تابعین اور بعد والے کس درجہ میں مانے جاسکتے ہیں یعنی امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ اور دوسرے ائمہ حدیث یا ائمہ فقہ یا ائمہ جرح وتعدیل کیا درجہ رکھ سکتے ہیں۔ اہل سنت والجماعت کا متفقہ اصول تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کی عدالت کا جو کہ دلالت قطعیہ سے ماخوذ ہے بالکل ان کے نزدیک واہی اور لچر ہے۔ کوئی ہستی صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین، تبع تابعین وغیرہم میں سے قابل تقلید مطلق نہیں ہے اور نہ کوئی ان میں سے معیارِ حق ہے، بلکہ ہر ایک انسانی کمزوریوں سے بالفعل متصف ہے۔ ان کا بنیادی عقیدہ دستورِ جماعت اسلامی دفعہ ۶ میں حسب ذیل ہے......

- ''رسولِ خدا کے سوا کسی انسان کو معیارِ حق نہ بنائے، کسی کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھے۔ کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ ہو، ہر ایک کو خدا کے بنائے ہوئے اس معیارِ کامل پر جانچے اور پرکھے اور جو اس معیار کے لحاظ سے جس درجہ میں ہے اس کو اسی درجہ میں رکھے۔''

اب آپ اس عقیدہ اور دفعہ پر غور فرمائیے کہ اس کا نتیجہ کیا نکلتا ہے اور کس قدر الحاد اور بے دینی اس کی تہہ میں رکھی گئی ہے اور تمام سلف صالح کی کس قدر بے اعتباری درایتًا اور روایتًا شریعتًا اور طریقتًا اس

باقی ص ۱۳۴۸ پر

⑥

محترم المقام زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مودودیوں سے جو حضرات وہاں پر ہیں ناواقف ہیں ان کی کتابیں دیکھتے نہیں یا اگر دیکھتے بھی ہیں تو تنقیدی نظر اور غور سے نہیں دیکھتے جو لوٹ میں نے دستور اسلامی کا آپ کو لکھا تھا کہ صفحہ ۶،۵ عقیدہ رسالت جناب رسول اللہ ﷺ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں......

''رسول خدا کے سوا کسی انسان کو معیار حق نہ بنائے، کسی کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھے، کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ ہو۔ الخ اس پر غور فرمائیے، کیا یہ انبیاء سابقین علیہم السلام جن پر ایمان لانا اور ان کی رسالت میں تفریق نہ کرنا ضروری ہے اس کا انکار نہیں؟ اور کیا یہیں سے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عدالت کا انکار نہیں ہوتا جن کی تعدیل اور مقبولیت میں آیات قطعیہ وارد ہیں کیا یہ عقیدہ اسلام کو باقی رکھنے والا ہے۔ کیا اس میں وہ لاتعداد روایتیں ذخیرۂ احادیث کی جو کہ انفرادی طور پر صحاح میں مدح صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لیے اور اجتماعی طور پر وارد ہیں ان سب کا انکار نہیں ہے اور کیا ایسے عقیدہ کے ہوتے ہوئے کوئی شخص فرقہ ناجیہ اہل سنت میں شمار کیا جاسکتا ہے؟ اور کیا اس قاعدہ اور دستور کے تسلیم کرنے کے بعد احادیث اور قرآن قابل اعتماد ہو سکتے ہیں۔ مدار دین کے نقل کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔ جب وہ انفراداً اور اجتماعاً معیار حق نہیں، نہ تنقید سے بالاتر ہیں تو ان پر کیسے اعتماد کیا جاسکتا ہے اور ان کی مرویات کا کوئی اعتبار کیا جاسکتا ہے۔ اس پر تو روافض کا کہنا کہ انہوں نے قرآن میں تحریف کی اس میں سے دس پارے نکال دیے گئے وغیرہ وغیرہ سب قابل قبول ہو سکے گا۔ کیا اس میں تقلید صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین کرام اور ائمہ کا انکار نہیں غور فرمائیے۔ یہ جماعت اسلام کو برباد کرنے اور اس کے اصول و فروع کو جڑ سے اکھاڑ دینے کے لیے نیا مذہب بنا رہی ہے اور ہمارے ہی نادان اور بھولے بھالے علماء اور عوام اس کو رو میں بہتے جارہے ہیں۔ فالیٰ اللہ المشتکی.

جو عبارت کہ جناب نے نقش حیات جلد اول صفحہ ۳۲۵ کی نقل فرما کر قابل اعتراض قرار دی ہے وہ عبارت میری نہیں، تاریخ روہیل کھنڈ معروف بحیات حافظ رحمت خاں کے مصنف کی ہے یہ جو کہ نقش حیات میں صفحہ ۳۲۴ سے شروع ہو کر صفحہ ۳۲۷ کی دوسری سطر تک چلی جاتی ہے۔ اگر یہ مورد اعتراض ہے

تو اعتراض تاریخ کے مصنف مذکور پر ہوسکتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ مورخ مذکور حکم شرعی بیان نہیں کر رہا ہے بلکہ بادشاہ روہیل کھنڈ کے کارنامہ کو دکھلا رہا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ حافظ رحمت خاں صاحب مرحوم کی حکومت اس کو اپنا فریضہ نہیں سمجھتی تھی اور نہ اس پر عامل تھی۔ اب یہ بات دوسری ہے کہ حکومت مذکور اس میں حق پر تھی یا غلط کار تھی۔ مورخ تو اس کے کارنامے دکھلا رہا ہے ممکن ہے کہ حکومت مذکور کا یہ عمل شرعاً صحیح ہو۔ کوئی اس زمانہ کی حالت اس کی مقتضی ہو اور ممکن ہے کہ پالیسی نظر شارع میں غلط ہو، بہر حال یہ تاریخی واقعہ ہے اس کو حکم شرعی نہیں کہا جاسکتا۔ علیٰ ہذا القیاس حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ اور حضرت شاہ اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ کے متعلق جو شبہ ہے وہ بھی بے موقع ہے یہ دونوں حضرات مرحومین احکامِ الٰہیۃ سے بہ نسبت ہمارے بہت زیادہ واقف تھے اور وہ اپنے ماحول سے بھی بہ نسبت ہمارے زیادہ واقف تھے۔ اگر انہوں نے گوالیار کے راجہ اور وزیر کو لکھا ہے تو مقتضائے وقت اور ماحول کی بناء پر لکھا ہے۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ اھون البلیتین بعض اوقات میں مختار ہوسکتا ہے۔ ممکن ہے اس وقت کا یہ مقتضی ہو۔ ہم کو حسن ظن کا حکم دیا گیا ہے۔ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کی تحریک میں راجہ مہندر پرتاپ کو حکومت موقتہ کا پریذیڈنٹ تسلیم کرنا حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کے مشورہ اور حکم سے نہیں ہوا وہ تو اس وقت مالٹا میں اسیر تھے، ثانیاً ایسا کرنا بھی ماحول کی ہی بنا پر تھا جس کو یہ حضرات مشاہدہ کہہ رہے ہیں یہ پریذیڈنٹی (صدارت) ہمیشگی کی نہ تھی، بلکہ حکومت موقتہ (عارضی حکومت) کی تھی۔ شہنشاہ عالمگیر مرحوم کے مقالہ کے متعلق بھی شبہ بے موقع ہے اور وہ مقالہ ملازمتوں کے متعلق ہے حکومت کے متعلق نہیں...... وہ پالیسی جو کہ کسی عہدہ کے اہل تھے عالمگیر مرحوم نے اُن کی اس عہدہ کی قابلیت کی بنا پر ان کو مقرر کیا۔ اہل غرض نے اس پر اعتراض کیا اور شریعت کی آڑ لے کر اپنے آپ کو حق بجانب قرار دیا، یقیناً اس میں ان کا اعتراض غلط اور عالمگیر مرحوم کا جواب صواب ہے۔ ملازمتوں کے متعلق حکومت اگر قابلیت کا لحاظ نہ کرے گی اور ماہر فن کو مقرر نہ کرے گی تو کبھی کامیاب نہیں ہوسکتی، جناب رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن اریقط دئلی کو رہبر طریق مدینہ منورہ بنایا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہجرت سے چند مہینے پہلے سے اس کو مقرر کیا تھا اور سخت خطرہ کے وقت میں اس پر اعتماد کیا تھا۔ کیا کنواں کھودنے، پاخانہ پیشاب صاف کرنے، مسجد بنانے، تعمیر کرنے، سڑک صاف کرنے وغیرہ میں مذہب کو دخل دیا جانا ضروری ہے؟ عالمگیر مرحوم کے جواب پر غور فرمائیے، ہاں اگر مسلمان قابل ہو اس کو ترجیح دی جانی چاہیے اور جب کہ آپ اہل ذمہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ: "دمائھم کدمائنا واموالھم کاموالنا"۔ پھر اس مساوات کے بعد آپ

خدماتی عہدوں میں بھی ان کو جگہ نہ دیں گے تو کس طرح حکومت چلا سکیں گے اور چیزوں کے متعلق بھی اپنے شبہات لکھ دیں مجھ کو فرصت نہیں ہے اگر ہوسکا تو لکھ دوں گا، ورنہ خفامت ہونا۔

پھر جناب شاہ صاحب کو آپ لوگوں نے غلطی میں مبتلا کر دیا ہے وہ بے چارے مجھ کو کیا جانیں میں خود سخت نالائق اور ناکارہ ہوں ان کو آپ وہاں کسی بزرگ سے مرید کرا دیجیے یا خود مرید کر لیجیے میں تو خود نااہل و ناکارہ ہوں۔

ذکر کے متعلق جو کچھ تحریر کیا ہے بہتر اور اُمید افزا ہے، ہمیشہ ذات حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف متوجہ رہنا چاہیے جو کہ بے چون و بے چگون تمام کمالات سے موصوف اور تمام نقائص سے پاک اور منزہ ہے۔ یہ ملکہ راسخہ جامہ فعلیت بصورت "وھم علیٰ صلوٰتھم دائمون". قائم ہو جائے۔ صراط مستقیم میں ہے...... وحقیقتش التفات دائمی است بسوئے ذات بیچون و بے چگون در ہمہ اوقات در نشست و برخاست وعروض مکاسب ومصائب واوقات خوردن وآشامیدن بحیثیتکہ ہیچ امر مانع التفات نہ گردد بمشابہ آنکہ ہرگاہ محبت چیزے یا اہتمام کارے در دل شخصے کہ راسخ گردد پس دریں اشتغال بحوائج ضروریہ واعمال معاشیہ دلش کما ینبغی بسوئے ہماں امر متوجہ ہی ماند چنانچہ بر ہر صاحب وجدان پوشیدہ نیست۔"

(صراط مستقیم صفحہ ۱۰۸)

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جبکہ ملکہ حاصل ہوگیا ہے تو اس کو فعلیت کا درجہ دیجیے اور دوام حضور کی کوشش کیجیے، اگر کوئی طالب راہ حق آئے اس کو اسلاف کا راستہ بتایئے۔ اگر آپ اپنے آپ کو اس کے لائق نہیں سمجھتے مگر جس پروردگار نے اس کو بھیجا ہے وہ اس کا کفیل اور مربی ہے۔ حضرت قطب عالم حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں...... دریں راہ جز درد نایافت وحسرت حرماں ہیچ نمی سراید چہ نایافت صورت نیستی دارد وآنچہ یافت دارد صورت ہستی دارد وہستی بلا۔ سالک است ونیستی موجب ثمرات بے غایات پس بریں درد نایافت ماند تا زید و بکار خود باید بود کار خلق حسب اجازت مشائخ باید کرد ما وشما وسیلہ بیش نیستم مالک خود کار ممالیک خود می کند وسائط را بہانہ بہادہ در دورو پوش فیضان خود کردہ واللہ معنا ومعکم...... (مکتوب پنجم صفحہ ۲۱۷)

دوسری جگہ فرماتے ہیں......

اگرچہ ایں روسیاہ گمراہ ہم سزاوار ایں امر عظیم نیست مگر امتثال امر بزرگاں نمود بیعت تبرکا می کند لہٰذا، آں برگزیدہ کونین بطوریکہ ایں مدبر را از بزرگان خود اجازت دادہ می آید مناسب کہ ہر کدام کس طالب

کہ رجوع نماید اخذ بیعت نمودہ تعلیم نام خدا نمایند ہرگز انکار نہ کنند ہدایت کنندہ ہادی مطلق است آن را کہ خواہد فرستاد ہدایت ہم خواہد کرد۔ (صفحہ ۲۱۲)

مدرسہ کا چکوال میں ہونا زیادہ مفید معلوم ہوتا ہے۔ استخارہ مسنونہ سات مرتبہ کیجیے اگر جواب میں کوئی ہدایت ہو فبہا ورنہ رجحان قلبی پر عمل کیجیے۔

والسلام

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ

۱۵ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ دیوبند

## مکتوبات گرامی

### شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

①

برادر عزیز زیدت معالیکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کے خطوط سے یہ معلوم ہو کر مسرت ہوئی ہے کہ آپ نے اس تکلیف کے زمانہ میں بھی ارشادات خداوندی اور فرمانِ نبوی کو پس پشت نہیں ڈالا ہے۔

مومن کا فریضہ یہی ہونا چاہیے کہ وہ ہر قسم کے مرور اور ہر نوع کے یسر میں حقیقی مولا کی اطاعت سے باہر نہ ہو، میں نہیں کہہ سکتا ہوں کہ جیل میں آپ نماز باجماعت پڑھتے ہیں یا نہیں، لیکن میں یہ صاف الفاظ میں عرض کرتا ہوں کہ آپ ان چیزوں کے حصول کے لیے اپنی تکلیفوں میں اضافہ نہ کریں اگر موقع ہو تو آئینی حدود میں رہ کر کارکنان جیل سے اجازت لے کر واجبات شرعیہ وفرائض اسلامیہ کو ادا کریں، اور اگر خدانخواستہ اجازت نہ ملے تو ایسی صورتوں میں غایت درجہ یہ ہے کہ اشارے تک سے نماز پڑھ لینے کا بھی حکم ہے، شرع کی عطا فرمائی سہولتوں پر عمل کریں۔

حضرت مولانا مدنی مدظلہ نے آپ کی غائبانہ بیعت منظور فرمالی ہے۔ اور فرمایا ہے کہ پچیس ہزار مرتبہ اسم ذات بغیر جہر اور بغیر کسی تعین وقت کے شب وروز پورا کرلیا کریں میں دعا گو ہوں کہ خداوند عالم

آپ کو اپیل میں کامیابی عطا فرمائے۔ حضرت مولانا مدنی مدظلہ سے بھی دعا کے لیے عرض کر دیا ہے۔

والسلام

محمد اعزاز علی غفرلہٗ

از دیوبند ۸ جمادی الثانیہ ۱۳۶۱ھ ۲۲ جون ۱۹۴۲ء

(۲)

عزیز مکرم زیدت معالیکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

میں ندامت کے ساتھ معافی کا خواستگار ہوں کہ آپ کے اس خط کا جواب بہت دیر میں روانہ کر رہا ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ میں اب ضعیف بھی ہو گیا ہوں۔ مشاغل ضروریہ کی کثرت ہے۔ سال ختم ہونے کو ہے۔ تو بعض اسباق بھی متعلق ہو گئے ہیں۔ مختصر یہ کہ اپنی عدیم الفرصتی کے اسباب غیر محدود ہیں۔ آج آپ کی خدمت میں عریضہ ارسال خدمت کر رہا ہوں۔ پہلا لفافہ جس میں آپ نے بقول اپنے دو صاحبوں کی بیعت کی نسبت حضرت مولانا مدنی مدظلہ کی خدمت میں عرض کرنے کو کہا تھا۔ مجھ کو نہیں ملا۔ ورنہ میں حضرت کی خدمت میں ضرور پیش کرتا۔

دارالعلوم کے حالات تفصیل طلب ہیں۔ مخالفین کی نظریں دارالعلوم کو تباہ کرنے کے لیے تلی ہوئی ہیں۔ موقع ڈھونڈ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ علامہ عثمانی کے خلاف خدا جانے آپ کو کیوں گراں گذر رہا ہے۔ خدا نے آپ کو عالم بنایا ہے۔ زمانہ ماضی میں اس کی نظیریں بہت ملیں گی۔ یہ سچ ہے کہ گھر میں آگ گھر کے چراغ سے لگی ہے۔ مگر صحیح بات یہ ہے کہ یہ چراغ بھی وہ تھا جو مٹی کے تیل سے روشن کیا جاتا تھا۔ حضرت علامہ عثمانی لیگ کے مقاصد پورے کرنے کو ضروری سمجھتے ہیں۔ اور حضرت مدنی مدظلہ لیگ کو اسلام کا بیخ کن قرار دیتے ہیں۔ لفظی چکر سے نکل کر اعمال کی تنقید کے بعد حضرت مدنی مدظلہ کا فرمانا ہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔

جمعیت نے حضرت مولانا مدنی مدظلہ کی سرپرستی میں ترقی کی ہے۔ آپ کے اطراف میں ممکن ہے کہ وہ اب تک گمنام ہو۔ مگر وہ اب زیادہ گمنام نہیں ہے۔ تالیفات کی اشاعت حتی الامکان بہت زیادہ کی جارہی ہے۔ لاہور میں ان تالیفات کی کوئی ایجنسی قائم ہے یا نہیں مجھ کو معلوم نہیں۔ حضرت مولانا مدنی مدظلہ کے متعلق لکھتے ہیں دشواری یہ ہے کہ ان کے صحیح حالات اس وقت خود انہیں کو معلوم ہوں گے۔

دوسرے لوگ ناواقف ہیں۔ اور اگر ان کو یہ معلوم ہو جائے کہ میرے حالات اس غرض سے شائع کئے جارہے ہیں کہ میری عظمت لوگوں کے دلوں میں قائم ہو۔ تو وہ سخت ناراض ہوں گے۔

علاوہ ازیں میرٹھ کے ایک صاحب نے چند واقعات ذکر کر کے چند ورق کا ایک رسالہ شائع کیا ہے۔ میرے نزدیک غلطی کی۔ حالات لکھنا تھے تو پوری تحقیق کے ساتھ اور بہت زیادہ مفصل اس کے لئے ایک جماعت کی ضرورت ہے۔ جو سرگرمی سے سوانح حالات مرتب کرے۔ اور بہت زیادہ روپے کی ضرورت ہے۔ جو ان کام کرنے والے کی تنخواہ پر صرف کیا جائے۔

جو حالات آپ نے تحریر فرمائے ہیں۔ ان کے ہوتے ہوئے افسوس کرنا آپ معاف کریں میرے نزدیک کفرانِ نعمت الٰہیہ ہے۔ آپ ذکر قلبی بھی کرتے ہیں۔ اور ذکر لسانی بھی۔ اور یہ بھی امید ہے کہ ذکر تمام بدن پر مستول ہو جائے۔ پھر جو آپ کا فرض منصبی ہے کہ گمراہوں کو راہ ہدایت پر لائیں۔ وہ بھی ادا کرتے ہیں۔ اس کے بعد اب آپ اور کیا چاہتے ہیں۔ اب اور چاہتے کیا ہو پیغمبری مل جائے۔ خدا کا شکر کیجئے آپکی یہ حالت ہم جیسے ناکاروں کے لئے غبطہ کے قابل ہے۔ آپ نے جیل خانہ میں رہ کر قلب کی ایسی اصلاح کی۔ جو ہم جیسے آزادرہ کر نہ کر سکے۔

ہماری حالتوں سے عبرت کیجئے۔ اور خدا کا شکر کیجئے اور دعا کیجئے کہ خداوند عالم ہم جیسوں کو بھی توفیق عطا فرمائے۔ اور اس کی مرضیات کو حاصل کریں۔ حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں بہت سے اردو دانوں نے کتابیں لکھی ہیں چالیس برس پہلے بعض کتابیں دیکھی بھی تھیں۔ مگر کسی مستند کتاب کا نام اس وقت یاد نہیں ہے۔ اُمید ہے کہ آپ مجھ کو دعا میں ضرور یاد رکھیں گے......

والسلام

محمد اعزاز علی غفرلہ از دیوبند

۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۵ھ

(۳)

میرے مخدوم زیدت معالیکم پس از تحیۂ مسنونہ،

آپ کا خط آیا، آپ کسر نفسی میں اس قدر متجاوز عن الحدود ہو گئے ہیں کہ مجھ کو خوف ہے کہ آپ کے الفاظ کفرانِ نعمت میں داخل نہ ہو جائیں۔ حضرت مولانا مدنی کی اجازت ہرگز ہرگز نااہل کے لیے نہیں ہوسکتی ہے آپ خدا کا شکر کریں، اور اس منصب کو غیر مترقب نعمت خیال کر کے مدارج میں ترقی کریں۔

وساوس وخطرات کو دل سے نکال دیں، شکر نعمت پر ازدیاد نعمت کا وعدہ خداوندی ہے۔ ہم خدام اکثر نزدیکاں بے بر میں ہیں تو ہوا کریں آپ تو دوران باخبر میں ہیں، فللہ الحمد، حضرت مولانا مدنی ممت فیوضہم سفر بہار میں مصروف ہیں پندرہ بیس یوم کے بعد واپسی ہوگی۔ اس وقت ان شاء اللہ ان کی خدمت میں آپ کا سلام عرض کردوں گا۔ ہو سکے تو حسن خاتمہ کی دعا آپ میرے لیے بھی کردیں۔

والسلام

محمد اعزاز علی غفرلہ

از دیو بند ۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۰ھ

(۴)

جناب محترم زید ت معالیکم، پس از تحیہ مسنونہ،

نامہ صادر ہو کر باعث عزت افزائی ہوا، جیل میں زمانہ دراز گذار کر یہ ثابت کر دیا کہ حضرت یوسف علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی تقلید اس گئے، گذرے زمانہ میں بھی ہو سکتی ہے، اللہ تعالیٰ آپ حضرات کی اس سعی فی الدین عن الدین کو مقبول ومشکور کرے۔ آمین۔

رقم پتہ ذیل پر روانہ کر کے رسید میرے پاس بھیج دیں تو "نقشِ حیات" میں روانہ کرادونگا، مکاتیب شیخ الاسلام کی جلد ثانی میں تاخیر صرف اس وجہ سے ہو رہی ہے کہ مکاتیب کی نکاسی اب تک پوری طرح نہیں ہوئی، اگر ہو جاتی تو اس روپیہ سے دوسری جلد شائع ہو سکتی، اس کے ناشر کے پاس روپیہ کی کمی ہے۔ سنا ہے کہ دوسری جلد پہلی جلد سے زیادہ ذخیرہ عجائب ہے۔

مدرسہ اظہار الاسلام کی خبر سے بہت خوشی ہوئی، خداوند عالم آپ کے جذبات دینی کو قبول فرمادے۔ آمین۔ حضرت مولانا آسام تشریف لے گئے ہیں۔ پندرہ بیس یوم کے بعد واپسی کی امید کی جاتی ہے۔ میں آپ کا دعا گو ہوں اور حسن خاتمہ کی دعا کا امیدوار ہوں۔

والسلام

محمد اعزاز علی غفرلہ

از دیو بند ۱۴ جمادی الثانیہ ۱۳۷۳ھ

حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے نام شیخ الادب رحمہ اللہ کے جملہ مکتوبات کے لیے ماہنامہ حق چار یارؓ لاہور کا "شیخ الادب رحمہ اللہ نمبر" ملاحظہ فرمالیں......رشیدی

# مکتوب گرامی

## حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ (سابق مہتمم دار العلوم دیو بند)

سلام مسنون!

سامی نامہ باعث عزت ہوا۔ میں مسلسل سفروں میں رہا اس لیے جواب میں تاخیر ہوگئی۔

جماعت اسلامی کے جدید فقہیات اور تفقہ کی فرعیات جو جناب نے قلمبند فرما کر ارسال فرمائیں انہیں پڑھ کر افسوس ہوا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوئی نیا فقہ تیار ہو رہا ہے اور پرانے فقہ کا لباس اُتار کر پھینکا جا رہا ہے۔ إنا للہ۔ جماعت اسلامی کے افکار و خیالات کے بارہ میں جہاں تک میری رائے کا تعلق ہے دو بار ظاہر ہو چکی ہے۔ جنوری ۱۹۴۷ء میں بھی اپنی رائے کا اظہار کر چکا ہوں۔

اس میں نفس تحریک الٰہی کے بارہ میں جس کا عنوان اب یہ نہیں رہا عرض کیا گیا تھا کہ اس سے کسے اختلاف ہو سکتا ہے بشرطیکہ یہ عنوان محض نہ ہو بلکہ اس کے نیچے حقیقت بھی وہی ہو جو اس عنوان کے شایانِ شان ہے۔ پھر اس کے بعد حضرت مولانا حسین احمد صاحب رحمہ اللہ کے ایک مکتوب کے مقدمہ کے طور پر احقر نے ایک تحریر لکھی تھی جس میں معیار حق کے مسئلہ پر کلام کیا تھا۔ اس سے ہی احقر کی رائے مکرر واضح ہوگئی تھی۔ پھر دہلی جمعیۃ العلماء کے دفتر سے ایک جماعتی بیان شائع ہوا۔ جس پر احقر کے بھی دستخط تھے اس میں اس تحریک کے اثرات (سلف سے اعتماد اٹھ جانے اور عظمت کے رشتے کمزور ہو کر اوپر زبان تنقید کھل جانے وغیرہا کو) ظاہر کر کے اس سے اپنی برأت کا اعلان کیا گیا تھا۔ بہر حال کئی بار آراء ظاہر ہو چکی ہیں جو اظہار خیال کے لیے کافی ہو جانی چاہیے۔ الخ

والسلام

محمد طیب

۳۰ شعبان ۱۳۸۳ھ

# مکتوباتِ گرامی

## مناظر اسلام حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی رحمۃ اللہ علیہ

### ①

باسمہ سبحانہ،

محترمی ومکرمی جناب مولانا قاضی مظہر حسین صاحب احسن اللہ تعالیٰ الیکم والینا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کرے مزاج گرامی بعافیت ہو۔ پاکستان کے بعض دینی رسائل میں جناب کا اسم گرامی تو بار بار دیکھا اور آپ کی ایک کتاب ''مودودی مذہب'' کے حوالے نظر سے گزرتے رہے لیکن یہ بات ابھی چند ہفتے پہلے پاکستان کے ایک مخلص کے عنایت نامہ سے معلوم ہوئی کہ آپ مولانا محمد کرم الدین صاحب دبیر رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں (جو سلانوالی ضلع سرگودھا) کے مناظرہ (۱۹۳۷ء) میں ایک فریق کی طرف سے صدر تھے۔ میں مولانا مرحوم سے واقف نہیں تھا۔ یاد آتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے بعض خطوط میں مولانا کا ذکر ہے اور مولانا مرحوم کی مرزا سے خط وکتابت بھی ہوئی ہے۔ ممکن ہے کہ وہ کوئی دوسرے بزرگ ہوں اور مولانا مرحوم کے ہم نام رہے ہوں۔ جن مخلص دوست نے مجھے یہ لکھا تھا کہ آپ مولانا کرم الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں۔ انہوں نے ہی یہ بھی لکھا تھا کہ سلانوالی کے مناظرہ میں راقم سطور (محمد منظور نعمانی) کے بارے میں مولانا مرحوم نے اچھی رائے قائم کی تھی اور اس کے بعد ہی انہوں نے جناب کو تعلیم کے لیے دارالعلوم دیوبند بھیجنے کا فیصلہ فرمایا۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے تلمذ اور پھر بیعت اور پھر اجازت کا شرف بھی عطا فرمایا۔ فهنيئاً لكم ثم هنيئاً لكم.

میں چاہتا ہوں اور میری یہ درخواست ہے کہ اگر یہ واقعہ ہے تو اس کی تفصیل جناب خود اپنے قلم سے تحریر فرمادیں مجھے اس کی ضرورت ہے۔

حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق جناب نے میرا مضمون اپنے دیباچہ کے اضافہ کے ساتھ جو شائع فرمایا تھا غالباً جناب ہی کی مرسلہ اس کی دو کاپیاں چند روز پہلے موصول ہوئیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔ اس سلسلہ میں یہ عرض کرنا ہے کہ رسالہ کے صفحہ ۲ پر سطر ۱۵، ۱۶ میں جناب نے حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جس مضمون کا ذکر فرمایا ہے اس کا اصل واقعہ یہ ہے کہ وہ مضمون

لکھا ہوا خود حضرت مولانا لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ اور ایک خاص مصلحت سے حضرت مولانا لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے خود دہلی کا سفر فرما کر حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت لی تھی کہ ان کے نام سے شائع کیا جائے۔ بلکہ دستخط بھی کرا لیے تھے۔ حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا عبدالشکور صاحب کا اس وجہ سے بھی بہت لحاظ اور ادب فرماتے تھے کہ مولانا کے بڑے بھائی، حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب کاندھلوی (والد ماجد شیخ الحدیث مدظلہ) سے مولانا عبدالشکور صاحب کا گہرا دوستانہ تعلق تھا ورنہ خود حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ نے شیعت کا مطالعہ نہیں فرمایا تھا۔ اس سلسلہ میں یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ وہ کام شروع نہیں ہوا تھا جو تبلیغ کے نام سے حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ صاحب کی نسبت سے اب ہو رہا ہے۔

میرا مقصد صرف یہ ہے کہ اس سلسلہ میں جو اصل واقعہ ہے وہ جناب کے علم میں آجائے دعاؤں کا محتاج اور دعا گو ہوں۔

مکرر یہ کہ حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اور خود جناب کے بارے میں جو کچھ میں نے دریافت کیا ہے اس کے جواب کا میں منتظر رہوں گا۔ خدا کرے کہ آپ جلدی ہی اس کو میرے لیے قلمبند فرما دیں۔ والامر الی اللہ۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

محمد منظور نعمانی

۲۸/اپریل ۱۹۸۱ء

(۲)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

۳.۴۲.۱۹۸۵

محترمی مکرمی حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت فیوضکم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

کل جناب کی خدمت میں ایک مفصل عریضہ لکھا تھا وہ کل حوالہ ڈاک نہیں ہو سکا تھا آج معلوم ہوا کہ ہمارے ایک عزیز دوست دو تین دن کے اندر ہی انشاء اللہ کراچی جانے والے ہیں میں نے مناسب

سمجھا کہ اس خط کی فوٹو کاپی کرا کے ان کے ذریعہ بھیج دی جائے وہ انشاء اللہ کراچی پہنچ کر حوالہ ڈاک کر دیں گے، امید ہے کہ میرے خط کی یہ فوٹو کاپی آپ کو اصل خط سے پہلے مل جائے وہ فوٹو کاپی اس عریضہ کے ساتھ منسلک ہے۔ مگر گذارش ہے کہ میں نے کشف الاسرار اور مجلسی کی ''حق الیقین'' کے بارے میں جو زحمت جناب کو دی ہے اسے فی سبیل اللہ تصور فرما کر برداشت فرمائیں گے۔

دا جر کم علی زنلہ۔ دعا کا محتاج وطالب اور دعا گو ہوں۔

والسلام

محمد منظور نعمانی

(۴)

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

از محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ

۱۰ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ (یوم الجمعہ) لکھنؤ

محترمی مکرمی جناب مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت فیوضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خدا کرے مزاج گرامی بعافیت ہوں۔ جناب کا عطیہ از مولانا عبدالوحید حنفی صاحب مرسلہ حق الیقین کا نسخہ ڈاک کے ذریعہ آج سے ۲، ۳ دن پہلے موصول ہوا ہے۔ اس کے ساتھ مولانا حنفی صاحب کا جو عنایت نامہ ملا ہے اس پر تحریر کی تاریخ ۵ شعبان لکھی گئی ہے۔ غالباً اس دن یا ایک دو دن بعد حوالہ ڈاک کیا گیا ہوگا۔ پارسل یہاں اس حال میں ملا کہ ڈاک کے محکمہ کے ذمہ داروں نے اس کو کھول کر دیکھا تھا اور شاید پوری تلاشی لی تھی لیکن الحمدللہ کتاب صحیح سالم آئی کہ اس کے ساتھ ۲۔۳ اشتہارات اور ۲ رسالے بھی۔

یہ آپ نے بڑی عنایت فرمائی رسمی طور پر نہیں صمیم قلب سے عرض کرتا ہوں کہ اس عنایت وکرم کے دل میں تشکر واحسان کی جو کیفیت ہے اس کے صحیح اظہار کے لیے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی شان عالی کے مطابق اس عنایت کا صلہ دنیا وآخرت میں جناب کو عطا فرمائیں۔ الخ......

والسلام

محمد منظور نعمانی

# مکتوبات گرامی

①

## مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

محترم المقام حضرت مولانا قاضی صاحب زید کرمہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! گرامی نامہ پڑھا آپ کی پرانی رائے ہے مگر مجھے اس میں تھوڑی ترمیم کرنا ہے جو زبانی عرض کروں گا۔ خیال ہے ترسوں تین دسمبر کو چکوال آنے کا اگر حالات نے اجازت دی اور خدا تعالیٰ نے ملایا تو عرض کردوں گا۔ آگے رب کا اختیار ہے۔ مضمون اخبار کا پڑھا آپ کے مضمون سے اختلاف اسی کو ہو سکتا ہے جو دین کا حامی نہ ہو......

والسلام

غلام غوث

②

حضرت قاضی صاحب زید مجدہ وکرمہ

السلام علیکم!

اگر آئندہ پھر کبھی از راہ شفقت لطف الملاقات کا شرف بخشیں تو یہ خیال ضرور رہے کہ برکت و رحمت کے ساتھ مجھے پڑھنے کی زحمت نہ ہو اگرچہ آپ کے مخصوص رسم الخط سے اچھا خاصا مانوس ہو چکا ہوں پھر بھی دقت کرنا اور سوچنا پڑتا ہے۔ مطلوبہ پرچے ارسال ہیں۔

اگر جمعہ کے جواز کا ترجمان القرآن اور دو جڑواں بیٹیوں کے نکاح والا ترجمان القرآن آپ کے پاس موجود ہو تو بہت جلد بذریعہ ڈاک ہی سہی روانہ فرمادیں اور تاریخ پیشی ۱۳ جولائی ہے۔ ایبٹ آباد میں اور بھی کوئی خاص بات والا پرچہ یا کتاب ہو تو ارسال کریں۔ آج کل مستغیث پر ہر طرح کی جرح کی جارہی ہے۔ باقی گرامی نامے کے اندر کی تفصیلی بحث میں مجھے آپ سے اتفاق کیا میں تو گویا مریدوں میں داخل ہوں۔ دیکھیے جمعیۃ اور مجلس شوریٰ اور آپ کیا کرتے ہیں مرکزی دفتر اور صوبائی

دفتر میں فرق ہے۔ صوبائی دفتر کو لاہور میں رہنا چاہیے۔ باقی اخبار کہاں سے نکلے اس کا دستور سے کیا تعلق اگر دستور کے ضمن میں یہ بات طے کی گئی ہے جس کا مجھے علم نہیں تو میں اس کی مخالفت کروں گا اور ایسا نہ ہوگا۔ فقط......والسلام

(۳)

محترم المقام حضرت قاضی صاحب زید کرمہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

خدا جانے کیا بات ہے الحمد للہ تعالیٰ اس غلط فہمی میں نہیں ہوں کہ کسی سے اچھا ہوں اور آپ کو ہر طرح مطاع ومقتدیٰ تصور کرتا ہوں۔

مگر حیران ہوں کہ دل یہی کہتا ہے کہ آپ ہماری سرپرستی فرمائیں اپنا کام علیحدہ رکھیں اور جاری رکھیں مگر منکرین حیات النبی ﷺ حامیان مودودیت اور مخالفین سب مجتمع ہوں اور ہم منتشر آگے آپ کا اختیار ہے۔ اور حقیقی مختار تو وہی رب مختار ہے حالات اچھے ہیں دعا کی ضرورت ہے......

والسلام

غلام غوث

## مکتوب گرامی

### محمود ملت حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مخدوم ومحترم حضرت قاضی صاحب دام مجدکم العالی۔

سلام مسنون، مزاج گرامی۔ گزارش ہے کہ جناب کا گرامی نامہ ملا آپ نے جس جذبہ ایمانی کے تحت جماعتی فیصلہ پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے اس سے بہت خوشی ہوئی علماء کی باوقار اور مقدس جماعت میں ایسے افراد کی ضرورت ہے کہ وہ سختی سے جماعت کو اس کے مقصد کی پابند رکھے جس کے حصول کے لیے جماعت کا وجود عمل میں آیا ہے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کی جماعت مرکزی مجلس عمومی میں اسلامی نظام حیات کو جمہوری مجلس عمل کے مقاصد میں اولین حیثیت دیکر شامل کر دیا ہے اور تین چار یوم تک مختلف کل جماعتی مجالس میں اسی موضوع پر ہی ہم نے سخت لڑائی کی ہے اور آخر کامیاب ہو کر رہے۔ اخبارات نے بالکل ناقص کر کے چھاپہ ہے اصل قرارداد کے الفاظ آپ کو لف کر کے بھیج رہا ہوں

-باقی قرارداد کے الفاظ ترجمان میں بھی صحیح ترجمہ کے ساتھ شائع نہیں ہوئے اصل قرارداد انگریزی میں تھی ہم نے اس کا لفظی ترجمہ کرالیا اور وہی آپ کو بھیج رہا ہوں۔

میں ایک ہفتہ سے بیمار صاحب فراش ہوں۔ میرے محترم اس قرارداد کی ترتیب وتدوین کے سلسلہ میں آپ اگر مولانا عبداللطیف صاحب (جہلمی) کو لے کر ملتان تشریف لے آویں تو میں اندر کی تمام باتیں اور پورا نشیب وفراز آپ کے سامنے رکھ دوں گا اور مجھے یقین ہے کہ آپ مکمل طور پر مطمئن ہوجائیں گے یا حضرت مولانا غلام غوث صاحب سے ملاقات فرمالیں وہ پوری طرح حالات سے باخبر ہیں یا مولانا محمد اکرم صاحب (لاہوری) سے اطمینان حاصل فرمالیں۔ مجھے تو خوشی ہوگی کہ آپ ملتان تشریف لے آویں۔

گفتگو اور پوری تفصیلی حالات کے بعد بھی آپ مطمئن نہ ہوں تو پھر اختلاف کا اظہار فرماتے، دعاؤں میں یاد فرمائیں۔

والسلام

محمود عفا اللہ عنہ از ملتان

۱۹۷۰ء

## مکتوب گرامی

### جانشین امیر شریعت مولانا عطاالمنعم شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مجاہد اہل سنت حضرت مولانا قاضی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

قریبا دو ماہ ہوئے کہ آپ کے شناسا اور میرے محترم جناب مولوی غلام یٰسین صاحب جہلمی نے میری خصوصی فرمائش پر جناب کی تالیف لطیف ''بشارت الدارین'' آپ کے مکتبہ سے قیمتاً حاصل کرنا چاہی تو میرا نام معلوم ہونے پر آپ نے اس کی واجبی قیمت وصول کیے بغیر ہی ہدیۃً عنایت فرمادی جو موصوف کی سفر سے واپسی پر مجھے مل چکی ہے۔ آپ نے قیمت نہیں لی یہ حسن سلوک ہے۔ فجزاک اللہ تعالیٰ.

باقی ہدیہ تو یوں بھی بے بہا ہوتا ہے از روئے حساب دینا بجز توجہ قلب از دیاد محبت اور جوابی خدمت کے سوا اس کی قیمت نہیں ہوتی۔ سوان شاء اللہ تعالیٰ اس کی توقع ہے اور عملاً بھی یہ حق ادا کرنے کی سعی کی جائیگی۔ واللہ المستعان۔ البتہ مکتوب تشکر میں تاخیر میرے جیسے سراپا قصور کی غفلت اور کوتاہی کا نتیجہ ہے

ورنہ وصول ہدیہ کے بعد از خود پیدا ہونے والے احساس جواب اور قاصد ہدیہ کی یاد دہانی کے سلسلہ میں کوئی قصور حائل نہیں ہوا۔ گو اس کے علاوہ قریباً ڈیڑھ برس کی مسلسل بیماری اور ذاتی اور جماعتی مصروفیات کا شرعی عذر بھی موجود ہے تاہم معذرت خواہ ہوں۔ امید ہے محسوس نہ فرمائیں گے۔

② کئی برس سے پندرہ روزہ ''الاحرار'' کی ادارت کا کام گھسیٹ رہا ہوں میرے نقطہ نگاہ سے علمی اور تبلیغی طور پر اب اس کا رخ حسب منشا ہو رہا ہے چند روز تک اس کے سابقہ شماروں میں سے چند پرچے بطور نمونہ اور ہدیۃً بھجواؤں گا۔ بعد مطالعہ اگر طبیعت آمادہ ہو تو عقیدہ و مسلک اہل السنت والجماعت کے مطابق کبھی کبھی کوئی چھوٹا بڑا مضمون اور مکتوب و مراسلہ چھپنے کے لئے بھیجا کریں تو شکر گزار ہوں گا۔ اس کے علاوہ اگر کوئی اخلاقی، قانونی یا کسی اور قسم کی مصلحت مانع نہ ہو تو کیا آپ اس کی اجازت دیتے ہیں کہ بشارت الدارین حسب موقع اور گنجائش ''الاحرار'' میں بالاقساط شائع کر دی جائے؟

یہ میری دلی خواہش ہے اور مولانا غلام یٰسین صاحب مذکور جو حسن اتفاق سے اس وقت میرے پاس بیٹھے ہوئے ہیں اور دوسرے کئی احباب بھی اس بارہ میں میرے ہمنوا ہیں۔ اس کے متعلق پہلی فرصت میں آپ کی تحریریں رضامندی اور اجازت کا بے چینی سے منتظر ہوں گا۔ امید ہے کہ مناسب اور حسب ضرورت جواب باصواب سے خورشید فرمائیں گے۔ واللہ الموفق

③ جماعت اسلامی اور مودودی صاحب کے متعلق آپ کا پرانا اور مشہور مقبول مضمون جس میں اکابر دیوبند کا بالعموم اور حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا بالخصوص دفاع کیا گیا ہے۔ لیکن اس کا کتابی نام فی الوقت یاد نہیں رہا۔ نیز حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا مرتب کردہ شجرہ روحانیہ جس میں حضرت کے خودنوشت حالات بھی شامل ہیں اور چند برس ہوئے آپ نے اس کو بڑے اہتمام سے شائع کیا تھا۔

اور اگر کوئی مزید اس سلسلہ میں نئی مطبوعہ بھی ہو تو سب کے دو دو نسخہ پر مشتمل وی پی میرے نام کر دی جائے۔ ان شاء اللہ وصول کر لی جائیگی اور کیا لکھوں سب سے بڑی اور آخری فرمائش اپنی اور اماجی مدظلہا اور اپنی بیوی بچوں کی صحت و عافیت حصول علم دین توفیق عمل خیر نیز عزیمت و استقامت اور حسن خاتمہ کے لئے مسلسل دعاء کی التماس ہے۔ امید ہے کہ اس سے دریغ نہ فرمائینگے۔ والسلام

مخلص و فقیر ابو معاویہ

۲۸ ذی الحجہ ۱۳۹۸ھ

# مکتوب گرامی

## حضرت مولانا صوفی عبدالحمید صاحب سواتی مدظلہ

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ جناب والا کی مرسلہ کتاب ''خارجی فتنہ'' اور ''دفاع صحابہ'' وصول ہو چکی ہیں۔ یاد فرمائی کا شکریہ۔

اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطاء فرمائے۔ آپ نے خارجیت اور ناصبیت کا تعاقب فرمایا ہے یہ فتنہ رفض وشیعیت سے کم خطرناک نہیں۔ البتہ ایک بات محسوس ہو رہی ہے کہ کتابوں میں طوالت زیادہ ہے۔ اگر قدرے اختصار ہوتا تو بہتر تھا۔

والسلام

عبدالحمید

یکم ربیع الاول ۱۴۰۳ھ

(۲)

شیخ الحدیث (یعنی حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب دام مجدہم) سے آپ کی کتاب پر تبصرہ کے لئے کہا تھا۔ انہوں نے اپنی بیماری کی وجہ سے معذرت کی۔ آج کل سابقہ امراض کے علاوہ انہیں کمر میں شدید درد ہو گیا ہے۔ دعا فرمائیں۔ میرے ناقص خیال میں اس پر ہمارے جیسے لوگوں کے تبصرہ کی کوئی خاص ضرورت نہیں۔ جناب والا کا اسم مبارک اور نام نامی ہی سند کافی ہے۔ آپ اہل حق کے ترجمان اور سلف کے امین ہیں۔

والسلام

عبدالحمید

۲ ربیع الثانی ۱۴۰۴ھ

# مکتوب گرامی

## شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ

مخدوم گرامی قدر حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہم العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

خدا کرے مزاج گرامی بعافیت تمام ہوں۔ آمین

آپ کی طرف سے مختلف قراردادیں اور پمفلٹ آپ کی کرم نوازی سے موصول ہوتے رہتے ہیں۔ چونکہ ان میں کوئی جواب طلب بات نہیں ہوتی اس لئے جواب نہیں دیتا۔ لیکن ان سے جناب کی سرگرمیوں کا علم ہوتا رہتا ہے۔ اور دعا گو بھی رہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ جناب کو جزائے خیر عطا فرمائیں۔ آمین

تازہ کتاب ''خارجی فتنہ۔ جلد اول'' موصول ہوئی۔ سرسری طور پر دیکھی دل بہت خوش ہوا۔ آپ نے مسلک حق کی خوب ترجمانی فرمائی ہے۔ آجکل اس معاملے میں جو افراط وتفریط چل رہی ہے۔ آپ نے اُس سے ہٹ کر اعتدال کا جو راستہ اختیار فرمایا ہے وہی علماء حق کا طریقہ رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔ یہ عریضہ محض اپنے جذبات کے اظہار کے لئے لکھا ہے۔ اس کی اشاعت مقصود نہیں۔

والسلام

تقی عثمانی

۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ

اھدنا الصراط المستقیم

الصیانۃ کا ایک افسوسناک مکتوب

ماہنامہ ''الصیانۃ'' لاہور دسمبر 2002ء شوال 1423ھ۔ میں شیخ المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدث سہارنپوریؒ کا ایک مکتوب بعنوان ''حقیقت افروز تاریخی مکتوب بجواب حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ'' شائع ہوا جو بندہ کے نزدیک ایک افسوسناک اور حیران کن مکتوب ہے جس کے متعلق کچھ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہے، قارئین کی واقفیت کے لئے مکتوب مذکور کے چند اہم اقتباسات حسب ذیل ہیں۔

---

اھدنا الصراط المستقیم

## الصیانۃ کا ایک افسوسناک مکتوب

ماہنامہ ''الصیانۃ'' لاہور دسمبر 2002ء شوال 1423ھ۔ میں شیخ المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدث سہارنپوریؒ کا ایک مکتوب بعنوان ''حقیقت افروز تاریخی مکتوب بجواب حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ'' شائع ہوا جو بندہ کے نزدیک ایک افسوسناک اور حیران کن مکتوب ہے جس کے متعلق کچھ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہے، قارئین کی واقفیت کے لئے مکتوب مذکور کے چند اہم اقتباسات حسب ذیل ہیں۔

ماہنامہ حق چاریارؓ کے لئے آخری ادارتی تحریر کی چند ابتدائی سطور جو آپ کی حیات میں ''شیخ الہندؒ نمبر'' کے عنوان سے شائع نہ ہوسکی اب ان شاء اللہ بہت جلد آخری تصنیف کے طور پر منظر عام پر آئے گی۔

# خدام اہل سنت کی دعاء

خدایا اہلِ سُنّت کو جہاں میں کامرانی دے
خلوص و صبر و ہمّت اور دیں کی حکمرانی دے

تیرے قرآں کی عظمت سے پھر سینوں کو گرمائیں
رسولؐ اللہ کی سُنّت کا ہر سو نور پھیلائیں

وہ منوائیں نبیؐ کے چار یاروں کی صداقت کو
ابو بکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و حیدرؓ کی خلافت کو

صحابہؓ اور اہلِ بیتؓ سب کی شان سمجھائیں
وہ ازواجِ نبی پاک کی ہر شان منوائیں

حسنؓ کی اور حسینؓ کی پیروی بھی کر عطا ہم کو
تو اپنے اولیاء کی بھی محبت دے خدا ہم کو

صحابہ نے کیا تھا پرچم اسلام کو بالا
انہوں نے کر دیا تھا روم و ایراں کو تہہ و بالا

تیری نصرت سے پھر ہم پرچم اسلام لہرائیں
کسی میدان میں بھی دشمنوں سے ہم نہ گھبرائیں

تیرے کن کے اشارے سے ہو پاکستان کو حاصل
عروج و فتح و شوکت اور دیں کا غلبہ کامل

ہو آئینی تحفظ ملک میں ختم نبوت کو
مٹا دیں ہم تیری نصرت سے انگریزی نبوت کو

تو سب خدام کو توفیق دے اپنی عبادت کی
رسول پاک کی عظمت، محبت اور اطاعت کی

تیری توفیق سے ہم اہل سنت کے رہیں خادم
ہمیشہ دین حق پر تیری رحمت سے رہیں قائم

نہیں مایوس تیری رحمتوں سے مظہر ناداں
تیری نصرت ہو دنیا میں قیامت میں تیری ضو ہو

از! حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ

RG.NO.LRL219